بیمن حمد چمن پیرائی چمنستان کون و مکان و کارفرمائی ما شاء کان

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر نو عروس
کلام زیبا و نو طرز التقریر مرصع و تحریر حیرت افزائے

جلد پنجم حصہ اول

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار سوم

تصنیف ناظم و نثار زمان داستان گوے شیرین بیان سخن سنج و مصائب خوان
پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن صاحب علم و ہنر جناب منشی احمد حسین مخلص بہ قمر
باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں بحلیۂ طبع محلی ہوئی

اعلان۔ حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے۔

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے بلاقیمت مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی نہایت مناسب رکھی گئی ہے یہان بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

المشتہر مینجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

قصہ جات نثر اُردو

الف لیلہ باتصویر۔ مترجمۂ سخنور سحر بیان ابو ناظم مولانا مولوی محمد حامد علی خان حامد کاغذ سفید۔	عہ ر
" " کاغذ حنائی	عہ ر
طلسم ہوشربا (جلد اول)	سے ر
" (جلد دوم)	سے ر
" (جلد سوم)	سے ر
" (جلد چہارم)	للعہ
" (جلد پنجم)	زیر طبع
" (جلد ششم)	للعہ
" (جلد ہفتم)	للعہ
طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ	۱۲ ار
فسانۂ عجائب متوسط قلم ۔	۷ ر
ایضاً باریک قلم بلا تصویر۔	۴ ر
سروش سخن۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔	۶ ر
باغ و بہار۔ معروف بہ قصہ چہار درویش باتصویر۔	۰۴ ر
آرایش محفل۔ قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش۔	۶ ر
ایضاً بغیر تصویر۔	۵ ر
داستان امیر حمزہ۔ باتصویر۔	عہ ر
مقتول جفا۔	۲ ر
نوطرز مرصع ۔	۲ ر
بستان حکمت۔ اُردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان گویا۔	عہ ر
جام سرشار باتصویر۔ مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی	عہ
فسانۂ آزاد کامل۔ مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ در کشمیری ہر چہار جلد۔	مہ ر
فسانۂ جمیل۔ مترجمۂ منشی حامد حسین قصہ قابل دید ہے۔	۵ ر

بیمن چمن پیرای چمنستان کون و مکان و کارفرمای ماشاکان

فسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر در ہوش ربائے جادو تقریر نوعروس
کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنے

جلد پنجم
حصہ اول

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار سوم

تصنیف ناظم و نثار زمان جامع داستان ہائے شیرین بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان گرامی اہل فن صاحب علم و ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بہ قمر
باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحلیۂ طبع محلی ہوئی

اعلان - حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے -

Checked 1965

Checked 1969

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب طلسم ہوشربا جلد پنجم من تصنیف شاعر شیرین مقال نثار بیمثال صاحب علم و ہنر جناب منشی مرزا احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر نظم مؤلف

اے بلبل خامہ ہان چہکجا ہو باغ سخن مین نغمہ پیرا آغاز ہو حمد کبریا کی
تعریف رقم کرون خدا کی کیا پاک ہی ذات رب عالم کیا کیا ہین صفات رب عالم
مالک ہی زمین و آسمان کا بانی ہی بنائے دو جہان کا کیا خاک کو اُسنے دی ہی تاثیر
مٹی ہی کہین کہین پہ اکسیر

زہے صنعت باغبان قضا و قدر کیا کیا نیرنگیان دکھائین اللہ اکبر کہین زیبائی شاہد گل کی کہین نغمہ سرائی بلبل کی کہین قمری طوق اطاعت بگردن مصروف تسبیح حق سرہ کہین فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف بہ کوکو ہر برگ و بار سے رنگ قدرت نمائی ہویدا ہی ملاحظہ چمنستان عالم ست بوے یکتائی پیدا ہی کارساز برحق خالق مطلق حلیم رحیم کریم سمیع علیم بصیر جل جلالہ و عم کمالہ

نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا محبوب خالق ارض و سما باعث ایجاد عالم محترم و محتشم ماہ افوج رسالت آفتاب عالمتاب آسمان نبوت نظم مؤلف

لکھ اے کلک نعت رسول خدا کہ صاحب ہی جو قاب قوسین کا وہ بزم نبوت کا مصباح ہی

Checked 1975

طلسمات عالم کا فتاح ہے
یہ روشن ہی ہر ایک پر سر بسر

کروں ذکر کیا اُسکے اعجاز کا
کیا ایک انگلی سے شق القمر

رہے جس سے حیرت میں سلطان
یہ مُہر نبوت سے پایا نشان

کہ ہی لوح فتح طلسم جہان

منقبت جناب امیر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام قصیدہ

اے ثنا خوانت پیمبر یا امیر المومنین
مہد میں چیرا ہی اژدر یا امیر المومنین
تیرے بحر فیض کو دیکھے جو اہی دریاے فیض
راز دانش یا پیمبر یا امیر المومنین

قدر دانت رب اکبر یا امیر المومنین
عدل میں حضرت کے مجکو ایک نکتہ یاد ہے
قطرہ بنجاے سمندر یا امیر المومنین
مدح خوان ہے یہ قمر شاہا نگاہ مہر کر

بچپنے سے ہو غضنفر یا امیر المومنین
قصۂ باز و کبوتر یا امیر المومنین
کُنہ ذات با صفات حق نمیداند کسی
آفتاب ذرہ پرور یا امیر المومنین

سبب تصنیف حیرت افزا جلد پنجم کتاب طلسم ہوشربا

بخدمت دقیقہ سنجان معانی پرور و سخنوران فیض گستر و قدر دانان متاع بازار معانی و خریداران جواہر زواہر کالاے ہوشربا اے دکان سخندانی ناظرین اولوالابصار و نازک خیالان عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ حقیر سراپا تقصیر خاک پاے رہروان جادۂ منازل علم و کمال و کفش بردار سالکان مراحل قیل و قال اذل کونین منشی احمد حسین بندۂ احقر خالق جن و بشر متخلص بہ قمر عرض رسا ہے کہ ایک روز غریب خانے میں حاضر تھا کہ ہمارے دوست صادق محب واثق مورد فیوض لم یزلی جناب میر معصوم علی صاحب نے سرفراز نامہ فیض شمامہ جناب مستطاب معلی القاب قدر دان اہل فضل و ہنر سخن فہم و دُرِّ الاگہر گوہر بے بہاے بحر زخارِ ریاست سرو خراماں بوستان امارت نیر اعظم برج سپہر جاہ و جلال و بدر درخشان آسمان دولت و اقبال مسند نشین بزم خلق و مروت زینت افزاے اورنگ شوکت جوہر شناس فلک اساس والا مرتبت عالی ہمت ادیب صاحب تہذیب نافع الخلق جامع الخلق نظم

حفظ آداب میں آئے نہ کسیطرح خلل
فیض تعلیم سی قالب میں گئی روح بدل
ادب آموز فلاطون ہیں مضامین خیال
حشمتات دفتر اقلیم رہیں سب مہمل
عزت و دولت و اقبال رہیں سب ہمراہ

دیکھ او طبع رسا خوب سنبھل خوب سنبھل
خلق وہ خلق کہ انجام تصور سے زیادہ
ہر کنایہ میں ارسطو کو ہی تعلیم عمل
ای خدا تا کہ رہیں شمس و قمر کے جلوے
شوکت و شان و تجمل میں نہ پیدا ہو خلل

تجھے جو حیوان وہ انسان بنے خدمت سے
سیکھیے اسکو سبق حضرت استاد ازل
گر نہ آمیزش تدبیر سی پائیں ترتیب
ای خدا تا کہ رہیں رات سے دن بیت و بغل
تما زن مخزن علم و شعور سینے

جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع نامی اودھ اخبار دام اقبالہ کالیکر تشریف لائے نیاز مند سرفراز ہوا مرحمت و عنایت پر نہایت ناز ہوا فوراً دولت زیارت کیمیا خاصیت حاصل کی ازراہ قدردانی ارشاد فرمایا

کہ براہ مہربانی جلد پنجم و ششم و ہفتم کتاب طلسم ہوشربا بعبارت لطیف و نفیس کہ پسند خاطر خاص و عام ہو تحریر فرمایئے کہ ناظرین بلند بین و مشتاقان خوش آئین اس سے لطف اٹھائین مگر تعجب کا مقام ہے کہ آپ ایسا کامل و اکمل داستان گو وحید عصر شاعر و نثار ہر فن مین ذیوقار لکھنؤ مین موجود ہو افسوس ہمکو قبل خبر نہوئی اب زبانی اکثر رؤساے ذیوقار و شاہزادگان والاتبار کے ظاہر ہوا آپ کے کمال سے بخوبی ماہر ہوا اسوجہ سے اپنے دوست جناب میر صاحب موصوف مذکور کو ذریعہ کرکے آپ کو تکلیف دی اگر قبل سے آپسے نیاز ہوتا تو یہ جو چار جلدین طبع ہوئی ہین آپ ہی سے انکا ترجمہ کراتے اور لکھواتے خیر اب تامل نہ فرمایئے بسم اللہ قلم اٹھایئے مقامات رہائی اسد و لاقا و حالات طلسم باطن یہ داستانین منتخب ہین ہر کس و ناکس کا یہ کام نہین کہ تحریر کر سکے یا بیان کرے اور راہ تقریر چہرۂ ہفت بلا مین بھی قدم رکھے کیا مجال اشعار سے تازہ کرنا اور چیز ہے ان داستانون مین اسرار ہین اسکا کسکو تمیز ہے ہر کہ و مہ آپ کا مدح خوان ہے واضح ہو اس شہر مین سب داستان گو آپ کے پیرو ہین دفتر ہوشربا آپ ہی کی سحر بیانی سے مشہور عالم ہوا ورنہ کوئی اسکے نام سے بھی آگاہ نہ تھا اب آپ کو انکار بیکار ہے ناظرین کو ہر سہ جلد کے طبع ہونے کا بہت بڑا اصرار ہے الاشتیاق اشد من الموت مشہور ہے بہر نوع ترجمہ کرنا آپ کو ضرور ہے ہر چند کہ یہ حقیر اس تحریر کی لیاقت نہ رکھتا تھا لیکن بمفحواے الامر فوق الادب انکار نہ کر سکا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب ممدوح کے تحریر و تالیف و ترجمہ ہر سہ جلد کا اقرار کیا

التماس بخدمت حضرات ناظرین و شائقین

اب خدمت ناظرین با تمکین و صاحبان بلاغت و فصاحت آئین مین یہ بے بضاعت سرگشتہ وادی حیرت مرکب بہ جہل و نادانی آشنائے بحر رموز سخندانی عرض رسا ہے کہ اگر کہین اس ترجمہ مین غلطی پائین از راہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائین ہر چند بخوف حرف گیران و افشا کنندگان عیوب سخنوران سے نہایت لرزان و ترسان ہون لیکن انشاء اللہ تعالی بحول قوۃ و اعانت رب اکبر و بتائید خالق جن و بشر و بمدد ستار العیوب و غافر الذنوب ایسی داستانہاے لطیف بعبارت ظریف شائقین ملاحظہ فرمائینگے امید واثق ہے کہ حظ وافر اٹھائین گے

نظم

گو مرے جنس سخن کی قدر دانی کیا مگر
نقد دل دیدے کے خواہان نکتہ دان ہون تو سہی
ترجمہ اچھا نہین ہر چند مجھ نافہم کا
اہل دانش جتنے ہین سب مدح خوان ہون تو سہی
داستانین مندرج ایسی ہون حسن و عشق کی
دل ضعیفون کے بھی سن سنکے جوان ہون تو سہی
ہون رقم برق و عمرو کی اسطرح عیاریات
دنگ سب مکار و غدار جہان ہون تو سہی
اس طرح لکھون کسی موقع پہ حال انقلاب
منفعل گردش سے اپنی آسمان ہون تو سہی
نعرۂ مردان میدان وہ لکھون ہیبت فزا
آب ڈر سے زہرۂ شیر ژیان ہون تو سہی

یون کرون تحریر رنگین آمد فصل بہار
بلبلین گلشن مین میری مدح خوان ہون توسہی
داستانین سب وہ ہون دلچسپ و مضمون دلپسند
ناظرین بیحد و احصا شادمان ہون توسہی
اے **قمر** رنگین عبارت وہ ہو جسکے رشک سے
روے اعدا زرد شکل زعفران ہون توسہی

آغاز داستان شوکت بیان ارادہ کرنا افراسیاب جادو کا بہ تحریک کلاب عقاب سوار قتل شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا اور پہونچنا اُس خبر وحشت اثر کا شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو اور مغموم ہونا خواجہ کا اور آنا تحریر کوہ نشین کا اور جنگ کرنا کلاب عقاب سوار کا مرخ وغیرہ سے اور قتل کرنا اُن سب کو خواجہ عمرو عیار یکتاے روزگار کا ساقی نامہ

پلا ساقیا خون دل کی شراب
کھلا ساقیا مرغ دل کے کباب
کہان ہے تو اے ساقی گلعذار
دکھاتی ہو جوبن عروس بہار
ترے میکدے کی سدا خیر ہو
نشہ مین طلسمات کی سیر ہو
گلابی اُٹھا ساقی بے نظیر
کہ پیر مغان خود ہے روشن ضمیر
ترے دور مین کیون نہ مسرور ہون
سمجھنا نہ یہ مست و مخمور ہون
مرے ساقی مہرخ و بیعدیل
نہین کوئی عالم مین تجھسا شکیل
اُٹھا ابر رحمت کہ ہے وقت سعد
کرین کیون نہ چشمک نئی برق و رعد
ہوئی کیا عنایات رب صمد
صریر قلم ہے کہ گونجا اسد
رہائی کا اک شیر کی ذکر ہے
بلاؤن سے بچنے کی بھی فکر ہے
اسد شیر دل ہوئینگے جب رہا
کھلین گے اُدھر حجرہ ہاے بلا
پلا جام صہباے حیرت شتاب
نہ مغرور ہو مثل **افراسیاب**
امید وفا ہے تری ذات سے
بچانا مجھے ظلم **آفات** سے
قمر طبع روشن کا جلوہ دکھا
کہ مشتاق ہین مہوش جا بجا
تڑپتا ہے دل اور ہی ذکر ہے
کہ عیاری **برق** کی فکر ہے
اشارہ ہے یہ طبع بیباک کا
بندھے رنگ محفل مین چالاک کا
عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان
تراشندہ ریش جادوگران
زنا مش بہ بزم عدو ابتری
شہنشاہ اقلیم افسون گری

اسیران دام حسرت انجام صعوبت و گرفتاران محبس اندوہ و محنت محبوسان خرابۂ درد انگیز و مقیدان قید خانۂ آفت خیز پابندان سلسلۂ زنجیر و دلبستگان ریسمان پیچ و تاب تقریر حال حیرت اشتمال رہائی شمع دودمان صاحبقرانی رافع رایات کشور عالیجناب سرکوب **افراسیاب** صاحب چتر و افسر **اسد** دلاور کلک جواہر سلک سے یون زیب قرطاس فرماتے ہین اور مشتاقان گوش آواز کو داستان نو سناتے ہین اول ظاہر کرنا اس مضمون کا پر ضرور ہے کہ جلد چہارم مین اس مقام تک تحریر ہوا ہے کہ **کلاب عقاب سوار** عین معرکہ کارزار مین بخدمت **افراسیاب**

حاضر ہوا ہی اور **افراسیاب** کو مقابلۂ **مہرخ** وغیرہ سے یہ صلاح دیکر پھیر لے گیا کہ اے شہنشاہ اب آپ کس لیے لڑتے ہین بیکار ہر روز یہ معرکے پڑتے ہین جنگ سے ان تیرہ بختون کی تامل کیجیے پہلکر شمع حیات **طلسم کشا** کو گل کیجیے سارا فساد دفع ہو جائے دل شہنشاہ کا اس صدمۂ جانکاہ سے آرام پائے پھر باغیون کو سزائے کامل ملے ہوا خواہان سرکار کا غنچہ آرزو کھلے یہ بات **افراسیاب** کو بہت پسند آئی اور خوش ہوکر کہا واہ بھائی خوب تمنے تدبیر بتائی غرض **افراسیاب** طبل بازگشت بجواکر بصد کروفر مع لشکر سرداران شقاوت اثر زیر گنبد نور آکر اترا ہی اس ارادہ پر کہ صبح کو **اسد** کو قتل کرونگا اُسکے خون سے ہاتھ بھرونگا اور یہ خبر وحشت اثر ایک جادوگر نے ملکہ **بران شمشیر زن** اور خواجہ **عمرو** کو سُنائی ہی اور یہ حال رنج مآل سُنکر طبیعت **عمرو** کی گھبرائی ہی اور خواجہ **عمرو بران** سے یہ کہکر اُٹھے کہ اے ملکہ یا تو صبحکو اسد کو چھڑاتا ہون یا جان دینے جاتا ہون یہ کہکر بہ تعجیل اپنے لشکر مین آئے عیاران نامور کو ساتھ لیکر طرف گنبد نور کے روانہ ہوے ہین اور **زلقا** پردۂ قاف سے آکر مصروف عیش ہی اور زلزلۂ قاف ثانی سلیمان **حمزۂ صاحبقران** عالی شان مع سرداران نامی وپہلوانان گرامی بفر فریدونی وحشمت جمشیدی داخل بارگاہ سلیمانی ہین **بیت** جو ہین زبدۂ زمرۂ داستان وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان + شاہباز کلک کو صیدگاہ میدان صفحۂ قرطاس مین براے شکار طائر روح **کلاب** عقاب سوار یون بلند پرواز کرتے ہین اور شیران مضامین تعقب غزالان سطور مین ناز کرتے ہین کہ جب **کلاب** عقاب سوار دکا **افراسیاب** ناہنجار کو قتل **اسد** نامدار پر زیر گنبد نور بصد سرور آمادہ کرکے داخل بارگاہ ہوا اور تحریر ہو چکا ہے کہ اس خبر وحشت اثر کو خواجہ **عمرو بن امیہ** نامدار نے سنا سر دھنا اور مع عیاران لشکر براے جستجوے خبر اسد نامدار بیقرار ہوکر داخل شہر ناپرسان ہوے اور ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ **افراسیاب** مین آئے دیکھا کہ **افراسیاب** تاج نخوت برسر تخت نکبت پر بصد کروفر متمکن ہے پہلو مین ملکہ **حیرت** زیور ولباس سے آراستہ خلعت ناز وادا سے پیراستہ کرسی جواہر نگار پر مثل طاؤس طناز کلمات **افراسیاب** پر گوش بر آواز جلوہ فرما ہی صحبت عیش ونشاط بصد انبساط گرم ہی یکایک **کلاب** عقاب سوار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ یہ ترنخواہ عرض کرتا ہی منادی کو حکم ہو کہ مشتہر کرے کہ صبح کو **طلسم کشا** قتل کیا جائیگا اور اپنی سرکشی کی سزا پائیگا یہ گفتگو درپیش تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر سیہ فام بصورت مہیب بشکل عجیب سامنے **افراسیاب** کے آیا دعائے ثناے شہنشاہی بجالایا **افراسیاب** نے پوچھا اے **تحریر کوہ نشین** اسوقت آنیکا کیا سبب ہوا دست بستہ اُسنے عرض کی کہ زیارت شہنشاہ کا مشتاق ہوا صرف ملازمت کو نہین آیا ہون ایک عرض بھی کرنے آیا ہون غلام نے زبانی طائران طلسم کے مژدۂ قتل **طلسم کشا** سُنا ہوش اڑگئے براے خیرخواہی

واجب و لازم ہوا کہ سرکار سے اسرار اس طلسم کے عرض کرون مین حضور کے بزرگون کے وقت سے صاحب کتاب ہون میرے پاس روزنامچہ مقیدان طلسم کا حاضر ہی لکھوار ہر وقت اس کتاب ساختۂ منجمان طلسم کا ناظر ہی شاہان طلسم اسی کی پیروی کرتے آئے ہین یہ چند اوراق خاص برائے انتظام بنائی ہین ملاحظہ فرمانا حضور کا ضرور ہی نہ عرض کرنا خیر خواہی سے دور ہی یہ کہکر چند اوراق پریشان اُس بے ایمان نے ہاتھ مین افراسیاب کے دیے افراسیاب نے یا سامری کہکر وہ اوراق بصد اشتیاق آنکھون سے لگائے اور باآواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ اے شاہان طلسم ہوش ربا جو کچھ اسمین تحریر ہی وہ گویا حقیقت مین طرف سے خداوند سامری و جمشید کے نوشتۂ تقدیر ہی جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا زندگی پر حرف آئیگا بذلت و رسوائی مارا جائیگا طلسم درہم و برہم ہوگا ہجوم لشکر رنج و غم ہوگا خبردار خبردار اسکا خیال رکھنا خوان طعام نذلت کا مزا نہ چکھنا اگر طلسم کشا گرفتار ہو اور ساحران ہوش ربا کا صید ہو جبتک میعاد قید معینہ نہ گذرے قتل نہ کرنا اسکی احتیاط ضرور ہے بغیر سمجھے کام کرنا سراسر قصور ہی مثل سخن نشنیدن بیخ دولت یہ مضمون پڑھکر **افراسیاب** نے سر جھکایا اور برائے تحقیق ایام میعاد قید اسد **سرمائے برف انداز** کو بلایا اور فرمایا اے وزیر اعظم دستور معظم جس کتاب مین تاریخ قید اسد مندرج ہی جلد لاؤ اور ہرگز ہرگز دیر نہ لگاؤ وزیر بد تدبیر نے جاکر کتب خانۂ طلسمی کھولا یکایک پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک وزیر صاحب تشریف لائے ہین کتاب میعاد قید طلسم کشا کی خواہش ہی اسمین سراسر کاہش ہی اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہی اسکو کون قتل کرسکتا ہی یہ کلمات حیرت آیات سُنکر **سرمائے برف انداز** کے ہاتھ پانون ٹھنڈے ہوگئے دانت سے دانت بجتا تھا مثل بید تھرا رہا تھا حیران ہوکر دیکھا پہلوے قصر مین ایک سونیکی پتلی لباس نقرئی در بر تاج مرصع برسر تخت یاقوت پر جلوہ فرما ہی حسین مہ جبین نازک اندام گلفام سرو قد خورشید خد خنجر ابرو چشم جادو

بیت بہر خندہ کز لب بر انگیختی ٭ نمک در دل خستگان ریختی

نظم

سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان
حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری
بھری چشم فتانین جادوگری
دہن غنچۂ گلشن حسن و ناز
خبردار علم نشیب و فراز
جب **سرمائے برف انداز** مثل

آئینہ حیران و بصورت زلف پریشان ہوکر نظارۂ جمال بیمثال کرنے لگا او مبہوت ہوکر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا اُس قاتل عالم نے مسکرا کر کہا کہ کیون اے وزیر صاحب خیر تو ہی کچھ فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے جو مجکو کہنا تھا کہہ چکی وزیر و شہنشاہ کو اختیار ہی کتاب حاضر ہی لیجائیے لیکن مناسب ہو تو شہنشاہ کو سمجھائیے کہ میعاد معینہ ابھی ناتمام ہی ہمکو قتل طلسم کشا مین کلام ہی یہ کہکر اُس آرام جان و قاتل عاشقان نے بصد ناز و انداز ایک کتاب اُٹھا کر وزیر کو دی **سرمائے برف انداز** نے **افراسیاب** کی جانب راہ لی اور بہ تعجیل تمام خدمت **افراسیاب** مین حاضر ہوا مگر رنگ رو متغیر

لب پر آہ سرد چہرہ زرد یہ حال دیکھکر **افراسیاب** نے پوچھا خیر تو ہی وزیر حال خیریت مآل **تپلی** کا زبان پر لایا سارا قصہ گفتگو کا کہہ سنایا **افراسیاب** ہنسا کہا اے وزیر اعظم ایسے ایسے عجائب اس طلسم ہوشربا مین بیشمار رہین یہ حرامزادیان کنیزان سامری شراب نخوت سے مست و سرشار رہین ما بدولت کا عالم مین کون ہمسر دہر رنگ آفتاب رو برو میرے جاہ و جلال کے زرد ہی اگر سحر پڑھکر زبان ہلادون سرکشان دہر کو خاک مین ملادون اگر تلوار کھینچون جلاد فلک لرزان ہو دنیا مین قیامت کا سامان ہو سر ہاے دشمنان مثل حباب بحر فنا مین بہتے پھرین لاشے دشمنون کے زمین پر دھڑ دھڑ گرین دریاے خون کی روانی ہو کشتی حیات عدو طوفانی ہو اگر جوش قہر و غضب دکھاؤن دریاے ہستی مسلمانان کو تلاطم مین لاؤن یہ باغی جو میرے گرد ہین اس دامن دولت کی گرد ہین صرف مجکو ایام میعاد معینہ کا دیکھنا ضرور ہی اُس فاحشہ کی باتین ما بدولت سے کہنا سراسر تمہارا قصور ہے یہ کہکر کتاب کو ہاتھ ہی سے سرما کے لیکر کھولا اور انگلیون پر شمار کر کے سر ہلایا اور طرف **کلاب** عقاب سوار کے متوجہ ہوا کہ اے برادر بجان برابر تمنے حقیقت مین از راہ خیر خواہی کہا تمکو قتل اسد کی مشتاقی ہی مگر مجبور ہون کہ ابھی ایک مہینہ کامل میعاد مین باقی ہی اب تم براے چندے اپنے ملک کو جاؤ بر وقت اطلاع دینگے تمہارے ہی ہاتھ سے یہ کام لینگے علاوہ اسکے بروز قتل **طلسم کشا** تمام شاہان ساکنان طلسم ہوشربا اس جلسہ مین آئینگے اپنی اپنی شان و شوکت دکھائینگے چونکہ **کلاب** عقاب سوار کہ دماغ اس ملعون کا کبر و نخوت سے بھرا ہی اور اپنی سحر و ساحری پر بہت غرا ہے دست بستہ عرض رسا ہوا کہ غلام بغیر کوئی کار نمایان کیے ہوے یہان سے نجائیگا اس عرصہ گذرنے میعاد قتل **طلسم کشا** مین **مہرخ** وغیرہ کو گرفتار کر کے لائیگا یہ کہکر فوراً نفیر سحر بجائی فوج اسکی تیار ہو کر سامنے آئی **افراسیاب** نے بمجبوری خلعت رخصت دیا اور سمجھا کر کہا کہ ذرا عیارون سے ہوشیار رہنا صرف لشکر اسلام مین چھ عیار ہین مگر قیامت کے پتلے آفت روزگار ہین جب اُنسے جان بچاؤ گے تب **مہرخ** وغیرہ پر فتح پاؤ گے اس بیحیا نے ہنسکر جواب دیا جو شہنشاہ نے فرمایا بجا فرمایا مگر عیارون کی یہ مجال ہی کہ آپکے غلام کے سامنے آئین اور پھر زندہ واپس جائین ایک اشارہ سحر مین جلا دون خاک مین ملادون یہ کہکر گیدن سحر پر سوار ہوا تین لاکھ فوج ہمراہ لیکر بمقابلہ لشکر **مہرخ** چلا خواجہ **عمرو** بن امیہ **ضمری** جو بشکل خدمتگار دربار مین موجود تھے یہ سب کیفیت دیکھکے بارگاہ **افراسیاب** سے باہر نکلے اس فکر مین کہ یہ ملعون بتعجیل تمام لشکر پر ہمارے جاتا ہے دیکھیے کیا دکھاتا ہی مگر اے **عمرو** اگر بن پڑے اور خدا افضل شریک حال کرے تو اسکو تا بہ لشکر نجانے دو یہ فن عیاری راہ مین ہر دکو دل سے باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ بازار شہر ناپرسان مین ہلڑ ہوا خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ مہتر **برق فرنگی** ایک درویش کامل کی شکل بنا ہوا بیراگی بغل مین شنجرفی لباس زیب جسم یا ہادی یا مرشد کہتا ہوا چلا آتا ہی اور اہالیان شہر کا گرد جماؤ ہی اگر کسی نے پوچھا شاہ صاحب کہان سے آتے ہو کہان

جاؤ گے تکیہ اپنا کہاں ہے جو آ دیا بابا کہ یہ فقیر کا پروردگار ہے یہی بیت فقیروں کا ماویٰ مسکن کہاں ۔ جہاں بھاگ کے بیٹھے وہ گھر ہو چکا ۔ بابا دنیا سے ہاتھ کھینچا پاؤں پھیلا دیے داتا کے در کے کتے ہیں عمرو خدمتگار بنا ہوا برق کے قریب آیا ہاتھوں کو لیکر بوسہ دیا اور باادب سلام کیا برق نے بھی استاد کو پہچانا آپس میں اشاروں سے باتیں ہوئیں عیاری کی گھاتیں ہوئیں عمرو نے انھیں اشاروں میں جانا کہ **گلاب** قبا اسپ سوار کا برق کو سمجھایا اور کہا کہ اے فرزند اسی کی فکر میں جاتا ہوں اگر وہ بھاگ کے لشکر تک پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا یہ کہکر برق ایک جانب اور عمرو ایک جانب روانہ ہوئے اب دو کلمہ داستان رنگین بیان لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ سحر چشم بیان ہوتے ہیں کہ یہاں کل سرداران نامی و ساحران گرامی جب میدان کارزار مقابلہ افراسیاب جادو سے بصد ترح و تاب واپس آئے ملکہ مہرخ سر پر [illegible] سجادہ فقر [illegible] بیٹھی اور کہا کہ آج عجب معرکہ تھا خدا نے ہاتھ سے افراسیاب ظالم کے بچایا اگر وہ خود میدان کارزار میں آتا کون ایسا ساحر زبردست تھا جو اسکے مقابلہ کو جاتا ملکہ بہار جادو رنگین بیان طوطی زبان سے گل فشاں ہوئیں کہ حضور باغبان قضا و قدر صرصر حوادث خزان سے ہمیشہ بوستان لشکر اسلام کو [illegible] میں بچائیگا اور بہار گلشن اسلام ہوائے [illegible] دلی سے اسی طرح غنچہ خاطر کھلائیگا اسی گفتگو میں سرہنگ دربار میں [illegible] لشکر اسلام کے حاضر ہوئے اور دست دعا اٹھا کے یوں ثنا

الٰہی [illegible] قتل ہو اعدا | [illegible] تن و جان تو ہو نصیر
الٰہی [illegible] ولم یکن لہ کفواً احد | لم یلد [illegible] ولم یولد ہمہ جا دستگیر | او شہنشاہ [illegible] ہمیشہ شادمان اس باغ

یہ دربار دربار کو رب اکبر ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے اور نافرمان اس چمن بے خزاں کا خار ذلت و رسوائی سے دل فگار رہے جلسہ ہوا اسے مصیبت و آلام کے صدمے سے اصل کیفیت یہ ہے کہ یہاں جو افراسیاب محل آسائش میں جو اکثر رہا پریشان میں گیا ارادہ قتل اسد نامدار تھا ایک کتاب دیکھی کتاب دیکھکر گھبرایا [illegible] ارادہ فاسد ہوا آیا کہ اب **گلاب** قبا اسپ سوار [illegible] ساحران غدار [illegible]

[illegible]

پریشان ہو کر دست بستہ ملکہ مہرخ سے عرض کی کہ حقیقت میں یہ **گلاب** [illegible] بدعت [illegible] ساحر [illegible] خصال [illegible] شامل [illegible] داخل بارگاہ ہوئے تشریف آوری خواجہ سے سب سردار آگاہ ہوئے ملکہ مہرخ نے

پوچھا خواجہ خیر ہے اسوقت آپکا حال کیون غیر ہے خواجہ **عمرو** نے کہا ملکہ وہ تیرہ روزگار تمھارے مقابلہ کو آیا ہی جسنے کہ فلک شعبدہ باز کو مکر و افسون سکھایا ہی جسوقت یہ ملعون شہر ناپرسان سے روانہ ہوکر اسطرف چلا مین نے اور برق نے تعاقب کیا قصد تھا کہ عیاری کرکے راہ مین اسکو مارین اور تا بہ لشکر اسلام نہ جانے دین لیکن اُسنے تخت سحر تیار کیا اور بروے ہوا اڑا کر روانہ ہوا تمھارے مقابلہ مین آپہونچا وہ دیکھو سامنے بارگاہ مین استادہ ہین ہمارے تمھارے قتل پر سب ساحر آمادہ ہین مگر پھر فکر مین جاتا ہون خدا چاہتا ہے تو سر لاتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر **کلاب** عقاب سوار کے روانہ ہوے لشکر مین آکر کنارے بصورت ایک چوبدار کے ٹھہرے اندر سے بارگاہ **کلاب** عقاب سوار کے آواز آئی کہ آب خاصہ لاؤ داروغہ آبدار خانہ بے آبرو بقصد جستجو صراحی و گلاس لیکر چلا تھا کہ دور سے خواجہ **عمرو** نے دیکھا ہر چند کہ قلب بھر آیا مگر صراحی جواہر نگار دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا بتعجیل تمام رنگ و روغن عیاری کا لگاکر ایک خدمتگار کی شکل بنے گوٹے دار پگڑی سر چینی ہوئی چپکن زیب جسم انور مشروع کا پائجامہ پاپوش زردوزی ٹھہرو ٹھہرو کہتے ہوے دوڑے داروغہ کے قریب آئے کہا واہ صاحب شہنشاہ **کلاب** پیاسے ہین ہم سب کو تشنع دینگے تم جاکر بیٹھو گلاس و صراحی ہمکو دو داروغہ سمجھا کہ شاہ نے جوش غضب مین اسکو بھیجا ہی اسوقت سامنے جانا بیجا ہی اشیاے مذکور دیکر چلا گیا خواجہ حاضر حاضر کہتے ہوے اندر آئے دیکھا کہ وہ تیرہ بخت بر سر تخت مثل خوک صحرائی جھوم رہا ہی قصد جنگ مین قبضۂ شمشیر چوم رہا ہی سات سو زنگل و کرسیان گرداگرد تخت آراستہ ہین اُسپر ساحران غدار ایک ایک سامری عہد جمشید روزگار بہ کبر و نخوت تمام ذکر قتل **مہرخ** و بہار وغیرہ کر رہے ہین دم محبت **افراسیاب** کا بھر رہے ہین ایک کہتا ہے **مہرخ** کو قتل کرونگا دوسرا نیرنگ ساز کہتا ہے کہ بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگا مسلمانون نے بڑا سر اٹھایا ہی قدرت سامری ہی کہ **افراسیاب** ایسے جلیل کو ستایا ہی اب بدلا خوبی لینگے سر میدان شکست دینگے **عمرو** یہ باتین سنتا ہوا گلاس اور صراحی ہاتھ مین لیکر بات بات مین روبروے **کلاب** پہونچکر گلاس پانی کا پیش کیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر لیا مگر زبان سے یا سامری کہا فوراً پانی شرارہ بنکر اڑ گیا **کلاب** عقاب سوار نے کہا تو کون ہی **عمرو** مثل برق جہندہ نعرہ کرکے پہلو مین آیا تاج سر **کلاب** سے لیا لپٹکر خنجر مارا **کلاب** عقاب سوار نے اپنے تئین تخت سے گرا دیا خنجر تخت پر پڑا کاٹ کر زمین کا بوسہ لیا چاہا جست کرکے نکل جائے جان بچاکر ٹل جائے **فریب جادو** اسکا وزیر پہلو مین تخت کے ڈنگل پر متمکن تھا اُسنے سحر کیا اور کلمہ گیر رہا **عمرو** مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گرا **فریب جادو** تیغہ کھینچکر جھپٹا کہ سر اس ناہنجار کا کاٹ لون اس بیباکی کی سزا دون بقدرت پروردگار مہتر **برق** نامدار پہلے سے اس بارگاہ مین

آکر چوبدار بنے ہوئے پہلو مین فریب جادو کے کھڑے تھے ہان ہان کہکر عصا سر پر فریب کے اس زور سے
مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا دستور ہی کہ جب ساحر مارا جاتا ہی تو واسطے چند ساعت کے اندھیرا ہو جاتا ہے
مرنے سے فریب جادو کے عمرو کود کر بھاگا برق بھی سراپچہ چاک کر کے نکلا کلاب جادو نے جو یہ
معرکہ دیکھا غصہ مین پیچ و تاب کھا کر اُٹھا کہ ابھی جاکر ساربان زادے کو دربار سے لیکر آتا ہون اور لاکر
دار پر چڑھاتا ہون سب سردار قدمون سے لپٹ گئے کہ حضور نہ جائین جان نثار موجود ہین اگر حکم ہو تو طبقے زمین کے
آسمان پر اُڑادین کل لشکر مہرخ کو ابھی خاک مین ملادین سبکے کہنے سے کلاب نے تامل کیا مگر غصہ مین آکر
حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجے صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بحکم کلاب عقاب سوار ادھر صدائے نقارۂ جنگی پر
چوب پڑی جواسیسان لشکر اسلام خبرین لیکر خدمت ملکہ مہرخ مین حاضر ہوے تمام حال عیاری خواجہ
بیان کر کے عرض کی کہ کلاب عقاب سوار نے طبل رزمی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکہ معرکہ آرائے نبرد ہو
اور آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے باقی خیر و عافیت ہی یہ حال خواجہ سنکر ملکہ نے فرمایا خدا اُنکی جان کا
نگہبان ہی ہر وقت قیامت کا سامان ہی بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش
ازل و رکاتب تقدیر نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہی وہی پیش آنی ہی ناحق حیرانی ہی اسیوقت سات سو نقارہ
پر چوب پڑی صدائے طبل جنگی بلند ہوئی شعر نہ نقارہ آواز آمد عجیب * کہ نصر من اللہ فتح قریب * تمام اہالیان
لشکر کو معلوم ہوا کہ طبل جنگی بجا ہی کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی دیکھیے گردون دون انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت
کسکے سر پر رکھتا ہی اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالتا ہی دیکھیے کل تختہ تابوت پر کون سوتا ہی اس معرکہ مین کون
سرخرو ہوتا ہی بھائی سے بھائی دوست سے دوست ملنے لگا جا بجا ہوم خانے درست ہوے لڑائی پر مردان عالم
چست ہوے کہتے تھے کہ نمک شہنشاہی کھایا ہی خواجہ نے ہمکو اس مرتبہ پر پہونچایا ہی افراسیاب کے ہم نبرد
کہلاتے ہین شہرون سے افراسیاب کے خراج لاتے ہین جہان ہمارے بادشاہ کا پسینہ گرے گا وہان خون کا
دریا بہائینگے مثل نہنگان دریا بحر فوج کفار مین ڈوب جائینگے وہ بیحیا ہماری تلوار کی کیا تاب لائینگے بودے
ہین دامن صحرا سے منھ چھپائینگے کمانہاے کیانی جہان جہان سے خانہ گرگی تھین سینک کر تیار کیا تیر کے
سہ پہلو کو زہر مین بجھا کر آبدار کیا تیغے چرخ چڑھنے لگے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی دہشت سے دلیران جنگی کے
زمین تھرائی ادھر مردان عالم کا تو یہ حال ہی ہر دلیر آمادہ حرب و پیکار ہی مگر سب طرح کے لوگ لشکر مین ہوتے
ہین وہ جو نامرد بزدلے ہین بھاگنے کی تدبیر جان بچانیکی تقریر بیٹھے بیٹھے جوش آیا دل گھبرایا سائیس کو
آواز دی بدھو حاضر ہو سائیس سامنے آیا سائیس بھی یک چشم ہی ہر وقت مائل خشم ہی پوچھا میان کیا ارشاد
ہوتا ہی فرمایا ہمارا امرکبلاور تل کا ٹٹو ہر رات رہے سے تیار رہی سائیس گستاخ تھا عرض کی ہر رات رہے سے

کیا ضرورت ہی غلام کو کمال حیرت ہی فرمایا برائے شکار صحرائے پر بہار مین جائینگے شیران دشت کو شکار کر کے لائینگے سائیس ہنسا ایک آنکھ چمکا کر جواب دیا کہ حضور کل شکار کا دن نہین ہی بلکہ روز معرکۂ کارزار ہی ہر نمکخوار شاہی آمادۂ حرب و پیکار ہی آپ ہی دشمن کا شکار کیجیے گا داد مردی و مردانگی دیجئے گا یہ سنکر سردار صاحب کو غصہ آیا مونچھون پر تاؤ دیکر فرمایا او بیحیا ہم تیری حرمزدگی جانتے ہین تجھکو بخوبی پہچانتے ہین ہم میدان کارزار مین مارے جائین تمھاری تمنائین بر آئین تم جان بچاؤ تمام مال و اسباب جو کوڑی کوڑی کر کے جمع کیا ہی اسکو لیکر بھاگ جاؤ غرض **بیت** کند ہمجنس با ہمجنس تجویز ؛ مخنث با مخنث ہیز با ہیز ؛ اس عرصہ مین پہر رات گذر چکی تھی بادشاہ لشکر اسلام ملکہ **مہرخ** نے دربار برخاست کیا ہر سردار نامی و نام آور اپنے اپنے مقام پر آیا اولان اول ملکہ بہار جادو نے کنیزون کو آواز دی گلشن و گلستان و نسرین و نسترن و غنچہ دہن و شمشاد و سرو آزاد و گلعذار و سرشار و سیمبر و نازک اندام و شیرین ادا و مہ لقا وغیرہ پُر بہار باغ حسینون کا غنچہ مہ جبینون کا پریون کا اکھاڑا حور نژادون کا جمگھٹا سامنے آیا ملکہ بہار نے فرمایا جلد حمام خانہ آراستہ ہو اسباب سحر و ساحری پیراستہ ہو فوراً ان گل رخسارون نے ایک خیمہ مکلل بجواہر ستون الماس نگار جھالر مقیش کی جلد استادہ کیا اور ایک چوکی سنگ مرمر سفید کی وسط خیمہ مین بچھا دی گرداگرد گلدستہ ہائے گل خودرو کہ جسمین ہر طرح کے پھول تھے چن دیئے یکایک ملکہ بہار در خیمہ رشک باغ ارم پر تشریف لائین چوکی مذکور پر جلوہ گر ہوئین کنیزون نے سبوئے نقرئی جسمین آب صاف و شفاف تھا حاضر کیا جسکو دیکھکر ابر دُر گوہر بے بہا کی آب آب ہو اور آب چشمہ حیوان کو شرم سے پیچ و تاب ہو اُس آب نایاب سے ملکہ بہار نے غسل کیا ایک ساری آب رواں کی نصف باندھی نصف اوڑھی موے مشکین سے قطرے پانی کے ٹپک رہے تھے صاف ظاہر ہوتا تھا ابر تیرہ و تار سے مروارید بے بہا برس رہے تھے لپٹنے دست نگارین پنجۂ خورشید نما سے زلف تابدار کو نچوڑا ظاہر ہوا کہ ناگن نے زہر اگلا چہرہ رشک ماہتاب اگر قطرات آب عارض بہار تھمین تو صاف ثابت ہو کہ تارے مشاطۂ تقدیر نے تصدق اُتارے رخ انور رشک قمر ترچھی نظر مطلع وہ مژگان جب عدوے عاشق دلگیر ہوتی ہی ؛ چھری خنجر کٹاری سانگ برچھی تیر ہوتی ہی ؛ ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر جوبن کا ابھار اس آن بان کو دیکھکر گلعذار وزیر زادی نے اٹھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی ہاتھ اٹھا کر دعائین دین اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوے **اشعار**

ہین لب نازنین گو زندہ ہی کرنیوالے
منہ ہی کتنے نہین جسا نکے کرنیوالے
یہی کرتا ہے شمار کوئی اٹھا جو بت

ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنیوالے
ہر ادا کو تری سکھلائینگے انداز قضا
یون ابھرتے ہین محل پاکے ابھرنیوالے

مرحبا قتل ہین کر کے مکرنیوالے
جی نہ بچے یار اگر جی سے گذرنیوالے
دھو لگر بال کی پریشان نہ کرے روح کو تو

ادھر

او مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے

ملکہ بہار نے مسکرا کر جواب دیا او گلعذار زیادہ حرف بافی اچھی نہین ہوتی یہ کہکر اشیاے سحر ہاتھ مین اٹھائے گلدستہ ہاے سحر تیار ہوئے غنچے چٹکنے لگے گل کھلنے لگے اسی طرح اپنے اپنے خیمون مین سب شاہزادیان مصروف تیاری سحر تھین ملکہ ہلال سحر افگن ماہ رخسار و ملکہ یاقوت یاقوت پوش و شاہزادہ رعد جادو و ملکہ برق برق افگن و ملکہ برق لامع و ملکہ شخ موے کاکل کشا و ملکہ نافرمان وغیرہ کی بارگاہون سے صدائین بلند بخورات جابجا روشن ادہر لشکر کفار مین کلاب عقاب سوار نے بعد بجوانے طبل جنگی کے اور نکل جانے خواجہ عمرو اور برق فرنگی کے ظاہر مین تو یہ کہا کہ صبح کو ایک کو زندہ نچھوڑونگا قتل دشمنان سے منھ نہ موڑونگا یا کل کو گرفتار کر کے سامنے شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگا خلعت انعام و جاگیر پاؤنگا لیکن باطن مین ہوش پران مثل زلف پریشان دل سے کہتا ہے ان عیارون سے کیونکر جان بچیگی یا سامری خیر سے صبح ہو گی افسران فوج کو تو حکم دیا اپنے اپنے سحر آراستہ کردہ حربہ ہاے سحر سے پیراستہ رہو اور خود حالت انتشار مین اُٹھا لرزان و ترسان ایک خیمہ مین آ کر حصار سحر کیا در خیمہ پر ایک اژدر آتش فشان بٹھا دیا اب باطمینان تمام بچہ ہاے خوک ذبح کر کے خون سے چوکا دیا گوگل وغیرہ روشن کیا کبھی اژدہا بنا کر تیار کیا کبھی روئی کے گالون پر بصد خوبروئی پانی کا چھینٹا دیا لکہ ہاے ابر بنکر تیار ہوئے کبھی جھولی سے ماش کا آٹا بد معاش نے نکالا پتلہ بنایا سحر پڑھا وہ پتلہ زنگی سیاہ ہو بنکر سامنے آیا اُس سے یہ باتین کین کہ اے خوک پیکر سالہا سال ہمنے تیرا پوجا کیا بھینٹ سے تیرا پیٹ بھرا کل بنا زور دکھانا دشمن کو میرے کھا جانا اور ہر سردار اسکے اپنے اپنے مقام پر سحر تیار کرتے تھے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارتے تھے کوئی کہتا تھا لے کالی بھوانی کلکتہ والی دشمنون پر جائیو اپنا کام کر آئیو عدو میرے سامنے مبہوت رہے جو میرا مطلب ہو وہی کہے سر چڑھکر کھیلنا دریاے سحر عدو کو جھیلنا اسی شور و شر مین چار گھڑی رات باقی رہی جانبین کے نقیبون نے آوازین واسطے جگانے کے لگائین **بیت** جوانو جوان مرد تیار ہو ٭ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ٭ یکایک غلغلہ ہوا **مصرع** سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی **خمسہ مصنف**

رنج سے ڈوبینگے سب کوکب تابان سحر
نغمہ سنجی کے عوض روئینگے مرغان سحر
دیکھنا ہوئیگا فق روے درخشان سحر
جان دو دنگا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہو گا مرے ہاتھون گریبان سحر

مہر گردون پہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین
روشنی شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین
چھیڑنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
لو فلک پر وہ نمایان ہوے سامان سحر

حق دکھائے نہ کسی کو بھی شب ہجر حبیب وصل محبوب ہمیشہ ہو نہ فرقت ہو نصیب
رحم کر رحم کہ ہے مرگ کا ہنگام قریب دیکھ اب طول شب ہجر سے حالت ہے عجیب
ای فلک جلد دکھا چہرۂ تابان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون نذر سودا بخوشی مایۂ ادراک کرون
قصۂ رنج شب ہجر صنم پاک کرون ولولہ ہین اسے ای جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

مین نے تو انکا کیا تھا نہ کوئی جرم دگناہ بے سبب کیون یہ مرے قتل کے در پے ہوئے آہ
خون ناحق مرا کرتے ہین یہ انا بعد اے شب وصلت محبوب ذرا رہیو گواہ
بیخطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

طاعت حق کو بجا لاتے ہین سب صبح و مسا ہمین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا
جھوٹ کہتا نہین مین قول ہے یہ راست ملا شور و غوغا اسے سمجھے نہ کوئی مرد خدا
کہ ہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر

خون عاشق ہو سر دست لگائے جو حنا لے مسی تو نہ سوسن کے رہین ہوش بجا
عاشقون کو تو یقین اسکا ہے بے چون و چرا چنے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا
شرمگین دیکھکے ہون اختر تابان سحر

غافل اب دیکھ کہ مالک ہے ترا عز و جل لیکے جا ساتھ سوے ملک عدم نیک عمل
کٹ گئی شام جوانی کی اب آئیگی اجل چونک پیری مین یہ ہرگز نہین سونیکا محل
سر پہ ہے سایہ فگن نیر تابان سحر

مجھسے جسدن سے جدا ہو گیا وہ رشک قمر زندگی ہجر مین اے دوستو ہوتی ہے بسر
شوق نظارہ ہے اسدرجہ اسے مدنظر صبح کا ذکر شب ہجر مین کرتا ہون اگر
دل یہ پہلو سے صدا دیتا ہے قربان سحر

خوش بیان یاسا دنیا مین کوئی ہوئیگا کم اس جگہ بند ہین سب چہچہے پردازون کے دم
راست کہتا ہون مین یہ بلبل بستان کی قسم اے قمر سنتے ہی تقریر یہ دل آویز صنم
چہچہے بھول گئے مرغ خوش الحان سحر

جب ساحر فلک نے اپنے شکم سے بغیظ و غضب بیضۂ آفتاب بصد آب و تاب نکالا اور تار شعاع سے خوب

مضبوط باندھکر جانب ساحران طلسم جہان کھینچ مارا **کلاب** عقاب سوار خیمہ حصار کردۂ سحر سے باہر آیا لفیر سحر بجی قرنا بھنکی اژدر آتش فشان سحر پر سوار ہوا لشکر ہزیمت اثر تیار ہو اسمت میدان کارزار چلا ادھر لشکر اسلام مین جابجا صداے تکبیر بلند ہوئی جس آواز سے روح سامری دردمند ہوئی جلوخانہ شاہی مین ساحران نامدار بصد شوکت و وقار آکر جمع ہوے انتظار آمد شہنشاہی مین چشم دامردمون سے پوچھ رہے تھے کہ برآمد ہونے مین ملکہ **مہرخ** کے کیا عرصہ ہے لشکر ظفر اثر سمت میدان نبرد جا چکا ہے وہ عرض کر رہے تھے کہ جامہ خانہ مین داخلہ ہے نزول جلال و ورود اقبال فرمایا چاہتی ہین یہ ذکر تھا کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا تخت شاہنشاہی نمایان ہوا ملکہ **مہرخ** تخت زرین پر تاج شاہی بر سر چارقبہ شاہنشاہی در بر سپر و شمشیر مثل ہلال و خورشید سامنے رکھی ہوئی ایک پہلو مین اسباب سحر آراستہ گرداگرد نازنینان ماہ طلعت بصد حشمت و شوکت نقیب خوش نصیب آگے آگے آواز لگاتا ہوا صداے دور باش سناتا ہوا شعر ترقی ہو اقبال کی دمبدم ؎ بڑھے عمر و دولت قدم باقدم ؎ پہلے سب سے ملکہ **بہار** گلعذار کا سلام ہوا ملکہ **مہرخ** نے سینہ پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے حقیقت مین مہر و وفا تمھارے آب و گل مین ہے بعد ازان ملکہ **نافرمان** و **شکیل** و **رعد** و **برق** و **سرخ مو**ے کاکل کشاد و ملکہ **ہلال** سحر افگن وغیرہ نے باادب تمام سلام کیا سواری کوچہ سلامت سے نکلکر بعد کروفر سمت میدان کارزار روانہ ہوئی **بیت** سوے دشت شہ کی سواری چلی ؎ کہے تو کہ باد بہاری چلی ؎ ملکہ **مہرخ** نے ملاحظہ فرمایا کہ سب شاہزادیان اپنے اپنے لشکر پر بعہدۂ سپہ سالاری قائم ہین اس کیفیت سے لشکر **مہرخ** میدان جنگاہ مین آکر ٹھہرا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی لشکر **کلاب** عقاب سوار بڑے زور و شور سے آتا ہے ہر ساحر روسیاہ اپنی شان و شوکت دکھاتا ہے نشان ہاے سیاہ کلاب عقاب سوار تیرہ بخت پر کھلے ہوئے ہوا مین پھر پھرے اڑ رہے ہین انپر تصویرین سامری و جمشید کی بنی ہوئی ہین صداے گجر نانگ کی کہین نعرۂ یا سامری جمشید کی بلند غرض میدان کارزار مین آکر ٹھہرے میدان آراستہ ہونے لگا ایک ساحر نے جوش مین بڑھکر سحر کیا ابر آیا پانی برستا ہوا نکل گیا ایک نے ایسا سحر کیا کہ ہواے تند چلی خس و خاشاک کو میدان کے ہٹا دیا ایک سنگدل نے پتھر برسائے جو نخل حائل نظر تھے بلند و مرتفع سر بسر تھے انکو کاٹ کر گرا دیا ایک ساحر نے بیلچہ کاری کا سامان کیا نشیب و فراز عالم کو ہموار کر دیا غارون کو خس و خاشاک سے بھر دیا بعد آراستگی میدان صفوف آرائی ہونے لگی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے درست ہوا نقیب ہاے بلند آواز کو اشارہ ہوا گویون کے لڑکے ماہ تمثال خورشید جمال کمر دولی بجھولی صف بستہ تین کلاہ زرین

برسر لباس رنگین زیب جسم انور ایک انگوٹھی کان مین بےمثل و یکتا آن بان مین بےمثل لالہ بھیرو مین کے سرون مین سرود بجائے اہالیان میدان کارزار وجد مین آئے گن گنا کر آوازین لگائین **ابیات**

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا
یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہے
ہوے زر کی خاطر تو منعم خراب
عبث فکر انہین جاہ حشمت کی ہے
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہے
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے

کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے
کدھر کو ہے دارا فریدون کہان
بڑی فکر انہین مال و دولت کی ہی
لحد کوئی اپنی بناتا نہین
جگہ امتحان اور جرأت کی ہے
کھڑے مہر خالق ہین کرم صرف

سکندر نہ باقی رہا دہر مین
یہ دنیا سرا رنج و آفت کی ہے
مکانات عالی بناتے ہین کیون
جگہ جو کہ آخر مین راحت کی ہی
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہے

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر سب دلاور مست ہوگئے سر جھکائے شکل ناپائداری دنیا آنکھون مین پھر گئی کلیجون پر چھری چل گئی ہوا و ہوس دنیا بالکل دل ہی نکل گئی ارادہ مصمم کیا کہ لڑین اور مر جائین اس عالم ناپائدار مین کچھ نام کر جائین کہ یکایک لشکر **کلاب** عقاب سوار سے **فولاد مشت زن** مرکب سحر بڑھا کر سامنے **کلاب** عقاب سوار کے آیا اجازت خواہ ہوا **کلاب** عقاب سوار نے جواب دیا کہ تمکو سامری و جمشید کے سپرد کیا جاؤ ساحران لشکر **مہرخ** کو للکارنا سرداران فوج کو چن چن کے مارنا اُس بیحیا نے مرکب سحر اڑایا بکبر و نخوت تمام میدان مین آیا آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو میرے سامنے آئے کچھ نیرنگ بازی دکھائے **شعر** گران ہر کرا بار سر بر تن است حکیم علاجش بدست من است ؛ اس صدا کو سنکر سمت صف دست راست ملکہ **مہرخ** نے ملاحظہ فرمایا ملکہ عالم کا نور نظر پارہ جگر جوان بیعدیل شاہزادہ **شکیل جادو** نے فوراً پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ اجازت میدان دیجیے حق مین میرے دعا کیجیے آرزو ہی یا تو سر کو قدم اقدس پر نثار کرون یا اس بیحیا مغرور کو مشکین باندھکر سامنے حضور کے لاؤن بفرط مہر مادری رنگ ملکہ **مہرخ** متغیر ہوگیا فرمایا ای جان مادر تمھاری جدائی بہت شاق ہی یہ **فولاد مشت زن** ملعون بہت سخت ساحر ہی عرض کی اقبال حضور کا مقابلہ کریگا غلام کیا لڑیگا ملکہ نے مجبور ہوکے فرمایا بسم اللہ ملک حقیقی و رب تحقیقی حافظ و نگہبان ہی **شکیل جادو** بصد آرزو سامنے **فولاد مشت زن** کے آیا فولاد نے گولا آہن سحر کا جھولی سے نکالا شکیل پر بقہر و غضب تمام مارا شکیل نے ایک نشتر نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اپنی ران کا خون لیا جب گولہ قریب آیا دونون ہاتھ پھیلا دیے کہا کہ تیرا بھوگ حاضر ہے وہ گولہ گویا موم کا ہوکر ہاتھ مین آیا **شکیل جادو** نے اُسی خون سے گولہ کو رنگین کیا آواز دی کہ او **فولاد** بد بنیاد لے تیرا تیر تجھ ہی کو کھا جائیگا یہ کہکر وہی گولا اُسی کو مارا اب وہ گولہ مثل شعلہ جوالہ جانب سینہ **فولاد مشت زن** چلا ہر چند سحر سے اسکو روکا مگر نہ رکا سینہ پر کینہ پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر۔

پار نکل گیا **فولاد** مشت زن زمین پر گر کے جلنے لگا آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہوئی بیرون نے آواز سنائی افسوس مارا اُسکو کہ جسکا نام **فولاد** مشت زن تھا لشکر اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ **مہرخ** نے بھی فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا نظر بد سے بچائے فلک کج رفتار روز سیہ نہ دکھائے **شکیل** جادو واسطے تسلیم کے خم ہوا پھر ولولۂ شجاعت میں نہیب دی اے فرقۂ باطل پرستان جو تم میں سے اپنی زندگی سے بیزار ہو آکر مصروف کارزار ہو لکھا ہے کہ سات ساحران زبردست طرف سے **کلاب** عقاب سوار کے نکلے ہاتھ سے **شکیل** جادو کے واصل جہنم ہوئے جسوقت کہ ساتوں ساحر **شکیل** کے ہاتھ سے مارے گئے **کلاب** عقاب سوار کو غصہ آیا اپنے کرگدن سحر کو جانب میدان کارزار بڑھایا اور مثل دیو کے چنگھارتا ہوا قریب **شکیل** پہونچا پہونچتے پہونچتے ایک روئی کا گالا جھولی سے نکالا چند قطرات آب اُسپر ڈالکر ایسا افسون پڑھا کہ وہ روئی کا گالا ایک ابر بنگیا جوں جوں اونچا ہوتا تھا دیکھنے والے کہتے تھے یہ ابر ہے کہ خدائے بر و بحر کا قہر ہے یا اژدر پُر زہر ہے خدا آبرو **شکیل** کی بچائے اگر یہ ابر برسے گا کشت سرسبز حیات ساحران لشکر **مہرخ** کو جلاکر خاک کریگا چشم زدن میں ایک ایک قطرہ اسکا ہلاک کریگا یکایک وہ ابر محیط عالم ہوا ہرچند کہ **شکیل** نے بہت رد کرنے ابر مذکور میں جستجو کی لیکن کچھ نہوا آبرو بچانا دشوار ہوا اسقدر ابر برسا کہ زمین پر مثل دریائے قہار پانی کی طغیانی ہوئی کشتی حیات **شکیل** طوفانی ہوئی یعنی ایک نہنگ سیہ رنگ اُس دریا سے پیدا ہوا اور طرف **شکیل** کے جھپٹا یہ شناور دریائے جرأت و آشنائے قلزم جلالت تیغہ کھینچکر مرکب سے کود پڑا چاہا کہ تیغہ سحر کا ہاتھ لگاؤں اُس نہنگ کے منھ سے ایک حباب نکلکر کلائی پر **شکیل** جادو کے پڑا تیغ ہاتھ سے چھوٹ کر دریا میں گری مثل کشتی سامنے سے بہتی ہوئی نکل گئی **شکیل** نے ہرچند کوشش کی مگر وہ نہنگ اس گوہر بحر خوبی کو نگل گیا اور غوطہ مارکر اسی دریائے تلاطم میں غائب ہوا **کلاب** عقاب سوار **شکیل** سے فرصت پاکر اور زیادہ جوش میں آیا مثل رعد گرجا لشکر اسلام پر برس پڑا اپنے ابر و دریائے سحر کو کل لشکر **مہرخ** پر اشارہ کیا ابر آسمان سے برسنے لگا دریا سے طوفان اٹھا ملکہ **مہرخ** اور ملکہ بہار وغیرہ نے دیکھا ہزارہا بندگان خدا دریائے سحر میں ڈوبے سر مثل حباب تیرتے پھرتے ہیں وہ تلاطم ہے کہ ہر ایک کا ہوش گم ہے دریا تو اس جوش پہ ہے ابر میں یہ اثر ہے کہ جسپر قطرۂ آب گرتا ہے پانی ہوکر بہ جاتا ہے پناہ پانی اہل لشکر **مہرخ** کو مشکل ہے ادھر دریا کا کنارہ نایاب ہے اُدھر سر پہ بارش باران سحاب ہے کیونکر جان بچائیں آفت ہائے ارضی و سماوی نازل ہیں کہاں جائیں ناخدائے کشتی عالم کے سوا کون بچائیگا اس طوفان موج خیز میں وہی کام آئیگا یہ ہنگامہ جو ملکہ **مہرخ** وغیرہ نے ملاحظہ کیا اپنی اپنی سواری سحر سے سب سردار اُترے اور دریا اور ابر پہ سحر کرنا شروع کیا نہنگان خون آشام کو جلایا مچھلیوں کو قتل کیا ملکہ **مہرخ** نے طرف رعد و برق کے اشارہ کیا برق تڑپ کر ابر پہ گری چاک چمک کر ابر کے ٹکڑے

اُڑائے پانی برسنا دم بھر مین موقوف ہوگیا رعد نے قریب دریا کے جاکر ایک چیخ ایسی ماری کہ خوف سے دریا کا کلیجہ پھٹ گیا ایک ہی آواز مین دریا سمٹ کر پیچھے ہٹ گیا کل گرداب چشم پُرآب بنگئے حباب بنکے آنکھون پر اُس قلزم زخار کے ورم آگیا تھا مچھلیون کا کلیجہ تھرا رہا تھا ملکہ مہرخ و بہار نے بھی کچھ پاش کے دانے پڑھ پڑھ کے دریا مین ڈالے جسکی ہیبت سے دریا غائب ہونے لگا **کلاب** عقاب سوار قہر و غضب مین آیا مثل خوک صحرائی چلایا کل لشکر کو آواز دی لینا یہ باغی نہ جانے پائین دشمنی کا شہنشاہ کی پھل پائین یہ کہکر سحر کرتا ہوا مع فوج شقاوت موج لشکر مہرخ پر جا پڑا ملکہ مہرخ تخت پر سوار ہوئین نقارون پر چوب پڑی علم ہائے زرین کے پھریرے کھل گئے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و برنگ شب و روز آپسمین مل گئے گولے اُچھلنے لگے تیغ چلنے لگے نخل ہائے صحرائی مثل شمع کافوری جلنے لگے ایک سمت آکر ملکہ بہار نے گلدستہ سحر مارا پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا اُٹھا کر سونگھا رنگ رو متغیر ہوا ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ظاہر ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھتے طرف ملکہ بہار گلعذار کے دوڑے ابیات

نہ کسیکی زلف سے کام تھا نہ کسیکا گیسوے دام تھا
مجھے تو فراغ مدام تھا مگر ایکی تیغ مین آگئے
کھڑے پوچھو ہو ہین یہ کسکے گھر یہی عاشقونکے تو ہین گھر
انھین بستی والون کے تھے جگر جو جلے داغ اُٹھا گئے

کسی کا گریبان چاک کسی کے منھ پر خاک آثار عشق چہرہ سے ہویدا گل رخسار بہار کا شیدا اس بیقراری مین یہ پکارتا تھا کہ ای غنچہ نودمیدہ باغ خوبی و اے سرو رعنائے چمن محبوبی ہم اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو نگاہ مہر و وفا کے طالب ہین سب عاشقون پر محبت مین غالب ہین برائے باعنان قضا و قدر ایک نظر سے خوش گذرے ملکہ بہار جادو مسکرا کر انکو جواب دیتی تھین اگر ہمارے عاشق صادق ہو تلوار کھینچو اپنے گلے پر رکھو دیکھین کیونکر مرتے ہو دل دادہ نگاہ سحر آگین یہ کلام رنگین سُنکر تیغ و خنجر کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھتے تھے موت کے مزے چکھتے تھے چہرے زرد مثل برگ خزان دیدہ زمین پر پڑے تھے ایک طرف رعد و برق نے لشکر کو تباہ کیا تھا یعنی رعد نے کانون پر ہاتھ رکھکے آواز لگائی ہنم رعد جادو و برق جادو مادر رعد آسمان پر چمک رہی تھی بیٹے کی آواز سُنی فوراً تڑپکر گری کئی سو کو کاٹ کر پھر بلند ہوئی ایک سمت ملکہ سرخ موے کاکل کشا بعد نازو ادا اسطور سے مصروف جنگ ہے کہ پنجہ نگارین سے کاکل مشکین کو تھام کر جنبش دی معلوم ہوا کہ مار سیاہ لہرایا آنکھون مین لشکر عدو کے اندھیرا چھایا اُس تاریکی مین ملازمان ملکہ سرخ مو لشکر عدو کو پامال کر رہے ہین اسی طرح سب سرداران نامی اپنے اپنے سحر سے آفتین برپا کر رہے ہین دم جرات کے بھر رہے ہین **کلاب** عقاب سوار نے جب یہ معرکہ قیامت خیز دیکھا اپنے کرگدن سحر کو فوج سے ہٹایا ایک گوشہ مین آیا زیر سایہ نخل ٹھہر کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک چراغ دان

مع چوبک نکالا بجائے روغن اُس چوبک مین اپنا خون ران کا کاٹ کر ڈالا کچھ بال سر کے نوچ اُسکی بتیان بنائین پھر روئی جھولی سے نکالی بالون کو اُسمین لپیٹا یا ساحری کہکر ایک چیخ ماری چارون بتیان مثل شمع کافوری روشن ہوئین اب چراغدان کو ہاتھ مین لیکر بلند کیا میدان مین ایک شعلہ چمکا جب اُسکی ضو پھیلی سرداران لشکر مہرخ کے چراغ عقل گل ہوئے شب تاریک بخت نارسا نے یہ اندھیر مچایا دن دہاڑے روز سیہ دکھایا سحر فراموش ہونے لگے خود بخود بدحواس ہوکر اہالیان لشکر مہرخ پیچھے ہٹے یا تو قصد تھا کہ لشکر کفار کو مارین اور بڑھ بڑھ کر اُنکو للکارین یا یکایک تاثیر روشنی چراغ سے مثل شعلہ کے تھرائے گھوڑے سردارونکے بھڑکنے لگے ساحر مثل ماہی بے آب زمین پر گر کے پھڑکنے لگے **ابیات**

عجب گردش چرخ کجباز ہے
کہین سوز ہے اور کہین ساز ہے
کہین جاہ و دولت کا سامان ہوا
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا
کسی جا ہے شادی تو ماتم کہین
کہین چہچہہ چشم پرنم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ
سراسر کوئی ہو رہا ہے تباہ
کوئی سحر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادہ کبر ونخوت سے مست
کوئی صاحب دولت و تاج ہے
کوئی دانے دانے کو محتاج ہے
شگفتہ ہوئے غنچہ و گل کہین
تڑپتی تھی بیتاب بلبل کہین
ہوا فوج مہرخ مین یہ انقلاب
بڑھا لیکے لشکر وہ خانہ خراب
کلاب سیہ بخت تھا باغ باغ
لیے ہاتھ مین اپنے روشن چراغ
اسے فہم کامل تھی اور ہوش تھا
اُدھر سحر سب کو فراموش تھا
قمر سرنگون ہون اسی غور مین
نہ جانا اس چرخ کے دور مین

جبکہ ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ کل سرداران نامی نے یہ آفت دیکھی فوراً سپرین سحر کی بنا کر اپنے اپنے چہرون کے آگے قائم کین کہ عکس چراغ ہم پر نہ پڑے یا چراغ سے کہین آنکھ نہ لڑ جائے مگر اس حال پُر ملال مین دفع سحر کرنا محال ہوا چشم زدن مین لشکر مہرخ کا یہ حال ہوا کہ پیر و جوان کی زبان سے صدائے الامان بلند ہے ہر ایک خرد و کلان اس آفت سے دردمند ہے ضو چراغ کی پھیلی ہے دود غلیظ سے تاریکی بڑھتی جاتی ہے ادھر لشکر کلاب عقاب سوار پامال کرتا ہوا چلا آتا ہے ایک طرف سے کلاب اپنی سرکشی دکھاتا ہے یعنی ایک بلند ٹیکرے پر کھڑا ہے ایک ہاتھ مین چراغ لیکر بلند کرکے دکھاتا ہے ایک ہاتھ سے گولہ سحر کا لگاتا ہے اُسوقت اس بدحواسی و پریشانی مین سرداران لشکر اسلام نے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے چارہ ساز بیچارگان و اے دادرس بیکسان ارحم الراحمین رب العالمین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر **نظم** موافق مضمون مقام ہذا

خداوندا شبم را روز گردان
چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب روسفیدم کن چو خورشید
تو ای یاری ده فریاد ہر کس
بفریاد من فریاد خواه رس

بہ عنایت رب اکبر تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی سب نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک تخت ہوا پر اُڑتا ہوا آتا ہے اُسپر **افراسیاب** سوار تاج شہریاری برسر زیور جواہر جسم پر آراستہ موتیون کے ملے کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو بصد آرزو آواز دیتا ہوا کہ اے قوت بازوے من کیا کہنا مہرخ وغیرہ یا تو جان بچانیکی تدبیر مین کچھ کچھ سحر پڑھ رہی تھین یا افراسیاب کو دیکھکر خوف کا یہ جوش ہوا کہ جو سحر یاد تھا وہ بھی فراموش ہوا چاہا کہ جان بچا کر نکل جائین مگر شرم و دلاوری مانع ہوئی ہرچند قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا مگر میدان جنگاہ کو نہ چھوڑا جان دینے سے منھ نہ موڑا یہان تخت افراسیاب قریب **کلاب** عقاب سوار آکر اترا کلاب نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے سر سینے سے لگا لیا اور کہا اے برادر مین باغ سیب کتاب سامری مین تمھاری جراُت اور شوکت دیکھ رہا تھا اول تمنے ابر و دریاے سحر بنایا ان باغیون نے جوش مین آکر اسکو مٹایا شکیل کا گرفتار ہونا بھی مین نے دیکھا اُسکو گرفتار کرکے کیا کیا قتل کیون نہ کر ڈالا اُسنے تمھارے سردار مارے ایسے سرکش کو کیون زندہ رکھا کلاب نے عرض کی اے شہنشاہ وہ مسحور میرے خیمہ مین بیہوش پڑا ہے مین نے خیال کیا سب کے ساتھ اُسکو بھی قتل کرونگا یہ چراغ بزرگونکے زمانہ سے ہے جب کوئی برا وقت آتا ہے تب روشن کیا جاتا ہے بجاے روغن خون جسم کا اسمین جلتا ہے اسکے روشن کرنے مین شعلۂ آتش منھ سے نکلتا ہے مگر ان نمکحرامون نے ایسی سرکشی دکھائی کہ تاب نہ آئی افراسیاب نے کہا تیرا مثل کہان ہے سحر سامری کا نمونہ عیان ہے مگر وہ دیکھو سامنے بہار و مخمور سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہین تم بخوبی آگاہ ہو جسدن سے بہار اپنی بہن سے لڑکر نکل آئی میرے باغ مین سناٹا ہے مخمور کی جدائی بادۂ رنج وغم کا خمار ہے گویا نشہ کا اُتار ہے ان دونون کو جلد گرفتار کرے کلاب نے پوچھا اے شہنشاہ کہان افراسیاب نے کہا وہ جاتی ہین جیسے ہی کلاب نے پلٹ کر اسطرف دیکھا پہلو سے آواز آئی باش او بیحیا منم شہنشاہ اوج عیاری نعرۂ عمرو

عمر دم کہ کلہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ تحتک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

یہ نعرہ کرکے خنجر لپیٹ کے مارا اس پہلو پر پڑا اس پہلو کو توڑ کر نکل گیا کلاب ہاے کہکر زمین پر گرا آسمان پر ابر تیرہ و تاریک پیدا ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کہ مارا مجکو کہ نام میرا کلاب عقاب سوار تھا عمرو نے گرتے گرتے تاج اسکے سر سے لیا لباس بھی اُتارا قصد عمرو کا قبل تھا کہ اس چراغ کو لینگے اور اپنے خیمے مین روشن کرینگے کوئی ہمارے خیمہ مین نہ آسکیگا اسباب ہمارا نہ اٹھا سکیگا اندھا ہو جائیگا ٹٹولتا پھریگا مگر اسکے مرتے ہی وہ چراغ جلکر خاک ہوگیا خواجہ ٹیکرے سے کود کر بھاگے مہرخ اور بہار نے دیکھا کہ عین وقت پر خواجہ نے آکر کلاب عقاب سوار کو مارا کیا کمال کیا یہ دیکھتے ہی دل قوی ہوا لشکر کلاب

پر حملہ کیا گویے ترنج نارنج سحر کے چلنے لگے زمین سے شعلہ نکلنے لگے وہان شاہزادہ **شکیل** کہ خیمہ **کلاب** مین بیہوش پڑا تھا سحر مین اس بیحیا کے بتلا تھا اسکے مرنے سے خود بخود ہوش آیا غصہ مین اٹھا نگہبان دوڑے چاہا پکڑ لین **شکیل** نے چند سنگریزے اٹھا کر مارے کئی سو کے سر پھٹ گئے مر کر زمین پر گرے سحر **شکیل** سے جلکر خاک ہوئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئے اسیطرح لڑتا ہوا بیرون خیمہ آیا دیکھا ہنگامۂ رزم گرم ہے فوج **کلاب** پر آفت برپا ہے سرداران **مہرخ** کے نعرے بلند ہین لشکر **کلاب** بھاگنے پر آمادہ تھا مثل مشہور ہے لشکر بے میر فقیر سے بے پیر تکیہ بے فقیر ترکش بے تیر بیکار ہین آخر ملازمان **کلاب** تاب مقابلہ سرداران **مہرخ** نہ لاسکے بمشکل تمام لاشہ **کلاب** اٹھایا اور ایک چھکڑے پر ڈال لیا روتے پیٹتے خاک اڑاتے طرف باغ سیب کے روانہ ہوئے یہان اہل اسلام نے خیمے و بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضے مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا ایک ایک ساحر کو اسقدر انعام ملا کہ غنی ہو گیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے سرداران نامی مع ملکہ **مہرخ سحر چشم** داخل بارگاہ ہوئے کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر کمرین کھول کھول کر اترے سجدۂ شکر پروردگار بجالائے جہت رفع شکوک سامعین تحریر کیا جاتا ہے کہ جس تخت پر خواجہ **عمرو** سوار ہو کے آئے تھے وہ تخت انکو ملک زبرجد نگار سے ہاتھ آیا ہے حکمانے واسطے زبرجد شاہ کے بنایا تھا واضح ہو کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا دامہ جادو بہت بڑی ساحرہ تھی اسنے سامان خدائی زبرجد شاہ درست کردیے تھے ایک قصر معلق بنایا تھا اسمین زبرجد شاہ رہتا تھا صبح کو اس تخت پر سوار ہو کر بصد کر و فر تخت کو اڑاتا ہوا دربار مین آتا تھا سبکو جاہ و جلال دکھاتا تھا خواجہ نے بڑے زور و شور سے عیاری کر کے اپنے تئین قصر معلق پر پہونچایا تب یہ تخت ہاتھ آیا جب زبرجد شاہ کو گرفتار کر کے داخل کر لیتے ہین تو حیران ہوتے ہین کہ مین زیر قصر معلق کیونکر جاؤن اسی حیرانی مین ملاحظہ فرماتے ہین کہ پایۂ تخت مین ایک تختی نصب ہے اسمین مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص اسپر سوار ہو بلندی پر جانا منظور ہو تو اکثر اسمین کلین نصب ہین اگر فلان کل کے اوپر ہاتھ رکھے یہ تخت بلند ہوتا چلا جائیگا اگر یہ چاہے کوئی کہ مائل بہ پستی ہو تو اسطرح اس کل کو دبائے نیچے اتر آئے غرضکہ سب طرح کی صورتین اسمین مرقوم تھین جبسے خواجہ نے اس تخت کو پایا ہے بوقت ضرورت اسپر سوار ہوتے ہین داستانین بالتصریح دفتر ایرج نامہ مین موجود ہین انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو بخاطر فیض عاطر جناب منشی نولکشور صاحب بلاحظۂ ناظرین باتمکین پیشکش ہونگی اور دوسرے اگر شاید ناظرین خیال فرمائین کہ سحر چراغ **کلاب** عقاب سوار نے خواجہ پر کیون نہ تاثیر کی سر پر خواجہ **عمرو** کے کلاہ حجاب الابصار تھی خاصیت اسمین یہ ہے کہ سحر صاحب کلاہ پر تاثیر نہین کرتا سوائے ضرورت شاقہ کے **صاحبقران** نے قسم لی ہے کہ بلا وجہ اسکو سر پر نہ رکھنا اسوقت اسکو پہنکر بصورت **افراسیاب** آئے تھے فی الجملہ یہ فتح بعیاری خواجہ **عمرو** بفضل رب اکبر حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ **مہرخ** سر پر جہانبانی پر آکر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئین جلسہ گرم ہوا محفل عیش کی تیاری ہوئی رقاصان پریچہرہ آکر رقص کرنے لگے ساقیان حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر

نیکشون کو مسرور کرنے لگے کہ دیکھا یکایک خواجہ عمرو بصد کرو فر مع مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار و چالاک بن عمرو داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے تمام شاہزادیان واسطے تعظیم و تکریم کے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھین خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر بیٹھے عیاران نامی اپنے اپنے عہدون پر متمکن ہوئے سردارون نے شکریہ خواجہ ادا کیا ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ کشتی مین لگا کر سامنے پیشکش کیا خواجہ عمرو شگفتہ نہوئے منھ پھلائے بیٹھے رہے ملکہ مہرخ نے دست بستہ عرض کی کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے سر جھکا کر کہا کہ ملک مین لٹ گیا ایک مہاجن نے معتبر جانکر دو صندوقچہ دیئے تھے واسطے فروخت کرنے کے وہ میری کمر سے لگے تھے اسوقت جلدی مین عیاری کرنے آیا اس بیچیا کو بارادہ دونون صندوقچے کمر سے گر گئے اب اُس مہاجن سے بڑی تکرار ہو گی ملکہ مہرخ کچھ سمجھکر ہنسین عرض کی ہم سب طرح پر حاضر ہین جسقدر حکم ہو پیشکش کرین خواجہ عمرو نے سر جُھکا کر فرمایا اُنکی تعداد غیر ممکن ہی آپ لوگ اپنے موافق مقدور کے جو کچھ دینگے اُسکو دیکر سمجھاؤنگا آیندہ جو باقی رہیگا محنت و مزدوری کر کے ادا کرونگا اعتبار مین فرق نہ آنے دونگا غرض کل سردارون نے زر کثیر بصد توقیر منگا کر سامنے خواجہ کے حاضر کیا زر سرخ و سفید کو دیکھکر چہرہ خواجہ کا مثل کندن کے دمکنے لگا ہنسکر فرمایا مجھے کیا تم سب صاحبون سے انکار ہی یہ کہکر وہ سب زر کثیر نذر زنبیل کیا ملکہ مہرخ نے بادب عرض کی آج خدا نے زندگی دوبارہ کی وقت عیش و سرور ہی اگر خلاف خاطر مبارک نہو سرفراز فرمایئے نے بجایئے بخدا علم موسیقی مین آپ شہرۂ آفاق ہین کان سب کے صدائے الحان داؤدی کے مشتاق ہین خواجہ کا بھی اُسوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم تھا نازنینان پریچہرہ شیرین ادا گلعذار ماہ رخسار صحبت مین حاضر تھین دور جام مے گلفام بے دغدغۂ گردش ایام چل رہا تھا بادہ کشان خمخانۂ عشرت کا حوصلہ نکل رہا تھا ایک سمت کنیزان ملکہ بہار بصد ناز و انداز مثل طاؤسان طنازہ سرگرم خرام ناز نظم

ایک اک نمین شوخ دیدہ تھی
پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین ایسی گرما گرم
برق و سیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ نے اس جلسہ کو دیکھکر دست دعا اُٹھائے اور یہ دعا دی کہ اے بہار پیرائے عالم بصد لطف و کرم اس باغ پُربہار کو باد خزان سے بچانا پھر کبھی ایسا روز سیہ نہ دکھانا یہ کہکر بصد خوشی جیب سے نے نکالی سازندون کی جانب متوجہ ہوئے کہ تم سبھون کی آس ہی روح تانسین کا پاس ہی جلد ساز ملاؤ ہمارے قریب آؤ لیکن خیال رکھنا ہمسے الگ نہو نا فوراً کاردانان علوم موسیقی نے ساز ملائے خواجہ نے نے کو پھونکا اول اس بند کو مصنف کے شروع کیا خمسہ

غم مطرب بسر سے قصر دل آباد کرتے ہین
ترانے مثل بلبل ہم نئے ایجاد کرتے ہین
دل نالان کے نالون سے طبیعت شاد کرتے ہین
کسی محبوب کی بزم طرب کو یاد کرتے ہین
برنگ نے ہمارے استخوان فریاد کرتے ہین

صدائے نے جو بلند ہوئی آواز نحریر سے سامعین کو غش آنے لگے دل بھر آئے قلب تھرائے آنکھون سے

اشکون کا تار بندھا پھر عمرو نے جوش مین آکر یہ غزل بجائی **غزل**

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین
اب تڑپتا ہون اکیلا وہ بھی پہلو مین نہین

ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ
اسقدر تھین جتنے بل بھی تیرے گیسو مین نہین

داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی
رنگ کہتا ہے وفا اس پھول کی بو مین نہین

کہتے ہین وہ اپنے انداز آئنہ مین دیکھکر
آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین

بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد اشک گرم
پھر بھی ہر جو آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین

تو چھپائے لاکھ جب چھپتے تبھی دے دلکی تڑپ
دل ہی عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین

بیٹھتے ہی پاس مجکو آپ سے باہر کیا
غیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین

خود گلا کاٹوگے اپنے زخمیون کو دیکھکر
ترچھے زخمون کی ادا وہ ہی جو ابرو مین نہین

تم ٹپکتے دید کی حسرت کو کیونکر دیکھتے
آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو مین نہین

دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے
یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہین جو گیسو مین نہین

وصل مین بھی ناگوار انکا نکلنا ہے **جلال**
کیا کہین ارمان دل کے اپنے قابو مین نہین

یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہی جلسہ جما ہوا ہی مگر اب دو کلمہ داستان **افراسیاب** کے بیان کیے جاتے ہین انشاءاللہ ناظرین اس داستان حیرت بیان مین لطف تازہ پائینگے مصنف کو بدعائے خیر یاد فرمائینگے **افراسیاب** جادو باغ سیب مین آیا ہی چونکہ قتل اسد غازی کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے ملکہ **حیرت** بھی مع وزرا امرا و مع شاہان طلسم اس مقام پر موجود تھے **افراسیاب حیرت** جادو سے کہ رہا ہے **کلاب** عقاب سوار مقابلہ مین باغیون کے گیا ہے کانٹا بنکر سبکے دل مین کھٹکیگا وہ راہ فسون گری سے بھٹکیگا تمھاری ہمشیرہ صاحبہ بھی گرفتار ہو کے آتی ہونگی اب مجھسے اُسکی سفارش نکرنا خبردار کچھ گذارش نہ کرنا آتے ہی ایک ایک کو قتل کرونگا اُنکو نافرمانی کی سزا دونگا یہ سنکر **حیرت** کا چہرہ لال ہوا غصہ سے عجب حال ہوا فرط غیظ و غضب سے ہونٹھ کاٹنے منھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے جواب دیا کہ اوہ شہنشاہ بموجب مثل دھوبی سے نہ جیتے گدھے کے کان اینٹھے مین نے خود کیسے کیسے رنج اٹھائے ہین ان نمکحرامون سے کیا کیا مزے پائے ہین جو مین اُنکو قتل سے بچاؤنگی اسی اثنا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا **حیرت** نے گھبرا کر پوچھا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے کون روتا پیٹتا ہے کنیزین واسطے خبر کے اٹھی تھین یکایک دیکھا کہ ملازمان **کلاب** عقاب سوار نالان و زار لاشہ اپنے مالک کا لیے ہوئے سامنے افراسیاب کے حاضر ہوئے پکارے دہائی شاہنشاہ کی **افراسیاب** نے پوچھا ارے کیا ہوا عرض کی سبھون نے

حضور ہمارا مالک اس زور و شور سے لڑا کہ باغیون پر اس جلدی مین کبھی کوئی غالب نہ آیا ہوگا اول برودیالے سحر بنایا اُس سحر کو نمکحرامون نے باطل کیا اس روشن رائے نے چراغدان سحر نکالا کہ جو کئی سال مین پوجا پاٹ کرکے بدقت تمام بنایا تھا جلایا عوض روغن کے اپنا خون صرف کیا اُسکے خوف سے سرداران لشکر مہرخ کو سحر فراموش ہوا کل لشکر نے بھاگنے کا قصد کیا کیونکہ سحر کا ایک حرف کسی کو یاد نہ تھا ہمارے مالک ایک ٹیکرے پر کھڑے ہوئے چراغ دکھاتے تھے دشمنان تیرہ بخت کو جلا رہے تھے اب خطا معاف ہو تو حقیقت بھی عرض کرین لیکن جان کی امان پائین تو زبان پر لائین **افراسیاب** نے کہا بیان کیون نہین کرتے اسمین معافی خطا کیسی تمہاری ایسی تیسی سب تو نہ بول سکے لیکن دو چار سردار جو زیادہ گستاخ تھے وہ دست بستہ آگے بڑھے عرض کی اے شہنشاہ ہمارا مالک تو غالب آچکا تھا یکایک حضور کا تخت نمایان ہوا اُسی ٹیکرے پر پاس **کلاب** عقاب سوار کے حضور اُترے ہمنے دور سے دیکھا کہ پہلے کچھ باتین ہوئین یکایک حضور نے غصہ مین آکر للکارا **کلاب** کی کوکھ پر خنجر مارا وہ تڑپکر گرا آپ سحر کرکے غائب ہوگئے خداوند صاف فرمایئے غلامون سے نہ چھپایئے وہ تو قوت بازو تھا زینت پہلو تھا کیا کسی زمانہ مین اُس سے کچھ خلاف طبع واقع ہوا تھا جسکے عوض مین حضور نے یہ انتقام لیا اگر ایسا ہی تھا بعد فتح جنگ سزا دی ہوتی یا قید کا حکم دیا ہوتا جرمانہ کیا ہوتا سلطنت سے معزول کرتے شہنشاہ ایسا غصہ جان ہی سے مار ڈالا خوب نمکخوارون کو جانفشانی کا مزا ملا اب ہم سب پر حال بغاوت مہرخ و بہار وغیرہ بھی ظاہر ہوا کہ جان و آبرو کے خوف سے نکل گئے ایک غیر شخص غریب الوطن کے شریک ہوئے یہ باتین سُنکر **افراسیاب** مثل مار دُم بریدہ کے غصے سے بل کھانے لگا قہر و غضب مین تھرانے لگا غیظ سے چہرہ سُرخ ہوا کف منھ مین بھر آیا بقہر و غضب تمام جواب دیا کہ او بیحیاؤ نامردو بے وقوفو اندھو یہ کیا واہیات بکتے ہو ما بدولت تو سحر سے بیرون باغ تک بھی نہین تشریف لیگئے ہمنے اُسکو کیونکر مارا میرا چچازاد بھائی تھا ہرچند نالائق تھا مگر کرورہا روپیہ خرچ کرکے سحر سکھایا علم نیرنجات پڑھایا دیکھنے مین موٹا تھا لیکن مجھسے بہت چھوٹا تھا اُسپر میرا ہاتھ کیونکر اُٹھتا اور سردار تو خاموش ہوگئے لیکن **طرار جادو** کہ سپہ سالار لشکر **کلاب** تھا اسکو تاب نہ آئی قبضہ پر ہاتھ ڈال کے عرض کی کہ آپکے ارشاد کو کون جھوٹ کہے صاف تو یہ ہے کہ تین لاکھ فوج نے ہماری دیکھا ہے خرابی اپنی زبان سے کہینگے خداوند سامری و جمشید سے آپکے ظلم کی فریاد کرینگے یہ سُنکر **افراسیاب** نے بقہر آواز دی ان سبکو جوتیان مارو ان زبان درازون کی ناکین کاٹ لو کہ ما بدولت کو جھوٹا بناتے ہین میرے بھائی کا مجکو قاتل بتاتے ہین غلامان **افراسیاب** اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلوارین پکڑ کے قمر دیان کمر سے نکالنے لگے اُن سبکی ناکین کاٹ لین جب تو **طرار جادو** نے بھی اسباب سحر نکالا تیغہ سحر برق مثال کھینچا ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو اب نکٹے بنوگے یا جان دوگے ہین اس سے لڑ بھڑ کر مر جاؤنگا ناک نہ کٹواؤنگا یارون کیون حیران

ہو جانبازی کرو کہ اس ناک کاٹنے والے کو بھی کان ہو پھر کبھی کسی سپاہی شریف سے ایسے کلمات نامعقول نکلے آپ ہی حرامزادے نے ہمارے مالک کو مارا ہی ہم جو جان بچا کر آئے ہین تو ہماری ناک کاٹنے کا حکم دیتا ہی یا خداوند سامری وجمشید تمپر روشن ہی کہ ہم لشکر مہرخ سے کیسے لڑے دشمنون سے کیسے معرکہ پڑے یہ بیداد گر ہمپر ستم کرتا ہے زبردستی ہماری آبرو ریزی کا درپے ہے ساتھ والون نے آواز دی اے افسر ہمارا تیرا ساتھ ہی تیرا دامن دولت ہی اور ہمارا ہاتھ ہی جہان تیرا پسینہ گریگا وہان ہم سب لہو گرائینگے ہرگز ہرگز ناک نہ کٹوائینگے یہ کہکر حربہ سحر ہاتھ مین لیے غلامان افراسیاب پر جا پڑے آگے سب کے طرار نامدار عقب مین یہ فوج بیشمار غلامان افراسیاب سے تیغ و ناوک و خنجر پیکان کے چلنے لگے مرنے والے تو بہت برے ہوتے ہین ایک چشم زدن مین پانچ ہزار غلامان افراسیاب مارے گئے سو یہ بھی کام آئے اب طرار نے چاہا کہ باغ سیب سے لڑ بھڑ کر نکل جاوے افراسیاب نے یہ کیفیت دیکھکر طرف آسمان کے اشارہ کیا ایک لکہ ابر مختصر گھر کر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا برق چمکنے لگی رعد گرجنے لگا جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہوکر زمین پر گرا افراسیاب کے سحر کی کون تاب لا سکتا تھا جب وہ سب بیہوش ہوگئے ملازمون کو حکم دیا کہ ان سبکی مشکین باندھو طوق و زنجیر مین مسلسل کرو ہوشیار کرکے انکو ہمارے سامنے لاؤ اب جو ان سبکی آنکھ کھلی سحر فراموش تھا ضعف و نقاہت کا جوش تھا اپنے کو مقید پایا افراسیاب نے آواز دی کہ ان نمکحرامو اب کہو تمھارا کیا حال کرون طرار سے پھر بھی ضبط نہو سکا جواب دیا کہ نمکحرام تو ہی شہنشاہ لاچین اپنے ولی نعمت کو جسنے تجکو خاک سے پاک کیا اسی کو پکڑ گرفتار کرکے طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا اب شہنشاہ بن بیٹھا ہی ہمکو نمکحرام کہتا ہی اب تیرے قبضے مین ہین قتل اور غیر قتل کا تجکو اختیار ہی یہ سنکر افراسیاب نے اشارہ کیا کہ جلد بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کرو ان چرب زبانون کو دارون پر کھینچو کہ سرکشان طلسم کو عبرت ہو ظاہر ہماری شوکت ہو ملازم افراسیاب کشان کشان بیرون باغ لائے دار بن استادہ ہوئین جلادان مریخ خصلت تیغہ ہاے برہنہ لیے ہوئے سامنے آئے کسی کو زیر دار لائے کسی کے واسطے چبوترے ریت کے بنائے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑ کر طرار کا کھینچا تیغہ زہر آلود پکڑ کر سر پر آیا اسوقت طرار کا یہ حال تھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس دل سے کہتا تھا اے مہرخ و عمرو کے خدا اگر ہم اس قتل سے نجات پائین سامری وجمشید پر لعنت کرین عمرو کے شریک ہو جائین وہ بیشک جوہر شناس ہی قدردان ہی اور یقین ہی کہ خداے نادیدہ برحق ہی طرار تو دل سے یہ باتین کر رہا ہے کبھی آسمان کی طرف جاتا ہی کبھی شباب کی موت پر آنسو بہاتا ہی افراسیاب نے ایک حکم دیا ہی چاہتا ہی کہ حکم ثانی دے کہ بقدرت رب اکبر ملکہ صرصر سامنے سے نمایان ہوئی یہ معرکہ دیکھکر بہت پریشان گھبرائی ہوئی جھپٹ کر قریب افراسیاب کے آئی عرض کی اے شہنشاہ یہ معرکہ کیا ہے ان سبھون کی کیا خطا ہی افراسیاب نے کہا اے صرصر یہ سب مجکو قاتل کلاب عقاب سوار بتاتے ہین

کہتے ہین وہ لڑائی مہرخ کی فتح کر چکا تھا آپنے آکر اُسکو خنجر سے مارا ماہدولت ہر چند کہتے ہین یہ نہین مانتے ہین قسمین کھاتے ہین کہ آپنے مارا اور اے صرصر ماہدولت تو آج دہ باغ سیب سے باہر نہین نکلے علاوہ ازین ہم اپنے بھائی کو کیون قتل کرتا بیخطا کے خون سے ہاتھ بھرتا یہ سنکر صرصر ہنسی عرض کی سرکار بجا ارشاد فرماتے ہین یہ بھی جھوٹی قسم نہین کھاتے ہین عمرو عیار سارہبان زادہ بلاے بے درمان ہی آپکی شکل بنکر آیا ہوگا بھلا یہ بیچارے کیا پہچانتے حضور کتاب سامری ملاحظہ فرمائین کہ کلاب کیونکر مارا گیا ابھی ظاہر ہو جائیگا افراسیاب کو یہ سنکر سناٹا آگیا سر جھکا لیا دلمین اپنی حماقت پر نادم اور منفعل ہوا اسیوقت کتاب سامری کھولکر جو دیکھا صاف اُس سے ظاہر ہوا کہ عمرو نے بصورت افراسیاب عیاری کر کے کلاب عقاب سوار کو مارا یہ دیکھکر بہت شرمندہ ہوا سرما سے اشارہ کیا کہ تم ان سب کی سفارش کرو ماہدولت سے گذارش کرو سرمانے فوراً دست بستہ پکار کر عرض کی کہ اب سرکار انکی گستاخی غلام کی خاطر سے معاف فرمائین یہ اپنی سزا کو پہونچ چکے افراسیاب نے سر جھکا لیا الخاموشی نیم رضا کا مضمون ظاہر ہوا سرمانے تعجیل تمام طرار کو مع دس ہزار ساحرون کے رہا کر دیا افراسیاب نے سرما کو ایک شیشہ پُر از آب دمیدہ سحر دیا کہ ان سب پر چھڑک دو کہ سحر ان سب پر سے ماہدولت کا اُٹھ جاے سرمانے یہی کیا طرار سے کہا شہنشاہ کے قدمون پر گرو خبردار پھر ایسی حرکت ناشایستہ نہ کرنا اپنے ولی نعمت پر تہمت نہ دھرنا طرار نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے کھڑا رہا سرمانے کہا کہ اے طرار جاؤ اس اپنی فوج کو لیکر شریک لشکر بلکہ حیرت ہو طرار مع اُن دس ہزار جادوگرون کے باغ سیب سے نکل کر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا شام کو اک دشت پُر فضا مین آکر ٹھہرا رنج مین کھانا بھی کھایا کمیدان و جمعدارون کو بلا کر اپنے خیمہ مین جمع کیا طرار سب کے سامنے روتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا آواز دی بھائیو تمنے ظلم و جبر افراسیاب کا دیکھا کہ ہمکو تمکو بلا وجہ ذلیل کیا اب کہو کیا ارادہ ہے سبنے جواب دیا آپ بجائے شہنشاہ کلاب عقاب سوار آپ ہمارے سرپرست اور مالک ہین بموجب مصرع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست ؞ یہ سُنکر طرار جادو نے کہا کہ بھائیو اس بات کو گوش ہوش سے سنو جسوقت ہمکو اور تمکو زیر دار بٹھایا تھا ہمنے اسوقت خداے مہرخ اور عمرو سے رجوع کی تھی اور دل سے عہد کیا تھا کہ اگر اس بلا سے نجات پائینگے مطیع اسلام ہو کر خدمت عمرو مین جائینگے فوراً اس مذہب کی برکت ظاہر ہوئی دیکھو خود بخود افراسیاب ہمارے اور تمہارے قتل سے باز آیا ظہور قدرت خداے عمرو ہوا علاوہ اسکے خیال کرو عقل کو دخل دو اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارا ایک خدا ہے کوئی اُسکا شریک نہین ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے یہان پونے دو سو خداوند مشہور ہین کیونکر ہو سکتا ہے دو بادشاہ سلطنت باہم کر نہین سکتے کہ حکم مین خلل آئیگا ایک کی راے کچھ ہوگی ایک کچھ کہیگا نہ کہ مقدمہ خدائی اب خیال کرو کہ پونے دو سو خداوند ہین کیونکر احکام ترتیب عالم جاری ہوتے ہین سچ تو یہ ہے اگر عقل نہین قبول کرتی یہ سنکر سبنے عرض کی کہ اے سردار نامدار بہت درست ارشاد فرمایا ہماری بھی عقل مین ایک

[illegible]

بین مین آیا طرار نے کہا شکر ہے خداے نادیدہ کا مقدمہ سب درست ہوا اب بتاؤ کہ خدمت ملکہ مہرخ و عمرو مین کیونکر چلین بلا وجہ کیا ہماری قدر ہوگی کمو ہمارے کون استقبال کو آئیگا اسنے عرض کی جو مناسب وقت ہو وہ کیجئے ہم سب مطیع اسلام ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر آیا عرض کی اے سردار عالی وقار ابھی مین نے سنا ہے کہ عقب اس کوہ کے لشکر ابرق کوہ شگاف کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہوا ہے یہ مژدہ جانبخش سنکر طرار نے کہا کہ چلو آج اس بیحیا پر شبخون مارین لڑتے بھڑتے اپنے تئین خدمت عمرو مین پہونچائین بہادرون کے قدر دان ہین ضرور عنایت فرمائینگے انکی غلامی یہان کی سرداری سے بہتر ہے یہ مشورہ کرکے دو پہر رات گئے لشکر کو آراستہ کیا اور لشکر ابرق کوہ شگاف پر آکر گرا سب کو سکھا دیا تھا کہ یارو نام مرد بہ از مرد ہوتا ہے لشکر ابرق کوہ شگاف پر گرتا تو نام سرداران ملکہ مہرخ سحر چشم کے لینا اس طور سے ان بیحیاؤن کو شکست دینا خداے نادیدہ انجام بخیر کرے غرضکہ سب نے یہی کیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم رعد جادو کسی نے نام شکیل جادو فرزند مہرخ کا لیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادہ خورشید زرین سحر فرزند دلبند ملکہ سرخ مو کے کل کشا گر طرار نامدار نے آواز دی منم معمار قدرت صاحب شوکت فوج ابرق کی مع ابرق سب شراب پی پی کر خواب خرگوش مین مبتلا تھے اس آفت ناگہانی کی خبر نہ تھی جو گھبرا کر اٹھا ہاتھ سے سرداران طرار کے واصل جہنم ہوا ایک چشم زدن مین پانچ ہزار بیحیاؤن کو مارا اب تو فوج ابرق مین تلاطم ہے حواس ہر ایک کا گم ہے بعضے غافل پڑے سو رہے تھے گھبرا کر آنکھ کھلی خدمتگار سے پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے اسنے عرض کی ملازمان مہرخ شبخون آئے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے یہ سنکر آواز دی او سائیس جلد مرکب ہمارا تیار کر سائیس نے ساز و یراق مرکب پر آراستہ کیا اگاڑی کھولی جلدی مین پچھاڑی کھولنا بھول گیا میان ساحر صاحب خیمہ کے باہر آئے دلمین ارادہ یہ تھا کہ گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگ جائین اپنی جان بچائین بتعجیل مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ کی وہ آگے نہ بڑھا جھلا کر کوڑا مارا گھوڑے نے جست جو کی میخ اکھڑ کر سر پر پڑی گھوڑے سے خود ہی زمین پر گر پڑے سمجھے کسی نے گرز مارا ادھر سے ہمراہیان طرار آکر پہونچے سحر کرکے میان ساحر صاحب کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے جب یہ قیامت برپا ہوئی خادم نے جاکر ابرق کو جگایا گھبرا کر اٹھا پوچھا کیا ہنگامہ ہے خادم نے عرض کیا چند سرداران ملکہ مہرخ شاید واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے آپکے لشکر کو دیکھکر آ گرے ہین ہزارون آپکے لشکر کے مارے گئے ابرق عالم نشۂ شراب مین جھومتا ہوا اٹھا کہتا کچھ تھا منہ سے نکلتا کچھ تھا جھولی سحر کی لینا بھولا باہر نکل آیا نشہ مین لینا لینا کہنے لگا ہر مرتبہ اسباب سحر جسم پر ہاتھ پھیر پھیر کے ڈھونڈھتا ہے کچھ ہاتھ نہین آتا ہے اس اثنا مین ادھر سے طرار لڑتا ہوا آتا تھا ابرق کو دیکھکر بتعجیل ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا اسنے سپر سحر کے لیے ہاتھ اٹھایا سپر کو بھی پشت پر نہ پایا اتنے عرصے مین تیغۂ سحر طرار اسکے سر پہ پڑا تا در ابرو پہونچا تھا کہ ابرق نے یا سامری کہکر کچھ افسون پڑھا تیغہ تو سر سے نکل گیا ابرق

عشق کھاکر زمین پر گرا طرار نے چاہا سر کاٹ لون بہ نذر خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کرون لشکریان ابریق نے ابریق پر اپنے تئین گرا دیا صدہا نے اپنے کو قتل کرا یا مگر ابریق کو بمشکل اٹھایا ہوا اور پڑا لیکر بھاگے طرار نے خیمہ خرگاہین بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضہ مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑاؤ پر ٹھہر کر رہ گئے تھے انکو صبح تک قتل کیا بوقت سحر بفتح و فیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برائے نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سر ابریق نہ پایا اسی خیال مین ٹھہرتا ہوا آتا ہے یہان ملکہ مہرخ نے ساری رات عیش و راحت مین بسر کی تھی کہ یکایک جوڑیان ہرکارون کی سامنے سے آئین دعاے ترقی دولت و اقبال زبان پر لائین اشعار

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بکام تو باد

اے شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہے کلاب عقاب سوار جو مارا گیا تھا اسکا سردار طرار جادو کسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابریق کو وہ شگاف پر مارا لاکھون ساحر قتل کرکے آتا ہے اور ابریق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے مگر طریقہ طرار نامدار سے ظاہر ہے کہ بے وجہ خدمت مین آتے ہوئے شرماتا ہے جابجا ٹھہرتا ہوا آتا ہے یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہوکر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائین اور طرار نامدار کو استقبال کرکے باآبرو لائین اسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ ہلال و ملکہ نافرمان والاشان وغیرہ مع فوج دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار روانہ ہوئین یہان طرار جادو مع اپنی فوج کے ایک صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی پہونچے طرار جادو ان سے بغلگیر ہوئے اور کہا ملکہ مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہین اگر عرصہ فرمائیے گا تو کیا عجب ہے کہ خود تشریف لائین ہمکو بہر استقبال آپکے بھیجا ہے طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جوہر شناس ایسے ہوتے ہین کہ مجھ ذلیل کے استقبال کو ان سرداران جلیل کو بھیجا ہے کیونکر ایسون کے نام پر جان نثار نہو غرضکہ ساتھ ان سرداران کے قطع راہ کرکے قریب بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا مہرخ بدولت و اقبال مع چار سو سرداران نامدار کے بارگاہ سے برآمد ہوئین اور فرمایا کہ اے طرار جادو ہم عرصہ سے تمہارے مشتاق تھے دیر ہونیکا کیا سبب ہوا طرار یہ پرورش خداوندانہ دیکھکر دوڑا چاہا قدمون سے لپٹ جائے ملکہ مہرخ نے سر اسکا سینے سے لگا لیا اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت و آبروے تمام لاکے داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب شاہزادہ خورشید زرین سحر ذنگل بیٹھنے کو ملا اسکے ساتھ والون کے واسطے حکم ہوا کہ بارگاہین خیمہ سراپردہ ستادہ کرکے ان سبکو بآرام تمام اس بارگاہ مین داخل کردو اس پرورش خداوندانہ و مرحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا ابھی چند ساعت بیٹھنے نپایا تھا کہ ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اے طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیون کے ہمارے

مہمان

دعوت قبول کرو جو کچھ چمچۂ آش میسر ہی تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح فرداً فرداً وعدہ لیا طرار بفرحت تمام و بہ کیفیت مالا کلام مصروف دعوت ہاے سرداران نامی ہی لیکن افراسیاب جادو باغ سیب مین ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہی کہ شور گریہ و زاری در باغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ تو مبارک باشد کل دن بھر آفت مین طرار کی گذری ابھی منھ ہاتھ بھی دھونے نہین پائے کہ رونے کی صدا کان مین آئی سامری و جمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہی باغیون نے کسی کا گل امید توڑا اسکی گلشن حیات کو پائمال کیا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کون روتا ہی افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آٹھ پہر باغیون ہی کا خیال ہی ہمارے سے ناحق رنج و ملال ہی تمھارے طعن و تشنیع سے وہ نکل گئی یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابریق سر مین زخم کاری ہوادار پر پڑے ہوے آہ آہ کرتے ہین ساتھ والے زخمی اشکبار بیقرار گریان و نالان خاک بر سر کنان ابریق کو وہ شگاف کو ہوادار پر ڈالے ہوئے نمایان ہوئے افراسیاب نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ شب کو شکارگاہ مین اترے ہوے تھے کہ سرداران مہرخ فوج بیحساب لیکر شبخون لا گرے ایسے لیسے آپکے غلام لڑے وہ معرکہ پڑے ایک ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھون تھے کہانتک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑون باغیون کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت مین زخمی ہوگئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہانتک آئے حیرت نے کہا تعجب کی بات ہے یہ تو اُن لوگون کا شیوہ نہین ہی شاید کسی اور نے یہ کام کیا اُلٹی دشمنون کا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار و شمیمہ نقب زن عیاریچیان پرفن سامنے آئین واسطے تسلیم کے خم ہوئین افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا عرض کیا لونڈیون کو خوب معلوم ہی خاص یہی خبر لیکر لونڈیان حاضر ہوئی ہین سامری و جمشید کی نگاہون پر مار پڑے کل حضور نے جو طرار جادو سردار کلاب عقاب سوار کو کچھ چشم نمائی کی تھی اور پھر بنظر پرورش فوراً اُنکی خطا معاف بھی ہوئی اسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جا کر تمام سرداران مہرخ لیا دس ہزار سے دو لاکھ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کر کے چلتا دھندا کیا لشکر عمرو مین پہونچے مہرخ نے انکی بڑی خاطر مدارات کی ہی ہر سردار نمکحرام نے طرار کی دعوت کا سامان مہیا کیا ہی طرار جادو ہر ایک کے یہان دعوت کھاتا پھرتا ہی چہچہے قہقہے ہو رہے ہین افراسیاب نے اُن ساحرون سے کہا کیون نالائقو تم ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغاباز مکار جعلساز اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سو سو سے لڑکر آئے ہین خوب مابدولت کو ثابت ہوا ہی کہ تپاکھڑ کا بندہ سرکار مسلمانون کو جا سمجھ لیا ہی یہ سنکر اُن سبھون نے سر جھکا لیے افراسیاب نے ابریق کو ہوادار سے اتروایا مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی تب ابریق کو ہوش آیا افراسیاب نے کہا اے وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا مین مبتلا ہین تمکو شکار سوجھا اور ایک ادنی غلام نمکحرام کے ہاتھ سے زخمی ہوکر آپ تشریف لائے ہین نہ خیال انتظام نہ خوف ننگ و نام تم صاحبون نے بہت پریشان کیا ہی

غش کھا کر زمین پر گرا طرار نے چاہا سر کاٹ لوں بہ نذر خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کروں لشکریان ابریق نے ابریق پر اپنے تئین گرا دیا صدہا نے اپنے کو قتل کرایا مگر ابریق کو بمشکل اُٹھایا ہوا اور پر ڈالکر لیکر بھاگے طرار نے خیمہ خرگاہین بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضہ مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑاؤ پر گھر کر رہگئے تھے انکو صبح تک قتل کیا بوقت سحر بفتح و فیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برائے نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سر ابریق نہ پایا اسی خیال مین ٹھہرتا ہوا آتا ہے یہان ملکہ مہرخ نے ساری رات عیش و راحت مین بسر کی تھی کہ یکایک جوڑیان ہرکارون کی سامنے سے آئین دعاے ترقی دولت و اقبال زبان پر لائین اشعار

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
ہمہ کار عالم بکام تو باد
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد

اے شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہے کلاب عقاب سوار جو مارا گیا تھا اُسکا سردار طرار جادو اسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابریق کو شگاف پر مارا لاکھون ساحر قتل کرکے آتا ہے اور ابریق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے مگر طریقہ طرار نامدار سے ظاہر ہے کہ بے وجہ خدمت مین آتے ہوے شرماتا ہے جابجا ٹھہرتا ہوا آتا ہے یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہوکر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائین اور طرار نامدار کو استقبال کرکے باعزاز لائین اُسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ ہلال و ملکہ نافرمان والاشان وغیرہ مع فوج دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار روانہ ہوئین یہان طرار جادو مع اپنی فوج کے ایک صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی پہونچے طرار جادو سے بغلگیر ہوے اور کہا ملکہ مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہین اگر عرصہ فرمائیے گا تو کیا عجب ہے کہ خود تشریف لائین ہمکو بہر استقبال آپکے بھیجا ہے طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جوہر شناس ایسے ہوتے ہین کہ مجھ ذلیل کے استقبال کو ان سرداران جلیل کو بھیجا ہے کیونکر ایسون کے نام پر جان نثار نہو غرضکہ ساتھ ان سردارون کے قطع راہ کرکے قریب بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا مہرخ بدولت و اقبال مع چار سو سرداران باوفا کے بارگاہ سے برآمد ہوئین اور فرمایا کہ اے طرار جادو ہم عرصہ سے تمھارے مشتاق تھے دیر ہونیکا کیا سبب ہوا طرار یہ پرورش خداوندانہ دیکھکر دوڑا چاہا قدمون سے لپٹ جاے ملکہ مہرخ نے سر اُسکا سینے سے لگا لیا اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت و آبروے تمام اُسکے داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب شاہزادہ خورشید زرین سحر ذلگل بیٹھنے کو ملا اُسکے ساتھ والون کے واسطے حکم ہوا کہ بارگاہین خیمہ سراپردہ ستادہ کرکے ان سبکو بآرام تمام اُس بارگاہ مین داخل کردو اس پرورش خداوندانہ اور مرحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا ابھی چند ساعت بیٹھنے نپایا تھا کہ ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اے طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیون کے ہماری

دعوت قبول کرو جو کچھ چیچہ آش میسر ہو تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح فرداً فرداً وعدہ لیا طرار بفرحت تمام و بہ کیفیت مالا کلام مصروف دعوت ہاے سرداران نامی ہے لیکن افراسیاب جادو باغ سیب میں ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہے کہ شور گریہ و زاری در باغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ تو مبارک باشد کل دن بھر آفت میں طرار کی گذرا ابھی منھ ہاتھ بھی دھونے نہیں پائے کہ رونے کی صدا کان میں آئی سامری و جمشید خیر کریں معلوم ہوتا ہے باغیوں نے کسی کا گل امید توڑا اسکی گلشن حیات کو پائمال کیا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے کون روتا ہے افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آٹھ پہر باغیوں ہی کا خیال ہے بہار سے ناحق رنج و ملال ہے تمہارے طعن و تشنیع سے وہ نکل گئی یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابریق سر میں زخم کاری ہوادار پر پڑے ہوئے آہ آہ کرتے ہیں ساتھ والے زخمی اشکبار بیقرار گریان و نالان خاک بر سر کنان ابریق کوہ شگاف کو ہوادار پر ڈالے ہوئے نمایاں ہوئے افراسیاب نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ شب کو شکارگاہ میں اترے ہوئے تھے کہ سرداران مہرخ فوج بیحساب لیکر شبخون لا گرے ایسے ایسے آپکے غلام لڑے وہ معرکہ پڑے ایک ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھوں تھے کہاں تک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑوں باغیوں کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت میں زخمی ہو گئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہاں تک آئے حیرت نے کہا تعجب کی بات ہے یہ تو اُن لوگوں کا شیوہ نہیں ہے شاید کسی اور نے یہ کام کیا اُنکی دشمنوں کا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار و شمیمہ نقب زن عیار پیچیان پرفن سامنے آئیں واسطے تسلیم کے خم ہوئیں افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا عرض کیا لونڈیوں کو خوب معلوم ہے خاص یہی خبر لیکر لونڈیاں حاضر ہوئی ہیں سامری و جمشید کی نگاہوں پر مار پڑے کل حضور نے جو طرار جادو سردار کلاب عقاب سوار کو کچھ چشم نمائی کی تھی اور پھر بنظر پرورش فوراً اُنکی خطا معاف بھی ہوئی اسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جا کر تمام سرداران مہرخ لیا دس ہزار سے دو لاکھ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کر کے چلتا دھندا کیا لشکر عمرو میں پہونچے مہرخ نے انکی بڑی خاطر مدارات کی ہے ہر سردار نکھرام نے طرار کی دعوت کا سامان مہیا کیا ہے طرار جادو ہر ایک کے یہاں دعوت کھاتا پھرتا ہے چہچہے قہقہے ہو رہے ہیں افراسیاب نے اُن ساحروں سے کہا کیوں نالائقو ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغاباز مکار جعلساز اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سو سو سے لڑ کر آئے ہیں خوب ما بدولت کو ثابت ہوا ہے کہ تپاکھڑ کا بندہ سرکا مسلمانوں کو ہوا سمجھ لیا ہے یہ سنکر اُن سبھوں نے سر جھکا لیے افراسیاب نے ابریق کو ہوادار سے اُتروایا مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی اتب ابریق کو ہوش آیا افراسیاب نے کہا اے وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا میں مبتلا ہیں تمکو شکار سوجھا اور ایک ادنی غلام نکھرام کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آپ تشریف لائے ہیں نہ خیال انتظام نہ خوف ننگ و نام تم صاحبوں نے بہت پریشان کیا ہے

اگر ما بدولت ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم ہوشربا کا قائم رہنا محال تھا ابھی جاتا ہون بارگاہ **مہرخ** سے اُس نمکحرام کا سر کاٹ کے لاتا ہون کل کو سزا دونگا آتش قہر مین پھونکونگا لونڈیان غلام بہت سر چڑھ گئے ہین یہ کہکر **افراسیاب** نے تاج سر پر رکھا زیور جواہرات زیب جسم کیا تیغہ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ایک دسنگ سی سامنے سے مرکب تند شکل بساز زر و یراق سے آراستہ زمین پر آکر اُترا شوخیان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا عجب مرکب باد رفتار تھا اشہب فلک نے بھی نہ دیکھا تھا ایک کاوے مین دورہ عالم تمام تھا اشہب تیز گام طلسمی نام تھا **شعر** عجب مرکب باد رفتار تھا ۔ کہ طرار تھا اور فرار تھا ۔ قصد ہوا **افراسیاب** کا کہ اُس پر سوار ہو ملکہ **حیرت** ہان ہان کہکر دامن سے لپٹ گئی شاہزادیان ملکہ یاسمن یاسمن پیکر و ملکہ قہر اندام گلابی پوش و ملکہ حور پیکر سحر خیز و ملکہ شمیمہ ماہ لقا و ملکہ نازک اندام جہان پیما و ملکہ شعلہ جوالہ زن و ملکہ آتش خوار طاؤس سوار و ناظمان دربند ہاے طلسم مقہورین قہار و یاران اژدر سوار و اژدران فیل گوش و شاہبازہ تیز پرواز و خاقان تاجدار و قیصر تاجدار وغیرہ اپنے اپنے مقام سے مثل بلاے ناگہانی کے اُٹھے حقیقت مین ہر ایک انمین سامری عہد جمشید زمانہ ہو دست بستہ ہو کر ہر ایک نے قدمون کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ یہ تو کبھی نہوگا کہ سرکار والاتبار کو مجمع باغیان مین جانے دین **عمرو عیار** سا مکار غدار وہان موجود ہے نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلائیگا علاوہ اسکے سب سردار چنے ہوے طلسم کے وہان موجود ہین جنکو سرکار نے کل علوم سحر تعلیم کر دیے ہین دل انکے فنون عجائب و غرائب سے بھر دیے ہین حضور اگر آپ ایسے کامل و اکمل اور صاحب اختیار نہوتے تو وہ طلسم کشا کو اتاب چھڑا لیجاتے لوح طلسم کو بھی کوشش کر کے لاتے طلسم فتح ہو جاتا ہر حاکم دربند شکست کھاتا سامری و جمشید آپکو سلامت رکھین کہ آپکے سحر کے آگے اُنکی کیا حقیقت ہے لونڈیون غلامون کی کیا لیاقت ہے سرکار خیر خواہون کو صرف ایک روز کی مہلت دین ہمسے اُن خود سرون کے سر لین ایسے ایسے کلمات نصیحت آمیز جرأت خیز کہکر **افراسیاب** کو تخت پر بٹھایا **حیرت** نے بتعجیل تمام رقاصون کو حکم دیا رقص شروع ہو گیا نازنینان مہ جبین الاپنے لگین کوئی غزل گاتی تھی کوئی دامن تھام کر **افراسیاب** کا بھاؤ بتاتی تھی کسی نے چنگ مرصع اُٹھایا دل توڑ کر بجایا کہ زہرۂ فلک کو وجد مین لائی کسی نے ٹھمری گائی ہرچند کہ ہنگامہ عیش و نشاط از حد گرم ہوا مگر **افراسیاب** کا غصہ نہ اُترا ہر مرتبہ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا قصد کرتا تھا سحر پڑھون لشکر مسلمانان پر جا پڑون ہاتھ اُٹھا کر ارباب نشاط کو منع کیا کہ اسوقت ہم اپنی سلطنت کی فکر مین ہین قتل مسلمانان کے ذکر مین ہین ناچ راگ رنگ سب بیکار ہے **افراسیاب** اسی گفتگو مین تھا کہ آسمان پر ٹکڑا ابر چھایا مینھ برستا ہوا نظر آیا کبھی برسوے ہوا دریا جوش مارتا معلوم ہوتا تھا کبھی خود بخود معدوم ہوتا تھا یکایک وہ ابر شق ہوا برقین ٹوٹ کر زمین پر گرین آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو بغور دیکھا تو ایک بادشاہ جلیل تخت زرین پر سوار یکہ و تنہا ہاتھ جھکاتا ہوا عجائب و غرائب سحر کے دیکھتا ہوا ظاہر ہوا تخت زمین پر اُترا

ساحر مذکور تخت سے کودا سامنے افراسیاب کے آیا جھکے سلام کیا یا تو افراسیاب غصہ مین بیٹھا تھا لیکن بے اختیار ہنس پڑا بہ شفقت و محبت پوچھا اے غواص دریانشین اسوقت کس موج مین تھے کیونکر آئے کیا کبھی دریا اُلٹا بھی بہتا ہی ہماری ملاقات سے کنارہ کیا اُسنے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا سرکار کی دریادلی کا باعث ہی کہ اس ادنی کو اسقدر کوہ و دشت و دریا براے انتظام سپرد ہوے ہین کہ ایک لمحہ فرصت نہین ہوتی مگر اب غلام نے مفصل سنا کہ گرداب بحر رنج و الم نے سرکار فیض آثار کو گھیرا اہالیان طلسم ہوش ربا قلزم زخار مصیبت مین غوطہ زن ہین بحر افواج دشمن سرکار کی طغیانی ہوگئی کشتی حیات دوستان طوفانی ہوگئی آشنایان دریاے تجربہ کاری و غواصان لجۂ بے نظامی سرکار دولت مدار کے ساتھ ہین ایسی کوئی نہین تدبیر بتاتے کہ دشمنان تبہ کار و نمک حرامان غدار خود بخود گلے کاٹ کر مرجائین غرق دریاے مصیبت ہون تڑپ تڑپ کے مرین اُبھر نہ سکین یہ کلمات حیرت آیات سُنکر افراسیاب نے غواص دریانشین کو گلے لگا لیا پہلوے تخت مین دنگل تھا اُسپر بٹھا لیا اور کہا اے خیر خواہ بلا اشتباہ مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ چند لونڈیان غلام بد انجام بگڑ گئے ہین میرا کیا کر سکتے ہین بیہودہ بکتے ہین مگر البتہ حیدر ان سے کہ کوکب الکا شریک ہوا ہی غرور سبکا بڑھ گیا ہی دختر بلند اختر اُسکی نام کو زن ہی اسم بامسمی شمشیر زن ہی اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے رنج اُٹھائے اسی نے دریاے خون روان خشک کیا پل پریزادان توڑا عمرو کو مین نے برج غضب مین قید کیا تھا اُسی ظالم نے اُسکو بھی ہٹایا کوکب تو مصروف عیش رہتا ہی تمام انتظام طلسم نور افشان اُسی چھوکری کے سپرد کیا ہی مدد مسلمانان کو دمبدم وہی آتی ہی عجائب و غرائب کھاتی ہی ابھی چند روز ہوے کہ مینے قید کرکے پردۂ ظلمات مین بھیجدیا تھا اختر مروارید کہ تحفہ نایاب اُسکے پاس ہی چھین لیا تھا قصد تھا کہ قتل نامہ روانہ کرون تیر قضا کا نشانہ کرون مگر برق فرنگی شاگرد عمرو بصد کر و فر پردۂ ظلمات مین پہونچا اور اُس گیسو بریدہ کو رہا کیا صرف مینے نام لیا تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرونگا طلسم نور افشان مین لشکر گران تیار ہوگیا یہ قصد ہوا کہ لڑین مرین اسد کو رہا کرین اب جو مشتہر ہوا کہ میعاد قتل اسد مین ایک مہینہ باقی ہی سنا ہی کہ راہ مین لشکر گران لیے ہوے اُترے ہین مین نے کئی مرتبہ اُسکے قتل کا سامان کیا مگر ہر مرتبہ بچ گئی اگر بران قتل ہوجائے کوکب اس صدمہ سے گلا کاٹ کر فوراً جان دے پھر لونڈیان غلام نہ ٹھہر سکینگے یہ حالات سُنکر غواص جوش مین آیا عرض کی اے شہنشاہ آپ فکر کامل نہین کرسکتے ہین یہ بران شمشیر زن طرف سے اپنی مان کے رشتہ دار ساحری ہی آپ کو بخوبی حال معلوم نہین ہی مان اسکی ملکہ ناہید حاکم قلعہ مرصع نگار ہی بڑی صاحب جاہ و وقار ہی فی الحال اپنے شوہر کوکب سے علیحدہ ہی ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی باعث ملال یہ ہی کہ عرصہ دراز ہوا کہ کوکب ملکہ حناے گلگون پوش شاہزادی قلعۂ رنگین حصار پر مائل ہوا اُس قتال عالم کی تیغ ابرو کا گھائل ہوا حقیقت مین حسن اُسکا پامال کنندہ جہان آفت جان عاشقان ہی عاشق ہوکر کوکب نے اُسکو پیغام بھیجا اُسکی مان نے جواب لکھا آپ بادشاہ طلسم نور افشان ہین آپکے جاہ و حشم

عالم پر عیان ہین ہم ایک ذرۂ بیمقدار تابعدار حضور کے خراج گزار ہمو جب **مصرع** چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؎ پس شادی غیر ممکن ہی اور اگر خط سرفرازی منظور ہی تو عالی ہمتی سے کیا دور ہی برات لیکر سہرہ باندھکر اس سیہ خانے کو قدوم میمنت لزوم سے روشن فرمائیے کنیز حاضر ہی بیاہ کے لیجائیے موافق **مصرع** شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ؎ اگر اس کے خلاف ہوگا ہمارے عزیز و اقارب طعن کرینگے زبان ملامت کھولینگے مشہور ہوگا کہ خواہش ملک و مال مین بیٹی کا ڈولہ دیدیا کوکب نے تحریر کو جوش عشق مین قبول کیا یہ خبر وحشت اثر مفصلاً و مشروحاً ملکہ ناہید مرصع پوش کو ہوئی جسکو جب کوکب محل مین آئے گھبرائے ہوئے ملال چہرے سے پیدا آثار عشق چہرہ سے ہویدا رنگ زرد لب پر آہ سرد ملکہ ناہید نے پوچھا کیون شہنشاہ مزاج کیسا ہی کوکب نے کہا صاحب خیر ہی کچھ خراج شہرون سے نہین آیا ہی مجھے تردد و انتشار ہی اسی وجہ سے دل بیقرار ہی ملکہ ناہید نے کہا آپ مجھسے کیون چھپاتے ہین آثار حزن و ملال چہرہ سے پائے جاتے ہین مین نے سنا کہ عشق حنا کا رنگ قلب حضور پر جما ہی ناحق آپ کف افسوس ملتے ہین اس مقدمہ کو میرے سپرد کیجیے حنا کو مجھسے لیجیے قسم ہی جد نامدار خداوند جمشید عالی وقار کی کہ مجھکو اسکا ملال نہین ہی یہ مضمون سنکر البتہ غصہ آیا ہی دل بھر آیا ہی کہ ایک شغشل کے مکان پر آپ سہرہ باندھکر جائینگے اگر ایسا ہوگا تو ہم اپنے عزیزون مین شرمائینگے آپ مطمئن ہون اگر کل ہی جاکر اُسکے جھونٹے پکڑکر نہ گھسیٹ لائی تو مجھکو نواسی جمشید کی نہ کہیے گا اب اُسکی یہ حقیقت ہوئی کہ اپنا عاشق آپکو سمجھکر ناز معشوقانہ دکھاتی ہی آپ ایسے شہنشاہ طلسم نور افشان کو اپنے گھر سہرہ بندھوا کر بلاتی ہی چوچلے کی خوبی مین کل لاکر ضرور اُسکو آپکے پہلو مین بٹھاؤنگی اپنے ہاتھ سے دلہن بناؤنگی یہ کلمات ملکہ ناہید کے سنکر **کوکب** روشن ضمیر کو غصہ آیا مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ صاحب ان مقدمات مین تمکو کیا دخل ہی وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی خراج گزار ہونے سے کیا آبرو جاتی رہتی ہی اے شہنشاہ زن و شوہر مین ایسی باتین ملال آگین ہوئین کہ اُسی وقت ملکہ ناہید بصد جوش و خروش قصر جمشیدی سے نکلکر تخت زرین پر سوار ہوئی اپنے ملازمان خاص بندگان باختصاص کو ہمراہ لیکر قلعہ مرصع حصار مین چلی گئی کوکب نے جوش حنا مین کچھ خیال نہ کیا سامان شادی مین مصروف ہوا حنائے گلگون پوش کو سہرہ باندھکر بڑے عظم و شان سے بیاہ لایا اُسی دن سے زن و شوہر مین بگاڑ ہی مگر ملکہ ناہید مالک تحفہ جات جمشیدی ہی سحر مین طاق علم تیرنجات مین شہرۂ آفاق ہی ایک ادنی تحفہ اُنھین اشیائے نادرہ سے اختر مروارید ہی کہ جو مانخ اپنی اختر بلند اختر مہران شمشیر زن کو دیا ہی اور ایک شرف اور بھی واسطے ملکہ ناہید کے ہی کہ شاید سرکار بھی اُس سے آگاہ ہون یعنی حجرۂ پنجم بلا جو حضور کے طلسم مین واقع ہی مالک اُسکا **ملک اسلا خضر** گوہر پوش اُسکی دو صاحبزادیان ملکہ لعل سخنداں و ملکہ یاقوت سخنداں منظور نظر سامری و جمشید آج عالم مین انکے حسن کا کوئی عدیل نہین ہے سحر مین بھی بے نظیر صورت مین رشک ماہ منیر ملکہ ناہید کی یہ دونون بھانجیان ہین جمشید بن کوکب پیام شادی

ملکہ **ناہید** نے پاس ملک **اخضر** اپنے بہنوئی کے بھیجا تھا ملک **اخضر** شادی ساتھ ملکہ **لعل سخنداں** کے قبول کرتا تھا کہ وہ چھوٹی بہن ہی ملکہ **ناہید** دختر کلان ملکہ **یاقوت** کی خواہاں تھین کہ حکومت جمرۂ بلانجم بنام ملکہ **یاقوت سخنداں** ہے اسی کے خواب مین روز بلاناغہ سامری و جمشید آتے ہین علوم سحر و نیرنجات تعلیم فرماتے ہین بس ای شہنشاہ اس سمع خراشی سے یہ مراد ہی کہ قتل بران ایک شمشیر بے نظیر پر موقوف ہی تا زمانیکہ وہ تلوار ممکن نہوگی بران پر کوئی ہاتھ اٹھا نہین سکتا **افراسیاب** نے گھبرا کر پوچھا کہ اے خیر خواہ بادولت وہ تلوار کہان ہی کس مقام پر نہان ہی **غواص** دریانشین نے جواب دیا کہ ایسی چیزین معتبرین کے پاس ہوتی ہین اگر بگوش ہوش سے سماعت فرمائیے مین عرض کرتا ہون دامن آرزو کو گل مراد سے بھرتا ہون **صمصام** جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بادشاہ قلعہ جوہر نگار پر بھائی **کوکب** روشنضمیر کا قیامت کا ساحر زبردست ہی بادۂ سحر عجائب سے مست ہی اُسکے پاس نیمچہ قتل ملکہ بران قسم شمشیر ہے طلسم جہان مین بڑا سحر ساز و پُرفن ہی کبھی کسی جنگ مین **کوکب** اسکو نہین بلاتا ہی وہ ابھی تک وہین شب و روز مزے اڑاتا ہی نہایت مغرور خود سر ہے **کوکب** کا بڑا معتبر ہے اسی وجہ سے وہ نیمچہ اُسکے سپرد ہی **کوکب** کو یقین کامل ہی کہ یہ کسی سے ساز نکریگا اپنے حتی الامکان نیمچہ بہرام فلک کو بھی نہ دیگا **افراسیاب** نے پوچھا کہ پھر وہ نیمچہ کیونکر قبضہ مین آئے کہ مدعائے دلی برآئے **غواص** نے غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصۂ دراز سر اٹھایا عرض کی ای شہنشاہ مبارک ہو گوہر مراد ہاتھ آیا وہ یہ صورت ہی کہ ایک شہزادی ہی کہ نام اُسکا ملکہ **لالہ زار** نرگسی چشم ہی حقیقت مین سرو خرامان باغ خوبی و گل رعنائے حدیقہ محبوبی کبک رفتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو مژہ خنجر ابروئے قاتل قتل پہ ہین مستعد زلفین بل کرتی ہین دونون دل پھنسانے کے لیے سرکار والا کے خراج گذاروں مین ہی قلعہ بہار خیز کی حاکم ہی اُسپر **صمصام** بادشاہ قلعہ جوہر نگار بہت سے مائل ہی خنجر ابرو کا اُس قتال عالم کے گھائل ہی عرصہ ہوا اُسکو پیغام وصل دیا تھا اس مغرور حسن و جمال نے صاف انکار کیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ منھ بنواؤ مثل حلوا خوردن را روئے باید **بیت** تمسے چودہ ہزار مرتے ہین + کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین + وہ مایوس ہوا عالم اضطراب مین واسطے شکار کے صحرا مین آیا مین نے خبر سُنی استقبال کر کے بوجہ دوستی اپنے قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن وہ کسی شے پر متوجہ نہوا ایسا بدمزاج تھا کہ کھانا بھی نہ کھایا مین نے دلدہی کر کے سبب پوچھا تب اُسنے رو رو کر مجھسے یہ حال بیان کیا مین نے کہا تھا بعنایت سامری و جمشید اس مقدمۂ خاص مین مین کوشش کرونگا وہ شکار کھیل کر رنجیدہ اپنے ملک کو گیا مجکو یہ خیال نرہا کہ اسکی تدبیر کرتا اب اسوقت فرمانے سے حضور کے خیال آیا ہی کہ اگر حضور بھی غلام کے ساتھ تشریف لیچلین پہلے اسکو مژدۂ وصل معشوق دین پھر اس مقدمۂ خاص مین اُسکا استمزاج لین کیا عجب ہے کہ اس دام تزویر مین پھنسے ساری دانائی بھول جائے یہ تقریر دلپذیر **افراسیاب** ستمگر مثل گل شگفتہ ہوا کہا اے برادر جس معشوقہ کا تمنے نام لیا وہ مصاحبان ملکہ **حیرت** مین سرفراز ہی ہمکو اُسکی راسخ الاعتقادی پر ناز ہی جو ہم کہینگے وہی کریگی ہین اُسپر

سب طلسم کا اختیار ہے **غواص** نے کہا کہ بس اب حضور تیاری کرین اُسکی ملاقات کو تشریف لیچلین مگر اس مقدمہ کی کسیکو خبر نہ کرین ورنہ غضب ہوگا ذرا بھی **کوکب** کو معلوم ہوگا نتیجہ مذکور اُس سے آکر لیجائیگا پھر سوائے افسوس کے کیا ہاتھ آئیگا **افراسیاب** نے فوراً صرف ایک تخت سحر تیار کیا **غواص** کو اپنے پاس بٹھا لیا اور سحر غائب کرکے تاکہ مجکو راہ مین کوئی نہ دیکھے طرف قلعہ جوہر نگار کے روانہ ہوا

داستان حیرت بیان جانا افراسیاب کا مع غواص دریا نشین کے پاس صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش حاکم قلعۂ جوہر نگار کے بدلے حصول نتیجہ قتل ملکۂ بران شمشیرزن اور باغی ہوکر کوکب سے شریک ہونا صمصام بدانجام کا افراسیاب کے اور خود آنا آمادہ قتل بران ہوکر بمقابلہ لشکر ملکہ مہرخ اور عیاریان خواجہ عمرو کی اور قتل ہونا اُس مردود کا ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مہروش مہ لقا
کہ وقت سحر ہے صبوحی اُٹھا
پلا بادۂ ارغوانی کا جام
ترے دور مین عذر ہی صبح و شام
ہوا اصاف مستی مین یہ امتحان
کہ دشمن ہی ساقی کا پیر مغان
یہی میکدون مین ہوئی قیل و قال
کہ ہے دختر رز تو بکی چھنال
حقیقت مین طرار و بیباک ہے
عبث رند مشرب کو یہ تاک ہے
سبب کیا کہ ساقی کو کچھ غم ہی آج
ہر اک جام مے چشم پرنم ہے آج
نہین آج مستو نمین بالکل تپاک
اُڑاتا ہے پیر مغان سر پہ خاک
بہت میکدہ اپنو بیرنگ ہے
ہر اک بادہ خوار آج دلتنگ ہے
غم مجھپہ روشن ہوا سربسر
کہ افشا ہوئی کوئی غم کی خبر
خبر سنکے بے لطف ہین بادہ نوش
تردد مین ہے شیشہ مے ہی خموش
وہ اخبار حیرت ہین عبرت پسند
کیا جس نے ہر ایک کو دردمند
نہ مے ہے نہ ساقی عجب طور ہے
حقیقت مین اب اور ہی دور ہے
زمانیکی آب و ہوا ہی خراب
ہر اک شیشے مین پاتا ہون انقلاب
مرے دشمن جانستان ہین حبیب
مرے ہوگئے ہائے کیسے نصیب
کہ دشمن ہی ساقی کا اک حیلہ ساز
بچائے اُسے خالق بے نیاز
نگارندۂ داستان عجیب
یہ لکھتے ہین اب ماجرائے غریب

صاحبان شمشیر برق نظیر سخنوری زرہ پوشان جلالت آثار مضامین جادوگری تیغۂ آبدار سخن کو نیام دہن سے کھینچکر میدان قرطاس مین یون مصروف جنگ تحریر و تقریر ہین کہ جب **غوص** دریا نشین **افراسیاب** کو ہمراہ لیکر طرف قلعۂ جوہر نگار کے چلا بعد قطع راہ اول **افراسیاب** کو لاکر ایک کوہ فلک شکوہ پر زرنۂ نخلستان مین ٹھہرایا اور آپ ایک مرکب پر سوار ہوکر طرف قلعۂ جوہر نگار کے چلا یہان **صمصام** اپنے قلعہ مین تخت پر بیٹھا ہوا ہے گرداگرد ساحران غدار امیران سلطنت و مشیران مثبت اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غوصان قلزم اخبار عشرت خیز

وشناوران دریاے فرحت انگیز گوہر مصفاے خبر ہوا ہر آرزو کو بقصد جستجو اس طرح پیش **صمصام** لاتے ہین یعنی ہرکارون نے عرض کی کہ آپکے دوست صادق محب واثق شناور دریاے محبت وغریق لجۂ الفت یعنی **غواص** دریانشین تشریف لاتے ہین **صمصام** ہرچند کہ مفارقت مین اُس محبوب طرازینی ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے مثل چشم نرگس حیران اور مثل لالہ داغ مفارقت بر دل مانند مرغ بسمل بیقرار رہتا ہی ناتوانی کا زور ہی لب گور ہی لیکن نام اپنے دوست کا سُنکر بمشکل اُٹھا اور مع امرا وزرا کے باہر آکر **غوص** کا استقبال کیا اور بہ تعظیم وتکریم لاکر مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی **غواص** نے **صمصام** کا رنگ رو متغیر دیکھکر پوچھا کیون برادر خیر تو ہی مین تمکو بہت نحیف ضعیف پاتا ہون **صمصام** نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا **شعر** مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ٭ **نظم**

حال دل آہ کہہ نہین سکتا	چپ بھی افسوس رہ نہین سکتا	ہجر جانان سے بیقراری ہے
چشم سے نہر اشک جاری ہی	یاد مین صبح وشام روتا ہون	عقل وہوش وحواس کھوتا ہون
جان تن زار سے نکل جاے	تیغ موت اب گلے پہ چل جاے	ہوس زیست اب نہین بالکل
ہو چراغ حیات کاشکے گل	وصل دلبر کی تو امید نہین	جامۂ زندگی ہو قطع کہین

یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا **غواص** بیحیا دلمین بہت خوش ہوا مگر بظاہر خود بھی ملول ہوکر دامن سے بصد محبت اشک حسرت پاک کیے اور کہا ہان ہان اے بھائی گھبراؤ ہوش مین آؤ یہ کہکر جھکے سے کان مین کہا جلد تخلیہ کرو مین مژدۂ وصل دلبر لایا ہون خاص اسی واسطے آیا ہون قریب تھا کہ **صمصام** کو شادی مرگ ہو جائے فوراً حکم تخلیہ دیا جب **صمصام** اکیلا رہگیا اُسوقت **غوص** نے کہا اے برادر شہنشاہ **افراسیاب** کو مین تمھاری ملاقات کو لایا ہون سامنے جو قلعہ کے کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر چھوڑ آیا ہون واضح ہو کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم معشوقہ تمھاری ملکہ **حیرت** کی مصاحب خاص ہی اگر شہنشاہ کو راضی کروگے فوراً شادی خانہ آبادی ممکن ہی بدون رضامندی **افراسیاب** دامن عصمت تک اسکے ہاتھ پہونچنا دشوار ہی اُسکو تمسے ملنے مین ننگ وعار ہی **صمصام** نے کہا کہ مین اپنی جان نثار کرنے کو شہنشاہ پر تیار ہون جو ارشاد کرین آنکھون سے بجالاؤن **غوص** نے کہا مخفی میرے ساتھ چلو شہنشاہ **افراسیاب** کو استقبال کرکے لاؤ خبردار دیکھتے ہی قدمون پر گرنا بے تامل گرد پھرنا اسی طرح **غواص** آمادہ کرکے **صمصام** کو بالاے کوہ لایا **صمصام** دوڑکر **افراسیاب** کے قدمون کی طرف بوسہ دینے کو جھکا **افراسیاب** نے جلدی سے بہ شفقت گلے سے لگالیا **غواص** نے طرف سے **افراسیاب** کے کہا اے **صمصام** تمنے قدردانی کو شہنشاہ کی ملاحظہ کیا ایک ادنے ملازم کو برحمت خسروانہ سرفراز کرتے ہین تمکو اس ذرہ نوازی پر ناز کرتے ہین دیکھو ایک بادشاہ تمھارا **کوکب** بھی ہی نہ مردون کی قدر جانتا ہی نہ کسی شریف ولئیق کو پہچانتا ہی دوسرے اور ستم اُسنے برپا کیا ہی کہ دین جدو آبا کو ترک کرکے ملحد ہوگیا ہی خداے نادیدہ جسکو نہ دیکھا نہ بھالا اسکی توصیفین

تعریفین اور پہنے دو سو خداوندون کی برائیان آٹھ پہر اُسکی زبان پر ہین سامری پرستون سے دشمنی ایک ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اُس سے بڑی دوستی ہی بھلا **عمرو** کہین کا بادشاہ یا وزیر یا کوئی تاجر جلیل ہے وہ ایک مکار غدار چوٹٹا ذلیل ہی اُسکے شریک ہوکر سامری پرستون کو قتل کیا ہی فقط ہمارے شہنشاہ نے آشنا سنا تھا کہ تم **لالہ زار** نرگسی چشم پر مائل ہو رحم دلی دیکھو کہ **لالہ زار** کو گھر کا اور تمھارے وصل پر راضی کیا ہی مگر ایک شرط ضرور ہی اب تمکو بھی مناسب ہے کہ جان و مال اپنا نثار کرو اور نیمچہ قتل ملکہ **بران** لاکر جلد نذر دو شہنشاہ تمکو خود اپنے ہاتھ سے دولھا بنا لینگے تمہاری سہرہ سر پہ باندھکر تخت پر سوار کرکے **لالہ زار** کو بیاہ لائینگے اور تو کیا کہون نہال ہو جاؤگے شہنشاہ کے داماد کہلاؤگے ملکہ **حیرت** تمھاری معشوقہ کی اسقدر آبرو بڑھاتی ہین کہ اپنی زبان سے اُسکو دختر فرماتی ہین یہ مژدہ جان بخش سُنکر **صمصام** بھول گیا اپنے کو بھول گیا مگر بخوف خیال انجام ٹھہرا یا عرض پیرا ہوا کہ میرا جان و مال سرکار کے قدمون پر نثار ہی لیکن نیمچہ حاضر کرنا دشوار ہی **کوکب** مجکو زندہ نہ چھوڑیگا **غواص** یہ سُنکر ہنسنے لگا اور کہا واہ بھائی یہ کیا خیال ہی **کوکب** کی یہ مجال ہی کہ جسکو ہمارے حضور سرفراز کرین اپنا ہمراز بنائین اُسکو اگر **کوکب** بہ نگاہ قہر دیکھے ہمارے شہنشاہ آنکھین نکال لین وہ سزا دین کہ عمر بھر یاد کرے تم کچھ اس امر مین خیال نہ کرو فوراً نیمچہ لے آؤ شہنشاہ تمھاری شادی کرکے طلسم باطن مین کہ جہان کوئی جا نہین سکتا وہان تمکو بھیجدینگے یہ مرتبہ پاؤگے کہ بادشاہ دربند طلسم ہوشربا کہلاؤگے **غواص** نے اس طرح سمجھایا اور وصال **لالہ زار** کا لالچ دیا کہ **صمصام** راضی ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ اب مجکو آپ سے راز کا چھپانا مناسب نہین ہی گذارش کرتا ہون بگوش ہوش سماعت فرمایئے جبکہ ملکہ **بران** شمشیر زن بطن سے ملکہ **ناہید** مرصع پوش کے پیدا ہوئین اور سن انکا سات برس کا ہوا اور سحر مین کچھ دخل ہونے لگا ملکہ **ناہید** اور **کوکب** ایکدم آنکھون سے اوجھل نہ کرتے تھے اُسی جوش محبت مین یہ صلاح ہوئی کہ کوئی تدبیر حفاظت جان **بران** کرنا واجب و لازم ہے طلسم وسیع ہی حکومت زیادہ ہی جب اُسکو سامری و جمشید پروان چڑھائینگے ہم دونون زن و شوہر ترک سلطنت کرینگے تاج و تخت کی یہ مالک ہوگی مقابلے بھی اسکو ساحران عالم سے ضرور پیش ہونگے ہر طرح کے پس و پیش ہونگے کوئی دشمن سحر و ساحری سے قتل نکر سکے کہ جسکا چارہ دشوار ہو پس کل کاہنان طلسم حکیم ندیم ستارہ شناس منجم **کوکب** جمع ہوئے غرضکہ سب ملکر یہ نیمچہ بنایا اور حکم لگایا کہ جبتک دشمن اس نیمچہ سے نہ قتل کریگا ملکہ **بران** کی دراصل جان نہ جائیگی اور یہ نیاز مند جو آپکے سامنے حاضر ہی بہت بڑا جان نثار نمکخوار جانکر وہ نیمچہ میرے سپرد ہوا یہ بھی اسمین قید ہی کہ سوائے میرے ہاتھ کے اور کسیکے ہاتھ سے جوہر ذاتی نہ دکھائیگا کند ہو جائیگا کیفیت تمام و کمال عرض کرچکا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن حقیقت مین **کوکب** کا دین جد و آبا ترک کرنا مجکو بھی بہت ناگوار ہوا **غواص** نے کہا اچھا تمھین خود چلو آج اگر **بران** قتل ہو تمھارے ہاتھ سے کل سامان شادی

تمھارا مہیا ہو الغرض **صمصام** نے کہا حضور چلیں غلام مع فوج و لشکر و نیچہ بہر قتل **بران** ملکہ حاضر ہوتا ہی غرض اور **افراسیاب** پختہ وعدہ کرکے طرف لشکر **حیرت** کے روانہ ہوے **صمصام** بدانجام قلعہ مین آیا تمام افسران فوج کو اپنے پاس بلایا برائیان **کوکب** کی اور اولوالعزمی **افراسیاب** کی ظاہر کرکے کہا کہ ہم تو بخدمت **افراسیاب** جاتے ہین جسکو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ورنہ خدمت **کوکب** ناقدردان مین جائے غضب کیا پونے دو سو خداوندون کو چھوڑا ایک خدا سے نادیدہ کا اعتقاد کیا نام **سامری** پر جان دینگے کیا ہمارے دادا پردادا بیوقوف تھے کہ دین **سامری** و **جمشید** پر قائم رہے سب سردارون نے عرض کی کہ ہم تو حضور کے ملازم ہین فی الحقیقت یہ **کوکب** نے بڑا غضب کیا کہ دین بزرگون کا چھوڑا قتل کرنا اسکا واجب بس **صمصام** تخت پر سوار ہوا چار لاکھ فوج کو ساتھ لیا خزانہ چھکڑون پر بار کرایا وہ نیچہ ایک صندوق مین بند کرکے پاس اپنے رکھا نوبت و نقارہ بجاتا ہوا قلعہ جوہرنگار سے باہر نکلا مگر بقدرت پروردگار ایک اسکا سردار ہے کہ نام اسکا **سعید جادو** ہے نہایت خوش رو ہے صاحب اقبال نمک حلال مالک کی آبرو کا ہر وقت خیال یہ حال بدعت مآل دیکھکر بہت رویا دل سے کہا کہ یہ بیحیا افسوس شریک **افراسیاب** کا ہوگیا نمکحلالی کا خیال نہ آیا مگر اے **سعید** جلد چلکر **شہنشاہ کوکب** روشنضمیر سے اطلاع کر کہ یہ نمکحرام تا بہ ملک **افراسیاب** نہ جانے پائے یہ سوچکر اسی وقت کنارہ کیا اور ایک عقاب سحر تیز پرواز تیار کرکے طرف قصر جمشیدی کے چلا یہان **شہنشاہ کوکب** مع مشیران سلطنت سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین پہلو مین کرسی جواہرنگار پر ملکہ **حسنا** بصد ناز و ادا متمکن ہے اسوقت **بلور چہار دست** سپہ سالار لشکر نے خبر دی ہے کہ ملکہ **بران** دشت عجائبات تک پہونچ گئین چونکہ خبر قتل **اسد** مشہور تھی برائے جانبازی جاتی ہین نامہ انکے پاس **شہنشاہ** اوج عیاری کا پہونچا کہ واسطے ایک مہینہ کے قتل **طلسم کشا** موقوف رہا مگر سردار **افراسیاب** کا **کلاب** عقاب سوار بڑے زور و شور سے چڑھ گیا تھا **خواجہ عمرو** نے بصورت **افراسیاب** اسکو مارا شکر ہے اب لشکر ظفر اثر مین سامان عیش مہیا ہے بڑا فضل پروردگار ہوا کہ لشکر **مہرخ** اسکی بدعت سے بچا اور ملکہ **بران** کی یہ عرضی آئی ہے کہ کنیز کو کیا حکم ہوتا ہے پلٹ آؤن یا طرف لشکر **خواجہ عمرو** کے جاؤن **کوکب** نے حکم دیا کہ ساحر تیز رو کو روانہ کرو کہ اے نور نظر لشکر **خواجہ عمرو** سے ملحق ہو ایک طرف سے ہم **جمشید** تمھارے بھائی کو بھی روانہ کرتے ہین اور بحول و قوت الٰہی ہم بھی سامان جنگ مین مصروف ہین **بلور چہار دست** نے فوراً فرمان شاہی لکھکر اسی مضمون کا خدمت ملکہ **بران** مین روانہ کیا یکایک دیکھا چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت شاہنشاہی پر ایک ساحر باشندہ قلعہ جوہرنگار موسوم بہ **سعید** نامدار حاضر ہے امیدوار باریابی ہے **کوکب** نے جو نام قلعہ جوہرنگار سنا نہایت متردد ہوا حکم ہوا کہ جلد اسکو ہمارے سامنے لاؤ خدا خیر کرے خیرخواہان دولت گئے اور **سعید** کو سامنے لائے **سعید** نے آنیکے ساتھ ہی

ہاتھ اُٹھاکر دعا سے ترقی عمر و دولت و اقبال کی قطعہ ٭ الٰہی بخت تو بیدار بادا ٭ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ٭ گل اقبال تو دائم شگفتہ ٭ بچشم دشمنانت خار بادا ٭ کوکب نے دیکھا کہ سعید جادو گھبرایا ہوا رنگ رُو متغیر لرزان و ترسان حیران و پریشان آنکھون سے اشک حسرت جاری عالم بیقراری منھ سے اچھی طرح کلام نہین نکلتا ہے اسطرح گھبرایا ہوا ہے کوکب نے نزدیک بیٹھنے کا اشارہ کیا جب یہ بیٹھا تو پوچھا کہ کیون اے خیر خواہ دولت یہ تمھارا کیا حال ہے سراسر تمھارے چہرے سے ظاہر حزن و ملال ہے سعید ضبط کرکے عرض پیرا ہوا کہ خداوند نعمت کیا گذارش کرون وہ معاملہ حیرت خیز دیکھا کہ ہوش میرے بجا نہین ہین عجب طرح کا انقلاب ہوا بادشاہ ہمارے صمصام جنگ آزما سے خونریز زرہ پوش خودبخود شریک افراسیاب ہوگئے اتنا تو صرف غلام نے دیکھا تھا کہ غواص دریا نشین ملازم افراسیاب آیا کچھ آپسمین سرگوشی ہوئی دونون ملکر بیرون قلعہ گئے وہان سے جو آئے تو آپکی دشمنی کا جوش تھا وہ بیجا بادۂ کبر و نخوت سے مدہوش تھا سب سردارون سے کہا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر نے غضب کیا دین جدو آبا چھوڑا سامری پرستی سے منھ موڑا اور افراسیاب کے دشمن ہوئے ہین واسطے جمشید پرستون کے رہزن ہوئے ہین دیر کھدواتے ہین اُس مقام پر مسجدین بنواتے ہین ہمسے یہ نہ دیکھا جائیگا جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ ہمارے ساتھ خدمت افراسیاب مین چلے ورنہ ہم سے کنارہ کرے سب سردارون نے قبول کیا اُس نامرد کا ساتھ دیا اسیوقت فوج تیار کرکے بیرون قلعہ گیا ہے بارہ کوس پر جاکر مقام کیا ہے غلام کو خیال نمک سرکاری آیا خبر لیکر حاضر ہوا اس نمکخوار قدیم کو اتنی جرأت نہوئی کہ اُسکو روک سکتا اور سحر سے اسکو ٹوک سکتا اس لائق نہ تھا سحر مین بھی اُس نالائق پر فائق نہ تھا یہ خبر وحشت اثر سُنکر کوکب مثل بید تھرا گیا و خیال انجام سے گھبرا گیا سعید کو تو خلعت فاخرہ مرحمت فرمایا اور خود تاج اُٹھاکر سر پر رکھا قبضے پر ہاتھ ڈالا دستک دی فوراً مرکب پرند شکین سامنے حاضر ہوا با ساز و یراق مرصع کار تیز پر کوہ پیکر خوش گام نازک اندام مرکب باد رفتار کو کوکب دیکھکر بقہر و غضب تمام تیغہ تھام کر اُٹھا قصد ہوا کہ سوار ہو خورشید روشن رائے وزیر اعظم دستور معظم تھرّاتا ہوا کانپتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا دوڑکر قدم اقدس کو بوسہ دیا عرض کی خداوند خیر تو ہے ملازمان جانباز کس دن کے لیے ہین کیا منظور ہے ارشاد تو ہو ابھی جائین اُس باغی کا سر لائین قلعہ مثل برگ خزان دیدہ باد قہر و غضب سے اُڑادین اور اس باغی بوستان بیخزان شاہی کو خاک مین ملادین یہ سُنکر کوکب کی آنکھون سے اشک حسرت بصد حیرت جاری ہوئے فرمایا کہ اے خورشید وہ بیجا کیا ہے جسکے واسطے مین اسقدر گھبراتا خود اُسکے مقابلہ کو جاتا مگر تمکو معلوم ہے کہ اسمین کیا راز ہے وہ ملعون کس عہدۂ جلیل سے سرفراز ہے پاس اُسکے نیمچہ قتل ملکہ بران رکھا گیا بیجا کو وفادار اور صاحب جوہر سمجھا تھا معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے

افراسیاب نے اُسکو بُلایا ہوگا لالچ ملک و مال کا دیکر سعید نے جب سردار **غواص** کا نام لیا دہ از حد مکّار غدار ہی شاید یہ دام تزویر اُسی نے بچھایا ہی اور اُس دانہ زر و زرگار کو جال مین پھنسایا ہی بدون میرے جائے اُسکو کون روک سکیگا وہ سحر مین ہمیشہ سے ہر کس و ناکس نہ ٹوک سکیگا اب تو **خورشید** نے بھی سر جھکا لیا حال پُرملال نتیجہ قتل ملکہ **بلران** مین پسینہ آگیا عرض کی جو ارشاد ہوا بجا ہی غلامون کو اسمین دخل کیا ہی مگر نمکخواران شاہی موم کے نہین ہین کہ اُسکی آتش سحر سے پگھل جائینگے ایسے وقت مین جان بچاکر ٹل جائینگے حضور کا جانا مناسب نہین ہی **خورشید** نے جو یہ کلمہ کہا سب سردارون نے عرض کرنیکا موقع پایا **بلور چہار دست** بستہ سامنے آیا اور عرض کی کہ ابھی غلام جاتا ہی اور اقبال شاہنشاہی سے اُس نمکحرام کی مُشکین باندھکر لاتا ہی ایکطرف سے **آفتاب جادو و ماہتاب جادو** دونون وزیر خوش تدبیر بھی یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ حضور ہم ہرگز آپ کو نجانے دینگے جاتے ہی اُس خیرہ سر کا ابھی سر کاٹ لینگے اس گفتگو سے قصر جمشیدی مین ہنگامہ ہوا ہر سردار غصہ مین اُٹھا ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ اگر شہنشاہ حکم فرمائین ہم ابھی جائین اُس نمکحرام کو جوہر جرأت دکھائین نیمچہ چھین لائین مگر **کوکب** نہین مانتا فرماتا ہی کہ اے خیرخواہان دولت مین تمکو خوبی پہچانتا ہون اچھی طرح جانتا ہون بخدا جہان میرا پسینہ گریگا تم سب صاحب اپنا خون گراؤگے مجکو دشمن کے ہاتھ سے بچاؤگے مگر یہ موقع ایسا ہی کہ آپ لوگ صبر کرین جیسے نیمچہ کا خیال آیا ہی خنجر الم دل پر چل رہا ہی سنان الم دل کے پار ہی تیر غم سے کلیجہ دوسار ہی میرا ہی جانا مناسب ہی آپ سب صاحب تامل فرمائین میرے عقب مین بھی نہ آئین یہ کہکر خانۂ زین کو شکل آفتاب روشن کیا **کوکب** سوار ہوا قصد کیا مرکب کو اُڑائے مثل باد صرصر نکلجائے کہ یکایک طائر ہفت رنگ سپید رنگ چنگھاڑین مارتا ہوا آسمان سے نمایان ہوا کاندھے پر **کوکب** کے آکر بیٹھا منقار سے نامۂ محبت شمامہ گودین **کوکب** کی ڈالدیا اور ہوا پر اڑ گیا **کوکب** نے نامہ اُٹھایا مُہر **بہمن** روئین تن کو سرنامہ پر پایا لفافہ چاک کیا دیکھا گویا کہ نوشتہ تقدیر ہی عجب مضمون جانگزا تحریر ہی بعد القاب شاہی **بہمن** نے بصد شد و مد لکھا ہی کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ جو کاتب قدرت نے کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہے وہی پیش آتا ہی اسوقت جو خیرخواہ نے نقشۂ کہانت کو دیکھا یہ فقرہ نکلا ہی کہ چند ساعتین حضور پر نہایت سخت ہین سرکار کے دشمن لاکھون بدبخت ہین خبردار خبردار قصر جمشیدی سے قدم باہر نہ رکھیے گا ورنہ ذلت و رسوائی کا سامنا ہی گردش سیارگان سے ضلع اہ و مہر بچائے خدا نہ کرے کہ ساعت سخت آجائے ایک روباہ شیر پر غالب آجاتا ہی ستارہ بد اپنا اثر دکھاتا ہی آپ کا ضرور نام نامی و اسم گرامی شاہنشاہ روشن ضمیر ہے زیادہ عرض کرنا گستاخی ہی زیادہ حد ادب **کوکب** مضمون کو پڑھکر مایوس ہوکے گھوڑے سے اُتر آیا حیران تھا کہ کیا کرون کسکو بھیجون وہ نہایت زبردست ہی کہ آسمان سے ابر سیہ نمایان ہوا ملازمان **کوکب** حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تاریک عجب رنگ دکھاتا ہی یکایک وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تاجدار بکر و فر و شوکت و بہ رعب جلالت چار عقاب

تیر پرواز تخت اٹھائے ہوئے اُسپر سوار پشت پر لاکھوں ساحران نامدار ہمراہ ایک چیدہ روزگار نمایان ہوا تخت زمین پر اُترا وہ نامدار تخت سے اُترکر واسطے تسلیم شہنشاہ کو کے خم ہوا کوکب نے جواب سلام دیا ونگی زرین پر بیٹھنے کا حکم ہوا کوکب نے پوچھا اسوقت شاہزادہ **ہژبر بہمن پیلتن** یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا عرض کی اول تو غلام زیارت حضور کا مشتاق تھا علاوہ اسکے طائران سحر جو واسطے خبر کے مقرر ہین اُنسے سنا کہ **افراسیاب** خانہ خراب طلسم کشا کو قتل کرنا چاہتا ہے اور حضور نے قصد لشکر کشی کا کیا ہے پھر یہ جان نثار ایسے وقت کیون نہ حاضر ہوتا اسوقت جمال بیمثال حضور کا دیکھکر نہایت ہی تردد ہوا ہے کہ آئینۂ رخسار پر صاف گرد ملال ہے اس جان نثار پر آئینہ فرمایئے کہ کیا صورت ہے سبطرح خیریت تو ہے دربار کو مثل تصویر اتصویر پاتا ہون سب خاموش ہین ظاہرا رنج و ملال کے جوش ہین کیا خدانخواستہ کوئی حادثہ نو پیش آیا ہے گردش فلک نے کیا انقلاب دکھایا ہے ہژبر پیلتن نے جو براہ خیرخواہی اسطرح پوچھا کوکب کا دل بھر آیا بے اختیاری مین آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا ای برادر والے جان نثار خوش رہے بموجب **شعر** ہر دم ازین باغ برے میرسد ٭ تازہ تر از تازہ ترے میرسد ٭ فلک کج رفتار گردون غدار ہر دم درپے آزار ہے

نظم

ہاں ذرا کر نظر بدیدۂ غور
دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دیکھو آرائش
نہیں دنیا مقام آسائش
کہیں ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہیں چوتھی ہے اور چالا ہے
کہیں افضال حق تعالےٰ ہے
ہے کہیں شادی حنابندان
اور کہیں شور مرگ فرزندان
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ
ہے یہ دنیائے دون کا سرشتہ

آسیائے چرخ ہر وقت چرخ مین ہے کیسے کیسے دانائے روزگار پس گئے شجر باغ عالم سے کسی کو ثمر مراد حاصل نہوا ہے سروقد جفائے گلچین سے پھر سے پامال ہوا گل شگفتہ و خندان بلبل گریان و نالان ایسے کلمات عبرت خیز ملال و رنج انگیز زبان سے فرمائے کہ سب اہالیان دربار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اُسوقت ہژبر پیلتن بیقرار ہوکر قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے شاہنشاہ ان باتون کے سننے کی تاب اصبور مین طاقت نہین ہے مفصل ارشاد فرمایئے یہ جان نثار موافق اپنی حقیقت کے فوراً اُسکی تدبیر کرے بتصدق فرق مبارک حضور سب کچھ ہو سکتا ہے خدا نے سبطرح کا اختیار دیا ہے بالکل مجبور رہنا جائز نہین کیا ہے کوکب نے تو جوش رنج و ملال مین کچھ جواب نہ دیا مگر خورشید وزیر اعظم نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک **صمصام** کا شہزادہ ہژبر بہمن پیلتن سے تفصیلاً ظاہر کیا اور نیمچہ کی کیفیت سے بخوبی ماہر کیا یہ سنتے ہی ہژبر پیلتن مثل شیر غضبناک کے ڈکارا اور غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کی اُس روباہ صفت کی کیا مجال ہے کہ میدان اطاعت شاہنشاہ سے قدم باہر رکھکر زندہ نکل جائے غلام ابھی جاتا ہے مع نیمچہ اُس ہیچ پا کو گرفتار کرکے لاتا ہے غلام اُسی جانب سے ابھی آیا ہے خود مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ خاص دشت لالہ زار پر بہار مین بارگاہین استادہ ہو رہی ہین خود اُس مردود کی

بھی انتظام کرتے دیکھا ہے میں سمجھا کہ آجکل حکم شاہنشاہی براے لشکرکشی خراج گزاروں پر نافذ ہوا ہے یہ بھی بموجب ارشاد فیض بنیاد تیاری لشکر میں مصروف ہے اگر اس حال سے واقف ہوتا تو ابتک اُسکو گرفتار کر لیا ہوتا میں خوب اُس بے نمود کی لیاقت و حقیقت سحر سے واقف ہوں میرا ہم مکتب ہے ابھی طفل ابجد خوان مکتب افسون ہے یہ کہکر بعد کرد فراشا کو کیسے کہاں اور تدبیر کرتا ہوں مگر اس شیر بیشہ جرات نے ناگاہ تیغ کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لیا اور عرض کیا کہ اگر حضور روکینگے تو یہ غلام ابھی گلا کاٹ کر مر جائیگا جان نثارون مین نام کر جائیگا جسوقت سے غلام نے حال نمیچہ کا سنا ہے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے یہ بچہ تیرہ بخت شمع بزم سلطانی چراغ دودمان خاقانی لیٹنے لایا ہے ان شمشیر کی شعلہ حیات گل کرنیکا قصد کرے بڑا اندھیر ہے اُسکی موت آئی ہے تقدیر کا پھیر ہے ایسے ایسے کلمات غصے مین کہتا ہوا قدمون سے لپٹ کے خوب رویا اشکون سے منھ دھویا آخر **کوکب** نے فرمایا بسم اللہ خداے کریم کے سپرد کیا لیکن اسکا خیال رہے کہ اگر کوئی خرابی واقع ہو ہرچند میرا ستارہ گردش مین ہے فوراً آؤنگا لینے کو تم اسے بہونچاؤنگا یہ کہکر بہ عجلت تخت فلک سیر پر سوار ہوا مع فوج دریا موج عازم کارزار ہوا مثل شعلہ جوالہ تخت اُڑاتا ہوا شان و شوکت دکھاتا ہوا یہ جانباز و سرفروش بصد جوش و خروش براے مقابلہ **صمصام** نمکحرام جاتا ہے مگر حال اس بدنہاد کا سنیے یعنی **صمصام** نمکحرامی پر کمر باندھکر دشت لالہ زارین کہ لیسک قلعہ جوہر نگار سے بارہ کوس پر ہے وہانتک آتے آتے شام ہوگئی فوراً مرکب سے اترا حکم دیا بارگاہ استادہ ہو یارو ارادہ تو میرا یہ تھا کہ آج ہی اپنے مکمن تا بہ لشکر دشمنان شہنشاہ **افراسیاب** پہونچاؤن جاتے ہی سزا دون ملکہ بران کو قتل کرون کہ جلدی سامان شادی ہو خانہ آبادی ہو سالہا سال گذرے فراق محبوب مین تڑپتے اب صبح امید نے چہرہ اپنا دکھایا وقت وصل محبوب قریب آیا تم سب صاحبون کو وہ عہدے ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے کہ ایک ایک نہال ہوگا **افراسیاب** بڑا قدردان ہے نیک اساس قدرشناس صاحب شرم و حیا بادشاہ طلسم ہوشربا ایسی ایسی باتین واہیات مزخرفات کہتا ہوا تخت پر بصد نخوت بیٹھا سارا لشکر اتر پڑا جو کہ صاحب دل ہین عاقل ہین اپنے فعل ناشایستہ پر خجل ہین آپس مین کہتے ہین یارو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے آج تو صمصام صاحب کا بڑا غرور بڑھ گیا ہے نشہ شراب کبر و غرور چڑھ گیا ہے اپنے ہوش مین نہین ہین جس بادشاہ نے خاک سے پاک کیا براے حکومت قلعہ جوہر نگار ایسا ملک بازر ریز حسن خیز آباد رعایا دلشاد اُس مالک کے مقدمہ مین یہ فرماتے ہین اُسکی دختر کو قتل کرینگے یہ بیڑا پار ہوتا معلوم نہین ہوتا بیچ دریا مین ڈوبیگا گرداب محیط بلا مین گرفتار ہونگے بہت شرمسار ہونگے افسوس ہے کہ ہم بھی اُنکے ساتھ ڈوبے اب کچھ بن نہین پڑتا ایک شفیق کے واسطے افسوس ہے یہ انتظام ہین فوج مین تو یہ چرچا ہے بعضے ہنستے ہین بعضے روتے ہین کچھ لوگ رنج و ملال مین کچھ خوش ہوتے ہین لیکن یہ سمجھا کھانا زہر مار کرکے ناچ رنگ مین مصروف تھا سامان عیش و نشاط مہیا ہے شراب پی رہا ہے کف منھ مین بھرا ہے نشہ مین بلبلا رہا ہے کہ یا سامری و جمشید جلدی عمر

جاکر اپنی معشوقہ سے ہمکنار ہوں گو ہزاروں [illegible] ہوئیں دل کو کبھی یاد محبوب میں تڑپتا پھرتا لیکن جب ساقی قدرت نے نیلے چرخ سے جام آفتاب بھرنا [illegible] ضیا بصد صفا لبالب بھرا اور کشتی گلگونہ شفق مشرق میں بصد زیب و زینت رکھکر پیش رندان خمخانہ جہان دھری نظم آفتاب نکلا جب

فوج انجم ہوئی گریزاں سب	شہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میداں چرخ سے اکبار	ستہ انجم سپاہ رو بفرار	صمصام اپنے چھپر کھٹ سے

اٹھا پوجے پاٹ کا سامان کیا اگنوں پر جاکر دولتیوں سے اشنان کیا دھوتی [illegible] اچھی طرح [illegible] باندھی برہمنی لٹیا ہاتھ میں سامری و جمشید کی سامنے تصویریں رکھیں کچھ منتر جنتر پڑھنے لگا اسکا کمر باندھ رہا ہے کہ یہ بیچا حکم دے چکا ہے ابھی پوجے سے فراغت نہیں پائی کہ [illegible] یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی آواز شیر کے نعرے کی پیدا ہوئی یا شیدائے کفاران بھیجا واسطے [illegible] نمک حرام کہاں جاتا ہے [illegible] شاہزادہ [illegible] صاحب تدبیر [illegible] تماشا [illegible] کو سب صمصام نے سر اٹھا کر دیکھا ایک جوان خوشرو با آن شاہنشاہی شیر پر سوار پشت پہ فوج جلالت نشان و [illegible] لشکر کش نوجوان نے پکار کر آواز دی او مفسد غدار صحرا نشین تمہاری خوراک [illegible] آج تو [illegible] کو کھا جاؤ یہ کہکر دست [illegible] برق چمکی [illegible] آنکھ جھپکنے کی بعد چشم زدن دیکھا [illegible] ہزار ہا شیر [illegible] ہوئے دم علم کیے ہوئے دھاڑیں مارتے ہوئے اس روز [illegible] لشکر شیران صحرائی آیا کہ شیر فلک کا کلیجہ تھرا گیا یہ شیر سب آکر گرے چیر پھاڑ کے ہر ایک کو پھینکنے لگے کسی شیر نے کسی کو تھپڑ مارا وہ زمین پر گرا شیر نے گلے پر منہ لگا کر خون پیا خون پیکر اور ہلاک ہوا زیادہ [illegible] ایک ایک سوار دو دو کو چار چار کو پامال کرنے لگا ایک [illegible] پچاس ہزار ہمراہیان صمصام رہرو راہ عدم و شعلۂ فروز نار جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم برہم ہوئے صدائے الامان الامان بلند ہر ایک مجروح [illegible] بدحواس عالم یاس ہر چند چاہتے ہیں کہ بھاگ کر [illegible] شیروں سے جان بچائیں ممکن نہیں [illegible] صمصام [illegible] دیکھا گھبرایا یہ کیفیت تمام لباس پہنا جھولی [illegible] کی بائیں ہاتھ پر ڈالا ایک سیہ کاغذ [illegible] ہاتھ میں [illegible] مقراض سے صدہا گینڈے کاٹ زمین پر پھینک دیے نشتر سے پیشانی کا خون لیا [illegible] چھڑکا آواز دی اے کرگدن خوک پیکر جلد آ [illegible] صحرانشین سے بچا یہ کلمہ اس بدانجام کی زبان [illegible] تمام [illegible] تمام اُڑ گئے بعد [illegible] ذرہ [illegible] گینڈے [illegible] پیدا ہوئے شیروں [illegible] ملتن نے دیکھا کہ [illegible] شیر [illegible] جانب متوجہ ہو گئے [illegible] ملتن فوج دریا موج [illegible] لشکر پر جا پڑا لوٹے

ترنج تارنج پھینکنے لگے دریاے خون جاری ہوا جابجا زمین کے ہزاروں مارے گئے ادھر شیر اور گرگ بن آپس میں لڑ کر [illegible] شیرانہ گرگ کرگدن سے میدان پاک ادھر صاف ہوا لیکن شیران میدان کارزار داد مردی و مردانگی دیتے تھے جان دینے پر آمادہ تھے سپر سحر کہ ہاتھ میں لیے تھے اول بغفلت میں صمصام کا لشکر شکست اٹھا سب قتل ہوا لاکھوں کی نوبت پہونچی مگر تب صمصام [illegible] کر اٹھا لیے سحر ہاتھوں میں لیے اکڑتا ہوا میدان میں آیا اور ہزبر دلاور نے جو سحر سے [illegible] شیر میدان [illegible] تھا کہ ان ہاتھوں سحر سے شاباش ہزبر دلاور نے اپنی فوج [illegible] کو آواز دی اے مردان [illegible] جنگ است جنگ باید کرد [illegible] باید کرد [illegible] یار رحم سب [illegible] آئے ہیں جہاں تک ہو سکے گا انکو [illegible] قتل سے [illegible] اب دونوں لشکر آپس میں ملگئے حربہ ہاے سحر پھینکنے لگے شعلہ ہاے آتش [illegible] آتش [illegible] جلنے لگے

نظم

ہوا فوج صمصام پر حملہ ور
دہ [illegible] ایسا
بہی دل میں اٹھ [illegible] جنگ
کروں بڑے کہ صمصام ماعون جنگ
[illegible] شعلہ خیز
بھڑکنے سے آتش کے یہ ڈول تھا
ہوا گرم [illegible] و گیر
لرزنے لگا [illegible] پیر
کہیں بارش آتش سحر تھی
ہوا بحر خون اسقدر موج زن
گرج رعد کی اور چمک برق کی
برستے تھے سر صاف برسات تھی
دل دشت میں [illegible] پڑے
ہزبر دلاور نے با شد و مد

ہزبر دلاور بصد کر و فر
کرے کشت امید دشمن خراب
کہ دی آتش سحر اس درجہ تیز
دھواں [illegible] سحر لے پر ہول تھا
کہیں خون کی ندی زمین پر بہی
یہ [illegible] عقیق یمن
دہ سر تھے زمین پر کہ اولے پڑے
کیے قتل چن چن کے اہل حسد

مگر صمصام بھی پاے [illegible] کار ہی جب اتنے بڑے کام پر ملعون نے کمر باندھی تو ایسے بادشاہ عالیجاہ سے بغاوت کی [illegible] ندامت اثر کر رہا ہے اگر ہزبر برسنے تلواریں برسائیں تو [illegible] سنگدل نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا پتھر پہاڑ سے جدا ہوئے تلواروں کو توڑا ہزبر [illegible] نے اسوقت جھولی سے کاغذ نکالکر چھوٹے چھوٹے جانور بنائے اور سحر پڑھکر ہوا پر اڑا دیے اور آواز دی کہ لے پرند سحر وقت بلند پروازی ہے یہ کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ صمصام نے دیکھا ہزارہا طائران خوشرنگ ہوا پر اڑتے ہوئے نظر آئے الامان فوج صمصام کے ہوش اڑے جبتک صمصام رد سحر کرے وہ طائر سروں پر انکے بازوؤں کے بیٹھنے لگے جو طائر جسکے سر پر بیٹھ گیا وہ پتھر کا پتلہ تھا ہاتھ پانوں بے حس و حرکت نہ آنکھ میں بصارت نہ قلب میں قوت اسی طرح قریب پچاس ہزار کے تصویر سنگین بنکر رہ گئے اور ملازمان ہزبر نے بھی [illegible] قتل کیے دیکھکر صمصام نے فوراً ایسا [illegible] کیا کہ [illegible] پیدا ہوئے [illegible] ایک سمت غائب ہوا ایکچشم زدن میں پھر آیا آواز دی

اے مرغان کوہی بحق سامری جلد آؤ خوراک تمھاری حاضر ہو دیکھا آسمان پر تڑاقا ہوا کئی سو عقاب نایاب منقارین کھولے ہوئے پنجہ مثل آہن کے ان طائران خوشرنگ پر آکر گرے پنجہ سے آکر پکڑا چیر کر پھینکدیا دوسرا غضب یہ ہوا کہ خون اُس طائر کا جسپر پڑا جلکر خاک ہوا اور اگر یہی خون سر پر اُن تصویرہائے سنگین کے گرا فوراً ہوش آگیا سحر برطرف ہوا جسم اصلی پھر پایا یہ رنگ جو ہنر بر نامدار نے دیکھا مجبور ہوکر ایک نعرہ کیا سحر پڑھا منہ سے شعلہ نکلا طائران سحر اور عقاب دونون جلکر خاک ہوے ایسے ایسے آپسمین بہت سے سحر ہوے کبھی غالب کبھی مغلوب لڑتے لڑتے ہنر بر پلتن اور **صمصام** ناکام کا سامنا ہوا آپسمین دونون افسرون مین سحر ہونیلگے **صمصام** نے ہاتھ تلوار کا مارا ہنر بر نے سپر سحر پر روکا کئی سو شعلہ سپر سے نکلا ہمراہیان **صمصام** کو جلایا اور ہنر بر پلتن نے گولہ نکالکر مارا **صمصام** کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے تلوار پھینک کر **صمصام** نے انگلی سے اشارا کیا گولہ دو ٹکڑے ہوا **صمصام** نے اپنی جھولی سے ایک ترنج شیرین نکالا دل میٹھا جاتا ہی ترنج پر جھو جھو کر رہا ہی دیکھا ہنر بر نے اور اہالیان فوج نے کہ وہ ترنج نہین ہی بلکہ ایک ڈبیا ہی اُسکو کھولکے ہنر بر پر کھینچ مارا غبار بلند ہوا گرد ہنر بر کے حصار غبار بیچ مین یہ خاندار ہی چاہتا ہی اسکو دفع کرون غبار الم دل پر چھا گیا معلوم ہوا کہ اس ہیجیا نے مجکو خاک مین ملایا زبان مین بھی لکنت آئی سحر فراموش ہوا بیخودی کا جوش ہوا **صمصام** بد انجام نے نعرہ کیا فوج کو اسکی گھیر لو اور قتل کرو اب مین نے اس شیر دلاور کو لیا دام غبار مین پھنسایا بعد چند عرصہ کے تلوار کھینچکر خود اپنے گلے پر پھیرے گا گور مین پیر لٹکائیگا ہمسے مقابلہ کا مزا پائیگا اب ہنر بر پلتن اُس قلعہ خاکی مین بند دل دردمند تمام جسم غبار آلود ملک الموت سامنے موجود ایسا ہی ساحر زبردست ہی کہ کچھ کچھ جھولی سے نکالکر پھینکتا جاتا ہی **صمصام** کو بھی خوف ہی قریب نہین آتا دور سے یا سامری و جمشید کرتا ہی غبار سحر کی دیوار بنانا چاہتا ہی اور فوج ہنر بر پر زیادہ دباؤ ڈال رہا ہی مگر وہ سب مردان عالم جانباز سرفروش اپنے مالک کی محبت کا جوش گرد اُس غبار کے مصروف جنگ ہین ہر چند قصد کرتے ہین خاک ہو جائین اپنے مالک تک جائین جب غبار کے قریب جاتے ہین بینائی مین فرق آتا ہی گھبرا کر پلٹ آتے ہین یہان تو ان دلاورون کا یہ رنگ ہی اُدھر ہنر بر پلتن اپنی جان سے تنگ ہی مگر اجلال شہنشاہ **کوکب** کا تحریر ہوتا ہی کہ نہایت عدالت گستر رعیت پرور صاحب جاہ و جلال اپنے نمکخوارون کا خیال اتنے سال کا زمانہ اس لڑائی کو گذرا اگر کوئی ملازم **کوکب** کا شریک **افراسیاب** نہوا مگر اس ہیجیا کا جس وقت سے یہ حال سنا ہی سر دھنتا ہی ہنر بر جو مدد کرکے چلا آیا ہی **کوکب** بہت شاق ہی ناظرین روشن رائے پر واضح ہو کہ پاس شہنشاہ **کوکب** کے ایک آئینہ ہی کہ اُسکو مرآت واقعہ کہتے ہین خاصیت مین جام جہان نما ہی جب اُسکو سامنے رکھکر معائنہ فرماتے ہین جس امر کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہی وہ حالات آئینہ ہو جاتے ہین جس وقت سے ہنر بر پلتن واسطے جنگ **صمصام** کے گیا ہی **کوکب** تنہائی مین اُس مرآت واقعہ کو ملاحظہ فرما رہا ہی جو کہ یہان حالات

گذرے وہ سب دیکھے یہانتک کہ ہنر بر پیلتن کو حصار غبار مین مبتلا دیکھا گھبرایا چونکہ برہمن روئین تن نے منع کیا ہی کہ قصر جمشیدی سے قدم نہ نکالنا اپنا جانا ممکن نہ تھا ورنہ فوراً جاتا غبار سحر کو مٹاتا آواز دی ای سیار تیز رو جلد حاضر ہو یکایک چھت شق ہوئی ایک ساحر نوجوان چہرہ مثل ماہتابان پیشانی پر ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ اقبال کا چمکتا ہی اُترتے ہی عرض کی حاضر کوکب نے جلد ایک صندوق کھولا اُسمین سے ایک شیشہ پُر از آب نایاب نکالا اور ہاتھ مین سیار تیز رو کے دیا فرمایا اے سیار تیز رو جلد اپنے تئین صحرائے لالہ زار مین پہونچا ہنر بر پیلتن صمصام ناکام سے مصروف جنگ ہی اُسنے سحر غبار سامری کیا ہی وہ صاف باطن اُسمین پھنس گیا ہی غرق زمین ہوکر اپنے تئین پہونچانا اس شیشہ سے پانی لیکر پہلے اُسکے منھ پر چھینٹا دینا ہوش مین آجائیگا اور یہ شیشہ ہاتھ مین اُسکے دیکر کہنا کہ اس شیشہ کو اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینک دے شیشہ شکست ہوکر اُسکا آب نایاب جسپر پڑیگا اُسکو پناہ دہانی مشکل ہوگی حصار غبار سحر بھی باطل ہوگا چند ساعت کے واسطے سب بیہوش ہوجائینگے اتنے عرصے مین کہدینا کہ صمصام کو گرفتار کرلینا اُسکے تخت پر صندوق رکھا ہی اُسمین نیمچہ ہی وہ بھی اپنے قبضے مین کرنا یہ فرماکر سیار کو حکم دیا کہ جلد جا خبردار کوئی لفظ فراموش نہ کرنا سیار تیز رو قصر جمشیدی سے باہر نکلا دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوا اور زمین کو کاٹتا ہوا چلا یہان صمصام نے ہنر بر کو حصار غبار سحر مین پھنسایا ہی جانتا ہی کہ چند ساعت مین تلوار سے خود اپنا گلا مبہوت ہوکر کاٹ ڈالیگا اس خیال سے طرف فوج ہنر بر پیلتن کے پلٹا ہی اپنے دست نجس سے کوسے ترنج مار رہا ہی ہنر بر نے اب بد حواس ہوکر قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی کہ تلوار کھینچون کشاکش سحر نہین اُٹھ سکتی خود اپنا گلا کاٹ ڈالون کہ یکایک زمین شق ہوئی سیار تیز رو مثل برق جہندہ زمین سے پیدا ہوا منھ پر ہنر بر کے پانی کا چھینٹا دیا فوراً ہنر بر کو ہوش آیا اپنے شاہنشاہ کی پرورش دیکھکر چہرہ خوشی سے مثل گل سرخ ہوا سیار نے شیشہ ہاتھ مین دیا پیام کوکب لفظ بلفظ سُنایا خود غرق زمین ہوکر غائب ہوا ہنر بر پیلتن نے فوراً پہلے شیشے سے تھوڑا پانی چلو مین لیا غبار سحر پر پھینک مارا غبار سحر برطرف ہوا ہنر بر پیلتن مثل شیر غضبناک نعرہ کرتا ہوا جھپٹا اور شیشہ اُٹھا کر جانب آسمان کے پھینکا صمصام نے جو نعرہ ہنر بر پیلتن کی صدا سُنی سنتے ہی پلٹ کے دیکھا جھومتا ہوا آتا ہی گھبرایا یہ غبار سحر سے کیونکر نکلا جبتک کچھ نکرے یکایک ٹکڑہ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیان پڑنے لگین جسپر پانی کی بوندیان پڑین ہائے کہکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا صمصام نے قصد کیا کہ میدان رزم سے نکل جاؤن یہ ابر کس غضب کا ہی اس سے بچنا دشوار ہی کد و کاوش بیکار رہی چاہا تھا زمین پر پاؤن مارون غرق زمین ہوکر نکل جاؤن جان بچاؤن یکایک چند بوندین پانی کی اُسپر گرین یہ معلوم ہوا کہ شعلہ ہائے آتش جسم سے نکلنے لگے استخوان جلنے لگے ہائے کرکے زمین پر بیہوش ہوا ہنر بر پیلتن مثل قضائے ناگہانی اُسکے قریب آیا گردن پکڑکر دبائی زبان صمصام کی منھ سے ایک وجب باہر نکل آئی ہنر بر نے سوزن دیا مشکین باندھین جست کرکے قریب تخت آیا صندوق نیمچے کا اپنے قبضے مین کیا تیغہ پکڑکر فوج پر جا پڑا وہ سب بیچارے یہ حال اُسکے اقبال کا

دیکھکر بھاگے چشم زدن میں میدان صاف ہوگیا ہزبر بفتح وفیروزی پلٹا خیمے خرگاہ صمصام کے اپنے قبضے میں کیے خزانے اُس ملعون کے فوج نے لوٹ لیے اب صمصام بدانجام کو ہوش آیا اپنے تئیں گرفتار طوق و زنجیر سحر پایا اب ہزبر بفتح وظفر بصد کروفر نوبت نقارہ بجاتا ہوا اپنی فوج باقی ماندہ کو لیکر طرف کوکب کے چلا یہاں کوکب نے یہ سب معرکہ مرآت واقعہ میں دیکھا صورت فتح وظفر نظر آئی سجدۂ شکریہ پروردگار کیا قصر مرآت سے باہر آیا تمام حال خورشید روشن رائے وزیر اعظم سے بیان کیا سبنے مبارکباد دی نذریں خوشی کی گذرنے لگیں ساقیان سیمیں ساق و مطربان خوش آواز بصد ناز و انداز حاضر ہوئے ملکہ حنائے گلگون پوش نے حکم دیا کہ سب نازنینان مہ جبین و مہ جبینان نمکین حاضر ہوں آج ہمکو انتہا کی خوشی ہے ہماری دختر نیک اختر کی خدا نے جان بچائی ایسی خوشی سنائی ملکہ بران شمشیرزن کو خدا سلامت رکھے وہ آفتاب عالمتاب آسمان طلسم نور افشان ہے اُسکی صولت و شوکت سے بہرام فلک لرزان ہے کوکب نے فرمایا کہ ای ملکہ بخدا اسوقت سے حال بچی کا سنا تھا خنجر غم دل پر چل رہا تھا اگر میرے قتل کا سامان ہوتا کبھی نہ اسقدر پریشان ہوتا المختصر جام مے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشانوش بلند ہوئی ایک رقاصہ نے یہ اشعار گائے

نظم

لاتا ہے بار بار نوید وصال عید
ابرو ہے مہوشان کی طرح اہل دید کو
پہنائے آسمان میں دکھنہ سال عید
ذکر سر ترنج کو لاتا ہے وجد میں
سینوں میں اہل شوق کے دل پائمال عید
آرائشوں میں حجلہ نشینوں کی محو ہے
آآ کے نذر دیتے ہیں جاہ و جلال عید
شان و شکوہ تیری سواری کی دیکھکر
ہو آب پاش ہو عرق انفعال عید
احباب شاد ہوکے بغلگیر ہوں بہم
معشوقۂ طرب کا مبارک معانقہ
کرتا ہے کچھ فلک پہ اشارے ہلال عید
چرچے ہیں انجمن میں نشاط و طرب کے ہیں
صوفی کو حال آتے ہیں سن سنکے حال عید
دکھلا رہا ہے بزم حسینان کو آئینہ
مشاطۂ عروس بدیع الجمال عید
ہر شادی شبانہ ہی نوروز کا جواب
کچھ منفعل ہوئے ہیں یہ جاہ و جلال عید
عیش و نشاط حاشیہ بوس بساط ہیں
اعدا کے ہوں گلے تہ تیغ ہلال عید
آتا ہے دوڑ دوڑ کے پیک خیال عید
دیتا ہے مژدہ قاصد فرخندہ فال عید
کیا رنگ نو بدلتی ہے مستوں کو دیکھکر
ہر بزم میں ہے غلغلۂ قیل و قال عید
ناز خرام دیکھکے ہوتے ہیں ہر قدم
آئینہ دار حسن رخ بیمثال عید
خدام بارگاہ کو اک شہریار کی
ہر روز جشن رہتا ہے دن بھر مثال عید
جاری اگر ہو حکم معلے تو راہ میں
خدام بارگاہ میں جاہ و جلال عید

دربار میں کوکب کے وہ جشن و عشرت ہو کہ ہر خرد و کلاں ادنی و اعلی پیر و جوان خوشی سے اپنے جامے میں پھولے نہیں سماتے ہیں درخزانہ وا ہے زر سرخ و سفید تقسیم ہو رہا ہے فلک کج رفتار گردون غدار چشم زدن میں عیش و سرور کو مبدل بغم و رنج کرتا ہے محفل خوشی کی دم بھر میں درہم و برہم کرتا ہے کہیں شادی کہیں ماتم کہیں عیش کہیں غم کہیں سوز کہیں ساز [illegible] مسند

ہے یہ عجب حال جہان بے ثبات و بے مدار
آج تو تخت طلا ہے کل ہے مرقد کا کنار ۴۲۰

تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون کو قرار
قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین اُنکے مزار

ہر کجا افتادہ بینی خشت در دیرانۂ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانۂ

جسوقت کہ ہژبر پیلتن نے صمصام کو گرفتار کر لیا نیچہ بھی قبضے مین کیا وہان افراسیاب خوشی خوشی بارگاہ حیرت مین آیا ہے خوشی مین حال صمصام ملکہ حیرت کو سنایا ہے اور عالم خوشی مین کہتا ہے کہ اے ناتون محل مین آپکے خداوند لقا نے تدبیر معقول کی صمصام تہ تیغ قتل بران آتا ہے مگر بڑی مشکل مین مین نے اُسکو راضی کیا ہے تمہاری مصاحب جو ہے لالہ زار نرگسی چشم اب تم اُسکو راضی کرو کہ جب وہ یہان آئے ایک لمحہ اُسکے سامنے جائے پھر مین وعدہ شادی کا کرکے تمہاری خدمت مین بھیجدونگا جب بران قتل ہوجائیگی خواہ شادی کرے یا نہ کرے اُسکو اختیار ہے مگر اسوقت دام تزویر ضرور بچھانا چاہیے اس مرغ زیرک کو پھنسانا چاہیے حیرت نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر قصد ہوا کہ لالہ زار کو بلاؤن یا خود جاؤن مگر افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائیے کہ آج صمصام کس منزل پر اُترا ہے کیا کر رہا ہے پہلے خوشامد اس حوالی کے تاجدارونکو فرمان لکھکر روانہ کردون کہ جسکی سرحد مین صمصام پہونچے وہ واسطے اُسکے سامان دعوت مہیا کرے اور باعزاز واکرام منزل بمنزل ہم تک پہونچائین پس افراسیاب اس صلاح پر حیرت کی نہایت خوش ہوا کتاب اُٹھاکر دیکھنے لگا حیرت نے دیکھا کہ جون جون شہنشاہ کتاب ملاحظہ کرتے ہین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہے ہاتھ ریش پر پڑا ہے نوچنے کا ارادہ ہے غصے مین زانو پر ہاتھ مارا حیرت نے گھبراکر پوچھا اے شہنشاہ خیر تو ہے اتنا فقط افراسیاب نے کہا کہ ملکہ غضب ہوا صمصام گرفتار ہوگیا ابھی جاتا ہون زمین کے طبقے ہلاتا ہون یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالکر مثل نقش خوابیدہ کے اُٹھا اور ایک سحر کرکے مثل شعلہ آتش سرکش بلند ہوا اشارہ تھا کہ آسمان مین ڈوب گیا یہان ہژبر پیلتن نے دشت لالہ زار سے نکلنے کا قصد کیا ہے تھوڑا راستہ طے ہوا ہے کہ آسمان پر سے آواز آئی او ہژبر کہان جاتا ہے مین آپہونچا ہژبر نے سر اُٹھاکر جانب آسمان دیکھا قیامت کا سامان نظر آیا کہ خود افراسیاب نمایان ہوا کف منہ مین غصے سے چہرہ سُرخ کچھ اشارہ کرتا ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر آیا اور چند سنگریزے اُٹھاکر طرف آسمان کے پھینکے لشکر ہژبر پر پتھر برسنے لگے ہژبر کہ ابھی اسکی اچھی طرح ہوش و حواس بھی درست نہ ہوئے تھے لشکر بھی بار سحر صمصام اُٹھا چکا تھا گھبرا گیا سحر تو منتجا ہین کرکے افراسیاب پر کیا گولہ مارا مگر قصد ہوا کہ نکل جاؤن نیچہ تو میرے قبضے مین آچکا ہے لڑائیکی ضرورت کیا ہے پلٹ کے چاہا صندوق اُٹھاؤن دیکھا چند بچے سنہرے صندوق کو پکڑے ہین ہرچند زور کیا مگر صندوق اپنے مقام سے نہ ہلا گھبراکے اپنے تخت سے کود پڑا افراسیاب نے آواز دی ہمارے خیرخواہ صمصام کی

زبان سے جلد سوزن نکالو قید سحر سے جلد رہا کرو یہ کہتے ہی ایک تپلہ فولادی زمین سے نکلا افراسیاب کو سلام کیا عرض کی غلام حاضر ہے حکم شاہنشاہی بجالاتا ہون یہ کہتا ہوا طرف صمصام کے چلا ہنر بر نے دیکھا کہ تپلہ طرف صمصام کے جاتا ہے گولے ترنج نارنج اُسکو مارے پشت و پہلو پر تپلے کے پڑے کچھ تاثیر نہوئی تپلہ گولے کھاتا ہوا حربے سحر کے اُٹھاتا ہوا قریب صمصام پہونچا جاتے ہی سوزن زبان سے نکال لیا قید سحر کو توڑ کر پھینک دیا تپلہ خود تو یہ کام کر کے غرق زمین ہو کر غائب ہوا صمصام کو ہوش آیا قید سحر سے چھوٹا افراسیاب کو دیکھا کہ میرے دشمنون کو قتل کر رہا ہے ہنر بر بھاگا بھاگا پھر رہا ہے افراسیاب کو دیکھکر صمصام دلیر ہوا ہنر بر کے جا کر ہاتھ شمشیر سحر کا مارا ہنر بر نے سپر سحر پر روکا آواز دی او نامرد حمایتی کو دیکھکر بہت بلبلایا یہ کہکر خبردار خبردار کر کے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اُسنے چاہا رد کرون مگر تلوار مثل برق گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے جیسے ابر تیرہ سے بجلی کڑکڑا کر گذرتی ہے خود کو بھی کاٹ کر تا دو ابرو تیغہ پہونچا ہاے کہکر صمصام زمین پر گرا آواز دی اے شہنشاہ دہائی ہے بچلیے ہنر بر نے چاہا کہ اسکی چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ لون افراسیاب جست کر کے بیچ مین آیا اپنا سینہ سپر کر دیا دوسری تلوار افراسیاب پر پڑی مگر تاثیر نہوئی ہنر بر پلٹن مثل ابر افراسیاب پر برس پڑا اسباب سحر صرف کیا یعنی گولے ترنج نارنج کچھے پیکان کے دانے ماش کے مارے افراسیاب زخمی نہوا یہ حیرت ہے کیونکہ سب حربے خالی گئے افراسیاب نے اپنا تیغہ سحر اُٹھایا سر پہ ہنر بر پلٹن کے لگایا وہ تیغہ قضا تھا کیونکر رکتا ہنر بر پلٹن ہاتھ سے افراسیاب کے سیار گلشن جنان ہوا افراسیاب اسکو مار کر طرف فوج کے متوجہ ہوا صمصام کو آکر زمین سے اُٹھایا گلے سے لگایا زخم باندھا تخت پر سوار کیا جس تخت پر صندوق نیمچہ قتل بران رکھا تھا اُسی پر جست کر کے آپ بھی بیٹھا اور صمصام بدانجام کو ہمراہ لیکر طرف لشکر حیرت کے چلا راہ مین لشکر صمصام جو درہ ہاے کوہ مین آکر چھپا تھا اپنے مالک کو دیکھکر دہائی دیتا ہوا نکلا صمصام نے عرض کی اے شہنشاہ ٹھہر جائیے دیکھیے تین لاکھ مین صرف پچاس ہزار بچے آپکی محبت مین سب مارے گئے افراسیاب نے تخت روک لیا وہ سب روتے پیٹتے قریب آئے کل لشکر کو ساتھ لیلیا افراسیاب تا بہ حد طلسم ہوشربا ساتھ آیا کہا اے صمصام اب کچھ مقام خوف نہین ہے یہ سرحد طلسم ہوشربا ہے مابدولت سبکو خبر کرتے ہوئے جاتے ہین ایک تاجدار جلیل آئیگا بارگاہ خزانہ وغیرہ سب ساتھ لائیگا تمکو باحتیاط لشکر حیرت مین پہونچائیگا مابدولت نے تمھاری معشوقہ کو بھی راضی کیا سب سامان وہان مہیا ہے آنا تامل اسواسطے ہے کہ بدولت تمھارے گذر روبروے لشکر مہرخ سے بشان و شوکت تمام آؤ وزرا امرا واسطے استقبال کے آئینگے ہم تمھارا مرتبہ بڑھائینگے یہ کہکر افراسیاب مثل تیر شہاب نکل گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صمصام بدانجام نے دیکھا ایک تاجدار مع ساٹھ ہزار فوج آکر پہونچا صمصام سے بغلگیر ہوا صمصام نے نام پوچھا کہا مجکو مفتوح بیشہ نشین کہتے ہین بحکم شہنشاہ طلسم ہوشربا آپ کے لینے کو آیا ہون کل سامان عیش ونشاط

۵۱۱

ساتھ ہی **صمصام** خوشی خوشی عیش جشن کرتا ہوا ہمراہ **مفتوح** بیشہ نشین کے منزل بمنزل طرف لشکر ملکہ **حیرت** جادو کے روانہ ہوتا ہی یہان لشکر ہژبر پیلتن آفت سنگباری مین مبتلا تھا بعد جانے **افراسیاب** کے وہ آفت سماوی برطرف ہوئی جھونکے ہواے گرم کے چلے سنگباری برف باری موقوف ہوئی کان مین آواز آئی مارا مجکو نام میرا ہژبر پیلتن تھا یہ سانحہ مصیبت خیز ماتم انگیز جو سرداران ہژبر نے دیکھا گریبان چاک کیے منھ پر خاک ملی لاشہ ہژبر پیلتن کا اُٹھایا روتے پیٹتے طرف قصر جمشیدی کے چلے یہان **کوکب** روشنضمیر غافل از شعبدہ بازی فلک بزم عیش آراستہ وزیر سے باتین کر رہا تھا کہ ماشاء اللہ ہژبر پیلتن فوج **صمصام** سے کیا خوب لڑا بڑے غضب کا معرکہ پڑا مگر شیر بیشہ جرأت نے اُس **صمصام** روبہ خصال کو گرفتار کر لیا انشاء اللہ پہونچا چاہتا ہی ایسا سرفراز کرونگا کہ اسکو بھی ہماری عنایت پر ناز ہو گا ای وزیر اعظم **صمصام** کو بھی سمجھانا ہمارے قدمون پر گروانا فقط براہ چشم نمائی دو چار روز نظر بند رہیگا یقین ہی کہ پھر ایسی خطا اُس سے سرزد نہو مگر نیمچہ اُسکے قبضے سے لینا ضرور ہی اب مجکو اُسکا اعتبار نہ رہا مقدمہ جان کا ہی حفاظت ملکہ **بران** شمشیر زن کی لازم ہی اب یہ دل مین ارادہ ہی کہ اس نیمچہ کو خدمت مین ملکہ **مشتری** ستارہ طلعت مالک حجرہ بلاے طلسم نورافشان کے بھیجدین کہ وہ پاس ملکہ **جیحون** سبز پوش زبان دراز کے بھیجدینگی وہان کسی کا گذر ممکن نہین ہی **خورشید** نے عرض کی بہت معقول تجویز فرمائی کیونکہ ہم لوگ جانبازی نہ کرین کہ ایسے دشمن کو حضور فرماتے ہین کہ قتل نہ کرونگا ہر چند کہ حضور نے ایسی خبر خوشی کی سُنائی گویا جان تازہ جسم مین آئی مگر دل خود بخود گھبراتا ہی **کوکب** نے کہا ای وزیر اعظم سچ ہی میرا بھی یہی حال ہی خود بخود دل پر ہجوم غم و ملال ہی شاید کچھ ہژبر پیلتن پر افتاد پڑی آنے مین یہان بڑی دیر ہوئی جلد مرأت واقعہ لاؤ ابھی حال اُس جوانمرد کا آئینہ ہوگا یہ ذکر تھا اور **خورشید** اپنے مقام سے اُٹھا ہی کہ مرأت واقعہ لاؤن اور شہنشاہ کو دکھاؤن یکایک شور گریہ وزاری زیر قصر جمشیدی بلند ہوا **کوکب** نے گھبرا کر کہا کہ ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی یہ کلام تمام نہوا تھا کہ بہت سے سردار دریاے خون مین نہائے ہوئے لاشہ ہژبر پیلتن اُٹھائے ہوئے سامنے **کوکب** روشنضمیر کے لائے چلائے دُہائی ہی سرکار کی **کوکب** گھبرا کر تخت سے اُٹھا سردارون سے پوچھا یارو یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی تم سب تو **صمصام** کو گرفتار کر چکے تھے فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگ گئی تھی یہانتک تو خبر مجکو معلوم ہو چکی تھی کہ صحراے لالہ زار سے بفتح و ظفر آپ لوگ چل چکے تھے اُن سب نے سر اپنے زمین پر دے مارے عرض کیا ای شہنشاہ گردون بارگاہ ہژبر پیلتن جوان شیردل تھا حقیقت مین آپکے اقبال سے کس زور شور سے لڑائی فتح کی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ خود **افراسیاب** آیا اس سے بھی یہ شیردل ایسا لڑا کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے حلقہ غلامی ہژبر پیلتن اپنے کان مین ڈالتے مگر اس ظالم نے کیا زور کے چلے جسپر نیزہ تیر تیغ ناوک تاثیر نہ کرے اس جری نے جانبازی سے منھ نہ پھیرا **افراسیاب** نے تلوار کھینچ کر جا پڑا جرأت سے اُس نوجوان کی چرخ پیر لرزان ہوا آخر **افراسیاب**

جنّی کے ہاتھ سے راہی گلشن جنان ہوا یہ سنکر قصر جمشیدی مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کوکب روشن ضمیر تنہا کا درد مند ہوا آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون افسوس موت سے کسی کا زور نہین چلتا وقت قضا کسی طرح نہین ٹلتا کیا کیا تدبیر کی مگر کچھ نہو سکا جو مرضی پروردگار کی اگر موت بران کی قریب ہے تو ہمارا کیا اختیار ہے ہر طرح بندہ مجبور و ناچار ہے وہ مالک و مختار ہے دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے کون ہنستا ہے اور کون روتا ہے اے خورشید روشن رائے یہ تو دریافت کرو کہ وہ ہیجا کہان گیا یہ زبان سے کوکب کی نکلا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر دی کہ اے شہنشاہ صمصام بد انجام کو افراسیاب اپنے ساتھ لے گیا مختصر گذران افراسیاب راہ مین آکر اُس سے بغلگیر ہوئے طرف لشکر حیرت کے رہگیر ہوئے یقین ہے کہ نکہرام پہونچ گیا ہو گا یہ سنکر کوکب روشن ضمیر نے فرمایا خواجہ عمرو کو اس امر کی اطلاع کرنا ضرور ہے وہ انشاء اللہ کچھ نہ کچھ اسکی تدبیر کرینگے مگر یار صاف تو یہ ہے کہ عمرو کیا کیا کام کرے مقابلہ ساحران غدار کا وہ سحر سے ایک حرف نہین جانتے مگر جرات عمرو پر ختم ہے مین عمرو کا بندۂ احسان ہون لیکن اس مقدمہ مین نہایت حیران و پریشان ہون خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی ایک کام تو آپ جلد کیجیے کہ بران شمشیر زن ابھی راہ مین ہوگی نامہ لکھکر روانہ کیجیے طرف ملکہ مہرخ کے کہ وہ یہان چلی آئین اپنی جان بچائین جب یہان پہونچین تو حکم فرمائیے کہ اے نور نظر چندے باغ نگارین مین سیر کرو گھر سے نکلنا مناسب نہین ہے بعد اسکے جیسا کہ عقل مین آئیگا سامان کیا جائیگا کوکب نے فرمایا اے وزیر اعظم تمنے براہ خیر خواہی تدبیر معقول بتائی یہ ہماری بھی عقل مین آئی مگر شیوۂ جرات سے بعید ہے تمام طلسم نور افشان و طلسم ہوشربا مین مشہور ہو جائیگا ہر خرد و کلان اطلاع پائیگا کہ صمصام نکہرام کے خوف سے کوکب ایسا لرزان و ترسان ہوا بلکہ بران شمشیر زن کو باغ نگارین مین پنہان کیا اس ذلت سے مرجانا بہتر ہے مگر خواجہ کو اطلاع دینا ضرور ہے کہ وہ انکی خبر لے یہ بھی خوب جانتا ہون کہ انکو بران دل و جان عزیز ہے مجھسے زیادہ محبت کرتے ہین جب ہاتھ سے عشاق سبز رنگ کے کشتہ ہوئی تھی انھین کا کام تھا کہ اُس ایسے ساحر زبردست کو مارا اب بھی جو کچھ ہوگا انھین کی کارگذاری سے پروردگار فضل کریگا سنتے ہی عمرو اپنی جان لڑا دیگا یہ کہکر قلمدان طلب فرمایا قلم اٹھایا کوکب روشن ضمیر نے اس طور سے خواجہ کو نامہ لکھا

نامہ لکھنا کوکب روشن ضمیر کا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو مشتمل بر نکہرامی صمصام آنا نامے کا اور پہونچنا ملکہ بران شمشیر زن کا لشکر مہرخ مین اور داخل صمصام کا لشکر حیرت مین اور برق کا جا کر ایک جادوگر کو مارنا اور خواب مین دیکھنا ملکہ مخمور سرخ چشم کا نور الدہر کو اور روانہ ہونا واسطے دیکھنے نور الدہر کے طرف کوہ عقیق کے اور آنا نامہ لقا کا پاس افراسیاب کے اور روانہ کرنا افراسیاب جادو کا عقرب نیشزن جادو کو بہ مدد لقا - نامہ

اے شہنشاہ اوج عیاری
تاجدار ممالک فطرت
ذہن کیا کر سکے بیان حضور
ہے بھری دل میں حسرت دیدار
دمبدم رنگ یہ بدلتا ہے
آفت تازہ سر پہ آئی ہے
وہ جو صمصام ہے خراج گذار
جا ملا دشمنون سے بدگوہر
اُسکے جوہر سے ہوبیے ظاہر
ہے بران وہی ہے تیغ قضا
دیکھیے رنج کیا دکھاتا ہے
سمجھ بوجھ سے کیجیے گا
وے مہ آسمان طراری
رہرو جادۂ اولو العزمی
عقل و دانش ہین چاکران حضور
فلک سفلہ پرور ہے درپے جنگ
خنجر ظلم دل پہ چلتا ہے
ہوگیا دوست جان کا دشمن
ہے عدو جان کا وہی غدار
نیمچہ اک جو تحفہ جات سے تھا
صاف کرتا ہون آپ پر ظاہر
جوہر خنجر ممات ہے وہ
سمت افراسیاب جاتا ہے
حال رنج و غم و ملال تمام
مصدر فیض صاحب ہمت
طے کن منزل بیادہ روی
عرض پیرا ہے کوکب بیدار
کر دیا اُسکی بدعتون نے تنگ
بخت بد کی یہ نارسائی ہے
خضر راہبر ہوا دشمن
قتل بران پہ چست کرکے کمر
پاس اُس بیحیا کے تھا رکھا
اے شہنشاہ ہست یہ جلد اُسکا
قاطع رشتۂ حیات ہے وہ
دسترس ہو تو قتل کیجیے گا
لکھدیا والسلام والاکرام

یہ لکھکر طیران سریع السیر جادو کو طلب فرمایا یہ نامہ سربمہر کر کے دیا اور ارشاد فرمایا کہ جلد خدمت خواجہ عمرو میں یہ نامہ پہونچانا اور زبانی یہ بھی ہماری طرف سے ظاہر کرنا اور تمام کیفیت شاہزادہ بہر سلتن سے بھی ظاہر کرنا کہ ہمنے قصد اُسکے روکنے کا کیا تھا یہ شیردل بصد صولت و شوکت جا کر خوب لڑا صمصام کو گرفتار بھی کر لیا تھا مگر جو نوشتہ تقدیر ہوتا ہے اُس سے انسان ناچار ہے وہ پیدا کرنے والا مالک مختار ہے اور بہر سلتن کی قضا آ چکی تھی ہم یہان غافل ہوا وہان افراسیاب نے آکر اُس شیردل کو مارا اور صمصام کو رہا کر کے اپنے ساتھ لے گیا اب جو آپ مناسب وقت دیکھیے وہ کیجیے طیران سریع السیر جادو اک عقاب سحر پر سوار ہو کر بعجلت تمام و دنبال انجام طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا لشکر ملکہ مہرخ مین تمام سردار عیار مصروف عیش و نشاط ہین طرار جادو کی دعوتین ہو رہی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین اور مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران و الاگہرو مہتر قران بصد عظم و شان اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین ادھر حال خیرت آل طرار نامدار کے ناظر ہین کہ یکا یک سامنے سے چرند و پرند جواسیسان لشکر اسلام حاضر ہوئے عرض کی اسوقت ایک بلا دیگر صمصام جنگ آزما سے خونریز زرہ پوش بصد جوش و خروش داخل ہوا چاہتا ہے وزیر و امیر واسطے استقبال کے گئے ہین شاید کوئی خراج گذار افراسیاب کا ہوگا غلامون نے صرف نام دریافت کیا یہ نہ تحقیق ہوا کہ کس ملک سے آیا ہے کہان کا رہنے والا ہے آتا البتہ جان نثارون نے دیکھا کہ سر پر اُس خیرہ سر کے

پڑیان مرہم کی چڑھی ہین کہین سے جنگ کرکے آیا ہی اسکے ساتھ والے بھی زخمدار بیقرار خستہ شکستہ دیکھے ملکہ مہرخ نے فرمایا انشاء اللہ دریافت ہو جائیگا اگر ہمارے مقابلہ کو آیا ہی طبل جنگی بجوائیگا ہمارا تکیہ پروردگار پر ہی خداوند دن دکھائے کہ اسد غازی رہا ہو کر اس لشکر مین تشریف لائین یہ ذکر تھا کہ طیران آکر عقاب سحر سے اترا واسطے تسلیم ملکہ مہرخ کے خم ہوا ہاتھ پر نامہ رکھکر خواجہ عمرو کو دیا عرض کی بغور ملاحظہ فرمائیے عمرو نے فوراً نامہ کو کھولا مضمون جانگزا سے آگاہ ہوا رنگ رو متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا اے خواجہ خیر تو ہی عمرو نے کہا اے ملکہ غضب ہوا تقدیر نے آفت تازہ دکھائی ایک بلائے آسمانی آئی خدا بچائے اور تمام کیفیت خواجہ نے مضمون نامہ کی ملکہ مہرخ سحر چشم وغیرہ سے بیان کی یہ سنکر ہر سردار کے ہوش و حواس باختہ ہوئے طیران سریع السیر جادو سامنے خواجہ کے کھڑا ہی اور رو رو کے حال مصیبت ہزبر بیلتن کا جانبازی کرنا اور قتل ہونا بیان کر رہا ہے اہالیان دربار مع ملکہ مہرخ و ملکہ بہار اس حال مصیبت خیز کو سُنکے اشک حسرت بہا رہے ہین ہر ایک کا یہی کلام ہی کہ افسوس ہزار افسوس ایسے وقت مین ہم لوگون کو خبر نہوئی ورنہ جاکر جانبازی کرتے اور اس مرد میدان شجاعت کو ہاتھ سے افراسیاب جادو بدخو کے جسطرح ہو سکتا بچاتے اور صمصام ناکام پر وہ آفت لاتے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُس بدانجام کے حال پر روتے ہمکو ایسے نمکحرام کے اوپر ذرا ترس نہ آتا مصرع خیر زندہ ہی اگر یار تو صحبت باقی: دیکھا جائیگا وہ ملعون جب ہمارے مقابلہ پر آئیگا اپنی سرکشی کی انشاء اللہ سزا پائیگا مگر افسوس ہی اس زمانہ مین ہم لوگون پر ایسا وقت تنگ ہے ہر سردار اپنی جان سے تنگ ہے زمانہ گذرنے میعاد قید اسد کا قریب آیا ہی اپنی اپنی فکر مین ہین آٹھ پہر اسی ذکر مین ہین کہ پروردگار افراسیاب غدار کے ہاتھ سے اُس نامدار کو بچائے اور وہ جامع المتفرقین بخیر و خوبی رہا کر کے ہمسے ملائے اچھا جو مرضی پروردگار اس بلائے ناگہانی کو بھی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے ہماری تو مثل ہی **قطعہ**

ہر بلائے کز آسمان آید
گرچہ بادیگرے قضا باشد
بر زمین نارسیدہ میگوید
خانۂ انوری کجا باشد

یہ تقریر ملکہ مہرخ نے طیران سریع السیر کی سُنکر فرمایا صاحبو صبر کرو اپنے دل پر جبر کرو اب اس مقدمہ مین تدبیر معقول بتاؤ مشیران خوش تدبیر نے دست بستہ عرض کی جواب مین اس نامہ کے شہنشاہ کوکب کو تحریر فرمائیے کہ فی الحال واسطے چند دن کے ملکہ بران کو یہان نہ آنے دین اثنائے راہ سے اپنے پاس بلالین طیران نے عرض کی کہ یہ صلاح قبل فریرون نے شہنشاہ کو دی تھی اُس شیر بیشہ جرأت صاحب شوکت ولیاقت نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مین ایک نمکحرام کے خوف سے بران شمشیر زن صف شکن کو چھپاؤن کبھی ایسا نہوگا عمرو نے کہا اسمین ہمکو کیا دخل ہی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اس حقیر کے کہنے پر ضرور عمل فرمائینگے بران کو باغ نگارین مین چھپائینگے یہ ذکر ابھی درپیش تھا عمرو نے قلم اُٹھایا مگر کچھ بات درپیش تھی کہ یکایک آسمان پر لکہ ابر گلنار نمایان ہوا اس زور و شور سے ابر اُٹھا ہے کہ تمام

صحرا سرخ ہوگیا ہی کوئی کہتا ہی آج آسمان سے خون برسیگا کوئی کہتا ہی شفق پھولی ہی شام اودھ کی کیفیت بھولی ہے یا کوئی ساحر گلگون پوش آتا ہی حقیقت مین قلب تھراتا ہی وہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا رعد کی گرج چشمک زنی برق کی دل ہلاتی تھی طائران خوش رنگ کی زمزمہ سرائی عجیب کیفیت دکھاتی تھی دیکھا وہ ابر اسی جانب آتا ہی خاص لشکر اسلام پر محیط ہو رہا ہی خواجہ **عمرو** اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ **مہرخ** و بہار و **نافرمان** و **شکیل** و **رعد** و **برق** جملہ سرداران نامی ترنج و نارنج ہاتھ مین لیکر خائف و ترسان بیرون بارگاہ آئے یقین کامل ہوا کہ **افراسیاب** نے کسی ساحر زبردست کو بھیجا ہے قصد ہوا کہ قبل از اترنے ساحر کے سحر سے روکین خواجہ **عمرو** گلیم کاندھے پر ڈالے کھڑے ہین اس ارادہ پر کہ ابر شق ہو ساحر نمایان ہو مین لشکر سے نکل جاؤن جاکر عیاری کی تدبیر کرون مہتر **برق** حباب ہائے بیہوشی ہاتھ مین لیے ہوئے تڑپ رہا ہی کہ یہ جو کوئی ساحر ہی جلد اُترے اُترتے اُترتے حباب ماردن قریب جلکے ملکارون مہتر **چالاک بن عمرو** بہ تعجیل گوشے مین آیا بعجلت تمام رنگ روغن نکالکر ایک کنیز حسین مہ جبین خوشرو پری تمثال کی شکل بننے لگا **جانسوز بن قران** نے ایک ساحر کی شکل بنائی ہی **ضرغام شیر دل** ایک چوبدار بنکر تیار ہوگیا عصائے نقرئی ہاتھ مین گوٹے دار پگڑی سر پر چنی ہوئی چپکن زیب جسم بلبل چشم کا پٹکا کمر مین چستی و چالاکی تیور مین مہتر **قران** بغدا تھام کر ایک کوہ مین آکر ٹھہرے ہین ساحرون نے جو اپنے سردارون کو دیکھا کہ آمادۂ حرب پیکار ہین لڑنے پر تیار ہین کمر بندی کرنے لگے ترنج نارنج ماش کے دانے ہاتھ مین لیے بعضون نے جھولیان اسباب سحر کی جلدی جلدی اٹھا کر زیب دوش کین کسی ساحر نے نفیر سحر بجائی فوج ساحران تیار ہو کے آئی کہ یکایک وہ ابر گلنار شق ہوا بجلی چمکی آنکھین سب کی جھپک گئین بعد چشم زدن دیکھا کہ تخت زرین پر ملکہ **بران شمشیرزن** بصد صولت و شوکت سوار ساحران نامدار کے ہاتھ مین علمہائے زرنگار پھر پھرے کھلے ہوئے ہوا مین اُڑتے ہوئے اُنپر تعریف الٰہی و نعت پیغمبر برحق بخط جلی مرقوم تین لاکھ ساحران نامی کی آمد کی دھوم پہلو مین ایک تخت مختصر اُسپر ملکہ **مجلس جادو** گرد کنیزان خوشرو بارہ سو لڑکیان ہمسن شوخ و شنگ طائران زرین بال پر سوار کُرتے جسم مین کلاہ ہائے زرین سرون پر چھوٹے چھوٹے خنجر زیب کمر جھولیان بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالے پینڈھیان گندھی ہوئین اُنمین نارٹے سرخ عجب کیفیت دکھاتے تھے ابر سیاہ مین یاقوت احمر کے ٹکڑے نظر آتے تھے خود ملکہ **مجلس جادو** جس تخت پر ہی ایک گھروندا آراستہ گڑیان مٹی کے کھلونے رکھے ہوئے ایک لڑیا دلھن بنی بیٹھی ہی گھونگھٹ نکالے ہوئے ڈومنیان بھی وہی مٹی کی گجریان کسیکی کمر مین طبلہ بندھا ہی چھوٹے چھوٹے ہاتھون سے ٹکڑے باندھ رہی ہین سر ہلاتی جاتی ہین ایک گجری سارنگی بجا رہی ہی ایک کچھ آگے بڑھی ہوئی گا رہی ہے بھاؤ بتا رہی ہی **بیت** وہ بلبلون کی آواز انکی صدا ؛ وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا ؛ ایک سمت ملکہ **شگوفہ سحر ساز** وزیرزادی العبد نازنہ طاؤس سحر پر سوار پایۂ تخت ملکہ **بران شمشیرزن** پر ہاتھ رکھے ہوئے عجب مسکراتی ہی

گویا بجلی چمک جاتی ہی ایک طرف ملکہ **عمران** جادو اور ملکہ **مجلس** جادو بعہدۂ سپہ سالاری لشکر و فوج کو جاتی ہوئی شوکت فوج کو بڑھاتی ہوئی ایک جانب ملکہ **شعلہ برق** اندام حاکم قلعۂ آتشبار گرمی حسن بازار خوبی مہوشان کو سرد کرتی تھی جدھر نگاہ اُٹھاتی تھی برق چمک جاتی تھی ایک سمت ملکہ **گلابی چشم** نارنجی پوش بصد جوش و خروش ایک طرف ملکہ **چشمک زن جادو** نگاہ طالب دیدار کی دشمن غزال کی سی طرح جا پہونچی شاہزادیان ماہرخسار طرحدار بصد زیب و زینت گرد تخت ملکہ **بُران** شمشیر زن زیر ابر گلنار **بطور چار دستہ** مرتب با درقہ و سپردار ایک ہاتھ مین تلوار ایک ہاتھ مین سپر صاحب فتح و ظفر دونون ہاتھون کی مٹھیان بندھی ہوئین اگر دو مٹھیان کھلی ہوئین لشکر عدو پر آفت لائین مٹھی کا بند رہنا ہی بہتر ہی مٹھی کھلنے مین خرابی سراسر ہی یہ بھی شہنشاہ **کوکب** روشن ضمیر سے اجازت لیکر شریک لشکر ملکہ **بُران** شمشیر زن ہوا ہی تمام فوج و لشکر کو ساتھ لیے ہوئے نمایان ہوا تمام سرداران لشکر ملکہ **مہرخ سحر چشم** ملکہ **بُران** شمشیر زن کو دیکھکر خوشی سے باغ باغ ہوگئے واسطے استقبال کے بڑھے اور بصد شوکت و حشمت ملکہ **بُران** کو ہمراہ لیکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے پہلوئے تخت ملکہ **مہرخ** مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ **بُران** شمشیر زن جلوہ گر ہوئین شاہزادیان بھی اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر بیٹھین خواجہ **عمرو** عیار گلیم کاندھے پر لیکر کھڑے ہوئے تھے مسکراتے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ **بُران** واسطے تسلیم کے جھکین خواجہ **عمرو** نے بہ محبت سینے سے لگا لیا دعائے جان درازی دی مگر **بُران** شمشیر زن نے دیکھا کہ رنگ رخ سے خواجہ **عمرو** متغیر ہے آنسو آنکھون مین بھرے ہوئے ہین رومال سے پاک کرتے ہین ملکہ **بُران** نے بیقرار ہوکر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی کیون آئینہ رخسار پر گرد ملال ہو گیا اسوقت **اسد** دلاور کا کچھ خیال ہی خواجہ **عمرو** نے کہا نہین اے نور نظر اپنے **آقائے** نامدار کے فراق مین مبتلا ہون آٹھ پہر تڑپتا ہون وہ آقا کہ جسکے ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے کبھی ایک لمحہ کی جدائی نہوئی تھی با محبت بین **اسد غازی** کے سارے سال کی جدائی ہوئی دیکھیے کس دن جامع المتفرقین **صاحبقران** سے ملائیگا کس دن وہ گلشن بیخزان یعنی دربار **حمزہ** نظر آئیگا ملکہ **بران** خواجہ **عمرو** سے یہ باتین کر رہی تھین دیکھا ایک گوشہ مین **طیران** خاموش کھڑا ہی مثل برگ بید کانپ رہا ہی روئے زیبا سے ملکہ **بران** کو دیکھکر روتا ہے ملکہ **بُران** نے فرمایا اے **طیران** تم اسوقت یہان کہان آئے ہو اسقدر کیون گھبرائے ہو اُسنے چاہا کہ مثل خواجہ کے حال مصیبت مآل کو چھپاؤن دست بستہ عرض کی فقط زیارت خواجہ کو حاضر ہوا تھا اور سب طرح خیریت ہی ملکہ **بُران** نے فرمایا اسقدر بیقراری کا باعث کیا ہی قسم تمکو ہمارے سر عزیز کی صاف صاف بیان کرو اسوقت تو مین کل اہالیان دربار کو پریشان پاتی ہون برائے خدا جلد بتلاؤ مین ہول کھاتی ہون **طیران** سریع السیر جادو سے آخر ضبط نہو سکا چیخ مار کر رونے لگا خواجہ **عمرو** نے بھی رومال آنکھون پر رکھ لیا اور سب سردارون مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا **عمرو** نے کہا اے نور نظر پارۂ جگر بخدا مین فرزندان **صاحبقران** سے زیادہ تمسے

محبت کرتا ہون آٹھ پہر تمھارا ہی خیال ہی یہ بھی تم بخوبی جانتی ہو کہ تمھارا رازدار بھی ہون پروردگار وہ دن دکھائے کہ اُس راز کا انجام بخیر ہو خوب تمکو یاد ہوگا کہ جب عشاق سبزہ رنگ نے بعد شکست ہونے دریا کے اور ٹوٹنے پل پر یزدان کے نیچہ سحر تمیر مارا اور لاشہ لیجا کر کوکب نے طلسم نور افشان مین رکھا مین آٹھ پہر بیقرار رہتا مگر عنایت سے پروردگار کی جا کر اُس بچیا کو مار لائے نور نظر ویسا ہی معرکہ اب بھی درپیش ہوا ہی اسوجہ سے زیادہ پس وپیش ہوا ہی ابھی ابھی طیران سریع السیر جادو نامہ تمھارے والد نامدار کا لیکر آیا ہی اُس سے واضح ہوا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خود بخود باغی ہوا ہی اور نیچہ تمھارے دشمنون کے قتل کا جو اُس نمکحرام کے پاس تھا لیکر بخدمت حیرت آتا ہی شہنشاہ کوکب نے خبر پاکر اُسکو روکا تھا تمھارے ملازم صرصر برق پلتن نے اُسکو آکر ٹوکا تھا لکھا ہی کہ اُسنے گرفتار بھی کر لیا تھا اُسکے گرفتار ہونے پر شہنشاہ مصروف عیش ہوئے اس خیال سے کہ اب ہمارا خیرخواہ نمکحرام کو گرفتار کر چکا ہی لاتا ہوگا یہان فلک کجرفتار نے کجروی دکھائی افراسیاب خود وہان جا پہونچا اُس روباہ صفت نے صرصر پلتن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا صمصام کو چھڑا لیا اب وہ داخل لشکر حیرت ہوا چاہتا ہی لہذا میری خوشی یہ ہی کہ تم ابھی جانب طلسم نور افشان چلی جاؤ بعیش وراحت باغ نگارین مین بسر کرو انشاء اللہ مثل عشاق سبز رنگ اس بچیا کو بھی نہ مارا اور نیچہ اُس سے نہ لیا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا یا میری بھی قضا اُسکے ہاتھ سے ہی اب تو مین انتظام رہائی اسد کو بھی بھولا بُران نے بمحبت ہاتھ گلے مین خواجہ عمرو کے ڈال دیے عرض کی مین آپ کو مثل والد نامدار کے جانتی ہون محبت قلبی سے آگاہ ہون آپکا فرمانا آنکھون سے بجا لاتی مگر مقام غیرت ہی کہ ایک نمکحرام ذلیل ہمارے گھر کا غلام اُسنے تو یہ کام کیا افراسیاب خانہ خراب کا شریک ہوا اور برسر مقابلہ آتا ہی شجاعت اپنی دکھاتا ہی یہ کنیز آپکی جسدن سے حاضر ہوئی مقابلہ حیرت جادو اور افراسیاب جادو سے بھی نہین ہٹی اسکے خوف سے چلی جاؤن باغی کے خوف سے اپنے تئین باغ مین چھپاؤن یہ کبھی نہوگا بلکہ واضح رہے جب وہ بچیا طبل جنگی بجوا کر میدان مین نکلیگا کسی سردار کو نہ جانے دونگی خود مقابلہ کرونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی یہ باتین یہان ہو رہی ہین کہ لشکر حیرت سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی عمرو نے کہا بٹیا برق دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہی برق تڑپ کر جھپٹا صورت بدل کے لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کو ملازمان حیرت استقبال کر کے لائے ہین وہ مغرور اکڑتا ہوا بل کرتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ حیرت بارگاہ مین آکر ٹھہری ہین حکم دیا ہی کہ شہنشاہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خیرخواہ دولت طلسم ہوش ربا کو جلد ہمارے سامنے باعزاز واکرام تمام لاؤ کہ ہم بہت مشتاق ہین یہ حکم سنکر وزیر وامیر دوڑے اور صمصام کو سامنے ملکہ حیرت کے لائے یہ ملعون واسطے تسلیم کے خم ہوا پایہ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا حیرت جادو نے

سر اُسکا بعنایت اُٹھایا بارگاہ مین لاکر داخل کیا آپ تخت پر جلوہ فرما ہوئین پایۂ چہارم تخت پر دنگل خاص جو واسطے وزیر اعظم کے مقرر تھا اُسپر بیٹھنے کا اشارہ ہوا صمصام اس عنایت پر اور بھی زیادہ پھول گیا اپنی لیاقت کو بھولگیا ملکہ نے اشارہ کیا جلد سامان عیش و نشاط لاؤ ساقیان مہوشان کو سامنے بلاؤ دیر نہ لگاؤ بموجب حکم ساقیان سیمین ساق غنچہ دہن گلابیان بادۂ ارغوانی کی لیکر حاضر دربار ہوئے جام صہباے لالہ فام بے اندیشہ دورہ کا انجام سامنے **صمصام** جنگ آزماے خونریز زرہ پوش ناکام کے گردش مین آیا رقاصان پریچہرہ بصد ناز و ادا رقص مین مشغول ہوئین اور یہ غزل شروع کی

غزل

شب وصلت نہ وہ گر پر دغل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا
دیا بوسہ نہ کیون تمنے متاع حسن عارض کا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت یہ مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے
بتا دو وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پاتا اُس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق
طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا
شکایت کی تو بولے وہ بہت تھے چاہنے والے
شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا
مری میت پہ گر میرے دل پامال کی صورت
کف افسوس آکر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا
سوال وصل پہ اب تو نہین کی پا رہے لیکن
دلا گر اُسکے منھ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا
پہونچ جاتے رواق شاہدین پر لے قمر ہم بھی
یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

یہ غزل جو ایک نازنین پریچہرہ نے مخاطب ہوکر **صمصام** سے بصد ناز و ادا گائی مدت کا فراق دیدہ ہجران کشیدہ تھا طبیعت بھر آئی تصویر لالہ زار نرگسی چشم پیش نظر پھر گئی زیبائی محفل مثل رنگ نکہت سے گر گئی دماغ بھی بادۂ ناب سے گرم تھا بے اختیار رونے لگا اشکون سے منھ دھونے لگا مبہوت ہوکر سر سے اپنے خود اُتار رقاصہ کو دیدیا وہ مسکرائی یہ کیسا سپاہی ہی پہلو مین ایک کھڑا جیرہ بجا رہا تھا کہا لو بی بی ہوائے عیش چلنے لگی تم ایسی گائین کہ محفل مین بیخودی سے پگڑی اُچھلنے لگی اس فقرہ گرم پر تمام اہالیان بزم ہنسے اُسکو سر برہنہ دیکھکر لوگ پھبتیان کہنے لگے ایک بولا ننگ خاندان ہی ایک بولا نہین بھئی یہ محتاج و پریشان ہی سر کھولکر ملکہ **حیرت** سے فریاد کرتا ہی کسنے کہا حال آیا جاتا ہی دل کا رنگ دگرگون ہے کوئی بولا کسی لیلی وش کا مجنون ہی ملکہ **حیرت** رو بال منھ پر رکھکہ مسکرائی حکم دیا کہ ایک کلاہ زرنگار لاؤ میان **صمصام** کے سر پر پہناؤ ملازمون نے حکم سے کلاہ پہنائی رقاصہ سمجھی اپنے خود کے واسطے یہ بیچارہ مصیبت

کا مارا روتا ہے مسکراتی ہوئی خود لیکر سامنے آئی عرض کی یہ خود حاضر ہے لونڈی کیا کرے گی **صمصام** نے جیب کر جواب دیا کہ مین اپنی معشوقہ کے فراق مین روتا ہون کیا مین خود کے لیے ملول ہوتا ہون مین سمجھا تھا جسوقت دربار مین ملکہ عالم کے جاؤنگا معشوقہ میری ملکۂ عالم کے ساتھ آئیگی میرے پہلو مین بیٹھے گی ہاے نکھرام بھی بنا اور لذت دیدار معشوق نہ حاصل ہوئی تلخی بیقراری نہ زائل ہوئی اُسوقت ملکہ **حیرت** نے ہنسی کو ضبط کر کے فرمایا اے **صمصام** شہنشاہ **افراسیاب** تمہارے مقدمہ مین ہمسے سب کچھ فرما چکے ہین ہمنے اُسکا سامان کیا ہی لیکن وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی کوئی زن بازاری نہین ہی کہ فوراً آکر تمھارے پہلو مین بیٹھ جائے یہان سے قریب دو کوس کے ایک باغ ہی اُس سرو نازان گلشن حسن کو ہمنے وہان بلایا ہی برہمنون کو طلب کیا ہی اُسی باغ مین تمھاری گٹھ بندھن ہو کر بھونری پھر جائیگی شہنشاہ تمکو دولھا بنا کر لیجائینگے کنجل ہاتھی پہ بہاری سہرہ بڑی تیاری کا سر پہ سوار کرینگے جوڑے بانٹے جائینگے ایک خواص حسین مہ جبین طرار فرار ملکہ کے سر پر رومال ہلا رہی تھی اُسنے مسکرا کر کہا میان **صمصام** صاحب ذرا ریش مقدس مین خضاب لگاؤ معشوق کمسن کا سامنا ہوگا تم بھی نوجوان بنجاؤ **صمصام** نے کہا خداوند بہت اچھا شب کو نائی کو بلاؤنگا وسمہ لگواؤنگا اُس طرارہ نے منھ پھیر کر کہا بھڑوا بھڑلوس دیوث خاک مین ملے سامری جمشید ایسا کرین کہ عوض وسمے کے نائی اسکے نورہ لگا دے ڈاڑھی مونچھین بھوین کر جائین ہم چپتی کہین قلندر بوڑھا بنا رہ جائین یہان تو سب دربار مین اسکی باتون پر مضحکہ کر رہی ہین مگر یہ قدمون سے **حیرت جادو** کے لپٹا ہوا کھڑا ہے کہ حضور کی باتون مین بڑھیا ان کا خاص مزا پاتا ہی جو حضور فرمائینگی آنکھون سے بجا لاؤنگا کیا غلام کو سہرہ باندھنے مین انکار ہی حضور کی پرورش اور خاوندی تو مجھپر بخوبی ظاہر ہوئی مگر اب امیدوار ہون کہ مین حق خدمت بجالاؤن بی بران کا سر کاٹون لا کر قدمون پر ڈالدون مگر غلام لڑائی مین **شیر سپہ** سلطان کے ہاتھ سے نہایت زخمی ہوا ہی دو تین روز علاج کر کے طبل جنگی اپنے نام پر بجواؤنگا عجائب سحر دکھاؤنگا ملکہ **حیرت** نے فرمایا اچھا سامری و جمشید کے سپرد کیا بارگاہ تو تمھاری واسطے استادہ ہو چکی تھی اُسمین جا کر بیٹھو مصروف عیش و نشاط ہو لیکن ایک بات کا خیال ضرور ہی کسی غیر کو بارگاہ مین نہ آنے دینا انتظام سحر کر لینا عیاران لشکر اسلام قیامت کے پرکالے ہین ہمارے بخوبی دیکھے بھالے ہین اُسنے ذرا بچنا وہ دم بھر مین آکر ساحر کو مار ڈالتے ہین **صمصام** نے کہا حضور عیارون کی میرے سامنے کیا مجال ہی کہ زبان ہلائین مجھ تک عیاری کرنے آئین دشمن سامری و جمشید کرین کہ وہ مجھ تک آنیکا قصد کرین جی دل پنخون سے اپنے ہاتھ بھرین بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جاؤن یہ کہکر بل کرتا ہوا اُٹھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلا **برق فرنگی** کھڑا ہوا بصورت خدمتگار یہ سب باتین سن رہا تھا اُسکی لاف و گزاف پر سر دھن رہا تھا دل مین اپنے کہہ رہا تھا کہ اس حرامزادے پر رات گذرنا دشوار کر دونگا اب جو یہ چلا **برق** سے پیچھا کیا سوچتا ہوا جاتا ہی کہ کیا تدبیر کرون یکایک دیکھا سامنے سے

صرصر شمشیر زن آتی ہین گھبرا کر پیچھے ہٹا صرصر نے نگاہ ملتے ہی پہچانا کہ بھوریا جاتا ہی **برق** بھی سمجھ گیا کہ اُستانی نے پہچانا **برق** اِس موٹے جادوگر کے پیچھے چھپ گیا صرصر حیران ہوئی کہ نگوڑا بھوریا چھلاوہ تھا کہان چھپ گیا نگاہ ہر سمت دوڑانے لگی دیکھا ایک جادوگر کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اُس جادوگر کو آواز دی کہ اے میان جادوگر تمھارے پہلو مین جو خدمتگار کھڑا ہے یہ برق عیار ہی اسکو پکڑ لو وہ جادوگر پلٹا **برق** نے لپٹ کر پہلو مین اُسکے خنجر مارا نعرہ کیا **نعرہ برق فرنگی** منم برق رفتار و خنجر گذار ؛ منم یکہ بیکن گران بر ہزار ؛ مشہور ہی کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہی گیر و دار کی صدا بلند ہوتی ہی آندھی سیاہ اُٹھتی ہی موافق حقیقت ساحر سنگ باری اور برف باری بھی ضرور ہی جب قتل ہو اُس جادوگر کے یہ سامان برپا ہوئے **برق** تڑپ کر نکل گیا پکارتا ہوا بھلا اُستانی تمسے سمجھونگا یہ ہنگامہ سُنکر **صمصام** پلٹا دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی ملکہ **حیرت** بھی شور و غوغا سُنکر بارگاہ سے باہر نکل آئی صرصر نے سلام کیا پوچھا اے صرصر یہ کیا ہنگامہ ہی عرض کی ابھی حضور نگوڑے **برق** نے میان **صمصام** کو مارا ہوتا ساتھ ساتھ آپ کے خدمتگار بنا ہوا جاتا تھا لونڈی نے آکر پہچانا ڈر کا وہ مکار بلاے روزگار اس جادوگر کو خنجر مار کر نکل گیا یہ بھی خیر ہوئی اس غریب کی جان گئی میان **صمصام** صاحب کے سر سے بلا اسوقت ٹل گئی لیکن انپر سے رات گذرنا ساتھ سلامتی کے سخت دشوار ہی اور حضور نے بھی غضب کیا کہ یہ جس کام کیواسطے یہان آئے ہین وہ یہان مفصل کہا اب اُس نگوڑے نے سب حال سُن لیا اب جاکر اپنے بڈھے اُستاد سے کہیگا ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ دوڑیگا علاوہ اُسکے میان چالاک **ضرغام و جانسوز** ور کا لیا مہتر قران انکی فکر مین آئینگے ضرور انکو راہ عدم دکھائینگے اگر پیشتر سے لونڈی کو اس مقدمے کی خبر ہوتی عرض کر دیتی کہ **صمصام** کو بطور مخفی بلائیے بلکہ کسی تہ خانے مین چھپائیے مگر اب کیا ہوتا ہے **حیرت** نے جواب دیا کہ اے صرصر درحقیقت تو نے سچ کہا مجکو بھی مطلق اس امر کا خیال نہ رہا **صمصام** بدانجام یہ باتین سُنکر مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہر طرف نگران ہوا کلیجہ دھڑکنے لگا دل جان کے خوف سے پھڑکنے لگا ملکہ **حیرت** نے کہا اے صمصام تم نہ گھبراؤ ہم عیار بچیون کو تمھارے در بارگاہ پر مقرر کرینگے مگر مناسب یہ ہی کہ گرد اپنی بارگاہ حصار سحر کر لو کسی غیر کو نہ آنے دو عرض کیا بہت خوب یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا گرد بارگاہ کے اک حصار سحر آتش کر دیا کہ شعلہ آتش کے بھڑکتے تا بہ آسمان پہونچے اور آتش کے آٹے کے دو مین اژدر بزور سحر بنا کر بٹھا دیے **برق فرنگی** دور سے یہ سب معرکہ دیکھا کیا آخر کار پلٹا بارگاہ **مہرخ** مین آیا خواجہ **عمرو** نے پوچھا کیون بیٹا **برق** خیر تو ہی کہا استاد غضب ہوا **صمصام** بدانجام آگیا **حیرت** جادو نے اُسکی بڑی خاطر کی شادی کے سامان مین خلعت دیا جب وہ اپنی بارگاہ کو چلا مین نے خدمتگار بنکے تعاقب کیا فکر مین اُسکی قتل کے تھا کہ سامنے سے اُستانی آگئین بھولے بھوریا کہتی ہوئی دوڑین مین ایک جادوگر کو مار کر تاریکی مین بھاگا اب لشکر مین تلاطم ہی **صمصام** اپنی بارگاہ مین

گیا لیکن حرامزادے نے حصار سحر کرلیا ہے اب اُس تک جانا بہت مشکل ہی **عمرو** نے جب یہ سنا غصہ آیا آنکھین زیرہ سی جوش وخروش مین آئین تاب نہونی کوڑا لیکر اُٹھے اور دو کوڑے سڑاک سڑاک **برق** کے چوتڑون پر لگائے **برق** تڑپ گیا اور کہا ہان ہان اُستاد مین نے کیا کیا اُستانی کی شوخی و شرارت کا غصہ آپ مجھپر اُتارتے ہین مجکو بلاوجہ مارتے ہین **عمرو** نے کہا لے بیہودہ پاجی تجھے بھی عمر بھر عیاری نہ آئیگی ہمنے تجکو واسطے خبر کے بھیجا تھا یا کہا تھا کہ جادوگر کو مارنا اور ظلمرام **صمصام** کو ہوشیار کرآنا اب وہ ملعون ہوشیار ہوگیا سب عیارون کے واسطے سد باب عیاری ہوگیا **برق** نے کہا استاد آپ ناحق خفا ہوتے ہین آپ جاکر مسافرون کو لوٹیے یہ مقدمہ ہمارے سپرد کیجیے ہم سمجھ لینگے **عمرو** نے کہا او نالائق کیا مین قزاق ہون مین تو صبحکو اُٹھکر ہر ایک غریب کے گھر پر جاتا ہون جو جو مین نے جسکے واسطے مقرر کیا ہی وہ دے آتا ہون تم ایسے پاجیون نے مطعون و بدنام کیا ہی مین بیچارہ دُبلا پتلا کوئی بھوک مارے تو گرپڑون قزاق کے لائق ہون اگر پھر کبھی ایسی لفظ ناشایستہ میرے بارے مین زبان سے نکالیگا تو زبان کاٹ لونگا جا دور ہو سامنے سے **برق** تڑپکر بھاگا **عمرو** نے پکارا ابے کہان جاتا ہی اب خبردار اب عیاری کرنے نہ جانا جیسا ہمکو مناسب ہوگا سمجھ لینگے اس تقریر پر اُستاد اور شاگرد کی ملکہ **مہرخ** اور **بہار** اور **بُران** وغیرہ ہنسنے لگین وقت شب ہوچکا تھا دربار برخاست ہوا خواجہ **عمرو** بیرون بارگاہ آئے مہتر **قران** اور **چالاک** کو بلایا **برق** بھی سامنے آیا کہا اُستاد کیا حکم ہوتا ہی **عمرو** نے کہا کیون نالائق پھر تونے ہماری بات مین دخل دیا مگر خیر اب مناسب ہی کہ اسکی فکر کرو مین تدبیر مین جاتا ہون غرضکہ یہ پانچون عیار اور خواجہ **عمرو** الگ الگ تدبیر مین **صمصام** ناکام کے روانہ ہوتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑیے بروقت انکا ذکر ہوگا لیکن حال ملکہ **مخمور** سرخ چشم کا تحریر کیا جاتا ہی کہ آج دربار سے جو اُٹھی خود بخود دل کو پریشانی سی ہوئی مست مے محبت آشفتہ وادی مودت غریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرہ گیسو و ذبیح خنجر ابرو گرفتار دام حسرت انجام الفت و پابند سلسلۂ مسلسل فرقت شیفتۂ جمال ماہ تمثال گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم کنندۂ زمرۂ بے ایمان شاہزادہ **نور الدہر** بن **بدیع الزمان** شعر نظیر و حمزۂ صاحبقران بخشم ولقہر و شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر پر عرصۂ درازی مائل ہی جلدہاے مطبوعہ مین تحریر ہوچکا ہی کہ اسی عشق مین **افراسیاب** سے بگڑ کر خواجہ **عمرو** بن امیہ ضمری کے شریک ہوئی جیسے کئی مرتبہ ملکہ مذکور کا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جانا ہوا اور یہ عشق طشت از بام افتادہ ہوچکا ہے ہر کہ ومہ باہر ہے **صاحبقران** پر بھی یہ حال بخوبی ظاہر ہے آج دربار سے اُٹھی اپنی بارگاہ مین آئی کنیزون نے عرض کیا حضور خاصہ حاضر ہے جواب دیا اسوقت دل نہین چاہتا کھانے سے بھرا ہی پانی نہین پیا ہی مگر سیراب ہون آج مثل ماہی بے آب بیتاب ہون دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار کیا دکھاتا ہی جنگ طلسم کو روز بروز طول ہوتا جاتا ہی اب یہ بیحیا ظلمرام **صمصام** ناکام ارادۂ قتل **بُران** پر آمادہ ہوکے آیا ہی مقابلہ عظیم پڑیگا یہ ملعون

عرصے تک لڑیگا دلکو یہ خیال تھا کہ اب سد غازی جھوٹینگے وربند ہائے طلسم ٹوٹینگے زمرد شاہ باختری بھی ہمارے ملک مین ضرور آئیگا اُسکے تعاقب مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع سرداران تہمتن و ذو زند صف شکن تشریف لائینگے یہ دونون لشکر آپسمین مل جائینگے گردش فلک نے یہ سامان دکھایا یہ روز سیہ پیش آیا خیر جو نوشتۂ تقدیر ہو

غزل

شب گذری یار جاتا ہی بوسہ لبکے لون
تیر نگاہ ایک دھر اور بھی سہی
تم سب جگہ تو ہو مرے دلمین بھی آ بسو
شہرت دن ہی اُسکی یہ شہر اور بھی سہی
ساقی پھر اور جام مے نا بجے پیون
تائید اشک دیدۂ تر اور بھی سہی
اُلفت بنا فساد کی ہی دوسری نہین
ہو دوسرا رقیب اگر اور بھی سہی
اب بیچ اُٹھانے غیر کے دشمن جو تلے ہا
محشر تک انتظار سحر اور بھی سہی

دل ہجر مین لہو ہی جگر اور بھی سہی
گستاخی ایک وقت سحر اور بھی سہی
ہمنے اگر کہا رگ گل تو خفا نہو
لے یار مختصر سا یہ گھر اور بھی سہی
اک اور گالی بوسۂ لب دیکے دو مجھے
مین چور نشہ مین ہون مگر اور بھی سہی
اس حور وش سا ایک نہین ہی جہان مین
زر تیسا اگر ہی تو زرا اور بھی سہی
گھر سے کبھی کے آئے پر اب ہی انھین حجاب
اندر اے خاز اے گل تر اور بھی سہی

جان اپنی جانے ایک ضرر اور بھی سہی
مین سخت جان ابھی صف عاشق مین زندہ ہون
نازک تمھاری اُس سے کمر اور بھی سہی
آخر تو لڑتے رہتے ہو ڈھونڈھو حسین اکیلا تر
تلخی قند بار دگر اور بھی سہی
فرد گناہ گو عرق شرم سے مٹے
یون سیکڑون حسین ہین بشر اور بھی سہی
سایہ مرے جلانے کو کیا کم ہی اُنکے ساتھ
اے آہ اک ذرا سا اثر اور بھی سہی
صبح شب فراق تو ہوگی نہ تا ابد

یہ غزل پڑھکر چھپرکھٹ پر جاکے لیٹی مگر نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی کبھی اُٹھ بیٹھتی ہی صحن بارگاہ مین آکر تارے گنتی ہی ماہ تابان کو دیکھکر عارض معشوق یاد آتا ہی ہر ستارہ گولی اور چھرے کی تاثیر دکھاتا ہی کبھی پھر آکر بیٹھی شمع انجمن پر نگاہ پڑی دیکھا ہزار ہا پروانے آتے ہین گرد شمع کے پھر کر جل جاتے ہین مین کہتی ہی لے محمود یہ محبت جانسوزی اس جلنے مین کیا لطف اٹھاتے ہین مگر ثابت ہوا عاشق و معشوق دونون خراب ہر وقت بیتاب کشش عشق پروانہ ظاہر ہے شمع بھی گھل گھل کر حال پر پروانے کے رشک حسرت بہاتی ہی صبح تک جلکر رہجاتی ہی جو سنا تھا وہ دیکھا

بند مسدس

عشق وہ گل ہے کہ دامن مین ہین جسکے سو خار
عشق وہ میوہ ہے جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ نخل ہے جسمین نہ لگا پھل اکبار
عشق وہ باغ ہے جسمین نہ کبھی آئی بہار
عشق وہ شاخ ہے جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہے جو نہ شگفتا دیکھا

دیگر غزل مصنف

تجھپہ آئیگی مصیبت دل زار ایک نہ ایک
رنج دیویگی شب فرقت یار ایک نہ ایک

داغ بیکار اٹھائین ترا اے رشک چمن دل ہی جائیگا ہمین لالہ عذار ایک نہ ایک
بچ گیا چرخ سے جو قہر نے پیسا اسکو ہے بشر کے لیے ہر طرح فشار ایک نہ ایک
مدح گیسو جو کرونگا تو سیاہی کے لیے نافہ سے آئیگا آہو سے تتار ایک نہ ایک
کبھی سہرہ ہے کبھی پھول ہین تربت پہ مری کیفیت رہتی ہے بالین مزار ایک نہ ایک
یار کا ساتھ نہ پھولون نے چمن مین چھوڑا آخر اُس گل کے گلے کا ہوا ہار ایک نہ ایک
اے قمر دشت نوردی مین قلق بھی ہے ضرور پار تلوون سے مرے ہوئیگا خار ایک نہ ایک

کبھی تجویز کرتی تھی کہ اے مجنون تعلقات احباب سے دامن کھینچ گریبان چاک کر طرف دشت ویران کے چلین پیادہ روی کا مزہ دیکھین خارہاے صحرا سے ہمکنار ہون آئینہ ہاے پا سے نوکہاے خار پار ہون یقین تو ہے کہ ہماری غربت پر آبلے بھی پھوٹ پھوٹ کر روئین ہم خود اپنے حق مین کانٹے بوئین دشت نجد بھی ضرور ملیگا حضرت مجنون کی قبر کی زیارت ہوگی یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے محبت ہوگی وہ بھی ہماری رمیدگی دیکھکر چوکڑی بھولینگے ہم آنکھون سے محبوب کی کہتے ہین وہ بھی آنکھین دکھائینگے ہمارے قریب آئینگے تصویر قد محبوب ہان بھی پیش ہوگی کیا بگولون کو اس حال کی خبر ہوگی اس ولولہ وحشت مین آنکھ اُس شوریدہ دشت محبت و آشفتہ وادی مودت کی تڑپتے تڑپتے بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند مگر دیدۂ دل نرگس وار خیال جمال یار مین کھلے ہوئے تھے بخت خوابیدہ بیدار ہوا یعنی خواب مین دیکھا کہ میرا گذر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا ایک مقام پر ایک بارگاہ استادہ ہے مین اُسمین پہونچی کہ سامنے سے گل گلزار صاحبقرانی روح روان ظل سبحانی شیر بیشۂ جرأت صاحب سطوت و صولت چشم و چراغ **صاحبقران** شاہزادہ **نورالدہر بن بدیع الزمان** خرامان خرامان نمایان ہوے آنکھین چار ہوئین عشق و محبت کا جانبین سے جوش ادھر ناز اُدھر نیاز ادھر خواہش اُدھر کاہش یہ بیقرار وہ اشکبار مجکو مثل آئینہ حیرانی اُنکو مانند زلف پریشانی اس جوش و خروش مین چاہا کہ دامن تھام کر شکایت کرے ایام ہجر کی حکایت کرے کہ شاہزادہ منھ پھیر کر یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم بیمروت سے بات نہین کرتے فراق مین تمھارے ہمپر کیا کیا گذری تمنے ہماری خبر نہ لی تم صاحب اختیار ہم مجبور ناچار مقام افسوس ہے کیسی جان جائیگا کیا خیال ہے یہان دمبدم قلب پر ہجوم غم و ملال ہے کونسی ساعت بد تھی کہ تمھارے جمال جہان آرا کے مائل ہوے تیغ ابرو کے گھائل ہوے دل دیا فراق مول لیا شعر

نہ چین ہے نہ بتاتا ہے یار دل میرا یہ کیا ہوا ہے پروردگار دل میرا

اشعار

جگر کو چیر قاتل دیکھتا تھا
جو پوچھا مین کہا دل دیکھتا تھا

تیر مژگان نے انھین توڑ کے مارا اسکو
صدف ماتم نہ مجھی بہر عزاداری دل

کیا کہون آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل
پسلیون سے نہوئی آہ سے سرداری دل
اے قمر شیشہ ریان سے بھی نہ خوف آئے مجھے

درد سے بھی نہین ہوسکتی ہے غمخواری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہے
اسد اللہ سد گر بید دگاری دل

نورالدہر بن بدیع الزمان ایسے کلمات جو کہتے ہوئے چلے مخمور اسی خواب مین بیقرار و بیتاب کہتی ہوئی دوڑی کہ اے شہریار سنیے تو مین بیٹھا ہون شناور دریاے عشق سے ناآشنا ہون آٹھ پہر ہوشربا مین لڑائی کا سامنا ہے افراسیاب آبادۂ ظلم و بدعت ہمارا آقا اسد غازی مقید زندان مصیبت کس طرح فرصت پائین اپنے تئین کیونکر آپ تک پہونچائین بموجب شعر نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے ؛ کسے ز بیکسے ما نمی برد خبرے ؛ اے شہریار یہ کنیز بیکس و بے بس بموجب بیت نہ مونسے نہ شفیقے نہ ہمدمے دارم ؛ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ؛ یہ کہتی ہوئی جو ملکہ جھپٹ کر چلی پھر فرش کی پاے نازک مین ٹھوکر لگی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا نہ وہ مقام ہے نہ سامنے شاہزادۂ عالی مقام ہے **اشعار مصنف**

آنکھ کھلتے ہی ہوگیا سکتا
ہوکے حیران ہر طرف دیکھا
اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا
ستیاناس ہوئے آنکھون کا
کور ہو جاتین یہ تو صبر آتا
پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا
ہاے کیون سوگئی تھی مین یکدم
خواب غفلت نے یہ کیا ہے ستم
نہ کہین کا رکھا فلک نے آہ
زندگی اب محال ہے واللہ
آفت تازہ سر پہ آن پڑی
کس بلامین ہماری جان پڑی
دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہے
آنکھون کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہے
پڑگئی سر پہ اب بلاے فراق
ہوگئی آہ مبتلاے فراق

کبھی گھبرا کر روتی تھی اشکون سے منھ دھوتی تھی آواز گریہ و زاری ملکہ مخمور سرخ چشم سنکر گلعذار وزیرزادی بیدار ہوئی بارگاہ ملکہ مین دوڑی ہوئی آئی دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم فرش خاک پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن آنکھون سے اشکون کا دریا بہ رہا ہے بال چہرے پر پریشان گریبان کی دھجیان سینے پر پڑی ہین مغموم مہموم بیتاب یہ اشعار مخمس زبان پر جاری ہین **مخمس**

گرفتار رنج و بلا ہوگیا
برا دوست دشمن مرا ہوگیا
یہ کیسا ستم اے خدا ہوگیا
وہ اہل وفا بیوفا ہوگیا
بھلا ہوکے وہ بت برا ہوگیا

مصیبت مین مین مبتلا ہوگیا
غم و رنج کا سامنا ہوگیا
جدا مجھسے وہ مہ لقا ہوگیا
مقدر کی خوبی یہ کیا ہوگیا
غضب ہوگیا وہ خفا ہوگیا

ہوا الجد مدت وہ خلوت نشین
بڑے لطف کی پہلے باتین ہوئین
خوشی مین ہوا دل ملول و حزین
مکدر ہوا مجھسے وہ نازنین
ابھی بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوگیا

اکیلے مین مجھسے جو صحبت ہوئی
بجز رنج حاصل نہ راحت ہوئی
جہالت کے باعث ندامت ہوئی
شب وصل عدو سے یہ حجت ہوئی
خفا وہ پری رو سوا ہو گیا

رہونگا نہ اب رنج مین مبتلا
بر آئیگا دل کا مرے مدعا
مقدر ہے ان روزون سیدھا مرا
مجھی سے زمانے کی اب خوف کیا
مددگار مشکل کشا ہو گیا

اکیلا جو گھر مین پایا اُسے
طریق عداوت سکھایا اُسے
سبق یاد اُلٹا دلایا اُسے
رقیبون نے ایسا پڑھایا اُسے
وہ خوش ہوکے مجھسے خفا ہو گیا

اجل میری فرقت مین حافظ ہوئی
مین مر مر کے زندہ ہوا ہون ابھی
مسیحا کی اُس بت نے تقلید کی
جلایا کبھی مار ڈالا کبھی
مرا یار معجز نما ہو گیا

یہ حال پُر ملال دیکھکر **گلعذار** قریب آئی دونون ہاتھون سے چہرے کی چٹر چٹر بلائین لین ترقی عمر و دولت حسن کی دعائین دین اپنے دوپٹے سے اشک چشم تر پاک کیے عرض کی واری خیر تو ہی اسوقت کس ملال مین حضور کو پاتی ہون ہی ہی مین صدقے ہو جاؤن بہت گھبراتی ہون کچھ فرمائیے حال نہ چھپائیے کنیزین خیرخواہ کس دن کے واسطے ہوتی ہین اپنے مالک کی مصیبت و رنج مین کام آتی ہین اگر محبت کا امتحان منظور ہو ابھی جان دیدین سر کاٹ کر قدم اقدس پر نثار کرین ملکہ مخمور نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہلا بھیجا **گلعذار** کیا حال دل زار سناؤن اپنے قابو مین نہین ہی اس خانہ خراب نے ایسا بیتاب کیا صبر و طاقت نے جواب دیا آج شام سے دل پریشان تھا ابھی ابھی مین خفتہ بخت سو گئی تھی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی بخت سیاہ کا سامنا ہوا وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا کسی دشمن کو نہ دکھائے ایسا سانحہ نہ پیش آئے خلاصہ یہ ہی کہ عین خواب مین جاتا کو عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا چمن کوے محبوب مین جا کر رشک گل شگفتہ خاطر ہوئی خرامان خرامان بارگاہ فلک اشتباہ شاہزادہ **نور الدہر** مین پہونچی اے **گلعذار** شاہزادے کو دیکھا وہ تو بیقرار ہوکے میری جانب بڑھے مین نے چاہا دامن تھام کر کچھ شکایت کرون فلک نے تفرقہ پردازی حیلہ سازی دکھائی خود بخود اُس شہریار کو غصہ آیا ابروے خمدار پر بل آگیا یہ کہتے ہوئے منھ پھیر کر چلے کہ ہم اب تمسے بات نہ کرینگے ہمنے تمھارے فراق مین بڑی مصیبتین اٹھائین اور افسوس تمنے خبر نہ لی ہائے نہین معلوم کہ اُس شاہزادہ والا قدر نے کیا صدمے سہے جو ایسے کلمات اُس شیر نے اپنی زبان سے فرمائے **گلعذار** وہ **صاحبقران** کے بیشہ کے شیر ہین بڑے دلیر ہین اگر دشمنون کے گلے پر چھری بھی پھر جائے تو اُف نہ کرین بڑے غضب کے مرد

اگر چمکے تو آنکھیں نہ جھپکائین ہنر بر شیر کلنگان صاحب بالا دگران صف شکن صفدر **طہماس بن غنقویل** لیہ پدر س
حقیقت مین اپنے زمانے کا رستم ہے بلکہ اگر رستم بھی ہوتا تو اس نوجوان بہادر کے زور کے آگے ایک سپر ڈال دیتا جب یہ جوان
طہماس بن غنقویل دیو بند راصد گرد فرنگ نژاد زلزل بطرز سحر لقا کے آیا کل **صاحبقران** کے سرداران کو
زخمی کیا اور **صاحبقران** بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے از ذرائل تا آزار کوہ دو بیٹے **صاحبقران** کے
یعنی **شیرویہ بن صاحبقران و فرخ** شہسوار قلندر اسی جوان کے ہاتھ سے سیر گلزار جنان ہوئے
اُس شیر سے مقابلہ کرنے والے ہمیشہ پشیمان ہوئے مگر اس شیر بیشہ شجاعت نے ماشاء اللہ قریب کوہ آزار شہ ورہے کہ
اسی **طہماس** کا گیند دھڑ کا کر دیا یعنی برسر کوہ آزر وہ بار لینے دست حق پرست پر اُٹھا لیا چشم بد دور اتنے بڑے
جوان کو سنبھلنے نہ دیا بعضی بات ایسی ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات **صاحبقران** کے ہاتھ سے مسلمان خدا کی غلامی
اختیار کی ہے یہ **گلعذار** سپہر سیر کی قسم ہے کہو میری ثنا ترانہ کرو اب بڑا زور در **صاحبقران** ہیں لکہ شاہزادہ **نور الدہر**
ہین اور بعض کوتاہ بینان تنگ چشم نے میان **ایرج** صاحب فرزند **قاسم** نوجوان کو انکا ہم چشم قرار دیا ہے کیا
انصاف کیا ہے ایرج بیچارہ بازار کا بیٹھنے والا جواہر فروش کس شمار مین کس قطار مین خدا خواجہ **عمرو** کو سلامت
رکھے کہ **صاحبقران** سے بگاڑ تھا گلی گلی پہلوانون کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اس خیال مین کہ کہان سے
ایسے زبردست پہلوان کو لاؤن کہ **صاحبقران** سے لڑواؤن میان **ایرج** شہر فرنگوشیہ کی بازار مین بیٹھے تھے
دوکان تجارت فرخ بازرگان آراستہ تھی اسی کے فرزند ہوشمند تھے خواجہ **عمرو** جاکر انکو لائے پہلوانی کے ہنر سکھلائے
خروج کرایا انکا **صاحبقران** نے آفتاب ستان نام رکھا دیو عالم کفر مین ہے ملک گیری کی آخر **صاحبقران**
کے ہاتھ سے زیر ہوئے یہ بات بنائی گئی کہ **امیر** کے پروردہ ہین ایسے صاحب کو ایسے جری و بہادر کا ہم پلہ گردانا واہ واہ
کیا منصفی ہے سچ تو یہ ہے کہ انصاف دنیا سے اُٹھ گیا ہے **گلعذار** نے عرض کیا داری بموجب **مصرع** چہ نسبت خاک را با عالم پاک
حقیقت مین آج سے بزرگی اور قدردانی **صاحبقران** کی میرے دل سے جاتی رہی ملکہ **مخمور سرخ چشم** نے فرمایا
کہ اے **گلعذار** ایک بات مختصر سی اور سناؤن کہ میان **ایرج** صاحب کا نام لینے کو تیرا دل نہ چاہے ملکہ **گیتی افروز**
اپنی مان پر عالم کفر مین عاشق ہوئے گلی گلی پکارتے پھرتے تھے کہ عاشق زار ملکہ **گیتی افروز** کا ہون اُسی جوش
محبت مین ہزارون مسلمانون کو قتل کیا قلعہ ذو الامان حصار پر چڑھ گئے سیکڑون حملے کیے مگر اُس بی بی کی
آبرو کو خدا نے بچایا یہی شہزادہ میان **ایرج** کی سرکوبی کو آیا تب قلعہ بچا ہائے نہین معلوم کیا صدمہ گذر رہا ہے
کہ جو اُنھون نے عالم خواب مین ایسا کلمہ کہا ہے نہین معلوم مزاج اقدس کیسا ہے **گلعذار** نے عرض کیا اے ملکہ عالم خواب کا
آپکو ناحق خیال ہے یہ بیکار رنج و ملال ہے سنا ہے کہ خواب کی تعبیر اُلٹی ہوتی ہے وہ آرام و چین سے ہونگے ہان البتہ
آپکو یاد کرتے ہونگے ماشاء اللہ حسن آپکا عابد کش زاہد فریب ہے آپ ہی کے تصور مین فی الحقیقت آرام و چین نہ ہوگا

صاحب سہلاتے ہونگے میرے نزدیک سب طرح خیر ہے آپ بے تئیں ناحق ہلاک کرتی ہیں یہ باتیں تھیں کہ یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شعر

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت | خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند | لحاف غنچہ از رو در کشیدند
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست | سمن از آب شبنم روے خود شست

صداے مرغ سحر سے رنگ رخ ملکہ مخمور کا متغیر ہوا کہا او گلعذار سحر ہو گئی اب کم تمہارا ہی احسان ہوگا تم نے ہر چند کہ بہت سمجھایا مگر دل خانہ خراب نہیں مانتا مین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتی ہوں ایک نظر دیکھ کر اگر حیات مستعار باقی ہے تو چشم زدن میں واپس آتی ہوں شاید ایک شب انکے صحرا سے گذرے ہر چند کہ وہ بہت کہینگے ابھی نہ جاؤ میں بیان کی کل کیفیت ظاہر کرکے چلی آؤنگی تو تم اتنا کرنا اگر ملکہ مہرخ وغیرہ پوچھیں تو کہدینا کہ واسطے ایک شب کے سحر تیار کرنے کوہ بوقلمون پر گئی ہیں صمصام سے مقابلہ منظور ہے گلعذار نے کہا کہ اگر منع کرونگی تو روح قالب مشتاق جمال محبوب سے پھڑک کر نکل جائیگی اس خیال سے عرض کی بسم اللہ تشریف لیجائیے خادمہ اس راز کو چھپائیگی پس فوراً ملکہ مخمور سرخ چشم کہ نشہ بادہ محبت شاہزادہ نور الدہر میں چور تھی لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی اسباب سحر نکالا جھولی میں رکھا لباس فاخرہ جسم انور پر آراستہ کیا دریاے جواہر میں غوطہ ملا تمام زیور یاقوت احمر کا پہنا سرمہ دنبالہ دار آنکھوں میں دیا دیکھنے والوں کی نظروں میں وہ سرمہ دنبالہ دار چشمان مست ملکہ مخمور سرخ چشم میں یوں دکھائی دیتا تھا کہ آہوے شوخ چشم صحراے ختن میں جلوہ نما ہے یا مست ہاتھی کے ہاتھ میں آبدار تلوار دی ہے

مطلع آتش سرمہ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو ❊ نیلگون گنڈا پہنایا مردم بیمار کو ❊

مطلع مصنف اسقدر گرد نہیں لازم ہے چشم یار کو ❊ یہ سفر موجب ضرر کا مردم بیمار کو ❊

پیشانی پر افشان چنی بقول مصنف چنے پیشانی پر افشان وہ اگر ماہ لقا ❊ تیری افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہیں ❊ اور اگر کچھ ستارے افشان کے ابروے خمدار پر آگئے تو صاف ثابت ہوا مصرع آب زر نجوم ہے برج ہلال پر اشعار مصنف ابرو دونکو تری کیا اگر بے پیر کہیں ❊ مہ نو یا کسی سفاک کی شمشیر کہیں ❊ چھینٹ کے ملتے سے جو ابروے خمیدہ پہ گرے ❊ تیری افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہیں ❊ سینے پر جوبن کا ابھار محرم سے نامحرم کرتی آب رفو ان کی آئینوں والی چھینٹ غرضکہ سب لباس درست کرکے شعلہ جوالہ بنکے طاؤس واسطے سواری کے سحر کا بنایا گلعذار نے سراپاے مخمور پر بخیال نظر بد [illegible] بلکہ نظر گذر ملکہ کا خیال کرکے تصدق اپنی نظر کا اتارا اور تاکید کی داری بھول نہ جائیے گا جلد تشریف لائیے گا آجکل صمصام کا معرکہ درپیش ہے عمرو و مہرخ کو بہت پیش و پیش ہے حضور کے نہونے سے ذرا نہ طرح طرح کے فتولے برپا کرینگے خواجہ عمرو سے کہینگے کہ دیکھو بی مخمور جان کے خوف سے کہیں جا کر چھپ رہیں کنیز جواب دیسکیگی دل ہی میں تاؤ پیچ کھائیگی غرض وعدہ جلد آنیکا کرکے مخمور بارگاہ سے نکلی طاؤس پشت پر [illegible] ہو کر نگاہ اٹھائی کہ اے مخمور کیطرف سے جلد اٹھا لیا نہوا فراسیاب کو خبر ہو جائے تو جانا کیسا جان بچانا مشکل ہوگا

فکر کرتے کرتے سوچی آبادی کاراستہ چھوڑ کوہستان وخارستان کاراستہ لو بہات کو مصمم لین ٹھہرا کر طاؤس زرین سحر پر سوار ہوئی طاؤس کو اشارہ کیا وہ مثل ستارۂ سحری بلند ہوا اس جوش وخروش مین ملکہ **مخمور** برائے ملاقات شاہزادہ **نور الدہر بن بدیع الزمان** طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین اسکو بھی ابھی یہین چھوڑے وقت پر ذکر کیا جائیگا لیکن یہان یہ داستان حیرت بیان تمام ہونیکو ہے چند فقرات مین حال **افراسیاب** سناؤن پھر ناظرین کو نقشہ لشکر اسلام وفوج لقا کا دکھاؤن **افراسیاب** خانہ خراب **صمصام** کو طرف لشکر **حیرت** کے روانہ کرکے باغ سیب مین آیا نازنینان مہ جبین نے آکر گھیر لیا تخت پر آکر بیٹھا اسباب عیش مہیا ہوا دفعۃً آسمان پر ایک فن سی چمکی ایک ساحر سیہ فام نامہ لیے ہوئے آسمان سے اترا **افراسیاب** کو سلام کرکے نامہ **لقا** ہاتھ مین دیا ناظرین پر واضح ہو جلدہاے مطبوعہ مین مذکور ہے کہ جب **نمرد شاہ باختری** کو نامہ روانہ کرنا طرف **افراسیاب** کے منظور ہوتا ہے نامہ کو لکھکر ملازم اسکے بالاے کوہ عقیق لیجاتے ہین وہان زیر نخل اک نقارہ رکھا ہے نامہ اُس نقارہ پر رکھکر چوب لگاتے ہین ایک پنجہ سنہرہ پیدا ہوتا ہے وہ نامہ کو اُٹھا کے غائب ہو جاتا ہے اور دربند اول کہ جسکا دربند جالندریہ نام ہے وہان کے حاکم کی گود مین لیجاکے وہ پنجہ ڈالدیتا ہے وہ حاکم اپنے کسی ملازم کے ہاتھ حاکم دربند دویم کے پاس بھیجدیتا ہے اسی طرح وہ نامہ تا دربند ششم پہونچتا ہے وہ بادشاہ دربند ہفتم کے پاس روانہ کرتا ہے حاکم دربند ہفتم اُس نامے کو جتنا جلد اپنے ملازم تیز رو کو دیکر پاس **افراسیاب** کے بھیجدیتا ہے نام ان دربندون کے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات بروقت پہونچنے **اسد غازی** کے اپنے مقامات پر بیان کیے جائینگے مگر نام بادشاہ دربند ہفتم کا اس مقام پر لکھنا ضرور ہے واضح ہو کہ بادشاہ دربند ہفتم کو شہنشاہ **توسن** کہتے ہین نہایت افراسیاب کا معتبر ہے طرف سے **افراسیاب** کے سو ملک اسکے قبضے مین ہین شہنشاہ **لاچین** بادشاہ سابق طلسم ہوشربا کا یہ وزیر اعظم تھا یہ بھی آخر یکا **افراسیاب** ہوا اور اپنے ولی نعمت کو گرفتار کرادیا اور یہ بھی واضح رہے کہ زندان طلسمی بھی اسی کے قبضے مین ہے پس ملازم شہنشاہ **توسن** نے نامہ **نمرد شاہ باختری** کا ہاتھ مین **افراسیاب** کے دیا **افراسیاب** نے پہلے اسکو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر سونیکا ممبر منگا کر ایک مشیر بدتدبیر کو حکم دیا کہ نامہ کو خداوند کے باواز بلند پڑھو اُس نے بر سر ممبر آکے نامہ کھولا پہلے **لقا** نے بہ کبر ونخوت اپنی تعریف لکھی تھی بعد اسکے مرقوم تھا کہ اے بندۂ خاطی قدرت کو عرصہ دراز گذرا نزول اجلال ورود اقبال فرمائے ہوئے آجتک تو قدمبوسی کو قدرت کی نہ آیا ساحران مغرور کو بھیجا قدرت کو کبر ونخوت انکا پسند نہ آیا ہاتھ سے عیاران لشکر اسلام کے قتل کروا ڈالا اور **حمزہ** سپہ سالار قدرت ہے صاحب شوکت ولیاقت ہے یہ سب جاہ وحشم اسکو قدرت ہی نے دیا ہے ظاہر مین دن کو بڑا کتا ہے لیکن رات کو التجا ہو کر کہتا ہے ہمسے توبہ کرتا ہے ہماری محبت کا دم بھرتا ہے قدرت تو رحم دل ہین خطا اسکی معاف کر دیتے ہین مگر اب تُونے نہایت سرکشی پر کمر باندھی ہے قدرت چاہتے ہین کہ تیرے یا تیرے کسی ساحر کے ہاتھ سے **حمزہ** کو قتل

کرائین مرتبہ تیرا بڑھائین اور اگر تامل کریگا تو قدرت طرف کوہ زلازل کے چلے جائینگے تجھکو عمرو کے ہاتھ سے قتل کرائینگے عمرو کو قدرت نے جلاد ساحران بنایا ہے اُسکی موت کسیکے ہاتھ سے قدرت نے مقرر نہین کی جلد کسی کو روانہ کر مضمون نامہ سُنکر افراسیاب خوف سے کانپنے لگا رنگ رُخ متغیر ہوگیا کہا صاحبو سنتے ہو جو صاحب یہان سے جاتے ہین جہان دو چار مسلمانون کو گرفتار کیا غرور آگیا قدرت نے قتل کرا ڈالا مجکو بڑا تردد ہے کہ مین کیا کرون اگر مین خود مع خدم و حشم جاؤن تو دریا راہ مین خشک ہوجائین عیاری ساقی کا انتظام ملازم نہ کر سکینگے وزمین بار ہماری فوج کا نہ اُٹھا سکے صحراے عالم مین لشکر میرا نہ سما سکے اکیلا کیونکر جاؤن مناسب وقت نہین ہے یہ کہکر افراسیاب خاموش ہوا تھا کہ ایک جادوگر مصاحبان افراسیاب سے تھا اُٹھا نہایت پرفن نام اُسکا عقرب نیشزن جادو سحر مین طاق یگانۂ آفاق عرض کی اے شہنشاہ بڑے وہ بیوقوف ہین کہ دربار خداوندی مین غرور کرتے ہین آخر اُسکا بدلا یہ ہے کہ بے موت مرتے ہین مناسب ہے کہ وہان جائین بانکساری قدرت کی خدمت کرین دم محبت کا بھرین جب قدرت خوش ہونگے عمر بڑھائینگے اور اولاد عطا فرمائینگے ایسی جاگتی جوت کا خداوند اُنکے سامنے کبر و نخوت سراسر حماقت ہے غلام کو حکم ہو کہ مع فوج جائے مسلمانون کو خاک مین ملائے قدرت کو ملک موروثی مین یعنی بالاے قبطول پہونچا دون افراسیاب نے کہا اے عقرب نیشزن قدرت نے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ جب قدرت بالاے قبطول پہونچینگے دریچہ قدرت مین بیٹھکر تقدیرات رنگا رنگ کرینگے دریاے رحمت قدرت جوش مار یکبارگی جتنے بندے اُنکی محبت مین کام آئے ہین سبکو زندہ کرینگے اور یہی وجہ ہے کہ جو ساحر اور غیر ساحر از باختر تا کوہ عقیق ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے ہین اُن سبکے نام بقید ولدیت قدرت نے کتابون مین درج کیے ہین سنا ہون کہ بڑا امکان اُن کتابون سے بھرا ہے شیطان درگاہ قدرت ملک بختیارک کہتا تھا کہ قدرت کو اُس زمانے مین بڑی مشقت ہوگی از سرِ نو سب کے پتلے بنائینگے روحین پھونکینگے اگر تمنے جا کر یہ کار نمایان کیا گویا تمام عالم پر احسان کیا عقرب نیشزن یہ سُنکر مارے خوشی کے پھول گیا اُسی وقت نفیر سحر بجائی ساٹھ ہزار ساحران غدار فوراً آراستہ ہوکر سامنے اُس بیحیا کے آئے اُسوقت سرکار افراسیاب سے عقرب کو خلعت رخصتی ملا تخت پر سوار ہوکر فوج ہمراہ لیکر نوبت و نقارہ بجاتا ہوا بشان و شوکت سی طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کی روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑیے بروقت ذکر اسکا کیا جائیگا

داستان جلالت نشان لشکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و کیفیت زمرد شاہ بے ایمان آنا فولاد فولاد شکن کا واسطے مدد لقا کے اور عاشق ہونا اُسکی دختر پر ایرج نوجوان نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کا اور جانا فولاد کا بارگاہ ایرج نوجوان مین اور زخمی کرنا ایرج کو اور پکڑ لانا اپنی دختر کو اور ہونا جنگ مغلوبہ کا اور پہونچنا عقرب نیشزن جادو کا عین کارزار مین اور آنا محمود برق جنگ کا

اور لیجانا شاہزادۂ نورالدہر کو طرف صحرا کے اور سلسلہ طلسم جمشید یعنی قید ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا طلسم جمشید مین اور توڑنا طلسم کو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا کہ جہان سے کے سبب رہائی اسد نوجوان ظاہر ہوتا ہے معرفت حکیم بقراط ثانی

عجب داستان ہے ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی بیخبر
تجھے اپنے پہلو مین پاتا نہین
قسم تجکو اس چشم خونبار کی
تجھے آج میرے لہو کی قسم
قسم ہے تجھے اپنے ایمان کی
قسم تجکو اپنے دل سرد کی
قسم ہے تجھے میری فریاد کی
قسم ہے تجھے لذت عشق کی
تجھے اپنے مینائے گل کی قسم
تجھے فرق پیر مغان کی قسم
قسم ہے تجھے میرے آلام کی
مری اس تباہی کی تجکو قسم
قسم ہے تجھے اپنے میخانے کی
قسم تجکو صہبائے گلفام کی
نہ کر دیر برلا مری آرزو
وہ مے ہو کہ زاہد نے بھی پی نہو
سرور ایسا ہو اُس مئے ناب مین
مجھے رو سے محبوب آئے نظر
پھرون اُسکی جانب بصد آرزو
کبھی مجھسے خوش ہو کبھی ہو خفا
جگادون ہر ایک شخص کو خواب سے
نظر کر محبت سے مجھ رند پر
تجھے میرے صبر و وفا کی قسم
قسم تجکو میرے دل زار کی
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
قسم تجکو میرے دل و جان کی
تجھے میرے داغ جگر کی قسم
قسم تجکو اپنے دل شاد کی
تجھے میرے سوکھے لبون کی قسم
تجھے اپنے زیبائے گل کی قسم
قسم ہے تجھے ساغر صاف کی
قسم ہے تجھے اپنے آرام کی
قسم تجکو رندان میخوار کی
قسم ہے تجھے اپنے پیمانے کی
قسم ہے تجھے جام بلور کی
پلادے وہ صہبا مجھے تاگلو
لگے نشۂ ایسا وہ مے جلد تر
کرون مین سفر عالم خواب مین
دہین دفع ایذائے کلفت ہو کل
نہایت خوشی سے کرون گفتگو
کھلے آنکھ جب اشکباری کرون
کہون خواب مین اپنا حباب سے
تڑپتا ہے دل چین آتا نہین
تجھے اپنے ظلم و جفا کی قسم
تجھے بس مری آرزو کی قسم
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم تجکو میرے رخ زرد کی
تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم
قسم ہے تجھے حضرت عشق کی
تجھے اپنی ہی شوخیون کی قسم
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
قسم ہے تجھے مے کے اوصاف کی
سبو و صراحی کی تجکو قسم
قسم تجکو صہبائے گلنار کی
قسم ہے تجھے شیشۂ و جام کی
قسم تجکو مجھ رند مخمور کی
بڑی بھی ذرا رنگ بو کی نہو
گرائے مجھے بستر خواب پر
یکایک ہو ایسی جگہ پر گذر
کھلے غنچۂ دل مرا مثل گل
وہ معشوق سب کے بناز و ادا
یہان تک تو مین آہ و زاری کرون
اُسی نشۂ مے مین پھر یک بیک

چلا جاؤن ساقی مین اُس شوخ تک
کہین لڑکھڑاؤن نہ مین راہ مین
چلا جاؤن یوسف کی مین چاہ مین
پھنسا دین اُسے گر کہین بخت بد
مگر صاف کہدون کرون مین مدد
جو ہین کاتبان جلالت نصیب
وہ لکھتے ہین یہ داستان عجیب

شہسواران اشہب تیزگام عرصۂ جانبازی و مہمیز کنندگان سمند بادرفتار میدان سرفرازی نوجوانان تہورشعار و تہورشعاران جلالت آثار کمیت قلم کو میدان قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ زلزلۂ قاف تاقاف ثانی سلیمان **حمزۂ** صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی مین دنگل آصفی پر جلوہ فرما ہین اور ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر شاہزادہ سعد بن قباد والاتبار تخت سلیمانی پر بصورت نورانی متمکن ہین اور اسوقت دربار مین پانچ ہزار پانسو پچپن سردار ساتسو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی اٹھارہ سو جوانان ترکی و مغربی اپنے اپنے دنگل پر بصد کروفر رونق بخش بارگاہ فلک اشتباہ ہین بلا مرہی رائے بیضا ضیائے ناظرین باتمکین مشتاقان طلسم فصاحت آگین پر واضح ہو کہ جب خواجہ **عمرو** بن امیہ ضمری طرف طلسم ہوشربا کے تشریف لیچلے تو **چالاک** اپنے فرزند نامدار کو اپنے مقام پر مقرر فرما گئے تھے جب **چالاک** بھی طرف ہوشربا کے گیا تو عیاران لشکر اسلام خود رو ہوئے ایک کا حکم ایک مانتا تھا ہر ایک اپنے تئین ثانی **عمرو** جانتا تھا فرزندان **عمرو** یعنی **جواہر** بن **عمرو** و **شعبان** خنجرگذار و **سیارہ** و **امیہ** و مہتر **سمک** ملتانی و **نسیم** بن **عمرو** و **قسیم** بن **عمرو** وغیرہ سبکو خواہش ہی کہ بعد **چالاک** کے مقام ہمارے والد کا ہمکو ملے غنچۂ آرزو کھلے **ابوالفتح** اصفہانی و **عمران** خطائی بھانجے خواجہ **عمرو** کے یہ بھی دونون بلائے روزگار مکار و غدار طرار فن عیاری مین طاق شہرۂ آفاق یہ چاہتے ہین کہ ہمارے ماموں کا عہدہ ہمین دستیاب ہو شاگردان خواجہ **کلباد** عراقی و مہتر **یزک** خطائی و مہتر **سنجر** بلخی وغیرہ یہ سب بھی بےمثل و بے نظیر صاحب تدبیر خواہش رکھتے ہین کہ اُستاد والا مقام کے جانشین ہون عہدۂ سرہنگی لشکر اسلام حاصل ہو تب البتہ تسکین دل ہو یہ تو سب اس خیال مین ہین امیر باتوقیر کو یہ تردد ہی کہ اگر کوئی ضرورت ہوتی ہی تو فرداً فرداً کو حکم دینا پڑتا ہی ایک دن زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا منظور ہے کہ ایک عیار طرار کو جانشین **عمرو** قرار دین صرف اتنا فرمایا تھا آپسمین عیارون مین کج بحثیان ہونے لگین ہر ایک کہتا ہی کہ مین لائق ہون دوسرے کا قول ہی مین فائق ہون جب یہ خبر امیر کو معلوم ہوئی سوچے کہ اگر ایک فرزند **عمرو** کو جانشین **عمرو** کرون دوسرے فرزند کو رنج ہوگا اور شاگرد بھی سب صاحب لیاقت ہین شیر بیشۂ فطرت ہین آپسمین لڑلڑکر مر جائینگے بس سر دربار ارشاد فرمایا کہ سب عیاران لشکر اسلام کا ہمارے نزدیک مرتبہ برابر ہی کون انمین کمتر ہے سب صاحبون کو مناسب ہے کہ اپنی اپنی عرضی دین اپنے اپنے حقوق سرکار پر ثابت کرین جو ذی حق ہوگا وہی جانشین مطلق ہوگا یہ فرمان سنکر عیارون نے اپنی اپنی عرضیان لکھین بمضامین طولانی **ابوالفتح** نے لکھا کہ مین وہ عیار ہون کہ میرے ماموجان سے شرط بدکر مہتر **قلیم گوش** کے کان کاٹے **یزک** خطائی نے کہا جب مین عالم کفر مین تھا مینے اُستاد کو دھوکا دیا گرفتار کر لیا

فرزندون نے **عمرو** کے بھی تعریف اپنی اپنی عرضیون مین لکھی اسی طرح ایک لاکھ چوراسی ہزار ایک بچون نے اپنے اپنے حالات لکھے مگر فیض یاب نہوئے **صاحبقران** جسکی عرضی دیکھتے ہین عرضی نامنظور کرکے فرما دیتے ہین کہ یہ تو آپ لوگون نے اپنی اپنی عرضیون مین شوکت ولیاقت کا ذکر لکھا ہے کوئی حق سرکار پر نہین ثابت کیا ہے عیاران لشکر اسلام حیران تھے کہ حق کیا ثابت کرین آخر کیا لکھین **جواہر** بن **عمرو** بطن سے ملکہ **سرو سیمین تن** کے ہے کہ یہ شاہزادی ہے ملک ببران کوہ کی **صاحبقران** وہان قید ہوکے جاتے ہین کفار پنجرے مین بند کرکے چوب عقابین پر لٹکاتے ہین خواجہ **عمرو** اُس ملک مین جاکر بڑی بڑی عیاریان کرتے ہین آخر مین ملکہ **سرو سیمین تن** پر عاشق ہوتے ہین بعد کشش وکوشش بسیار **صاحبقران** کو خواجہ **عمرو** رہا کرتے ہین ملک اسلام آباد ہوتا ہے ملکہ سرو سیمین تن کا داخلہ اسلام مین ہوا **صاحبقران** نے ساتھ خواجہ **عمرو** کے اس شاہزادی کا عقد کیا اسی کے بطن سے **سکندر** عیار انگیز پیدا ہوا تھا کہ جو ایرج نامہ مین ہاتھ سے آس بن الوس کے عین شباب مین مارا گیا ملکہ قتل ہونے سے اسی فرزند کے خواجہ **عمرو** اور **صاحبقران** سے بگاڑ ہوتا ہے کیونکہ **عمرو** غصے مین غم فرزند نوجوان کے **آس بن الوس** کی ناک کاٹ ڈالتا ہے امیر کے خلاف ہوتا ہے **عمرو** مع لشکر عیاران فوج **صاحبقران** سے الگ ہوکر بڑے کروفر سے مقابلہ کرتا ہے سالہا سال فساد رہتے ہین اسی فسانے مین خواجہ **عمرو** ایرج نوجوان و دارا کشور کشا کہ یہ دونون اولاد **صاحبقران** سے ہین مگر اپنے مولود مسعود سے آگاہ نہ تھے اور عالم کفر مین تھے **عمرو** انکو فنون سپہ گری تعلیم کرکے آپ انکا افسر اور انکو پہلوان پایہ تخت بناکے **صاحبقران** سے سالہا سال لڑواتا ہے کہ ان داستانون کا حال مفصل دفتر ایرج نامے مین درج ہے مراد اس ذکر مجمل سے یہ ہے کہ خواجہ غم مین **سکندر** کے زوجات سے ترک وصل کرتے ہین اور ملکہ سرو سیمین تن **اسکندر** عیار انگیز کے غم مین مصروف گریہ وزاری رہتی ہے جب بزرگون کی جانب سے **عمرو** کو یہ خواب ہوتا ہے کہ اے خواجہ **عمرو سرو سیمین تن** سے موصول ہو پروردگار فرزند نرینہ بہتر از **سکندر** مرحمت فرمائیگا غم والم فراموش ہوجائیگا تب خواجہ حکم بزرگون کا بجا لاتے ہین تخلیے مین پاس **سرو سیمین تن** کے جاتے ہین بخوبی اُس مغموم کو سمجھاتے ہین اسی شب کو مراد حاصل کرتے ہین منتر **جواہر** بن **عمرو** پیدا ہوتا ہے بڑا عیار زبردست ہوتا ہے خواجہ اسکو بہت عزیز رکھتے ہین جب دربار امیر مین جانشین خواجہ ہوئیگا غلغلہ ہوگا اور مطلبی **صاحبقران** کو کوئی عیار نہ پہونچا **جواہر** اپنی مان ملکہ **سرو سیمین تن** کی خدمت مین آیا تمام حال **صاحبقران** کے ارشاد کا بیان کیا ملکہ **سرو سیمین تن** نے کہا اے نور نظر پارۂ جگر مین مطلب کو **صاحبقران** کے سمجھی تم دو فقرے عرضی مین لکھکر پیش کرو عہدہ اپنے باپ کا ابھی جاکر لو وہ یہ مضمون ہے بعد القاب صاحبقرانی تحریر ہو کہ مین وہ عیار ہون قدیم خدمتگذار ہون کہ مین نے اپنے نوجوان بھائی سکندر عیار انگیز کو قدم اقدس شاہنشاہی پر نثار کیا مجھسے زیادہ کون ذی حق ہوگا بموجب ارشاد ملکہ **سرو سیمین تن جواہر**

بن عمرو نے اسی مضمون کی عرضی درست کر کے پیشگاہ صاحبقران زمان لایا صاحبقران نے بآواز بلند فرمایا اے فرزندان عمرو و اے شاگردان مہتر والاگہر آگاہ ہو جاؤ کہ جواہر بن عمرو نے حق اپنا سرکار پر ثابت کیا یعنی سکندر اسکا بھائی عالم شباب مین مارا گیا پس تم مین کوئی ایسا ہے کہ سرکار پر ایسا ہی حق اسکا بھی ہو کل عیارون نے سر اپنے اپنے جھکائے اس مقدمے مین کچھ نہ کہہ سکے صاحبقران نے فوراً جواہر بن عمرو کو خلعت جانشینی عمرو مرحمت فرمایا مقام پر خواجہ عمرو کے بٹھایا حقیقت مین جواہر نے اس عہدے مین وہی برتاؤ کیا ہے کہ جسطرح خواجہ عمرو بخلق و محبت ہر کسی سے پیش آتے تھے سب جواہر کے جانشین ہونے سے خرم و خرسند ہین غرض دربار امیر باتوقیر مین مہتر و سرہنگ خشت ہاے زرین بر دست بستہ حاضر ہین سامان عیش و نشاط مہیا ہے ذکر خواجہ عمرو اور اسد کا ہو رہا ہے امیر فرماتے ہین نہین معلوم میرے برادر خواجہ عمرو پر طلسم ہوشربا مین کیا گذری عرصے سے کچھ خبر نہین معلوم ہوئی اتنا خوب دلکو یقین ہے کہ نہین معلوم عمرو پر کیا ہجوم رنج و الم ہے کہ ہمین فراموش کیا فراق اُس عاشق صادق کو بہت ناگوار ہے سب سردار تائید کلام صاحبقران کر رہے ہین کہ اے شہریار حقیقت مین عمرو آپ کا عاشق صادق ہے لشکر مین کون ایسا ہے جسپر عمرو نے احسان نہین کیا ہے ہر ایک کے واسطے جان لڑائی اب بخت بد نے ہمکو یہ کیفیت دکھائی کہ ایسے شخص سے دور ہین خواجہ عمرو سے مہجور ہین اے پروردگار جلد خواجہ عمرو کو لاکر ہم سب سے ملا یہ ذکر تھا کہ لشکر کفار سے صدا نوبت نقارے کی آئی زمین تھرائی صاحبقران نے فرمایا اے جواہر جلد خبر منگاؤ کہ یہ کیا ہنگامہ ہے جواہر نے عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ تامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ تکی و ابو طاہر خونریز چارون ہرکارے مثل اربع عناصر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے

قطعہ مصنف

خدایا مرے شاہ پر دمبدم
رہے سر بسر سر پہ ظل حشم
ترقی پہ یہ جاہ و اقبال ہو
عدو مثل سبزے کے پامال ہو

شہریار گیتی ستان کی عمر دراز ہو کہ اسوقت زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ وسواس و خناس و خوش آمد بدو برآمد نے خبر دی ہے کہ فولاد فولادشکن بھانجا سلیمان عنبرین موے کوہی کا سات لاکھ فوج سے براے مدد لقا آتا ہے یہان سے تین کوس کے فاصلے پر لشکر اُسکا ٹھہرا ہے لقا نے فرامرز تاجدار فرزند نوشیروان نامدار و ملک یاقوت شاہ اپنے جبرئیل غفلت کو مع بختیارک کے براے استقبال فولاد فولادشکن روانہ کیا ہے سنتے ہین نہایت زبردست ہے بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے حضور سلیمان عنبرین موے کوہی لقا سے کہتا تھا کہ یا خداوند اب ایک پہلوان نامی آیا ہے دیکھئے گا مسلمانون پر کیا گذرتی ہے صاحبقران نے فرمایا خدائے ما بزرگ است مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است مگر اب حال سنیے بختیارک کا حسب الحکم لقا سے استقبال فولاد فولادشکن کا مع یاقوت شاہ فرامرز تاجدار با فوج بیشمار اپنے خچر پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلا وسواس ہرکارے سے پوچھتا ہوا چلا جاتا ہے

کہ تمھاری نگاہ مین یہ کیسا پہلوان ہی وسواس بلا وسواس عرض کرتا ہی جاتا ہی کہ ای شیطان درگاہ خداوند اگر آپ ہمسے پوچھتے ہین تو صاف یہ ہی کہ از باختر تا اینجا ایسا پہلوان زبردست غلام کی نگاہ سے نہین گذرا طہماس بن عنقوبیل دلیو پرور سے بھی قد و قامت مین پانچ گز زیادہ ہی بہرام فلک بھی اُسکے خوف سے لرزان ہی مریخ فلک کا اسکی صورت مہیب دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہی چلنے سے اُسکے زمین تھراتی ہی گاؤ زمین کانپ جاتی ہی دوسرا مقدمہ اور یہ بھی ہی غلام عرض کرے کہ وہ بے ننگ کہ ناموس بھی اُسکے ہمراہ ہین اس خیال سے شاید سُن چکا ہی کہ ملکہ مہر نگار و ملکہ مہر گہر تاجدار دختر نوشیروان عالیوقار محبت مین صاحبقران زمان کی نکل گئین اور شاہ سے کچھ نہو سکا یہی باعث زوال دولت و سلطنت کیانیان ہوا گنجاب کی دختر ملکہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی باغ جار ملک حران مین بدیع الزمان کو چھپا رکھا ایسی ایسی صورت مین گنجاب نے شکست کھائی ملک ہاتھ سے گیا بھاگ کے بخدمت لقا پہونچا یہی خیال سے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی بختیارک ہنستا ہوا چلا جاتا ہی اور کہتا ہی اب مسلمانونکے مقابلے مین آئے ہین جلدی شیخی کرکر ہو جائیگی بیٹی یا بہن اگر نوجوان ہوگی کسی فرزند حمزہ کو دیکھ پائیگی پیروکی آنچ سے نکل جائیگی دیکھینگے کیا کرتے ہین کیسے بہادر ہین راہ مین اسطرح ذکر ہوتے ہوے جاتے ہین وہان فولاد فولاد شکن قریب ایک کوہ کے ٹھہرا ہی چاہتا ہی کہ اترے اُسی جگہہ پر قیام کرے کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران دای اسفندیار جہان آپکی تشریف آوری کی خبر خداوند کو پہونچی جبرئیل قدرت کو واسطے استقبال کے بھیجا ہی قریب آ چکے ہین یہ سنتے ہی فولاد فولاد شکن گھمنڈ سے پھول گیا قہقہہ مارکر ہنسا معلوم ہوا رعد گرجا صدے ہیبت سے پہاڑ تھرائے بیشون مین شیرون کو بخار چڑھا آگے اپنے ساتھ والون سے کہنے لگا کیونکر قدرت خاطر نہ کرینگے کہ انکو اپنے ملک موروثی لینے کی خواہش ہی اب مجکو بھی کاہش ہی اسی سنتے ہین سب مسلمانون کو پامال کرون قدرت کو بالائے قیطول پہونچا کے خوشی خوشی جلد اپنے وطن کو پلٹ جاؤ یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا مغرور و متکبر خرامان خرامان چلا اُدھر تخت ملک یاقوت شاہ قریب صحرائے سبزہ زار کے پہونچا ہی کہ یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آنے لگی زمین تھرانے لگی طائر آشیانون سے گھبرا کر اُڑے درندون نے اپنے مسکن چھوڑ دیے ناگاہ دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شتر سوار اہتمام کرتے ہوئے نکل گئے انکے بعد سات سو علم نشان سات لاکھ فوج کے نمایان ہوئے بعد گذر جانے اُنکے دیکھا کہ ایک دیو قالب انسان مین [illegible] گینڈے پر سوار پہلو مین اژدہا پیکر گرز گاؤ سر لٹکا ہوا چالیس چھڑیان زرنگار کی اُس اژدہا کو کھینچتی ہوئی لاتی ہین مگر بسبب بار گران کے ہر مرتبہ بیلون کے گھٹنے زمین سے آشنا ہو جاتے ہین رسیون کے سڑاکے پڑ رہی ہین ٹک ٹک کی صدائین بلند ہین گردون دردمند فولاد انتہا کا مغرور نشہ شراب مین چور ابرودون پر بل پڑے ہوئے ہین یا دریائے رود نیل کی موجین ہین تنگ چشم تنگ پیشانی عوج بن عوق کا ثانی سینہ پر کینہ ملحد ویران کا در سربسر سرکش ہی سیاہ کالی کالی صورت کالی کالی چہرہ کی صورت یا خال چہرۂ شب جیتون مین قہر و غضب ساقی بیچے جام شراب کے دیتے ہین پی جاتا ہی ہاتھ مین ارنے بھینسے کی ران ہی

بجائے کباب کھاتا ہی باچھون سے خون بہتا ہی نقیب نے آواز دی شیطان درگاہ خداوندی بیٹن نگاہ بہ نخوت آنکھون کو کھولا بختیارک نے سلام کیا فولاد نے اک کمی سی اُڑادی توجہ بھی نکی بختیارک دلمین کہنے لگا لات و منات اسکی بدعت سے بچائین جلد اسکو جہنم مین پہونچائین سلام بھی لینا اس حرام زادے کو ناگوار ہی اسقدر بادہ و مے سے مست و سرشار ہی اُسوقت پکار کر آواز دی لے رستم خصال جبرئیل قدرت کا تخت قریب آپہونچا آپکے استقبال کو قدرت نے بھیجا ہی یہ سنکر بہ مشکل گینڈے سے اُترا یاقوت شاہ کو دیکھکر سر پر ہاتھ رکھا پایۂ تخت یاقوت شاہ پر ہاتھ ڈالدیا یاقوت شاہ بھی تخت سے اُترا کارگزارون نے اُسی وقت بارگاہ لاکر استادہ کردی خیمے جابجا نصب ہوئے یاقوت شاہ اُسکو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا پہلو مین اپنے تخت کے بیٹھنے کو جگہ دی سردار اُسکے تمام بارگاہ مین دنگلون پر قائم ہوئے تخت یاقوت شاہ دو و سر فرق تا بدر ایک طرف بختیارک نے فولاد کو دیکھا کہ چپ بیٹھا ہی کسی سے کلام نہین کرتا بختیارک تو ایک حرامزادہ دریدہ پیالہ پہلوان تیغزن واہ واہ فولاد فولاد شکن جبرئیل قدرت پوچھتے ہین کہ تمھارا مزاج کیسا ہے وہان خداوند مشتاق ہین قبل تمھارے آنیکے تقدیر فرماچکے ہین نہ کام مسلمانون کا خون سپرد تیغ فولاد کیا ہی مگر مسلمان بھی بلائے روزگار ہین قدرت کی تقدیر کو بیرست پلٹ دیتے ہین ایسے کلمات سنکے فولاد نے آنکھین کھولین کہ یہ کون مجھسے باتین کررہا ہی اب جو دیکھا تو ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی چہرے پر ترمردگی کی نشانی ایک سونیاں گنی کا جامہ پہنے چھاتی پر بند بندھے رفیدہ سر پہ بوڑھا بندر معلوم ہوتا ہی صورت بختیارک کی دیکھکر بےسبب ہنسا پوچھا جناب آپ کا نام کیا ہی بختیارک نے کہا نام نہ پوچھیے وہ شخص شیطان درگاہ خداوندی ہی یہی پتہ کافی ہی فولاد نے کہا نام کے بتانے مین کیا نقصان ہی بختیارک نے کہا بزرگون کے نام ایسے ہین جو بیوقوف ہین ان نامون پر ہنستے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا نہین صاحب نام پر ہنسنا کیا بختیارک نے کہا تو سنیے نام اُس شخص کا بختیارک بن بختک بن القش بن مادہ کش بن سگ سفید ہی فولاد بے اختیار ہنس پڑا گویا سیاہ گولا چھٹکا کہا اے ملک جی سگ سفید بھی آپکے بزرگون مین تھے بختیارک نے کہا اولاد نہ زندہ رہتی تھی اسوجہ سے یہ نام رکھدیا تھا فولاد نے کہا لعنت ہی آپکے بزرگون پر سوائے سگ سفید کے اور کوئی نام نہ ملتا تھا بختیارک نے کہا مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ جو بیوقوف ہین وہ ہنستے ہین فولاد نے کہا تو مجھے بیوقوف بناتا ہی پورا مسخرہ ہی یہ کہکر جانب یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے متوجہ ہوا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی کل ضرور حاضر ہوتا یاقوت شاہ نے جواب دیا کہ قدرت تمھارے بہت مشتاق ہین جلد سوار ہو فولاد فولاد شکن نے عرض کیا امیدوار ہون کہ ایک قصر عالی یا کوئی باغ مرحمت ہو کہ غلام کے ناموس کیواسطے جائے سکونت ہو یاقوت شاہ جواب دینے پایا تھا کہ بختیارک پھر ہنسا پوچھا اے پہلوان زمان وای گرساسپ جہان کیا جورو بیٹیان بھی ساتھ ہین

اسکا کیا سبب ہے نشۂ جرأت مین مدہوش ہو کیا خانہ بدوش ہو فولاد نے کہا ملک جی مین نے ایسے معاملات واہیات سنے ہین کہ جنکا زبان پر لانا مناسب نہین ہے بختیارک نے کہا وہ معاملہ مجھسے سنیے اول ہمارے شاہزادہ فرامرز صاحب فرزند دلبند شاہ ہفت اقلیم سامنے حضور کے تخت نشین ہین پہلا سانحہ انہین کے گھر سے شروع ہوا آفتاب عشق طلوع ہوا یعنی صاحبقران انکی ہمشیرہ ملکہ مہرنگار پر مائل ہوئے وہ بھی محبت مین حمزہ کی سلطنت ہفت اقلیم چھوڑ انکے گھر جا بیٹھین دوسری صاحب ملکہ مہر گہر تاجدار جوان ہوئین انکو بھی دیدار حمزہ کا اشتیاق ہوا پاس اس عرب کے جا پہونچین اوروں کا ذکر تو کیا کرون خداوند زمرد شاہ باختری جو سب کے پیدا کرنے والے ہین نور چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز جنکا شعلۂ حسن جہان سوز و دیگر ملکہ جہان افروز ایک صاحب نبیرۂ حمزۂ صاحبقران پر مائل ہوئین نور چکیدۂ قدرت دوسری تیغ ابروے بدیع الزمان گردنکش شکن کی گھائل ہوئین آخر ضبط نہوسکا راز عشق نہ چھپا کچھ باپ کی خدائی کا پاس نہ کیا فوراً نکل گئین قدرت نے بھی تامل فرمایا ایسے سنگدلون کو سنگ سیاہ بنایا ہمارے جبرئیل قدرت آپکی صاحبزادی مہر افروز شہسوار عرصۂ یکتا زی اسد بن کرب غازی جو طلسم ہوشربا کے فتح کرنے کو تشریف لے گئے ہین اُسی شیر دلیر پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئین قدرت نے ایسی تقدیر برجستہ کی کہ تینون صاحبزادیان صاحب اولاد ہوئین کیسے صف شکن تیغزن فرزند ہوئے کہ جنکی جرأت کے تمام عالم مین شہرے ہین شاہزادہ خاور سیاہ کے نور نظر پارۂ جگر قدرت کے نواسے حمزہ کے پوتے شاہزادۂ ایرج نوجوان صاحب شوکت و مالک چتر و علم و نشان انکی نہیب شمشیر سے بڑے بڑے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت انکے خوف سے دامن صحرا سے منھ چھپاتے ہین نہنگان دریائی نے چادر آب کو چہرے پر لیا ہے مریخ فلک کا بیٹا ہے قدرت کے بھی پیارے ہین اکثر قدرت پر دست انداز ہوئے انکی جرأت پر قدرت کو بھی ناز ہوئے غارت نہین کرتے دوسرے صاحبزادے بطن ملکہ گوہر ملک صلب شاہزادۂ بدیع الزمان سے گل گلزار خلیل الرحمن نور الدہر والا شان پیدا ہوئے انکو تو اسقدر قدرت پر ناز ہے کہ قلعۂ مشتری حصار پر کمر زنجیر قدرت مین ہاتھ ڈالدیا تخت خدائی سے اُٹھا لیا سات کوس تک چرخ دیتے ہوئے لیگئے ید قدرت مین ہتھکڑیان پلٹے قدرت مین بیڑیان پہنائین قدرت کے صبر و جبر کو ملاحظہ فرمائیے کہ کچھ نہ کہا قید خانے مین سر جھکائے بیٹھے رہے پھر آخر قدرت ہین جب مزاج مین آیا تقدیر کر کے رہا ہوئے پھر لڑنے لگے ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان نور نگاہ صاحبقران آپسمین ہمچشم ہین صاحب قہر و خشم ہین خداوند انکی نہیب شمشیر سے بندگان قدرت کو بچائین جنھین قدرت کی صاحبزادیون کی شیر کی تاثیر مالک سپر و شمشیر پر آپ نے بہت مناسب کیا ہے کہ ایسے ایسے حالات سنکر اپنے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہے اب یہ فرمائیے کہ آپ کی کوئی صاحبزادی یا ہمشیر شکیل و نوجوان تو نہین ہے فولاد نے غصے مین آکر ایک دھول ہلکی سی لگائی ملک جی کی پگڑی سر سے

زمین پر گر پڑی اور کہا او بیحیا خاموش یہ کیا بکتا ہی بختیارک نے رفیدہ اُٹھاکر سر پر رکھا اور کہا دھول دیجیے گا تو یہ غلام عادی ہی قدرت نے اُس شخص کو عہدہ شیطنت دیا ہی اسقدر گستاخ کیا ہی قدرت کے سامنے بھی ایسی باتین کہتا ہون جوتی پیزار کی بلا سہتا ہون اور یہ بھی واضح رہی کہ میرا حکم لگانا کبھی خلاف نہین ہوتا ہی جو مجکو دھول لگاتا ہی وہ آخر اپنے سر پہ ہاتھ رکھکر روتا ہی حضور نے کچھ میری بات کا جواب نہ دیا کوئی صاحبزادی جوان ہمراہ ہین یا نہین فولاد نے کہا ہان ایک دختر بلند اختر ہی اُسکو اسی واسطے ساتھ رکھا ہی کہ حفاظت کرون اور وہ خود صاحب شوکت ہی مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہی فن سپاہگری مین طاق ہی حسن مین شہرۂ آفاق ہی کیا مجال اُسپر کوئی نگاہ بد ڈالے وہ خود شیر کی آنکھین نکال لے اور علاوہ اسکے ای ملک جی جو مقدمات کہ آپ بیان کر گئے اگر میری کنیز ہو بھی ایسا معرکہ گذرتا دریاے خون بہا دیتا گھسکر طالب مطلوب کے سر کاٹ لاتا نوشیروان بادشاہ ہفت کشور تھے بموجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند اور خداوند جو مناسب جانتے ہین وہ تقدیر کرتے ہین ہمین کیا دخل ہی لیکن اب بھی اگر قدرت ارشاد فرمائین تو گیتی افروز اور مہر افروز و جہان افروز کو محلات حمزہ سے ابھی چوٹی پکڑکر گھسیٹ لاؤن اُنکے جاننے والون کو خاک مین ملاؤن بلکہ بروقت ملازمت قدرت سے اسی بات کو عرض کرونگا کہ مجکو حکم ہو کہ دختران قدرت کو جاکر قتل کرون یا لے آؤن بختیارک نے جواب دیا ذرا میان فولاد صاحب ہوش مین آؤ زیادہ نہ بلاؤ مسلمانون کا خداے نادیدہ بقول اُنکے حاضر و ناظر ہے دلون کے حال سے ماہر ہی مسلمان کہتے ہین کہ ہمارے خدا کو غرور کسی کا پسند نہین آتا اپنے خدا کی صفت مین کہتے ہین **بیت** مراو را رسد کبریا و منی ؛ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی ؛ اور یہ قدرت کو بھی غرور کسی کا نہین پسند ہی آپنے اسوقت غرور کیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی علاوہ اسکے ایک اور بڑا غضب ہے کہ شاہزادیان حسین و جمیل ہین مرد اُنکے آپ ایسے الو کے پٹھے قد و قامت ساکھو کے ٹھے بدصورت کالے دنیا سے نرالے ہین فرزند حمزہ حسین و ماہوش طرحدار صف شکن تیغ زن سروقد خورشید خد صاحب فصاحت حسن مین ملاحت گفتگو مین بے نظیر خوش مزاج صاحب توقیر ہمارے ایسے جوانون کو جب شاہزادیان دیکھین تو کیون نہ فریفتہ ہو جائین فولاد ان باتون پر بہت بگڑا خنجر پر ہاتھ ڈالا بختیارک گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا کہ مین تو آپ کا غلام بلکہ غلام الغلام غلام کا غلام ہون مجھ پر غصہ بیکار ہی نمک صحبت ہون روتے کو ہنساتا ہون جو بات ہونے کو ہوتی ہی وہ سناتا ہون یاقوت شاہ نے فولاد کو منع کیا کہ جانے دو اُسکی بات کا خیال نہ کرو یہ درگاہ قدرت کا شیطان ہی دیکھو ابھی ہمکو کیا کیا کہتا ہی ابھی تمھارے سامنے کہہ چکا ہی اسکا یہی شیوہ ہی یہ کہکر ضیغم خون آشام کو حکم دیا کہ یہان سے قریب باغ ہی سلیمان عنبرین موے کوہی کا پُر فضا خوش ہوا رفیع وسیع جلد اسکو جاکر خالی کراؤ آپ کے

ناموس کو بعزت و حرمت محافون سے اُتروائو بیبیان محافون مین گھٹی جاتی ہونگی گھبراتی ہونگی ضیغم یہ حکم سنکر فوراً اُٹھا بعد تھوڑے عرصے کے واپس آیا عرض کی سب سامان تیار ہی فولاد خود تیغہ پکڑکر اُٹھا مع فوج اور مع محافون قریب باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے آیا قناتین اپنے سامنے گڑوائین جا بجا سوار اور پیدلون کی چوکیان بٹھائین جبتک ناموس اُترے تیغہ پکڑے خود کھڑا ٹہلا کیا فوج کو گرد باغ کے اُتارا حکم دیا خبردار غیر عورت بھی نہ آنے پائے بختیارک یہ انتظام دیکھ دیکھکر مسکراتا ہی یاقوت شاہ سے کہتا ہی کہ اس شخص پر دیکھ لیجیے گا ضرور فساد پڑیگی صاحبزادی جوان ہین کسی فرزند حمزہ سے ضرور اُسکی آنکھ لڑیگی یاقوت شاہ کہتا ہی کہ ابے چپ رہ فولاد بڑا بدمزاج ہی کہین تلوار کا ہاتھہ نہ مارے اسوقت بچہ تمکو بچا لیا نہین وہ ایک خنجر مارتا تمھارا بھنڈارا کھل جاتا بختیارک نے کہا ہتو نیچ مجکو مارا ہی ایسے ایسون کو نگاہ مین کھا جاتا ہون گمراہون کو سیدھا راستہ جہنم کا بتاتا ہون یہ بھی دو چار روز کے مہمان ہین بہت بلبلاتے ہین نادان ہین اس اثنا مین فولاد انتظام کرکے آیا بہرے ملاقات تو یاقوت شاہ اسکو لیچلا بعد قطع راہ فولاد فولاد شکن طرف لشکر سلیمان عنبرین موے کوہی کے گذرا دیکھا لشکر بے انتہا اُترا ہوا ہے دیکھتا بھالتا بارگاہ زمرد شاہ باختری پہونچا پردہ اُٹھا اندر آیا دیکھا لقا کو کہ پچاسی ارنج کا قد و قامت سر مثل گنبد قصر کہنہ ہاتھہ پائون بڑے بڑے گویا نخل کلان کے ٹھنے سیاہرو بدخو تیرہ درون آنکھین گرداب جیحون نشے مین بدمست وہ خود پرست بصد نخوت تخت تکبت پر بیٹھا ہی ہر چند کہ فولاد فولاد شکن خود کریہ منظر ہی مگر صورت نحس لقا دیکھکے تھرا گیا پسینہ آگیا واسطے سجدے کے جُھکا لقا نے آواز دی اے بندۂ خاص من سر از سجدہ بردار کہ لعنت مدام بر تو نصیب کردم فولاد نے سر سجدے سے اُٹھایا قریب تخت لقا دنگل بیٹھنے کو ملا ساقی نیچے حاضر ہوئے دور جام چلنے لگا جب فولاد کو نشہ ہوا تو بختیارک کی باتین یاد آئین لقا سے ہاتھ باندھکر پوچھا کیون خداوند نور چکیدگان قدرت ہمراہ فرزندان حمزہ نکل گئین قدرت نے تامل فرمایا ابھی غلام کو حکم ہو کہ مین جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کرون صاحبزادیون کو محافے مین سوار کرکے لے آؤن دیکھون تو کون مجکو روکتا ہی آپکے ہزبر صحراے جرأت کو کون ٹوکتا ہی یہ سنکر لقا قہقہہ مارکر ہنسا کہا اے بندۂ خاص الخاص و اے طاعت گزار با اخلاص انتظام کارخانۂ قدرت ذات خاص قدرت ہی پر موقوف ہی دخل دینے والا اسرار سے بے وقوف ہی تم ان باتون مین دخل نہ دو ورنہ تمکو قدرت سنگ سیاہ کردیگی فولاد یہ سنکر خاموش ہوا اور سلیمان عنبرین موے کوہی نے بھی اشارہ کیا کہ ای فرزند چپ رہو کچھ نہ کہو مشیت قدرت مین ہمکو کیا دخل ہی فولاد نے سلیمان سے کہا مامونجان اب آپ قدرت سے میری شفارش کیجیے میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجیے سلیمان نے کہا کہ قدرت پہلے ہی فرما چکے ہین ایک ہفتہ جبرئیل قدرت و خالوے قدرت و ضیغم خون آشام و سرداران خداوند تمھاری دعوت کرینگے بعد گذرنے ہفتے کے جنگ کا سامان ہوگا ہم خوب جانتے ہین

کہ تمہارے خوف سے لشکر حمزہ لرزان و ترسان ہوگا کون تمہارے مقابلے مین آئیگا حال جرأت و شوکت سبکا کھل جائیگا یہ کہکر سلیمان عنبرین موے کوہی نے ہاتھ فولاد فولاد شکن کا تھام لیا دربار سے اُٹھاکر اپنے عیش خانے مین لایا سامان دعوت کا حکم دیا انکو تو دعوت کھانے مین مصروف رکھیے

اب دو کلمے لشکر صاحبقران جانا ایرج کا واسطے شکار کے اور عاشق ہونا اوپر دختر فولاد فولاد شکن موسوم بہ ملکہ سیمین غدار صنوبر قد اور لے آنا اپنی بارگاہ مین ملکہ مذکور کو اُسی شکارگاہ مین اور خبر ہونا فولاد کو اور جاکر زخمی کرنا ایرج نوجوان کو اور لے آنا اپنی دختر کو باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اور فرداً فرداً جانا فرزندان صاحبقران کا اور ذکر جنگ مغلوبہ بیان کیے جاتے ہین اشعار آبدار

کہان ہے تو اے عشق کا شعلۂ سوز	کہان ہے تو اے شمع پروانہ سوز	جلا دینے مین تو وہ بیباک ہے
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہے	جو اے عشق دریا سے ہو تجکو لاگ	نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو	لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو	جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین	کسی کو کوئی شی دکھاتا ہے تو	اُسے اُسکا شیدا بناتا ہے تو
تجھے ہمنے اے عشق دیکھا وہ برق	کیا تجرآنت مین عاشق کو غرق	

مشاطگان عرائس سخنوری وجلہ پردازان شاہدان مضامین گستری کلک جواہر سلک سے بدعت عشق خانہ خراب عاشقان دیر بازنگ و ناموس معشوقان یون تحریر فرماتے ہین کہ یہان صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرماتے کہ ہرکارے حاضر ہوئے اور اسلام و دعا وثناے بادشاہی بجا لائے قطعہ

وہی فریدون ہمت درستم دل جمشید فر	بادشاہا بارگاہت چون فلک پرنور باد	داد عدلت در سرای آخرت معمور باد
	تیغ تو بر فرق دشمن ناصر منصور باد	آفتاب دولت واقبال شہنشاہ گیتی ستان

کا ہمیشہ تابان و درخشان رہے فولاد فولاد شکن بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا بڑے عظم و شان سے داخل بارگاہ لقا ہوا ہے کبر و غرور اُسکا لائق گذارش نہین ہے نہایت بدزبان بدآئین ہے اُسنے قصد کیا تھا کہ طبل جنگی بجوائے سلیمان عنبرین موے کوہی مانع ہوا واسطے دعوت کے براے عرصہ یکہفتہ اپنے قصر مین لے گیا ظاہر معلوم ہوا کہ ایک ہفتے تک طبل جنگی نہ بجے گا صاحبقران زمان نے فرمایا اے داراے ہند اس عرصے مین وردیان وغیرہ واسطے اہالیان لشکر کے تیار کرو دربار بھی وقتاً فوقتاً ہوگا اسوقت سب فرزندان نامی و پہلوانان گرامی بارگاہ مین موجود ہین سمت دست چپ نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان دنگل نیلم نگار پر جلوہ فرما ہین قریب اُنکے نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صیاد غوجان دریا باری و سام بن غوجان دریا باری و معاد عاد رشک دراز گردن حاضر ہین سب نے دست بستہ عرض کی اے شہریار بعد مدت مدید و عہد بعید ایک ہفتے کی

مہلت ملی ہو سنتے ہین کہ پہلوے کوہ عقیق مین شکار متعدد ہو واسطے شکار کے امیر سے اجازت لیجیے ایرج حسب فرمائش سرداران سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران نے فرمایا کیون اے فرزند کیا چاہتے ہو عرض کی حکم ہو تو اندر اس ہفتے کے غلام شکار کے لیے جائے امیر نے فرمایا کہ بابا یہ ملک پر آشوب ہے تمھارے نام کے سب دشمن ہین کوہی جابجا رہزن ہین شکار کو جانا بہتر نہین دست راست مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان جلوہ فرما ہین یہ جو ہو کہ دیکھا الندھور بن سعدان سے کہا چھوٹے دادا جان حقیقت مین جد عالی تبار بجا فرماتے ہین کیونکہ بھائی ایرج کو واسطے شکار کے جانے دین صحرا مین سو طرح کی خرابیان ہین سو طرح کی آفتین ہین اکثر شیر ببر چیتے نکل آتے ہین آزار پہونچاتے ہین شکار کو جانے والے گھبرا جاتے ہین چاہیے کہ شکار کے واسطے دیکھ بھال کے جائیے اپنی حقیقت کو سمجھیے یہ کلمات طعن آمیز ایرج نوجوان کو بہت ناگوار ہوئے بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ شیران بیشۂ جرأت شیر دشتی کو سگ صحرائی سمجھتے ہین یہ کہکر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ غلام کو اجازت شکار ملے تا غنچۂ آرزو کھلے انشاء اللہ بعد ایک شب کے صبح ضرور آستان بوسی کو حاضر ہونگا زیادہ دیر نہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا اے فرزند ارجمند جسوقت سے تمنے نام شکار کا لیا ہے تو دل پر تیر الم پڑا ہی خطا کاران تیرہ بخت کا خیال آتا ہی شاید چھپ کر گوشۂ صحرا مین ٹھہرین اور قابو پاکر کچھ فکر نکرین لہذا اگر قصد مصمم ہے تو آج ہی دن کو چلے آنا شام کا خاصہ ہمارے ساتھ کھانا ایرج نوجوان نے عرض کیا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا قاسم بھی کھڑے ہوگئے فرط محبت پر صاحبقران کی خوش ہوئے ایرج سے فرمایا اجازت ملی تسلیم کرو تم روح روان لشکر اسلام ہو تمھاری رنجیدگی کے سبب سے مین مانع نہین ہوتا میرے بھی قلب کا عجب حال ہے خود بخود ہجوم غم و ملال ہے ایرج نے عرض کیا کہ آج تو غلام ضرور جائیگا شام تک ضرور واپس آئیگا آپ صاحبون کی باتین سنتے ہین شیر ببر چیتے کا ہمکو ڈر ہے قاسم نے کہا اے نور نظر ایسی بات تو فقط تمپر کون گمان کریگا شیر صحرائی تمھارے سامنے سے بھاگ نکلیگا ایرج نے عرض کیا کہ حضور رتبہ بڑھاتے ہین آبرو دیتے ہین حضور نے کیا کیا کام کیے کیسے کیسے نام کیے ملک شمالیہ باختر کتنا بڑا ملک ہے دربار صیف الملک مین جانا برق شمشیر چمکانا آپ ہی کا دل تھا یہ مرتبہ کسکو حاصل تھا انشاء اللہ ذرا جنگ سلیمان عنبرین موی کوہی سے مہلت ہو ذنگل زرین رستم کے بھی لینے کی تدبیر کیجائیگی اب تامل ہوگا قاسم نے کہا بیٹا یہ تمھارا مال ہے کیا کسی کی مجال ہے جو تمسے آنکھ ملائے یا ذنگل رستم کا نام کسی کی زبان پر آئے خون کے دریا بہ جائین بڑے لوگ بھاگتے نظر آئین باپ بیٹون مین یہ چپکے چپکے باتین ہوئین جرأت کی گھاتین ہوئین دست راستی اپنے مقام پر ہنسا کیے نورالدہر موچھون پر تاؤ پھیرا کیے عرض ایرج نوجوان صاحبقران سے اجازت لیکر بیرون بارگاہ سلیمانی آئے شاپور شیر دل عیار کو بلا کر حکم دیا کہ سامان شکار تیار ہو اسی وقت فوراً پہلے قراول میر شکار یوز باش حاضر ہوئے جانوران شکاری مثل باز بحری جرہ ترمتی کوہی بہیلا لگڑ جھگڑ چرخ [illegible]

چڑھے ہوئے وہ باز بلند پرواز کہ طائر خیال کو شکار کرین مرغ عنقا کو بصد جستجو لائین چیتون کی چار پایان مگس تالکی شیر شکار چیتے چالاک پیارے

نظم

وہ کتونکی تھین جوڑیان لاجواب ۔ دل شیر ہو جنکی دہشت سے آب
جو شیرون کو وہ دشت مین گھیر لین ۔ یہ بزدل نہین وہ کہ منھ پھیر لین

الغرض جب یہ سامان شکار مہیا ہو چکا شاہزادہ پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوا سمت صحرا عازم شکار ہوا صحرا مین آکر بیٹے قراولون کو حکم دیا کہ شکار کی جستجو کرو انھون نے فوراً جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوا اڑے یہان سے بازدارون نے باز چھوڑے باز بلند پرواز نے جاکر تیہو کو گھیرا پرون سے طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا ایرج نے گھوڑا بڑھایا تماشا دیکھتا ہوا چلا باز نے تیہو کو زمین پر گرایا پنجہ فولادی اپنا اُسکے سینے پر رکھا چاہا سینہ اُسکا چیر ڈالے ایرج گھوڑے سے خوشی خوشی کود پڑے چمکار کر باز کو ہاتھ پر لیا اُس جانور کا قرولی سے سینہ چاک کیا جگر نکالکر باز کو دیا اُسنے نیچے مین دبایا نوچ نوچ کر کھانے لگا اسی طرح جرہ وغیرہ چھوٹے اپنے اپنے شکار کر کے اُترے طائران ہوا سے ارابے بھر لیے کسی قدر دن چڑھا تھا نیر اعظم بلند ہو چکا تھا ایرج نوجوان نے ایک مقام پر گھوڑا روکا فرمانا صاحبقران کا یاد آیا شاپور شیر دل سے فرمایا اے برادر ہمارے جد عالی تبار انتظار مین ہونگے ہم چاہتے ہین دوپہر سے قبل واپس ہون مگر مقام تعجب ہے کہ اسوقت تک کوئی آہو اس صحرا مین نہ دیکھا کہ اُسکے شکار سے لطف حاصل ہوتا شاپور نے عرض کیا کہ قبل ارشاد غلام نے ہرکارے روانہ کیے ہین خبر آیا چاہتی ہے ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ایک گنوار سامنے سے دوڑا ہوا آیا عرض کی گسینان یہان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانو کا نہایت سرسبز و شاداب ہے وہان شکار نایاب ہے کئی سو آہو اُس کھیت مین چرتے ہین جلد چلیے شکار کیجیے ایرج نوجوان نے کرہ بن اشقر کو بڑھایا سردار مرکب چمکا چمکا کر ہمراہ رکاب ہوے شکار آہو کا ذکر سنکر دل بیتاب ہوے آکر دور سے دیکھا حقیقت مین گرد صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ایک سمت دھانون کا کھیت اُسمین پچیس تیس ہرن مثل طاؤسان خرامان بیچ مین ایک آہوے کلان سنگوٹیان مثل محبوبان آنکھین بڑی بڑی

شعر

یہی اشارہ ہے اُن کالی کالی آنکھون کا ؎ شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین ؎

از پشت تا بہ دم ایک لکیر سفید شاید اسمین بھی کچھ بھید اُسکو کہکشان فلک کہیے یا جادہ راہ عاشقان چشم محبوب نہایت حسین و مرغوب بیچ مین مادہ ہاے آہوان کے وہ خوشخو مستی کر رہا ہے اپنے معشوقون سے دم محبت کا بھر رہا ہے ایرج نوجوان نے فرمایا اور سب آہوون کے شکار کا سب صاحبون کو اختیار ہے لیکن یہ نر آہو بصد آرزو ہم شکار کرینگے یہ فرما کر چہار جانب سے اُس کھیت کو گھیرا نیزون کے لٹو بغلون مین دبالیے سنان ہاے نیزہ کو بڑھا دیا اب گھوڑون کو مہمیز کیا اُن آہوان صحرا نے جو صیادون کو کمین مین دیکھا کنوتیان بدلین چوکڑیان بھرین جست وخیز کر کے بھاگے ایکدم مین ہوا ہو گئے سردارون نے بھی اُنکے تعاقب مین گھوڑے ڈال دیے مگر وہ

آہوے کلان ایرج نوجوان سے آنکھ ملاکر جست جو کرتا ہے مرکب راکب کو فراکر یون نکل گیا کہ جیسے باد تند کا جھونکا اُسکے کُھر خود سے شاہزادے کے مس ہوئے ایرج نوجوان کو نہایت غصہ آیا کہ اُس آہوے وحشی نے مجھی کو گنہگار بنایا اگر اور کسی سردار کی جانب سے چوکڑی بھرتا مین اُسکو متہم کرتا اب یہ زندہ نہ بچے فوراً گھوڑے کو پھیرا کُرہ بن اشقر ہے وہ بھی طرارہ بھر کے چلا

نظم

بیان اسپ سبک رو کی کیا ہو تیز روی نہ پہونچے گرد کو جسکی ہوا کے گھوڑون کی اک
خود اپنے سائے سے کرتا ہے رم غزال کی طرح کہین نگاہ سے بھی چشم شوخ کی چالاک
غرض سمند کے کادون کا ہے عجیب انداز کہ جنکو دیکھکے ہے دنگ گردش افلاک

آگے آگے آہو جان بچائے ہوئے چوکڑیان بھرتا ہوا جاتا ہے مرکب بھی ایرج نوجوان کا تعاقب آہو کا نہین چھوڑتا ہے کبھی پیٹھ آہو کا اور تھوتھنی مرکب کی مل جاتی ہے ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نیزہ اسکی پشت پر رکھدون اسی مقام پر شکار کرون لیکن وہ طرارہ بھر کے نکل جاتا ہے شاہزادے کو اور زیادہ غصہ آتا ہے اور سب بہلیے وغیرہ پیچھے رہ گئے مگر شاپور شیر دل دور سے دیکھتا چلا آتا ہے کہ شاہزادے کا مرکب جاتا ہے چشم زدن مین مرکب شاہزادے کا آنکھون سے شاپور کے مخفی ہوا صرف گرد کو دیکھتا ہوا جاتا ہے مگر شہزادہ ایرج نوجوان بعد کر و فر و شوکت و شان تین کوس تک تعاقب مین آہو کے آیا ایک جھیل پر آکر آہو چوکڑی بھولا ذرا رُکا تھا کہ شاہزادے نے قربان کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی نکالا ایک جھپکتے جھپکتے بھر کمان مین پیوست کیا ادھر سیسر کمان کا کڑکا تیر پہلو کو آہو کے توڑ کر باہر نکلا آہو لنجھیا کر گرا ایرج نوجوان پسینے پسینے ہو گیا تھا مرکب بھی ہانپ رہا تھا ایرج نوجوان ٹہلنے لگا بند قبا کے کھولے ہوئے خود زرین کج اس شان سے زیر نخل ٹہل رہا ہے کہ صحرا سے بوندلا گرد کا اُڑا نگاہ اُٹھاکے دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا چلا آتا ہے مگر پٹھے پر تیر لگا ہوا ہے عقل سے دریافت ہوتا ہے کہ تیر اوچھا پڑا سامنے سے کسی شکاری کے بھاگ نکلا ہے ناگاہ سامنے سے ایرج نوجوان کے گذرا شاہزادے نے اُٹھاکر کمان تیر اُسکو بھی لگایا آہو گر پڑا ایرج نوجوان نے اُسکو بھی خوشی سے ذبح کیا تیر پٹھے سے نکالا دیکھا عجب پیکان آبدار ہے دل کو بھاتا ہے مثل تیر مژگان محبوب دل کو برماتا ہے نگینے جواہر اعلیٰ کے پیکان پر نصب ہین نام بھی کسی کا کندہ ہے رومال سے خون کو پاک کیا قصد کیا نام پڑھون ترکش سینے مین چھپالون یکایک کڑاکے کی سُم مرکب کے صدا بلند ہوئی سر اُٹھاکر دیکھا ایک نقاب دار بادل پوش بصد جوش و خروش برچھا ترچھا کنوتی پر مرکب کی گھوڑے کو اُڑائے ہوئے مگر چوکنا چہار جانب دیکھتا ہوا جیسے کوئی کسی کی تلاش مین ہوتا ہے نقابدار نے نگاہ اُٹھاکر اس جانب دیکھا تیر اپنا ہاتھ مین اُس شہریار کے پایا آہو اپنا پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا کہا او شخص تو نے کچھ پاس دولت کا خوف نہ کیا ہمارے شکار پر ہاتھ ڈالدیا

ایرج نوجوان نے مسکرا کے جواب دیا آپ اسقدر غصہ کیون کرتے ہین تشریف لائیے اپنا آہو اٹھا لیجئے نقابدار غصے مین کانپنے لگا کہا کیا مین پارچہ گوشت کا محتاج ہون صاحب تخت و تاج ہون میرا مزہ کھو دیا پہر بھر سے مین اسکے تعاقب مین تھا اتفاق سے تیرا وچھا پڑا تو نے کیون شکار کر لیا ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ اب تو تیر یار لخطا ہوئی کچھ سزا دیجیے پس اب بہتر ہے کہ اپنی راہ لیجیے یہ کلمہ سنکر نقابدار مثل شعلۂ جوالہ غصے سے کانپنے لگا نیمچہ بیمثال کمر سے کھینچا پیترہ بدل کے ایرج نوجوان پر ہاتھ لگایا ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر بفنون سپہ گری جھکی دی تلوار اپٹ پڑی ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالا یا ذرا جو فشردہ کیا نیمچہ ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا شہزادۂ ایرج نے دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈالا ہاتھ شکم پر پہونچا گرمی جسم کی نرمی ہاتھ کو پائی گئی مگر ایرج نوجوان کو غصہ از حد تھا کچھ خیال نہ کیا نعرۂ تکبیر بلند کر کے اٹھایا کہ جو پڑا بند نقاب ٹوٹ گیا معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا زمین پر روشنی ہوئی ہالہ پڑ گیا شعر اٹھا اسکے چہرے سے جسدم نقاب ؛ گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب ؛ ایرج نے گھبرا کر سر اٹھا کر دیکھا دل مین خیال آیا کہ کیا یہ شجر نخل وادی ایمن ہے زمین مثل طور روشن ہے نگاہ جو چہرے پر پڑی دیکھا ایک حور مثال پری تمثال خورشید جمال عارض انور رشک قمر چشم جادو خال ہندو ہرچند چہرۂ بینظیر پر خال خال ہین اگر چھینٹے ہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین

سراپا

موے خوشرنگ پیچ کھاتے تھے
لال ڈورے کھنچے کھنچے نقشا
طاق ابرو کا مرتبہ ہے سوا
زخم جنکے کبھی نہون ظاہر
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین
رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
رنگ گل گر مقابلے کو آئے
زرد ہو جائے جسکو دیکھکے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار
صاف و شفاف مثل سینۂ حور
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے
درد سر ہو جو موشگافی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا
بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر
سانپ جسطرح غصے مین ہو موے
قاتل خلق و کافر پُرفن
جنکی مشتاق ہووے خلق خدا
یہ بھی کہتے ہین بعض نکتہ بین
یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
مہ کامل جو انسے لڑ جائے
ہے یقین وہ بھی اپنے منہ کی کھائے
دہن تنگ حقۂ گوہر
پتلی پتلی رگون کا جس سے ابھار
ابھری ابھری وہ چھاتیان اُسپر
تو لگاتے وہ اپنے سینے سے
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا
آئینے مین شکم کے بال آیا
ابر ہو جسطرح سے گرد قمر
چشم مستانہ وار حد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن
ایسے خنجر تھے ابروے کافر
ہین یہ دونون ہلال چرخ بریں
گورے گورے وہ عارض پرنور
صاف منہ پر طمانچہ پڑ جائے
پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال
یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر
لوح سیمین وہ سینۂ پرنور
قبۂ نور جسکو سمجھے بشر
وصف موے کمر ہے حد سے فزون
تار خط شعاع مہر کہا
ساق پا مین تو نور کا ہے ظہور

یا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور
پا لجائے مین یون ہین جلوہ فگن
شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال منہدی سے دونون تھے کف پا
ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا
قد کی تعریف مین ہے حیرانی
کلک قدرت کہون کہ سرو سہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

اس حسن دلفریب پر جو نگاہ ایرج نوجوان کی پڑی کمان خانۂ ابرو مین تیر دلدوز مژگان آمادۂ خونریزی عاشقان سینے پر ایرج کے پڑے تا بہ سوفار غرق ہوئے ایرج نوجوان کا جسم تھرانے لگا رعب حسن و جمال سے غش آنے لگا ہر چند چاہا ضبط کرون پنجۂ آرزو سے اپنے قاتل کو نہ چھوڑون لیکن نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹ گیا یارائے ضبط نہ رہا اتنا صرف منھ سے نکلا بیت مرا کشتی و تکبیر گفتی ٭ عجب سنگین دلی اللہ اکبر ٭ اس جوش و خروش سے صرف اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بخت سیہ کا سامنا ہوا تڑپکر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا یہ عاشق کش ہاتھ سے ایرج نوجوان کے چھوٹ کر زمین پر گری یا خداوند لقا کہکر سنبھلی نگاہ جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر دل سلاح جنگی سے آراستہ جوان نوخاستہ فرد شوکت چہرے سے ہویدا آثار جلالت ناصیہ سے پیدا چہرہ آفتاب عالمتاب دونون عارض پھول سے زلفون مین پیچ و تاب پریشانی ظاہر فن جرأت سے ماہر اس محبوب یکتا کے بھی منھ سے بے اختیار آہ نکل گئی قصد ہوا سر اٹھا کر زانو پر رکھون حیا مانع ہوئی نقیب غدر نے آواز دور باش دی آنکھون نے چشمک کی ٹھہر گئی کبھی ہٹتی تھی کبھی قریب آتی تھی گھبراتی تھی دلمین کہتی تھی کیونکر اسکو ہوش مین لاؤن اپنا حال دل سناؤن اسی خیال پر ملال مین مثل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان عشق کی نیرنگیان آشفتہ سر افشان زبان پر طپش قلب سے کہتی ہے الامان الامان آخر ضبط نہو سکا اسی فرش خاک پر بیٹھ گئی اچھی طرح نگاہ غور سے صورت دیکھی اور زیادہ تڑپی جھٹ کی سر زمین سے اٹھایا ہے اس ارادے پر کہ زانون پر رکھون اس بیمار چشم کی مسیحائی کرون کہ سامنے سے بگولا گرد کا اُڑا دیکھا دور سے ایک عیار طرار خنجر گذار جھپٹا ہوا اسی جانب آتا ہے حقیقت مین شاپور شیر دل تعاقب مین اپنے آقا کے جستجو کنان مثل باد صرصر پھر رہا ہے اُسوقت یہ نازنین گھبرا گئی نقاب چہرہ پر آراستہ کی تعجیل گھوڑے پر سوار ہوئی ایک جانب چلی مگر پھر پھر کے دیکھتی ہوئی گھوڑا اُڑا کے نکل گئی اس لو گرفتار کا ذکر دقت پر کیا جائیگا مگر شاپور شیر دل نے دور سے مرکب اپنے آقا کا دیکھا کہ کوتل چرا مین مصروف ہے کلیجہ غم سے پھٹ گیا دل سے کہنے لگا خداوندا یہ کیا ہوا میرے شہریار پر یہ کیا معرکہ گذرا مثل ہوا کے دوڑا ہوا آیا اب جو قریب پہونچا دیکھا ایرج نوجوان دھوپ مین ریتی پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہے ہائے آقا کہکر زمین پر گر پڑا اور پھر اٹھکر چھاگل مین پانی لایا منھ پر چھینٹا دیا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی شاپور شیر دل نے گھبرا کر پوچھا اے شہریار خیر تو ہے ایرج نوجوان نے جواب دیا

نظم

نہ پائی زخم کی لذت ہوس دلمین رہی دل کی
پڑی میرے بدن پر بنکے بجلی تیغ قاتل کی

کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رک رک کر
صراحی تھی سر وہی بہر حلق خشک قاتل کی
چھری پھرتی ہے ذوق قتل میں مانع ہے کیوں شارع
غضب ہوگی مرے حق میں عدالت شاہ عادل کی
کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی
کبھی تو کام آئیگی اندھیری خانۂ دل کی
شب مرقد شب فرقت میں دن روز قیامت ہے
ہر اک ساعت ہے آفت کی گھڑی ہر ایک مشکل کی

کہاں شوق ہے دیدار یار تھوڑا ہے
عروج و وقفۂ جوش بہار تھوڑا ہے
شب وصال بہت کم ہے پوچھتے کیا ہو
مری نظر میں بھی دلکا قرار تھوڑا ہے

دیگر

زیادہ صبر سے اور اختیار تھوڑا ہے
ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھوں کو
کہ میرے سینے میں دم اے نگار تھوڑا ہے
سحر کو غنچہ کھلا دو پہر ڈھلے سوکھا
بہت یہ کہتے تھے دل میں غبار تھوڑا ہے
نگاہ کم سے جو دیکھا ہے یار سرکش نے

شاپور حیران ہوا کہ میں نے کیا پوچھا یہ کیا ارشاد ہوا میں کچھ نہ سمجھا دوبارہ پوچھا کیوں اے شہریار کیا کسی دشمن سے مقابلہ ہوا دشمنون سے کیا کوئی زخم آگیا جب میں یہاں آیا تھا تو حضور بیہوش پڑے ہوئے تھے ظاہر میں تو کوئی زخم نہیں معلوم ہوتا ہے ایرج تو جوان ایسا مبہوت ہے کہ شاپور شیر دل کو کچھ جواب نہ دیا اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی آپ ہی آپ پکار اٹھا اشعار

کچھ تمنائیں جو تھیں دل سے نکلنے کے لیے
اشک حسرت وہ نہیں آنکھ سے ڈھلنے کے لیے
شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے
دل میں آ بیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے
رہے جلوہ گہ یار جو تو ہوائے شوق
ابھی موجود ہوں آنکھیں مری جلنے کے لیے
شکوہ ہے برق تجلی سے کہ او نا انصاف
ہم ہوں مخصوص دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے
نازکی دیکھوں بٹھا لیتی ہے کیونکر تمکو
دے تو دو ہاتھ میں ہاتھ اٹھکے سنبھلنے کے لیے
پاس آ بیٹھے تھے یا کھینچنے لگے مجھسے وہ دور
اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے
ہم ازل ہی میں پکارے جو ملا بخت سیاہ
یہ بلا آئی ہے سر پر سے نہ ٹلنے کے لیے
دل میں آتا ہے جگر سے تو جگر میں دل سے
درد اٹھتا ہے ذرا آج ٹہلنے کے لیے
کر چکی منتظری یار کی گو کام تمام
جان باقی ہے کچھ آنکھوں سے نکلنے کے لیے
دست دلبر مرے سینے سے رہیں کیا میں دور
دل تو موجود ہے وہ ہاتھ [illegible] اچھلنے کے لیے
داغ کہتا ہے چراغ شب فرقت سے مرا
ٹھنڈے ہو لیے کہ [illegible] لو میں [illegible] کے لیے
کس فسون ساز سے جا کے لڑا اپنی آنکھیں
سیکھنے جادو ہیں وہ سب ساتھ ہیں چلنے کے لیے
دل پامال کو جس پا تمھے ہم تھامے ہیں
کبھی اٹھتا ہے تو اُن تلووں سے ملنے کے لیے
اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہیں ساتھ
دھوپ میں کوچۂ محبوب میں جلنے کے لیے

بن پڑے اُسکی دم نزع جو تم آنکلو + موت سے بگڑی ہو جس دم کے نکلنے کے لیے
پیار سے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہین اُس سے گردیدہ ہون تقدیر بدلنے کے لیے

شاپور بدحواس پریشان ہوکر قدمون سے لپٹ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ آقا برائے خدا ہوش مین آیئے کچھ حال دل فرمایئے یہ کیا معرکہ ہے دشمنون کو جنون ہوا ہے ایک ایک کلمہ تیر دلدوز ہے غلام کو سننے کی طاقت نہین باقی ہے مین اپنے کو ہلاک کر ڈالونگا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا کونسا امر ایسا ہے کہ جس سے غلام سے پردہ ہے مین قدیم تابعدار ہون عاشق زار ہون ایکساتھ پیدا ہوئے کیا حضور کی کہین طبیعت مائل ہوئی اگرچہ راز ہو تو بھی غلام سے فرمایئے جیسے کہ فنون عیاری مین قبلہ و کعبہ نے تعلیم فرمایا ہے عیاری مین کسی صاحب نے یہ کمال نہین پایا ہے اگر معشوق حضور کا آسمان پر ہوگا مین ابھی اپنے کو مثل دعا پہونچاؤنگا اگر تحت ثری مین ہوگا تو مثل قطرہ آب جذب ہو جاؤنگا مگر آپکے معشوق کو آپ سے لا ملاؤنگا یا کوئی مقدمہ جانبازی و سرفروشی ہو ابھی جرأت اپنی دکھاؤن قدمون کے تصدق ہو جائین جب اسطرح محبت و شفقت **شاپور** شیردل پیش آیا مژدۂ وصل محبوب بھی سنایا **ایرج** نوجوان نے آنکھ کھولی کہا اے یار وفادار مونس و غمگسار کیا حال بتاؤن واسطے شکار کے آیا خود شکار ہوا تیر عشق کلیجے کے پار ہوا ابھی ایک غارتگر دین و ایمان کا سامنا ہوا متاع صبر و قرار لوٹ لے گیا بخت رسا کی نارسائی ہوئی سلطان عشق کی اقلیم دل پر چڑھائی ہوئی اگر جانتا کہ ایسا قتال عالم ہے جب اُسنے سینے کا ہاتھ لگایا تھا مین نہ روکتا سر جھکا دیتا عرض کرتا

مطلع ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا ۔ سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہمسے اپنی گردن کا ۔

کیا کہون خطاوار ہون مجبور و ناچار ہون ایک جلوۂ نور عارض انور سے مثل حضرت موسی بیہوش ہوا وہ اس عرصے مین دل لیکر روپوش ہوا اگر وہ صورت زیبا طلعت جہان آرا نہ دیکھونگا سر پٹک پٹک کے مرجاؤنگا اے برادر جانی رحم ہے اُس محبوب جانی یار جاودانی کا پتا لگاؤ یا ہمین اُس تک پہونچاؤ **شاپور** شیردل نے عرض کی مین جان و دل سے حاضر ہون ضرور جستجو کرونگا چلیے بارگاہ مین تشریف لیچلیے آپکے والد نامدار جد عالی وقار و سرداران جان نثار بیقرار ہونگے حضور نے **صاحبقران** سے جلد واپس ہونے کا وعدہ کیا تھا دن اب قلیل ہے اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہے **ایرج** نوجوان نے کہا اے بھائی اس مقام پر اُس ماہتابان کو دیکھا ہے اس آرزو پر زندہ ہون کہ شاید وہ مسیحائے زمان پھر تشریف لائے اپنے بیمار کی عیادت کرے یہان سے دو قدم جاؤنگا روح قالب سے پھڑک کر نکل جائیگی طبیعت اپنی بھی تسکین نپائیگی یہان بیقراری کو قرار ہے معشوق خوبرو کا انتظار ہے یہ باتین تھین کہ سامنے سے پہلے قراول کچھ سوار کچھ پیدل نمایان ہوئے **شاپور** شیردل نے آگے بڑھکے اُن لوگون سے کہا جلد جاؤ بارگاہ جو شکارگاہ مین ساتھ آئی تھی اُسکو لاؤ اور اسی مقام پر استادہ کرو آج شاہزادۂ عالم اسی مقام پر قیام فرمائینگے کارگزار فوراً بارگاہ لائے مگر حیران تھے کہ اس صحرائے ہول خیز وحشت انگیز مین کیون شب کو انتظام کرتے ہین بعض نے بڑھ کے عرض بھی کیا **ایرج** نوجوان یاد محبوب مین مبہوت بیٹھا تھا کچھ جواب نہ دیا مگر **شاپور** شیردل نے بعجلت تمام بارگاہ فلک اشتباہ اُسی خارستان مین نصب

کرائی شاہزادہ فرش خاک سے نہ اُٹھتا تھا لیکن شاپور زینت بارگاہ مین لایا ایرج نوجوان نے شاپور فردل کے گلے مین ہاتھ ڈالکر بمحبت کہا کہ بھائی جلد جاؤ جسطرح ہو سکے اُس محبوب جانی یار جانی و دانی کو ہم تک لاؤ اگر ہماری زندگی منظور ہے تو عرصہ نہ کرو شاپور شیر دل اس جوش و خروش کو دیکھکر گھبرایا دست بستہ عرض کیا اے شاہزادۂ والا قدر بے پتہ بے نشان کہان جاؤن دو چار روز صبر فرمایئے انشاء اللہ غلام ضرور تدبیر کریگا نام و دیار روز کا سنکر ایرج نوجوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی گریبان پر ہاتھ ڈالا بیقراری مین چلایا مسدس

فراق مین یہ غم بیحساب ہے دل کو
کہ زندگی کی طرف سے جواب ہے دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہے دلکو
خیال یار مین کیا اضطراب ہے دل کو
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی طپش سے گھبراؤن
خلاف وضع ہے گر کچھ زبان پر لاؤن
خیال یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن
غضب مین جان ہے کس سے کہون کہان جاؤن
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

وصال یار کی کرتا ہون سیکڑون گھاتین
نصیب ہوتی نہین لطف کی ملاقاتین
بنایا کرتا ہون بیٹھا سحر تلک باتین
تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہجر کی راتین
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہے حال تباہ
کوئی نہین مری فریاد کو ہو پہنچتا آہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کیطرح شام و پگاہ
پڑی ہے جان حزین کس بلا مین یا اللہ
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق مین مری کیسی الٹ گئی تقدیر
اثر ہے نالے مین بالکل نہ آہ مین تاثیر
کسی طرح سے نہین رام ہوتا وہ بے پیر
لبون پہ دم ہے خدایا کرون مین کیا تدبیر
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی
جو اُس سے کہیے تو وہ گالیان سُناتا ہی
سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
خموش رہیے تو منھ کو کلیجہ آتا ہی
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

وصال یار میسر کہان امانت کو
ستایا کرتا ہے درد نہان امانت کو
سدا فراق مین دیکھا طپان امانت کو
ہمیشہ ہے یہی ورد زبان امانت کو
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

یہ اشعار مسدس پڑھکر ایرج نوجوان روتا ہوا اُٹھا اور کہا اے برادر مصیبت مین کون کسی کا شریک ہوتا ہی ہم خود جاکر اپنے معشوق کو تلاش کرینگے کوہ و دشت مین دیوانہ وار پھرینگے آخر رہبری حضرت عشق سے کوے محبوب کا راستہ ملیگا کبھی تو غنچۂ پژمردۂ خاطر کھلیگا بموجب شعر کار خود را خود بکن تا خوب آید کشت من ٭ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ٭ شاپور شیر دل یہ ولولۂ ایرج نوجوان دیکھکر خود بھی رونے لگا قدمون پر سر رکھدیا عرض کی آقا لاکھ جانین غلام کی ایک ناخن پاے حضور پر نثار ہین مین بھلا حضور کو یکہ و تنہا جانے دونگا حضور تشریف رکھین مین تدبیر کرتا ہون غرض بمنت و سماجت ایرج کو سمجھایا اس عرصے مین شام محنت انجام نے منھ دکھایا آفتاب عالمتاب غم مین اُس عاشق بیتاب کے بارنگ زرد چادر نورانی شب کو چہرے پر کھینچکر داخل سیاہ خانۂ مغرب ہوا **بیت** چو زرین علم شد ز عالم نہان ٭ شب تیرہ گون سر زد از قیروان ٭ ملازمون نے بتعجیل تمام شمع ہاے مومی و کافوری روشن کین مگر ایرج نوجوان کو بخت سیاہ کا سامنا تھا اور زیادہ اندھیرا آنکھون مین چھا گیا کہا بھائی شاپور اس رنجور کے درد دل کا علاج کرو تمنے اقرار کیا ہی برای جستجوے یار متوجہ ہو شاپور نے عرض کی حضور اس پردۂ شب تاریک مین کہان جاؤن شب بھر کی مہلت دیجیے صبح کو انشاء اللہ نشان معشوق مطلوب غلام سے لیجیے ایک امر کا عرض کرنا واجب و لازم ہی کہ آپ صاحبقران زمان سے دن بھر کا وعدہ کرکے تشریف لائے تھے ایک عرضی عذر غیر حاضری مین لکھکر روانہ فرمائیے آپسے صاحبقران و شاہزادگان خاور سیاہ و رستم پیلتن نہایت محبت قلبی رکھتے ہین ایسا نہو کہ بسبب جوش الفت مین اسی مقام پر چلے آئین پھر آپ کو کچھ نہ بن پڑیگا ہمراہ اُنکے جانا ہوگا اور یہ پہلے غلام خوب سمجھ چکا ہی کہ طاقت صبر آپ مین نہین ہے بیشک اگر وہان جائینگے باعث ہلاکت ہوگا ایرج نوجوان نے کہا بھائی تمکو اختیار ہی جو چاہے لکھکر خدمت صاحبقران مین بھیجو لیکن جسطرح ہو سکے میری معشوقہ سے مجھکو ملا دو شاپور نے ایک عرضی کچھ عذرات عدم حاضری کی لکھکر

ایک سوار کو دی کہ جلد جاکر ہاتھ مین ہمارے افسر جوہر بن عمرو کے دیدینا وہ جانشین خواجہ عمرو ہین موقع اور محل دیکھکر بخدمت صاحبقران پیش کرینگے سوار یہ سنکے اور عرضی لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاپور شیر دل ایرج نوجوان کو سمجھانے لگا کہ اے آقاے نامدار نہایت مشکل ہے ہرچند کہ حضور نے تقریر مین تصویر حسن دلفریب ملکۂ عالم دکھائی ہے لیکن صاحبان عصمت و عفت شاہزادیان وزیرزادیان تاجر بچیان بازارمین نہین بیٹھی ہین کہ اسوقت غلام دیکھے اور عقل سے بہجانے تدبیر کرکے فکر وصال کرے اور حضور کے دل کا رنج و ملال دور کرے مگر البتہ کسی محل مین کنیز بنکر جاؤنگا کہین اپنے تئین دلالہ بناؤنگا جب تلک ان خانہ بخانہ پھرونگا تب وہ گوہر دریاے خوبی بصد جستجو ہاتھ آئیگا مگر یہ غلام ضرور عرض کرتا ہو کہ جان اپنی مٹاؤنگا اُس طائر عنقاے معدوم کو دام تزویر مین پھنساؤنگا اور انشاء اللہ عنایت سے جامع المتفرقین کی ایک مسند پر آپ کو اور اُس شاہزادی کو بٹھاؤنگا نہایت صلاح ماہ و مہر بیچ خیمے مین قران السعدین ہوگا روح کو راحت دل کو حضور کے چین ہوگا یہ مژدہ جانبخش جو شاپور شیر دل نے سنایا تو ایرج نوجوان پژمردہ خاطر تھا یا مثل گل شگفتہ ہوگیا بے اختیار فرمایا نظم

ای مسیحا مین تیرے منھ کے نثار
ہے یہ تدبیر خوش پئے بیمار
تونے ایسی خبر سنائی ہے
تن بیجان مین جان آئی ہے

گرنہ بھائی یہ کالی رات کیونکر کٹے گی دیو شب غم کا سامنا ہے یقین ہے کہ مجکو ہلاک کریگا قصہ پاک کریگا

اشعار مصنف

سیاہی شب فرقت کوئی بدل نہ سکا
چراغ بھی مرے تاریک گھر مین جل نہ سکا
رہی کلام کی طاقت نہ خونفشانون کو
دہان زخم سے کوئی سخن نکل نہ سکا

دیگر

بلا ہے مری شام فرقت نہین
کہ جسکی سحر تا قیامت نہین
پری ہو تو کیا آدمیت نہین
لحاظ و وفا پاس الفت نہین
کہا اُنسے جب حسن لو دینے لگی
کہا پھر کبھی آج فرصت نہین
ہمین اپنے مرنے کی فرصت نہین
نکلتی نہین جان کیون ہجر مین
تڑپتے کبھی آکے دیکھو ہمین
اُن آنکھون سے جنمین مروت نہین
مجھے ایسے بشر سے محبت نہین
بتو نہین ذرا آدمیت نہین
کسی کی عیادت کرین خاک ہم
کوئی میرے دلکی یہ حسرت نہین

شاپور شیر دل نے دیکھا جنون ترقی پر ہے آتش عشق شعلہ در ہے اب نصیحت سے بجہانا دشوار ہے ایسے دیوانے کو سمجھانا بیکار ہے بقول شاعر شعر مصحفی سود نصیحت کا نہین ہے عاشق کو مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے یہ خیال کرکے شاپور نے عرض کیا غلام ابھی جاتا ہے تاکہ مگر حضور اپنے دلکو سنبھالین خاصہ تیار ہے نوش کرین غلام کو خوف ہے افشاے راز کا یہ سو دو سو ملازم جو ساتھ ہین اگر سرکار کو بیقرار پائینگے فوراً جاکر امیر با توقیر کو خبر پہونچائینگے وہ متردد و متوحش ہوکر دوڑے آئینگے ایرج نوجوان نے کہا اے یار وفادار و اے مونس و غمگسار جو تیری خوشی ہے مین خاموش بیٹھا رہونگا کچھ منھ سے نکہونگا مگر کھانے سے

معاف رکھو لذت طعام خوان پر الوان حضرت عشق سے سیر ہوں پانی کی خواہش نہیں کھانے کی کاہش نہیں یہ کہکر جلدی سے آنسو پونچھ ڈالے اور کہا بسم اللہ جاؤ جستجو کرو شاپور شیر دل نے اسی وقت لباس عیاری جسم پر آراستہ کیا سمت کا پتا پوچھا کہ وہ قاتل عالم کسطرف سے آیا تھا ایرج نے تمام کمال کہہ سنایا شاپور نے تقریر ایرج نوجوان سے تصویر اُس معشوقہ کی صفحۂ دل پر کھینچلی اور اسی شب تیرہ و تار میں جستجو کرتا ہوا چلا اسکا حال آئندہ تحریر کیا جائیگا اب دو کلمہ اس نوگرفتار زندان محبت و آشفتۂ وادی الفت یعنی حال اُس مہ جبین مہر تمکین کا بیان کیا جاتا ہے اول تحریر کیا گیا ہے کہ فولاد فولاد شکن کوہی جو برائے مدد لقا آیا ہے اور بلغ سلیمان عنبرین موے کوہی میں اپنے ناموس کو اُتارا ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اسکی دختر ہمیشہ سے شکار کی عادی ہے حصول فنون سپہ گری کی پیروی ہے اس کیفیت سے باپ اسکا ماہر ہے اسکی جرات و مردی نام سے نفرت بخوبی ظاہر ہے اُسی دن باپ سے پوچھکر مع چند کنیزان خوش سیر برائے شکار صحرا میں آئی خود شکار ہوئی یعنی واسطے آہو کے جاکر ایرج نوجوان سے بگڑنا اور ایرج کا اُسکو اُٹھا کر فرط محبت سے بیہوش ہو جانا اور اُسکا قصد کرنا کہ اپنے کشتۂ تیغ ابرو کا علاج کروں سر اُٹھا کر زانو پر دھروں مگر آمد شاپور شیر دل دیکھکر محجوب شرمسار نالان و بیقرار و اشکبار حیران و مضطر اپنی کنیزوں میں آکر پہونچی سب نے پوچھا اور شکار کیا ہوا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش دل میں محبت کا جوش تصویر خیالی ایرج نوجوان آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے دل سے کہتی ہے ہائے نہیں معلوم اُس جوان رعنا پر اس صحرائے ہول خیز و حشت انگیز میں کیا گذری ہوگی نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس ہے نہ غمگسار ہے بلکہ تو تنہا خدانخواستہ دشمنوں کے کان بہرے خاک تیرے منھ میں اگر کسی درندے کا گذر ہوا ہوگا اُسکے دشمنوں کو کھا گیا ہوگا وہ عیار نہیں معلوم کون تمہارا راہ جاتا تھا اے تو کیوں گھبرا گئی بدحواس ہو کر چلی آئی کاش ایک چھینٹا پانی کا دیکر ہوش میں لاتی یا گل عارض پر اشک حسرت ٹپکاتی دل میں پیچ و تاب ہے اوپر عتاب کبھی گھوڑے کو روک لیتی تھی اور چاہتی تھی کہ اُسی طرف جاؤں دور سے دیکھ تو آؤں ہوشیار ہوا یا بیہوش پڑا ہے اگر ہوشیار ہوا ہوگا مجکو بے پردہ دیکھ چکا ہے یقین تو ہے کہ وہ بھی میرے عشق میں بیقرار ہوگا مگر وہ تو خود معشوق طرحدار ہے خود سیکڑوں اُسپر مرتے ہونگے خدا معلوم کہاں کہاں پیغام و سلام ہوگا اے سیمین عذار صنوبر قد ایسے ہرجائی کا خیال بیکار ہے نہیں معلوم کس خاندان کا وہ عالی تبار ہے اسی پریشانی میں تا بہ در باغ پہونچی گھوڑے سے اُتری اندر باغ کے آئی مگر طپش دل ترقی پر حیران و پریشان حزین و مضطر بارہ دری میں آکر سلاح جسم سے دور کیے تلوار کہیں سپر کہیں پھینکی لباس مردانہ دور کیا پوشاک زنانی زیب جسم کرکے مسند پر سر جھکا کر بیٹھی دن تو قلیل تھا بمشکل کٹا اب شام فراق کا سامنا ہوا جب سیار آفتاب نے صیدگاہ صحرائے سبزہ زار جہان سے دام تار شعاع کو بہزار آب و تاب کھینچکر لپیٹا اور طائر دل ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو گرفتار پنجۂ شہباز عشق دیکھکر دانۂ ضیا بعد صفا اس نخچیرگاہ عالم سے سراسر سمیٹا اور بوجہ کسلاہ راحت کا مائل ہوا محل مغرب میں جلد داخل ہوا اور فراش پیر فلک نے ردائے ظلمت شکارگاہ میدان بیابان دنیا میں تمام

چھائی ہر طرف مانند ابر تیرہ و تاریک تاریکی چھائی بموجب مصرع تھی وہ تاریکی کہ ٹکر جائے شب دیجور بھی + محیط عالم جہان ہوئی یکایک وہ حریق آتش فراق غریق لجۂ اشتیاق ایسی تاریکی کو دیکھکر گھبرائی چار جانب اندھیرا تھا ضیائے مہر بے مہر نے دنیا سے منھ پھیرا تھا وہ شب مثل دل کافر تیرہ و تاریک تھی ظلمت پردۂ ظلمات مثال اس شب کی ٹھیک تھی فلک پہ ماہ تابان نہ تھا زال کا گولا عیان تھا ستارون کو چھپے یا گولیان کہون یا خال چہرۂ زنگی سے مثال دون چہار سمت سناٹا ہو کا عالم دل پر ہجوم غم و الم بخت سیاہ کا سامنا آنکھون کے نیچے یا زلف جانان مین اندھیرا دل بیتاب مثل ماہی بے آب ہرج کو شکل گیسوے یار پیچ و تاب کنیزون نے شمع ہاے موی کافوری روشن کین مگر شعلہ انکا خوف تاریکی شب سے بلند نہوتا تھا چراغ کے پھول نرگس تھے گویا اشک چشم سرمہ آگین تھے ملکہ نے گھبرا کر کنیزون سے کہا کہ باہر جاؤ کیا مجکو قیدی بنایا ہی کیون گھیرا کنیزین بھیانک ہوکر باہر گئین آپس مین کہتی تھین آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہے ایک کہتی تھی ہو نہو کسی کے یاد گیسو مین سودا ہو گیا ہے مین پہلے ہی شکارگاہ مین تاڑ گئی تھی کہ کسی تیر مژگان سے زخمی ہو کر آئی ہین مثل صید خائف بدحواس ہین یا ہوش اڑے ہوئے مضطر و پریشان منھ پھیرا لے بیٹھے چشم نرگسی مین آنسو بھرے تھے پھر پھر کر کسی کو دیکھتی تھین ملکہ آج کسی پر ضرور مائل ہوئی کسی قتال کے تیغۂ ابرو کی گھائل ہوئی دوسری کنیز کمسن بولی ہاری چپ رہ ملکہ سن لیگی تو ناک چوٹی کاٹی جائیگی تو بدزبانی کی سزا پائیگی ہماری ملکہ بیچاری بھولی بھالی عشق و محبت کی باتون کو کیا جانے انکو مرد کے نام سے نفرت ہے آٹھ پہر فنون سپہ گری مین بصد شوکت ہے سوسن تجکو بدزبانی کی بہت عادت ہے یہ سنکے سوسن قہقہہ مار کر ہنسی کہا نگوڑی تو کیا جانے ہم کھیلے کھائے ہین عشق کے عزت اٹھائے ہین اگر ملکہ کسی پر عاشق نہوئی ہون تو دولی لکھتی ہون دیکھ دو چار روز مین یہ حال کھل جائیگا ہمارا کہنا پیش آئیگا پردے سے جھانک کے او نرگس دیکھ رے مثنوی پڑھ رہی ہین لیلی مجنون کا قصہ اٹھایا ہے شیرین فرہاد کی تلاش ہے کنیزین تو اسی طرح بڑبڑا کر اپنی اپنی جگہ مین جا بیٹھین مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو تنہائی پائی دل کو غم و الم سے خالی کرنے لگی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی بے اختیار ہو کر پکاری

نظم

جسدن سے ہوئی تری جدائی
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین

اے باد صبا سوے دلارام
دیوانے پہ تیرے آفت آئی
گھر بار تمام مجھسے چھوٹا

لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
آوارہ ہون تیری جستجو مین
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا

کبھی گھبرا کر کہتی ہے اے فلک کج رفتار و گردون غدار یہ کیا کجروی ہے ستارون سے بھیر آنکھین نکالتا ہے ماہ تابان بھی مجکو آنکھ دکھاتا ہے

ابیات

قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہون
ای فلک تونے کیا کیا مجھسے
ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہے

اور کبھی دیکھکر سوے افلاک
میرا دلبر چھڑا ایسا مجھسے
چار پائے پلنگ تھے مجھکو

جی مین ہے جاؤن نجد کے بن مین
کہتی ہے سر پہ اپنے ڈالکے خاک
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے
چار پائے درندہ ہین اب تو

ہم ہیں اور غم ترا ہے کیا کیجے
کون ہے کس سے حال دل کہیے

غرض یہ اشعار آبدار پڑھکر بستر خواب پر تڑپ اور پھڑک رہی تھی کہ غنچہ دہن وزیرزادی باغ میں پھرتے پھرتے قریب بارہ دری کے آئی ہچکیاں لینے کی صدا سنی دوڑ کر اندر بارہ دری کے پہونچی دیکھا کہ ملکہ زار زار مثل ابر نوبہار رو رہی ہے جان اپنی کھو رہی ہے کبھی اٹھتی ہے کبھی بیٹھتی ہے وزیرزادی کو جو آتے دیکھا تلائی منہ سے لپیٹ کر اپنے تئیں پلنگ پر گرا دیا غنچہ دہن منہ پیٹنے لگی اور کہنے لگی کہ ہے واری یہ حضور کا کیا حال ہے آئینہ دل پر کیوں گرد ملال ہے ملکہ کدھر خیال ہے لونڈی کو تو ذرا آگاہ کیجیے سر کے نیچے ملکہ کے ہاتھ دیکر بہ شفقت اٹھایا قدموں سے لپٹ کر رونے لگی اور عرض کرنے لگی واری اللہ بولیے زبان کھولیے جب غنچہ دہن نے بہت اصرار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر جھکا کر کہا غنچہ دہن جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو ہم کو نہ ستاؤ ہمارے کلیجے میں درد ہے بند بند ٹیسکا ہے بدن سنسناتا ہے غش چلا آتا ہے غنچہ دہن نے عرض کیا واری اس بہانے کو میں نہ مانوں گی مجھ سے مفصل فرمائیے دل کی کلیہ حقیقت بتلائیے ملکہ نے کہا تو ناحق الجھتی ہے بیمار ہونے میں کس کا اختیار ہے اور دل کی حقیقت ہے تنہا بیٹھنے سے رغبت ہے صحبت سے ہم جنسوں کی نفرت ہے لو یہ کیفیت ہے سن چکیں جاؤ مرحبا غنچہ دہن نے کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے راز دل نہ بتایا آخر غنچہ دہن ناچار ہو کر ایک صحنچی میں جا بیٹھی ملکہ پھر تڑپنے لگی اور یہ غزل شمع کی زبان پر لائی غزل

عاشق زلف ترے سر پہ بلا آئی ہے
ضبط کرتا ہوں تو دل سینے میں جوش آتا ہے
چھوٹ کر تیرے قدم سے یہ سزا پائی ہے
جس سے کرتی ہیں انکار ہے اچھا نہ سہی
آجکل خوب ہی عیار کی بن آئی ہے
اہل اسلام سمجھتے ہیں مجھے کافر کیش
گل شگفتہ ہیں گلستاں میں بہار آئی ہے
تیر دلدوز ہیں ناوک یہ قطرے مجھ پر
آیا ہے نے منہ کو اپنا دکھایا نظم
سحر کا نہ قصد این حشم کرد

کوئی مونس ہے نہ ہمدم ہے یہ تنہائی ہے
جان میں آیا ہوں اس شوخ کی رسوائی سے
ہم اسیروں کا غرض کیا جو کھلا باغ میں گل
بوسہ دینے کی بھی کیا اس نے قسم کھائی ہے
بوسہ زلف دوتا مانگتا ہے نہیں حسبدم
دل لگا نیکی تو یوں یہ سزا پائی ہے
الجھے اس گل نے دیے سینہ قفس کے اپنول
ابر غم ہے کہ فلک پر یہ گھٹا چھائی ہے
دم صبح کہ فرزندان انجم
دم گریہ ہمہ و گلہ زم کرد

حسرتیں ہیں شب تاریک ہے تنہائی ہے
شب فرقت کی بلا سر پہ مرے آئی ہے
صورت نقش قدم ہو گیا آخر پامال
ہائے پژمردہ کے نزدیک خزاں آئی ہے
ہائے ہم سے بگڑ کر جو گیا ہے وہ گل
ہنس کے فرماتے ہیں دیوانہ ہے سودائی ہے
چھوڑ دے بلبل نالاں کو خدارا صیاد
بعد مدت مری امید یہ بر آئی ہے
تڑپتے تڑپتے جب دم لبوں پر
شد ندا ز چشم یعقوب فلک گم

ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اٹھی مگر رنگ چہرے کا فق دل میں قلق اول غنچہ دہن وزیرزادی نے آکر سلام کیا چہرہ متغیر پایا اس وقت بھی حسب حال دل کی جستجو کی بمنت و سماجت پوچھا مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا کنیزان ماہ رخسار و نسرین جبین مہ جبین ہمراز و ہمساز بھی گرد آگرد حاضر ہیں کوئی آفتابہ لیکر دوڑی کسی نے سنگاردان لا کر حاضر کیا لیکن ملکہ مثل

تصویر خاموش کسی سے کلام نہیں کرتی ہیہات
ہم پریرونے جنازے کو دیا ہے کاندھا

ہوں تصور میں ترے صورت تصویر گی
میرا تابوت چلا تخت سلیمان کی طرح

جسم عیسی ہے مرا پیکر پیچان کی طرح
دل ہے دلمین سوز محبت سے شمع سان

پگھلتی ہے ہڈی ہڈی آتش عشق سے جلتی ہے یکایک غلغلہ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہ آپکے والد نامدار تشریف لاتے ہین اسقدر فولاد فولاد شکن کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے محبت ہے کہ بے دیکھے اُسکو چین نہین پڑتا ہے صبح کو خواب سے بیدار ہوکر پہلے بیٹی کو دیکھنے آتا ہے بعد اسکے دربار لقا مین جاتا ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو اپنے باپ کی آمد سنی تو ناچار کلی کرکے ایک چھینٹا پانی کا منہ پر ڈالا ہر چند کہ بخوف افشاے راز عشق بہت اپنے کو آراستہ کیا مگر رنگ زرد ہو گیا کہ رات بھر مین چہرہ غم سے ستا گیا ہے یا تو چہرہ سرخ و سفید تھا یا ظاہر ہوتا ہے کہ خون بالکل جسم مین نہین ملکہ نے جلدی سے آب رواں کے زرد دوپٹے پہ سفید دولائی اوڑھی جو تہ کرکے سینے پر ڈال لی یا تو در باغ تک پیشوائی کو باپ کی جاتی تھی آج بارہ دری سے اُترنے نہ پائی تھی کہ فولاد فولاد شکن آ پہونچا واسطے سلام کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی فولاد فولاد شکن نے بمحبت سر سینے سے لگایا بارہ دری کیطرف چلا ملکہ چاہتی ہے کہ باپ میرے چہرے پر نظر نہ کرے کبھی کنیزوں کے آگے کبھی پیچھے اسطرح چلی مگر فولاد فولاد شکن نے مسند پر بیٹھکر آواز دی بیٹا سیمین عذار صنوبر قد ہمارے سامنے آؤ ہم مشتاق ہین شکل دکھلاؤ اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد ناچار سامنے آئی سر جھکا کے بیٹھی ناگاہ نگاہ جو فولاد فولاد شکن کی چہرہ بے نظیر دختر پر پڑی عجب کیفیت دیکھی جیسے وقت سحر چاند کا چہرہ فق ہوتا ہے یا رنگ شمع مائل بزردی یا جیسے پھول گلاب کا حرارت آفتاب سے کملا جاتا ہے فولاد فولاد شکن نے بے اختیار ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگا لیا اور گھبرا کر پوچھا اے نور نظر پارہ جگر راحت جان باعث تسکین دل ہو جان آج تمہارا مزاج کیسا ہے ملکہ باپ سے لپٹ کر رونے لگی سینہ تمام فولاد فولاد شکن کا اُسکے آنسووں سے تر ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا فولاد فولاد شکن طرف غنچہ دہن کے متوجہ ہو کر پریشان ہوا کہ ارے وزیرزادی یہ کیا معرکہ ہے غنچہ دہن نے عرض کی حضور لونڈی اسقدر آگاہ ہے کہ شب سے صاحبزادی کے سر مین درد تھا صندل گھسکر لگایا مگر یہ درد سر نہ گیا حرارت بھی باطنی سی ہو گی خاصہ بھی رات کو نوش نہین فرمایا کنیز رات بھر جاگی ہے اب اسوقت اُٹھکر بیٹھی ہین تبرید تیار ہوتی ہے پلاؤں گی فولاد فولاد شکن نے پوچھا آخر سبب کیا ہوا غنچہ دہن نے عرض کیا کل شکار کرنے سے تغیر مزاج کا ظاہر ہوا ہے اس طرف کا صحرا نہایت خوفناک ہے پر از خس و خاشاک ہے آہو وغیرہ پر گھوڑا ڈالا پسینہ بھی آیا ہواے گرم صحراے پر پھول نے جسم نازک پر تاثیر کی ہے ظاہر اسی باعث ناسازی مزاج معلوم ہوتا ہے فولاد فولاد شکن نے یہ سنکر کہا بیٹا سیمین عذار صنوبر قد تمنے اس زمانے مین ورزش وغیرہ کم کر دی ہے یہی باعث ہے نقاہت کا ابھی اٹھکے کھاڑے پر جاؤ ڈنڑ پیلو مگدر ہلاؤ دو چار حبشیوں کو زیر کرو ابھی بخار اتر جائیگا درد سر بھی جاتا رہیگا ملکہ ان باتوں پر بھی سر جھکائے رہی کچھ جواب نہ دیا فولاد فولاد شکن جانتا ہے کہ بیٹی صاحب شرم و حیا ہے بہم

غنچہ دہن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے غنچہ دہن تو تو خود صاحب سلیقہ ہی صحبت عیش و جشن آراستہ کر دو سامان ناچ رنگ کا مرتب ہو شعلہ رخسار ڈومنی کو بلا بھیجو وہ بہت گریا گرم ہی خوب نقلین کرتی ہی روتے کو ہنساتی ہی ایسا گاتی ہی کہ مطربۂ فلک کو شرماتی ہی غنچہ دہن نے عرض کیا بہت خوب اُسی وقت غنچہ دہن نے ایک حبشن کو حکم دیا کہ شعلہ رخسار مع اُسکی اور لالہ عذار کو مع ساز و سامان جلد لاؤ حبشن بموجب حکم گھوڑے پر سوار ہو کے اُسطرف روانہ ہوئی فولاد فولاد شکن نے کہا اب سوسن پکار کر حبشن سے کہدے آموں کے باغ کے پہلو مین شعلہ رخسار کا خیمہ ہے جب قریب پہونچے گی طبلے سارنگی کی آواز سنے گی بتا خبردار فراموش نہ کر یاد مین جانا کنیز نے بڑھکر حبشن کو بخوبی بتا بھی سمجھا دیا فولاد فولاد شکن بعد تھوڑی دیر کے یہ کہکر اُٹھا کہ تو نور نظر اب ہم دربار خداوندی مین جاتے ہین پانچ جمعہ روز دعوت کے اور باقی ہین اس سے فراغت پا کے طبل جنگی بجواؤنگا ایک ہی دن مین خاتمہ کر دونگا ربانی شیطان درگاہ خداوند لقا کے سنایے کہ حمزہ تو بڈھا ہو گیا ہی مگر دو جوان آج کل صاحب شوکت و لیاقت لشکر حمزہ مین ہین نور الدہر بن بدیع الزمان و نور نگاہ قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان معلوم ہوا کہ دونوں کی تلوار کی ڈھاک ہے اگر ان دونوں کو مارا تو لشکر حمزہ کا قصہ پاک ہے اور ایرج نوجوان کا نام اس وجہ سے زیادہ روشن ہوا ہی کوئی طلسم تھا موسوم بہ طلسم آئینہ اُسکو اسنے جا کر بڑی صفائی سے توڑا فتح کر کے آیا اُس وقت شاید جنگ مغلوبہ تھی چند کوہی ذلیل حقیر لشکر صاحبقران سے لڑ رہے تھے اور کوئی جادوگر بھی طرف سے شہنشاہ افراسیاب جادو کے آیا تھا ساحر نے سحر کیا تھا مسلمان تباہی مین تھے اُسوقت یہ جوان بصد شوکت و شان مع ساحران طلسم کے آیا یہ بھی مشہور ہی کہ بادشاہ طلسم آئینے کی دختر اسیر عاشق ہو گئی تھی اُسنے ساحر بھی کچھ ساتھ کر دیے تھے اور کوئی تیغہ طلسمی بھی پاس تھا سو جسسے وہ ساحر بھی مارا گیا شاید کوئی کوہی بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا اُسدن سے ملک جی نے ایرج نوجوان کی جرأت کی بڑی دھوم مچائی ہی اور زیادہ باعث ایرج نوجوان کی تعریف کا یہ ہی کہ قدرت کا نواسا ہی نام ایرج نوجوان کا جو فولاد فولاد شکن کی زبان سے نکلا بے اختیار ملکہ کے قلب کو تازگی حاصل ہوئی آنکھوں مین روشنی آگئی حقیقت مین دلکو دل سے راہ ہوتی ہی نام معشوق کا طپش قلب عاشق کو کھوتا ہی بقول شاعر۔ دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر۔ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر۔ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے خوش ہو کر باپ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا میرے اچھے ابا یہ کیسی بات ہی مفصل فرمایے یہ قصہ ضرور مجکو سنایے کہ ایرج نوجوان قدرت کا نواسا ہے اور طرف سے مسلمانوں کے لڑتا ہی کیا خداوند نے اُسکو نکالدیا ہی مسلمان ہو گیا ہی فولاد فولاد شکن نے تیوری پر بل ڈال کے کہا بعض بات ایسی ہے کہ زبان سے کہنا مناسب نہین ہی مشیت قدرت مین کسی کو کیا دخل ہی نہین معلوم کیا کھیل کھیلتے ہین ہم لوگ ناحق مصیبت جھیلتے ہین بی بی طلائی یہ حال ہی دفتر بالا باختر مین وقایع نگار نے تحریر کیا ہی کہ صاحبقران زمان مالک عجم پر تھے کوچک باختر فتح کر چکے تھے کسی وجہ سے قاسم نوجوان اُنکا پوتا دربند جالندھر پر

قید ہوا اکوان جالندری نے قید قاسم کی بخدمت خداوند زمرد شاہ باختری روانہ کی ہفت در بند طے کرکے قید قاسم کی شہر باختر مین آئی سنتے ہین قدرت نے بڑا احترام کیا تاجداران جبیل کو واسطے استقبال کے بھیجا اور فرمایا کہ ہمارے سپہ سالار کا پوتا قید ہو کے آیا ہے ظاہر مین حمزہ ہمکو برا کہتا ہے دل سے مطیع ہے ہمارے آگے اسکا مرتبہ رفیع ہے آخر قاسم نوجوان کو بالاے قیطول بلایا اُس سرکش نے جمال خداوندی دیکھا مگر سجدہ نہ کیا قدرت نے حکم قتل دیا قدرت نے ان لوگون کو طاقت بھی ایسی دی ہے کہ اُسنے قید آہن کو توڑ ڈالا گنبد گیتی نما مین لڑا آخر پھر گرفتار ہوا قفس آہن مین بند کیا گیا قدرت نے بغیظ و غضب فرمایا اسکو لیجا کر چاہ ماران مین پھینکدو اے خداوند تیری قدرت کے صدقے کبھی بندون پر تیرا غضب ہے کبھی رحم شریک حال ہوتا ہے چاہ ماران مین پھکوایا آپ ہی نجات دی کسی فرشتے کو حکم دیدیا اُسنے پنجرہ اُٹھا کر بالاے کوہ دو شاخ پہونچایا قفس توڑ کر وہ نکلا نور چکیدہ خالص قدرت ملکہ گیتی افروز دختر خداوند قدرت سے اُسپر مائل تھین تصویر اُسکے پاس تھی اُنکے باغ شبستان مین یہ باغی پہونچا انھون نے باعزاز تمام قاسم کو باغ مین رکھا باغ شبستان سے شب کو یہ جوان آتا تھا لشکر خداوند پر شبخون مار کر نکل جاتا تھا وجہ یہ ہے کہ قدرت کے بندے غافل بہت ہو گئے تھے اُنکی سرکوبی کے واسطے قدرت نے اسکو مقرر کیا تھا جبھی لاکھون سے گڑ بھڑا کر نکل جاتا تھا ورنہ لاکھون سے کوئی اکیلا سواے نابدولت کے لڑ سکتا ہے قدرت تو تقدیر کر چکے تھے آخر ملکہ گیتی افروز ساتھ قاسم کے نکل گئین انکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوا ہے پس قدرت کا نواسا ہے یہ ہم کیونکر کہین کہ وہ خداے نادیدہ کی پرستش کرتا ہوگا اس پردے مین کچھ اسرار ہے ہمارا مشیت خداوند مین دخل دینا بیکار ہے یہ تقریر دلپذیر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے خوب متوجہ ہو کر سُنی ہنستی جاتی ہین جہان کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا پوچھتی جاتی تھی فولاد فولاد شکن کہتا جاتا تھا کہ بی بی جسقدر مین نے سُنا تمسے کہدیا مفصل تو شیطان درگاہ خداوند کو خوب یاد ہے مسلمانون کی ایسی کہانی بیان کرتا ہے جی چاہتا ہے کہ آٹھ پہر سنا کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کیا ای بابا جان یہ کتابین کہان ہین جسمین مسلمانون کے حالات لکھے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا بیٹا مین کیا جانون مین مرد سپاہی کہان واہی تباہی پڑھنے کی فرصت کہان اتنی دیر کے واسطے تمھارے پاس آیا کشتی لڑنا موقوف رہا ہان مقدمہ کتب مین بختیارک سے دریافت کرونگا تمھارا کیا مطلب ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کی یہ دلچسپ ہے راتون کو پڑھوا لینگے سب ملکہ سنینگے ہزار باتین جھوٹ ہونگی ایک تو سچ ہوگی اور علاوہ جھوٹ سچ کے ذکر جرأت تو بہادر کو سننا ضرور ہے کئی برس کا عرصہ گذرا کہ جب حضور نے شاہنامہ پڑھوایا تھا آپ کی کنیز کو سب لڑائیان رستم کی یاد ہین یہی کتابین تلاش کر کے ضرور بھیجتے آئیے گا فولاد فولاد شکن وعدہ کر کے اُٹھا اور بیرون باغ آکر گینڈے پر سوار ہوا براے ملاقات سلیمان عنبرین موے کوہی چلا غنچہ دہن نے دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو باپ سے باتین کین چہرہ سُرخ ہو گیا ہے کسی قدر تغیر دفع ہو گیا ہے غنچہ دہن نے کسی قدر جو ملکہ کو شگفتہ پایا دسترخوان چھوایا خاصہ

منگوایا قسمین دیکر منت و سماجت دو ایک نوالے لے کھلائے جب بڑے وہ کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جواب دیا غنچہ دہن تیرے سر کی قسم ابکائی چلی آتی ہے بس دسترخوان اٹھاؤ زیادہ نہ پریشان کرو بموجب ارشاد ملکہ دسترخوان اٹھ گیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ہاتھ دھوئے مگر گلوری تک نہ کھائی مسند زرین پر خاموش آکر بیٹھی غنچہ دہن شعلہ رخسار و لالہ عذار کے انتظار مین ہے کہ گائینگی جلد آئین کچھ گائین بجائین ملکہ کے سب ملال رفع ہون یکایک حبشن نے آکر خبر دی کہ لونڈی شعلہ رخسار و لالہ عذار سے خبر کرآئی سامنے پہلی منگائی تھی لباس وغیرہ تبدیل کر رہی تھین حاضر ہوا چاہتی ہین غنچہ دہن نے چپکے سے کہا کہ حرامزادی اپنے ساتھ نہ لائی اُسنے عرض کی حضور پہر بھر مین وہ لباس پہنتی ہین زیور پہننے کو تو عرصہ چاہیے اُسکے مجھسے سے آپ آگاہ نہین ہین قوم کی ڈومنیان ہزارون روپیہ پیدا کرتی ہین بڑے بڑے سردار زادے بلاتے ہین انکو فرصت کہان ملتی ہے یہان کے نام پر بڑبڑاتی ہین حضور کے یہان سے تو تنخواہ مقرر ہے بیٹھے کھڑے پڑھتی ہے مستی انکی دن بدن بڑھتی ہے بی شعلہ رخسار کا تو آج کل بازار حسن گرم ہے نہ حیا ہے نہ شرم ہے مردانی صحبتون مین جاتی ہین رات رات بھر وہان سے کہین آتی ہین مین نے ابھی جا کر جگایا ان بیٹی پڑی ہوئی سو رہی تھین اُٹھین تو مین نے دیکھا ملی دلی کرتی جابجا سے مسکی ہوئی اب اُٹھی ہین سامان کر رہی ہین غنچہ دہن یہ سُنکے خاموش ہوئی بعد ساعت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے آئی عرض کی گائینین حاضر ہوا چاہتی ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا غنچہ دہن مجھے سودا ہوا ہے والد کے سامنے مین منع نہ کر سکی گانا نہین سنونگی میرا دل نہین چاہتا ہے بقول

شعر کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے ہے جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

غنچہ دہن نے عرض کیا واری ابتک آپنے مجھسے حال دل کا مفصل نہ کہا کیا سبب ہے جو جی ٹھکانے نہین ہے ملکہ نے کہا اے غنچہ دہن یہ حال ہے نہ پوچھو خیر تمھاری خوشی گائینون حرامزادیون کو آنے دو تم سب بیٹھکر سننا یہان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اس گفتگو مین چھوڑیے لیکن دو کلمہ بہترین مہتران عالم عیار کامل مہتر شاپور شیر دل کے تحریر ہوتے ہین کہ یہ جو ایرج نوجوان کو تسکین دیکے برائے جستجوے مطلوب ایرج نوجوان روانہ ہوا تھا حیران و پریشان کہ اے شاپور مین کہان جاؤن کیونکر اس طائر عنقا کا پتا لگاؤن یہ بھی ضرور خیال ہے کہ اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا نشان محبوب بھی نہ پاؤنگا تو وہ سوختہ آتش دوری و فرقت شعلہ مہجوری اپنے تئین ہلاک کریگا جب داد الله نامدار تشریف لائینگے غصے مین فرمائینگے تو نے حمزہ کے ساتھ کیا کیا کام کیے جہان کہین ہمارا آقا عاشق ہوا ایک دن بھی بیقرار رہنے نہ دیا فوراً تلاش کیا تجھسے اتنا نہ ہو سکا کہ اپنے آقا کی معشوقہ کا پتا لگاتا اپنی جان مٹاتا عمر بھر ایسے ایسے طعن و تشنیع سُننا پڑینگے ہمچشمون مین ذلیل رہینگے علاوہ ذلت و رسوائی کے خدانخواستہ اگر آقاے نامدار مولاے قدرشناس پر کوئی افتاد پڑی زندگی بیکار ہے پھر کسکو روے سیہ دکھائینگے انکے فراق مین تڑپ تڑپ کے مر جائینگے وہ تو یہ پرورش فرمائین کہ غلام کو اپنا بھائی بنائین اور انکی ایسی مشکل مین ہم کام نہ آئین دل سے یہ باتین کرتا ہوا پھرتے پھرتے سحر ہوگئی وہ شب تیرہ و تاریک بسر ہوئی آخر ناچار ایک

مقام پر آیا جھیل سامنے تھی منھ ہاتھ دھویا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا خدا سے دعا کر رہا ہے کہ اے رہبر گمرہان پردۂ غیب سے کوئی سامان ایسا مہیا کر کہ نشان محبوب آقاے نامدار حاصل ہو اسی فکر مین مصروف دعا تھا کہ یکایک تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک جانب سے گرد اڑتی دیکھا ایک بہلی جوڑی زرکار کی نہایت معقول سینگون پر بیلون کے خول چاندی کے چڑھے ہوئے جھولین زربفت کی پشت پر گھونگرون سے راہ روی مین تیز تر اڑے ہوئے چلے آتے ہین اور اُس بہلی مین ایک نازنین پری تمثال جوان خوشرو اُسکی پشت پر دوسری کہ سن اُسکا قریب چالیس برس کے ہوگا مگر گوری رنگت دونون لباس عمدہ پہنے ہوئے زیور معقول جسم پر آراستہ طبلے سارنگی ایک سمت رکھے ہوئے جسکا سن زیادہ ہے وہ کہتی ہوئی آتی ہے کہ اے بیٹی شعلہ رخسار یہ تیرے ناز اور تساہل ایک دن ذلیل کرائینگے غضب ہوا دن چڑھ گیا ملکہ خفا ہوتی ہونگی کئی دن کے بعد تو آج یاد فرمایا تو نے بناؤ سنگار مین اتنا عرصہ لگایا دیکھیے آج کیا ہوتا ہے وہ جوان عورت ساتھ والیون سے کہتی ہے امی جان کو سودا ہوا ہے آٹھ پہر یونہین بڑبڑایا کرتی ہین کیا مین کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی لونڈی ہون خفا ہونگی تو کیا ہوگا نوکری تہ کر رکھین مجھے پرواہ نہین ہے میرے بہت قدردان ہین جب جاؤ دو دن آنے نپاؤن فقط امی جان کے ڈر سے جاتی ہون ورنہ میری پاپوش بھی نہ جاتی اگر کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد مجھسے کہینگی تو جواب دونگی کہ بی بی اپنی زبان سنبھالو کلمہ سخت و سست مجکو نہ کہو مین ایسی نوکری سے باز آئی یہ جو باتین جسکا سن زیادہ ہے اُسکے کان مین پڑین اپنا منھ پیٹنے لگی کہ اری شعلہ رخسار دیکھون تیری آتشخوئی کیا رنگ دکھاتی ہے یہ ہماری پرانی سرکار ہے اسی در دولت سے ہمارا عز و وقار ہے اری ان مردوؤن کی چاہتین دو دن کی ہین جب جوبن ڈھلیگا باغ حسن مین خزان آئیگی یہ مستی دماغ سے اُتر جائیگی کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا یہ چونڈا ہمنے دھوپ مین سفید کیا ہے بڑے بڑے چاہنے والون کو دیکھ لیا ہے کبھی ہم بھی جوان تھے حسن کی بہار تھی گل رخسار کے سینکڑون بلبل تھے شمع جمال کے ہزارون پروانے تھے کوئی اپنا گلا کاٹتا تھا کوئی سنکھیا کھاتا تھا کوئی اپنی چاہت دکھاتا تھا کوئی صاحب کہتے تھے بی لالہ عذار تمھاری محبت مین ہمارا دل داغدار ہے ہم اسی طرح ہمیشہ چاہینگے عمر بھر نباہینگے او مستانی تیلا تو اب اُنمین سے کوئی بھی آتا ہے بلکہ دور سے دیکھکر منھ پھیر لیتے ہین بات کرو تو جواب نہین دیتے ہین یہ مردوے عاشق ہین اپنی غرض کے بندے ہین جب اپنی غرض نکل گئی نشہ اُتر گیا ہوشیار ہوئے بس چل دیے اری جہانتک ہوسکے ان لوگون کو اشتیاق مین رکھے ہاتھ نہ لگانے دے تو کچھ لپٹ ہے الا رنڈی کی ڈھیلی ہے ہمیشہ ذلیل ہیگی دیکھو بنو ہماری نصیحت گوش ہوش سے سنو اسوقت مین جہانتک ہوسکے چاہیے پیدا کرلو یہ جوانی چلتی پھرتی چھاؤن ہے جو اسوقت پیدا کرلوگی بڑھاپے مین کام آئیگا پیسا اپنی گانٹھ کا یار اپنے ساتھ کا مثل مشہور ہے ابھی ہماری باتین بری معلوم ہوتی ہونگی مرچین لگتی ہونگی مین دیوانون کی طرح بک رہی ہون لڑکی ٹکر ٹکر منھ دیکھتی ہے بات کا جواب نہین دیتی اتنا منھ سے نہین نکلتا کہ امی جان اب ایسا ہی کرینگے مردون کو

لوٹونگی ہماری پاپوش سے ہماری تو وہی مثل ہے بقول شخصے گذر گئی گذران کیا جھونپڑی کیا میدان میرا بُرا نا چاہنے والا تیرا باپ بیچارہ اُسی طرح خدمت مین حاضر ہے پانی بھرتا ہے اپنا گھر بار چھوڑ کے بال بچون سے منھ موڑ کے میرے یہان پڑا رہتا ہے نصیبے کیسے کیسے ظلم سہتا ہے اُسکی جورو حور کی صورت ہے میری خاطر سے اُسے آنکھ بھر کے نہین دیکھتا ہے یہ باتین شاپور شیر دل نے سُنی دلمین خیال کیا کہ یہ بیشک کہین گانے جاتی ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ قوم کی ڈومنیان ہین گھر گھر جاتیان ہین اے شاپور کیا تعجب ہے کہ اسی ذریعہ سے فضل آلہی شامل حال ہو دور دل کا رنج و ملال ہو مگر رہروی مین کیا تدبیر کرون ان دونون مین ایک کو کسطرح لون اس سوچ مین تھا کہ بقدرت پروردگار وہ ہلی اسی نخل کے سائے مین آکر ٹھہری شعلہ رخسار نے کہا اے جان ذرا پیشاب کر لون لالہ عذار نے کہا ارے مستانی مثل ٹھیک ہے کہ شکار کے وقت کتیا ہگاسی دیکھو صاحبو ابھی پہنے پہر بھر سیر پھرایا ہے اسکا یہ تلہوڑ ہے گھر سے پاؤن نکلنا دشوار تھا اب چلی ہین تو راہ مین ہگنا موتنا یاد آیا ہے شعلہ رخسار نے کہا اے جان میرا پیشاب نکلا جاتا ہے تم تو ہر بات مین جھگڑتی ہو ہوا سے لڑتی ہو تمھاری کائین کائین نے میرا سر پھرا دیا انکے مارے نکلی ہوتی بند ہوتی ہے یہ کہکر لٹیا ہاتھ مین لیکر پائنچے سنبھال کر ہلی سے کود پڑی ایک زرغہ کر نخل کی جانب چلی لالہ عذار نے کہا ہے ہے مین اپنا سر پیٹ لونگی اس چھوکری کے واسطے جان دونگی یہ جنگل کا سناٹا ابھی کچھ ہو جائے تو مین کیا کرون بات نہین مانتی بڑی ضدن ہے لالہ عذار بکا کی لیکن شعلہ رخسار جنگل مین گھس گئی شاپور نے اپنے دلمین کہا خدا نے اپنا فضل کیا اب اسکو بیہوش کرو اور اسکی شکل بنو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ سوچتا ہوا آگے بڑھا شعلہ رخسار کی پشت پر آیا جیسے ہی وہ پیشاب کر کے اُٹھی ازار بند باندھنے لگی شاپور شیر دل نے کمند ماری گرتے گرتے حباب بیہوشی مارا وہ بیہوش ہوئی شاپور شیر دل نے بتعجیل تمام لباس اور زیور اسکا اُتار لیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈال دیا اور خس سے مخفی کر دیا اور رنگ روغن عیاری کا لگا کے جلد تر شعلہ رخسار کی شکل بنکر تیار ہوا ذرا عرصہ جو ہوا لالہ عذار ہلی سے پیٹتی ہوئی کود پڑی اور کہتی ہوئی چلی آرہی ہے مرگئی ہے ہے کچھ سایہ سکہ نہو جائے بھوت پریت نہ لپٹ جائے شاپور نے جو شکل شعلہ رخسار بن چکا تھا فوراً آواز دی اے جان تم بھی یہان آؤ ایک تماشا دیکھو سانپ اور نیولا لڑ رہا ہے لو سانپ نے نیولے کو کاٹا نیولا لڑکھڑاتا ہوا بھاگا ہے ایک پتی کھا کر پلٹا سانپ کو مار ڈالا لالہ عذار پیٹتی ہوئی قریب پہونچی ایک دو تھپڑ مارا کہا ارے آگ لگے سانپ اور نیولے کو چل ہلی پر سوار ہو گی کہ نہین شاپور نے ایک قہقہہ مارا اور کہا تم اس جنگل مین آج گاؤ ہم جنات کے بادشاہ ہین بہت روپیہ دینگے جانی تمسے آشنائی کرینگے یہ کہکر آپ ہی چٹکیان بجا کر گن گنایا پھر چپ ہو گیا لالہ عذار پیٹنے لگی ارے ساتھ والیو دوڑو میری بچی کو کیا ہو گیا وہ سب بد حواس ہو کر دوڑین آکے دیکھا شعلہ رخسار چپ کھڑی ہے یہان پیٹتی ہے وہ کچھ جواب نہین دیتی ہے ساتھ والیون نے کہا بی لالہ عذار تمکو تو سودا ہے

خاصی بھلی چنگی ہین ناحق گھبراتی ہو فال بد منھ سے نکالتی ہو کیسا نگوڑا بھوت پریت لالہ عذار نے کہا تمنے نہین سنا ابھی کہتی تھی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون اس جنگل مین گاڑو روپیہ بہت سا دینگے یہ سنکے وہ بھی سب گھبرا گئین قریب آکر پوچھنے لگین کیون بی بی کیسا مزاج ہی بادشاہ جنات کا کہان ہی ہم گاڑتے ہین لاؤ روپیہ دو لاکھ لاکھ سب پوچھتی ہین مگر وہ مثل تصویر خاموش ہی نہ منھ سے بولتی ہی نہ سر سے کھیلتی ہی کوئی بلائین لیتی ہی کوئی صدقے ہو کر جان دیتی ہی اور کہتی ہی ارے بی بی ابھی کیا تھا کیا ہو گیا ہے ہی بزرگون کا قول سچ ہی گھڑی مین گھڑیال ایک دم مین بھونچال ہی ہی اب کسکے ساتھ گائینگے مشتاق تڑپ تڑپ کے مرجائینگے شعلہ بوریون چپ ہی گویا منھ مین زبان نہین دلمین کہتا ہی حرامزادیو چھنا کرو پیٹا کرو ہم پڑھے ہوئے جن ہین اپنی عیاری سے خوب مطمئن ہین مر بھی جاؤگی تو منھ سے نہ بولینگے جہان موقع ہوگا وہان زبان کھولینگے آکر سبھون نے گو وہین اٹھا لیا بہلی پر لاکے بٹھایا یہ صلاح ہوئی کہ ملکہ کے پاس لیچلو وہ پڑھی لکھی ہین فال تعویذ بھی یقین ہی کہ جانتی ہونگی یہ سوچکر گاڑی بان سے کہا ارے بھڑوے بہلی جلد بڑھا دیر نہ کر تا بہ در باغ جلدی پہونچا میری چودہ برس کی کمائی برباد ہوتی ہی یہ جب چمک کر میرے سامنے آتی تو بے اختیار زبان پر یہ شعر قمر کا آتا تھا شعر چودھون سال خدا خیر سے کاٹے تیرا ؛ گھٹنے لگتا ہے مہ چار دہ پورا ہوکر ؛ ہائے مین تو تصدق بھی اتار چکی انکی سلامتی کی روز نذر و نیاز کرتی تھی آج کس ساعت نحس مین گھر سے نکلی یہ آفت سامنے آئی اے خداوند لقا میری بچی کو صحت دے تیرا رت جگا کرونگی سلامتی گاؤنگی شہر کی سب ڈومنیان بلاؤنگی لالہ عذار یہ کہتی ہوئی روتی پیٹتی بہلی پر چلی جاتی ہی کہ سامنے سے لشکر فولاد فولاد شکن معلوم ہوا دیوار باغ سلیمان عنبرین موے کو بھی نظر آئی دیکھا کہ گرد باغ کے فوجین اتری ہوئی ہین کہین قواعد ہو رہی ہی کہین اکھاڑا کھدا ہے کوئی کشتی مین مصروف ہی انکی بہلی بیچ مین سے جو نکلی کمیدان رسالدار کھنکھارے آوازہ کسنے لگے کوئی پکارا میان جانے والے ذرا جوانون کی سمت بھی آنکھ اٹھاؤ ایک پکارا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایک بولا قیامت کی چتون ہی ہاے تیر مژگان کلیجے پر پڑا ارے بھائی دوڑنا مین تو زخمی ہو گیا یہ باتین جو لالہ عذار نے سنین گالیان دینے لگی ارے بھڑوو میری بچی کو تم لوگون کی نظر کھا گئی جن کا سایہ ہو گیا ہت جوان یہ سنکے قریب بہلی کے آگئے اور پوچھنے لگے کہ کیون بی لالہ عذار خیر تو ہی ہم تو تمھاری صاحبزادی کے دعاگو ہین مفصل کہو کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لین لالہ عذار نے رو کر کہا کسکو بتاؤن آفت آسمانی آئی ہے یون پانی کا سامنا ہی سب جوان تسکین دینے لگے بی لالہ عذار نہ گھبراؤ خداوند لقا موجود ہین انکے جا کر کہین گے وہ بھوت پریت دیو جن کو ایک اشارے مین قید کر لینگے بلکہ ایسی باتون کے واسطے تو خداوند زمرد شاہ باختری کافی ہوگا اسی کا کوئی بھائی بھتیجا ہوگا لالہ عذار نے کسی کی بات کا

جواب نہ دیا در باغ پر اتری محلدار بی بی لذت کرسی پر بیٹھی تھی لالہ عذار سے بہنا پا بھی ہی دودھ جانول ساتھ کھائے ہین دیکھتے ہی پکاری او خیلا کہان تھی جب دس پیام جائین تب تو گھر سے نکلتی ہی بڑی مغرور ہوگئی ہی بھلا اب ہمسے کاہیکو آنکھ ملائیگی یہان کیون آئیگی دھگڑون سے فرصت کہان لالہ عذار دوڑ کر لپٹ گئی اور رو رو کر کہنے لگی کہ بوا لذت مین لٹ گئی اپنی بھاوج کا تو حال دیکھو کہ کیا ہوگیا گھر سے اچھی خاصی چلی تھی راہ مین فقط پیشاب کو اتری تھی نہین معلوم وہان کونسی بلا نازل ہوئی میری بچی چپ ہوگئی ہی بی لذت محلدار نے تو لالہ عذار کو چھوڑا جھپٹ کر قریب شعلہ رخسار کے آئی پوچھا کیون چھوکری کیسی ہی بات کیون نہین کرتی ہی شعلہ رخسار نے کہا کہ ہم اب جائینگے ہماری شادی ہی اب تو بی لذت یہ سنکے دور بھاگین بہت سی کنیزین یہ غل و شور سنکر باہر آگئین پوچھنے لگین کہ کیا ہوا کیا ہوا لذت نے کہا ارے شعلہ رخسار پر جن چڑھا ہی عجب عجب باتین کرتی ہی کنیزین بھدر بھدر دوڑین باغ مین سامنے ملکہ کے آئین یہان ملکہ سیمین عذار خاموش سر جھکائے یاد محبوب مین بیٹھی تھی یکایک کنیزین دوڑتی ہوئی آئین کہا حضور شعلہ رخسار کو کچھ ہوگیا دروازے پر چپکی کھڑی ہی کسی سے بات نہین کرتی لذت محلدار نے جو بہت پوچھا کہا کہ ہم جائینگے ہماری شادی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا جاؤ ہمارے سامنے لاؤ بھوت پریت جن دیو کیسا کسی رنج و ملال مین ہوگی ہم پوچھ لینگے کنیزین چلین یہان دروازے پر عورتون کا ہجوم ہوگیا ہی چاؤن چاؤن کر رہی ہین جیسے بروقت بسیرے کے چڑیان بولتی ہین ان کنیزون نے آکر کوٹھا پکار کے کہا بی لالہ عذار چلو تمھاری بیٹی کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بلاتی ہین لالہ عذار نے ہاتھ تھام کر بی بی چلو ملکہ یاد فرماتی ہین شعلہ رخسار چل نکلی گرد خواصون کا ہجوم جدھر شعلہ رخسار نگاہ اٹھا دیتی ہی سیکڑون عورتین بھدر بھدر بھاگتی ہین کوئی چمن مین گری کوئی یہ کہتی ہوئی بھاگی اے بوا دیکھو مجھکو کس نگاہ سے گھورتی ہی تیور دیکھو تیور ہین بیشک جن کا سایہ ہوا اب مجھکو یقین آگیا ہماری پڑوسن کے بھی سر پر ایک جن آتا تھا غضب کی باتین بتاتا تھا ہری ہری لونگین ہری الائچیان جو مانگو دیتا تھا آخر چند دن مین مرگئی کسی ملا سیانے سے کچھ نہو سکا ویسی ہی آنکھ اسکی ہی چہرہ سرخ ہی بس بوا چند دن مین شعلہ رخسار کو یہ جن لیجائیگا ایک نے کہا پرہ خیلا دیوانی ہوا رہی ہمسے پوچھ کہ جنگل جنگل پھرتے ہین نہ کسی دیو کو نہ کسی جن کو نہ بھوت پریت کو دیکھا یہ سب ڈھکوسلے ہین شعلہ رخسار نے فیلہائی ہی یہ بھی ایک بات ماں کے ڈرانے کے واسطے بنائی ہی کہ ہاے دا اے ہو صدقے چلے اتری ہین خود ایسے فریب کر چکی ہون میرا میان بڑا بد مزاج تھا کہین نکلنے نہ دیتا تھا اور زمانہ میرا جوانی کا تھا جیوڑا مزے دار جی چاہتا تھا چار گلیون مین پھرون چار مردون کو دیکھین اپنے تئین دکھائین جوانی کے مزے اڑائین وہ نگوڑا آٹھ پہر دروازے مین قفل لگا کے جاتا تھا ہوا کا بھی گذر نہ تھا بس مین نے ایک دن سر کھول کے کھیلنا شروع کیا دیوار و در مین ٹکرین مارین دیورانیان جیٹھانیان ساس یہ کہکے پیٹنے

کہ ہی ہی میری بہو پر کوئی چڑھ بیٹھا محلے والو دوڑو میری داد کو پہونچو ارے کسی ملا سیانے کو بلاؤ تمام گھر عورتون سے بھر گیا مین دو تین ٹکرین مار کر چپکی ہو کے بیٹھ رہی سبنے پوچھنا شروع کیا میان کون صاحب ہو مین نے کہدیا شیخ سدو ہون یہ تو میری معشوقہ ہی لیکن اسکے میان کو مار ڈالون گا کیونکہ ہمارے قالب پر زور و ظلم کرتا ہی اس عرصے مین ہمارے میان مورکھ بھی آگئے انھون نے جو ہنگامہ دیکھا گھبرا گئے مان انکی دوڑ کر ان سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بیٹا اب جورو پر ہاتھ نہ اٹھانا وہ حضرت شیخ سدو کا قالب ہے ہمارے بزرگون کا گھر یہ ناس کر چکے ہین بس پھر تو ساس صاحب نے بکرا دیا کڑھائی کی اس دن سے میان میرے کوڑیہ غلام ہوگئے جہان ذرا اترائے مین نے کہا شیخ جی سے کہدونگی بس وہ ہاتھ جوڑنے لگتے تھے بس بوا اسدن سے گھر مین دھاک بندھ گئی ویسا ہی اس شعلہ رخسار نے بھی فقرہ بنایا ہوگا مان پر دباؤ ڈالنا منظور ہی کنیزون مین تو یہ باتین ہوتی تھین مگر شاپور شیردل آکر سامنے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے پہونچا چپکا کھڑا رہا سلام بھی نہ کیا مگر بخوبی بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کیا عجب ہے کہ جسنے متاع صبر و قرار میرے آقا کا لوٹا ہی دل لے لیا ہی وہ یہی ہو تو کیا دور ہی مگر حقیقت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد شعلہ رخسار حسن و جمال مین بیمثال ہی آقائے نامدار کا تڑپنا بیکار نہین ہی شعر جسپہ بیتی ہو وہی جانے ؛ جو کہ بے بیدرد ہو وہ کیا جانے ؛ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جب دیکھا کہ شعلہ رخسار سامنے کھڑی ہی قبضے پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ کیون شعلہ رخسار یہ کیا معرکہ ہی بڑھیا مان کو کیون رلاتی ہی بڑھاپے مین مان کو ستاتی ہی اور آج ہمارا بھی ادب اور قاعدہ بھولی سلام تک نہین کرتی ہم کیا تیرے سلام کے محتاج ہین عنایت لقا سے خود صاحب تخت و تاج ہین خیر اسی مین ہی کہ بیٹھ جا ورنہ ایک طمانچہ مارونگی کہ سر گھوم کھاتا پھریگا تو نے مجکو بھی اور کوئی بنایا ہے مین دم بھر مین بھڑوے دیوانے کو ہوشیار بنا دیتی ہون ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جس طرح غصے سے کہا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا شاپور خوف سے تھر تھر کانپنے لگا جلدی سے بیٹھ گیا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے لیکن چپ بیٹھا رہا اور بغور جو ملکہ کو دیکھتا ہی تو چہرے پر آثار حضرت عشق کے ہویدا اور ظاہر ہین مثل آئنہ حیران مانند زلف پریشان ہی ہر بات مین ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی مگر اسوقت آپے مین معلوم ہوتی ہی کہ بہل گئی ہی باتین کرتی ہی مگر چونکنا کبھی ادھر دیکھتی ہی کبھی ادھر دیکھتی ہی ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری شعلہ رخسار تو بنظر غور دیکھ رہی ہی مگر ملکہ نے پھر کہا کیون شعلہ رخسار ہماری بات کا کچھ جواب نہ دیا کیا ہمین بھی دیوانہ بنایا ہی باتین کرو اپنے دل کا حال بیان کرو جب شعلہ رخسار اس تاکید پر بھی نہ بولی تب لالہ عذار نے کہا وارہی آپ الگ ہین یہ مردانی باتین کرتی ہی جنگل مین پیشاب کو گئی تھی وہین سے یہ خرابی ہوئی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا دیکھو ہم بتائے دیتے ہین چونکہ عشق مین خود مبتلا تھی دل مین کہتی تھی کہ لے سیمین عذار صنوبر قد مثل تیرے شاید یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہی میری طرح کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہوگئی ہی معشوق تک رسائی غیر ممکن ہی

اور تو کچھ بن نہین پڑتا چپ ہو گئی ہی حضرت عشق کے تو نرالے کارخانے ہین عجب **نظم**

عشق ہی تازہ کار تازہ خیال ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہین آنسو کی یہ سرایت ہے کہین یہ خونچکان حکایت ہے
گہ نمک اسکو داغ کا پایا گہ پتنگا چراغ کا پایا
کہین طالب ہوا کہین مطلوب دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

اس آٹھ پہر مین کیا کیا مزے اٹھائے چاہ نے یوسف کی زلیخا کو کنوین جھکائے نہین معلوم لیلی نے اپنی عمر کیونکر کاٹی شیرین کی جان شیرین پر غم فرہاد مین کیا گذری فرہاد سے آخر ضبط نہو سکا تیشہ سر پر لیا

شعر فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ ٭ میگفت باندیشہ سنگ آمد و سخت آمد ٭

آخر سر پھوڑ کے مر گیا جب جان گئی تو یہ سعادت مندی حاصل ہوئی کہ فن عشق مین کامل کہلائے عشق خانہ خراب کو آگ لگے محبت کرنیوالا آزار مین پڑے تگرہاے کیا لذت ہی کہ دل ہی دل مین شعلہ رخسار مزے اٹھاتی ہی زبان پر نہین لاتی ہی یہ سوچکر کہا لالہ عذار تم گھر جاؤ شعلہ رخسار کو یہین چھوڑو ہم انکا علاج کر دینگے ملا سیانا طبیب حکیم جو مناسب ہوگا بلائینگے یا نہ بلائینگے اسکو صحیح و سالم تمھارے حوالے کر دینگے دو ایک دن یہان رہیگی اچھی ہو جائیگی لالہ عذار نے کہا داری ایسا نہو کچھ حضور کو خلل ہو جائے تو آپ کے والد نامدار میری ناک چوٹی کاٹینگے سب صاحب کہینگے آسیب زدہ کو ملکہ کے پاس کیون چھوڑا ابھی آپ کا بھی نام خدا کنوارا پنڈا ہی ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہی ہان اتنا ہی کہ آپ پڑھی لکھی ہین آپکی چار آنکھین ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جواب دیا کہ تجھے ان باتون سے کیا مطلب ہے ہم اسے سمجھ گئے ہین دوائے صحت کھلا دینگے جلد اچھی ہو جائیگی تشخیص عارضے کی ہو گئی ہی اب اچھا ہونا اسکا کیا مشکل ہی کل تجھسے پٹر پٹر باتین نہ کرے تو ہمکو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نہ کہنا شاپور شیر دل یہ باتین سنکر اپنے دل مین حیران ہو رہا ہے کہ خداوندا خیر کرنا دیکھیے کیا علاج کرتی ہی دنیا عالم ہی کہین ایک ہاتھ تلوار کا نہ مارے اس ظالم کا کوئی کیا کرے گا اپنا ایک ہاتھ ہی مین خاتمہ ہو جائے گا آقا اپنے خیمے مین بیٹھے ہین ہم یہان اس آفت مین پھنسے ہین غرض لالہ عذار کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے رخصت کیا کنیزون سے کہا جاؤ اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو ہمکو گھیرے نہ بیٹھو میرا دل گھبراتا ہی شعلہ رخسار کو کائین کائین کر کے دیوانہ بنا دیا کس کس سے وہ بولے کس کس کی باتون کا جواب دے ہم ابھی شعلہ رخسار سے کوٹھے پر جاکے باتین کرینگے یہ کہکر شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر لیکر چلی مگر نیمچہ ایک ہاتھ مین اٹھا لیا شعلہ رخسار ساتھ ہولی مگر دل اندر سے تھرا رہا ہے کہ کوٹھے پر جا کر مجکو مار ڈالیگی ایسا نہو جان جائے مگر مجبور ناچار ملکہ کے ہمراہ کوٹھے پر آئی وہان دو کرسیان بچھی تھین ایک پر ملکہ بیٹھی ایک کرسی پر شعلہ رخسار کو بٹھایا اور مسکرا کر فرمایا کہ اے شعلہ رخسار سچ بتاؤ یہ کیا معرکہ ہی ہم تاڑ گئے ہین مگر اصل یہ ہی کہ ملکہ جو کسی کا عاشق اسکو بھی سمجھی تھی خوف سے رنگ رخ سے شاپور شیر دل اڑ گیا ہی مثل بید کانپ رہا ہی جان کے خوف سے ہونٹھ خشک ہین ملکہ نے جو یہ کہا کہ ہم تاڑ گئے شاپور شیر دل سمجھا کہ اسنے پہچانا اور زیادہ گھبرایا ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ ملکہ کچھ بھی نہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا کیون چھپاتی ہی سچ کہ کس پر عاشق ہوئی ہم خوب پہچانتے ہین حضرت عشق کے آثار

۴۰

تیرے چہرے سے ہویدا ہی اچھا خوف کیا ہے بتا دے مین اُسکے وصل کی تدبیر نکالونگی تیری مان ہے نہ کہونگی تیرے معشوق تک پہونچا دونگی اری کمبخت جلد زبان کھول کچھ منہ سے بول ہائے ارے کیا کہون مین بھی ایسی آفت ناگہانی مین مبتلا ہون آٹھ پہر مجھپر بھی تڑپتے تڑپتے گذرتے ہین نہ کھانے کی خواہش ہے نہ پانی کی ہوس ہی جی چاہتا ہی چیخین مار کے رؤون کسی صحرائے ویران مین نکل جاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن دل داغدار سینہ فگار ہی شب ہجر کٹنا دشوار ہے جب دم لبون پر آیا تو روے سیاہ سحر نے دکھایا واللہ نامدار آئے وہ کچھ بکا کیے مین نہین سمجھی کہ کیا کہا کیے کبھی نورالدہر کا ذکر کیا کبھی شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران قاتل کفاران کی شجاعت کا حال بیان کیا مجھکو بھی معلوم ہی ایرج نوجوان کون صاحب ہین اتنا تو سنا کہ صاحب جاہ و حشم ہین بڑے بہادر ہین ہر چند کہ مین بخوبی واقف نہین ہون مگر اتنا تو ہوا کہ والد نے نام نامی اُس شہریار کا جو لیا دل تڑپنے سے ٹھہرا اُسوقت سے جی چاہتا ہی کوئی اسی شخص کا ذکر کیے جائے اُسی کی شوکت و جرأت کا حال سنائے یہ سنکر شاپور شیر دل کے دل کو تسکین ہوئی دل مین کہنے لگا کہ کیا عجب ہی کہ یہ وہی شمع شب افروز انجمن محبوبی ہو کہ جسکے شعلہ رخسار کا میرا آقا پروانہ ہوا ہی یہ وہی گل ہو کہ جسکا میرا آقا بلبل ہوا ہی ایسی باتین سوچکر غنچہ دہن کو دوا کیا کہا داری کیا کہون عجب مصیبت مین ہون ہر چند کہ مین گھر جاتی ہون سیکڑون مرتے ہین کبھی خیال بھی نہ کیا مگر آج دوسرا دن ہی کہ صحرا سے میری ڈولی آتی تھی ایک جوان کو مرکب سبز چشمی پر سوار خود زرین بر سر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم انور عارض پھول سے دہن غنچہ چمن باغ دلکشائی قد سرو خرامان حدیقہ رعنائی بھولی بھولی صورت صاحب شوکت و جلالت کمان کیانی ہاتھ مین دلربائی بات بات مین ایک ہرن کے تعاقب مین تھا وہ ہرن بھاگا ہوا میری ڈولی کے سامنے سے گذرا اُس قدر انداز کامل نے تیر مارا آہو زخمی ہوا وہ تیر دلدوز میرے بھی کلیجے کو توڑ کے پار نکل گیا وہ گھوڑے سے کود آہو کو ذبح کرنے لگا وہ چھری گویا میرے کلیجے پر پھرتی تھی جب اُسنے اُسے ذبح کر کے سر اُٹھایا مجھسے چار آنکھین ہوگئین مین ذبح ہو چکی تھی وہ بھی بسمل ہوا ہاے جان جہان گھکر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا مثل مرغ نیم بسمل پھڑکنے لگا کبھی آنکھین کھولتا تھا کبھی بند کرتا تھا لیکن میرے رعب حسن سے بول نہ سکتا تھا اس حال پر اُسکے واری جاؤن مجکو بھی سکتہ تھا اُسوقت واری مجکو رحم آگیا قصد کیا ڈولی سے اُترون سر اُسکا اُٹھا کر زانو پر رکھون لذت ہمکناری محبوب اُٹھاؤن اُتر کے ڈولی سے اس سے لپٹ جاؤن مہرا سے کہہ رہی تھی کہ ذرا ٹھہر جا ناگاہ بھلی اما جان کی سامنے سے نمایان ہوئی آپ تو جانتی ہین ہر وقت کامین کامین کرتی ہین نہ نیک سے مطلب نہ بد سے غرض وہین سے چیخنے لگین ارے مہرا ڈولی کیون روکی ہی جلد اٹھا میرے کھانا کھانے کا وقت جاتا ہی جلد گھر پہونچا اُنکی بھبیاہٹ آواز سنکر کہار ڈرے بس واری ڈولی لیکر ہوا ہو گئے مین پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی مگر مجبور و ناچار بیقرار و اشکبار گھر پہونچی لوگون سے مخفی مخفی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جوان صاحب عظم و شان نبیرہ صاحبقران تھا پھر اے ملکہ عالم نہین معلوم اُس بدنصیب پر کیا گذری

جیتا رہا یا میری محبت مین مر گیا یہ سُنکر ملکہ **سیمین عذار** صنوبر قد نے غصے سے کہا کہ بی شعلہ رخسار ذرا چنچ اپنی بند کرو کسی ایسی جلیل کے مرتبہ کا اس طرح ذکر نہ کرو آخر قوم کی ڈومنی ہو نا ہر چند کہ تمھارے معشوق ہین مجھے کیا کام خدا کی قدرت کہ وہ بھی تم پر مرتے ہین ابدا وہ جو تم پر مرتے ہونگے وہ نبیرۂ **صاحبقران** نہونگے کوئی گنوار سنوار ہوگا کسی ٹٹو پر سوار ہوگا بھاڑ سا منھ کھول دیا جو چاہا بکنا شروع کیا تو کیا جانے بابا جان میرے اُنکی تعریف کرتے تھے وہ خداوند **زمرد شاہ باختری** کے نواسے ہین **صاحبقران** کے پوتے کیا فقرہ گرما گرم ہے وہ بی شعلہ رخسار بر عاشق ہوئے ہین سچ کہون تو نے جو یہ کہا کہ نہین معلوم مر گئے یا جیتے ہین مجکو بہت ناگوار ہوا مین نے بڑا تیرا پاس کیا ورنہ اس زبان درازی پر تیری زبان کاٹ لیتی ایسی سزا دیتی کہ تم عمر بھر یاد کرتین یہ بات سُنکر **شاپور** شیر دل باغ باغ ہو گیا کھلکھلا کے ہنسا یہ تو خوب اسکے دلکو یقین ہوگیا کہ یہی میرے آقا کی معشوقہ ہی اب تو گستاخ ہو تیوریون کو بدلکے کہا کہ حضور کاہیکو خفا ہوتی ہین ہم وہ آپس مین طالب مطلوب ہین وہ ہمارے محبوب ہین ابھی مین نے آپسے صاف صاف نہین کہا انکا پیغام وصل بھی میرے پاس آچکا ایک کٹنی عورت آئی تھی مجھے سمجھاتی تھی کہ میان ایرج تم پر مرتے ہین چلکے اپنے بیمار کا علاج کرو رحم کرنا بہتر ہے اسقدر تغافل مناسب نہین ہی مین نے جواب صاف از راہ ناز دیا کہ ابھی مجھے فرصت نہین ہی بی بی ہر چند کہ حال میرا بھی ابتر ہے جان میری جاتی ہی مگر امی جان کا قول ہی کہ مرد کو خوب دوڑائے رنڈی اپنی چاہت کو چھپائے اسکے فقرے مین نہ آئے جب مرد ہاتھ جوڑین پانون پر گرین تب کم کم راضی ہو لیکن ایک ہاتھ نہ لگانے دے فرمائشین کرے زر و جواہر جہانتک ہو سکے کھینچے اور ضبط کو یہ انجام ہوا ہی کہ اسی تین آنکھ کے گھوڑے پر سوار ہوکے میرے خیمے کے دن رات مین سو سو پھیرے کرتے ہین مین در خیمے پر کھڑی رہتی ہون کبھی آنکھ دکھائی پردہ چھوڑ لیا کبھی غصے سے منھ کو موڑ لیا کبھی منھ چڑھایا انگوٹھا دکھایا کبھی ناز معشوقانہ کیا کہدیا ہٹ جاؤ امی جان آتی ہین بیچارہ ڈر کے مارے بھاگ جاتا ہی گھڑی بھر مین دیکھا پھر موجود دھوپ مین کھڑا اجل رہا ہے ان باتون کو سُنکر ملکہ **سیمین عذار** صنوبر قد کو غصہ آیا چہرہ سُرخ ہوگیا تاب صبر نہ باقی رہی نیمچہ ہلالی کھینچا یہ معلوم ہوا کہ بجلی جھاڑ کر ناگن نکل آئی یا ابر سے بجلی چمکی آواز دی او شعلہ رخسار تیری قضا آئی ہی ایسے بیہودہ کلام ہمارے سامنے یہ کہکر چاہا نیمچہ مارے **شاپور** شیر دل گھبرا کے قدمون پر گر پڑا ہان ہان حضور تامل فرمائیے کیا مجال میری کہ ایسے کلمات زبان سے نکالون اصل مطلب سے تو آگاہ ہو جیے پھر قتل کا اختیار ہے یہ گنہگار مجبور و ناچار ہی ملکہ **سیمین عذار** صنوبر قد کو اسوقت غصہ تھا نیمچہ گلے سے نہ ہٹایا کہا تبلا کیا کہتی ہی اب کوئی عذر تیرا ہرگز قبول نہوگا اب **شاپور** شیر دل کو سوائے سچ کہنے کے کوئی چارہ نہوا عرض کیا غلام اُسی شیر نیستان صاحبقرانی کا عیار ہی میرا آقا حضور کے عشق مین بہت بیقرار ہے غلام کو تلاش کرتے ہوئے آٹھ پہر گذرے بمشکل یہان تک پہونچا اسوقت ملکہ **سیمین عذار** صنوبر قد نے

شمر ماکر نیچہ شا یا شاپور شیر دل جھاڑ پونچھ کے اٹھ بیٹھا رنگ روغن چہرے سے چھڑایا صورت اصلی دکھائی عرصہ دراز تک ملکہ شرم سے کچھ نہ بولی سر جھکائے ہوئے بیٹھی رہی دل سے کہتی تھی حضرت عشق نے کشش دکھائی آئینہ فراق مین صورت وصل نظر آئی مگر اس ظالم نے غضب کیا کس صورت سے یہان پہونچا حقیقت مین اے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد یہ عجب مژدہ روح افزا ہے بموجب شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ۔ در حیرتم کہ جان بکدام کنم نثار ۔ بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ یکایک شاہد تمنا نے پردہ حجاب فراق سے چہرہ زیبا دکھایا مژدہ وصل سنایا مگر بسبب شرم و حیا کے منھ سے بات نہین نکلتی شادی سے پیراہن مین نہ سمائی آنکھون سے اشک مسلسل جاری ہوئے ہچکی لگ گئی شاپور شیر دل پھر دوڑ کر قدمون پر گرا کہا لاکھ جانین میری ایک ناخن پائے حضور پر تصدق ہون مجکو غیر نہ سمجھیے گا مین خواجہ کا فرزند دلبند ہون شاہزادے کا غلام قدیم ملکہ ندیم ہون ایکساتھ پیدا ہوئے ہر وقت کا ساتھ ہے جملہ راز و نیاز کا محرم ہون اس شہریار کا ہمدم ہون انکو بھی اسقدر حجاب تھا کہ دو پہر تک اس غلام سے بھی آپکی محبت کا راز نہین کہا آخر جب مین نے قدمون پر سر رکھا کہ حضور کا یہ حال پر ملال ہے کہ آب و دانہ تک ترک ہو گیا ہے چہرہ گل سا کمھلا گیا ہے ابھی اپنی جان کو نثار کرونگا سر کاٹ کر قدمون پر رکھدونگا تب اس صاحب ربط ضبط نے کیفیت بتلائی آپ کی تصویر دلپذیر تقریر مین دکھلائی شکر ہے کہ غلام بتوسل شعلہ رخسار یہانتک پہونچا اب حضور بھی نکلنے کو مستعد فرمائین حال نہ چھپائین دیکھیے تو حضور کی صورت کیا ہو گئی ہے ایسا نہو کہ گھٹکر دم نکل جائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا پھر مین کیا کرون مین تو اس کوچے سے نابلد ہون شاپور شیر دل نے کہا وقت شب ہے رات پردہ عاشقان ہے حضور غلام کے ساتھ چلین دو دو باتین کر کے چلی آئین دم بھر کے واسطے تکلیف فرمائین آپ کا احسان ہوگا انکی جان بچ جائیگی اور اگر غلام بے وقت حضور کو ہمراہ لیکر نہ پہونچا طائر روح پھڑک کر قفس جسم سے نکل جائیگا آپکے کیا ہاتھ آئیگا دیکھیے حضور میرا کہنا مانیے ورنہ پچھتائیے گا پھر ایسا چاہنے والا صاحب شوکت نپائیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کوئی دربان دیکھ لے خدانخواستہ باپ کو خبر ہو جائے تو قیامت آئے نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا اگر دشمنون کو شاہزادے کے جا کر مار ڈالیگا بلائے روزگار ہے دعوی قتل مسلمانان کر چکا ہے صرف دعوت مین چند دن باقی ہین تو تمہارے ساتھ کسی طرح نہ جاتی کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مگر انکو اتنا سمجھانا ضرور ہے کہ صاحب سنو اپنی جان ہے تو جہان ہے میرا باپ بڑا پہلوان ہے اگر دیکھ لیگا جنگی بجوائے تمہارا نام بھی لیکر پکارے کچھ حیلہ کرنا ہرگز ہرگز اس دیو خصال کے مقابلے مین نہ جانا بڑا خونخوار ہے انسان کا قتل کرنا اسکے نزدیک کھیل ہے لاکھون جوان بڑے بڑے زبردست اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار اس ظالم کے ہاتھ سے حسرتین لیکر پردہ دنیا سے گئے تمام ملکون کے پہلوان اسکے نام سے تھراتے ہین شیران دشت نبرد کو اسکی صورت مہیب دیکھکر غش آتے ہین بھیا مین کم باتین کرونگی مگر تم انکے رازدان اور خیر خواہ ہو بخوبی سمجھانا میری بات کی اعانت کرنا

کہ ملکہ عالم سچ کہتی ہین شاپور شیر دل نے کہا حضور کیا خوب بات تجویز کی آپ جو اس طرح سمجھائینگی بیشک آپ کے باپ سے مقابلہ کرینگے اور انکے ہزارون نوکر ہین انکو بھیجدینگے صرف میرے کہنے کا اعتبار نہو گا جلد چلیے مین تھوڑی دیر مین حضور کو یہان پہونچادونگا ہمراہ رکاب آؤنگا ملکہ نے کہا مجھے کچھ انکی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر تیری خاطر سے اور انکی جان بچانے کیواسطے خیر چلتی ہون شاپور نے کہا بندہ نوازی سرفرازی یہ سنکے ملکہ گوشے مین آئین خوشی خوشی لباس تبدیل کیا مگر خوف و حجاب سے کلیجہ کانپ رہا ہے دل سے کہتی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام کا خیال ہے مگر کشش عشق کشان ہے کاہ و کہربا کا عالم ہے لبون پر دم ہے شاپور شیر دل نے عرض کی حضور چند ساعت کے واسطے تشریف لیچلیے ابھی واپس آئیے گا وہ بھی وہان خیمے مین تنہا ہین کسی درانداز کا گذر نہین ہے حضور اس معاملے کی ہوا کو بھی خبر نہین ہے شاپور نے آخر ایسا سمجھایا باتون مین دام تزویر بچھایا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دبے پائون کوٹھے سے اُتری باغ مین دیکھا سناٹا ہے دیدۂ نرگس بھی خواب مین ہے سبزۂ خوابیدہ بھی ہوش مین نہین ہے سوسن کی زبان بند سنبل پیچ و تاب سے دردمند اسوقت باغ مین ہو کا عالم ہے ملکہ نے اشارہ کیا شاپور شیر دل نے ایک مادیان مشکی کو جھٹ پٹ تیار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سوار ہوئی شاپور شیر دل نے رکاب پر ہاتھ رکھا شب تیرہ و تاریک مین اُس ماہ وش کو لیکر چلا

ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی رحم دل
تڑپتا ہون مین آ گلے سے تو مل
تو ہی ہے مرے زخم دل کی دوا
بغلگیر جلدی ہو بہر خدا
ترے ہجر مین چین آتا نہین
دل زار تسکین پاتا نہین
تڑپتا ہے پہلو مین سیماب سان
قرار اسکو آتا نہین اک زمان
جگر پر نہین داغ ہین لاتعد
محبت کی تیری ہے فرو سند
بھرے اشک آنکھون مین لالہ گون
کہ دو جام مے ہین یہ لبریز خون
مرا رنگ رخ دیکھلے زرد ہے
جگر مین ترے ہجر سے درد ہے
نہین اشک و خون جگر کے سوا
کوئی میری دنیا مین آب و غذا
مرے دل مین ہے آج یہ آرزو
کرون تجھسے ہنس ہنسکے مین گفتگو
کرے مجھسے تو بھی بے شرم و حیا
محبت کی باتین بہ ناز و ادا
ذرا خوش ہو اسوقت قلب حزین
کوئی دم جو تو ہو مرا ہم نشین
مددگار خالق ہو تیرا خدا
رہے تیرا آباد یہ میکدا
تساہل نہ کر اب تو بہر خدا
پلا جلد صہبائے عشرت فزا
مے مدعا اس طرح سے پلا
نہ دیکھے کوئی رند لیکن ذرا
کسی رند پر گرچہ ظاہر ہوا
لگائیگا وہ زخم تیغ جفا
اُسے آئیگا مجھپہ غصہ سوا
ابھی ہوگا دشمن مری جان کا
بڑی جنگ پھر ہوگی باہمگر
یہ میخانہ ہوجائیگا خون سے تر
نہین آج موقع ہے انکار کا
قمر ہے ترا عاشق با وفا

یہان سے اب دو کلمہ اُس عاشق مہجور معشوق سے دور اسیر دام زلف پیچان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد جانے شاپور شیر دل کے اب جو خیمہ اکیلا پایا دل غم سے خالی کرنے لگا کبھی دل مین ہوک

اٹھتی ہے کبھی قلب تھراتا ہے ضعف سے بات نکلنا مشکل رورو کر بیتابی دل جان لبون پر آگئی وہ باقی رات اور سارا دن پہاڑ ہو گیا کہتا ہے کہ اے ایرج شعر شب فراق تو جو تون کٹی بنالہ و آہ ؛ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ ؛ آفتاب اپنے مقام پر جم گیا ہے کیا غروب نہ ہوگا کیا یہ دن آخر روز حیات ہے دم نکل جائے تو کیا اچھی بات ہے اور یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری کیے نظم

جسم آپ ہی آپ جل رہا ہے
الجھن رہ رہ کے ہو رہی ہے
چنگاریان اٹھتی ہین بدن سے
نشتر کچھ دل مین گڑ گئے ہین
یکسان ہے دل و جگر کا عالم
دل رو رہا ہے آنکھ رو رہی ہے
ہر بال ہے اک وبال سر کا
لرزے کی سی کیفیت ہے تن مین
ہے جی مین کہ کپڑے پھاڑ ڈالون
مجنون کی لحد پہ گل چڑھاؤن

شعلہ دل سے نکل رہا ہے
دل ہاتھون سے کوئی مل رہا ہے
نکلا نہین پر دھوان دہن سے
اک تیغ جگر پہ چل رہی ہے
ہے ایک ادھر ادھر کا عالم
درد دل زار لا دوا ہے
ابتر ہے دھمک سے حال سر کا
اٹھتی ہے سن سنی جو ہر بار
جنگل کی طرف کا راستہ لون
ہمدم جو ملے مجاور ہی کا

دھڑکن رہ رہ کے ہو رہی ہے
سینے مین کچھ اچھل رہا ہے
کچھ حلق مین کانٹے پڑ گئے ہین
اب جسم سے جان نکل رہی ہے
ہر عضو مین ٹیس ہو رہی ہے
کچھ ہڈیون مین بخار سا ہے
رعشہ ہے تمام تن بدن مین
بیٹھا جاتا ہے یہ دل زار
فرہاد کی گور کو بساؤن
باعث ہو یہ نام آوری کا

جب حال بہت ابتر ہوا شام غم نے منہ دکھایا تاریکی اس شام حسرت انجام کو دیکھکر سیاہی گیسوئے محبوب یاد آئی حواس منتشر قلب بیتاب خورد و خواب سے نفرت روتا ہوا باہر نکل آیا کہتا تھا کہ افسوس یار قدیم نے ایسے وقت مین ہمکو چھوڑا یعنی بھائی شاپور نے ہماری محبت سے منہ موڑا کہین جاکر بیٹھ رہا ہے مجکو دیوانہ سمجھے ہوئے ہونگے اگر جاؤنگا آقا ہی وحشی پن کی باتین کرینگے اے ایرج اب خود اپنا گریبان چاک کرکے نکلو دل عشق منزل کی خود رہبری کریگا محبوب تک پہونچاویگا یہ خیال کرکے جا گریبان چاک کرکے طرف صحرا کے چلے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا کہ شاپور شیر دل دوڑا ہوا آتا ہے پسینے پسینے ایرج نوجوان یہ کہتا ہوا دوڑا کہ واہ بھائی خوب رفاقت صرف کی ہماری تنہائی یہ رات دن ہم تڑپ تڑپ کے کٹے ہے پاس کوئی مونس ہے نہ آشنا ہے تم تھے تو تم سے حال دل کہتے تھے جب سے تم گئے ہو صورت تصویر خاموش ہین دل مین اسی طرح محبت کے جوش ہین شاپور نے کہا اے شہنشاہ مبارک ہو لیجیے آپکی معشوقہ کو لایا آپ کی کشش محبت نے تاثیر دکھائی ہے آپکی معشوقہ خود تڑپکے آئی ہے غلام عجب طور سے وہان پہونچا اسکا حال پھر عرض کرونگا خیمے مین چلیے لباس بدلیے فرش وغیرہ آراستہ کرین بزم عشرت پیراستہ کرین قریب تھا ایرج نوجوان شادی مرگ ہو جائے ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے فرط خوشی سے غش پہ غش آنے لگے بقول شاعر شعر دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنون را ؛ وصال صحبت لیلی و فرقت لیلی ؛ جون تون اپنے تئین سنبھالا خیمے مین بہ تعجیل لباس تبدیل کیا مسند اپنے ہاتھ سے بچھائی شاپور شیر دل عرض کرتا ہے کہ آقا مجھے حکم دیجیے مین فرش کر دون

ایرج کہتے ہین بھائی دل چاہتا ہے کہ آنکھین بچھاؤن یہ تبلاؤ کہ ملکۂ عالم کہان ہین شاپور نے عرض کیا سامنے زیر نخل ٹھہرا کے آیا ہون کہ پہلے آپکو اطلاع کردون پھر یہان لاؤن یہ کہکر بھاگا ایرج نوجوان قریب پر ویکے خاموش مگر آمد معشوق سے کلیجہ اچھل رہا ہے بند قبا خوشی سے ٹوٹے جاتے ہین کچھ خوشی کچھ ملال ہے اسوقت شاہزادے کا عجب حال ہے کہ ناگاہ شاپور نے پردہ اٹھایا ایرج نوجوان نے ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا مگر شرماے ہوئے سر جھکائے ہوے شرم سے قدم نہین اٹھتا ہاتھ پانون مین رعشہ اس طرح غیر مقام پہ کبھی جانے کا اتفاق کاہیکو ہوا ہے ایرج نوجوان نے بے اختیار بڑھکر چاہا کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے اور منھ سے نکل گیا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست : کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست : ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا شعر بہت حیرت مین آکے رہگئی وہ × سر اپنا بس جھکا کر رہگئی وہ : شاہزادہ ایرج نوجوان نے جب زیادہ اصرار کیا شرما کے گھوڑے سے اتری جاکر مسند پر بیٹھی ایرج مثل چاکر کمترین رعب حسن و جمال ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے چپ بیٹھا ہے سراپا کو دزدیدہ نگاہ بغور دیکھ رہا ہے پہچانا کہ وہی قاتل ہے اسی کے پاس ہمارا دل ہے ملکہ بھی سر جھکائے خاموش ایرج نوجوان کو حیرت کا جوش شاپور شیر دل نے دیکھا کہ یہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ آپس مین کلام سے پھر محروم رہا چاہتے ہین زمانہ بہت قلیل ہے خاموش رہنے کی کیا سبیل ہے جلدی جام شراب لبریز کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہ حضور مہمان کی خاطر کیجیے ایرج نے شراب کا جام جانب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بڑھایا ملکہ نے شرما کے کہا بھیا شاپور ہم تو تمسے وعدہ کرکے آئے ہین زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہین وہ باتین تم اُنسے کہدو ہمکو جلد رخصت کرو یہ وقت شراب و کباب نہین ہے فقط وہ جملہ سنانا ہے شاپور شیر دل نے کہا حضور کا فرمانا پُر تاثیر ہے میری لکھی ہوئی تقریر ہے ایک جام بھی نوش فرمالیے دو باتین سمجھا کے چلی جائیے ملکہ نے کہا کہ شاپور تم بڑے حقفنی ہو اپنے ہی مطلب کی کہتے ہو ہم تمھاری خاطر سے یہانتک چلے آئے تمھارا کہنا ایسی خدمت گزاری نہین کی تم تو آتش کا پرکالہ ہو ہوا شعلۂ رخسار خوب بنتے ہو یہ کہکر نیمچہ ٹیک کے اٹھنے لگی ایرج نوجوان نے دامن تھام لیا اتنا بڑا ہا اور کچھ خیال جراءت نہ رہا ہاتھ باندھکر بے اختیار رونے لگا کہا یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے ہمارا جھگڑا چکا کر جائیے اب ہمسے صبر نہوگا دلپر جبر نہوگا آپ باہر نکلین روح میری قالب سے تڑپ کر باہر آئیگی اسوقت شاید آپکو بھی افسوس ہو ہمسے اب صدمۂ فراق نہ اٹھیگا دل قابو مین نہین ہے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ چکا آپکے نزدیک کیا مشکل ہے ہاتھ کو تکلیف نہ دیجیے اشارۂ ابرو کافی ہے ہمارا کیا اختیار ہے ترحم کرنا تمکو واجب لازم ہے تڑپ کر اور رو کے جو ایرج نوجوان نے ایسے کلمے کہے یہ بھی تو دلدادہ و فریفتہ ہے جمال ماہ تمثال شاہزادہ ایرج نوجوان کی شیفتہ ہے بس تاب صبر نہ باقی رہی رونے لگی سر جھکایا ایرج نوجوان نے دونون ہاتھ بڑھائے اسنے بھی جوش محبت مین مبہوت ہوکر آغوش تمنا کو وا کیا دونون کے ہاتھ گلے مین پڑگئے شعر وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے : کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے : روتے روتے دونون کو غش

آگیا شاپور منھ پھیرے ہوے کھڑا ہے دل سے کہتا ہے او عشق خانہ خراب الامان الامان اگر اسوقت خالی آتا شہزادی کہ مردہ پاتا معشوق ملے پر یہ کیفیت ہے حقیقت مین دونون کا عشق صادق ہے جلدی سے قرابہ کیوڑے کا اُٹھایا پہلے منھ پر ایرج نوجوان کے چھینٹا دیا ایرج نے گھبرا کر آنکھ کھول شاپور شیر دل نے کہا اے شہریار ہوش مین آئیے دل کو سنبھالیے اب غم والم کیسا جامع المتفرقین نے بچھڑون کو ملایا یہ دن دکھایا ایرج جلد اُٹھ بیٹھا ملکہ کا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر ایرج جو دماغ ملکہ مین پہونچی اور اشک گرم عارض پہ ٹپکے اُسنے کام نخلخے کا کیا اُسنے تاثیر خواب کی دکھائی ملکہ نے بھی آنکھ کھولی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ فخر سے عرش اعلیٰ پر پہونچا فوراً اُٹھ بیٹھی اور کہا آپ الگ رہیے مجکو ہاتھ نہ لگائیے مین اپنے بھیا شاپور سے وعدہ کرکے آئی ہون زیادہ نٹھہرونگی لاؤ تمھاری بھی خوشی کرون جام پی لون ایرج نوجوان نے جام شراب بالبون سے لگا کر پی گئی مسکرا کر کہا کہ آپکی مراد یہ تھی کہ مین بھی انجام سوچون احسان آپکا اُتار دون یہ کہکر جام کو لبریز کیا کہا لیجیے نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم ہمارے آپکے مذہب مین فرق ہے ذرا انصاف کرو پیدا کرنیوالے سے ڈرو لقا بیچارا سجدہ کرنے کے لائق نہین مکار و غدار اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا بندگان خدا کو ملعون نے برگشتہ کیا ہے مثل ہمارے تمھارے کھاتا پیتا ہے تمنے یہ بھی سنا ہوگا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری ہین ہمارے قبلہ وکعبہ لڑ بھڑ کر نکال لائے حرامزادے سے کچھ بھی نہوسکا برسون یہی پکھارا کیا کہ قاسم نوجوان واسطے زیارت کرنے کے نور چکیدۂ قدرت کو لیگئے ہین ایسے ایسے مہملات بکا کرتا ہے کیسا خداوند ہے پروردگار وہ ہے جسنے زمین و آسمان کل اشیاے موجودہ کو بیک کلمۂ کن خلق فرمایا وحدہٗ لاشریک ہے وہ لائق سجدہ کرنیکے ہے اسکو وحدہٗ لاشریک جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو تو ہم تمھارے ہاتھ سے شراب پئین پردۂ دوئی درمیان سے اُٹھ جاے قلب کو سرور آنکھون مین نور ہو رنج وملال دور ہو اس فصاحت وبلاغت پر ایرج نوجوان کی ملکہ کو عالم وجد تھا دل سے کہتی تھی کہ باتین کرتے ہین یا منھ سے پھول جھڑتے ہین عشق دمبدم ترقی پر ہوا جاتا ہے اسوقت ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا شاپور کی خاطر منظور ہے اور کچھ مگر تمھارے کلام مین اثر ہے جو کچھ کہو وہ ہم کہدین اس بحر طویل پڑھنے سے کیا فائدہ تو ذرا سی بات کو کسقدر بڑھایا ہے میرا سر پھرنے لگا بناز و کرشمہ جو ملکہ نے یہ کہا دل ایرج نوجوان کا مثل گل شگفتہ ہو گیا کلمہ تلقین کیا ملکہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوئی مگر یہ تقاضا ہر بات مین چلا جاتا ہے کہ بھیا شاپور ہمارا مرکب تیار کرو اندھیری رات ہے پشت باغ تک ہمین پہونچا دو شاپور شیر دل نے عرض کیا کہ حضور اور ایک جام نوش فرما لیجیے اور وہ جو ہمارے آپکے صلاح ہوئی ہے سمجھا تو دیجیے اسقدر جلدی نہ کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جام شراب مملو کرکے طرف ایرج نوجوان کے بڑھایا ایرج نوجوان نے بخوشی لیکر پیا پھر تو دور جام بے دغدغہ گردش ایام چلنے لگا شاپور شیر دل نے باشارۂ ایرج نوجوان چنگ مرصع اُٹھایا بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

نہین اُٹھکے جانا گوارا تمھارا
جو غیرون نے گیسو سنوارا تمھارا
جبین منور پہ ہے چاند ٹیکی
مری آنکھ پر کیا اجارا تمھارا
کہا جب یہ وصل بولے بگڑ کر
جو باہم ملے دل ہمارا تمھارا

کہ مد نظر ہے نظارا تمھارا
بگڑ کر وہ کہتے ہین دامن کو چھوڑو
کہ چمکا ہوا ہے ستارا تمھارا
محبت مین ہین انکو دل دیکے بولا
نہین ہوتے راضی اجارا تمھارا
لب بام اُس ماہ انور کو دیکھا

پریشان ہین صورت زلف ہونگا
نہین بیٹھتے ہم اجارا تمھارا
مجھے منع رونے کو کرتے ہو ناحق
ہوا آج سے دل ہمارا تمھارا
خوشی ہو نہایت عجب عید ہوئے
گھر آج چمکا ستارا تمھارا

شاپور شیر دل نے جو یہ غزل حسب حال با اثر پر مضمون گائی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ایرج نوجوان نے دامن سے اشک پاک کیے کہا محبوب جانی رونیکا کیا باعث ہے نشہ تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو بخوبی ہو چکا ہے خیال خیر و شر دل سے دور ہو گیا ہے مطلوب پہلو مین ایرج نوجوان نے دامن سے بہ محبت اشک پاک کیے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا جواب دیا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی مجھے ہزار طرح کے خیال ہین کیونکر نہ روؤن رونا تقدیر مین لکھا ہے حقیقت مین نوشتۂ تقدیر نہین مٹتا اسوقت ایک بہت بڑا خیال آیا ہے آج صبح کا ذکر ہے کہ باپ میرا فولاد فولاد شکن میرے دیکھنے کو آیا مین جو نکلا رستے آپ کو دیکھ گئی تھی کسی قدر چہرہ اُداس تھا وہ سمجھے کہ خلاف آب و ہوا سے مزاج ناساز ہے کہا کہ اے نور نظر اور ایک ہفتہ تمکو تکلیف ہے بعد اسکے بفتح و فیروزی وطن چلینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران جو کہ کل لشکر اسلام کا افسر ہے وہ تو پیر زمین گیر ہے مگر دو شخصون کو البتہ قتل کرنا ہے ایک نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران درمیان مین آپ کا نام لیا اور یہ بھی کہا کہ وہ خداوند کے نواسے ہین انکو قتل تو نہ کرونگا مگر گرفتار کر کے خداوند کے قدمون پہ گرا دونگا اُسوقت سے ایک دل کو تردد انتہا کا رہتا تھا اتفاق قضا و قدر سے یہانتک آنا بھی ہوا پس برائے خدا ہم تو مصیبت ہجر کی جھیلینگے اپنی جان پر کھیل جائینگے لیکن آپ تھوڑے دنون کے واسطے اپنے وطن قدیم کو چلے جائیے اس عفریت خونخوار جلاد سفاک بیرحم بے حیا سرکش ستمگر کے ہاتھ سے اپنی جان بچا لیجیے بوجہ آپکے نام کا دشمن ہے اور کل مسلمانون کے واسطے رہزن ہے ایرج نوجوان نے مسکرا کے کہا ملکہ عالم تمھاری مہربانی اب تو اُس بیحیا کا قتل کرنا واجب و لازم ہوا اول تو تم سے محبت ہو گئی اگر مسلمان ہوا تو ہمارا بزرگ ہے دوسرے یہ کہ اگر ہم سے جنگ کا خواہان ہے بحول و قوۃ الٰہی اگر سر میدان چیر کر نہ پھینک دیا تو نام اپنا نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان رکھا اور جو نام اُسنے نور الدہر بن بدیع الزمان کا لیا اُس شیر دلیر کا تو مثل نہین ہے اول تو اب تم انکو مین سے نکلنے نہ دیکھ دونگا مجکو واجب و لازم ہوا کہ خود اُس سے مقابلہ کرونگا اور جانب خدا پرستی رغبت دلاؤنگا

اگر نہ مانینگے تو وہ روز سیہ دیکھین گے انشاء اللہ عمر بھر یاد کرینگے اور خدا کی قدرت کہ ہمارے جد عالی تبار کو بیرتن گیر کہتا ہے اے ملکۂ عالم انکا لقب ہے شکار کنندۂ ہفت تلاء قاف کشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کشندۂ دیو عفریت و قاتل سمندون ہزار دست ہم سب انکے زیر کردہ ہین ماشاء اللہ اس بڑھاپے مین جسدن میدان مین نکلتے ہین پہلوانان عالم کے جسم مین تھرتھری ہوتی ہے بارہ کوس تک نعرے کی آواز جاتی ہے زمین تھراتی ہے شیران دشت کو انکے نام سے تپ چڑھ آتی ہے ہم سبھون کا شباب انکا بڑھاپا ہماری زبان کیا ہے جو صفت انکی زبان پر لائین سات برس کے سن مین دو پہلوانان لشکر نوشیروان طاسر و مطاہر عادی برابر کوہ بوقبیس براے قتل ہمارے جد عالی تبار کے آئے تھے انکو بغل کر پاس کمنہ کے چیر کر پھینکدے یا نو برس کے سن مین حشام بن علقمہ خیبری کہ جسکا نوے گز کا قد و قامت تھا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے بارہ برس کے سن مین دارا ے ہند لندھور بن سعدان خسرو بلاد ہندوستان کو جاکر زیر و زبر کیا اپنا جانشین بنایا اٹھارہ برس کی عمر مین پردۂ قاف تشریف لے گئے تمام سرکشان قاف کو اٹھارہ برس کے سن مین تہ تیغ بیدریغ کیا شیاطین پرستون کا مذہب مٹایا جھنڈا دین اسلام ملت بیضا کا اُس کفرآباد مین گاڑا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا پر آئے نوشیروان بادشاہ ہفت کشور کا لشکر دو بر کرور سوار و پیدل بے شمار ہمراہ رکاب رکھتا تھا اسکو شکست دی دختر بلند اختر اسکی ملکہ مہر نگار اپنے قبضے مین کی ترکستان و فرنگستان وغیرہ فتح کرتے ہوئے برسر بالا باختر تشریف لائے زمرد شاہ باختری ملک باختر مین دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا تھا بہشت و دوزخ بنائی گم گشتگان کوے ضلالت کو عجائب و غرائب دکھانے ہفت طبقات قیطول اس طرح کے بلند و مرتفع بنائے تھے کہ جسپر کمند وہم و خیال نہ پہونچتی تھی زیر قیطول ایک کرور چوراسی لاکھ سوار اور پیدل کی چھاؤنی تھی پیغمبران مرسل و نامرسل صاحبان کتاب و صاحبان صحیفہ بے حیا نے مقرر کیے تھے اسقدر مغرور تھا کہ سال بھر کے بعد قیطول سے اتر کر اپنے بندون کو اپنا جمال دکھاتا تھا بہرام فلک اُسکی جلالت دیکھکر تھراتا تھا بڑے لطف سے بیٹھا ہوا خدائی کرتا تھا مملکتان کا بھرتا تھا ہمارے جد عالی تبار چالیس برس تک ملک باختر پر لقا ناہنجار سے لڑے وہ معرکے پڑے کہ اگر رستم و سفند یار دیکھتے زہرے آب ہوتے آخر قیطول چھین لیے پھونک دیے بھگایا شہر باختر پر اپنا قبضہ کیا اُس دن سے لقا شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہے حالات مین ہمارے جد عالی تبار کے دفتر اول نوشیروان نامہ دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم موسوم بہ ایرج نامہ کا نام پر اس حقیر کے قرار پایا اگر ناظرین و مشتاقین ان دفترون کو ملاحظہ فرمائین تب مفصل حالات جلالت آیات صاحبقران و فرزندان عالیشان سے بتفصیل ماہر ہون اے ملکۂ عالم یہ بے حیا کیا بکتا ہے معلوم ہوا کہ موت اسکی دامنگیر ہے اور چھوٹے بڑے کو ہی آئے انسے بھی تو حقیر ہی لڑا کئی پہلوان رہنے والے کوہستان کے ایسے ایسے زبردست آئے کہ جنکا نظیر ممکن نہین کچھو مسلمان ہوئے کچھ لقمۂ جوہر شمشیر آبدار مسلمانان ہوئے ملکہ یہ باتین سُنکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی

کہا ہمیا شاپور نخچیر دل سنتے ہو ہمنے تو کس محبت سے اُسکی جرأت کا حال بیان کیا نام خدا وہ جواب دیا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اے شہریار اب ہمکو جانے دیجیے نہ روکیے اگر خدا نے چاہا تو اسی طرح آٹھوین ساتوین ملاقات ہو جایا کرے گی ایرج نوجوان نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا اے معشوق عاشق خصال واے بدر کامل آسمان حسن و جمال جانے کا نام نہ لو روح جسم سے نکل جائیگی آٹھ پہر مین وہ صدمات اُٹھائے ہین کہ مر مر کر جیے اب قلب مین قوت صبر نہین باقی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا اے شہریار رہجانا تو میرا کسی طرح بہتر نہین ہی صبح ہمکو قیامت برپا ہوگی جسوقت بوقت سحر باپ میرا مجکو باغ مین نہ پائیگا زمین کے طبقے ہلائے گا مین نے تو آپکی محبت مین سر کو ہتھیلی پر رکھا مگر اسمین آپکے دشمنون کی بھی خرابی ہی اگر کسی نے خبر دیدی جہان بیٹھی ہونگی اگر لاکھ سوار بیدل گرد ہونگے تو وہ بلا تکلف آئیگا لاکھ مین اور کرورین خوف نہ کریگا میرا اور آپ کا دونون کا سر کاٹ کر لیجائیگا مین آپکی بات کو رد نہین کرتی آپکے دادا جان اور آپ بڑے بہادر ہین صدف دریائے جرأت کے بے بہا دُر ہین مگر وہ دیو ہی انسان سے آدمی لڑتا ہی پہاڑ کو کون ٹال سکتا ہی ایک ادنی سی جرأت اُسکی یہ ہی کہ قلعۂ فولاد حصار اپنے نام پر آباد کیا ہی اُس جوار مین ایک صحرای پرہول تھا مدت مدید و عہد بعید سے وہان آدم خوار رہتے تھے وہ راستہ آمد و شد سے بند تھا اگر کوئی بھولے سے جا نکلا اُسکو آدم خوار پکڑ کر لیجاتے تھے چیر پھاڑ کر کھا لیتے تھے جب ہمارے باپنے قلعہ آباد کیا اور رعایا بسی اُن آدم خوارون کو نعمت ملی دیہات اور قریات پر آکر گرتے تھے سیکڑون ہزارون آدمیون کو پکڑ لیجاتے تھے بڑے بڑے ناظم ہمارے باپ کی طرف سے گئے یا تو طعمۂ آدم خواران ہوئے یا بھاگ کے چلے آئے آخر تنگ ہوکر ہمارے باپنے کہا اے افسران فوج لشکر تیار کرو ہم دشت آدم خواران پر چڑھائی کرینگے بڑے بڑے کوہی موجود تھے سبھنے سر جھکائے اور کہا ہم لوگ کرچکے باز آئے کیا کہون کہین آپکے خلاف نہو یکہ و تنہا گینڈے پر سوار ہوئے تیغہ پکڑ کر اُس دشت مین گئے سو آدمخوار مارے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے مگر مہبوت آدمخوار اُن سبکا افسر تھا وہ آکر ہمارے والد سے اُلجھا گینڈے کا سر کھینچ لیا والد ہمارے بیدل ہوئے مہبوت سے کشتی لڑے مہبوت نے زرہ والد کی نوچکر پھینکدی تمام جسم کو ناخنون سے زخمی کیا تین پہر کامل اُس زخمداری مین اُس سے لڑے اسقدر گھونسے مارے کہ وہ مارے صدمے کے بیہوش ہوگیا کمر سے زنجیر کھولی اُسکی مشکین باندھین کشان کشان لیکر شہر مین آئے اُس دن حضور فولاد حصار مین عجب طرح کا ہنگامہ تھا لاکھون آدمی تماشہ دیکھنے آئے تھے آخر اُسکو قید کیا اُس آدمخوار کو ایسا آدمی بنایا ہے کہ لشکر کا سپہ سالار ہی یہ جملہ اسواسطے بیان کیا گیا کہ مہربانی فرمایئے اُس ظالم کے مقابلہ کا نام نہ لیجیے ایرج نوجوان نے کہا اے ملکۂ عالم مصرع خیر زندہ ہے اگر یار تو صحبت باقی ؛ انشاء اللہ اب وہ تشریف لائے ہین ضرور مقابلہ ہوگا تمکو تو مین بچانے دونگا یہ سر حاضر ہے کاٹ لو جانے کا ذکر نہ کرو نام فراق سے کلیجہ چھلنا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش محبت سے گلے مین ہاتھ شاہزادے کے ڈالدیے اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ہر چند شاہزادہ سمجھاتا ہی رقت ملکہ کی بڑھتی جاتی ہی ایرج نوجوان کی بھی آنکھون سے اشک حسرت جاری خوف ہی کہین ملکہ کا دم نہ نکل جائے عارضی بیب عارض

رکھدیا آنسو دامن سے پاک کیے کہا ارے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو آخر اسقدر رد و تیکا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا اے شہریار آپ مجکو جانیکو منع کرتے ہین مجکو بہت بڑا خوف ہی کہ خدا معلوم وہ ظالم کیا قیامت برپا کریگا میرا کب دل چاہتا ہی کہ آپ کو چھوڑ کر جاؤن مگر کس طرح مجبور و ناچار ہون جانے مین صرف میری جان کا ضرر ہی فراق مین آپکے تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگی اور نہ جانے مین میری اور آپکی دونون کی جان جائیگی ایرج نوجوان نے کہا اے ملکۂ عالم یہ خیال خام و تصور تمام دل سے دور کرو جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا اول تو خبر ہی نہ پہونچے گی اور اگر آگاہ ہو جائیگا تو کیا کریگا کیا ہمارے ہاتھ مین منہدی لگی ہی یہ چند باتین ابھی عاشق و معشوق مین ہونے پائین تھین مثل مشہور ہی کہ شب وصل باتون مین گذر جاتی ہی رخ شمع پر زردی آئی آثار سحر نمود ہوئے طائران صحرا کی زمزمہ سرائی کی آواز آئی اپنی اپنی زبانون مین حمد خلا کرنے لگے یکایک آفتاب عالمتاب برائے مبارکبادی شب وصال طالب و مطلوب کاشانۂ مطلع مشرق سے برآمد ہو کر پشت اشہب تیزگام فلک پر سوار ہوا اور قطع راہ منازل مین سرگرم رفتار رہا رخ پرنور مہر سے روشن جہان ہوا روی سیاہ شب آنکھون سے پنہان ہوا بلائے تیرگی شب رخ خورشید سے بالکل دور ہوئی تاریکی شب روشنی مہر سے بالکل کافور ہوئی ہر عاشق مہجور کی امید برآئی صبح ہوئی صورت خورشید نظر آئی **شعر** مؤذن اذان سے ہوئے بہرہ مند٭ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند٭ مرغان خوش الحان حمد و ثنائے سبحان بجالانے لگے جھونکے نسیم سحر کے مثل گلہائے گلشن غنچہ ہائے دل کھلانے لگے **اشعار**

صبح در آمد زدلو یوسف زرین رسن
روے افق شد ازان ہمچو عقیق یمن
کرد چو یونس بر آب در دل ماہی وطن
چشمۂ خورشید شد چشمۂ آب حیات
خنجر زرین مہر پہلوے شب را شگافت
ساقی دوران از و داد مہر انجمن

وصدائے مرغ سحر کا بلند ہونا ستارہ ہائے سحری کا جھلملانا بارگاہ ایرج نوجوان مین عجیب شان ہی رخ شمع پہ زردی داغ لگن مین جلے ہوئے پڑے ہین فرش مین جابجا شکن شاپور شیردل کا بکھیر دین گانا عاشق و معشوق کا دل لبھانا لب دونون کے مسکے ہوئے ملکۂ عالم کے چہرہ پہ بوسون کے نشان **شعر** وہ رخسارے نازک کہ ہو جائین لال٭ اگر ان پہ بوسون کا گذرے خیال٭ نہ کہ پہلوے عاشق مین شب بسر کرنا جوش محبت مین بوسے بازی ہونا موے شکین چہرے پر کھلے ہوئے باسی ہارون کو گلے سے توڑ کر پھینکا انمین بھینی بھینی خوشبو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو صدائے مرغ سحر سنی مثل ماہ تابان رنگ چہرے کا فق ہو گیا گھبرا کر کہا کہ اے شہریار غضب ہو گیا آپکی باتون مین سحر ہوئی عجب صورت سے یہ رات بسر ہوئی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی اسقدر کیون گھبرائی ہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا اے شہریار جسکا مجکو خوف تھا اُسی کا سامنا ہوا آپنے میرا کہنا نہ مانا صبح ہو گئی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اب میرا جانا ناممکن ہے ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم ناحق کا تمکو خیال ہی بلا سے بیٹھو عیش کرو خیالات شر و فساد کو دل مین نہ جگہ دو تمنے فولاد دنولاد شکن کو ہوا بنا یا ہے کیا آکے سب کو کھا جائیگا ملکہ تمکو ہمارے سر کی قسم اب نام فولاد فولاد شکن کا ہمارے سامنے نہ لینا ورنہ مین ابھی ایک نامہ لکھکر پاس فولاد دنولاد شکن کے اس مضمون کا بھیجدونگا

او ہمیا تیری دختر ہمارے پاس موجود ہے اگر کچھ دعوی جرأت ہے تو آکر لیجا یہ سنکر ملکہ سمبین عذار صنوبر قد تھر تھر کانپنے لگی شاپور شیر دل نے اشارہ کیا ملکہ پر اے خدا اب ذکر فولاد فولاد شکن نہ کرو اسکی جرأت کا نام نہ لو یہ خاندان کا خاندان آتش خو شعلہ مزاج مشہور ہے دادا انکے رستم سپلتن علمشاہ نوجوان ایسے جاہل اجہل تھے کہ بات بات پر ہوا سے لڑتے تھے اب چندے سے سلیس ہو گئے ہین مگر مقام جرأت پر آپ ہی اپنے آپسے باہر ہو جاتے ہین اور باپ انکے شاہزادہ خاور سپاہ معاذ اللہ صاحبقران زمان تک انکی بدمزاجی پر طرح دیتے ہین اور یہ تو ابھی نوجوان آگ کے پتلے بنے ہوئے ہین جرأت مین بنظیر مرجانے کو اپنا فخر سمجھتے ہین پس ایسے مرنے والے سے ڈرنا چاہیے موافق انکی طبیعت کے کام کرنا چاہیے اگر ابکی مرتبہ ذکر جرأت فولاد فولاد شکن کر دی ایسا نہو تلوار پکڑ کے خود اسکے لشکر مین آپ ہی گھس جائین روبرو اسکے جاکر کہین کہ بیٹی تیری ہمارے پاس موجود ہے انسے ان باتون کا کچھ عجب نہین ہے ملکہ یہ سنکے رونے لگی اور کہا کاہے شہریار آپکو اختیار ہے اب ہم کچھ نہ کہین گے شاپور نے واسطے بہلانے شاہزادے اور ملکہ کے سامان شراب کباب مہیا کیا ملکہ کے دل کو چین نہین آتا وہ گل باغ محبوبی خاموش ہے کسی جانب متوجہ نہین ہوتی یہان کی تو یہ کیفیت ہے مگر اب دو کلمہ فولاد فولاد شکن کے تحریر ہوتے ہین اول صبحکو خواصین جو سوکر اٹھین دیکھا ملکہ اور شعلہ رخسار کوٹھے پر گئی تھین چہار جانب تلاش کرنے لگین سارے باغ کو چھان ڈالا اس گل حدیقہ رعنائی کی کہین بھنک پائی اب کنیزین باغ کی سب ایک مقام پر جمع ہین اور متردد و متفکر ہین اور آپسمین کہہ رہی ہین کہ صاحبو یہ کیا غضب ہوا ہماری ملکہ کو کون لے گیا ہمکو مثل لالہ داغ دے گیا کہان جائین کہان ڈھونڈھین کیا کرین کچھ بن نہین پڑتا ایک کہتی ہے بوا انکے باپ سے جلدی خبر کرو کہ آپکی صاحبزادی کا پتا نہین ملتا ایک نے کہا وہ آکر ہماری تمہاری ناک چوٹی کاٹ لینگے ہمین سے پوچھین گے ہم انسے کیا بتائینگے یہ تقریر خواصون کی سنکر غنچہ دہن وزیرزادی مالکہ کی خاموش ہے اسکو تو اک حیرت کا جوش ہے سب نے کہا بی وزیرزادی صاحبہ آپ ہم سبھونکی افسر ہین ہم سب سے عقل و فطرت مین بہتر ہین آخر کیا کرین غنچہ دہن نے کہا صاحبو مین کیا بتاؤن ہے سر پیٹ کر کہان نکل جاؤن جان و آبرو کا ڈر ہے شعلہ رخسار ہمارے واسطے آگ لگا گئی سٹرن ہو کر ہمکو دیوانہ بنا گئی نہین معلوم ہماری مالکہ کو کہان لیگئی صاحبو مین خاک بولون کیا زبان کھولون ہے ہے مین تو بالکل لٹ گئی اپنی شاہزادی حور خصال سے چھٹ گئی جان کا کس حرامزادی کو ڈر ہے انکی یاد زلف مین حال دل ابتر ہے ہائے انکی بھولی صورت یاد آتی ہے میری آبرو بڑھانیوالی دو دن سے بیچین تھین مین نے ہر چند پوچھا کون سی ایسی مخفی بات ہے جو مجھ ایسی رازدار سے نہ کہی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہے کسی کی دام زلف مین پھنسین یا کسی مکار نے یہ جال پھیلایا اس بلبل نغمہ سنج باغ حسن کو ہمسے چھڑایا یہان آپسمین یہ باتین ہو رہی تھین بعض ہنستی تھین بعض رو رہی تھین کہ یکایک بی لذت محلدار تھر تھر کانپتی ہوئی بدحواس آئی کہا او مستانیو یہ کیا ہلڑ مچایا ہے اپنی جان کی خیر مناؤ معا جلاد فولاد فولاد شکن آتا ہے مین نے سلام کیا پہلے

مجھسے یہی پوچھا کہ **سیمین عذار** صنوبر قد اٹھی یا سوتی ہے چھوکری کا مزاج کیسا ہے مین نے کچھ جواب نہین دیا بھاگی یہان آئی ہون ہوشیار ہو جاؤ استقبال کو چلو مین تو باغ کی کھڑکی کھولکر بھاگی جاتی ہون بوا چاہتی ہون کسی کنوین مین گر پڑون ہا ہے ہے کیونکر اپنی جان دون زمین سخت آسمان دور ای خداوند **لقا** خیر کیجیو سب کی جان بچائیجیو مثل صبا کے ابھی ابھی ہماری ملکہ باغ مین آجائے دل شگفتہ ہو جائے **لقا** کے نام پر غریبون کو شراب پلاؤن گی **لات و منات** کا پوجا کرون گی ہنوز یہ باتین تمام ہونے پائی تھین سب خواصین **لذت** کی باتین سنکر مثل تصویر خاموش کھڑی تھین کہ فولاد شکن سامنے سے نمایان ہوا نشہ شراب مین مست پیر ڈالتا کہین پڑتا کہین لڑکھڑاتا ہوا آتا ہے سب خواصین واسطے تسلیم کے جھکین **فولاد** فولاد شکن آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا میری نور عین کہان ہے سب نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر مثل بید لرزان بصورت آئنہ حیران و بشکل گیسو پریشان زبانین بند دل دردمند سب سے آگے بڑھی ہوئی بی **لذت** کھڑی ہین بھاگنے کا قصد تھا مگر اب تو پانون مین زنجیر پڑ گئی گویا زمین مین گڑ گئی **فولاد** فولاد شکن نے کہا ارے حرامزادیو کچھ جواب نہین دیتین کیا چھوکری ابھی سوکر نہین اٹھی سوتی ہو تو خبردار نہ جگاؤ دن بھر بدمزاج رہیگی جب اس تقریر کا بھی جواب نہین ملا **فولاد** فولاد شکن نے سر پر بی **لذت** کے ایک گھونسا مارا اسکا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر گری زمین پر ایڑیان رگڑنے لگی اور کسیکو تھپڑ کسیکو قبضہ تلوار کا کسیکو ٹھوکر لگائی جبس باغ کا اسی طرح خاتمہ ہوا غنچہ دہن ہاتھ باندھکر آگے بڑھی عرض کی لونڈی کا بھی سر کاٹ لیجیے جلد سزا دیجیے **فولاد** شکن نے کہا ارے غنچہ دہن آخر معرکہ کیا ہے سوکے نہین اٹھی یا جاگتی ہے یا مر گئی آخر کیا افتاد ہوئی غنچہ دہن نے کہا اصل حال یہ ہے کہ جسوقت ملکہ واسطے شکار کے گئی تھین خیر وہان سے واپس آئین عجیب کیفیت تھی چہرہ زرد ہونٹھ خشک خاموش کسی سے کلام نہ کھانے پینے پر توجہ آکر منھ لپیٹ کے پڑ رہین خواصون پر غصہ فرمایا کہ تمنے ہمکو قیدی بنایا ہے ہمارے پاس سے جاؤ تنہا ہمین رہنے دو مین جوش محبت مین شب کو جاکر حاضر ہوئی دیکھا تو روتے روتے آنکھین سوج گئی تھین مین نے حال پوچھا تصدق ہوئی نثار ہوئی یہی فرمایا کہ طبیعت میری علیل ہے میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا غنچہ دہن میرے پاس سے جاؤ کنارے جاکر بیٹھو اسی پریشانی مین رات کٹی صبح کو حضور تشریف لائے آپنے حکم دیا شعلہ رخسار اور **لالہ عذار** کو لاؤ گانا سنؤ بعد حضور کے جانیکے بی **شعلہ رخسار** گرما گرمی کرتی ہوئی آئین مگر مثل دیوانون کے کہتی ہوئی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون بی **لالہ عذار** پیٹتی تھین ہے ہے میری بچی کو کیا ہو گیا حضور ملکہ سر شام بی **شعلہ رخسار** کا ہاتھ پکڑکر کوٹھے پر گئین یہ کہکر کہ ہم اسکا علاج کرینگے ملکہ عالم نے **لالہ عذار** شعلہ رخسار کی مان کو رخصت کر دیا ہم لوگون کو حکم دیا کہ ہمارے پاس نہ آؤ ہم کوٹھے پر اکیلے بیٹھین گے اب جو لونڈیون نے صبح کو جا کر دیکھا نہ بی **شعلہ رخسار** کو پایا نہ ہماری ملکہ کا پتا ملتا ہے سارا باغ چھان چکے آپکے خوف سے کھڑے کانپ رہے تھے یہی آپس مین چرچے تھے کہ اب کیا کرین کہان جائین اصل کیفیت تو یہ تھی

اب حضور کو اختیار ہی چاہی لونڈیون کی جان بخشی ہو چاہی قتل کرین ہم بالکل از دل سی ملکہ کے ناواقف ہین خداوند لقا تو ہمکو غارت کر جو ہم اور کچھ جانتے ہون قریب تھا کہ یہ باتین سُنکر فولاد کا کلیجہ پھٹ جائے یون کانپتا تھا جیسے کسیکو بخار چڑھتا ہی فولاد تو اس غصے مین کھڑا ہوا ہی مگر حال سُنیئے لالہ عذار مادر شعلہ رخسار کا کہ یہ بموجب حکم ملکہ بیٹی کو چھوڑ کر چلی تو گئی تھی مگر رات بھر یاد مین مثل ماہی بے آب تڑپا کی اور بیقراری مین صبح ہوئی بہلی پر سوار ہو کے چلی قضائے کار اُسی نخل کے قریب پہونچی جہان شاپور شیر دل نے شعلہ رخسار کو بیہوش کر کے ڈال دیا تھا اب اُسکی بیہوشی دور ہوئی اپنے کو ننگا منگا صحرا مین پایا ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے چیخین مار کر رونے لگی لالہ عذار کے کان مین یہ آواز آئی گاڑی بان سے کہا ہی یہ میری بچی کے رونے کی آواز آتی ہی ارے جلد بہلی روک وہ جبتک روکے روکے لالہ عذار نے اپنے تئین بہلی سے گرا دیا اُفتان و خیزان دوڑی شعلہ رخسار نے جو مان کو آتے دیکھا چلائی اے امی جان ادھر آئیے ہی ہم سے ایسی بیزار ہوئین کہ ہمکو ننگا کر کے جنگل مین ڈال دیا اب توبہ کرتی ہون کسی غیر کے ساتھ نہ جاؤنگی مین تو اُن لوگون سے کہا کرتی تھی میری امان جلادنی ہی خطا پر مار ڈالیگی آخر آپنے ایسا کلیجہ پتھر کا کیا کہ ہمکو صحرا مین ڈالدیا اگر کوئی شیر بھیڑیا آتا کھا جاتا تو اچھا ہوتا تمھاری امید بر آتی یہ سنکر لالہ عذار متحیر ہو کر دوڑ کے لپٹ گئی اور رو کر کہنے لگی اے جان مادر یہ کیا کہتی ہو تم یہان کیونکر آئین مین تو تمکو دیوانے پن مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے پاس چھوڑ آئی تھی ایسی ایسی باتین جو آپسمین ہوئین لالہ عذار بھی حیران شعلہ رخسار بھی پریشان طول بیجا کا اس راقم کو بڑا خیال ہی آمدم بر سر مطلب لالہ عذار نے اپنی دُلائی شعلہ رخسار کو اُڑھائی نساری باندھنے کو دی اور کہا بیٹا بڑی حیرت کی بات ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا چلو باغ مین ملکہ عالم کے چلکر دیکھین وہان کیا گل پھولا ہی الغرض اسوقت دونون باغ مین آکر پہونچین کہ فولاد فولاد شکن غنچہ دہن سے حال سُنکر جو اول مین لکھا گیا ہی خاموش کھڑا ہی کہ غل ہوا کہ بی لالہ عذار اور شعلہ رخسار باہر سے باغ کے آتی ہین دیکھین یہ دونون کیا فرماتی ہین جیسے ہی فولاد کے قریب آئین فولاد نے کوڑا اُٹھایا اور کہا کہ سچ بتاؤ کمبختو کیا معرکہ ہی میری بیٹی کا پتا نہین ملتا لالہ عذار خود پیٹنے لگی کہ حضور میری داد دیجیے مین اپنی بیٹی کو خدمت ملکہ عالم مین چھوڑ گئی تھی اسوقت صحرا مین ننگا برہنہ پیٹ پایا جو میری بچی کو شیر بھیڑیا کھا جاتا تو کسی طرف کی نہ رہی تھی لونڈیون سے ایسا غصہ مناسب نہین ہی سب نے اُسکو سڑن بنایا تھا وہ بیچاری قسمین کھاتی ہی کہ نہ مین دیوانی ہوئی نہ سڑن ہوئی ایسی دل لگی نکرنا تھا کہ ننگا کر کے جنگل مین پھکوا دیا کیا خوب ملکہ نے علاج کیا میری سڑن دیوانی کو میرے گھر بھجوا دیا ہوتا ذرا ملکہ کو تو سامنے بلائیے مین اُنسے شکایت کرونگی جھاڑ کا کانٹا بنکے پیچھے پڑونگی اور کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگی وہ تو خداوند لقا نے بڑی خیر کی کہ مین روتی پیٹتی اپنی بچی تک پہونچ گئی جب وہ خونخوار جنگل یاد آتا ہی تو میرا کلیجہ تھر تھر کانپنے لگتا ہی اگر مین نہ جاتی تو میری بچی مجکو زندہ نہ ملتی ذرا ملکہ آئین تو انہین دیکھو مین کیا

انکو آڑے ہاتھون لیتی ہون **فولاد** نے یا تو کوڑا اُٹھایا تھا یہ تقریر حیرت افزا سنکر ہاتھ روک لیا کہا ارے ملکہ کہان ہے جسکو بلاؤن میری بیٹی خود غائب ہے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین کیا کرون کہان اپنی دختر کو ڈھونڈھون **لالہ عذار** نے عرض کیا واری میرے خیال مین تو یہ آتا ہے کہ اُسی جنگل مین چل کے تلاش کیجیے آپکا پھول بھی اُسی خارستان مین ملیگا جیسے مین جنگل مین جاکر شگفتہ ہوئی ویسے ہی آپکا بھی غنچۂ آرزو کھلے گا **فولاد** ساری جرات بھولا کہا اچھا چلو فقط ان دونون کو ساتھ لیکر اسی جنگل مین مثل غول بیابانی چہار طرف دوڑنے لگا کبھی نام لیکر ملکہ کا پکارتا تھا کہ اے **سیمین عذار صنوبر قد** بی بی کہان ہو مثل طائر عنقا میری نظرون سے کیون نہان ہو آکر کلیجے سے لپٹ جاؤ چاند سی صورت دکھاؤ **فولاد** تو دیوانہ وار صحرا مین یہ کہتا مارا مارا پھرتا تھا اور دونون لونڈیان بھی تلاش کرتی پھرتی ہین مگر خواجہ گلزار الدین ملک **بختیارک** شوم کافر بیدین صبح کو جو اٹھا پہلے پاس **سلیمان** کے آیا کہا کیون پہلوان دوران وگرشاسب جہان میان **فولاد** فولادشکن کا منھ ہی کے کڑے ہین کئی دن ہوچکے تشریف لائے ہوئے طبل جنگی کیون نہین بجواتے وہ تو فرماتے تھے کہ اسی ہفتے کے اندر قارت کو بالائے قیطول پہونچائینگے مسلمانون کو بھگا دینگے اب تامل کا کیا باعث ہے **سلیمان** نے کہا مالک جی کل **فولاد** فولاد شکن شب کو خود کہتا تھا کہ ماموں جان جلد طبل جنگی بجوائیے مین قدرت سے شرمندہ ہوتا ہون مین نے روکا آج کی شب کا وعدہ کرلیا ہے مگر نہین معلوم کیا سبب ہے کہ اتنا دن چڑھ آیا اور فولاد ابھی تک یہان نہین پہونچا **بختیارک** نے کہا آج مین خود انکی ملاقات کو جاتا ہون ابھی ساتھ لیکر دربار خداوندی مین آتا ہون **سلیمان** عنبر موئے کوہی نے کہا بہرحال مین دربار لقا مین چلتا ہون اُسجا مین ملاقات ہوگی **سلیمان** گینڈے پر سوار ہوکے اُدھر چلا **بختیارک** نے خچر اپنا طرف باغ **سلیمان** کے بڑھایا رواروی کرتا ہوا آتا ہے چند غلام ساتھ ہین اُنسے کہتا ہوا آتا ہے آج نالائقون کو لڑوا دونگا اتنے دنون کوئی آکر نہین ٹھہرا اب مین انکو جہنم مین پہونچاتا ہون مسلمانون سے لڑواتا ہون یہ کہتا ہوا در باغ پر آیا دیکھا رنگ باغ دگرگون ہے ہزارون خواصین ملکہ کی دروازے پر کھڑی پیٹ رہی ہین بعض **لقا** سے فریاد کر رہی ہین یا خداوند ہماری ملکہ کو ہمسے ملادے **فولاد** فولاد شکن بامراد آئین ملکہ کو بصحت و عافیت صحرا سے پاجائین جس طرح لالہ عذار کی مراد ملی ننگی ہوگئی بلا سے لباس گیا پاپوش سے انکی جان کی تو خیر ہوگئی زندہ تو ملی اسی طرح یا **لقا** ہماری بھی مراد حاصل ہو ملکہ کو یہان کھیلتا پائین ایک کہہ رہی تھی کہ بوا میرے ہوش و حواس باختہ ہین یہ تو باتین طلسمات کی سی ہین **بیت** چمن مین دفن ہوا کوے یار مین نکلا ۔ زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہون مین ۔ شعلہ رخسار ملکہ **سیمین عذار صنوبر قد** کے ہاتھ کوٹھے پر گئی اور جنگل مین ننگی ملی دیکھیے تیرھوین صدی کے زمانے مین کیا کیا ہوگا **بختیارک** نے جو یہ ہنگامہ دیکھا خچر سے کودا قریب کنیزون کے آیا پوچھا خیر تو ہے میان **فولاد** فولادشکن کہان ہین تم سب کیون اسقدر فریاد و زاری نالہ و بیقراری کر رہی ہو کس ملکہ کے لیے دعا مانگتی ہو سب کنیزون نے ہلہ ہوا میان شیطان آئے یہ خداوند سے بہت گستاخ ہین انکے سامنے بیان کرو یہ قدرت سے

تمہکو مراد دلی دلوا دینگے بچھڑی ملکہ سے ملا دینگے اگر کچھ بھوت پریت کا خلل ہوا ہی دیو جن خبیث لے گیا ہی تو یہ کل خبیثات کے باپ ہین بڑے پریت آپ ہین انسے ضرور رکھو مطلب حاصل ہوگا رنج و ملال زائل ہوگا یہ آپسمین مشورے کرکے سب کی سب دوڑین قدمون سے بختیارک کے لپٹ گئین کہا میان شیطان صاحب دوہائی ہی ہماری ملکہ خودبخود غائب ہوگئین بختیارک نے کہا کون ملکہ ایک کنیز نے کہا کہ پہلوان صاحب کی دختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد خودبخود باغ سے غائب ہوگئین ہین میان پہلوان صاحب جنگل مین براے تلاش تشریف لیگئے ہین بختیارک نے کہا ہین یہ کیا کہ غائب باغ مین ملکہ ہوئین فولاد جنگل مین ڈھونڈھنے کو گئے اُسنے عرض کیا کہ میان بختیارک تمسے مین بیان بھی کرتے ڈرتی ہون ذرا کوئی وسوسہ دلوائیگا میری امان سی مجکو نہ لڑوائیے گا شوہر سے نہ جدا کیجیے گا یہ سب جھگڑے آپ ہی کی ذات سے ہوتے ہین یہ سُنکے بختیارک گالیان دینے لگا کمبختو کہین تمھاری قضا تو نہین آئی ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا جلد مفصل بتاؤ مطلب تو سمجھ گیا ہون لیکن اشارہ کافی نہوگا سوسن نے کہا ملک جی مجھسے حال سنیے اور تو جھگڑا طول طویل ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ شعلہ رخسار کے ساتھ ملکہ کوٹھے پر گئین وہان سے غائب ہوئین شعلہ رخسار جنگل مین ملی وہان ننگی پڑی تھی اسوجہ سے فولاد بھی اسی جنگل مین تلاش کرنے گئے ہین بختیارک خوب قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا وہ مارا جو ہم نے کہا تھا وہی ہوا اچھے الّو کے پٹھون کا دڑبا کھلا ہی جنگلہ مین مثل غول بیابانی کے گیا ہی وہ پریوش کسی خوب عیش و عشرت کے پہلو مین بیٹھی ہوگی مزے اڑا رہی ہوگی یہ کہکر خچرے پر سوار ہوا اور بہ تعجیل جنگل مین آیا دیکھا میان فولاد ہر طرف مثل لنگور کے اچکتے پھرتے ہین ایکطرف دو لونڈیان گویا جنگل کی بلائین پکار رہی ہین کہ ملکہ آؤ فولاد فولاد شکن نے جو بختیارک کو آتے دیکھا قریب آیا کہا ملک جی عجب طرح کا معرکہ ہوا باغ سے ملکہ اور شعلہ رخسار غائب ہوئین شعلہ رخسار کو اسکی مان نے اس جنگل سے پایا مگر میرا گل آرزو کہین کانٹون مین چھپ گیا ہی نہین ملتا ہی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پانون مین آبلے پڑ گئے ہین بختیارک نے کہا آپ میرے ساتھ چلیے ہین آپسے مفصل بتلا دون فولاد خوشی خوشی ساتھ ہوا لالہ عذار و شعلہ رخسار اپنے خیمے کی طرف گئین فولاد جب آکر در باغ پر بیٹھا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران یہان ایسے معاملے بہت گذر چکے ہین آپ اُس عورت کے کہنے سے ناحق دوڑے گئے عقل سے ظاہر ہوتا ہی کوئی عیار بشکل شعلہ رخسار بنکر آیا شعلہ رخسار کو وہان ڈال دیا آپ یہان ہو بچارات کو قابو پاکر ملکہ کو لیگیا جو مین نے حکم لگایا تھا آپ کو یاد ہوگا وہ کرسی نشین ہوا ہین مٹکا کسی سے پہلے ہی ہو چکا ہوگا فولاد فولاد شکن کو اس تقریر بختیارک سے نہایت غصہ آیا ایک دھول ماری رفیدہ ملک جی کا زمین پر گرا اور کہا او نادر بخطا پھر تو نے یہ کلمہ مہمل میرے سامنے کہا میری لونڈی بھی کبھی ایسا کام نہ کرے گی اسکو تو خود مرد کے نام سے نفرت ہی کس مرد کی مجال ہی کہ اُسپر آنکھ ڈالے نہین معلوم یہ کیا اسرار ہی چلو خداوند سے پوچھین وہ صاف صاف اس راز کو بتا دینگے بختیارک نے جھاڑ پونچھ رفیدہ تو سر پر رکھ لیا اور کہا حضور غصہ نہ فرمائین اگر دل چاہتا ہے تو اور دو چار دھولین لگائین مگر گوش ہوش سماعت فرمائیے مصرع چشم من بسیار زین خواب پریشان دیدہ است؛

اے پہلوان دوران علامت اول تو یہ ہے کہ دو چار روز بیشتر سے ضرور بیقرار ہونگی ہان یہ تو فرمایئے کہین شیرون کے شکار کو تو جانیکا اتفاق نہین ہوا فولاد نے کہا وہ ہمیشہ سے شکار دوست ہے ہرن کیسے شیر کا بھی شکار کھیلا پلنگ خونخوار کو تلوار سے مارا مگر البتہ کل جو مین صبح کو آیا تو اُسکا عجب حال تھا جب دریافت کیا تو کنیزون سے معلوم ہوا کہ جب سے شکار سے آئی ہین طبیعت بہت بے لطف ہے بعد اُسکے سُنا کہ رات بھر منھ لپیٹے پڑی رہین جب مین آیا اُسوقت حقیقت مین اُسکا حال ابتر تھا مینے بیمار جانکر کہا کہ بیٹا ڈنڑ پیلو مگدر ہلاؤ گائن کو بلا بھیجو یہ میرے ہی حکم سے ڈومنیان آئی ہین اُنہنے کچھ فرمائش نہین کی ملک جی یہ معرکہ گذرا بختیارک نے کہا ناک ناک بنتا ہون جو میرے کہنے کے خلاف ہو جو اوپر گذرا وہ مجھسے سُن لیجیے اور میری ذہانت کی داد دیجیے یہ معاملہ گذرا ہوگا شکار گاہ مین گئی ہونگی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا بھی برائے شکار آیا ہوگا اُس سے آنکھین چار ہوئی ہونگی کچھ لوگ اُسوقت وہان ہونگے اسوجہ سے ناچار ہوئی ہونگی یہ جوان حسین کمسن فرزندان حمزہ بھی دریائے حسن وجمال کے گوہر بےبہا ہین صورت و شوکت وجلالت مین یکتا ہین چوٹ کھاکر عشق کی آئی ہونگی ادھر اُنہنے عیار کو اپنے بیقرار ہوکر برائے جستجو بھیجا ہوگا وہ اس صورت سے آکر لے گیا حضور کو داغ دے گیا اگر اسمین فرق ہو سر کاٹ لیجیے ان باتون مین چند سرداران لشکر فولاد بھی آگئے ہین بختیارک مسخراپن بھی کرتا جاتا تھا اور جلا جلا کے کہتا جاتا تھا اور ٹھنڈی سانسین بھرتا جاتا تھا کہ ہائے غضب آپنے کس نازونعم سے پالا ہوگا اُس ظالم بے درد نے خون کا دریا بہایا ہوگا اب مزے اُڑا رہے ہونگے عاشق ومعشوق گلے مین ہاتھ ڈالے بیٹھے ہونگے فولاد فولادشکن غیرت کے مارے غرق غرق شرم ہوگیا قریب تھا کہ خنجر مار لے لیکن ضبط کرکے کہا ملک جی آپکی چہ میگوئیان درست ہین لیکن سب آپکا خیال خام ہے ہرگز ہرگز میری بیٹی ایسی نہین اور اگر تمکو اس امر مین یقین کامل ہے تو اب مین تمہاری جان اور اپنی جان ایک کردونگا ورنہ مفصل بتاؤ کہ کس برج مین وہ آفتاب آسمان خوبی ہے کس دیرہ انداز نے یہ کام کیا ہے تو ابھی جاکر دریائے خون بہاؤن دونون کے سر کاٹ لاؤن اگر اسمین فرق ہو تو مجکو فولاد فولادشکن نہ کہنا بختیارک نے یہ سنکر تیوری پر بل ڈالکر کہا بس اب خاموش رہیے حقیقت مین اُس شخص نے بُرا کیا آپکی جوان بیٹی کو نکال لے گیا لیکن اب اس مقدمے پر خاک ڈالیے معاف فرمائیے اگر سچ پوچھیے تو اُسنے آپ پر احسان کیا کیونکہ آخر آپ کہین شادی کرتے اُسمین ہزار ہا روپیہ صرف ہوتا اہالیان برادری کو بھی تکلیف ہوتی یہ بے نمک پھٹکری لگائے ہوئے مطلب حاصل ہوا اور آپنے جو فرمایا کہ اگر پتا ملے تو جاکر دونونکے سر کاٹ لاؤن یہ امر بھی دشوار ہے ہر مسلمان بلائے روزگار ہے اگر مین پتا لگاؤن آپکو تکلیف دون آپ وہان جائین ایسا نہو دشمن مارے جائین پھر کر آنا دشوار ہوگا پس یہ جستجو کرنا بیکار ہوگا چلیے ناچ راگ و رنگ مین مصروف ہو جیے غصے کو تھوک دیجیے جو ہونا تھا وہ ہوا اُسکا ذکر کیا ہے ایسے معاملے تو اکثر گذرتے ہین بموجب شعر بلبلان دشت آشیان را بگل گفت کہ خس کم دجہان پاک ٭ ان کلمات مہملات کو سنکر فولاد مثل رعد گڑگڑایا غصے سے مانند بید تھرایا

کف منھ مین بھر آیا مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب مین آیا کہا ملکہ بس بس زبان سنبھالو ایسی واہیات باتین منھ سے نہ نکالو اگر تجھ اُن دونون نالائقون کو چھوڑ دون تو آج سے تلوار باندھنا ترک کر دون فقط آپ کا اتنا احسان ہوگا کہ مفصل مجکو بتلا دیجے کہ وہان وہ دونون نالائق موجود ہین اُسوقت آپ پر حال ظاہر ہوگا قسم ہے جاہ و جلال خداوندی کی اب کہانا جب کھاؤنگا جب اُس درا ندازکو سزاے معقول دونگا آپ نشان تبانے مین جستجو کیجیے زبان سے کچھ فرمائیے ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا آپ شیطان درگاہ خداوند ہین آپ کو کچھ نہین کہہ سکتا اگر اور کوئی ایسے کلمات منھ سے نکالتا تو سر اُسکا کھینچ کر پھینک دیتا بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن حقیقت مین آپ سے باہر ہے نشہ جرأت مین بیہوش ہے از خود فراموش ہے گھبرا کر کہا مین ابھی فکر کرتا ہون خیر تاب اپنے عیار کو بلا کر کہا جلد جا کر مہتر وسواس کو بلا لا خیر تاب فوراً روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے مہتر وسواس کو اپنے ہمراہ لایا بختیارک نے کل کیفیت وسواس سے بیان کی اور کہا کہ اگر اس بات کا پتا لگاؤگے تو اسقدر نقد و جنس پاؤگے کہ نہال ہو جاؤگے وسواس فوراً قنطورۂ زربفتی و پیتاوہ سقرلاطی و گوپن عیاری سے آراستہ ہوکر واسطے تلاش ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے روانہ ہوتا ہے ان سب کو اس جستجو مین چھوڑیے لیکن اب بیان سے دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم و صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش کہ نتیجہ قتل ملکہ بران شمشیر زن لیکر آیا ہوا ہے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مصنف

ساقی اک جام ہو عنایت
باقی رہے دور تا قیامت
دولتمندون مین ہو تیرا نام
پاے جو زلال ورد آشام
جسمین ہو شراب دیر سالہ
اُس خم کی زکوٰۃ اک پیالہ
دھوئے دھائے دھرے ہین ساغر
بھٹی سے نکال آتش تر
اس آگ سے جب گلاس دہکے
خم خانے کا تیرا پھول مہکے
لب سے وہ پری جو لب ملائے
دل مین نئی اک ترنگ آ لے
ساقی نے شراب دی یہ سنکر
حاضر ہوئی فکر پھول چُن کر
گلدستہ جو ذہن نے بنایا
بندش نے عجیب گل کھلایا

مہمیز کنندگان سمند تیز گام عیاری و شہسواران میدان طراری توسن کلک کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین اور غزالان مضامین داستان صحراے فرحت افزاے خوش بیانی مین یون طرارے بھرتے ہین سابق مین تحریر ہوا ہے کہ صمصام نمکحرام شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے پھر گیا اور آکر افراسیاب کے شریک ہوا مع فوج و لشکر بارگاہ حیرت جادو مین آگیا ہے قصد ہے کہ طبل جنگی بجوائے ملکہ بران سے مقابلہ کرے مگر چونکہ زخمی ہو کر آیا ہے اسوجہ سے تامل ہوا ہے یہ بھی عرض کر چکا ہون کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل فکر قتل صمصام بد انجام مین روانہ ہو چکے ہین جب صمصام نمکحرام خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوا اور مقدمے مین اپنی معشوقہ لالہ زار نرگسی چشم کے بخوبی عہد و پیمان لے چکا اور ملکہ نے بھی اقرار کیا کہ تیری دھوم سے شادی کرینگے خانہ آبادی

کا سامان ہوگا عرصۂ دراز تک بارگاہ **حیرت** مین حاضر رہا اور یہ کہکر اُٹھا کہ کل غلام طبل جنگی بجوائیگا اور لطف بربادی خانہ کو کب روشن ضمیر دکھلائیگا ملکہ نے کہا جاؤ سپرد خداوند **سامری** کیا مگر عیارون سے ہوشیار رہنا عرض کیا چالیس سرداران نامی غلام کے ساتھ ہین کیا مجال ہے کہ میری بارگاہ مین کوئی آسکے یہ کہکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا ساحران غدار وسرداران ناہنجار خلعت ہاے فاخرہ پہنے ہوئے گرد اس ہیجیا کے مرغ زرین بنے ہوے چلے آتے ہین عقب مین خدمتگار یہ تو اپنی بارگاہ کی جانب اسطور سے جاتا ہے مگر واضح راے ناظرین ہو کہ خواجہ **عمرو** ایک تدبیر کرکے ایک مقام پر ٹھہرے ہین اور **چالاک** کو کچھ سمجھا کر روانہ کر دیا **چالاک** صورت بدلے ہوئے در بارگاہ **حیرت** پر کھڑا ہے کہ **صمصام** طرف اپنی بارگاہ کے جاتا ہے **چالاک** نے پیچھا کیا دیکھا ایک خدمتگار **صمصام** کا ظاہرا مقرب معلوم ہوتا ہے کہ لباس معقول پہنے ہوئے گوٹے دار پگڑی سر پر چینی چپکن زیب جسم مشروع کا پاجامہ یہ کہتا ہوا عقب **صمصام** جاتا ہے کہ آج انعام واکرام مین کئی ہزار روپیہ میری تحویل سے خرچ ہوا ہے اُسکا حساب لکھوانا ہے یہ جو **چالاک** نے سُنا تدبیر تو کر ہی چکا تھا ایک عورت کی شکل بنکر چہرے کو چادر سے چھپایا قریب اُس خدمتگار کے آیا کہا میان خدمتگار صاحب ذرا ادھر دیکھو وہ پلٹا دیکھا کہ ایک نازنین بڑی بڑی انکھڑیان مگر حجاب سے ہاتھ پانون مین رعشہ کمر سے ایک کاغذ نکال کر ہاتھ مین اُس خدمتگار کے دیا کہا لو صاحب جلدی کوئی مجھ بدنصیب کو دیکھ نہ لے ماں باپ کی آبرو جائے ہماری عصمت مین فرق آئے مگر نوکری ایسی بری چیز ہے کہ کچھ بن نہین پڑتا خدمتگار نے یہ سُنکے کاغذ ملفوف ہاتھ مین لیا پوچھا یہ کاغذ کیسا ہے اُسنے آنکھین مٹکا کے کہا میان **صمصام** کی خالہ نے لکھا ہے جب مالک تمھارے بارگاہ مین بیٹھ لین یہ کاغذ چپکے سے اُنکے ہاتھ مین دینا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے ورنہ کسی بیگناہ کی جان جائیگی اتنا زبانی بھی کہدینا اسکو تنہائی مین پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند ہوجیے ورنہ معشوق سے ہاتھ دھو کر عمر بھر سر پر ہاتھ دھر کر روؤگے یہ کہکر وہ عورت تو مٹکتی چلی گئی خدمتگار نے کاغذ جیب مین رکھا جب **صمصام** بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا خدمتگار نے پوشیدہ نامہ ہاتھ مین دیا اور زبانی بھی وہی کلمہ کہدیا کہ حضور تخلیے مین چلکر اسکو پڑھین یہان سر دربار نہ کھولین حضور دینے والا یہ کہہ گیا ہے کہ اگر ظاہر ہوگا معشوقہ کی جان جائیگی فقط کہنے کو کہانی رہجائیگی نام معشوق سُنکے **صمصام** گھبرایا کاغذ ہاتھ مین لیکر تخلیے مین آیا اب جو دیکھا سر نامہ پر مُہر ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کی پائی مگر معلوم ہوتا ہے جلدی مین مُہر کی ہے کوئی حرف ظاہر کوئی مخفی بہ تعجیل نامہ کھولا اول القاب یہ لکھا اے شوریدۂ دست محبت واے آشفتۂ وادی مودت زاد عشقہ بعدہ یہ اشعار نظم تحریر کیے تھے اشعار

کیا مے کہون مین حال اپنا
اک لمحہ نہین قرار آتا

کیا تم کو لکھون ملال اپنا
دن آنکھون مین رات ہوگیا ہے

جس روز سے روے ہجر دیکھا
شب ہجر کی اک سیہ بلا ہے

ہر ایک نفس لگا ہے آگاہ
دل تیغ فراق سے ہے گھائل
ہے پیش نظر تری ہی تصویر
ابتر مرا حال سر بسر ہے
اور یاد جبین مین اے ستمگر
ہے تیغ الم سے شکل بسمل
آنکھون مین چبھے ہین تیر مژگان
ہے آنکھ اجل مجھے دکھاتی
یہ شعلۂ غم نے سر اٹھایا
شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین
پاس آتے نہین طبیب میرے
اے عیسیٰ درد جان مہجور
بستر ہے ہمیشہ نالۂ و آہ
پہلو مین نہین قرار دل کو
دن رات یہی ہے اُس سے تقریر
جیسا مرا حال ہے پریشان
برگشتہ ہے اختر مقدر
اندوہ ہے یہ ستم کشیدہ
ہین پار جگر کے غم کے پیکان
فرقت نے دیا ہے داغ دل کو
جلتی ہون مین شمع سان سراپا
اس آگ نے خاک مین ملایا
بیٹھے ہین دور دور ڈر سے
اگر لکھون مین سوز قلب مضطر
جان خواہش وصل پر ہے مائل
سمجھاتی ہون گو ہزار دل کو
ہر دم جو خیال موے سر ہے
واقف ہین تمھارے موے پیچان
ابرو کو نہین جو بھولتا دل
ہے مثل کمان قد خمیدہ
جب یاد ہے انکھڑیون کی آتی
کیا غم سے ہوا فراغ دل کو
اک آگ سی لگ رہی ہے تن مین
دل کو کئی مرتبہ جلایا
اے نبض شناس حال رنجور
قرطاس و قلم ہون خاک جلکر

اے شہنشاہ **صمصام** و اے عاشق ناکام یہ ہجران دیدہ آفت عشق کشیدہ عجب مصیبت مین ہے جب اول مین تمھارا نامہ محبت شمامہ آیا ہم اُسکو پڑھکر آمادہ ہوئے کہ جواب حسب مراد تمھارے تحریر کرین ملکہ **حیرت جادو** کو خبر ہو گئی کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے پاس کسی کا نامہ آیا ہے مجکو بُلوایا تمھارا نامہ مجھسے لے لیا اور پوچھا تیری کیا مرضی ہے مین خاموش ہو رہی کہ یہ سمجھ جائیگی الخاموشی نیم رضا **حیرت جادو** نے کہا ہم مطلب تیرا سمجھے ہم جواب بھی لکھینگے اور شادی تیری ایسے صاحب لیاقت کے ساتھ کرینگے پھر مجکو نہین معلوم کہ اُس نامے کو کیا کیا تمکو کچھ لکھا یا نہین لکھا مجھکو فقرے بازی مین رکھا اگر کل حالات لکھون ایک دفتر ہو جائے اب اصل مراد یہ ہے کہ جب تم لشکر لیکر یہان آئے کنیزون سے مجھکو بھی خبر ہوئی آج جو دربار سے پلٹ کر آئی اپنی وزیر زادی سے کہا میان **صمصام** میری مصاحب **لالہ زار** نرگسی چشم کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین یہ امر غیر ممکن ہے مدت ہوئی میرا وزیر اعظم **سرما** اُسکا طلبگار ہے مین اس سے نسبت پختہ کر چکی ہون اپنے وزیر کو عزیز جانون یا اُس غیر کے ساتھ شادی کر دون جب وہ براں کو قتل کر چکینگے کسی لونڈی کے ساتھ شادی کر دونگی اے عاشق زار و اے غمگسار یہ حال مصیبت سُنکر مین ملکہ **حیرت** کو فقرہ دے کر فلان باغ مین آئی ہون صرف چار کنیزین جو میری ہمراز ہین اور آٹھ پہر کی دمساز ہین انکو ساتھ لائی ہون پس لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے نامے کے تنہا اسوقت میرے پاس چلے آؤ جو مناسب وقت ہو صلاح کر کے ہم تم اُسکی تدبیر کرینگے اور تدبیر و تقریر کیا تمھارے ساتھ نکل چلینگے بموجب مثل دو دل راضی تو کیا کریگا انکو قاضی کسی کی لونڈی نہین ہون مجھپر کسیکا زور نہین ہے

اور اگر اسوقت تم میرے پاس نہ آئے تو پھر حیرت جادو کے دام تزویر مین پھنس جاؤنگی دم بھر پھر محل سے نہ نکل سکونگی **صمصام** اس مضمون کو پڑھکر تھر تھر مثل بید کانپا ابرو پر بل پڑگیا کئی مرتبہ سر ہلا کر کہا کیا خوب کیا خوب خدمتگار نے پوچھا حضور خیر تو ہے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اے برادر کیا کہون راز کی بات ہے مگر تو میرا معتبر ندیم ہے خدمتگار نہین ہے بلکہ ندیم ہے کسی سے ذکر نہ کرنا نہین تو اپنی دنیا و عقبیٰ دونون خراب کین میان **افراسیاب** بڑے جعلساز ہین بڑے شعبدہ باز ہین ہاے مجکو میرے مالک اور آقا شہنشاہ **کوکب** روشنضمیر سے لالچ وصل محبوب کا دیکر پھرایا افسوس کچھ ہاتھ نہ آیا اب اس فکر مین ہین کہ ملکہ **بران** کو میرے ہاتھ سے قتل کرائین آخر مین دھتا بتائین مگر اے خداوند **سامری جمشید** تمھارے صدقے ہو جاؤن کیا سبب نکالا ہے کہ معشوق وفادار ہاتھ آئے کیا عجب ہے کہ **کوکب** سے بھی صفائی ہو جائے ای خیر خواہ یہ نامہ میری معشوقہ کا آیا ہے تمنے کہان سے پایا ہے اُسنے کہا حضور ایک عورت کانپتی ہوئی آئی میرے ہاتھ مین دیکر چلی گئی **صمصام** نے کہا تمنے بڑا کام کیا اب مین تمکو مصاحب بناؤنگا اچھا ابا کہا کرونگا اب ای نمکحلال وفا شعار مین پاس اپنی معشوقہ کے جاتا ہون اُسکو لیکر طرف اپنے ملک کے چلا جاؤنگا اور میان **افراسیاب** کو دھتا بتاؤنگا اور تمھارے نام بھی نامہ روانہ کرونگا تم کسی حیلے سے کُل فوج کو لیکر چلے آنا یہ کہکر کہا بھائی میرے خضاب جلدی سے لگا دے دس پانچ موے سفید ظاہر ہین مثل کافور ہین شکل مشک ہو جائین علاوہ اسکے ذرا سی مہندی ہاتھ پانون مین ملون سرمہ کاجل لگاؤن عمدہ بناؤ کرکے اُسکے پاس جاؤن خدمتگار نے جلدی جلدی **صمصام** کے وسمہ لگایا مہندی جلدی جلدی ہاتھ پانون مین ملدی **صمصام** نے کلاہ وہ نکالی جسمین گوٹا پٹھا لگا تھا قبا زربفت کی نکالکر زیب جسم کی عطر سہاگ جسم مین ملا کاجل خوب گھرا گھرا آنکھون مین لگایا آئینہ لیکر اپنے روے نجس کو بغور دیکھا اپنا ہاتھ مونچھون پر پھیرا جھولی سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی اُسمین اسباب سحر رکھا خدمتگار نے عرض کیا حضور جھولی کیا ہوگی آپ معشوقہ کی ملاقات کو جاتے ہین یا کسی سے لڑنا منظور ہے **صمصام** نے کہا شاید بی **حیرت** نے کسی ساحر کو لگا رکھا ہو کہ لالہ زار کہین جانے نہ پائے اور وہ ساحر بروقت سامنے آئے روکنے کا ارادہ کرے اُسوقت کیا مین ڈنڈے بجاؤنگا جھولی اسوسطے رکھی ہے کہ ایک دانا ماش کا مار کر اُسے جلادونگا اگر دو ہزار ہونگے تو خاک مین ملا دونگا معشوقہ کو لیکر فوراً نکل جاؤنگا یہان کھڑے پانی نہ پیونگا تم سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو یہ کہکر دونون پیر مارے غرق زمین ہوکر بہ سطح آیا کہ کوئی ملازم **افراسیاب** مجکو جاتے وقت نہ دیکھے اب طرف صحرا کے تلاش مین اُس باغ کے جسکا پتا نامے مین لکھا ہے چلا رات کا وقت صحرا مین سناٹا فراش ماہتاب نے برابر فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہے صبح کا گمان کرکے اکثر جانور آشیانون مین چہک اُٹھتے ہین **شعر** رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ۔ زاغ پر تھا گمان بوتیمار ۔ **صمصام** نکھرام جوش محبت مین جھپٹا ہوا جاتا ہے چہار طرف نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہا ہے کوئی کوس بھر راستہ طے کیا ہوگا

ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا دل ہی دل مین کہتا ہے اُس باغ کا کیونکر پتہ ملے کیونکر اس سروِ خرامان بوستانِ حسن کو پاؤن یا سامری جمشید جلد پہونچون جسوقت سامنا ہوگا کیا کیا حکایتین شکایتین ہونگی مین انکی بات کا کیا جواب دے سکونگا ہا اُس جانِ جہان نے کیا کام کیا اپنے کو واسطے میرے بدنام کیا معشوقہ گوشہ نشین کی یہ مہربانی اکیلے باغ مین مع چند کنیزون کے آنا صرف تقاضائے محبت کے سوا اور کیا ہے مجکو اپنا غلام بے دام بنالیا صمصام دل ہی یہ باتین کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک نازنین کو دیکھا بھولی بھولی صورت دوپٹہ آب روان کا اوڑھے ہوئے اطلس کا پائجامہ پائچون مین گرہ دی ہوئی دوڑی ہوئی چلی آتی ہے ذرا پتا کھڑکتا ہے تو ڈر جاتی ہے یا خداوند لقا کہکر پھر قدم بڑھاتی ہے کبھی کہتی ہے کیا اللہ زمانہ ہے نامہ پہونچائے ہوئے پہر بھر گذرا اُس نگوڑے ننگِ عشق نے خبر تک بھی نہ لی بی لالہ زار نرگسی چشم ناحق جان دیے دیتی ہین شاید میری موت قریب ہے جنگل سے کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے گا مجھ مردار کو کھا جائیگا واہ ری قسمت کا کیا مزا ملا ہے دوڑتے دوڑتے پنڈلیان پھول گئی نگوڑا صمصام ملتا تو دانتون سے بوٹیان کاٹتی یہ تقریر جو اُس خواص کی صمصام نے سُنی سمجھا ملکہ کی خواص ہے مجکو ڈھونڈھتی پھرتی ہے حقیقت مین بیچاری نے بڑی دیر لگائی پکارا ای بی بی یہ گنہگار یہان حاضر ہے دیکھتے ہی وہ عورت اُدھر پلٹی قریب آکر ایک دوہتڑ مارا کہا ارے تلوار تیرا ہی نام ہے صمصام ہنسنے لگا کہا بی بی کسی کا تلوار بھی نام ہوتا ہے اُسنے کہا میان چبا چبا کے باتین نکرو مین کچھ جاہل نہین عنایت سے سامری کی کچھ تھوڑا بہت پڑھی لکھی بھی ہون ملکہ تلوار ہی تلوار کر رہی ہین اس نے خوش ہوئے کہا نہین بوا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کہا ہوگا اُسنے کہا نگوڑا بوا اُسکو لنیاتا ہے بوا اما اصیل کو کہتے ہین ارے یہی کہا ہوگا میری جوتی جانے کہین جلدی چلو ورنہ گرد شام سے تڑپ رہی ہین اکیلی باغ مین صرف چار کنیزین ہین وہ تینون تو نگوڑی پڑ رہی ہین بوبو مین کمبخت بازار کی پھرنے والی شام سے دوڑتے دوڑتے پانون ٹوٹ گئے کبھی حکم ہوتا ہے چھوٹی چاندنی اُٹھالاؤ کبھی گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا بوچھو چھو ایک گلابی بھی لیتی آنا بیچارہ تھکا ماندہ آئیگا ایک جام پیئے گا تمکو دعائین دیگا جب یہ سب سامان جمع کر دیا کہنے لگی کہ یہ کاغذ ان تک پہونچادو مگر خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے مین بدنصیب ہان دوڑی گئی تمھارے خدمتگار کو نامہ دیا وہی پلٹ کر پہونچی تھی کہا پھر جا شاید نامہ اُن تک نہین پہونچا مین اسوقت چھلپائیون کی طرح جنگل مین دوڑی دوڑی پھر رہی تھی اب چلو کے یہین مر رہو گے صمصام نے کہا ملکہ چلو جلد مجکو اس یار جاودانی محبوب جانی تک پہونچادو آج کے احسان کا جو زندہ ہون تو معاوضہ کرونگا چھو چھو ہنسنے لگی اور کہا اب تمھاری زندگی کہان موت کا سامنا ہے ہا غضب تمھاری زندگی کا بھاڑ ڈالا گیا بھیائی سب جیتے ہو لو صاحب یہ ہمکو کچھ دینگے ہماری بی بی کی روٹیون پر پڑے رہینگے ارے تو بڑا خوش نصیب ہے بی لالہ زار نرگسی چشم نے صندوقچے کے صندوقچے سرکار سے ملکہ حیرت جادو کے اُڑالئے ہین وہ سب تمھارے واسطے ہین خود ملکہ ہمکو دینے والی کیا کم ہے بس تمھارا بڑا احسان یہ ہے کہ میری

چھوکری کو رنج و ملال نہ دینا کوئی رنڈی لونڈی انکرنا نہین ہے گودیون مین پالا ہے بڑی ضدن ہے ذرا ذرا سی بات پر دن بھر کھانا نہین کھاتی صمصام نے کہا نہین خدمتگذاری مین فرق نہوگا غرض ایسی باتین باہم کرتے ہوئے دونون چلے آتے ہین بعد قطع راہ کے دروازہ باغ کا نمایان ہوا وہ عورت دوڑی کہ مین ملکہ کو خبر کر دون تم بعد ایک لمحہ کے آنا یہ کہکر وہ تو باغ مین جا کر غائب ہوئی صمصام بعد تھوڑی دیر کے جو باغ مین آیا دیکھا کہ باغ کا یہ حال ہے کہ نخل گر پڑے ہین کچھ سر سبز نہین روش جا بجا سے شکست بعض نخل مرجھائے ہوئے ہین روش پٹری کو طے کرتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا اُس پر فرش مختصر سا بچھا ہوا مسند ناز پر ایک طاؤس طناز قریب تین کنیزین جو پاس کھڑی ہین وہ جھکی ہوئی ملکہ سے کچھ کہہ رہی ہین صمصام جھپٹ کر چبوترے پر آیا اب قریب سے اُس ماہ تابان کو دیکھا نازنین خوشخو سرو ابرو رشک ہلال مہر و بدر رخسان بکمال

نظم

گوہر بحر عالم آرائی
غیرت یار دیار حسن ہے وہ
دُر یکتائے بحر رعنائی
گل شاداب باغ حسن ہے وہ
گلشن حسن کا گل تر ہے
زلف پرپیچ کا یہ ہے عالم
ناگن عاشق کی جان ہے لیتی
پرشکن ہین وہ گیسوئے مشکین
ناگ پر کہکشان کا دھوکا ہے
گل شاخ نہال گلشن حسن
گلعذار بہار حسن ہے وہ
غنچۂ شاخ نونہال چمن
آفتاب ایاغ حسن ہے وہ
گورا گورا ہے جسم پر تنویر
ڈھا دیا قہر جب ہوئے برہم
یون خمیدہ ہین بال کاکل کے
ابروؤن کی طرح ہین چین بجبین
کوکب حسن چرخ زیبائی
ہے گریبان حسن دامن حسن
نونہال بہار یکتائی
آب و تاب جمال دُر بدن
بدر سیما ہے مہر پیکر ہے
سر سے پا تک ہے نور کی تصویر
قہر جوڑا ہے تو بلا چوٹی
جس طرح تار زلف سنبل ہے
ہر بن مو سے نور پیدا ہے

قریب تھا کہ صمصام غش کھا کر گر پڑے لیکن مشکل سے ضبط کیا اپنے تئین سنبھالا مگر اُف کہکے ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا وہ قاتل عالم اپنے مقام سے اُٹھی کہا صاحب یہ تشریف لانا واہ واہ خوب راہ دکھائی اگر ایسی جستجو نہ کرتے تو آپ اپنی صورت کاہے کو دکھاتے اب بھی ناحق آئے جب ہم دوسرے گھر جا لیتے آبرو گنوا لیتے تب آپکو شاید افسوس ہوتا یا نہ ہوتا صمصام یہ باتین سنکر مثل گدھے کے پھول گیا اپنے تئین بھول گیا ہین ہین کرکے دانت نکال دیے ہاتھ جوڑنے لگا ملکۂ عالم مجکو یہ حال معلوم نہ تھا افراسیاب مجکو فقرہ دیکر لایا ابھی شام تک تو بی جیرت نے اقرار کیا ہے کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ تمھاری شادی کر دینگے ملکہ نے ہنسکے کہا کیا آپ ننھے نادان ہین دودھ پیتے ہین جو جسنے کہا وہ مان لیا صمصام نے کہا اے ملکہ مین نے اسوجہ سے دھوکا کھایا کہ اول تمھارے انکار کا نامہ میرے پاس جا چکا تھا مین تمھارے وصل سے مایوس تھا فراق مین رویا کرتا تھا آخر بیمار پڑ گیا اُس بیتابی مین جو افراسیاب نے مژدہ وصل سنایا یقین کامل ہوا کہ سچ فرماتے ہین یہ بھی تو مین بخوبی آگاہ تھا

کہ آپ کو ملکہ حیرت جادو سے توسل ہے دوسرے اتنے بڑے کام کا مجھسے طالب ہوا خیر بہر نوع خداوند سامری نے اپنا فضل کیا
مگر کیون ملکہ عالم تمنے آخر ملکہ حیرت سے کیا حیلہ کیا یہان تک کیونکر پہونچین لالہ زار نے کہا جسوقت شام کو ملکہ حیرت نے اس
بات کا چرچہ کیا کہ اب ہم صمصام کے ہاتھ سے دختر کوکب کو قتل کراکر تمام طلسم نور افشان کو درہم و برہم کرینگے اور
میعاد طلسم کشا بھی ختم ہوا چاہتی ہی اب یہ سب فساد دفع ہو جائینگے سب اہالیان طلسم ہوش ربا آرام پائینگے کبر و غرور
دیکھو صمصام بدانجام کا کہ ہماری مصاحب قدیم لالہ زار نرگسی چشم کو طلب کرتا ہی تمکو بڑا عشق کا دم بھرتا ہی اب تو وعدہ
کر لیا ہی اُسکو مشتاق کر دیا ہی آیندہ سمجھا جائیگا بعد قتل بران ایسے کلمات ناشایستہ کی سزا پائیگا صاحب سامری
و جمشید بی چھو چھو کو سلامت رکھین ہان بھی ایسی محبت نہ کرتی جیسا انکو خیال ہی میری خوشی سے شاد ہین میری رنج کا
ملال ہی اے صاحب کیون نہو مین چھ مہینے کی تھی جب سے انھون نے گودیون مین پالا ہی انانے صرف دودھ پلایا آٹھ پہر انہین کی
گود مین رہتی تھی ایسی باتین سنکر انکے دل کو کیونکر چین ہوتا ذرا تلبلی بھی ہین روتی ہوئی میرے پاس آئین اور کہا اے بی بی
غضب ہوا کاش کے مین مرگئی ہوتی ایسی باتین نہ سنتی بی حیرت تمھارا ذکر کر رہی ہین مجکو تو یہ آرزو ہی کہ گل سے چہرے پر
بہاری سہرا دیکھون وہان بھڑوے سرمایے برف انداز کلموہا قوم کا رذیل اُسکے ساتھ بی حیرت تمھاری شادی کرینگی
صمصام جو اپنے ملک کا بادشاہ ہی اُسکے لیے شبو خواص تجویز ہوئی ہی جب اس بیچارے صاحب حسب صاحب نسب
سے اتنا بڑا کام لینگی بُران کو تہ تیغ کرینگی پھر دیکھیے شبو خواص کے ساتھ شادی ہوگی صاحب اصل تو یہ ہی کہ مین کونے کی
بیٹھنے والی یہ سنکے گھبرا گئی انگوٹھی الماس کی اُتاری کہ چبالون جان دے دون بی بی چھو چھو تو بجائے مان کے ہین
لپٹ گئین انگوٹھی چھین لی اور کہا کیون بچی ہم نے رات کو رات دن کو دن نجانا تمھارے واسطے سارے کنبے کو چھوڑا مردوا
بیمار ارمان بھر تڑپا کرتا ہی ایک رات گھر جانا نصیب نہوا کہ میری بہنون کی کون دلدہی کرے گا اسلیے ساری مصیبتین اُٹھائین
کہ تم جان دو چلو مین تمکو لیچلون تمھارے عاشق صادق صمصام سے ملاؤن ان فریب کرنیوالون کے منھ مین لوکا لگاؤن
صاحب مین تو ان باتون سے بالکل آگاہ نہ تھی مین نے کہا چھو چھو بھلا وہان تک مین کیونکر چلون کبھی بازار مین نکلی ہون
ڈیوڑھی تک جاتی ہون تو میرے پانون کانپتے ہین انھون نے کہا نہین بی بی کیا مین تمکو لشکر صمصام تک لیجاؤنگی میرے گھر کے
پچھواڑے ایک باغ ہی اُسکو محبوب باغ کہتے ہین مدت سے خالی پڑا ہی تم چلکر وہان بیٹھو مین مردودون کے کان کاٹونگی
تمھارے واسطے خاک چھانونگی ایک اشتیاق نامہ لکھو مجکو دو اپنے چاہنے والے سے کیا شرم ہی وہ شاہزادہ خود مزاج کا
کریم ہی ذرا سی سُن گُن پائیگا آپ دوڑا آئے گا صاحب جو کچھ کیا چھو چھو نے کیا مجکو یہان بٹھایا تمکو بھی بلا لائین ہمنے تو اپنے
دل کی کچھ سنائی اب تم اپنے دل کا حال بتاؤ تمھین کیا منظور ہی میرے سر پر نہ مان ہین نہ باپ ہین اب جو کچھ ہین وہ آپ
ہین مین اپنی جان دونگی مگر سرما کے گھر نہ جاؤنگی صمصام ان باتون کو سنکر پھول گیا کہا ملکہ اب کیون جان دوگی
جبتک نہ آیا تھا مقام تردد تھا ابھی تخت پر سوار ہو میرے ساتھ چلو مین لشکر کا بھی بندوبست کر آیا ہون نتیجہ قتل ملکہ بُران

یہ دیکھو میرے پاس ہی اب کیا دہرا ہے سوا اسکے میری تو یہ راے ہی کہ تمکو ساتھ لیکر روبراہ خدمت مین کوکب کی چلون وہ میرا بادشاہ
قدیم ہی اسکے قدمون پر گر پڑون وہ رحم دل ہی فوراً خطا معاف کردے گا دو باتون مین مقدمہ صاف کر دے گا یہ سنکر چھو چھو
تڑپ کر سامنے آئی کہا ہی ہی بچی تو بھی بیوقوف ہی لونڈیان بھی احمق صمصام بھی گدہا ہی ہی مجھے کیسے بیوقوفون سے پالا پڑا ہی
تابہ کوکب اپنی چھوکری کو نہ جانے دونگی ایک تو وہ بدنظرہ ہے دوسرے تمنے کیا خوب اُسکے ساتھ سلوک کیا ہی اسکی بیٹی کے
قتل پر آمادہ ہوکر آئے ہو اُسکے سردار شہر برسلیقن کو مارا اور شاید اُسنے خطا بھی معاف کردی تو اس ماہ رخسار کو چھوڑیگا
فوراً جورو بنا کر گھر مین ڈال لیگا مین دیکھا کرتی ہون جب بھڑوا افراسیاب گھر مین آتا ہی میری بچی کو آنکھون مین نگلے
جاتا ہی کتنی مرتبہ مجھسے پیغام کر چکا ہی کہ اپنی صاحبزادی کو ہم سے راضی کرادو ایک ملک تمکو انعام مین دینگے بیٹا خوبصورت کے
سب طالب ہوتے ہین مثل افراسیاب کے کوکب بھی دیکھتے ہی ہزار جان سی عاشق ہوجائیگا مگر سرحد کوہ ہفت
زلازل جہانکا بادشاہ تزلزل بن ازلال جادو ہی نہایت صاحب آبرو ہی ہرچند کہ اقلیم اسکی کوکب اور افراسیاب
کے ملک سے قلیل ہے مگر ساحر اولوالعزم بادشاہ جلیل ہی افراسیاب بادشاہ ہوشربا کوکب مالک طلسم نور افشان
جہاندار شاہ بیابان گلریز سب اُسکا ادب کرتے ہین سنا ہی سامری و جمشید کچھ ایسے تحفے اُسکے پاس رکھ گئے ہین
کہ سب اُس سی خائف و ترسان رہتے ہین وہان میری جٹھانی کا بیٹا رسالہ دار انکی فوج مین بڑا بہادر اور جرار ہی میان
بیوی چلے جاؤ تمہاری بھی وہان کا بادشاہ قدر کرے گا کوکب و افراسیاب وہان سر نہ لا سکینگے اگر قصد کرینگے تو
ذلیل ہونگے صمصام نے کہا بی چھو چھو جو تمہاری خوشی مین تو تمہارا غلام ہون ملکہ عالم کا عاشق ناکام ہون
ان باتون مین ملکہ نے کچھ چھو چھو سے اشارہ کیا چھو چھو نے اپنا منہ پیٹ لیا کہ بچی دیکھیے تیرا کہا نہ گذرا ہوگا اس [illegible] دیکھی بھالی
شوہر کی جان لیگی کیونکر عمر کاٹیگی ملکہ سر جھکا کر رونے لگی صمصام نے کہا بی چھو چھو خیر تو ہی چھو چھو نے کہا کیا بتاؤن یہان تو یہ
آفت درپیش ہی جان بچنے کا پس و پیش ہے صاحبزادی کو عیش سوجھا ہی فرماتی ہین ایک جام شراب پلاؤ صحبت مین ملکہ حسرت
کی آٹھ پہر یہی چرچا ہی وہ صاحب افراسیاب کی جورو ہین جو طلسم ہوشربا کا مالک ہے انکو یہ باتین نہین چاہئین
اگر تشنۂ پانی کا وقت آلے صبر کرین وقت کو ٹالین پرائے ملک مین جاکے رہنا ہوگا ہر طرح کی جفائین سہنا ہوگا
صمصام نے کہا بی چھو چھو تم ناحق خفا ہوتی ہو مین ابھی جاکر شراب لاؤن ملکہ کو پلاؤن چھو چھو نے کہا نہین بیٹا تمہارے
جانیکی کیا احتیاج ہی مین آٹھ پہر انکے آرام کی فکر مین مبتلا رہتی ہون مثل دل کے ایک گلابی بغل مین دبا کے لائی ہون
جانتی تھی یہ ضدن ہی دم بھر مین اُدھم مچائیگی شراب کے واسطے بیقرار ہو جائیگی صمصام نے کہا لاؤ نکال لیے غصہ
نہ کیجیے چھو چھو نے بغل سے گلابی نکالکر سامنے رکھی کہا میان بیوی کو اختیار ہی یہ تو مین خوب جانتی تھی کہ میان بیوی
ایک ہو جائینگے ہم غیر کے غیر رہجائینگے لالہ زار نرگسی چشم نے اشارہ کیا انکو بکنے بھی دو یہ کہکے کہا بی چھو چھو گلاس
بھی لائین یا نہین چھو چھو نے کہا کہ بی بی سب کچھ حاضر ہی جھولی سے گلاس بھی نکالکر رکھدیا صمصام خوشی سی

پھول گیا سمجھا کہ اب پھول کا سامنا ہی بیٹھک ۔ وصل کی طالب ہے طالع نارسا نے رسائی کی معشوقہ عاشق خصال ہاتھ آئی جلدی ہاتھ بڑھا کے گلاس مئے گلگون سے لبریز کیا جو نشہ محبت میں پکار اٹھا شعر نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ۔ چنان نماند و چنین نیز هم نخواہد ماند ۔ ملکہ نے اشارہ کیا پہلے صاحب تم پیو صمصام نے کہا ذرا منہہ تو لگا دو چھوٹی شراب کا طالب ہوں ملکہ نے بہ ناز و کرشمہ گلاس ہاتھ سے صمصام کے لے لیا مسکرا کر منہہ تک پہنچانے لگا یا شاید کوئی قطرہ منہہ میں گیا یا نہیں منہہ بنا کر گلاس رکھ دیا اور کہا واہ بی چھو چھو کہاں سے گلابی اٹھا لائیں میری الماری نہ کھولی یہ تو زہر قاتل ہے چھو چھو نے گلاس اٹھا کر کہا بیٹا صمصام تم پیو انکے یونہیں نخرے تلے رہتے ہیں بی حیرت کی بڑی مصاحب ہیں اسی برانڈی کی طالب ہیں جو بی حیرت پیتی ہیں نہیں معلوم یہ گلابی میں کیونکر لائی شہر سے نکل جانیکی تدبیر ہے یہاں ذرا ذرا سی بات میں یہ تقریر ہے یہ کہکر گلاس اٹھا کر صمصام کے منہہ سے لگا دیا صمصام خوشی میں آکر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری اُف اُف کرنے لگا کہا بی چھو چھو اس شراب میں کیا ملا تھا شعلۂ آتش تھا کہ جس نے دل و جگر کو جلا دیا چھو چھو نے چادر اسر سے پھینکا آواز دی منم مہتر بن مہتر

چالاک بن عمرو نعرۂ چالاک بعیاری منم آنکہ ہست چالاک ببینم دشمن اندازم بکف خاک
نہ زید یا دگر دستبرد کا نامم خلیفہ اولم چالاک نامم

اور جو بصورت لالہ زار نرگسی چشم تھی اُسنے پنجہ سنبھالا یا تو پنجۂ نگارین تھا یا پنجۂ جلاد معلوم ہوا نعرہ کیا **نعرۂ خواجہ عمرو**

کہ ان اُستاد عیاران عالم سراپا دانش و عقل مجسم بباغ دین ز مکرش آبیاری
جہان سر منگ در خنجر گذاری بہر کشور بلائے جان کفار عمرو آن شاہ عیاران عیار

تیسرا نعرہ کیا منم جانسوز بن قران چوتھی نے آواز دی منم ضرغام شیر دل صمصام غصے میں اٹھا مگر بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا چالاک نے بڑھ کے پنجہ اسکی کمر سے لپیٹا سر صمصام تن سے جدا کرے عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا احمق یہ کیا کرتا ہے کئی ہزار روپیہ کا لباس خون میں تر بتر ہو جائیگا قیمت گھٹ جائیگی پھر یہ پوشاک کسکی پسند آئیگی یہ تینوں عیار تو الگ کھڑے ہیں عمرو اسکا زیور اتارنے لگا پہلے موتیوں کے مالے اُسکے گلے کے اتارے موتی ہاتھ پر رکھ کے پرکھنے لگے ہر چند چالاک چیختا ہے کہ حضور جلد نیچے تو کمر سے نکال لیجیے یہی بڑی چیز ہے کو لپٹ بیٹ عزیز ہے عمرو نے کچھ بھی بطمع جواہر وغیرہ نہ سنا جواب بھی نہ دیا خواجہ تو جواہر ہم سے صمصام ناکام کو مار ڈالتے ہیں مگر نقصان کار بلکہ حیرت جادو نے ہر وقت برخاست صرصر کو بلا کر یہ کہا تھا کہ صمصام سے ہوشیار رہنا صرصر کنارے پر لشکر صمصام کے ٹھہری ہوئی تھی کہ دور سے دیکھا ایک خدمتگار چست و چالاک آیا سرداران لشکر صمصام کو جگانے لگا نہیں معلوم اُنسے چپکے سے کیا کہا کہ وہ سب اُٹھتے ہی اسباب سحر آراستہ کرنے لگے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوئے کسی نے اپنا مرکب کھولا کسی نے ہر بر آتشین بنایا صرصر یہ معاملہ دیکھکر گھبرائی دوڑی ہوئی قریب اُن سرداروں کے آئی کہا کیوں صاحبو یہ کیا ارادہ ہے خدمتگار نے کہا آپ سے کیا بتائیں سپاہی کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے صرصر نے کہا صاحبو مجکو طور بے طور معلوم ہوتا ہے سچ بتاؤ تمھارے آقا کہاں ہیں ایک سردار بول اُٹھا بی صرصر صاحب وہ

ایک کام کو گئے ہین صرصر نے پوچھا کوئی بلانے کو تو نہین آیا تھا کوئی عیار نہ لگا کر لے گیا ہو دم بھر مین سر پر ہاتھ رکھکے روؤگے مالک کو اپنے مردہ پاؤگے مجھسے مفصل بیان کرو واسطہ سامری کا حال نہ چھپاؤ جب تو خدمتگار گھبرایا کہا ہان ملکہ صرصر ایک عورت نامہ لیکر بیشک آئی تھی اُس نامے کے دیکھتے ہی زیور و لباس سے آراستہ ہوکے نہین معلوم کہان تشریف لیگئے ہین ہم سے فرما گئے تھے کہ تیار رہنا صرصر نے یہ سنکر منھ پیٹ لیا کہا لو غضب ہوا عیار لگا کے لے گیا مار بھی ڈالا ہوگا ایک سردار نے کہا اگر دشمن اُنکے مارے جاتے تو اشیاے سحر اُنکے تباہ ہوتے مٹ جاتے صرصر نے کہا دیکھو تلاش مین جاتی ہون یہ کہکر چاہا تھا کہ چلے دیکھا صبا رفتار آتی ہے صرصر نے پکار کر کہا کہ ارے جلد جاکر ملکہ حیرت کو جگادے میری جانب سے عرض کرنا کہ میان صمصام کو کوئی عیار فقرہ دے کر لشکر سے لیگیا ہے جنگل کی طرف جاتی ہون حضور تلاش کرتی ہوئی آئین شاید کہین زندہ پاجائین یہ کہکر صرصر بھاگی صبا رفتار نے جاکر ملکہ حیرت جادو کو جگایا سارا حال سنایا حیرت بدحواس ہوگئی فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوکر بردے ہوا چلی چہار جانب دیکھتی جاتی تھی مگر افراسیاب جادو عیش و عشرت کا بہت پابند ملکہ حیرت سے چھپ کر اکثر پاس معشوقون کے جاتا ہے آج کوہ نیرنگ پر پاس ملکہ نیرنگ جادو کے گیا اُس نے سامان عیش و جشن مہیا کیا پہر رات رہے تک افراسیاب منھ کالا کرکے طرف باغ سیب کے چلا اس خیال سے کہ شاید صبح کو ملکہ حیرت جادو باغ سیب مین آئے اور مجکو نہ پائے فساد برپا کریگی یہ سوچتا ہوا بردے ہوا اڑا ہوا چلا آتا ہے سحر قریب ہے ستارۂ سحری چمک چکا ہے افراسیاب جلدی مین چلا آتا ہے کہ عمرو کے نعرے کی آواز کانمین آئی گھبرا کر سر جھکا کے دیکھا وہ معرکہ نظر آیا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دیکھا کہ صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بیہوش ایک باغ ویران کے چبوترے پر پڑا ہے عمرو اُسکا زیور اُتار رہا ہے تین عیار نیمچے کھینچے کھڑے ہین عمرو اُنکو منع کر رہا ہے کہ خبردار قریب آنا صمصام پر ہاتھ تلوار کا نہ لگانا ورنہ مارے کوڑون کے کھال گرادونگا افراسیاب نے وہین سے غصے مین نعرہ کیا باش او ساربان زادے کیا کرتا ہے منم افراسیاب جادو چالاک جانسوز و ضرغام تو تھرا گئے نیمچے ہاتھ سے چھوٹ پڑے مگر عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ افراسیاب قریب آچکا ہے سحر کیا چاہتا ہے بس عمرو نے بہ تعجیل تمام کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک سبز ترنج نکالا اور آواز دی کہ اے افراسیاب آج مین بھی سحر کرتا ہون ملکہ دامہ جادو و ساحرہ مشمش سے ترنج کے بیر ہین کھیلا اسکو نور وک یہ کہکر کھینچ مارا افراسیاب اپنے سامنے کسی کو موجود کب جانتا ہے جب ترنج قریب پہونچا سامری کہکر ایک تھپکی ماری ترنج کے ہزار ٹکڑے ہوئے اُسمین سے قطرے پانی کے اُڑے منھ پر افراسیاب کے پڑے عمرو نے سارا ترنج بیہوشی کا بنایا تھا ایک ہی قطرہ کافی ہوا افراسیاب دھم سے لڑکھڑا کر گرا عمرو نعرہ کرکے چلا تینون عیار تو مارے خوف کے بھاگے دیوارین کود کود کر نکل گئے عمرو سمجھا کہ افراسیاب تو مر نہین سکتا

جب وہ دن خدا دکھائیگا کہ اسد غازی لوح طلسم پائیگا تب یہ بیجیا مارا جائیگا اور حقیقت مین جس مقام پر **افراسیاب** جادو بیہوش ہوتا ہی زمین تھراتی ہی ہا ہو کی آواز آتی ہی پتلے فولادی زمین سی پیدا ہوتے ہین کبھی شیر آجاتے ہین بہرنوع اُسکے پیر اُسکو قتل سی بچاتے ہین بعض پتلے آکر ہوشیار بھی کردیتے ہین ان خیالات سی **عمرو** نے **افراسیاب** کی طرف سی منھ پھیر اچاہا **صمصام** کو قتل کرے مگر صرصر شمشیر زن جو جنگل مین دوڑی دوڑی پھر رہی تھی اسکے کان مین نعرۂ **افراسیاب** کی آواز آئی سر اُٹھاکر دیکھا **افراسیاب** ایک باغ مین نعرہ کرگے گر اس نشان سی صرصر باغ کے اندر گھس آئی دیکھا سامنے شہنشاہ **افراسیاب** اوندھے بیہوش پڑے ہین ایک سمت **صمصام** ناکام مثل مردے کے بیحس و حرکت خواجہ **عمرو** خنجر برہنہ ہاتھ مین **صمصام** کا سر کاٹنے چلا ہی صرصر یہ دیکھکر بیقرار ہوگئی وہین سی نعرہ کیا او ساربان زادے خبردار ہاتھ کو اپنے روک کہ مین آپہونچی **عمرو** نے پلٹ کر اپنی محبوبہ مطلوبہ کو دیکھا زلفین چہرے پر آراستہ چست و چالاک عاشق کشی مین بیباک آنکھین رشک چشم غزالان عارض بدر آسمان حسن و جمال قد سرو باغ دلربائی گل حدیقۂ رعنائی ترچھی نگاہ تیغ ابرو بینا ہ خوبصورت

نیک سیرت **ابیات** | جبین مطلع صبح ایجاد حسن | بھوین دست و بازوی جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین | قیامت نہان گوشۂ چشم مین | پائچون مین گرہ دبے ہوئے گاتی

باندھے ہوئے سینے پر ابھار حباب دریاے نور کی یاد گنبد بلور کے ہوجب **ابیات** | وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا

ایسا نہین حور کا سراپا | وہ صبح جبین تھی صبح جنت | ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھین اُستاد سامری تھین | نشے مین شباب کے بھری تھین | دنبالہ کب انمین سرمے کا تھا
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا | بینی کے قریب کب تھے ابرو | شہبازنے وا کیے تھے بازو

عمرو نے پکار کے آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اسوقت الگ رہنا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین بُری طرح پیش آؤنگا اسوقت مجھے اور ہی فکر ہی آج مین تمھاری ایک بھی نہ سنونگا ابھی مین اور رنگ مین ہون صرصر یہ سُنکے لگی گالیان دینے بھڑوے تو اپنے تئین سمجھا کیا ہی آئینہ تو کبھی میسر ہوا ہوگا چینی مین پیشاب کرکے تو نے اپنی صورت دیکھی ہوگی لنگور معلوم ہوتا ہی مین ایسی صورت پر نہ تھوکون لوٹا پائخانہ کا بھی نہ اٹھواؤن اور تو کیا نصیب ہوگا منھ تو نگوڑے پیٹے نے سوندھا کرلیا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دیکر مارا اگر **عمرو** جست نہ کرے تو سر اڑجائے بعد اُسکے نیمچہ پکڑکے **عمرو** پر جا پڑی **عمرو** ہر چند ہان ہان کرتا ہی بیوی یہ کیا بیوی یہ کیا اپنے شوہر پر یہ غصہ یہ ساری مشقت تمھارے ہی واسطے کرتا ہون گھر چل کر لڑ لینا کوئی دیکھیگا تو سنیگا زبان زد مشہور ہو جائیگی گرہستون مین بیٹھنے نہ پائیگی ساس نندون کی گالیان کھائیگی **عمرو** اپنی کہے جاتا ہی لیکن صرصر نیمچہ پکڑکے برس پڑی جھوٹ کے ہاتھ کی صفائیان بندھی ہوئی گھائیان سر تیا یا کمر پہ ہاتھ مارا کبھی

پالٹ کبھی بھنڈارا بیباکی سے لڑ رہی ہے عمرو کبھی خالی دیتا ہے کبھی نیمچہ اٹھا کر ڈراتا ہے کہ دیکھ یہ ابھی ہاتھ چلا جاتا ہے عمرو ظاہر مین تو ایسی ایسی باتین کرتا ہے لیکن دل بیقرار کہ اے عمرو ساری مشقت ضائع ہوئی اب یہ صمصام کو نہ قتل کرنے دیگی اس فکر مین ہے کہ اگر مین پڑے تو صرصر کو بھی بیہوش کرون حباب بیہوشی کھائیون مین دیے ہوئے ہین چاہتا ہے ذرا بھی تھمے تو حباب مارون مگر صرصر تو آندھی ہے تمام ہوش ربا مین اسکی ہوا بندھی ہوئی ہے ایک برق جہندہ ہے کہ کوند رہی ہے مانند سبزہ دل عمرو کو روند رہی ہے صرصر کی فکر مین تو عمرو تھا ہی چوٹین روکتا جاتا تھا اب جو پلٹ کر دیکھا زمین شق ہوئی ایک پریزاد در در گوش مصحف بدوش پچکاری ہاتھ مین لیے پیدا ہوئی غل مچاتی ہوئی ہے کہ شہنشاہ زمین پر اوندھے پڑے ہین یہ کس نے بے ادبی کی یہ کہکر اُس پریزاد نے پچکاری منھ پر افراسیاب کے ماری فوراً افراسیاب نے کروٹ لی اب عمرو بھاگا صرصر نے چاہا روکون عمرو نے ٹپک کے نیمچہ کو دیوار باغ فرایا گرتے گرتے زمین پر گلیم اوڑھکر غائب ہوا پریزاد تو افراسیاب کو ہوشیار کر کے غرق زمین ہوئی افراسیاب اُٹھا صرصر کو دیکھا نیمچہ پکڑے دوڑی دوڑی پھر رہی ہے افراسیاب سمجھا کہ عمرو نے صورت تبدیل کی صرصر بنکر مجکو دھوکا دیا چاہتا ہے اُٹھتے اُٹھتے ڈانٹا باش او ساربان زادے اب بتا با بدولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کیونکر جان بچائیگا او مکار غدار غضب کیا تھا میرے دوست صادق کو مارا ہوتا جبتک صرصر کی زبان سے کچھ نکلے افراسیاب نے یا سامری کہکے ایک دوہتڑ زمین پر مارا صرصر مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری ساری ہوا بی صرصر کی بگڑ گئی چوتڑون مین چوٹ آئی پکاری ای شہنشاہ مین ہون واہ سبحان اللہ کیا خوب بیت سعدی نکوئی با بدان کردن چنانست کہ بد کردن بجای نیک مردان؛ دشمن کا کچھ نہ کر سکے وہ تو نکل گیا مجھپر زور آزماتے ہین اگر مین نہ ہوتی تو میان صمصام جہنم واصل ہوگئے ہوتے افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا کہ مین تیری مکاریان خوب جانتا ہون دم بھر مین سو صورتین تبدیل کرتا ہے چاہتا تھا افراسیاب کہ صرصر کو ایک ہاتھ تلوار کا لگائے کہ آسمان پر برق چمکی حیرت جادو نمایان ہوئی حیرت نے دیکھا عجب طرح کا معاملہ ہے ایک طرف صمصام بیہوش پڑا ہے صرصر کے پانون زمین پکڑے ہے شہنشاہ تلوار کھینچے ہوئے کہتے ہوئے کہ او عمرو آج زندہ نچھوڑونگا صرصر پکارتی ہے حضور ٹھہرے دیکھیے پچھتائیےگا تلوار نہ لگائیےگا گھبرا گئی تڑپ کر زمین پر گری ہاتھ شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان کا تھامنے کا قصد کیا افراسیاب سمجھا کہ برق فرنگی حیرت بنکے آیا گھبرایا تو ہوا تھا ہی ایک سنگریزہ زمین سے اُٹھا کر مارا کہ او بھورے مین نے تجکو بھی پہچانا آج دونون کی قضا آئی ہے سنگریزہ حیرت کے سینے پر پڑا اگر ساحرہ زبردست نہوتی تو پسلیان ٹوٹ جاتین حیرت نے فوراً رد سحر کیا کہ سنگریزہ زمین پر گرا حیرت نے کہا ای شہنشاہ ہوشیار ہو جیے کیسی بد حواسی ہے مین ملکہ حیرت جادو اپنے بیگانے کو پہچانیے جب حیرت نے

سحر کو رد کیا تب **افراسیاب** کو یقین ہوا کہ میری زوجہ ہی **برق فرنگی** نہین ہی اگر عیار ہوتا تو رد سحر نہ کرتا اسوقت **افراسیاب** نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا ملکہ عجب مصیبت مین ہون اسکو تو پہچانو کہ صرصر ہی یا **عمرو** ہی ملکہ **حیرت جادو** نے نہر سے پانی لیکر صرصر کے منھ پر چھینٹا دیا اگر رنگ و روغن ہوتا تو تبدیل ہو جاتا یہ تو صورت اصلی ہی جیسی شکل تھی وہی صورت رہی **حیرت جادو** نے شہنشاہ کا سحر اُتارا صرصر ملکہ **حیرت** کے قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہا جب مین آئی تھی شہنشاہ بیہوش پڑے تھے **عمرو** **صمصام** کو ذبح کیا چاہتا تھا مین نے آکر بچا لیا اُسکا یہ انعام پایا دیکھیے کیسی چوٹ لگی ہی جسمین مغز پر صدمہ پہونچا اُسکا بیان شرم سے نہین کر سکتی **حیرت جادو** نے پیار سے گلے لگا لیا اور کہا **سامری** اسکا ربان زادیکو غارت کرین ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہی کہ عقل دنگ ہے تو بڑی عیارہ ہی مگر اسکے ہاتھ سے تنگ ہے اب **افراسیاب** و **حیرت** و صرصر قریب **صمصام** آئے دیکھا کہ زمین پر **صمصام** بیہوش پڑا ہی مگر بڑے ٹھاٹھ سے دولہا بنے ہوئے مہندی ہاتھ پانون مین لگی ہوئی گہرا گہرا کاجل آنکھون مین وسمہ ریش فش مین عطر سہاگ کی لباس سے بو آتی ہی صرصر قہقہہ مار کر ہنسی کہا ذرا انکو ہوشیار کر کے حال پوچھیے یہ تو آج خوب بنے ہین شاید فقرے پر شادی کے یہان آئے ہین مگر **عمرو** لنگوڑے کی چالاکی دیکھیے کہ مجھسے اڑا جاتا تھا اُسی خوف و بیم مین چاندنی اور بوتل شراب کی اُٹھا لائی اور نذر زنبیل کر کے نکل گیا یہ کہکر **صمصام** کے منھ پر چھینٹا مارا **صمصام** نے گھبرا کر آنکھ کھولی پہلے نگاہ ملکہ **حیرت** پر پڑی چونکہ نشہ بیہوشی کا باقی ہی مبہوت ہو رہا ہی لالہ زار نرگسی چشم کا تصور کر کے ملکہ **حیرت** سے کہا آؤ کلیجے مین ہاتھ ڈال دو کھڑی کیون ہو میرے سو جانے سے خفا ہو گئین دراصل شراب بڑی چیز ہے تمھین نے کہکر پلائی ملکہ **حیرت** نے مسکرا کے منھ پھیر لیا **افراسیاب** نے کہا اے بہادر اُٹھو کیا بیہودہ بکتے ہو **صمصام** طرف **افراسیاب** کے متوجہ ہوا کہنے لگا بس آپکے دغا کو بھی دیکھ لیا ہمکو دم دیکے ہمارے ملک سے بلایا **کوکب** سے باغی کرایا بران کو قتل کروا کے چاہتے ہو کہ **شبو** خواص حرامزادی جو بی **حیرت** کی لونڈی ہی مجھ ایسے جلیل کی اُسکے ساتھ شادی کر دو مین کبھی اُسپر تھوکونگا بھی نہین میری معشوقہ میرے پاس خود چلی آئی دیکھو وہ کھڑی ہنس رہی ہے اور مین آپ سے کچھ پروا کسی کا نہین رکھتا ہون مین اپنے ملک کا بادشاہ ہون وہ گولے مارونگا کہ زمین کے طبقے آسمان پر مثل غبار اُڑ جاوینگے یہ کہکر لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا اور جھولی سے گولہ نکالنے لگا **افراسیاب** نے ہان ہان کہکے ہاتھ تھام لیا صرصر سمجھی ابھی نشہ بیہوشی کا اسکو ہی حوض سے پانی لیکر جلد منھ دھلایا اب اتنی دیر کے بعد **صمصام** کو بخوبی ہوش آیا مثل تصویر کے خاموش دل مین محبوب مطلوب کی محبت کا جوش چوکنا ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا **افراسیاب** نے کہا اے **صمصام** خیر تو ہی یہان کہان آئے کون لایا کسنے تمکو اس باغ ویران کا راستہ بتایا **شبو** لونڈی کیسی معشوقہ یہان کہان اب تو **صمصام** رونے لگا کہا حضور مین تو ابھی اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا شراب پی رہا تھا یکایک یہ کیا ہو گیا اور یہ شعر پڑھا **شعر** صبح دمید و شب گذشت ماہ شبین بخانہ رفت بندہ ردے

سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت ؛ وہ خواب تھا یا بیداری تھی اُس معشوقہ وفادار کو کیونکر پاؤن سامان وصل مہیا تھا پھر فراق کا سامنا ہے آپ یہان کیونکر آئے آپ کو جشن کی کسنے خبر دی آتے ہی صحبت عیش برہم کر دی **افراسیاب** نے کہا اے **صمصام** عیاران لشکر اسلام تمکو دھوکا دیکر یہان لائے **عمرو** تمھاری معشوقہ کی صورت بنا تھا تمکو شراب پلاکر بیہوش کیا تھا قتل کیا چاہتا تھا کہ اتفاق سے میرا ادھر گذر ہوا **اصرصر** بھی پہونچی ملکہ عالم بھی آگئین تمکو بچایا ورنہ اُسنے مار ڈالا ہوتا اب تو **صمصام** نے شرماکر سر جھکایا کہا حضور نے جان بخشی کی حضور اس جان نثار کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائینگے دیکھیے گا کیسا انتقام مسلمانون سے لیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین اور **بران** کا تو وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکی جوانی پر روئین اور مجکو ذرا رحم نہ آوے اور عیارون کی تو بوٹیان کاٹ کاٹ کر کباب بناؤنگا ایک تکہ کل اپنی فوج کو کھلاؤنگا **افراسیاب** نے کہا تمکو اختیار ہے جو مناسب جانا وہ کرنا مگر اب عیارون سے بچے رہنا یہ کہکر **افراسیاب** نے سحر سے دو تخت تیار کیے **افراسیاب** اور **حیرت** جادو و صرصر شمشیر زن ایک تخت پر اور ایک پر صمصام سوار ہوکر اپنے لشکر مین آئے تمام سرداران افراسیاب جا بجا سے دوڑے افراسیاب تخت پر ملکہ **حیرت** جادو کرسی جواہرنگار پر متمکن ہوئے اور صمصام کو ایک تنگل زرین بیٹھنے کو ملا اور سردار بھی سب آکر اپنے مقامات پر بیٹھے **صمصام** حجاب سے سر نہین اُٹھاتا غصے مین کانپ رہا ہے **افراسیاب** نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب اول افراسیاب نے ملکہ **حیرت** کو دیا بعدہ ساقی جام مے لیکر **صمصام** کے سامنے آیا کہا مین نہ پیونگا جو شخص ایسی ذلت اُٹھائے وہ شراب و کباب کا شغل کرے مقام حیف ہے **شعر** پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ؛ دل جل رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی ؛ اے شہنشاہ غلام کی کیفیت رنج و ملال سے دگرگون ہے جوش حرارت سے جگر خون ہے بیقراری ہین یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

اکیلے ہم نرہے ایک غمگسار رہا
اس ایک صبح کا دونونکو انتظار رہا
یہ چشم داشت تھی منھ پھیر کر گیا وہ کج
سرور دلمین رہا آنکھ مین خمار رہا
سلوک خوب کیا اُسنے دیکھے دل ہم مرگیا

ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا
جو اضطراب سدا ہارا تو اضطرار رہا
نگاہ لطف نکرتے وہ قتل ہی کرتے
قلق رہا کہ نہ قاتل سے مین دوچار رہا
اس انجمن مین گذر ہوش کا ہوا نہ کبھی
کبھی نہ چین سے عاشق تہ مزار رہا

کبھی سپند رہا مین کبھی شرار رہا
شب فراق مین ہمکو شب وصال نہین
گناہ بخشندہ سے پھر گناہگار رہا
دو رنگیان نہ گئین نشۂ محبت کی
تمھارے مستو نمین ایک ایک ہشیار رہا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر رونے لگا

افراسیاب نے کہا اے خیرخواہ ما بدولت اگر تمکو لالہ زار نرگسی چشم کی جدائی کا ملال ہے تو مین ابھی کبھونری بھجوادون مگر چاہتا ہون تمھاری شادی مین عالم عالم دنیا دنیا جمع ہو اس دھوم سے شادی کرون کہ شاہان اولو العزم رشک کرین نمکحرام تمھاری شوکت دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرین اور اگر تمکو ذلت کا خیال ہے تو یہ بالکل ہیچ ہے کہ یہ شرف ہاتھ سے عیارون کے سب کو حاصل ہوا ہے ہمارے مرشدزادے مقصور جادو تشریف رکھتے ہین

اکثر عیارون نے انکو گرفتار کرلیا قدرت کی ہو ملکہ صورت نگار کا کیا نقشہ کیا برہنہ کرکے اکثر چھوڑدیا یہ ذلت نہین ہی ایک تین روپیہ کا پیادہ کوئی حرکت ناشایستہ کرے اُسکا ملال کیا کوئی اپنا ہمسر ہوتا تو اُسکو جاکر ابھی ذلیل کرتے سو مرتبہ گرفتار ہوکر آئے ہین سو مرتبہ گرفتار کرلیا مشکین باندھین سزائین دین وہ بے حیا خوش ہوتی ہین **عمرو** کا تو یہ قول ہی کہ مین گرفتار ہوا اور حریف کو مار اِس ایسو نکی بات کا خیال رکھنا دانائی سے بعید ہے اگر تم کہو تو ابھی سب کو پکڑوا بلواؤن **صمصام** نے عرض کیا حضور کی پرورش کی انتہا نہین ہے اسوقت کی حضور کے فرمانے سے یہ غلام سمجھ گیا کہ شادی تو ضرور ہوگی اور عیار جب ایسے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کرچکی ہون تو پھر کیا حقیقت ہی مگر کیا کرون دل نہین مانتا کبھی اس غلام پر ایسا سانحہ نہین گذرا اب فقط یہ رنج و ملال کافی ہے کہ حضور جلد طبل جنگی میرے نام پر بجوائیں صبح کو ملکہ **مران** کو تہ تیغ کرون خاک و خون مین تڑپتا دیکھون علاوہ قتل **مران** کے کل مسلمانون کو قتل کرونگا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر بھی جاؤنگا **حمزہ** کی بھی مشکین باندھکر لاؤنگا اور عیارون کا تو نام پردۂ دنیا سے مٹادونگا لوگ چرچے کرینگے کہ فرقۂ عیاران اور مکاران کبھی پردۂ دنیا مین تھا اور یہ چارون پانچون جو عیاری کرنے آئے تھے انکے تو کباب لگاکر کھاؤنگا **افراسیاب** نے جواب دیا جو چاہنا وہ کرنا تمکو اختیار ہی مگر سر دربار اسطرح سے ذکر نہ کرو عیارون کا دمبدم نام نہ لو وہ ہر وقت موجود رہتے ہین کیا عجب ہے کہ بھوریا یا کالیا یا نتیا اسی جلسے مین کھڑے ہون باتین سن رہی ہون **صمصام** نے کہا اے شہنشاہ ان کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور بھی عیارون سے ڈرتے ہین پہلے انہین کی فکر کرون ابھی جاکر انکو مٹادون **افراسیاب** نے کہا خیر مین ڈرتا ہون یا نہین ڈرتا ہون جو مناسب جانتا ہون وہ کرتا ہون تمکو کیا غرض ہی تم جس واسطے آئے ہو اُس فکر مین مصروف ہو ان جھگڑون مین نہ پڑو یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی نام پر **صمصام** جنگ آزماے خونریز زرہ پوش کے بجے بموجب حکم **افراسیاب** چارسو نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین لرز گئی آسمان کا کلیجہ کانپ گیا مریخ فلک تھرایا شیران صحرا کو صداے ہولخیز طبل جنگی سے غش آیا **افراسیاب** **صمصام** سے یہ کہکر اُٹھا کہ ما بدولت پردۂ ظلمات مین جاتی ہین تم باطمینان مصروف جنگ ہونا کسی رنج و ملال کو دل مین جگہ نہ دینا ملکہ **صرصر** شمشیرزن و ملکہ **صبا رفتار** کمند انداز و عیار بچیون کو بلاکر حکم دیا کہ خبردار خبردار آج **صمصام** کی دربارگاہ پر حاضر رہنا اگر عیارون کا گذر ہو جائیگا تو تمکو سزاے کامل دیجائیگی پانچون عیار بچیون نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہی عیاران اسلام کی کہ **صمصام** کے خیمے کے قریب آسکین یا گوہر مدعا پاسکین مگر ایک تاکید **صمصام** صاحب کو بھی کر دیجیے کہ اپنی بارگاہ مین تشریف رکھین اسوقت سے سحر تک کسی کو اپنے پاس نہ آنے دین خاصہ وغیرہ ہماری صلاح سے نوش کرین شراب کباب کا شغل معطل ہی کنیزین گرد بارگاہ کے رات بھر پھیرا کرینگی کیا مجال ہی پرندہ پر مارسکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہی کہ طرف سے انکی بارگاہ کے گذرے **افراسیاب جادو** نے کہا اے **صمصام** تیغ زن صف شکن جو کچھ **صرصر** نے کہا ہی اُسکو بگوش ہوش سنو اسی طرح

کے

ہاکر انتظام کرو آج رات کو قیامت برپا ہوگی شب بھر عیار تمھارے قتل کی فکر مین رہینگے ذرا بھی غافل ہوجاؤگے دیکھو پچھتاؤگے **صمصام** چونکہ جوتیان عیارونکے ہاتھ سے کھا چکا ہی صدمہ عظیم اٹھا چکا ہی بہت خوف و ہیبت چھا رہا ہی **افراسیاب** بخوبی سمجھا کر تخت زرین پر سوار ہوا بشوکت و شان طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوا **صمصام** کو عیار بچیون نے لاکر بارگاہ مین پہونچایا آپ واسطے حفاظت کے دربارگاہ پر بیٹھین اور چند ساحران غدار کو قریب اپنے بٹھالیا اس طرح حفاظت مین **صمصام** کے مصروف ہین جو جاسوسان لشکر اسلام یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوئے

ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی جنگجو
نہو مجھسے میکش کا ناحق عدو
نہو مستعد تو مرے قتل پر
نکر نیمچہ کو تو زیب کمر
ارادہ نکر مجھسے پیکار کا
ذرا دل مین کر خوف قہار کا
خطا مین نے کیا کی ہی تیری بتا
روا رکھ نہ مجھ بیخطا پر جفا
بس اب دور غصے کو کر رام ہو
تو اس میکدے مین نہ بدنام ہو
پلا جام صہبائے تسکین دل
کہ یہ رند ہے اب بہت مضمحل
مرے ساقی مہروش مہ لقا
بس اب رحم کر مجھپہ بہر خدا
نہ کیا مے سے مجکو چھکائے گا تو
مرا خون ناحق بہائے گا تو
یہ روشن ہوا تو کرے گا جفا
قمر کی بھی جان کا ہی حافظ خدا

یہان دربار ملکہ مہرخ سحر چشم کا آراستہ ہی تمام ساحران نامی و افسونگران گرامی دربار مین جمع ہین سریر جہانبانی پر ملکہ مہرخ سحر چشم بعہدۂ وزارت ملکہ بہار جادو طرف دست راست کے دست چپ پہ بعہدۂ وزارت ملکہ سحر موے کاکل کشا ایک جانب ملکہ ہلال سحر افگن ایک جانب شاہزادہ خورشید زرین سحر یہ چارون وزیر خوش تدبیر سحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق اور دیگر سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن دختر نیک اختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر حسن مین بے تمثیل سحر مین بے نظیر خیال نمکحرامی صمصام مین سرنگون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے آکر حال اپنی عیاری کا بیان کیا ہی اور فرمایا ای نور نظر پارۂ جگر اوس ملعون کو مار لیا ہوتا مگر نہایت سخت جان ہی انشاء اللہ تعالے اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا نمکحرامی کی سزا پائیگا اور چھ عیار اسوقت داخل بارگاہ آسمان جاہ ہین کہ سامنے چرند اور پرند ہرکارے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق افتان و خیزان حیران و پریشان چہرہ متغیر مضطر و ششدر آکر دعا و ثنای بادشاہی اس طرح بجالائے

نظم مصنف

خدایا ہی شاد و خرم یہ شاہ
بڑھے دمبدم دولت و عز و جاہ
کہاں ہی ہمائے سعادت نشان
پھرے گرد سر صورت آسمان
الٰہی یہ جبتک ہین برق و سحاب
ہین جبتک فروزان مہ و آفتاب
فزون دمبدم شہ کا اقبال ہو
عدو مثل سبزے کے پامال ہو

شہریار کی عمر و دولت کو پروردگار دراز کرے اقبال ترقی پذیر ہو دشمن سرکار دولتمدار کا ذلیل و حقیر ہو اس باغ سحران مین ہمیشہ بہار ہی باغی اور عدو تا

جنت نشان کا صدا اخبار حوادث روزگار سے سینہ فگار رہی اوج پر آفتاب عالمتاب اقبال ہو کوکب دشمن تیرہ بخت کو زوال ہو اس وقت **صمصام** بدانجام نے بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی اُس نمکحرام کا ارادہ ہی کہ ملکہ **بران شمشیرزن** سے معرکہ آرائے نبرد ہو **افراسیاب** خانہ خراب نے اُسکی حفاظت کے بڑے بڑے سامان کیے ہین پانچون عیار بچیان درنکبت اثر پر اُس روسیاہ کے مثل اعمال بد حاضر اور بہت سی ساحران غدار بھی ناظر ہین اس قدر بیحیا کو غرہ رہوا ہی کہ زمین پر اچھی طرح پانون نہین رکھتا پنجون کے بل چلتا ہی مثل آب حباب جانستان نخوت سی اُبلتا ہی مگر اے شہنشاہ اوج عیاری اپنے ذلیل ہونیکا اُسکو بڑا غم ہی مثل گیسوے سیہ رو برہم ہی **افراسیاب** نے تسکین بہت دی ہی اور منع کیا کہ کسی دام تزویر مین جاکر پھنس جاؤگے ورنہ آپ سب صاحبون کے گرفتار کرنے کو آتا تھا اور جو جو کلمات سخت نسبت حضور کے کہے ہین لائق گذارش نہین ہین اور **افراسیاب** طرف پردۂ **ظلمات** کے گیا خواجہ **عمرو** نے فرمایا بی بی **بران** تم نے سنا ہماری راے کی پابندی ہونا ہمارا دل ازحد پسند ہو وہ راے یہ ہی کہ صبحکو تم میدان کارزار مین نجانا بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط رہنا انشاءاللہ مین معرکۂ کارزار مین اگر اُس بیحیا سے انتقام نہ لیا تو نام اپنا خواجہ **عمرو** نرکھا مگر تمھارا میدان کارزار مین آنا اور ایک ذلیل کے مقابلے مین جانا میری راے کے سراسر خلاف ہی ملکہ **بران شمشیرزن** نے بسبب سعادتمندی سر جھکالیا عرض کی اے برادر مولی ہمہ اولی ہماری کیا مجال کہ آپکے ارشاد فیض بنیاد سے سرتابی کرین مگر جو میری راے مین ہی اُسکو سماعت فرمائیے آئندہ جیسا حکم ہوگا بجالاؤنگی وہ یہ ہی کہ آپنے اکثر زبان معجز بیان سی ارشاد فرمایا ہی کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کا یہ طریقہ ہی کہ میدان کارزار مین جو جسکو پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی وہ اُسکے مقابلے مین جاتا ہی انتہا یہ کہ ایکدن آپ نے ذکر کیا تھا کہ **قباد** شہریار نورنگاہ ملکہ **مہرنگار** بارہ برس کے تھے **فیروز** زعاد مغربی بیٹا **سکندر** زن ہکلان مغربی کا بڑے زور و شور سے براے مدد **نوشیروان** آیا **بختک** نے اُسکو سمجھایا اُس بیحیا نے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا کہ مین **قباد** شہریار سی مقابلہ کرونگا حضرت **صاحبقران** زمان کو کچھ چارہ نہوا ہر چند کہ شب بھر بیقرار رہی تمام سردار بھی اشکبار رہے مگر صبح کو **قباد** شہریار نے جاکر **فیروز** زعاد ایسے دیو خصال سے مقابلہ کیا آخر اُسکو عنایت سی پروردگار کی مدد کرد و واصل جہنم کیا پس حضور تصور فرمائین جب **صمصام** بیحیا آپکی کنیز کا نام لیکر میدان مین للکاریگا یقین تو ہی کہ حضور کو سب سے زیادہ خلاف ہوگا اگر آپکو یہ منظور تھا تو نامہ لکھکر مجکو اثناے راہ مین روکا ہوتا یہان آنے نہ دیا ہوتا اب سب پر بخوبی ظاہر ہے ہر ایک اس حال سے بخوبی ماہر ہے کہ مین اس مقام پر موجود ہون کیسے کلمات سخت و سست یہ نمکحرام کہیگا بھلا میرا قلب تیغ زبان **صمصام** کا زخم سہیگا یہ تقریر دلپذیر ملکہ **بران شمشیرزن** کی سنکر خواجہ **عمرو** نے سر جھکالیا دل مین خیال کیا کہ سچ کہتی ہی مگر مصلحتاً جواب دیا کہ بیٹا وہ مقام اور ہی یہان ساحران مکار کا دور ہی سحر کرنے والے بھاگ کر غرق زمین ہو جاتے ہین یہ مکر حریف کی پشت پر آتے ہین کبھی دام سحر کبھی کمند سحر بناکر گرفتار کرلیجاتے ہین اسیر یہان تعریفین ہوتی ہین کہ اچھا ساحر تھا کس لطف سے حریف کو پکڑے گیا اور ہمارے

آقاے نامدار کے لشکر مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالیوقار اگر ایک قدم پیچھے ہٹائین زمرۂ پہلوانان سے باہر نکل جائین اور حمزہ تو وہ شیر دل ہین کہ پردۂ قاف مین دیو عفریت ایسے زبردست کو سوتے مین نہ مارا جگا کر للکارا وہ سخت قوانین قرار دیے ہین کہ سواے فرزندان حمزہ کے غیر اُنکی پابندی نہین کر سکتے ہین بس بی بی تم ہمارے قواعد پر عمل کرو صرف ایک دن بارگاہ مین رہو اسی لڑائی مین اگر خدا چاہیگا اس بیچیات سے فیصلہ ہو جائیگا کسی نہ کسی عیار کے فریب مین ضرور آئیگا ملکہ بران نے کہا اے عمر نامدار صاحبقران عالیوقار کا داے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہی مردان عالم کو اُنکی جرأت پر ناز ہی اُنسے مثال دو دن کیا مجال ہے مگر میرا باپ بھی شہنشاہ کوکب روشنضمیر مردان عالم سی ہی نامی و نام آور ہی آپنے اکثر ملاحظہ کیا ہوگا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ طلسم ہوشربا پر جا پڑتا ہی کس کس جرأت سے لڑتا ہی حقیقت مین افراسیاب بلاے روزگار ہی ان چارون اقلیمون مین کوئی افراسیاب کا ہمسر نہین ہی اگر مینے اُسکے پکانے پر مقابلہ نہ کیا والد نامدار پھر میری صورت نہ دیکھینگے اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا تو باطن مین نگاہ سی گر جاؤنگی ہان اے حضور زیادہ تاکید فرمائینگے یہ کنیز اپنے تئین ہلاک کریگی عمرو کو یہ سنکر سناٹا آگیا قلب تھرا گیا ضبط کرکے فرمایا اے نور نظر مرحبا جزاک اللہ مردان عالم ایسے ہی جری ہوتے ہین خیر جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرنا ملکہ بہار وغیرہ نے کہا خواجہ سلامت آپ کیون تردد فرماتے ہین ہم سب واسطے جانبازی کے موجود ہین انشاء اللہ سحر تو ہونے دیجیے اس لکھرام کو اگر تنکے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ رکھا برق لامع نے بڑھکر جواب دیا یون کڑک کر اس ملعون کے سر پہ گرون کہ خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دون دو ٹکڑے برابر ہون کے رعد نے کہا وہ چیخ ماردون کہ حرامزادے کے کان کے پردے پھٹ جائین برق مادر رعد نے بیقرار ہوکر جوابدیا میرے بھی وار سے نہ بچیگا ہم مان بیٹے ملکے مار لینگے آپ بسم اللہ طبل جنگی بجنے کو حکم دین اُسی وقت بموجب حکم ملکہ مہرخ سحر چشم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اشعار

بزد طبل را آن چنان طبل زن　　کہ درید میت ز ہیبت کفن
دہل زد دہل زن بہ تحسین او　　ہمین دین او دین او دین او

صداے طبل جنگ بیدرنگ اسی رنگ سے بلند ہوئی کہ روح سامری و جمشید درد مند ہوئی ملکہ مہرخ نے چاہا کہ اب دربار برخاست کرین کہ طیران ہریرۃ السیر جادو نے جو نامہ لیکر شہنشاہ کوکب کا آیا تھا یہ سب معرکے اپنی آنکھ سے دیکھے اور حالات عیاری خواجہ عمرو سنے خیر خواہ قدیم ہی بہت بیقرار تھا لیکن باتون سے خواجہ عمرو کی بہت تسکین حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اُٹھا خواجہ عمرو کے سامنے دست بستہ حاضر ہوا عرض کی اے آفتاب عالمتاب آسمان عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خدا آپ کو سلامت رکھے سب تردد غلام کے دفع ہوگئے مگر جواب نامۂ شہنشاہ چند فقرات مین تحریر فرمائیے تا مین جاکے شہنشاہ کو بھی مطمئن کردون قصر جمشیدی ماتم سرا ہو رہا ہوگا ہر ایک سوگوار ہو رہا ہوگا خواجہ عمرو نے فوراً قلم قرطاس طلب فرمایا اور جواب باصواب نامۂ کوکب روشنضمیر تحریر کیا

نامہ از طرف خواجہ عمرو بخدمت کوکب روشنضمیر

ای شہنشاہ خسروان جہان
نیر اعظم سپہر حشم
اسکے مضمون سے ہم ہوئے آگاہ
مین نے مارے ہین ساحران جلیل
خون سے اسکے ہاتھ بھرتا ہون
سر صمصام مجھسے لیجے گا

تاجدار طلسم نور افشان
بعد آداب او حب ہو عیان
رنج از حد ہوا پر اے ذیجاہ
گھیر کر اسکو لائی ہے تقدیر
جلد ملعون کو قتل کرتا ہون

کوکب سعد چرخ جود و کرم
آیا پاس لئے آپ کا فرمان
کیا ہے صمصام کند ذہن و ذلیل
ہے کمند اجل مین خود وہ اسیر
کچھ تردد نہ آپ کیجے گا

یہ چند اشعار آبدار خواجہ عمرو نے تحریر فرمائے اور نامے کو ملفوف کیا اور طیران سریع السیر جادو کو دیا اور زبانی بھی یہ کہدیا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے بعد سلام محبت التیام کہنا کہ اے برادر طرف سے ملکہ بران کے مطمئن رہنا جبتک یہ نیازمند آپکا زندہ ہے کوئی بران سے آنکھ ملا سکتا ہے اگر میری اجل قریب ہے تو مجبور ہون دعائے خیر سے یاد فرمانا مگر اس معرکہ مین برائے خدا تم نہ آنا اگر کسی طرح کی خبر وحشت اثر آپکو پہونچے تو اسکا بھی اعتبار نہ فرمایئے گا کسیکے کہنے سننے مین نہ آجایئے گا یہ کہکر طیران کو خلعت رخصت مرحمت ہوا طیران آداب و تسلیم بجا لاکے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہوکے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا

بیان ملکہ مہرخ نے بعد جانے طیران سریع السیر جادو کے دربار برخاست کیا خواجہ عمرو و بران کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ بران کے چلے جب در بارگاہ بران پر آئے عمرو نے سرداران بران سے کہا تم لوگ اسی مقام پر ٹھہر جاؤ جب ہم طلب کرین تو آنا ہمکو ملکہ سے کچھ تخلیے مین امورات جنگ مین باتین کرنا منظور ہین سب سردار در دولت پر ٹھہرے خواجہ ملکہ بران کو لیکر اندر بارگاہ کے تشریف لائے بعد تھوڑے عرصے کے خواجہ نے آواز دی ملکہ مجلس جادو و عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی و ملکہ شعلہ آتشخو و ملکہ رنگین خوشخو و ملکہ اورنگ سمن بو و ملکہ نارنج گلگون پوش وغیرہ اندر بارگاہ کے آئین سبنے دیکھا کہ خواجہ عمرو مسند پر اور ملکہ بران پہلو مین خاموش بیٹھے ہین عمرو نے بکاول کو حکم دیا اسنے آکر دسترخوان بچھایا خاصہ حاضر کیا خواجہ عمرو نے سب شہزادیون کو دسترخوان پر طلب کیا سلفچی آفتابہ سامنے آیا ہر ایک نے ہاتھ دھوئے ہمراہ خواجہ و ملکہ بران کھانا شروع کیا مگر ملکہ مجلس نے دیکھا ملکہ بران خاموش ہین جوڑے مین اختر مروارید چمکتا ہے کلام بہت کم کرتی ہین اگر کوئی شہزادی ملکہ بران سے کلام کرتی ہے تو طرف سے ملکہ بران کے خواجہ عمرو جواب دیتے ہین فرماتے ہین صاحبو وائے برحال ملکہ بران جسکو اس رنج و الم کا سامنا ہو وہ کیا کلام کرے اب سب صاحب یہ مجھپر احسان کرین کہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے حفاظت مین ملکہ بران کی بیرون بارگاہ جاکر مصروف ہون ملکہ مجھسے فرما چکی ہین اب آرام فرمائینگی آپ لوگ کچھ ملکہ سے کلام نیک و بد نہ کیجیے گا نہ کچھ پوچھیے گا مین

بھی اک راز ہی موقع کہنے کا نہین ہی بموجب **مصرع** امور مملکتِ خویش خسروان دانند ٭ **ملکہ مجلس جادونی** ہرچند خواجہ سے پوچھا کہ نانا جان مادر مہربان کا مزاج کیسا ہے خواجہ **عمرو** نے جواب دیا کہ بیٹا کسی قدر طبیعت سُست ہی اسوقت انکو تنہائی پسند ہی تو تفتیش حال مین دخل ندو میرا کہنا مانو جاؤ دوسری بارگاہ مین آرام کرو جب **مجلس** کو خواجہ نے جھڑک دیا پھر کسیکو دریافت کرنے احوال کا حوصلہ نہوا خواجہ نے ہاتھ تھام کر **بران** کا فرمایا جاؤ بی بی آرام کرو ملکہ **بُران** نے دوشالہ منھ پر کھینچا چھپر کھٹ پر آرام فرمایا **خواجہ عمرو** باہر آئے گرد بارگاہ ساحرون کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا اور خود باہمہ عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر **صمصام بدانجام** کے روانہ ہوئے **برق فرنگی** نے سُنا کہ اُستاد جانب لشکر **صمصام** گئے ہین یہ بھی تڑپ کر چلا لشکر اسلام مین تمام ساحر مصروف سحر خوانی مگر مقدمہ **بُران** مین ہر ایک کو پریشانی وہ شب ہولناک بلا زمان **کوکب** کو خوف ہلاک ہر ایک کو تردد ہی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی خدا اس اختر تابندۂ برج آسمان شہنشاہ **کوکب** روشن ضمیر کو گردش چرخ کجرفتار سے بچائے خورشید حسن و جمال طالع رہی بدعنت ظلمت شام **صمصام** بدانجام سے غروب ہو جائی ہر فرد بشر اس فکر مین بیقرار ہے ہر ایک سردار کو انتشار رہے

ابیات

غم شب کی وحشت کرون کیا رقم
کہ مہر رخ کے دلپر ہجوم الم
وہ تاریک مثل دل کافران
ستارون پہ خال سیہ کا گمان
وہ لشکر مین ہر سمت تھا شور و شر
تردد مین بیتاب خواجہ عمرو
اندھیرا وہ پرہول حیرت فزا
شب فرقت عاشقان سی سوا
صدائین وہ ہاہو کی ہر سو بلند
کوئی بیقرار اور کوئی دردمند
کہین خیمے سے اُٹھ رہا تھا دھوان
فسون سازیونکا ہر اک جا نشان
کہین شیر کے گونجنے کی صدا
کہین لوٹتا تھا پڑا اژدہا
کسی کو تردد کہین بے شمار
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار
کوئی شیر دل صرف ذکر ستیز
کسی بزدلے کو نفی فکر گریز

اہالیان طلایا حاضر باش و ناظر باش کی صدائین بلند کر رہے ہین قرنا پھونک رہے ہین مگر بارگاہ **بران** کو اسطرح بیچ مین لیا ہے جیسے سینے مین دل یا انگشتری مین نگینہ ہوتا ہی خود ملکہ **شگوفہ** سحر ساز وزیر زادی دربارگاہ پر کرسی بچھائے بیٹھی ہے تاکید کر رہی ہی کہ خبردار کوئی غافل نہو ہوشیار رہو اگر پتا کھڑکا تپنچہ ٹپک کر اُٹھ کھڑی ہوئی فوراً سحر پڑھکر باش کا دانہ مارا کیا مجال کہ طائر وہم و خیال قریب آنے پائے یا کوئی نگاہ کج سے جانب بارگاہ ملکہ **بران** دیکھے

نظم مصنف

ادھر فوج صمصام مین اک غلو
ہر اک ساحر بدسیر مثل دیو
کہین گھنٹے بجتے تھے با صد خوشی
صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہین جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہین
کہین سحر سے ہل رہی تھی زمین
کہین شور یا سامری کا بلند
جلاتا تھا مرچین کوئی خودپسند
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو
اندھیرا دھنوان دھار تھا چارسو
کوئی بچۂ خوک کو ذبح کر
نہاتا تھا اُس خون سے بےخطر
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہین
بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہین

کسی خیمۂ نحس مین غل یہ ہے
دوہائی ہے کلوا کی کالی کی جے

صمصام نمکحرام اپنی بارگاہ مین یکہ و تنہا بیٹھا ہوا سحر تیار کررہا ہے مگر پریشان خاطر ہر مرتبہ عیارون کو پکارتا ہے ملکہ صرصر شمشیرزن وای صبا رفتار کمند انداز بیدار رہو بخوبی ہوشیار رہو صرصر آواز دیتی ہے کنیزین حاضر ہین آپکی حفاظت مین کب قاصر ہین ابھی بھر ملوا کھوریا آیا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا پھر رہا تھا مین نے للکارا بھاگ گیا یہ کہکر صرصر اور صبا رفتار ٹہلنے لگین ایک ساحر بلازم صمصام موسوم بہ کلنگ جادو نہایت بدذات گرد بارگاہ کے پھر رہا ہے لیکن نشہ باز ہے از حد چلبلاتا ہے جو جادوگر سامنے سے نکلتا ہے اسکو پکارتا ہے بھائی کہان جاتے ہو ہمارا نشہ اتر گیا ہے تمہارے پاس کوئی گانجے کی کلی ہے یہان نشے کا اتار ہے نہایت بیکل ہے جماہی آیا چاہتی ہے اب طبیعت بہت گھبراتی ہے جو ساحر اسکی ایسی باتین سنتا تھا مسکرا کر جواب دیتا تھا نہین کہان بھائی ہمارے پاس نہین ہے دکان بھی بند ہوگئی یہ مایوس ہوکر رہجاتا تھا ناگاہ ایک ساحر کو دیکھا ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہوا گانجا مل رہا ہے کلنگ نظر سب کی بچا کر اسکے قریب آیا کہا بھائی جلد جاو ہم بھی ایک دم مارین سامنے ہمارا خیمہ ہے دروازے پر میان سکے ہمارا پہرا ہے روز صبح کو آیا کرو دم لگا کر جایا کرو سب لشکر کے کہار و مہتر ہمارے پاس رہتے ہین سو سو چلم روز اڑتی ہے اس ساحر نے کہا آو بیٹھ جاو دم لگا لو لالچ کا ہیکو دیتے ہو ہم تو میان سرا زاد ہمارا جہان کہیے پینے والے ہین اسوقت بمجبوری ایک گنڈے کا گانجا بھی لیا ہے جوانون کو سب مباح ہے بموجب مثل جسنے نہ پی گانجے کی کلی اس بیٹے سے بیٹی بھلی یہ کہکر جھٹ پٹ چلم جمائی کنڈا جھاڑ کر آگے رکھی کہا لو بھائی تمھین سر پیو کل صبح سے تمھارے پاس یارون کا بھی جلسہ ہوگا بھائی ہم سے تو دنگا جی غلام حسین کے پل والی بھنگیڑان سے آشنائی ہے وہین دن بھر جمے رہتے ہین ہم کو سبزکی پلاتی ہے آج کچھ نشے مین کسر بیت ہوگئی نہین تو اسوقت اسکے ساتھ سوتے ہوتے وہ ساحر تو باتین کر رہا لیکن میان کلنگ جادو نے چلم اٹھا کر کڑکڑا کر دم مارا ڈیڑھ بالشت لو بلند ہوئی آنکھین غلاسی نکل آئین چوتڑون کے بھل زمین پر بیٹھ گیا اور کہا بھئی جوان عجب سرور ہوا اب نشہ ہوگیا اس جوان نے کہا اسمین دس بیس بیج دھتورے کے تھے اب تم مرے کلنگ جادو گھبرا کے اٹھا اتنا تو بولا بھائی جوان پانی پلاؤ دم نکلتا ہے اس جوان نے کہا ادھے کے ایک دم مین یہ حال ہوا کیون مر ہی گیا ایسا معلوم ہوتا ہے اس منحوس پر جوانون کو مہمان بلاتا ہے کلنگ ضبط کر رہا تھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آچکا تھا دھم سے لڑکھڑا کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا جوان نے آواز دی منھ مہتر برق فرنگی سوچا اگر قتل کرونگا صدائے گیر و دار بلند ہوگی ٹانگ پکڑی گھسیٹتا ہوا قریب ایک غار کے لایا اسکو تو وہین ڈالدیا آپ جھٹ پٹ رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت کلنگ جادو بنکر تیار ہوا دوڑا ہوا قریب خیمے کے آیا کالے ماش کے دانے ہاتھو مین سر جھکائے ہوئے صرصر و صبا رفتار نے کہا کون کہا حضور ابھی تو آپکے پاس بیٹھا تھا سرکار نے کالے ماش کے دانے منگائے تھے لینے گیا تھا بنیے کی دکان کھلوا کر لایا صرصر سمجھی حقیقت مین ابھی بیٹھا تھا شاید صمصام نے بضرورت سحر ماش اس سے منگائے ہونگے کہا جاؤ یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ صمصام کے آیا دیکھا صمصام بیٹھا ہوا سحر

تیار کر رہا ہی برق نے جھک کر سلام کیا **صمصام** نے کہا خیر تو ہی گھبرائے ہوئے کیون ہو کہا حضور ابھی سُنا ہی کہ **کوکب** روشنضمیر صبح کو آئیگا آپ سے ضرور شکایت کریگا ایک ساحر ملازم ملکہ **مہرخ** کا مجھسے کہتا تھا کہ **کوکب** کا قول ہی مین اپنے بھائی **صمصام** کے قدمون پر گرونگا اپنے قوت بازو کو ہوش ربا مین نہ رہنے دونگا میرے طلسم نور افشان مین سناٹا پڑگیا ہی مجھسے خطا ہوئی کہ مین نے اُسکی خبر نلی اُسکی معشوقہ کو بھی راضی کرکے لاؤنگا قصر جمشیدی مین بڑے دھوم سے شادی کرونگا یہ فقرے جو **برق** نے بچرب بانی کہے **صمصام** میان نخوت سے پھول گئے کہا بھائی کیا یہ خبر مفصل پائی ہی سچ کہو ہمارے سر کی قسم **برق** نے کہا کتاب سامری اُٹھا کر کہدون مین کبھی جھوٹ بولتا ہون سال بھر سے کنٹھی بنی ہے مین نے شراب چھوڑ دی یہ حال سنا ہی اب ہمین شک لانا بیجا ہے **صمصام** نے منہ پھُلا کر کہا مین تو اب نہ جاؤنگا **برق** نے کہا ایک بات اور کان مین حضور کے کہونگا **صمصام** نے سر جھکایا **برق** نے کہا حضور مبارک ہو **کوکب** کہتا ہی مین بران کی شادی **صمصام** کے ساتھ کرونگا اپنی معشوقہ کو پھیر چاہے بخشے یا قتل کرے **صمصام** یہ سُنکے لگا مونچھون پر تاؤ دینے کہا ہان بھائی **کلنگ** بیشک اگر وہ ایسا کرینگے تو مین اُنکا غلام ہون فوراً **افراسیاب** سے بگڑ جاؤنگا کیا مین **افراسیاب** کے باپ کا غلام ہون اپنے مزاج کا مجکو اختیار ہی میان **افراسیاب** کی کوشش بیکار ہی یہ سنکر **کلنگ** ادھر اودھر دیکھنے لگا **صمصام** نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کہا حضور اوس مین جو بھرے نشہ اتر گیا ایک جام شراب اس خبر فرحت اثر کے انعام مین دلوائیے خوب جی بھر کے پلوائیے کل سے ہمارے اور آپکے یہ بیتکلفی کاہے کو ہوگی آنکھ بھی یاران قدیم سے نہ ملائیے گا **کوکب** کے داماد کہلائیے گا **صمصام** نے کہا مین ایسا نہین ہون تم شراب پیو گلابی موجود ہی **کلنگ** نقلی نے بڑھکر گلابی اُٹھائی یا **سامری** تیرے صدقے کہکر جام بھرا چاہا منہ سے لگائے جھککر ہاتھ روک لیا کہا حضور توبہ کرتا ہون خطا ہوئی معاف فرمائیے گا مالک کے سامنے یہ بے ادبی محب کو مناسب نہین ہے اور مالک بھی کون کہ داماد **کوکب** روشنضمیر خوش تقدیر صاحب اقبال کا لیجیے ذرا منہ لگا دیجیے یہ شراب اپنا اثر کیجیے اس خوشامد کی باتون سے **صمصام** نے ہاتھ بڑھایا جام لیکر لبون سے لگایا غٹ غٹ نصف جام پی گیا **کلنگ** نے کہا واہ حضور غلام کا چلو بھر مین کیا ہوگا ناگاہ **صمصام** کے ہاتھ سے جام چھوٹ پڑا اُف اُف کہکے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا چوکی پر سے گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا **برق** خنجر پکڑ کے دوڑا کہ سر اُسکا کاٹون نیمچہ اُٹھالون کہ ناگاہ پایہ چوکی کا شق ہوا ایک پتلی بالشت بھر کی نکلی سر پیٹتی ہوئی پکارتی ہوئی او جلاد کیا کرتا ہے **صمصام** کے گلے سے خنجر ہٹاتا ہی ارے یارو دوڑو اسی اُسنے آواز دی کہ **صرصر** نے سنی جھپٹ کر دوڑی اُس پتلی کے نکلنے پر بھی **برق** نے چاہا خنجر مار ہی دون وہ پتلی **برق** کے پکڑنے کو چلی یہ کہتی ہوئی کہ بھڑوے ہڈیان توڑ ڈالونگی **برق** نے دیکھا یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد بڑھگیا چار ہاتھ کی ہوگئی اب تو ایک جوان سیہ فام معلوم ہوتا ہی **برق** نے جست کی کود کر الگ ہوا **صرصر** اور **صبا رفتار** بھی اندر بارگاہ کے آگئین دیکھا ایک عجب اق سیہ فام سر پیٹ رہا ہی **برق** فرنگی قریب سراپچے کے پہونچ چکا ہی جبتک یہ

دونون قریب جاتین **برق** سراچہ چاک کرکے باہر نکلا **صرصر** اور صبا رفتار نے آواز دی کہ یارو لینا **برق** فرنگی بھاگا جاتا ہے **برق** یہ کہتا ہوا بھاگا اے جادوگرو دوڑو **صمصام** کو عیار مارے ڈالتے ہین جادوگر طرف بارگاہ کے چلے **برق** بھاگ کر نکل گیا اُدھر پتلی بائے بین چوکی کے غائب ہوئی **صرصر** نے **صمصام** کو ہوشیار کیا ملازمان **صمصام** بھی خیمے مین آگئے تھے **صمصام** گھبرایا ہوا اُٹھا **صرصر** نے کہا اے شہریار کیا غضب ہوا آپ تو اپنا سحر تیار کررہے تھے شراب و کباب کی نوبت کیونکر آئی سامری وجمشید نے اپنی قدرت نمائی کی جو آپ ہاتھ سے اُس بھورپے کے بچ گئے ورنہ اُسنے اپنا کام کیا تھا **صمصام** نے جواب دیا کہ واہ واہ بی ملکہ **صرصر** جسنے آپ کو پہرے پر اسی واسطے مقرر کیا تھا خوب حفاظت کی اُلٹے مجکو الزام دیتی ہو اگر مین ایسا ساحر زبردست نہوتا اور پیشتر سے انتظام نہ کر رکھتا تو جان بچنا دشوار تھی آپ کا پہرا دینا بیکار تھا **صرصر** نے کہا آپ نے اپنے ملازم قدیم کو نہ پہچانا آپ ہی اُس سے آتش منگوائین ہمکو بدمعاش بنائین واہ کیا کہنا خوب آپ نے خلعت شکایت سے سرفراز کیا کیا اچھا ہمارا اعزاز کیا کنیزون کے کان ان باتون سے آشنا نہین ہین ہماری دانائی اور نادانی کا حال ملکہ **حیرت** اور **شہنشاہ افراسیاب** سے دریافت فرمائیے تب آپ کو کیفیت ہماری جانبازی کی معلوم ہوگی یہ نگوڑا بھورپا تو کیا ہے ان سب کا اُستاد وہ تاثیا موا **عمرو** جسنے ملکہ **دامہ جادو** کو مارا ساحر **مشمش** کو دریائے قلزم مین گھسکر للکارا عنطلی آباد مین سترہ لاکھ جادوگر رہتے تھے مالک اُنکا **مالک بن زردشت** بلائے روزگار سفاک غدار منتظم عاقل علم سحر کا فاضل یکسال بن **عمرو** نے کل ساحران شہر کا خاتمہ کردیا صحرائے عنطلی آباد لاشہ ہائے ساحران سے بھر دیا جس ملک مین سترہ لاکھ جادوگر تھا اب اُسمین جادوگر کا نام باقی نرہا جو ایسا عیار طرار آفت کا پرکالہ ہو وہ میرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہے اپنے خدا سے اپنی موت میرے خوف سے مانگتا ہے اگر میرا قدم اس طلسم ہوشربا مین نہوتا تو وہ نگوڑا اس اقلیم مین بھی غدر ڈالدیتا مگر میرے ہاتھ سے جوتیان کھاتا ہے ہزار جگہ مین نے اُسکی مشکین باندھی ہین آخر ترس کھاکر تین روپیہ کا پیادہ بیچارہ آفت کا مارا جانکر چھوڑ دیتی ہون جسدن غصہ آجائیگا مارے کوڑون کے کھال گرادونگی ساری عیاری بھلادونگی **صمصام** طراری بان درازی **صرصر** کی اور احوال عیار یہائے **عمرو** سنکر نگاہ حیرت سے طرف **صرصر** کے دیکھ رہا ہے کہ ناگاہ ایک جادوگر دُبلا سا بڈھا ہاتھ پانون مین رعشہ ایک لٹھیا ہاتھ مین انھین سرداران **صمصام** مین جو خیمے مین آگئے ہین اُنمین ملا ہوا کھڑا تھا یہ باتین **صرصر** کی سنکر آگے بڑھا کہا بی بی **صرصر** واہ واہ کیا کہنا **عمرو** تم سے کیونکر نہ ڈرے جو دوسے بھی ڈرتے ہین مگر غیبت مین ایسے کلمات مہملات کہنا مناسب نہین ہین وہ تمھین گھوڑون کا دانہ دلواتے دلواتے ہلاک کر ڈالیگا جبھی تک یہ چاہ پیار ہے جسدن تک منھ پر روغن ہے اُسکی سیکڑون بیبیان ہین چرخا کات کر بسر کرتی ہین دیکھو ملکہ **صرصر** **عمرو** کیسا خوبصورت جوان ہے کہ سیکڑون اُسپر مرتی ہین اور تم بھی تو مال کھلاتی ہو امرتیان اور دودھ لیکر اُسکے پاس جاتی ہو اور اُسکی خاطر مدارات کرتی ہو اور سب کے سامنے اُسکی محبت کا الھا گاتی ہو **صمصام** نے کہا بی ملکہ **صرصر** ذرا سنیے زیادہ عیاری نہ بگھارے یہ صاحب آپکے

واقف کار کیا فرماتے ہین صرصر یہ سنکے غصے مین پلٹی اور کہا او جھوٹے جعلساز مین کب عمرو کے خیمے مین جاتی ہون کب اُسکو زہر کھلاتی ہون بڈھے جادوگر نے کہا کہ آپ مجھپر کیون خفا ہوتی ہین آپ دونون کی محبت وعشق کا ذکر دفترون مین موجود ہے یہ سنکے صرصر نے آنکھ بلائی. دیکھا تو خود خواجہ **عمرو** کھڑے ہین مسکرا کر باتین بنا رہے ہین صرصر کے ہوش اُڑ گئے یہ آنا منھ سے نکلا تھا اے یہ سارہ بان رادہ سر بارگاہ کھڑا ہے لینا جانے ندینا عمرو نے کہا واہ جان جہان دھگڑے کو گرفتار کراتی ہو دم بھر مین بیوفا ہو جاتی ہو یہ جو تیری یہی خوشی ہے تو جاتے ہین عمرو نے پہلے ہی تدبیر کر رکھی تھی ایک موٹے سے جادوگر کو تاک کر اُسکے پہلو مین کھڑے تھے خنجر دامن کے نیچے چھپائے ہوے تھے لپٹ کر کوکھ مین اُسی جادوگر کے خنجر مارا دوسرے پہلو کو توڑ کر نکلگیا وہ جادوگر مرکر زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام مین جوہر جادو بود سب لینا لینا کرتے رہے اُسی تاریکی مین جست وخیز کرکے نکل گیا عمرو یہ کہتا ہوا کہ جان جہان پھر کبھی نہ سمجھونگا غیرون کے سامنے اپنے چاہنے والے کی ایسی باتین کہتی ہو یہ معرکہ حیرت افزا دیکھکر **صمصام** کے تو ہوش اُڑ گئے صرصر نے شرما کر سر جھکا لیا تمام ساحران نے **صمصام** کے مضحکہ کرنے لگے کہ واہ بی صرصر عمرو یہ کیا کہ گیا صرصر نے کہا وہ نگوڑا مکار غدار جعلساز فریبیا یونہین بکا کرتا ہے اُسکے کہنے کا کیا اعتبار ہے اور تو سب خاموش ہوگئے مگر **صمصام** نے کہا بی صرصر تمہاری حفاظت کا کیا اعتبار کرین عمرو تمہارے روبرو جادوگر کو مار کے نکل گیا اور تمسے کچھ نہو سکا صرصر جلا کر بارگاہ **صمصام** سے باہر نکلی یہ کہتی ہوئی کہ اب اپنی حفاظت کر لیجیے گا میرے بھروسے پر نہ رہیے گا مین بھلا ہوا کو کیا روکون وہ شہنشاہ کے سامنے عیاری کرتا ہے تم بیچارے کیا ہو

کیفیت صبح جب مبارز صمصام زور نمائے فنا نے بارشاد **افراسیاب** بعد کر و فر نیچہ دو دو منہ ضیائے سحر کو نیام مشرق سے نکالا اور گروہ سپہر زرین آفتاب عالمتاب کو بصد آب و تاب نیچہ قوطی و پرزور مین سنبھالا اور ملکہ بران شمشیر زن ظلمت پر حملہ آور ہوا سپہکام مقابلہ ایک ضرب ہین طلسم جہان سے نیست و نابود کیا تمام لشکر تاریکی شب فرار ہوا یعنی صبح ہوئی آفتاب نمودار ہوا عبدان معبود نے وظیفۂ نماز سحری سے فرصت پائی ہر ساحر غدار نے سجدۂ تصویرات سامری جمشید سے جبین اُٹھائی **نظم** علی الصباح کہ سلطان صبح آئینہ فام ٭ زدود از آئینہ آسمان زر زنگ ظلام ٭ بدست خسرو خاور فتاد تیغ دو شاخ ز شاہ روم ہزیمت گرفت لشکر شام ٭ اُسوقت شمعہائے مومی و کافوری لہراین طائران نغمہ سرا کی کانون مین آوازین آئین **صمصام** ناکام بقہر و غضب تمام نیجۂ قتل ملکہ **بران** بصد شوکت و شان زیب کمر شقاوت اثر کیے ہوے بیرون بارگاہ آیا سرداران لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا اور آپ جانب بارگاہ ملکہ **حیرت جادو** چلا یہان ملکہ **حیرت جادو** خواب ناز سے بیدار ہوئی ہے وزیرزادیان شاہزادیان حاضر ہوکر واسطے تسلیم کے خم ہوئین اپنے اپنے مقام پر بیٹھین یکایک سامنے سے صرصر نمایان ہوئی آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری تصدق ہوئی دعائے ترقی حسن و جمال بجالائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر پوچھا خیر تو ہے شب کے بارگاہ **صمصام** مین ہنگامہ تھا صرصر نے عرض کی عیارون نے میان **صمصام** کو دیوانہ کر دیا رات کو بھورے نے عیاری کی میان **صمصام** کو مار لیا ہوتا مگر حضور وہ نہایت ساحر زبردست ہے

جام بادۂ نخوت سے مست ہی اپنی نگہبانی کی تدبیر کر چکا تھا بچ گیا غصہ مجھپر اُتارا ایک جادوگر کو مار کر **عمرو** قریب صبح نکل گیا **صمصام** بدحواس ہو رہا ہے دیکھیے میدان کارزار مین کیا ہوتا ہی حضور الگ سے چلکر تماشاے جنگ ملاحظہ کرین مگر میری راے یہ ہی کہ حضور دخل نہ دین **حیرت** نے کہا پہلو سے بارگاہ مین ٹیکرے پر تخت بچھانے کا اُسی جگہ حکم دیا ہی اگر **بران** کو اُسنے مارا تو **مہرخ** و **بہار** وغیرہ جان دینے کا قصد کرینگی مجکو واجب ہوگا کہ **صمصام** کو بچاؤن اور اگر کوئی اور صورت ہوئی تو مین سیر دیکھکر پلٹ آؤنگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کیا کہ **صمصام** در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہی ملکہ **حیرت** نے حکم دیا کہ بالاے پردہ بارگاہ کا اٹھا **صمصام** سامنے آیا چوبدار نے مجرا کرایا ملکہ نے دنگل کی جانب اشارہ کیا **صمصام** دنگل پر بیٹھا ملکہ **حیرت** کچھ پوچھنے نپائین خود ہی **صمصام** نے عرض کیا حضور نے شب کا حال سُنا ملکہ **حیرت** نے کہا ہان ایسے واقعات تو اکثر گذرتے رہتے ہین مرنیوالے مرتے رہتے ہین خداوند **سامری** نے عیارون کو خون ساحران معاف کر دیا ہی خداوند لقا نے **عمرو** کو جلاد ساحران بنایا ہی بھلا پھر کون اُسکو مار سکتا ہی **صمصام** نے عرض کی کہ لشکر غلام کا میدان کارزار مین جا چکا ہے مین واسطے تسلیم کے حاضر ہوا تھا سرفراز ہو چکا اب رخصت ہوتا ہون مگر اُمیدوار ہون کہ جان نثار کی سرفروشی کو آپ بھی ملاحظہ فرمائین کہ زیادہ تقویت ہوگی ملکہ نے جواب دیا تمکو **سامری** **جمشید** کے سپرد کیا ملاحظہ کرنا کیسا مین آکر شریک جنگ ہوتی ہون **صمصام** نے عرض کیا نہین حضور دور ہی سے جرأت دکھاتا ہی اس نیازمند کی دیکھیے مین سب سحر کے جواب دونگا کسی سے نہ رکونگا **حیرت** تو جاکر اُسی ٹیکرے پر ٹھہری تخت بچھا اُسپر جلوہ فرما ہوئی گرد دنگل منبر و کرسیان آراستہ ہوئین اُسپر شاہان دربند طلسم اور شاہزادیان اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئین ہرچند کہ **حیرت** جادو نے حکم دیا تھا کہ ہمارا لشکر تیار ہو اُسپر بھی ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ٹیکرے کے نیچے صف باندھکر ٹھہرے ہوئے ہین ملکہ **حیرت** نے سر اٹھاکر دیکھا کہ **صمصام** تین لاکھ ساحران غدار لیکر میدان کارزار مین ٹھہرا ہے آمد لشکر مسلمانان کا انتظار کر رہا ہی اُدھر لشکر اسلام مین سویرے سے ملکہ **مہرخ** سحر چشم تخت زرین پر سوار ہوکر برآمد ہوئین اول ملکہ **بہار** جادو نے آکر سلام کیا بعد اُسکے ملکہ **نافرمان** جادو و ملکہ **سرخ موے** کاکل کشا و **ہلال سحر افگن** و **رعد** و **برق** و ملکہ **برق لامع** و **شکیل** جادو و **خورشید زرین سحر** و ملکہ **گلزار چشم** وغیرہ نے آکر سلام کیا چہار طرف سے تخت کو گھیر لیا ملکہ **مہرخ** سحر چشم کا لشکر جلوخانہ سے چند قدم آگے بڑھا ہی کہ دیکھا آمد آمد لشکر ملکہ **بران** شمشیر زن کی ہوئی ایک ہنس پر ملکہ **بران** شمشیر زن سوار ایک سمت تمام سرداران لشکر شاہ شہریار زادیان طاؤس ہاے زرین بال پر بصد شوکت باقی تمام لشکر پشت پر علمہاے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے ملکہ **مہرخ** نے آمد **بران** دیکھکر تخت بڑھایا ملکہ **بران** نے فقط ملکہ **مہرخ** کو سلام کیا اور کسی کی جانب متوجہ نہوئین ملکہ **بہار** وغیرہ کو اسکا ملال ہوا آپسمین ایک نے دوسری سے کہا کہ صاحبزادی کو بڑا غرور ہو گیا ہی ایک نے کہا آج اور ہی خیال ہے اُنکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے پرسش اور غیر پرسش کی شکایت کیا خدا اُنکی جان بچائے تھوڑا شکوہ کرینگے غرض اس کروفر

لشکر اسلام جانب میدان کارزار بصد شوکت و حشمت چلا سیاہان صمصام میدان کارزار مین مع لشکر آچکا ہے اپنے لشکر کی بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا ہوا کھڑا ہے دیکھ رہا ہے کہ لکہ ہاے ابر سرخ و سبز و زرد ظاہر ہوے زیر ابر آفتاب فوج مین تخت ملکہ مہرخ کا مثل دلہن کے اور پہلو سے تخت سے لپٹین پھولون کی آرہی ہین ملکہ بہار جادو طاؤس نر پر بال پر سوار بدھیان بچھی ہونگی گلے مین آڑی ترچھی پڑی ہین چھپکا موتیون کا سر پر آراستہ صاف ثابت ہوتا ہے شب تیرہ و تار مین عقد ثریا کا ظہور ہے زلف شب دیجور چہرہ نور اعلی نور قامت سرو باغ خوبی دہن تنگ غنچۂ گلشن محبوبی پشت پر ساٹھ ہزار کنیزان ڈر دُر گوش مرصع پوش دف و دائرہ ہاتھ مین سحر بات بات مین پچکاریان لیے ہوے مست مے حسن فرخ جمال مٹھ کھیلیون کی چال کبک خوش رفتار اگر سامنے آئے رفتار دیکھکر ٹھوکرین کھائے اس شوکت و شان سے آمد ملکہ بہار جادو کی ہوئی کہ صحراے خارستان غیرت بہار ہو گیا درختون مین جو پتے زرد تھے انپر زمرد کا دھوکا تھا جس طرف سے سواری ملکہ بہار کی نکلتی تھی شاخین نخل کی ہاتھ بڑھاتی تھین کہ دم بھر یہ گل رعنا ہمارے سایہ مین ٹھہرے ہمکو بھی شرف حاصل ہو درخت چاہتا ہے کہ مین بھی ساتھ ساتھ سوار کے نہال ہون بیت سرو در باغ بہ یکپاے ستادست نگر تا برکاب تو دود گر بہ دوش پاے دگر تا ادھر حمایہ سردار اسی آن و بان سے شوکت و شان سے اپنے لشکر کو ساتھ لیے ہوے پرے جمے ہوے سواری مثل باد بہاری کے آتی ہے ایک سمت سے لشکر ملکہ بران بڑے زور و شور سے نمایان ہوا ہے مگر صرصر شمشیر زن ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوے تماشا چہرہ ملکہ بران پر نگاہ ڈال رہی ہے بخوبی دیکھ بھال کر خدمت ملکہ حیرت جادو مین دوڑی ہوئی آئی مگر پسینے پسینے ملکہ حیرت سے عرض کیا مین کچھ عرض کیا چاہتی ہون حیرت نے کہا صرصر کہہ تو کیا سنسنی ہوئی آئی زیادہ دیکھا کیا سنا صرصر نے کہا واری اس وقت مین نے بہ نگاہ غور ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا کیا عرض کرون منہ سے نہین نکلتا ہے چہرہ انتہا کا متغیر ہے رنگ آفتاب مثال پر زردی سراسر ہے ایک شب مین یہ کیفیت ہوگئی کیسی صورت ہوگئی دوسرے یہ احتمال ہے بڑا کنیز کو اس امر کا خیال ہے اسقدر آج بران شرمائی ہوئی ہے کہ سر نہین اٹھاتی اپنے ساتھ والون سے آنکھ نہین ملاتی مجھکو تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ عمرو نے کچھ عیاری کرکے بران کو میدان مین بھیجا ہے ملکہ حیرت جادو نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہے تغیر کا تو یہ جواب ہے کہ اپنی جان کے ڈر سے بیتاب ہے دم بھر کے رنج و ملال مین جسم کا خون خشک ہوتا ہے جان کے واسطے آدمی سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہے دیکھ جب سے یہ لڑائی شروع ہوئی میرا کیا حال ہو گیا ہماری یہی صورت تھی دست و پا کی یہی کیفیت تھی واے بر حال بران خوف جان دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ عمرو کو ایسی عیاری کی کیا ضرورت تھی وہ تو خود عیار ہے آٹھ پہر عیاری کی فکر ہے تیرے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عمرو نے بران کو بدل لیا ہے تو ہی رات کو خبر لائی تھی کہ بران سے عمرو نے اتنا کہا تھا کہ چلی جاؤ میدان کارزار مین نہ آؤ بران اپنا گلا کاٹے ڈالتی تھی اور نہ کہ بران یہ قبول کرتی کہ میرے بدلے میدان مین اور کوئی جائے یہ صرصر تمہاری عقل کی حماقت ہے صرصر یہ سنکے

خاموش ہوگئی مگر دونون لشکر بصد کر و فر اس زور و شور سے میدان مین آئے کہ طبقے زمین کے تھرائے دونون دریای لشکر موج مارتے ہوئے میدان رزم مین پہونچے شورش بحر زخار سیاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات سبکا گرداب فنا مین مبتلا اب عجا بجا باجے بج رہے ہین صفوف میدان قتال و جدال مین آراستہ ہونے لگین میسرہ میمنہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ جانبین سے درست ہوئین دونون سمت ساحران غدار کار و بار میدان کارزار مین مصروف ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا کہ آسمان سے تیر برسنے لگے ہو جو کہ نخل حائل نظر تھے کاٹ کر گرادیے دوسرے نے سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو ہوا اڑا کر لیگئی ایک دیو یادل نے بڑھکر روئی کے گالے ہاتھ پر رکھ کر اڑائے لکہ ابر پیدا ہوا ابر برستا ہوا نکلگیا سطح میدان چشم زدن مین آراستہ ہوا نقیبان بلند آواز نے آکر آوازین لگائین کہان ہے دمامہ جادو کہان ہے ساحر مشمش بدخو سامری و جمشید کیا ہوئے ایک چشم زدن مین بڑے بڑے سرکش فنا ہوئے دنیا مقام غیرت ہے مثل طایر عنقا معدوم عشرت ہے شعر۔ اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے ؛ بہوش باش کہ عالم رواروی پر ہے ؛ نظم

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور	دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور	بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
نہین دنیا مقام آسایش	کوئی بزم طرب کا بانی ہے	کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے	کہین افضال حق تعالی ہے	کہین شادی حنا بندان
اور کہین شور مرگ فرزندان	ہے یہ دنیائے دون کا سررشتہ	نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

بیت۔ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ؛ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ؛ بڑے بڑے نامی و گرامی قبر تاریک و تنگ مین سوتے ہین انکے حالات نیک و بد نہین معلوم ہوتے ہین تخت شاہی بوریاے فقر بعد مرگ کسی کے ساتھ نجائیگا الا نام مردان عالم صفحۂ میدان جہان مین ہمیشہ باقی رہیگا ای مردان شیردل وای رستمان تہور شعار وای دلیران میدان کارزار عرصۂ زیست کا بہت تنگ ہے یہ وقت نام و ننگ ہے ایسے کلمات عبرت خیز و اشعار حیرت انگیز زبان پر جاری کیے سرداران ملکہ بران شمشیر زن کے دل غم سے بھرے ہوئے ہین آنکھون سے سب کے اشک حسرت جاری ہوے نمونہ ناپایداری عالم آنکھون کے نیچے پھر گیا ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ میدان کارزار مین جائیے لڑ بھڑ کر مر جائیے لشکر دشمن کو جرأت دکھائیے زندگی چند نفس ہے طائر روح کو یہ جسم خاکی مثل قفس ہے مگر اولا ن اول صمصام نمکحرام نے گرگدن سحر اپنا صف لشکر سے نکالا سامنے ملکہ حیرت جادو کے آیا گرگدن سے کود پڑا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا اے صمصام کیا جلدی ہے ہمارے سب سردار آمادۂ حرب ہین سالہا سال سے ان لوگون سے لڑ رہے ہین معرکے پڑ رہے ہین تم تو ہمارے مہمان ہو تامل کرو اول طریقۂ جنگ دیکھو صمصام نے عرض کیا کہ غلام ہی کی بگڑی الجھی ہے اب تاب صبر و ضبط باقی نہین ہے غلام بیقرار ہے بس آج ہی خاتمہ کرتا ہون ملکہ حیرت نے اشارہ کیا ایک جادوگرنی لاکر جام شراب صمصام کو دیا کہا اے سامری وقت جمشید عہد یہ جام شراب جرأت ہے سمجھکر پینا صمصام نے انکے ہاتھ سے ہنسکر لے لیا

ملکہ حیرت جادو نے کہا جاؤ خداوند لقا کے سپرد کیا صمصام بد انجام مثل غول صحرائی کرگدن کو اڑاتا ہوا نیرنگ سحر دکھاتا ہوا میدان کارزار میں آیا واضح رہے ناظرین ہو کہ خنجر بار جادو صمصام بیحیا کا رفیق قدیم ہے صلاح کار و ندیم ہے ساحر بھی زبردست ہے بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے انتہا کا مکار و غدار ہے صمصام کو اس پر بڑا اعتبار ہے اسکو بعہدۂ سپہ سالاری لشکر میں چھوڑ آیا ہے سمجھا دیا ہے کہ جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اسوقت تم میرے قریب رہنا جن اشیائے سحر کی ضرورت ہو تمھیں ہم تک پہونچانا دیکھو رہ نہ جانا خنجر بار جادو نے اس سے کہدیا ہے کہ اس خیر خواہ کو ہر وقت اپنی پشت پر پائیے گا لڑائی میں نہ گھبرائیے گا الغرض صمصام میدان کارزار میں پہونچا نعرہ کیا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور میں تو ملکہ بران صاحبہ سے جنگ کا طالب ہوں ملکہ بران شمشیر زن نے یہ سنتے ہی تخت سے اترنے کا ارادہ کیا تھا ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو دیکھا پکار کر آواز دی صاحبو غضب ہوا آپ صاحبوں میں سے کوئی صاحب جلد جائیں اس بیحیا کو جواب دیں مقابلہ کریں ملکہ مہرخ کے منھ سے یہ پورا کلمہ نہ نکلا تھا کہ شکیل جادو فرزند ارجمند ملکہ مہرخ سحر چشم کا پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے استادہ تھا فوراً پایۂ تخت کو بوسہ دیکر سامنے آیا عرض کی اے مادر مہربان اجازت میدان دیجیے ملکہ نے بہ تعجیل فرمایا بسم اللہ شکیل نے فوراً مرکب اڑا دیا وہاں ملکہ ہمارے تاجدار وغیرہ نے ملکہ بران کو روکا اور کہا حضور تامل فرمائیں وہ دیکھیے شکیل جادو مقابلے میں صمصام کے جا پہونچا ایک سے دو نہیں مقابلہ کرتے ہیں ملکہ خاموش ہو کر ٹھہر گئیں یہاں صرصر نے ملکہ حیرت جادو سے کہا واری یہ معاملہ بھی حضور نے ملاحظہ فرمایا اسنے نام بران شمشیر زن کا لیکر للکارا عوض میں انکے شکیل جادو مقابلے پر آیا اب تو لونڈا لپکا قول کرسی نشین ہوا ملکہ بران شمشیر زن شعلۂ جوالہ ہے وہ اس امر کو کب گوارا کرتی ہرگز شکیل جادو کو مقابلۂ صمصام میں نہ جانے دیتی ملکہ حیرت جادو نے کہا آج تجھے صبح سے یہی خیال ہے تیرے دماغ میں خلل ہو گیا ہے آج قانون اور قاعدے کا کیا ذکر ہے سب کو ملکہ بران کی جان بچانیکی فکر ہے صرصر خاموش ہو گئی یہاں شکیل جادو قریب صمصام پہونچا تھا کہ اس ملعون نے اپنے کرگدن سحر کے سر پر ایک سونٹا یا سامری کہکے مارا کرگدن کے منھ سے ایک شعلۂ کلان نکلا شکیل کے سر پر آکر جھکا قریب تھا کہ خرمن ہستی شکیل جادو کو جلائے شکیل نے کچھ پڑھ کے دستک دی شعلہ سر سے ہٹا مگر سر مرکب کے گرا مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا ہر عضو تن سے شعلہ نکلنے لگا شکیل جادو کود پڑا کچھ پڑھکر ہاتھ ہلایا برق چمکی صمصام کے کرگدن کا سر اڑ گیا القہر و غضب صمصام زمین پر آیا کارد سحر جھولی سے نکال کے پھینک ماری ہر چند شکیل نے روکا نہ رکی شانے کو توڑ کر پار نکل گئی شکیل غش کھا کر زمین پر گرا صمصام نے چاہا سر کاٹ لوں خورشید زرین سحر کو تاب نہ آئی چمک کر صمصام پر جا پڑا ملازمان شکیل جادو بہ اشارۂ ملکہ مہرخ سحر چشم شکیل کو اٹھا لائے خورشید زرین سحر سے مقابلہ ہونے لگا دونوں کے سحر سے شعلے بھڑکے آگ برسی زمین تپنے لگی عرصۂ دراز تک اسی طرح آپس میں سحر ہوتے رہے واضح رہے کہ صمصام کے پہلو میں دو نیمچے حمائل میں ایک خاص قتل بران کا اور دوسرا واسطے ہر ساحر کے آخر غصے میں آکر صمصام نے نیمچہ کمر سے کھینچا خورشید پر مارا ہر چند کہ

خورشید نے سپر سحر کو سر پر روکا مگر سپر کٹی خود کو کاٹ کر نیمچہ تا ابرو پہونچا خورشید نے رد سحر کر کے نیمچہ تو سر سے نکالا مگر صدمۂ زخم سے غش کھا کر زمین پر گرا صمصام نے قصد کیا قتل کرون ملکہ بہار جادو کو تاب آئی وہین سے نعرہ کیا کہ او فار صحرائے ذلت ہاتھ روک اٹھانا اپنی بغاوت نہ دکھانا ستم ملکہ بہار جادو یون تڑپ کر میدان مین آئی کہ برق جہندہ شرمائی نور جمال ملکہ بہار جادو سے آنکھون مین صمصام کی چکاچوند آئی جبتک یہ بہیا سنبھلے ملکہ بہار گلعذار نے گلدستۂ سحر مارا بلند ہو کر گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوائے سرد آئی غنچے چٹک کر گل ہونے لگے درختون مین جو زرد زرد پتے تھے سرسبز و شاداب ہوئے عندلیبان خوشنوا گل عارض ملکہ بہار جادو دیکھکر بیتاب ہوئین زمزمہ سرائی کرنے لگین دم محبت کا بھرنے لگین آ در زبان آنے لگین شعر

ای جنون رکھیو بیابان مین سواری تیار :: اندنون چلنے کو ہے باد بہاری تیار ::

ایک بلبل خوش نغمہ نے پھول کر پر کھولے یہ اشعار آبدار مصنف پڑھنا شروع کیے

غزل

ہے شوق ماہ رو کو ہمارے ستار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
صیاد اب تو چھوڑ دے بلبل کو قید سے
کھاتا ہے پیچ و تاب بگولا غبار کا
دیکھی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر
تار شعاع مہر نمونہ ہے تار کا
زاہد سنا حساب نہ روز شمار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
دل سے حضور کے نہین جاتین کدورتین
ادنی نمونہ ہے یہ مرے اضطرار کا
ساقی پلادے جام مے خوشگوار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
برگشتہ قسمتون کی نہین خاک کو بھی چین
اس آسمان مین رنگ ہے میرے غبار کا

سب نے دیکھا کہ چہار جانب سے ابر رنگ اٹھی موسم بہار کی کیفیت نمایان ہوئی بوندیان ہلکی ہلکی پڑنے لگین گویا عطر بہار کا زمین پر چھڑکاؤ ہوا ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور تھا کیفیت موسم بہار مین نوجوانان چمن کو سرور تھا صبا نشۂ بادۂ خوشگوار مسرت سے لڑکھڑاتی تھی ہر مینا شجر سے ٹکراتی تھی دیدۂ نرگس شوق جمال بہار مین وا کثرت گلہائے رنگارنگ سے دامن صحرا پر بہار رہا عطر بار محبت بہار مین دل لالہ داغدار سوسن صد زبان اُس گلشن بیخزان کی ثنا خوان صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش اس جوش بہار کو دیکھکر حیران و پریشان چاہتا ہے کہ پھول اُٹھا کر سونگھے بازو پر سہرہ پتلا بندھا تھا وہ بڑھکر پکارا اُٹھالے شہنشاہ ہوشیار رہنا پھول نہ سونگھنا یہ تمہارے واسطے خار ذلت ہے دیکھو پچھتاؤ گے دھوکا اُٹھاؤ گے دام موج بوئے گل مین پھنس جاؤ گے صیاد دوری دل آزاری ہے سونگھنے مین موجب ذلت و خواری ہے یہ جو پتلے نے پکار کر کہا صمصام نے پھول ہاتھ سے پھینککے ہوش آیا قلب تھرایا جلد جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ترنج سبز نکالا کچھ اسمائے سحر پڑھکر اُچھالا زمین پر ایک دوہتھڑ مارا ترنج آسمان پر جا کے غائب ہوا ایکایک ہوائے گرم چلی دھوپ نے وہ تیزی دکھائی ہر شخص کی گرمی سے جان لبون پر آئی وہ دشت کرۂ آتش معلوم ہوتا تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب آیا ہے چشمون کا پانی کھولنے لگا مچھلیان بیتاب تھین سیخ موج پر کباب تھین خشکی لب ساحل پر موجین بیقرار و مضطر خیمۂ حباب جلنے لگا ہر گرداب تنور شعلہ فشان بن گیا پھول کملانے لگے طفل غنچے کو حرارت سے غش آنے لگے نخل پتون سے کف افسوس ملنے لگے بیل تلوارون کے مثل شمع کافوری جلنے لگے بلبلون نے نغمہ سرائی موقوف

کی سکوت کا جوش مثل تصویر خاموش ابھی موسم بہار تھا چشم زدن مین باغ سحر بہار پر خزان آئی سرسبز و شاداب درختون پر زردی چھائی باغبان بدعت فلک کو اس باغ بہار کو مٹاتے شرم نہ آئی ہمیشہ سے یہی گردش لیل و نہار ہے کبھی خزان اور کبھی بہار ہے ملکہ بہار جادو نے جو اس تابش اور حرارت کو دیکھا چہرہ گل سا کمھلا گیا چاہا دوسرا سحر کرے **صمصام** نے نعرہ کیا اے بہار ہوشیار مین تیرے سحر کو مٹا چکا اب کب زندہ چھوڑتا ہون یہ کہکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا ملکہ بہار جادو پر آگ برسنے لگی ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ آفت دیکھی سمجھین شاید ملکہ بہار جادو سحر **صمصام** مین مبتلا ہوئین فوراً یہ کہکے تخت بڑھایا کہ مین جا کر ابر سحر برساؤن ملکہ بہار گلعذار کو بچاؤن ملکہ **مہرخ** سحر چشم کے تخت بڑھاتے ہی ہمراہ رکاب ملکہ **مہرخ** بہت سے ساحر بڑھے یہ کہتے ہوئے کہ اپنے مالک کو تنہا نہ جانے دینگے **صمصام** نگہرام کو گھیر کے مارینگے **ابیات مصنف**

یہ دیکھا جو **صمصام** ذی شور و شر
کرو حملہ دشمن کے لشکر پہ اب
یہ سنتے ہی لشکر بصد کر و فر
بڑھی بہر پیکار با عظم و شان
لے صورت ابر باہم دگر
کسی نے کسی کو کیا بے نشان
کسی نے کسی پر کیا یہ فسون
کوئی زخمی ناوک سحر تھا
لگایا کسی نے کسی پر تبر
کوئی سحر پر اپنے مغرور تھا
وہ غوغا پس مرگ جادوگران
وہ ہونا فزون صدمہ و رنج کا
کوئی کہہ رہا تھا کہ آؤ **لقا**
کوئی بھاگ جانے پہ آمادہ تھا

ہوئی جنگ مغلوبہ مد نظر
نہ دیکھو ذرا بھی بد و نیک کو
سوئے فوج **مہرخ** ہوا حملہ در
وہ دریائے لشکر ہوئے موجزن
ہوئی بارش سحر پھر سر بسر
کوئی خون منھ سے اُگلنے لگا
لگا تنکے چُننے ہوا یہ جنون
کسی نے کسی کا کیا سر جدا
گرا ہوکے زخمی کوئی خاک پر
ہزارون تڑپتے تھے سر خاک پر
وہ بیرون کی مقتل مین آہ و فغان
کوئی کہہ رہا تھا کہ یا سامری
مجھے دشمنون سے بچا ؤ **لقا**
ہوا ایسا میدان مین کشت و خون

دیا فوج کو حکم با صد غضب
کرو قتل میدان مین ایک ایک کو
اُدھر سے بھی فوراً سپاہ گران
چھپا گرد سے روئے چرخ کہن
دکھانے لگا کوئی نیرنگیان
کوئی صورت شمع جلنے لگا
کوئی بزدلا تھا کوئی منچلا
ہوا قید ہستی سے کوئی رہا
کوئی سحر آتش مین مسحور تھا
پدر کو نہ بیٹے کی تھی کچھ خبر
وہ جلنا ترنج اور نارنج کا
کرو آکے اسدم مری یاوری
کوئی بہر پیکار ایستادہ تھا
مفصل بیان اے **قمر** کیا کرون

یہ دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و مانند نور و ظلمت آپس مین مل گئے ہنگامہ سحر برپا ہوا اگرچہ بہار گلعذار نے اپنے تئین بکمک چشم زدن مین سحر آتش سے رہا کیا اسقدر باران سحر برسایا کہ کئی ہزار ریلا زنان **صمصام** جوش مین آب نایاب سحر کے ڈوب گئے راہ سے تری کی نار سقر مین پہونچے ملکہ **بہار** سے تاجدار افسر لشکر **بُران** نامدار مع فوج ظفر موج لشکر **صمصام** جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش برجا ہین ایک جانب سے ملکہ **مجلس جادو** ایک جانب سے ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی

ملکہ بُران نے بھی اپنا ہنس سب کے عقب مین بڑھایا کسی نے ترنج کسی نے نارنج کسی نے گُچھا پیکان کا کسی نے گولا آہن کا سحر پڑھکر پھینکا تب ملکہ بُران شمشیر زن نے بھی سبکے آخر مین کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر لشکر صمصام پر پھینکے ملکہ حیرت جادو نے اُدھر اپنے افسران فوج کو حکم دیا ہے کہ صمصام کی بلا کر مدد کرو لشکر مہرخ کو گھیر لو مین بھی آتی ہون یہ کہکر اشیاے سحر ذات پر آراستہ کرنے لگی اُسوقت تک صرصر شمشیر زن قریب ملکہ حیرت جادو کے حاضر ہوئی سینہ بلندی پر سے صرصر لڑائی کو نظر غور سے دیکھ رہی تھی جب ملکہ بُران شمشیر زن کو اسطرح لڑتے دیکھا ملکہ حیرت سے کہا اب حضور نے ملاحظہ کیا مجکو تو بخوبی یقین ہوگیا کہ یہ ملکہ بُران شمشیر زن نہین ہے سارہ بان زادہ نے کسی اور کو بُران بناکر بھیجا ہے بُران کی لڑائی کا یہی طور ہے آپکے لشکر سے الیاس اب لڑتی ہے اکثر شہنشاہ افراسیاب سے جا پڑی ہے آج تو مرے کی شکل ہے کسی ایسے ویسے پر اسکا سحر کام کرتا ہے ملکہ حیرت نے جواب دیا مجکو بھی پڑی ہے بخوف جان یہ حال ہے اُسکے قلعے سے ہجوم غم و ملال ہے اُسکے سردار اسکو بڑھنے نہین دیتے منہ پر کسی ساحر زبردست کے پڑھنے نہین دیتی صرصر تو چپ ہوئی ملکہ حیرت جادو طاؤس زرین بال پر سوار ہوکے جا پڑی جاتے ہی ایک گولہ اُٹھایا سحر پڑھکر فوج ملکہ مہرخ سحر چشم پر مارا کئی سو کے سر پھٹ گئے پلٹ کر ملکہ بہار جادو نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت آئی یہ کیسا دنا تا ہوا کہ دل ساحرون کا کانپ گیا بغور جو دیکھا تو حیرت جادو کے سحر سے سلکہ ڈالدیا ہے جس غول پر گرتی ہے پراگندہ کرکے ہٹتی ہے بس بہار جادو نے بڑھکر آواز دی دیکھو بوا ہٹ جاؤ شامت نہ آجاے یہ تو ہم جانتے ہین کہ تو بادشاہ کی جورو ہے خصم نے تیرے سب کچھ سکھادیا ہے یہان بھی کوئی موم کا نہین ہے ملکہ حیرت نے جواب دیا اے بہار تیری قضا سر پر کھیلتی ہے مجھکو فقط پاس ہے کہ برادری والے کہینگے بہن کو بہن نے مار ڈالا اور خیال اسکا بھی آجاتا ہے کہ ہم نے اور تو نے ایک پیٹ مین پانون پھیلاتے ہین ایک ان کا دودھ پیا ہے کیا دنیا کا خون سفید ہوا ہے کہ چھوٹی ہوکر بڑون کے منہ پھرتی ہے جل ہٹ سامنے سے آج مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ملکہ حیرت نے ایک نارنج اُٹھا کر مارا کہ دس بارہ کنیزان بہار کے سر پھٹ گئے لڑکھڑا کر گرین سیار گلشن حنان ہو مین غصے سے رنگ ہو گئی ملکہ بہار کا شعر ہوا چہرہ مثل گلاب کے پھول کے سرخ ہوگیا فوراً گلدستہ اُٹھا کر مارا اور کہا اے ہمشیرہ صاحبہ کہنا الامر فوق الادب جب تک ملکہ حیرت جادو سنبھلے گلدستہ قریب سر ملکہ حیرت جادو شق ہوا ہوا سے سرد چلی ملکہ حیرت جھوم گئی ایک پھول سر پر طاؤس کے پڑا مثل طاؤس آتشبازی کے جلنے لگا ملکہ حیرت طاؤس سے کود پڑی جھولی سے شیشہ آب میدہ سحر نکالکر اپنے منہ پر چھینٹا دیا سحر بہار کا دفع ہوگیا مگر سو دو سو جادوگر ملکہ حیرت جادو کے گریبان پھاڑکر دیوانے ہوئے ملکہ بہار نے ابرو سے اشارہ کیا اشعار عشق آمیز پڑھکر اپنے گلے کاٹ ڈالے ملکہ حیرت نے غصے مین چاہا کہ ملکہ بہار گلعذار پر جا پڑے بیچ مین ہلال سحر افگن لشکر لیکر آگئی خوب اس مقام پر سحر ہوئے ملکہ حیرت سب کو جواب دیتی جاتی تھی ہر طرف شور قیامت برپا ہے سر ایک کا جل رہا ہے ہر نخل آتش سحر سے جل رہا ہے لیکن صمصام بہ انجام غرق دریاے سحر جوش مین کھڑا ہوا لڑ رہا ہے جس غول پر جا پڑا کسی پر گرز کسی پر ترنج مار دیا اتنا بڑا زبردست ہے کہ اگر کوئی جادوگر نیلا اژدہا بھرتا صمصام تکرام پر جا پڑا اور صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر ہاتھ تلوار

کو مارا اس نے بھیلے کلائی پر اسکی ہاتھ ڈال دیا تیغہ چھینکر چھینکا کمر میں ہاتھ ڈالکر یا سامری کہکے زمین پر مار اچھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا ہزار ہا ساحران نامی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے بہت مارے گئے مثل فیل مست پامال کرتا ہوا جاتا ہے خنجر باز جادو اسکا رفیق قدیم داد مردی و مردانگی کی دے رہا ہے ہر غول میں بڑھکر لڑتا ہے جب صمصام آواز دیتا ہے زیتق من داہی صف شکن ہے خنجر باز جادو نے کو مجھ تک پہونچا دیو بھیجا حاضر ہوکے غول سے نکلتا ہے جب صمصام آجاتا ہے جوشن صمصام مانگتا ہے یہ دیتا ہے مثل ماش کے دانے پیچ یا تارنج وغیرہ ہر شے اسباب سحر سے اپنے پاس موجود رکھتا ہے صمصام آفرین کہکے پھر لڑنے لگتا ہے ملکہ مجلس جادو واسطے ملکہ بُران شمشیر زن کے سینہ سپر ہو رہی ہے بلوے میں ملکہ بُران کو جانے نہیں دیتی ہے سر بالکو اپنے سر پر لیتی ہے اب جو دونوں لشکروں میں قیامت کے سحر ہونے لگے کہ حیرت جادو کی شرارت کی لاکھ جادوگروں کا کھیت جانبین میں ہو چکا ہے صمصام نے آگ برساتی پہلے کے روکے نہیں رکتا ہے جسنے ٹوکا سر جا پڑا اگرچہ بہت سا اسکا خون ٹپکا ہے زخموں سے خون ٹپکتا تلوار زخم میں بہرہ سپہ کاری غصے سے سنی ہوا ہے دیو غفال دریغ مثال فوج ملکہ مہرخ سحر چشم کو پامال کر رہا ہے کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی پر پانی برسا کے ٹھنڈا کیا اس عیش نبرد میں بھیا الامدد ہا ہی جاتا ہے ملکہ بُران شمشیر زن پر جا پڑا دختر کوکب دل کھولکر لڑ رہی ہے ہر سردار سینے کو سپر کیا ہے دم محبت کا ملکہ ان کی بھرتا ہے صمصام بد انجام فوج کو آواز دے رہا ہے ہاں یارو جانبازی کرو ایک ایک کو خلعت دیکر سرفراز کرونگا تمہاری جرأت پر ناز کرونگا افراسیاب ایسا قدر دان ملا ہے جوہر شناس نیک ساس خود صاحب شمشیر و سپر ہے آفتاب اقبال اسکا اوج پر ہے طلسم نور افشاں کے تباہ کرنے کی کوشش میں ہے کوکب روشن ضمیر کا ستارہ گردش میں ہے اسلیے کل معاملات جو اسکی زبان سے نکلے اور نمک خواران ملکہ بُران نے سنے ایک بارگی غیظ آیا دریاے جرأت نے جوش مارا بہرام سرفروش ملکہ بُران شمشیر زن میں آرہی صاحب لیاقت شیر بیشہ جرأت تیغ سحر کھینچکر صمصام پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا بد زبان درکش و تیغ کش از غلاف؛ کہ جاے سخن نیست وقت مصاف؛ یہ میدان کارزار ہے بیہودہ بکنا بیکار ہے افراسیاب تیرا کیا قدردان باپ دادا نے تیرے خوان نعمت شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے پرورش پائی او نمک حرام بد انجام تو نے یہ کیا خوب نمک خواہی دکھائی ایسے کلمات کہتے ہوئے شرم نہ آئی یہ جو نعرہ شیرانہ بہرام سرفروش نے کیا صمصام غصے میں جا پڑا بہرام نے گولہ مارا یہ مردود تو بلاے رد ہے گالہ ہے انہی جھنگنیا تراش کر گولے پر خون مارا تھا اپنا جب گولے دشمن کو شکست دیتی وہ گولہ الٹا پاتا آتش شعلہ بجوالکے گویا توپ کے منہ سے نکلا بہرام نے ہر چند دم سحر پڑھا مگر یہ گولہ رکا سر پر اس نیک خواہ کے ایسا پڑا کہ وہ شیر دل جان بحق تسلیم ہوا یہ معاملہ جو ملکہ مجلس جادو نے دیکھا کہ ایسا سردار نامی مارا گیا نیمچہ کھینچ لے کر صمصام پر برس پڑی کئی ہاتھ مارے نیمچے سے ہر مرتبہ شعلے نکلتے تھے صمصام کو اپنے تئیں بچاتا تھا جادوگر صمصام کے قریب جتنے تھے کئی سو جلے بیدم ہوے رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوے صمصام نے ایک آتش کا دانہ سحر پڑھکے نیمچہ کھینچ کر مجلس کے مارا نیمچہ مجلس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ملکہ مجلس نے جھجلی میں ہاتھ ڈالا چاہا دوسرا نیمچہ نکالوں صمصام نے تیغ تمام نیمچہ سحر یا سامری یا جمشید کہکے سر پہ ملکہ مجلس کے مارا مجلس نے سپر سحر کی پناہ لی مگر سپر بھی جلنے لگی

گویا وصل کی شب تھی سپر کو کاٹ کر نیمچہ سر پر ٹھہرا سر اُسکا زخمی ہوا ملکہ مجلس دلربا اے خون مین نہا گئی غش آنے لگا دل ضعف سے تھرانے لگا صمصام جنگ آزما اے خونریز زرہ پوش نے چاہا مجلس جادو کا سر کاٹ لون ہمارے تاجدار بیچ مین جا پڑی للکارا او نمکحرام کیا کرتا ہی یہ کہکر کچھ ماش کے دانے مارے اُس مقام پر اندھیرا ہوگیا اُسی تاریکی مین ملکہ مجلس جادو کو ہٹا لیا صمصام نے اندھیرے کو مشعل سحر جلا کر دفع کیا اُستادان سخنور نے بیان کیا ہے کہ بعد زخمی ہونے مجلس کے اس زور و شور سے تلوار چلی کہ گاوزمین کانپتی تھی وہ قیامت کے سحر ہوئے کہ اندھیرا چھا گیا کبھی آگ برسی کبھی لکہ ابر سیاہ چھا گیا کبھی شعلہ ہائے آتش بھڑکتے تھے رعد کی گرج برق کی چمک کمانون کی کڑک عقاب تیر اُڑتے پھرتے تھے سر زمین پر کٹ کٹ کر گرتے تھے کسی کا سینہ تیرون سے غربال ہوا کوئی زیر سم اسپان پائمال ہوا تمام دشت خون سے لال ہوا صمصام بدانجام نے اُسوقت ایک روئی کا گالا جھولی سے نکالا سحر پڑھکر اُسپر کچھ پانی ڈالا وہ ابر پیدا ہوا ایسا اندھیرا چھایا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ شب تیرہ و تار ہی شب فراق عاشق سے مثال دون یا خال چہرۂ زنگی کہون تاریکی پردۂ ظلمات سامنے اُس اندھیرے کے مات اُس اندھیرے مین صمصام نے جسکی تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ بُران نقلی یا اصلی ایک نخل کے سامنے سے ماش کے دانے ترنج نارنج پھینک رہی ہی کہ صمصام اُسی مقام پر پہونچا نعرہ کیا او دختر کوکب کہان جاتی ہی بس بران نے جو سر اُٹھا کر صمصام کو دیکھا قصد ہوا کہ بھاگ جاؤن مگر صمصام کب جانے دیتا ہی ایک دو ہتڑ زمین پر مارا بران لڑکھڑا کے تھم گئی گویا زمین پر مثل نقش کف پا جم گئی ایسی سحر صمصام مین پھنسی کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکی صمصام نے نیمچہ قتل ملکہ بُران کمر سے کھینچا مثل برق کے تڑپ کر ابر نیام سے نکلا اتنے عرصے مین سرداران مہرخ و ملکہ بُران نے شعلہ چمکا کر اُس تاریکی کو دفع کیا ہی اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا صمصام کو قریب ملکہ بُران پایا بدحواس ہوکے دوڑے وہان صمصام بالکل قریب تھا بُران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا سینے پر صمصام کے پھینک مارا وہ موتی موم ہو کر زمین پر گر پڑا اپنا فعل قدیم نہ کیا اُدھر صمصام کا نیمچہ چل گیا ملکہ بُران شمشیر زن نے تھرا کر سپر سحر کو اُٹھایا نیمچہ تڑپ کے گرا سپر کٹی اُسپر بھی بُران نے چاہا کہ سپر کو پھینک کر بھاگون لیکن قدم نہ اُٹھا جنیو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ مین مع سر قلم ہو کے زمین پر گرا غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری شروع ہونے لگی لاشہ ملکہ بُران کا زمین پر گر کے تڑپا معلوم ہوا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ہی صمصام نے تو نعرہ کیا وہ مارا مین نے چراغ طلسم نور افشان گل کر دیا شمع انجمن کوکب کو بجھایا اُس وقت ملازمان کوکب و ملکہ مہرخ نے ایسا شور گریہ و زاری بلند کیا اور گولے ترنج نارنج طرف صمصام کے پھینکے کہ ہنگامۂ قیامت برپا ہوگیا آواز کسی نے نہ سُنی کہ مرنے پر ملکہ بُران شمشیر زن کے کیا صدا آئی دستور ہی کہ جو جادوگر قتل ہوتا ہی بیر اُسی کے نام کی آواز دیتے ہین کہ مارا فلان جادوگر کو اس ہنگامے مین کسے ہوش حواس تھے کہ اس آواز کو سنتا کہ بیرون نے کیا کہا ہر جادوگر بدحواس ہوگیا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی بیت

گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ؛ این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد ؛

ہی آفتاب عالمتاب آسمان کوکب روشن ضمیر اسوقت تو غروب ہوا طلسم نور افشان مین اندھیرا ہوگیا جب اُس

شہنشاہ عالیجاہ کو خبر ہوگی تیرے غم میں دیوانہ ہو جائیگا خدا اس غم کا نخل نہ کاٹے کسی ماں باپ کے دل کو یہ صدمہ نہ پہونچے کیونکر وہ بیچارہ صبر کرے گا کیا کہکے دلپر جبر کرے گا غرض یہ روتے ہوئے گریبان چاک چہرہ پر خاک صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر جا پڑے اُنکی فوج بھی جانبازی میں مصروف ہوئی اُدھر ملکہ حیرت جادو نے اپنی فوج کو للکار دیا کہ ارے صمصام ایسے خیرخواہ کو دشمنوں سے بچاؤ ہر فرد بشر اسوقت جان لینے پر آمادہ ہے صمصام نمکحرام کے قتل کرنیکی فکر ہے ہر غول میں یہی ذکر ہے کہ یارو ملکہ بُران شمشیر زن قتل ہوگئی اس نمکحرام صمصام بدانجام کو بھی زندہ نہ چھوڑو ہرگز منہ اسکے قتل سے نہ موڑو لشکر حیرت جادو کا بڑھا جنگ عظیم واقع ہوئی اسوقت اس قدر سحر و ساحری کا ہنگامہ بپا تھا کہ قدم رکھنا ہر شخص کو دشوار تھا کشمکش فوج سے تل بھر میدان میں جگہ خالی نہ تھی ہرچند صمصام سحر کا سب جواب دیا جاتا ہے مگر بدحواس عالم یاس قتل کرکے بُران کو پچھتایا ہے کہ اب میری جان ان سب سے کیونکر بچیگی میں خیال کرتا ہے کدھر جاؤں کیونکر اپنی جان بچاؤں اسی تردد و انتشار میں تھا کہ پہلو سے ایک نخل سے آواز آئی اے شہنشاہ اے شہنشاہ واہ واہ آپکا کیا کہنا رفیق جانباز خنجر باز جادو حاضر ہے مگر اس مقام پر سر ہتیلی پر رکھکر آیا ہوں یہ گولے وغیرہ جلد لیجیے صمصام نے جو پلٹ کے دیکھا اپنے دوست صادق محب واثق خنجر باز جادو کو دیکھا کہ بیخ نخل سے لپٹا کھڑا ہے تمام لباس پارہ پارہ پشت و پہلو پر زخم ہیں خون کے فوارے جسم سے نکل رہے ہیں آتش سحر سے آبلے منھ پر پڑے ہیں صمصام نے کہا اے دوست جانی واہ کیا کہنا لا اسباب سحر دے خنجر باز جادو نے کچھ گولے کچھ ترنج نارنج جلدی صمصام کو دیئے اور گھبرا کر کہا اے شہنشاہ آج آپکو سامری جمشید بچائیں دشمن سب مارے جائیں جسم پیچھے ہے ملکہ بُران کو قتل کیا ہے جلدی مجھے دے دیجیے خون تو پاک کر دوں پھر زیب کمر کیجیے صمصام نے اُس پریشانی میں نیمچہ خنجر باز جادو کو دے دیا اور آپ کسی ساحر پر پلٹ کے گولہ مارا بعد قتل کرنے اُس ساحر کے پھر پلٹا اور کہا اے برادر خنجر باز جادو نیمچہ لاؤ کچھ آواز نہ آئی چہار جانب پریشان ہو کر دیکھنے لگا خنجر باز جادو کا نشان بھی نہ پایا نیمچے کو خون سے پاک کرتا ہوگا یا کسی غول پر جادوگروں کے جا پڑا ہوگا یہ تو سمجھا اس خیال میں ہے لیکن ناظرین والا مقام پر ظاہر ہو کہ رات کو ارسطو فطرت لقمان حکمت نہنگ بحر عیاری رہزن بردشت طراری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار نے یہ کار نمایاں کیا تھا کہ ملکہ بُران شمشیر زن کو خیمے میں تنہا پا کر بیہوش کرکے زنبیل میں رکھ لیا تھا اور ایک جادوگرنی رہنے والی ملک عنظلی آباد کی موسوم بہ گلنار جادو مدت مدید عہد بعید سے زنبیل میں عمرو کی قید ہے اُسکو نکالکر بشکل ملکہ بران بنا دیا تھا اور بخوبی سمجھا دیا تھا کہ تجھکو ملکہ بران شمشیر زن دختر کوکب روشن ضمیر کا مرتبہ اور یہ صورت سامری جمشید نے عطا فرمائی ہے اب روز تخت پر سوار ہو کر لاکھوں ملازم تیرے ساتھ رہینگے سب تجھکو ملکہ بُران شمشیر زن سمجھینگے اور معرکۂ جنگ و جدال ہے جسپر ہوسکے سحر کرنا قتل میں دشمن کے مصروف رہنا ہرچند کہ تیرے سردار ایسے زبردست ہیں

کہ جنکے سحر سے سامری و جمشید بھی لپشت ہین وہ سب تجھپر اپنا سینہ سپر کرینگے تجکو نہ لڑانے دینگے مگر بادشاہ لشکر کو بہر ریتا اپنے ملازمون کی ضرور ہی یہ سب باتین سمجھا کر خوب اسکو پکا کر دیا تھا پس وہی گلنار جادو بصورت ملکہ بران شمشیر زن میدان رزم مین آئی تھی حرکات روزمرہ مین اسی وجہ سے فرق تھا صرصر شمشیر زن نے اسی وجہ سے ملکہ حیرت جادو سے ذکر کیا تھا ملکہ حیرت کو خیال نہوا اب خواجہ عمرو نے لڑائی مین دیکھا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کا خنجر بار جادو طرار رفیق ہی بدل وجان شفیق ہی اُسکی شکل بنکر عین گرمی جنگ مین نیمچہ ہاتھ سے صمصام بد انجام کے لیا جیسا کہ راقم نے قبل اسکے تحریر کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نیمچہ لیکر بھاگا ایک درۂ کوہ مین آکر ملکہ بران شمشیر زن کو زنبیل سے نکالا بران شمشیر زن نے گھبرا کر پوچھا ای عمرو بامدادا یہ کونسا مقام ہی یہ آوازین ہا ہو کی کسی راہبند ہین جادوگرون کے مرنے کی کیسی صدا آتی ہی کیون اس وقت زمین تھراتی ہی خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا لفظاً لفظاً سامنے بران شمشیر زن کے بیان کیا اور کہا بیٹا صمصام بد انجام تجکو اس طرح قتل ہی کرچکا مین خنجر بار جادو بنکر یہ نیمچہ لایا ملکہ بران شمشیر زن یہ سنکے خوشی سے باغ باغ ہوگئی مثل گل کے شگفتہ ہوگئی گلے مین خواجہ عمرو کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا آپ نے میری جان بخشی کی اگر آپکا قدم درمیان مین نہوتا تو بڑی مشکل تھی مین تو اپنے نزدیک مردون مین داخل تھی آپکے تصدق مین روح تازہ پائی زنبیل کی کیفیت دیکھ آئی حضور جب مین داخل زنبیل ہوئی شب تو نہین معلوم کس طرح سے گذری صبحکو جو خواب سے بیدار ہوئی دیکھا گرد کنیزان زرین پوش برائے خدمتگذاری حاضر ہین ایک قصر رفیع وسیع نہایت آراستہ فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ مین نے تخت جواہر نگار پر اپنے کو پایا میری آنکھ کھلتے ہی کنیزون مین بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی ایک نے آواز دی ملکہ عالم بیدار ہوئین آفتابہ جواہر نگار طشت مرصع کار لاکے حاضر کیا مین نے پوچھا صاحبو تم کون ہو یہ کون مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی یہان کا کون بادشاہ فلک احتشام ہی سب نے عرض کی حضور ہم سب آپکی لونڈیان ہین بادشاہ یہان کا خواجہ عمرو العیار جلیل القدر ہے اے ملکہ عالم یہ شہنشاہ اوج عیاری کی زنبیل ہی آپ ہاتھ منھ دھوئین خاصہ نوش کرین جس چیز کی خواہش ہو ارشاد فرمائین فوراً خدمت مین لائین ہم پر شہنشاہ اوج عیاری و مہر برج طراری کی تاکید ہی یہ کلمہ ارشاد فرمایا ہی کہ میرے نور نظر پارۂ جگر کا زنبیل مین داخلہ ہی خبردار ہوشیار کسی طرح اسکو تکلیف نہونے پائے ورنہ سزائے معقول دونگا مارے کوڑون کے کھال کھینچ لونگا خدا نہ کرے ہمارے پیر و مرشد کو غصہ آئے اُنکے قہر و جلال کی کون تاب لائے بس حضور بلا تکلف جو خواہش دل ہو ارشاد فرمائیے جب زنبیل سے تشریف لیجائیے گا ہماری خدمتگذاری کے اوصاف روبرو ہمارے خواجہ عمرو زبان پر لائیے گا اے عمر نامدار مین نے ہاتھ منھ دھویا خاصہ عمدہ تناول کیا ان سب نے کہا حضور واسطے سیر کے بیرون قصر تشریف لیجیے مین ہوادار پر سوار ہوکے باہر آئی نگاہ اُٹھائی

دیکھا صدہا قلعہ بنا ہوا ہے ملک آباد رعایا دلشاد صاحب لیاقت سب مرد و زن شرفا نجبا کا مسکن ایک سمت ہزارہا مزدور ساحر و غیر ساحر سر پر ٹوکریان رکھے ایک پشتہ تیار کر رہے ہین میٹ اُن سب کا افسر کالا سونٹا اسکے ہاتھ مین غصہ بات بات مین مزدور خوار اُس کا اُسکے جوتڑ پر دھڑاک سے سونٹا پڑا مزدور ہلاک گیا مگر کیا مجال جو منھ سے اُف کرسکے بہت سے جادوگرین نے پہچانے طلسم ہوشربا کے بھی اُسمین شریک تھے ٹوکریان ڈھو رہے تھے اپنے نصیبون کو رو رہے تھے اُدھر سے یہ پلٹی قریب دریا کے پہونچی ایک بجرا طاؤس چہرہ مانجھی لیکر حاضر ہوا اُس پر مسند لگی کرسیان قاعدے سے آراستہ قصد کیا کہ بجرے پر سوار ہون جا کر نواڑا کھیلون یا مچھلی کے شکار مین مصروف ہون یکایک کچھ کنیزین دوڑی ہوئی آئین یہ کہتی ہوئی کہ ملکہ **بُران شمشیر زن** کو شاہ **عمرو** یاد فرماتے ہین میری آنکھ پھر بند ہوگئی اب جو ہوشیار ہوئی آپ کو دیکھا نہین معلوم اُس مقام دلچسپ سے کیونکر آئی برائے خدا مجکو وہین بھیجدیجیے خواجہ **عمرو** نے کہا اے نور نظر یہ وقت سیر و شکار کا نہین ہے تمہاری ہم شبیہ کا لاشہ میدان کارزار مین پڑا ہے سحر **صمصام** کا چل رہا ہے صدہا نخل جل رہا ہے دھوان زمین سے نکل رہا ہے ایسا نہو ملکہ **مجلس جادو** وغیرہ اپنی اپنی جانین دیدین خود اس رنج و ملال مین اپنے گلے کاٹ ڈالین بس چلو شریک جنگ ہو اور وہان یہ نیمچہ ہاتھ مین لیلو ملکہ **بران شمشیر زن** نے کہا اب اس نیمچے کو آپ اپنے ہی پاس رکھیے ایسا نہو کسی دشمن کے ہاتھ آجائے آپ کی محنت برباد ہو خواجہ **عمرو** نے یہ سُنکر نیمچہ مذکور نذر زنبیل کیا ملکہ **بُران شمشیر زن** نے تنک دی ایک ہنس مثل مرکب باد رفتار ساز و یراق سے آراستہ سامنے ملکہ **بُران شمشیر زن** کے آیا ملکہ **بران** اُس ہنس پر سوار ہوئین آمادہ حرب و پیکار ہوئین ہنس اڑتا ہوا جانب میدان کارزار چلا ایک طرف سے خواجہ **عمرو** بھی گلیم اوڑھکر روانہ ہوئے یہان میدان کارزار مین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے ملکہ **مہرخ سحر چشم** و ملکہ بہار گلعذار و **مجلس** وغیرہ بڑی بڑی جانبازیان دکھا رہی ہین **صمصام** جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے ایک طرف سے ملکہ **حیرت جادو** نے گولون کی بوچھار کردی ہے اہل اسلام کے پیر اسوجہ سے اُٹھ چکے ہین کہ لاشہ ملکہ **بران** شمشیر زن دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا ہے زبانین کثرت غم و الم سے بند ہوئی جاتی ہین اسباب سحر ہاتھون سے گر رہے ہین کہتے کچھ ہین منھ سے نکلتا کچھ ہے آتش صدمہ مرگ ملکہ **بُران شمشیر زن** سے کلیجہ سب کا جل رہا ہے اپنے پڑاؤ تک ہٹ آئے ہین ملازمان ملکہ **حیرت جادو** و **صمصام** جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بڑھ آئے ہین ملکہ **مہرخ سحر چشم** و ملکہ بہار جادو و ملکہ **مجلس جادو** و ملکہ **اختر مروارید** وغیرہ نے دست دعا بلند کیے ہین اور اس طرح دعا مین مصروف ہین کہ اے بنانے والے طلسم عالم کی بدعت **حیرت** و **صمصام** کے ظلم سے ہم کو بچا اشعار

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب — دعاے کنند من کنم مستجاب
چو عاجز رہانندہ دانم ترا — درین عاجزی چون نخوانم ترا

اے خالق بے نیاز رب کارساز مالک حقیقی معبود تحقیقی اسوقت سوائے تیرے کس سے عرض کرین سواے تیرے کون معین و مددگار ہے ہر ایک بندہ تیرا اسوقت مجبور و ناچار ہے چہار سمت سے ہم پہ باران تیر سحر کی بوچھار ہے تو ستار و غفار ہے

دعا ان سب کی پوری نہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان سے برق چمک کر زمین پر گری آواز آئی باشید ای کفاران بیحیا و ای ساحران پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ ملکہ بُران شمشیرزن منم دختر **کوکب** صف شکن ؛ منم ملکہ بُران شمشیرزن ؛ یہ نعرہ کرکے وہین سے ایک جھڑا رائی کے دانون کا سحر پڑھکے مارا ہر چند ساحرون نے آنکھ چرائی رد سحر پڑھے مگر کچھ نہوا کئی ہزار ساحر جل کے خاک ہوئے بیحیاؤن کے قصے پاک ہوئے مگر **صمصام** جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کی نظر جو جمال آفتاب مثال ملکہ **بُران** پر پڑی ہوش اڑگئے کہ ای **صمصام** یہ کیا معرکہ ہوا مردہ زندہ ہوا اُسوقت عزیو لشکر کفار اور لشکر اسلام کا کیا تحریر کرون وہ ماہ تابان پہار طرفہ ہی انگشت نما ملکہ **مجلس** جادو یا تو صدمۂ زخم سے پڑی تھی گرد کنیزین مگسرانی کر رہی تھین مگر ملکہ بُران شمشیرزن کو جو نعرہ کرکے گرتے ہوئے دیکھا فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی پٹی مرہم جمشیدی کی سر پر چڑھائی مادر مہربان مادر مہربان بنتی ہوئی دوڑی پہر ایک ساحر ملازمان ملکہ **بُران** شمشیرزن جو مورچون مین دبے ہوئے پڑے تھے مثل فیل مست جھومتے ہوئے اُٹھے اور خوش ہوکر لڑنے مین مصروف ہوگئے ملکہ **حیرت جادو** بھی حیران ہمت ملکہ بُران شمشیرزن تکرین اور اپنی وزیر زادیون سے کہتی ہے کہ صاحبو یہ کیا معرکہ ہے کیا میری نگاہ مین فرق آگیا حقیقت مین یہ ملکہ **بُران** شمشیرزن لڑ رہی ہے سب عرض کرتے ہین کہ حضور ہماری عقلون مین خود فتور ہے کہ یہ کیا ہوگیا مسلمانون کے مقدمات کچھ ذہن مین نہین آتے ایک بات سے دل کو تسکین ہے ملکہ بُران شمشیرزن کے زندہ ہونے کا یقین ہے میان **بختیارک** صاحب شیطان جو حضور کے یہان دعوت مین آئے تھے انھون نے ایسے فقرے سُنائے تھے کہ ہم نے مسلمانون کو مرتے نہین دیکھا اگر مرجاتے ہین تو فوراً کوئی صورت زندگی کی نکل آتی ہے وہ کیفیت حضور آج آنکھون سے دیکھی کہ مردہ زندون کو قتل کر رہا ہے ملکہ **حیرت جادو** نے کہا بعضی بات ایسی ہوتی ہے کہ اُسکا منھ سے نکالنا مناسب نہین **صرصر** نے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور یہ ملکہ **بُران** شمشیرزن نہین معلوم ہوتی لیکن مین نے نہ مانا اب اُسکا قول کرسی نشین ہوا اور مردہ تو اب بھی زمین پر پڑا ہے بڑی حیرت تو یہی ہے ایک **بُران** زندہ ایک مردہ ایک ہی میدان مین دونون صورتین ظاہر ہین اس بھید سے **سامری و جمشید** ہی ماہر ہین لیکن اگر **صمصام** جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے ہاتھ سے بچ گئی ہے تو اس چھوکری کی قضا میرے ہاتھ سے ہے یہ کہکر غصے مین جا پڑی سحر کرنے لگی اُدھر **صمصام** بدانجام کا تو حیرت سے خون خشک ہوگیا ہے سحر تو کرتا ہی ہے مگر رنگ زرد و متغیر ہے قضا کا **خنجر بار جادو** لڑتا ہوا سامنے **صمصام** نکو نام کے پہونچا **صمصام** نے آواز دی ای برادر **خنجر بار جادو** نیمچہ جلدی لاؤ اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ شاید میرا ہاتھ روکو چھا پڑا ملکہ بُران اُسطرف لڑ رہی ہے **خنجر بار جادو** لڑتا ہوا قریب **صمصام** بدانجام آیا جس نیمچے سے لڑ رہا تھا کہا نیمچہ لیجیے حاضر ہے **صمصام** نے کہا اسوقت دل لگی نہ کرو نیمچہ قسم ملکہ **بُران** شمشیرزن مجھکو دو میری جان پر بنی ہے ساری سحر و ساحری بھول گئی ہے سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی ہے اپنے بندون کے دشمن ہین مسلمان کا لیا دیتے ہین اُنپر مہربان ہین

دیکھو ابھی مردہ ملکہ بُران شمشیر زن کو جلا دیا یہ خداوند لقا کی اُلٹی تقدیر ہے یہ بیہودہ اُنھین کی تدبیر ہے مگر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی بموجب مثل زدہ را بتوان زد خنجر بار جادو نے جواب دیا بہت بجا ارشاد ہوا تھا آپ کا جلدی مین اوچھا پڑا ہوگا ابھی سمجھکر ہاتھ لگائیے گا مگر نیمچہ قتل ملکہ بُران آپ مجھسے کیسا طلب فرماتے ہین حضور نے نیمچہ طلب فرمایا جو میرے قبضے مین تھا وہ نیمچہ حاضر کیا صمصام ناکام نے کہا کچھ سٹری تو نہین ہوگیا ہے میرے ساتھ مسخرا پن کرتا ہے خنجر بار جادو نے کہا ہان ہان اے شہریار زرا زبان کو روکیے ہم مرد سپاہی ہین ہمکو کلمہ سخت کی برداشت نہین ہے مین نے اسوقت آپکے نمک کا پاس کیا ورنہ زبان تیغ سے جواب دیتا جو سٹری دیوانہ ہوتا ہے وہ اور دن کو مثل اپنے سمجھتا ہے آپکے ساتھ بڑے زخم اُٹھائے گرمی جنگ مین اسباب سحر آپکو پہونچائے اسکا انعام مل گیا جلیے دشمنون سے لڑیے دیکھیے ابھی ملکہ بُران شمشیر زن نے آپکے لشکر کے دو ہزار ساحر قتل کر ڈالے دیکھیے وہ ملکہ بہار گلعذار کا گلدستہ پیلادہ ملکہ مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا دیکھیے وہ غول ساحرون کا تاثیر سحر بہار سے دیوانہ وار آپے سے باہر ہوا اپنے اپنے گلون پر تلوارین رکھتے ہین خود اپنے گلے کاٹا چاہتے ہین دیکھیے وہ ملکہ مہرخ سحر چشم کے گولے سے صدہا کے سر کٹ گئے جلد باران سحر برسائیے جو بیچارے مسحور ہین انکو ہوش مین لائیے ان باتون کو سنکر لرزتا ہوا گھبرا گیا پھر خنجر بار جادو سے باآشتی پیش آیا کہا بھائی خنجر بار جادو کلمہ سخت جو میرے منھ سے نکل گیا ہے اُسے معاف کرو اور مقدمے مین نیمچے کے انکار کرکے میرے گلے پر تلوار نہ پھیرو ای بھائی جو تمھارے دل مین خیال ہے وہ بالکل امر محال ہے تم اسواسطے نیمچہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن نہین دیتے ہو کہ مین اپنے ہاتھ سے ملکہ بُران کو قتل کرون اس طلسم ہوش ربا مین نام روشن ہو تم حقیقت مین اپنے وقت کے تہمتن ہوگئے یہ شرف میری ذات پر موقوف ہے دوسرا اگر اس محال کا قصد کرے تو سراسر بیوقوف ہے تمھارے ہاتھ سے وہ نیمچہ جوہر ذاتی نہ دکھلائیگا کند ہو جائیگا سوائے ذلت و ندامت کیا ہاتھ آئیگا ملکہ بُران شمشیر زن مجکو بذات آتش قہر و غضب سے پھونک دیگی سرکشی کا بدلہ لیگی یہ تقریر نامعقول صمصام مجہول کی سنکر خنجر بار جادو غصے سے کانپنے لگا اور ضبط کرکے کہا حضور آپ اپنے ہوش مین ہین یا خواب خرگوش مین ہین کیسا نیمچہ کیسی تلوار خیر خواہ کا نام کیا کم مشہور ہے اسوقت آپکو ناحق کا غرور ہے مین نے نیمچہ کب آپ سے لیا آپ نے مجکو کب دیا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے کہا کیون بے مکرا جاتا ہے بادشاہون سے زبان لڑاتا ہے جب مین ملکہ بُران کو قتل کر چکا تھا تو نے یہ کہکر نیمچہ مانگا کہ لائیے مین خون پاک کر دون مین نے دیدیا کہ میرا خیر خواہ ہے مین نہ جانتا تھا کہ یہ میری جان کا عدو ہوگا معلوم نہ تھا تیری قضا درپیش ہے جلد نیمچہ دے ناحق مجکو طیش ہے ایک ہاتھ مارونگا کہ سر تیرا گوہ کھاتا پھریگا یہ کہکر تلوار کھینچکر بطرف خنجر بار جادو کے چلا خنجر بار جادو نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا صمصام نے سحر پڑھکر اس گولے کو روک لیا اور آواز دی کہ دیکھ اب بھی خیر ہے نیمچہ دیدے اپنی جان کو غنیمت جان ہوس منصب و جاگیر مین اپنے تئین ضائع نکر میرے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہو کے نہ مر خنجر بار جادو نے جواب دیا کہ او نمکحرام افسوس تیری رفاقت مین مین بھی نمکحرام ہوا

آخر یہ انجام ہوا ہزار حیف کہ مثل سعید نوجوان جاکر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے ملتا غنچہ آرزو کھلتا تمام طلسم نور افشان مین مثل آفتاب جہانتاب نام روشن ہوتا اسکا دوست تیرا دشمن ہوتا جیسا کیا ویسا پایا جو نوشتہ تقدیر تھا وہ پیش آیا خود کردہ را درمان نیست خنجر بار جادو تو ایسے ایسے کلمات حسرت آیات کہکر رو رہا ہی اشکون سے منھ دھو رہا ہی اور یہ اشعار مصیبت خیز حسب حال پر ملال زبان پر جاری عالم بیقراری

اشعار

ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
اسکی جفاؤن سے ہین وفا مین مری سوا
کانٹا ہمارے پاسے جگر سے نکال دے

جتنی محبت اسسے ہی ہمکو انھین نہین
یا تو مقر ہو یا وہ جواب سوال دے
کبتک امید قتل یہ جی مین ہے چلکے آج

او آسمان سمجھ کے ذرا کچھ ملال دے
کیونکر کسی کے دلمین کوئی دلکو ڈال دے
للہ کوئی رہبر صحراے درد و غم
جلاد کی کمر مین قلق ہاتھو ڈال دے

صمصام نے کہا او بیحیا اس حکایت و شکایت سے کیا حاصل و حاصل اصل مطلب کی بات زبان پر لا دل مین نشتر نیمچہ مجھے دیدے مین جاکر ملکہ بران شمشیر زن کو قتل کرون اسنے زندہ ہوکر قیامت برپا کر دی ہی کیا تو نے نیمچہ اسکو دیدیا کہ تسکین ہوگئی ہی اب تو شیر نہ لڑ رہی ہی لڑائی بلکہ بگڑ رہی ہی اگر تو نے نیمچہ بران شمشیر زن کو دیدیا ہی تو مجھسے صاف صاف کہدے کہ مین لڑ بھڑ کر نکل جاؤن اور تدبیر کرکے آؤن تو کیون مثل تصویر خاموش ہی صاحب فہم و عقل و ہوش ہی خنجر بار جادو نے کہا مین کیا تیری بات واہیات کا جواب دون اپنی حماقت سے انتشار مین ہون یہ کہکر تیغ سحر کھینچکر صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر جھپٹا چاہا کہ ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کردون صمصام نے پیچھے ہٹ کر وہین سے فولادی گولہ جو ہاتھ مین تھا یا سامری کہکر کھینچ مارا خنجر بار جادو ہر چند پیچھے ہٹا و ستادے ہی کچھ منتر جنتر پڑھے مگر وہ گولہ گویا قضا کا تھا سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے آواز آئی مارا مجکو نام میرا خنجر بار جادو تھا بیر اُسکے غل مچاتے تھے لیکن کچھ تدبیر نہو سکی پیٹتے چیختے نکل گئے تاریکی دفع ہوئی سرداران فوج صمصام نمکحرام نے دیکھا کہ لاشہ خنجر بار جادو کا پڑا ہوا تڑپ رہا ہی اور صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش سر اُسکا کاٹ رہا ہی اور غصے مین کہتا ہی جو نمکحرامی کریگا اُسکا یہی حال کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونکدونگا سردارون نے آپس مین کہا لو اور غضب دیکھیے میان صمصام نے خنجر بار جادو کو اتنی سی خطا پر مار ڈالا اس ہنگامے مین وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا ہوگا ایسے جلاد صاحب بیداد سے ڈرنا چاہیے انکی رفاقت سے حذر کرنا چاہیے بموجب مثل دھوبی پر زور نہ چلے گدہی کے کان اینٹھے دوسرے نے کہا بھائی صاف ظاہر ہی جسکا نمک کھایا اُس سے دین پھیر گیا اب اس بیحیا سے ہمکو کیا امید ہی اگر کہین اسنے یہ لڑائی فتح کی بات بات پر ایک ایک کو قتل کریگا قضاے کار آفت روزگار ان سب سردارون مین ایک افسر کلان ہی نہایت صاحب شوکت و شان ہی جوان خوشرو موسوم بہ خوشحال جادو وہ لرزتا ہوا ایک پرے سے نکلا اپنے ساتھ والے چالیس افسران نامی کو دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوے کف افسوس مل رہے ہین کوئی انگشت حیرت بدندان کوئی بصورت آئینہ حیران

کوئی مثل زلف پریشان رنگ رو متغیر حربہ ہاے سحر ہاتھون مین لیے آپس مین کچھ صلاح کر رہے ہین **خوشحال جادو** سب کے قریب آیا کہا ای بھائیو یہ وقت جنگ و جدال ہی لڑائی سی ہاتھ کیون روکا ہی دیکھو بلوہ ہو رہا ہی اُن سب کے دل غم سی بھرے ہوے تھے اُبل پڑے کہا اے افسر تو ہی ہمارا سرپرست ہی ہم سمجھے تھے تو ساحری مین بھی زبردست ہی کچھ آپ پر جوہر **صمصام** نمک حرام کے بھی کھلے اپنے ولی نعمت سی یون پھرا اس وقت **خنجر بار جادو** کو بھی بیٹھا مار ڈالا یہ وہ وقت ہی کہ باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہین پہچانتا اپنی اپنی جان و آبرو کی پڑی ہی اگر یہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا تو کیا غضب ہو گیا صرف شکایت کافی تھی ہمارے سامنے گرز فولاد کا مارا اُسکا سر پھٹ گیا دیکھیے وہ لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ایسے ظالم سے کیا امید رکھین انکا ساتھ دیکر بیٹھا موت کا مزا چکھین **خوشحال جادو** نے کہا بھائیو مین تم سب کا افسر نہین بلکہ تابعدار ہون افسر کو اہالیان فوج آبرو دیتے ہین ہم تو پیشتر سے بیدل ہو رہے ہین کیا **کوکب روشن ضمیر** سے منحرف ہونے پر ہم راضی تھے مجبور ہو کر ساتھ آئے اب جو کہو وہ کرین کیا اس بیچارے پایہ کمی کا رکھتے ہین سب نے کہا ہماری راے یہ ہی کہ اپنے مالک قدیم کے شریک ہو **کوکب** مرد سپاہی ہی مرد کا جوہر شناس قدردان صاحب لیاقت یہ حرامزادہ بے مروت یہان یہ سب آپس مین باتین کر رہے تھے کہ دیکھا ملکہ **بُران شمشیر زن** اس زور و شور سے لڑتی ہوئی آتی ہی کہ زمین تھراتی ہی **خوشحال** نے بڑھکر سلام کیا آواز دی ای ملکہ عالم الامان ہم آپکے نمک خوار ہین **صمصام** نمک حرام سے بیزار ہین غلامون کی خطا معاف فرمائیے اپنے سایہ دامن دولت مین ہم غلامون کو لیجیے ملکہ **بُران شمشیر زن** نے ارشاد فرمایا تم بیچارون کی کیا خطا جو ہوا سو ہوا مطیع اسلام ہو بسم اللہ دشمن سی انتقام لو شہنشاہ سے مین تمہاری شفاعت کرونگی یہ کہکر ملکہ **بُران شمشیر زن** مصروف جنگ ہوئین اُدھر **خوشحال** نے نعرہ کیا کہ اے بھائیو و ای نمکخواران شہنشاہ **کوکب روشن ضمیر** جسکو نمک کا پاس ہو وہ ہمارا شریک ہو ہم نے رفاقت **صمصام** نمک حرام سی منہ موڑا اُس ظالم اظلم کا ساتھ چھوڑا یہ صدائے **خوشحال** سُنکر بارہ ہزار ساحر ذی لیاقت شریک **خوشحال جادو** ہوئے ہمراہ رکاب اپنے افسر کے ہوئے اور حربہ ہاے سحر لیکر فوج **صمصام** و لشکر ملکہ **حیرت جادو** پر جا پڑے پہلے ہی حملے مین بیس ہزار جادوگر مارے آگے آگے سب کے **خوشحال** نیک خو عقب مین چالیس سرداران خوشرو ایک سمت بارہ ہزار جوانان جنگجو سحر ساز لڑائی مین جانباز مرنے پر آمادہ **صمصام** کے ساتھ دینے کا حجاب خیال نام و ننگ زیر ران مرکبہاے ابلق و سرنگ بصد کر و فر مصروف کارزار **صمصام** نے پلٹ کر جو یہ ہنگامہ دیکھا آواز دی ای **خوشحال جادو** کیون اپنی فوج کو قتل کرتا ہی کیا اندھا ہو گیا ہی اپنا بیگانہ نہین پہچانتا ہی دوست کو دشمن جانتا ہی **خوشحال** نے جواب دیا او نمک حرام تو خود نابینا ہی اپنے ولی نعمت سے دیدہ و دانستہ پھر گیا او غول صحرائی اسقدر غرور ہوش مین آ اب بھی حضرت شہنشاہ **کوکب** کے قدمون پر گر خطا معاف کرا ورنہ تیرے واسطے آتش جہنم تیز ہے ہم مین ہر ایک تجھسے آمادہ ستیز ہی ہم تیرے دشمن ہین تجھ ایسے گمراہ کے لیے رہزن ہین

صمصام ناکام کے یہ تقریر سُنکے ہوش اُڑ گئے مثل بید تھرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا چاہا کہ نکل جاؤن جان بچا کر نکل جاؤن مگر سحر بُران سے آگ برس رہی تھی برق گر رہی تھی کسی طرف پہاڑ شدت برف سے سفید ہوگئے ہین طائران صحرا پر پھیلائے پڑے ہین ایک جانب دریا آگ کا شعلہ زن ہے زمین سے دھنوان نکل رہا ہے صدہا نخل جل رہا ہے ایک طرف سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و زلزلہ و لرزان وغیرہ نے قیامت برپا کی ہے زمین کانپ رہی ہے صمصام مثل غول بیابانی جدھر بھاگ کر جاتا ہے کسی نہ کسی سردار مہرخ کو لڑتے ہوئے پاتا ہے وہان سے بھاگ کر فوج ملکہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت جادو ایک مقام پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے ناگاہ دیکھا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش مثل صید خائف بھاگا ہوا آتا ہے ملکہ حیرت نے آواز دی اے صمصام نہ گھبرا میرے قریب آ آج طبقے زمین کے ہلا دونگی مسلمانون کو خاک مین ملا دونگی صمصام نے اُس گھبراہٹ مین جواب دیا اے ملکہ عالم خدا آپکو سلامت رکھے غلام کو بچائیے میری مدد کو آئیے سب سردار میرے مجھسے پھر گئے دختر کوکب کے شریک ہوگئے ساری میری فوج کا خاتمہ کر دیا وہ دیکھیے میدان لاشون سے بھر دیا کسی طرح رکتے نہین چلے آتے ہین اسوجہ سے غلام بھاگ کر آیا ہے ملکہ حیرت نے کہا از صدقہ بابوش مین کیا کسی کی پرواہ رکھتی ہون مین سُن چکی ہون کہ تم نے نیمچہ کھویا ہے اپنی آبرو کو ڈبویا ہے عمرو خنجربار بنکر تم سے نیمچہ لیگیا ہوگا تم کو داغ دے گیا ہوگا صمصام نے کہا اے ملکہ عالم مین نے تو خنجربار اپنے رفیق کو اسی جرم پر مار ڈالا شاید اسی وجہ سے سب سردار مجھسے بگڑ گئے ملکہ حیرت جادو نے کہا تم نے بہت برا کیا ہم سے یہ حال نہ کہا عیارون کے اسسے بڑھکر شعبدے ہین یہ ہمارا ہی کلیجہ ہے کہ انکا بار عیاری اٹھاتے ہین یہ تم نے خیال نہ کیا کہ جسکو تم نے مارا وہ بُران نہ تھی عمرو نے کسی لونڈی کو ملکہ بُران بناکر بھیجدیا تھا یہ حال صرصر نے پہلے ہی ہمسے کہا تھا ہمکو یقین نہوا خیر نہ گھبراؤ آج بُران کو مارتی ہون ابھی جاکر للکارتی ہون تم فوج مہرخ سے لڑو یہ کہکر ملکہ حیرت جادو ملکہ بُران شمشیرزن پر جا پڑی چکر سحر کا نکالکر مارا بُران کے شانے پر پڑا اچھا سا زخم آیا پلٹ کر ملکہ بُران نے دیکھا کہ حیرت کا سحر تھا اُسوقت کارد سحر جھولی سے نکالکر جانب ملکہ حیرت پھینک ماری حیرت نے نشتر سے انگلی کا خون نکالا زمین پر قطرہ ڈالا کہا اے کارد ساحری اپنا بھوگ لے کارد فوراً اُس قطرے پر گری اور غرق زمین ہوگئی ایسے ایسے دو چار سحر ملکہ بُران اور ملکہ حیرت مین ہوئے کہ طبقے زمین کے تھرا گئے دیکھنے والون کو خوف سے غش آگئی ملکہ حیرت نے گرما کر غصے مین نیمچہ کمر سے کھینچا ملکہ بُران پر جا پڑی کلوا بھیرون کا نام لیکر وار کیا ملکہ بُران شمشیرزن نے سپر سحر پر روکا سپر کو نیمچے نے کاٹا مگر تلوار ملکہ حیرت کی اُلجھ گئی ملکہ بُران شمشیرزن نے قہقہہ مارا کہ ادھر حیرت ابھی چھنڈی سحر سیکھو لینے دھگڑے کو بلا ملکہ حیرت نے جھلاکر جھٹکا مارا نیمچہ ٹوٹ گیا ملکہ بُران نے جب ملکہ حیرت کو خالی ہاتھ پایا قریب آکر نیمچہ مارا ملکہ حیرت سپر سحر نہ اُٹھانے پائی تھی کہ نیمچہ سر پر حیرت کے پڑا کسی قدر زخم آیا ملکہ حیرت نے پیچھے ہٹکر ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرائی پہلو سے ایک پریزاد پیدا ہوئی اُسنے ایک نیمچہ برق مثال ہاتھ مین ملکہ حیرت جادو کے

دیا اور ہاتھ سر پہ حیرت کے پھیرا فوراً زخم اچھا ہوا خون ٹپکنا موقوف ہوگیا ایک چشم زدن مین یہ سب کام ہوا اب ملکہ حیرت جادو نے ملکہ بُران کو آواز دی او دختر کوکب اب کیونکر بچے گی قضا تیری دامنگیر ہے مثل صمصام کے مجکو نہ سمجھنا یہ تیغہ خونریز طلسمی ہے اسنے ہزارون کا گلا کاٹا ہے خون دشمنون کا چاٹا ہے دیکھو اب تک شکم اسکا خالی ہے کبھی اسکا پیٹ نہین بھرتا بارہا اسکی جادۂ راہ عدم ہے یہ نگاہ غور دیکھو کیا چم وخم ہے معشوق پہلونشین گوشہ گیر بے نظیر **قطعہ مصنف**

برش تیغ کی تعریف نہین ہوسکتی
پڑگئی چپکے دشمن پہ اگر یہ اکبار
واہ رے کاٹ کہ چورنگ عناصر کو کیا
ایک ایک جز کے برابر ہوئے جیسے چاہا

یہ کلمات کہکر مثل شعلۂ جوالہ ملکہ بُران شمشیر زن پر جا پڑی سنبھلنا دشوار کر دیا ہاتھ اٹھا کر تیغہ مارا ملکہ بُران شمشیر زن نے سپر سحر کو اٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر بڑا زخم کاری آیا سحر کرکے بمشکل سر سے تیغہ کو نکالا خون تبلبلا کر چہرے پر آیا بُران اُف کہکر پیچھے ہٹی بھلا حیرت اب کب مہلت دیتی ہے سائے مین تیغے کے بُران کو رکھ لیا ہر مرتبہ چاہتی تھی کہ ہاتھ ماردن سر بُران کا اڑجائے بُران سحر سے پیچھے ہٹکر خالی دیتی تھی اُسوقت وہان اسقدر تلوار چلی اور سحر ہوے کہ ہزارون لاشے گر گئے کوئی جلگیا کسی پر برق گری کوئی پڑا ایڑیان رگڑتا تھا اسکے بدن پر سیکڑون آبلے پڑے گرمی آتش سحر سے جلنے لگا گھبرا کر حوض مین کود پڑا آخر پانی مین گر کر ٹھنڈا ہوا ہرچند ملکہ بُران شمشیر زن دس قدم تک پیچھے ہٹی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ بُران کو مہلت نہ دی یکایک پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی ای زوجۂ شہنشاہ طلسم ہوشربا واہ کیا کہنا لونڈی بروقت پہونچی شکر ہے سامری وجمشید کا یہ چھوکری اب نہ جانے پائے اسنے بڑے بڑے داغ دیے ہین بڑے بڑے نامی وگرامی ساحر مارے ملکہ حیرت جادو نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز بصد کرشمہ وناز ایک گولہ ہاتھ مین لیے پکار رہی ہے ملکہ عالم جلد تیغہ مارے مین گولہ مارتی ہون دیکھے نکلی جاتی ہے ملکہ حیرت نے اچھا کہکر منھ پھیرا ایک بجلی چمکی آواز آئی باش او قحبہ کہان جاتی ہے منم کوکب درخشان آسمان عیاری آفتاب عالمتاب چرخ خنجر گزاری دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ صاحب قنطورہ وزنار سطرلاب قاتل کفار عمرو بن امیہ نامدار یہ نعرہ کرکے چودہ حلقے کمند کے مارے گردن مین ملکہ حیرت جادو کے پڑے ارے کہکر پلٹی عمرو نے جھٹکا مارا گرتے گرتے گھائیون سے حباب کو رہا کیا منھ پر حیرت کے حباب پڑے لڑکھڑا کر زمین پر گری ملکہ بُران شمشیر زن نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو نے آواز دی بیٹا لینا ملکہ بُران جھپٹی ہی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولاد کا ہان ہان کہتا ہوا نکلا عمرو کمند چھوڑ کر بھاگا پتلے نے ملکہ حیرت کی کمر مین پنجہ ڈالا مثل برق جہندہ تڑپ کر اڑگیا چشم زدن مین غائب ہوا اب ملکہ بُران زخم سر باندھکر پلٹی فوج ملکہ حیرت جادو پر سحر کرنے لگی مگر ہنگامہ جو ہوا تھا کہ حیرت جادو نے دختر کوکب کو مارا صمصام خوشی خوشی دوڑ کے اس غول مین آیا اُسوقت پہونچا کہ حیرت جادو کو پتلہ لیجا چکا تھا ملکہ بُران شمشیر زن مصروف جنگ تھی بہار نے مصور جادو کو زخمی کیا تھا مصور صورت نگار کا ہاتھ پکڑ کر بھاگا صمصام نے جو یہ معرکہ دیکھا

چاہا کہ پیچھے ہٹے نعرہ ہوا منم ملکہ بران شمشیر زن او نمک حرام کہان جاتا ہی **صمصام** کو کچھ نہ بن پڑا تیغ نکالکر ملکہ بران شمشیر زن پر مارا ملکہ بران نے اشارہ کیا تیغ پلٹ کر پاؤن پر **صمصام** کے پڑا ایڑی کو توڑکر دور گری **صمصام** لنگڑاتا ہوا ہٹا ملکہ بران مثل شیر غضبناک نیمچہ کھینچکر قریب پہونچی تھین کہ **صمصام** نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ فولادی مارا نیمچہ ملکہ بران شمشیر زن کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور اُسی گولے سے ایک برق چمک کر سر پر ملکہ بران شمشیر زن کے گری جس مقام پر ہاتھ سے **حیرت** کے زخم آیا تھا اُس برق نے اور زیادہ کھول دیا قطرات خون روی زیبا پر اس طرح آئے کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہوگیا بس یہ زخم ہاتھ سے **صمصام** کے کھاکر اُس شیر زن کو غصہ آیا ابروے خمدار ہلنے لگے ظاہر ہوتا تھا کہ نیمچہ اصفہانی نیام انتقام سے نکلا چاہتے ہین کاکلین عارض نور پر بل کھانے لگین مثل مار سیاہ لہرانے لگین

نظم

گھر ڈبا دینے کو عشاق کے دریائی تک
ناگنی بیچ مین آ سکے نہ ناگے پانی

زلفین یون بکھری تھی چہرے پہ ناگنے تھین دل
کھیل جادہ مین کالا جوڑے اُسکی لٹک

جعد وہ قہر کہ گنجے مین ہو جسکی لہر
جسطرح ایک کھلونے پہ ہین دو بالک

اُس قہر و غضب مین اُس مہر سپہر عز و جلال ماہ درخشان آسمان اقبال نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اختر مروارید نکالا آواز دی کہ او بیحیا خبردار ہو جا کہ سارا تیرا گردش مین آیا نیر اقبال تیرا مائل بہ پستی ہوا نمک حرامی کا مزا ملا چاہتا ہی اب کہان جاتا ہی یہ کہکر اختر مروارید کھینچ مارا ہرچند **صمصام** بدانجام نے چاہا کہ بچون مگر موت کب ٹلتی ہی سینۂ پُر کینہ پر پڑا پشت کو توڑکر بار گذر الٹا کھڑا اگر زمین پر گرا بجائے خون جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے صدائے ہاہو بلند ہوئی تاریکی چھا گئی برق چمکی برف باری ہوئی بیرون کے رونے کی آواز آئی ایک ساعت کامل یہی ہنگامہ نمونۂ حشر برپا رہا آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا **صمصام** جنگ آرا ئے خونریز زرہ پوش تھا افسوس حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا یہ معرکہ جو ملازمان ملکہ **حیرت** نے دیکھا ملکہ **حیرت** جادو کو تو پتلہ فولادی اُٹھا لے گیا ہی مثل مشہور ہی لشکر بے میر تکیہ بے فقیر نفیر بے پیر ترکش بے تیر یہ چار چیزین بغیر چار چیزون کے بیکار ہین میدان کارزار مین پاؤن نہ تھم سکے شکست فاش کھائی آخر فرار بر قرار کیا اور دامن صحرا کو مثل دامن مادر جا کر پناہ لی ہزارون ساحرون نے میدان کارزار سے عدم کی راہ لی فوج اسلام نے بارگاہین خیمے **صمصام** و ملکہ **حیرت** جادو کے لوٹنے چاہے لیکن اُسکو غنیمت جانا خواجہ **عمرو** قریب خزانے ملکہ **حیرت** جادو کے آکر بشکل چوبدار ٹھہرے فوج والے لوٹ رہے تھے اُنکو منع کیا کہ یہ کیا کرتے ہو اسکا حساب دینا پڑیگا تنخواہ مین کٹ جائیگا اسوقت چلے جاؤ جمع ہوکر تمھین کو بٹ جائیگا ایک نے کہا یہ چوبدار کون ہے ہم لڑائی مین جان پر کھیلین یہ مال لوٹنے کو منع کرتا ہی گویا یہ چوبدار بڑا خیر خواہ ہی یہ سنکر چوبدار نے فرمان ملکہ **مہرخ** کا جیب سے نکالا اُس پر مہر ملکہ **مہرخ** سحر چشم کی دو سطرین فقط بخط جلی مرقوم تھین کہ اس چوبدار کو خزانے کا اختیار ہی جو کوئی ہاتھ لگائیگا اُس سے جرمانہ لیا جائیگا یہ فرمان دیکھکر ساحر تھرا گئے یہ کہتے ہوئے وہان سے چلے

کہ ہمارے مالک کا حکم ہی ماننا پر ضرور ہی اس بیچارے چوبدار کا کیا قصور ہے جب سب وہان سے چلے گئے سناٹا ہوا خواجہ عمرو نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا یہ کہکر مارا ای جال جنجال ہو کر گرنا ایک حبہ نہ بچے سب جال مین آجائے غرض جال کو کھینچا سب خزانہ مع بالشت بالشت بھر مٹی کے آگیا اس خیال سے مٹی کھینچ لی تھی کہ اس زمین پر سونا چاندی کھا گیا ہی اس خاک کو خاریون کے ہاتھ بیچ لینگے ادھر سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار وغیرہ تشریف لاتی تھین کہ ساحرون نے فریاد کی کہ کیون ملکۂ عالم کافرون کا مال لوٹنے کی بھی اجازت نہین ہے، ملکہ نے فرمایا ای غازیان دیندار و ای ساحران تہور شعار ایسا کبھی خیال نہ کرنا شکر ہے خدا کا کہ لڑائی فتح ہوئی مال موذی نصیب غازی مشہور ہی لوٹو ہم الگ انعام دینگے خلعت سے سرفراز کرینگے انھون نے عرض کیا کہ خزانہ پر کھڑا ہوا چوبدار منع کر رہا ہی آپکا مہری فرمان پاس ہے اس وجہ سے ناچار ہوگئے ورنہ ہم لوگ ملازمان خواجہ عمرو ہین حضور کے لشکر کے فقیر ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے ہین شیر صحرائی کو چورنگ کرتے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا سچ کہو میرا مہری فرمان ہی عرض کی حضور آنکھون سے دیکھا مضمون پڑھا ملکہ نے کہا جاؤ اس چوبدار کو پکڑ لاؤ کوئی جعلساز فقرے باز مکار و غدار ہوگا اسکا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی اب تو ساحر دوڑے خزانے کے پاس جاکر دیکھا قناتین گری ہوئی پڑی ہین ایک خرمہرہ بھی وہان نہین ہے بلکہ زمین مین گڑھا پڑا ہے یہ دیکھکر پریشان پلٹے خدمت مین ملکہ مہرخ سحر چشم کی آئے عرض کی حضور وہان تو خاک اڑ رہی ہی نہ خزانہ ہی نہ چوبدار ہی ملکہ مہرخ نے مسکرا کے فرمایا آپ لوگون نے مال لوٹ لیا اچھا کیا کون آپ لوگون سے پوچھتا ہے وہ لوگ قسم کھانے لگے کہ سامنے سے خواجہ عمرو تشریف لائے کہتے ہوئے کہ یہ کیا بیہودہ ذکر ہے چلکے ابھی سرداران زخمی کو اٹھاؤ شکریہ پروردگار کا بجا لاؤ مال کیسا خزانہ کیسا ہوگا اور ساحرون سے پلٹ کے کہا بھائیو تم قسمین کیون کھاتے ہو خزانہ زمین نگل گئی ہوگی اور ہم آج بڑے نقصان مین رہی ایک مہاجن نے دو صندوقچے جواہرات کے دیے تھے کہ اسکو فروخت کرا دیجیے ہم سمجھے تھے کہ کوئی ٹکا روپیہ مل جائیگا جسوقت صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سی نیمچہ لیکر بھاگے وہ دونون صندوقچے کمر سے گر گئے اسوقت جان بچاتے یا مال اٹھاتے اے بھائی ناچار سنگ صبر دل پر رکھ لیا اب ان مہاجنون کو تمسک لکھ دینگے زندگی بھر ادا کرتے رہینگے خدا نے تم سبھون کی جان بچائی اتنی بڑی فتح ہاتھ آئی آج کچھ کچھ اپنی تنخواہ مین سے صرف کرو جمع کر کے ہمکو دیدو ہم ہنڈی کر کے خانہ کعبہ مین مستحقون کو بھیجدین ان باتون پر خواجہ عمرو کی ملکہ بہار گلعذار مسکرائین ملکہ مہرخ سحر چشم سے اشارے مین کہا اب چوبدار کی جستجو نہ کیجیے یقین ہوا کہ وہ ہمارے پیر و مرشد تھے اب ملکہ مہرخ سحر چشم کو بڑی خوشی و خرمی سب سرداران نے سوار کیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے زر سرخ و سفید لٹاتے ہوئے طرف بارگاہ کے چلے ملکہ بران شمشیرزن اسی عالم زخمداری مین خوشی خوشی ساتھ ملکہ مہرخ کے چلی آتی ہین کہ ایک پتلہ سنہرا آڑی پٹی باندھے ہوئے نیمچہ ہاتھ مین سپر پشت پر بقصد کر و فر زمین پر اترا نامہ ہاتھ مین ملکہ بران شمشیرزن کے دیا ملکہ بلبل شمشیرزن

نے کھول کر پڑھا کوکب روشن ضمیر نے لکھا تھا اے نور نظر پارۂ جگر زبانی طائران سحر کے ہمکو معلوم ہوا کہ خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا صمصام بدانجام واصل جہنم ہوا فتح بدولت خواجہ عمرو حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی یہ معلوم ہوا کہ تم زخمی ہوئے اپنے باغ نگارین مین چلی آؤ آکے علاج کرو اور خواجہ کو ہمارا سلام محبت پہونچانا اور کہنا آپکی صفت احاطۂ تقریر اور تحریر سے باہر ہے کیا فکر یہ ادا کرین زبان قاصر ہے مختصر یہ کہ آپنے بران کو حیات تازہ عطا فرمائی گویا دوبارہ روح جسم مین آئی ماشاء اللہ کس دھوم سے عیاری کر کے نیچہ لیا اپنی کنیز کو بچایا حیرت جادو کو کمند مار کے خوب میدان رزم سے بھگایا ارسطو آپ کی کتاب علم فطرت کا سبق خوان ہے اور لقمان آپکے مدرسۂ حکمت کا اک طفل دبستان ہے علم عیاری نے آپکے دم سے رواج پایا خنجر گزاران عالم سے آپنے خراج پایا ملکہ بران شمشیر زن نے وہ نامہ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا خواجہ نے پڑھکر تبسم فرمایا کہ یہ کیا بات ہے جسکو اسقدر طول دیکر تحریر فرمایا ہے اسکی موت قریب آگئی عیاری پر بڑی نگاہ ہے نور نظر اس جنگ مین دو شبانہ روز برابر گذرے ہین آب دانہ سب کا ترک ہا تم نے تو انتہا کا صدمہ اٹھایا لہذا آج کی شب یہان بارگاہ مین راحت پذیر ہو انشاءاللہ بوقت سحر اگر موقع ہوگا تو ہم بھی براے ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تمہارے ہمراہ چلینگے بمقدمۂ رہائی اسد غازی صلاح کرنا ہے ہاے اس مقدمے مین کچھ بن نہین پڑتا یہ کہکر بے اختیار عمرو رونے لگے تمام سردارون کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئی ملکہ بہار گلعذار کو ہچکی لگ گئی ملکہ مہرخ سحر چشم نے رومال آنکھون پر رکھ لیا ہر کہ ومہ یاد مین اپنے آقاے نامدار مولاے قدرشناس کے زار زار مثل ابر نو بہار روئے خواجہ عمرو نے ضبط کر کے کہا کہ بھائیو صبر کرو اس رونے کے بدلے دعا مین مصروف ہو ملکہ بران شمشیر زن نے عرض کی اے عم نامدار کوئی سبب قوی ہے جو قبلہ و کعبہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ چلی آؤ مجھکو نہ روکیے اجازت دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ ملکہ بران شمشیر زن فوراً تخت پر سوار ہوئین سرداران جان نثار خدمتگزاران ذیوقار نے چہار جانب سے اُس شمع انجمن عصمت و عفت کو یون گھیر لیا کہ جیسے گرد چراغ ہجوم پروانون کا ہوتا ہے پس بشوکت و حشمت سواری مثل باد بہاری کے جانب طلسم نور افشان روان ہوئی اب ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و دیگر سرداران نامدار بصد شوکت و وقار بفتح و فیروزی داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہو کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ملکہ مہرخ سحر چشم نے ملاحظہ کیا کوئی سردار ایسا نہین ہے کہ زخمداری سے محفوظ ہو جس روز سے طلسم ہوشربا مین لڑائی شروع ہوئی اکثر معرکہ ہاے عظیم پڑے مگر سرداران اسلام کو کبھی ایسا سانحہ درپیش نہوا تھا ایسا کبھی رن نہ پڑا تھا وقائع نگار نے پرچہ ملکہ مہرخ سحر چشم کو دیا ہے اُسمین صاف لکھا ہے کہ آٹھ لاکھ ساحر جانبین کے قتل ہوئے دو لاکھ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے اور چھ لاکھ ملازمان افراسیاب و صمصام واصل جہنم ہوئے یقین ہے کہ اس صحرا کے درند و گزند طعمہ جوئی نہ کرینگے سبزہ اُس زمین پر نہ جمے گا مگر لالہ بادل داغدار و دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہیگا روئیدہ ہونگے ملکہ مہرخ سحر چشم نے

پرچے کو پڑھکر زانو کے نیچے رکھا خواجہ **عمرو** نے کہا اے ملکہ **مہرخ** سحر چشم ہمارے مہمان تازہ کہان ہین جنکے ہم پر احسان ہین ملکہ **مہرخ** نے کہا اے خواجہ مین اس فقرے کو نہین سمجھی خواجہ **عمرو** نے کہا کہ **خوشحال جادو** جو عین گرمی جنگ مین شریک ہوا تھا فوج **صمصام** جنگ آزماے خونریز زرہ پوش کو خوب قتل کیا علاوہ اسکے چالیس سرداران نامدار بارہ ہزار ساحران ذیوقار شہنشاہ **کوکب** روشن ضمیر کے نمک خواران سب صاحبون کا حال دریافت کرنا واجب و لازم ہی **شکیل جادو** فرزند ملکہ **مہرخ** خوشنخو اپنے مقام سی اٹھا خواجہ **عمرو** سے عرض پیرا ہوا کہ **خوشحال جادو** بڑے خاندان عالی سی ہی جسوقت لڑائی فتح ہوئی کنارے پر لشکر کے زخمدار بیقرار اتر پڑا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہ مین کیا روے سیاہ بادشاہ لشکر اسلام کو دکھاؤن ہر صاحب لیاقت مجھپر طعن کرے گا کہ یہ نمک حرام کا سردار ہی بس یہ سنتے ہی ملکہ **مہرخ** سحر چشم نے فرمایا کہ جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو اُس خیرخواہ دولت کو استقبال کرکے لائے اور ہماری جانب سے کہنا کہ اے برادر اگر عرصہ کروگے تو ہم خود لینے کو تمھارے آئینگے اسی وقت تمام سردار سواے ملکہ **مہرخ** سحر چشم براے استقبال **خوشحال** روانہ ہوے یہان کنارے پر یہ بیچارہ ملول و حزین ایک خیمے مین داخل تھا اور کہہ رہا تھا کہ بھائیو زخمون کے ٹانکون کی فکر کرو تو طرف صحرا کے نکل چلین اب وطن مین بھی نہ جائینگے امید ہی کہ ملکہ **مہرخ** سحر چشم قدر شناس ہین شاید عنایت فرمائین مگر ہم لائق اسکے نہین ہین انصاف یہ ہی کہ ہم نے اُنکے ساتھ کیا کیا ہنوز یہ کلام پورا نہوا تھا کہ ملکہ **نافرمان** و **سرخ موے** کاکل کشا و **خورشید** زرین سحر و شاہزادہ **شکیل** بے عدیل وغیرہ آکے پہونچے **خوشحال** گھبرا کے کھڑا ہو گیا متحیر ہوکر پوچھا سب صاحبون نے یہان قدم رنجہ بے وجہ کیون فرمایا ملکہ **سرخ موے** کاکل کشا نے کہا اے سرداران نامی و اے ساحران گرامی ملکہ **مہرخ** سحر چشم نے واسطے تمھارے استقبال کے ہمکو بھیجا ہی دربار دُربار مین طلب فرمایا ہی **خوشحال جادو** نے سر جھکا لیا دل مین باغ باغ ہو گیا خوشی سی پھول گیا مگر جواب دیا کہ ملکہ عالم کی عنایت بے غایت کہ اس ذرۂ بے مقدار کا نام روشن کرنا منظور ہوا ورنہ یہ خطا کار کیا خدمت بجا لایا جسکا یہ معاوضہ ہوا ملکہ **نافرمان** نے کہا اے **خوشحال جادو** تم سے وہ کار نمایان سرزد ہوا کہ جسکے بیان سی زبان قاصر ہی تمھاری خیرخواہی ملکہ **مہرخ** سحر چشم پر بخوبی ظاہر ہے عین وقت پر تمنے لشکر اسلام کی مدد کی اتنی بڑی بلا رد کی جہاد مین کسقدر کد کی شکر ہے کہ وہ نمک حرام و اصل جہنم ہوا جسنے اپنے ولی نعمت کے قتل کا ارادہ کیا تھا بس اب چلو ملکہ عالم بہت مشتاق ہین **خوشحال** کا چہرہ خوشی سی سرخ ہو گیا سرداران سے بغلگیر ہوا غرض سب صاحب باعزاز تمام اس خوش انجام کو مع ہمراہیان **خوشحال** داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے **خوشحال جادو** نے بڑھکر پایۂ تخت ملکہ **مہرخ** سحر چشم کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ کیا بندہ نوازی فرمائی دولت کونین ہاتھ آئی **مصرع** شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را گاہے بہ نگاہے ملکہ **مہرخ** نے خلعت فاخرہ سے **خوشحال جادو** کو و دیگر سرداران ہمراہی کو مخلع کیا فوج **خوشحال** کو انعام بیکران عنایت ہوا ایک بارگاہ کلان استادہ کرادی

حکم ہوا کہ اپنے لشکر کو لے کر بعیش و عشرت فروکش ہو اب مشوش ہو زخم دوزی کی اپنی مع ہمراہیون کے تدبیر کرو جس شی کی ضرورت ہو خزانہ شہنشاہی سے منگوا لینا حاجب کو بے کام نہ فرمانا **خوشحال جادو** دعائین دیتا ہوا جا کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا ساتھ والون سے کہا دیکھا یارو خیر خواہی مین کیا شرف حاصل ہوا اہل سلام فلک اساس قدر شناس بہادر دوست ہین انسے سب طرح کی امید ہے یہان ملکہ **مہرخ سحر چشم** نے سب سردارون کی زخم دوزی کا سامان کیا خواجہ **عمرو** ایک کرسی پر جلوہ فرما ہین خوشی مین آ کے بالحان داؤدی یہ اشعار آبدار شکریۂ خالق بے نیاز رب کارساز مین زبان پر جاری کیے **نظم**

تو وہ خورشید ہے گردون یکتائی و وحدت کا
دو عالم ایک مطلع ہے ترے دیوان قدرت کا

عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا
مجھے منظور ہے احسان لینا تیری رحمت کا

ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے رہین ساقی
رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا

گنہگارون پہ پرسش عرض گستاخانہ اتنی تو
گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا

تو وہ ہے نخلبند گلشن ایجاد اے صانع
ریاض دہر گلدستہ ہے تیرے باغ صنعت کا

کرے گا حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو تو ہی
ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہے شفاعت کا

ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین
ہر اک شمشاد پر عالم ہو انگشت شہادت کا

ی نعمت سعادت کی ترے در کی گدائی سے
ہما بھی اک مگس ران ہے مرے خوان قناعت کا

تجھی کو صورت آباد جہان مین جلوہ گر دیکھا
خلل انداز وحدت کب ہوا آئینہ کثرت کا

وہ مجرم ہون کرون گا غسل جب آب خجالت سے
تری رحمت بدلوا دیگی جامہ گرد ذلت کا

نہین جائے پناہ اسدم کہین جز گوشۂ رحمت
ہوا اعلام جاری جسگھڑی تیری عدالت کا

سیہ کاری سے اب تاریک سارا خانۂ دل ہے
چراغ داغ روشن اسمین کر اپنی محبت کا

تصور پردہ پوشی کا تری کرتا ہے بے پردہ
خیال آتا ہے جب رسوائی روز ندامت کا

ہماری حاجتون سے ہمکو بڑھ بڑھ کر دیا ہر دم
اداے شکر کیجے آپ کی کس کس عنایت کا

ان اشعار حمد الٰہی کو سنکر تمام سرداران نامی و ساحران گرامی وجد کر رہے ہین دم یکتائی پروردگار کا بھر رہے ہین بعنایت پروردگار بلا حجت و تکرار مصروف عیش و نشاط ہین مگر اب ذکر سنیے **افراسیاب** خانہ خراب کا کہ پردۂ ظلمات سے شتابان ہو کر باغ سیب مین آیا کنیزان ماہرو و نازنینان خوشرو پہلو مین اس بدخو کے آکر بیٹھین کارگزاران سلطنت و مشیران اثبت سے پوچھا کہ کچھ احوال دریافت ہوا کہ **صمصام** جنگ آزماے خونریز زرہ پوش نے لڑائی مین کیا کیا انھون نے عرض کی حضور نے تو آج تیسرے روز نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا ہے اتنی خبر ملی تھی کہ دو شبانہ روز تلوار چلی ہنگامہ تیز و ساحری گرم رہا یہ بھی سنا تھا کہ **صمصام** نے اسی نیمچے سے ملکہ **بران شمشیر زن** کو مارا مین گرمی جنگ

ہو

ہین للکارا کل شب تک تو یہی مشہور تھا کہ شہنشاہ کے خیر خواہ غالب آئے ہین مسلمان بہت گھبرائے ہین آج کی کیفیت نہین معلوم یقین ہے کہ ملکہ **حیرت جادو** نے سب کو گرفتار کر لیا ہوگا شہنشاہ جادوان **افراسیاب** بے ایمان نے یہ سنکر قصد کیا کہ طائران سحر کو برائے خبر روانہ کردن یا کتاب **سامری** دیکھون کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک تلہ فولادی ملکہ **حیرت جادو** کو پنجے مین دبائے ہوئے لیکر حاضر ہوا سامنے **افراسیاب** خانہ خراب کے ملکہ **حیرت جادو** کو رکھدیا اور عرض کی اے شہنشاہ **سامری و جمشید** نے بڑی خیر کی مسلمان ملکہ عالم کو مارے ڈالتے تھے بیچ میدان کارزار مین بیہوش پڑی تھین اور حلقہائے کمند گلوئے نازک مین پڑے تھے غلام وقت پر پہونچا ملکہ عالم کو اُٹھا لایا یہ کہکر تلہ تو غائب ہوا **افراسیاب** نے ملکہ **حیرت جادو** کو عجب خرابی مین پایا سر برہنہ زخم کاری دوپٹہ سر پہ ندارد کرتی آب روان کی ٹکڑے ٹکڑے سر اُٹھا کر ملکہ **حیرت جادو** کا زانو پہ رکھ لیا پانی کا چھینٹا دیا حلقہائے کمند گلے سے کھولے غصے مین تاج زمین پر سے مارا سر پیٹنے لگا یکایک ملکہ **حیرت جادو** نے آنکھین کھولین سر اپنا زانو پر **افراسیاب** کے پایا اُٹھکر ایک دو ہتڑ **افراسیاب** کی پشت پر مارا کہا حضور نے دشمنون مین تنہا چھوڑ دیا بالکل میری خبر نہ لی اگر مسلمان مجکو قتل کر ڈالتے تو آپ خوش ہوتے **افراسیاب** نے کہا اے ملکہ عالم مفصل حال بیان کرو شکوے کو کام نہ فرماؤ مین نے سنا **صمصام** نے ملکہ **بُران شمشیر زن** کو قتل کیا خوب **کوکب** کو داغ دیا ملکہ **حیرت جادو** ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ شور گریہ و زاری در باغ سیب پر بلند ہوا دیکھا کہ چند ملازمان **صمصام** لاشہ اُسکا چارپائی پر ڈالے ہوئے فریاد و الغیاث کرتے ہوئے سامنے **افراسیاب** کے آئے **افراسیاب** نے پوچھا یہ کس کا لاشہ ہے ملازمان **صمصام** نے سر پیٹ کر عرض کیا **صمصام** مارا گیا اس زور و شور سے لڑا تھا کہ خون کا دریا بہا دیا ملکہ **بُران** کو ٹوک کر مارا مگر مسلمانون کا خدا بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے اُسی وقت ملکہ **بُران شمشیر زن** کو زندہ کیا جو مرگئی تھی اُسنے اسکے زندے کو مردہ کیا ساتھ اُسکے بھی ہزارون مسلمانون کے شریک ہوگئے ایسی لڑائی بگڑی کہ غلامون نے بمشکل لاشہ اس کشتہ یاس کا اُٹھایا آخر یہان تک پہونچایا اب ہم لوگ کہان جائین اپنے قدردان **صمصام** کو کہان پائین **افراسیاب** نے غصے مین آکر ملکہ **حیرت جادو** سے پوچھا کہ اے ملکہ عالم یہ بیان کردہ پہیلی مین نہین سمجھا ملکہ **حیرت** نے کہا صاحب حقیقت مین میرے سامنے ملکہ **بُران** کو قتل کیا تھا ملکہ **مجلس** وغیرہ جان دینے پر آمادہ تھین پھر یہ دیکھا کہ نعرہ **بُران شمشیر زن** ہوا مجھسے لڑائی ہوئی مین نے زخمی کیا خواجہ **عمرو** نے مجکو بصورت **صنعت سحر ساز** بیہوش کیا اُس وقت تک **صمصام** زندہ تھا مین بھی اچھی طرح نہین سمجھی کہ یہ کیا معمہ تھا اب زیادہ تقریر سے میرا سر نہ پھرائیے کتاب **سامری** مین ملاحظہ فرمائیے **افراسیاب** نے کتاب **سامری** کو اُٹھایا ملکہ **حیرت جلدو** نے دیکھا کہ **افراسیاب** کتاب پڑھتے ہی غصے مین تھر تھر کانپنے لگا گویا بخار جاڑے کا چڑھ آیا ملکہ **حیرت جادو** نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے **افراسیاب** نے جواب دیا اے ملکہ **حیرت جادو** اس ساربان زادے نے

تو ناک مین دم کیا ہی مگر واہ رے عیار بلاے روزگار تمکو کیا معلوم ہی کہ ملکہ **بُران** کہان تھی ساربان زادے کی زنبیل مین نہان تھی ایک ساحرہ نہین معلوم کہان کی رہنے والی کو بصورت ملکہ **بران** بناکر میدان کارزار مین بھیدیا تھا نہ تمکو سوجھا اور **صمصام** تو بالکل اُلّو کا پٹھا تھا وہ کیا جانتا کیونکر پہچانتا بس اس فریب مین **صمصام** جنگ آزماے خونریز زرہ پوش مارا گیا افسوس یہ ہے کہ مین ناحق بدنام ہوا ایک حقیر کی خوشامد کرنی پڑی **صمصام** ایسے لاکھون غلام میرے پڑے ہین مگر ای **حیرت عمرو** کی قضا بھی آگئی آج ضرور مار ڈالونگا لو ابھی جاتا ہون کان پکڑکر لاتا ہون دیکھون تو بی ملکہ **مہرخ** و بہار کیونکر رہ سکتی ہین کسی طرح نابدولت کو ٹوکتی ہین یہ کہکر **افراسیاب** اٹھنے لگا بڑے بڑے جادوگر قہار جادو مقہور آتش خوار **نہنگ** بلا کردار **فیلان** سوار بران مارگیر ماران سیاہ آزود غیرہ ہان ہان کرتے ہوے اُٹھے عرض کی ای شہریار غلامان جانباز حاضر ہین کیا ہم سب اس کام مین قاصر ہین جو ارشاد ہوا ابھی بجا لائین جاکے ملکہ **مہرخ** وغیرہ کو تباہ کرین ایک باغی سرکار دولتمدار کو پردۂ دنیا پر باقی نہ رکھین حکم ہو زندہ گرفتار کرکے لائین اگر اجازت ہو بھبوکے دین جلادین خاک مین ملادین اور ساربان زادے کی کیا حقیقت ہی ابھی چشم زدن مین لاتے ہین جب **مہرخ** و بہار کے قتل پر غلام آمادہ ہین کیا عیار اُنسے لیاقت مین زیادہ ہین **افراسیاب** خانہ خراب نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا یارو تم **عمرو** کو نگاہ حقارت سے دیکھتے ہو تم اُسکے مرتبے کو نہین جانتے ہو خداوند لقا کا پیارا بندہ ہی اُسکو عہدہ ملک الموت کا خداوند لقا نے دیا ہی نام لقا کا سنکر ملکہ **حیرت جادو** کو غصہ آیا کہا شہنشاہ اُس منحوس دیوث کا نام نہ لیجیے جسدن سے ہماری اقلیم مین آیا تباہ و برباد کردیا دوست دشمن ہوگئے راہبر رہزن ہوگئے **افراسیاب** نے کہا ملکہ چپ رہو یہی باعث بربادی طلسم ہے خداوند لقا کو سب طرح کی خبر ہوتی ہی اب اسوقت انکو تمہارا یہ کلمۂ ناشایستہ دریافت ہوا ہوگا سنتا ہون ہر دقت مقدمات طلسم ہوشربا مین گوش بر آواز رہتے ہین سب چیزین اُنکے قبضے مین ہین ہوانے ابھی اُنکے کان تک آواز پہونچائی ہوگی توبہ کرو کان پکڑو خبردار کبھی ایسے کلمے واہیات اُنکی شان مین نہ کہنا جو مزاج مین آتا ہی وہ کرتے ہین کسی کو مشیت خداوندی مین کیا دخل ہی اصل تو یہ ہے کہ خود خطادار ہون مقدمات سلطنت سے مجبور وناچار رہون کئی سال اُنکو ہماری عملداری مین آئے ہوے گذرے ایکدن بھی براے قدم بوسی نہ جاسکا اسی وجہ سے قدرت کو غصہ ہی ملکہ **حیرت جادو** نے یہ سنکر سر جھکا لیا مگر **سفاک** نیلی پوش بصد جوش وخروش اپنے مقام سے اُٹھا عرض کیا آپ دوسرا جام شراب نوش فرمائین غلام جاتا ہے **عمرو** کو ابھی گرفتار کرکے لاتا ہی ہر چند **افراسیاب** نے منع کیا اسنے نہ مانا پرواز کرکے چلا یہان خواجہ **عمرو** بن امیہ ضمری کسی کار ضروری کو بیرون بارگاہ آئے ہین متر **برق** فرنگی و **چالاک بن عمرو** یہ دونون ساتھ ہین خواجہ **عمرو** نے کہا ای **برق** و **چالاک** مین کوتوالی چبوترے پر ٹھہرتا ہون تم ذرا تابہ لشکر ملکہ **حیرت جادو**

جاؤ خبر تو لاؤ یقین ہی کوئی ساحر زبردست اور آیا ہوگا مفصل خبر دریافت کرنا اور ای نور نظر مین نے دربار مین ذکر
نہین کیا سردار گھبرا جائینگے زمانہ قتل اسد غازی بہت قریب ہے ابھی تک کوئی صورت نہین نکلی کدھر جاؤن
کیا تدبیر کرون ہاے اُس شیر کو کیونکر چھڑاؤن برق نے کہا اُستاد جان اپنی دینگے انشاء اللہ تعالی اس شیر بیشۂ
جرأت کو کسی طرح قتل نہونے دینگے **عمرو** نے کہا **افراسیاب** بڑا زبردست ہی بہت مشکل ہی کہ کوئی شخص تا بہ گنبد نور
پہونچے اور اسد شیر دل کو رہا کرے جب **کوکب** روشن ضمیر ایسا عذر کرے کہ مین بمقدمہ رہائی اسد شیر دل مجبور ہون ناچار ہون
پھر مین سواے خدا کے کس کا بھروسا کرون سحر مین اور کسیکی کیا لیاقت ہی اگر دعوی کرے تو حماقت ہی یہ سنکر دونون عیار
خدمت خواجہ عمرو سے جدا ہوے **عمرو** دیر چبوترہ کوتوالی آیا بخوبی ٹھہرنے پایا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم **سفاک**
نیلی پوش جادو مصاحب شہنشاہ **افراسیاب** او ساربان زادے خبردار کہان جاتا ہی مین آپہنچا خواجہ عمرو
نے سر اُٹھایا دیکھا تو قریب پہونچ چکا ہی **عمرو** نے قصد کیا جست کرکے نکل جاؤن اس ظالم سفاک سے جان بچاؤن مگر
اُسنے ایک گولہ مارا کئی جادوگر جو قریب **عمرو** کے تھے سر اُنکے پھٹ گئے تڑپ کے گرے خواجہ **عمرو** کے پانون زمین نے
پکڑ لیے فوراً **سفاک** نیلی پوش کڑک کر گرا **عمرو** کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا لشکر مین غلغلہ پڑا کوئی جادوگر آیا تھا
خواجہ **عمرو** کو لیے جاتا ہے جب تک دوڑین وہ بلند ہوکر غائب ہوا **چالاک** **برق** کنارے پر لشکر اسلام کے
پہونچے تھے ہنگامہ سنکر پلٹے آگے دیکھا کئی جادوگر مرے پڑے ہین کچھ سر پیٹ رہے ہین بڑے بڑے سردار خیمون سے
نکل آئے ہین ترنج و نارنج وغیرہ ہاتھون مین لیے قصد کر رہے ہین کہ تعاقب مین جائین جسطرح سے **عمرو**
کو چھڑائین **برق** و **چالاک** نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین جب تک ہم واپس نہ آئین کوئی صاحب یہان سے
قدم نہ بڑھائین ابھی ایک معرکہ عبرت خیز حیرت انگیز گذر چکا ہے خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا **افراسیاب**
خانہ خراب دشمن سب کا ہو رہا ہی آج باغ سیب ماتم سرا ہوگا **صمصام** مارا گیا ملکہ **حیرت جادو** کو ذلت
ہوئی معلوم ہوتا ہی اُسنے کسی کو بھیجا ہی والد نامدار کو سر بازار قابو پاکر لیگیا مگر کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے
کیا چین پائیگا آپ لوگون کے جانے سے کوئی نہ کوئی آفت برپا ہوجائیگی پھر ہمارے بنائے کوئی تدبیر نہ بن آئیگی
یہ سنکر بہت سردارون نے سر جھکا لیے کہا مرشد زادے ہمارے ہوش درست نہین ہین خواجہ کا ایک لمحہ لشکر مین
نہونا باعث انتشار ہی اگر ہم سب قید ہوجائین اور خواجہ چھوٹے رہین امید قوی ہوگی کہ اب ہمارے سرپرست
آتے ہونگے رہا کیے جائینگے ہاتھ سے دشمن کے بچائینگے اُنکی گرفتاری بڑا غضب ہے سبھون کے دلون پر اندوہ و تعب ہی
الغرض **چالاک** نے سب کو سمجھا کر ٹھہرایا ایک جانب **چالاک** گیا **برق** تڑپ کر ایک طرف چلا یہان سے حال بیان
کیا جاتا ہی **سفاک** نیلی پوش کا کہ یہ ملعون خواجہ کو پنجے مین دبائے ہوے اُڑا ہوا جاتا ہی پیچھے پھر پھر کر
دیکھتا ہوا کہ **مہرخ** سحر چشم و **بہار** وغیرہ تعاقب کرینگی یہ ساربان زادہ سارے لشکر کی جان ہی ہرگز نہ مرلے سکا

احسان ہی کوہ و دشت و بیابان کو طے کرتا ہوا اتنا بلند جاتا ہی کہ مرغ نظر وہان تک نہ پہونچے دس بارہ کوس راستہ طے کر چکا ہی دور سے ایک کوہ فلک شکوہ نظر آیا چہار سمت اُس کوہ کے گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون چشمہ ہاے صاف و شیرین جاری باغبان ازل کے قدرت کی چہار سمت گلکاری طائران نغمہ سرا چہچہہ زن گل خودرو سے دامن کوہ رشک گلشن جابجا کبک خوش رفتار خرامان کہین طاؤس رقصان برسر کوہ ہزارہا نخلہاے میوہ دار بار اثمار سے شاخین جھوم رہی ہین یا صنعت باغبان قضا و قدر مین زمین ادب چوم رہی ہین مگر اُس پہاڑ پر سناٹا ہی یقین ہوا کہ کبھی اس مقام پر انسان کا گذر نہوا ہوگا قریب سے کوہ کے چاہا بلند ہو کے نکل جاؤن لیکایک کان مین آواز آئی یا سامری یا جمشید سر اُٹھا کر جو دیکھا بر سر کوہ ایک مہنت بھبوت چہرے پر ملے آنکھین سُرخ مثل جام شراب گلگون جٹائین خاکستری مثل موج دریاے جیحون صورت مہیب شکل عجیب ایک کردھنی زنجیر کی مثل مار سیاہ کمر مین لپٹی ہوئی ایک لنگوٹی جس سے موے زہار نکلے ہوئے بغل کے بال بڑے بڑے اُن موے سیاہ سے قطرے پسینے کے ٹپک رہے ہین یا ماران سیاہ زہر اُگل رہے ہین دھونی آگے لگی ہوئی لکڑی کنڈون کا انبار ایک سمت مورت ٹھاکر جی کی رکھی ہوئی اُسکی بلندی پر ایک گھڑا پانی کا اُسمین قلیل سا سوراخ نہ بہت کم نہ زیادہ فراخ سر پر ٹھاکر جی کے ایک ایک قطرہ پانی کا گر رہا ہی ایک سمت چمن گیندے کے زرد زرد پھول اُنپر عجیب رنگ کی بہار وہ چمن زعفران زار جسکے دیکھنے سے ہنسی آئے دل باغ باغ ہو جائے ایک جانب لنبی چلم گانجا پینے کی اوندھی رکھی ہوئی ہی ہاتھ مین پوتھی کبھی بھجن سامری کے گاتا ہی کبھی یا جمشید کہکر کھڑا ہو جاتا ہی جب نعرہ مارتا ہی پہاڑ تھراتا ہی کبھی دوڑ کر گانجے کی چلم اُٹھاتا ہی ہتیلی پر گانجا ملکر چلم مین جماتا ہے اس زور سے دم لگاتا ہے کہ ہاتھ بھر لو بلند ہو جاتی ہی **سفاک** نے دور سے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا مبہوت ہو گیا دل سے کہتا ہی یہ بندگان خاص **سامری و جمشید** ہین یہ گوشہ تنہائی پسند آیا ہی **سامری** و جمشید نے اپنی قدرت سے ایسے مقام خوفناک پر کیا سامان عیش مہیا فرمایا ہی اے **سفاک** نیلی پوس اس اس مقام پر ضرور **سامری و جمشید** کا گذر ہوتا ہوگا عجب مقام مسرت افزا ہی ہم بڑے خوش نصیب ہین اکثر قریب سے اس پہاڑ کے گذرے مگر مہنت صاحب کو کبھی نہ دیکھا آج جو اس مسلمان کو گرفتار کیا ہی تیرے آنکھون سے اٹھ گئے ایسے مقبول لوگ نظر آئے انکی خدمتگذاری واجب و لازم ہی انھین ایسے بندگان خاص کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہین یہ سوچکر ایک گوشے مین اُترا خواجہ **عمرو** کو مسحور سحر کرکے ایک تختہ سنگ پر ڈالدیا خداوندون کے نام لیتا ہوا سامنے مہنت صاحب کے آیا دور سے پالاگن کی سجدے کے لیے جھکا مہنت نے ابھر دہ شتاب آوازدی او بے ادب کہان آتا ہی یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی نہین معلوم ہمین کیا بھید ہے اگر ہمارے قریب آئیگا آتش قہر سے پونے دو سو خداوندون کی جل جائیگا **سفاک** نے گڑگڑا کے

دانت نکالدیے اور کہا آگسنیان واسطے درشن کے آیا ہون خداوند سامری کا بندۂ خاص اپنے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا
کا نمک خوار ہون ایک نگاہ لطف کا امیدوار ہون مہنت نے غصے سے جواب دیا اے تو نے ہمکو کیونکر دیکھا شاید تجھسے کوئی
کار نیک ہوا کیا کسی بلچہ کو تو نے قتل کیا ہے کس سبب سے تیری آنکھون سے پردہ حجاب کا اٹھ گیا ہے ہم کئی سو برس سے یہان رہتے ہین
طائران صحرا تک کی ہم پر نگاہ نہین پڑتی ہم قصر پردۂ حجاب قدرت سامری کے رہنے والے ہین سامان قدرت
سامری کے نرالے ہین یہ سنکر سفاک خوشی سے پھول گیا زمین پر سجدے کرنے لگا کہا اے مقبول بارگاہ سامری
آپ پر سب کچھ روشن ہے بیشک مین نے آج اُس شخص کو گرفتار کیا ہے کہ جسنے روح سامری و جمشید کو صدمۂ عظیم پہنچایا ہے
ہزارون ساحر مارے بدبخت ملعون ڈالے قاتل دامہ و ششمش عیار سرکش مکار غدار قاتل کفار قدرت کا گنہگار
مغضوب بارگاہ سامری عمرو بن امیہ ضمری ابھی اُسکو گرفتار کیا ہے اُسکو بخدمت افراسیاب لیے جاتا تھا کہ آپ کے
جمال باکمال کو دیکھا واسطے زیارت کے حاضر ہوا مہنت قہقہہ مار کر ہنسا پکار کے آواز دی واہ رے سامری کیا کیا
قدرت دکھاتا ہے کبھی ہمکو ظاہر کرتا ہے کبھی چھپاتا ہے یہ کہکر دیر تک مہنت ہنسا کیا جب ہنسنے سے فراغت پائی ابرون
پر بل پڑا غصے مین سونٹا اٹھایا کہا کیون او احمق ناپاک جسکے گرفتار کرنے سے تجکو یہ مرتبہ ملا اگر اسکو قتل کرتا تو کیا
شرف پاتا جیتے جی بیکنٹھ جاتا دیکھ اس پوتھی مین بھی اُس ساربان زادے کی برائیان لکھی ہین جلد اس ساربان زادے
کو میرے سامنے لا ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین تجکو دربار مین سامری و جمشید کے پہنچا دین یہ سنتے ہی سفاک
نیلی پوش باغ باغ ہو گیا دست بستہ عرض کی اے مقبول بارگاہ سامری ایسا نہ ہو شہنشاہ افراسیاب کے خلاف ہو
مہنت نے ایک تیغ ماری کہ زمین تھرا گئی کہا اسی جبن سے سلطنت مین افراسیاب کی خلل پڑا ہے اپنے نوکرون کے ہاتھ سے
جوتیان کھاتا ہے شکست پر شکست اٹھاتا ہے بموجب شعر سعدی دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ۔ دشمن نتوان حقیر
و بیچارہ شمرد ۔ ادنا دان دشمن کو حقیر سمجھنا جب قبضے مین آگیا مہلت دینا اپنے سر پر بلا لینا ہے عقلمندون کا یہ کام
نہین ہے سفاک نے کہا سامری و جمشید نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ جہان عمرو کا خون گرے گا وہ زمین آباد نہوگی
رعایا دل شاد نہوگی اور یہ بھی لکھا ہے کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے یہ سُنکر مہنت غصے مین ایسا جھنجلایا کہ
پہاڑ تھرا گیا اور سونٹا زمین سے اٹھایا ایک چوتڑون پر سفاک کے مارا کہا او بیحیا مضمون کتاب کا صادق آیا کسی ساحر کے
ہاتھ سے حقیقت مین قضا نہین ہے قدرت خود اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے ہمکو کیا سمجھا ہے ہم سامری کے باپ ہین افراسیاب کے
مطیع آپ ہین دیکھو ہونے دو سو خداوند فرشتگان عذاب کو ساتھ ساتھ لیکر آتے ہین تجھے جلدی پلٹ سجدے مین سر جھکا
ورنہ جلکر خاک ہو جائیگا نرک کنڈ مین پھینکدیا جائیگا ہمیشہ آگ مین جلتا رہیگا جہنم کے آگ کی حفاظت ہے گا یہ مہنت
نے بقہر و غضب کہا اور چوتڑون پر سونٹا بھی پڑا یا خداوند کہکر بلبلا کے دیکھون سامری و جمشید کیونکر آتے ہین
آج مجکو اپنا جلوہ دکھاتے ہین سفاک کا پلٹنا تھا ذرا منھ پھیرا کہ پہلو سے نعرہ ہوا او بیحیا منم صاحب بوزہ گران

نظر کردۂ بزرگان شیر بیشۂ عیاری ہزبر دشت طراری افسر سرہنگان مہتر قران نعرۂ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
منم مہتر قران شیر ژیانم
بہ میدان آذر در آتش فشانم

یہ کہکر بغدہ مارا انکے بغدہ کا دستور ہی اگر سیدھا پڑا تا تلوون سے گذر گیا اور اگر الٹا پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے اسوقت جلدی مین اُلٹے سیدھے کا کسکو خیال تھا اپنے اُستاد کے گرفتار ہونے کا ملال تھا اس زور سے سر پہ سفاک بیباک کے پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ہاے کہکر زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے واصل جہنم ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی مارا مجھکو سفاک جادو نام تھا حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا اُدھر خواجہ عمرو جو جلسے مین نخل کے مسحور پڑے تھے آنکھین کھلی تھین ہاتھ پانون بیکار تھے زندگی سے بیزار تھے بالکل مجبور و ناچار تھے نعرۂ قران کی آواز سنتے ہی ہاتھ پانون مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت آئی آواز سنکر دوڑے آگے دیکھا لاشہ سفاک کا سر دھوا ہی ضرب سے بغدے کی گرد برد ہوا ہی مہتر قران نے سلام کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگا لیا کہا تیرا مرتبہ سب عیارون سے بہتر ہی تو حقیقت مین جان بخش عمرو ہو بیٹا یہان کیونکر پہونچے مہتر قران نے کہا اُستاد مجھکو تو آپکے گرفتار ہونے کی خبر بھی نہ تھی آپکو بارگاہ مین چھوڑ کر آیا تھا بہ عیش و راحت یہان فکر مین افراسیاب خانہ خراب کی آکے بیٹھا تھا حسرت پر اسد غازی کے دل ٹکڑے ہوتا ہی مصیبت پر اُس شیر بیشۂ جرأت کی ہر خرد و کلان روتا ہی دل مین یہ تھا کہ اگر وہ ملعون ادھر سے گذرے اور ہمارے دام مکر مین پھنسے تو ایک ہی بغدہ مارون کہ ملعون کا سر پھٹ جائے خواجہ عمرو نے کہا کہ بیٹا ایسا غضب کرنا اُسکے سامنے جرأت کا دم نہ بھرنا وہ طلسم بند ہی ہر کاہن و رمال و پنڈت ستارہ شناسان ہند مین دکاملان خوش آئین نے تحریر کیا ہے کہ تا زمانیکہ طلسم کشا لوح نہ حاصل کرے گا حجرۂ ہفت بلا وانے قتل نہون در بند طلسم نہ ٹوٹین اُسوقت تک افراسیاب خانہ خراب قتل نہین ہو سکتا مہتر قران نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو نے لباس سفاک کا اُتار لیا لاشہ اُس ناہنجار کا برہنہ چھوڑ دیا وہ سے کود کر مہتر قران ایک جانب گئے خواجہ عمرو داخل لشکر اسلام ہوئے یہان آکر دیکھا ہنگامہ برپا ہی ہر خرد و کلان غم مین خواجہ کے بیتاب مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار اُمنڈ آئین کہ لشکر لیکر فوج کفار پر جا پڑین کوئی کہتا ہی کہ خواجہ عمرو کو کہان تلاش کرین برق و چالاک دوڑتے پھرتے ہین آنکھون سے اشک حسرت گر رہی ہین عمرو کو دیکھکر سب دوڑے خوشی خوشی ساتھ لیکر بصد کر و فر بارگاہ آسمان جاہ مین آئے خواجہ کرسی پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی پائی خواجہ عمرو نے مہتر قران کا حال بیان کیا اور کہا ملکہ عالم خدا نے بڑی خیر کی مہتر قران کا ارادہ تھا کہ اگر افراسیاب آئے تو اُس خانہ خراب پر حملہ کر دون وہ اسد شیر دل کے واسطے بہت بیقرار ہی زمانہ قتل اسد بہت قریب ہی افسوس ہے کہ ابتک کوئی صورت نہ پیدا ہوئی دیکھیے فلک کیا دکھلاتا ہی اس کلام حسرت انجام خواجہ عمرو سے شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر سردار درد مند ہوا یہ اشعار حسرت آمیز و عبرت خیز زبان پر خواجہ عمرو کے جاری ہوے اشعار

بیت

بنا کرینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے
گئے ہزارون ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
گئے وہ دن کہ پہاڑ اُنسے ٹھوکر پھینکے
کہ سیل اشک ہے اک موج زن زمین کے تلے
قلق کو باتونکا تیری مزا نہین بھولا
کہ مجتمع ہین سب اہل وطن زمین کے تلے
عدم ہے کوچ کی جا اور دہر منزلگاہ
پڑا ہے خاک مین اب کوہکن زمین کے تلے
سر غرور اُٹھاؤ نہ سیر کشو آنا
رہیگا حشر تلک ہم سخن زمین کے تلے
کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے
مسافرونکے لیے ہے وطن زمین کے تلے
یہ کسکے کشتۂ غم بعد مرگ روتے ہین
ملیگا خاک مین سب بانکپن زمین کے تلے

ان اشعار آبدار کو سنکر اور زیادہ سب بیقرار ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا خواجہ کیون دل دکھاتے ہو ہم سب آپکے جان دینگے روز قتل **اسد غازی** سر ہتیلی پر رکھکر جا پڑینگے انشاء اللہ ایسا کشت و خون ہوگا کہ **افراسیاب** خانہ خراب بھی عمر بھر یاد کرے گا ہر ایک رہنے والا طلسم ہوشربا کا فریاد کریگا اور خواجہ اصل یہ ہے کہ ہم سب مجبور و ناچار ہین گنبد نور تک نہین جا سکتے سحر مین **افراسیاب** کے نہین زبان ہلا سکتے اور شباب **مہ جبین** کا اسوقت یاد آتا ہے قلب تھراتا ہے کہ اُس پابند سلسلۂ محبت دلشفتۂ وادی مودت پر اُس قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی ہوگی مگر خواجہ وہ عاشق صادق ہے یار موافق ہے ہمنے سنا ہے کہ اکثر **افراسیاب** قید خانہ مین گیا اور اپنی دختر بلند اختر **ملکہ مہ جبین** الماس پوش سے کہا کہ تو عشق و محبت **اسد غازی** سے ہاتھ اُٹھا توبہ کر مین تجکو رہا کرون وہی سلطنت حکومت عطا کرون اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ ناپیدا کنار مذاق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو **ملکہ مہ جبین خوش خو** نے یہی جواب دیا کہ میرا اُس شیر دل کا ساتھ ہے اُس شہریار کا دامن ہے میرا ہاتھ ہے اُنکے ساتھ ہی تڑپ تڑپ کے مر جاؤن یہی لطف زندگی ہے **افراسیاب** ان کلمات محبت آیات پر بہت جھلاتا ہے مجبور ہو کے قید خانے سے چلا آتا ہے مگر اب سنا ہے کہ حال اُسکا بہت ابتر ہے جان لبون پر ہے دیکھیے جامع المتفرقین احکم الحاکمین زندگی مین ہماری اسکو ہم سے ملاتا ہے یا نہین **عمرو** نے رو کر کہا اے ملکہ اگر خدانخواستہ **اسد غازی** قتل ہو گیا مین لشکر **حمزہ** مین منھ دکھلانے کے قابل نہ رہا یہ **ملکہ زبیدۂ** شیر گیر دختر **مہر** با توقیر کا نور نظر ہے **صاحبقران** کا نواسا ہے سب نے اسکو بناز و نعم پرورش کیا ہے بیٹے اور پوتے **صاحبقران** کے بہت ہین مگر نواسا اور کوئی نہین ہے نہین معلوم **ملکہ زبیدۂ شیر گیر** کا کیا حال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا دوسری خرابی یہ درپیش ہے اسکا بڑا اندیشہ ہے کہ نور نگاہ **صاحبقران** شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن **بدیع الزمان** گردنکش گرد شکن اسی طلسم مین قید ہو کر آیا ہے بخت سیاہ نے عجب روز سیاہ دکھایا ہے آج تک اُس شیر کا پتا نہین ملا **افراسیاب** خانہ خراب نے کہان قید کیا وہ عنقائے **صاحبقرانی** کس قفس مین بند ہوا کیس ہو سکتا ہے کہ شیر دستیاب نہون اور مین بد نصیب جا کر اپنے آقائے نامدار مولا سے قدر شناس کو روئے سیاہ دکھاؤن مناسب تو یہ ہے کہ گلا کاٹ کر مر جاؤن ان باتون پر خواجہ کی شور گریہ و زاری بلند ہوا وہ بارگاہ فلک اشتباہ اُسوقت صاف ماتم سرا تھی کسی کے ہوش درست نہ تھے یہان تو یہ وقت بارگاہ **ملکہ مہرخ سحر چشم** مین ذکر **اسد غازی**

وحال پُر ملال بدیع الزمان پر ماتم بپا ہے دو کلمے داستان افراسیاب خانہ خراب کے تحریر ہوتے ہیں کہ باغ سیب میں سریر حکومت پر مغرور بیٹھا ہے سفاک نیلی پوش کو برائے گرفتاری خواجہ عمرو بھیج چکا ہے ملکہ حیرت جادو نے سامان عیش و جشن مہیا کیا ہے ساقیان پری چہرہ جام شراب ارغوانی بصد دلربائی بکرشمہ و رعنائی سامنے افراسیاب کے لاتی ہیں ایک ایک حسین مہ جبین عابد شکن زاہد فریب نظم

سہر پابندی آزاد چند
ہر یک از گرمی انداز و ادا
مہر تابان بتہ ابر افتادہ
عکس بر رو چو فتاد از حیرت
غمزہ را کیش بود راہزنی
ہمہ چون خیل پری جلوہ کنان
روئے آتش بفرات و جیحون

ہر یکے را فن دل بردن یاد
کرد سامان قیامت برپا
عکس رخسار چو افتاد در آب
آب چون آئنہ شد بے حرکت
ہمہ از حیلہ گری چشم سیاہ
ہمہ غارت گر ہوش انسان

دید انبوہ پری زاد چند
ہمہ در صید دلہا استاد
طرہ چون بر رخ پُر نور کشاد
شمع گردید فروزان تہ آب
زلف را پیشہ بود دل شکنی
ہمہ را برق درخشندہ نگاہ
ہر یکے از ہنر سحر و فسون

افراسیاب نشۂ شراب میں بدمست بیٹھا تھا پہلو میں ملکہ حیرت جادو ایسی نازنین خوشرو کہ جسکا اس اقلیم میں مثل نہیں ہے خورشید جمال آنکھیں رشک دیدۂ غزال بیت یہی اشارہ ہے اُن کالی کالی آنکھوں کا ؛ شکار شیر نہ کھیلیں تو ہم غزال نہیں ؛ شاہزادیاں قریب ملکہ حیرت بصد صولت بناز و ادا گرداگرد اُس ماہ اوج حسن و جمال کے یوں نمایاں ہیں گویا ہجوم سیارگان قریب ماہ تابان ہے کہ ناگاہ ملکہ حیرت جادو نے کہا اے شہنشاہ عرصہ دراز ہوا سفاک نیلی پوش برائے گرفتاری خواجہ عمرو گیا تھا افراسیاب نے کہا وہ بلائے روزگار ہے علاوہ سحر و ساحری کے بڑا مکار ہے وہ ضرور ساربان زادے کو لیکر آئیگا وہ دھوکا نہ کھائیگا شہنشاہ یہ کلام ناتمام تھا کہ سامنے میز پر گلدستہ ساختۂ سفاک رکھا تھا اُسمیں آگ لگ گئی مثل شمع کافوری جلنے لگا افراسیاب نے کہا غضب ہوا میرے رفیق خیر خواہ کو کسی نے مارا ملکہ حیرت جادو نے کہا میں تو جانتی تھی کہ اُس موئے مونڈی کاٹے کا لانا بہت دشوار ہے ایک ایک شاگرد عمرو کا بلائے روزگار ہے نہیں معلوم کس حیلے سے اُسکو قتل کیا خیر سمجھا جائیگا افراسیاب نے کہا اے ملکہ حیرت جادو آج قیامت برپا کرونگا عمرو کو تو زندہ چھوڑونگا اس نے ایسا سردار مار لیا کہ بادولت کو صدمۂ عظیم پہونچایا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار میان سے اٹھا زمین تھرائی رنگ باغ دگرگون ہوا طائروں نے زمزمہ سرائی موقوف کی حیران حیران چہرہ کو افراسیاب کے دیکھتے ہیں پروں کو کھولتے ہیں اور رہجاتے ہیں غنچے کو افراسیاب کے دیکھا پر وابستہ قاصر ہیں قصد کرتے ہیں کہ شہنشاہ کو منع کریں مگر بول نہیں سکتے اُنکا ارادہ ہے پر کھول نہیں سکتے مثل نقش دیوار صورت شکل تصویر ہے بلبل کا روئے گل متغیر چشم نرگس متحیر ہے سوسن کی زبان بند قفل غنچہ کھل نہیں سکتا مثل بلبل شیر خوار زبان کھول نہیں سکتا ہر ایک نہر جوش میں ہے مگر بیکار تدبیر ہے موجوں سے

پا بہ زنجیر ہی چشمون نے حبابون سے آنکھین نکالین مگر مثل دیدۂ کور بے حرکت ہین بینائی نہین زمین کو جنبش ہوئی بونڈلے اُٹھے افراسیاب کے ساتھ چلنے کی کوشش ہوئی اس زور و شور سے افراسیاب خانہ خراب اُٹھا گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا ہر چند سردارون نے منع کیا نہ مانا تیغۂ سحر ہاتھ مین لیکر بارہ دری سے کودا اتنا تو سب نے دیکھا کہ افراسیاب زمین پر آیا ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور غائب ہو گیا محفل عیش و نشاط درہم و برہم ہوئی محفل شراب کباب مجلس ماتم ہوئی یہان تو باغ مین یہ رنگ ہے وہان بارگاہ ملکہ مہرخ مین قید اسد غازی کا چرچا ہی ہر ایک سردار رو رہا ہی

خواجہ عمرو نے سب کو سمجھایا مہرخ وغیرہ کو گلے لگایا کہا صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو وہ مالک بے نیاز ہی خالق کارساز ہی کوئی سبب پیدا کریگا اتنا خوب یقین ہی جب تک طلسم ہوشربا نہین فتح ہوتا اسد غازی کو کوئی نہین قتل کرسکتا ہی ملکہ مہرخ جب دربار مین صاحبقران کے یہ ذکر ہوا تھا کہ برائے رہائی شہزادہ بدیع الزمان کون جائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کہ علم رمل مین طاق ہین مثل اپنے والد نامدار کے شہرۂ آفاق ہین انھون نے حکم لگایا کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوشربا ہی یہ ضرور جا کر فتح کرے گا اس حکم پر اسد غازی کا آنا ہوا ورنہ برادران بدیع الزمان صف شکن تیغ زن فنون سپاہ گری مین یگانہ جرأت و شوکت مین یکتائے زمانہ موجود تھے ایک ایک کو اشتیاق تھا کہ اپنے بھائی کو رہا کرنے جائین علاوہ بھائیون کے شاہزادہ بدیع الزمان کا نور نظر نامی و نامور یعنی گل گلزار خلیل الرحمٰن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شعر نظیر حمزہ صاحبقران [illegible] شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر نہایت صاحب جرأت و لیاقت ہی بہت سے طلسم فتح کیے ہین وہ جان دینے پر آمادہ تھے کہ اپنے باپ کی رہائی کو مین جاؤن مگر حکم سے خواجہ زادون کے سب ناچار ہوئے ورنہ اسد غازی کا آنا کون منظور کرتا تھا ہر ایک اُسکی محبت کا دم بھرتا تھا کیونکر کہون کہ بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ شیر بیشۂ وغا قتل ہو جائیگا ان باتون سے عمرو کی سردارون کو کسی قدر تسکین ہوئی ہی اپنے اپنے مقام پر آکے بیٹھے ہین خواجہ کرسی پر سر جھکائے ہوئے یاد اسد نوجوان مین صورت آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان اندوہگین جلوہ گر ہین کہ ملکہ بہار جادو نے کہا آج کئی روز سے ملکہ مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہے اس لڑائی مین بھی نہ تھین نہین معلوم کہان گئین ملکہ مخمور کی وزیرزادی ملکہ مدہوش جادو کو بلاؤ اُسے دریافت کرو خواجہ عمرو کو بھی یہ سنکر ملکہ مخمور کا خیال آیا مدہوش وزیرزادی کو طلب کیا اُس سے پوچھا کہ ملکہ مخمور کہان ہین مدہوش نے اول حیلہ و حوالہ کیا مگر خواجہ عمرو نے غصے سے آنکھ ڈالی کہا مجھسے کیون چھپاتی ہی یہان کوئی اُسکا دشمن بیٹھا ہے تب مدہوش نے کہا خواجہ کئی روز کا زمانہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم نے خواب پریشان دیکھا روتی ہوئی اُٹھین کسی طرح اُنکے دل کو قرار نہ آتا تھا کنیز ہمیشہ سے اُنکی رازدار ہی انکے شمع رخسار کا پروانہ ہے جب مین نے سبب پوچھا تو رو کر فرمایا کہ مین نے شاہزادہ نور الدہر کو عالم خواب مین دیکھا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپتا ہی

اے مدہوش مجکو آرام نہ آئے گا دل بیتاب پسلیون کو توڑ کے نکل جائیگا طائر روح قفس جسم مین گھبراتا ہے صدمۂ فراق سے غش چلا آتا ہے سوائے شربت دیدار کوئی علاج نہین ہے دل بہت اندوہگین ہے مین طرف کوہ عقیق کے جاتی ہون فقط ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی مگر اے مدہوش جہانتک ہو سکے اس راز کو چھپانا پس حضور وہ نورالدہر کو دیکھنے گئی ہین خواجہ عمرو نے کہا اور زیادہ تردد تھا ایسا نہو کہ اسیر بھی کوئی افتاد پڑے خدا اسکو خیر و عافیت سے یہان پہونچائے وہ کسی بلا مین نہ پھنس جائے مگر ملکہ بہار گلعذار نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آتش عشق کا کانون سینے مین چھپانا بہت دشوار ہے صاحبان ربط و ضبط جان دیتے ہین اپنا خون اپنی گردن پہ لیتے ہین کم ظرف ہنستے ہین بیچون کے پھل چلتے ہین مین کچھ بوا مخمور کو نہین کہتی ہون آمد سخن ہین یہ فقرہ زبان سے نکل گیا کئی روز سے مجھسے بھی کہتی تھین کہ مجھکو واسطے دو چار دن کے لشکر اسلام مین ہو آئین مین نے انکار کیا انکے قلب نے نہ مانا گئی تو ہین ایسا نہو کہ افراسیاب کو خبر ہو جائے تو خرابی ہو یہان باتون مین سب صاحب مصروف ہین کہ یکایک لشکر مین بلڑ ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ارے خیر تو ہے چند کنیزین دوڑین ابھی وہ باہر نہ جانے پائی تھین کہ دیکھا اور بارگاہ سے ایک اژدر مہیب بصورت عجیب و غریب شکل کوہ منھ سے قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا در بارگاہ سے پیدا ہوا آنا جلد آیا جیسے برق چمک کر آسمان سے زمین پر گرتی ہے آگ کے شعلون سے آنکھین سب کی جھپک گئین جو جس مقام پر تھا ہل نہ سکا تصویر کا عالم ہر ایک بیدم جسم بے حس و حرکت نہ آنکھون مین بینائی نہ ہاتھ پانون مین قوت عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا نیچہ ٹیک کر چاہا جست کر کے نکل جاؤن جان بچا کر ٹل جاؤن جیسے خواجہ عمرو نے جست کی اژدر نے منھ بڑھا کر عمرو کو اپنے دہن مین لیا لیتے ہی پلٹا چشم زدن مین بارگاہ سے نکل گیا جب اژدہا عمرو کو لیکر چلا اب سب کے حواس درست ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق و خورشید زرین سحر و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سرخ موے کاکل کشا گرز و تیغ و ناچخ و گچھے پیکان کے لیکر پیچھے اژدر کے دوڑے دیکھا بیچ مین ہی لشکر کے جاتا ہے خواجہ عمرو کو منھ مین دبائے ہوئے جس طرف دم مار دیتا ہے خیمے بارگاہین گر پڑتی ہین صد ہا ساحر اسی مین دب گئے اب سرداروں نے اپنے اپنے سحر اژدہے پر بصد کروفر کرنا شروع کیے یعنے ملکہ مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا کہ اگر کوہ آہن پر پڑتا پرزے پرزے اڑا دیتا مگر اژدر کی پشت پر پڑا گولا آہن کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اژدر کو خبر بھی نہوئی ملکہ بہار جادو نے دوڑ کر گلدستہ مارا پھول شرارہ بنکر جسم اژدر پر پڑے اژدر پر تاثیر بھی نہوئی اسی طرح کیسے کیسے سحر سرداروں نے کیے کچھ نہوا اژدہا منھ پھیر پھیر کر بہ نگاہ قہر دیکھتا ہے جس پر نگاہ زہر آلود پڑتی ہے ہاتھ پانون مین رعشہ آجاتا ہے قلب تھراتا ہے لشکر کے کنارے تک تو اژدر خراماں خراماں آیا سرداروں نے پیچھا نہ چھوڑا کنارے پر لشکر کے اژدر ٹھہر کر پھریری لی زمین پر اٹھا کر دم ماری دونون بازوؤن پر پر دار پیدا ہوئے اڑ کر طرف آسمان کے روانہ ہوا سرداروں نے ہر چند تعاقب کیا اژدر کے قریب نہ پہونچ سکے تھک تھک کے زمین پر گر پڑے اژدہا آنکھون سے ناپدید ہوا نہین معلوم کہان گیا شور قیامت برپا ہوا چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل مہتر قران

بچہ

عیار دوڑے ہوئے آئے دیکھا صد ہا خیمے گرے پڑے ہین کئی ہزار آدمی جان بحق تسلیم ہوئے کسی کا سر پھٹ گیا ہے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی تڑپ رہا ہے سردار سر پیٹ رہے ہین پوچھا صاحبو خیر تو ہے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ایک اژدہا آیا کیا غضب کی بات ہے ہم سبھون کے سامنے عین بارگاہ سے خواجہ عمرو کو لے گیا ہم لوگون نے ہر چند سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی آسمان پر جا کر غائب ہو گیا ملکہ بہار نے کہا صاحبو یہ خود افراسیاب خانہ خراب تھا اور کسی ساحر کا کلیجہ نہین ہے کہ ہم لوگون پر یون بے تکلف گھس پڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تو انکو بھی پھونک دیتے مگر وہ بے حیا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے اُس پر نیچہ کب قابض ہو سکتا ہے اگر جائین تو کس طرف جائین کہان اُس ظالم کا پتا پائین اگر باغ سیب مین گیا کون وہان جائے باغی بھی تو آسیب ہے کیا کرین کچھ نہین بن پڑتا بڑے بڑے ساحران نامی اُسکے ہاتھ سے خواجہ عمرو کے واصل جہنم ہوئے جھلایا ہوا ہے بڑے غصے مین خواجہ کو لے گیا ہے ایسا نہو کہ قتل کر ڈالے اے چالاک و برق اگر خواجہ کے دشمن قتل ہو گئے ایک لمحہ طلسم ہوش ربا مین ٹھہرنا مشکل ہے افراسیاب سحر مین بڑا کامل ہے چالاک نے کہا آپ لوگ گھبرائین ہم پانچون عیار حاضر ہین جا کر تلاش کرتے ہین اگر پتا پائینگے یا تو وہین گڈ مڈ ہو جائینگے یا مناسب ہوگا تو آپ کو خبر پہونچائینگے مگر آپ سب صاحب کلام حسرت آمیز و وحشت انگیز زبان پر نہ لائین ورنہ سب اہالیان لشکر گھبرا جائینگے گوشون مین چھپ کے اپنی جانین بچائینگے بلکہ زبان پر یہ جاری نہ فرمائیے سرداران لشکر کو سمجھائیے کہ کیا مجال ہے ہمارے اُستاد کو قتل کرے خواجہ عمرو اُس اولوالعزم کے عیار ہین کہ جو تمام عالم مین نامی و نامدار ہین انکا لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے اُنکی جرأت و شوکت پر مردان عالم کو ناز ہے یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان اگر خدانخواستہ خواجہ عمرو کو کوئی قتل کر ڈالے تو اُنکے آقا آکر زمین کے طبقے آسمان پر اُڑا دین اُس قوم کی قوم کو مٹا دین الغرض عیارون نے سمجھا کر ملکہ مہرخ و ملکہ بہار گلعذار وغیرہ کو بارگاہ آسمان جاہ مین پہونچایا پانچون عیار نامدار یعنی مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران بلباس عیاری سے آراستہ ہو کر بقصد کر و فر تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوئے ہین انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمے داستان حیرت بیان کوہ عقیق گلزار سلیمانی و فولاد فولاد شکن کے بیان ہوتے ہین کہ اسکی دختر کو ایرج نوجوان نکال لے گئے ہین عیاری کرنا وستو اس عیار کا اور پتا پاکر جانا فولاد فولاد شکن کا برسر ایرج نوجوان و ذکر جنگ مغلوبہ عجیب داستان رنگین و جلالت آئین کی خمسہ

دیکھیے اب گلعذارون کی فضا دو چار دن
زندگانی کا اُڑا لیجے مزا دو چار دن
اس چمن مین تحمل دل رکھیے ہرا دو چار دن
مغتنم ہے باغ عالم کی ہوا دو چار دن

صورت گل ہے بیان نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے آل کار پر
بل کی لیتے ہو عبث اس گیسوے خمدار پر
آمد آمد ہے خزان کی حسن کے گلزار پر
سبزۂ خط کا نمو ہے چاند سے رخسار پر
اور رخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہ ہوتا تھا نہان
یا چھپایا منھ کو ایسا تو نے اے جان جان
غیر سے وان صحبتین ہین ہم تڑپتے ہین یہان
اُس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج تو اسکو غرور حسن ہے حد سے سوا
گفتگو مین طاق ہے اصلا نہین شرم و حیا
واسطہ خالق کا دیکر کی جو مین نے التجا
مدعا سے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا
بیٹھکر مسجد مین کر یاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے مین نے قطع کی جیب دستی
آنسوؤن سے تر کئی روز آستین قاتل نے کی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی
مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت رہی
وا رہے اُس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہون کیا کیا تصور مین مجھے بھائے نہ تم
پر شب مہتاب مین بن میرے گھبرائے نہ تم
آنکھین روشن کرنے کو تشریف یان لائے نہ تم
یہ بڑا اندھیر ہے اک رات بھی آئے نہ تم
چاندنی کیا کیا ہوئی اے مہ لقا دو چار دن

پھیلون گا آج اپنے گھر تجھے مین کھینچ کے
اعتبار ان جھوٹی باتون کا نہین ہرگز مجھے
مین نہ مانون گا کبھی فقرے کسی نادان کے
واہ رے وعدہ ترا قربان وعدیکے ترے
ایک دن کے ہوگئے اد بیو نا دو چار دن

ایک دن ہونا ہے ہر اعلی و ادنے کو فنا
یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا
روز آتی ہے لب گور غریبان سے صدا
شادی و غم ہے پئے شاہ و گدا دو چار دن

توڑنے پر پھول کے دی ہین ہزارون گالیان
دور سے تیرا کوئی کب کھول سکتا ہے زبان
خاک اُڑے گی باغ مین جب آئیگی فصل خزان
نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان
باندھ لے اے باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہے یہ کیا
ہوش مین آؤ علاج اپنا کرو بہر خدا
شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہے بلا
وہ پری کہتا ہے دیوانہ بناکر زلف کا
فصد لو اپنی کرو جاکر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈالنگے دیدے کھاکے مجھپر پیچ و تاب
اُٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ نیچی نظرین اے دل خانہ خراب
پھر کہان یہ انکی چتون چندروزہ ہے حجاب
اور کر لین مجھسے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہوجاتا ہے دل گلگشت مین وقت سحر
موج باد صبح موج مے کا رکھتی ہے اثر
بادہ کش تو اک طرف مجکو یقین ہے سقدر
زاہدونکی رال ٹپکے گی مے گلرنگ پر
اگر رہی یونہین گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھ مین تسبیح رکھیے زاہدون کی طرح سے
ہیچ سب ہے کیجیے سر پر عمامہ باندھ کے
جس مین اہل زر پھنسین اب جال وہ پھیلائیے
وام پیدا کیجیے مے ہو چکی مفلس ہوے
بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہے امانت تم کو اکثر باغ مین
سرو ہے مینا ہے ہر پھول ساغر باغ مین
میکشون کے جمگھٹے رہتے ہین دن بھر باغ مین
بادۂ گلگون پیین ہر روز چل کر باغ مین
موسم گل کے یہی ہین اے صبا دو چار دن

ساقی نامہ مصنف قمر

کدھر ہے تو اے ساقی بیخبر
بڑا میکدے مین ہی اب شور و شر
عطا کر مجھے جام مے بیدریغ
برستا ہے میخانے مین آب تیغ
کھنچے تیغ موج مے خوشگوار
بنے میکدہ خون سے لالہ زار
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
قمر پر ہے رحمت کا چھایا سحاب
کمیت قلم آج ہے گشت مین
کہ جلنے کو تیار ہے دشت مین
زبان کی صفائی دکھا اے قمر
کہ پیر مغان کو ہے منظور شر
تامل نہ کر کیون تو دل تنگ ہے
ارے ایک حملے مین سرجنگ ہے
وہ تیغ قلم ہے مری سرشگاف
کہ دشت مضامین کر دم مین صاف
کبھی نیزۂ جان ستان ہے قلم
کبھی فوج تحریر کا ہے علم
یہ سامان ہین سلطنت کے بہم
دوات و قلم مثل طبل و علم
لڑائی کی تحریر مین کد ہوئی
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی
یہ قرطاس کا ہے ضیا بار نور
سفینین فوجون کی ہین کہ بین السطور
الف ہین کہ ہین نیزۂ جانستان
دوائر ہین یا خنجر خونچکان
کشش شین کی ہے کہ شمشیر تیز

صورت گل ہے یہان نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے مآل کار پر
بل کی لیتے ہو عبث اس گیسوے خمدار پر
آمد آمد ہے خزان کی حسن کے گلزار پر
سبزۂ خط کا نمو ہے چاند سے رخسار پر
اور رخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہ ہوتا تھا نہان
یا چھپایا منھ کو ایسا تونے اے جان جان
غیر سے وان صحبتین ہین ہم تڑپتے ہین یہان
اس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج تو اسکو غرور حسن ہے حد سے سوا
گفتگو مین طاق ہے اصلا نہین شرم و حیا
واسطہ خالق کا دیکر کی جو مین نے التجا
مدعا سے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا
بیٹھکر مسجد مین کر یاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے مین نے قطع کی جیب دستی
آنسوؤن سے تر کئی روز آستین قاتل نے کی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی
مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت رہی
وا رہے اس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہون کیا کیا تصور مین مجھے بھائے نہ تم
پر شب مہتاب مین بن میرے گھر آئے نہ تم
آنکھین روشن کرنے کو تشریف یان لائے نہ تم
یہ بڑا اندھیر ہے اک رات بھی آئے نہ تم
چاندنی کیا کیا ہوئی اے مہ لقا دو چار دن

لیچلون گا آج اپنے گھر تجھے مین کھینچ کے
اعتبار ان جھوٹی باتون کا نہین ہرگز مجھے
مین نہ مانون گا کبھی فقرے کسی نادان کے
واہ رے وعدہ ترا اقرار ان وعدیکے ترے
ایک دن کے ہو گئے اے بیوفا دو چار دن

ایک دن ہونا ہے ہر اعلی و ادنے کو فنا
یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا
روز آتی ہے لب گور غریبان سے صدا
شادی و غم ہے پے شاہ و گدا دو چار دن

توڑنے پر پھول کے دی ہین ہزارون گالیان
دور سے تیرا کوئی کب کھول سکتا ہے زبان
خاک اڑے گی باغ مین جب آئیگی فصل خزان
نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان
باندھ لے اے باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہے یہ کیا
ہوش مین آؤ علاج اپنا کرو بہر خدا
شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہے بلا
وہ پری کہتا ہے دیوانہ بنا کر زلف کا
فصد لو اپنی کرو جا کر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈالینگے دیدے کھا کے مجھ پر پیچ و تاب
اٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ نیچی نظرین اے دل خانہ خراب
پھر کہان یہ انکی چتون چند روزہ ہے حجاب
اور کر لین مجھسے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہوجاتا ہے دل گلگشت مین وقت سحر
موج باد صبح موج مے کا رکھتی ہے اثر
بادہ کش تو اک طرف مجکو یقین ہے سقدر
زاہدونکی رال ٹپکے گی مے گلرنگ پر
اگر رہی یونہین گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھو مین تسبیح رکھیے زاہدون کی طرح سے
ہیچ سب ہے کیجیے سر پر عمامہ باندھ کے
جس مین اہل زر پھنسین اب جال وہ پھیلائیے
دام پیدا کیجیے کہ ہو چکی مفلس ہوے
بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہے امانت تم کو اکثر باغ مین
سرو ہے مینائے مے ہر پھول ساغر باغ مین
میکشون کے جمگھٹے رہتے ہین دن بھر باغ مین
بادۂ گلگون پیین ہر روز چل کر باغ مین
موسم گل کے یہی ہین اے صبا دو چار دن

ساقی نامہ مصنف قمر

کدھر ہے تو اے ساقی بیخبر
بڑا میکدے مین ہے اب شور و شر
عطا کر مجھے جام مے بیدریغ
برستا ہے میخانے مین آب تیغ
کھنچے تیغ موج مے خوشگوار
بنے میکدہ خون سے لالہ زار
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
قمر پر ہے رحمت کا چھایا سحاب
کمیت قلم آج ہے گشت مین
کہ جلنے کو تلوار ہے دشت مین
زبان کی صفائی دکھا اے قمر
کہ پیر مغان کو ہے منظور شر
تامل نہ کر کیون تو دل تنگ ہے
ارے ایک حملے مین سر جنگ ہے
وہ تیغ قلم ہے مری سرشگاف
کہ دشت مضامین کردون مین صاف
کبھی نیزۂ جان ستان ہے قلم
کبھی فوج تحریر کا ہے علم
یہ سامان ہین سلطنت کے بہم
دوات و قلم مثل طبل و علم
لڑائی کی تحریر مین کد ہوئی
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی
یہ قرطاس کا ہے ضیا بار نور
صفین فوج کی ہین کہ بین السطور
الف ہین کہ ہین نیزۂ جانستان
دوائر ہین یا خنجر خونچکان
کشش شین کی ہے کہ شمشیر تیز

جو کاٹے رگ جان میان ستیز
سپر ہے ہر اک نقطۂ دلپذیر
عدو کو نظر آئے گرز گران

کمان کیانی ہے نون بے نظیر
تبر کاف ہے جنگ مین بے نظیر
جو نعرہ کرے دن کھینچ کر آہ

الف صاف آیا نظر مثل تیر
اگر میم کا منقلب ہو نشان
ہو اک دم مین زیر و زبر سپاہ

چونکہ حقیر پر تقصیر کو اس داستان شوکت بیان مین ذکر جنگ عشق منظور ہے اسی تلازمے مین ساقی نامہ تحریر کیا ایک غزل عاشقانہ بھی سماعت فرمائین ناظرین لطف اُٹھائین

غزل

ترے بسمل کو تیرے پاس ای سفاک ہونا تھا
تڑپ کر رہ نجانا تھا ذرا چالاک ہونا تھا

انھین خود اپنے گرم اشکون سے جلکر خاک ہونا تھا
مری ناکام پلکون کو خس و خاشاک ہونا تھا

گریبان کو جنون مین تا بہ دامن چاک ہونا تھا
جواب جادۂ صحرائے وحشتناک ہونا تھا

جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے
لہو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہونا تھا

گلا کچھ وصل مین دست تمنا سے ہے کچھ تم سے
کہ اسکو گدگداتا تھا تمھین بیباک ہونا تھا

اگر بانکی ادا کو تیری بننا تھا قضا میری
تو پھر دشمن نہ ہوتی دوست اے سفاک ہونا تھا

خدا کے سامنے ہمسے بتون نے کین چار آنکھین
وہین شرما گئے آخر جہان بیباک ہونا تھا

نگہ جب تاب لائی تھی نہ عریان دیکھ سکنے کی
مری آنکھون کے پردون کو تری پوشاک ہونا تھا

نہین معلوم ہم بھولے سے کس کو یاد آئے ہین
خبر لاتا تھا دل کو ہچکیون کو ڈاک ہونا تھا

نہ آیا تجکو میرے آنسوؤن مین پیرنا ای دل
لہو ہو ہو کے بہنا تھا اگر پیراک ہونا تھا

نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر مین
کسی کو آگ ہونا تھا کسی کو خاک ہونا تھا

نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی
قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہونا تھا

رقیب آئے ہین انکے ساتھ کثرت ہے عذابون کی
یہین گذرا وہ مُردے پہ جو زیر خاک ہونا تھا

جو آنکھین پوچھتین اسکی تو دل میرا بتا دیتا
وہان غمزہ کے جھکنا تھا یہان بیباک ہونا تھا

نہ مرجاتے نہ چار آنسو بہاتا کوئی تربت پر
مقدر مین ہمارے خاک سے یون پاک ہونا تھا

نگاہ شوق کی حسرت جگر اسکا تو شق کرتی
ترے پردے کو چلمن کی طرح صد چاک ہونا تھا

خدا کی شان کہتا ہے بتون کی ناک کا تنکا
مری تقدیر مین سب زیورون کی ناک ہونا تھا

بتون مین جلوۂ حق شیخ کو معلوم ہو جاتا
برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہونا تھا

تڑپ دل کی دکھانا تھا جلال ان شوخ چشمون کو
وہین کی بخت نے سستی جہان چالاک ہونا تھا

ناظرین پر واضح ہو اول ہی مین تحریر ہوا ہے کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دختر فولاد فولاد شکن پاس ایرج نوجوان کے

ہے کہ یہ صحرا مین شکار کھیلنے گئے تھے وہین خود شکار ہوے اسکے عشق مین بیقرار ہوے شاپور شیر دل غنچگل شعلہ رخسار عیاری کرکے لایا اُسی صحرائے سبزہ زار مین ساتھ اُس نازنین مہ جبین کے اپنے خیمے مین مصروف عیش ہین صرف سو دو سو سوار ساتھ ہین فقط شاپور شیر دل خیمے مین انکے ساتھ ہے دن عید رات شب برات ہے اور بختیارک نے فولاد فولاد شکن کو گرایا ہے وسواس عیار کو واسطے پتا لگانے کے بھیجا ہے یہ مفصل تحریر ہو چکا ہے اب ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ فولاد فولاد شکن در باغ سلیمان عنبرین موے کوہی پر شب سے بے آب و دانہ غصے مین بیٹھا ہے بختیارک مرچین لگا رہا ہے کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان اب طرح صبر کرو اگر وسواس خبر لایا کہ تمہاری دختر بلند اختر قبضے مین کسی فرزند حمزہ کے ہے تو پھر کیا کرو گے آخر خاموش ہو رہو گے غصہ تھوک ڈالو جلکر خاصہ نوش کرو فولاد کہتا ہے ملک جی آپ اس مقدمے مین دخل نہ دین وسواس عیار آئے مجکو نشان بتائے قسم ہے جاہ و جلال خداوندی کی یا تو اپنی جان دونگا یا اُس گستاخ کا سر کاٹ لونگا اگر اسکے خلاف ہو مجکو فولاد نہ کہنا یہان تو یہ ذکر ہے مگر حال وسواس عیار کا سنیے کہ فولاد فولاد شکن نے کئی لاکھ روپیہ کی اسکو طمع دی ہے کہ جاکر پتا لگاؤ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کون لے گیا مگر آنکھون سے دیکھکر آنا وسواس طرف لشکر اسلام کے روان ہوا فقیر بنکے داخل لشکر ظفر اثر صاحبقران زمان ہوا دیکھا لشکر آباد رعایا دلشاد ہر سمت کٹورہ کھنکتا ہے گرم بازاریان ہو رہی ہین جابجا لشکر سرداران نامی و پہلوانان گرامی کے فرودکش ہین بارگاہ سلیمانی وسط لشکر مین استادہ ہے دست راست کے جانب بارگاہ دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان برپا ہے سمت دست چپ خیمۂ زرنگاری مالک اشتر صاحب نیزۂ دوسر غلام نبی و چاکر حیدر ہے جابجا عرب جابجا فرودکش ہین کہین کشتی ہو رہی ہے کوئی لیزم و پٹا ہلا رہا ہے خیمے استادہ ہین عرب جابجا ٹہل رہے ہین خود ہائے آہن سرون پر زرہین زیب جسم ہاتھون پر عبادت کے گھٹے مثل ستارہ سحری چمک رہے ہین قواعد جابجا ہو رہی ہے اُدھر لشکر لندھور مین جوانان ہندی ضیع و شریف بانکے ترچھے لڑے بھڑے کلون پر زخمون کے نشان ایک باغ بیخزان معلوم ہوتا ہے پلٹنین رسالے کس تکلف سے آراستہ ہین صبح کا وقت ہے وردی بج رہی ہے جوانان تماشبین رنڈیون کے خیمون سے نکلے ہین جھیل مین جاکر غوطہ مارا نماز کا وقت جاتا تھا جلدی کر نماز چند قرات مین ادا کی چونکہ نشے باز ہین ڈیڑھ ہتی بغل مین دبائے دکان پر بھنگیڑن کے پہونچے چونی اٹھنی بھنگی دم مارا ادھر سے کمیدان آئے ادھر سے رسالدار پہونچے ایک کھنکھارا ایک نے مونچھون پر تاؤ پھیرا کمیدان نے کہا میان کیا مونچھون پر تاؤ پھیرا کرتے ہو آؤ دو دو ہاتھ لڑ لو تلوارین کھینچ گئین ایک کے وار پر دوسرا تعریف کرتا ہے کہ بھئی واہ جوان کیا ساکھے کا ہاتھ مارا ہے بھئی سپر تو پھیکو مردان عالم کہین گھونگھٹ مین رہتے ہین غصے مین دونون نے سپرین پھینک دین اب دونون کے سینے سپر ہوئے دم بھر مین خون مین تر ہوئے کوتوال کو خبر ہوئی دوڑے ترہی پھنکی دھوتو دھوتو دھوتو کی آواز آئی دونون جوان ایک طرف ہو گئے تلوارین پکڑ کے آگے بڑھے کہ کوتوال صاحب آپ کو کیا کام ہے ہم بھائی بھائی ایک

پہرے کے دوالی جدھر ہین حضور ایسی کیا آفت آئی جو آپ دوڑے آئے کوتوالی چبوترے کے پیادے پیچھے ہٹ کے کھڑے ہوئے آپس مین کہتے تھے کہ بھیا خان میان سے ڈرنا چاہیے دوسرے نے کہا کہ مرزا جی کیا کم ہین خانہ جنگیان لڑ چکے ہین جب زیادہ ہنگامہ ہوا رسالدار کی طرف سے رسالہ تیار ہوا کمیدان کی طرف سے پلٹن آپس مین کہتے ہونگے ہمارے افسرون پر نگاہ ڈالے گا تو خون کا دریا بہا دینگے یہ شور سنکر خود لندھور بن سعدان کئی لاکھ روپیہ کا سیلہ سر پر باندھے ہوئے رفقا ساتھ آکر ہنگامہ کو برطرف کیا دونون جوانان زخمی کو گلے سے لگایا کہا بھائیو آپس مین لڑتے ہو انشاء اللہ لقا پرستون سے لڑنا غصے مین دونون جوانون نے جواب دیا کئی دن سے طبل جنگی نہین بجے تلوارین ہماری خون چاٹنے کی عادی ہین جہان دو دن جنگ نہوئی یہ معشوقان خونریز بہت بیچین ہو جاتی ہین جب خون چاٹ لیتی ہین تو آرام پاتی ہین غرض لندھور بہلا کر دونون جوانون کو لے گئے ٹانکے لگائے شفاخانے مین دوست و احباب دیکھنے کو چلے آتے ہین یہ ہنگامے آٹھ پہر لشکر ہندوستان مین برپا ہین وسواس جا بجا خبر لیتا پھرتا ہے پہلے سب سے قریب بارگاہ شہزادہ خاور سپاہ کے آیا فقیر کی صورت بنکر عرصہ دراز تک ٹھہرا کچھ پتا نہ پایا نور الدہر و علمشاہ و تورج بن بدیع الزمان و شاہزادہ ہاشم تیغ زن و لندھور بن سعدان و مالک بہرام و جمہور جہان سوز و طرطوس بہادر و شاہ تیرزن و رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی و مندویل اصفہانی و شہریار عراقی و شہنشاہ عراقی و عبد الجبار حلبی و نعمان بن منذر و منظر شاہ یمنی و سیف ذو الیدین وغیرہ کے خیمے وسواس عیار نے چھان ڈالے کبھی عورت بنکر کبھی بصورت فقیرنی ہر ایک طرح سے دریافت کیا کہین نشان نہ پایا آخر واپس آیا یہان فولاد اسی طرح در باغ پر بیٹھا ہے گرد سردارون کا جماؤ ہے کسی سے کلام نہین کرتا کہ وسواس سامنے سے آیا عرض کی حضور مین نے سارا لشکر چھان ڈالا کہین ملکہ عالم کا نشان نہ ملا فولاد فولاد شکن نے کہا کیون ملک جی تم تو کہتے تھے کہ پسران حمزہ کا کام ہے دیکھو تمھارا عیار کیا کہتا ہے بختیارک نے کہا سواے پسران حمزہ کے کسی کا ایسا کلیجہ نہین ہے اب مجھے بھی ضد ہے کہ بے پتا نشان لگائے آپ کی خدمت سے کہین نہ جاؤنگا فولاد فولاد شکن نے کہا کہ جلد تدبیر کیجیے نشان بتائیے پتا لگائیے ورنہ ایک ہاتھ آپکو مارونگا کہ بھنڈارا کھل جائیگا اور اپنی بھی جان دونگا تم نے جھوٹ باتین کہکر مجکو بڑے قلق دیے ہین مرنے والے سے ڈراکر و بختیارک نے کہا دیکھیے ابھی لیجیے ان باتون سے نہین ڈرتا بموجب مصرع چشم من بسیار این خواب پریشان دیدہ است ؛ یہ کہکر طرف وسواس عیار کے متوجہ ہوا کہا اے وسواس تم تو عیار ہو دیکھو ہم ابھی پتا لگاتے ہین تم کو نشان بتاتے ہین لشکر حمزہ مین ابھی جاؤ یہ دریافت کرو کہ کوئی فرزندان حمزہ مین سے شکار وغیرہ کو تو نہین گیا ہے وسواس نے کہا مین نے پہلے ہی پوچھا تھا دریافت ہو چکا کہ نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے

گیا ہی آجتک پلٹ کے نہین آیا بختیارک نے کہا کہ اے وسواس بس ہم توبخوبی سمجھ گئے بہ تعجیل ہمکو شکارگاہ مین پہونچا دُو ایرج نوجوان کی خبر لاؤ یہ سنتے ہی وسواس طرف صحرا کے روانہ ہوا کوئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ اُس نے دور سے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار مین ایک خیمہ برپا ہی ایک طرف کوئی دو سو سوار زیر نخلستان فروکش ہین بس اُسنے اُسی وقت رنگ روغن عیاری کا نکالا اور ایک دھوبن کی صورت بنکر تیار ہوا لہنگا بہت معقول اطلس کا نیچے ڈوپٹہ اور دُلائی اتوٹ بچھوے ہاتھ پانون مین کچھ کپڑے اُجلے کچھ میلے بطور لادی کے کاندھے پر ڈال کر اٹھلاتا ہوا نازکرشمہ دکھاتا ہوا چلا یہان بالکل صبح ہو چکی ہی کچھ سوار سوتے ہین بعض آنکھین ملتے ہوے اُٹھے ہین سائیس اپنے گھوڑون کو مل رہے ہین یہ انھین سوارون کے بیچ مین سے نکلا ایک سوار کی نگاہ پڑی کھنکھارا آواز دی بڑھین ہمارے بھی کپڑے لیتی جاؤ یہ مٹک کر آگے بڑھا جوابدیا ہمیشہ کلپتے رہوگے نگوڑا دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ایسے ایسے آوازون کے جواب دیتا ہوا قریب خیمے کے پہونچ گیا صبح کا وقت ہی پہرے کا سپاہی سمجھا یہ دھوبن روز آتی ہے وہی ہوگی اسوجہ سے کچھ نہ کہا بس وسواس پردہ اُٹھا کر اندر پہونچا شب بھر عاشق و معشوق جاگے ہین بیخبر لیٹے ہوے سو رہے ہین ایک طرف شاپور شیردل عیار شاہزادے کا گوشے مین پڑا ہوا سو رہا ہی اور ملکہ کے چہرۂ بےنظیر پر سے دوپٹہ ہٹا ہوا ہی فولاد فولادشکن وسواس کو تقریر مین تصویر اپنی بیٹی کی دکھا چکا ہی بس یقین کامل ہوا کہ یہ وہی ماہ کامل ہے بس الٹا پیٹا سوار پیادون سے ہنسی کرتا ہوا نخلستان کی آڑ کپڑے لادی وغیرہ کنارے پھینکی بصورت اصلی ہوکر بھاگا فولاد بیٹھا ہوا بختیارک سے کج بحثی کر رہا ہی فلک تفرقہ پرداز درمیان مین عاشق و معشوق کے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی شعر

یہ دو دل کو یکجا ٹھہاتا نہین ٭ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ٭

برائے عاشق و معشوق ہر وقت درپئے آزار ہی کسی کو صحرانوردی کیا کسی کو مبتلائے رنج و درد کیا کسی سے خاک چھنوائی کسیکو راہ عدم بتائی یہ ظالم اسی فکر مین رہتا ہے تفرقہ ان دونون شیدای یکدیگر مین ہوا چاہتا ہی فولاد فولادشکن نے دیکھا وسواس خوشی خوشی سامنے آیا بختیارک نے پوچھا کہو ہماری رہبری کچھ کام آئی مفصل خبر پائی وسواس نے کہا کہ جی تمھارا بایان پانون چومنا چاہیے غیب کی خبر دیتے ہو فی الحقیقت ایرج نوجوان کے ساتھ پہلوان جہان کی دختر پڑی ہوئی سو رہی ہی آنکھون سے غلام دیکھ آیا ہی اسی وجہ سے شاہزادہ ایرج نوجوان صحرا سے لشکر مین نہین آیا نہین معلوم ملکۂ عالم کو کیونکر پایا رات بھر جاگے ہین دونون عاشق و معشوق لپٹے ہوے سو رہے ہین بختیارک تو ایک ہی حرامزادہ ہی یہ سنتے ہی اٹھکر ناچنے لگا اور کہا میان پہلوان صاحب آداب تسلیم بڑے عمدہ جوان کے پہلو مین پہونچین جو خداوند زمرشاہ باختری کا نواسا ہے اب غصہ ناحق کا ہے کیا اچھا داماد آپ کو ملا بطن سے دختر خداوند کے صلب شاہزادۂ خاور سپاہ سے پوتا صاحبقران کا ایسا صاحب حسب و نسب کون ہی ایسا پیوند کسکو ملتا ہی فولاد فولادشکن غصے مین تھرتھر کانپا مسلح تو بیٹھا ہی تھا قبضے پر ہاتھ ڈالا جھپٹ کر گینڈے پر سوار ہوا اور پہلوانون نے چاہا کہ ساتھ دین فولاد نے پلٹ کر غصے مین آواز دی کہ خبردار اگر میرے ساتھ کسی نے آنے کا قصد کیا مین اُسکا

دشمن ہون ڈر کر سب ٹھہر گئے وسواس سے مقام تو اسنے پوچھ لیا تھر د غصے مین یکہ و تنہا چلا بختیارک نے دیکھا کہ نعرہ شور
مین جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جھونکا ہواے تند کا سامنے سے نکل گیا بختیارک تو یہان بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہے وہان وہ
عاشق و معشوق غافل پڑے سو رہے ہین چند سپاہی پہرے پر بیٹھے ہین ایک نے دیکھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اڑا دیکھا کہ
ایک گرگدن سوار مثل آندھی کے آتا ہے گینڈا ابر نیل مست کے سوار مثل دیو کوہ بالا کے کوہ سے ہے جبتک وہ سپاہی اٹھے اور
ساتھ والون کو جگائے یہ بدمست گینڈے سے کودا سپاہی نے کہا کہان جاتا ہے فولاد فولاد شکن نے ایک سپر کی ادھر
ماری کہ اُس سپاہی کا سر پھٹ گیا دوسرے نے جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیچا ایسی تلوارونکو کب مانتا ہے دیو کو پشہ جانتا ہے
تلوار اُس مرد مومن کی چھین کے اسی تلوار سے اسکو قتل کیا جب دو لاشے زمین پر گرے اور سپاہی گھبرا کر اٹھے جبتک وہ لوگ
ہتھیار سنبھالین یہ ملعون پردہ اٹھا کر اندر آیا یہان اسوقت تک یہ دونون سو رہے ہین فتنۂ خوابیدہ بیدار ہو چکا تھا فولاد
نے جو پہلو مین ایرج نوجوان کے اپنی دختر کو دیکھا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او گیسو بریدہ شوخ دیدہ کچھ بابدولت کا تجکو
خوف نہ آیا ملکہ کی آنکھ کھلی ملک الموت کو سر پر دیکھا قریب تھا روح قالب سے نکل جائے مگر فولاد نے قریب چھپر کھٹ کے
آکر ہاتھ تھاما ایک جھٹکا دیا وہ نازنین پروردۂ مہد ناز و نعم غش کھا کے زمین پر گری گرتے گرتے جوش محبت مین آواز دی
اے شہریار برائے خدا اٹھیے اجل سر پر کھڑی ہے موت کا سامنا ہے یہ جلاد خونخوار آگیا ایرج نوجوان نے گھبرا کر آنکھ کھولی
ملکہ یسمین عذار صنوبر قد کو پیٹتے ہوئے پایا ایک دیو کو دیکھا تیغہ برہنہ کھینچے ہوئے کھڑا ہے اُس شیر دل نے اٹھتے
اٹھتے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہے کہ ناموس پر ہمارے ہاتھ ڈالتا ہے ایرج نوجوان سیدھا ہونے پایا تھا کہ فولاد نے
بڑھکر ہاتھ مارا شاہزادہ سر برہنہ سر پر خود نہ کلاہ بیخوف اُس ملعون نے ہاتھ لگایا زخم کاری سر پر آیا یقین تھا کہ دو ٹکڑے ہون
دونون ہاتھ تو داستانہ لگانیکے عادی تھے دم شمشیر پر مار دیے تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر کلائیان جھول پڑین اُس جری
یہ شیر صولت چھپر کھٹ سے کودا قصد ہوا کہ اپنے ہتھیار اٹھاؤن اس ملعون سے لپٹ جاؤن مگر چادر خون کی چہرے پر آگئی
کلائیون پر صدمہ کامل ہو چکا لیکن دل مین یہی ہے کہ دانتون سے بوٹیان کاٹ لون محبوبۂ جانی یار جادوانی کو بچاؤن فولاد
نے پھر ہاتھ مارا شانہ نشانہ ہوا اب قلب اُس مالیجاہ کا تاب نہ لا سکا چکر آیا زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہے
مین خطا وار ہون یہ شاہزادہ سراسر بیگناہ ہے سنتے ہی یہ ہاتھ تلوار کے مارتا ہے اُسنے پلٹ کر ایک طمانچہ ملکہ کو مارا اگر پورا پڑتا
تو سر چنبیر گردن سے اڑ جاتا مگر دو انگلیان پڑین مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری اُس ہنگام مین شاپور شیر دل کی آنکھ کھلی
دیکھا عجب قیامت برپا ہے شاہزادہ زمین پر دریاے خون مین غوطے مار رہا ہے گھبرا گیا کہ کیا قیامت ہوئی جب ملکہ کو
بھی زمین پر تڑپتے دیکھا فولاد نے غصے مین نعرہ بھی کیا منم فولاد فولاد شکن اب شاپور سمجھا کہ ملکہ کا باپ آگیا
غل مچایا کہ اے یارو دوڑو فولاد نے بڑھکر چاہا کہ اس بسمل پر اور ایک ہاتھ مارون شاپور نے جھپٹ کر تیغہ مارا
فولاد نے ایک ادھیڑ سپر کی مار دی یہ بیچارہ بھی منہ کے بھل زمین پر گرا اور ایرج نوجوان اپنے خون مین غوطے مارکے

[illegible]

بیہوش ہوگیا **فولاد** پھر آگے بڑھا اب تو پانچ سات سپاہی اندر گھس آئے یہ حال مصیبت مآل دیکھکر بدحواس ہوگئے مگر فولاد پہ ہر چہار طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسے لوگون کی حقیقت کیا سمجھتا ہے ان سب پر پلٹ پڑا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کسی کو قبضہ کسی کو اور جھڑ سپر کی کسی کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُکھیڑ کے مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوگئے اب دیکھا اُسنے کہ باہر سے سپاہیون کے آنے کا تانتا بندھ گیا دس پانچ کو مار کے ملکہ کو اُٹھایا ایک ہاتھ مین ملکہ ایک مین تیغۂ خون آلود یہ مرد دو لڑتا ہوا قریب اپنے گینڈے کے پہونچا رکاب مین پانون دیکے پشت گرگدن پر آیا ملکہ کو آگے گود مین ڈال لیا یہ نازک اندام گلفام تڑپتے تڑپتے بیہوش ہوگئی ہے اب وہ جو سو دو سو سوار باہر پڑے تھے وہ بھی ہتھیار سنبھالکر دوڑے مگر حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ دیو خو کون جلاد صاحب بیداد کہان سے آیا کہ **شاپور** شیر دل گرتا پڑتا بیرون خیمہ آیا پکار کر آواز دی کہ اے یارو تمھارے آقا کو قتل کیے جاتا ہے ملکۂ عالم کو لیے جاتا ہے خبردار جانے نہ پائے یہ جو اُن بیچارون نے سنا کہ ہمارے آقا کو مار ڈالا اور علامت سے بھی ظاہر ہے کہ تیغہ خون آلود اسکے ہاتھ مین خون کی چھینٹین تمام بدن پر پڑی ہوئی ہین کف منھ سے جاری صورت مہیب نعرے کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا طرف صحرا کے قصد کیا ہے چاہتا ہے کہ نکل جاؤن دو سو سوارونے چہار سمت سے گھیر لیا مگر انتشار مین کوئی سوار ہے کوئی پیدل دوڑ پڑا کسی نے تلوار اُٹھائی کسی کے ہاتھ مین صرف سونٹا آگیا کسی نے فقط سپر اُٹھائی ہے کانمین قتل ایرج کی آواز آئی ہے ہوش و حواس پراگندہ یکایک اس آفت کا برپا ہونا مگر جان دینے پر آمادہ ہوکر لینا لینا کہکر گھبرا کر اپنے حربے کرنے لگے **فولاد** فولادشکن نے جسکو ہاتھ مارا اُسکا سر کٹکر زمین پر گرا گینڈے کو کاوے پر ڈالا اُسکے جھڑپے سے کوئی بیکار ہوکر زمین پر گرا کسیکا ہاتھ ٹوٹ گیا کوئی مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہے **فولاد** فولادشکن کو نکل جانا منظور ہے دس بیس کو مار کر اب جو گینڈے کو ایڑ لگائی بیچ مین سے سب کے پامال کرتا ہوا نکلا ہرچند اُن بیچارون نے چاہا تعاقب کرین مگر اُسکی گرد کو بھی نہ پایا یہان تو یہ کیفیت ہے کہ بیچارے جنگل مین غل مچاتے ہوے دوڑتے پھرتے ہین کہ یارو ہمارے آقا کو قتل کرکے نکل گیا **شاپور** نے جو یہ دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہے سمجھا کہ آقا میرا سیار گلشن جنان ہوا ہاے یہ کیا سامان ہوا گریبان چاک کیا خون شہزادے کا لیکر منھ پر ملا روتا پیٹتا خاک اُڑاتا طرف لشکر اسلام کے چلا کہ انکے والد نامدار و جد عالی تبار کو جاکے اطلاع کرون **شاپور** شیردل تو اُدھر جاتا ہے مگر **فولاد** فولادشکن ملکہ کو لیے ہوے اس جلدی مین سامنے باغ کے پہونچا کہ **بختیارک** حیران ہوگیا اُسکے ساتھ کے سردار در باغ پر جمع ہوگئے ہین پوچھ رہے ہین کہ ملک جی آقا ہمارا یکہ و تنہا کہان گیا **بختیارک** کہتا ہے کہ معلوم ہو جائیگا تمھارے آقا پاس ملک الموت کے گئے ہین اب چلکر لاشہ اُٹھانا ارتھی بنانا مرگھٹ پر جلانا یا تو یہ باتین تھین وہ سب بگڑ رہے تھے کہ او شیطان تو صاف نہین بتاتا کیا خبر وحشتناک سُناتا ہے اُن سبھون نے دیکھا کہ فولاد دریاے خون مین نہایا ہوا آتے ہی گینڈے سے کودا ملکہ یسمین عذار صنوبر قد کو

کھینچتا ہوا اندر باغ کے لیچلا سب سردار پیچھے یہ کہتے دوڑے ای شہریار یہ کیا ہوا سنتے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ یارو میری عزت میں فرق آگیا مگر دشمن کو گھس کر اسکے خیمے میں میں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اس نالائق کو پکڑ لایا ہوں اب دیکھو کیسی سزا دیتا ہوں اس کشاکش میں ملکہ جو ہوشیار ہوئی اب اپنے کو پنجے میں ملک الموت کے پایا کہ فولاد فولاد شکن کلائی پکڑے ہوے کھینچتا ہوا باغ میں لایا ایک نخل سے اُس سرو قد کو باندھا اب باغ میں سات آٹھ سو اسکے سردار کمیدان رسالدار سرداران اہالیان فوج آگئے ہیں غصہ فولاد فولاد شکن کا دیکھکر کانپ رہے ہیں مگر فولاد جب ملکہ کو نخل سے باندھ چکا کوڑا لیکر سامنے آیا کہا کیوں او بدنصیب کچھ میرا خیال نہ کیا آبرو کو مٹایا مسلمان کے ساتھ بھاگی یہ ساعت یاد نہ تھی میں تو ایسی ضیا ڈکرتا تھا سفر و حضر میں تجھکو ساتھ رکھا اسی افتاد کے خوف سے وطن میں نچھوڑا مگر یہ رسم خداوند لقا نے نکالی ہے اپنے بندوں پر مصیبت ڈالی ہے قدرت کی دختر کو مسلمان لے گئے کچھ نہ کہا اُنکا حوصلہ بڑھ گیا ہر ایک کی دختر پر ہاتھ ڈالنے لگے کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا ملکہ نے اُسوقت فریاد کی ای باپ شیشہ ننگ و ناموس میرا سالم ہے صرف کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہوں فولاد کو اور غصہ آیا مثل بید کانپا ہر چند اُس گلعذار رشک بہار نے فریاد کی یہ خار بیابان کفر و ضلالت کب ملتا ہے جھپٹ کر کوڑا مارا وہ جسم نازک وہ گل سا چہرہ کہ جو جھونکے سے ہوا سے تند کے مرجھاتا تھا بدھیاں پھولوں کی جسم نازک پر بار تھیں کوڑا جو پڑا خون کی چھینٹیں گلے کا ہار تھیں رنگ گرگون ہوا حال ابتر خون کے فوارے جسم نازک سے چھوٹے اس بدعت پر اثر بیجا کی ہر رنگ باغ دگرگون ہوا لالے کا اس غم سے جگر خون ہو گیا سنبل کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی شمشاد رنج و ملال سے پا بہ گل قمری اس صدمہ جانگزا سے مثل مرغ بسمل ہر نخل ماتم ہر گل بوٹہ مبتلاے رنج و الم ہے کف افسوس ملتے ہیں رنگ سے پھولوں کے شعلے نکلتے ہیں عندلیبان چمن نغمہ سرائی بھولیں نرگس کی آنکھیں روتے روتے سوج گئیں نہروں کو جوش ملال موجوں کے کلیجے پر خنجر بے آب چل رہے ہیں حباب حواسی میں اُبل رہے ہیں لب ساحل سے صدائے افسوس بلند مچھلیاں اس ماہیت سے باہر ہو کر دردمند باد صبا کو چل نکلنے کی خواہش خار کو خار الم سے کاہش جھونکوں سے ہوا کے رونے کی آواز آتی ہے زمین چمن اس بدعت پر تھراتی ہے گلاب جوش غم سے عرق عرق ہے گل نسرین کا فرط رنج و ملال سے کلیجہ شق ہے طفلان غنچہ چٹک کر غل مچاتے ہیں نخل شاخوں سے اُس ستمگر کے بچانے کو ہاتھ بڑھاتے ہیں باغ میں ہنگامہ قیامت خیز بدعت انگیز برپا ہے یہ بیجا ایک کوڑا مار چکا ہے ہر مرتبہ غصے میں کلمات سخت کہکر بڑھتا ہے نحتیارک کمر سے لپٹ لپٹ جاتا ہے تمام سردار گرد ہیں عرض کرتے ہیں بسرای رستم زمان اسکے واسطے اتنی سزا کافی ہے ابکی کوڑے میں تڑپ کر مرجائیگی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کوڑا کھا کر زبان کھولی کہ او بیجا خنجر سے مجکو جلد قتل کر میرے خون سے ہاتھ تو نے میرے وارث کو غفلت میں قتل کیا اگر وہ شیر بیشہ صاحبقرانی ہوشیار رہتا تو حال اس بیداد کا کھل جاتا تجھ ایسے دیو خصال اُس شیر دلیر کے ہاتھ سے صد ہا واصل جہنم ہوے افسوس دل کی حسرت دل میں رہی میں اپنے وارث کو دل کھولکر رونے نہ پائی عجب میں بدنصیب اور رنج تمام تھی کہ باپ نے ہی اس گھر کو برباد کیا ڈاکہ نے مجکو لوٹ لیا ان کلمات حسرت آیات

پر اور زیادہ جھلاتا ہی سب سے کہتا ہی مجکو چھوڑ دو مین اس زبان دراز کی زبان قلم کر دون اچھی طرح سزا دون مگر سردار سب فولاد سے لپٹے ہوے وہ کشتۂ حسرت و یاس اپنے معشوق سے دور بدعت سے اس ظالم کی رنجور بیتابی مین یہ اشعار مصیبت آمیز زبان پر جاری تھے **اشعار مصنف**

اے زور ہمارے ہاتھ کو تھام
اے شوق کر اب تو دستگیری
دل ضعف نے توڑا ہے ہمارا
بیچین کیے ہے بیقراری
یہ جسم پہ چوٹ اُٹھائے ہین ہم

غزل بموافق مقام مضمون ہذا

وصل کا ہوتا ہی سائل دل ناشاد عبث
تیغ کھینچے ہی مرے سر پہ تو جلاد عبث
بال و پر ہوتے تو کچھ لطف رہائی ہوتا
دیکھتا باغ مین ہی جانب شمشاد عبث
ہنسکے وہ کہتے ہین کیا فائدہ اس سے ہوگا
وصل مین اے دل ناشاد ہی تو شاد عبث
تجکو وہ شیرین شمائل نہ ملے گا نیرا

طاقت بیتاب ہو گئی ہے
عاجز ہے شباب مثل پیری
آرام قرار کو نہین ہے
غم کرتا ہے آ کے غمگساری
فرقت مین کسی کی مبتلا ہین

بولے وہ رہتا ہی تو نائل فریاد عبث
دیکھنا ہنسکے وہ کہدیگا پریزاد عبث
کلمۂ اُف نہ کبھی آئیگا لب پر میرے
اب رہا کرتا ہی تیرا مجھے صیاد عبث
اے دل زار جنون ہوگا مجھے دیتا ہون
تو کیا کرتا ہے یہ نالہ و فریاد عبث
ایک کو بھی نہین دیوانہ بنانے دیکھا
پھوڑتا سر کو ہی تو صورت فرہاد عبث

کہتی تھی بجبر رو کے ناکام
تسکین خراب ہو گئی ہی
اے طاقت رفتہ آ خدارا
راحت دل زار کو نہین ہی
اک کوڑے کا زخم کھائے ہین ہم
مجبور ہین قید ہی بلا ہین

وہ نہین مین ہون جو کر دون تجھے آزاد عبث
جنبش ابرو خمدار سے کر قتل مجھے
ظلم کرتا ہی تو اے بانی بیداد عبث
یاد آ جائیگا پھر قامت موزون بدل
ہر گھڑی عشق کا کرتا ہی سبق یاد عبث
صبح ہوتے ہی رخ ہجر نظر آئے گا
مجھسے بے پر کی اڑاتی ہین پریزاد عبث

کبھی طرف آسمان کے وہ گرفتار رنج و مصیبت منھ اٹھا کے عرض کرتی تھی کہ اے معبود بے نیاز مسبب الاسباب رب ارباب اس ظالم کی بدعت سے اس کنیز کو بچانا الٰہی کارسازی سے اس شہریار کو زندہ دکھانا اپنے بخت واژگون طالع نگون سے امید نہین ہی مگر تو جامع المتفرقین رب العالمین ہے جسم خاکی مین روح کو پھونکتا ہی بطن مادر مین کس آرام سے جگہ دی چالیس روز قبل از ولادت پستان مادر مین دودھ مرحمت فرمایا کس شفقت سے پرورش کیا اس بیکسی اور بے بسی مین بھی تو ہی معین و مددگار ستار و غفار ہی ماں باپ سے زیادہ ستر درجہ مہربان ہی ہر وقت بندون پر تیرا احسان ہی ہاے کسکو بھیجون میرے وارثون کو خبر کرے میری آہ دلدوز اثر دکھائے اس شہریار کے جد و پدر کو یہ حال معلوم ہو جاے ناظرین خوش آئین پر واضح ہو کہ ملکہ تو دعا مین مصروف ہی تمام جسم کو آگ کی ضرب سے پاش پاش موت کی تلاش فولاد فولادشکن کو سب سردار لپٹے ہوے ہین قریب بملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے نہین جانے دیتے مگر حال شاپور شیر دل کا سنیے کہ خون زخمہاے ایرج نوجوان کا چہرے پر ملے ہوے طرف لشکر کے چلا تھا یہان ستارہ سحری چمک چکا ہی لشکر اسلام مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالی فخار نماز سے فراغ حاصل

کر کے سلاح سے آراستہ ہوے واسطے مجرے کے طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے بادشاہ جمجاہ **سعد بن قباد** بارگاہ مین آ کے سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین یکایک **صاحبقران** زمان تشریف لائے دنگل آصفی پر بادشاہ کو سلام کر کے بیٹھے چند سردار آئے ہین مگر بادشاہ جمجاہ نے دیکھا امیر با توقیر مثل تصویر خاموش چہرے پر غم والم کا جوش ظاہر ہوتا ہے پوچھا اے جد عالی تبار آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال معلوم ہوتی ہے مزاج اقدس کیسا ہے **صاحبقران** نے فرمایا اے شہریار کیا عرض کرون خود بخود تردد ہے انتشار ہے دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہے سبب نہین کھلتا خدا خیر کرے شب کو کچھ خوابہاے پریشان دیکھے کچھ یاد نہین کہ کیا دیکھا اتنا خیال ہے کہ مین نے دریاے خون جاری نظر آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بادشاہ نے کہا تعبیر اسکی ظاہر ہے کہ کئی دن ہوے ایک پہلوان بڑا بدرد **لقا فولاد فولاد شکن** نام آیا ہے اسکو بڑا جرأت کا دعوی ہے یقین ہے اسی سے مقابلہ ہوگا پروردگار عالم مالک ہے انشاء اللہ فتح و ظفر عطا کرے گا **صاحبقران** یہ باتین کر رہے ہین کہ **لندھور بن سعدان** جانشین **حمزہ صاحبقران** تشریف لائے تسلیم کر کے طرف دست راست کے بیٹھے انکے فرداً فرداً سردار آنے لگے **مالک اشتر** در و **بہرام گرد بن خاقان چین** بصد تمکین داخل ہوے **امیر** با توقیر نے **مالک** سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج کیا سبب ہے **علمشاہ** نوجوان و شاہزادہ **ملک قاسم** کو آنے مین دیر ہوئی **مالک** نے عرض کی غلام خبر پا چکا ہے اب یہ اپنے خیمون سے برآمد ہوے ہین حاضر ہوا چاہتے ہین مگر اے شہریار اطلاع حضور کو کرنا ضرور ہے کہ شاہزادہ **ایرج** نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گئے ہین ابھی تک واپس نہین آئے **صاحبقران** نے سر اٹھا کر فرمایا **جواہر بن عمرو** کو بلاؤ خدمتگار باہر گئے **جواہر بن عمرو** کو بلا کر لائے **جواہر** نے آکر قدمبوسی کی ہاتھ اٹھا کے دعاے جان درازی دی **امیر** نے زبان معجز بیان سے فرمایا کہ اے **جواہر** تم باپ مقام پر خواجہ **عمرو** کے بعدہٗ جانشینی قائم ہو ہر بات کا خیال رکھا کرو آج کئی روز سے **ایرج** نوجوان شکارگاہ مین گئے تم کو ابھی کچھ دریافت ہوا کہ نہ آنے کا کیا سبب ہے تمھاری عقلمندی سے عجب ہے کہ خبر نہ منگاؤ اخبار مین تامل ہو بڑی خرابی کی بات ہے **جواہر** نے کہا ابھی غلام جاتا ہے خود اپنی آنکھ سے اس خبر کو دیکھ آتا ہے اگر بنے گا تو فوراً ساتھ لاؤنگا یا خبر مفصل سناؤنگا **امیر** نے بیقرار ہو کر فرمایا نہین معلوم کیا باعث ہے مینے **ایرج** نوجوان کا زبان سے نام لیا میرے کلیجے پر غم والم کا خنجر چل گیا تم صرف خبر دریافت کرو کہ **ایرج** کس مقام پر ہے مین خود جاؤنگا نور نظر کا حال دریافت کرونگا خواجہ **عمرو بن امیہ** ضمری کا لشکر مین نہونا باعث خرابیان درپیش ہوئین وہ سب کی فکر رکھتا تھا نہین معلوم طلسم ہوشربا مین میرے عیار وفادار پر کیا گذری انکو عرصۂ دراز سے کچھ حال بھی نہین دریافت ہوا وہ اگر موجود ہوتے ضرور **ایرج** نوجوان کی لمحہ لمحہ کی خبر دیتے **جواہر بن عمرو** یہ سنکر باہر نکلا قصد ہے کہ واسطے خبر کے جاؤن مگر شاہزادہ **ملک قاسم لعل خفتان** خونریز خاور سپاہ اپنی بارگاہ افراسیابی سے برآمد ہوے ہین کہ جاکر دربار شاہی مین حاضر ہون اتنے مین **قیماس خان** خاوری و **الماس خان** خاوری و **مالک** ترک سفید جامہ و **عمرو گودرز** ختنی و شاہزادہ **فرخ بخت** و **تورین** بن ترک وغیرہ آئے **قاسم** کے ہمراہ ہوے مرکب **قاسم** خاور سپاہ کا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سائیس کوتل لیے

ہوی چلا آتا ہی **قیماس خان** خاوری نے پلٹ کے دیکھا **قاسم** کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار خیر تو ہی **قاسم** نے کہا مامونجان اسوقت خودبخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو چلا آتا ہی سبب نہین معلوم مگر اسوقت خدانخواستہ کوئی صدمہ عظیم میرے نور نظر **ایرج** نامور کو پہونچا کہ دل بھرا آتا ہی **قیماس خان** نے جواب دیا کہ ای شہریار وہ آپکے بیٹے کے شیر ہین صف شکن ہین دلیر ہین اُنسے کون آنکھ ملاسکتا ہی **قاسم** نے کہا ای مامونجان خدا نہ کری وقت افتاد نہ آئے چرخ کجرفتار گردش نہ دکھلائے بڑے بڑے رستم ایک پیرزال کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ہین تقدیر سے سب مجبور و ناچار ہوی ہین اور وہ تو اتنا کا سخن ناشنو ہی آتشخو شعلہ مزاج یہ کہکر بے اختیار ایک چیخ ماری **قیماس خان** دوڑ کر لپٹ گئے کہ ای شہریار آپ ناحق ہی ایسے شگون بد زبان سے نکالتے ہین وہ صحت و عافیت سے ہین ابھی جاکر اُنکو ساتھ لاتا ہون **قیاس خان** نے چاہا کہ مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہون دیکھا کہ **جواہر** بن **عمرو** جھپٹا ہوا آتا ہی **قاسم** کو دیکھکے سلام کیا **قاسم** نے کہا ای **جواہر** دربار مین جد عالی تبار آگئے سب سردار جمع ہوچکے تم خلاف وقت کہان جاتے ہو **جواہر** نے کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہی **صاحبقران** واسطے آپکے فرزند **ایرج** نوجوان کے اسقدر بیقرار ہین کہ غلام پر غصہ فرمایا کہتے ہین مین نے خواب پریشان دیکھا ہی مین واسطے اپنے نور نظر کے خود جاؤنگا مین صرف مقام دریافت کرنے جاتا ہون بس **قاسم** اور زیادہ پریشان ہوے اب افتاد کا یقین کامل ہوا کہا دادا جان مؤید من اللہ ہین اُنکا خواب پریشان دیکھنا خالی از علت نہوگا ای **جواہر** مین بھی چلتا ہون **سیارہ** بن **عمرو** عیار **قاسم** کا حاضر ہے اسنے دست بستہ عرض کی حضور مین ابھی خبر لایا یہ کہکر مثل باد صرصر کے ایک جانب نکل گیا **قاسم** نے کہا ای **جواہر** ایک لمحہ بھر انتظار کرنا **سیارہ** کا ضرور ہی یہ کہتے ہوے اُسی عالم اضطرار مین کنارۂ لشکر پر آئے نگاہ حسرت سے طرف صحرا کے دیکھا ہی تھی کہ آواز آئی ہاے آقاے نامدار ای مولاے قدرشناس ہای ای شہریار اب کون غلام کی قدردانی کریگا غلام کو اپنے ساتھ نہ لیا یہ رفیق خاک اُڑانے کو رہگیا **قاسم** نے کہا اسے یارو دیکھو یہ کون غل مچاتا ہی آواز تو کان سے آشنا ہی یہ کلمہ تمام نہوا تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا **شاپور** اپنے فرزند کے عیار کو اس حال زار سے دیکھا کہ منھ پر خاک و خون ملا ہوا گریبان پھٹا ہوا اُفتان و خیزان آتا ہی جیسے ہی **قاسم** نے دیکھا بیتاب ہوکر پکار اُٹھا **بیت** ای پیک گلستان خبر یار بگو ؛ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ؛ یہ خون کسکا چہرے پر ملا ہی قالب خاکی مین روح تڑپ رہی ہی بیان کر **شاپور** منھ کے بل زمین پر گرا کہا حضور کس زبان سے کہون شکارگاہ مین شاہزادہ شکار ہوا تیر غم ہمارے دل کے پار ہوا **فولاد** فولادشکن کی دختر شاہزادے پر مائل ہوکر آئی کئی دن سے اُنکے خیمے مین تھی کسی دیدبان نے **فولاد** فولادشکن کو خبر پہونچائی فولاد منھ کا سبت کرتا ہی امرد ازلی عابدی گھات کا وقت تاک کر آیا شاہزادہ سوتا تھا عالم خواب مین آکر تلوارین مارین بیٹی کو اپنی لیکر چلا گیا وہان کون تھا جو اُس دیو خونخوار کو روکتا شکارگاہ مین پہلے قراول میرشکار چند پیدل سوار وہ بھی پڑے سو رہے تھے ایسے وقت پر آیا کہ یہ ظلم کر کے صحیح و سالم نکل گیا

بس یہ سننا تھا کہ قاسم نے اپنے کو ہائے فرزند نوجوان کہکے فرش خاک پر گرادیا بے اختیار پکار اُٹھا ای نور نظر اشعار

رفتی و مرا خبر نہ کردی
در آتش غم جگر کباب است
تیرے لیے بیقرار ہون مین
کس دشت مین ڈھونڈھنے کو جاؤن
گلشن کو مرے اجل نے لوٹا
افسوس مٹی تری جوانی

دیگر

بر بیکسیم نظر نہ کردی
اے راحت جان و دل ہمارے
سر پیٹ کے اشکبار ہون مین
چلتا ہے جگر پہ غم کا خنجر
مجھ سے مرا نونہال چھوٹا۔

چون زلف دلم بہ پیچ و تاب است
تنہا ہمین چھوڑ کر سدھارے
اے شیر کہان تجھے مین پاؤن
ای لال لہو مین تو ہو اتر
اے نور نظر پدر کے جانی

سرداروں نے گود مین اُٹھایا کہا ای شہریار ایسے کلمات زبان پر نہ لائیے ہم لوگون کا دل نہ دکھائیے زخمی ہوئے ہین کیا کبھی انھون نے زخم نہیں کھائے کونسی ایسی نئی بات ہے جلد چلیے چلکے زخمہ دوزی کرین انشاء اللہ وہی شیر بیشہ حضور اُس روباہ خصال کو ٹوک کر مارے گا چلکر پہلے خبر تو لیجیے بمشکل ایسے کلمات کہکر قاسم کو زمین سے اُٹھایا کہ دوسرے گوشہ صحرا سے آواز رونے کی آئی دیکھا سیارہ بن عمرو آ پہونچا اور بہ حواس عالم یاس قاسم نے پوچھا ای عمو نامدار کیا خبر لائے سیارہ بن عمرو نے کہا ای شہریار مین تا بہ خیمہ ایرج تو نہین پہونچا بھٹک کر طرف باغ سلیمان کے نکل گیا دروازے پر باغ کے اہالیان فوج فولاد جمع ہین اُنسے پوچھا تو دریافت ہوا کہ فولاد اپنی دختر معشوقہ ایرج کو پکڑ کے لایا ہے باغ مین نخل سے باندھا ہے اور کوڑے مار رہا ہے حضور صدائے نحیف و ضعیف اُس ماہ پارہ کی میرے کان مین بھی آئی نام آپکے فرزند کا لیکر رو رہی ہے اور نام پروردگار عالم زبان پر جاری ہے اور یہ کلمہ حسرت افزا مین نے اپنے کان سے سُنا کہ ارے لوگو میرے وارث کے والد نامدار کو خبر کردو تا انکو سنا دو کہ آپکی بہو پر یہ بدعت ہو رہی ہے لونڈی کو اپنے فرزند کی آ کر بچائیے یہ حال پر ملال سنکر قاسم کے آنسو خشک ہوگئے دریائے جرأت نے جوش مارا غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا یہ بیحیا نامرد اپنے دل مین کیا سمجھا ہے شیر کو عالم خواب مین زخمی کر کے بہت بلبلاتا ہے عورت پر غصہ اُتارتا ہے بخدا وہ میری بہو ہے مین پہلے وہین جاؤنگا اپنی جان دونگا یا اُس ظالم کے ہاتھ سے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو بچاؤنگا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا قیماس خان و حسن خان وغیرہ سے کہا آپ لوگ جا کر اُس کشتہ حسرت و یاس کی خبر لین برای خدا میرے ساتھ آنے کا قصد نہ کرین یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب صبا رفتار طرارہ بھر کر چلا قیماس خان وغیرہ برائے خبر ایرج چلے جاتے تھے کہ قاسم نہایت آتشخو ہے ایسا نہو کہ اپنے کو ہلاک کرے اور اُدھر کی خبر لینا واجب و لازم ہے روتے خاک اُڑاتے طرف خیمہ ایرج کے چلے قاسم یکہ و تنہا آنکھین بند قلب مین پھڑکن جگر کو تڑپن وہ مرکب جسپر کبھی پھندنا نہ چھوایا تھا اُسپر کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہے وہ مثل باد صرصر اس رو مین جاتا ہے اگر نخل سامنے آیا پھاند گیا کنوان گڑھا سب اسکے رو برو برابر ہے مگر قضائے کار حال لشکر اسلام سماعت فرمائیے اب لشکر اسلام مین یہ خبر اُڑی

ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے صحرا مین مار ڈالا قاسم نوجوان اپنی بہو کو چھڑانے گئے ہین سرداران قاسم لاشۂ ایرج کی فکر مین ہین جواہر بن عمرو جسکو صاحبقران زمان نے بھیجا تھا قاسم کا جانا اپنی آنکھون سے قتل ہونا ایرج کا کانون سے سنا روتا ہوا بھاگا کہ صاحبقران زمان کو خبر کردون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا اس نے تو قاسم کو بچپن سے گود مین پالا ہے مزاج سے بخوبی ماہر ہے آشفتگی کا حال اچھی طرح ظاہر ہے سوچا اگر قاسم نوجوان کو روکونگا میرے فرشتون کا بھی کہنا نہ مانینگے بہتر ہے جاکر انکے والد نامدار علمشاہ ذی وقار کو خبر کردون یہ سوچکر طرف بارگاہ رستم کے چلے مگر رستم پیلتن و پیلکن کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی علمشاہ نوجوان بارگاہ آسمان جاہ سے نکلے انکے سرداران صف شکن پہلوانان تیغزن آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی و کیبی الزال و کیبی زلزال و نہنگ نیک دریائی و ساقط شاہ دربندی وغیرہ در دولت پر حاضر تھے طنبور گڑگڑا رہا ہے پلٹنین گورون کی جمی ہوئی کھڑی ہین جیسے ہی رستم برآمد ہوے انگریزی باجا بجا انگریزون نے ٹوپی اتار کر سلام کیا استر مالا کبود فرنگی کسا ہوا سامنے کھڑا ہے عیار رستم کا مہتر سماک یلطاقی قنطورۂ زربفتی پیتادہ سقرلاتی باندھے عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا رستم نے گھبراکر کہا اے سماک سمت بارگاہ قاسم یہ کیسا ہنگامہ ہے لوگ کہان دوڑے ہوے جاتے ہین مجھے قاسم کی آشفتہ خوئی سے ہر وقت تردد رہتا ہے شاید کسی سے فساد ہوا بڑھکر خبر تو لا سماک نے قصد کیا کہ بڑھون دو قدم نہ گیا تھا کہ دیکھا سیارہ بن عمرو سر برہنہ بھاگا ہوا آتا ہے رستم نے پوچھا سیارہ خیر تو ہے تیرے آنے سے ثابت ہوتا ہے کیا قاسم سے کسی سے تلوار چلی سیارہ قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رو دیا عرض کی اے شہریار آپکا باغ پر بہار پر خزان آئی ہے شہزادہ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے زخمی کیا میرے منہ مین خاک دشمنون کو انھے مار ڈالا لیکن انکی معشوقہ کو گرفتار کرکے باغ سلیمان عنبر بن موسی کو ہی مین سزا دینے کو لے گیا ہے قاسم یکہ و تنہا اُس باغی سے لڑنے کو گئے ہین کسی سردار کو ساتھ نہین لیا علمشاہ نوجوان نے جو یہ خبر وحشت اثر سُنی منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ زرد متغیر حال ہوا کہا یارو غضب ہوا فولاد کی جرأت کے بڑے شہرے ہین فوج بے انتہا ساتھ لایا ہے اپنی جرأت کا بڑا دعوی ہے اُدھر بیٹا اکیلا گیا ہے یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے تیغۂ کپتان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر آنکھون کے نیچے اندھیرا ہے لشکر اندوہ و الم نے گھیرا ہے تعاقب مین قاسم نوجوان کے روانہ ہوے مگر جواہر بن عمرو غل مچاتا ہوا لشکر مین یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے کہ یارو برائے خدا قاسم کی جلد خبر لو یکہ و تنہا طرف باغ سلیمان عنبر بن موسے کو ہی کے گیا اب تو لشکر مین ہلچل ہو گیا جسنے سنا وہ چلا شاہزادہ داراب کشور کشا برادر علمشاہ نوجوان بقہر و غضب چلے ایک سمت سے ہاشم تیغزن فرزند حمزہ صف شکن و خورشید بن ہاشم و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ شیر افگن بن حمزہ یہ سب شاہزادے یا تو طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے تھے جسنے یہ معرکہ جانگزا سنا اُسی طرف پلٹ پڑا یہ تو سب فرداً فرداً جاتے ہین مگر لشکر مین یکایک نقارے بجنے لگے قرنا پھکی باجے بجے صاحبقران نے

بارگاہ مین فرمایا اے لندھور بن سعدان دیکھو تو لشکر مین کیا قیامت برپا ہوئی کیا دن دہاڑے فوج لقا آپڑی لندھور گھبرا کر باہر آئے دیکھا چہار طرف ہنگامہ ہے ہر سردار فرداً فرداً گھوڑے کو ڈالے ہوئے طرف صحرا کے جاتا ہے ہر ایک سے لندھور پوچھتے ہین کوئی اصلی کیفیت نہین تبلاتا تلوار اُٹھائی اور بھاگا لندھور حیران کہ خداوندا یہ کیا معاملہ ہے کہ دیکھا جواہر بن عمرو سامنے سے آیا اُسنے لندھور سے رو رو کر مفصل حال کہا لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران کے عاشق ہین دوست صادق محب واثق ہین چھاتی پر ایک گھونسا مارا خیال مین آیا کہ جبتک امیر باتوقیر سے خبر کرنے جاؤ گے اتنے عرصے مین اگر وہان کوئی فرزند حمزہ خدانخواستہ قتل ہو گیا تو روے سیاہ کسے دکھاؤ گے جلد روانہ ہونا چاہیے بہ تعجیل اپنے لشکر مین آئے فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوئے اہالیان فوج اور سردارون کو آواز دی یارو جلدی تیار ہو مین بڑھتا ہون یہ کہکر فیل میمونہ مبارک کو کجک مارا ہاتھی دوڑتا ہوا چلا مرکب سے زیادہ تیز قدم گرز خودی مثل پرچہ کوہ اُٹھارہ سو من کا کاندھے پر رواروی مین جاتے ہین یہان سرداران لندھور بن سعدان عادل شیر دل و فاضل شیر دل و پہلوان اور ناگ پہلوان گور ناگ گوجر ملک دکھنی اور دونون بیٹے لندھور کے ارشیون پر نیاد و فرہاد خان یکفری بہ تعجیل تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہو کے عقب مین لندھور بن سعدان کے چلے نو لاکھ ہندیون کا لشکر بصد کروفر بجاہ و حشم چلا یہان بارگاہ مین صاحبقران زمان حیران ہین کہ لندھور بن سعدان گئے کیون نہ پلٹے اس تردد مین تھے کہ جواہر بن عمرو پردہ اُٹھا کر آیا مگر بیقرار اشکبار صاحبقران زمان نے فرمایا کہ اے مہتر جواہر کیا ہوا جواہر بن عمرو نے ایک پچھاڑ کھائی سر زمین پر دے مارا کہا اے شہریار غضب ہوا فولاد شکن ایرج نوجوان کو زخمی کر گیا اور اپنی دختر کو لیجا کر باغ مین باندھا ہے قاسم نوجوان اکیلا گیا اُسکے تعاقب مین رستم پیلتن علمشاہ نوجوان بھی اسی طرح فرداً فرداً سب سردار گئے مگر قاسم نوجوان پہونچ گیا ہوگا اے شہریار خدا کیواسطے جلد چلیے سردارون کو بھیجیے قاسم کی فکر کیجیے برآہ کا نعرہ کرکے صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ان نوجوانون کے جوش و خروش نے ہم کو مارا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے تیغہ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو اُڑایا اب بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ہر سردار اُٹھا بارگاہ سے نکلا اور روانہ ہوا بادشاہ سعد بن قباد نے فرمایا سبحان اللہ ہم ہی نامرد ہین کہ سب سردار جا کر جان دین اور ہم مرغ زرین بنے ہوئے تخت پر بیٹھے رہین غصے مین فرمایا کہ مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار کرو یہ کہکر تیغہ صمصام کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے بادشاہ کا اُٹھنا ہر خرد و کلان ادنی و اعلی پیر و جوان سات سو تاجداران اولوالعزم اپنے اپنے دنگلات زرین سے اُٹھے باہر جبتک نکلین دیکھا بادشاہ سوار ہو چکے نقارہ سلیمانی و نقار خانہ سکندری ہاتھیون پر لد چکا اب تو چہار جانب سے کل سردار یعنی کرمیس سپرگردان و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و سیف ذوالیدین مندیل اصفہانی و شہریار عراقی و عبدالجبار حلبی و عبدالقہار حلبی و داروغہ بارگاہ سلیمان قبہ دین ستون اسلام

کرب پُرحرب نظر کردۂ بزرگان دین جلالت آئین ویل عادیان پور شدادیان کہتان کرب بن کوہ کرب انکے ساتھ ذوالخمار عادی دارحد عادی و دریابار عادی وغیرہ مع بارہ ہزار قزاق ایک کے بعد ایک عقب مین شہنشاہ گیتی ستان کے چلا پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار ساٹھ تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان مغربی اٹھارہ سو رئیسان ترکی سوار ہو کے آمادۂ حرب و پیکار ہو کے چلے مگر اول ذکر شاہزادہ خاور سپاہ قاسم نوجوان کا تحریر ہوتا ہے کہ غم فرزند نوجوان مین مبتلا آنکھون کے نیچے اندھیرا راستہ سوجھتا نہین دل تڑپ رہا ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے طرف باغ کے جاتے ہین بقدرت پروردگار پشت پر دیوار باغ کے پہونچے فولاد فولاد شکن نے نعرۂ کوہ شگاف کی صدا سُنی اور ایک آواز نحیف و ضعیف آتی ہے کہ اے خالق یکتا اے رب سرا میرے وارث کو بچانا میرے بزرگون کی صورت مجھکو دکھانا اب قاسم نوجوان نے گھبرا کر آنکھین کھولین دیکھا کہ مین دیوار کے اس پار ہون اندر باغ کے ہنگامہ ہے یقین ہے کہ یہ صدائے درد آمیز اُس کشتۂ حسرت و یاس کے معشوقہ کی ہے وہی بلک بلک کے رو رہی ہے آنکھون سے آنسو ٹپکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا گھوڑے کو چند قدم پیچھے ہٹا کے کوڑا مارا اشقل طاؤس مرکب باد رفتار دیوار کو اُڑ گیا ایک چمن مین آکر گرا اب قاسم نوجوان نے دیکھا کہ ایک مہ جبین دریائے خون مین نہائی ہوئی درخت سے بندھی ہے اور ایک دیو خصال کوہ پیکر کوڑا ہاتھ مین لیے جھپٹتا ہے گرد سر دار رہین وہ لپٹ جاتے ہین بس قاسم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بیتاب ہو گئے اُسکو پیدل دیکھکر آپ بھی پشت مرکب سے کود پڑے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ **قاسم** نوجوان

آفتاب مشرقِ دین پروری
بہ سطوت بہ شوکت بہ ہمت وحید
زآب دم تیغ شستم زمین

شہسوار لال پوش خاوری
ملک **قاسم** آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

منم قاتل کافران پلید
زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ

آواز دی او نامرد عورت پر کیا غصہ کرتا ہے مردان عالم سے آنکھین چار کر یہ ہم پر آ کر وار کر **بختیارک** نے جو قاسم نوجوان کو بقہر و غضب آتے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا حضور دیکھیے مین انکو ہر چند منع کرتا ہون میرا کہنا نہین مانتے آپ کی بہو کو کوڑا مارا ہم کہتے تھے کہ وہ شیر آتے ہونگے **قاسم** سے تو یہ کہا پھر طرف ملکہ **سیمین عذار** صنوبر قد کے متوجہ ہوا کہا بی بی اب نہ رو تمھارے خسر صاحب آ پہونچے تمکو بچا لینگے **بختیارک** کے کہنے سے ملکہ **سیمین عذار** صنوبر قد نے سر اُٹھایا قاسم کو دیکھا ہر چند کہ بندھی ہوئی ہے مگر ضبط کر کے آواز دی حضور کیون لونڈی کے بچانے کو آئے مین سبز قدمی اپنے وارث کو کھا گئی میرا منھ دیکھنے کے لائق نہین ہے برائے خدا اس جلاد سے اپنی جان بچائیے واسطہ اپنے دین و مذہب کا نکل جائیے مگر حضور کو گواہ کرتی ہون کہ مین **لقا** پر لعنت کر چکی ہون اتنا احسان فرمائیے گا میرا جنازہ اُٹھوائیے گا کافرون مین مردہ لونڈی کا نہ چھوڑیے گا غسل خدا پرستون کے کنیز کا لاشہ اُٹھے کاندھا دیجیے گا اپنے نور نظر کی روح کا پاس کیجیے گا **قاسم** نوجوان نے نعرہ کر کے آواز دی کہ بی بی تم تو اب برج نوجوان کی نشانی ہو وہ اتنی ہی عمر لیکر دنیا مین آئے تھے

راہی ملک عدم ہوئے ہمکو داغ دے گئے تمکو دیکھکر دل کو تسکین دینگے کیا مجال کسی کی جواب تم پر ہاتھ اُٹھائے یا نگاہ ٹیڑھی کرکے دیکھے فولاد فولاد شکن یہ کلمات سنکر مثل ابر کے گرجا **بختیارک** کو تو گالیان دینے لگا کہ او منافق دورنگی مسلمان کی تعریفین کرتا ہے **بختیارک** نے کہا وہ تو میرے آقا ہین مین مسلمان ہون اب دیکھو تمھارے واسطے بے چھلی سینخ لیکر آئے ہین بیگناہ تم نے اُنکی بہو کو مارا ہے دیکھو دم بھر مین سر تمھارا اُگوہ کھاتا پھریگا اس عرصے مین **قاسم** نوجوان قریب آ بہوپنچے طرف نخل کے چلے جسمین ملکہ **سیمین عذار** صنوبر قد بندھی ہے منظور یہ ہوا کہ پہلے اسکو رہا کرکے قبضے مین کرون پھر اس بیحیا سے لڑون فولاد فولاد شکن کب جانے دیتا ہے للکارا اسنے تیغہ کھینچا ساتھ والون کو اشارہ کیا فوج کا بلوا ہوا **قاسم** نوجوان نے بیباکانہ دریائے فوج مین غوطہ مارا تلوار چلنے لگی مگر **قاسم** مثل شیر غضبناک شمشیر زنی کر رہا ہے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے کسکی سر اُڑا دیا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اشعار

یکے را بہ بازو ویکے را بہ سر | یکے را بہ پشت ویکے بر کمر | درید و برید و شکست و ببست
یلان را سر و سینہ و پا و دست

مانند بنات النعش کے صف لشکر کفار کو پراگندہ کیا ہے تلوار مثل برق کے چمک رہی ہے سپر اُنکی ہاتھ مین جرأت بات بات مین جسنے ٹوکا اُسیر جا پڑے ٹوک ٹوک کر سرداران زبردست سے لڑے کئی سو کافر مارے صف کو درہم و برہم کرکے ہر چند کہ کئی زخم کھائے تیر جسم پر بہت پڑے ہین تمام جسم چھنا ہوا فوارہ بنا ہوا چہرہ گلنار قریب نخل کے پہونچا چاہتے تھے کہ فولاد فولاد شکن نعرہ کرکے قریب آیا اور اس نامرد نے پشت پر سے ہاتھ مارا **قاسم** چمک تلوار کی دیکھکر پلٹے پورا وار سر پر پڑا خود کو کاٹ کر تلوار فولاد کی تا دماغ پہونچی ایک بیحیا نے پہلو سے نیزہ مارا نشانہ نشانہ ہوا **قاسم** نوجوان لڑکھڑا کے گرے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا **فولاد فولاد شکن** جھپٹا کہ سر کاٹ لون کہ انکے والد نامدار **علمشاہ** نوجوان جسطرح **قاسم** پشت باغ پر پہونچے تھے اسی طرح قریب دیوار آئے **قاسم** نوجوان کے نعرے کی آواز سُنی دیوار پر لپک کے گزر مارا دیوار بھرا کر گری اب دور سے دیکھا کہ صدہا لاشے پڑے ہین اور **قاسم** زخمہائے کاری کھا کر قریب اُس نخل کے گرا ہے جسمین ملکہ **سیمین عذار** صنوبر قد بندھی ہے ہوش اُڑ گئے وہین سے نعرہ کیا کہ او بیحیا کیا کرتا ہے کوئی زخمی کا سر کاٹتا ہے نعرہ **علمشاہ** نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب | کیست علمشاہ جو رستم لقب | علمشاہ رومی شہ فیل زور
بگہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

بیٹے کو زخمی دیکھکر مرکب سے کود پڑے اس جلدی مین **قاسم** کے قریب آئے کہ فولاد بدنہاد نہ پہونچ سکا تیغہ کیتیان نیام انتقام سے لیا گرد **قاسم** کے پھر کے لڑنے لگے جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہے **قاسم** نوجوان نے آنکھ کھولکر جو قریب اپنے دیکھا صدائے ضعیف و نحیف منھ سے نکلی آواز دی قبلہ و کعبہ مجھے آپ کیون بچاتے ہین اپنی بہو کو بچائیے لڑ بھڑ کے نکل جائیے ایسا نہو کہ کوئی اُس سوختہ بخت کو قتل کرڈالے آپکے غلام ایرج کی نشانی ہے **علمشاہ** نوجوان نے آواز دی ای جان پدر کن آنکھون سے تمھارے حال زار کو دیکھون

کن کانون سے خبر وحشت اثر ایرج کو سنون کاش کہ نابینا و کر و گنگ پیدا ہوتا مگر ابھی نور نظر مطلق رہو جبتک مین زندہ ہون کیا مجال کوئی میری ہوتے پر ہاتھ ڈالے بجز خدا کو اختیار ہے مصرع بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد + بندہ مجبور ناچار ہے وہ مالک و مختار ہے آبرو اسکے ہاتھ ہے اُسی نے جرأت و شوکت عطا کی ہے تقدیر مین ہماری یہ رنج وملال لکھے تھے کہ تمکو اس حال سے دریاے خون مین غوطہ مارتے دیکھین انشاء اللہ آج وہ تلوار چلے کہ ترک فلک بھی تھرا جائے ہر مرتبہ چاہتے تھے فولاد بدنہاد پر جا پڑین وہ لاکھون مین اکیلے قاسم کو بھی بچاتے تھے کبھی جھپٹ کے چاہتے تھے کہ **ملکہ سیمین عذار** صنوبر قد کو رہا کردین اپنے مرکب پر لا دین پھر ساتھ سے لڑین مگر فولاد بدنہاد نے بڑھکر ہاتھ مارا سر شہزادے کا زخمی ہوا دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بلبلا ہاتھ سینے پر قاسم کے رکھدیا دونو ہاتھ سے تلوارین مار رہے ہین کفار کو اُس حال پُر ملال مین بھی للکار رہے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا انکے بھائی کا یعنی ہاشم تیغ زن نعرۂ ہاشم منم شیر دل صفدر وصف شکن + یل نامور ہاشم تیغ زن + دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم رستم بن [illegible] مغرب فرامرز عاد مغربی نعرۂ فرامرز عاد + جہان پہلوانم یل نامدار + پسر خواندہ شاہ اشقر سوار + بمیدان مردی بجو رستم نژاد + شہنشاہ مغرب فرامرز عاد + ایک طرف سے نعرۂ داراب کشور کشا کا ہوا نعرۂ داراب + یل نامور شیر دشت دغا + شہنشاہ داراب کشور کشا + ایک طرف سے نعرہ ہوا شاہزادہ جمہور کا نعرۂ جمہور نامم شدہ در ملک جوانان تہمتن + جمہور جہان سوز شہنشاہ تبرزن + ایک طرف سے نعرہ ہوا مالک اژدر کا نعرۂ مالک اژدرم مالک اژدر خشم کین + سپہدار در لشکر اہل دین + بیابیا نیزہ گیرم ز رستم خراج + ستانم ز ترک فلک تخت و تاج + ایک طرف سے نعرہ ہوا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر ہما اوج رفعت شاہباز عرصۂ دلیری کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ ایک سمت سے بہرام گرد بن خاقان چین کا نعرہ ہوا نعرۂ بہرام + منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین غرض واضح ہو کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت باغ سے فرداً فرداً آنے آتے ہی جابجا گھر گئے مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان شیرانہ شمشیر زنی کرکے قریب علمشاہ و قاسم کے پہونچ گئے ایک طرف نور الدہر ایک جانب انکا سردار شیر بیشۂ کلمنگان صاحب سطوت گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور یہ دونون جوان بصد شوکت و شان گرد علمشاہ و قاسم کے پھر رہے ہین زخم کھاتے ہین مگر انکو بچاتے ہین فولاد فولاد شکن گینڈے پر سوار ہوا ہے دو دو من کا تیغہ ہاتھ مین سرداروں کو زخمی کرتا پھرتا ہے فوج اس بیحیائی بیحساب چہار طرف سے مصروف جنگ ہے مگر دل سے کہتا ہے اور فولاد قون مختیار کی کرسی نشین ہوا وہ کہتا تھا کہ ان مسلمانوں کا مثل چیونٹیون کے تانتا بندھ جاتا ہے حقیقت مین یہ رنگ سے ہر سر آمادۂ جنگ ہے حقیقت مین بلاے روزگار ہین مرنے پر تیار رہتے ہین اور ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سب سردار و عقب باغ سے ہو کے تھے مین ایک ایک غول مین ایک ایک سردار لڑ رہا ہے قیامت کا معرکہ پڑ رہا ہے اور بختیارک نے جبکہ ہنگامہ دیکھا تو گھبرایا

پر آیا ساتھ لاکھ کوہی ملازمان فولاد کمر بندی کر چکے ہین بختیارک نے یہ انتظام کیا کہ اُن سب سے کہا یارو فرزندان حمزۂ عرب بجوش و غضب اور چند سردار اندر باغ کے پشت پر سے پہونچ گئے ہین اگر تم یہان پر سے جا دو گے مدد اسلام کی نہ پہونچنے پائیگی تو وہ سب اندر والی قتل ہو جائینگے تیغ بیدریغ فولاد سے پناہ نہ پائینگے یہان تو اس بہیا نے فوج کو یون سمجھایا جیسے دیوارین لوہے کی ہوتی ہین اور آپ خچر پر سوار ہوکر بھاگا جاکر لقا کو خبر دی کہ یا خداوند آج قیامت کی لڑائی پڑی ہی آپ بھی جلدی سوار ہوجیے مع فوج چلکر شریک ہونا مناسب ہی لقا فوراً تخت پر سوار ہوا اب تو لشکر بیشمار تیار ہی فوج دریا موج کو لقا لیکر چلا قریب باغ کے نہ پہونچا تھا کہ ایکطرف سے لشکر اسلام کے گرد اُڑی اہلیان فوج لقا نے دیکھا کہ نزارے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان فیل میمونہ مبارک پر سوار گرز کاندھے پر بیچ مین نو لاکھ ہندیون کے سامنے نمایان ہوے بختیارک نے فوج والون کو آواز دی کہ خبردار یہ فوج آگے بڑھنے نپاے جلدان ہندیون کو یہین روک لو چہار طرف سے سنجانی و باختری و مشتری و حصاری فوج لندھور پر آپڑے ہندیون سے تلوار چلنے لگی لندھور بن سعدان کو رک جانے کا بڑا قلق ہی نعرہ کرکے فوج لقا سے لڑنے لگا نعرۂ لندھور

منم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گردان
شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان
فلک شد بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من
بقیصر نام بود صد ہزار و نام ہندوستان

لندھور لڑتا بھڑتا ہوا چلا جاتا ہی کہ باغ کی طرف نکل جاؤن مگر فوج لقا مثل مور و ملخ کے ہی نکلنا دشوار ہو گیا مگر ہندیون نے لاش پر لاش گرا دی کہ یکایک لندھور نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر دار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جیسے لندھور سے اور امیر سے آنکھ چار ہوئی لندھور نے دیکھا کہ صاحبقران کا عجیب حال ہی معلوم ہوتا ہی کہ قلب ہجوم غم و ملال ہی غصے سے چہرہ لال ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گرد و غبار مین اٹے ہوے لندھور کو صاحبقران نے آواز دی ای جانشین من میرے فرزندون پر کیا گذری کیا آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی لندھور نے کہا ای آقا خدا نہ کرے کہ آپ ملول ہون غلامان شہنشاہی کو کبھی رنج و غم نہ حصول ہو وہ سب شاہزادے اندر باغ کے مصروف جنگ ہین مجھے راہ مین اس لقا کے لشکر نے روک لیا غلام مجبور ہو کر لڑنے لگا قالب خاکی یہان روح وہان ہی وہ آفتاب عالمتاب شہریاری آنکھون سے نہان ہی حضور اس لڑائی کو روکین غلام ادھر لڑتا بھڑتا ہوا جاتا ہی جس طرح بنتا ہی اپنے کو ان شیرون تک پہنچاتا ہی صاحبقران زمان عقرب سلیمانی کھینچکر لشکر لقا پر آپڑے لڑنے لگے طرف سے لشکر اسلام کے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر مع تمام لشکر اسلام و مع تاجداران نامدار و غازیان تہور شعار پیدا ہوئے بادشاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صاحبقران زمان و لندھور بن سعدان لشکر لقا سے لڑ رہے ہین فرزندان صاحبقران مین سے کوئی شیر دل اس مقام پر نہین ہی بادشاہ نے غصے مین مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس دہم
فروزندۂ تاج و تخت کیان | چراغ شبستان **صاحبقران**
منم **سعد** فرزند **قباد** شاہ | شہنشاہ اسلام عالم پناہ

بس بادشاہ جمجاہ مع تاجداران جلیل مثل عزرائیل فوج کفار پر گرے شمشیر زدن میں لاش پر لاش سر پر سر دھڑ پر دھڑ گرا دیے باحسرت سامنے مسلمانوں کے بھاگنے لگے سعد بن قباد جب ہاتھ تلوار کا اٹھاتے ہیں سات سو تاجداروں کی تلوار مثل برق کے چمک کر بلند ہوتی ہے جب بادشاہ کا ہاتھ پڑتا ہے کل تاجداروں کی تلوار برابر سر دشمن پر چلتی ہے شمع حیات کفر جلتی ہے سات سو سر لٹے خون کے ایک مرتبہ بلند ہوتے ہیں سات سو کافر ایک مرتبہ داخل جہنم ہوتے ہیں سات سو مرکب کوتل ایک مرتبہ ہنہنا کر بھاگتے ہیں چار پانچ حملوں میں بادشاہ نے قیامت برپا کر دی ہے لندھور نے جو ذرا مہلت پائی لڑتا ہوا قریب باغ کے پہونچا دیکھا در باغ پر صفیں مثل سد سکندری جمی ہیں علمہائے سیاہ کے پھریرے کھلے ہیں اندر باغ کے نعرۂ فرزندان **صاحبقران** کی آواز آتی ہے صدا سے شیران دشت نبرد کے زمین تھراتی ہے پس لندھور بن سعدان نے آکر سامنے اون کافروں کے نعرہ کیا او نامردو سامنے سے ہٹ جاؤ در باغ کا راستہ دو ورنہ خون سے دریا بہا دونگا پہلے سے نعرہ صاحبقران کی بھی آواز آئی اور صدا دی کہ اے جانشین من اپنے کو جلد الجھ کر باغ میں پہونچاؤ میں بھی آ پہونچا لندھور نے جو اپنے پشت پناہ کو آتے ہوئے دیکھا فیل ہمو نہ مبارک کو بڑھایا کوہیون نے دیکھا کہ تین پہاڑ جنبش میں ہیں ایک فیل ہے دوسرے قد و قامت لندھور اسی ابرنج کا اس قد و قامت پر چہرہ مثل آفتاب جہانتاب لندھور کا نام نامی ہے دیکھے لندھور کھڑا ہے لندھور مرد تنو مند ھو یعنی نیر اعظم یعنے آفتاب تیغ مثل کوہ گران کے اٹھارہ سو من کا گرز گران سنگ آسمان دو گز ہشت پہلو کاندھے پر اس جوان خوشرو کے دیکھ کر ہوش و حواس کوہیون کے باختہ ہو گئے اور پہلو میں لندھور کے دست راست پر نور نظر فرہاد خان یا ضربی گردن مست پر سوار چوبدست آہنی کو گردش دیتا ہوا جھومپر ہاتھ ڈالے ہوئے لڑ رہا ہے دوسری جانب شاہزادہ ارشیون پریزاد مشابہ بصورت لندھور فیل مست پر سوار تیغ برق مثال ہاتھ میں عقب میں نو لاکھ ہندی کھماچی جنگ ستانہ کرتے ہوئے دم جرأت کا بھرتے ہوئے یوں فوج کو بیدیان پر گرے جیسے شیر نر ریوڑ گوسفند ان میں آ جاتا ہے شکار کرنے لگے پس لندھور ہاتھی بڑھاتا ہوا قریب پھاٹک کے پہونچا کوہیون نے پھاٹک بند کر لیا لندھور نے پیچھے فیل کو ہٹا کر زبان ہندی میں بری جی ودھنت کہکر اشارہ کیا فیل نے جھپٹ کر پھاٹک پر ٹکر ماری پھاٹک گرا لندھور اندر گھسا ایک طرف سے **صاحبقران** جنگ ستانہ کرتے ہوئے پہونچے ایک جانب سے بادشاہ جمجاہ مع فوج آ گئے عقب سے لشکر **لقا** پہونچا اب تو دیواریں باغ کی پامال ہو گئیں میدان وسیع مردان عالم کو ملا اب بخوبی لشکر اسلام اور لشکر کفار آپس میں مل گئے ایک طرف سے سرداران **لقا** پہلوانان فولاد فولاد شکن فوجیں مثل مور و ملخ آپس میں مثل آب شور و شیریں و نور و ظلمت بصد شوکت و ہیبت مل گئیں برق شمشیر چمکنے لگی

نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا سر بسر | پڑی چوب نقارہ رزم پر
وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا

وہ باجون کا غل دشت مین جابجا
جوانان لشکر کا ہو کیا شمار
شجاعت مین رستم تو ہیبت مین دیو
جلال انکو آئے دم جنگ اگر
سپر انکی یا پارہ ہائے جبال
نہ آیا کبھی انکی جرأت مین فرق
نیستان جرأت کے غرندہ شیر
لڑائی وہ گھمسان کی الحذر
ہوے طائر تیر اُڑکر ہوا
کسی کے پڑا سینے پر آکے تیر
کوئی گرز کھاکر ہوا نیم جان
کسی کا کلائی سے ہاتھ اڑگیا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا
رہی پھر نہ اُس دم کسیکے حواس
چلی یون سپاہ گران کی بھیر
کواکب سے بھی تھے زیادہ سوار
پیادے بھی تھے مثل مور و ملخ
تو شق دشمنون کا ہو ڈر سے جگر
وہ تھی اُنکی زور آوری سربسر
سراپا تھے دریاے آہن مین غرق
گلستان ہمت کے روشن چراغ
بگیر و بزن کی صدا سربسر
سمین برق شمشیر کی تھی چمک
کوئی سہم کر ہوگیا گوشہ گیر
تبر سے کسی کا ہوا سر شگاف
کسی کا لڑائی مین رُخ مڑگیا
کوئی ہاتھ پالٹ کا کھاکر گرا
ہوا دو طرف لشکرون مین ہراس
زمین چھپ گئی زیر افلاک پیر
رسالون مین ایک ایک تھا مثل گیو
جو اکدم مین اُلٹین زمین بلخ
وہ قوت وہ طاقت میان جدال
کہ رستم بھی تھا زال پیش نظر
شجاع و قوی و جری و دلیر
گل زخم کھاکر ہوے باغ باغ
چمکتے تھے نیزون کے پھل جابجا
کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کسی کے لگا نیزہ جانستان
کوئی تیغ سے دو ہوا تا بہ ناف
کسی کا کہین نصف چہرہ کٹا
طمانچے کی ضرب اک اٹھاکر گرا
مگر دارائے ہند لندھور بن سعدان

بصد شوکت ہزاران جرأت اُس مقام پر لڑتا ہوا آیا جہان نخل مین ملکہ سمین عذار صنوبر قد معشوقۂ ایرج نوجوان بندھی ہی ایک سمت قاسم زخمون مین چور چور ہو کر گرے ہین زمین پر بیہوش پڑے ہین علمشاہ نوجوان نے زخمی ہو کے زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین ایک ہاتھ قاسم نوجوان کے سینے پر بمحبت ایک ہاتھ سے کافرونکو ہٹا رہے ہین زخم کھا رہے ہین اُس مقام پر کل فرزندان صاحبقران گھوڑون سے کود کود کر جم گئے ہین چاہتے ہین علمشاہ و قاسم کو کسی طرح اٹھا لین مگر اس گھمسان کی تلوار چل رہی ہی کہ قدم بڑھانا دشوار ہی فولاد فولاد شکن مثل فیل مست دو سو من کا تیغہ کھینچے ہوے جس پر جا پڑتا ہی اُسکے وار کا روکنا مشکل ہوتا ہی ہر چند کہ اس بیچارے نے بھی زخم اچھے اچھے سو کھائے ہین لیکن ایسے ایسے زخمون کو کب مانتا ہی لڑائی کو کھیل جانتا ہی بس لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران کا یہ حال دیکھ کر ہاتھی سے کود پڑے گرز کو گردش دیتے ہوے قریب علمشاہ آ کے پہنچے علمشاہ کی آنکھ شدت زخمداری سے کبھی بند ہو جاتی ہی کبھی گھبرا کر آنکھ کھول دیتے ہین لندھور نے جو نعرہ کیا اے رستم زمان علمشاہ نوجوان نور نگاہ صاحبقران بابا ہوشیار رہو یہ خدمتگزار آ پہنچا علمشاہ نوجوان نے بصداے لندھور سنکر آنکھ کھولی فرمایا اے عم نامدار آپکی جرأت و شوکت پر نثار ماشاء اللہ کیا کہنا مگر ہم مرد ہین اگر قتل ہوے تو کیا لاشہ پڑا رہا

تو کیا پروا سب طرح اسکا فضل شریک حال ہو دیکھیے قاسم بیہوش پڑا ہی اسکا بچنا محال ہے بموجب مضمون مصرع ع ہر چہ رود بر سر ما تکیہ پسند ہی رواست * مگر انسان جو کچھہ کرتا ہی برائے ننگ ناموس عورت کا مقدمہ بہت نازک ہے اول بڑھکر معشوقۂ ایرج نوجوان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو چھڑا لیجیے اپنی بہو کے پاس جا بیٹھیے اُس کشتۂ حسرت و یاس کی یہ نشانی ہی حقیقت مین مبتلاے بلاے آسمانی ہی اسکے سہارے ہماری زندگی ہوگی اُسکے حال زار پر رحم فرمائیے ہماری طرف نہ آئیے ہم تو اب رخصت ہوتے ہین بعد اختتام جنگ اگر موقع پائیے گا ہماری اور قاسم اور ایرج کی لاش ساتھہ اُٹھائیے گا وصیت آخر یہ ہی کہ تینون قبرین ایک ہی مقام پر بنائیے گا تا آئندہ کو دندہ دیکھین کہ پیرزمین لیٹے ساتھہ اپنے شیرون کے جان دی اِس غم جانکاہ کی فلک کو برداشت نہو ئی مگر وہ سخت جان ہون کہ روح جسم سے نہین نکلتی حسرتین لیکے پردۂ دنیا سے جاتے ہین اِس کلام حسرت انجام سے علمشاہ کے لندھور کا کلیجہ پھٹا گیا گرز کو ترح دینا شروع کیا سیکڑون کے سر پھٹے خود بھی زخم کھائے مگر قدم اُس جگہہ سے نہ ہٹے کس ساکھے سے لندھور نے اُس مقام پر جنگ کی کیا عجب تھا کہ زبان تیر اور کلہ عمود سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو علم سرو قد برائے تعظیم لندھور اُٹھے ترکش منھ کھولکر رہگئے شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین بہ رزم و میدید و میگفت آفرین صد آفرین *

لندھور بن سعدان نے جان دیکر اپنے کو قریب اُس نخل کے پہونچایا کمندین کاٹین ملکہ کو گود مین لیا اُس دختر عصمت و عفت نے آنکھین کھولکر آواز دی اے شخص تو کون ہی میرے جسم مین ہاتھہ لگاتا ہی مینے اپنے کو ناموس حضرت خلیل الرحمان مین داخل کیا ہی علاوہ اسکے جسم میرا کوڑونکی ضرب سے پاش پاش ہی کنیز کو موت کی تلاش ہے اے شخص خوف خدا کر میرے تن سے ہاتھہ نہ بھر لندھور نے اس بیان پر ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی اور کہا بی بی تمھارا خدمتگزار ہون امیر با توقیر کا پرانا سردار ہون لندھور بن سعدان میرا نام ہی لڑ بھڑ کر تم تک آیا ہون ذرا آنکھین کھولکر دیکھو کس شخص نے تمھارے واسطے جان دی قاسم نوجوان کا لاشہ پڑا ہے علمشاہ پڑا ہوا دریائے خون مین غوطہ مار رہا ہی مینے چاہا اُن زخمیان تیغ جفا کو پہلے اُٹھا لون ایرج کے جد نامدار علمشاہ عالی وقار نے ایسی مصیبت کے وقت کے روح قالب سے نکلا چاہتی ہے یہ جواب دیا کہ پہلے ہماری بہو کو رہا کر دو بی بی مین آپ پہونچا میری نور نظر بیٹی تمکو نامحرم سمجھا تو بیٹی شاہزادہ ایرج اور اُنکے والد قاسم شیردل کو گودیون مین پالا ہی پرانا خیرخواہ ہون کل حالات صاحبقران زمان سے آگاہ ہون ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے آنکھین کھولکر روئی لندھور بن سعدان کو دیکھا کہ جسم تمام فوارہ خون کا بنا ہوا ہے بدن تیرون سے مثل غربال کے چھنا ہوا ہی پوچھا کہ اے جد عالی تبار ہمارے وارث کی بھی کسی نے خبر لی اُس کشتۂ حسرت و یاس پر کیا گذری ہائے مین اپنے وارث کو رونے بھی نہ پائی یہ کہکر دونون کلائیان کہ الماس کے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے گلے مین لندھور کے ڈالدین بیہوش ہوگئی منکا ڈھل گیا معلوم ہوتا تھا کہ دشمنون کا دم نکل گیا اب لندھور نے آگے بڑھکر اپنے بیٹے فرہاد خان وارشیون بربزاد کو آواز دی کہ جاکر کمندین ان بیبیون کو ڈیرے جانکا

خوف نہ کرو ہاتھی لاکر بٹھا دو خبردار عرصہ نہو وہ شیر لڑتے ہوے قریب آئے پیدل ہوے ہاتھی کو بٹھایا پہلے ملکہ کو ہودے مین ڈالا اب جھک کر لندھور نے **قاسم و علمشاہ** کو اوٹھایا اُسی ہاتھی پر انکو بھی مثل مردے کے ڈالدیا دونون بیٹون سے کہا دونون طرف سے جھول کو تھام لو حق پدری ادا کرو خبردار یہ مقدمہ ناموس کا ہو جبتک زندہ رہنا کسی ہیبا کو ہاتھی کے قریب نہ آنے دینا اگر قتل ہو جاوگے سعادت دارین پاؤ گے تا روز قیامت نام رہیگا ہر بہادر تمکو جانباز اور سرفروش کہیگا بیٹا قبرون پر میلے ہونگے صاحبان مراد مراد مانگنے آئینگے یقین کامل ہو کہ یہی خواہش دل آشفتہ ہے مستفیض ہونگے اور اگر ہو سکے تو میرا خیال نکرو ہاتھی کو ساتھ لیکر لڑتے بھرتے نکل جاؤ یہ کہکر لندھور اپنے مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوا اپنے سرداران کو بھی یہی حکم دیا کہ یارو میرا خیال نہ کرنا ہمارا افسر قتل ہوگا اسکا ملال نہ کرنا ہاتھی کو بیچ مین لیلو سب جوانان ہندی تلوارین کھینچکر اُس معرکۂ قیامت خیز مین لڑتے ہوے ہاتھی کے ساتھ ہٹے کہ **صاحبقران** زمان لڑتے بھڑتے یگانہ ملکانہ رستمانہ صفون کو پامال کرتے ہوے اُس مقام پر پہنچے جواہر بن **عمرو** رکاب سعادت انتساب سے لپٹا ہوا خنجر ہاتھ مین لئے شیدائی کرتا ہوا ساتھ ہو امیر با توقیر فرما رہے تھے کہ اے جواہر یہ کیسا لڑتے ہے کیا **علمشاہ** و قاسم کے دشمن مارے گئے اب اسوقت مجکو آنکھون سے نہین سوجھتا ذرا خبر تو لے جواہر نے چلا کر رکاب چھوڑون بڑی دریافت خبر جاؤن کہ دیکھا سرداران ہندوستان بصد شوکت و شان ہاتھی کو بیچ مین لیے ہوے لڑتے ہوے آتے ہین اور **علمشاہ** اور **قاسم** مثل مردے کے ہودے مین پڑے ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد پر تو لندھور بن سعدان نے اپنا دوشالہ ڈالدیا تھا کہ نامحرم کی نگاہ نہ پڑے وہ تو مخفی تھے مگر ان شیرون پر نگاہ پڑی **صاحبقران** زمان نے آواز دی یارو یہ کیا معرکہ ہے جواہر نے بڑھکر مفصل خبر دریافت کی قریب آکر عرض پرداز ہوا کہ اے شہریار لندھور نے بڑا کار نمایان کیا **علمشاہ** و قاسم زخمی ہوکر قریب اُس محل کے گرے تھے کہ جسمین ملکہ **سیمین** عذار صنوبر قد بندھی تھی **لندھور** نے ملکہ سالم کو بھی رہا کیا ان شیرون کو عماری مین اُٹھایا آپ شبرنگ تازی پر سوار ہوکر برائے مقابلہ **فولاد** فولاد شکن گیا ہو ملاحظہ فرمائیے کہ ارشیون پر یزداد و **فرہاد خان یکضربی** پیدل جھول پر ہاتھ ڈالے ہوے لڑ رہے ہین صاحبقران زمان نے ہاتھ اُٹھاکر فرمایا اے پروردگار لندھور نے میرے فرزندون کو بچایا تو بھی اپنے کلیجے کے ٹکڑون کو صحیح و سالم پائے یہ فرماکر آگے بڑھے بادشاہ جمجاہ بھی لڑتے ہوے چلے آتے ہین اب وہ وقت قیامت ہے کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہین پہچانتا جا بجا لاشون کے انبار ملازمان **فولاد** غدار جانبازی اور سرفروشی کر رہے ہین اُس ہنگامہ مین نقیب جانبین کے آوازین لگا رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بلیت روز جنگ است جنگ باید کرد کوشش نام و ننگ باید کرد اے ہمراہان عالم یہ میدان کارزار ہی اپنے بزرگون کا نام روشن کرو صف شکن ہو تیغ زن ہو دیکھین اس معرکے مین کون سرخرو ہوتا ہے کون آبرو کھوتا ہے یارو دنیا ناپائدار ہے زندگی کا کیا اعتبار ہے دارا و کیقباد و جمشید و سکندر صاحب حشم و ضحاک ماردوش عمر بھر باد نخوت سے مدہوش رہا ہزار سال سلطنت کی آخر یہ سب کیا ہوے خاک کے پتلے تھے خاک مین مل گئے بند مخمسہ

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے مقابر جتنے دیکھے ہم نے خستی پایمالی سے تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسجا مضمون خیالی تھے مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

دنیاے فانی مقام عبرت نہ جاے عیش و عشرت ہے آئینہ وقف حیرت ہے **مسدس**

ہمنے دیکھا ہے تواریخ مین اے اہل نظر ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہے اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

مادرہ ہیچ ندانیم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست دل بے خبریم

شعر تردد کیا تمہین اے ساکنان ملک ہستی ہے ٭ عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے ٭ آوازین نقیب و کڑکیت کی ہین کہ مردان عالم زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا لندھور بن سعدان لڑتا ہوا کوہیون کو قتل کرتا ہوا قریب فولاد فولادشکن پہونچ گیا اور للکارا کہ او نامردین آپہونچا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ فولاد فولادشکن بھی لندھور کے مقابلہ مین پہونچا فولاد فولادشکن نے ہاتھ مارا لندھور نے سپر کو چہرے کی پناہ دیا قصد یہ تھا کہ لپٹ جاؤن تلوار اس ملعون کی چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھاؤن مگر اتفاق قضا و قدر ایک کوہی نے لندھور کے شانے پر نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا سنان نیزہ استخوان کو توڑ کر پار گذر گئی لندھور نے پلٹ کر اسکو ہاتھ مارا وہ تو واصل جہنم ہوا مگر فولاد کا تیغہ چل گیا سر لندھور پر پڑا خود کو کاٹ کر تا دوابرو پہونچا زخم کاری کھایا بازو مین سنان نیزہ سر پر زخم کاری سنان نیزے کو شانے سے نکالا خون کا فوارہ بلند ہوا قریب تھا کہ گھوڑے سے گرے ضبط کر کے اپنے کو روکا فولاد فولادشکن نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون اُسوقت لندھور پر ہراس طاری ہے کہ سر سے چادر خون چہرے پر آئی ہے دریاے خون مین نہا چکے ہین آنکھون سے نہین سوجھتا اور فولاد فولادشکن مثل دیو خشمناک مکار بیباک زخمی دیکھکر بڑھا ہے بس صاحبقران نے جو دور سے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا **شعر مصنف** منم سرکن لشکر کافران ٭ بیشہ شیم نگون شد سر کافران ٭ او نامرد ازلی کوئی زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہے خبردار ہاتھ کو روک لے کہ مین آپہونچا یہ کہکر پشت اشقر پر کوڑا مارا اشقر دیوزاد نے مثل غزال صحرائی جست کی بیچ مین آکر تھما لندھور کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کردیا اُس مردود نے وہی تیغہ خون آلود سر صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر جتنی تلوار کی بار ہوتے لڑ رہی ہوئی تھی جب تیغہ قریب سر پہونچا تھپکی ماری تیغہ فولاد کا پڑ پڑا صاحبقران زمان نے جھپٹ کر ہاتھ بڑھا کر کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کر کے جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی

کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے نعرہ کیا **نظم**
یکے نعرہ زد میر منزل مہمان کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف

یکے نعرہ زد آن بحلقش بدر
کہ آہن دلی را دریدہ جگر

صاحبقران زمان نے زور جو کیا اس دیو خصال کوہ مثال کو تاش زین سے اکھیڑا دست حق پرست پر بلند کیا تمام اہالیان لشکر نے دیکھا کہ صاحبقران نے آنکے فولاد فولاد شکن کو اٹھالیا چاہا کہ چرخ دون رکابون کو خالی کرون اشقر دیوزاد سے اترون اس ہیجائی مشکین باندھون مگر کوہی چہار طرف سے ٹوٹ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا ادھر سے ملازمان صاحبقران ادھر سے تمام کوہی اپنے افسر کے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوے **بیت**

خروشی بر آمد بگیر و بگیر
یکے خورد نیزہ یکے خورد تیر

قطعہ

ہزارون کے لاشے زمین پر گرے
ہزارون کے منھ جنگ سے تھے پھرے
بہادران پہ دریاے خون اسقدر
کہ گھوڑون کے سم ہوگئے تر بتر
تڑاق عمودان سے رن ہل گیا
ہر اک پہلوان خاک مین مل گیا
روان خون کا دریا ہوا بیحساب
کہ سر تکے پیرے قشکل حباب
چپقا چاق خنجر سے کانپا فلاک
زمین کو ہوا زلزلہ زیر تاب
ہوا حشر تیغون کی جھنکار سے
کہ طائر اڑے خوف سے دشت کے

اس قیامت کی اس مقام پر تلوار چلی کہ دور تک خون کی ندی بہی سیر بین جو مردان عالم کی اس دریاے خون مین گرین یہی ظاہر ہوتا تھا کہ چھوون نے دریا سے منھ نکالا تلوارین جو ہاتھ سے مردان عالم کے چھوٹین گویا مچھلیان شناوری کر رہی تھین گرز و تبر نہنگان دریائی کا عالم خون کا دریا جوش پر سیدم ترکشون سے تیر جو زمین پر گرے گویا زمین کے رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے صاحبقران زمان نے ہر چند چاہا کہ فولاد فولاد شکن کو سنبھالون مگر اسقدر تلوارین پڑین کہ آخر فولاد ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا کوہی جان دیکر ٹوٹ پڑے جسطرح بن پڑا اٹھالے گئے اب جو صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا داماد ہند لندھور بن سعدان دریاے خون مین غرق گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے ایک شاخ نخل پر ہاتھ کثرت زخمداری سے جھوم رہا ہے مگر جوش جرأت سے قبضہ شمشیر کو چھوڑا نہین صاحبقران گھوڑے پر سے کود پڑے لندھور کو گود مین اٹھالیا ہوادار پر سوار کیا اب لندھور کو غش آگیا صاحبقران زمان نے اسفندیار شاہ گیلانی اپنے فرزند کو آواز دی اے راحت جان عم نامدار نے تمہارے کار نمایان کیے مگر کثرت زخمداری سے بیہوش ہین انکے ہوادار کے قریب رہو فولاد فولاد شکن کو کوہی اٹھالے گئے یقین تو ہے کہ وہ قابل جنگ نہو مگر اسکے ساتھ کے کوہی قیامت برپا کر رہے ہین بڑے جوش و خروش سے آمادہ جنگ ہین بیشک یہ کوہی بحر جرأت کے نہنگ ہین دیکھو وہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام پر بلوہ ہے فوج لقانی گھیرے ہے مین اسطرف جاتا ہون اسفندیار شاہ گیلانی نے بحکم صاحبقران پاے ہوادار کے ہاتھ دھریا اٹھتے ہوے ایک طرف چلے مگر صاحبقران ایک سامنے کو شکست دے کے چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دیکھا از شیون پر بزاد و فرہاد خان ایک ضربی جنگجو لندھور نے ہاتھی کے ساتھ کیا تھا جھول تمام کر اسقدر لڑے کہ زخمون مین چور چور ہوگئے ہاتھی ایک مقام پر تھم گیا کفار نے آگے نہ بڑھنے دیا ہزار ہا ہندیون نے شمشیر زنی کرکے

اپنی جان دی گرد ہاتھی کے صدہا لاشہ تڑپ رہا ہی لالہ زار کھلا ہوا ہی کفار کا قصد ہے کہ ہاتھی کو اپنے قبضے مین کرین فرہاد خان یک ضربی وار شیون پریزاد نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین مگر ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہی ابھی تک کسی کو قریب نہین آنے دیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی اے فرزند و مرحبا صد مرحبا جرات جوہر یہی ہے کیا مردانگی دکھائی دونون نے اُس حال مین جھک کر سلام کیا آواز دی حضور آپ قریب آئین غلامان جان نثار رخصت ہوتے ہین مگر اس حسرت پر روتے ہین کہ بابا جان نے ناموس نور نگاہ حضور کو ہمارے سپرد کیا تا بہ لشکر نہ پہونچا سکے اجل قریب آگئی زندگی اسی قدر تھی صاحبقران زمان گھوڑے کو اُڑا کر قریب آئے ہاتھی کو بٹھایا فرہاد خان وار شیون پریزاد کو بھی ہاتھی پر لادا آپ گرد ہاتھی کے پھر کر لڑنے لگے سردارون نے جو نعرہ صاحبقران کی صدا سُنی جنگ کنان اسی مقام پر آگئے اب کس کی مجال ہی کہ قریب ہاتھی کے آسکے یا جرات دکھا سکے جو بڑھا افسرون نے جھپٹ کے ہاتھ مارا کافر شعلہ شمشیر سے جل گیا اس لطف سے صاحبقران شمشیر زنی کر رہے ہین سردار آوازین دیتے ہین کہ اے شہریار ناشاد اسد

قطعہ

چشم دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملائین
خون اترا رہے آنکھون مین لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی برش کا اثر
کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہون بردوش

اب صاحبقران زمان لڑتے ہوے کنارے تک فوج کے پہونچ گئے ہر سردار یہی ترغیب دے رہا ہی کہ حضور اب نکل چلین چار جوانان شیر دل دو نور نظر حضور کے دو پارۂ جگر لندھور کے علاوہ انکے ناموس شہنشاہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اس ہاتھی پر ہین اگر یہ جنگ قائم رہی اور کفار نے فرار پر قرار نہ کیا تو یہی آکر شریک جنگ ہونگے امیر کو یہ قول مردان عالم کا پسند آیا لڑتے ہوے طرف لشکر کے چلے اگر کفار نے تعاقب کیا پلٹ کر شمشیر زنی کی پھر بڑھے مگر یہان بادشاہ جمجاہ فوج لقا مین آمادۂ حرب دیکھا۔ ہین بختیارک فوج کو ترغیب دے رہا ہی بختیارک نے ایک جانب دیکھا کہ ایک صف مین شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان روح روان لشکر اسلام اس جوش و خروش سے جنگ مین مصروف ہی بڑے بڑے پہلوانونکو مارا نامی اہلیان لشکر لقا کو للکارا بزدلے سامنے سے اُس شیر کے بھاگتے پھرتے ہین بس بختیارک نے عیارون کو قریب بلایا مہتر وسواس سے کہا دیکھو تو نبیرہ حمزہ کیا قیامت برپا کر رہا ہی کمند اندازون کو لیجا حیلے سے نبے نور الدہر کو گرفتار کرے وسواس بموجب حکم بختیارک چار سو کمند اندازون کو ساتھ لیکر اُس غول مین آیا جہان شاہزادۂ نور الدہر مصروف جنگ تھے ایک سانے کو اشارہ کیا ذرا نور الدہر کو سیانہ دکھاؤ ان سپاہیون نے یہی کیا کئی پہلوان ٹوک کر سامنے گئے تلوارین چمکا کے بھاگے نور الدہر نے تعاقب کیا قریب ایک نخلستان کے پہونچے تھے وسواس نے عیارون کو اشارہ کیا چار سو حلقہ کمند کا نور الدہر پر ایک مرتبہ

حلقے کمند کے گردن اور کمر میں پڑے شاہزادہ مجبور ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرا چار سو پیک شاہزادے پر ٹوٹ پڑے نور الدہر نے اس حال میں بھی کسی کو گھونسا کسی کو لات کسی کا سر کھینچ لیا چالیس پچاس عیار مارے آخر گر کے بیہوش ہوئے وسواس نے کمندوں میں باندھ لیا ساتھ والوں سے کہا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے باغ بینا میں چھپا کے لیجاؤ مسلسل کر کے کسی مکان میں قید کر دو جب خداوند پلٹ کر آئینگے تو اسوقت سمجھا جائیگا عیار شاہزادگان کو لیکر روانہ ہوئے اس حال سے عیاران لشکر اسلام و سرداران عالیمقام بالکل آگاہ نہوئے مگر سردار نور الدہر سبز بر بیشۂ کلنگاں صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور و صفدران ماہ منظر و دریاج دردگوش و افسکاش کشیدہ رو و زرہاب خان و بیچن خان و کیوان انجم سپاہ و سہیل ستارہ حشم وغیرہ سرداران نور الدہر و شبرنگ بن عمرو عیار یہ سنکے سب جنگ میں ایک مقام پر مصروف ہیں کہ دیکھا مرکب شاہزادے کا موسوم بہ اسپ پریوش باگیں کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا خون سے تمام جسم گلنار ایک مقام پر کوتل کھڑا ہوا ہے شبرنگ نے جاکر مرکب کو تھاما روتا ہوا سامنے طہماس وغیرہ کے آیا کہا صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن شاہزادے کے کام آئے مگر بہت تلاش کیا لاش کا پتا نہ ملا گھوڑا کوتل دستیاب ہوا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لڑنے میں کوئی گرفتار کر لے گیا ہے سرداران نور الدہر میں شور گریہ و زاری بلند ہوا شبرنگ نے سب کو سمجھایا کہ آپ سب صاحب صبر کریں اپنے وقت کے صاحبقران ہیں ایسے ایسے قران صعب انپر بہت پڑتے ہیں تمام کفار جان کے دشمن لقا پرست ہیں پروردگار اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہے سردار مجبور ہوکر خاموش ہوئے مگر ظل اللہ سعد بن قباد والا نژاد لڑتے بھڑتے قریب تخت لقا پہونچے تھے بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن گرنے سے زمین کے بیہوش ہو چکا کوہی اسکو اٹھا کر لے گئے بادشاہ لڑتے بھڑتے چلے آتے ہیں جملہ سرداران نامی کا اب اسی مقام پر جاؤ ہے ایسا نہو کہ لقا پر کوئی افتاد پڑے سلیمان عنبر موی کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی وغیرہ بھی زخمی ہو چکے ہیں یہ سنے سوچکر طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر جدا ہوئے بادشاہ جمجاہ اپنے کشتوں کو اٹھواتے ہوئے سرداران زخمی کو تلاش کر کے ساتھ لیتے ہوئے اُسوقت لشکر میں پہونچے کہ صاحبقران نے لندھور و فرہاد خان یک ضربی و ارشیون مہر نژاد و علج و قاسم کو شفا خانے میں اُتروا دیا ہے زخمدوزی کی تدبیر ہونے لگی اور ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو لاکر محلات معلی میں داخل کیا تمام شاہزادیوں نے آنکھوں پر لیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد محل میں آکے بینے لگی کہ صاحبو میرے وارث کی مجکو کچھ خبر سناؤ کنیزوں نے بیان کیا بی بی نہ گھبراؤ خدا نے خیر کی سب سردار واسطے جنگ کے چلے گئے مگر ملیم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صباد عوجان دریاباری و سام بن عوجان و میعاد عاد رشک درنا گردن وغیرہ سرداران ایرج نوجوان کو جاکر اُٹھا لائے پروردگار نے اپنا فضل شریک

حال کیا وہ شبیر زندہ ہے ٹانکے وغیرہ دیے گئے ہین کل تک انشاء اللہ محل مین بھی آ جائیگا تو ملکہ **سیمین عذار صنوبر قد** نے جوش غم والم مین نام **ایرج** کا بحسرت لیا تھا خوشی کی جو خبر پائی سر جھکا لیا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان سے جاری ہوئے اشعار

مانند شانہ ہے خلش تیر جور روزگار
یارب دکھا جمال تمنا پھر ایکبار
پھر زار ہون مین صورت تصنیف مدیح مین
پیدا ہو مجھ مین صورت لالہ داغدار
گردن جھکاؤن مثل قلم التماس مین
مطلب کی دون خبر جو زبانسے ہو آشکار

حاصل ہے فصل زلف مجھے طول انتشار
آغوش مین مراد ہو لب پر ہون قہقہے
گھٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن اختصار
لپٹون بشکل پنجۂ ساقی سبو سے روز
چہرہ دکھاؤن صورت مضمون آبدار
غلطان ہین آپکے فہمیدہ ہون مین حجابات

امیدوار ہون دل مشتاق کی طرح
چھلکون بسان ساغر لبریز بار بار
دیکھا کرین حسین جہان جوش شوق مین
چھوٹون بسان دامن جانان ہزار بار
الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
پہونچون جو تا بہ گوش مخاطب ہو بیقرار

نگاہ بجا کرتی ہون کی واسطے سجدے کے جھکی عرض کی اے خالق زمین و زمان واے رب دو جہان کیا شکریہ تیرا ادا کرون

ابیات

اگر ہر موے من گردد زبانے
زتو رانم بہ ہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موے ز احسان تو گفتن

تمام شاہزادیان خدمت مین ملکہ **سیمین عذار** صنوبر قد کی مصروف ہین جسم کو خون سے پاک کیا لباس تبدیل کرایا دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ملکہ تو محلات معلی مین داخل ہے البتہ دیدار فرحت آثار ایرج نوجوان کی مشتاق مگر فرحت حاصل ہے سب طرح تسکین دل ہے ادھر جب **صاحبقران** زمان دربار مین آئے **جواہر بن عمرو** نے حال **ایرج** نوجوان کا عرض کیا کہ بفضل خدا صحیح و سالم ہین ٹانکے لگا کر پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھا دین مگر ابھی بیہوش ہین اسی اثنا مین **شہرنگ بن عمرو** نے عرض کی حضور نورالدہر کو یقین ہے کہ عیاران لشکر لقا عین جنگ مین گرفتار کرتے گئے امیر نے گھبرا کر فرمایا جلد جا کر دریافت کرو ایسا نہو **فولاد** فولاد شکن غصے مین قتل کر ڈالے عیاران لشکر اسلام واسطے خبر کے روانہ ہوئے اب دو کلمہ داستان لشکر کفار تحریر کیے جاتے ہین کہ لقا شکست کھا کر اپنی بارگاہ مین آیا **فولاد** فولاد شکن کو بھی ہوش آ چکا دربار مین تو آ کر بیٹھا مگر حجاب سے سر جھکائے پشت دست کاٹ رہا ہے ہونٹھ چاٹ رہا ہے **بختیارک** نے کہا اے پہلوان دوران اب رنج وملال بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہو چکا آخر کہین شادی کرتے اُسنے اپنا بر آپ تلاش کر لیا صاحب حسب و نسب نور نگاہ **امیر عرب** جرأت مین یکتا خداوند لقا کا نواسا اور اگر کچھ بدلا منظور ہے تو ہمنے جنگ مین شاہزادہ **نورالدہر بن بدیع الزمان** کو گرفتار کرا لیا ہے انکو قتل کیجیے **فولاد** غصے مین کانپنے لگا کہا ملا سجل یک تو خلاف جرأت مجھسے یہ ہوا کہ **ایرج** نوجوان کو عالم خواب مین جا کر زخمی کیا اب یہ کرون جسکو عیار مکر سے لائے ہون اسکے قتل کا حکم دون آپ کا گنہگار ہے قدرت کو قتل کا اور عدم قتل کا اختیار رہی مین اپنی بابت کچھ نہ کہونگا مگر اتنا چاہتا ہون کہ **سیمین عذار** صنوبر قد کسی طرح میرے قبضے مین آ جائے پھر اگر ایک مسلمان کو زندہ

چھوڑون تو فولاد فولاد شکن نام نہ رکھیے گا بختیارک نے کہا یہ اب دشوار ہے جو مازنین قبضہ مسلمانان مین گئی اسکا ملنا ممکن نہین فولاد نے کہا خیر ہم آپ تدبیر کرینگے اب بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کوہی کو ورغلانا کہ اے بادشاہ کوہستان آپ کے صدہا عزیز واقارب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے اب بلاکر نورالدہر بن بدیع الزمان گرد شکن ہے سر دربار سمجھیے اگر قدرت کو سجدہ کرے فبہا ورنہ اُسی وقت قتل کیجیے سلیمان عنبرین موے کوہی نہایت غصے مین بیٹھا ہی اور یہ فولاد فولاد شکن بھی سلیمان کا بھانجا ہی اسکی ذلت کا بڑا ملال ہی بس حکم دیا کہ قیدی کو جلد لاؤ حقیقت مین ملک جی سچ کہتے ہین مسلمانون کا بھی یہی طریقہ ہی جو کوئی ہم مین کا اُنکے یہان گرفتار ہوگیا اگر مسلمان ہوا بہرہ ور ہی ورنہ قتل کرتے ہین ہم کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین بس فوراً اُسنے حکم کیا کہ نورالدہر کو ہمارے سامنے لاؤ بختیارک نے چپکے سے کہا اے سلیمان خاص بارگاہ مین بلانا مناسب نہین ہے مسلمانون کو خبر ہوگی فوراً آئینگے قیدی کو چھوڑا لیجائینگے اور دس بیس ہزار کی جان پر بنے گی کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی سلیمان عنبرین موے کوہی تیغہ پکڑکے اُٹھ کھڑا ہوا لقا سے کہا یا خداوند باغ مین چلیے لقا بھی راضی ہوا بیان کیا ہی اُستادان سخنور نے کہ بختیارک نے اشارہ کرکے بارہ سو سردار ساتھ لیے باغ مین آگئے یہ باغی داخل ہوے لقا تخت نخوت پر تاج نکبت سر پہ رکھ کے متمکن ہوا تمام سرداران زبردست دنگل پر دروازے کا بھی بختیارک نے بندوبست کیا اب حکم دیا کہ نورالدہر کو لاؤ یہان تو بختیارک نے واسطے قتل کے نورالدہر کو طلب کرایا مگر واضح راے ناظرین والاتمکین ہو کہ جنگ مغلوبہ بمقدمہ ملکہ تحریر ہوئی چار روز کا زمانہ گذر چکا ہے ایرج نوجوان کو شفاخانے مین ایک دن اور ایک شب تو بالکل ہوش نہین آیا دوسرے دن شاہزادہ اُٹھکر بیٹھا یخنی وغیرہ نوش فرمائی شاپور شیر دل خدمت مین حاضر ہے سردار انکے جمع تھے انتہا کا حجاب ہے کہ اب مین والد نامدار وجد عالی تبار کو کیا منھ دکھاؤنگا میرے واسطے کیا کیا قیامت برپا ہوئی کیسے کیسے سردار زخمی ہوے خدا نے سب شیرون کو بچایا یہ واضح رہے کہ قاسم و علمشاہ وغیرہ زخمدار اور شفاخانہ مین ہین ایرج نوجوان بسبب شرم وحجاب کے اپنی بارگاہ مین ہین جسدن سے ہوشیار ہوے یہ کلمہ زبان پر جاری ہی جبتک مین فولاد فولاد شکن سے بدلا نہ لونگا بزرگون کو منھ نہ دکھاؤنگا ہر روز قصد ہوتا ہے کہ صاحبقران زمان کے سلام کو جاؤن مگر حجاب مانع ہی ابھی تک کسی دن بارگاہ سلیمانی مین نہین گئے اگر کوئی سردار مثل مالک وغیرہ عیادت کو آئے تو شاہزادہ ایرج نوجوان کہلا دیتے ہین کہ اسوقت سو گئے ہین قضارا کل عیار نورالدہر کا شبرنگ بن عمرو بے تکلف بارگاہ ایرج مین چلا آیا واسطے تسلیم کے خم ہوا ایرج نے کہا کیون شبرنگ تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہے ہماری عیادت کو نہ تشریف لائے ابتک تو حال گرفتاری نورالدہر ایرج نوجوان سے چھپا تھا کہ زخمداری مین شاہزادے کو ملال ہوگا مگر شبرنگ نے جو اس طرح پوچھا شبرنگ بے اختیار رونے لگا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کہا کیون خیر تو ہے کیا خدانخواستہ زیادہ زخمی ہوے تھے

شبرنگ سے ضبط نہو سکا کہا اے شہریار وہ جنگ مغلوبہ سے کہان واپس ہوئے عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ عیاران کفار گرفتار کر کے لے گئے مین نے اس تیرہ دن مین تمام لشکر لقا کو چھان ڈالا کہین پتا نہ ملا بس ایرج غصے مین تھرانے لگا شاپور شیردل کی جانب بہ نگاہ قہر دیکھا کہا کیون بھائی تم نے ہم سے اطلاع نہ کی اگر خدانخواستہ اُنکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑے سارا لشکر یہی کہے گا کہ تعصب چشمی مین نورالدہر کو مروا دیا بخدا نہ مین کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا پٹیان مرہم کی ابھی نوچ کے پھینک دونگا جسطرح سے بنے جاؤنگا اور نورالدہر کی خبر لاؤ مین جاکر اُنکو رہا کرون یا اُس شیر کے واسطے اپنی جان دون اسطرح جو ایرج نوجوان نے کہا شاپور کانپ گیا خوب آگاہ ہے کہ آتشخو شعلہ مزاج ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے عرض کی حضور غلام ابھی جاتا ہے ایرج نے شبرنگ کو تاکید کی اگر جی چاہے تم بھی شاپور کے ساتھ جاؤ اپنے آقا کا پتا لگاؤ مگر لشکر مین اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا ہم اس مقدمے مین بہت محجوب و شرمسار ہین اور اب تو نورالدہر کے واسطے اشکبار و بیقرار ہین شبرنگ نے کہا کیا مجال جو اس بات کو زبان سے نکالون مین بھی اپنے بھائی شاپور کے ساتھ جاتا ہون بس یہ دونون عیاران طرار خنجر گزار صورتین تبدیل کر کے سمت لشکر لقا چلے لشکر لقا مین آکر دیکھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہے جابجا سردارون مین چپکے چپکے کچھ باتین ہو رہی ہین اور دو دو چار چار مسلح ہوکر سمت باغ مینا جاتے ہین شاپور نے فوراً اپنی صورت ایک کوہی کی بنائی ایک کمیدان جاتا تھا اُسکو جھکر سلام کیا کہا کیون حضور کیا آج باغ مینا مین جشن کی تیاری ہے اُس کمیدان نے کہا نہین بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا نورالدہر نبیرہ حمزہ چار دن سے قید تھا اندر باغ کے میدان خونی کی تیاری ہے یہ مخفی اُسکو قتل کرینگے کہ مسلمانون کو خبر نہونے پائے اسی وجہ سے دروازہ بند ہے کھڑکی سے آمد و رفت ہے ہم لوگ جاکر دروازے مین ٹھہرینگے کہ شاید اگر کوئی مسلمان آئے تو باہر ہی روکین اندر نہ جانے دین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی شاپور اُلٹا پھرا شبرنگ نے دیکھا کہ شاپور حال دریافت کر چکا یہ ضرور ایرج سے کہیگا مین جاکر سرداران دست راست کو خبر کردون شبرنگ تو طرف بارگاہ لندھور کے چلا مگر شاپور آنکھون مین آنسو بھرکے روتا خدمت مین ایرج کی آیا آتے ہی عرض کی اے شہریار غضب ہوا اندر باغ مینا کے کمینہ نورالدہر کو قتل کیا چاہتا ہے فوجین دروازے پر پہونچ گئی ہین دروازہ بند ہے کھڑکی سے آمد و رفت ہے اندر باغ کے جانا نہایت دشوار ہے اور اگر جانے مین دیر ہوگی شاہزادہ زندہ نہ ملیگا بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کوہی کو قتل نورالدہر پر بخوبی آمادہ کر لیا سنتا ہون فولاد فولاد شکن نہین مانتا تھا اسطرح کے قتل کو نامردی جانتا تھا مگر بختیارک تو ایک حرب زبان ہے وہ سمجھا کے اُسکو بھی اندر باغ کے لے گیا ہے جسقدر پہلوان زبردست ہین بادہ کبر و نخوت مست ہین سب اندر باغ کے ہین ایرج نے کہا پھر شاپور کیا کرین مین کسی طرح اندر پہونچ جاؤن یا جان دونگا یا اپنے ہمچشم کو چھڑاؤنگا شاپور نے کہا کچھ عیاری کرنا چاہیے مرکب پر سوار ہوکے تو اندر پہونچنا دشوار ہے پیدل چلیے

مین ایک چوبدار کی صورت بنتا ہون آپ ڈھاٹا باندھکر زلفین خلیلی و خال سبز درنگ ہاشمی مخفی کرکے چلیے ایرج نے کہا مین ہر طرح آمادہ ہون فوراً اسی صورت سے کہ شاپور شیردل مردہا بنا عصا سونے کا ہاتھ مین لیا ایرج نے اپنے چہرے کو چھپایا پیدل طرف باغ کے چلے مگر شاپور نے بٹ کے نیلم زنگی وغیرہ سے کہدیا کہ فوج کو تیار رکھنا جب نعرہ ایرج کی باغ سے صدا آئے مرکب لیکر فوراً پہونچنا مگر ایرج نے یہ شاپور سے تاکید ضرور کردی کہ جد عالی تبار و حامیہ سرداران نامدار کو خبر نہونے پائے مین اکیلا پہونچون اگر خدا فضل کرے نور الدہر کو چھڑا لاؤن گردن پر اُس کشتی گیر زادے کے بار احسان رکھون کہ پھر کبھی نام ذنگل رستم نہ لین اگر غیرت ہو تو جھک کے ملین ایسی باتین کرتے ہوے سامنے باغ مینا کے پہونچے دیکھا کل فوج نقاد حملہ سردار اپنے اپنے مقام پر مسلح بیٹھے ہین دروازون پر پہرا ہے آنے جانے والے کو روکتے ہین جو جانیکا قصد کرتا ہے اُسکو ٹوکتے ہین شاپور آگے بڑھا ایرج عقب مین اپنے کو چھپائے ہوے سر جھکائے ہوے جب شاپور شیردل قریب کھڑکی کے پہونچا اسطرح سر جھکا کر چلا جیسے واقف کار جانے کا قصد کرتا ہے ایک کوہی نے آواز دی کون جاتا ہے شاپور نے جواب نہ دیا کوہی نے پھر زور سے پکارا میان مرد ہے کہان جاتے ہو تمھارے ساتھ کون ہے اسوقت ممانعت ہے شاپور نے پلٹ کے جواب دیا میان سپاہی ہم ابھی سوتے سوتے اُٹھے ہین بیٹے کی برات ہو گئی رات بھر جاگے خوب ناچ دیکھے شربت پلائی مین دو ہزار روپے پڑے سب فوج کی بھی دعوت کرینگے کیون سر کھائے جاتے ہو کاہیکو اسقدر چلاتے ہو سپاہی جھلایا کہ میان چوبدار سبحان اللہ سوال دیگر جواب دیگر شاپور نے کہا بی مشتری رات کو نہ تھین وہ تو کسی مرد آدمی کے گھر بیٹھ گئین بی بستی خونگائین اب تو سپاہی تلوار لیکر دوڑا کہا یہ کیا بکتا ہے اور سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میان سپاہی کیون غصہ کرتے ہو وہ بیچارہ بہرا ہے تم جانے کو منع کرتے ہو وہ بیٹے کی شادی کا ذکر کرتا ہے اسپر بھی نہین سمجھتے ہو سپاہی نے دوڑ کر شاپور شیردل کا ہاتھ پکڑا اور کہا اندر نہ جاؤ شاپور نے ہنسکر کہا تمھارے حصے کا کھانا رکھا ہے رات کو صرف برادری کی دعوت تھی ہم لوگ مومن ہین تانا بنجاری کرنے والے صرف یہان کے شہدی نہین ہین بموجب مثل کرگا چھوڑ تماشے کو جاے ناحق کی چوٹ جولاہا کھائے۔ یہ فقرہ گرما گرم سنکر لوگ اسقدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے ایک جوان نے کان سے منھ لگا کر کہا میان مرد ہے صاحب اندر جانے کو منع کرتے ہین قدرت نے حکم دیا ہے جب تو مردہا بڑبڑایا منھ پھلا کر کہا میان جوان ہمکو منع کرتے ہو بہت اچھا ہم جاتے ہین ملک یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے اُستاد کو بلانے گئے تھے جنسے وہ رمل کا رسالہ پڑھتے ہین انکو بھی سویرے لیے جاتے ہین اب فرزند قدرت کو تم سبق پڑھانا ساعت نیک و بد بھی بتانا یہ کہکے چوبدار بکتا ہوا پلٹا جمعدار نے کہا ارے اسکو جانے دو جبرئیل قدرت نے رمال کو

بلایا ہوگا شاید اُس مسلمان کے قتل کرنیکے لیے وقت پوچھنے کی ضرورت ہوگی گھڑی بھر مین سب کو خفت ہوگی اب تو سپاہی نے دوڑ کر مردے کا ہاتھ پکڑا کہا ارے میان جاؤ غصہ نکرو تمکو کون روکتا ہے بہرے ہوا اپنی کہتے ہوا اور کی نہین سنتے اتنے مین میان شاپور مچل گئے کہین نہین جاؤنگا اس پلٹن کی پلٹن کا تمام کٹواؤنگا لونڈے لاڑی ادھر اُدھر کے نوکر ہوے ہین اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایک تو میان نال کا میانہ کنارے پر لشکر کے روکا گیا تھا تا کہ وہ پیدل آئے یہان جھائین جھائین ہوتی ہے اب تو سب منت کرنے لگے کہ میان مردے صاحب غصہ تھوک ڈالو خفا نہو حقیقت مین یہ سپاہی نیا نوکر ہے ہمارا تمہارا چولی دامن کا ساتھ ہے برتن سے برتن لڑجاتا ہے شاپور تیوریان بدلتا ہوا ایرج کو لیکر کھڑکی کے اندر آیا دیکھا باغ مین جا بجا ہی لگا تخت پر ایک طرف فولاد فولاد شکن ایک جانب سلیمان عنبرین موے کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی و صیغم خون آشام و دز نکال خون آشام و کلکال خون آشام وغیرہ تمام گبر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین نورالدہر کو زیر تیغ بٹھایا ہے جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا ہے کوئلے کا خط گردن پر دے چکا ہے آواز دے رہا ہے بیت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؛ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ؛ کس کا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا ہے کس کا ساغر عمر لبریز ہوا ہے کون مغضوب بارگاہ سلطانی ہے تیغہ بارہ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون جلادی کا دم بھرتا ہون حکم اولے سمجھ بوجھ کے قتل کرنا میرا کام ہے جلانے مین خداوند کا نام ہے لقانے تو کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے اشارہ کیا قدرت نے حکم دیا ہاتھ تلوار کا لگا بس شہزادہ ایرج نوجوان کی آنکھون مین اندھیرا آگیا تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا با نسیدر ے کفاران بیحیا و نابکاران بد دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ؛ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ؛ شاپور نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارا جلاد کا سر پھٹا زمین پر تڑپ کے گرا ایرج نوجوان لڑتا ہوا چلا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا ایرج نوجوان آپہونچا چشم زدن مین پانچ سات کوہی مار ڈالے پکارتا ہوا آتا ہے کہ بھائی صاحب نہ گھبرایئے گا مین آپہونچا میری حیات مین تمکو کون قتل کر سکتا ہے یہ جو نورالدہر نے دیکھا غیرت سے پسینہ آگیا جوش جرأت مین نعرۂ شیرانہ کیا اشعار

گرمی بازار عشق از تف خون من ست
خانۂ تاریک تنگ بستۂ زنجیر عشق
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من
بشکنم این بند را وقت جنون من ست
شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من ست
باک ندارم ز دار چوب ستون من ست

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا ایک کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار اُسکی چھین لی کمر مین ہاتھ دیکر ایسا ملا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوے وہی تلوار لیکر نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر ؛ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ایرج نوجوان بھی لڑتا بھڑتا قریب نورالدہر کے آگیا ایرج نوجوان تو خوب مسلح و مکمل ہے نورالدہر کے جسم مین

صرف شب خوابی کا کرتا ہے نہ سر پر خود نہ جسم مین زرہ ایرج نے ایک پہلوان کو مار کے خود نورالدہر کو دیا نورالدہر نے سر پر رکھنا قبول نہ کیا سر برہنہ لڑ رہے ہین اب نعرۂ ایرج اور نورالدہر کی صدا بلند ہوئی سرداران ایرج گوش بر آواز تھے مسلح ہو کر چلے یہان شبرنگ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر لندھور بن سعدان کو پہونچائی لندھور نے زانو پر ہاتھ مارا کہ غضب ہوا یارو ابھی قیامت برپا ہو چکی ہے ایرج انتہا کا آتشخو شعلہ مزاج ہے بہت زخمی تھا زندگی کی امید نہ تھی اب اس حال پُر ملال مین لشکر کفار پر جا پڑا ہے خدا اُسکو بچائے کچھ چارہ نہوا فوراً سوار ہوے انکے بعد سب سردار فرداً فرداً چلے مالک اپنے خیمے سے نکلے تھے کہ عرب دراز عیار نے تمام کیفیت بیان کی مالک تو خاص ایرج نوجوان کے طرفدار ہین فرمایا آج خون کے دریا وہ شیر بہادیگا دست راستون پر ہمیشہ دست چپ کا احسان ہوتا ہے اگر قدم قاسم و ایرج کا نہوتا لشکر تھمنا دشوار تھا انہین شیرون کی نہیب شمشیر سے لقا تھراتا ہے یہ کہکر بادپای عربی پر سوار ہوے اب تو سردارون کا تانتا بندھا میان خیبری و تومان خیبری و سعید لنگری و شہاب خرقہ پوش نے صاحبقران زمان کو خبر دی کہ اے شہریار نورالدہر کا پتا اسوجہ سے نہ ملتا تھا کہ وہ اندر باغ مینا کے قید تھے بختیارک نے تدبیر کرکے سامان قتل نورالدہر کیا شاپور نے ایرج کو خبر پہونچائی وہ اُس زخمداری مین یکہ و تنہا عیاری کرکے اندر باغ مینا کے پہونچا مشہور ہے کہ نورالدہر کو چھڑا تو لیا مگر نکلنا ممکن نہین بس صاحبقران آہ کا نعرہ کرکے اُٹھے یہ کہتے ہوے کہ ان نوجوانون نے مجکو نہایت پریشان کیا ہے جو جاتے ہین کر بیٹھتے ہین یہ فرماتے ہوے باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوے بعد صاحبقران زمان کے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی جلوہ فگن تھے اسی طرح کہارون نے اٹھا کر چالیس ہاتھیون پر تخت کو کسا گرداگرد مشیران سلطنت وزیران اُمت بصد صولت و جلالت ہمراہ ہوے مگر بادشاہ نے فرمایا صاحبقران جلتے ہین ہم سے پیشتر سوار ہو چکے ہین کوئی ایسی بھی صورت ہے کہ پہلے ہم پہونچ جائین اسسے مراد یہ ہے کہ صاحبقران زمان کو یکہ و تنہا ایرج کا جانا ناگوار ہوا ہے اُنکا مطلب یہ تھا کہ جیسے خبر گرفتاری نورالدہر پائی تھی ہم سے اطلاع کرتے ہم جیسا مناسب جانتے فکر کرتے لہذا اسوقت غصے مین بھرگئے ہین ایسا نہو کہ ایرج نوجوان کو کوئی کلمہ سخت کہین اور ایرج نہایت آتش خو ہے وہ اپنے کو ہلاک کرنیکا قصد کرے گا اگر مین پہلے پہونچ جاؤن تو ایرج کو لڑائی سے ہٹادون افسر لشکر کا یہی کام ہے اور میرے تو سب صاحب قوت بازو ہین میری سلطنت کا مزہ انھین کے دم سے ہے خدا نخواستہ انہین سے ایک پر چشم زخم آئے لشکر مین سناٹا ہو فیروزہ بن عمرو نے عرض کی حضور تخت کو ترک کرین پشت مرکب پر سوار ہون مین جلد حضور کو پہونچا دونگا اندر سے درۂ کوہ کے راستہ ہے غلام دیکھ آیا ہے بادشاہ جمجاہ مرکب پر سوار ہوکے فوج کو تو طرف سے شاہراہ کے روانہ کیا تاجدارون کو ساتھ لیکر طرف سے کوہستان کے مرکب اُڑاتے ہوے چلے مگر یہان

نور الدہر اور ایرج مصروف جنگ ہین دس بیس سردار قتل کیے ہین بہ جرأت لڑ رہے ہین بختیارک نے فولاد سے کہا دیکھو کیا بہادر داماد ملا ہے یکہ و تنہا باغ مین گھس آیا ہے ای فولاد اب تک ان دونون کو مرکب ممکن نہین ہوا اور ابھی تک انکے معین بھی نہین پہونچے دم بھر مین منم منم کی صدا بلند ہو جائیگی گاؤ زمین تھرائیگی جلد ان دونون کو مار لے بس فولاد تیغہ پکڑ کے غصے مین چلا وہان دروازون پر سرداران ایرج نوجوان نے بلوہ کیا کوہیون سے تلوار چلنے لگی کہ اسمین **لندھور بن سعدان** بھی آ پہونچے انھون نے پہونچتے ہی اپنے کو لڑ بھڑ کر قریب پھاٹک کے پہونچایا ہندیون نے دریا خون کے بہا دیے جنگ رستمانہ کرتے ہوے تعاقب مین اپنے آقا کے چلے آتے ہین یہ سب ساکھے کے جوان ہین کفار کو جو بیدل دیکھا نیچے کھینچ کھینچکر گھوڑون پر سے کود پڑا ایک طرف سے پٹے باز نے پٹا لیا استاد قسم دے چکا ہے کہ بیٹا ہزار جوان پر پٹا کھینچتا ہے پٹے کو ہاتھ مین ہلایا تاک کر ہزار جوانون پر جا پڑے اب جو ہزار جوانون نے بیچ مین کھڑے ہو کر پٹا ہلانا شروع کیا کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤن اڑا دیا چشم زدن مین ہزار جوانون مین نصف کو مارا نصف کو بھگا دیا ایک سمت بیت صرف ترونیان باندھے ہین سپر تلوار گرز تیر و تبر سب کو معیوب جانتے ہین کسی نے گرز مارا لیٹ کے بنکٹی کا ہاتھ مارا اسکا ہاتھ کٹ کے زمین پر گرا دوسرے نے ترولی ماری شکم چاک کافر کا قصہ پاک ایک جانب سے بنیت بانا ہلا رہے ہین پرے کے پرے ہٹا رہے ہین ایک سمت مرزا پھوما صاحب کا رسالہ حسین حسین جوان کھجوری چوٹیان گندھی ہوئین پشت پر پڑی ہین رنگین ڈوپٹے گلون مین مہندی ہاتھون مین سونے چاندی کے چھلے پور پور دو دو تھان کے پائجامے کفش پاؤن مین اسواسطے کہ قدم نہ پیچھے ہٹے چھوٹی ٹوپیان سر پر سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دولھن بنے ہوے اوئی کہکر ہاتھ مارتے ہین مگر میچے ان جوانون کے جب چمک کر گرتے ہین مع مرکب راکب چار ٹکڑے زمین مین دو دو ہاتھ نیچے اتر جاتے ہین آگے ان سب جوانون کے انکے رسالہ دار مرزا پھوٹو صاحب اس ہنگامہ جنگ مین لڑتے ہوے چونکہ مزاج مزیدار ہے اشعار پڑھتے ہوے گویا انکے نزدیک میدان رزم صحبت بزم ہے یہ اشعار پر بہار زبان پر جاری ہین **اشعار**

واجو ہو زلف تو کچھ اور ہی خوشبو ہو جاے   گل رخسار تمھارا گل شبو ہو جاے
کھولدے گیسوے شبرنگ جو وہ غیرت گل   تو کرن پھول برنگ گل شبو ہو جاے
بہر زیبائش رخ گر وہ لگاے غازہ   عارض یار چراغ شب گیسو ہو جاے
دست رنگین سے جو تو بال بنائے اے جان   انگلی انگلی تری شمع شب گیسو ہو جاے
حال لکھ لکھکے اگر بھیجے مرا اس بت کو   یا خدا مثل قلم غیر سیہ رو ہو جاے
یاد ساقی جو کرون عین قدح نوشی مین   جوش رقت سے لب جام لب جو ہو جاے
عاشق چشم ہون پھنس جاؤن مین دھوکا کھاکر   دشت مین دام رگ دیدۂ آہو ہو جاے
ہے پریزاد جو تو رقص کرے مستی مین   دانۂ تاک ہر اک پاؤن مین گھنگرو ہو جاے

تل نکل آئین اگر متصل اُسکے اے ماہ
ادیچھے شمشیر نگہ کے جو وہ گل وار کرے

بانقط آپ کا یہ مطلع ابرو ہو جاے
جبینی رخت گل تازہ یہ آلو ہو جاے

اس دھوم دھام سے بے تکلف بے خوف یہ جوان لڑ رہے ہین کچھو جان کی پروا نہین گل ہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین زخمون کی بدھیان بڑی ہوئی ہین چہرے مثل گل شگفتہ قد سرو آزاد باغ جرات کے شمشاد لڑائی مین خوب پھولے پھلے لندھور نے جا کر پھاٹک کو گرز سے توڑا اب سب سردار اندر باغ کے لڑتے ہوے پہونچے ہنگامہ گیر و دار بلند کوئی سرخرو کوئی دردمند اس اثنا مین بادشاہ جمجاہ بھی آپہنچے شاہ نے دیکھا سب جوان باغ مین پیدل لڑ رہے ہین نعرہ شیرانہ کر کے گھوڑے سے کود پڑے جھوم جھوم کے لڑنے لگے رن پڑنے لگے مگر گذارش کر چکا ہون کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چونکہ ابھی قید سے رہائی پائی ہے بے سلاح جنگ لڑ رہے ہین پرائی تلوار جب ٹوٹ جاتی ہے پھر کسی کی تلوار چھین لیتے ہین مگر فولاد فولاد شکن بیجیا جو چلا تھا طرف ایرج کے رخ کیا ادھر سے ایرج بھی نعرہ زن ہوا کہ او نامرد مین تو تیری فکر مین تھا مجکو سوتے مین زخمی کر کے بڑا ناز کیا اب تو سامنے آ سرکشی کا مزا دکھاؤن خدا فضل کرے تو شل کر یا اس کہنہ چیر کر پھینکدون فولاد کو نہایت غصہ تھا قتل کرتا ہوا جاتا تھا ایرج نوجوان ایک غول مین الجھ گئے تھے فولاد کا نورالدہر کا سامنا پڑا نورالدہر بھی آگاہ ہوے ہین کہ اس بیجیا نے ایرج کو زخمی کیا تھا جسطرح سے بنے اسکو مارو سر میدان للکارو ورنہ اس تاجر بچے نے آ کر قید سے چھڑایا ہی بارگاہ مین بیٹھکر اپنا احسان جتائے گا اگر اسکو مار لیا تو البتہ شرم سے سر جھکا ئیگا یہ سوچکر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زہرہ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان فولاد نورالدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغہ بیدریغ کا مارا نورالدہر نے سپر بھی کسیکی اٹھا لی تھی اسی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ فولاد جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے سر بہ ہنر پہ تلوار پڑی زخم کاری سر پر آیا بمشکل تیغہ کو سر سے نکالا چادر خون کی چہرے پر آئی مگر ہاتھ تلوار کا مار دیا فولاد ہٹ گیا اس تکان سے شاہزادے کو غش طاری ہوا گھٹنی زمین پر ٹیک دیے مگر ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہے فولاد نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون یہ کیفیت دور سے ایرج نے دیکھی قریب تھا کہ صدمے سے روح نکل جائے وہین سے للکارا او نامرد خبردار ہاتھ نہ اٹھانا فولاد رکا ایرج جنگ رستمانہ کر کے بیچ مین آ گیا فولاد نے ڈانٹا شاباش او نبیرۂ حمزہ بڑا سخت جان ہے اسدن میرے ہاتھ سے بچ گیا مگر خداوند لقا نے تیری قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی یہ تلوار مسلمانون کے خون کا مزا چکھ چکی اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون لاف و گزاف کر کے ہاتھ مارا ایرج نے گرد اسپر کا اٹھایا مگر منظور ہے کہ لپٹ جاؤن اگر خدا فضل کرے اسکو زیر کر کے مسلمان کرون جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہے کسی کا تیر شانے پر ایرج کے پڑا شانہ نشانہ ہوا ہاتھ سپر کا سر سے ہٹ گیا تیغہ فولاد کا پڑا کوئی دو انگل سر مین اترا تھا کہ ایرج نے جیدارسی کر کے داستانہ مارا تیغہ جھنجنا کر سر سے نکل گیا مگر

بچا

قطرے خون کے روے زیبا پر آئے زخم کھاکر جیسے شیر بھرتا ہے خبردار خبردار کہکے فولاد پر جا پڑا ہاتھ تیغہ دودستی سکندر بکلی پلٹ کے مارا چمک کے تیغہ گرا سپر فولاد کے دو ٹکڑے جیسے ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑکڑا کر گذرتی ہے بعد سپر خود کو کاٹا سراسر کلے اور جبڑے کو تراشا سر ہو فرق نہوا سر اپنے گردن سے مانند قطرہ آب صندوق سینے سے مثل سیماب جسم ناگاہ کے پھاٹک کو ویران کرکے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مثل لٹھے کے دو ٹکڑے زمین پر گرے مثل برج قصر حسد ونفاق زمین پر آیا لاش ہیبلکے گرنے سے ایک غل بلند ہوا شاہ تو قریب تھا پکارا شہ یا سبحان نظم

تیغ وہ تیغ جسے دیکھکے جانکنی بن
پڑگئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
وار چلنے کی تو نوبت بھی نہوا بروا
واہ رے کاٹ کہ چورنگ عناصر کو کیا
برش تیغ کی تعریف نہیں ہوسکتی
ایک ایک جز کے برابر ہوے حصے چار

قتل ہونے سے فولاد کے کل فوج کو ہراس لقا کو عالم یاس ہوا غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار سرداران نامدار نے اس کیفیت سے شمشیر زنی شروع کی اندر باغ کے یہ ہنگامہ برپا ہے کافرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا ہے لندھور و مالک بہرام وغیرہ مع بادشاہ جمجاہ مصروف جنگ ہین صرف ابھی صاحبقران نہین پہونچے مگر نورالدہر جو زخمی ہوکر ایک نخل کے سائے مین گرے شدت زخم سے اٹھنا دشوار جب اُٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہے غش چلا آتا ہے دو سے دور قوت بازوے نورالدہر بن بدیع الزمان عاشق صادق محب واثق ہنر پیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن مع صفدر طہماس بن عنقوبل دیو پرور نے جو دیکھا کہ میرا آقا زمین پر گرا ساطور ہفت صد منی کھینچے ہوے صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا اپنے تو قریب شاہزادے کے پہونچا یا گرد پھر کر لڑنے لگا سعد بن قباد لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچ گئے ہزار پہلوانون نے اُس مقام پر جان دی بادشاہ سے لقا کا سامنا ہوگیا لقا چیخا اے بندۂ خوابی کہان آتا ہے ابھی سنگ سیاہ کردونگا بادشاہ نے للکارا او گبر کیا بکتا ہے لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تیغہ قمقام پر گانٹھا جھنانے کی صدا بلند ہوئی الجہاد سے بادشاہ نے ہاتھ نکالکر نعرہ تکبیر کہکر لقا پر وار کیا اُس بیحیا نے سپر کو اُٹھا دیا مگر اُس سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوے تاج بھی کٹا لقا کا سر زخمی ہوا لقا چیخ مار کر بھاگا یہ کہتا ہوا ارے اس بندۂ خوابی کو مار لو غضب ہوا قدرت کو زخمی کیا لقا کے ہٹنے پر کل فوج کے پانون اُٹھے قریب تھا کہ فوج کو بالکل شکست فاش ہو باغ سے نکل جانے کی تلاش ہو اسوقت ایک ٹکڑا ابر سیاہ طرف سے طلسم ہوشربا کے اُٹھا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سابق مین تحریر کیا ہے کہ لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا تھا اُسنے عقرب نیشزن جادو کو روانہ کیا تھا وہ بیحیا اسوقت آکر پہونچا بارہ ہزار ساحران غدار عقرب کی پشت پر یا سامری یا جمشید کی صدائین بلند اُترتے اُترتے اُسنے دیکھا کہ باغ خداوندی مین خون کے دریا جاری کئی لاکھو کا کھیت ہوچکا ہے لاشے جابجا مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین خداوند سر برہنہ پا برہنہ سر زخمی مثل صید خائف چیختے ہوے بھاگے جاتے ہین سرداران امیر مثل شیر غضبناک کافرون کو قتل کر رہے ہین

عقرب نیشزن تخت سے کود کر قریب **لقا** آیا فوج ساحرون کی ایک گوشے مین اُتری مگر **عقرب** نے بڑھکر **لقا** کا دامن تھام لیا یا خداوند یہ کیا قیامت ہی قدرت پر یہ مصیبت ہے مجکو **افراسیاب** نے برلے قتل مسلمانان بھیجا ہی **لقا** تو بدحواس تھا کچھ نہ بولا مگر **بختیارک** قریب تھا بڑھکر **عقرب** سے کہا ارے قدرت خود زخمی ہین مسلمانون کے ہاتھ سے صدمے اُٹھاتے ہین تو دیکھ لے بھاگے جاتے ہین مگر مسلمانون نے ایسی محبت ہی تقدیر نہین کرتے کہ وہ تیتر کے ہو جائین مگر تو سوخت کیا پوچھتا ہی پھوٹی آنکھون سے دیکھتا ہے اگر طرۂ پیغمبری کی خواہش ہی مشیر قدرت بننے کی کاہش ہے تو جلد سحر کر کے سب کو مار لے **عقرب نیشزن** پیچھے ہٹا جادوگردن کو آواز دی ہان دشمنان خداوند کو مار لو یہ کہکر گولہ فولادی مارا اور بارہ ہزار ساحرون کے ترنج نارنج گچھے پیکان کے آتش کے دانے چوٹی دار ناریل چلے معاذ اللہ یا تو سرداران اسلام ہنگامہ ملنگانہ جنگ مین مصروف تھے یا یکایک زمین کانپی کہین شعلہ ہائے آتش بھڑکنے لگے ابر سیاہ کڑکے پانی برسا زمین تپنے لگی گولے پھٹے انمین سے بھی آگ نکلی کوئی منھ کے بل زمین پر گرا اور کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی کوئی بانگل ہو کر رہگیا کوئی خاموش کسی پر دیوانہ پن کا جوش کسی نے گھبرا کر اپنا خنجر اپنے شکم مین مار لیا کسی نے اپنی تلوار اپنے ہی گلے پر پھیری کئی ہزار آدمی آتش سحر سے جلکر خاک ہوا کسی پر برق سحر گری کوئی رعد کی آواز سے تھرا کر زمین پر گرا بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا قیامت آگئی ہر شخص یہی جانتا تھا **عقرب** نے **لقا** سے عرض کی اب مسلمان اپنے ہوش مین نہین ہین فوج کو حکم دیجیے چہار جانب سے گھیر کر قتل کرین ملازمان **لقا** و ہمراہیان **فولاد** پُر دغا نے جو شیران دشت نبرد کو اس حال پر ملال سے دیکھا کہ جابجا گر پڑے ہین تلوارین ہاتھ سے چھوٹ گئین کمانون مین مثل کمر ضعیف خم آگیا مثل تیر خطا کار پاس سے سیدھے بھاگے جاتے ہین تیر خاموش کھڑے ہین گرز مثل مردہ زمین پر پڑے ہین تلوارین بیدم جوہر برش کم خنجر دائرۂ خط شکست کمندون کو الجھن دو دست مثل دشمن رہزن کوئی اُٹھتا ہے کوئی گرتا ہے کسی زبان سے آہ کی صدا ہی کوئی زمین پر مثل مرغ بسمل لوٹ رہا ہی اب تو یہ بیحیا قابو پرست نشۂ بادۂ نامردی سے مست تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے اُن دست و پا شکستہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوے ان بیحیاؤن کے جوہر نامردی کھلے چشم زدن مین فلک نے یہ انقلاب دکھایا فتح کی جگہ شکست حاصل ہوئی وہ بیحیا بزدلے جو سامنے سے شیران دشت نبرد کے بھاگتے تھے تلوارین کھینچ کھینچکر جا پڑے انقلاب فلک سے خدا بچائے کسی کو روز سیہ نہ دکھائے دنیا ناپائدار ہی اسکے عیش و راحت کا کیا اعتبار ہی ہمراہ گنج رنج ہی مقام عبرت سرائے سپنج ہی ساتھ عشرت کے مصیبت ہمراہ عیش غصہ و طیش

ابیات

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار

تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار

اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سیروا زمین

عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجونکے نشیمن تھے مدام
ارغنون وار صدا گونجتی تھی ہو ستہزار

بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
کبھی گل منہدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ

واہ ری تیری تنگ ظرفی باین عز و وقار
جنپہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس
آج کل وہ لقب جغد کا ہے آئینہ دار
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلون کے
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
چیلین منڈلاتی ہین اٹھتے ہین بگولے ہر سمت
ہین خیابان ہین پر زاغ و زغن کے انبار
قصر کو جانے دو باشندونکو انکے دیکھو
تکیۂ گور و گوزن آج ہے ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

یہ انقلاب اسوقت اہل اسلام نے دیکھا وہ کفاران بیحیا کہ جو نام سے بھاگے جاتے تھے کبھی منھ پر نہ آتے تھے نعرہ ان دلیرون کا سنکر پشت دکھلاتے تھے اسوقت بڑے بہادر بن گئے مونچھون پر تاؤ بھر رہے ہین مسلمانون کو بڑھ بڑھکر گھیر رہے ہین ایک ایک بہادر مایوس اپنی مجبوری پر کف افسوس مل رہا ہے **طہماس بن عنقومل** دیو پرور قریب **نور الدہر** کھڑا ہے جو بیحیا بڑھکر تلوار مارتا ہے سینہ اپنا سپر کرتا ہے زخم نیزہ و تیر اپنے جسم پر لیتا ہے مگر مجبور ہے کہ ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن ثابت قدمی کا دم نہین بھرتے بادشاہ جمجاہ **سعد بن قباد** ایک مقام پر دریائے خون بہا رہے تھے تاجداران جلیل آب شمشیر مین نہا رہے تھے یکایک **عقرب نیشزن** کا ادھر بھی ڈنک چلا بیحیانے ایک گولہ فولاد کا پھینک مارا سب تاجدار لڑنے سے معذور ہوے تلوارین بیکار خود مجبور و ناچار بادشاہ جمجاہ نے یہ مصیبت دیکھکر دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے کہ ای خالق عالم رحم اپنا شریک کر بندے تیرے بذلت و رسوائی قتل ہوتے ہین نامردونسے بہادر روتے ہین **قطعہ**

اے آنکہ بہ ملک خویش پائندہ توئی
وز دامن شب صبح نمایندہ توئی
دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ
بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی

اے معبود لم یزل اے خالق عز و جل صفت تیری پتلۂ خاکی کیا کر سکتا ہے قدرت تیری ہر برگ و بار سے آشکار ہے تیری یکتائی پر ہر نوک سبزہ انگشت شہادت زبان خار سے ظاہر صفت وحدت ہے **نظم**

توئی کافریدے ز یک قطرۂ آب
گہر ہاے روشن تر از آفتاب
تو می آری از لطف جوہر پدید
بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشے دل سنگ را
تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نیارد ہوا تا نگوئی ببار
زمین ناورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی
برون زانکہ یاری گری خواستی
ز گرمی و سردی و از خشک و تر
سرشتے باندازۂ یک دگر
چنان بر کشیدی و بستی نگار
کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

اے ستار العیوب و دافع البلیات اس بلاے عظیم سے بچاے بندگان حقیر کو اس آفت سماوی سے نجات دے دعا بادشاہ جمجاہ کی تمام نہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین کانپی نعرۂ شیرانہ **صاحبقران** کی آواز آئی باعث یہ تھا کہ ایرج نوجوان کے جانے کی خبر سنکر بدحواسی مین راستہ فراموش کیا تھا **جواہر بن عمرو** بمشکل تمام رہبری کر کے لایا **صاحبقران** نے ملاحظہ کیا قیامت آشکار ہے ہر سردار مجبور و ناچار ہے زمین کانپ رہی ہے شعلے نکل رہے ہین نخل باغ آتش سحر سے جل رہے ہین ایک جانب بادشاہ عالیجاہ پابگل ایک جانب لشکر ہو

و مالک و بہرام بیدل ہزارہا ساحران غدار سحر کر رہے ہین بس صاحبقران نے بغیظ و غضب تمام نعرہ کیا

نعرۂ امیر
منم سرکن لشکر کافران
بہ پیشم نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال
منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون بہ پیشم فراری شدہ
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد
کہ صاحبقران در جہان نام شد

مگر امیر با توقیر نے ملاحظہ فرمایا کہ تمام سرداران نامی مع بادشاہ جمجاہ بیدل ہین مرکب کوتل باغ مین جا بجا سے ٹکرا رہے ہین امیر بھی پشت اشقر سے کود پڑے با آواز بلند بفصاحت و بلاغت اسم اعظم الہی پڑھتے ہوئے قریب سعد بن قباد کے آئے اسم اعظم دم کیا سحر برطرف ہوا کسی جادوگر کو دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے مرنے سے چند کس کے ہوش درست ہوئے لڑنے مرنے پر پھر چست ہوئے جسنے سحر سے رہائی پائی تلوار کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑا مگر صاحبقران ملاحظہ فرماتے ہین کہ تمام باغ سحر ساحر سے آتش بہار ہو رہا ہے کہین پانی برستا ہے جس سردار کے قریب دیکھا کہ کوئی تلوار کھینچکے پہنچا نعرہ شیرانہ کرکے اُسکے پاس پہونچے اُسکو قتل کیا اپنے سردار کو بچایا عجب پریشانی ہے مثل آئینہ حیرانی ہے کس کس کو بچائین اکیلے ہر غول مین کیونکر جائین مگر تیغہ سلیمانی ہاتھ مین بادۂ جرأت سے مست غصے سے چہرہ گلنار غم

مین اپنے سرداروکے مثل الاژدر اغدا النظم
تھرا گیا دیکھکر یہ وہ ماہ
غیظ آیا کہ العیاذ باللہ
اک حملے مین پست ہو گئے سب
کافر بدست ہو گئے سب

مگر امیر کو مشکل یہ ہے کہ ہر سردار سحر مین مبتلا ہے لشکر کفار ایک ایک کے قتل پر آمادہ ہے ساحرون کی شورش عقرب نیشزن کی کوشش آمد و رفت مین خود تو سر اطہر سے گر گیا ہے ساحر تو بسبب اسم اعظم بدحواس ہین بھاگتے پھرتے ہین آپ ہی سحر کرتے ہین آپ ہی بہت سے بھاگ کر قریب عقرب نیشزن کے آئے عرض پیرا ہوئے عجب طرح کا معاملہ ہے سحر ہم لوگون کا تاثیر نہین کرتا ایک جوان خوش رو آفتاب مثال خورشید جمال شیر بیشۂ جرأت صاحب سطوت و صولت جب سے معرکہ جنگ مین آیا ہے ہزارہا ساحرون کو حضور کے قتل کیا ہے اُسپر اگر سحر کرتے ہین اُلٹا پلٹ آتا ہے اس نیرنگ سے حضور کے غلامون کا دل گھبراتا ہے سر اٹھا کر دیکھیے ہزارہا مسلمان مثل مرغ کے پڑے تھے اب وہ جنگ مین مصروف ہین عقرب نے کہا وہ بھی کوئی بڑا جادوگر ہوگا شیطان درگاہ خداوند سے اُسکا نام پوچھو دریافت کرو کہین کا رہنے والا ہے ساحران ہوشربا سے کسی ملک کا ساحر نہین لڑ سکتا عقرب یہ کہہ رہا تھا کہ بختیارک غل مچاتا ہوا مثل صید خائف قریب عقرب آیا کہا اے عقرب غضب ہو گیا اب تک تمہارا کوئی سرکوب نہ تھا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم ہے دیکھو تمہارے ساتھ والون کا لبون پر دم ہے جلد اُسکی کوئی تدبیر کرو عقرب نیشزن نے کہا ملک جی اگر پہلے سے آگاہ کرتے ہین اسکی بھی فکر کرتا عین گرمی جنگ مین یہ ممکن نہین ہے اور سب پر تو سحر تاثیر کرتا ہے ایک جوان کی کیا حقیقت ہے کہ لاکھون سے لڑے

اپنے سردارون کو حکم دیجیے اُس جوان کو تیر و تیغ و تبر سے قتل کرین چہار جانب سے گھیر لین یہین اورون کی فکر مین ہون حکم خداوند ہو تو طبقہ زمین کا اُلٹ دون بختیارک کو یہ بات پسند آئی فوج کو بڑھکر ترغیب دی کہ یارو مثل آج کے روز سعید نصیب نہوگا سب مسلمان اندر باغ کے آگئے ہین سحر عقرب نیشزن کے کچھ پھنسے ہین چند بچے ہین حمزہ مالک اسم اعظم ہی اُنکو سب طرف سے گھیر لو اگر حمزہ کو قتل کیا فتح عظیم حاصل ہوگی لقا پرستون کو تسکین دل ہوگی قدرت کو سرفراز کرینگے تمھاری ہمت پر مردان عالم ناز کرینگے یہ جا اُس بیحیا نے ترغیب دی **سلیمان** عنبر بن موی کوہی بصد قہر و غضب تیغہ خون آلود کھینچکر بڑھا کوہیون کو للکارتا ہوا یارو مقام عبرت ہی جسدن سے مسلمان آئے کیسے کیسے مردان لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے آج حمزہ کو قتل کرو مسلمانون کے خون سے ہاتھ بھرو قدرت وعدہ فرما چکے ہین کہ جسدن بالائے فیطول پہونچونگا تقدیرات زنگار رنگ کرونگا جتنے ہماری محبت مین مرے ہین زندہ کیے جاینگے خلعت حیات پائینگے آج مسلمان بچکر نہ جانے پائین تمھاری جرات کے ذکر رہجائین ابتو تمام کوہی طرف **صاحبقران** زمان کے بڑھے تلوار و نیزہ و تیر ہر طرف سے چلنے لگا **صاحبقران** ہمہ تن چشم بجز ہوے ہین ان بیحیاؤن کو بھی جواب دیتے ہین سرداران زخمی کی بھی خبر لیتے ہین مگر اب زخم سر اطہر پر آنے لگے سر سے خون جاری کفار لا انتہا ساحرون کا بلوہ ہر چند کہ بادشاہ جمجاہ سحر سے رہائی پا چکے ہین جنگ مین مصروف مگر جب سحر ساحران چل جاتا ہی زمین پانون تھام لیتی ہی اور بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ **صاحبقران** زمان سے اور سلیمان سے مقابلہ پڑا **سلیمان عنبر** بن موے کوہی نے خبردار خبردار کہکر سر **صاحبقران** پر ہاتھ مارا اس زور و شور سے اُس مقام پر تلوار چلی ہی کہ زمین کانپ رہی ہی ایسے وقت مین اُس بیحیا سے مقابلہ پڑا اُسکی تلوار کو روکا تیغہ **عقرب سلیمانی** کا ہاتھ لگایا امیر با توقیر کی تو تلوار اور ایک کافر پر پڑی اُسکے دو ٹکڑے ہوے مگر **سلیمان** نے پہلو سے آکر ہاتھ لگایا سراسر سر **صاحبقران** کا زخمی ہوا امیر نے غصے مین نعرہ شیرانہ کیا **سلیمان** عنبر بن موے کوہی کی تلوار پر ہاتھ ڈالا یا اور چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکے **سلیمان** کو دست حق پرست پر بلند کیا اسقدر تلوارین پڑین کہ **صاحبقران** نے کئی زخم بھی کھائے اور **سلیمان** نہ رک سکا چھوٹ گیا زمین پر گرا کوہیون نے اُسے اُٹھایا کوہی سخت جان چوٹ کھاکر پھر لڑنے لگا مگر **صاحبقران** کا حال ابتر ہے اور زخمہائے کاری جسم اطہر پر اُدھر بادشاہ نے بیقرار ہوکر آہ کی اُدھر **صاحبقران** نے عالم یاس مین بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا دلکو رجوع کیا **اشعار**

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب		دعائے کند من کنم مستجاب		چہ عاجز رہا کنندہ دانم ترا
درین عاجزی چون بخوانم ترا	دیگر	ہر کس بہ کسے نالد و یار الغریبے		من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسی

برائے دعائے **صاحبقران** در اجابت وا تھا دفع بلا کا وقت آگیا تھا دریا رحمت الٰہی جوش مین آیا تخل ابر رحمت

بعد صولت و شوکت لکۂ ابر گلنار آسمان پر نمایان ہوا اُس ابر سے بارش مروارید ہوئی برق کی چشمک زنی صد ہا ہلال ظاہر ہو کر چھپ جاتے تھے عارض گلگون جانان کے قریب خنجر ہائے ابرو نظر آتے تھے صد ہا طائران زمزمہ سنج گرد ابر اشعار بہاریہ پڑھتے ہوئے چلے آتے ہیں نظم

سنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری
نکالنے نہین دیتا یہ آرزو تیری
آج بیتاب رہا ہے خوش ہے بلبل باغ مین
چٹک گیا کہین غنچہ تو آئی بو تیری
شاخہائے گل لہلہاتے ہین رنگ باغ مین
فلک کو نالۂ سوزان سے پھونکدے ایدل

بختیارک نے تو خوش ہو کر **لقا** سے کہا یا خداوند کوئی تقدیر نو کی **فراسیاب** نے کسی اور جادوگر کو بھیجا کشش و شورت سے ابر یاقوتی اُٹھا ہے یا خون کا دریا جوش مار رہا ہے یا آسمان یاقوتی پیش نظر ہے یا کوہ پُر شکوہ احمر ہے **لقا** نے کہا اے شیطان درگاہ من کارخانہ قدرت کے قدرت پر موقوف ہین نہین معلوم فقیر کیا ڈالتا ہے کیا نکالتا ہے ہمارے بندے خاص الخاص **افراسیاب** کی آمد آمد ہے دیکھو ابر سرخ کی کیا شد و مد ہے اُسکو قدرت کی مدد مین بڑی کد ہے آج خود برائے قدمبوسی آیا قدرت اُسکے ہاتھ سے **حمزہ** کو قتل کرینگے اپنے بندہ مخلص کو طرۂ پیغمبری مرحمت فرمائینگے **بختیارک** نے کہا آپنے تو تقدیر کی مگر اینجانب نے اور کچھ تدبیر کی یہ مطلع اس مقام پر خوب صادق آتا ہے پیش خوانی مین پڑھا جاتا ہے **اشعار**

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین
جتنی آنے سے ترے بیری طبیعت ٹھہری
نامۂ یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری
طلب الٰہی دست ترقی مین راحت ٹھہری
اُسقدر بھی کھنچی وصل کی ساعت ٹھہری
وہ گلعذار آئے نہ آئے خوشی تو ہے
پر چرخ کو کب ہے سلیقہ یہ جفاکاری مین
جان دیتا ہے ہی ٹھہری طبیعت ٹھہری
دیر سے دیدار ادھر آنے مین کی ہے کسنے
مایوس مین نہین ہون مگر بیکلی تو ہے

مزا ہو بادہ خواری کا جو گلشن مین بہار آئے
بہار آئی گھٹا گھنگور چھائی اور برس نکلے
کھلے میخانے کا در ساقی رنگین عذار آئے
وہ گل پہلو مین ہو کچھ تو میرے دلکی ہوس نکلے

رباعی
پری پیدا ہمارے دیسے ہوگی
یقین ہے بے رُخی قاتل سے ہوگی
عیان لیلی اسی محمل سے ہوگی
اگر ہے گا قتل مجکو پھیر کر منھ

لقا نے کہا اب کیا بیہودہ بکتا ہے کسکے کسکے مطلع پڑھتا ہے کس کسکا کلام یاد رکھتا ہے **بختیارک** نے کہا جو لکھنؤ مین عمدہ عمدہ شاعر ہین علم شاعری سے بخوبی ماہر ہین منشی **احمد حسین** صاحب قمر داستان گوئی مین بے مثل نثار بے عدیل ہین اور میر **ضامن علی** صاحب **جلال** شاعر جلیل اور میر ذاکر حسین صاحب یاس فلک اساس اور میر **شوکت حسین** صاحب عقل و ہنر متخلص بہ سحر سب صاحب کامل و اکمل انسے ہمین بھی صحبتین رہتی ہین انھین کے شعر و مطلع یاد رکھتے ہین میری شاعری کا بھی چمکتی ہے دیکھیے اب موڑ لیا جا چاہتی ہے ابر قریب آیا تم تو جانتے ہو میرا کوئی دوست ہے اور میرا یہ قول ہے کہ مسلمانون پر اب انتہا کی مصیبت ہے انکو خدائے نادیدہ نے مدد بھیجی ہوگی **بختیارک** یہ باتین کر رہا تھا کہ ابر یاقوتی منشق ہوا دیکھا ایک نازنین سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو

خنجر ابرو خوشنخو مشکین مو شعر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب ست او وادی موسیٰ + جامۂ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا + دیگر اگر دہ کھولکر گیسوئے مشک بو نکلے + یقین ہے باغ سے سنبل کشادہ مو نکلے + جوڑا اتر چھا باندھا ہوا دریائے جواہر مین غرق لباس فاخرہ زیب جسم طاؤس زرین بال پر سوار وہ ماہ رخسار جب آنکھون کو گردش دیتی ہے گردش لیل و نہار آنکھون سے گر جاتی ہے باغ مین چشم نرگس شرماتی ہے زلف معنبر کو دیکھکر سنبل پیچ و تاب کھاتی ہے پنجہ نگارین کو جب اٹھا دیا ابر یاقوتی سر پر تڑپا لقا اُس نازنین مہ جبین کو دیکھکر بیقرار ہوگیا دانت نکالنے لگا ریش فتس پر ہاتھ پھیر زبان پر جاری ہوا من چہ تقدیر کردم اُس بادشاہ ملک خوبی تاجدار اقلیم محبوبی کے کان مین صداے یا ربا یا مستغیثا کی جو پہونچی طرف میدان جنگ کے متوجہ ہوئی عجب قیامت برپا دیکھی کہ سرداران اسلام زخمدار بیقرار کوئی پڑا تڑپ رہا ہے کوئی سیاہ گلشن جنان ہو چکا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے اول مین تحریر کیا ہے کہ ملکہ **مخمور سرخ چشم** خواب پریشان بمقدمہ شاہزادہ **نورالدہر بن بدیع الزمان** دیکھکر چلی تھین اسوقت آکر پہونچین عجب پریشانی و سرگردانی مین لشکر اسلام کو دیکھا جیسا کچھ تحریر ہوا کہ سب سے زیادہ **نورالدہر** زخمی برابر اُنکے **طہماس بن عنقویل** دیو پرور پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہے ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے **صاحبقران** نے کئی زخم کھائے ہین ہزارہا سردار سحر مین پھنسے ہین ایک بیحیا ساحر غدار سیاہ رو بدانجام مع بارہ ہزار ساحرون کے سحر کرتا پھرتا ہے مسلمان اپنی زندگی سے تنگ خوف نام و ننگ قدم پیچھے نہین ہٹاتے دم شمشیر سے گلے ملاتے ہین مر رہے ہین مگر دم جرأت کا بھر رہے ہین یہ جو ملکہ **مخمور سرخ چشم** نے معرکہ جانگزا دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا یا شیدائے کفاران بیحیا و اے نابکاران بد دغا منم صاحب قہر و خشم ملکہ **مخمور سرخ چشم** کرتے تے کنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا ساحرون کی جانب کھینچ مارا دانہ ٹکڑے ہوکر جادوگرون کے سر پر پڑا کئی سو جادوگرون کے سر پھٹکر زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوئے **عقرب نائشزن** نے گھبرا کر پکارا ہائے کیا غضب ہوا یہان **مخمور** کہان آگئی **بختیارک** تو اُچھلنے کودنے لگا کہا میان **عقرب** صاحب بھاگیے اب تو سر کے ڈنک سے بچیے ہم کہتے تھے اچھی بات نہین ہے مسلمانون کو نہ ستاؤ مگر تم کیا کرو بموجب مثل شعر نیش عقرب نہ از پے کین ست مقتضاے طبیعتش این است + ادر لقا کے دو تین بار کہا یا خداوند آپ تو بھاگ کر نکل جائیے اس قتالۂ عالم سے جان بچائیے بی **مخمور سرخ چشم** کے سحر اکثر دیکھے ہین طبقے زمین کے ہلا دیے ہین شیدائے جمال **نورالدہر بن بدیع الزمان** صاحب شوکت و شان **افراسیاب** کی قوت بازو کہلاتی ہین جوش عشق مین شریک مسلمانان ہوئین دیکھو تمھاری تقدیر پلٹ گئی ہماری تدبیر کرسی نشین ہوئی جب تک **لقا** بھاگنے کا قصد کرے ملکہ **مخمور سرخ چشم** نے جسپر نگاہ نشیلی ڈالدی مست ہوکر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا چہار طرف یہ صدا بلند ہوئی

نظم

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین سیکڑون انکھڑیون مین تمھین ہی پیاری آنکھین
چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین

باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین

پار اُتارا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے
دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین

قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا
خود نکل کر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھین

تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون
دے وہ حق بین مجھے اے ایزد باری آنکھین

شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا
قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین

سنگریزے ہین شب ہجر مجھے اختر برج
کیون نہ پتھرائین دم نجم شماری آنکھین

وہ مےخانے مین کوئی حور لقا آتا ہے
دیکھ لین پردہ نشینون کی سواری آنکھین

جس جگہ جا ہو رہو آکے گھر اپنا کرلو
دل ہی تم سے ہمین پیارا ہے نہ پیاری آنکھین

دیکھئے دیکھئے سامان شکست دل کے
ٹوٹ آئینگی کسی روز ہماری آنکھین

یہ جو پھر جاتی ہین پھر جاتی ہے ہم سے اک خلق
گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھین

شادی وصل ہو یا دیکھیے رنج فرقت
آج کل دونون پھڑکتی ہین ہماری آنکھین

ایک قیامت لشکر **عقرب نیشزن** مین برپا ہوگئی سیکڑون ساحر و غیر ساحر نے چشم فتنہ زا مخمور کو دیکھکر گلے اپنے اپنے کاٹ ڈالے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم نے حال **نورالدہر بن بدیع الزمان و طہماس** جو بہت ابتر پایا جھولی مین سے ایک شیشہ مثل شیشۂ ساعت طرف ان دونون کے پھینکا نورالدہر اور طہماس اُس شیشے مین بند ہوئے اور سب کی آنکھون سے مخفی تھے کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ ان دونون جوانون پر کیا گذری ملکہ مخمور سرخ چشم کو منظور تھا کہ جھٹ پٹ **عقرب نیشزن** کو قتل کردن اور نورالدہر کو لیکر واسطے علاج کے صحرا مین نکلجاؤن لشکر غیر ساحران سے ہر چند کہ **صاحبقران** و سرداران نامی زخمی ہین اُسپر بھی سمجھ لینگے یقین ہے کہ شکست فاش دینگے یہ سوچکر **نورالدہر** اور **طہماس** کو نظر مردم سے مخفی کیا آپ ساحران غدار پر جا پڑی گاتی دوپٹے کی بندھی ہوئی پائنچون مین گرہ دی ہوئی سینے پر اُبھار صورت سے ظہور قدرت پروردگار نشیلی آنکھین تیر دلدوز پلکین سحر آگین نگاہین چال مین الھڑ جوانی کا عالم ساتھ جلال و حشم نقیب ادب دور باش کی صدا دیتا ہے اقبال دمبدم قدمون کو بوسہ دیتا ہے غصے سے چہرہ لال عارض بدر کمال کسی جادوگر نے سحر کیا ہاتھ ہلاکر اسکو دفع کیا شاید اُسنے کوئی کلمہ سخت کہا غصے مین کچھ بڑھکر ایک طمانچہ مارا سر اُس کافر خاسر کا گردن سے اُڑ گیا کسی کی دونون ٹانگین پکڑکر جھٹکا اتنا مارا چیر کر پھینک دیا کبھی ہاتھ چمکایا برق گرتی گئی سو کے سر کاٹ کر نکل گئی کوئی صف شعلۂ آتش قہر و غضب سے جل گئی مگر اس جلدی مین لڑ رہی ہے کہ **صاحبقران** زمان اور بادشاہ اسلام کو یہ نہین ثابت ہوتا کہ کوئی ہماری مدد کر رہا ہے سردار یہ سمجھے ہین **صاحبقران** کے اسم اعظم پڑھنے سے ہمارے

ہاتھ پانوں مین طاقت ہوئی آنکھوں مین بصارت ہوئی فوج لقا پر جا پڑے ہین ساحرون کا خیال بھی نہین امیر نے بادشاہ کو گھوڑے پر سوار کیا آپ بھی پشت اشقر پر سوار ہوے لندھور و بہرام وغیرہ کے ہاتھ پانون مین طاقت آتی جاتی ہے اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہوتے ہین شاپور شیر دل نے ایرج نوجوان کا مرکب پہونچایا ہے یہ شیر کرہ بن اشقر پر سوار ہو کر کوہیون پر جا پڑا ہے اُن نامردون پر بڑا غصہ ہے فولاد فولاد شکن کو پہلے ہی واصل جہنم کر چکے ہین اب اُسکے سردارون سے تلوار چل رہی ہے وہ سب بیچارے قتل ہونے سے افسردہ بدحواس ہین بھاگنے پر آمادہ ہوش مین سوار نہ پیادہ علم زنگاری کو بڑھکر قلم کیا کوہیون پر علم ماتم گرا منھ اُٹھ گئے جس طرح سے بن پڑا لاش کو فولاد فولاد شکن کی اُٹھایا ایک گھٹے پر ڈال لیا ایرج نوجوان تعاقب کرتا ہوا چلا آتا ہے بادشاہ اور صاحبقران فوج لقا کو پامال کر رہے ہین سنجاقی باختری مشتری حضاری جنگ سے عاری آمادہ گریز صداے بریز بریز کبھی الامان کبھی یا خداوند لقا کہکر بھاگتے ہین ایک جانب مالک اژدر کے نیزہ باز جنگ ستمانہ کر رہے ہین جسکے سینہ پر بڑھکر نیزہ مارا مہرہ پشت کو توڑکر پار گذر گیا کہ دیگر نیزہ پر اُٹھا لیا زمین پر استخوان اسکے چور چور ہوے ایک جانب شاہزادہ داراب کشورکشا فرزند حمزہ عرب لقب غضب ایک جانب صفدر و صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغزن مصروف تیغ زنی پہلو مین انکے انکا نور نظر خورشید بن ہاشم چہرہ مثل آفتاب تیغ کش صف دشمن کو پراگندہ کر رہا ہے لقا نے تو ادھر شکست فاش کھائی باغ مینا سے نکلکر وہ کمینہ بھاگا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم سحر کرتی ہوئی قریب عقرب نیشزن پہونچی اب عقرب نیشزن نے ملکہ مخمور سرخ چشم کو پہچانا آواز دی او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے شہنشاہ افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا کا ساتھ چھوڑا ایمان بھاگ کر آئی ہے تیری قضا شاید میرے ہاتھ سے ہے اگر جان عزیز ہے تو روہانسے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چل خطا معاف کرا دون گا ملکہ مخمور سرخ چشم نے ڈانٹا او ملعون یہ میدان جنگ ہے کچھ افسونگری دکھا سامنے آ غیر ساحرون سے تو خوب لڑ رہا تھا دیکھ تو وہ تیرا خداوند لقا کہان گیا ننگے سر بھاگا جاتا ہے کیا خوب مذہب ہے مبتلا بلا دہ بے ادب ہے یہ کہتی ہوئی قریب عقرب نیشزن کے پہونچی عقرب نیشزن نے گولہ فولاد کا مارا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا او بیچارہ تجھ پر کیا سحر کرون فقط مسکرا دیا غنچۂ دہن وا ہوا سپیدی دانتونکی چمکی برق جہندہ گری گولے کے ٹکڑے ہو گئے وہ ٹکڑے اُسکے ساتھ والون پر پڑے بس ساحر واصل جہنم ہوے بخل بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوے عقرب نیشزن اور زیادہ جھلایا جھولی سے تیغ نکالا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون اسقدر بیقرار ہوتا ہے وقت جنگ ہم ہنستے ہین اور تو اپنے نصیبون کو روتا ہے اُسنے تیغ مارا مخمور کے ہاتھ مین ایک چھڑی یاقوت احمر کی تھی تیغ کو اُس پر روکا تیغ بھی پھٹ گئی جادوگر اُس سے بھی تمام ہوے اب تو عقرب نیشزن نے نیمچۂ سحر کھینچا گویا ڈنک ملایا ہاتھ ملکہ مخمور پر مارا ملکہ مخمور نے نیمچہ طلائی کمر سے کھینچکر بجاے سپر چھڑی کی پناہ کیا قبضہ تو مٹھ پر ہو چکا جوہر جرأت ملکہ مخمور سرخ چشم ظاہر ہین دلاوران ہوشربا بخوبی ماہر ہین نیمچہ اُسکا ٹوٹ گیا پہلے ہی شکست نے

چہرہ دکھایا مثل سپہر چابارد گردان ہون مگر مخمور سرخ چشم سے کب پناہ ملتی ہے کلی نخل حسد کی کب کھلتی ہے خبردار خبردار کہکے ملکہ مخمور نے اپنا وار کیا اُسنے سپر سحر کو بلند کیا تیغچہ ہلالی تڑپ کر گرا مثل قرص آفتاب سپر کٹی عقرب نیشزن کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے منھ سے اُف کیا ایک شعلہ نکلا خرمن ہستی عقرب نیشزن کو جلا کر خاک کیا چشم زدن مین ملعون کا قصہ پاک کیا ساحران باقی ماندہ لاشہ عقرب نیشزن کو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے بھاگے بھاگتے مخمور سرخ چشم نے کئی ہزار کو جلا دیا اب جو مخمور پلٹی کہ جا کر نورالدہر اور طہماس کو اُٹھاؤن دیکھا کہ ہیرا شیشہ سحر ٹوٹا پڑا ہے چند دانے ماش کے اور چند دانے رائی کے وہان پائے ہوش اُڑ گئے کہ ارے مخمور سرخ چشم بڑا غضب ہوا کوئی ساحران دونون کو اُٹھا کرلے گیا بتعجیل وہ دانہ اُٹھا کر ہاتھ مین لیے اور بقہر غضب تمام جستجو مین چلین انکو تو راہ مین چھوڑو اسی جلسے کی داستان رنگین سحر آئین گذارش ہوگی کہ صاحبقران نے جب دیکھا کہ لقا سامنے سے بھاگ گیا جملہ سرداران زخمی کو اُٹھوا کر نوبت نقارے بجاتے ہوے داخل لشکر ظفر اثر ہوے لقا نے بھی انتہا کی شکست کھائی تھی ہیجانے فوراً نامہ متضمن قتل عقرب نیشزن و بہ امید طلب مدد طرف افراسیاب کے روانہ کیا ہے اور صاحبقران زمان جب لشکر مین آئے سردارون کا شمار کیا طہماس و نورالدہر کو نہ پایا شبرنگ بن عمرو سے کہا تمہارے آقا اور طہماس کا نشان نہین ہے شاید زخماری مین عیاران لقا نے گرفتار کر کے لے گئے ہون شبرنگ نے عرض کی حضور نے آنا مخمور سرخ چشم کا ملاحظہ کیا تھا خدا نے اُسکو عین وقت پر پہونچایا اُسنے عقرب نیشزن وغیرہ کو مارا لقا جسوقت تک باغ سے بھاگ کر نکل گیا ہے مین نے نورالدہر اور طہماس کو زیر نخل دیکھا تھا پھر اُس مقام پر ایک اندھیرا ہوا غلام نے جو بنگاہ غور دیکھا کئی جادوگرنیان سیاہ فام نورالدہر اور طہماس کو اُٹھا کرلے بھاگین نہین معلوم کون تھین غلام ابھی تلاش مین جاتا ہے یہ کہکر شبرنگ روانہ ہوا صاحبقران نے ایرج نوجوان وغیرہ کی زخمبندی کا حکم دیا خود داخل بارگاہ ہو کر مصروف عیش ہوے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مخمور سرخ چشم کا تلاش مین نورالدہر کی جانا اور برسرہ کوہ ایک ساحرہ کے قبضے مین پانا اسکو قتل کرنا نورالدہر کو چھڑانا اور گوہر ریزی خامہ مشکین نگار کی یعنی شروع ہونا حالات طلسم جمشید کا بعد گرفتار رہونے ملکہ مخمور سرخ چشم کے جانا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا برائے فتح طلسم جمشیدی کہ جہان سے نشان رہائی شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا واضح ہوتا ہے و دیگر حالات عجائب و غرائب کہ ابتک تو نظر ناظرین سے نہ گذرے ہونگے یہ مقام حیرت انجام عجب شرح و بسط و ربط و ضبط سے مملو ہے کہ مشتاقان خوشخو جب ملاحظہ فرمائینگے یقین کامل ہے اس حقیر کو دعائے خیر

یادگر رہینگے بیان کیے جاتے ہین شعر

امید قوی ہے یہ احباب سے
اٹھائین حظ اس نثر نایاب سے

اشعار ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی ذیوقار
پلا ساغر بادۂ لالہ زار
عطا کر کوئی جام اگر اور ہے
شراب طلسمات کا دور ہے
صدا قلقل مے کی ہو یون بلند
چھلکتا ہے جیسے طلسم سپند
لبالب پلا ساغر زرنگار
کہ ہے چشم مخمور کو انتظار
نہ خاکی سمجھ ساقیا میرا جسم
فقط عنصر مے کا ہے یہ طلسم
گلابی پلا پھول سی خوشگوار
کہ ہے باغ مینا دمے پر بہار
ہے جوبن پہ بنت العنب آجکل
کہ پھیلی ہے رندو مین جنگ و جدل
یہ میخانہ ہے یا کہ میدان رزم
سر اک رند کرتا ہے لڑنے کا عزم
ہے شمشیر بران کہ موج شراب
سبو کاسہ ہاے مے لاجواب
رکھے ہین سبو یا کہ فرق عمود
یہ سب منقلب جام ہین یا کہ خود
ہے آواز قلقل کہ جنگی خروش
کہ مستون کو ہے نشہ مے کا جوش
بہار آئی ساقی وہ دے جام نور
کہ ہو غنچۂ دل کو میرے سرور
عطا کر وہ مجکو مۓ لالہ فام
کہ زاہد بھی ہونٹھون کو چاٹے مدام
مجھے چاہیے ہے وہ مے خوشگوار
کہ ہو دور گردون بھی جسپر نثار
زلال تو لاکی ہے جستجو
مرے منھ سے جلدی لگا دے سبو
خدا را وہ دے بادۂ سرخ فام
نظر آئین مضمون رنگین تمام
کدھر ہے تو اے ساقی بے نظیر
لگا منھ سے جام مۓ دلپذیر
لبالب عطا کر وہ جام شراب
خجل جس سے ہو جلوۂ آفتاب
قمر طبع روشن ہے اب جوش مین
کہ اس نشۂ مین بھی ہون ہوش مین

غزل تصنیف قمر

خوش ہو نہین تم گالیان دو اور مجکو ہنسکے دس
کر دو لیکن پورے بوسے میرے جانان دس کے دس
پانچ بوسے لیکے انکے پانچ بوسے جب لیے
ہنسکے بولے اتنے بوسے ہوگئے پھر دس کے دس
قند مے کو پیکے بولا زاہد نادان یہی
پی لیے ساغر ہین مین نے نیشکر کی رس کے دس
دس شجر بھی ہین نہین پھولے پھلے گلزار مین
ہان خزان نے کر دیے ہین ڈھیر خار و خس کے دس
عاشق زلف سیہ حکم صنم سے دیکھیے
قید خانے کو چلے زنجیر مین ہین کس کے دس
ہین وہ نازک طبع ہون میرے پھنسانیکے لیے
دام صیادون نے بنوائے ہین گل کی باس کے دس
بیس بوسے وصل کی شب لیکے ہین گو یا ہما
دس تو ہین ہان انکے دیکھو اور ہین لب بس کے دس
کہ رہا صیاد ہے اسدم گردن کا ذبح مین
جمع ہو جائینگے طائر دام مین جب قفس کے دس
دس برس کے بعد تیرا کر دیو را سوال
دیدیا اسکو آج بوسے ای صنم تم ہنس کے دس

رہروان منازل طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل مضامین غرائب سیاحان دشت پر ہول فسانہ رنگین و بادیہ پیمایان صحرائے خارستان وحشت آگین مسافر کلک جواہر سلک کو راہبر قرار دیکر بصد کر و فر اس راہ پر خطر طلسم کو یون طے کرتے ہین **بیت** سخن سنج و غواص دریائے ہوش ؛ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ؛ کہ وہ فریفتہ جمال محبوب و محو حسن مطلوب پریشان و رنجور یعنی **ملکہ مخمور** جب **عقرب نیش زن** کو قتل کر چکی اور اپنے تسکین دہ قلب ناصبور کو زیر نخل نہ پایا بلکہ کچھ اسباب سحر ہاتھ آیا صاف ثابت ہوا کہ کوئی ساحر یا ساحرہ **نور الدہر اور طہماس** کو اٹھا کر لے گئے عین وقت پر مجکو داغ دے گئے قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جائے حقیقت مین مقام عبرت ہے یہ راز محبت ہے منازل پر خار و صحراہائے راہ ناہموار کو کس مصیبت سے طے کیا صرف اس امید پر کہ یک نظرے خوش گذرے اور دو چار باتین کرینگے اپنی شبہائے فراق کا حال کہینگے عین وقت پر فلک کجرو نے یہ تفرقہ ڈالا کیونکر بد حواس ہنو یہ بھی خوف ہے کہ کوئی دشمن اس صف شکن کو قتل نہ کر ڈالے بڑے بڑے سرکشان عالم اس شیر دل کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے کیسے کیسے پہلوان اس دلیر کی شمشیر آبدار سے بیدم ہوئے تمام اقلیم مین ماشاء اللہ وہ شاہزادہ بیمثل و یکتا ہے نام سے اس شہریار ذوالاقتدار کے رستم و اسفندیار نے کفن سے منہ چھپایا شیرون کو اس غضنفر کے نام سے بیشے مین بخار چڑھ آیا خداوندا اس شہریار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا روز بد نہ دکھانا صحیح و سالم ان آنکھون سے دیکھون خاک پا کو توتیائے چشم بناؤن ملکہ مخمور سرخ چشم کا دلولہ جنون غم سے کلیجہ خون ہو رہا اس عالم یاس بیقرار و مضطر حیران و پریشان افتان و خیزان صحرا مین چہار جانب دوڑی پھرتی تھی جب کہین نشان نپایا کوسون چھان ڈالا ایک نخل کے سائے مین بیٹھ گئی زار زار رونے لگی اور یہ غزل پڑھی **غزل**

تو جفت الفت کیجیے یہ رسا کیا کم تھی
کھینچ لانے کو مری آہ رسا کیا کم تھی
چاندنی کی مین شب وصل ہوس کیا کرتا
خاک عاشق کی اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
بیچ مین آکے نسیم اور در انداز ہوئی
خون عاشق کے بہانیکو حنا کیا کم تھی
کسلیے سحر بین مین سیر چمن کو جاتا
باز اس امر کے رکھنے کو حیا کیا کم تھی
کوچۂ یار مین لائی کشش عشق مجھے
نشے کو آمد ساقی کی ہوا کیا کم تھی

تیرے دیوانے کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی
اپنے دیوانے کو زنجیر عبث پہنائی
تیری تنویر رخ اے ماہ لقا کیا کم تھی
قتل مین سیر ہوا یار بھی آکر جو شریک
رنگ بلبل کے اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
ذبح کے واسطے کیون آپنے خنجر کھینچا
داغہائے دل شیدا کی ضیا کیا کم تھی
ساقیا مے کے جو دو جام پلائے مجکو
ورنہ عالم مین مرے رہنے کو جا کیا کم تھی
کیون پھری آکے مرے سر سے ہوا کیا کم تھی

منتیں وصل کی کیون یار سے کرتا جلکے
قید کرنیکو تری زلف دوتا کیا کم تھی
بادپا پر جو سوار آتے ہین وہ سوئے مزار
ایک قتال جہان انکی ادا کیا کم تھی
چشم فتانہ مین جو قاتل نے دیا ہے سرمہ
قتل عاشق کے لیے تیغ ادا کیا کم تھی
وصل کا ایک سبب عشق ہی مانع ہوتا
ایک تیری نگہ ہوشربا کیا کم تھی
سینے پہلے ہی سے ہین مری ہوس کیا کہین
چاک ہونیکو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

ان اشعار سے اور دل بھر آیا حضرت عشق نے رہبری کی خیال آیا کہ ای مخمور کیا ہو خواب باختہ ہین غفلت کے ہم آپ دشمن ہوے حضرت عشق ہوش و حواس کے رہزن ہوے وہ جو اسباب سحر اٹھا لائی ہے اس سے کیون نہین چھینتی کہ زور اسکا سحر ہے یہ سوچکر وہ ماش اور سرسون کے دانے جو زیر بغل سے اٹھائے تھے زمین پر مارے دہکنے لگی قہر و غضب نعرہ کیا ارے تم کسکا سحر ہو جلد بتلاؤ نور الدہر اور طہماس کو کون لے گیا ورنہ پھونک دونگی یکایک وہ دانے چھٹکے آواز آئی گلرنگ و جلترنگ جادو دونون بہنین ہوا پر اڑی ہوئی جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کر لے گئین یہ سنکر غصے سے کانپنے لگی آنسو پونچھے انگلیون پر کچھ شمار کیا سمت کا خیال کر کے شعلہ جوالہ بنکر اڑی قضاے کار گلرنگ و جلترنگ جادو آسمان پر اڑی ہوئی جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو دیکھکر عاشق ہوئین سحر کر کے اٹھا لائین ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرین گلرنگ نور الدہر پر مائل جلترنگ طہماس کے تیغ ابرو کی گھائل دونون نے لاکر دونون شیرون کو اس پہاڑ پر اتارا فرش بچھایا زخمون کی پٹیان مرہم کی چڑھائین اب دونون جوانون کو ہوش آیا نور الدہر نے ایک ساحرہ سیہ فام کو اپنے پہلو مین پایا طہماس بن عنقوطیل دیوپرور نے دیکھا ایک لونڈی بدصورت مہیب میرے قریب گھونگھٹ نکالے بیٹھی ہوئی ہے دونون جوان گھبرائے کہ یہ کس بلا مین پھنسے یہ کون مقام ہے حیران حیران دیکھنے لگے گلرنگ نے مسکرا کر کہا دیکھو صاحب مجکو ہاتھ نہ لگانا مین چیخونگی سارا پہاڑ سر پر اٹھا لونگی اور جلترنگ تو بہت خوش مزاج تھی طہماس کے گلے مین لپٹ گئی کہا جانی پیارے تجکو اختیار ہے مین کیا کسی بات مین تجھسے باہر ہون رات بھر تجھکو جگاؤنگی عمدہ کھانا کھلاؤنگی تھک جائیگا تو پاؤن دباؤنگی طہماس نے لاحول پڑھکر ڈھکیل دیا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قہقہہ مار کے ہنس پڑے کہا لو برادر بڑے صاحب نصیب ہو تمھاری معشوقہ خوش اخلاق ہے یہان تو انکار صاف ہے طہماس نے کہا آقا ظرافت نہ فرمائیے اس بلا سے میری جان بچائیے اب وہ دونون تو اصرار کرتی ہین طالب وصال ہین ان دونون کے خوف سے غیر حال ہین صحبت ناجنس منحوس سے حرامزادیون کے بوے بد آتی ہے دماغ پریشان خوف جان مگر نور الدہر نے جھلا کر جواب دیا او ملعونہ ہٹ کر بیٹھ کچھ شامت آئی ہے جب تو دونون جھلائین سحر جو کیے دونون کے ہاتھ پاؤن بیکار ہو گئے خنجر پکڑ کے اٹھین کبھی دھمکاتی ہین کبھی منت کبھی خوشامد کبھی قہر و غضب عجب مصیبت مین دونون شیر ہین دعائین مانگتے ہین کہ حرامزادیان ہمین قتل کر ڈالین کشاکش سے نجات پائین جب اس امر مین طول ہوا دونون نے کہا او نگوڑو اگر ہماری خواہش دل پوری نکرو گے ابھی تمھارے کباب لگائینگے بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جائینگے طہماس نے کہا او حرامزادی مین اس شیر کا نمکخوار ہون مجکو قتل کر میرے شاہزادے کے خون سے ہاتھ نہ بھر دونون واسطے ڈرانے کے نیچے کھینچکر چلین نور الدہر نے بلک کر دعا کی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور اڑتی ہوئی آتی تھی اسنے جو نور الدہر اور طہماس کو دیکھا کہ زمین پر پڑے ہین جادوگرنیان قتل کرنے کا قصد کر رہی ہین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا

خبردار مین آپہونچی جلتر ناگ نے جو دیکھا کہ ایک پری رخسار للکارتی ہوئی آتی ہے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملکہ مخمور سرخ چشم نے سحر پڑھکر ہاتھ مین روک لیا وہی گولہ کھینچ مارا جلتر ناگ کا سر پھٹ گیا مسکراکر آواز دی بھیا طہماس خطا معاف کرنا تمھاری معشوقہ پر مین نے ہاتھ اُٹھایا گلزنگ طرف ملکہ مخمور سرخ چشم کے جھپٹی سحر کرنے لگی ملکہ مخمور سحر دفع کردیتی ہین اور نور الدہر کی طرف اشارہ ہے کہ صاحب اپنی چہیتی کو منع کیجیے ورنہ سزا پائیگی جوتیان کھائیگی آپ کو ناگوار ہوگا شاہزادہ نور الدہر حجاب سے پسینے پسینے ہوگئے شرماکر جواب دیا زور سحر مین کسی کا کیا اختیار ہے دیکھو اس لکاتہ کے سحر سے اپنے کو بچاؤ دائرہ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ عاشق و معشوق مین ایسے دو چار کلمے راز و نیاز کے ہوے کلیجون پر چھریان پھر گئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا گلزنگ کو کھینچ مارا غل ہمہمہ سال خوردہ جلکر خاک ہوئی آواز آئی مارا مجھکو گلزنگ جادو و جلتر ناگ جادو نام تھا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے گھبراکر کہا ملکہ عالم یہان کیونکر پہونچین باغ سے یہ ملعونہ مجھکو اُٹھا لائین ملکہ مخمور نے کہا ہمتو برائے نظارہ جمال آپ کی معشوقہ کے آئے تھے سو دیکھا حقیقت مین ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ اُسپر ہاتھ اُٹھایا بیچاری محروم وصل دنیا سے اُٹھ گئی اسوقت تو مجھپر بڑا غصہ آتا ہوگا شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ ملکہ یہ باتین مجھکو ناگوار ہوتی ہین کیا مین اس حرامزادی کے ساتھ خود آیا تھا سحر مین میرا کیا اختیار ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کرنی زبردستی نہین کسی کو اُٹھا لانا تھا کچھ پہلے سے نامہ و پیام ہونگے نور الدہر عذر کرنے لگے کہ ملکہ بخدا مین نے اس حرامزادی کو کبھی دیکھا نہ تھا ملکہ مخمور کو بگڑنا نور الدہر کا اچھا معلوم ہوتا ہے بہت چھیڑا جب دیکھا حجاب سے نور الدہر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ملکہ مخمور نے کہا آپ کیون رنجیدہ ہوتے ہین جو آپ فرماتے ہین یہی سچ ہوگا یہ کہکر طرف طہماس کے پلٹین طہماس نے سلام کیا ملکہ مخمور نے مسکراکر کہا کیون میان لم قدے تمپر کیا گذری تمھاری معشوقہ خوب موٹی تازی تھی خوب جوڑ تھا متغیر کیون ہو رہے ہو مین سنتی تھی تمھارا ہاتھ جوڑنا دیکھ رہی تھی بڑے سپاہی ہو خوب گھڑکیان جھڑکیان اُٹھائین تو اپنے آقا کا کٹنا بچی ہے یہ آپ ہی کی ذات کا سارا فساد تھا گلزنگ کا پیام اُنکو دیا جلتر ناگ بچانا خود قبول کیا طہماس نے کہا بس بس مہربانی فرمائیے کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کیجیے ملکہ مخمور نے کہا چہ خوش کسی قصہ کہانی کہنے والے کو بلائیے غرض کہ انہین ہنستے ہوے باتین کرتے ہوے کوہ سے اُترے ایک درے مین اُسی کوہ کے ٹھہرے کہ نور الدہر نے کہا اے ملکہ عالم لشکر مین چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ دن بہت کم باقی ہے اور وہ ملعونہ آپ کو بہت دور لے آئی اسوقت پہونچنا ممکن نہین لیکن آپ ٹھہرین مین سحر سے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کرون یا اس حوالی مین کوس دو کوس جاکے دیکھون شاید کوئی صورت نکل آئے یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم خرامان خرامان طرف صحرا کے روانہ ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اور طہماس بن عنقول دیو پرور مسلح و مکمل کوہ سے نکلکر شاہراہ پر ٹہلنے لگے

ابھی ملکہ مخمور پلٹ کر نہ آنے پائی تھین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی قریب آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار سوار جرار کا علمدارون کے نکل جانیکے بعد دیکھا ایک جوان کوہی گینڈے پر سوار سلاح جنگ سے آراستہ خود کلان سر پر زرہ زیب جسم انور پشت پر بارہ ہزار فوج جنگی روا روی مین آتا ہے اُس کوہی کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک جوان خورشید مثال دوسرا عفریت خصال زیر نخل کھڑے ہین اس کوہی کا مینخوار کوہی نام ہے برای مدد لقا چلا ہے اُن جوانون پر جو نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھ تو اس صحراے ہولخیز مین یہ دونون جوان کیون حیران و پریشان کھڑے ہین نام بھی دریافت کرنا مینخوار کوہی کا عیار قریب نور الدہر کے آیا فر شوکت دیکھکر حیران ہوگیا جھک کر سلام کیا کہا ہمارے آقا مینخوار کوہی رستم زمان پہلوان دوران خداوند لقا کی مدد کو جاتے ہین آپ کا نام و نشان دریافت فرماتے ہین نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا مگر طہماس نے کہا کہ جا کر کہدے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرہ صاحبقران اور غلام اُنکا طہماس بن عنقویل دیو پرور کسی وجہ سے یہان آئے ہین تو کیا قاضی ہے کہ نام و نشان دریافت کرتا ہے جہان جاتا ہے جا اور اگر کچھ ارادہ ہو تو آ عیار تھراتا ہوا بھاگا مینخوار کوہی کے پاس آیا کہا حضور یہ جوان تو پوتا صاحبقران کا ہے اور دوسرا طہماس بن عنقویل دیو پرور اُسکا رفیق قدیم نہین معلوم اس مقام پر کیونکر آ گئے ہین پوچھنے سے خفا ہوتے ہین مگر حضور آپ فرماتے تھے مین پہلے پہل برائے قدمبوسی خداوند جاتا ہون برائے نذر قدرت کوئی شی معقول نہین ہے آپ ہی صاحب اقبال ہین یہ جوان تو نہایت دشمن قدرت کا ہے اس بندۂ مغضوب نے کئی مرتبہ قدرت کو قید کیا ید قدرت مین ہتھکڑیان پائے خداوندی مین بیڑیان پہنائین بڑی بڑی متمردیان دکھائین مگر خداوند لقا کے صبر کے صدقے ان ایسے بندگان سرکش کو غارت نہین کرتے ملکہ مشہور ہے کہ قدرت کے پیارے بندے ہین مینخوار کوہی خوش ہوگیا کہا ارے شاطر حقیقت مین کارخانہ قدرت کے قدرت ہی پر موقوف ہین ہم لوگ بیوقوف ہین لاؤ دنیا رکب مجھین آتا ہے یا وہ گرفتار کرلو یا تم لوگ ٹھہرو مین جاکر دونون کو اُٹھا لاؤن مشکین باندھون سب نے کہا حضور ہم بھی تو ہین شرفیاب کیجیے غلامون کو محروم نہ رکھیے مینخوار کوہی منع کرتا رہا لینا لینا کہکر سب چلے طہماس نے دیکھا کہ ٹھٹ کفر کی آتی ہے عرض کی حضور ملاحظہ کرین مین اُنکو ابھی سزاے کامل دیتا ہون ہنوز یہ کلمہ تمام نہوا تھا کہ ہمراہیان مینخوار کوہی آپڑے طہماس بن عنقویل دیو پرور نے ساطور سے کوہیون کو جہنم واصل کرنا شروع کیا جسپر ساطور مارا دو ٹکڑے ہوے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا طہماس نے ایک کوہی کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی گھوڑا اُسکا خدمت مین نور الدہر کے حاضر کیا نور الدہر کو گھوڑا جو ملا لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے قریب مینخوار کوہی کے پہونچے طہماس نے اتنی دیر مین کھلبلی ڈالدی کسی کو مع گینڈے اُٹھا لیا اُکھیڑ کر مارا اگر دن دس سوار دونون چور چور کسی کو بڑھکر ہاتھ ساطور کا مارا کبھی ادھر سپر کی حیلی مین تیغ

چار چار سوار تلے اوپر گرے ایک چشم زدن مین کئی سو کا کام تمام کیا مگر نورالدہر بن بدیع الزمان جو برابر مینخوار کوہی کے پہونچے اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ دیکے اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین مینخوار کوہی نے سطوت وجلالت وقوت جو دیکھی عاشق ہو گیا عرض کی اے شہریار والامان نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھوڑ دیا شاہزادہ نورالدہر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا مینخوار بصدق مسلمان ہوا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے مین نے غلامی قبول کی سعادت دارین حصول کی سب نے ہاتھ روک لیے دست بستہ حاضر ہوئے اب مینخوار کوہی نے کیفیت پوچھی نورالدہر بن بدیع الزمان نے کچھ مجملاً حال جنگ فولاد نولاد شکن اور آنا جادوگرنی کا بیان کیا مینخوار کوہی نے حکم دیا جلد بارگاہ تیار کرو فوراً بارگاہ استادہ ہوئی خیمے سراپردے آراستہ ہوئے لشکر کے ساتھ تو کل سامان موجود ہی چشم زدن مین سامان عیش ونشاط مہیا کر دیا شاہزادہ نورالدہر نے کان مین مینخوار کوہی کے کہا کہ ایک خیمہ بطور تخلیہ پہلوی بارگاہ مین آراستہ کرا دو مینخوار تو اس سامان مین مصروف ہوا شاہزادۂ نورالدہر اور طہماس اُس درۂ کوہ کے قریب آئے دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم دو تین کوس پھر کر پلٹ آئی ہین ایک نخل کے سایے مین ٹھہری ہین کچھ پتلیان ماش کے آٹے کی تیار کر رہی ہین منظور ہے کہ سحر سے کچھ کنیزین بناؤن ایک خیمہ بھی ترتیب دون کہ بعیش وراحت بسر کرون کہ شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے قریب آکر کہا اے ملکۂ عالم اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی خدا نے سب سامان مہیا کر دیا بارگاہ خیمے سراپردے کل سامان عیش ونشاط اُس خالق بے نیاز نے اس صحراے ہولخیز وحشت انگیز مین مہیا کر دیا ایک کوہی برائے مدد لقا جاتا تھا وہ مسلمان ہوا کیسا دوست خیرخواہ ہوا ہے مین نے الگ بھی ایک خیمہ تمھارے واسطے درست کرایا کیون مشقت کرو بسم اللہ چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا آپ چلیے سب کے سامنے لشکر مین آنا مناسب نہین ہے مین غرق زمین ہو کر چلی آؤنگی نورالدہر وطہماس بارگاہ مینخوار کوہی مین آکر بیٹھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے اپنے کو اُس خیمے مین سحر سے پہونچایا دیکھا چھپرکھٹ آراستہ اسباب عیش ونشاط پیراستہ خیمہ مثل عروس شب اول جھاڑ کنول مردنگ وغیرہ سے بتکلف تمام سجا ہوا مینخوار کوہی بھی سمجھ گیا کہ شاہزادے کے ساتھ کوئی معشوقہ ہے اُسنے عرض کی چند کنیزین غلام کے ساتھ حاضر ہین اگر حکم ہو تو انکو بھیجدون نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا بھیجو دکھلوا دو ہم اپنے ساتھ لیکر جائینگے ہم شب کو تمھاری صحبت مین بیٹھنے کی مہلت نہ پائینگے ہمارے مہربان طہماس تمھارے ساتھ ناچ وغیرہ دیکھنے مین مصروف رہین گے مینخوار کوہی نے کہا بسم اللہ مگر غلام نے طائفے وغیرہ بھی عمدہ عمدہ طلب کیے ہین چند ساعت کے واسطے جب ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہو گا چلے آیئے گا اُسی خیمے مین آرام فرمایئے گا نورالدہر بن بدیع الزمان انشاء اللہ کہکر اُٹھے کنیزون

کو ساتھ لیکر خیمے مین آئے دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن چہرہ پریجمالی مثل طاؤس طناز سرگرم خرام نازنین کنیزین آکر واسطے تسلیم کے خم ہوئین ملکہ مخمور سُرخ چشم اور نورالدہر بن بدیع الزمان مثل ماہ و مہر مسند جواہر نگار پر جلوہ افروز ان دونون عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھکر نیر اعظم کو رشک ہوا پردۂ مغرب مین جاکر چھپا دونون وقت بھی آپس مین ملنے لگے طالب و مطلوب کے غنچۂ آرزو کھلنے لگے کنیزون نے جھاڑ وغیرہ روشن کیے شعر

شب آمد ساز گار عشق بازان
معطر مشکسا آگین روح پرور
کشادہ چرخ پر چشم کواکب
ادا سے وہ مہ کامل کا آنا
مہ کامل تھا اُس صحبت کا ناظر
کہ یارے برخوردار از وصل یارے

شب آمد راز دار عشق بازان
سیاہی مثل زلف مہ جبینان
ضیاے ماہ تابان شب پہ غالب
فلک پر جمع سیارونکی محفل
نجوم چرخ رقاصی کو حاضر

نظم

وہ شب تھی فرح افزا عیش گستر
رخ لیلاے شب وہ نور افشان
حیا سے مہر کا وہ منھ چھپانا
تھے روشن صاف جنکے دیدۂ دل
خوشا وقتے و خرم روزگارے

یہ دونون شیداے یکدیگر مدت کے ہجران دیدہ مصیبت عشق کشیدہ اتفاقات قضا و قدر سے جو یہ سامان ممکن ہوا شاہزادہ نورالدہر پیراہن مین نہین سماتے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین ملکہ مخمور سُرخ چشم گلچینی گلشن حُسن کی کر رہی ہی کبھی شرماکر سر جھکا لیتی ہی کبھی شاہزادہ نورالدہر کے چھیڑنے کو اُس جادوگرنی کا ذکر کرکے مسکرا دیتی ہی کہ صاحب وہ بھاگ گئی ہی مین اُسکو نہ روک سکی زبردست ساحرہ تھی مین ہٹ جاؤن اُسکو بلوا لیجیے مین تو فقط حال دریافت کرنے آئی تھی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کبھی ہنستے ہین اور کبھی غصہ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین ملکۂ عالم یہ تو تمکو پہلو خوب ملا مجھے اُس فاحشہ سے کیا مطلب ہی سمن رخ نام ایک کنیز بیٹھی ہوئی مینخوارگی کی نہایت طرار و فرار ہے خود بھی ماہ رخسارے حسین جمیل جوان بیٹھی ہوئی سامنے مسکرا رہی ہی کبھی نورالدہر بن بدیع الزمان کی بلائین لیتی ہی کبھی ہاتھ اُٹھاکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کو ترقی حسن و جمال کی دعا دیتی ہے اُسنے بڑھکر گلابی اُٹھائی کہا ملکۂ عالم اب اسوقت دفتر حکایت و شکایت نہ کھولیے شاہزادہ تمھاری محبت مین بیقرار ہے اس صحبت کو غنیمت جانیے دم بھر مین فلک تفرقہ پرداز گردون کج باز رنگ تازہ دکھاتا ہے اسکی نیرنگ بازی شعبدہ سازی مشہور ہے اسکے ہاتھ سے کسنے آرام پایا کیسے کیسے عاشق و معشوق پہ بدعت کی لیلی پر کیا گذری مجنون کی جو صورت کی دشت نجد مقام ہوا اب عاشقون مین نام ہوا ایک جام مے گلفام نوش فرمائیے رنج و ملال کو خاطر فیض عاطر سے دور کیجیے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون بوا سمن رخ کیا تم بھی اس بلا مین مبتلا ہو کسی کی شیدا ہو سمن رخ نے ٹھنڈی سانس کھینچی عرض کی واری نوج درگو عشق بھاڑ مین پڑے مجھے تو اس سے علاقہ نہین مگر مین اپنے چچا کے صاحبزادے سے منسوب ہون انھون نے اپنی چاہت مجھ سے ظاہر کی

ایک مثنوی لکھی ہی مجھ بدصورت کا اُسمین سراپا ہی کچھ بیہودہ بکا ہے وہ اپنے والد نامدار کے ساتھ برائے تجارت گئے ہین یہ تو ہوتا ہی کہ اکثر راتون کو خواب پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین آتے ہین منھ بنائے ہوئے ہاتھ جوڑے رہتے ہین جب صبح کو اُٹھتی ہون خیال ضرور آتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ خدا تمکو اُنسے ملائے سمن رخ پروردگار کسی عاشق بیدل کو شب فرقت نہ دکھائے اور ہم تو آٹھ پہر آفتاب لب بام چراغ سحری رہتے ہین روز و شب مرنے جینے کی جفا سہتے ہین افراسیاب خانہ خراب ایسا دشمن ہر وقت کی لڑائی مالک ہمارے طلسم کشا قید ہین اُنکی مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہے اُنکی فرقت مین ایک ایک دن برابر ایک ایک سال کے کٹتا ہے اتفاقات قضا و قدر سے یہان آگئے ایک نظر اُنکو دیکھ لیا خیال لگا ہوا ہے وہ ظالم اظلم افراسیاب خانہ خراب اگر کتاب سامری مین دیکھلے نہین معلوم کیا بلا نازل کرے اُنکی سلامتی کی ہر وقت دعا مانگتے ہین اپنی جان کا کیا ڈر جہان ٹھور وہان ہمارا گھر یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک ملکہ مخمور پاک کیے کہا ملکہ مخمور بس زیادہ دل نہ دکھاؤ یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیا ملکہ مخمور نے نوش کیا بے اختیار زبان سے نکل گیا **نظم**

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا
شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین ہائل

اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اُٹھایا جام لبریز کرکے ہونٹھون سے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے لگا دیا نورالدہر نے یہ اشعار آبدار مصنف کے زبان پر جاری کیے **غزل**

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
پتلا وہ آگ کا ہے مین پتلا شراب کا
ہے بحر حسن آج تو چل موتی جھیل پر
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا
آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ بادہ و جام ہے
ابکی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے اے قمر
مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشہ شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام پیے تلک سرور خیال خیر و شر دل سے دور گزک بیچ مین سے اُٹھ گئی گزک لبان شیرین کی چلنے لگی بوس و کنار ہونے لگا کنیزین سامنے سے ہٹ گئین خلوت حاصل ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دونون ہاتھ حمائل گردن کیے دو ایک بوسے لیے عارض انور ملکہ مخمور سرخ چشم سرخ ہوگئے **اشعار**

وہ رخسار نازک کہ ہوجائین لال
جو پہنی پھولون کی بدھی تو درد شانہ ہوا
اگر اُن پہ بوسے کا گذرے خیال
یہان تک تو نزاکت مین وہ یگانہ ہوا

مگر دونون کو محبت کا جوش شور نا و نوش کبھی ہوشیار کبھی مدہوش غرض عجب صحبت ہی مگر رات جلدی جلدی آنکھون ہی مین کٹ رہی ہے جب گھڑیال کی آواز آجاتی ہی ملکہ فرماتی ہین نوشہریار دو بجگئے شب آخر ہوئی وہ دیکھیے سپیدی سحر کی ظاہر ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان گھبرا کر طرف

آسمان کے دیکھتے ہین فرماتے ہین ملکہ ابھی تو بہت رات ہے برائے خدا سحر کا ذکر نہ کرو میرا کلیجہ دھڑکتا ہے خداوندا یہ شب مثل گیسوے جانان دراز ہو روے سیاہ سحر نہ دیکھون بقول شاعر

پہلے تو مے خوب سی پی اور باجے بھی رنگین بجے ٭
جی چھوٹ گیا بس ساقی کا جب تین پہر پہ تین بجے ٭

یہان تو یہ کیفیت ہے عاشق و معشوق کی صحبت ہے مگر وہان میخوار کوہی نے اپنی بارگاہ مین بڑے لطف سے جلسہ آراستہ کیا ہے طہماس کو ناچ دکھا رہا ہے جام مے ارغوانی چل رہا ہے جوانون کا حوصلہ نکل رہا ہے ایک رقاصہ گلعذار ماہ رخسار کمسن الھڑپنے کے دن اپنے فن مین کامل انبی ادا یہ آب مائل کس لطف سے رقص کر رہی ہے اہالیان محفل مثل تصویر خاموش سب کو سکتے کا سا عالم

اشعار

سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
جان اسنے سسک سسک کر دی

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

وجد کرنے لگا تدرو ادا
جسکی جانب بتا کے سسکی لی

کبھی غزلہائے عاشقانہ گاتی ہے اہالیان محفل کو لبھاتی ہے گلگلیا ہے

یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

نشان گور یون غیرون کو بتلاتے تو بہتر تھا
ہماری قبر کو تم آکے ٹھکراتے تو بہتر تھا

جو راہ عشق مین گر کر سنبھل جاتے تو بہتر تھا
کسی کی جستجو مین ٹھوکرین کھاتے تو بہتر تھا

جو کچھ تھی دل مین میرے اُنسے تنہائی مین کہ لیتا
اکیلے راہ مین مجکو وہ ملجاتے تو بہتر تھا

مرا دم حسرت دیدار سے آنکھون مین اٹکا ہے
جو دم بھر کے لیے اب بھی چلے آتے تو بہتر تھا

خطا کی جو دوبارہ یار سے ہم نے محبت کی
کہین ہم اور اپنے دل کو بہلاتے تو بہتر تھا

نہایت تنگ ہون دل سے قباے یار کی صورت
مرے پہلو سے یہ حضرت نکل جاتے تو بہتر تھا

بتون کی سرد مہری نے تو پھونکا تن بدن اپنا
ہمارے سوز دل کو یہ نہ بھڑکاتے تو بہتر تھا

نہ لو راہ عدم بد ہم بھی چلنے والے ہین
ذرا اے دوستو دم بھر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا

عیان ہو جسکی خوشبو پھر وہ گل کسو اسطرح کھولے
تم اپنے حسن پر اتنا نہ اتراتے تو بہتر تھا

گریبان چاک کرنا خوب تھا سودے کی شدت مین
کہین ہم تنگ ہوکر گر نکل جاتے تو بہتر تھا

تڑپنا نزع مین میرا نہ دیکھا جائے گا تم سے
مرے بالین سے تم اسوقت ہٹ جاتے تو بہتر تھا

خبر یون ہجر مین کرنا تھی اپنے حال کی اُنکو
زمین و آسمان نالون سے تھراتے تو بہتر تھا

نہ جاتے پاس اُنکے آپ یہ غیرت کے معنی تھے
کسی کو بھیج کر ہمکو وہ بلواتے تو بہتر تھا

بلا کر مے جو بیخود بھی کیا ہمکو تو کیا حاصل
اگر پیر مغان زاہد کو بہکاتے تو بہتر تھا

اگر دو چار آنسو ہجر مین نکلے تو کیا نکلے
ہماری چشم سے بادل بھی شرماتے تو بہتر تھا

مزاج انکا یہ ہے جو کچھ کرو وہ ضد سمجھتے ہین مری جانب سے گر اغیار بھڑکاتے تو بہتر تھا
جو تم آتے تو ہو جاتے شگفتہ غنچۂ خاطر تمھارے عاشقون کے پھول کھلجاتے تو بہتر تھا
جو یہ ہوتا تو افشا راز دل ہوتا نہ غیرون مین گلے ملتے ہی میرا حال کہہ آتے تو بہتر تھا
سحر تک شام سے کین وصل کی شب منتین ناحق ہم اپنے دلکو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا
ندامت پر اگر اے یاس بخشش تھی گناہونکی مرے اعضا بھی آنسو ہوکے بہ جاتے تو بہتر تھا

اس لطف سے جو اُس نازنین نے یہ غزل گائی میخوار کوہی بھی عاشق مزاج ہے طبیعت بھر آئی طہماس سے کہا اے ستم زمان اے طہماس نوجوان اسوقت تو اس کمبخت نے مار ڈالا دل کھنچ رہا ہے دل چاہتا ہے چند ساعت کیواسطے شاہزادے کو اس صحبت مین بلائین اس حور مثال کا گانا سنوائین رات بھی کم باقی ہے سحر قریب ہے بھیرون مین انکے سامنے اُٹھے طہماس نے کہا شاہزادے نے آج بعد مدت مدید تخلیے مین معشوق کو پایا ہے آنا دشوار ہے مگر بہادر دوست ہین اگر تم خود جا کر عرض کرو بلا تکلف چلے آئینگے اس محفل کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائینگے میخوار کوہی فوراً اُٹھا اُس خیمے کے دروازے پر آیا اتفاق سے ملکہ مخمور سرخ چشم نے چھپرکھٹ پر آرام فرمایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو نیند کب آتی ہے شمع کافوری ہاتھ مین گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین کبھی عارض پہ عارض رکھتے ہین کبھی لب سے لب سینے سے سینہ ملا رہے ہین لطف بوس و کنار کے مزے اُٹھا رہے ہین کہ میخوار کوہی نے بسہولیت سمن رخ کو دروازہ پہ باہر آئی میخوار کوہی نے کہا اگر شاہزادہ بیدار ہو تو میری جانب سے عرض کر کہ غلام حضور کا دردولت پر حاضر ہے کچھ عرض کرنا منظور ہے اگر سرفراز کیجیے تو عنایت سے کیا دور ہے سمن رخ نے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے جا کر باادب عرض کیا چونکہ ملکہ مخمور سرخ چشم سوتی تھی شاہزادہ نورالدہر باہر آئے میخوار کوہی نے کہا حضور واسطے ایک لمحے کے بارگاہ مین چلین ایک غزل اور ایک ٹھمری سنکر واپس آئین کیا لطف کا جلسہ ہے حضور کے ہونے کی کمی ہے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا اے برادر کیا مضائقہ ہے اُسی طرح لباس بزم پہنے ہوے میخوار کوہی کے ساتھ بارگاہ مین آئے بیچ بارگاہ مین مسند خالی تھی جلوہ فرما ہوے میخوار کوہی نے بڑھکر اُس نازنین کو موتیون کا مالا اُتار کر دیا اور کہا کہ اسوقت تو مین شاہزادے کو لایا ہون دیکھون تو کیا کمال دکھاتی ہے بس مزا یہ ہے کہ اُٹھنے نہ پائین مجبور ہو جائین اس رقاصہ کا حُسن آرا نام ہے مسکرا کر کہا تم جا کر بیٹھو ابھی کہو تو گھر پوچھتے چلے آئین ایسا دام زلف مین پھنساؤن کہ پھڑک کر رہجائین کبھی مسکرا کر بجلی گراؤن کبھی ساون بھادون کی کیفیت دکھاؤن ساری محفل کو رُلاؤن میخوار کوہی اسکی باتون پر پھڑک گیا کہا بھلا اچھا دیکھین تو یہ کہکر میخوار کوہی ہٹا حُسن آرا ناز و ادا سے سامنے جو نورالدہر بن بدیع الزمان کے آئی صورت زیبا دیکھکر خود بیچین ہوگئی خود زردین سر پہ ہلکا ہوا زلفین چلبلی تا بہ دوش چہرہ مثل آفتاب عالمتاب آنکھون مین رات کے

جاگنے کے لال لال ڈورے معشوق سے ہم بستر ہوے ہین لباس مین بھینی بھینی بو انگڑائیان لے رہے ہین حسن آرا نے اُف کہکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پیشواز ہاتھ مین اُٹھاکر آگے بڑھی اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

دار فنا مین ایک بھی اپنا نہین رفیق
کیا کچھ خفا ہوے مرے یاران کیون کہان چلے
الجھونگا سر مین کانٹے قاتل کے پانو تیر
رگ ہاے گل کی پانو مین ہین بیڑیان چلے
جوبن پہ اندنون ہے گلستان حسن یار
ہم کیا چلے جہان سے تقدردان چلے
گل توڑنے پہ دیتی ہے دشنام عندلیب
تربت پہ آئے کھائے مرے استخوان چلے
یون لکھ رہا ہے کلک مری آہ کا الف
کی خوب سیر باغ کی ای باغبان چلے
سب دوستونکا خوب کیا امتحان چلے
مجکو یہ اُنکی بد مزگی کا خیال ہے
مدنظر ہو جسکو مرا امتحان چلے
بسمل بناکے مجھے تیر نگاہ سے
یارب اس چمن مین نہ باد خزان چلے
اے دوستو یہین مرے لاشے کو سونپتے
سچ ہے کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلے
لکھتا ہون اپنے ضعف کا مین حال ای قلم
جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے
سایے مین بیٹھے پھول سے شادمان چلے
آتے ہی سیر بزم سے تم اُٹھ کھڑے ہوے
جائین کہین وہ کہہ نہین سکتا کہان چلے
ہمسے چمن بہار مین چھٹتا ہے بلبلو
اب فیصلہ ہے چھوڑکے کیون نیمجان چلے
ای درد ہجر یار کھٹکتا ہے سب کو تو
کوچے سے یار کے مجھے لیکر کہان چلے
ہین کیا سگان کوچۂ دلدار خود غرض
اسطرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے

اس غزل کو گاتے گاتے نورا لیکر بیٹھ گئی دامن شاہزادے کا چٹکی سے تھام لیا ایک ایک شعر کو دس طرح سے بتانے لگی مچل رہی ہے دونون سارنگیان ملی ہوئی گویا گلے ریت رہی ہین طبلیا بھی کاٹ الکمل ٹکڑے باندھ رہا ہے ادھر ساز کی کیفیت اُدھر حسن آرا کے ذہن کی جودت گل سا چہرہ ڈوپٹہ سینے سے ڈھلکا جاتا ہے سنبھالتی جاتی ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھکر جوبن بیتے جاؤ کہکر بتاتی ہے قیامت کے ناز و کرشمے دکھاتی ہے اہل محفل ذبح ہو رہے ہین کبھی بڑھ کے اُٹھنا پشت پھیر کر چند قدم بڑھنا چوٹی گندھی ہوئی پشت پر پڑی ہے اسپر آب روان کا ڈوپٹہ معلوم ہوتا ہے ناگنیان کینچلی جھاڑنے پر آمادہ ہین کمر رگ گل سے باریک پیشواز جسم مین ٹھیک دوبارا پھر سامنے آکے بیٹھی یہ خمسہ طرف شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے متوجہ ہوکر بتانے لگی

خمسہ

اب بھلا کیا ہون نظارے آتشین رخسار کے — ہوگئے غش چاہنے والے جمال یار کے
دلوے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے — رہگئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا اک پری پیکر نے جھرمٹ مار کے

کس قدر عاشق ہین یارب اُس بت عیار کے — چار سو رہتے ہین نالے کافر و دیندار کے
ٹکٹکی باندھے ہوے سب لوگ ہین بازار کے — حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چڑھے اسپر جو بیٹھے سایے مین دیوار کے

دل سے وارفتہ ہین تیرے قد کے اور رفتار کے
قبر بھی مر کر ملے نیچے تری دیوار کے
گر میسر ہون تو نظارے ترے رخسار کے
گوش افسانے سنے جو تجھ سے خوشتر یار کے
آنکھ دے اسد تو قابل تری دیدار کے

قدر ہے تا حشر بالا زلف شبگون ہو دراز
اک جہان ہے آپ کا شیدا اے حسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقون سے ہو چکے انداز ناز
نرگس گل کو بھی قدم سے اپنے کیجیے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہون رفتار کے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہین
یار کو دعوی گل اندامی کا ہے بیجا نہین
تو نہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین
لالہ ہی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندۂ آزاد قد یار کے

ہے خزان ساری بہار گردش لیل و نہار
عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستان عشق
جسم پر زیبا ہے میرے خلعت سامان عشق
جسم و جان قلب و جگر ہین تابع فرمان عشق
دیکھیے کس سمت بھجوائے ہمین سلطان عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہے بوے زلف تابدار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہے رخ معجز نگار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہے ناگوار
مرہم زنگار ہے زخمی کو خط سبز یار
خال لب حب شفا ہے واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند
نور کے سانچے مین ڈھالا ہے خدا نے بند بند
گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہے دوچند
دیکھ کر آئینہ کہتا ہے وہ آرائش پسند
طرے قابل ہے سر گردن ہے لائق ہار کے

حسن کے مذہب مین فرض پنجگانہ عشق ہے
عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہے
اور لوگون کو یہ انداز زمانہ عشق ہے
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے
لن ترانی اُنسے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون
پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون

یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون
خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
تکڑے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

خندہ زن ہستے ہین چشم نم سے کچھ مطلب نہین
کاروبار زندگی سے ہمسے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین
کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا
منھ کو شرما کر چھپایا مہر و مہ نے بارہا
دل گلون کے چھان ڈالے ہین مژہ نے بارہا
باغ مین پی ہے شراب اُس کجکلہ نے بارہا
چیتھڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

ادہر شاہزادہ بھی انتہا کا متوجہ ہے سحر ہجر قریب ہے اسکا زیادہ خیال ہے اس خیال مین آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے شاہزادہ حسن آرا کا گانا سن رہا ہے مگر قضاے کار وہان ملکہ محمودہ سرخ چشم بیدار ہوئین پہلو مین اپنے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو نہ پایا گھبرا کے کنیزون سے پوچھا شاہزادہ کہان تشریف لے گیا کنیزون نے عرض کی کہ میخوار کوئی بلانے آیا تھا وہان جلسے مین گئے ہین ناچ دیکھ رہے ہین یہ سنکر ملکہ محمودہ سرخ چشم بہت ناگوار ہوا غصے مین آنکھین ملتی ہوئی اٹھی کنیزون نے کہا کہ حضور ارشاد فرما گئے ہین کہ مین ابھی آتا ہون حضور تشریف رکھین ہم جا کر اطلاع کرین ملکہ محمودہ سرخ چشم نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اچھا جبھی تم کیا جانو ایک شب بھی تشریف رکھنا ناگوار ہوا مین انکو بلوا کر کیا کرونگی مین طرف طلسم ہوش ربا کے جاؤنگی اب میرا آنا اور اُنسے ملاقات کرنا بالکل بیکار ہے یہ کہکر بقہر و غضب طرف بیرون خیمہ چلین ہر چند کنیزون نے بہت روکا نہ رکین مگر دل مین تو انتہا کی محبت ہے خیال مین گذرا کہ دیکھو تو آؤن کہ یہ جوان کیا کر رہا ہے آتے آتے سامنے بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ نور الدہر مسند پر جلوہ فرما ہین اور ایک کسبی دامن پکڑے ہوئے بتا رہی ہے اور اُسوقت نور الدہر نے خیال ہے اپنی جلالت کے گلے سے اُتار کے موتیون کا مالا دیا ہے وہ تو قوم کی کسبی ہے ناز کر رہی ہے یہ جو ملکہ محمودہ سرخ چشم نے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آواز دی اے شہریار سبحان اللہ خوب لیاقت ہے ہمنے اپنی عمر مفت ضائع کی مگر انشاء اللہ اب صورت نہ دکھاؤنگی آپ بندگی بیکار ہے شہزادے نے جو سر اُٹھایا ملکہ محمودہ سرخ چشم کو اس غصے مین دیکھا فرمایا ملکہ مین تو واسطے ایک لمحے کے آیا تھا یہ کہکر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اُٹھے عذر کرتے ہوئے آگے بڑھے طہماس نے آواز دی ہان ہان ملکہ عالم یہ خطا میری ہے معاف فرمائیے بخدا شاہزادہ نہ آتا تھا ملکہ نے کہا واہ قدرت تو تو ہمیشہ سے کُٹنا ہے ہم جانتے تھے سپاہی لوگ ان باتون کو معیوب جانتے ہین مگر تجھ ایسا پہلوان لگائی بجھائی کرے آئندہ کس کو اچھا سمجھا جائے یہ تمھارے ہی فتور برپا کیے ہوئے ہین تم کیا کرو یہ ہمارے نصیبون کی خوبی ہے وہ جو سنتے تھے کہ مردون کی ذات

ہوتا ہوتی ہی آج آنکھون سے دیکھا ہم تو اس کوچے سے نابلد ہین کھیلے کھائے لوگ جانین ایک کو سائی ایک کو بدھائی ایک سے وعدہ ایک سے انکار شاید اسمین بڑا نام ہی بیوفائی صاحبان ظرف کا کام ہے ایسی ایسی عورتین تمھارے آقا کے لائق ہین مجھ بدنصیب کو ناحق بدنام کیا مگر بموجب مثل خودکردہ را درمان نیست۔ جلدی حال کھل گیا با آبرو پردہ دنیا سے اٹھ جائین ایسے صاحبان لیاقت کو زندگی مین منھ نہ دکھائین واضح ہو کہ عجب طرح کا جلسہ ہے یہ مقدمہ واقع ہوا کہ آگے آگے ملکہ مخمور سرخ چشم طرف سے نورالدہر اور طہماس کی منھ پھیرے ہوے مگر یہ حال ہے کہ پانچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے ڈوپٹہ ڈھلکا ہو عارض گلرنگ پر بوسون کا نشان رات کی جاگی ہوئی آنکھین اُنپر غصے مین اُداسی اشک حسرت جاری معلوم ہوتا ہی کہ صدف کا منھ کھلا ہے گوہر آبدار اشک گر رہے ہین یا موتیون کا سہرا مشاطہ تقدیر نے چہرے پر آراستہ کیا ہے دو چار اشک جو مژگان پر اٹک کر رہ گئے ہین تیر نہال آبدار پیدا ہین غصے مین ہچکی لگی ہوئی بات منھ سے نہین نکلتی ہی نورالدہر بن بدیع الزمان عقب مین عذر کرتے ہوے کہ ملکہ سنو تو تمھاری شکایت بیجا ہی میری خطا کیا ہے طہماس و منیوار کو ہی سے دریافت کرو صاحب قسم ہے جو ملکہ فرط محبت سے پلٹ تو پڑتی ہی مگر پنجہ نگارین اٹھا کر منع کرتی جاتی ہی کہ بس میری وہ باتین نہ بناؤ میرے قریب آؤ ورنہ مین ابھی اپنے چھری مار لونگی اب ہماری قبر پر آئیے گا فاتحہ پڑھ جائیے گا زندگی مین ملاقات نہو گی اور آپ کو ہماری کیا پرواہ ہے جسکو موتیون کا مالا پہنایا وہ تو موجود ہے جاکر جلسے مین بیٹھیے دیکھیے وہ آپکی چہیتی گھبراتی ہو گی اب رات کوئی تین چار گھڑی باقی ہی آخر کی چاندنی ہی فراش فلک نے چاندنی کا فرش زمین پر بچھایا ہے ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین دن سے بہتر روشنی ہی اُسی حال پر ملال مین ملکہ مخمور سرخ چشم کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری ہی سحر سے طاؤس بنایا ہی سپہ سالار ہو چکی ہی قصد ہی کہ اڑ کر نکل جاؤن نورالدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین کہ دوڑ کر دامن تھام لون اور آواز دی کہ ملکہ بخدا اگر اسوقت چلی جاؤ گی اور ہمارا کہنا نہ مانو گی تو ہم اپنا گلا کاٹ ڈالینگے یہ کہکر نورالدہر نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھی اس وجہ سے ملکہ مخمور پلٹ پڑی کہا صاحب برائے خدا یہ ارادہ نہ کرنا لو مین ٹھہر گئی نہین جاتی نورالدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین مین قریب پہونچون کہ پہاڑ پر سے آواز آئی اے جان جہان آرام دل مشتاقان آج رات تم نے کہان گنوائی ہی ہم شب بھر انتظار کرتے رہے اب تو آکر گلے سے لپٹ جاؤ دل بہت بیقرار ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے گھبرا کر طرف کوہ کے دیکھا عجب طرح کا معرکہ پیش آیا پہاڑ پر ایک قصر عمدہ بنا ہوا ہی شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عیش و نشاط سے پیراستہ اک کرسی جواہر نگار بچھی ہوئی ہی اُسپر ایک جوان تاج شہریاری بسر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے گنتھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے بازوؤن پر نورتن انکے جواہر نگار کمر مین داب دونون پڑے یاقوت احمر کے ولایتی حمائل سپر عمدہ پشت پر اُسپر جال مروارید بے بہا کا بشوکت شاہانہ پشت پر کئی سو ملازمان زرین پوش دست بستہ کھڑے ہین سر پہ اُسکے مگس رانی کر رہے ہین وہ ہنس ہنس کر ملکہ مخمور

کو آواز دے رہا ہے اور کلمات خلاف تہذیب اُسکی زبان پر جاری ہین جانی پیاری اِسطور سے کہتا ہے کہ سُننے والے کو صاف ثابت ہوتا کہ یہ قدیم آشنا ہے آج کوئی بات ایسی ہوئی ہے جس سے غصہ کر رہا ہے یہ جو ملکہ مخمور نے معرکہ جان گزا دیکھا قلب تھرّا گیا ایسے کلمات ناشائستہ کبھی کاہے کو سُنے تھے چہرہ فق رنگ متغیر ہاتھ پانوٗن مین رعشہ منھ پر ہوائیان آواز دی وہ سمجھا یہ تو کس کو کہتا ہے اُسنے منہ سکوڑ کر جواب دیا جانی خلاف وعدہ کیا اور پھر اُلٹا غصہ ہے جلد آؤ آخر انتظار کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یہ سُنتے ہی ملکہ کو تاب باقی نہ رہی طاؤس اُڑا کر سامنے اُس قصر کے پہونچی نور الدہر بن بدیع الزمان تو مثل آئینہ کے حیران دیکھ رہے ہین کہ یہ نیا معرکہ کیا ہے یہ کون شخص ہے یہ تو کوئی قدیم دوست اُسکا معلوم ہوتا ہے اس مجمع عام مین کیسا ذلیل ہوا یہ سب دل مین کہتے ہونگے کہ شاہزادہ ایسی عورت پر عاشق ہوا جسکا چاہنے والا ایسا خلاف تہذیب پکار پکار کر ایسی باتین کر رہا ہے کبھی رذیل بھی یہ کلمات بیہودہ زبان پر نہین لاتے قبضہ پر ہاتھ تھرتھر کانپ رہا ہے مگر مخمور سرخ چشم جو برابر قصر کے پہونچی جھولی سے گولا نکال کر مارا واضح ہو کہ وہ قصر بر سر کوہ ہے درختون پر جانورون کا انبوہ ہے گولا جو قریب قصر پہونچا طائر درختون سے اُڑ کر گولے سے لپٹ گئے منقارین مار کر گولا آہن سحر مخمور سرخ چشم کے ٹکڑے کر کے پھینک دیے اور چاؤن چاؤن کر کے وہ مخمور پر آن پڑے گرد طائران بد افعال بیچ مین یہ عنقائے اوج حسن و جمال دیکھنے والون کے ہوش اُڑ رہے ہین مگر مخمور سرخ چشم نے اُن طائرون سے جنگ شروع کی سحر پڑھتی جاتی ہے کوئی مخمور پر پر مارتا ہے کوئی منقار سے جسم کو غربال کرنے کا قصد کرتا ہے پنجون سے نوچے ڈالتے ہین مخمور سرخ چشم نے کسی کی ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا کسی کا سر کھینچ لیا اُف اُف کرتی جاتی ہے منھ سے شعلے آتش کے نکلتے ہین ان شعلون سے طائر جلتے ہین وہ تاجدار پکارتا ہے اے طائرو میری معشوقہ کو کشان کشان میرے پاس لاؤ خبردار ہلاک کرنا مین آپ تنہائی مین سزا دونگا میری خطاوار ہے اور زیادہ مخمور سرخ چشم کا غصہ بڑھتا جاتا ہے تعلیم کردہ افراسیاب اگر سحر مین ایسی کامل ہوتی تو وہ جانور بوٹیان کاٹ کر پھینک دیتے ہر چند کہ مخمور سرخ چشم نے بعجلت تمام ایک زرہ سحر کی جھولی سے نکالکر پہن لی مگر جانور کڑیان آہن کی توڑے ڈالتے ہین ہزار در ہزار جانور ہے مگر مخمور سلیمان وار اُن طائرون کو تسخیر بھی کرتی جاتی ہے جلا بھی رہی ہے کبھی کارد سحر بھی پھینک مارتی ہے ایک مرتبہ دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین مگر جسم سے فوارے خون کے بہ رہے ہین ایک لمحہ مین طائرون کا کام تمام کر کے قریب قصر چمکی دانہ یاقوت احمر کا نکالکر مارا اب وہ تاجدار پھر سحر کرنے لگا مگر بیہودہ باتین نہین موقوف کرتا مخمور سرخ چشم آگے بھی سحر سے اپنے بچاتی ہے قصر پر یہ برقین گرا رہی ہے قصر کے برج اور دیوارین گولے مار مار کر گرا دین کبھی کڑک کر کسی غلام پر گری طمانچہ سحر پڑھ کر مارا سر اُسکا اُڑ گیا نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے کوہ کے دیکھ رہے ہین کبھی تو تنہائی پر مخمور سرخ چشم کی روتے ہین کبھی بیہودہ باتون پر اُس تاجدار کی بیتاب ہوتے ہین جب تلوار پکڑ کر بڑھتے ہین ہاتھ پانوٗن مین رعشہ پیدا ہوتا ہے جھونکا ہوائے تند کا چلتا ہے لشکر والے ہوا مین ٹکرا رہے ہین خیمے اُڑے جاتے ہین وہ تاجدار وہان سے

ڈانٹتا ہی خبردار تم مین سے اگر کوئی آگے بڑھا جلا کر خاک کردونگا لاشون سے میدان بھر دونگا نورالدہر و طہماس و غمخوار کوہی اور کل لشکر کے ساتھ والے کسی طرح قدم آگے نہین بڑھا سکتے ہین بلکہ جھونکون سے ہوا کے اور پیچھے ہٹے جاتے ہین گھوڑون نے اگاڑیان پچھاڑیان توڑین مطلق العنان حیران و پریشان اُس دشت مین پھر رہے ہین کبھی نورالدہر غمخوار کوہی سے کہتے ہین ای بہادر یہ تاجدار ملعون بھیا کون ہی یہ قصر و عمارت کیسی جب شام کو تمہارے ساتھ اُترے تھے یہ کوئی علامت نہ تھی یکایک بنا کہان سے آگئی غمخوار کوہی کہتا ہی اے شہریار مین نے کبھی ایسا شعبدہ نہین دیکھا مین خود حیران ہون خداوندا ملکہ مخمور سرخ چشم کو بچائے نہین معلوم یہ کیا طلسم ہی مگر مخمور سرخ چشم اب اندر اُس قصر کے اُس تاجدار کے ملازمون سے مقابلہ مستانہ کر رہی ہی زمین ہلا ہلا دیتی ہی کسی پر دانہ یاقوت کا مار کسی کو نیچے سے ہلاک کیا کبھی ابروے خمدار سحر پڑھکے ہلاتی ہی بیچارہ چار کے سر کٹ کے گرتے ہین مگر اُس تاجدار پر کوئی زوال نہین آتا جب ماش کے دانے پڑھکے پھینکتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم شعلہ ہاے آتش مین چھپ جاتی ہی مگر باران سحر برسا کر اُن شعلہ ہاے آتش سے مثل برق کے چمک کر نکلتی ہے ہرچند کہ وہ تاجدار اپنے کو بچاتا ہی مگر مخمور سرخ چشم نے تمام قصر کی دیوار و در کو گرا دیا ساتھ والون کو اُسکے خاک مین ملا دیا نورالدہر بن بدیع الزمان اور غمخوار کوہی و تمام اہالیان لشکر مخمور سرخ چشم کیواسطے بیقرار اور اشکبار نورالدہر طہماس سے فرماتے ہین اے طہماس شاید یہی افراسیاب جادو ہی جو مخمور سرخ چشم ہمیشہ ڈرتی تھی اور مجھ سے کہا کرتی تھی کہ افراسیاب ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب تاج و سریر ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی معلوم ہوتا ہی اپنی کتاب سامری کو دیکھ لیا آگیا یہ قصر سحر سے بنا لیا کل تو اس کوہ پر قصر کا نشان بھی نہ تھا آج سب کچھ ہوگیا مجھکو جلانے کو اس بھیانے کلمات محبت آمیز پکار کر کہے اور طہماس کہتا ہی اے شہریار مین نے بھی تو کبھی افراسیاب کو نہین دیکھا خداوندا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پنجہ ظلم سے اس نابکار کے بچانا ہاے ایکی مرتبہ کس ساعت سے آنا ہوا اس صحرا مین اُترنے کا ایسا نا ہوا ہر مرتبہ نورالدہر بن بدیع الزمان تیغ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتے ہین نعرہ پر نعرہ کر رہے ہین مگر یہان تک نہین جا سکتے طہماس قبضہ ساطور کے ہاتھ ڈالے ہوے مثل دیو کے جھوم رہا ہی قبضہ ساطور کو چوم رہا ہی کل فوج تیار آمادہ حرب و پیکار مگر کسی کا قدم نہین بڑھتا جھونکون سے ہوا کے لشکر مین تلاطم ہی فریاد و الغیاث کی صدائین بلند مگر ملکہ مخمور سرخ چشم نے بصد قہر و خشم ساتھ والون کو اُس تاجدار بدکار کے نیچے ہاتھ مین تیغ چھپا چھپکیت لڑتا ہی دریاؤن کے بہا دیے طبقے زمین کے سحر سے ہلا دیے [illegible] خون کے تمام لباس پر جمے ہوے چہرہ غصہ سے گلنار دیکھا نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہ برابر اُس تاجدار کے پیچھے چھپی اُس بھیانے بڑھکر وار تلوار کا کیا مخمور سرخ چشم نے سر کو ہاتھ سے جھٹکدیا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق بنکر اُس بھیا کی کلائی پر پڑی کلائی کٹ کر زمین پر گری گویا مچھلی اُچھلی دریاے خون مین تڑپنے لگی ہاتھ کٹنے سے وہ خیرہ سر دست پاچہ ہوا اب کون دستگیری کرے محل نکلجانے کا بھی نہ پایا مثل نقش قدم

زمین پر جم گیا اُس حال مین مخمور نے بڑھکر نعرہ کیا اور بیجیا معشوق بنانے کا مزہ چکھا منم ملک الموت جان گزران یہ کہکر نیمچہ مارا اُس بیجیا نے سر اپنا بڑھا دیا خود اپنے سر پر آفت لی اِس سر سے آگاہ نہ تھا سراسر بدحواس ہوا نیمچہ مخمور سرخ چشم کا سر پر پڑا ذرا فرق نہ کیا یا تو نیمچہ سر پر جھکا تھا یا ٹنگڑیون سے گذر گیا دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا فوج مین نعرہ بلند ہوا ملکہ سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا آہو قصر تعجب و حسد گرا دیا کس لطف سے لڑی ہو گیا نیمچہ برق مثال ہو کیا جاہ جلال ہے

نظم

منھ پہ تیغ برق دم الماس پیکر کے تری
اک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہے

گر صفِ دشمن پہ سیدھی ہو گئی برق بلا
خود و قاش زین دو حصہ تا بہ حد تنگ ہے

پر نہین یہ وصف جو مین نے بیان اسکے کیے
بلکہ یہ تعریف تو برش کا اُسکے ننگ ہے

آسمان سے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک
امتحان گر کیجیے اسکا تو اک چورنگ ہے

تمام لشکر مین واہ واہ کی صدائین بلند ہوئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اُسکو قتل کرکے چاہا سنبھلون لاشہ اُس بیجیا کا زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپا جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا ملکہ اُس خون سے نہا گئی ادھر تو خون جسم پر ملکہ کے پڑا نہین معلوم اُس محبوب جانی یار جادو لی پر کیا صدمہ گذرا ہائے کا نعرہ کرکے نیمچہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اب دیکھیے لوگون نے دیکھا آندھی سیاہ چلی کوہ پر دھوان بلند ہوا شعلے آگ کے اسقدر بھڑکے کہ کوہ کے پتھر تمام شعلہ جوالہ بنگئے وہ صدا ہاے ہاے ہوائین بجلیان چمکین دھوئین کا جوش باد تند کا خروش زمین کو زلزلہ اہالیان لشکر نور الدہر بن بدیع الزمان کو معلوم ہوتا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوے ہر ذیحیات کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم فنا ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا اندھیرے مین اپنا بیگانہ نہ سوجھتا تھا معلوم ہوتا تھا ہمکو ہوا اُڑائے لیے جاتی ہے وہ اندھیری تاریکی شب فرقت سے زیادہ پردۂ ظلمات کا سا اندھیرا آنکھون کا بند ہونا بیقراری مین اہالیان لشکر کا رونا بعد عرصہ دراز کے وہ شور و غل اندھیرا ہواے تند وغیرہ سب ہنگامہ دفع ہوا جب آنکھین کھولکر دیکھا نہ وہ صحرا ہے نہ وہ مقام نہ وہ کوہ نہ لاشون کا انبوہ ایک ہی کے صحرا مین سب نے اپنے کو پایا خیمے زمین پر پڑے ہین بارگاہ مین سرنگون طہماس و منیجوار کوہی شاہزادے کے قریب کھڑے ہیں ساتھ والے کچھ ہو غش مین کوئی مصیبت کے جوش مین وہ عجائب و غرائب دیکھا عقل حیران اگر ارسطو ہوتا یہ طلسم دیکھکر مثل طفل دبستان مہر خاموشی دہن پر لگاتا اب سب نے آنکھین کھولین نور الدہر بن بدیع الزمان کے گرد آ گئے نور الدہر نے کہا سمجھائیو وہ پہاڑ وہ قصر وہ لاشے سب کہان غائب ہو گئے ہائے مخمور سرخ چشم کو کون لیگیا طہماس و منیجوار کوہی کہتے ہین حضور کیا عرض کرین عقل اس مقدمۂ پیچ در پیچ مین کیا دخل دے اس صحراے ہولخیز مین یہ سب اس پریشانی مین تھے آثار سحر نمایان ہوئے گریبان سحر غم مین شاہزادہ نور الدہر

بن بدیع الزمان کے پاک ہوا پہار جانب سناٹا رنگ صحرا دگرگون بلبلون کا جگر خون طائر عوض زمزمہ سرائی کے صدائے ہیہات وافسوس بلند کر رہے ہین پر دن سے سر پیٹتے ہین چشمے مثل چشم کور خشک ہین جنگل کے بیران رنگ چہرۂ سحر فق ہر ذیحیات کو قلق

اشعار مصنف

ہوئی ناگہ یک صبح آفت عیان   ہوئے ماہ و انجم فلک پر نہان
ستارہ سحر کا ہوا بس نمود   فلک ہو گیا سرخ روئے کبود
اداسی سی ہر سمت کو چھا گئی   کہ صبح قیامت نظر آ گئی
فلک نے کیے برہمی کے رسوم   چلا ماہ لے کر سپاہ نجوم
پڑی اوس میلی ہوئی چاندنی   تلاطم مین سبزے کے دم پر بنی
ہوئے سرنگون سب نشان اختری   ہوئی آمد خسرو خاوری
لگائے ہوئے غازۂ خون مہر   کہ رنگت سے تھا سرخ جسکی سپہر
رخ مہر سے تھا غضب آشکار   تزلزل مین تھا جس سے لیل و نہار
سراپا تھی خورشید مین تھرتھری   طبیعت سے ظاہر تھی آتش گری
گذرنے کا شب کے جو تھا رنج و غم   سحر وہ نہ تھی روز محشر سے کم
اڑاتے تھے ذرے سرون پر جو خاک   سہانا ہوا دشت وہ ہولناک
صبا کو خزان کی خبر ہو گئی   گریزان نسیم سحر ہو گئی
گلون نے گریبان کیے تار تار   کھٹکنے لگے دل مین غنچون کے خار
نہالون پہ تھی صاف پژمردگی   اٹھائے تھا سبزہ بھی افسردگی
طیور اپنے بھولے تھے سب چہچہے   نہ وہ زمزمے تھے نہ وہ قہقہے
ہلاتے تھے دل نالہاے چکور   سراسیمہ تھے ہر طرف کبک و مور
کسی جا پہ تھا نالۂ بلبلان   کہین مرغ کرتے تھے شور و فغان
لگے کرنے زاغان کوہی بھی غل   پریشان ہوئے دشت وحشت کے گل
درندے چھپے خوف سے غار مین   تلاطم ہوا دشت و کہسار مین
قمر کیا سحر کو مصیبت ہوئی   کہ معشوق و عاشق مین فرقت ہوئی

حیرانی و پریشانی مین نور الدہر بن بدیع الزمان مبہوت کھڑے ہین کہ دیکھا شمشیر ناگ بن عمرو عیار انکا جو تلاش کو نکلا تھا اسوقت آکر ہو بجا دیکھا تو لشکر مین عجب ہنگامہ ہے کوئی کہتا ہے

کوئی خاک اُڑا رہا ہی نور الدہر بن بدیع الزمان خاموش فرش خاک پر بیٹھا ہی شبرنگ دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خیر تو ہے آپ جنگ مغلوبہ مین سے غائب ہوے تھے یہان کیونکر پہونچے یہ لشکر کہان سے ملا اسوقت یہ تردد و انتشار کیسا ہے لشکر مین ہاے واے کا کیون غلغلہ ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو اپنے عیار وفادار کو پایا گلے مین باہین ڈالکر رونا شروع کیا کبھی شبرنگ نے اسطرح شاہزادے کو روتا بیقرار نہ دیکھا تھا قدمون سے آنکھین ملکر کہا للہ ضبط فرمائیے حال تو مفصل سنائیے نور الدہر نے ہاتھ کلیجے پر رکھکر کہا اے برادر گلرنگ تاب و جلترنگ جادو مجکو اور طہماس کو اُٹھا کر لائین طالب وصل ہوئین عین وقت پر آرام جان تسکین دہ دل رنجور عاشق صادق ملکہ مخمور سرخ چشم آکر پہونچین دونون کو مارا زیر کوہ اُترے اے بھائی بیان کو طول کیا دن منیخوار کوہی آیا مجھ سے لڑا مسلمان ہوا شب کو جلسہ آراستہ کیا صبح ہوتے فلک نے مجکو لوٹ لیا وہ یہ ایک قصر ظاہر ہوا اُسمین نامرد ایک تاجدار بیٹھا تھا اُسنے ملکہ مخمور سرخ چشم کو جانی کہکر پکارا وہ صاحب عصمت و عفت پہاڑ پر جا کر ایسی لڑی ہزارون طائر مارے آخر مین اُس تاجدار کو بھی قتل کیا اے شبرنگ ہمارے بخت سیاہ کا سامنا ہوا بعد قتل ہونے اُس ملعون کے ایسا اندھیرا چھایا اب ہم نہین جانتے کہ وہ پہاڑ کیا ہوا ملکہ کو کون لے گیا ہم اس صحرا مین کیونکر آگئے مین اپنے یوسف گمگشتہ کو کہان ڈھونڈھون کہان جاؤن جی چاہتا ہے گلا کاٹ کر مر جاؤن شبرنگ نے کہا اے شہریار طریقہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مقام کسی طلسم کا ہے اپنے کو کیون ہلاک کیجیے چلکر طلسم کو تلاش کرین انشاء اللہ غلام پتا لگائے گا ملکہ کا گرفتار کرنے والا اپنی حرکت ناشائستہ کی سزا پائیگا نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا اے برادر روح کو راحت نہین ہاتھ پانون مین طاقت نہین ہمسے تو اب کچھ نہو سکیگا اگر تم بھی اس معرکہ قیامت خیز کو دیکھتے ہوش اُڑ جاتے ایسے کلام نہ کرتے ای بھائی کہان تلاش کرون یکایک یہ قیامت برپا ہوئی کہ آنکھون سے مخمور سرخ چشم مخفی ہوگئی مگر بقول تمھارے کیا مین اب پلٹ کر لشکر مین جاؤنگا اسی صحراے ہولخیز مین سر ٹکرا ٹکرا کر مر جاؤنگا منیخوار کوہی بسم اللہ لشکر تیار کرو فوراً لشکر مین قرنا ہوئی گھوڑون پر کاٹھیان پڑنے لگین نور الدہر بن بدیع الزمان کا یہ حال ہوا کہ مرکب پر سوار ہوا نہین جاتا رکاب سے پانون نکلا جاتا ہے طہماس نے آکر ہاتھ تھاما مرکب پر بمشکل سوار کیا خاک اُڑاتے طرف صحرا کے چلے لیکن بموجب

ابیات

دشوار ہی اک قدم کا چلنا
آسان نہین یہان سنبھلنا
کہتا تھا بجبر رو کے ہر گام
اے زور ہمارے ہاتھ کو تھام
طاقت بیتاب ہوگئی ہے
تسکین خراب ہوگئی ہے

اے شوق کر اب تو دستگیری
عاجز ہے شباب مثل پیری
ہے سر پہ وبال دوش اب تو
کچھ بھی نہین ہمکو ہوش اب تو
اے طاقت رفتہ آ خدارا
دل توڑا ہے ضعف نے ہمارا
سر پھرتا ہے گردش فلک سے
رنگ اُڑتا ہے درد کی چمک سے
محزون ہون دہر کی ہوا سے
مغموم ہون بخت نارسا سے
طالع گردش دکھا رہا ہے
گردون مجھکو پھرا رہا ہے
شادی سے جو ہو بگاڑ مجھسے
غم کرتا ہے چھیڑ چھاڑ مجھسے
سوز فرقت سے جل رہا ہون
حیرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون
وہ نخل ہون جو پھلا نہ پھولا
وہ شئے ہون جسے ہر ایک بھولا
وہ درد ہون جو سہا نہ جائے
وہ حال ہون جو کہا نہ جائے
وہ تیشہ ہون اپنا سر جو پھوڑے
وہ سخت ہون اپنا دل جو توڑے
بیداد ز جور چرخ بیداد
فریاد ز دست عشق فریاد
شدت پہ ہے زور ناتوانی
سر پر ہے سوار سرگرانی
غمخواری کرے کسے غرض ہی
تپ ٹوٹتی ہی جسسے وہ مرض ہی

اس جوش و خروش مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان قطع منازل و طی مراحل مین مصروف ہی دن بھر رہروی کی شام کو قریب ایک کوہ کے پہونچے صرف اُسپر ایک قصر کہنہ بنا ہوا معلوم ہوا طہماس نے عرض کی شام قریب ہی آج شب اسی مقام پر بسر کیجیے نورالدہر بن بدیع الزمان گھوڑے سے اُترے طہماس گینڈے سے کود پڑا اساطور پکڑے ٹہل رہا ہی ابھی بارگاہین وغیرہ استادہ نہین ہوئین چھکڑون سے بار اُتر رہے ہین کارگذاران مینخوار گوہی تدبیر کر رہے ہین کہ دیکھا اُس قصر کہنہ سے جو بسر کوہ واقع تھا ایک زنگی سیاہ رو بدصورت مہیب قد تاڑ کا لٹھا ہونٹھ موٹے موٹے کریہ منظر عفریت پیکر بموجب بیت سعدی علیہ الرحمۃ بیت

تو گوئی تا قیامت زشت روئی
برو ختم است بر یوسف نکوئی

تیغہ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالے ہوئے پہاڑ سے کود آیا آواز دی یہ کون اجل گرفتہ ہی جو یہان لشکر اُتارا ہی غل شور سے ہمارا سر پھرا جاتا ہی جلد یہان سے لشکر کو اُٹھاؤ اور کہین جا کے اُترو ورنہ ایک ایک کو سزاے معقول دونگا جس مقام پر طہماس کھڑے تھے یہ زنگی ایسے کلام سخت کہتا ہوا وہان پر آیا طہماس نے آواز دی اے مرد سپاہی کیا واہی تباہی بکتا ہی زبان کو بند کر اگر یہان اُترے تو کیا کچھ تیرا لے لیا اس زمین کے واسطے شرف حاصل ہوا

نہین آگاہ ہے یہ لشکر کس کا ہے نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان وہ سامنے جلوہ فرما ہین یہ جو طہماس نے کہا وہ زنگی سیاہ رو غصہ سے لال ہو گیا جواب دیا کیسا سپاہی کیسا بہادر ہم انہی زمین پر نہین اُترنے دیتے جلد ہٹو ورنہ تلوار کھینچتا ہون طہماس نے ہنس کر کہا او گدھے لاکھ دو لاکھ کو بلا تو شاید ڈرین مگر بخدا اگر عالم ایک طرف ہو جائے تو اپنی کرین یہ سنکر اُس زنگی نے طہماس کو تیغہ کا ہاتھ مارا طہماس نے ساطور پر گانٹھا معلوم ہوا دو اژدہے آپس مین لپٹ گئے طہماس نے تلوار اُسکی روک کر نعرۂ تکبیر کیا اُچھل دے سے ہاتھ نکالا سر کو بتا کر کمر پر ساطور کا ہاتھ لگایا مثل خیار تر اُس زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے زنگی کا مرنا قیامت برپا ہوئی نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا طہماس کی گردن و کمر مین ایک زنجیر لپٹی ایک پنجہ آسمان سے آکر کمر مین طہماس کی پڑا اُٹھا کر بروے ہوا لے گیا اور ایک آواز آئی ہیبت خیز کہ جس سے زمین تھرا گئی بجای خون کے زنگی کے جسم سے دھوان نکلا سارے لشکر مین اندھیرا چھا گیا آنکھین سب کی بند ہو گئین جب تھوڑی دیر کے زمین کا کانپنا موقوف ہوا دھوان بھی دفع ہو گیا اب دیکھا جس مقام سے کوچ کیا تھا وہی جگہ ہے نہ پہاڑ ہے نہ زنگی کا لاشہ دکھائی دیتا ہے اب تو سب اور زیادہ حیران و پریشان ہوے واسطے طہماس کے نورالدہر بن بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا لو شبرنگ اب دوسری آفت ہوئی رفیق قدیم ساتھ سے چھوٹا افلاک نے پہلی منزل مین لوٹا شبرنگ کے بھی ہوش و حواس درست نہین مگر ضبط کر کے کہا اے شہریار صبر لازم ہے اور میخوار کوہی کو پکار کر آواز دی جلد بارگاہ استادہ کراو اس تردد و انتشار سے کیا حاصل ہوگا سمجھا کر نورالدہر بن بدیع الزمان کو بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے مگر سب ناخوش حیرت کا جوش نورالدہر نے کہا اے میخوار کوہی اب تم لشکر لیکے اپنے قلعہ کو جاؤ ہمارا ساتھ چھوڑ دو علاوہ معشوق کے طہماس کے غم نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہمارے بچپن کا رفیق عاشق صادق جری بہادر تیغ زن صف شکن ہماری محبت مین طرار سب ایسے بیٹے کو میدان قلعہ ذوالامان مین مارا چھاتی پر چڑھ کر اپنے نور نظر کا سر کھینچ لیا ہمارے قدمون پر لا کر ڈال دیا ایسے چاہنے والے کس کو ملتے ہین اب ہم یکہ و تنہا اُسکی تلاش مین نکلتے ہین یا تو اُسکو تلاش کر کے لاتے ہین یا اپنی جان دینگے یہ روے سیاہ کسکو دکھائینگے میخوار کوہی بے اختیار رونے لگا کہا حضور وہ رفیق قدیم تھے ہم غلام جدید ہین مروت سے بعید ہے کہ اسوقت مین آپکا ساتھ چھوڑ دین اگر حضور جان دینگے ہمکو اپنی جان کب عزیز ہے اگر حکم ہو سر کاٹ کر قدمون پر ڈال دین جو حضور کا حال وہی ہمارا بھی حال شب بھر یہان بسر کیجیے صبح جہان سرکار چلین گے غلام حضور کے ساتھ ہین یہ سب غلامان باوفا ہین نہین ہے کوئی قدم نہ ہٹائے گا غلام کو ہمیشہ سپاہیون سے عشق رہا ان سب صاحبون کو خون جگر پلا کر پرورش کیا ہے یہ بارہ ہزار بارہ لاکھ سے نہ رک سکینگے بس نورالدہر بن بدیع الزمان نے سر جھکا لیا جبراً و قہراً سب نے کچھ کھانا کھایا شبرنگ نے

مثل سایہ کے ہر وقت ساتھ ہو بعد خاصہ کے پلنگ پر آکر بیٹھے شبرنگ حاضر ہے اب شب ہجر سیاہ کا سامنا ہوا فرمایا شبرنگ تم آرام کرو صبر و قرار نے ہمارا ساتھ چھوڑا راحت و آرام نے منھ موڑا یہ کالی رات کیونکر کٹے گی بلاے سیاہ ہو کھا جائیگی فلک بھی ستارون سے آنکھین نکالتا ہے آج ماہ تابان مثل تابۂ آہن سیاہ ہے تارے ہین یا خال چہرۂ زنگی خیمہ مثل گور تنگ ہے اب زندگی سے دل تنگ ہے اُس پریشانی مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے

اشعار میر شوکت حسین صاحب متخلص بہ سحر

نظم

ہجر مین جان پر آجاتی ہے آفت دل کی
کرتی ہے روح کو بے چین اذیت دل کی
آکے بیٹھو مرے پہلو مین کوئی دم تو کہون
ایک دفتر ہے مصیبت کا حقیقت دل کی
کیا کہین رات کو نکلا کوئی ارمان وصال
آج چہرے سے ہویدا ہے بشاشت دل کی
جب سے اک شوخ پہ آئی ہے طبیعت اپنی
روح بیچین ہے جاتی رہی راحت دل کی
جلکے ان گیسوؤن والون سے الجھتا ہے عبث
دیکھنا ایکدن آجائیگی شامت دل کی
اُٹھ نہ پہلو سے کہ ہے شاق بہت اے دلبر
ایک تو ہجر ترا دوسرے فرقت دل کی
دونون عالم کو ڈبو دین مری دونون آنکھین
فرقت یار مین پائین جو اجازت دل کی
اُڑتا رنگ طبیعت کا کہین آجاتا
جان بھی جائیگی ہتی ہے یہ حسرت دل کی

رات بھر شبرنگ بن عمرو خدمت مین حاضر رہا سمجھایا کیا شاہزادہ نہ خود سویا نہ شبرنگ کو سونے دیا جب تھوڑی رات باقی رہی ذرا آنکھ لگ گئی تھی گھبرا کر شاہزادہ اُٹھ بیٹھا کہا اے شبرنگ بڑا غضب ہوا ملکہ کسی آفت مین مبتلا ہے ابھی ابھی مین نے خواب مین دیکھا میرا نام لیکر روتی ہے مکان تنگ و تاریک مین بندگرد ساحران خوف پیکر وہ ماہ آسمان حسن و جمال عجب رنج و ملال مین مبتلا تھی مین جو سامنے پہونچا آواز دی کیون ملکہ مزاج کیسا ہے فقط اتنا جواب دیا کہ شہریار ہمارے پاس نہ آئیے ہم طلسم مین قید ہین اگر آپ یہان آئیے گا تو مصیبت مین پھنس جائیے گا مگر کسیطرح خواجہ عمرو کو اطلاع کیجیے کیا عجب ہے وہ اگر اس بانصیب کو قید آفت سے چھڑائین بڑے بڑے زبردست یہان ساحر ہین علم سحر سے خوب ماہر ہین اے شبرنگ مین نے چاہا کہ نام طلسم کا پوچھون آنکھ کھل گئی آنکھین کور ہو جائین تو صبر آتا کلمات حسرت و یاس سننے کی طاقت نہ تھی مگر سنیے خواب مین بھی اُس تک نہ پہونچ سکے پھڑک کر رہ گئے شبرنگ نے کہا اے شہریار اس خواب سے تو خیال ہوتا ہے کہ ملکہ چین سے ہین آپ نے مصیبت مین دیکھا عکس اُسکا عیش ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا اے شبرنگ یہ رویاے صادقہ ہے وہی ہے جو آنکھون سے دیکھا دل خانہ خراب ہدایت کرتا ہے کہ خواب سچا ہے ہر چند شبرنگ بن عمرو سمجھاتا ہے کب صبر آتا ہے ولولہ بڑھتا جاتا ہے بقول کسی شاعر کے

شعر

عاشق کو بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل
وہ کام بتاتا ہے جو آتا نہین مجکو

دیگر

حضرتِ ناصح جو آئین دیدہ و دل فرشِ راہ
یہ تو کوئی مجکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا

دیگر اشعار مصنف

گیسو کی یاد مین یہ شبِ غم بسر ہوئی
کن حسرتون مین آہ ہماری بسر ہوئی
فرقت مین تیری رات تڑپکر بسر ہوئی
کچھ رات رہ گئی تھی کہ اپنی سحر ہوئی
یادِ رخِ صبیح مین پیری ہوئی نمود
جب دم لبون پہ آگیا اُسدم سحر ہوئی
عین شبابِ فرقتِ معشوق مہربان
شام شباب عمر کی دم مین سحر ہوئی

جب ہونٹھ پر دم شاہزادے کا آیا صبح فراق نے روے سیاہ دکھایا اٹھکر وضو کیا نماز سحر سے فراغت حاصل کی پھر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جوشان و خروشان بدحواس عالم یاس پشت مرکب پر سوار ہوکر تلاش محبوب مین چلے **شبرنگ** رکاب سے لپٹا ہوا عقب مین تمام لشکر ملکہ **محمود سرخ چشم** کا غم **طہماس** کی جدائی کا الم ہر مرتبہ شاہزادہ آہ کا نعرہ مارتا ہے چاہتا ہے ان سبھون کے ساتھ سے الگ ہوجاؤن اپنے کو دشت نجد مین پہونچاؤن **شبرنگ بن عمرو** تیور پہچان کر کہتا ہے اے شہریار ایسے مقام پر چند کس کا ہمراہ ہونا بہت مناسب ہے غلام سے الگ ہونے کا براے خدا قصد نہ کیجیے گا جب **مصرع** دو دل یک شود بشکند کوہ را + شاہزادے نے بمشکل دل کو سنبھالا بصد سوز و گداز اِس غزل کو شروع کیا

غزل

زندگی کیون نہو وبال ہمین
کیا کہین اُنسے ایک بوسہ کو
صاف ہین ہم بلا زلال ہمین
آج بھی ٹلگیا جو وعدۂ وصل
پھیر دین وہ ہمارا مال ہمین
پھر دل آزاریان وہ کرنے لگے
لو ہوا اور انفعال ہمین
چاند دیکھا جو چودھوین شب کا
گھورتے ہین بہت غزال ہمین
آکے دنیا مین تجھسے بعد ہوا
کردیا بے چھُری حلال ہمین
وصل مین رعبِ حسن کے باعث
اتنا ہوتا گیا زوال ہمین
خون سے کردیا جو لال ہمین
شرم ہے مانع سوال ہمین
مجھ سے کہتا ہے اُنکے شوق مین دل
یار ہوگا بڑا ملال ہمین
حسرتین دید کی نکلجاتین
دیکھ پایا ذرا بحال ہمین
خاک ہی اوڑھنا بچھونا ہے
انکے رخ کی ملی مثال ہمین
وصل مین یار مجھسے کہتا ہے
اب ہے درکار اتصال ہمین
نہوا فصل گل مین کیون سودا
نہوئی بات کی مجال ہمین
یار جو بے عدیل پایا ہے
زلفِ جانان کا ہے خیال ہمین
تونے قاتل کیا نہال ہمین
ساقیا دُردِ محتسب کو دے
اپنے پہلو سے تو نکال ہمین
دلکی قیمت جو بوسہ دیتے نہین
نظر آئے جو وہ جمال ہمین
وصل مین یار ہمسے روٹھ گیا
یہی مسند یہی ہے شال ہمین
پاکے وحشی کسی کی آنکھون کو
ہجر کا کچھ سنا و حال ہمین
تونے ابرو دکھا کے غیرون کو
ہوگیا کیا یہ اب کے سال ہمین
جتنا اُنکا عروجِ حسن ہوا
لوگ کہتے ہین بیمثال ہمین

بولا قاتل نگاہ کے تیر نظر
نظر آئے کہین ہلال ہمین
ہجر مین فرش غم پہ گرتے ہین
خوب آتی ہے دیکھ بھال ہمین
عشق ابرو مین جھک کے ہوگئے خم
اُٹھ کے اے ہمدم دل سنبھال ہمین
یار انگڑائی ہاتھ اُٹھا کر لے
سب کہین صاحب کمال ہمین
اُس غزل نے اور آگ عشق کی

بھڑکا دی مگر خیال ہے کہ اے نور الدہر جواب تمھارا سچا ہے اگر ذرا بھی نشان ملجائے تو تلوار پکڑ کر جا پڑون اگر زندگی تمام ہوچکی ہے تو قید خانہ مین سنکر یہ تو کہیگی کہ ہمارا عاشق جانباز تھا مردان عالم مین سرفراز تھا کہ ہماری جستجو مین جان دے دی اور اگر حیات باقی ہے لڑ بھڑ کر پہونچ گئے بخت نے رسائی کی اور رہا کیا تو اُسوقت کیا خوشی ہوگی اور لے نور الدہر چونکہ مقدمہ وہان ساحری کا ہے اسوجہ سے خواب مین بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو کو خبر کرو جانتی ہین وہ عیار طرار ہے رہا کرلین گے اور تمنے کیا ہوسکیگا مگر خدا نے ہمکو ساحر کش بنایا ہے بچپن مین طلسم گوہر بار سلیمانی کو فتح کیا اگر خدا نے فضل کیا تو اس طلسم کو بھی چل کر فتح کرتے ہین الغرض دن بھر اُس وادی ہولناک مین رہروی کرتے رہے کوئی چھ گھڑی دن پچھلا باقی تھا ایک صحرای سبزہ زار مین گذر ہوا صحرا دلچسپ قطعہ دار جا بجا گل خودرو کی بہار ایک جانب کوڑیالا کھلا ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ فرش زمردین پر جال مروارید کا پڑا ہے طائران زمزمہ سنج بزبان بیزبانی صفت مین باغبان قضا و قدر کی مصروف ہین نظم

دیگر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار
ہر گیاہے کہ ہر زمین روید
وحدہ لاشریک لہ گوید

چونکہ وقت آخر روز ہے دھوپ ساتھ زردی کے معلوم ہوتی ہے عکس نیر اعظم سے تمام زمین دشت پر چمن زعفران زار کا دھوکا ہوتا ہے سبزہ دشت کا دل مین سبز بختون کے تخم محبت بوتا ہے جا بجا چشمے موج مار رہے ہین طائران صحرا بسیرے کی فکر مین عندلیب چمن پیرا ازل کے ذکر مین زیر نخل جا بجا پھولون کے انبار ایک طرف لالہ بادل داغدار ابیات

دشت تھا صفحۂ زمرد گون
سبزۂ خط گلرخان کی بہار
بس نظر کرتی تھی یہانتک کام
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری
ہون اسی سبزہ زار پر غلطان
صاف شکل بطون پاک دلان
سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ
مخمل سبز تھی بچھا تھا تمام
ہوائے خوش جس سے آتی تھی
پہنچتی تھی بس دماغ کو سردی
اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز
تھی اُسی سبزہ زار سے اظہار
مردہ ہے جسکو دیکھکر زندہ
سوئے اُس سبزے پر اگر بیمار
روح بالیدگی سی پاتی تھی
دل غنچہ یہ چاہتا ہے دہان
اک طرف کوزہ مین عنبر بیز

شاہزادے نے جو دشت پر نظر کی تو دیکھا یاد معشوق نے بیقرار کیا سبزے نے زہر کی تاثیر پیدا کی نوک سبزہ خار بنکر قلب مین چبھی ہر پھول شعلۂ آتش ہوا واسطے دل جگر کے شمشیر سرکش ہوا ہر نخل کی شاخ خنجر آبدار

آبدار

موجۂ آب نہر کھنچی ہوئی تلوار حباب آنکھین نکالتے ہین اشارے کرکے ڈانٹتے ہین منجوار کوہی نے کہا اے شہریار اسی مقام پر فروکش ہوجیے زیادہ مشوش نہ ہوجیے انشاء اللہ احکم الحاکمین رہبر کامل جادۂ منزل مراد پر پہنچائیگا مطلب دلی بر آئیگا سبزہ زار کو دیکھکر جوش شاہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا شبرنگ نے قدم آگے بڑھایا غرض کی حضور غم غلط کرین ٹھنڈی سانسین نہ بھرین ذرا بھی غلام نشان پا جاے ساحر ہون یا غیر ساحر فدوی اُنکو وہان نہ پہونچا دون تو فرزند خواجہ عمرو غلام کو نہ کہیے گا مطمئن رہیے دن رات غلام اسی فکر مین ہی کہ یہ کون تھا جو تاجدار بنکر قیامتین برپا کر گیا اور حضور غلام نے سوچا افراسیاب جادو تو نہ تھا اگر افراسیاب ہوتا آپکو زندہ نہ چھوڑتا یہ کوئی شعبدہ جدید تھا انشاء اللہ پتا ملا ہی جاتا ہے حضور طبیعت کو پراگندہ نہ کیجیے دل کو تسکین دیجیے منجوار سچ کہتا ہے اسی مقام پر اُتریے صحرا معقول ہے وہ دیکھیے سامنے قریہ بھی معلوم ہوتا ہی آبادی بھی قریب ہے نورالدہر بن بدیع الزمان نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ اے شبرنگ اب تو میرا یہ حال ہی طبیعت ویرانے کو ڈھونڈھتی ہی وہان جا کر ٹھہرون کہ انسان کا نام نہ ہو وحشیان صحرا سے دل بہلا لینگے اپنے غزال رمیدہ کو دل کھولکر تلاش کرینگے تم براہ محبت سمجھاتے ہو مجھکو ناگوار ہی آخر پھر اُسی کا انتظار ہی اُس ملعون تاجدار نے جو کلمۂ محبت آمیز کہا مین نے دیکھا کہ اُس شیر زن کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا پیشانی پر پسینہ تھا کیون اے شبرنگ تمکو یاد ہو گا ہزار ہا جادوگر طرف سے افراسیاب کے ہم لوگون کے مقابلہ کو آئے اُن بھیاؤن نے بڑے بڑے نیرنگ دکھائے مگر ایسا سحر کسی کو کرتے نہین دیکھا ماشاء اللہ کس دھوم دھڑکے سے لڑی اول طائرون کو جلایا وہ طائر منجت کیا بلا کے تھے جسم نازنین اُسکا نوچے ڈالتے تھے اُنکو پھونکا پھر قصر کو مٹایا اُسکے ساتھ والون کو قتل کیا اُس تاجدار پر بھی تو جا پڑی مگر اس ملعون کے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی ملکہ کا پتا نہ ملا نہ قصر تھا نہ وہ کوہ تھا ہمارے قلب پر غم والم کا انبوہ تھا شبرنگ نے کہا اب ان باتون کو نہ یاد کیجیے اب ملحوظ رہے کہ شبرنگ پاس نورالدہر کے کھڑا ہے فہمائش کر رہا ہی ابھی لشکر اچھی طرح پر اُترنے نہین پایا ہے بار لدے ہوے ہمراہیان منجوار کوہی بس رہے ہین کہ دیکھا قریہ کی جانب سے ایک عورت سیاہ فام پھولے پھولے گال سر پر بڑے بڑے بال قد لمبا مثل چنار صحرائی آنکھین پتھرائی ہوئین ملکہ ایک آنکھ سے کانی کلوا بھیرون کی نانی بچہ کی سی صورت یا کالی جی کی مورت ہیبتناک کھاروے کی تہبند باندھے ہوے نیلی کرتی دو مشکین سینہ پر لٹکتی ہوئین یا انٹیون کے تھیلے تھے کان مین جست کی بالیان ناک مین پیتل کی موٹی سی تھوٹی بس پیاز کی گٹھیون کا گندھا ہوا ہار جھنجھی کوڑیون کا مالا گلے مین شعرتھی جلد بدن کی خرس کی کھال پر روئین نہ تھے ریچھ کے تھے وہ بال روز روشن مین اگر کوئی دیکھے آنکھون مین اندھیرا آئے صورت ہیبتناک اُس ماچہ خرس کی دیکھکر قلب تھرائے چہرہ اسقدر کالا ہی کہ الٹے توے کی مثال ناقص ہی

شب دیجور کہون رات سے شال دون جھولی بائین ہاتھ مین اسباب سحر رائی کے دانے مٹر کے دانے سرسون وکالے ماش وغیرہ اُس بدمعاش نے یہ سامان سحر جھولی مین بھر لیا تھا غرض اب شبرنگ نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر جابجا کھڑے ہین مگر اُسکی نگاہ **نورالدہر بن بدیع الزمان** پر پڑ رہی ہے شبرنگ جانسا ہوکہ آتا تو سیدھے سپاہی ہین قصد ہوا کہ آگے بڑھکر کلام کرون مگر کلیجہ دھڑکنے لگا دل سے کہتا ہے خدا خیر کرے کوئی آفت تازہ آئی چاہا کہ بڑھون وہ قریب آگئی اور نورالدہر سے آنکھ ملاکر آواز دی لشکر یہان سے ہٹاؤ اور کہین جاکر اُترو ربیع کی فصل ہے کھیت سب ہرے بھرے ہین فوج سے پامال ہو جائینگے ہمارے اسامیون کا نقصان ہوگا بدمزا ہر ایک کسان ہوگا کوت ہو چکی ہے سبھی کھیت بٹائی کے ہین غلطی لوگ یہان نہین ٹھہر سکتے جو فروش گندم نما معلوم ہوتے ہو تم لوگونکی کچی روٹی ہے شبرنگ نے پلٹ کر کہا اے نیکبخت شب کی شب اُتر رہینگے مسافرانہ وارد ہین صبح ہوتے چلے جائینگے اس ساحرہ نے کہا نگوڑے الگ جا تو نے اپنے اڑھائی چانول کلا ہم تیرے آقا سے کلام کرتے ہین نہ خود بات کرتا ہے نہ اور کو بولنے دیتا ہے یہ مقام پر آفت ہے نورالدہر نے جو یہ کلام واہیات سنے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر کہا شبرنگ کیون ایسی لکاتہ کی منت کرتے ہو مین ابھی زبان تیغ سے جواب دیتا ہون شبرنگ نے پلٹ کر اشارے سے منع بھی کیا کہ حضور ساحرہ پر غصہ کرنے سے کیا فائدہ مین ترکیب سے انکی خدمت کیے لیتا ہون یہ مرد سپاہی بات کی برداشت نہین چاہا تلوار کھینچ کر جا پڑین شبرنگ نے جلدی ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بی بی تم ہمسے متوجہ ہو ایسے کلام نہ کرو ہمین لشکر کا اختیار ہے ہم ابھی لشکر کو یہان سے لیے جاتے ہین مسافر کو کیا مشکل ہے یہ دشت سبزہ زار ہے ریگستان مین جا رہینگے ساحرہ نے ہاتھ چھڑا لیا کہا نگوڑے ہم منع کرتے ہین نہین مانتا جسکے منہ مین پانون بھرے ہوتے ہین وہی چبا چبا کر باتین کرتا ہے دیکھ مین ابھی سزا دیتی ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالنے لگی شبرنگ نے سوچا غضب ہوا بس اسنے کہا ملکۂ عالم وہ دیکھیے کانون سے ٹھاکر صاحب بھی آتے ہین آپکو بلاتے ہین بس وہ اجل گرفتہ پلٹی شبرنگ تو برابر کھڑا تھا لپٹ کر کوکھ پر خنجر مارا ساحرہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا ہائے کہکے زمین پر گری مگر اُسکے گرتے ہی ایک زنجیر آتشین پیدا ہوئی ایک سر گردن مین **شبرنگ** کے دوسرا کمر مین نورالدہر بن بدیع الزمان کی پیچیدہ ہوئی تو بستہ سلسلۂ محبت تھے ہی خانہ زنجیر کو قصر راحت سمجھے مگر لشکر مین غل ہوا منجوار کوہی دوڑا وہ زنجیر دونون کو کشان کشان لیکر بلند ہوئی آنکھ دونون کی بند بیہوش ہوئے نہ سمجھے کہ ہمپر کیا گذری لشکر والون نے دیکھا کہ عیار و سردار زنجیر مین گرفتار ہو کر چشم زدن مین آنکھون سے ناپدید ہوئے سب نے چاہا تعاقب کرین کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اُس آندھی سے رعد کی گرج برق کی چمک مینہ برسنے لگا کوہیون کے سر کٹ کٹ کے گرنے لگے مگر منجوار کوہی اس معرکہ کو دیکھکر گھبرایا مگر کیا ہو سکتا ہے اُس آندھی مین ہر ایک کو سکتہ ہے روح پر بنی ہے یقین ہے اب شورش ہوا سے دم نکلجاے آخر مجبور و ناچار گھوڑون پر سوار ہو کے جسکا جدھر منہ اُٹھا اُدھر نکلگیا جان بچاکر ٹل گیا ایک سمت منجوار کوہی بھی بھاگا چونکہ افسر تھا ہزار دو ہزار نے ساتھ دیا مگر دیکھتا ہے کہ آندھی مثل بلاے ناگہانی

کے چلی آتی ہے سوار پیدل سیکڑون سر ٹکرا ٹکرا کر مر گئے مال اسباب سب ہین چھوڑا الغرض جان کو غنیمت جان کر بھاگے جاتے ہین جب پانچ کوس پر آکر پہونچے اب جوش و خروش ہوا کا موقوف ہوا لرزان و ترسان ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے بعد عرصہ دراز کے ہوش و حواس درست ہوئے **منیجوار** نے کہا یارو افسوس ہے جان کا ایسا پاس ہوا کہ سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا **شبرنگ بن عمرو** اور آقاے نامور پر نہین معلوم کیا گذری وہ ساحرہ تھی بلاے ناگہانی آفت آسمانی کہنا چاہیے سب نے کہا حضور ہمارا کیا زور تھا اگر نہ بھاگتے تو کیا کرتے یہ شعبدے تو کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے منزل اول مین **طہماس** پر وہ معرکہ گذرا دوسری منزل مین آقا سے چھوٹے گداے پہلوان دوران لشکر مین صاحبقران کے جائے صاحبقران سے جاکر یہ حال بیان کیجیے وہ کشندۂ ساحران عالم ہین صاحب اسم اعظم ہین کچھ تدبیر کرینگے **منیجوار** نے کہا یہ روسیاہ اس قابل ہے کہ جاکر ننگ بزرگون کو دکھائین کیا منہ لیکے جائین اپنے موافق حقیقت کے جنگل جنگل اُس شیر بیشۂ جرأت کو تلاش کرونگا یا تڑپ تڑپ کر اپنی جان دونگا ہزار دو ہزار کوہی جو اُسکے ساتھ تھے انکو ہمراہ لیکر براے تلاش شاہزادہ **نور الدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو و طہماس بن عنقویل دیو پرور** روتا پیٹتا ہوا روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑ دو

دو کلمہ داستان وحشت انگیز اسیر گل گلزار محبت و عندلیب چمنستان مودت قمری سہی قد حدیقۂ رعنائی بلبل شاخسار گلشن زیبائی رنجور مہجور ملکہ مخمور سرخ چشم گرفتار طلسم حیرت قیدی زندان مصیبت کے بیان ہوتے ہین گوہر آبدار سخن کو رشتۂ تحریر مین یون پروتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

کہ دیر سے تو اے ساقی نازنین
پلا جام صہباے انگور کا
غم و درد سے دل ہوا پاش پاش
کہ دورِ فلک دورِ پیمانہ ہے
پھنسا ہے مرا ساقی مہ لقا
کہ پیرِ مغان سے نہ تھی یہ امید
ارے ساقی بیخبر تند خو
ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
تصور مین ہو صورت اُس یار کی
اسی جستجو مین اُڑاتا ہون خاک

بیا ساغر بادۂ دلحزین
یہ کیا ہے بھلا ساقی روزگار
کہ وحشت انگیز کی ہے تلاش
کہان قید ہے رشکِ بنت العنب
کہان شیشۂ مے کہان میکدا
تڑپتا ہون اُس مہ لقا کے لیے
مجھے زہر ہے نام جام و سبو
یہ ہے میکدے مین غم و تم کا جوش
ترقی پہ ہے نشۂ بیخودی
جہان تیرہ و تار ہے اے قمر

تصور ہے اک چشم مخمور کا
ملا ظلم ہر میخانہ مین آشکار
ظلمات کا تیرا میخانہ ہے
بتا ساقیا غیر ہے حال اب
سمجھنا نہ مخمور ہے آئین جیب
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
تصور ہے اُس یار کا ہر گھڑی
کہ بے اُسکے بیکار ہے ناؤ نوش
اُسی گل کی ہے سر بسر مجھکو تاک
وہ خورشید رو آئے کیونکر نظر

غزل لائق ملاحظۂ ناظرین غزل

ای مرگ دیکھتی ہو انھین بار بار کیا
سینہ کے زخم بھی ہین شگاف مزار کیا
بدلو جو رنگ رو کی طرح اختیار ہے
ہے جان امید وعدۂ بے اعتبار کیا
اس وصل مین فراق فلک بھی نہ کر سکا
لپٹے ہوئے ہین دامن لیل و نہار کیا
آنکھین کھلی ہوئی ہین جھپکتی نہین پلک
تکلیف نزع بھی ہے شب انتظار کیا
بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح
جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا
مانے نہ مانے مرگ ہے کیونکر کرون سوال
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا
کب ہے فریب راحت دشمن پہ اعتماد
تلوے کھجائے گی خلش نوک خار کیا
رکھتی ہے مثل روح جو آغوش پر خراش
معشوق آبلہ ہے کوئی نوک خار کیا
سائل ہون ایک بوسہ کا دو چار کا نہین
ہین طول مدعا مین کرون اختصار کیا
انجام دیکھتے نہین آغاز کے سوا
ہے طول زلف حجت پروردگار کیا
بیتابیون کے ناز اٹھائے ہین رات بھر
تھا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا
ہنگام وصل یار بھی پھولتا نہین
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا
قاتل نے بعد ذبح کے آنکھین نکال لین
دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا
مانند بوسہ عیار لبون مین نہان ہوئین
پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا
نیلی سی دے دے اک کفنی دود آہ کی
اے روح پوشش بدن سوگوار کیا
چکر مین ہو نصیب تو گردش مین آرزو
ہم دور آسمان ہے مرا روزگار کیا
جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کسطرح
کم ہوسکے گا مشغلۂ انتشار کیا
مانند روح قید تعلق سے عار ہے
جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا
بدلا ہوا ہے رنگ مزاج اندنون قمر
دیکھین جہان کا گلشن ناپائدار کیا

جو ہین منشیان بلاغت نشان
دیگر
وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

مخموران بادۂ رنج و الم و ساقیان خمخانۂ مصیبت و غم رندان میکدۂ اندوہ و آلام و قدح خواران شراب تلخ انجام مجلس صہبائے مروق ساغر خون دل بیکدگر بگزک کباب لخت جگر نوش کرکے پیر مغان خامہ دوربار کا مشتاق رہبری ہے استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت ملکہ مخمور سرخ چشم نے برسر کوہ یہ ہنگامہ برپا کیا تاجدار کو قتل کرکے بیہوش ہوگئی ہے جو آنکھ کھلی تو دیکھا گرد

چند حبشنین ترکنین گرفتار کیے ہوے اس حال سے لیے جاتی ہین کہ زبان مین سوزن ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان طوق گلوگیر گردن مین تمام زیور آہن آراستہ عرصۂ درازہ سے اسیر کمند گیسو تھی گویا آج خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی دل سے کہتی ہے اے مخمور حضرت عشق سے سلسلہ بخوبی ہو اگر فتاری زندان عشق کیا کم تھی جو قید آہن مین بتلا کیا زنجیر گیسوے مسلسل محبوب بہت خوب تھی مدت سے پابند ہین قید محبت مین کسی کی دردمند ہین آج نئے طور سے گرفتار ہوے مجبورہ ناچار ہوے اُن عورتون نے لاکر ایک مکان تنگ و تاریک مین بند کر دیا اوپر سے قفل لگایا اب جو اُس مکان تنگ و تاریک مین ماہ اوج حسن داخل ہوئی اندھیرے مین دل گھبرایا مطلع زیب النسا مخفی کا زبان پر جاری کیا

مطلع

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود
غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
ہر کہ پیش از مرگ درمان خواہ دردِ سر بود
گر حکیمش بو علی باشد دوا دشمن شود

اُس مکان تاریک کے بخت سیاہ جاگے اس خورشید رو کا داخلہ ہوا مثل ماہ یوسفی روشن ہو گیا تاثیر گوہر شب چراغ کی روشنی عارض انور نے دکھائی یا مار سیہ نے اپنا من اُگل دیا مگر اسقدر وہ مکان تنگ و تاریک تھے پردہ ظلمات کی مثال ٹھیک ہے اندھیرے مین اُس بدر کامل آسمان خوبی کا دل گھبرایا قریب تھا پھڑک کر دم نکل جاے

ابیات

آہ مہر وانز دلِ پُر درد کشید
دامن و جیب ازین غم بدرید
بہ بغلگیری آن دشمن ہوش
ہمہ تن گشت بشکل آغوش
مقدمش بسکہ تمنا کردہ
دیدہ آغوش زہم وا کردہ
ہر زمان پیش نظر رویش بود
نگہِ دیدۂ دل سویش بود
گفتگو کار نمودے بخیال
رفع مے کرد بدین طور ملال
گاہ قربان جمالش گشتے
ہمہ تن محو خیالش گشتے
گاہ مے بود بلا گردانش
گہ گرفتے بہ ادب دامانش
گاہ بوسیدے چشمش بہ نیاز
سجدہ گہ کرد باندازِ نماز
گہ بہ تقریر چنین بست آئین
گہ بلب زمزمہ آوردے چنین
کے رخ خوب تو خجلت دہ گل
ہست سودائی زلفت سنبل
اے بر خسار تو زلفت پر خم
کرد بر حاشیہ تفسیر رقم

کبھی نالان کبھی اپنے بخت پر خندان کبھی مثل طائر نو گرفتار رہتی تھی کبھی اُٹھنے کا ارادہ کرتی ہے زنجیر پا غل مچاتی ہے اُٹھنے کے خیال سے دل بیٹھا جاتا ہے کبھی خود بخود دل سے باتین کرتی ہے نہ جیتی ہے نہ مرتی ہے کیون اے مخمور یہ کیا شعبدہ تھا اسکو مارا کس لیے لڑے وہ کون لوگ تھے ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر و ساحری افراسیاب سے سیکھے ایسے بیکار ہوے اگر کہون کہ افراسیاب جادو تھا خیال خام تصور ناتمام اُسکو کسکا ڈر تھا ادلی تو اُس شیر بیشۂ جرأت پر دست انداز ہوتا نہین

اسقدر سحر کا ہے کو کر سکتی ایک اشارے مین پکڑ لیتا وہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہے اسکے سامنے میری حقیقت کیا ہے علاوہ اسکے جن عورتون نے لاکر یہان قید کیا کوئی اُنمین شناسا نہ تھی اسکے گھر مین کون ایسا لاڈلا ہے جسکو ہم نہین پہچانتے نیا مقام بخت نے دکھایا ہاے فلک کس جگہ پر تو ہمکو لایا کیا شعبدہ تازہ دکھایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر کیا گذری ہوگی اُس بیحیا نے کیا کلمات سخت پکار کر کہے وہ لائق اُنکی سماعت کے تھے ہای شرم و حجاب سے کہین اپنے کو ہلاک نہ کیا ہو یہ جو خیال آیا ضبط نہو سکا رونے لگی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے

اشعار

رہتا ہے جب سے دلربا ہاے ستم الگ الگ
ہمسے ہے دل الگ الگ دل سے ہین ہم الگ الگ
رکھتے ہین غمزدے ترے اپنے بقدر حوصلہ
رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ
شرح فراق کا اثر دیکھئے خط مین نامہ بر
کرتا قلم ہے ایک قلم حرف رقم الگ الگ
ہمسے لگاؤ آپ نے رکھے جو ظاہرا تو کیا
کرتے ہو روز غیر سے قول و قسم الگ الگ
ہاے غضب کہ جتنا مین اُس سے زیادہ لگ چلون
اتنا ہی مجھسے وہ رہے میرا صنم الگ الگ

کبھی خیال مین آتا ہے کہ ہای فخر ہوا اُس شیر بیشۂ جرأت نے گرفتاری تیری آنکھون سے دیکھی خدا کرے وہ محفوظ رہے ہون دنیا کی خاک چھانتے ہونگے اس زندان مصیبت سے آکر وہی رہا کرینگے وہ شیر فتاح طلسمات عالم ہے ہزار ہا ساحر بھی قتل کیے خدا اُنکا معین و مددگار ہے اگر یہ طلسم ہے تو عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا خدا کرے وہی شاہزادہ اُسکا فتاح اس میدان عجائب و غرائب کا سیاح ہو بیقرار ہو کر پکاری کنیز کی مدد کو آیئے اِس زندان مصیبت سے چھڑایئے

ابیات

بے تو بے صبر و قرارم دریاب
غمم برآورد دمارم دریاب
ہر دم از دوری لعل لب تو
بر سر راہ مزارم دریاب
چند زاندیشۂ بدنامی تو
بیش ازین تاب ندارم دریاب
عاجز و خستہ و زارم دریاب
گر شود مونس تنہائی من
خون دل از مژہ بارم دریاب
کردہ ام نخل جنون سبز باشک
آہ از دل نہ برآرم دریاب
خون گشتیم ہمہ از سر تا پا
جز تو غمخوار ندارم دریاب
گر سر فاتحہ خوانیست ترا
رشک صد ابر بہارم دریاب
چند بیتاب ز ہجران باشم

مگر حال اس مقام پر گزارش ہوتا ہے اس طلسم کو جمشید یہ کہتے ہین وہ مقام علامت طلسم تھا جس مقام پر ملکہ مقید ہوئین بموجب عادت قدیم بادشاہ جمشید جادو طلسم اپنے تخت پر آکر بیٹھا گرد ساحران غدار کا جماؤ ہوا ایکا ایک چند ساحر سامنے سے بیتاب بیقرار آئے بعد آداب تسلیمات کے یہ سخن زبان پر لائے اے شہنشاہ طلسم جمشید عجب طرح کا معرکہ گذرا یہ کہکر خوب روئے بہت سے لاشے پیش کیے کسی کا منہ آتش سحر سے جھلسا ہوا کسی کے سینہ پر گولی کا نشان خوب ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سحر کے مارے ہوئے ہین جمشید جادو لاشے دیکھکر گھبرا گیا کہا

جلد مفصل بیان کرو انکو کسنے مارا انھون نے دست بستہ عرض کی علامت طلسم پر ہمیشہ مینوش خونخوار موجود رہتا ہی ہر طور سے آیندہ و روندکو پھنسا لیتا ہے کل ایک ساحرہ کا گذر ہوا بموجب طریقہ قدیم کسی کو عورت بنکر کسی کو بصورت مرد مبتلاے بلا کرتا ہی چونکہ وہ عورت نازنین مہ جبین غارتگر ہوش گلگون پوش تھی بشکل تاجدار اسکو للکارا لے شہنشاہ سرکار کا بول بالا ہو جاہ و دولت دوبالا ہو وہ نازنین اس زور و شور سے گری کہ صدہا ساحر مارڈالے سیکڑون کو پھونک دیا صدہا پر مسکراکر برق چمکائی اُس قتال عالم کے نزدیک یہ لڑائی بھی ہنسی تھی اگر مقدمہ علامت طلسم نہوتا سحر سے لڑکر خداوند سامری و جمشید بھی نہ گرفتار کرسکتے آنکھون کا سحر تو مشہور ہے اسکی بات بات مین فسونگری رگ رگ مین سحر و ساحری بھری ہی بشکل تمام مینوش خونخوار نے اپنے کو قتل کرکے اُسکو بیہوش کیا اور گرفتار کرکے بھیجا ہی وہ سقدر زخمی ہوا کہ دربار مین نہ آسکا چونکہ وہ شاہزادی معلوم ہوتی ہی حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال رعب جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر ہی ہم لوگون نے ہاتھ نہین لگایا کنیزان شاہی سے گرفتار کرایا فلان مکان مین نظربند کردیا ہی باحتیاط رکھا ہی عورتون کو نگہبان قرار دیا ہی شہنشاہ جمشید جادو یہ حال سُنکر گھبرایا ماتھے پر عرق آگیا کہا جلد ہمارے سامنے اُسکو لاؤ سزائے کامل دینگے اپنے ملازمون کے خون کا بدلا لینگے چند حبشنین چلین یہان ملکہ مخمور سرخ چشم کو تڑپتے تڑپتے ساری رات گذری جب آفتاب عالمتاب زندان شب تار سے رہائی پاکر بام فلک پر آمد ہوا تمام عالم کو صورت دکھائی روز روشن ظاہر ہوا ضیاباری نیر اعظم سے ذرہ ذرہ ماہر ہوا اُس گرفتار محبس حسرت و یاس نے دیکھا کہ دروازہ اُس مکان تنگ و تاریک کا کھلا چند حبشنین سامنے آئین صورت زیبا دیکھکر مبہوت ہوگئین بلائین لینے لگین اور انمین جو سردار تھین وہ محبت پوچھنے لگین اے شہنشاہ معشوقان عالم اے سردار حسینان بنی آدم آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کس ملک کی بادشاہ ہو کس آسمان جلالت کی ماہ ہو ہرچند انھون نے پوچھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کچھ جواب نہ دیا ناچار زنجیر تھام کر ملکہ کو لے چلین مکان سے باہر نکلکر ملکہ مخمور سرخ چشم نے ملاحظہ کیا دارالامارۂ شاہی قریب تھا ہزارہا ساحران خرس طینت میمون خصلت غول بادیۂ ضلالت جمع ہین چوبدار یسادل حاجب دربان پرے باندھے کھڑے ہین پردہ زنبوری کھنچا ہوا ایک ساحر غدار بلاے روزگار خود آہنی سر پر زرہ موٹی کڑیون کی جسم مین ڈنگل پر درگہ سالاری کے بکبر و نخوت متمکن ہی رعب و داب ملکہ مخمور سرخ چشم کا دیکھکر خود بخود اُٹھ کھڑا ہوا جھک جھک کے سلام کرنے لگا حبشنین لیکر ملکہ مخمور سرخ چشم کو اندر دروازے کے داخل ہوگئین اب جو انکھیون سے دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب غریب سیاہ رو تیرہ درون تاج سر پر جسم سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین زیور جواہر جسم پر آراستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ گرداگرد ہزارہا ساحران غدار تیرہ روزگار ڈنگلہاے آہنی پر بیٹھے ہین بادشاہ تخت نخوت پر بکبر و غرور متمکن ہے حبشن نے بڑھکر عرض کی اے شہنشاہ خوشخو قیدی طلسم نگاہ روبرو ہے اب جو جمشید جادو نے سر اُٹھایا سامنے سے ساحران غدار کو حکم ہوا ہٹ جاؤ ملکہ مخمور اُس مجمع کو

دیکھکر شرم سے مری جاتی ہے حجاب سے گڑی جاتی ہے سر جھکا ہوا مثل ہلال شب اول جسم مین خم مثل تصویر خاموش دریاے غیرت کا جوش سامنے سے جو یہ لوگ ہٹے جمشید جادو کی جمال جہان آراے ملکہ مخمور سرخ چشم پر نگاہ پڑی وہ صورت زیبا دیکھی جو کبھی نظر سے نہ گذری تھی لیلی وش شیرین ادا زلفین عارض انور پر پریشان آئینہ رخسار نہان آنکھین نشیلی نگاہ ترچھی ابرو شمشیر برہنہ قد نخل چمن مراد جسکی خوش قامتی کا پیرو سرو آزاد

اشعار

وہ زلفین کھڑے پر بکھری تھین گلستان مین
درخت صندلی پر یا ہوا تھا مسکن مار
کہ گوش گوش گل کے سنے نہین ایسے
جو اسکی نرگس بیمار کار ہے بیمار
وہ بینی اسکی الف دار جو کوئی دیکھے
چمکتے وہ دانتونکی ہمرنگ لولوے شہوار
بہائے دیدۂ حسرت سے خون کا دریا
رکھے ہوے ہین برابر بہشت کے دو انار
کمر زیادہ ہے باریک بال سے اسکی
کہ زیر ناف ہے اک صفحہ اسکے آئنہ دار
عجب طرح کے کف پا تھے جسکو دیکھکے لہ

نگاہ حور کی ٹھہرے نہ اسکے کھڑے پر
لیا تھا سایہ سنبل نے روے گل پہ قرار
جبین وہ دیکھکے ہوے جبین ماہ کو رشک
وہ آنکھ دیکھنے سے جسکے ہو نرگس زار
نگہ وہ تیز کہ بسمل ہو جسکو دیکھکے دل
سدا رہا کرے غمناک وہ نحیف و نزار
گلو وہ جسکی صفائی کا ہو سکے نہ بیان
جو دیکھے دست حنائی کو اسکے عاشق زار
شکم وہ کہ نہ سکے جسکی ہمسری مخمل
نظر نہ آئی نہ آئے گی وہ کبھی زنہار
مقام خامشی ہے وصف کیا کرون اسکا
رکھے تھا آنکھونمین رکھنے کی آرزو ہر بار

فرشتہ دیکھے تو ہو جاے لاکھ جی سے نثار
پڑی تھی پشت پہ اسکے وہ ناگ چوٹی کی
فزون تھے تیغ صفاہان سے ابروے خمدار
نہ اسپہ کارگرے حکمت فلاطونی
مژہ وہ تیر کہ عاشق کا دل کرے افگار
دہن وہ تنگ کہ غنچہ ہو جسکو دیکھ کے تنگ
صراحی دیکھ کے گردن کی مست ہو ہشیار
غلط ہے سینہ پہ اسکے جو کہتے ہین پستان
وہ پشت جسکی ہے تعریف مین قلم بیکار
بیان کیا کرون آگے کمر سے تا زانو
کیا ہے لام الف کاتب قضا نے نگار

بادشاہ جمشید جادو نے جو سراپاے دلپذیر وہ نور کی تصویر دیکھی ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا ہونٹھ چاٹنے لگا قریب تھا غش کھا کر تخت سے گرے سرداروں نے سنبھال لیا مگر آثار حضرت عشق کے چہرے سے پیدا حزن و ملال ناصیہ سے ہویدا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا وزیر سے کہا اے وزیر اعظم دستور معظم تیر مژگان نے اس قتال عالم کے تو وہ دل کو مشبک کیا کلیجہ پر چھُری پھر گئی ہوش و حواس درست نہین ہین اگر شربت وصال سے اسکے سیراب نہونگا بیمار محبت ہونگا تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگا وزیر نے تو سر جھکا لیا کہا یہ قیدی طلسم ہے کسی بادشاہ نے کسی قیدی پہ ہاتھ نہین ڈالا ہے بادشاہ جمشید جادو نے جھڑک دیا کہ کیا بکتا ہے ہماری جان پر بنی ہے تو سمجھاتا ہے یہ کہکر طرف ملکہ مخمور سرخ چشم کے متوجہ ہوا بقیراری مین یہ اشعار باحسرت و یاس پڑھنے لگا بند مسدس

غم نہین ہجر مین دنیا سے گذر جاؤنگا
اب نہ اس کوچہ سے اٹھونگا نہ گھر جاؤنگا
آپ کے عاشقون مین نام تو کر جاؤنگا
مین وہ عاشق نہین جو موت سے ڈر جاؤنگا

ڈر ہے اتنا کہ ترے دل سے اُتر جاؤنگا
دیکھ لینا یہین گلا کاٹ کے مر جاؤنگا

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت و بیباکی خودکامی تست

یہ ستم دیدہ و دانستہ نکر اے ظالم
کیون مرے قتل پہ باندھی ہے کمر اے ظالم
یاد کرتا ہون تجھے آٹھ پہر اے ظالم
اپنے بیمار کی لے جلد خبر اے ظالم
اُڑ گیا آہ کا دنیا سے اثر اے ظالم
تو مجھے بھول گیا دل سے مگر اے ظالم

از چہ من نشنوی دیا چہ می پرہیزے
یار شو با من بیمار چہ می پرہیزے

ایسے ایسے کلام جو اُس بیحیانے متوجہ ہوکر ملکہ مخمور سرخ چشم سے کہے اور اشعار پڑھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے بنگاہ قہر و غضب طرف جمشید جادو کے دیکھا چونکہ زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ہتکڑیان بیڑیان جان سے اپنی بیزار تھی کچھ جواب نہ دیا غرق دریاے حجاب لیفون کے پیچ و تاب جمشید جادو نے پھر وزیر سے کہا اے خیرخواہ قدیم داے مشیر و ندیم قریب جاکر اس نیر آسمان حسن دجمال کو سمجھا اگر مجکو قبول کرے کل طلسم جمشید کا بادشاہ کرونگا سلطنت قبضہ مین دیدونگا وزیر مجبور اپنے مقام سے اُٹھا قریب ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا کہا اے سرو باغ حشمت و اقبال اے نونہال حدیقہ حسن دجمال اِس مقام کو طلسم جمشیدی کہتے ہین بڑے بڑے ساحران نامی یہان رہتے ہین ہمارا بادشاہ جمشید جادو نبیرہ سامری کہلاتا ہے اُنکے سحر کے سامنے فلک بھی اپنی افسونگری بھول جاتا ہے مقام ناز ہے کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ آپ کی کمند زلف مین گرفتار ہو نشہ بادہ محبت سے آپکے مست و سرشار ہوا اگر قبول فرمائیے ابھی ہزار ہا کنیزان مہ جبین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر ہون آپ کے جاہ و جلال سے تمام اہالیان طلسم جمشید باہر ہون اب ملکہ مخمور سرخ چشم کو تاب باقی رہی ہر چند کہ زبان مین بسبب سوزن کے لکنت ہے بات نہین کیجاتی ہے مگر غصہ مین جواب دیا کہ اس ملعون کو شرم نہین آتی پوتی نواسی کو معشوق بنانے کا ارادہ کرتا ہے خدا کی قدرت کہ یہ سیاہ رو تیرہ درون ہماری محبت کا دم بھرتا ہے اور تو ہمکو لالچ دیتا ہے خبردار اب ایسا کلام زبان پر نہ لانا جیسا بادشاہ ویسا وزیر مصرعہ وزیرے چنین شہریارے چنان ؛ بادشاہ جمشید جادو تخت پر سے دیکھ رہا ہے کہ وزیر منت و سماجت سمجھاتا ہے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا عجب عالم ہے چاہتی ہے اپنے کو ہلاک کردون کل اہالیان دربار کو بھی سناتا ہے آپس مین چشمکین کر رہے ہین بعض کہتے ہین کہ بادشاہ کو شرم نہین آتی یہ گل رخسار انکے لائق ہے حسن و جمال مین معشوقان عالم پر فائق ہے بیت ز عاقل کے روا باشد سخنہاے خطا گفتن ؛ نزیبد مرد دانا را افعال [illegible] گفتن

خود بدولت ہان جمشید جادو پر یہ امر شاق گذر رہا ہی کوئی کہتا ہی وہ صاحب عفت و عصمت ہی دیکھو تو غیرت سے اُسکا کیا حال ہی چہرۂ زیبا سے ظاہر حیرت و ملال ہی مگر جمشید جادو اپنے جامہ سے باہر ہی یہ جو اُسنے دیکھا کہ وزیر نے بھی انکار کیا اور کلمات سخت و سست زبان پر جاری کیے اور سر اُٹھا کر یہ کلمہ کہا کہ او بیحیا تو کیسا بادشاہ ہی عدالت کا خیال نہین نمکخوارون کا ملال نہین کئی سو ملازم تیرا میرے ہاتھ سے مارا گیا اُنکے خون کا مجھسے معاوضہ نے قتل کر دار پر کھینچ دے جمشید جادو نے غصہ مین کہا مجھسے یہ عشق ضبط نہو سکیگا اے نازنین بادولت بے اختیار نہین ہین مجبور و ناچار نہین ہین اگر سحر سے زبان ہلاؤن سحر سامری کا نمونہ دکھاؤن وہ منتر جنتر مجکو یاد ہین جس پر نگاہ ڈالون غلام حلقہ بگوش بناؤن اگر چھری پر دم تسخیر پڑھکر زمین پر ڈالدون طائران ہوائی ہوا سے اُتر آئین اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالین عورت کا تسخیر کرنا کتنی بڑی بات ہی وہ رنگ دکھاؤن کہ مجھسے زیادہ اسکو محبت ہو بے دیکھے میرے چین نہ پڑے یہ کہکر غصہ مین آواز دی اے وزیر اعظم یہ کلید لو فلان کوٹھا جلد جا کر کھولو تو ہمارے بزرگون کے وقت کا ایک گلدستہ رکھا ہی ہر چند کہ پھول اسکے خشک ہو گئے ہونگے جلد اُٹھا لاؤ وہ گلہاے خشک رنگ تازہ دکھائینگے اس گلعذار کو دیا تو بنائینگے نیا گل پھولیگا سونگھنے والا گھر کا راستہ ہولیگا وزیر نے کلید اُٹھائی قصد ہوا کہ جا کر گلدستہ لاؤن یہ حال سنکر رنگ روے اس غنچہ دہن کا متغیر ہو گیا عصمت کے خوف سے مثل گل گریبان چاک کیا مثل غنچہ دل تنگ خوف نام و ننگ دل کو طرف جناب پروردگار ازل کے متوجہ کیا عرض کی اے باغبان قضا و قدر میرے باغ پر بہار عفت مین خزان نہ آنے پاے جلد طائر ارواح قفس جسم سے نکل جائے اس ملعون کو نخل بدعت کا ثمرہ حاصل نہو صرصر کو حکم دے برگ حیات شاخ عمر سے گر جائے موت کی تصویر آنکھون کے نیچے پھر جائے یا اس صیاد کی بدعت سے اس عندلیب بال و پر کو بچالے دام تزویر سے نجات ملے بیقرار ہو کر اُس بلبل شاخسار محجوبی نے جو یہ دعا کی چمن مراد مین نسیم بہار کا جھونکا چلا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا ایکایک آسمان برق چمکی جمشید جادو وغیرہ نے دیکھا ایک ساحر معقول لباس فاخرہ زیب جسم تخت سحر پر سوار آکر بارگاہ مین اُترا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا اے سہیل اختر شناس اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا دل مشتاق ہوا کچھ امورات ضروری بھی عرض کرنا واجب و لازم تھے اگلی جشن مین اس حقیر نے وعظ مین عرض کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم ہی ضرور طلسم کشا آئیگا نام اس طلسم جمشید کا مٹائیگا علامت آمد مین یہ کتاب مین تحریر ہی صاف صاف تقریر ہی کہ پہلے ایک عورت خوبصورت طلسم مین قید ہو کر آئیگی وہی عورت علامت داخلۂ طلسم کشا ہی کاہنان طلسم نے بالتصریح لکھا ہی اس زمانہ مین احتیاط ضرور ہی کوئی امر خلاف کرنا سراسر قصور ہی کتاب بھی لیتا آیا ہون تمام نجومیون کے احکام اسمین مندرج ہین حاضر ہی ملاحظہ فرمائیے جا بجا یہی لکھا ہی کہ طلسم کشا کا داخلہ بڑے کر و فر سے ہوگا دوست دشمن ہون ملازمان خاص رہزن ہون یہ حالات سنکر جمشید جادو گھبرا گیا عشق و عاشقی فراموش بدحواس ہو کر کہا

اے خیر خواہ دوست صادق ایک نازنین حسین قید ہوکر آئی ہی حقیقت مین اُسنے علامت پر بڑی قیامت برپا کی ہی صدہا ساحر مار گیا بینوش خونخوار نے بڑا کام کیا یہ مشکل تمام اُسکو پکڑا اسقدر زخمدار ہی کہ دربار مین بھی نہین آیا مگر دیکھو وہ معشوقہ ساحرکش یہ سامنے موجود ہی مگر اے سہیل اختر شناس مین اُسکو دیکھکر مائل ہوگیا میری جان پر بنی ہی ہر چند سمجھایا نہین مانتی جان دینے پر آمادہ ہی ایسی صورت زیبا کبھی میری نگاہ سے نہین گذری اسکی نگاہ شرمآگین نے مارا میرے کلیجہ پر چھری پھر گئی سہیل اختر شناس نے پلٹ کر ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیکھا تھرتھر کانپنے لگا کہا اے بادشاہ خاموش یہ کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہی اپنے جان و مال کا دشمن ہوا ہی پہچانتا ہی کہ یہ کون ہی یہ معشوقہ رعنا منظور نظر شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہی افراسیاب جادو کی مصاحب خاص ہمدم با اخلاص نہین معلوم یہان کیونکر آکر گرفتار ہوگئی مگر یہ پرچہ اخبار مین مین نے دیکھا ہی کہ آج کل طلسم ہوشربا مین غدر پڑا ہی افراسیاب جادو سے اور مسلمانون سے مقابلہ ہو رہا ہی بہت ملازمان افراسیاب شریک مسلمانان ہوگئے یہ بھی کسی جہ سے بھاگ نکلی ہوگی یہان پہونچگئی ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام با حتیاط اسکو نظر بند کیجیے شہنشاہ کو لکھ بھیجیے وہ اپنے پاس بلوائیگا خواہ قتل کرے خواہ بخشے یہ کہکر سہیل اختر شناس نے چند کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو یہان سے لیجاؤ با حتیاط کسی مکان مین رکھو آب و دانہ پہونچاؤ خبردار کچھ تکلیف نہونے پائے جب مخمور سرخ چشم کو کنیزین لیگئین سہیل نے میر منشی کو حکم دیا طرف سے جمشید جادو کے نامہ اس طرح تحریر ہونے لگا

نامہ از طرف جمشید بادشاہ طلسم جمشیدیہ بخدمت افراسیاب جادو نظم نامہ مصنف

اے شہنشاہ ساحران جہان
اختر برج حشمت و اجلال
ہو یہ مقبول عرض پردازی
یعنی مخمور قابل تکریم

اے مددگار افسران جہان
اے خدیو طلسم شاہنشاہ
اب یہ لکھتا ہون شعبدہ بازی
قید ہے اس طلسم مین وہ ابا

ماہ افلاک دولت و اقبال
دمبدم اوج پر ہو دولت و جاہ
آپ کی ہی جو اک کنیز قدیم
کیجیے اُسکو طلب یہ ہی مطلب

اے شہنشاہ گردون پناہ و اے خسرو عالیجاہ نئی طرح کا معرکہ گذرا ملکہ مخمور سرخ چشم میر طلسم کی علامت پر نہین معلوم کسوجہ سے پہونچی اسقدر لڑی کہ کئی سو ساحر مارے گئے چونکہ وہ مقدمہ طلسم تھا آخر گرفتار ہوئی جب غلام کے سامنے حاکمان دربند لیکر آئے مین پہچانا یہ سن چکا ہون کہ آپ سے یہ آمادہ بغاوت ہی مسلمانون سے محبت ہی با حتیاط نظر بند کیا یہ عریضہ خدمت مین لکھا کسی معتبر کو بھیج کر بلوا لیجیے یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا پتہ نشان بخوبی سمجھا دیا افراسیاب جادو کا داخلہ باغ سیب مین ہی خدمت مین نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہین سرباسے برف انداز جادو و ابرلیق کوہ شگاف و گیسو کشای بن شہاب و شہاب نار بخش الوش جادو

د ملکہ گلگون نازک بدن جادو و ملکہ نسرین نسترن عذار جادو وغیرہ ناظمان دربندے ذکر ہو رہا ہی کہ اب ذاتہ معیاد اسد بن کرب غازی بہت قریب ہے آئی ابریق جادو ایک نامہ فیض شمامہ ہمارے قوت بازو صاحب جاہ و حشم شہنشاہ تعلیم کے پاس روانہ کرنا چاہیے و دیگر صفدر و صف شکن شہنشاہ توسن مالک زندان طلسمی کے پاس ابریق عرض کر رہا ہی کہ عنایت سے خداوند لقا کی ایک دن مین اٹھارہ سو خراج گزارون کو خبر ہو جائیگی انجمن مشاورت رونق پائیگی یہ ذکر درپیش ہی کہ عرض بیگی نے بڑھکر ہاتھ اُٹھاکر دعا دی اور عرض کی کہ ایک نامہ دار بادشاہ طلسم جمشید جادو کا در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی افراسیاب جادو حیران و پریشان کہ بادشاہ طلسم جمشید جادو کو اس زمانہ مین مجھسے کیا ضرورت ہی خداوند لقا خیر کرے مقام حیرت ہی حکم دیا نامہ دار کو جلد لاؤ نامہ دار نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا نامہ ہاتھ پر رکھکر بصد ادب پیش کیا افراسیاب جادو نے وہ نامہ مشیر بدتدبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ میرے طلسم مین مخمور سرخ چشم قید ہین اور تمام کیفیتین علامت طلسم برطرف ہونا ہنگامہ عظیم پڑنا بمشکل گرفتار ہونا لفظاً بلفظاً نامہ مین مندرج تھا افراسیاب جادو سنکر سن ہوگیا ہوش اُڑ گئے عزیزون سے کہا کیون صاحبو کجا طلسم جمشید جادو کجا مخمور سرخ چشم یہ کیا بھید ہے سب نے عرض کی سی شہنشاہ حضور پر بخوبی ظاہر ہے ایک باشندہ طلسم اس حال حسرت مآل سے ماہر ہے کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر مخمور سرخ چشم مرتی ہی اپنے کو مطعون و بدنام کرتی ہی اسی سبب مین منحرف جاتا ہو طلسم مین گرفتار ہونے کا باعث ہوا اور بادشاہ طلسم جمشید جادو ہمیشہ سے سرکار دولتمدار کا خراجگزار ہی اور بادشاہ طلسم نور افشان بھی نصف ریاست کا دعویدار ہی مگر جمشید جادو دل و جان سی حضور کا خیر خواہ ہی یہ بھی سنا تھا جسدن سے حضور سے اور کوکب روشنضمیر سے فساد ہوا جمشید جادو نے کوکب روشنضمیر کو خراج دینا موقوف کر دیا موجب تحریر جمشید جادو حضور کسی معتبر کو روانہ کرین مخمور سرخ چشم کو یہان طلب فرمائین سزا و غیر سزا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے بادشاہ افراسیاب جادو کو یہ رائے پسند آئی نورالدہر ہوش درازبینی ساحر زبردست کو بلا کر حکم دیا کہ جلد طلسم جمشید مین پاس جمشید جادو کے جاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم وہان موجود ہے ہماری خدمت مین لے آؤ نورالدہر ہوش درازبینی مع فرمان شہنشاہ افراسیاب جادو اور دس ہزار فوج کو ہمراہ لیکر طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بصد کر و فر تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ

اے ساقی ہوش کدھر ہے
کچھ تجکو بسنت کی خبر ہے
اب زردی رنج سدھارتی ہی

رہ رہ کے اُمنگ اُبھارتی ہی
بھر بھر کے پلا شراب گلگون
شادی گھر گھر رچی ہوئی ہی

خمخانے کی تیرے خیر ساقی
خالی یونہین کب تلک مین بیٹھون
اک مست کا انتظار ہی آج

حالت تو بہت ہی غیر ساقی
کیون دختر رز بچی ہوئی ہے
یان آمد بادہ خوار ہی آج

یہ غزل لائق ملاحظہ ناظرین غزل

وہ نہ مانینگے احبا انکو سمجھائینگے کیا
پہلے ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہے تم آئینگے کیا

وائے قسمت کہ رہے ہین دور ہی سے دیکھکر
کسلیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا

دیکھ لی تاثیر اُنکی بھی فراق یار مین
آئے خود شرمندہ ہین منھ تک مرے آئینگے کیا

غیر ممکن ہے کبھی آرام سے سوئین حریص
ہاتھ تو کھنچتا نہین ہی پانون پھیلائینگے کیا

اُنکی بیرحمی سے کب ڈرتا ہون جنکو ہی لحاظ
منھ تو دکھلاتے نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا

آپکو فرصت ملے رسوائیون سے کیا مجال
اور میری طرح سے عاشق نہو جائینگے کیا

کب توقع ہی وہ آئین نعش عاشق دیکھنے
ہمنے مانا جان بھی کھوئین تو پھر پائینگے کیا

بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تصویر یہ ہو نہین پھول مرجھائینگے کیا

سر بکف پھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین
کھینچ کر تیغ دودم ہمکو وہ دھمکائینگے کیا

یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائینگے
حور و غلمان و پری مجکو بھلا بھائینگے کیا

رہ گئے ہین ٹوٹ کر شانہ مین گیسو کے جو بال
افعی مردہ ہین یہ ای دوست لہرائینگے کیا

جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج
کیون بلایا ہی مجے سر کی قسم کھائینگے کیا

کسطرح بہلائینگے مجکو یقین آتا نہین
حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجائینگے کیا

گھورتا یہ ہی آنکھین وہ میل کرتا ہی ادھر
دیدہ و دل میرے مجکو باتین سنوائینگے کیا

یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرین وہ ای نسیم
عاشقون کو دید سے بھی اپنی ترسائینگے کیا

دیگر کجا بودم اکنون فتادم کجا	عنان سخن شد ز چنگم رہا	دگر بار در گفتگو آمدم
بدیدار نیکان نکو آمدم	بہ شست آورم بار دیگر کجوت	بفرمان حی الذی لا یموت

شعر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ ؛ سخن را اینچنین آغاز کردہ ؛ استادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ شبرنگ بن عمرو نے اُس ساحرۂ سیاہ فام کو قتل کیا اک تخت آتشین مین شبرنگ بن عمرو و نورالدہر بن بدیع الزمان گرفتار ہوے تھے اور میخوار کوہی بھاگ کر اک درۂ کوہ مین چھپا اور شاہزادے کو تلاش کرتا پھرتا ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو طوق و زنجیر مین مسلسل پایا پہلے مین

اسی حال پُرملال مین اپنے عیار شبرنگ بن عمرو کو دیکھا ایک ساحرہ بہ شکل مہیب سیاہ فام ہوشنگ جادو نام تاج سر پر تخت پر متمکن ہی گرداگرد ہزارہا جادوگرنیان سر جھکائے شباب پر شاہزادے کے کف افسوس مل رہی ہین شعلۂ رخسارۂ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے مثل شمع جل رہی ہین کوئی کہتی ہی ہوا کیا جوان ہی ایک کہتی ہی صاحب شوکت وشان ہی مگر ہوشنگ جادو نے پکار کے آواز دی کہ کیون او گور پرے موے مونڈی کاٹے دیکھیے تو نے میری کنیز سیاہ تاب جادو کو مارا اگر یہین نہ ہو بچ جاتی تو نکل جاتا جلد تم دونو سامری وجمشید کو سجدہ کرو شہنشاہ جمشید جادو سے بہی سفارش کردون وہ تجکو اپنا سپہ سالار کریگا اور اے جوان کاہنان طلسم جمشید نے سو برس سے بیشتر جو تصویر طلسم کشا کھینچی ہی تیری صورت سے نہایت ملتی ہی بہلا تین بہی سب ظاہر ہین صاف تحریر ہی کہ روز آمد طلسم کشا ایک کنیز حاکم دربند کی قتل ہوگی عیار ساتھ ہوگا وہ سب صورتین معلوم ہوتی ہین طلسم مین بہی غلغلہ ہی ایک عورت بہی طرف سے علامت کے آئی کئی سو ملازم ملبوش خونخوار کے قتل ہوے اب سنا ہی کہ اُسکو سہیل اختر شناس نے بچایا ہی اور وہ معشوق بادشاہ افراسیاب جادو مخمور خوشخو ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے طرف شبرنگ بن عمرو کے دیکھا کہا اے برادر تم جو کہتے تھے وہ قول تمہارا کرسی نشین ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم جسے طلسم مین قید ہوکر آئی ہین شکر خدا ہم بہی اسی حوالی مین آئے مگر وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی کہ قید ہوکر بہی مہجور معشوق سے دور شبرنگ بن عمرو نے کہا مین اس سے مفصل دریافت کرتا ہون نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ہان برادر کچھ تو پوچھو شبرنگ بن عمرو نے کہا کیون ملکۂ عالم اُس عورت کے ذکر سے اور ہماری قید سے کیا مطلب ہے ہم تو مسافرانہ اسطرف آنکلے تھے اُسکی کنیز نے کلمات سخت کہے ہم شریف تھے ضبط نہو سکا بیشک خنجر مارا خیر ہم تو اُس جرم مین قید ہوے اُس عورت نے کیا کیا جو نام ابہی آپنے ملکہ مخمور سرخ چشم زبان سے لیا ہوشنگ جادو نے کہا وہ بڑی زبردست ساحرہ ہی افراسیاب جادو نے اُسکو تعلیم کیا ہی ہمارا بادشاہ شہنشاہ افراسیاب جادو کا خراج گزار ہی پہلے مخمور سرخ چشم کو دیکھکر عاشق ہوا تھا جب بانی سہیل اختر شناس کے ثابت ہوا کہ یہ بادشاہ افراسیاب جادو کی کنیز خاص ہی تب اُسکو قید رکھا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کو عرضی روانہ کی ہی وہان سے کوئی رفیق آئیگا مخمور سرخ چشم کو قید کر کے لیجائیگا سزا جزا کا مالک کو اختیار ہی اور یہ جوان مہر تمثال جو قید ہوکر آیا ہی تصویر طلسم کشا سے بہت مشابہ ہی ہر فرد بشر کو تاکید ہے کہ جہان ایسی صورت کے جوان کو پاؤ فوراً قتل کرو بس تم دونون کا بچنا ممکن نہین ہی اگر سامری وجمشید کو سجدہ کرو تو شاید بچ جاؤ شبرنگ بن عمرو نے چاہا تھا کہ مین باتون مین میل کر کے عیاری کرون اُس ملعونہ کو دھوکا دے کر مارون مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کب مانتے ہین ایک تو ذکر معشوق آیا قلب پر چھری چل گئی دوسرے اُسنے مذہب کا نام لیا فوراً جواب دیا او ملعونہ

کیا بکتی ہی سامری و جمشید کون مردود ہین جنکو ہم سجدہ کرین ہزار ہزار سامری و جمشید پر اور اُنکے پوجنے والون پر لعنت ہی اب **شبرنگ بن عمرو** نے ہر چند اشارہ کیا کہ حضور یہ ملعونہ جو کچھ کہے ہان ہان کیے جایئے مین ابھی اسکو مارتا ہون اُنھون نے نہ مانا سپاہیانہ جواب دیا **ہوشنگ جادو** نے آواز دی او جوان حجت ختم کرنا منظور تھا اگر تو سجدہ بھی کرتا تو تجھکو فوراً قتل کرتے کاہنان طلسم کی تاکید ہے کہ جس نے طلسم کشا کو قتل کیا کل اہالیان طلسم کی جان بچائی روح سامری و جمشید پر احسان کیا یہ کہکر آواز دی جلد جلاد کو بلاؤ اور آپ بارہ دری سے اُٹھکر صحن باغ مین آئی کرسی پر بیٹھی کنیزین کشان کشان شبرنگ بن عمرو و نور الدہر بن بدیع الزمان کو سامنے لائین نگاہ پڑی **نور الدہر بن بدیع الزمان** کے چہار جانب گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون تمام اشجار بار اثمار سے سربسجود سب طرح کے پھول جا بجا ہر چمن مین موجود

اشعار

لڑکھڑاتی پھرتی ہے بادِ بہاری ہر طرف | نکہتِ گل نے ہر اک جانب ہین کھولے عطرداں
وجد کے عالم مین صف باندھے کھڑے ہین جھومتے | اک طرف کیلے بہ شکلِ جامہ پوشانِ جنان
داربستون سے عیان ہے چرخِ اخضر کی بہار | تاک کے خوشون پہ ہے عقدِ ثریا کا گمان
طرفہ سرسبزی نے کی ہے ہر طرف سے سرکشی | ہے زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان

مگر اُسوقت وہ گل گلدستۂ حدیقۂ شجاعت و نونہال گلشن جلالت جو اس حال زار سے مسلسل بیٹھا ہے ہر گل کا کلیجہ خون بلبل کو نوبت بجنون عشق قد **نور الدہر بن بدیع الزمان** نے ایسا جوش کیا فاختہ نے پریشانی کو کو فراموش کیا نہرون کو بیقراری کا جوش سوسن سیاہ پوش **بیت** رد کے قمری نے جب کیا نالہ بسرو گلشن کا بھر گیا تھالہ ؛ اس عرصہ مین جلاد سامنے آیا کلاہ جلادی سر پر تیغہ بالڑھ دار چار انگل کا پنجہ چڑھا ہو صورت اسکی خونخوار آنے کے ساتھ ہی ہاتھ پکڑکر شاہزادے کا کھینچا اسوقت **شبرنگ بن عمرو** بیقرار ہوا اور گھبراکر کہا او بیحیا یہ میرا آقا ہے پہلے مجکو قتل کر میرے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر **ہوشنگ جادو** نے کہا کہ نگوڑے سب سے زیادہ تیرے قتل کی جلدی ہے کاہنان طلسم لکھ گئے ہین اسطرح کا سردار اور اسطرح کا عیار اگر قتل ہوجائے تو سو برس تک طلسم پر زوال نہ آئے نہ تو بچیگا نہ اسکی زندگی کی کوئی صورت ہے اور حکم دیا اس ملعونہ نے کہ ای جلاد صاحب بیداد ایک ہاتھ مین دونون کا سر قلم کر حکم اول **ہوشنگ جادو** دے چکی ہے چاہتی ہے کہ حکم ثانی دے **شبرنگ بن عمرو** نے فلک کر دعا کی باب اجابت وا تھا تیر دعا تا بہ عرش اعلیٰ پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان پر برق چمکی سب کی نگاہ اُٹھ گئی شاہزادہ **نور الدہر بن بدیع الزمان** نے دیکھا تخت زرین پر ایک معشوقۂ دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب چہرہ آفتاب تابان عارض ماہ درخشان زلفین

بار سیاہ یا عاشق کا دود آہ یا سویدا اے دل عاشق زار یا نافہ آہوے تاتار ہونٹون سے مسیحائی ظاہر ہی دہن تنگ کے راز سے صانع ازل ماہر ہے سینہ تختۂ نورستان حباب بحر سرو قد نمونۂ قیامت مکھڑا آفتاب آسمان شوکت

نظم

پائچے ہاتھ مین اُٹھائے ہوے
زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا
منھ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو
یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو
لب تھے مسی سے کہ وصل کی رات
پیچ خوبی کے یا وہ اختر تھے
واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن
نہ کدورت نہ جبین تھا کینہ
اب ہے لازم یہی کمر کا حال
وصف اُسکا بشر کرے کیونکر
کیا خداداد حسن پایا تھا
سرو شرمندہ اُسکے قامت سے
مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا
یون نمایان تھے ابروے خمدار
تھی زرہ تیر قلب مونس کو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار
یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات
تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان
جسمین یوسف نے کھینچے رنج و محن
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب
نہ بیان کر کہ ہے یہ بات محال
حسن پائون کا کس طرح ہو رقم
آپ حق نے اُسے بنایا تھا
بال زلفون کے پیچ کھائے ہوے
تھی خرامان بڑی نزاکت سے
دیکھکر وہ جبین کیہان تاب
دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
پاس آنکھون کے بینی پر ضو
جان گل جسپہ ہو فدا سو بار
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے
ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ
ناف تھی بحر حسن کا گرداب
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر
دلپہ چلتا ہی اپنے خنجر غم

وہ قاتل عالم تخت سے اُترکر مثل ہلال تشبث ادا برائے تسلیم ہوشنگ جادو خم ہوئی اور ہوشنگ جادو نے ہاتھ بہ محبت پھیلا دیے کہا واری برخوردار عمر دراز نگر نور الدہر بن بدیع الزمان صورت اُسکی دیکھکر بیچین ہوگئے ہوشنگ جادو نے سر سینہ سے لگالیا کہا واری ملکہ شگوفہ جادو اسوقت یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مسکراکر جواب دیا نانی امان مین نے سنا کسی مسلمان کو آپنے بڑے زور و شور سے گرفتار کیا عجب وہ بیوقوف فرقہ ہے کہتے ہین ہمارا خدا نادیدہ آسمان پر رہتا ہی اور کتابون مین اُنکے مولویون نے تحریر فرمایا ہی کہ ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہے کیون نانی امان یہ دلیل حقیقت مین ٹھیک ہے مجھے بڑا اشتیاق تھا کہ دیکھون وہ لوگ کیسے ہوتے ہین کہ پورے دو سو خداوندونکو چھوڑا ایک کو اختیار کیا ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا ای نور نظر لخت جگر مین نے تو بڑی کد و کاوش سے گرفتار کیا ہے انکی کتابون کا کیا اعتبار ہے یہ فرقہ بڑا مکار و عیار ہے مگر صاحبان علم و فضل جری بہادر لئیق ہین سطوت صولت انکا حصہ ہی بہت طول و طویل ان مسلمانون کا قصہ ہی بقول کاہنان ہر طلسم کا یہی شخص طلسم کشا ہے وہ دیکھو سامنے قید ہوکر آیا ہی مین نے زیر تیغ بٹھایا ہی اسکو جلد قتل کرون اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرون اور پورے دو سو خداوند رضامند ہون اسکے بزرگ درومند ہون ابھی ظالم کو قتل کرتی ہون جمشید کی تاکید ہے کہ جو صورت کا شخص آئے فوراً قتل کیا جاے یہ سنکر ملکہ شگوفہ

جادو نے پلٹ کر دیکھا نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک یوسف کنعان حسن میں بے نظیر چہرہ ماہ منیر خود سر پہ ڈھلکا ہوا زلفین خلیلی تابدوش غزال چشم شیر خشم صولت و جلالت چہرے سے ہویدا آثار سروری و سرداری جبین مبین سے پیدا آنکھیں رشکاب چشم غزال چتون سے ظاہر حزن و ملال طوق و زنجیر میں مسلسل لشکر جرأت کا سردار دل ملکہ شگوفہ جادو کے دل نازک پر تیر مژگان لب معشوق ہوئے ہاتھ پاؤں تھرانے لگے

اشعار

بدنش خون جنون جوشیدہ   دود سودا بسرش پیچیدہ
بسکہ شد شیفتہ ہر مویش   حیرتے آئنہ ستد از رویش   آہ سرد از دل پر درد کشید
دامن و جیب ازین غم بدرید   از رخش رنگ پریدن میخواست   پر پرواز دمیدن میخواست
دیگر یہ تھی نگہ یا کہ جی کی آفت تھی   وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی   ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ   دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز   رنگ چہرے سے گر گیا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک   چاک کے پھیلے پاؤں داماں تک   طبع نے ایک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ خون کیا پیدا   سوزش دل نے جی میں جا کی   داغ نے آ جگر کو آتش دی

بیساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اپنی نانی کی گود میں گر کر بیہوش ہو گئی کنیزیں چہار طرف دوڑ پڑیں ملکہ ہوشنگ جادو سر پیٹنے لگی ہے ہے واری کیا ہوا گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ شگوفہ جادو کو ہوش آیا مگر حال ابتر دل مضطر چشم تر ہونٹھ خشک حیران حیران طرف نور الدہر بن بدیع الزمان کے دیکھنے لگی شعر مصنف ؂ ہوبہو بن کر صورت تصویر لگی ؂ جسم بے حس ہے مرا پیکر بے جان کیطرح ؂ ملکہ ہوشنگ جادو نے بلائیں لیکر پوچھا واری خیر تو ہے مزاج کیسا ہے اسوقت غش آنیکا کیا باعث ہوا آخر پھر تمہاری سلامتی کی دعائیں مانگتی ہوں موئی مٹی کی نشانی ہو ہر چند ملکہ ہوشنگ جادو پوچھتی ہے ملکہ شگوفہ جادو کے منہ سے بات نہیں نکلتی ہے وہ جو کنیزیں بڑی بڑی عقلمند تھیں انھوں نے بڑھکر کہا بی ملکہ ہوشنگ جادو حسب منا تمنے دھوپ میں چونڈا سفید کیا ہے چھوکری کا تو کورا پنڈا قیدی زنجیر میں بندھا ہوا اسطرح مسلسل و مطوق اپنی جان کا قلق صورت بھی دکھا دی اسطور سے اس مصیبت میں اس نے کبھی کاہے کو کسی کو دیکھا ہوگا جلاد خنجر کھینچے ہوئے سامنے کھڑا ہے لوگوں کے دل کانپتے ہیں بچی ہے رہ رہ کر جواب پوچھتی ہو اسکے ہوش درست نہیں وہ کلام کیا کرے اب یہ پہلو ملکہ شگوفہ جادو کو بھی ملا کہا نانی اماں حقیقت میں میں ڈر گئی مگر دل سے کہتی ہے او دل خانہ خراب کس پہ مبتلا و فریفتہ کرایا کہ جو آفتاب لب بام چراغ سحری نام کا تمام طلسم دشمن دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا اوری اچھا دونوں وقت ملتے ہیں اپنے باغ کو سدہارو کنیزوں سے جا کر اپنی کھیلو کودو اسکا ڈرنا کیا بیٹا مسلمان کے قتل کرنے میں بڑے ثواب ہیں تمکو مثل زلف کے ناحق پیچ و تاب ہیں ملکہ شگوفہ جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا بے اختیار رونے لگی ملکہ ہوشنگ جادو نے

گلے سے لگا لیا کہا بی بی ہمنے جو کہا سدھارو سپر روتی ہو حقیقت مین تم ڈرو گی اس جوان کو قتل کرکے سر خدمت مین بادشاہ کی روانہ کرنا منظور ہے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان آپ خفا نہون تو مین ایک بات پوچھون ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا خفگی کی کیا بات ہے جو دلمین آئے بیخوف کہو ملکہ شگوفہ جادو نے کہا آپنے بادشاہ سے بھی دریافت کیا کہ اسکو قتل کرون یا قید ہے ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا اب تو مین نے نہین پوچھا جشن مین انہون نے کہا تھا کہ طلسم کشا کے آنے کی یہ علامت ہوگی جسکو ایسا شخص ملے فوراً قتل کرے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان عقل سے سراسر دور ہے زندے کو مردہ کرنا تو آسان ہے اور مرے کو کون زندہ کرسکتا ہے اگر یہ جوان طلسم کشا نہو اور آپ سر کاٹ کے روانہ کرین بادشاہ کے خلاف ہو پوچھیگا کیون قتل کیا ہمسے حکم نہ لیا نانی امان یہ مقدمہ مزاج بادشاہان عالیجاہ ہے بقول شیخ سعدی گاہے بسلامے برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند پھر کیا جواب دیجیے گا آپ خداوند سامری و جمشید و لات اعلی و منات معلی و خداوند لقا و خداوند زبرجد شاہ و خداوند فرعون شاہ و خداوند شداد شاہ شقاق الکوہی وغیرہ کی ہمعصر ہین زندہ کیجیے گا ایک عرضی روانہ کیجیے پہر دوپہر مین جواب آجائیگا یہ بات تو ملکہ ہوشنگ جادو کو پسند آئی چہرے کی بلائین لین اور ترقی حسن و عمر کی دعائین دین کہا بی بی کیا معقول بات کہی ہے حقیقت مین یہ میرے خیال مین نہ تھا نام خدا پڑھی لکھی ہو سمجھ بھی موافق اپنے سن کے خوب جانتی ہو یہ کہکر کنیزون کی طرف متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمنے ذہانت کو ہماری صاحبزادی کی دیکھا بیشک پڑھنے لکھنے سے چار آنکھین ہو جاتی ہین عنایت سے سامری و جمشید کے حسین مہ جبین ہے لئیق متین ہے صاحبو دعا کرو ایسا ہی اسکو شوہر بھی ملے خوبصورت نیک سیرت خاندان عالی سے ہو چاند سے چہرے پر سہرہ دیکھون مین گھر داماد لونگی اپنے چاند کے ٹکڑے کو گھر سے رخصت نہ کرونگی میری زندگی کا اب یہی سہارا ہے ہم تو چراغ سحری آفتاب لب بام ہین اسکے بچے گود مین کھلاؤن گلہاے چمن خوبی کو اس باغ مین لیے پھرون یہ کہکر حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کو قید رکھو صبح تک جواب آجائیگا اسی وقت عرضی لکھی تمام حال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اور شبرنگ بن عمرو کا اسمین مندرج کیا ہاتھ مین ایک جادوگرنی کے دیا کہا ہاتھ مین شہنشاہ جمشید جادو کے دینا اور زبانی بھی شہنشاہ سے عرض کرنا جواب فوراً مرحمت فرمائیے جادوگرنی جب روانہ ہوچکی ملکہ ہوشنگ جادو خود اٹھی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو کشان کشان لاکر ایک مکان تنگ و تاریک مین بند کیا ایک ترنج جھولی سے نکالا سحر پڑھکر زمین پر مارا شعلے بھڑکے آتش سحر نے نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو گھیر لیا خلاصہ دودمان خلیل الرحمان آگ کی گرمی سے بیقرار چہرہ آفتاب مثال حرارت سے سونلا گیا فرط حدت سے غش آگیا ملکہ ہوشنگ جادو نے جادوگرنیون کو حکم دیا رات کو آب و دانہ نہ دینا لاکھ قیدی غل مچائے چیخے چلائے

جب

خبر نہ لیتا یہ حالات ملکہ شگوفہ جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھے اب تو بیقرار ہی اور زیادہ بڑھی دل سے کہتی ہی ہاے اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا یہ پروردہ مہد ناز و نعم اس مصیبت کو کیونکر اٹھائیگا یقین ہی رات ہی کو تڑپ تڑپ کے مرجائیگا مگر مجبور و ناچار اشکبار بیقرار اپنے تخت سحر پہ سوار ہوئی کنیزون کو ساتھ لیا اپنے باغ مین آئی باغ کو دیکھکر خار الم دل مین کھٹکا وہ باغ پر بہار بدتر از خارستان سنسان ویران معلوم ہوتا ہی دل اُداس عالم یاس یکہ و تنہا بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا باہر جاؤ میرے سامنے جاؤن جاؤن نہ کرو تمھارے چیخنے سے میرا سر پھرا جاتا ہی دل خود بخود گھبراتا ہے کنیزین تو باہر گئین ملکہ شگوفہ کی آنکھون کے نیچے وہی تصویر دلپذیر پھر رہی ہی دل سے کہتی ہی ہاے اسکی جان تونے کیا بچائی اور آفت آسمانی ٹھکے دشمنون کے سر پر آئی اُس اندھیرے مکان مین وہ ماہتاباں کیسا گھبراتا ہوگا ہتکڑیون اور بیڑیون سے سر ٹکراتا ہوگا گرد حصار آتش کی گرمی جسم نازک کو جلاتی ہوگی مین اپنا حال دل کس سے کہون بے دست و پا ہون کسکو بھیجون کہ جو دم بدم کی خبر لاکر سنائے **بیت**

نہ قاصدے نہ صبائے نہ ہمدمے دارم ؛ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ؛

کبھی بیقرار ہوکر کہتی ہی ہاے نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذرتی ہوگی مین نے تو اُس کے ساتھ سراسر دشمنی کی اسطرح پر آب و دانہ بند ہونا تڑپ تڑپ کے جان کھونا گرمی آتش سحر سے کیسا گھبراتا ہوگا کلیجہ منھ کو آتا ہوگا کبھی ہاتھ اٹھاکر آواز دیتی ہی اور یہ ابیات

پڑھتی ہے **ابیات**	اے باد صبا سوے دل آرام	لے جا تو یہ غم زدون کے پیغام
جسدن سے ہوئی تیری جدائی	دیوانے پہ تیرے آفت آئی	آوارہ ہون تیری جستجو مین
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین	گھر بار تمام مجھ سے چھوٹا	اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا
کبھی بیقرار ہوکر پکارتی ہی **اشعار**	جی مین ہی جائین نجد کے بن مین	قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین
اور کبھی دیکھکر سوے افلاک	کبھی تھی اپنے سر پہ ڈالکے خاک	اے فلک تونے کیا کیا مجھے
میرا دلبر چھوڑ گیا مجھے	کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے	ہان یہ غمخوار اک مرا غم ہے
چار پاے پلنگ کے مجھکو	چار پائے درندہ ہین اتنو	ہم ہین یا غم سرا ہی کیا کیجے
کون ہی کس سے حال دل کہیے		

آخر روتے روتے آنکھین سرخ ہوگئین شمشاد قد نامے وزیرزادی اپنے قصر مین تھی اُسنے دیکھا سب کنیزین اپنی اپنی صحنچیون مین بیٹھی ہین شمشاد نے کہا اری مستانیو ملکہ شگوفہ جادو بارہ دری مین اکیلی ہین سب نے کہا بی شمشاد ملکہ تو آج ہمکو کاٹ کاٹ کھاتی ہین تیور دکھاتی ہین ہمسے کہا ہمارے پاس سے جاؤ کیا ہمکو قیدی بنایا ہی ہم سب چلے آئے اکیلی وہان بیٹھی ہین ہم کیا جائین کیا کرتی ہین شمشاد بڑبڑاتی ہوئی قریب بارہ دری کے آئی اب جو پردہ اُٹھاکر دیکھے ملکہ شگوفہ جادو پانون لٹکائے ہوے پلنگ پر بیٹھی ہی ساق بلورین کھلی ہوئین پائیچے چڑھے ہوے سر کھلے ہوے آنکھون سے دریا اشکون کا جاری گل سا چہرہ

کھلایا ہوا آنکھین لال رونے سے پریشان حال بس شمشاد روتی ہوئی دوڑی جا کر قدمون سے لپٹ گئی سر سے پا تک بلائین لین ترقی حسن کی دعائین دین پوچھا واری خیر تو ہی ملکہ نے پہلے تو بہت انکار کیا آخر ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے شمشاد یہ جو جوان قید ہو کر آیا ہی اسکی حسرت و مصیبت پر میرا دل جلتا ہی اور مجھے کچھ کام نہین ہی مرنا چاہتی ہون کر ایک نظر دیکھ لون سمجھاؤن ایسی جرأت کو آگ لگے سحر و ساحری مین خاک فضل نہین جادوگرون سی بھر پڑی ہی آخر کیا کر سکے اے شمشاد مین اسکو کسی طرح سرحد طلسم سے نکالدون شمشاد نے کہا واری بہت دشوار ہے لونڈی نے دریافت کیا ہی سارے طلسم مین غلغلہ پڑا ہی یہ جوان نبیرۂ صاحبقران ہی نام اسکا نورالدہر بدیع الزمان ہی کا بانی طلسم نے اسکی تصویر درج کتاب کی ہی اس جوان کا بچنا دشوار ہی سارا طلسم دشمن عالم رہزن اس بات سے دل کو پھیرے اسکا انجام برا ہی شمشاد نے جو یون سمجھایا ملکہ شگوفہ جادو بلک کر رونی اور کہا اے شمشاد اگر رات کو کچھ انتظام نہوا جب صبح کو نانی امان اسکو قتل کرنے لگین گی جا کر لپٹ جاؤنگی ہر چند کہ مین نانی امان کے سحر پہ غالب نہ آؤنگی اسکے سامنے تو اپنی جان ہٹاؤن گی میرا اسکا لاشہ ایک مقام پر ہوگا خیر بی شمشاد تم ہم سے رخصت ہو جواہرات وغیرہ جو کچھ ہے اٹھا لے جاؤ یہ جو لباس جسم مین ہے وہ واسطے کفن کے کافی ہی یہ سنکر شمشاد تڑپنے لگی کہا واری اس مال و اسباب کو آگ لگے ہمین آپ کی جان کا خیال ہی مال کیا مال ہی اور شمشاد یہ بھی دل مین سوچی کہ یہ آتش عشق اب کلام نصیحت سے نہ بجھے گی مدام شعلۂ محبت بھڑکیگا ضبط کا ملکہ شگوفہ جادو کو اختیار باقی نہ رہا سوچ کے عرض کی کہ واری ہر چند کہ خرابی ہی ہم بھی اپنی جان آپکے ساتھ دین گے یہ جو سامنے کمرا ہی ابھی یہان سے نقب لگاتے ہین شاہزادے کو زندان سے نکالے لاتے ہین مگر حضور بھی ساتھ چلین قید کے گرد ماران سحر و آتش پر قہر ہے آپکی نانی جان نے اپنے دست نجس سے یہ سامان کر دیا ہی ہمکو دیکھکر نگوڑے زہر اگلین گے وہ سحر سوائے آپ کے ہم سے دفع نہو گا ملکہ شگوفہ خوش ہو گئی پائینچے چڑھا کر نقب کھودنے پر آمادہ ہوئی کہا اے شمشاد ایسے سحر کا دفع کرنا کیا مشکل ہی اب مین سحر سے نقب لگاتی ہون یہ کہکر دوپٹہ کی گاتی باندھی ماش کے دانے ہاتھ مین لیکر زمین پر سحر کرنے لگی دم بھر مین طبقۂ زمین کا پھٹا اب تو شمشاد نے سب کنیزون کو بھی بلایا ملکہ شگوفہ آگے آگے سحر کرتے ہوئی عقب مین سب کنیزین مٹی وغیرہ نکال رہی ہین چند عرصہ مین دہانۂ نقب کا اسی کوٹھری مین جا کر ٹوٹا ملکہ شگوفہ نے سر نکال کر دیکھا شاہزادہ نورالدہر اور شبرنگ عیار صدمۂ سحر ہوشناک جادو سے بیہوش پڑے ہین گرد ماران سیاہ بیٹھے ہوئے زبانین منہ سے نکال رہی ہین ملکہ شگوفہ نے نیچۂ سحر سے ماران سیاہ کو قتل کیا کبھی ماران زلف پر پیچ دنبالۂ عنبر عکس اڑا کبھی باران سحر برسایا اسی بیہوشی مین شاہزادہ نورالدہر اور شبرنگ کو اٹھایا کنیزین لپٹ گئین ہاتھون ہاتھ نورالدہر و شبرنگ کو لے لیا نقب مین پہنچا کر بیک چشم زدن

باره دری مین پہونچ گئین مگر ہوش و حواس سب کے پراگنده کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے آپس مین چشمک زنی ہو رہی ہے لونڈیان کھسر پھسر کرتی ہین ایک کہتی ہے کہ پیڑو کی آگ بھڑکی ضبط نہو سکا دھگڑے کو نکال لائین اب کیسی خوش ہین پھولون نہین سماتی ہین دیکھو لو ہمسے آنکھ بھی نہین ملاتی ہین مگر ملکہ خوشی سے باغ باغ تھی شاہزادے کو مسند پر بٹھایا سحر اُتار کر ہوشیار کیا اور ایک جانب آپ شرمائی ہوئی دوپٹہ سے منھ چھپائے ہوئے بیٹھ گئی شاہزادہ نورالدہر نے آنکھ کھول کر جب گلعذار کو باغ ہوشنگ مین دیکھا تھا اسکو اپنے قریب پایا **شبرنگ** تو ہوشیار ہوتے ہی **شمشاد** کی جانب متوجہ ہوا کہا جان جہان ہمارے پاس آؤ ہم تمہارے عاشق ہین اپنے قول کے صادق ہین عمر بھر خدمت کرینگے روٹی کپڑا بڑے مزے سے پہونچائینگے شمشاد نے جھنجھلا کر کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہے اپنی اما بہینا کو روٹی کپڑا پہونچا نخرے کی خوبی یا تو مثل مردے کے وہان پڑے تھے دام سے چھوٹتے ہی چہکنے لگے یہ ہمارے عاشق ہین اپنا منھ تو دیکھو آئینہ تو نصیب نہوا ہوگا چینی مین موت کر اپنا چہرہ دیکھا ہوگا شبرنگ نے کہا کیا مین بُرا لگتا ہون شمشاد نے ایک دو ہتڑ مارا اور ملکہ شگوفہ سے کہا حضور اِس مسخرے موش صحرائی کے بچے کو منع کیجیے اپنی چونچ بند کرے نہین لاکھون صلواتین مین سناؤنگی ملکہ نے اشارہ کیا شمشاد کیون اکڑتی ہو لمحہ بھر کی صحبت ہے نہین معلوم کیا ہو شمشاد نے کچھ میوہ وغیرہ شاہزادے کے سامنے پیش کیا کہا حضور کیون خاموش بیٹھے ہین دشمنون پر آپ دانہ بند تھا نوش فرمائیے ملکہ شگوفہ کو آپ کے حال زار پر رحم آیا نقب سحر لگا کر نکال لائین ہم سب نے انتہائی مشقت کی شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر کہا ملکہ عالم کا ہم غریبون پر احسان ہے ملکہ شگوفہ تو بیقرار بیٹھی تھی بول اُٹھی صاحب کچھ احسان کی ضرورت نہین ہے آپ کچھ نوش فرمائین مگر مجھ سے لیجیے یہ تعجیل یہان سے نکلجائیے صبح ہوتے ہی نانی اماں قیامت بپا کرینگی آپکی تلاش ہوگی مین چاہتی ہون آپ خیر و عافیت سے اپنے لشکر مین پہونچ جائیے اگر یاد رہے تو نامہ و پیام سے یاد فرمایئے گا شائد کبھی ملاقات بھی ہو اسمین کیا اختیار ہے یہ کہکر آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے شاہزادہ **نورالدہر بن بدیع الزمان** نے دامن سے اشک ملکہ شگوفہ کے پاک کیے کہا اے ملکۂ عالم ہمارا اس طلسم سے نکلنا دشوار ہے جب تک اس طلسم کو فتح نہ کرینگے سرحد سے ایک قدم باہر نہ دھرینگے بعض مقدمات ایسے ہین کہ اُنکا بیان کرنا مناسب وقت نہین ہے اگر حیات مستعار باقی ہے کل کیفیت ظاہر ہوگی یا طلسم فتح ہوگا یا موت دامنگیر ہے آمادہ بدعت فلک پیر ہے اور میوہ وغیرہ کھانا تمھاری عنایت پر موقوف ہے پروردگار کی اطاعت کرو لات و منات پر لعنت کرو الغرض ملکہ شگوفہ مع کنیزون کے مطیع الاسلام ہوئی دونون کو جوش محبت شباب کا عالم دو دو جام پیے چند باتین ہونے پائی تہین کہ ناگاہ ماہتاب عالم تاب نے حجاب برج سحر مین منھ چھپایا اور تبدی

زندان مغرب یعنی نیر اعظم زنجیرہاے شعاع مین جکڑا ہوا فلک نیلی پر تھراتا ہوا نکلا رخ شمع پر زردی آئی مرغان سحر نے دھوم مچائی اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند
لحاف غنچہ از رو درکشیدند
سمن از آب شبنم روی خود شست
بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست

رنگ زرد ہے ملکہ شگوفہ خوف سے فق ہوا ہر طرف غلغلہ ہوا الصبح ہو گئی یہ دونون عاشق ومعشوق مصروف عیش ہین مگر ہوشنگ جادو شاہزادہ نور الدہر کو قید کرکے سوئی تھی خواب خرگوش سے بیدار ہوئی یا فتنہ خوابیدہ جاگا حوض پر آکر منھ ہاتھ دھویا یہ نہ جانتی تھی کہ آج زندگی سے ہاتھ دھونا ہے کرسی پر بیٹھی ہے کہ آسمان پر برق چمکی جس کنیز کو نامہ دے کر خدمت جمشید جادو بادشاہ طلسم مین بھیجا تھا وہ جواب باصواب حسب خواہش اُس ملعونہ کے لیکر آئی بلاے ناگہانی نے صورت دکھائی ہوشنگ جادو نے فرمان شہنشاہ آنکھوں سے لگایا چوم چاٹ کر کھولا لکھا تھا اے ہوشنگ جادو خبردار خبردار نامہ دیکھتے ہی اُس جوان کو قتل کرکے سر ہمارے پاس روانہ کردو وہ حقیقت مین طلسم کشا ہے کتاب سامری مین صاف صاف لکھا ہے یہ مضمون فرح افزا پڑھ کر اُس بد سیر نے حکم دیا جلد قیدیان بلا کو لاؤ جلاد کو بلاؤ میدان خونی کی تعجیل ہو رہی ہو کنیزین دوڑ کر قریب کوٹھری کے آئین قفل کھولا سر ڈالکر دیکھا وہ مکان خالی پڑا ہے ماران سحر جلے ہوے شعلہ ہاے آتش سرکش بجھے ہوے وہان نقب موجود پیٹتی ہوئین سامنے ملکہ ہوشنگ جادو کے آئین عرض کی حضور قید خانہ خالی پڑا ہے کوئی اُس جوان کو چھڑا لے گیا اتنا تو ہمکو بھی ثابت ہوا کہ کسی ساحر کا کام ہے بس ہوشنگ جادو واے کہکر اُٹھی اور اُس مکان مین آئی معرکہ مذکور دیکھکر غصہ مین تھرائی اور فوراً نقب مین کود پڑی عقب مین چند جادوگرنیان ملکہ شگوفہ نے گھبراہٹ مین مہرہ نقب نہ بند کیا تھا ہوشنگ جادو نقب کو طے کرکے باغ مین ملکہ کے آکر نکلی اور اُسوقت پہونچی کہ دونون عاشق ومعشوق مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین شہرنگ بن عمرو کے بی شمشاد اکڑ رہی ہین شہرنگ تانین مار رہا ہے ہنگامہ عیش ونشاط برپا ہے دیکھتے ہی ہوشنگ جل گئی دہین سے پکارا او شوخ دیدہ ننگ خاندان دھگڑے کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہے اری جمشید جادو کو نہین جانتی خبردار توبہ کر اس جوان کو مجھے دے مین سر کاٹ کر روانہ کردن پہلے تو ملکہ شگوفہ کھڑی ہو گئی دور سے ہاتھ باندھے گڑگڑا کر عرض کی نانی امان میری خطا معاف کیجیے آپکے نزدیک بھی یہ طلسم کشا ہے اور آپ ہی کا قول ہے کہ طلسم کشا کا قتل ہونا دشوار ہے بس اسسے دشمنی کرنا بیکار ہے اس شیر صولت کی اطاعت کیجیے پونے دو سو خداوند پر لعنت کیجیے ہر چند کہ بے تمیز ہون مگر آپ کی کنیز ہون میرے حال پر رحم فرمایئے یہ سنکر ہوشنگ جادو مثل شعلہ آتش کے بھڑکی پکاری لو صاحبو اور سنو صاحبزادی ہمکو سمجھاتی ہین خوب باتین بناتی ہین یہ کہکر گولہ اُٹھا کر مارا جب تو ملکہ شگوفہ نے گاتی دوپٹہ کی باندھی جھولی سحر کی اُٹھائی آواز دی نانی امان الامر فوق الادب اب آپ شاہزادہ شیر صولت کی جان کی خواہان ہین

توہم بھی موجود ہین سامری و جمشید رب اکبر کی درگاہ کے مردود ہین کیا خوب آپکے خدا ہین پتھر کے پتلے بنائے انکو سجدہ کیا کبھی کسی آدمی کو خدا بنالیا مسخرا لقا انھین کے ہاتھ سے دربدر خاک بسر ہے ایسون کا جہنم مین گھر ہے ہین تو مطیع اسلام ہوچکی جان و مال سب بس شہریار پرستار ہے بھی شیر ملقب بہ بہرام زندۂ زمرد ناہنجار ہے یہ کہکر انگلی سے اشارہ کیا گولہ ہوشنگ جادو کا پھٹا زمین پر گرا کئی کنیزین ہلاک ہوئین ملکہ شگوفہ بھی نورالدہر بن بدیع الزمان نے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا بیت نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و قہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ونگہ ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی بود کہ شاہانش جہانگیر و فلاک گیتی ستان خواندہ ؛ پناہ لشکر اسلام نورالدہر ہمگش عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ ؛ شبرنگ بن عمرو بھی تیر و کمان لیکر اٹھا تیر سے کئی جادوگرنیون کو مارا کبھی حقۂ آتش بازی داغ دیا کسی پر حباب بیہوشی لگایا جادوگرنیون کو سطرح ہلاک کرتا ہے اپنے کو بھی بچاتا ضرور ہے لیکن اس ہنگامہ کو دیکھکر قلب ناصبور نورالدہر بن بدیع الزمان کے قریب جو ایک جادوگرنی آگئی چوٹی پکڑکر ایک طمانچہ مارا سر اسکا جنبر گردن سے اڑگیا اتنے مین باغ آتش بہار ہوا نخل شمشاد مثل شعلۂ جوالہ پھول ہر ایک آگ کا انگارہ ہوگیا پانی کھولنے لگا چشم حباب پتھرا گئی پتے آگ کی چنگاریاں بنگئے زمین کرۂ آہنگران قیامت کا سامان عیان ہوگا ہنگامۂ سحر گرم ہوا شگوفہ کو اب مصیبت ہے کہ نورالدہر کو بچاتی ہے ہوشنگ جادو کا سحر بھی ہٹاتی ہے نورالدہر بن بدیع الزمان کو منع کرتی ہے آپ آگے نہ بڑھین سینہ سپر کررہی ہے دم محبت کا بھر رہی ہے مگر ہوشنگ جادو بدمست ساحرہ زبردست ہے زمین باغ کو ہلا دیا چمن ہائے گل و لالہ کو جلا دیا ایسے ایسے سحر کیے کہ ملکہ شگوفہ گھبرا گئی لڑتے لڑتے زخمی بھی ہوئی ایک طرف شمشاد بھی شبرنگ بن عمرو کو بچا رہی ہے کہتی ہے ارے نگوڑے تو عیار ہے کود پھاند کر بھاگ جا اپنی جان بچا مین بھی تیرے ساتھ نکل چلونگی شبرنگ بن عمرو کہتا ہے ارے جان جہان ہمارا آقا تو آمادۂ نبرد جان کا خوف ہم اپنی جان بچائین رنڈی کی طرح نکل بھاگین ہمسے یہ نہوگا شمشاد محبت مین اسکی رونے لگتی ہے گانے پر شبرنگ بن عمرو کے عاشق ہوئی ہے کبھی دل سے کہتی ہے او خانہ خراب کس مصیبت مین پھنسا یا عشق زلف مسلسل محبوب مین صبح ہوتے ہی روز سیاہ کا سامنا ہوا ہاے مگر ہوشنگ جادو مہلت نہین دیتی ایک مقام پر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے ایک کنیز کو نیمچہ سے قتل کیا صدائین مرنے کی جادوگرنیون کی بلند سنگ باری برف باری ہوئی ہے دور سے ہوشنگ جادو نے جو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا وہین سے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا شاہزادہ نورالدہر لڑکھڑا کر زمین پر گرا شبرنگ بن عمرو بھی زخمی ہوکر لڑتا بھڑتا مجبور بیٹھ گیا ہوشنگ جھپٹی کہ شبرنگ و نورالدہر کو قتل کرون ملکہ شگوفہ نے جو دیکھا بجلی کان سے نکالکر پھینک ماری ہوشنگ کے سر پہ برق گری سر اُس ملعونہ کا زخمی ہوا اچھا سا زخم کھایا برق کو کاٹا اب قیامت کے سحر کرنے لگی آتش پھر برساتی تھی ملکہ شگوفہ کا جسم پھول سے نازک چند آبلے اُس جسم نازنین پر پڑے اب بدحواس ہوئی شمشاد سحر کرتی ہے

قریب آئی مگر اسکا بھی پشت و پہلو زخمی عرض کی حضور موافق اپنی حقیقت کے سحر کیا اس ملعونہ پر قبضہ ہوا موت قریب ہے نہ روے رفتن نہ راہ ماندن شاہزادہ نور الدہر اُسکے سحر مین مسحور ہو چکا انکا بچانا دشوار ہے کد و کاوش بیکار ہے اسوقت تک اپنی مہلت ہے کہ شاہزادے کی محبت سے ہاتھ اُٹھائیے اپنی جان کو غنیمت جانیے ہمارا کہنا مانیے نکل چلیے ورنہ دم بھر مین ہم آپ بھی گرفتار ہو جائینگے جمشید جادو عذاب الیم سے قتل کریگا آپکے دشمنون کے خون سے ہاتھ بھریگا ملکہ شگوفہ نے کہا ای شمشاد مروت و محبت سے بعید ہے معشوق کے سامنے عاشق کا جان دینا بھی عید ہے ایسے وقت مین شاہزادے کو تنہا چھوڑون مین اُنسے پہلے جان دونگی مگر دقت وہ ہے کہ پلک جھپکانا بھی دشوار ہے ہوشنگ بلاے روزگار ہے وزیرزادی نے کہا واری اب تک تو مجھکو گمان تھا کہ جب کڑی پڑیگی لڑ بھڑ کر نکلجائینگی بہر نوع اب جان پر آبنی ایک بات مجھکو یاد آئی ہے ایکدن آپ اپنی نانی جان کے ساتھ خزانہ کے ملاحظہ مین مصروف تھین وہ صندوقچہ جسپر مخمل کاشانی سبز کا غلاف ہے جب آپکی نانی صاحبہ نے اسکو کھولا اُسمین ایک تختی مثل ستارہ کے چمکتی تھی آپکی نانی صاحبہ نے منع کیا کہ بیٹا اسکو نہ اُٹھاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین یہ لوح محفوظ ہے جمشید جادو نے میرے سپرد کی ہے یہی باعث میری آبرو کا ہے جس شخص کے گلے مین یہ ہو کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اُٹھ آئین اس لوح محفوظ پر قبضہ نہ کرسکین اسوقت مجھکو یاد آیا وہ تختی نکالکر شاہزادے کے گلے مین ڈال دیجیے وہ اس حرامزادی ہوشنگ ننگ خاندان کو قتل کرینگے ملکہ اُس لڑائی مین شمشاد کے تصدق ہونے لگی کہا ای مونس ہمدم کیا بات بتائی ہے جلد لا اگر مین بھی سامنے سے ہٹ جاؤنگی تو یہ ملعونہ شاہزادے کو قتل کر ڈالیگی یہ کہکر کنجی ازاربند سے کھولکر شمشاد کو دی شمشاد نے جاکر قفل کھولا تختی نکالنے مین مصروف ہوئی یہان ہوشنگ جادو سحر کرکے قریب نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچا چاہتی ہے ملکہ شگوفہ جھپٹ کر سامنے نور الدہر کے آئی سینہ سپر کرکے کھڑی ہوئی زخم کھاتی جاتی ہے مگر ہٹتی نہین ہوشنگ جادو آواز دیتی ہے اری او شگوفہ تیرے دیدے سے ڈرنا چاہیے دھگڑے کے لیے جان دیگی ہٹ جا مین نے خطا معاف کی اب تجکو کچھ نہ کہونگی جمشید سے بھی ذکر نہ کرونگی شگوفہ سر ہتھیلی پر لیے کھڑی ہے کہتی ہے او نکاٹنہ کیا جھک مارتی ہے پہلے میرا سر کاٹ لے پھر اس شیر بیشۂ جرأت پر ہاتھ ڈالنا لاکھ جان میری اسکے ناخن پا پر سے نثار ہے جمشید حرامزدہ کیا ناہنجار ہے اب تو ہوشنگ نیمچہ سحر کھینچکر دوڑی کہتی ہوئی کہ بھلا او چھوکری ابھی کل کا ذکر ہے کہ رو رو کر روٹی مانگتی تھی آج دیدے مین دیدہ ڈالکر کلام کرتی ہے سامری و جمشید سے نہین ڈرتی ہے شگوفہ نے کہا مین ان بھڑیاؤن پر لعنت کر چکی بس جیسے ہی ہوشنگ نے چاہا کہ نیمچہ مارون شمشاد آواز دیتی ہوئی خبردار خبردار مین آپہونچی شگوفہ تو سامنے سے ہوشنگ کے کود کر بھاگی شمشاد نے جھپٹ کے لوح محفوظ گلے مین نور الدہر کے ڈالدی شاہزادے پر سے سحر اُتر گیا ہاتھ پانوُن مین طاقت آئی تیغۂ خارا شکاف سلیمانی پکڑ کر اُٹھا ہوشنگ چاہتی ہے شگوفہ کو روکے شاہزادہ نعرہ کرکے بیچ مین آیا سینۂ ملکہ پر سپر کردیا اُسکا نیمچہ سحر شاہزادہ نور الدہر پر پڑا کچھ تاثیر نہ کی جسم پر سے

اُچٹ گیا بس نورالدہر نے خبردار خبردار کہکر نعرہ کیا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کو چمکایا ہوشنگ سمجھی کہ میرے سحر سے شگوفہ نے اسکو بچالیا ہی یہ غیر ساحر میرا کیا کرسکتا ہی جیسے ہی نورالدہر نے ہاتھ مارا ہوشنگ نے کلوا بھیرونکا نام لیکر خود اپنا سر آگے کر دیا نیمچۂ خاراشگاف جو سر نحس پر پڑا دو ٹکڑے ہوے لاشہ جلنے لگا دھوان چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی وہ آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا دشت کے شیرون کو خوف سے غش آگیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا ہوشنگ جادو تھا آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا بعد لمحہ بھر کے روشنی ہوئی کنیزان ہوشنگ جادو نے دیکھا کہ ہماری بی بی کا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی نورالدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہیر گیتی ستان شیرانہ لڑ رہا ہی کنیزون مین جادوگرنیون مین صداے الامان الامان بلند ہوئی سبھون نے دست بستہ آواز دی ملکۂ عالم جیسے آپکی نانی کے ملازم تھے اب آپ کے تابعدار ہین ہم غریبون کو بچایے نورالدہر نے ہاتھ روک لیا ملکہ شگوفہ کو بھی منع کیا سب دوڑ کر قدمون پر گرین خوشی سے مطیع الاسلام ہوئین اب ملکہ شگوفہ مع کنیزان ماہرخسار اور مع ملازمان ہوشنگ جادو بارہ سو جادوگرنیان اُس باغ مین جمع ہوئین باغ مین پھر بہار آئی چہرہ ملکہ شگوفہ کا مثل گل شگفتہ ہوا ملکہ شاہزادہ کو ساتھ لیکر خوشی خوشی بارہ دری مین آئی سب کی زخمدوزی ہوئی پٹیان مرہم کی چڑھ گئین شمشاد وزیرزادی منظور نظر شبرنگ بن عمرو نے بہ تعجیل تمام صحبت عیش و نشاط آراستہ کی شاہزادہ مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا ایک طرف ملکہ شگوفہ جادو آکر بیٹھی شمشاد نے شبرنگ سے کہا نگوڑے اب تو کوئی غزل سنا شبرنگ بن عمرو نے کہا جان جہان جب شب کو ہم تم تنہا ہونگے غزل ٹھمریان بڑے بڑے راگ سناینگے شمشاد نے ایک دوہتر مارا کہ مسخرے پھر مجھسے ایسی باتین شروع کین مین پھر تجھ سے کبھی بات نکرونگی اب تو خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا دور دل کا رنج و ملال کیا شبرنگ بن عمرو نے کہنے شمشاد کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

دل نے جو کرم کی اک نظر کی
دل چیب ہے کہین کہون کدھر کی
ملنے ہی سے اُسنے ہاتھ اُٹھایا
اللہ رے کمی تری نظر کی
احسان ہے آہ نیم شب کا
تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی
سنتے نہین کوئی کچھ سناے
جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی

مالک ہوئی آنکھ خشک و تر کی
کیون راہ بتادی انکے گھر کی
خوبی یہ دعاؤنکے اثر کی ؛
کھوئے گئے میرے ہوش رفتہ
تصویر کھنچی ہے اُس کمر کی
ناصح یہ خدا کرے کسی شب
کانون کو لگی ہو لو کدھر کی
اے چرخ تھمی نہ گردش بخت

باتین نہین یان ادھر اُدھر کی
کچھ کہتی ہے چال نامہ بر کی
کچھ آنکھ مین ہم تری نہ ٹھہرے
یہ بےخبری تری خبر کی
کھوئے ہوئے سے ملے ہو مجکو
آجاے بلا اِدہر اُدھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر
ہے یاد کچھ اپنے ہمسفر کی

دیکھے گا ڈرے جگر کو کیا غیر
شاگرد ہے چشم فتنہ گر کی
آنسو تو کوئی نکالنے دو
کیا لی ہے خبر دل و جگر کی
دیکھا تھا مری تڑپ کو تمنے
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
الفت مین خدا و بت کے ہی فرق
رکھتے ہی قدم زمین سر کی
بگڑے شب وصل بھی یہ اُنسے
اپنی انھین آپ ہی خبر کی
اوچھڑ نہ رکے گی اُس سپر کی
جس قصد سے چاہو مجھ تک آؤ
حسرت یہ نہین ہے چشم تر کی
رکھتی ہی جو کچھ بھی غیرت ای آہ
کچھ بڑھ گئین شوخیان نظر کی
حور اور ہمین ملے نہ زاہد
خالق ہے وہ خیر کی یہ شر کی
بیجا کہین بند ہوکے ای آنکھ
تھی شام سے آرزو سحر کی
گرمی ہی **جلال** کی تپش مین
شوخی کرے کیون نہ گردش دہر
چتون نہ چھپے گی خیر و شر کی
ای درد ترقیان ہون تیری
شرمندہ نہ ہو جیو اثر کی
خط دینے گیا تھا انکو دی جان
لونڈی ہے بلاکشون کے گھر کی
کیا کھنچتی ہی یار کی گلی دور
صورت کسی بیوفا کے در کی
قاصد بھی گیا تو بیخودی کو
تپتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

مگر شمشاد وزیر زادی نے پلٹ کر جو دیکھا ملکہ شگوفہ جادو کے ہچکی لگی ہوئی ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سے اشارہ کیا ملکہ کا غم و ملال اور دو چند ہو گیا برائے خدا ذرا سمجھائیے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اول اپنے دامن سے اشک ملکہ شگوفہ کے پاک کیے فرمایا کیون ملکہ خیر ہے شمشاد بھی ملکہ کی بلائین لینے لگی کہا ملکہ گانا سنیے ملکہ نے کہا ای شمشاد تمکو گانے کی پڑی ہی ہمارے کلیجہ پر چھری پھر رہی ہے لے شہریار خدا کے واسطے اس جلسہ وغیرہ کو آگ لگائیے جلدی تخت پر سوار ہو جیے ہم آپ سب ملکہ یہان سے نکل چلیے ورنہ دم بھر مین قیامت برپا ہوا چاہتی ہی ہوشنگ کا مارا جانا کچھ اچھا نہوا جمشید جادو کے دربار مین ایسے ایسے سردار بلائے روزگار ہزارون ہین یہ خبر مخفی نہ رہیگی وہ بادشاہ طلسم ہی معلوم ہو جائیگا کسی ساحر زبردست کو روانہ کریگا فوراً ہمکو اور آپکو گرفتار کر لیجائیگا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا کہ ملکہ مین تو یہان سے قدم نہ ہٹاؤنگا اب تو شب ہو گئی ہی صبح کو راستہ بتا دینا مین خود یکہ و تنہا دربار جمشید مین جاؤنگا ایک یار صادق محب واثق وہان قید ہی اسکے واسطے دل تڑپ رہا ہی اگر اُسکی تدبیر نہ کرون تمکو کیا امید ہو گی میرے واسطے اُسنے اپنے کو بلا مین پھنسایا اٹھارہ سو ملک کی سلطنت پر لات ماری اُسکا مبتلائے بلا ہونا مجھپر چھریان چل رہی ہین ہڈیان آتش فراق سے جل رہی ہین ملکہ نے پوچھا وہ کون صاحب ہین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی ملکہ مخمور سرخ چشم کا ذکر اسطور سے کیا کہ اہالیان صحبت رونے لگے طرز کلام سے ملکہ شگوفہ کو صاف ثابت ہوا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم پر مدت مدید سے عاشق ہین اُسکا فراق انپر شاق ہی دیدۂ دل اُسکے جمال کا مشتاق ہی بے اختیار سر جھکا کر دل سے کہتی ہی ای شگوفہ یہ کیا ستم ہوا اب قلب ناصبور پر ہجوم رنج و الم ہوا یہ جوان شیر صولت رستم ہیبت

ملکہ مخمور سرخ چشم کے عشق مین مبتلا ہی فی الحقیقت وہ حسن و جمال مین یکتا ہے دیکھیے ہمپر کیا گذرتی ہے یہ جو خیال کیا چشمہ چشم سے قلزم محیط موجزن ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے آنکھون کو دامن سے پاک کیا کہا ملکہ رونا بیکار ہے اس مقدمہ مین تمکو ناحق ہراس ہے ہم لوگ پابند وضع ہین جسسے جو عہد کیا تا عمر یاد رکھینگے تمکو کسی حال مین نہ بھولینگے اُسکا رتبہ اُسکے ساتھ ہے تمنے بھی جان بخشی کی ہے زندگی بھر اس احسان کو نہ فراموش کرینگے اگر حیات مستعار باقی ہے بعد فتح طلسم جمشید تمسے آکر ملینگے بعنایت باغبان قضا و قدر پھر غنچہ آرزو کھلینگے مگر مین کسی طرح رُک نہین سکتا طلسم جمشید مین بخدا ضرور جاؤنگا یا تو تم اسی مقام پر بسر کرو یا نامہ لکھدون میرے لشکر مین چلی جاؤ وہان میرے جد عالی تبار عمرو نامدار سرداران ذیوقار موجود ہین سب تمکو آنکھون پر بٹھائینگے ملکہ تمھارے جانے سے اور بھی فرزندان صاحبقران بھی میری تلاش مین آئینگے ملکہ نے دونون ہاتھون سے منھ پیٹ لیا کہا کیون حضور ہمنے آپکی محبت مین گھر بار تج دیا نانی کو قتل کیا اُسکا انجام یہی ہے کہ آپ تو اتنے بڑے مقام پر جائین ہم اپنی جان بچائین ہمتو آپکو یہان سے نہ جانے دینگے یا ہمکو اپنے ساتھ لشکر مین اپنے لے چلیے وہان ہمکو چھوڑکر پھر آپکو اختیار ہے یا اپنے دست زبردست سے ایک ہاتھ لگا دیجیے اس کشاکش سے چھوٹ جائین قبر مین پاؤن پھیلا کے چین سے سوئین آرام پائین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا واہ ملکہ یہ روسیاہ جا کر بھائی بھتیجون کو منہ دکھاؤن علاوہ مخمور سرخ چشم کے قوت بازو میرے بلکہ عاشق صادق صف شکن صفدر طہماس بن عنقویل دیو ہین اور بھی یقین ہے کہ اسی طلسم مین قید ہون جب دادا جان سنینگے کہ اپنے سردار کو قید کرا کے چلا آیا منھ کو نہ دیکھینگے نظرون سے گرا دینگے اُسی دربار مین ایک میرا ہمچشم ہے جرأت و شوکت مین بے نظیر صاحب سیر و شمشیر سرگروہ بہادران شاہزادہ ایرج نوجوان وہ طعن و تشنیع کریگا دربار مین بیٹھنا مشکل ہوگا مین بخدا طلسم جمشید مین جاؤنگا خدا چاہیگا تو فتح کر کے پلٹونگا جب شاہزادے نے قسم کھائی اور یاد مین ملکہ مخمور سرخ چشم کے یہ غزل زبان پر جاری ہوئی

غزل

راز الفت نہ کرینگے کبھی افشا عاشق
اپنے معشوق کو کرتے نہین رسوا عاشق

اُس گل حسن کو دل دیکے مین پھل پاؤنگا
دیکھتے ہین ثمر نخل تمنا عاشق

عشق جب اپنا جتاتا ہون تو فرماتے ہین
اس زمانہ مین نہین کوئی کسی کا عاشق

سیر منظور ہو گر آپکو جانبازی کی
ابھی سر کاٹ کے دکھلا دین تماشا عاشق

روکے کس ناز سے کہتے ہین جنازہ پہ مرے
اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا عاشق

دل ہے مجھ مست کا دیوانہ چشم ساقی
اس خرابات مین ہے جام پہ مینا عاشق

یاد کاکل مین شب ہجر سحر ہو کیونکر تیرہ روزی پہ مری ہے شب یلدا عاشق
جام سان چور رہا کرتی ہے مستی مین مدام جام ساقی پہ ہے کیا نشۂ صہبا عاشق
حال موسیٰ کا نہین آنکھ سے دیکھا شائد کسلئے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق
جان پا جاتا ہے دو باتون مین ہر دل مردہ اب تکلم پہ ہے اعجاز مسیحا عاشق
تیری بازار محبت کا نرالا ہے چلن مول یا لئے لیتے ہین سر بیچ کے سودا عاشق
ہمسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلائین مزا مالدارون پہ عبث ہے زن دنیا عاشق
طوطی گلشن اعجاز ہے تیرا خط لب ہمتو کیا دیکھین جو ہون خضر و مسیحا عاشق

شبرنگ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ اب کچھ نہ کہو یہ جو زبان سے کہتے ہین وہی کرتے ہین ملکہ نے کہا بھیا واہ تم بھی مجھی سے کہتے ہو للہ شاہزادے کو سمجھاؤ شبرنگ نے کہا ملکہ مین انکے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا سایہ دامن دولت مین پرورش پائی مزاج سے بخوبی آگاہ ہون کیا سمجھاؤن اسوقت شمشاد نے ملکہ کے چٹکی لی اشارے سے کہا ذرا الگ چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہے ملکہ فوراً اٹھکر ساتھ شمشاد کے دوسرے کمرے مین آئی شمشاد نے کہا آپ کیون انسی زبان لڑاتی ہین مین نے تدبیر کر لی ہے نہ گھبرائیے چلکر رقص شروع کرائیے کچھ حیلہ کر کے لوح محفوظ انکے گلے سے اُتروا لیجیے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھیے چپکے چپکے سحر کر کے سردار و عیار دونون کو بیہوش کیجیے تخت پر ڈال کر نکل چلیے جب سرحد طلسم سے نکل جائینگے انکو ہوشیار کیجیے گا آپ کا کیا کرینگے لکڑی کے جور کو کوئی کٹاری سے نہین مارتا چیخین گے غل مچائین گے آخر اپنے لشکر مین چلنا قبول کرینگے ملکہ کو یہ صلاح پسند آئی شمشاد کو گلے لگا لیا کہا کیا معقول بات کہی اب شاہزادی اور وزیرزادی دونون ہنستی ہوئین آکر مسند پر بیٹھین کہا گانیون کو بلاؤ نورالدہر سے کہا اے شہریار جو آپ کہین گے وہی کرین گے کل صبح کو آپ طرف طلسم جمشید کے جائیے گا ہم اسی باغ مین رہینگے جب آپ طلسم فتح کر کے آئیے گا آپ کے ساتھ ہو لین گے مگر لوح محفوظ گلے سے اُتار ڈالیے لائیے رومال مین لپیٹ کر رکھ لین نورالدہر نے فوراً گلے سے اُتار کر ملکہ کو دے دی ملکہ نے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لی چپکے چپکے سحر کیا نورالدہر اور شبرنگ بیہوش ہوئے بس اُسی وقت فوراً چند تخت سحر تیار کیے ایک پر نورالدہر اور شبرنگ کو ڈال لیا باقی تختون پر کنیزون کو سوار کیا جو اسباب لائق اٹھانے کے تھا لے لیا باقی وہین چھوڑا مع بارہ سو جادوگرنیون کے تخت اُڑاتی ہوئی ایک جانب روانہ ہوئی انکو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان لشکر اسلام کے آنا ارکان کوہی برادر فولاد فولاد شکن اور زخمی ہونا ایرج نوجوان کا اور مرکب کا نکال لیجانا زخمداری مین طرف صحرا کے اور پھر قید ہونا ایک ساحرہ کے ہاتھ سے اور آکر رہا کرنا ملکہ پران شمشیر زن کا ایرج نوجوان کو اور جانا ایرج کا بھی طرف طلسم جمشید کے ساقی نامہ

لا جلد پلا کدہر ہے ساقی
جو کچھ ہو شراب باقی ساقی
سونا ترا کیون یہ میکدہ ہے
نہ رند ہین اب نہ جمگھٹا ہے
کیون جام و سبو الگ پڑے ہین
کیون رند ادھر ادھر پڑے ہین
آرائش میکدہ ذرا کر
رکھو شیشہ مین مے تو بھر برابر
آواز دے میفروش آئین
ساغر بھر بھر کے اب پلائین
وہ بادہ پلا خمار ہو اب
یان خون کا آبشار ہو اب
گلشن مین نئی بہار آئے
غنچہ ہر ایک مسکرائے
ابتی بھی ادائین ای صبا کر
خندان ہون گل بھی کھل کھلا کر
آگے ہے وہ داستان رنگین
ہین جسمین شگفتہ تر مضامین
احوال طلسم اب نیا ہے
خامہ مرا جنگ کر رہا ہے
ہے کوئی رہا تو قید کوئی
صیاد کوئی ہے صید کوئی
ہے طبع قمر کو آج جودت
ہے اوج پہ آفتاب شوکت

شہسواران عرصۂ جانبازی و یکہ تازان معرکۂ سرفرازی توسن کلک کو میدان جنگ طلسم مین جولان کرتے ہین بلبل مورخ جو ہین دہر مین باہنر وہ دیتے ہین اس داستان کی خبر جبکہ فولاد فولاد شکن ہاتھ سے ایرج تیغ زن کے واصل جہنم ہوا ہمراہ ملکہ سمن عذار صنوبر قد ایرج نوجوان کا عقد ہوا گوہر مراد حاصل کیا اسکے بطن سے ایک شاہزادہ شیر دل پیدا ہوگا کہ ذکر اُسکا انشاء اللہ تعالے بشرط حیات تورج نامہ مین تحریر ہوگا ارزق قاف ثانی سلیمان براے نور الدہر بن بدیع الزمان متردد ہین کہ نہین معلوم اُس شیر بیشۂ جراءت پر کیا گذری بلا کر خواجہ زادون سے پوچھا عرض کی اے شہریار عنایت سے پروردگار کی خانۂ حیات تو معمور ہے شکل فرخ تو ظاہر ہے صاحبقران اس ذکر مین تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ارکان کوہی بدعوی خون فولاد فولاد شکن اپنے ملک سے لشکر لقا مین آیا ہے اُسنے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ معرکہ آراے نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان طبل سکندر پر چوب پڑی سرداران نامی پہلوانان گرامی و غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کو معلوم ہوا کہ کل لشکر لقا سے جنگ ہے لشکر ظفر اثر مین تیاری ہونے لگی چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی خسرو خاور بصد کر و فر با فوج و حشم ضیاے شعشع لیکر تخت فلک نیلی پر جلوہ افروز ہوا لشکر جانبین کے میدان کارزار مین آکر ٹھہرے بعد صفوف آرائی ارکان کوہی قریب تخت لقا حاضر ہوا عرض کی یا خداوند شعلۂ قتل برادر کلیجہ مین بھڑک رہا ہے

فولاد فولاد شکن وہ پہلوان تھا کہ جسکے نہیب شمشیر سے سرداران زبردست تھراتے تھے اگر صحرا مین جاکر نعرہ کرتا تھا شیر دم غش آتے تھے نہین معلوم کیا افتاد پڑی وہ اسطرح قتل ہو گیا یا تو کسی مجمع مین پھنسا ہوگا یا مسلمانون نے ازروی بلوہ مارا ہوگا بختیارک نے کہا اے ارکان ہمکو بھی یقین ہی کہ رکن اعظم کوہستان گزر گیا مگر مسلمانون کا دستور نہین ہی کہ ایک سے دو ملکر مقابلہ کرین وہ تو اپنے خویش کے ہاتھ سے مارے گئے بموجب مثل کردنی خویش آمدنی پیش ارکان تو سارا حال سن چکا ہے کہا اے ملک جی ان باتون سے کیا فائدہ ہی میرے بھائی کے قاتل کا نام بتا دیجیے پھر تماشہ دیکھیے آج میدان مین اسکو قتل کرون پھر یکہ و تنہا لشکر مین مسلمانون کے گھس جاؤنگا اس گیسو بریدہ کی چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لاؤنگا بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہی سمجھانا ہمارا کام ہی انکا ایرج نوجوان نام ہی اور شوم دست لقب ہے اپنے چھوٹے سے مقابلہ کرنا کیا ضرور ہی وہ پرورش کردہ ہمارے شہنشاہ اوج دماہ فلک خنجر گذاری کا ہی ارکان نے کہا اب مجھکو آپ نہ ڈرائیے مین اس جوان کو ضرور قتل کرونگا یہ بھی سن چکا ہون کہ قدرت کا نواسا ہی مگر ملک جی تیغ خونخوار اسکے خون کا پیاسا ہی بختیارک نے سر جھکایا چپکے سے کہا انکی قضا آ چکی موت سر پر کھیل رہی ہے لقا نے کہا اے پہلوان دوران مجھکو اپنے مد قدرت کے سپرد کیا ارکان تو ہی گینڈے کو اڑا کر چلا بختیارک کہ رہا ہی یا خداوند یہ ابھی لقمہ شمشیر آبدار ایرج شیر دل ہوگا نخل بغض و حسد سے ثمر اسکو نہ حاصل ہوگا اور جو سردار قریب کھڑے تھے صاحبان عقل و فطرت انھون نے کہا صاحبو مقام عبرت ہی مثل فولاد فولاد شکن یہ بھی بہت غرور کرتا ہی سنگ عدالت چشم زدن مین ایسے صاحبان نخوت کا سر چور کرتا ہی فولاد بھی اسی غرور مین مارا گیا یارو دنیا مقام عبرت ہی محل راحت نہین ہے کیسے کیسے صاحبان شوکت خاک مین مل گئے سکندر و دارا و کیقباد کیا ہوئی نظم

عجب نادان ہین جنکو ہی عجب تاج سلطانی
فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہی مگس رانی
نہین معلوم انسنے خاک مین کیا کیا ملا دیکھا
کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی
ہماری آہ دل تیرا نہ نرمائے تو یا قسمت
دگر نہ دیکھ آئینہ کو پتھر ہو گئے پانی
تری زلفون سے اپنی رو سیاہی کہ نہین سکتا
کہ ہے جمعیت خاطر مجھے انکی پریشانی
زمانے مین نہین کھلتا ہی کار بستہ حیران ہون
گرہ غنچہ کی کھولے ہی صبا کیونکر بآسانی
جنون کے ہاتھ سے سر تا قدم کاہیدہ رہتا ہون
کہ اعضا دیدہ زنجیر کی کرتے ہین مژگانی
نہ رکھا جگ مین رسم دوستی اندوہ روزی نے
مگر زانو سے اب تک ہی رہا ہے ربط پیشانی
خدا کے واسطے باز آ تو اب ملنے سے خوبان کے
نہین ہے انسے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

ہر شخص کو غرور ارکان کا ناگوار ہوا مگر ارکان گینڈے کو چمکا کے میدان مین آیا فنون سپہ گری دکھلا کر آواز دی کہان ہی قاتل میرے بھائی فولاد فولاد شکن کا یہ کلمہ زبان سے ارکان کے ہنوز ناتمام تھا کہ ایرج

نے بجلی

نوجوان نے صف سے مرکب نکالا قریب تخت شہنشاہی آکر اجازت خواہ ہوا جام کلاہ عفریت مرحمت ہوا ایرج نوجوان نے جام شربت جرأت نوش فرماکر پشت مرکب کرہ بن اشقر پر سوار ہوا گھوڑا طرارہ بھرکر چلا کوہ سرین کوہ کفل تھوتھنی غنچہ گل سنبل بیجان کاکل دور رو خوبیان سو سو

نظم

زیر ران ہے جو ترے رخش فلک سیر شہا — ہے وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل
شکل کیا اسکی بتاؤن کہ ہے جیسے شوخی ہم — دائرے بیچ مقدر کے نہین پڑتی کل
اسکی سرچوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے — زلف معشوق کے دیکھے سے نکلجائے بل
زرمہ و گام سے ماہر ہے کچھ اسکی رفتار — ہے چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چھل بل
جست و خیز اسکی بیان کیجیے گر پیش حکیم — اعتقادات حکیمانہ مین آجائے خلل
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ — نسبت اسکی فرس ایسا کہ جسے کہیے اجل

ارکان کوہی نے جو اس شہسوار عالی وقار کو بصد صولت و شوکت آتے ہوے دیکھا آتش شعلہ خسار سے جل گیا غصہ مین قلب سے دھوان نکلا اس خیال سے کہ اسنے میرے بھائی کو مارا بھیجی کو نکال لے گیا اس ظالم کے سبب سے بدنام ہوے نگاور کا بھی قصد نہ کیا بڑھ کر نیزہ مارا ایرج نوجوان نے جو خلاف قاعدہ دیکھا نعرہ شیرانہ کرکے نیزے کو توڑ ڈالا اسنے غصہ مین ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا کرہ بن اشقر کو بڑھایا منظور یہ ہے کہ زیر بغل جاکر تلوار چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لون مگر اتفاق قضا و قدر گھوڑے نے سکندری کھائی سپر سر سے ہٹی جھڑپ مین خود سر سے گرا تیغہ ارکان کوہی کا چل گیا سر پر شاہزادے کے زخم کاری آیا غصہ مین گھوڑے کو سنبھالا تیغہ دو دمہ سکندری کو کھینچا زخم سر بائین ہاتھ سے تھامنا لپیٹ کے ہاتھ مارا ارکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مثل برق کے تیغہ گرا سپر کے دو ٹکڑے دیکھنے والون نے دیکھا یا تو برق شمشیر قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ پہونچی زمین سے گرد اڑی ارکان کوہی مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے اسکی فوج نے گریبان چاک کیے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے بختیارک نے بھی منع کیا کہ یارو کیون روتے ہو جنگ مغلوبہ کا سامان نہ کرو آقا تمہارا ایک تھا اب دو ہوگئے مگر انھون نے نہ مانا ایرج نوجوان کو دو لاکھ کوہیون نے گھیر لیا ادھر صاحبقران و سرداران ایرج نوجوان نعرے کرکے آگرے مگر زخم ایرج کا کاری تھا ضبط نہو سکا غش آنے لگا مغلوبہ مین لڑتے لڑتے تلوار نیام مین کی ہاتھ گردن مرکب مین حمائل کیے گھوڑے نے مالک کو سست پایا میدان جنگ سے لے نکلا بختیارک نے طبل امان بجوادیا صاحبقران جب پلٹکر قریب بارگاہ پہونچے جوانمرد عمرو نے بڑھکر عرض کی اے شہریار ایرج کو زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا صاحبقران کو نہایت کا ملال ہوا شتر سوار سانڈنی سوار برائے تلاش روانہ کیے مگر شاپور شیردل بدحواس ہوکر اپنے آقا کی تلاش مین چلا

مگر مرکب ایرج نوجوان کو عالم غش مین لیے ہوئے ایک صحرا مین پہونچا مرکب نے جھیل پر پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ ماہ اوج صاحبقرانی زین سے بروے زمین گرا مرکب بفرط محبت گرد پھر رہا ہے کبھی زبان سے زخم چاٹتا ہے کہ آقا میرا اُٹھے مگر یہ بیہوش و بدہوش ہین قضائے کار افلاک کوہی واسطے شکار کے صحرا مین آیا اُسکی ملازمون نے دور سے دیکھا کہ ایک ماہ تابان دریاے خون مین نہایا ہوا زمین پر پڑا ہے افلاک کوہی سے کہا وہ نگیند بڑھا کر زیر نخل آیا دیکھا کہ قبضہ ہاتھ مین سر زخمی مگر لاکھون روپے کا جواہر ذات پر آراستہ و پیراستہ افلاک کوہی کو نہایت ناگوار ہوا کہا یہ جوان کوئی تاجر ہے قزاقون نے قصد لوٹنے کا کیا مگر یہ جوان خوب لڑا اسکو اٹھا کر لیچلو جب اسکو ہوش آئیگا پتہ نشان پوچھ کر قزاقون کو گرفتار کرونگا شہزادے کو اُٹھوایا مرکب کو ساتھ لے لیا اپنے قلعہ افلاکیہ مین آیا ایک مکان عمدہ نہایت معقول فرش و شیشہ آلات سے آراستہ اسمین لاکر ایرج کو چھپر کھٹ مین لٹایا جراح بلایا زخم دھو کر اکر پٹیان مرہم کی چڑھا دین بعد دو پہر کے شاہزادے کو ہوش آیا سرہانے اپنے ایک پہلوان کو پایا پوچھا یہ کون مقام ہے افلاک کوہی نے کہا اے جوان تیرا مرکب بھی موجود ہے سلاح بھی حاضر ہے مین نے جنگل مین آپ کو زخمی پایا قلعہ مین اُٹھا لایا کہان تلوار چلی کس کے ہاتھ سے زخم کھایا راہ مین قزاقون نے گھیر لیا تھا ایرج نوجوان سے ضبط نہو سکا کہا قزاقون کی کیا لیاقت تھی کہ جو ہمسے آنکھ ملاتے مگر ارکان کوہی بھائی فولاد فولاد شکن کا لقا کی مدد کو آیا تھا مقابلہ پڑا اُسنے ہاتھ مارا مین زخمی ہوا اُسکی قضا تھی میرے ہاتھ سے مارا گیا نہ خمداری مین گھوڑا اسطرف نکال لایا افلاک کوہی کو سناٹا آگیا یہ کوہی سب آپسمین ایک ہین یہ بھی ارکان کوہی و فولاد فولاد شکن و سلیمان عنبرین موے کوہی کا عزیز دار ہے حیران ہے کہ اب مین کیا کرون اگر گرفتار کرون تو جرأت مین فرق آتا ہے اگر رہنے دون تو باعث بدنامی اہل برادری کے خلاف ہوگا مگر چونکہ بہادر ہے خیال مین آیا کہ جریحی ساتھ برائی کرنا ایسے وقت مین سراسر خلاف ہے مگر جب صحت پا جائیگا اپنے لشکر کو چلا جائیگا لشکر مین حمزہ کے مجمع بہادران ہے اُس بیشۂ شیران مین ما بدولت کا بھی ذکر آئیگا یہ سوچکر کچھ نہ کہا جواب دیا کہ اے شہریار لڑائی مین یہی ہوتا ہے چند خدمتگار خدمت شاہزادے کیلئے چھوڑے آپ دربار مین آکر بیٹھا رفقا سے کہہ رہا ہے یارو تم سمجھے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران قاتل فولاد فولاد شکن و ارکان کوہی یہی شیر ہے ایرج نوجوان نام اسکا دلیر ہے بھائیو مین اسکی دل و جان سے خاطر کرونگا بلکہ اگر امتحان پر راضی ہوگا تیغہ و غیرہ مین امتحان کرکے خداوند لقا کو سجدہ کراؤنگا اور قصد یہ ہے کہ اسکو مطیع کرکے بادشاہ ترک خود سپہ سالار بنون سب جواب دیتے ہین حضور بہت مناسب ہے اسصورت مین آپ کا بڑا نام ہوگا یہ باتین کر رہا تھا کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی جلد تخلیہ کیجیے ملکہ شوخ چشم جادو تشریف لاتی ہین افلاک کوہی گھبرایا جلد تخلیہ کیا شوخ چشم جادو کو بلایا عرصہ سے ملکہ شوخ چشم جادو نے اور افلاک کوہی نے آشنائی ہے ہمیشہ آتی جاتی ہے

آکر پہلو مین افلاک کوہی کے بیٹھی باتین ہونے لگین دو دو جام شراب کے پیئے مگر افلاک کوہی کو جرأت پر ایرج کی ایک محبت ہوگئی تھی دل سے کہتا ہے کہ اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا مفصل اپنا حال بتا دیا ایسے شیر کسکو ملتے ہین لہذا تھوڑی دیر پہلو مین شوخ چشم کے بیٹھا ہی یہ کہکر چلا جاتا ہی ملکہ مین آتا ہون وہان جاکر ایرج کے زخم وغیرہ کو دیکھکر پھر چلا آتا ہی شوخ چشم نے پوچھا اے افلاک آج تو متوحش کیون ہے بدحواس جاتا ہی پھرتا ہی افلاک نے کہا اے جان جہان کیا کہون عجب طرح کے تردد مین ہون نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان زخمی ہوکر میرے حوالی مین آیا مین اُسکو سوداگر جان کر اُٹھا لایا زخم وزمی کی قصر عالی مین جگہ دی جب وہ ہوشیار ہوا مین نے نام پوچھا ایسا بہادر ہی کہ اُس نے صاف نام اپنا بتلا دیا کئی بھائی میرے اسکے ہاتھ سے قتل ہوے ہین اب اگر اُسکو آزار پہونچاتا ہون تو زمرۂ مردان عالم سے نکلا جاتا ہون اگر زیادہ خدمت کرون سلیمان عنبرین موے کوہی کو خبر پہونچے وہ برادری مین حقہ پانی بند کرا دے اب مین نے یہ سوچا جب صحت پائیگا کچھ لوگ ساتھ کرکے اُسکے لشکر مین پہونچوا دونگا یہ سنکر شوخ چشم کو غصہ آیا کانپنے لگی کہا او ظالم دشمن خداوند لقا کو تو نے اپنے گھر مین جگہ دی ہے علاوہ اسکے افراسیاب کا دشمن ہی واسطے ساحرون کے رہزن ہی طلسم آئینہ اسی ظالم نے درہم وبرہم کیا جس روز اسنے طلسم آئینہ فتح کرکے ملکہ آئینہ جادو کو مارا ہی طلسم آئینہ کی قلعی کھل گئی ہر ساحرہ کو حیرت تھی یہ جوان فخر سکندر و دارا ہی بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہی اُسی دن سے تباہ ہون خاص سکونت میری طلسم آئینہ مین تھی جلد اسکی مشکین باندھ کر میرے سامنے لا مین خدمت مین شہنشاہ ہوش ربا کی روانہ کرون از سر نو کسی ملک مین جاکر آباد ہون سلطنت ملے پریشانی دفع ہو یہ سنکر افلاک کوہی گھبرا گیا اور کہا اے ملکۂ عالم ایسا کلمہ زبان سے نہ کہو اے شوخ چشم مجھے اُسکی صاف گوئی پر محبت ہو گئی ہے بےدیکھے اُسکے چین نہین پڑتا جوان خوشرو صاف گو صاحب سطوت وصولت اُسکے آنے سے میرا گھر روشن ہوگیا کچھ اُسکے زخم بہ اندمال پہونچے ہین دو چار دن مین اُسکا امتحان کرونگا وہ بڑا منصف مزاج ہی اگر زیر ہوگا تو ضرور خداوند لقا کو سجدہ کریگا اور اگر مجھپر غالب آیا تو مین بھی بہت اُسکی اطاعت کرونگا غلام حلقہ بگوش بنونگا شوخ چشم نے کہا کمبخت تیری قضا آئی بس اسی مین بہتری ہے کہ اُٹھ اور مشکین باندھ کر میرے سامنے لا اور جو تامل کیا تو قسم ہے سامری کی قیامت برپا کرونگی میرے روبرو کہتا ہی کہ مسلمان کی اطاعت کرونگا افلاک کوہی نے کہا اے شوخ چشم جہان اُسکا پسینہ گریگا مین اپنا خون گراؤنگا مین اپنے گھر مین اُسکی ذلت نہ گوارا کرونگا بڑا خداوند لقا کا پاس ہے جاؤ [illegible] جاکے لڑو بڑے بڑے جادوگر میان افراسیاب کے یہان سے آئے پشم کندہ ہوئی کُتّے کی موت مارے گئے شوخ چشم غصہ مین آکر اُٹھنے لگی افلاک نے کہا کیون کہان چلین شوخ چشم نے کہا مردوے تو تو دیوانہ ہوا ہی سودائی ہی بیہودہ بکتا ہی مین تجھے ہمیشہ بیوقوف جانتی رہی تیری باتکا

کیا اعتبار ہی مین جلکے ابھی اُسکی مشکین باندھے لاتی ہون تو اس بات مین دخل نہ دے اگر وہ تجھ سے فریاد کرے کہنا تم نے طلسم آئینہ مین انکے عزیزون کو مارا یہ تمکو پکڑے لیے جاتی ہی مین کیا کرون افلاک نے کہا کہ ملکہ پہلے مجھکو قتل کرے تب یہان جانا خبردار میرے مہمان کو ہاتھ نہ لگانا شوخ چشم اُٹھی افلاک تو قریب بیٹھا تھا نیمچہ کھینچکر ہاتھ مارا شوخ چشم کے سر پر پڑا سر زخمی ہوا اگر سحر کرکے حسبت نہ کرے تو دو ہی پرکالے ہوتے شوخ چشم غضبناک ہو کے الگ جا کھڑی ہی اُٹھنے لگتے آواز دی ارے موئے مونڈی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹون تجھکو اندھیری گور مین سلاؤن مار ہی ڈالا ہوتا افلاک تلوار ٹیک کے اُٹھنے لگا شوخ چشم نے چار دانے ماش کے مارے افلاک لڑکھڑا کر گرا ہاتھ پاؤن بیکار ہوے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا افلاک کو بیکار رکھکے اب وہان سے نکلی یہان ایرج نوجوان جس قصر مین ہین افلاک انہین رفقا کو بڑے خدمت ایرج نوجوان چھوڑ گیا ہے وہ گرد ایرج کے بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین ایرج لڑائی فولاد فولاد شکن کے ذکر کر رہا ہی یکایک ہلڑ اُٹھا سامنے سے دیکھا ایک جادوگرنی سحر کرتی ہوئی آتی ہی کئی ہزار کو جابجا گرا دیا ایرج نے چاہا آگے بڑھون شوخ چشم نے چند دانے ماش کے کچھ پڑھکے پھینکدیے ایرج بھی گرے اور رفیقان افلاک بیکار ہوے اب تو شوخ چشم نے ہنگامہ ڈال دیا صدہا کو سحر سے جلا دیا سب نے فریاد بلند کی ملکہ ہماری کیا خطا ہی امان مانگی اس نے مہلت دی آنکھ ملا کر ایرج و افلاک کو مع چار سو رفقا مسلسل و مطوق کیا آپ لباس مرصع پہنکر تخت پر بیٹھی ارکین سلطنت لرزان و ترسان خدمت مین شوخ چشم کے حاضر ہوے شوخ چشم نے ایرج و افلاک کو سامنے بلوایا افلاک سے کہا میری تیرے مدت کی ملاقات و محبت ہی اس جوان سے ہاتھ اُٹھا تجھکو رہا کرون تیری سلطنت تجھکو دون اسکو بھی قتل کرون افلاک نے کہا او قحبہ مین نے دل و جان سے اُسکی اطاعت کی پہلے مجھکو قتل کرین اس شیر دل کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑونگا اس بہادر کی محبت سے منھ نہ موڑونگا شوخ چشم نے انکو قید خانہ مین بھیجا اپنی جادوگرنیون کو بلوایا ہزار بارہ سو جادوگرنیان آکر گرد شوخ چشم کے جمع ہوئین اُنسے اسنے صلاح کی کہ مین ایرج کو قتل کرون اور سر اُسکا لیکر خدمت مین افراسیاب جادو کے جاؤن سب نے کہا حضور آپ کو قتل کرنا ایسے جوان کا مناسب نہین ہی کوکب روشن ضمیر مسلمانون کا طرفدار ہی اور یہ جوان ایک مرتبہ طلسم نور افشان مین گیا تھا شاہزادہ جہانگیر سے لڑا تھا ایسا نہو کہ کوکب کو خبر ہو جاے آپکا ستارہ گردش مین آے کس برج مین مخفی ہو جیئے گا بہتر یہ ہی کہ اس حال کی ایک عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کیجیے اسمین یہی مضمون ہو کہ کسی ساحر زبردست کو یہان بھیجدیجیے اپنے دشمن کو لیجیے وہ جیسا مناسب جانینگے کرینگے خواہ قتل کرین خواہ بخشین یہ صلاح شوخ چشم کو بہت پسند آئی فوراً عرضی اسی مضمون کی لکھی کہا کوئی ہی عرضی کو لے خدمت مین

افراسیاب کے پہونچائے شعلہ جادو نام اس کی کنیز بھڑک کر اُٹھی عرضی لیکر روانہ ہوئی

دو کلمہ داستان گرفتار دام گیسو شہید خنجر ابرو اسیر زندان محن یعنے ملکہ بران شمشیر زن بیان ہوتے ہین

ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عرصۂ دراز سے ایرج نوجوان پر عاشق ہی بران کو ہمیشہ ہی خیال قلب پر ہجوم غم و ملال عملداری مین ملکہ بران شمشیر زن کی ایک مقام ہی ہزار درہ اسکا نام ہی برائے انتظام وہان آئین برج جہان نما پہ جلوہ فرما ہوئین سامنے صحرا ہائے سبزہ زار نواح دلکشا صحراے پر فضا طائران زمزمہ سرا کا جابجا ہجوم چہکارنے کی بلبل خوشنوا کی دھوم گل خودرو سے جنگل نمونہ گلشن لالہ کے جابجا چراغ روشن نرگس حسرت سے نگران سنبل ہین زلف محبوب کا سمان شمشاد قد معشوق کی کیفیت دکھاتا ہے جوش بہار سے اکڑا جاتا ہی **قطعہ**

تخمون مین قوتِ نشو و نمائی کیا تاثیر
کہ نکلا خال کے دانہ سے سبزۂ خط یار
چمن مین دیدۂ گل نادمیدہ کرتی ہی
مزے اُڑاتی ہی کیا چشم دوربین ہزار
ہزار شکر کہ پھولون سے آشیانہ چھایا
بہت دنون مین بر آئی مراد بلبل زار
بہار نے یہ عنادل سے زور گرمی کی
نہا دیا ہی گلون کو لباس آتش کا
یہ فیض باد بہار اندنون ہی عالم مین
درخت آگ کا پیدا ہو گر پڑے جو شرار
بنے وہ فرطِ رطوبت سے موج نہر چمن
زمین باغ پہ رکھدو جو برہنہ تلوار
عجب نہین ہے کہ دکھلانے کو بہار چمن
نسیم سبزۂ خوابیدہ کو کرے بیدار
چٹک کے غنچہ اگر مثل طفل نالان ہو
تو نکلے مہر کی پستان سے شیر صبح بہار
بہار گلشنِ عالم ہے اسقدر دلکش
برنگ شبنم تر ہر ستارہ ہی سیار
کرن کے تار یہ یون آفتاب اگر آئے
کمند جیسے ہے ہر عنکبوت کے لیے تار
بنے ہین پھول کرن پھول پتے برگ درخت
نہال قامت خوبان ہو صورت اشجار
پڑے جو رنگ گل تر کا عکس دریا مین
صدف مین دانۂ مرجان بنے دُرِ شہوار

ملکہ بران شمشیر زن نے جو گنبد جہان نما سے یہ جوش بہار صحرائے سبزہ زار کا دیکھا آنکھون کے نیچے گل رخسار یار پھر گئے قد کی یاد مین صنوبر و شمشاد نظر سے گر گئے نرگسی آنکھون مین آنسو بھر آئے اب دل بیقرار کو قرار کہان آخر گھبرا کر ایک گوشہ مین آئی یاد مین ایرج نوجوان کی رونے لگی اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے **نظم**

اک دل ہمارا وہ بھی کھو گیا ہی

سونا پہلو بھی ہو گیا ہے
تڑپا کرین حال زار کب تک
بے صبر ہے جان عاشق زار
تک جان کو کھوئیے کہانتک
وابستۂ کار بیخودی ہون
بے حس یون ہون لباس تن مین
ناکامی سے وسوسہ پڑا ہے
اقبال نے جب سے منھ کو پھیرا
بتلا تو کہین کہان ہون ای شوق

رغبت کسی چیز پہ نہین ہے
ہے خواہش دید یار کب تک
آخر کچھ اسکی انتہا بھی
دو آنکھون سے روئیے کہانتک
مطلب نہین دہر مین کسی سے
مردہ جس طرح سے کفن مین
اس راہ ستم سے نابلد ہون
ادبار نے سب طرف سے گھیرا

کچھ اپنی مجھے خبر نہین ہے
اب ضبط فراق کا ہے دشوار
اس درد کی ہے کہین دوا بھی
گمنام دیار بیخودی ہون
دھو بیٹھی ہون ہاتھ زندگی سے
بدنامی سے سابقہ پڑا ہے
ایذا کش جور بخت بد ہون
پس ماندہ کاروان ہون ای شوق

آخر بیقراری نے اسپر قرار کیا کہ اے بران شمشیر زن کسی طرح سے ایک نظر اس جوان صف شکن کو دیکھ آئین یون دل بہلائین اور کوئی علاج اس سے بہتر بیماری ہجر کا نہین ہے

بند مسدس

ہے وہ سرسام مجھے کوئی دوا راس نہین
میرے جینے سے زمانہ مین کسی یاس نہین
سب سے نفرت ہے کوئی آس نہین پاس نہین
کھلنے بنتے ہین لیکن تری بو باس نہین
طاقت اٹھنے کی نہین بھوک نہین پیاس نہین
کیا تعجب ہے کہ تجکو بھی مرا پاس نہین

از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو
داغ عشق تو بدل دارم و میدانی تو

دمبدم شعلۂ عشق بھڑک رہا ہے دریاے محبت کی طغیانی ہے کشتی حیات طوفانی ہے بناہ پانی مشکل جوش پریشانی دل اسی جوش وخروش محبت مین آخر تاب نہ آئی اپنے مقام سے ساتھ والیون سے یہ کہکر اٹھی تم لوگ یہین ٹھہرو مین طرف قصر جمشیدی کے جاتی ہون ساتھ والیون کو اسی مقام پر چھوڑا مصاحبون کی محبت سے منھ موڑا اشیاے سحر ذات پر آراستہ کیے ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی کوے محبوب کا قصد کیا مگر خوف سے کوکب روشن ضمیر کے دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے دل سے کہتی ہے او خانہ خراب کہان لیے جاتا ہے ایسا نہو جان کھونا زندگی سے ہاتھ دھونا ہو کہین کوکب روشن ضمیر اس واقعہ مین ندیکھ لے تو ساری قلعی کھلجاے اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھا ہے موت کا مزا ابتداے عشق سے چکھا ہے مگر اس کو ہر قدم جرأت کی جان پر نہ بنجاے وہ قتال محبوب مطلوب کا نہ دشمن ہو جائے نہ ارادے پر ملاقات کے دل کو تسکین ہوتی ہے بیتابی دل ہوش کھوتی ہے آخر آتے آتے ایک کوہ فلک شکوہ پر ٹھہری چہار جانب سر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگی یہی خیال ہے سرحد کوہ عقیق مین

ہو

چلو ملاقات کرکے چشم زدن مین چلے آئین گے جب باپ کا خیال آتا ہی پھر رک جاتی ہی اسی پہاڑ پر سختی عشق کاٹ رہی ہی سنگ صبر دل پر رکھتی ہی مگر ہوش و حواس گم قضاے کار جس جادوگرنی کو شوخ چشم نے نامہ دیکر بخدمت **افراسیاب** روانہ کیا تھا اُسکو پروردگار نے ایسے مقام پر پہونچایا یعنے **شعلہ جادو** گرمی صحرا کی اُٹھائے ہوے بدحواس دیکھتی چلی آتی ہی کہ کہین پانی ملے تو ہونٹھون کو تر کرون کسی سایہ مین دم بھر ٹھہرون اس پہاڑ پر جو نگاہ ٹھہری چشمۂ آب صاف و شفاف نظر آیا پانی کی چاہ مین دل لہرایا چشمے پر اُتری پانی پیا ٹہلنے لگی ملکہ بران ختیم **شمشیرزن** کی اُس جادوگرنی پر نگاہ پڑی خود قریب آئی شعلہ نے جو ملکہ بران کو دیکھا دلمین تو جلی مگر واسطے تسلیم کے جھکی ملکہ نے پوچھا ارے تیرا نام کیا ہے کہان سے آتی ہی اس صحرا مین کیا ضرورت ہی شعلہ تھرانے لگی گھبرا کر جواب دیا حضور کہین نہین ملکہ نے کہا اس صحرا مین بیوجہ آنا کہین نہین کیسا صاف صاف بیان کر ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ رخ تیرا طرف طلسم ہوش ربا کے ہی اسنے پھر گھبرا کر کہا مین تو حضور ہوش ربا کو نہین جاتی **افراسیاب** کی رعایا نہین ہون اب تو ملکہ **بران** کو کامل شک ہوا غصہ مین کہا یہ کیا بیہودہ باتین بناتی ہی صاف صاف نہین بتاتی دیکھون تیری جھولی مین کیا ہی کیا کسی کی تو نامہ دار ہی اسقدر کیون بیقرار ہی یہ کہکر جھولی چھین لی اب جو اُسکو کھولا نامہ سربمہر **شوخ چشم جادو** کا نکلا لفافہ پر یہ بھی لکھا ہی نامہ ازدر طلسم ہوشربا بخدمت **افراسیاب** پہونچے جب تو ملکہ **بران** نے کہا کیون او شوخ دیدہ ہمنے تجھ سے ہر چند پوچھا کیون یہ راز چھپایا **شعلہ** تو تھرانے لگی ملکہ **بران** نے لفافہ چاک کرکے ملاحظہ کیا مضمون پڑھا قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا ہر الف اُس نام کا تیر جان ستان ہر دائرہ خنجر بران ایک ایک سطر شمشیر خون ریز ہر ایک مدسنان نیزہ ستیز حال گرفتاری **ایرج** مرقوم ہی غصہ مین آکر چٹکی خاک کی اُٹھائی جسم پر شعلہ کے ڈالدی وہ تو ملعونہ جلکر خاک ہوگئی اب کیونکر دل کو تاب آئے گرفتاری محبوب کا حال دیکھا حیلہ بھی ہاتھ آیا اگر شائد والد نامدار آئینہ مین دیکھ بھی لین تو جاے کلام ہی کہ آپکے طرفدار کی فرزند کو چھڑانیکے لیے گئی تھی فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر مثل باد صرصر بقصد گرد فر طرف قلعہ افلاک کے چلی یہان **شوخ چشم جادو** نے جو دیکھا کئی دن گذرے شعلہ پلٹ کر نہ آئی مصاحبون نے یہ صلاح بتائی کہ حضور دشمن کو قتل کیجیے ساحرون کے خون کا بدلہ لیجیے جب **ایرج** قتل ہو جائیگا **افلاک** کو بھی مدت کا آشنا ہی اُسی طرح خدمتگذاری کریگا ملکہ اُسکا زندہ رہنا باعث خرابی ہی یہ راے اُسکو پسند آئی تخت پر سوار ہوئی بارہ سو جادوگرنیان بارہ ہزار کوہی بیرون قلعہ آکر میدان خونی آراستہ کرنے لگے حکم دیا آہنگار رکھوا کر **ایرج نوجوان و افلاک** کو بھی کو مع سرداران **افلاک** اراب پر سوار کرکے سامنے **شوخ چشم** کے لائے کنیز کو **شوخ چشم** نے حکم دیا کہ جا کر **افلاک** کو سمجھاؤ کہ مین تیرے حمایتی کو قتل کرتی ہون تو اسکی محبت سے توبہ کر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر **افلاک** کو بھی نے جوش محبت **ایرج** مین **شوخ چشم** کو گالیان دین اور کہا او ملعونہ مین تو لات و منات پر بھی لعنت کر چکا

اس شہریار کا غلام حلقہ بگوش ہوں جو تجھ سے ہو سکے تصور نہ کر کنیزوں نے کہا حضور اس سے کلام نہ کیجیے یہ نوجوان تسخیر چشم ہی نہیں معلوم آپکے آشنا کو کیا کر دیا اُسی کی محبت کا دم بھرتا ہے مرنے سے نہیں ڈرتا ہے جب وہ قتل ہو جائیگا تب افلاک کو بھی اُسکے سحر سے نجات پائیگا پھر وہی یار موافق معشوق و عاشق ملکر ایک مقام پر چین کرینگے یہ سنکر شوخ چشم نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کو کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا **شعر** نطع بہ افگند و بر دریگ ریخت ٭ دیو زد دیو انگیش میگریخت ٭ تلوار کھینچکر سر پہ شاہزادے کے آیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچکر آواز دی اے ملکۂ عالم حکم اول ہی سمجھ بوجھ کر دیجیے گا **صاحبقران اعظم** کا پوتا قتل ہوتا ہے ہزاروں اسکے خون کے دعویدار ہیں اس بزرگ بیٹے نامدار ہیں شوخ چشم نے کہا بھڑوے مجکو ڈراتا ہے جلد قتل کر جلاد قریب ایرج کے آیا شانہ پکڑ کر ہلایا کہا اے نوجوان وقت مرگ ہے جو ہوس ہو بیان کر ایرج نے کچھ جواب نہ دیا مگر آنکھوں میں آنسو بھر آئے صورت ملک الموت کی نظر آنے لگی یاد ملکہ مہران شمشیر زن میں طبیعت گھبرانے لگی دل سے کہا اے برج آفتاب عمر کو زوال ہوا بر وقت مرگ اس ماہ اوج حسن و جمال کو نہ دیکھا قبر سے بہشت نہ ملیگی سوزش قلب کفن کو جلا دیگی قبر پہ گل نرگس اُگے گا اس شہسوار حسن کا تربت پر غریبوں کی کاہے کو آنا ہوگا عدم میں آنکھیں ڈھونڈھینگی اُس لالہ زار کی جدائی کا داغ دل پہ چلے ادھر معشوقہ کی یاد قریب سر کے تلوار کھینچے ہوئے جلاد آفتاب لب بام چراغ سحری کی سی کیفیت ہے اسی بیقراری میں دافع البلیات یاد آیا طرف پروردگار کے رجوع کیا اے مالک بے نیاز و اے رب کارساز ارحم الراحمین مالک یوم الدین

نظم

خداوندا شبم را روز گردان
چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت سید
درین شب روسپیدم کن چو خورشید

ہنوز دعاے ایرج نوجوان تمام نہوئی تھی کہ دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا لکہ ابر آسمان پر نمایاں ہوا برق چمک چمک کر گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑ گئے شوخ چشم گھبرائی آسمان کی جانب دیکھنے لگی یکایک گرد بھی اُڑتی

نظم

از دامن دشت و کوہ او رنگ
گردے برخاست توتیا رنگ
از دامن دشت آن غبارے
رخسارہ نمود شہریارے

شوخ چشم نے دیکھا کہ مرکب باد رفتار پر بصد کر و فر بفر [illegible]دونی و بجلالت رستمی شاہزادہ جمشید بن کوکب سوار تیغ کھینچا ہوا ہاتھ میں سحر بات بات میں جب نیمچہ ہلا دیا برق چمک کر گری کئی سو کے سر اڑ گئے کوئی جل گیا کوئی دو ہو کر گرا جمشید بن کوکب نے دہنہ سے نعرہ کیا او ملعونہ اب تو نے یہ لیاقت پیدا کی شیر بیشہ صاحبقرانی پر ہاتھ ڈالا اور آتے آتے اشارہ کیا شعلہ سے پنجے پیدا ہوئے ایرج نوجوان کو قید کر اُن تسموں نے توڑ کر پھینک دیا ایک پنجہ گرد پھرا جیسے شمع لگن گرد پروانہ پھرتا ہو اُس پنجہ سے قطرے پانی کے ٹپکے سحر قبلہ شوخ چشم جادو کا دفع ہوا ایرج نوجوان بھی غضبناک ہو کر آگے بڑھا ایک سوار نے نیزہ مارا ایرج نوجوان نے نیزہ چھین کر پھینک دیا ٹانگ پکڑ کر مرکب سے کھینچ لیا جب یہ گرا

اسی مرکب پر سوار ہوئے نعرۂ شیرانہ بلند کیا نعرہ ایرج ملک گیر آن آفتاب منیرم کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر افلاک کوہی نے پھر قید توڑی ایرج نوجوان نے اُسکے ساتھ والون کو رہا کیا ایرج نوجوان سب کے آگے بڑھ کر لڑنے لگا جمشید بن کوکب سحر جادوگرنیون کا دفع کر رہا ہے ایرج فوج مین کوہیون کی ڈدبیا جمشید کو شوکت دکھا رہا ہے جو پہلوان سامنے آیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا ہاتھ پر تولکر پھینکا دس گز پانچ گز بلند ہوا اُترتے اُترتے ہاتھ مارا چورنگ ہوا کیا جمشید نعرۂ تحسین کرتے ہوئے آتے ہین آواز دیتے ہین کہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت ہے کیا صولت و جلالت ہے ایرج اور زیادہ گرما گرما لڑ رہے ہین مگر جمشید نے چند سحر ایسے کیے کہ زمین تھرا گئی کئی ہزار کافر داخل جہنم ہوئے شوخ چشم کڑک کر سحر کرتی ہوئی جمشید پر جا پڑی جمشید نے سب سحر دفع کیے جب شوخ چشم قریب ہوئی چھینا پکڑ کر ایک تھپڑ مارا ایک ہی تھپڑ مین زمین پر گری بیہوش ہو گئی ملازمان افلاک کوہی سے کہا اسکی مشکین باندھ لو ملازمان افلاک نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دے دیا سب جادوگرنیون نے امان مانگی کوہی جمع ہو کر خدمت افلاک کوہی مین حاضر ہوئے کہا اے شہریار ہم بخطا ہین خوف جان سے شوخ چشم کے شریک ہوئے تھے افلاک نے سب کو امان دی ایرج گھوڑے سے کود پڑے جمشید سے بغلگیر ہوئے پوچھا کہ اے شیر بیشۂ کوکب آپ کا یہان کیونکر تشریف لانا ہوا جمشید نے کہا برائے انتظام ممالک نکلا تھا آپ کو مقید دیکھکے ٹھہر گیا افلاک سے ایرج نے اشارہ کیا افلاک کوہی نے لاکر پائے انداز بچھائے ایرج زر نثار کرتے ہوئے جمشید کو لیکر بارگاہ مین آئے تخت زرین پر جمشید کو جگہ دی محفل عیش و نشاط آراستہ کی ایرج کو ڈھونڈھتا ہوا شاپور شیردل بھی یہان آپہونچا شاہزادے کو دربار مین دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا پوچھا اے شہریار کیا معرکہ گذرا ایرج نوجوان نے تمام حال بیان کیا جمشید نے حکم دیا شوخ چشم کو لاؤ اگر شاہزادے کی اطاعت کرے تو بہتر ورنہ فوراً قتل کر دونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا شوخ چشم بندھی ہوئی سامنے آئی افلاک کوہی نے اُٹھکر سمجھایا کہ اے شوخ چشم جادو مین دل و جان سے شاہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا تجکو بھی مناسب ہے سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھ چشم زدن مین ظہور برکت مذہب اسلام ہوا کہا طلسم نور افشان کہان جمشید بن کوکب کا پہونچنا یہ ظہور کرامات ہے خداوند تعالیٰ کی لعنت ہے شوخ چشم جادو کے بھی زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا صدق دل سے مطیع اسلام ہوئی اُسکو بھی رہا کیا صحبت مین آکر بیٹھی ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا الگ ایک بارگاہ استادہ ہو تخلیہ مین جمشید بن کوکب کو بلاؤ شاپور نے فوراً الگ ایک بارگاہ استادہ کی مثل عروس خوش اسلوبی آراستہ کر دی ایرج نے ہاتھ تھام کر کہا اب تخلیہ مین جلوہ فرما ہو جیسے جمشید بن کوکب ایرج نوجوان کے ساتھ اُٹھکر جب تخلیہ مین آئے بیقرار ہو کر ایرج نوجوان نے معشوق کا بھائی جان کر

بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا آپنے ہماری جان بچائی گردن پر ہماری بار احسان ہے شاپور نے دیکھا غم شدید سے ضبط نہو سکا چیخ مار کر رو دیا **بیت** وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ؛ کہ جس طرح ساون سے بھادون ملے ؛

ملک کرجمشید کا کہنا کہ اے شاہزادہ والاقدر بس بس ایسا نہو روح قالب سے نکلجاے اب **ایرج نوجوان** نے اُس بدحواسی مین روے زیبا پر نگاہ کی اپنے محبوب جانی یار جاودانی باعث تسکین دل پرحزن ملکہ **بران شمشیر زن** کو دیکھا ایرج غش کھا کر گر پڑا **شاپور** قریب آیا ملکہ نے سر اپنے زانون پر اُٹھا کر رکھا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکے بوے زلف معنبر دماغ مین ایرج کے پہونچی اشک گرم نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین نے لخلخے کا اثر دکھایا شاہزادہ فوراً ہوش مین آیا فرط محبت سے دونون لپٹ لپٹ کر خوب روے کئی مرتبہ بیہوش ہو ہو گئے **شاپور** سر بالین حاضر ہے دونون کے حال کا ناظر ہے کبھی آقا کو کبھی ملکہ کو سنبھال لیتا ہے مگر یہ دونون وہ ہجر دیدہ آفت کشیدہ مبتلاے گردش فلک دوّار معشوق بھی مجبور عاشق بھی ناچار بمشکل **شاپور** نے دونون کو ہوشیار کیا لاکر مسند پر بٹھایا اُسوقت **ایرج نوجوان** کا خوش ہوکے کہنا کہ بھائی **شاپور** عجب یہ روز سعید ہے آج ہمارے گھر مین عید ہے جلد سامان عیش و نشاط لاؤ آج ملکہ عالم نے سرفراز کیا ہے مین نے اپنے ستارۂ اقبال کی ترقی پر ناز کیا ہے ملکہ **بران** کا رونا کم نہین ہوتا **ایرج** نے دامن سے اشک پاک کیے پیار سے ہاتھ گلے مین ڈالے کہا کیون اے جان جہان اول تو آنے کا سبب ظاہر کرو شدت گریہ کے حال سے باہر کرو **بران** نے ضبط کرکے جواب دیا کہ کنیز شوخ چشم کی نامہ لے کر بخدمت **افراسیاب** جاتی تھی راہ مین مین نے اُسکو گرفتار کیا آنے کا تو یہ اتفاق ہوا ہے شہریار رونا تو ہمارے واسطے عمر بھر ہے اول ہی طلسم آئینہ مین ہمنے آپ سے عرض کیا تھا کہ ہمسے آپنے محبت نہین کی اپنی جان کے واسطے آفت مول لی **شہنشاہ کوکب روشن ضمیر** وہ بادشاہ جابر و قاہر ہے جسنے زمانے مین آپکو براے مقابلہ شاہزادہ جہانگیر طلب فرمایا مجکو حکم تھا کہ جبتک ہمارے یہان مہمان رہین خبردار اے بران ہمارے دربار مین نہ آنا آپ ہی جہانگیر سے لڑے **صاحبقران** بھی تشریف لائے ہم زیارت سے بھی محروم رہے ہمارے عشق کا انجام بد ہے یہ کلام ہمارا مستند ہے صید و شکار سے دل بہلایا کیجیے ہمارا تصور کرنا یاد کرنا نالہ و فریاد کرنا بالکل بیکار ہے ہماری موت کا حیلہ پروردگار نے مقرر کیا ہے لیجیے آپ کو دل نہین دیا اپنی جان کا ضرر مول لیا نہ آسکتے ہین نہ تمکو بلاسکتے ہین بار فراق اُٹھانیکی اب طاقت نہین رہی یہ کنیز لب گور ہے ضعف و نقاہت کا زور ہے امروز یا فردا تڑپ تڑپ کے مر جائینگے کب تک مصیبت فراق اُٹھائین گے باپ ہمارا ہمہ دان و ہمہ گیر ہے علم کہانت مین بھی بےنظیر ہے اگر اُسنے اسوقت مرآت واقعہ پر آنکھ ڈالدے اور اس راز و نیاز کو ہمارے آپکے دیکھے چشم زدن مین اسی مقام پر آدے نہین معلوم کس عذاب الیم سے مجکو اور آپ کو قتل کرے آپکے بزرگون سے فساد کریگا **خواجہ عمرو دو منزل** پر بیدار

کریگا پس کیون کر خوف نہ کرون دل سے مجبور تھی آپکا حال قید دیکھکر نہ رہ سکی مگر اب رخصت ہوتی ہون ٹھہرنا مناسب نہین ایک دم بھر مجھکو آنکھ سے اوجھل ہونا نہین اپنا چشم و چراغ سمجھیے صرف مجھکو آپکی بربادی کا دھیان ہے یہ سنکر ایرج نے کہا ملکہ ہم تو آج شب کو بچنانے دینگے بران نے کہا اے شہریار برائے خدا نہ رویے اس ملنے کو ہمارے غنیمت جانیے اگر زندہ ہین تو پھر کبھی ملین گے اگر ہمارے مرنیکا حال سننا سر نہ دھننا چلا چلا کے نہ رونا جان کو نہ کھونا بعد مرنے کے بھی ہمکو بدنام نہ کرنا دل ہی دل مین دم محبت کا بھرنا ہم بھی مثل شمع سوز عشق سے جلتے ہین پروانہ وار زبان سے اُف نہین کرتے ہین قلب پر صدمے سہتے ہین اے شیر بیشۂ شجاعت یہ بھی جراءت ہے کہ چھری گلے پر پھیرے زبان سے آہ نہ نکلے تلوار کا زخم کھاتے ہین زخمون مین ٹانکے دیے جاتے ہین زخم تیغ ابرو لاعلاج ہین تمھاری ایک نگاہ لطف کے محتاج ہین ان کلمات حسرت آیات سے کلیجہ ایرج کا پھٹ گیا دامن ملکہ بران کا تھام لیا اشک آنکھون سے جاری ہوے اپنی بیتابی ظاہر کرنیکو یہ اشعار پڑھے

ناظرین و شائقین اس جلسۂ عاشق و معشوق کو بنظر غور ملاحظہ کرین زبانی ایرج کے اشعار آبدار دامن معشوق تھام کر بحسرت فرماتے ہین نظم مخفی بطور مسدس

بہ سنان نگہ یار قسم
بہ کمان خانۂ ابرو سوگند
بہ سر طرۂ دلدار قسم
بسر نرگس جادو سوگند
کہ شدم گشتۂ چشم نگہت
خاک رہ گشتۂ طرز سمت

بہ صفائے گل روئے تو قسم
بہ کمر گیرے زلفت سوگند
بسواد شب موے تو قسم
بدل آویزے الفت سوگند
خاک رہ کرد مرا حیرانم
غیر مردن نہ بود درمانم

بسر چشم سیاہ تو قسم
بسر ہندوے خالت سوگند
بغضب گیر نگاہ تو قسم
بلب لعل مثالت سوگند
سوختم سوختم از بیدادت
چند فریاد کنم از دادت

بصفائے در گوشش تو قسم
بادل فہمی ہوشش تو قسم

بسرِ تا دکِ مژگان سوگندا
بخم زلف پریشان سوگندا

چون من نیست دگر بندۂ تو
بندۂ لعل شکر خندۂ تو

لب شکر ریز سے گفتار قسم
بتحقیق لبِ شکر سوگندا
بخرام قدِ دلدار قسم
بزلال سرِ کوثر سوگندا

شب ہجران خبر از خویشتنم نیست
جز خیال تو کسے پیشم نیست

باز گفتم بدہان تو قسم
بہ بر و دوشِ تو زیبا سوگندا
بسرِ موئے میان تو قسم
بہ بناگوش مصفا سوگندا

مہر و مہ را نبود پیش تو قدر
پیش تو جملہ ہلال اند تو بدر

بہ صفائے بدنِ یار قسم
بہ لباسِ گل سوری سوگندا
بسرِ چاہ ذقنِ یار قسم
بہ عرقِ غبغبم دوری سوگندا

عاجزم عاجزم از ہجرانت
لطف فرما کہ شوم قربانت

ان اشعار دلفگار نے قلب ملکہ بران شمشیر زن کا بیچین کر دیا تھا نہ دل کو غم و رنج سے بھر دیا کہا اے شہر یار بس ان حالات کی سننے کی دل مین طاقت کہان ایک ایک کلمہ اسلئے تو وہ دل کے تیر دل دوز ہین انکی خاطر سے اس شب کو نیچا اونچی ایسا نہو جان سے ہاتھ دھونا پڑے اس آغاز کے انجام پر رونا پڑے شاپور نے دیکھا کہ ان دونون عاشق و معشوق کا خیال خیر و شر مین کہین دم نہ نکلجاے فوراً گلابی اٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہا کیا معشوقہ کی جان لینا منظور ہے ایک جام شراب ملکہ کو پلائیے وقت عیش و سرور ہے ایرج نوجوان نے جام بلورین ہاتھ پر رکھا کہا ملکہ عالم ہمارے سر کی قسم اسے نوش فرمائیے نظم

خوشتر ز عیش و صحبتِ باغ و بہار نیست
ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار
ساقی کجاست گو سببِ انتظار چیست
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر جام مہیار و قدح نہ کی نوش فرمایا اپنے پنجۂ نگارین سے گلابی کو اٹھایا جام عشرت انجام کو شراب ارغوانی سے لبریز کیا پھر یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ بڑھایا نظم

فصل گل رفت و حریفانہ شرابی نزدم
بر لب شیشۂ دل قطرۂ آبی نزدم
شد تہی شیشۂ عمر از مے ہستی و ہنوز
بزم مے گرم نشد سیخ کبابی نزدم

ہی ٹھہرایا ایرج نامدار **بیت** نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا ساغر لیتے ہی آنکھون مین نشہ آیا مستانہ واران اشعار کو پڑھا **ابیات**

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما
مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

دیگر

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا
چھپتا ہے نجم بخت نے برج آفتاب کا
اُس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
ہر سال تبسم پیر مغان پر چڑھاتے ہین
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے
صدقے مین میرے دیکھو تلے شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام نوش فرمائے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا طبیعت لہرائی ملکہ بران یہ کلمے زبان پر لائی کہ سنا ہے طلسم جمشیدیہ مین نور الدہر کا داخلہ ہوا ہے ایرج نے کہا میرا بھی اُسی طرف قصد ہے مین نے زبانی شوخ چشم کے سنا اول مخمور جا کر قید ہوئی نور الدہر بھی اُسکے تعاقب مین گئے اب مجکو جانا واجب و لازم ہے جبتک وہ ادھر اُدھر پھرتے رہین گے مین بحول قوت الٰہی و بعنایت فیوض نامتناہی اُسکو فتح کرون اگر مین نہ پہونچا اور اُسنے فتح کرلیا لشکر مین جا کر بلبلائین گے ایسے ایسے غرور کے کلمے فرمائین گے کہ ہمکو سنکر ضبط کرنا دشوار ہے تم بخوبی آگاہ ہو میرے ہمچشمون مین دنگل رستم کا جھگڑا ہے قبلہ و کعبہ کے زمانہ سے یہ فساد برپا ہے ہمیشہ یہ دست راستی ذلیل ہوتے ہین مگر صاحب غیرت ہین ملکہ نے کہا یہ طلسم بھی ہمارے قبضہ مین ہے آپ شوخ چشم کو ساتھ لیکر جلیے مین جا کر دار الامان سے پھر کسی ساحر زبردست کو روانہ کرا کر جمشید سے کہلا بھیجونگی کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان تمھارے طلسم مین آتے ہین لوح حوالہ کردو اور تم اطاعت کرو قیدیان طلسم بھی انکے سپرد کرو وہ ضرور اطاعت کریگا پھر آپ کو اختیار ہے ایرج نے کہا ملکہ کچھ اسکی ضرورت نہین بعنایت پروردگار سب سامان ہو جائینگے ملکہ خاموش ہو رہی جانتی ہے کہ آتش خو شعلہ مزاج ہین مردان عالم کے سرتاج ہین دل مین خیال کیا ہم یہ سب تدبیرین جا کر کرینگے انسے کہنے سے کیا فائدہ شب وصل تھوڑی ہوتی ہے ابھی باتون مین گذر گئی صدائے مرغ سحر بلند ہوئی چہرون پر عاشق و معشوق کے ہوائیان اُڑنے لگین اُسوقت محفل کی اُداسی رخ شمع پر زردی پروانے جلے ہوئے لگن مین پڑے ہین فرش مین جا بجا شکن صاف معلوم ہوتا ہے کہ خیال عاشق و معشوق مین فرش بھی چین بہ جبین ہے پردہ ہوا سے نہین اُڑتا حسرت یہ عاشق و معشوق کی سر ٹپکتا ہے پٹ لپٹ کر دونون کا رونا اشکون سے منھ دھونا صدائے الوداع والفراق بلند ایک بیقرار ایک دردمند زلفون کی

الجھن سے پریشانی ظاہر چہروں سے حیرانی بخوبی ہویدا **براں** کا یہ کہنا کہ اے شہریار خدا حافظ و ناصر **ایرج** کا جواب میں یہ کہنا **مصرع** گئے تم اُدھر ادھر ہوئے ہم یقین ہے ؛ ملکہ جاؤ اب کب ملاقات ہوگی **براں** نے آنکھوں میں آنسو بھر کے جواب یا وعدۂ فردائے قیامت وہاں بھی ملاقات کی امید نہیں **شعر** حشر پر وعدۂ دیدار ہے میں ڈرتا ہوں بھیڑ ہوئے گی رخ یار ادھر ہو کہ نہو ؛ ملکہ نے کہا اے شہریار لب بہ غصہ نہ کیجیے ایسا نہو باپ آئینہ دیکھا ہو غضب میں آ جائیگا وہ نہایت صاحب غیرت ہے ایرج نے کہا ملکہ فقط تمھاری بدنامی کا خیال ہے ورنہ طلسم نور افشاں کو مٹا دینا کیا محال ہے ملکہ یا تو روتی تھیں یا ہنس پڑی کہا صاحب آپ ایسے ہی ہیں میرا خیال ضرور رہے کبھی ایسا قصد نہ کیجیے گا **جہانگیر** کے مقدمہ میں کئی پیچ پڑے اب لوح طلسم نور افشاں کا ملنا مشکل ہے مگر آپکے واسطے کیا دشوار ہے ایسی باتیں عاشق و معشوق میں ہوئیں شمع سحری نے بھی اشک حسرت انکے حال پر بہائے نیر اعظم کا چہرہ زرد بلبلوں کے دل میں درد الغرض ملکہ بمشکل تمام **ایرج** نوجوان سے رخصت ہو کر زمین میں غرق ہوئیں کئی کوس پر جا کر نکلیں راہ کو طے کر کے قصر جمشیدی میں پہونچیں **کوکب** سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا ملکہ **براں** بواسطے تسلیم کے خم ہوئیں **کوکب** نے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا اے نور نظر کہاں گئی تھیں ملکہ **براں** نے دست بستہ عرض کی ہزار درے کے انتظام کو گئی وہاں جا کر خبر سنی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان و شاہزادہ **نور الدہر بن بدیع الزماں** کا طلسم جمشید میں داخلہ ہوا ہے مگر **جمشید جادو** بر سر پرخاش ہے ایسا نہو کہ فرزندان صاحبقران پر کوئی افتاد پڑ جائے تو آپ کو صاحبقران سے شرمندگی ہوگی اور جب سے آپ سے اور **افراسیاب** سے فساد ہوا اُس بےحیا نے خراج بھی نہیں بھیجا جو یہاں سے جاوے خراج کا بھی تقاضا کرے اور فرزند صاحبقران کا جمشید کو مطیع کراوے **کوکب** نے اسیوقت **خورشید روشن** رائے اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو چار سو ساڑھے چار سو جادوگر ساتھ کر کے حکم دیا بسطرح ملکہ نے فرمایا ہے جلد جا کر انتظام کر خواہ **نور الدہر** خواہ **ایرج** نوجوان پہونچ گئے ہوں **فوراً** لوح دلوا دینا خبردار انکا کوئی روئے جسم میلا نہونے پائے **خورشید روشن** رائے اسیوقت طرف طلسم جمشید کے بہ تعجیل روانہ ہوا اسکو راہ میں چھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا بعد جانے ملکہ براں شمشیر زن کے **ایرج نوجوان** بیتاب و بیقرار ہوا آخر مجبور و ناچار دربار میں آن کر بیٹھے **افلاک کوہی** کو حکم دیا لشکر تیار کرو اور **شوخ چشم** سے فرمایا تم اپنی جادوگرنیوں کو حکم دو ہمیں طرف طلسم جمشید کے جانا منظور ہے **شوخ چشم** نام طلسم جمشید سنکر گھبرا گئی عرض کی اے شہریار طلسم جمشید میں بڑے بڑے ساحران غدار رہتے ہیں وہاں کا قصد نہ کیجیے اُسکا فتح ہونا دشوار ہے **ایرج** نے فرمایا ہمارا بھائی بھی اُس طلسم میں پہونچ چکا آفت میں مبتلا ہے ہو سکتا ہے کہ اُسکی مدد کو نہ جائیں تم جلدی تیاری اور رہبری کر کے ہمکو لیچلو جب طلسم قریب ہے تم الگ ہو جانا اپنی جان بچانا **شوخ چشم** قدموں سے لپٹ گئی عرض کی کنیز کو حضور کی جان سے اپنی جان عزیز نہیں

ہے مگر مقام پر آشوب ہے ایرج نے کہا پروردگار مالک ہے شوخ چشم خاموش ہوئی بارہ سو جادوگرنیان اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے آئین افلاک کوہی نے دس ہزار فوج تیار کی ایرج نوجوان نے شوخ چشم کو تخت پر سوار کیا افلاک کوہی کو سپہ سالار کیا آپ بعدہٗ صاحبقرانی کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے اس جاہ و حشم کر و فر سے نوبت نقارے بجتے ہوئے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوئے حال خیریت مآل انکا وقت تحریر ہوگا

دوکلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کہ ملکہ شگوفہ جوش محبت مین شاہزادے کو بیہوش کرکے اس ارادے پر لیچلی ہی کہ شاہزادے کو طلسم سے نکال لیجاؤن راہ مین ہنگامہ عظیم ہونا ساقی نامہ مصنف

اے ساقی مہروش گل اندام
اب دیکھین گے صورت فلک سیر
بوتل سے نکال بادۂ ناب
کھو دیگا مرا بخار ساقی
صرصر مری گرد پا نہ پائے

دے بھر کے مئے سرور کا جام
منظور نظر سفر ہے ساقی
دورے کے لیے ہے قلب بیتاب
طاقت مجھے پانسے آ کے لیجائی
عنقا بھی مرا پتا نہ پائے

بیٹھے رہے گی نہ ابتلک سیر
اور لٹ آثار یہ ہے ساقی
شیشہ مین پری اتار ساقی
منزل پہ ہوا اڑا کے لیجائے

دشت نوردان وادی محنت و گرفتاران دام حسرت انجام صعوبت داستان سحر بیان کو یون تحریر فرماتے ہین کہ ملکہ شگوفہ شیفتہ جمال نورالدہر بن بدیع الزمان اپنی نانی کو قتل کر کے بخوف جان شاہزادے کو بیہوش کر کے اس ارادے پر باغ سے نکلی کہ انکو طلسم سے نکال لیجاؤن رات بھر تخت کو اڑائے ہوئے آئی مگر شب کو یہ نہ ثابت ہوا کہ مین کدھر جاتی ہون گردش فلکی ہمراہی ہر پھر کے سرحد طلسم ہی مین رہی صبح ہوئی ایک درۂ کوہ مین آکر اتری اس خیال سے کہ شاہزادے کو رات بھر گذری بیہوش ہین اپنے نزدیک سمجھی کہ سرحد طلسم سے نکل آئی اب شاہزادے کو ہوشیار کرون مجھ پر غصہ کرینگے اسکا کیا تردد ہے جو کہینگے سنونگی آخر مین سمجھا دونگی سمجھ جائینگے اپنے لشکر مین مجکو لیجائینگے مع کل جادوگرنیون کے درۂ کوہ مین اتری لوح محفوظ شاہزادے کے گلے مین پہنا دی شاہزادے پر سے سحر بھی اتارا شاہزادہ دلاور و عیار ہوشیار ہے نورالدہر نے اپنے کو ایک درۂ کوہ مین پایا گھبرا کر پوچھا اے ملکہ یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے ملکہ شگوفہ تھرا کر قدمون پر گر پڑی کہا اے شہریار جو کچھ مین نے سمجھایا آپنے قبول نہ کیا آخر میرے دل سے خوف نہ نکلا مین آپکو بیہوش کرکے بیرون طلسم لے آئی اب یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے جو مناسب وقت ہو سزا دیجیے رنگ روئے نورالدہر متغیر ہو گیا شاہزادہ غیرت سے عرق حجاب مین غرق ہوا کہا ملکہ ہا ہا غضب کیا تم نے مجھکو دین و دنیا سے کھو دیا نہین معلوم اُس گرفتار زندان مصیبت و بلا ملکہ مخمور سرخ چشم پر کیا گذری ہوگی اپنے دل مین کیا کہیگی کہ شاہزادے نے ہماری خبر نہ لی اگر خدا نخواستہ بادشاہ طلسم جمشید نے اُس گل باغ خوبی و سرو نوخاستہ حدیقہ محبوبی کو قتل کر ڈالا تم عورت ہو تمکو تو کچھ نہ کہونگا اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤنگا شبرنگ جی بھر [illegible]

پچکے سے کہا ملکہ غضب کیا یہ شیر جس بیشہ مین جائین بدون شکار وہ پس آئین دوسرے مقدمہ ناموس حال اس عشق کا طشت از بام افتادہ ہے یہ ملتوی سب سے زیادہ ہے **نورالدہر** نے کہا **شبرنگ** تم کیون گھبراتے ہو مرکب تیار کرو ہم ابھی چلتے ہین اپنے کو جسطرح بنے گا طلسم جمشید تک پہونچائین گے ملکہ عالم اپنی جان بچائین جہان چاہین جائین مجھے اُنسے کچھ کام نہین میری آبرو کی مددپے ہو مین واہ کیا خوب احسان کیا ہے ہمنے لحاظ سے **مخمور** کا حال مفصل نہ کہا تھا پردہ بہ پردہ ذکر کر دیا تھا **مخمور** نے تمہارے واسطے **افراسیاب** کہ جو طلسم ہوشربا کا مالک سلطنت وسیع رکھتا ہے اُس سلطنت پر لات ماری شریک **خواجہ عمرو** ہوئی سالہا سال سے لڑ رہی ہے **افراسیاب** ایسے بھیا سے مقابلہ سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا جان آبرو کو تیج دیا ان باتون کا بالکل خیال نہ کیا اسطرح جو غصہ مین **نورالدہر** نے کہا **شگوفہ** غش کہ مرجھا گئی کانپنے لگی عرض کی اے شہریار مین خوف **جمشید** سے یہ حرکت ناشائستہ کر بیٹھی سر حاضر ہے کاٹ لیجیے **نورالدہر** نے کہا ملکہ مین تمسے کچھ نہین کہتا مگر مین بیشک جاتا ہون **شبرنگ** بخوبی مزاج سے واقف ہے اُسنے فوراً مرکب تیار کیا در کوہ کے باہر جاکر ٹھہرا آواز دی بلے شہریار مرکب تیار ہے **شگوفہ** نے کہا بھیا **شبرنگ** اسقدر جلدی نکرو بلے خدا شاہزادہ کو سمجھاؤ **شبرنگ** نے اشارہ کیا ملکہ کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹنا ممکن نہین مین کیا نادان ہون جو سمجھاؤ مین تو بیچارہ کیا ہون اگر انکے بزرگ بھی آئین یہ نہی کرین **نورالدہر** فوراً اسلاح سے آراستہ ہو کر مرکب سوار ہونے چلے تیغ خاراشگاف سلیمانی ہاتھ مین غصہ سے کف منھ مین بھرا ہوا چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئین اب تو **شگوفہ** اُٹھی دست بستہ عرض کی اے شہریار بسم اللہ چلیے لونڈی ساتھ چلیگی مین یہان رہکر کیا بھاڑ سے مٹکاؤنگی ہمراہ رکاب چلونگی مگر اتنا عرض کرتی ہون تا بہ قلعہ طلسم پہونچنا دشوار ہے کنیز سرا سر خطادار ہے **نورالدہر** نے کہا رہبر کامل ساتھ ہے خضر دل رہبری کریگا منزل مقصود تک پہونچائیگا واضح ہو کہ یہان درکوہ مین یہ ہنگامہ ہے شاہزادہ پشت مرکب پہ سوار ہو چکا ہے **شگوفہ** نے اتنا کہکر روکا ہے کہ ایک لمحہ تامل فرمائیے اسباب سحر جسم پر آراستہ کرلون جادوگرنیون کو آواز دے رہی ہے جلد تیار ہو سب آراستہ ہو کر باہر آئین شاہزادے نے قصد کیا توکلت علی اللہ مرکب بڑھائیے مگر دو کلمے داستان **مدہوش درازبینی** کہ جسکو **افراسیاب** نے فرمان دیکر مضمون طلب قید ملکہ **مخمور** روانہ کیا تھا وہ پاس **جمشید جادو** کے پہونچا فرمان **افراسیاب** کا **جمشید جادو** نے پڑھکر اسیوقت اپنے ایک ملازم معتبر موسوم **شاہور جادو** کو مع بارہ سو جادوگرون کے طلب کیا ملکہ **مخمور** کو قیدخانے سے بلاکر اژدر پر سوار کیا **شاہور** و **مدہوش درازبینی** مع تین ہزار ساحران غدار قید **مخمور** کو لیکر بیرون قلعہ طلسمی نکلے علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس کروفر سے جاتے ہین شاہزادہ **نورالدہر بن بدیع الزمان** قریب درہ کوہ مرکب پر سوار مع ملکہ **شگوفہ** چلا چاہتے ہین کہ ادھر طرف سے صحرا کے گرد عظیم بلند ہوئی **نورالدہر** نے آمد لشکر دیکھ کر **شبرنگ** سے فرمایا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہے

شہزادے نے چاہا کہ بڑھے کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے دو سردار ساحران زبردست بطور سرداری آگے آگے تین ہزار ساحر پشت پر بیچ میں لائے بے پر ایک مہ جبین شل قیدیوں کے مسلسل و مطوق چہرہ اداس عالم یاس ابتر **نور الدہر** نے بغور دیکھا اپنی محبوب جانی یار جاودانی ملکہ **مخمور سرخ چشم** کو پایا پس **نور الدہر** نے کلیجہ پر گھونسا مارا کہا او ملکہ غضب ہوا ملکہ **مخمور سرخ چشم** کو پکڑ کر ساحر لیے جاتے ہیں ملکہ **شگوفہ** نے چاہا کچھ جواب دے مگر شاہزادے کو کب تاب تھی مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی
کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستا خوانده
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانده

دیگر منم سرکن لشکر کافران
بہ چشم نگون شد سر کافران
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
نقارا بہ یک دست برداشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

لوح محفوظ تو عنایت پروردگار سے گلے میں تھی تلوار کھینچ کر لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے جاتے ہیں کہ ملکہ مخمور کو رہا کر لوں ساحران غدار سحر کر رہے ہیں بسبب حرز ہیکل کے کسی کا سحر اثر تاثیر نہیں کرتا ملکہ **شگوفہ** نے جو یہ ماجرا دیکھا تنہائی پر شاہزادے کی کلیجہ پھٹ گیا عاشق صادق **نور الدہر** کی تھی اسنے بھی لنگوٹی باندھی جھولی سنبھالی مع اپنے ساتھ والیوں کے سحر کرتی ہوئی جا پڑی گولی ترنج و نارنج رائی کے دانے مٹر کے دانے چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے صداہائے عجائب و غرائب آتی تھی اژدرہائے آتش فشان دوڑنے لگے باران سیاہ برستی تھی ساحران غدار قتل نور الدہر پر کمر کستے تھے ایک سمت سے **ملہوش دراز جبینی** ہوشیار ہوا خود بینی بھولا ملکہ ہمیا کو کان ہوئے نہیب شمشیر نور الدہر سے ناک میں دم ہے کان پکڑتا ہے بھگی ہے کہ بھاگ جائے مگر لیکن تعلیم کردہ افراسیاب سے زمین کو ہلا ہلا دیتا ہے ایک جانب **شاہپور** جادو ملازم **جمشید** لڑائی میں کد کر رہا ہے **نور الدہر** پر کیسے کیسے سحر کیے مگر تاثیر نہ ہوئی لیکن ملکہ **شگوفہ** لڑتی پھرتی لشکر کفار میں دھنسی خوب خوب سحر کر رہی ہے عین گرمی جنگ میں جمال بے مثال مخمور پر نگاہ پڑی دیکھا حسن میں بے مثال ابرو رشک ہلال چہرہ چودھویں رات کا چاند سامنے عارض انور کے بدر کامل تا کمر گیسوئے عنبرین مشک آگین کاکل پر پیچ کی لہریا مار سیاہ پر قہر پریشانی ظاہر ہے رنگ رو متغیر حال ابتر شمع جمال کی زردی سے وہ مقام نورانی و منور پیشانی نیر اکبر بند **مسدس**

ہے وہ جبین بیاض و یا صبح عید کی
عالم ہے جسنے ظلمت غم نا پدید کی
سو جان سے جہان کو خواہش ہے دید کی
کانوں کو آرزو ہے صفت کے شنید کی
سجدہ کریں جھکا دیں جبین نیاز کو

محراب نور پاؤن اگر مین نماز کو

در پلکھون مین نور کا یا عکس آفتاب
یا لوح سیم پایۂ حسن صد آب و تاب
افشان سے پلکھونین مطلا سر کتاب
القصہ کیا کہون کہ وہ ماتھا ہی لاجواب

اہل نجوم کو یہ تحیر تمام ہے
جبہہ ہے خود قمر کہ قمر کا مقام ہے

ابرو ہے یا فلک پہ ہے قوس قزح عیان
یا ہے خدنگ عشوۂ قاتل کو یہ گمان
یا بہر قتل عاشق بے صبر و ناتوان
کھینچی ہی یہ غلاف سے شمشیر اصفہان

در سورۂ قمر یہ ہے رونق فزا ہوا
یا ہے سفینہ نوح کا اُلٹا پڑا ہوا

آنکھون سے ساحران جہان مردہ ہوگئے
بادام انکو دیکھ کے پژمردہ ہوگئے
نرگس کے پھول باغ مین افسردہ ہوگئے
آہو انکھین سے دشت مین رم خوردہ ہوگئے

قربان چشم مردم ہندی نژاد ہین
آنکھین ہین دونون یا ید قدرت کے صاد ہین

ملکہ شگوفہ کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتی تھی حقیقت مین کیا حسن وجمال ہی کیا خط وخال ہی صانع ازلی نے اپنے دست حق پرست سی یہ تصویر بنا کھینچی کیونکر شاہزادے کو خیال ہو یہ حسن یہ جمال معشوق عاشق خصال ادھر ملکہ مخمور نے دیکھا شاہزادہ نور الدہر جو تیغہ پکڑ کے بڑھا صدہا ساحر دم بھر مین مار ڈالے دل باغ باغ ہوگیا قید کے رنج والم سے فراغ ہوگیا غنچۂ خاطر شگفتہ پھول سے گال جو کمھلائے ہوئے تھے یا سرخی آگئی مگر ایک نازنین کو مع چار سو جادوگرنیون کے دیکھا گرد شاہزادے کے پھر کر سحر کر رہی ہے مخمور بھی صورت شگوفہ کی دیکھکر حیران جمال ومحو دیدار ہو کر دل سے کہتی تھی معلوم ہوتا ہی یہ شاہزادے پر عاشق ہو کر یہان تک آئی ہی یقین ہی کوئی شہزادی ہی اپنے قید رہنے سے بہت گھبرا رہی ہی کہ نور الدہر پر جادوگرون کا ہجوم ہی ارے اس جوان کو مار لو چارون طرف سے یہی دھوم ہی شاہزادہ نور الدہر شیرانہ جنگ کرتا ہوا قریب بدہوش دراز بینی کے پہونچا مدہوش کے ہوش پراگندہ ہین کیسے کیسے گولے نور الدہر پر مارے مگر تاثیر نہین ہوئی ایک موے جسم بھی اُس شاہزادے کا میلا نہوا دل مین کہتا ہے سحر کیون جواب دیتا ہی جب شاہزادہ قریب پہونچ گیا مدہوش نے تیغۂ سحر مارا نور الدہر نے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی پر گانٹھا صدہا شعلے بھڑک کر گرے برقین چمکین مگر بہ عنایت پروردگار سے محفوظ رہے وار مدہوش کا روک کر ہاتھ تیغۂ خارا شگاف کا مارا مدہوش نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لوح محفوظ کا عکس پڑا

سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے چاہا تڑپ کے نکلے جاؤن اجل نے مہلت نہ دی چمک کے تلوار گری **بدہوش درازہنی** کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو تمام ساحر بھاگے آواز آئی کہ مارا مجکو کہ نام میرا بدہوش درازہنی تھا شاہپور کے ہوش اڑ گئے ارابے کو تو مخمور کے نہ چھوڑا مگر میدان سے پاؤن اُٹھے **نور الدہر** قتل کرتے ہوئے چلے شگوفہ نے سیکڑون نخل قد ساحرون کے سحر سے قلم کئے مثل برگ خزان دیدہ کافر گر رہے ہین شگوفہ پامال کرتی چلی آتی ہے نور الدہر چاہتے ہین مخمور کو چھڑا لین کئی کوس لڑتے ہوئے آئے قلعہ طلسمی معلوم ہونے لگا شاہپور نے ایک جادوگر کو حکم دیا جلد جا کر شاہ کو خبر کر کہ طلسم کشا آگیا اُسپر سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا بدہوش مصاحب **افراسیاب** مارا جاچکا جلد آئے ورنہ قید مخمور چھن جائیگی وہ جادوگر بھاگا جمشید تخت پر بیٹھا تھا اس سے آکر تمام کیفیت بیان کی جمشید غصہ مین اُٹھا مرکب سحر پر سوار ہوا جمشید کا چلنا لاکھون ساحر اسکے ساتھ ہوئے اُسوقت آکر پہونچا کہ نور الدہر نے تمام فوج کو تہ و بالا کر دیا ہے شاہپور بھاگتا پھرتا ہے اور شگوفہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جل گیا وہین سے نعرہ کیا ہوشیار ہو طلسم کشا اور خبردار او شگوفہ جلد رومال سے ہاتھ باندھ کر قدمونپر بادولت کے گر ہرچند کہ شگوفہ تھرا گئی مگر سحر کرنے مین کمی نکی جمشید نے دو چار گولے اپنے ہاتھ سے ایسے مارے زمین تھرا گئی کئی سو جادوگرنیان شگوفہ کی بیہوش ہو کر گرین شگوفہ بھی زخمی ہوئی مگر نور الدہر پر سحر اُسکا تاثیر نہین کرتا قریب ہے کہ شگوفہ کو گرفتار کرے کہ اندر سے قلعہ کے پانچہزار ساحرون کے ساتھ **سہیل اختر شناس** آکر پہونچا یہ ہمیشہ سے مطیع الاسلام ہے چونکہ کاہن زبردست ہے کتاب مین دیکھے تھا کہ یہ طلسم اب ٹوٹ جائیگا خدائے نادیدہ برحق ہے سامری پرستی کرنا ناحق ہے ناظرین کو یاد ہوگا اسلیے بدعت سے جمشید کی ملکہ مخمور کو بچا کر قید کرایا تھا اسوقت پانچہزار ساحر ہمراہ مطیع الاسلام کرکے آپہونچا جمشید سمجھا میری مدد کو آتا ہے مگر **سہیل** برابر ملکہ مخمور کے ارابے کے پہونچا ٹھوکر کرکے ساحرون کو ہٹایا زبان سے سوزن ملکہ مخمور کے نکال لیا سوزن کا نکلنا مخمور اُٹھی سنگ یزہ اُٹھا کر مارے کہ کئی سو ساحر واصل جہنم ہوئے سہیل نے نعرہ کیا منم غلام شاہزادہ **نور الدہر بن بدیع الزمان** پانچ ہزار فوج سے لشکر جمشید پر حملہ کیا اُدھر **مخمور** نے آفت برپا کر دی لڑتی ہوئی قریب شگوفہ آئی شگوفہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ مخمور نے پوچھا بی بی تمہارا کیا نام ہے شگوفہ نے سر جھکا کر کہا بندی غریب الوطن مجبور و ناچار وطن سے دور موت سے قریب آوارہ و سرگشتہ بدنصیب ملکہ مخمور نے کہا کیون بی ساحرون سے کیون لڑتی ہو ظاہرا تم اسی طلسم کی رہنے والی ہو شگوفہ نے کہا آپ کی قید کا حال سنکر دلکو تاب نہ آئی شکر ہے آپ رہا ہوئین بڑا نام بتانا یہ ہے کہ ہم آپ دونون ملکر شاہزادے کو بچائین اس طلسم سے نکال لیجائین اب **جمشید** بادشاہ طلسم خود آگیا ہے قلب کانپ رہا ہے بدون لوح طلسم بادشاہ کا قتل ہونا دشوار ہے کد و کاوش بیکار ہے ملکہ مخمور سمجھ گئی کہ یہ بھی شاہزادے پر عاشق ہے زیادہ کلام کی مہلت نہ پائی مخمور لڑتی ہوئی ایک جانب نکل گئی شگوفہ ایک سمت یہین مصروف ہوئی

اُسوقت قیامت کی جنگ ہے سہیل اختر شناس نے ہزارون کو مارا ملکہ مخمور نے طبقہ زمین کا ہلادیا نورالدہر نے پڑھ کر علم فوج کو قلم کیا اب جمشید گھبرایا دل سے کہتا ہے کیا باعث ہے اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا آخر ایک کنارے پر آکر ایک چراغ روشن کرکے چند دانے ماش کے مارے ایک سنہری پتلی پیدا ہوئی جمشید نے اس سے پوچھا اے کنیز ساحری اس جوان پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا اُس پتلی نے آواز دی اے شہنشاہ اس جوان کے پاس لوح محفوظ موجود ہے پیر آپکے قریب نہین جاسکتے اُس پتلی سے یہ سنکر جمشید میدان جنگ مین آیا اُٹھا کر ایک گولا سہیل و شگوفہ دونون بیہوش ہوکر گرین جمشید نے حکم دیا ملازمون نے سہیل و شگوفہ کو گرفتار کرلیا بتعجیل قلعہ مین بھیجدیا اب جادوگرون سے اشارہ کیا مخمور پر بلوہ کرو بیچ مین لاکھون جادوگر آگئے اب مخمور نورالدہر سے دور ہوگئی نورالدہر نے ایک مقام پر آکر ایک جادوگر کو مارا پہلو سے آواز آئی شہریار کنیز کو بچائیے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ مخمور زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہے جسم پر آبلے پڑے ہوئے نورالدہر نے کہا ملکہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضور جمشید نے مجھپر سحر کیا تمام ہڈیان جلی جاتی ہین ذرا لوح محفوظ مجکو دیجیے اپنے جسم سے مس کرون نورالدہر نے گھبرا کر لوح گلے سے اُتاری سامنے مخمور کے پھینک دی مخمور نے اسکو اُٹھا کر رومال مین لپیٹا اور نعرہ کیا او طلسم کشا منم شہنشاہ جمشید اب نورالدہر نے دیکھا کہ جمشید تاج پہنے سامنے کھڑا ہے ملعون نے صورت سحر سے مخمور کی بنائی تھی اب جو ایک دوہتڑ مارا نورالدہر زمین پر گرے شہرنگ کو ڈھونڈھ کر پکڑ لیا سردارون کے سپرد کیا اب طرف مخمور کے آیا چونکہ بادشاہ طلسم ہے آخر مخمور بھی اُسکے سحر سے بیہوش ہوئی مخمور کو بھی اندر قلعہ کے روانہ کیا آپ اسواسطے بیرون قلعہ ٹھہر گیا لاشے بھی اُٹھوانا ساتھ والونکے منظور ہین اور یہ بھی خیال ہے اگر طلسم کشا کو اندرون قلعہ طلسم لیجاؤنگا تو بعد میعاد معینہ طلسم قتل کرنا ہوگا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی قید نورالدہر کی چند ساحرون کے سپرد کی مسلسل کرکے شہزادے کو اور شہرنگ کو اُسی بارگاہ مین بٹھایا جمشید جادو بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی خورشید روشن رائے وزیر کوکب روشن ضمیر جسکو ملکہ بران نے روانہ کرایا تھا وہ اُسوقت آنکر پہونچا جمشید جادو کو سلام کیا پوچھا یہ رن کیسا پڑا جمشید نے کل کیفیت بیان کی اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا کہا اے خورشید مخمور کو خدمت افراسیاب مین روانہ کرونگا سہیل و شگوفہ میری ملازم ہین انکو خود سزا دونگا اور طلسم کشا کو تو ابھی قتل کرتا ہون خورشید روشن رائے نے فرمان شہنشاہ کوکب کا ہاتھ مین جمشید کے دیا کہا اسکو پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند ہوجیے نورالدہر اور شہرنگ و مخمور کو ہمین حوالے کیجیے ہم خدمت شہنشاہ مین لیجائین سہیل اختر شناس و شگوفہ کا آپکو اختیار ہے جمشید جادو یہ سنکر غصے مین کانپنے لگا کہا اے وزیر اعظم یہ میری شرافت تھی کہ مین تمکو استقبال کرکے لایا جسدن سے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کا مسلمان ہوئی

مین نے تو خراج بھیجنا موقوف کیا مین تو افراسیاب کا ملازم ہون اسیوقت شبرنگ و نور الدہر کو قتل کرونگا ہر چند کہ خورشید روشن رائے کے ساتھ بارہ چودہ سردار دربار مین بھی موجود ہین چار سو ساحر ہمراہ آیا ہی مگر سوچا کہ یہ مقام فساد کرنیکا نہین ہی ہنس ہنس کے باتین کرنا شروع کین کہ اے برادر تمکو اختیار ہی ہمنے حکم شاہنشاہ پہونچایا خواہ قتل کرو خواہ بخشو چند ساعت یہ باتین کرکے خورشید روشن رائے اٹھا اور کمال یہ کیا کہ بیٹھے بیٹھے چپکے چپکے سحر کرکے سریر جادو و زریر جادو ملازمان جمشید کو بصورت نور الدہر و شکل شبرنگ قید مین چھوڑا نور الدہر و شبرنگ کو بہ نیرنگ سحر اپنے قبضہ مین کرلیا جب اپنا کام کرچکا کہا تو جمشید ہم جاتے ہین جمشید نے کچھ اعتنا نہ کی خورشید روشن رائے باہر نکلا تخت پر سوار ہوا ساتھ والون کو لیکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوگیا جمشید جادو نے کہا کہ فوراً دار استادہ کراؤ جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر نور الدہر و شبرنگ کو دار پر کھینچا جمشید جادو نے حکم دیا جلاد نے تیغہ مارا دونون کے سر اُڑ گئے آواز آئی کشتی مرا نام من سریر جادو و زریر جادو بود جمشید حیران ہوگیا یہ کیا معرکہ ہوا مرنے سے اُن مُردون کی صورتین بھی بدل گئین اُسکے عزیز سر پیٹنے لگے اور کہا اے شہنشاہ ان غلامون نے کیا خطا کی تھی جمشید پریشان ہوا اوراق مین جو دیکھا صاف معلوم ہوا یہ شعبدہ خورشید روشن رائے وزیر کوکب روشن ضمیر کر گیا میرے سردارون کو قید کرایا نور الدہر و شبرنگ کو لیگیا غصہ مین اندر قلعہ طلسمی کے آیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس کو قید خانے مین بھیجدیا اور اس جملہ حالات کی عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کی سب حال لکھا آخر مین یہ تحریر کیا کہ آپ کی دوستی مین کوکب سے دشمنی ہوئی طلسم کے بچانیکی فکر کیجیے وزیر کوکب طلسم کشا کو نکال لے گیا وہ اُسکی ضرور مدد کریگا یہ نامہ جو افراسیاب جادو کو پہونچا نہایت غصہ مین آیا کہا مین لوح طلسم جمشید یہین منگائے لیتا ہون یہ کہکر محیط ابر بار جادو کو بلایا اور ایک نامہ بنام جمشید لکھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ اے خیر خواہ بلا اشتباہ کیا مجال کوکب کی جو تمسے آنکھ ملاسکے مجھے ہر وقت خیال ہی مگر برادر محیط ابر بار جادو مع فرمان مابدولت کے آتا ہی وہ جو قلعہ ہی جسکو دخانیہ کہتے ہین شبرنگ آتش خوار وہان کا حاکم ہی محیط تمھارے پاس آئیگا تم بھی نامہ بنام شبرنگ آتش خوار لکھ دینا فرمان مابدولت کا اور نامہ تمھارا لیکر قلعہ دخانیہ مین جائیگا مقام لوح ہمنے محیط کو سمجھا دیا ہی وہ قلعہ دخانیہ سے لوح لیکر ہمارے پاس چلا آئیگا ہم لوح کو اپنی حفاظت مین رکھین گے جب لوح دستیاب نہوگی طلسم نہ فتح ہوسکیگا محیط ابر بار فرمان افراسیاب لیکر طرف طلسم جمشیدیہ کے روانہ ہوا مگر خورشید روشن رائے اپنے سحر سے نور الدہر و شبرنگ کو نکال لایا پانچ کوس پر آکے بارگاہ استاد کی شاہزادے کو ہشیار کیا مسند آراستہ کرکے جگہ دی آپ دست بستہ سامنے کھڑے ہوکر سلام کیا نور الدہر

حیران یا تو مین قید مین جمشید کی تھا یا اپنے کو بارگاہ آسمان جاہ مین پایا اسباب عیش و نشاط مہیا ایک جوان وزیر وضع سامنے دست بستہ حاضر ہے جسکی صفت خلق مین زبان قاصر ہے حیران ہوکر کہا اے برادر یہ کیا مقام ہے آپ کا کیا نام ہے خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر کا وزیر ہون آپ کی طلسم کشائی کی خبر شہنشاہ کو پہونچی مجکو نامہ دے کر روانہ کیا کہ جاکر جمشید سے لوح دلوا دو شاہزادہ کو شکست و عدم شکست کا اختیار ہے مین نے جاکر حضور کو قید مین پایا اُس بیحیا نے حکم شہنشاہ کو نہ مانا شکر ہے کہ مین حضور کو مع عیار نکال لایا اب حضور میرے ساتھ برائے ملاقات شہنشاہ کوکب روشنضمیر تشریف لے چلیے یا اسی مقام پر تشریف رکھیے مین ملازمون کو خدمت مین چھوڑ کر پاس کوکب کے جاؤن جمشید نمک حرام شہنشاہ کا ملازم ہے اب منزل بغاوت کا عازم ہے شہنشاہ اُس سے لوح منگوا کر آپکی خدمت مین حاضر کرینگے نور الدہر سنکر خاموش ہو رہے پر نہایت شاق ہوا کہ مدد سے انسان کی کام کرین یہ بات ضرور مشہور ہوگی کہ کوکب نے جب لوح دلوادی تب فتح طلسم نصیب ہوئی اے نور الدہر رب اکبر پہ تکیہ کرو جسطرح بنے یہان سے نکل چلو جو اپنے بزرگون کا طریقہ ہے اُسپر کاربند ہونا شیوۂ مردی و مردانگی ہے وہ بے نیاز کارساز مدد کریگا اس بلا کو دور کریگا دلمین تو یہ خیال کیا ظاہر مین فرمایا اے خورشید روشن رائے تمنے جو کچھ کہا مناسب کہا جو کچھ تمنے کہا ایسا ہی کرینگے ہم یہان ٹھہرینگے تم جاکر سوچ کے تدبیر کرا دینا خورشید روشن رائے کو بڑی خوشی حاصل ہوئی شاہزادے کی خوش بیانی پر تسکین دل ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے خورشید نے آرام کیا نور الدہر اپنے چھپر کھٹ پر آئے شبرنگ کو سمجھا دیا تھا اُسنے شاہزادے کو جگایا بہ تعجیل مرکب تیار کیا نور الدہر چھپکے سے اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے بڑے اطمینان خورشید روشن رائے ایک پرچہ لکھکر ڈال دیا کہ اے وزیر اعظم تم متردد نہونا ہم توکلت علے اللہ طرف طلسم جمشید کے جاتے ہین اور تمکو براہ محبت سمجھاتے ہین ہمارا تعاقب نہ کرنا اپنے مالک کو جاؤ شہنشاہ سے ہماری جانب سے شکریہ ادا کرنا اور کہہ دینا کہ ہم لوگ اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین پیدا کرنے والے کو بخوبی پہچانتے ہین انشاء اللہ اگر حیات باقی ہے تو طلسم کو فتح کرین گے ورنہ اپنی جان دینگے یہ تدبیر کرتے اُس شب تیرہ و تار مین مع شبرنگ ایک جانب روانہ ہوے صبح کو خورشید روشن رائے نے شاہزادے کو نہ پایا کاغذ اُٹھا کر پڑھا ساتھ والون سے کہا صاحبو فرزندان حمزہ کیا بہادر ہین دریائے جرأت کے بے بہا دُر ہین مجبور خدمت مین کوکب کی آکر حاضر ہوا تمام کیفیت ظاہر کی اور ملکہ حیران نے بھی بمقدمہ ایرج نوجوان سفارش کی دست بستہ گذارش کی کہ حضور از روے وقائع کے معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے بھی طلسم جمشید کا بڑے کروفر سے قصد مصمم کیا ہے اور یقین ہے کہ قریب طلسم جمشید پہونچ گئے ہون گے کوکب روشنضمیر نے اپنے ایک سردار عالیجاہ کو غصہ مین فرمایا اے ابرق آسمان سیر تم جاکر شاہزادے

ایرج نوجوان کا ساتھ دو لڑ بھڑ کر جمشید سے لوح لو شاہزادہ مرحلہ شکست کریگا اُس بیچیا باغی خار صحراے غرور کو مثل برگ خزان دیدہ پامال کریگا ابریق آسمان سیر کہ تنہا طاؤس پر سوار ہو کر تبلاش ایرج نوجوان طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا

اول دو کلمہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوتے ہین

کہ یہ بارگاہ خورشید روشن راے سے نکلے قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے اُس مقام پر پہونچے جس مقام پر شبرنگ بن عمرو نے ساحر کو مارا تھا اور گرفتار ہوے تھے وہان پر آکے زیر نخل ٹھہر گئے ارادہ تھا کہ شب ہو بعد نماز مغربین رب مشرقین سے رجوع کرین کہ کلید فتح طلسم حاصل ہو شبرنگ سے کہا ابھی تو دن زیادہ ہے صحرا سے ایک آہو شکار کر کے لائین کباب لگا کر کھائین شب کو مصروف دعا ہونگے دیکھین پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے شبرنگ نے کہا بسم اللہ مرکب پر سوار ہو کر ایک سبزہ زار مین آئے ایک ہرن پر مرکب ڈالا شبرنگ پیچھے رہ گیا کوس بھر پر آگے نور الدہر نے ہرن کو شکار کیا تیر کھا کر آہو گرا نور الدہر مرکب سے کودے آہو کو اُس خوشخو نے بقربانی پہونچایا انتظار مین ہین کہ شبرنگ آئے تو آہو کو اُٹھا کر لے چلین کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہے نور الدہر نے اُٹھا کر تیر مارا وہ آہو گرا نور الدہر نے اُسکو بھی ذبح کیا دونون کو کھینچکر ایک مقام پر رکھا ہے دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش مرکب باد رفتار پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین چوکنا گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہے اُس نقابدار کی نگاہ اپنے صید پر پڑی بغیظ و غضب تمام قریب نور الدہر کے آکر کہا کیون او اجل گرفتہ تونے ہمارے صید کو کیون شکار کیا کچھ خوف بادولت کا نہوا نور الدہر بے ساختہ ہنس پڑے فرمایا آپ کا صحرا مین کیا اجارہ ہے صید سامنے آیا شکار کیا نقابدار نے کہا یہان ہماری عملداری ہے کسی کی مجال نہین کہ یہان شکار کھیل سکے نور الدہر نے کہا اب تو تیر مارا خطا معاف کیجیے جو مناسب ہو سزا دیجیے نقابدار نے کہا یہ ہرن اُٹھا کر گردن پر لادو ہمارے مقام پر پہونچا دو جب تو نور الدہر کو غصہ آیا فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہے یہ کام مزدورون کا ہے بس نقابدار غصہ مین مرکب سے کود پڑا ہاتھ نیمچہ کا بلا تکلف مارا نور الدہر نے پنجہ نگارین کو بڑھا کر جھپکی ماری نیمچہ ہٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ذرا زور کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی کمر مین ہاتھ ڈال کر نور الدہر نے نقابدار کو اُٹھا لیا تکان جو پہونچی نقاب چہرۂ نقابدار سے دور ہوئی یہ معلوم ہوا برق چمکی یا ابر ہٹ گیا ماہ تابان پردۂ حجاب ابر سے نکل آیا ایک ماہ پارہ حور خصال پری تمثال ماہ جبین مہر تمکین پیش نظر پڑی شاہزادہ رعب حسن و جمال کی تاب نہ لاسکا غش کھا کر زمین پر گرا ہر چند کہ وہ نازنین بھی شکار ہوئی زخمی تیغ ابرو اسیر کمند گیسو مگر حجاب مانع ہوا عشق کہتا تھا اپنے بیمار کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھو عتاب کہتا علاج کرو

شربت وصال پلاؤ بنفشۂ گیسو کی بو سنگھاؤ جسطرح بنے اسکو ہوش مین لاؤ حجاب کا قول تھا شرم مناسب ہے کہ صاحبان عصمت کو پاس ناموس ضرور ہے عشق تاکید کرتا تھا سر عقل کا قصور ہے اسی شش و پنج مین حیران بالین پر اپنے بیمار کے اشک حسرت بہا رہی ہے کبھی بیٹھ جاتی تھی کبھی قصد ہوتا تھا کہ بند نقاب آراستہ کرکے نکل جاؤن مگر جوش محبت مین یہ بھی خیال تھا کوئی جانور درندا اسکو آکر گزند نہ پہونچاے یا خدانخواستہ شیر آکر دشمنون کو کھا جائے بوجہ مجھپر خون ہوگا اس خیال سے بیٹھی ہے آنکھون سے اشک گرم ٹپکے قطرہائے گلاب عارض پر شاہزادے کے پڑے آنکھ کھل گئی نازنین نے چاہا اٹھون نورالدہر نے کلائی تھام لی اُس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا ہان ہان کہکر اشارہ کیا دیکھ اے شخص مجکو ہاتھ نہ لگانا اپنی جان پر آفت نہ لانا یہ کہکر جو مسکرائی سپیدی براقی گوہر دندان کی اُس سے برق گری خرمن ہوش و حواس کو شاہزادے کے جلا دیا زلف نے پریشان کیا آئینہ جمال نے حیران کیا ہاتھ توبہ منت تھام لیا اب بخوبی نگاہ جمال بیمثال پہ پڑی ہی سراپا موزون صانع ازل نے نور کے سانچے مین ڈھالا ہے قیامت قد بالا ہے

بند مسدس

زلف رسا ہے یا شب معراج سربلند
یا ہین وہ مار شانۂ ضحاک خودپسند
یا قدسیون کے صید کو پھینکی ہے یہ کمند
ہے جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک نہ سنبل چمن مین ہے
دل خون رشک مشک کا نافہ ختن مین ہے

ہے زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا
یا ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
اٹھا بار حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
پیدا ہے یا کہ شام غریبان پہ ملا
خورشید روے یار کی گو زلف مشرق ہو
ممکن نہین ہے یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دلربا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
زلفین سنوارنے مین جو شانہ مشتعل ہوا
کٹا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم خردبین مین بیگمان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بیزبان
جادو ہو انکے نام سے دنیا مین بے نشان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہین عیان
پہونچے نہ چشم زخم کہین خوفناک ہون

دم سورہ صاد کا ہین کردن کیون ہلاک ہون

اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا
تارِ نگاہِ لطف سے زخم جگر سیا
چتون نے کشتہ دم تیغ ادا کیا
آنکھین کبھی چُرا کے مرا دل چُرا لیا

سیدھی نگاہ تیر سی سینہ سے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دوسار تھی

پہلوے گل کے خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیاے رزم و جنگ
رگہاے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
پہنے ہوے ہین جسم پہ وردی سیاہ رنگ

پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین
یا بہر صید باز نے پنجے نکالے ہین

شاہزادہ بیقرار اشکبار جب کئی مرتبہ اُس مہ جبین نے غصہ کرکے کہا صاحب چھوڑو نور الدہر نے بدجوشی مین سر قدمون پر رکھدیا اور کہا ای ملکہ عالم ایک چشم زدن تامل فرماؤ اپنے بیمار محبت کا علاج کرو اگر چلی جاؤگی ابھی پھر ملک کے دم نکلجائیگا نور الدہر نے جلدی جلدی مین زین پوش پشت مرکب سے اُتار کر بچھا دیا پلکون سے جاروب کشی کی وہ نازنین شرماکر بیٹھ گئی مگر دزدیدہ نگاہ سے جمال بیمثال نور الدہر کو دیکھ رہی ہی ہر مرتبہ جوش عشق کہتا ہی گلے مین ہاتھ ڈالدون دل کھول کر ملون مگر پھر شرماکر رُک جاتی ہی دونون عاشق و معشوق حیران حیران نور الدہر منت کر رہا ہی وہ شہنشاہ اقلیم شرم و حیا آنکھین نیچی کیے شرم سے کانپ رہی ہی شبرنگ بھی آکر پہونچا اُسوقت ملکہ نے گھبراکر کہا اے شہریار دیکھیے کوئی راہگیر آتا ہی نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہا ملکہ عالم یار وفادار ہی شبرنگ بن عمرو عیار ہی شبرنگ قریب آیا دیکھا جنگل مین عجیب جلسہ ہی شاہزادہ ایک نازنین کے سامنے دست بستہ بیٹھا ہے منتین کر رہا ہی شبرنگ تو عیار ہی اسنے فوراً اپنے توبڑے سے گلابی نکال کر بیچ مین رکھدی آہو کے گوشت کے بہ تعجیل کباب تیار کیے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر شاہزادے کو دیا کہ بسم احمد اس مست شراب حسن و ناز کو اک جام پلائیے نور الدہر نے جام سامنے کر دیا ملکہ شرماکر آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا اے شہریار یہ کیا موقع ہی میرا باغ یہان سے قریب ہے ہرچند کہ مقام خوف و خطر ہے مگر یہان سے اُٹھ چلنا بہتر ہی نور الدہر نے عجز سے کہا یہ جام نوش کرلو پھر جہان کہوگی وہان چلینگے یہ جو نور الدہر نے منت سے کہا ملکہ نے جام نوش کیا آنکھون مین نشہ آیا خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا اپنے ہاتھ سے جام نور الدہر کو دیا نور الدہر نے مذہب کا ذکر کیا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئی اب جو دو دو جام پیے ملکہ نے پوچھا ای شیر بیشہ جرات اس صحراے پُرہول مین کیونکر آپکا اتفاق ہوا نور الدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا نام و نسب بھی تبلایا مگر نور الدہر نے دیکھا باتین کرتے کرتے

یہ نازنین سہمی جاتی ہے چہار جانب دیکھ رہی ہے **نورالدہر** نے پوچھا ملکہ اسقدر گھبراتی کیون ہو یہ مقام خالی از غیر ہے ہماری وجہ سے صحراے غربت کی سیر ہے اُس مہ جبین نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا اپنا حال زار بیان کرون یہان سے قریب ایک شہر ہے میرا باپ وہان کا بادشاہ ہے ملک آباد رعایا دلشاد دیگر باب ہمارا نمود سوم بمہران **شاہ جمشید جادو** بادشاہ جمشیدیہ کا خراج گذار ہے نہایت ساحر زبردست مکار و غدار ہے کسی وجہ سے اُسکا اِس حوالی مین گذر ہوا تھا باپ ہمارے مطیع و منقاد تھے استقبال کر کے اپنے شہر مین لائے سامان دعوت مہیا کیا کسی دراندازنے مجھ بدنصیب کے حسن و جمال کی تعریف کی یا شاید مجکو دیکھ لیا باپ سے ہمارے سوال شادی کا کیا باپ نے محل مین آکر مادر مہربان سے کہا محل مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کہ ایسی بیٹی بھولی بھالی جادوگر کے قبضہ مین جاے گی نہین معلوم کیا رنج و ملال اُٹھائے گی آخر مشیرون نے صلاح دی کہ بادشاہ سے کہیے ابھی آپکی کنیز کمسن ہے دو برس کی مہلت دیجیے بعد اس کے سامان شادی ہوگا اے شہریار وہ زمانہ وعدہ کا منقضی ہوگیا تیسرے چوتھے دن اُسکے ساحر آیا کرتے ہین باپ پر ہمارے دباؤ ہے جلد سامان شادی مہیا کرو **جمشید جادو** عشق مین بیتاب ہے وزرا امرا پر عتاب ہے اِس غم سے آب و دانہ ترک تھا ہر وقت یہ خیال ہے کہ اب کوئی جادوگر آئیگا اُٹھا لیجائیگا عورتون سے کیا ہو سکے گا جان دونگی **نورالدہر** نے کہا اے ملکۂ عالم مین اسی فکر مین نکلا ہون انشاء اللہ طلسم جمشیدی کو فتح کرونگا میرے یاران ہمدم جمشید جادو کے یہان قید ہین ابھی چوتھا دن ہے ایک لڑائی پڑی تھی کئی ہزار ساحر میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے لڑتا ہوا قریب قلعہ جمشیدیہ کے پہونچ گیا تھا مگر فلک نے انقلاب کھایا دھوکا دے کر اُس نے لوح محفوظ لے لی ایک ہفتہ عشرہ کی ملکہ تمکو تکلیف ہوگی اُس بیحیا کی کیا مجال جو تمہارا نام لے سکے مگر ملکہ تم نے اپنے نام نامی سے نہ آگاہ کیا ملکہ سر جھکا کر رونے لگی کہا اے شہریار دریاے مصیبت کی شناور ملکہ ماہ پرور ہون مگر آپکی باتون نے کلیجہ فگار کیا وہ بیحیا ساحر زبردست بادہ سحر و ساحری سے مست اسکا قتل ہونا دشوار ہے **نورالدہر** نے کہا ملکہ اپنی آنکھون سے دیکھ لینا بعد ایک مہینے کے طلسم بھر مین ایک جادوگر واسطے علاج کے ملے تو ہمکو نبیرۂ صاحبقران نہ کہنا ان دونون عاشق و معشوق مین رنج و ملال کی باتین ہو رہی تھین شبرنگ دس بیس قدم پر چھپے ہے پانی لینے گیا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او برباد کن ساحران عالم کہان جائیگا تمام ساحران طلسم تیری تلاش مین پھر رہے ہین تو اس صحرا مین معشوقۂ شہنشاہ سے عیش مین مصروف ہے قتل تیرا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہے اور اے ملکہ ماہ پرور غضب کیا اس باغی کے دام مکر مین پھنسی تیرے لیے بھی خرابی ہوگی جبتک نورالدہر اُٹھین ایک پنجہ کمر مین ڈالا بروے آسمان لیکر روانہ ہوگیا ایک ساحر مہیب سامنے اُس ماہ پیکر کے آیا یہ نیر سپہر آسمان حسن دیکھکر کانپنے لگی صورت مہیب دیکھکر بیہوش ہوگئی چونکہ **جمشید جادو** اُسپر عاشق ہے اُس ساحر مہیب شکل نے تخت بنا کر ملکہ کو بٹھا لیا سحر کر کے ہوا ہوگیا پلٹ کے **شبرنگ بن عمر** نے جو یہ معرکہ دیکھا چار جانب جستجو مین دوڑا جب پتا

نپایا

نشان دستیاب ہوا ایک جادوگر کی شکل بنکر تیار رہو اجھولی بائین ہاتھ پر پتلے سونے چاندی کے گلے مین سیندور کا ٹیکا ماتھے پر بنا ہوا ایک ترسول ہاتھ مین سامری وجمشید کا نام لیتا ہوا ایک سمت جستجو کنان چل نکلا ملکہ کا حال تو وقت پر ظاہر کیا جائیگا ناظرین کے ذہن اقدس مین آئیگا مگر رستم صولت اسفندیار صفت صاحب رعب وجلالت آفتاب آسمان شوکت وشان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا ایک دربار عام مین پایا ایک بادشاہ ساحر تخت پر بیٹھا ہی گرد ساحرونکا دور اہی سردارون کے کہنے سی ثابت ہوتا ہی فیروز جادو نام دربند طلسم جمشید ہی فیروز نے پکار کے آواز دی ای سیاح جادو تمنے بڑا کام کیا ساحران طلسم مین نام کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے مگر بادشاہ نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک سردار ہی دوسرا اُسکے ساتھ عیار رہتے تصویرین دونون کی آگئین ایکیلے طلسم کشا کو لائے عیار کو کہان چھوڑ آئے عرض کی یہ غلام تلاش مین نکلا تھا ایک مصاحب بھی بادشاہ کا اسی جستجو مین آیا اور وہ دونون برائے جستجو ایک صحرا مین پہونچے ایک سانخل مین ملکہ ماہ پرور دختر مہران شاہ سے یہ جوان مصروف عیش تھا وہ ملکہ کو اُٹھا لے گیا مین اس شیر صولت کو آپکی خدمت مین لایا اور کسی کو اُس مقام پر نہین پایا فیروز نے کہا اُسی مقام پر جاکر تلاش کر وہ اس کا ہمراز ہی بڑا جلاد ہی سیاح نے کہا غلام پھر جاتا ہے ملتا ہی تو ڈھونڈھکر لاتا ہی یہ کہکے پر پرواز پیدا کرکے مثل طائر خیال بلند ہوکر اُڑتا ہوا چلا شبرنگ بشکل ساحر اُسی صحرا مین پھر رہا ہی سیاح آسمان پر چمکا کوسون منزلون پہ ایک نگاہ کو دوڑایا سوائے ساحر کے کسی کو نہ پایا خیال مین آیا اسی کو لیچلو سامنے بادشاہ کے پیش کر دینگے خلعت وانعام لینگے وہین سے سحر کرتا ہوا گرا شبرنگ بن عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا چشم زدن مین دربار مین فیروز کے لیکر پہونچا شبرنگ بن عمرو کو کھڑا کر دیا کہا ای شہنشاہ اُس صحرائے مہیب مین سوائے اُس ساحر کے اور کوئی نہ ملا یہ حاضر ہی شبرنگ بن عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک طرف شاہزادہ مسلسل و مطوق بیٹھا ہی جلسہ ساحران جما ہوا ہی ایک بادشاہ تخت پر ہی یہ تو عیار فرزند خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہی آنکھ کھلتے ہی بادشاہ کو سلام کیا دعا دی خداوند سامری وجمشید کی مدد سے آفتاب اقبال روشن رہی گیسیان کی جے جے کار گردکی دیا رہے آج جمشید وسامری نے اپنی قدرت کا ظہور دکھایا اس ظالم جلاد کو قید مین پایا مجھ ایسے مقبول بارگاہ سامری کا کلیجہ دکھایا سب ہمارے باپ دادا خدمت مین جمشید سامری کی جا پایا کیے پوری کچوری مٹھائی مندر سے بانٹے تھے ہمارے پاس بھی تصویر خداوند ہی ہر وقت پوجا پاٹ کے اب بھی اشارے کنائے ہوجاتے ہین مگر اس ساحر کش کا خون بہاؤنگا ٹھاکر جی کی پیشانی پر ٹیکے لگاؤنگا یہ کہکر نیمچہ کھینچکر نور الدہر کی گردن پر رکھدیا کہا کیون او ظالم میرے کو جوان بھائی جودھو کو قتل کرتے تجھے افسوس نہ آیا دیکھ قدرت سامری کہ تجھکو میرے قبضہ مین کرایا اب

سب بھائی برادری والے سامری پرست پونے دو سو خدا کے بندے موجود ہین اب مجھے کیا ڈر ہے جادوگرون نے ہان ہان کہکر ہاتھ تھام لیا بشکل خوشامد کرکے سامنے فیروز کے لائے فیروز جادو ان باتون سے بہت خوش ہوا کہ یہ بندۂ خاص سامری ہے رگ و ریشہ مین اوتارون کی محبت بھری ہے کرسی پر بیٹھنے کو جگہ دی کہا آؤ بھائی تمھارا کیا نام ہے اب کس فرقہ مین مقام ہے کہا حضور بھگت جی کرن قوم کا برہمن بیابان جادو نام پوجا پاٹ کرنا یہی کام ہے اس مسلمان ملیچھ نے میرے جوان بھائی کو مارا حضور مجکو حکم دین کہ مین اپنے ہاتھ سے قتل کرون خون اسکا کانور مین رکھکر لیجاؤن شوالون مین ٹیکے دون اور آپکے غلام کے پاس ایک پتلی ہے اشارے کرتی ہے بھجن گاتی ہے شوالے سے ملی تھی سامری کے گھر کی لچھمی ہے حسبد آپ سے مجھے بھی نہال کر دیا ہے جہان ہی مین مہنتون کو جمع کرتا ہون موہن بھوگ کھلواتا ہون بڑے بڑے داتا لوگ جمع ہوجاتے ہین پنچ تیاری دور دور سے لچھمی جی کے درشن کرنے آتے ہین داتا لوگون کے سامنے دیکھو لچھمی جی پٹر پٹر باتین کرتی ہین نتھنی پھڑکاتی ہین فیروز جادو حیران ہوگیا کہ ہمنے دو دو لاکھ روپے کے بت خریدے ہین اپنے منھ پر کبھی بھی نہین اُڑاتے سر بھی نہین ہلاتے یہ بندۂ خاص ہے یہ سوچ کر کہا ذرا لچھمی جی کا ہم بھی درشن کرین کہا سامنے یہان دربار مین مجھے بیٹھا ہے کنارے چلیے لچھمی جی سے دو دو باتین کر لیجیے فیروز جادو اشتیاق مین اُٹھا ایک کمرے مین آکر کہا دیوتا لاؤ لچھمی جی کو دکھاؤ شبرنگ نے کمر سے ایک پتلی نکالکے ہاتھ مین فیروز جادو کے دی کہا مہارانی انسے باتین کرو سامری کے بندے ہین اور فیروز جادو سے کہا مہارانی کے منھ سے منھ ملاؤ پیٹ پر ہاتھ رکھکے دباؤ باتین کرینگی فیروز جادو نے پتلی کے منھ سے منھ ملاکر پیٹ پر پتلی کے ہاتھ رکھا پتلی نے منھ کھولا فیروز جادو نے خوش ہوکر قہقہہ مارا شبرنگ نے پتلی کے پیٹ پر ہاتھ رکھکے جو زور سے دبایا پتلی کے منھ سے دھوان نکلا شبرنگ نے پتلی مین کل لگاکے بیہوشی بھر دی تھی فیروز جادو فوراً بیہوش ہوا شبرنگ نے پتلی کمر مین رکھی فیروز جادو کی زبان مین سوزن دیا ستون سے مضبوط باندھا رنگ روغن عیاری کا نکال کر شبیہ بنا فیروز جادو تیار ہوا تاج اسکا لیکر اپنے سر پر رکھا تمام لباس جسم پر آراستہ کرکے باہر آیا پکار کر آواز دی قیدی کو ہمارے پاس لاؤ مگر ہتکڑیان بیڑیان کاٹ دو ہم تنہائی مین سزا دینگے نورالدہر کے جسم سے قید سبھون نے دور کی شبرنگ ہاتھ تھام کر شاہزادے کا اندر لایا دروازہ مکان کا بند کر لیا نورالدہر سے کہا اے شہریار غلام آپ کا آپہونچا فیروز جادو کو مینے گرفتار کر لیا نورالدہر کو مقام صدر پر بٹھایا اپنی صورت اصلی بنائی فیروز جادو کو ہوشیار کیا اب جو فیروز کی آنکھ کھلی اپنے کو ستون سے بندھا دیکھا نورالدہر سلاح سے آراستہ قید جسم پر ندارد اور ایک عیار خونخوار تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے نعرے کر رہا ہے کہا اے فیروز جادو قدرت پروردگار کو ملاحظہ کیا تجھ ایسا جادوگر میرے قبضہ مین آگیا شاہزادہ رہا ہوا تیرے ملازم بیرون قصر بالکل بیکار ہین اگر تجکو

قتل کرون کسی کو خبر نہو قدمون پر شاہزادے کے بوسہ دے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ آپ کہتے ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی اور پھر قتل طلسم کشا مین کوشش کرتے ہو پونے دو سو خداؤن پر لعنت کرو وحدانیت کے قائل ہو وہ عالم زمین و آسمان بانی بناے آفتاب مہتاب ثابت سیارگان ہے اسطرح شبرنگ نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے فیروز کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ دل و جان سے اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی شبرنگ نے سوزن زبان سے نکالا ستون سے فیروز کو کھولا فیروز دوڑ کر قدمون پر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے گرا عرض کی اگر غلام کلمہ پڑھیگا تو تاثیر سحر کی زبان سے جاتی رہیگی حضور کی غلامی مین رہونگا ملازمان جمشید سے لڑونگا نورالدہر نے سر سینہ سے لگایا فیروز جادو شہزادے کو ساتھ لیکر مع شبرنگ بن عمرو دربار مین آیا اہالیان دربار حیران ہوے شاہزادے کو دنگل زرین پر جگہ دی رفیقون سے پکار کر کہا صاحبو تمکو خبر ہے کہ ہمپر کیا گذری ہم گرفتار ہوگئے اگر ایسے صاحبان رحم کا سامنا نہوتا قتل ہوجاتے تمکو خبر بھی نہوتی ہمنے اطاعت دین اسلام قبول کی حلقۂ غلامی گوش جان مین ڈالا غلام باخلاص ہوا سبنے عرض کی ہم بدل و جان حضور کے مطیع و تابعدار ہین بادشاہون کو امورات نیک و بد کے اختیار ہین اب تو صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہوے رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت طلوع ہوا ایک نازنین گل رخسار نے یہ غزل گائی اہالیان صحبت کی طبیعت لہرائی

غزل

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہے انکار نے بھی
کرے لیے نہین زور چلتا کسی کا

نہ ہے تو کسی کا نہ ہوگا کسی کا
نہ میری سنے وہ نہ مین ناصحون کی
یہ کہنا کہ کیا مجھپہ دعوا کسی کا
کوئی کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم

کیا تمنے قتل جہان اک نظر مین
نہین مانتا کوئی کہنا کسی کا
جو پھر جاے اس بیوفا سے جانون
نہین مہربان شکوا بیجا کسی کا

نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو اشعار عاشقانہ سنے یاد مین ملکہ مخمور سرخ چشم کی اشک آنکھون سے جاری ہوے دل بیتاب چشم پر آب دل کو دھڑکن جگر کو پھڑکن آہ گرم ہذیان جلانے لگی سوزش عشق آگ سینہ مین بھڑکانے لگی اشعار

چشم آغوش حسرت دیدار
شوق پامال حسرت و حرمان
آرزوے نظارہ خاک ہوئی
گرد دل سے اڑے زمین کے ہوش
فتنۂ حشر آخرین افغان

بحر اشک آب بار گلشن صبر
کف افسوس پنجۂ مژگان
خاک مین ہی ملا دیا غم نے
نالۂ آسمان فگن کا جوش
اشک آنکھون سے متصل جاری

جوش خمیازہ ریزش انظار
نگہ یاس برق خرمن صبر
سرمہ سا چشم آبناک ہوئی
خاک اڑانی کدورت دم نے
صور کا نفخ اولین افغان
خون دل تا بہ لخت دل جاری

حال شاہزادے کا ابتر دیکھکر فیروز جادو نے عرض کی کیون شہریار اسوقت آئینہ رخسار پر گرد غم والم کی ترقی ہی چہرۂ صاف وشفاف سے بیقراری پائی جاتی ہی نورالدہر نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ای برادر فلک کجرفتار نے عجب روز سیہ دکھلایا ہی بخت واژگون طالع نگون نے اس حال کو پہونچایا ہی ایک ایک دم زیر دم شمشیر مصیبت گذرتا ہی خنجر فراق محبوب ذبح کرتا ہے ؎

درس عشقت را بیان دیگر است
با فلک ہر دم قران دیگرست
از شراب عشق مے سوز جگر
طالب حق را مکان دیگرست
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را
ہر کسے را کاروان دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار عشق
مخفیا از آسمان دیگرست

این مدرس را زبان دیگر است
تا بہ کے سرگرم کار این جہان
نقل این مے از مکان دیگرست
رہرو راہ طلب را ہر قدم
با غمت راز نہان دیگر است
در نیابد غیر چشم حق شناس
این معلم را زبان دیگر است

اختر اختر شناسان ترا
این جہان را ہم جہان دیگرست
در میان خلق مے جوئید و نیست
ہمرہی با کاروان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجاست
ہر دمیدان را نشان دیگر است
پرتو اقبال صاحب ہمتان

نورالدہر بن بدیع الزمان نے کلمات عشق آمیز و اشعار وحشت انگیز جو پڑھے فیروز جادو بے اختیار رونے لگا کہا شہریار غلام ساحر زبردست ہی آپکا معشوق کہان ہی اگر آسمان پر ہوگا تو اپنے کو مثل دعاے مظلومان پہونچاؤنگا اگر تحت الثریٰ مین ہوگا قطرۂ آب بنکر جذب ہوجاؤنگا ہر طرح آپکے مطلوب کو آپ سے ملاؤنگا نورالدہر نے کہا کہ طلسم جمشیدیہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم عاشق زار معشوق وفادار قید ہی دوسری نازنین مہجبین ملکہ شگوفہ اسی صیاد کی صید ہے ہم محفل عیش وعشرت مین بیٹھے ہین گانا سنتے ہین نہین معلوم اُس گرفتار قفس طلسم پر کیا گذری ہوگی پروردۂ مہد ناز و نعم صاحب شوکت و حشم اسیر رنج والم ہی اب تمہاری مہربانی یہ ہی کہ ہمکو جلد رخصت کرو جستجوے محبوب مین جائین اپنے کو مثل نقش پا مٹائین یا طلسم کو شکست کرین اس لڑائی کا بندوبست کرین فیروز نے عرض کی کہ ایسے وقت مین غلام ساتھ نہ چھوڑے گا خدمت گذاری سے منھ نہ موڑیگا ہر چند کہ مفتوح ہونا طلسم کا بدون لوح غیر ممکن مگر ہم سرکار کے ساتھ ہین نورالدہر نے کہا سب سامان وہ مسبب الاسباب مہیا کر دیگا فیروز نے کہا بسم اللہ پچیس ہزار ساحران غدار کو فیروز نے تیار کیا نورالدہر بن بدیع الزمان نے فیروز کو تخت پر سوار کیا آپ خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا علمہاے گلنار کے پھریرے کھل گئے اس کر و فر سے مع لشکر فیروزی اثر طرف طلسم جمشید دو منزلین طے کی تھین ایکدن وقت سحر ایک صحراے سبزہ زار مین گذر ہوا شاہزادہ پشت مرکب سے اُترا بہار سبزے کی دیکھنے لگا یہ نہ سمجھا کہ سبزۂ بیگانہ ہی جیسے ہی سبزۂ خوابیدہ پر پاؤن رکھا مثل طالع خفتہ سوتے سوتے دشمن بیدار ہوا تڑپ کر ایک پنجہ آسمان سے گرا

کمر مین نور الدہر کی پڑا اس جلدی مین قندیل فلک ہوا کہ کوئی ساحر قریب جا سکا ساحرون مین ہلڑ ہوا کوئی شاہزادے کو اُٹھا لے گیا فیروز جادو چار طرف دوڑا کچھ نشان نہ ملا روتا ہوا پلٹا شبرنگ بن عمرو سے کہا کیون ای برادر جو ہم کہتے تھے وہ پیش آیا طلسم مین ہنگامہ ہو چکا ہے کل حاکمان دربند کو حکم پہونچا ہی جس طرف سے طلسم کشا نکلے گرفتار کر لو آخر مین نے بھی گرفتار کرایا تھا تصویرین سب کے پاس پہونچ چکی ہین ای شبرنگ کیا عجب ہے شبرنگ آتش خوار حاکم قلعہ دخانیہ نے یہ آگ لگائی ہو وہ مردود بھی نہایت ساحر زبردست ہی مشہور ہی کہ اُسکے قبضہ مین لوح ہی وہ سب سے زیادہ کد و کوشش کریگا اُسی کے ساحر لیگئے ہونگے اُسی جانب ہم بھی چلتے ہین شبرنگ نے کہا بسم اللہ فیروز مع لشکر سمت دخانیہ چلا گر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ایک جادوگر کے پایا وہ تخت پر بیٹھا ہی گرد بہت ساحر ہین اپنے ہاتھ پانْون سحر سے بیکار شبرنگ آتش خوار نے آواز دی کیون ای جوان چند عرصہ مین طلسم مین بڑے بڑے ہنگامے ڈالے ہزارہا ساحر تیری وجہ سے طلسم جمشیدیہ کے مار ڈالے گئے مگر میرا نام شبرنگ آتش خوار ہی میرے شعلۂ قہر و غضب سے بچنا دشوار ہے یہ کہکر حکم دیا پہلوے قصر مین جو کمرہ ہے وہان لیجا کر اس جوان کو رکھو بادشاہ کو عرضی لکھتے ہین جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے یہ ملحوظ رہی کہ نور الدہر کو قید آہن سحر مین مبتلا کر دیا کمرے مین شاہزادہ بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہی شبرنگ آتش خوار اپنے وزیرون مشیرون سے صلاح مین مصروف ہے کہ صاحبو اسکو قتل کرون یا بادشاہ کو عرضی لکھون اپنی اپنی عقل کے موافق سردار جواب دے رہے ہین

دو کلمہ محیط ابر بار جادو کے سنئے کہ جسکو افراسیاب جادو نے یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ طلسم جمشیدیہ کی لوح ہمارے پاس لے آؤ

اول محیط جادو پاس جمشید کے آیا فرمان افراسیاب کا جمشید پڑھکر بہت خوش ہوا اپنا نامہ اس مضمون کا لکھا ای شبرنگ آتش خوار محیط ابر بار شہنشاہ افراسیاب کا سردار مع فرمان و مع نامۂ بدولت تمہارے پاس پہونچتا ہی فوراً اسکو لوح حوالے کر دینا شہنشاہ نے خود اسکو مقام لوح کا پتا بتا دیا ہی چشمہ کو خشک کرکے با آبرو لوح خود نکال لیگا پس جمشید سے نامہ لیکر محیط جادو طرف قلعہ دخانیہ کے روانہ ہوا جس وقت شبرنگ آتش خوار نور الدہر کو قید کرکے اپنے سردارون سے صلاح کر رہا ہی اُسی وقت محیط جادو بکبر و نخوت تمام دربار مین شبرنگ آتش خوار کے آکر اُترا بسبب غرور کے شبرنگ کو سلام بھی نکیا شبرنگ نے دنگل زرین دیا پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہی محیط نے نامہ و فرمان ہاتھ مین شبرنگ کے دیا اور کہا مین لوح لینے آیا ہون شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا ارشاد ہی کہ جلد جا کر لے آؤ لوح طلسم جمشیدیہ ہماری خدمت مین پہونچاؤ وہ قصر کس مقام پر ہی شہنشاہ نے مجکو نشان بتا دیا ہی پہلو مین کمرہ ہی پاس حوض بنا ہی اُسمین تختۂ آہن ہی لوح طلسم کا وہی مسکن ہے شبرنگ آتش خوار نے کہا آپ کا نام تو محیط ابر بار ہی اور مزاج مین یہ گرمی

ذرا تامل فرمائیے ایک جام شراب نوش کیجیے یہ کہکر ساقی بچے کو اشارہ کیا محیط نے پیالہ پیا اور دماغ مین نشۂ غرور بھرا پلٹ کر کہا صاحب مجکو بہت تعجیل ہے زیادہ نہین ٹھہر سکتا شبرنگ نے کہا مین جواب تحریر کرتا ہون مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہے اب لوح لیجانیکی ضرورت کیا ہے محیط نے کہا مین تحریر و تقریر نہین جانتا وہ سامنے قصر ہے حوض بھی مجکو معلوم ہوتا ہے شہنشاہ نے سب نقشہ مجکو بتلا دیا ہے مین لوح جاکر نکالتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا جب تو شبرنگ آتش خوار نے کہا میان محیط صاحب اسقدر سر نہ اٹھائیے نشہ مین نہ بلبلائیے ہرگز لوح نہ لیجانے دونگا بانیان طلسم نے ہمارے بزرگون کو ایسا معتبر جانا لوح طلسم کو سپرد کیا ہمنے آج تک برابر جان کے رکھا اب طلسم کشا کا بھی انتظام کر چکے صحرا صحرا پھرے تکلیف اُٹھائی کانٹے صحرا پالون مین چبھے جب طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے ہین اب آپ واپس جائیے گرفتاری طلسم کشا کا حال کہیئے ہم اس عرصہ مین طلسم کشا روانہ کرتے ہین محیط نے کہا مین قاصد نامہ دار نہین ہون مین پہلو نشین افراسیاب ہون خود صاحب قہر و عتاب ہون یہ کہکر غصہ مین آکر اُٹھا اور کہا دیکھو یون لوح لیجاتے ہین جب تک شبرنگ سنبھلے محیط نے ایک گولہ سحر کا بڑھکر مارا تمام بارگاہ مین شبرنگ کی دھوان چھا گیا شعلے بھڑکنے لگے کوئی زمین پر گرا مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا کسی کی زبان بند کوئی دردمند شبرنگ بھی اُسکے سحر سے مثل تصویر تصور کے خاموش حیرت کا جوش تخت سے اُٹھ نہ سکا محیط گولہ مار کر بل کرتا ہوا بارہ دری سے نکلا قریب حوض کے آیا حوض پر سے تختہ آہن اُٹھایا حوض مین پانی بھرا تھا چند دانے ماش کے مارے پانی خشک ہو گیا محیط جوش سحر سے حوض مین کود پڑا دیکھا پہلو مین ایک مختصر سا دروازہ لگا ہے اپنے لات ماری کہ دروازہ ٹوٹا اندر اُس دروازے کے منبر پر ایک صندوقچہ رکھا تھا کلید اسمین لگی ہوئی تھی محیط نے قفل کو جھٹکے سے کھولا پٹ اُٹھایا اندر اُسکے لوح طلسم جمشید مثل آفتاب عالمتاب چمک رہی ہے ریشم مین گندھی ہوئی گپھا مقیش کا تختی الماس کی اُس پر یاقوت احمر کے حرف محیط نے خوشی مین آکر ہاتھ مین اُٹھا لیا بحیرت اُس لوح کو دیکھتا ہوا کہ یہ کیا شے بنائی ہے یہ تو ایک سلطنت کا مول ہے اے محیط اسکو شہنشاہ کو نہ دے اپنے پاس چھپا رکھ کسی وقت پر کام آئیگی دولت دنیا دلوائے گی عجب شے نایاب ہے لوح ہے یا آفتاب عالمتاب ہے یہ نہ سمجھا کہ یہ الماس ہے اسکی محبت دل کے ٹکڑے اُڑائیگی جان جائیگی خون تھوکنا پڑیگا ایک ایک ریزہ اسکا نشتر بنکر دلمین گڑیگا ہاتھ مین لوح چمکتا ہوا محبت مین مبہوت محیط جادو جوش مین جو پلٹا شاہزادہ نور الدہر قید سحر مین مبتلا بیٹھا ہے محیط نے جو طلسم کشا کو دیکھا آواز دی باش او مسلمان دیکھ یہ لوح مین نے لی سر بھی کاٹ کر لیتا جاؤن اسکے معاوضہ مین الگ خلعت و انعام افراسیاب سے پاؤنگا یہ کہکر تیغہ کھینچکر جھپٹا یہ ناظرین پر ملحوظ رہے کہ بائین ہاتھ مین لوح طلسمی ہے داہنے ہاتھ سے تلوار کھینچے ہے جیسے ہی قریب نور الدہر کے پہونچا عکس لوح کا پڑا قید سحر دور ہوئی طبیعت شاہزادے کی مسرور ہوئی تلوار پر اسکی ہاتھ ڈالدیا محیط چاہتا ہے کہ سحر پڑھون بسبب لوح ہاتھ مین ہونے کے سحر فراموش ہے قلب پر حیرت کا جوش ہے شاہزادے سے اور محیط سے کشتی ہونے لگی

شبرنگ آتش خوار مع اہالیان دربار بڑے بڑے ساحران غدار سحر مین **محیط** جادو کے مبتلا ہین جو باہر تھے وہ ہنگامہ سنکر دوڑے ہین کہ یہ کیا قیامت ہوا ہمارے مالک پر کیسی مصیبت ہے تخت سے اٹھتا ہے دل بیٹھا جاتا ہے شعلے چہار طرف بھڑک رہے ہین اب جو **نور الدہر** نے نعرہ کیا سب نے دیکھا کہ طلسم کشا سے اور **محیط** جادو بے آبرو سے کشتی ہو رہی ہے سحر تو اُس بیچارے کو یاد نہین آتا نعرہ کر رہا ہے **نور الدہر** نے کمر مین ہاتھ دے کر اُکھیڑ کر مارا لوح جبین کر گلے مین ڈالی چھاتی پر چڑھ بیٹھے کندۂ زانو سے دبا کر فرمایا او بیچارہ حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اُس مغرور نے سامری جمشید کا نام لیا کچھ جواب سخت دیا **نور الدہر** نے ایک ہاتھ گردن پر دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے جھٹکا دے کر ہلکہ مارا مع نرخرے گردن کو گھسیٹ کر پھینکدیا اتنا بڑا جادوگر واصل جہنم ہوا تمام دربار مین اندھیرا ہو گیا سنگباری برف باری ہونے لگی پیر عمل کرتے تھے کچھ تدبیر نہ بن آئی بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من **محیط جادو** بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم سحر **محیط** ابر بار جادو کا **شبرنگ آتش خوار** وغیرہ سے دفع ہوا روشنی ہوئی **شبرنگ آتش خوار** نے یہ سب معاملے اپنی آنکھون سے دیکھے دیکھا سامنے سے طلسم کشا لوح گلے مین خون مین **محیط** کے نہایا ہوا چہرے پر قہر و غضب **شبرنگ** تخت سے اٹھکر دوڑا پکارا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی تیرا دین سچا ہے خدا ے نادیدہ یکتا ہے میرے دل کو اعتقاد ہو گیا خوب کشتاد کیا ماشاء اللہ اس مغرور کو کس زور شور سے مارا یہ کہتا ہوا قریب آیا قدمون سے لپٹ گیا **نور الدہر** نے سر اٹھا کر سینہ سے لگایا فرمایا ای برادر تم ہمارے قوت بازو ہو زینت پہلو ہو دیکھو پروردگار ہمارا کیا مسبب الاسباب ہے چشم زدن مین کیا کا کیا ہوا تمہارے پاس قید ہو کر آئے تھے معبود نے مشکلکشائی کی قید سے چھوٹے لوح ہاتھ آئی تم شریک ہوئے اب معاملات فتح طلسم ٹھیک ہوئے **شبرنگ** نے تمام اپنے سردارون کو آواز دی صاحبو تمنے ظہور مذہب اسلام دیکھا مین تو دل و جان سے مطیع الاسلام ہوا جسکو طلسم کشا کا ساتھ دینا ہو ورنہ نکلجائے سب نے عرض کی ای شہریار ہم سبکی شاہزادے نے جان بخشی کی ہے دل و جان سے حاضر ہین **شبرنگ آتش خوار** مع فوج و افسران نامدار مطیع الاسلام ہوا شاہزادے نے **شبرنگ آتش خوار** کو تخت پہ بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے کہ نور اسیر کا سے سامنے آکر ہوئیے ہاتھ اٹھا کر دعا اور ثنائے بادشاہی بجا لائی قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا

ای شہریار والا تبار **فیروز جادو** و **شبرنگ بن عمرو** آپکا عیار خوشنخو مع فوج ظفر موج قریب قلعہ دخانیہ آکر اُترے ہین اہل جنگ و جدل ہین سب جوان جان نثار بے بدل ہین آپکی قید کی خبر سنکر آئے ہین قریب قلعہ پہونچ چکے ہین **نور الدہر** نے حکم دیا ہمارے دوست کو استقبال کر کے لاؤ کہ تم تک پہونچا دے **شبرنگ آتش خوار** نے پوچھا کہ ای شہریار یہ کب مطیع ہوا آپ کی غلامی سے اسکا بھی رتبہ رفیع ہو فرمایا اس کے یہان بھی قید ہو کر آئے تھے

یہ بھی فریب ہو چکا بس شبرنگ آتش خوار خود بھی برائے استقبال اٹھا فیروز جادو کو مع شبرنگ بن عمرو بصد کر و فر سامنے شاہزادے کے لایا فیروز نے آکر شاہزادے کو مقام صدر پہ پایا کلاہ فخر کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا اب محفل عیش و عشرت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز و رقاصان سحر ساز دربار مین حاضر ہوئے محفل فرحت و بزم سرور و نشاط گرم ہوئی ایک نازنین پریچہرہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

ای درخمِ زلف تو پریشان دلِ عاشق
در پیشِ گلِ روی تو حیران دلِ عاشق
آبے کہ بصد خونِ جگر یافت لبِ خضر
دیداست دران چاہ زنخدان دلِ عاشق
تا زلف تو سر رشتۂ زنار بتان ست
ہرگز نہ شود مائل ایمان دلِ عاشق
تا گشت لبِ لعل تو ہمسر از تکلم
خونِ دلِ من خورد بہ دامان دلِ عاشق
مخفی بسر دار برد خواہ با دیدہ
از کردۂ خود نیست پشیمان دل عاشق

محفل مین صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی اسوقت شاہزادہ بھی مسرور خیال فراق دل سے دور چار پہر رات اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین بسر ہوئی صبح کو نورالدہر نے فرمایا ای شبرنگ آتش خوار ای فیروز جادو جلد لشکر تیار کرو بیرون قلعہ چلو مین برائے فتاحی طلسم جاؤنگا شبرنگ نے کہا جلد لوح ملاحظہ کیجیے سمت مرحلہ جات تشریف لیجائیے ہم لشکر لیکر آتے ہین اسی وقت لشکر تیار ہوا بیرون قلعہ آئے لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نکلا ای قاتل طلسم والے سیاح این عجائبات عجیب و روزگار اپنا نفس شریک حال کرکے لوح طلسمی حاصل ہو کسی قدر تسکین دل ہو سم حاشیہ لوح پر پڑھنا ایک طائر خوشرنگ بلند پرواز آسمان سے آئیگا اس سے کہنا اے احمر جنی مژدہ ہو کہ مین نے لوح طلسم پائی جاکر مرحلے فتح کرونگا تجکو قید سحر ساحران طلسم سے نجات دونگا وہ تمکو سوار کرکے لیجائیگا گوہر مراد ہاتھ آئیگا شبرنگ وغیرہ نے دیکھا شاہزادے نے زیر نخل جاکر ایک اسم پڑھا طائر پیدا ہوا قریب شاہزادے کے آیا پہلے وہ طائر آمادۂ حرب و پیکار تھا جب احمر جنی نام لیا مژدۂ رہائی دیا طائر رام ہوا شاہزادے کو خوشی خوشی اپنی پشت پر سوار کیا اڑتا ہوا آسمان پر جاکر غائب ہوا عقب مین فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار فوج ساحران لیکر روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑے

دو کلمے داستان شوکت بیان گل گلدستۂ صاحبقران نقد روح و روان قاسم عالی شان شاہزادۂ ایرج نوجوان تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

لا جلد شراب ناب ساقی
دے جام مجھے شتاب ساقی
ہو جاؤن شگفتہ پلادے وہ گھول
تھوڑی سی بات کو نہ دے طول
اے ساقی نوجوان کرم کر
کشتی مری کھیو کے تازہ دم کر
ای کلک سنبھل کے پانؤن دھرنا
لکھا ہوا بحر بیان نہ کرنا
ہشیار کہ ہے یہ اور ہی راہ
یہ وہ نہین جس سے تو ہے آگاہ
بہکون تو مجھے سنبھال لینا
تقریر کو دیکھ بھال لینا

اب نشہ بھی رہ گیا ہی کم کم
کرتا ہی یہ غم ہلاک مجھکو
اہی پیر مغان کا دم سلامت
دیکھ آے ہم آفتاب اپنا
پی لون مین شراب لے تو دم
اس سمت تو مین ہون بیخود وخواب
دکھلا دے چاندسی وہ صورت
ہی نبت عنب کی تاک مجھکو
وان دختر رز کمال بیتاب
لو ہوگیا دل کباب اپنا

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین شعر

واقفانے کہ در سخن فرداند؛ شرح این داستان چنین کردند؛ سابق مین ذکر کیا ہی شاہزادۂ ایرج نوجوان بصد شوکت وشان مع شوخ چشم جادو وافلاک کوہی سمت طلسم جمشید روانہ ہوے اب قریب دربند آہن تاب آکر پہونچے ظلمات آہن تاب پہلوان بے مثل دنیا یا بطرف سے جمشید جادو کے یہان کا حاکم ہی مگر ساحر نہین ہی بہادر زبردست بادہ جرأت سی مست اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مع فوج کوہیان سمت طلسم جمشید جادو جاتا ہی ظلمات آہن تاب بصد قہر وعتاب گرگدن مست پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج کو ہمراہ لیا بیرون قلعہ آکر اُترا ابہر پہر دن باقی تھا کہ ایرج نوجوان مع افلاک کوہی سامنے آکر فروکش ہوے ایرج کو شاپور شیر دل نے خبر دی کہ ظلمات آہن تاب اپنے زمانے کا رستم آپ کے رد کرنے کو آیا ہی مگر طعن کرتا ہی کہ نبیرۂ حمزہ ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی ایرج نے اُسی وقت ملکہ شوخ چشم سے کہا تم اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لے کر الگ جا ٹھہرو ہماری لڑائی مین دخل نہ دینا شوخ چشم پریشان اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لیکر ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر اُتری مگر جبکہ آفتاب عالمتاب بخوف شہنشاہ گردون رکاب یعنی مہتاب قلعۂ مغرب مین جاکر محصور ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا ظلمات آہن تاب کو خبر ملی کہ نبیرۂ حمزہ کو حفظ جرأت کا بڑا خیال ہے شوخ چشم جادو کو اپنے سے الگ کر دیا نشہ مین شراب کے حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑے ہرکارون نے یہ خبر شاہزادۂ ایرج نوجوان کو پہونچائی کہ ظلمات آہن تاب نے طبل جنگ بجوایا ہی صبح کو قصد ہی کہ حضور سے مقابلہ کرے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل یزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے بیان

نقارۂ رزمی بجا **نظم**

برد طبل را آنچنان طبل زن
کہ در ید میت ز ہیبت کفن
دہل زن دہل زن کہ تحسین او
بہ بین دین او دین او دین او

اُس جنگ کا مختصر تحریر کرنا منظور ہی بلا وجہ طول دینا لیاقت کا قصور ہی چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نور کا تڑکا ہوا ظلمت دور ہوئی سیاہی شب کی کافور ہوئی ایرج عالی مقدار بعد نماز سحر بصد کر وفر پشت کرۂ بن اشقر پر سوار ہوکر بصد صولت وشوکت دلاور میدان کارزار ہوئے اُدھر سے ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب مع لشکر ہزیمت اثر آکر میدان جنگ مین پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین نقیبان ابتدا انگ

حکم ہوا نقیبون کا وہ فرقہ ہی اگر اشعار عبرت آمیز سنائین نامرد بزدلون کو لڑوا دین ہزارون کو کٹوا دین خرامان خرامان بیچ میدان مین آکر نقیب خوش آواز ٹھہرے بھیروین کے سُرون مین اول چند الفاظ کہے کہ مردان عالم وقت جانبازی ہی پانون پیچھے نہ ہٹانا دشمن سے لڑ بھڑ ملکر مرجانا بزرگون کا نام روشن کرو نشہ بادہ شجاعت سے جھوم جھوم کے لڑو پھر یہ اشعار پڑھے **نظم**

عجب وقت یہ ہی جو ہمت کرد
حیات ابد ہی جو اسدم مرو
تو بہتر یہی ہی کہ جان کام آئے
پس مرگ تربت مین آرام آئے
جو باقی رہی پھر تو غازی ہو تم
سزاوار گردن فرازی ہو تم
یہ ملک جہان ہی تمہارے لیے
نعیم جنان ہی تمہارے لیے
سعادت ہی جو جانفشانی کرے
یہان اور وہان کامرانی کرے

دنیا ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی آنکھون کو کھول کر دیکھو بچشم بصیرت حقیقت وا کرو جمشید جم کیا ہوا دارا ایسا بادشاہ سکندر کے دم مین فنا ہوا **نظم**

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا
عبرت سرا مقام ہی یہ جائے غور ہے
ضحاک کا عروج نہ خسرو کا دور ہے
بیاہ لیجا عروس موت کو
دے طلاق اس زندگی کی سوت کو

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر شیران دشت نبرد جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے آنکھون کے آگے موت کا نقشہ پھر گیا لطف زندگی نظر سے گر گیا ہر ایک کا قصد ہی لڑین بھڑین جان دین نقیبون کا میدان کارزار سے ہٹنا اول **ظلمات** آہن تاب بصد قہر و عتاب گینڈے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا گھڑی بھر کال نیزہ ہلایا گینڈے کو دوڑایا جب خوب عرق عرق ہوا دونون سپر دانتے یون سینہ ٹیکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گینڈے کو روکا نیزے کو گاڑ دیا لشکر اسلام کو تیز بہ نظر تیز دیکھا ہر بہادر از میخ میل تا موزہ غرق دریاے آہن **بیت**

چنان مرد خود را در آہن گرفت ٭ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ٭

پکار کر آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے ایرج نوجوان نے مرکب پھیرا **افلاک کوہی** سے فرمایا ای برادر اجازت میدان دو **افلاک کوہی** تخت سی کود پڑا عرض کی ای شہریار آرزو ہی کہ اس دیو خصال سے غلام مقابلہ کرے یہ **ظلمات** سیہ بخت بڑا صاحب طاقت ہے شیران دشت کے دلون مین اسکی ہیبت ہی فرمایا ای خیر خواہ **مصرع** دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ٭ مجکو دیر ہونا بہت ناگوار ہے یقین ہے کہ **نور الدہر** طلسم مین پہونچگیا ہو مین چاہتا تھا کہ طلسم جھٹ پٹ فتح کرون چشم کی انکھ جھپکاؤن **افلاک** نے سر جھکا لیا کہا حضور خدا کے سپرد کیا **ایرج** دوبارہ دامن گردان کر کرہ **بن اشقر** پر سوار ہوے مرکب لاجواب سوار جرأت مین انتخاب مثل باد صرصر تیز ترکلایان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا جاتا ہی **نظم**

زیر ران ہی جو تیرے رخش فلک سیر تھا
ہی وہ محبوب جسے کہیئے نہایت اچپل

شکل کیا اسکی بتاؤن کہ جسے شوخی سے
دائرے بیچ تصور کے نہین پڑتی کل

اسکی سرجوٹی کا ہین حسن کہون کیا جسکے
زلف معشوق کا دیکھے سے نکلجائے بل

بزغہ وگام سے باہر ہے کچھ اسکی رفتار
ہر چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چھل بل

بلہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہوجائے
پڑ سکے پیچھے نہ اسکے کوئی جز اسکے کفل

جست وخیز اسکی بیان کیجیے اگر پیش حکیم
اعتقادات حکیمانہ مین آجائے خلل

قاش سے زین کے ذرا بھی جو اچکجائے عنان
مارے جون روئے زمین پشت فلک کو کھندل

اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ
نسبت اسکے فرس ایسا کہ جسے کہیے اجل

توسن وہم کو دوڑائیے ساتھ اسکے تو ہو
بازگشت اسکی تمام اسکی لگام اول

ظلمات آہن تاب نے گردہ سپر کا ہاتھ مین لیا بڑھکر نکاورزن ہوا پانچ قدم گینڈا **ظلمات** کا اور تین قدم گھوڑا شاہزادے کا پیچھے ہٹا **ظلمات** آہن تاب نے جو رعب و دبدبہ دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوکر کہا اے شیر صولت اگر آپ میری اطاعت قبول کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون **ایرج** نے جواب دیا اے **ظلمات** اگر سامری و جمشید پر لعنت کرو اور مسلمان ہو تو تجکو زینت بارگاہ قرار دون **ظلمات** نے غصہ مین نیزہ اٹھایا تاک کر سینۂ بے کینہ پر وار کیا **ایرج** نے سنان نیزہ کو سنان پر گانٹھا آپسمین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل آپسمین نیزہ بازی ہوئی تین سو ساٹھ فن نیزہ بازی کے آپسمین صرف ہوئے چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین **ایرج** نوجوان نے آخر نیزہ **ظلمات** کا گانٹھا جھٹکا مارا صاف ہاتھ سے **ظلمات** کے نیزہ نکلگیا **ظلمات** کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا شعلۂ غضب بھڑکا غصہ مین قبضہ پر تیغہ کے ہاتھ ڈالا دو سومن کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہکر **ایرج** پر جا پڑا دو دستی تیغہ لگایا **ایرج** نوجوان نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار کی باڑھ پر ہے جب تیغہ قریب سر آیا **ایرج** نے پنجۂ خورشید نما کو بڑھا کر جھپکی بلدی تیغہ پٹ پڑا کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا کشاکش کے زور ہونے لگے مرکب و کرگدن تاب نہ لا سکے پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے پہلوانون نے آواز دی اے شیرو یہ بیزبان ہلاک ہوجائینگے اترکر مقابلہ کرو **ایرج** و **ظلمات** کودے خم مار کر کشتی مین مصروف ہوئے دونون سر ٹکرانے لگے پیچ توڑ جوڑ بند صرف ہو رہے تھے مگر **ظلمات** زور بازو سے شاہزادے کے دنگ زندگی سے تنگ دو پہر کامل ایک طور پر کشتی ہولی **ایرج** نوجوان تعلیم کردہ مہتر مہتران فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق فن کشتی کا مشاق صاحب مذاق ایک مقام پر پکڑ لایا دونون مونڈھے تھام کر بکہ مارا گھٹنے **ظلمات** کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کرے حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر زنجیر پر ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر جگر سے کھینچا پہلے ہی زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے

زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا قصد ہے زمین پر مارون اہالیان فوج **ظلمات** نے دیکھا کہ بڑا اندھیر ہوا اب ہمارے آقا کو گرفتار کریگا تلوارین پکڑ کر جا پڑے شاہزادے کو سنبھالنا دشوار کر دیا چار طرف سے نیزے اور تلوارین پڑنے لگین **ایرج** نے کئی زخم کھائے **ظلمات** ہاتھ سے چھوٹا ہاتھون ہاتھ سردارون نے بچایا **ظلمات** گینڈے پر سوار ہوا **ایرج** نوجوان نے نہنگانہ دریائے خون مین غوطہ مارا نعرہ کیا **شعر** ملک ایرج آن آفتاب منیر ۔ کہ صاحبقرانیم آفاق گیر ۔ تیغہ دودمہ سکندری کھینچکر لڑنے لگا ادھر سے **افلاک کوہی** فوج کو لیکر پہونچا ایرج نوجوان نے چن چن کے سردار مارے اب **ظلمات** آہن تاب کے پانون اکھڑ چکے ہین اہل اسلام لڑتے ہوے پڑاؤ تک آ گئے خیمے خزانے لوٹنے لگے ملکہ **شوخ چشم جادو** بیگم **ایرج** نوجوان اتری ہی سر کوہ سے دیکھ رہی ہی کئی مرتبہ شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ لونڈی ایک چشم زدن مین آ کر لڑائی کو فتح کرے ایک سحر مین سب کو بیہوش کر دے **ایرج** نوجوان نے کہلا بھیجا خبردار سحر تو کرنا کیسا اگر تم آئین تو اپنے کو ہلاک کرونگا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہے کہ غیر ساحر سے ساحر کو حکم جنگ دین مرد کو عاجز کرین **شوخ چشم** جرأت **ایرج** کی تعریفین کر رہی ہی قسلے کار طلسم جمشید مین جہان ہنگامہ برپا ہی جمشید نے کل دربندون پر ساحران زبردست روانہ کیے ہین ایک ساحر موسوم بہ **بدمست جادو** اڑا ہوا آسمان پر چلا آتا ہی دربند آہن تاب پر جو ہنگامہ دیکھا آسمان سے اتر آیا ظلمات کے قریب پہونچا پوچھا اے پہلوان یہ کیا معرکہ ہی **ظلمات** نے دانت نکال کر کہا بیرہ حمزہ نے جی چھڑا دیے ہین سارا پڑاؤ لٹ رہا ہی اے برادر **بدمست جادو** یہ مسلمان جانے نہ پائین بس یہ کہنا تھا کہ **بدمست جادو** ماش کے دانے ہاتھون مین لیکر پڑھا سحر کرکے ماش کے دانے پھینکے لشکر **ایرج** مین ایک قیامت برپا ہو گئی کوئی زمین پر گرا کوئی مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگا گھوڑون نے بدلگامیان کر کے سوارونکو گرا دیا ایرج کا بھی گھوڑا ایک مقام پر تھم گیا ہر چند ایڑ کرتے ہین نہین بڑھتا **بدمست** نے اشارہ کیا اے **ظلمات** فوج کو حکم دے کہ یہ سب بیکار ہین انکو مار لین مگر **شوخ چشم** نے جو سر کوہ سے یہ معرکہ دیکھا حیران ہوئی کہ یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی دیکھا ایک ساحر سیہ فام سحر کرتا پھرتا ہی بیکسی مین ملازمان **ایرج** قتل ہو رہے ہین **افلاک کوہی** کا گینڈا ایک مقام پر ٹھہر گیا ہی رفقا اسکے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین نعرہ کر کے آ پڑی آواز دی کہ اے شہریار آپ نے دھوکا کھایا ہمکو قریب لشکر نہ آنے دیا مگر یہ ملعون بھروسے پر ساحر کے لڑ رہا ہی مکار دیکھا ہی **شوخ چشم** نے پہلے سحر کیا **ایرج** کے ہاتھ پانون قابو مین آئے پھر بڑھکر **افلاک** کو بچایا **بدمست** پر سحر کرنے لگی مگر اس وجہ سے ناچار ہی کہ ذرا غفلت کی **بدمست** فوج **ایرج** پر سحر کرتا ہی یہ لوگ بیکار ہو گئے ہین **ظلمات** کی فوج والے قتل کر ڈالتے ہین تو **شوخ چشم** کو ہر غول مین جانا پڑتا ہی ایک ایک کو بچاتی پھرتی ہی اور **بدمست جادو** نہایت ساحر زبردست ہی ایک مقام پر سحر کیا زمین سے دھوان نکلا اُس

دھوین سے کنیزان شوخ چشم و سرداران ایرج و افلاک نابینا ہو گئے جابجا ٹٹولتے پھرتے تھے منھ کے بھل ہر پر گرتے تھے شوخ چشم نے ہرچند سحر پڑھا مگر دھوان دفع نہو سکا اُسکی بھی آنکھون مین دھوان لگا زخمی ہو چکی تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سحر مین بدمست کے مسحور ہو گئی اتنے مین بدمست نے اور ظلمات آہن تاب نے بیرحمی سے اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا شاہزادہ ایرج نوجوان و شاپور شیر دل سحر سے بدمست جادو کے مضمحل تھے ہاتھ والے بے موت مر رہے ہین یہ حال دیکھکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے عرض کی ای خالق بے نیاز و معبود کارساز اس مشکل کو تو آسان کر بندون کو اپنے بچالے آفت سماوی سے نجات دے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سابق مین تحریر کیا ہے کہ کوکب روشنضمیر نے ابرلق آسمان سیر اپنے وزیر خوش تدبیر کو طرف طلسم جمشید کے یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ جس طرح بن پڑے جمشید سے لڑ کر شاہزادہ ایرج نوجوان کو لوح دلوا دینا مثل جان نثارون کے ساتھ رہنا ابرلق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر تلاش کرتا ہوا اسوقت آکر پہونچا ایرج نوجوان کو عجب حال پر ملال مین دیکھا خداداد بیقرار مرکب ہو کے پانون زمین نے تھام لیے ہین ہرچند وہ شیر قصد کرتا ہے مرکب اپنے مقام سے نہین ہلتا ابرلق آسمان سیر اُسکی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا منم ابرلق آسمان سیر مشیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر او ملعون بدمست جادو مین نے پہچانا آجکو بھی یہ لیاقت بہم پہونچی کہ فرزندان صاحبقران کے ساتھ اس طور سے پیش آتا ہے اُس تیغزن صف شکن کو شعبدہ سحر دکھاتا ہے یہ کہکر ابرلق آسمان سیر نے ایک دستک دی ایک برق چمک کر سامنے سے ایرج نوجوان کے نکل گئی بدمست جادو کے سحر کا نشہ شاہزادہ ایرج نوجوان کے سر سے اُتر گیا جام بادۂ جرأت سے مست ہوا لڑائی مین مصروف ہوا اب شاہزادی کو نیک و بد کا وقوف ہوا ابرلق آسمان سیر نے چشم زدن مین کل اہالیان لشکر ایرج پر سے سحر دفع کیا ملکہ شوخ چشم مثل شعلۂ جوالہ اُٹھی آتش غیظ و غضب بھڑکی جم کر سحر کرنے لگی لشکر ظلمات آہن تاب جو تباہ و خراب ہونے لگا شاہزادہ ایرج نوجوان نے ہاتھ ملکہ شوخ چشم کا تھام لیا کہا ای ملکہ اب سحر نہ کرو بدمست جادو سے لڑو ملکہ شوخ چشم نے شاہزادے کی بلائین لین ترقی جاہ و جلال کی دعائین دین کہا ای شہریار والا تبار دشمن کا بھی اسقدر خیال کافرون کے قتل ہونے کا ملال ہے یہ کہتی ہوئی لڑتی ہوئی طرف ظلمات آہن تاب کے چلی ابرلق آسمان سیر بدمست جادو پر جا پڑا للکارا او بدمست شراب نخوت و ای پیر مغان میکدۂ ذلت غیر ساحرون پر کہان جاتا ہے ہمسے نہین آنکھ ملاتا ہے بدمست جادو جھومتا ہوا بڑھا گولے نارنج ترنج ابرلق پر مارنے لگا جو سحر بدمست جادو نے کیا ابرلق آسمان سیر نے دفع کر دیا بدمست نے گھبرا کر تیغۂ سحر مارا ابرلق آسمان سیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا سر بدمست جادو کا

چنبر گردن سے اڑ گیا لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر استخوان سے شعلہ نکلنے لگا میدان تاریک ہوا بعد سنگباری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من **بدمست جادو** بود شاہزادہ ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب **ظلمات آہن تاب** پہونچا **ظلمات** نے تیغہ مارا شاہزادہ **ایرج نوجوان** نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پھینک دی کمر زنجیرین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارین **ظلمات آہن تاب** کا اب دیدۂ دل روشن ہوا آواز دی ای شہریار الامان **ایرج** نے کہا امان بشرط ایمان عرض کی تا زندہ ہیم بندہ ہیم **ایرج** نوجوان نے ہاتھ سے رکھدیا **ظلمات آہن تاب** کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا آواز دی کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے ہمنے شاہزادے کی اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی سب بہادرون نے تلوارین نیام مین کین **ابریق آسمان سیر** وزیر خوش تدبیر شاہنشاہ **کوکب** روشنضمیر قریب شاہزادے کے آیا جھک کے سلام کیا رکاب کو بوسہ دیا شاہزادۂ عالیشان **ایرج نوجوان** نے سر سینہ سے لگایا فتح کے نقارے بجاتی ہوی داخل قلعہ آہن تاب ہوئے اہالیان شہر واسطے تماشے کے آئے گلی کوچہ تماشہ بینون سے معمور ہوا ہر رئیس امیر قلب کو سرور ہوا آگے آگے **ایرج** نوجوان ایک سمت **ابریق** ایک سمت **افلاک کوہی** ایک جانب **ملکہ شوخ چشم** و **ظلمات** آہن تاب چوب و چقماق ہاتھ مین محبت **ایرج** نوجوان بات بات مین اہتمام سواری کرتا ہوا دولت ہاتھون سے زر سرخ و سفید لٹاتا ہوا تماشا شہر کا دکھاتا ہوا لیے جاتا ہی اہالیان شہر جمال بیمثال **ایرج** نوجوان دیکھ کہتے تھے پروردگار اس آفتاب جرات کو سلامت باکرامت رکھنا کہ اُسکے تصدق سے راہ ضلالت سے نکلے چشمۂ ہدایت پر پہونچے اس دھوم سے آکر دربار مین پہونچے **ظلمات جادو** نے عرض کی شہریار بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے **ایرج** نوجوان نے فرمایا ای **ظلمات** آہن تاب تخت و تاج کی خواہش نہین ہی رواج دین اسلام کی کوشش ہی بسم اللہ تمھارا تخت و تاج تمکو مبارک رہی **ظلمات** آہن تاب تخت پر **ایرج** نوجوان دنگل زرین پر ایک جانب **افلاک کوہی** ایک جانب ملکہ **شوخ چشم** ایک جانب **ابریق آسمان سیر** سب اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوی محفل عیش و نشاط گرم ہوئی اسوقت **ابریق** نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ **کوکب** نے غلام کو اسواسطے بھیجا ہی کہ حضور کے شریک ہوکر **جمشید** سے لوح لون طلسم حضور کے دست حق پرست سے فتح کراؤن اور از روے خبر معلوم ہوا تھا کہ **نورالدہر بن بدیع الزمان** کا بھی داخلہ ہو چکا ہی نہین معلوم لوح پائی یا نہین مین فوراً حضور لوح کی تدبیر کرونگا **ایرج** نے خوش ہوکر لشکر کی تیاری کا حکم دیا مع **ابریق** آسمان سیر و ملکہ **شوخ چشم** و **افلاک کوہی** و ظلمات آہن تاب مع تین لاکھ فوج کے نوبت و نقارے بجاتے ہوے

اس جاہ و حشم سے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوے

دوکلمہ داستان شوکت بیان گلگذار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان

و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد بے ایمان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان

اب تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا اب بصد کر و فر
وہ مے جسمین ہو رنگ خون جگر
نہ کر دیر لا برق دم اب شتاب
قمر کو پلا ساغر آفتاب
سبو و خم و شیشہ ہاے ظفر
مری فوج مضمون کو تقسیم کر
لگا دے مرے منھ سے تو خم کے خم
کہ سب نشۂ سحر ہو جس سے گم
جپون کیون نہ ساقی محشر کا اسم
مجھے فتح کرنا ہے ملک طلسم
پڑے فوج مضمون سے وہ حرب و ضرب
کہ ہو خون روان شرق سے تا بہ غرب
چقا چاقی خنجر سے ہو تھرتھری
ہلے قصر جمشیدی و سامری
معطر پلا ساقی خوش غلاف
کہ قبضہ ہو اب قاف سے تا بہ قاف
چھکا جلد ہون اب مین خنجر بکف
کرون صاف اکدم مین دشمن کی صف
دکھاؤن سر معرکہ رستمی
تلاطم ہو لشکر مین اور برہمی
تامل نہ کر ساقی شوخ و شنگ
امنگ اور بڑھوے وہ مے وقت جنگ
ہے آج اس بہادر سے جنگ و جدل
شجاعت مین جو فرد اور بے بدل
وہ بیشک ہے شیر نیستان حرب
ہلاتی ہے دل کوہ کا جسکی ضرب
وہ شہزادہ ابن بدیع الزمان
وہ ہے گوہر بحر صاحبقران
ٹپکتی ہے جرأت ہر اک بات مین
ہین چو رنگ دو اسکے اک ہاتھ مین
وہ لکھ چہرۂ داستان ای قمر
کہ حاسد کا منھ فق ہو مثل سحر

شناوران دریاے بیکنار جرأت و ہمت و غواصان بحر زخار صولت و جلالت زورق کلک کو بحر بلاخیز جنگ طلسم مین یون روان کرتے ہین

نظم

اے خامۂ سحر سنج بہرام
در راہ سخنوری بہ ہر گام
دارد دو زبان حکایتے کن
ز اسرار کہن شکایتے کن
اے خامہ نہ عاجز و زبونی
از دین سخنوران ستونی
گوئی کہ قلم عصاے موسی ست
کز وی ہمہ معجزات پیداست
معجزہ کند این قلم چو بنیاد
زان گشت رسول آیدم یاد
این خامہ بقد نخل مریم
از مادر دہر زاد توام
این خامہ کہ ہست در سیاہی
در بحر معانی ہست ماہی

یہان تک اس داستان دلستان کو تحریر کیا تھا کہ شاہباز اوج ہمت و صولت و شوکت و شان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بحکم لوح پشت احمر جنی پر سوار ہوکر چلے ہین کہ احمر جنی کو اہالیان طلسم نے بہ شکل طائر بنایا نورالدہر نے اسکو مژدہ دیا کہ مین تجکو بہ شکل انسان بناؤنگا اس مژدہ روح افزا کو سنکے شاہزادے کو لیے ہوے ایک صحراے پر بہار مین لاکر اتارا عرض کی غلام یہان سے آگے نہین بڑھ سکتا مگر وقتاً فوقتاً براے خدمتگزاری حاضر ہونگا مگر براے خدا قدم قدم پر لوح کو ملاحظہ فرمائیے گا ورنہ کسی بلا مین پھنس جائیے گا یہ کہکر رخصت ہوا شاہزادہ صحراے پر بہار کی سیر کرتا ہوا ایک جانب چل نکلا خیال مین ہے جب کوئی ساحر سامنے آئیگا تو لوح کو

ملاحظہ کیا جائیگا قطع راہ کرکے سامنے ایک باغ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہے خیال مین آیا کہ اس باغ مین چل کر چند ساعت ٹھہرے ابھی باغ مین نہ پہونچنے پائے تھے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ایک نازنین حور رخسار نکلی مگر پریشان حال کپڑے میلے چہرہ اُداس چہار طرف دیکھتی ہوئی کہ نگاہ اُسکی شاہزادہ نورالدہر پر پڑی قریب آئی جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور نے مجھے پہچانا نورالدہر نے کہا آشنا تو البتہ ثابت ہوتا ہے کہ کبھی کسی مقام پر دیکھا ہے عرض کی گلشن میرا نام ہے ملکہ شگوفہ کی کنیز ہون نام شگوفہ کا سنکے شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہوگیا فرمایا وہ گل باغ خوبی کہان ہے عرض کی اے شہریار صانع باغ عالم نے اپنا فضل شریک کیا لڑائی مین جمشید جادو ملکہ محمور و سہیل اختر شناس و ملکہ شگوفہ کو گرفتار کرکے لیگیا تھا ملازمان سہیل نے بڑی جانبازی کی مخفی قید خانہ مین پہونچے ملکہ شگوفہ و محمور و سہیل کو رہا کیا وہان سے یہ تینون صاحب نکلے بخوف جمشید شب کو اس باغ مین آکر ٹھہرے ہین قید خانہ مین یہ خبر سنی تھی کہ دربند وخانیہ پر لوح آپکو حاصل ہوئی ملکہ شگوفہ تو اس طلسم کی رازدار ہین اس باغ مین آکر اسواسطے ٹھہری ہین کہ اس راستہ سے طلسم کشا کا گذر ہوگا اسوقت مجھسے فرمایا بیرون باغ جاکر دیکھ شکر ہے پروردگار نے آپکو یہان پہونچایا بدعاے دلی بر آیا مین جاکر ملکہ سے اطلاع کرون شاہزادہ حال محمور و شگوفہ و سہیل سنکے باغ باغ ہوا غم سے دل کو فراغ ہوا وہ کنیز بھاگی ادہر سے نورالدہر بڑھے اندر باغ کے نہ پہونچنے پائے تھے کہ اندر سے باغ کے آگے ملکہ محمور سُرخ چشم ایک جانب ملکہ شگوفہ ایک جانب سہیل اختر شناس محمور شاہزادے کو دیکھکر مسکرائین شگوفہ نے حجاب سے سر جھکایا سہیل براے تسلیم خم ہوا بڑھ کر عرض کی اے نیر اقبال غلام کا چمکا جمال آفتاب مثال حضور کا دیکھا محمور نے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا چٹکی لے کر طرف شگوفہ کے اشارہ کیا دیکھیے آپ کی چاہنے والی موجود ہین قید خانہ مین آپ کا نام لے کے روتی تھین اور ہمین تو اپنی قید کا فقط ملال تھا آپکا کب خیال تھا اب نورالدہر کو ایک حجاب ہے کہ شگوفہ سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چپکی چلی آتی ہے سہیل باتین کرتا ہوا کہ اے شہریار لوح طلسم کہان سے پائی سنا تھا کہ حضور نے مصاحب افراسیاب کو مارا دربند وخانیہ پر لوح حاصل ہوئی ہمکو تو ہمارے ملازمون نے چھوڑایا شاہزادے نے لوح دکھلائی کہ گلے مین پڑی ہوئی ہے سہیل نے کہا حضور اس سے بہت ہوشیار رہیے گا ملازمان جمشید اسکی فکر مین نکلے ہین یہ باتین کرتے ہوے اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا باغ پر بہار جوانان چمن اکڑ رہے ہین تمام نخل بار اثمار سے سر بسجود چمن ہاے طولانی گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جاری جاروب کشی مین مصروف باد بہاری

نظم

دکھا رہی ہے یہ وحدت مین کثرت آج بہار   ریاض دہر مین ایک ایک گل بنا گلزار

ہزار نخل گل اس سے چمن مین پیدا ہون اگے زمین پہ اگر تخمِ اشکِ بلبل زار
ہو اسکے فیض سے بنجاے وہ قدم کا درخت اُڑے نشانِ قدم سے اگر کسی کے غبار
ہر ایک شاخ پہ افشان ہے پھلجھڑی کی طرح ریاضِ دہر مین گل ریز ہے نسیم بہار
نگہ ہے پرورشِ طفلِ ذرّہ مدِ نظر کہ آفتاب ہے پستان کرن ہے دودھ کی دھار
بنا ہے ایک دُرِ گوشش ببضعۂ سنبل وہ کون ہے جو نہین عاشقِ گلِ رخسار
ہوا اسمین فائدہ جسکو ضرر ہوا ان روز دن چراغِ گل ہو وہین گل جو ہو چراغِ شرار
ہے ایسی فرطِ رطوبت کہ کہتے ہین مزدور ہم آپ آئینہ لے کر اُٹھائین گے دیوار

شاہزادہ ساتھ دونون معشوقان پری چہرہ کے سہیل عقب مین خرامان خرامان سیر کرتے ہوے گئے شاہزادہ محبوب دو محبوب ساتھ ہین بارہ دری مین آکر ٹھہرے ملکہ مخمور نے سہیل سے کہا بابا بھیّا تم یہان کے واقف کار ہو کچھ سامان عیش و جشن بھی ہے سہیل نے کہا سب کچھ حاضر ہے یہ باغ تو غلام نے بنوایا جبھی تو مین حضور کو لیکر یہان آیا یہ کہہ کے سہیل نے ایک کمرہ کھلوایا اور چند گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر سامنے ملکہ مخمور کے رکھین مگر ملکہ مخمور کی چھیڑ چھاڑ ساتھ شاہزادے کے چلی جاتی ہے کبھی آنکھ سے طرف شگوفہ کے اشارہ کیا کبھی کہا اے ملکہ شگوفہ صاحب قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو شراب پلاؤ نورالدہر مسکرا کر سر جھکا لیتے ہین مخمور کی بات کا جواب نہین دیتے ہین مگر غنچہ خاطر شگفتہ دل باغ باغ سامنے باغ بہشت آئین پہلو مین دو ماہ جبین آفتاب اقبال اوج پر مخمور کے پنجہ نگارین مین جام شراب روح پرور اب بالکل شاہزادے کو اسوقت یہ خیال نہین ہے کہ مین براے طلسم کشائی آیا ہون لوح ملاحظہ کرون ملکہ مخمور نے طعن و تشنیع کرکے جام بھرا سامنے شاہزادہ نورالدہر کے ہاتھ بڑھایا ناز و ادا سے اور مسکرا کے کہا اے شہریار **بیت** بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ؎ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ؎ شاہزادے نے جوش محبت مخمور مین چاہا کہ ہاتھ بڑھاؤن مخمور کے ہاتھ سے جام شراب پیون کہ آسمان پر ہنگامہ ہوا شعلے بھڑکے ایک جادوگر بد منظر کو دیکھا وہی طائر خوشرنگ کلان جسپر نورالدہر سوار ہوکر آئے تھے یعنے احمر جنی پر وہ ساحر احمر جنی کو تازیانے مارتا ہوا چلا آتا ہے اور احمر جنی غل مچاتا ہے کہ اے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان خبردار خبردار جام نہ پیجیےگا یہ ملکہ مخمور سرخ چشم نہین ہے مرجان جادو اسکا نام ہے اگر جام پی لیا تو اپنے کو گرفتار کرایا براے خدا لوح کو ملاحظہ کیجیے احمر جنی تو ضرب تازیانہ سے زمین پر گرا ماران جادو بھی بڑھکر برابر آیا نعرے کرتا ہوا کہ او احمر تو نے طلسم کشا کو بچایا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا احمر سامنے سے بھاگا ہوا طرف بارہ دری کے آتا ہے عقب مین ماران جادو نورالدہر نے یہ معرکہ دیکھکر لوح پر نگاہ ڈالی اسمین لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم احمر جنی خیرخواہ ہے یہ مخمور نہین

مرجان روسیاہ ہی یہ جام جو اسکے ہاتھ سے لیا ہے اسی پر پھینک مار دیجیے قدرت خدا کا تماشا دیکھو **نورالدہر** نے فوراً وہ جام مخمور پر پھینک مارا اُسنے چاہا بھاگ کر بچون لیکن اجل سر پر کہان بھاگے کیونکر بچے قطرۂ شراب جو سر پر پڑا آہ کر کے جلنے لگی **نورالدہر** نے تلوار کھینچی نعرہ کیا **سہیل** اور **شگوفہ** جنکو سمجھے تھے دونون ساحران غدار بلاے روزگار سیاہ رو تیرہ درون نے بڑھ کر **نورالدہر** پر گولے مارے **نورالدہر** نے لوح کو سامنے کیا سحر باطل ہوا تیغۂ خارا شگاف سلیمانی سے دونون بھیاؤن کو واصل جہنم کیا **احمر جنی** پشت پر آ کر شاہزادی کے کھڑا ہوا **ماران جادو** بل کہتا ہوا قریب آیا چاہا **احمر** کو پکڑے **نورالدہر** نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر **ماران جادو** سیہ رو کا چنبر گردن سے اُڑ گیا زمین پر گرا اب **مرجان جادو** و **ماران** جادو سیہ رو وغیرہ کے مرنے سے روز روشن تیرہ و تاریک ہو گیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من **مرجان جادو و ماران** سیہ رو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے اندھیرا سب دور ہوا شاہزادے نے دیکھا لاشے ان جادوگرون کے پڑے تڑپ رہے ہین جو قصر کہ سحر کے تھے جل گئے جو اصلی تھے وہ باقی رہگئے **احمر جنی** نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی شہریار غضب کا دھوکا کھایا تھا جس وقت مجھکو ثابت ہوا کہ آپ باغ مین **مرجان جادو** کے پہونچے اور اُنکے دام تزویر مین پھنسے مین بیقرار ہو کر اپنے مقام سے چلا کہ شاہزادے کو جا کر آگاہ کرون راہ مین اس بھیا **ماران** سیہ رو نے گھیرا پروردگار نے بروقت حضور تک پہونچایا بموجب **مصرع** رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ؛ آپ حضور طلسم کشائی مین جلدی کرین مین نے سنا ہی کہ **جمشید جادو** فوج ہمراہ لیکر چل چکا ہے آپ کا لشکر کہان ہی شہزادے نے کہا اے **احمر جنی فیروز جادو** و **شبرنگ آتش خوار** مع ساٹھ ہزار ساحران نامی عقب مین آتے ہین مرحلۂ طلسم پر نہ آسکے اب مرحلہ شکست ہوا **مرجان جادو** مارا گیا یقین ہی کہ آیا ہی چاہتے ہین قریب ہونگے **احمر جنی** نے عرض کی مین جا کر تلاش کرون ڈھونڈھ کے لاؤن مین از قوم جن اپنی تیز روی پر مطمئن ہون **نورالدہر** نے کہا کچھ تمھارے جانیکی ضرورت نہین ہی خدا میرا مالک ہے یہ حقیر راہ خوفناک طلسم کا سالک ہے ایسے ایسے معرکے بہت پیش آئینگے کہان کہان ہم مددگارون کو بلائین گے پروردگار ساتھ ہے اُسکا دامن قدرت ہی اور ہمارا ہاتھ ہے **احمر جنی** سے یہی **نورالدہر** باتین کر رہے تھے کہ بیرون باغ سے گرد اُڑی دیوار باغ تو گر چکی ہی دور تک صحرا معلوم ہوتا ہی دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک جادوگر سرخ پوش بصد جوش و خروش مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران ناہنجار سیاہ رو بدخو باز و بط و شتر برہاے آتشین پر سوار نمودار ہوئے اُس ساحر سرخ پوش نے جو دور سے لاشۂ **مرجان جادو** دیکھا اور طلسم کشا کو تنہا پایا دہن سے نعرہ کیا منم **یاقوت جادو** برادر **مرجان جادو** وای طلسم کشا غضب کیا مقام افسوس ہی مین نہ پہونچا تو نے ایسے ساحر شعبدہ باز کو کیونکر مارا اب اُسکے معاوضۂ خون مین تجکو کیا چھوڑتا ہون

یہ کہکر ساحرون سے اشارہ کیا جلد طلسم کشا کو قتل کرو اِس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرو نور الدہر نے بھی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور زنگانہ دریاے فوج ساحران مین غوطہ زن ہوے ساحرون کے سحر نور الدہر پر چلنے لگے نخل ہاے غم مثل شمع کافوری جلنے لگے مگر بسبب لوح طلسم کے شاہزادے پر سحر تاثیر نہین کرتا نور الدہر نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے افسرون کو مارا ہنگامہ گرم ہوا **یاقوت جادو** نے دیکھا طلسم کشا پر سحر و افسون کام نہ کریگا ساحرون کو آواز دی یارو یہ جوان صاحب لوح ہی سحر نہ کرو تیر و تلوار و نیزہ سے مارو اب ساحرون نے حربہ ہاے سحر موقوف کرکے سلاح ہاے جنگ سنبھالے شہزادہ شیرانہ رستمانہ اُن بیحیاؤن سے لڑ رہا ہی مگر ہزارون تلوارین چلین طائران تیز پر پر کھول کھول کر اُس شہباز اوج جرأت پر گر رہی ہین جیسے شمع کے گرد پروانے مگر شاہزادہ کو تردد ہی کہ کس کس سے لڑے اُس بیقراری مین دست دعا بدرگاہ **قاضی الحاجات** بلند کیے کہ اے خالق بے نیاز رب کارساز وقت بیکسی مین سواے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ستار و غفار ہی **نظم**

اے مرہم ریش دلفگاران	وے چارۂ کار خام کاران	بگذار چنین ذلیل و خوارم
از راہ کرم برآر کارم	سرگشتہ مکن مرا ازین بیش	بنمائے ز رہ بجانب خویش
دردادی معصیت اسیرم	بگذار کہ تشنہ لب نمیرم	خجلت زدہ ام ز کردہ خویش
وز شرم سرے فگندہ در پیش	چون آمدہ ام بہ عذر خواہی	نومید مکن مرا الٰہی
بردار ز مطرح بلا کم	مگذار میان خون و خاکم	

ابھی دعا شاہزادے کی تمام نہ ہوئی تھی کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی **شبرنگ بن عمرو** آگئے آگے عقب مین **شبرنگ آتش خوار** و **فیروز جادو** فوج ساحران نامی ہی شبرنگ بن عمرو نے نعرہ کیا دیکھا گل گلزار صاحبقرانی یکہ و تنہا مصروف جنگ ہے چہرہ و جسم خون سے گلنار ہی کہنی سے خون ٹپک رہا ہی جیسے کوئی ہولی کھیلتا ہی **شبرنگ** نے **فیروز** وغیرہ کو آواز دی یارو شاہزادہ یکہ و تنہا لڑ رہا ہے یہ سنتے ہی فیروز وغیرہ حربہ ہاے سحر سنبھال کر آئے ہی شریک جنگ ہوے ایکہی حملہ مین میدان چوگان ہو گیا اب نور الدہر نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اسی پر سوار ہوے شیرانہ مصروف کارزار ہوے **شبرنگ آتش خوار** نے زمین ہلادی چہار جانب سے آگ لگادی ہزارون ناریون کو جلا دیا جسنے دلمین غبار رکھا تھا اُسکو خاک مین ملادیا شاہزادہ **نور الدہر** لڑتے ہوے قریب **یاقوت جادو** کے پہونچے اُس نے کئی گولے مارے نور الدہر نے لوح کو سامنے کردیا وہ گولے پھر کر اُسی کی فوج ضلالت موج پر گرے کئی سو ساحر ہلاک ہوے یہ حال دیکھکر کلیجہ **یاقوت جادو** کا خون ہوگیا آخر قریب آکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا شاہزادے نے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پر گٹھا اُٹھاوے سے ہاتھ نکال کر تیغۂ برق مثال کو چمکایا خبردار کہکے ہاتھ مارا اُس نے سامری و جمشید کا نام لیکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار گھاٹ سے پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوے نئی بات ہی کہ شب ہجر کٹی یا تو تلوار سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ زمین پر تلوار نے بوسہ دیا

یاقوت کافر کا خون **آسمان** سے برسنے لگا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا آوازین مہیب آئین سنگباری برف باری ہوائی آواز آئی کشتی مرا نام من یاقوت جادو بود افسر جو مارا گیا اہالیان فوج شکست کھاکر کچھ بھاگے کچھ مارے گئے شاہزادہ فتح و ظفر پلٹا **فیروز** وغیرہ نے آگے شاہزادے کے قدمون کو بوسہ دیا مگر شاہزادہ زخمی ہوا اور **شبرنگ بن عمرو** نے حکم دیا جلد بارگاہ مین استادہ ہون کہ زخم دوزی کیجاے یہان تو بارگاہین خیمے آراستہ ہو رہے ہین اب دو کلمہ داستان **جمشید** کے ذکر کرنا ضرور ہین کہ جب **ابرق آسمان سیر** دربند آہن تاب پر آکے شریک ایرج نوجوان ہوا تھا **ایرج** لشکر ظفر اثر کو درست کرکے طرف طلسم کے چلے یہ خبر **جمشید جادو** کو پہونچی غصہ مین آکر تین لاکھ ساحران زبردست کو اپنے ساتھ لیکر اوّل لشکر **ایرج** پر آکے گرا یہ سمجھا بادشاہ طلسم ہی سواے طلسم کشا کے کوئی اسپر غالب نہین ہوسکتا بس **ابرق آسمان سیر** خوب خوب لڑا بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا مگر جب **جمشید جادو** سے مقابلہ پڑا دو گھڑی کامل سحر چلا آخر **جمشید ابرق** پر غالب آیا اور گرفتار کرکے زبان مین سوزن دیا شوخ چشم کو ایک سحر مین پکڑ لیا غرض اسکے سحر سے ایرج وغیرہ سب بیہوش ہوے سب کو **جمشید جادو** گرفتار کرکے طرف قلعہ طلسمی کے لیکر چلا راہ مین اسکو خبر ملی مرحلہ **مرجان جادو** فتح ہوا **یاقوت جادو** کے ساتھ کے ساحر بھی زخمدار بیقرار آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا تا بہ دربند مرجانیہ پہونچا **مرجان جادو** کا کام تمام ہوا اب یقین ہے کہ طرف قلعہ طلسم کے رجوع کرے بس یہ خبر وحشت اثر سنکے **جمشید** مثل ابر کے گرگڑایا اسباب سحر ہاتھ مین لیکر اٹھا اسیوقت نفیر سحر بجی لشکر مین تیاری ہوئی قیدیون کو اژدہے پر سوار کرکے ہمراہ لیا **جمشید** با فوج قاہرہ براے مقابلہ طلسم کشا چلا یہان شاہزادہ **نور الدہر** بن **بدیع الزمان** بعد قتل **یاقوت جادو** خود بھی زخمی ہین اہالیان فوج بھی زخمدار ہین **فیروز** و **شبرنگ** بھی بخوبی لڑ چکے ہین ابھی استراحت نہین کرنے پائے ہین بارگاہ مین قصد ہی جائین کہ ہرکارون نے بڑھ کر عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جائیے **جمشید جادو** مع کئی لاکھ فوج ساحران کے آپہونچا اور شاہزادہ ایرج نوجوان کو گرفتار کر لایا ہے **نور الدہر** یہ خبر وحشت اثر سنکے گھبرائے بہ تعجیل تمام باہر آئے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوے جبتک **شبرنگ** وغیرہ سوار ہون آمادہ حرب و پیکار ہون **جمشید** نے آتے ہی سحر کیا کہ شعلہاے آتش بھڑکنے لگے لکہاے ابر تیرہ و تار کڑکنے لگے کئی ہزار ساحر مرکر رہگیا کوئی منہ کے بھل زمین پر گرا کوئی مثل مرغ نیم بسمل تڑپا کسی پر گولہ پڑا کسی نے بدحواس ہوکر اپنے خنجر سے گلا کاٹ ڈالا دو تین حملون مین **جمشید** نے زمین کو ہلا دیا ایک جانب **شبرنگ آتش خوار** ایک سمت **فیروز** نامدار سحر مین مصروف ہین مگر شاہزادہ **نور الدہر** پر چونکہ لوح طلسمی گلے مین ہے سحر تو ساحرون کا تاثیر نہین کرتا مگر کئی لاکھ ساحرون کا بلوہ ہے نیزہ و تیر بھی چل رہے ہین پہلی لڑائی مین زخمی ہو چکے ہین اب روح کو راحت نہین جسم مین قوت نہین ہے مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین کھائے زخم جسم پر

کھلے ہین بدھیان پڑی ہین چہرہ گلنار زخمون سے خون کی دھار رواں قبضہ ہاتھ مین جم گیا ہی مگر وہ تنہا کس کس سے جنگ کرین ایک کو قتل کیا اُسی مقام پر دس بیس آجاتے ہین دم لینے کی مہلت نہین پاتے ہین ہر طرف سے یہی صدائین ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلو مہلت ندو اور زیادہ بیقراری کا نورالدہر کی یہ باعث ہی کہ دیکھ رہے ہین کہ شاہزادہ ایرج نوجوان مسلسل و مطوق زخم کھائے ہوے سرنگون غم سے کلیجہ خون طرف انکے دیکھتا ہی تیوری سے یہ ہویدا ہی کہ یہ جوان تخشم اس حال زار سے ہمکو قید مین نہ دیکھ زنجیرین ہلا رہا ہی مگر قوت اتنی بسبب زخمی ہونیکے نہین باقی ہی کہ قید توڑے مجبور و ناچار انکے جملہ سردار بھی مبتلاے مصیبت مثل آئینہ حیرت ہین ہر مرتبہ نورالدہر آمادہ مرگ ہوکر چاہتے ہین کہ جان دون اور اپنے برادر بجان برابر کو قید سے چھڑاؤن مگر فوج کے ریلے یہ اکیلے کدھر کدھر خیال کرین کہانتک جرأت دکھائین اور جمشید بادشاہ طلسم شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ اسی کے ملازم ہین اسکو غصہ مین دیکھ کر فرار کے عازم ہین ہزارہا بدون مقابلہ بھاگے جنکو اپنے افسر کا خیال ہے اور کوئی نامرد نہ کہے اسکا ملال ہی وہ جانبازی مین مصروف رہے بعض کہتے ہین ہم اپنے شہنشاہ سے لڑین کیا موقوف ہین آخر قریب شام جمشید بد انجام نے شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ کل سپہ سالارون کو گرفتار کر لیا قریب شام ایرج نوجوان وغیرہ کو بھی مقید کیا اب باقی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ ہین شبرنگ نے دیکھا کہ شاہزادے کو غش آیا چاہتا ہے بس شبرنگ بن عمرو نامدار ریش تراشندہ کفار نے جانبازی کر کے ایک حقہ آتشبازی کا ساحرون پر مارا کسی کا منھ جلا کسی کا گریبان پھنکا ذرا جو شبرنگ نے مہلت پائی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو بھی بیہوش کیے پشتارہ باندھکر بھاگا ایک درہ کوہ مین آکر مخفی ہوا اُسی بیہوشی مین اپنے آقا کی زخمدوزی کی یہان جمشید جادو رات بھر اُسی غل کو گھیرے رہا صبح کو دیکھا کہ گرد شجر کے صد بالاشے پڑے ہین دور تک رن پڑا ہی سب طرف تلاش کی مگر طلسم کشا کو نہ پایا اب جمشید جادو حیران کہ طلسم کشا کیا ہوا ساتھ والون نے کہا حضور بارہ چودہ ہزار ساحرون کا کھیت ہوا غلطی سب مارے گئے کشتہ حیرت ساحران پامال ہوئی ایک جوان کا لاشہ کیونکر ملے کیا طلسم کشا فولاد کا تھا علاوہ سحر کے ہزارون تلوارین سحر کی اُسپر پڑین تھین زخم نیزون کے کاری کھائے آخر پامال ہوا جمشید جادو خوشی خوشی ان سب قیدیون کو ساتھ لیکر بصد کر و فر آکر داخل قلعہ طلسمی ہوا جس قید خانہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس قید تھے اُسی زندان پر محن مین شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ کو لاکر داخل کیا اور ملکہ مخمور نے یہ خبر وحشت اثر سنی کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اسقدر زخمی تھا کہ لاشہ بھی نہ ملا قریب تھا کہ روح جسم سے نکلجائے **نظم**

قلزم اشک نے طغیانی کی
دست مژگان نے درافشانی کی
شوق نے سلسلہ جنبانی کی

بیقراری نے بھی طغیانی کی

کبھی جو ذرا ہوش آیا منھ سے یہ کلمہ نکلا ہائے ای مخمور کاش کے ہم بہرے خلق ہوئے ہوتے یہ خبر نہ سنتے کہ نورالدہر قتل ہوگئے اور ہم زندہ ہین **نظم**

ملک الموت بھی کیا ہے بیدرد
کیسی یان آن بنی دلبر آہ
دیکھتی ہون عجب احوال اپنا

آہ سچ ہی کہ بڑا ہے بیدرد
جان ہمہ رنج و سراپا غم ہے
کیا کہون کس سے کہون حال اپنا

تھا بہون ہون دیکھون پھر کر آہ
رنج سا رنج ہی غم سا غم ہے

جی چاہتی ہی اپنے کو ہلاک کردن قصہ زندگانی کا پاک کردن ای **مخمور** مہجور کس ساعت سے اس قید خانہ مین آکر قید ہوئی کہ شاید اگر جان بچی تو یہی سیاہ خواجہ **عمرو** کو کیونکر دکھاؤنگی کیا بات بناؤنگی جس روز علامت طلسم پر قید ہوئی تھی اُس ایک شنقل کے بارے مین مہر اعفص کرنا اُس شیر جنت آرامگاہ کا بجز دم محبت کا بھرنا اگر مین بدنصیب نہ قید ہوتی تو وہ شیر دل اس طلسم نحوس مین کاہے کو آتا ای موت سر پہ کھیلتی تھی مین سحر کی جفائین جھیلتی تھی ہمیشہ یہی خیال تھا جب کوہ عقیق پہ جاؤنگی روئے زیبا دیکھکر چلی آؤنگی

نظم

چون ماتمیان بحالت زار
راضی شدہ ام بمردن خویش
عمرے کہ چنین رود حرام است
درزا داجل بیاد دادی
مے بود زہجر یار دلتنگ

مے گفت زدرد آن دل افگار
اے جان چہ بود زتن برآئی
مرگیست کہ زندگیش نام است
من لذت زندگی نہ دانم
بر سینہ زدے زدست دلتنگ

بے تو من و دل نگار و جان ریش
مے عمر خوش است گر سرآئی
ای کاش کہ مادرم نزادے
مرگ دگر است ہجر زانم

شاہزادہ عالی شان ایرج نوجوان ابھی قید مین سر جھکائے ہوئے ایک جانب بیٹھے ہین انتہا کا قلق ہی دل سے کہتا ہی کہ ای ایرج نوجوان افسوس کہ ہمارے ہاتھ سے طلسم فتح ہوا فلک نے یہ روز سیہ دکھایا اس زندان تنگ و تاریک مین پہونچایا شکوہ فلکی کر رہا ہی حجاب سے سر نہین اُٹھاتا مگر ملکہ **مخمور** سرخ چشم کا جو حال بہت ابتر دیکھا قریب آکر فرمایا ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو نو خاستہ باغ محبوبی صبر کرو دل پر جبر کرو تمہارا تو مقدمہ محبت ہی ہمارا تو وہ شہزادہ روح کی راحت ہی اول تو خیال کرو کہ خدانخواستہ اگر وہ شہسوار میدان یکہ تازی شیر بیشہ سرافرازی مارا جاتا تو یہ بیحیا لاش لاتے سر لاکر ہمکو دکھاتے لوح ملتی طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ لڑائی بڑی قیامت کی پڑی ساتھ والے سب گرفتار ہوئے آخر بار لشکر نہ سنبھل سکا لڑتا بھڑتا کسی جانب نکل گیا ان بیحیاؤن نے یہ مشہور کر دیا کہ طلسم کشا قتل ہوا سراسر غلط ثابت ہوتا ہے خالص دل پہ غم و الم کا ہجوم نہین ہی دل کو تسکین ہے اس قید خانہ مین تو یہ رنگ ہے ہر ایک اپنی زندگی سے تنگ ہے مجبور ہر ایک کو ایک سمجھاتا ہے **شاپور** شیر دل **ایرج** کو بہلاتا ہے اور دل کو تسکین دلاتا ہے

دو کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان بیان ہوتے ہین

کہ تبرتنگ بن **عمرو** عیار نامدار درۂ کوہ مین شہزادہ لایا زخم دو روز کی صبح کو شاہزادے کی آنکھ کھلی اپنے کو

درہ کوہ مین پایا **شبرنگ ابن عمرو** کو بالین پر دیکھا پوچھا اے برادر یہ کیا معرکہ ہے **شبرنگ** رونے لگا کہ حضور فلک نے گردش دکھائی سردار سب آپکے قید ہوگئے لشکر منتشر ہوا زخمون سے آپکا عجیب حال تھا جان بچنا محال تھا مین عالم غشی مین شب کو یہان اُٹھا لایا شکر ہے کہ لوح موجود ہے سر پر وہ معبود ہے انشاء اللہ آپ **طلسم کشائی** کیجیے گا **نور الدہر** نے مجبور ہو کر کہا اے برادر جو منظور خدا مین اپنے کو اب قلعہ طلسمی مین پہونچا دونگا مین نے ایرج کو بھی تو قید مین دیکھا نہین معلوم وہ کیونکر یہان پہونچے سردار بڑے بڑے انکے بھی ساتھ تھے خدانخواستہ اگر ایک موی جسم ایرج کم ہوا مین لشکر مین منھ دکھانے کے لائق نہ رہونگا اس سے بہتر ہے کہ لڑ بھڑ کر مر جاؤن **شبرنگ** نے کہا جو حضور فرماتے ہین یہی مناسب ہے غلام اتنا طالب ہے کہ ایک روز تو یہان توقف فرمائیے کہ زخم خشک ہو جائین **نور الدہر** نے کہا دل پر زخم ہے کس کس کا علاج کر دیگے یہ کہکر فرمایا تھوڑا پانی کہین سے تلاش کر کے لاو **شبرنگ** چھاگل ہاتھ مین لیکر بیرون درہ کوہ آیا جستجو مین پانی کی چلا مگر **جمشید جادو** جب آکر دوسرے دن تخت پر بیٹھا مشیران سلطنت سے کہا یارو طلسم کشا مارا نہین گیا نہ لوح ملی نہ لاشہ دستیاب ہوا طلسم کشا کہین چھپ گیا تلاش اُسکی ضروری ہے اسکا وزیر ہے کہ اُسکا سفاک شعلہ زن نام ہے مکاری و فریب اُسکا کام ہے کہا حضور آپکی راے سالم ہے طلسم کشا بڑا ظالم ہے بیشک لڑتے لڑتے کہین مخفی ہوا بیٹا عمرو ایسے عیار کا اُسکے ساتھ ہے اُسنے ضرور ہی کوئی تدبیر کی ہوگی مگر اس حوالی سے کہین دور نہین جا سکتا انتہا کا زخمی تھا اسی دو کوس کے گردے مین ہوگا غلام ابھی جاتا ہے اگر سامری و جمشید نے مدد کی تو طلسم کشا کو مع عیار لیکر آتا ہے یہ کہکر **سفاک شعلہ زن** بھڑک کر چلا جہان رن پڑا تھا لاشے جابجا ساحرون کے موجود تھے عجب مقام خوفناک تختے خون کے جمے ہوئے نخل سحر اکے جلے ہوئے یہ بیچیا دیکھتا بھالتا چلا دور سے اسنے دیکھا کہ **شبرنگ** عیار چھاگل ہاتھ مین لیے ہوئے اندر سے درہ کوہ کے نکلا اس بیچیا کو یقین کامل ہوا کہ بیشک طلسم کشا اسی درہ کوہ مین مخفی ہے اپنے آقا کے لیے پانی لینے جاتا ہے خوشی سے منھ مین پانی بھر آیا مثل موج بیتاب ہو کر لہرین گرفتار کرنے کے روان ہوا چند قدم **شبرنگ** بن عمرو گیا تھا کہ **سفاک شعلہ زن** نے دو دانے ماش کے **شبرنگ بن عمرو** پر پھینکے **شبرنگ** بے حس و حرکت ہو کر زمین پر گر پڑا **سفاک شعلہ زن** قریب آیا کہا کیون ادنا عیار اپنے سردار کو خوب بچایا درہ کوہ مین لاکر چھپایا اب دیکھ تیری صورت بنکر جاتا ہون لوح چھین کر اُنکو بھی گرفتار کر کے لاتا ہون **شبرنگ** مجبور و ناچار رونے لگا اشکون سے منھ دھونے لگا سفاک نے **شبرنگ** کو لاکر ایک گوشے مین ڈال دیا آپ سحر سے صورت **شبرنگ بن عمرو** کی بنا قریب درہ کوہ آیا آواز دی اے شہریار پانی حاضر ہے **نور الدہر** باہر نکل آئے کہا اے برادر پانی لائے اسنے کہا پانی تو حضور حاضر ہے مگر لوح پر خون جم گیا ہے لائیے پہلے اسکو پاک کر دون چشمے مین غوطہ دے کر لاؤن **نور الدہر** تو جانتے ہین کہ میرا یار وفادار ہے کیا خبر ہے کہ یہ حیلہ ساز مکار ہے گردش فلکی

ہر شخص مجبور و ناچار ہی دم بھر مین یہ فلک مینا شعبدہ دکھاتا ہی رہروان کوئے جرات کو مثل نقش پا مٹاتا ہے نورالدہر نے لوح گلے سے اُتار کر حوالے کی سفاک شعلہ زن نے لوح کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھ کے آواز دی باش اے طلسم کشا منم سفاک شعلہ زن وزیر اعظم جمشید صف شکن دیکھ یون لوح لیتے ہین مسلمانون کو داغ دیتے ہین یہ طلسم جمشید و سامری کی قدرت کا نمونہ ہی خاص بندگان خداوند اس طلسم مین رہتے ہین یہ سنکر نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اُس نے چند دانے ماش کے مارے ہاتھ پانون بے حس و حرکت ہوگئے سفاک شعلہ زن نے ایک تخت سحر تیار کیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو اُس پر ڈال لیا اور طرف قلعہ جمشید کے روانہ ہوا جمشید جادو تخت پر بیٹھا ہے سفاک شعلہ زن آکر پہونچا لوح ہاتھ پر رکھکر نذر دی تمام کیفیت بیان کی نورالدہر اور شبرنگ کو قید سحر مین مسلسل کرکے قید خانہ مین بھیجدیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ایرج وغیرہ قید خانہ مین بیقرار و اشکبار تھے کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بھی مسلسل و مطوق قید خانہ مین پہونچے شور گریہ وزاری بلند ہوا زنجیرین تھام کر سب اُٹھ کھڑے ہوے ایرج نوجوان نے گلے مین ہاتھ ڈالدیئے کہا اے برادر عجب خبر وحشت اثر سُنی تھی کہ دشمن جنگ مغلوبہ مین قتل ہوے اس غم سے کلیجہ مین آبلے پڑگئے زندہ تو پایا مگر اس حال پُر ملال مین دیکھا کوئی ساعت مصیبت تازہ سے فرصت نہین ملتی کلی باغ مراد کی نہین کھلتی ملکہ مخمور سراپا کو شاہزادے کے دیکھتی ہی کبھی گھبرا کر کہتی ہی کیون اے شہریار یہ رات ہی یا دن ہی آنکھون سے نہین سوجھتا دل قابو مین نہین افسوس میرے واسطے آپ نے کیا کیا مصیبت اُٹھائی مجھ بدنصیب کا کیون بچایا کیا قتل ہو جاتی زندان رنج و الم سے چھوٹ جاتی نورالدہر نے سب کو تسکین دی اور فرمایا خدا مالک ہے شبرنگ بن عمرو ہمارے عیار وفادار نے دشمنون سے بچایا فلک کجرفتار کو رشک آیا خیر شکر ہے سب ایک مقام پر ہوگئے مرگ انبوہ جشنے دارد مگر بخدا واسطے ایرج نوجوان کے دل پھٹتا ہی ایسا قوت بازو کسکو ممکن ہوتا ہی جبسے یہ لشکر مین آئے یہ ہمسپر فدا ہم انتشار رہی اگر لمحہ بھر کو جدا ہوے تو مثل ماہی بے آب بیقرار رہی عدم مین بھی ایک ساتھ جائینگے مگر اے ملکہ مخمور تمھاری مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی یقین ہے جمشید ملعون ہمکو قتل کریگا مگر تمکو پاس افراسیاب کے بھیجے گا ایک سردار افراسیاب کا ہمارے ہاتھ سے در بند دخانیہ پر مارا گیا ضرور اُس ملعون کو خبر پہونچی ہوگی تمھارے نام پر جان دیتا ہی ملکہ مخمور نے ٹھنڈی سانس بھرکر جواب دیا ہر چند مین سخت جان ہون مگر آپ کے بعد سر ٹکرا کر جان دونگی روے سیاہ افراسیاب خانہ خراب کو خدا نہ دکھائے اُسکی بدعت سے بچائے اسوقت قید خانہ مین شور گریہ وزاری بلند ایک ایک جان کے خوف سے دردمند ہیان جمشید ملعون نے سفاک شعلہ زن کو بڑا بھاری خلعت دیا جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا جمشید نے حکم دیا منادی ندا کرے کل صبح طلسم کر

کو مع کل قیدیان بلا یا بدولت قتل کرینگے ایک ایک نکہرام کو سزائے معقول دی گئے تمام کو دبرزن مین قلعۂ جمشیدیہ کے اشتہار چسپان ہوئے منادی جا بجا ندا کرتا پھرتا ہے کہ کل صبح کو طلسم کشا و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس و فیروزہ جادو و شبرنگ آتش خوار و ابرلیق آسمان سیر مصاحب شہنشاہ کوکب و ملکہ شوخ چشم و ایرج نوجوان و شاپور شیردل و شبرنگ بن عمرو و ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ قتل کیے جائین گے سرکشی کی سزا پائین گے یہ آواز کان مین قیدیون کے پہونچی علاوہ ان سرداران مذکور کے بارہ چودہ ہزار اہالیان فوج بھی قید ہو کر آئے ہین ایک سن مین بیچارے بندھے بیٹھے ہین شور فریاد و الغیاث بلند کیا نورالدہر نے بھی سنا قریب دروازے کے آکر کہا بھائیو کیون فریاد کرتے ہو اپنے معبود کو ایسے وقت مین نہین یاد کرتے ہو جو ستر درجہ ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے رحم کرنا اُسکی شان ہے اگر اُسکی عنایت شریک حال ہوئی چشم زدن مین دام بلائے مصیبت سے رہا ہو جاؤ گے اس آفت سماوی سے امان پاؤ گے رباعی

نہ دیر مین کچھ ہے نہ حرم مین کچھ ہے
دنیا مین نہ کچھ ہے نہ عدم مین کچھ ہے
دنیا ہی عجب سرائے فانی جرأت
دم مین کچھ ہے اور اک دم مین کچھ ہے

ان سب نے عرض کی خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کا جمال بیمثال دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت پیدا ہوتی ہے آپ کا حال حسرت انجام دیکھکر خود مصیبت زار زار روتی ہے یہ آپسمین باتین حسرت و یاس کی ہو رہی تھین کہ حال قتل مسلمانان سنکر نیر اعظم کا چہرہ زرد ہوا کانپتا تھرآتا کاشانۂ مغرب مین جاکر چھپا لیلائے شب زلف مشکین کھول کر حیران پریشان بتلاش خنجر آرزو لصید صبح محمل اندوہ و الم مین سوار ہوئی نظم

شب غم لکایک ہوئی جلوہ گر
سیاہی ہویدا ہوئی سربسر
وہ اُس شب کی ظلمت کہ دل بیقرار
فلک پر کواکب کو بھی انتشار
کھلے موے لیلائے شب سربسر
لباس سیہ بر مین پہنے قمر
وہ سنسان تھی رات اور ہولناک
کہ ذرے چھپے خوف سے زیر خاک
ستارون کی دہشت سے تھین آنکھین بند
زمین بیقرار و فلک دردمند
قمر دل ہے اُس ذکر سے بیقرار
دکھائے نہ گردش یہ لیل و نہار

عجب اُس شب کو سناٹا تھا اہالیان زندان خائف و ترسان شب کو دربانون نے دروازہ بھی بند کیا اور غم تازہ دیا یہ سب سرداران نامی شہریاران گرامی پروردۂ مہد ناز و نعم اُنپر یہ مصیبت و اندوہ و الم اندھیرے سے قید خانہ کے گھبراتے تھے بعض بیقرار ہو کر چلاتے تھے نورالدہر سب کو سمجھاتے تھے کہ یارو وقت دعا ہے نہ گھبراؤ اپنے معبود سے دعا کرو سنے کہنے سے نورالدہر کے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے نورالدہر دعا کرتے ہین سب آمین کہہ رہے ہین آنکھون سے اشک حسرت بہ رہے ہین فرزند رشید صاحبقران اوصاف الٰہی مین مصروف نظم

دارندۂ ہفت کاخ افلاک
سازندۂ آدم از کف خاک
بیناکن چشم اہل بینش
فیاض وجود آفرینش

نقاش نگارخانۂ غیب
منشی صحیفہ ہاے لاریب
زینت گر آسمان ز انجم
تشریف دہ زمین بمردم
لطفش زمہ خجستۂ عید
خلخال بساق عشرتش بچید
برگوشۂ ہیں چرخ خودرای
اگر دادہ ہندوے زحل جاے
داد از پئے ضبط پیل مستش
از قوس قزح گجک بدستش

اے رحیم و کریم تفضل ربنا شریک اپنے بندون کو قتل سے بچالے زندان مصیبت سے نجات دے یہ بیچا مصیبت سے قتل کرینگے کفن تیرے بندون کو ندینگے شب بھر تو پھڑک پھڑک کر کاٹی چونکہ مصیبت تھی آنکھون مین کٹ گئی چہرۂ لیلاے شب سے نقاب الٹ گئی محمل ظلمت کا اُٹھا فوج سیارگان کو شکست ہوئی شہنشاہ زرین علم کو ظفر بلند دولت ہوئی نظم مصنف

سحر کا گریبان ہوا چاک چاک
ملے خاک غم منہ پہ مہر فلک
ہوا مرغ شب جب الٰہی ہلاک
برآمد ہوا شرق سے یک بیک

عجب سحر مصیبت خیز وحشت انگیز تھی

نظم دیگر

نجم سب مائل مصیبت ہین
ہر اک وحش و طیر نالہ کنان
غمکدہ ہے بنا ہر اک گلشن
گلشن دہر ہے اُداس اُداس
دل پہ ہے ابر حسرت و حرمان
کف افسوس برگ ملتے ہین
رخ افلاک پر کدورت ہین
عالم حزن اور حسرت و یاس
نخل ماتم کی طرح نخل چمن
آتش رنج و غم سے جلتے ہین

صبا خاک اڑاتی ہے ہر شجر سے سر ٹکراتی ہے نوجوانان چمن کو گلعذاران صاحبقران کا غم ہے ہر نخل گلزار نخل ماتم ہے عندلیبان خوش نوا غزل خوانی بھولین آہ و فغان کرنے لگین یکایک اُس گلشن مین ہواے سرد آئی زبان موج ہوا نے یہ آواز سنائی اے ساکنان باغ عالم کیسا غم والم باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہے بعد خزان کے بہار ہے اے غمخواران گلشن ایجاد تاثیر تمہاری آہ مین ہے قافلۂ آمد بہار غنچہ و گل راہ مین ہے گل مراد ملا چاہتا ہے غنچۂ آرزو کھلا چاہتا ہے الغرض سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا نیر اعظم بصد شوکت و حشم علم زرین شعاع کھلا ہوا تخت نیلی پر جلوہ فرما ہوا جمشید روسیاہ تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر آکے بیٹھا تمام ساحران غدار غولان صحراے کفر و ضلالت کم ہمت خرس طینت میمون خصلت دربار مین آکر جمع ہوے آج اسقدر ہجوم ہے دربار مین جمشید ملعون کے کہ تل رکھنے کی جگہ نہین ہے ذنگل و کرسیان معمور اسپر بدمستان شراب کبر و غرور نزدیک و دور سے ہزارہا بیجا آئے ہین سحر و ساحری کے مشتاق قتل طلسم کشا کے مشتاق سفاک شعلہ زن مثل آتش تنور کے بھڑک رہا ہے کہ یارو مینے بڑا کام کیا طلسم جمشید مین نام کیا طلسم کشا کو مین گرفتار کر کے لایا ابھی خلعت بھی نہین پایا کبھی گھبرا کر جمشید جادو سے کہتا ہے اے شہنشاہ جلد طلسم کشا وغیرہ کو بارگاہ مین بلائیے کسی کو دار پر چڑھائیے کسی کو خنجر سے قتل کرائیے جمشید نے حکم دیا مقیدان طلسم کو جلد لاؤ اول دربار مین پہونچاؤ ہم اُنکو سمجھائینگے اگر مان جائین تو بہتر ورنہ طعمۂ شاہباز شمشیر ہون سرکش ہمارے نام سے زیر ہون داروغۂ جیل خانے کا دوڑا قید خانہ مین آکر مقیدان زندان بلا کو نکالا آگے آگے نورالدہر بن بدیع الزمان ایک سمت ایرج نوجوان ایک جانب ملکہ

مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار ایک طرف سرداران ایرج نوجوان افلاک کوہی و ملکہ شوخ چشم و ابرق آسمان سیر ان سب کے عقب میں ہزار ساحر زنجیر و رسن سحر سے بندھے ہوئے دربار میں جمشید جادو کے پہونچے یہ ملحوظ رہے کہ شاہزادہ نورالدہر عالی مقام کے جسم پر قید سحر لینے بجائے ہتکڑیوں کے مار سیاہ لپٹا ہوا ہے طوق بھی آہن سحر کا مگر شاہزادہ نے ضبط کرکے آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس و درین ماوی بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکے است و پیغمبر حق برحق ایرج نے وعلیکم السلام کا جواب دیا کافروں کے سینہ پر تیر سا لگا مثل موے آتش دیدہ کے بل کھایا ہاں ہاں کی صدا بلند ہوئی جمشید جادو نے منع کیا کہ یارو کیوں رنجیدہ ہوتے ہو ان قیدیوں کی بات کا برا ماننا بیجا ہے بقول سعدی سر کہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل آید بگوید سہیل اختر شناس ملکہ شگوفہ و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار وغیرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ اے نمک حراموں تمنے طلسم کے شکست کرانے کی تدبیر کی تھی مگر میں نبیرہ سامری ہوں شیر بیشۂ ساحری ہوں اب بھی قدموں پر گرو ورنہ اب جانبری غیر ممکن ہے بڑے افسوس کی بات ہے خدا تمھارا لات و منات ہے لونے دو سو کو چھوڑتے ہو تمھاری عقل پر پتھر پڑ گئین مجھ ایسے بادشاہ سے منھ موڑتے ہو جلد جواب دو سہیل وغیرہ نے کہا کیا بکتا ہے جو تجھ سے ہو سکے کر نہ کر پہلے شاہزادے کے ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایک امر اور ملحوظ ہو شاہزادہ نورالدہر کو جمشید جادو نے قریب تخت کے طلب کر لیا ہے دس پانچ قدم کا فاصلہ ہے جمشید جادو بہ عتاب اپنے سرداروں سے خطاب کر رہا ہے کہ یکایک آسمان پر سے برق چمکی ایک جادوگر ایک مہ جبین کو تخت پر سوار کیے ہوئے آکر پہونچا مگر وہ نازنین حجاب سے سر جھکائے ہوئے آنسو آنکھوں میں ڈبڈبائے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس جسم میں رعشہ وہ تخت زمین پر آکر اترا جمشید جادو اس مہ جبین کو دیکھکر مثل گل کے شگفتہ ہو گیا اُسنے نازنین کو اپنے تخت پر بٹھا لیا اور لوح طلسمی سامنے جمشید جادو کے تخت پر رکھی ہوئی ہے سہیل وغیرہ کو دکھلا رہا ہے کہتا ہے اب اسکو خدمت میں شہنشاہ افراسیاب جادو کے بھیجدونگا شہنشاہ اسکو احتیاط سے رکھینگے اسوجہ سے لوح تخت پر رکھی ہے اُس جادوگر نے دست بستہ عرض کی یہ آپ کی معشوقہ ماہ پرور دختر مہران شاہ ہے میں اسکو پہلو سے اس طلسم کشا کے اُٹھا لایا تھا ایک ہفتہ سمجھاتے گذرا محبت میں طلسم کشا کی مدہوش ہے دریائے عشق کا جوش ہے اُس دربار عام میں جمشید تحسین کرنے لگا اے باعث تسکین دل زار و اے معشوقہ گلعذار جسسے تو نے محبت کی وہ سامنے میرے قید بیٹھا ہے ملک الموت سے اُسکا سامنا ہے قتل ہوا جاتا ہے یہ سنکر ملکہ ماہ پرور نے سر اُٹھایا اس حال میں شاہزادہ نورالدہر سے آنکھ چار ہوئی کہ شاہزادہ قید سحر میں مبتلا مثل گنہگاروں کے بیٹھا ہے آپس میں آنکھیں چار ہوئیں برچھیاں عاشق و معشوق دونوں کے کلیجے

پارہ ہوئین کچھ اشارے ہوے اس کنایہ کو کون سمجھے شعر: بیان عاشق و معشوق رمزیست : کرام کاتبین را ہم خبر نیست : ماہ پرور کا کلیجہ دھڑکنے لگا پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکے وہ بھی بناؤ سے خالی نہ تھے مطلع قطرے نہین عرق کے رخ لاجواب پر : دیکھو پڑی ہے اوس گل آفتاب پر : بند مسدس

سینہ وہ با صفا کہ ہو خورشید کا یقین
رکھے ہین یا چنگیر مین گلہاے یاسمین
لوح بلور سے بھی مصفا ہین یہ کہین
پھبتی صفاے صبح کی صادق کبھی نہین
سینہ ہے آئینہ قد آدم دھرا ہوا
آب گہر لیے یا کوئی دریا بھرا ہوا

وہ چھاتیان ہین یا کہ ہین الماس کے کنول
دو قمقمے یہ نور کے رکھے ہین مشتعل
ہوتے ہین فرقدین یہان صاف محتمل
کرنا گمان انار کا ہے سخت مبتذل
شیشے شراب کے ہین کہ کوزے نبات کے
یا ہین حباب چشمۂ آب حیات کے

ادھر آنکھون سے شاہزادہ نورالدہر کے اشک حسرت ٹپکے ملکہ ماہ پرور آنسوؤن کو پی گئی اشارے سے منع کیا کہ اے شہریار والا تبار یہ وقت جوش و خروش نہین ہے اور جمشید کو جواب دیا کہ اے بادشاہ اس ساحر نے تیرے مجکو اس ہفتہ مین کیا کیا تکلیفین پہونچائین جس کا مجکو عاشق بتاتا ہے مین اسکو پہچانتی بھی نہین ہون میرے مان باپ سے مجکو چھڑایا اس دربار مین مجکو بلایا کیسا عاشق فاسق ہے معشوق کا بھی مرتبہ ہوتا ہے یہ بیچارہ سادہ جو سامنے کھڑا ہے باغ مین سے میرے مجکو اٹھا لایا طالب وصال ہوا جب مین نے نہ مانا جان دینے کا قصد کیا تب یہان لیکر آیا ہے عشق طلسم کشا و غیر طلسم کشا تبلاتا ہے اگر حضور کا طلسم کشا نام ہے تو ہمارا نیک انجام ہے مان باپ ہمارے منسوب کر چکے ہین ہمین کیا دخل ہے اور اگر کسی اور کو یہ بیچا کہتا ہے تو اسکو اپنی ایڑی چوٹی پر نثار کرون خاک مین ملاؤن اندھیری گور مین سلاؤن یہ سنکر جمشید بیقرار ہو گیا کہا اے ملکۂ عالم اس بیچارے نے آپ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا ملکہ ماہ پرور نے کہا اگر یہ قصد نہ تھا تو اس سے پوچھیے آٹھ دن کہان لیے لیے پھرا مین تو دھگڑے کے پہلو مین تھی مجکو لایا دھگڑے کو نہ لا سکا بس یہ سنکر جمشید مثل شعلۂ آتش بھڑکا کہا او سنگبار جادو ملکۂ عالم کی بات کا جواب دے کیا فرماتی ہین سنگبار نے کہا حضور مین اسی جوان کے پہلو مین سے اٹھا کر لایا تھا جلدی مین اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکا بس جمشید جادو نے یہ سنکر غصہ مین سنگدلی کی ایک چٹکی خاک کی سر پر سنگبار جادو کے ڈال دی جلکر خاک ہوا قصہ پاک ہوا تمام اہالیان دربار تھرا گئے کانپ گئے کسی کے منھ سے بات نہ نکلی آپس مین کہہ رہے تھے کہ دیکھو اس نمک حرام نے غضب کیا منسوبۂ شہنشاہ

پڑ نگاہ بد ڈالی آخر اعمال قبیح کی سزا پائی اور جمشید جادو نے ملکہ ماہ پرور کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین عرصہ دراز سے اسیر طرۂ گیسوئے پیچ خنجر ابرو ہون آپکے یمن قدم سے لڑائی فتح ہوئی ورنہ اس سلمان نے تمام طلسم کو درہم و برہم کیا دوست دشمن ہوے اپنے بیگانے ہوے جب خود تکلیف کی تو گرفتار کر کے لایا ہون یہ تمھارے قدم کی برکت ہی یہ سامنے لوح طلسمی موجود ہی اسی کی وجہ سے ہزارون ساحر مارے گئے ملکہ ماہ پرور نے سر جھکا کر کہا صاحب یہ کیا چیز ہے جمشید جادو نے کہا جان طلسم روح طلسم اسے لوح طلسم کہتے ہین اسکو دیکھکر ہم لوگ جفائین سہتے ہین سحر بھولتے ہین جسکے پاس یہ موجود ہو اُس پر ہمارا پنجہ نہین قابض ہو سکتا ملکہ ماہ پرور نے کہا مین دیکھون اسمین کیا لکھا ہی جمشید جادو نے کہا ملکہ اسکو نہ دیکھو ہم پر عکس پڑتا ہی سحر بھولے جاتے ہین سامنے طلسم کشا بیٹھا ہی اگر اسکے جسم سے مس ہو جائے قید سحر دور ہو ہمکو قلق طلسم کشا کو سرور ہو اور ای ملکہ یہ جوان یکہ تاز میدان جرات شہسوار عرصہ جہالت ہی لاکھون سے اکیلا لڑتا ہی طلسم ہمارا کیا کیا معرکہ پڑا ہی اسکے مددگار بڑے بڑے جادوگر ہین کیسے کیسے باہنر ہین مقام خوف ہی ملکہ ماہ پرور نے لوح کے پاس سے ہاتھ ہٹا لیا اور کہا کہ آپکا عشق ہمپر کھلگیا ہمارے نصیبہ کی خوبی کہ مان باپ نے ایسے کے ساتھ منسوب کیا جو کچھ کیا خوب کیا واہ واہ کیا قدرت سامری کی ہی ہم باغی کو بچائین گے اپنے وارث کو قتل کرائین گے مان باپ ہمسے جدا ہو چکے اب سوا تمھارے ہمارا پوچھنے والا کون ہی تمسے ہمکو یون نفرت واہ ری قسمت جمشید جادو ہاتھ جوڑنے لگا اور لوح لیکر سامنے رکھدی کہ یہ تو تمھارے ہی پاس رہیگی ملکہ نے کہا صاحب ہم کیا کرونگی مین تو دشمن ہون طلسم کشا کو دیدونگی جمشید جادو نے کہا ملکۂ عالم غصہ نہ کرو اسکو پاس رکھو ملکہ ماہ پرور نے کہا لاؤ مجبوری تمھاری خوشی یہ کہکر ملکہ نے لوح ہاتھ مین لی جمشید جادو نے کہا جلد جلاد کو بلاؤ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو لوگ جلاد کو بلانے دوڑے جمشید جادو طرف وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو لوح اپنے پاس رکھون یا بخدمت شہنشاہ افراسیاب بھیجدون کسی نے کچھ کہا کوئی جواب دینے سے عاجز ہوا ماہ پرور نے دل مین کہا وقت شاہزادے کا قریب آگیا جو کرنا ہی کر گذرو اپنی جان جائیگی صدقہ پاپوش سے یہ شیر صولت بچ جائے عاشقون مین نام رہیگا ہر عاشق ہمکو ثابت قدم کہیگا جمشید جادو کا تو منھ اور طرف تھا ملکہ ماہ پرور تخت سے اُٹھی نیمچہ ہاتھ مین لے لیا جمشید جادو نے کہا ملکہ کہان ماہ پرور نے کہا یہ نگوڑا موذی کاٹا مجکو گھور گھور کر دیکھتا ہی آنکھ مین پیلا اسکے گھسیڑ دون جمشید نے ہان ہان کہا ملکہ نے پہلے لوح اسکے منھ کے سامنے چمکائی جمشید جادو نے ارے کہکر منھ پھیرا بس ملکہ ماہ پرور نے تخت پر سے جست کی لوح گلے مین شاہزادہ نورالدہر کے ڈالدی کہا شہریار ہوشیار ہو جیسے ہی لوح گلے مین شاہزادہ نورالدہر کے آئی مارا ن سحر جل کر گر پڑے شاہزادہ نورالدہر اُٹھا ملکہ ماہ پرور کا ہاتھ کھینچ لیا اپنی پشت پر کیا ملکہ ماہ پرور نے ملکہ تخموس کی زبان سے سوزن کھینچ لیا کہا بوا اُٹھو شاہزادے کو بچاؤ ادھر شاہزادہ نورالدہر نے

نعرہ کیا نعرۂ نقلیہ حمزۂ صاحبقران بخشم و قہر ستارہ چشم شاہزادہ نورالدہر؛ ادھر مخمور سرخ چشم بل کر کے اٹھی سنگریزے اٹھا کر مارے پتھر کی سلین برسنے لگین سنگدلون کے سر پھٹے بہت حیران ہو کر بت بنگئے ملکہ مخمور نے اور ساحرون کی زبان سے سوزن نکالا نورالدہر نے نعرہ کیا شاہزادۂ ایرج نوجوان بر لوح کا عکس ڈالا ایرج نوجوان نے بھی قید سحر کو توڑا نعرہ کیا نعرہ شاہزادۂ ایرج نوجوان ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر؛ **ابریق آسمان سیر** وزیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بھی اٹھا اٹھتے اٹھتے زمین کو ہلا دیا شہنشاہ جمشید جادو ہاے کا نعرہ کر کے تخت سے اٹھا کہا ہاے یارو یہ مار آستین گرگ بغل کہان سے پیدا ہوا اس قتال عالم پر کیون شیدا ہوا تھا سردارون کو اشارہ کیا یارو اب تو عین بارگاہ مین تلوار چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی

اشعار

چلی تیغ شہزادۂ فیروز دل
کہ ساحر ہوے خوف سے پا بہ گل
چمکنے لگی برق تلوار کی ؛
پنہ تھی نہ اس شیر کے وار کی
ہر اک ساحر بیحیا سنگدل
ہوا ڈر سے شمشیر کے تنگدل
کٹے ایک حملہ مین کتنون کے سر
سیہ رو ہوے خون مین تر بتر
وہان خون کا بحر جاری ہوا
ہر اک جان سے اپنی عاری ہوا
کسی غول پر ایرج نوجوان
جھپٹ کر گیا مثل شیر ژیان
قیامت بپا کی تھی مخمور نے
دکھائی چمک شعلۂ طور نے
نگاہین نشیلی جو پڑنے لگین
سنانین کلیجون مین گڑنے لگین
ہوے سحر چشمی سے ساحر بتنگ
لگے بھاگنے جو کہ تھے خانہ جنگ
کسی سمت ابریق فیروز بخت
لگا کرنے ہر ایک پر سحر سخت
اور اک سمت کو ملکۂ شوخ چشم
لگی سحر کرنے بصد قہر و خشم
تھمتا نہ شبرنگ کی وہ جدال
فنا کر دیے ساحر بیمثال
شگوفہ کی جرأت کے بھی گل کھلے
کہ گلہاے افسون برسنے لگے
کیا سحر جم کر جو باشدومد
ہوے خاک جل جل کے اہل حسد
لڑائی وہان تھی وہ گھمسان کی
کہ ان ساحرون کو پڑی جان کی
جری ڈر سے منھ کو چھپانے لگے
قدم اپنے پیچھے ہٹانے لگے
زبان پر تھا ہر اک کی یا سامری
مدد کیجیے آن کر اب ذری
کوئی ہونے دو سو کے لیتا تھا نام
چھپا کوئی جمشید کا تخت تھام
زمین طلسمات کا بھی تمام
بگڑنے لگا سحر کا انتظام
شجاعت سے شہزادۂ ارجمند
لڑے یون کہ ساحر ہوے دردمند

اسطرح کی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ زمین و آسمان تھرا گئے خوف سے نامردونکو غش آگئے جمشید جادو لڑتا جھڑتا بیرون بارگاہ آیا شاہزادۂ والا گہر **نورالدہر بن بدیع الزمان** کو بھی ملازمان خاص نے مرکب بادرفتار پر سوار کیا شاہزادۂ عالی شان ایرج نوجوان کا بھی اسپ تیز گام آیا ملکہ مخمور نے قیامت برپا کر دی لاشون سے زمین بھر دی کوچہ و برزن مین دریاے خون بہ رہے ہین شیران سحر ڈکارتے پھرتے ہین

اُنکے خوف سے بزدلے بیہوش ہوکر گرتے ہین ملکہ شگوفہ جادو نے سیکڑون باغیون کو قتل کیا نمونہ باغ مرگ دکھایا ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے لشکر جمشید جادو کے دھوئین اڑا دیے لاکھون بیجیا خاک مین ملادیے شہرنگ آتش خوار نے آگ برسائی ناریون کو راہ جہنم دکھائی فیروز جادو مظفر و منصور سر بر غرور کو راہ دار البوار دکھاتا ہے اسکے سحر سے آسمان افسون ساز تھراتا ہے شاہزادہ والا شان نورالدہر بن بدیع الزمان لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے مثل شیر خشمناک برابر جمشید جادو کے پہونچے للکارا کہ او مغرور کہان جاتا ہے جمشید جادو نے جو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا خون آنکھون مین اُتر آیا سحر سے آگ برسادی زمین ہلادی اور ہزار جادوگر جلکر مرگیا مگر شاہزادہ نورالدہر تیغ چمکاتے ہوے پاس گئے اب مجبور ہوکر جمشید جادو نے تیغہ سحر کا وار کیا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار ابرو کا وار اُسکا روک کر الجھادے مین سے ہاتھ نکالا خبردار کہکر تیغہ خارا شگاف سلیمانی کا ہاتھ لگایا اُس بیحیا نے کلوا بھیرون کو یاد کیا سپر سحر کو اُٹھایا مگر تیغ چمک کر جو گری سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوتے تاج کاٹ کر تا دوابرو پہونچی ہائے کہکر جمشید جادو نے اپنے کو زمین پر گرادیا شاہزادہ نورالدہر نے چاہا گرفتار کرلون یا قتل کر ڈالون جمشید نے پر پرواز پیدا کیے مثل طائر خائف بلند ہوا ساتھ والون کو آواز دی یارو نکل چلو مین طرف گنبد جمشید کے جاتا ہون وہان سے لشکر کشی کرونگا طلسم کشا کا پیچھا نہ چھوڑونگا مگر اسوقت نکل آنا جان بچانا مناسب ہے کئی لاکھ ساحر اسکے ساتھ بلند ہوے سحر کرتے ہوے نکل گئے ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ نے چاہا کہ روکین یہ نہ رُکا ابریق آسمان سیر نے آواز دی کہ تعاقب مناسب نہین ہے لشکر آپ کا خستہ ہوگا سب سردار رُکے اہالیان شہر نے پناہ مانگی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے سب کو سرفراز کیا تیغہ خون آلود ہاتھ مین بفتح و فیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ جمشید ہوے ملکہ ماہ پرور کو بہ تکلف تمام داخل محلات کیا تخت سلطنت پر غاشیہ ڈلوادیا نورالدہر نے ایرج نوجوان کو مقام صدر پر جگہ دی انکے ساتھ والون کو دنگلہاے زرین مرحمت ہوے کرسی جواہر نگار پر ملکہ مخمور سرخ چشم بیٹھی دنگل جواہر نگار خزانے سے جمشید جادو کے نکلا ہے اُسپر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و شان متمکن ہوے زخم دو زبان ہونے نگین براے ملکہ شگوفہ زیر دست ملکہ مخمور سرخ چشم مقام تجویز ہوا ابھی باغ باغ ہے آج غم و الم سے فراغ ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے پکار کر آواز دی اے ساحران زاکی راے جان نثاران گرامی بادشاہ طلسم شکست کھاکر نکلگیا مقام تردد کا ہے ہرکارے روانہ کیے جائینگے دو چار روز مین انتظام ہوگا مگر اب سب صاحبون کو مناسب ہے کہ طلسم کشا کے جان کی خیر مناؤ حفاظت کے سامان کرو ایسا نہو کوئی در انداز آئے خدانخواستہ اُنکے دشمنون کو گرفتار کرکے لیجائے لوح کی فکر ضرور ہوگی سب نے عرض کی اے ملکہ عالم آپ ہماری مالک و مختار ہین آپ کو سب طرح کے اختیار ہین جس طرح ارشاد فرمائیے حاضر ہین

ہم بھی اس مقدمہ کے ناظر ہین ملکہ مخمور سرخ چشم اپنے مقام سے اُٹھین شبرنگ آتش خوار کو سر طلایہ کیا فیروز جادو کو انتظام لشکر کا حکم دیا اور ملکہ شگوفہ سے فرمایا تم دروازے پر بارگاہ کے رہنا اور مین جس بارگاہ مین شاہزادہ آرام فرمائیگا بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر بیٹھ کر رات بھر حفاظت کرونگی سب نے اس بات کو بخوشی خاطر منظور کیا یہان تو سامان عیش و نشاط مہیا ہے

دو کلمہ داستان جمشید جادو کے بیان ہوتے ہین

جمشید جادو جو ہاتھ سے نور الدہر کے طرف گنبد جمشید کے بھاگا ہر چند کہ شکست فاش کھائی مگر تین لاکھ ساحران غدار ساتھ ہین اسکی طرف سے سہیل جادو گنبد جمشید پر حاکم ہے یہ اپنے مقام پر ہے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ اے پہلوان دوران غضب ہوا شہنشاہ نے شکست کھائی قلعہ جمشیدیہ مین طلسم کشا کی عملداری ہوگئی سہیل مکار گھبرا کر اُٹھا فوج کو لے کر برائے استقبال چلا کوس بھر پہونچا تھا دیکھا ساحران غدار جمشید جادو کو ہوادار پر ڈالے ہوئے عالم زخمداری مین لیے ہوئے آتے ہین مگر حیران پریشان سرون سے ساحرون کے خون جاری سہیل جادو نے کہا حضور نہ گھبرائین چلکر گنبد جمشیدیہ مین فروکش ہون زیادہ مشوش ہون مقام افسوس ہے کہ سرکار دولتمدار نے ابتدا سے غلام کو خبر نہ کی وہ تدبیر کرتا کہ اتنا طول جنگ کو نہوتا مگر اب بھی مقام تردد نہین بادشاہ جمشید کو تسکین دیتا ہوا لا کر قریب گنبد جمشید پہونچا نام اس گنبد کا گنبد جمشید ہے اسمین ایک بڑا بھید ہے آگے ناظرین پر واضح ہوگا گرد گنبد جمشید صدہا قصرہای عالی بنے ہوئے ہین ایک قصر عالی مین جمشید جادو کو سہیل مکار نے لا کر داخل کیا زخم دوزی کا سامان ہوا جب جمشید جادو کا مزاج درست ہوا کہا اے مکار نامدار اب تبلاؤ کہ کیا تدبیر کرون ہر چند کہ بڑے بڑے ساحران غدار شریک طلسم کشا ہین مگر مجکو کسی کا خوف نہین اگر طلسم کشا نہو یا لوح اسکے قبضہ سے نکلجاے ایک سحر مین سب کو دیوانہ بنا دون تڑپا تڑپا کے مار دون مگر نام ہی طلسم کشا کے کانپتا ہون جب لوح طلسمی چمکا دیتا ہے کلیجہ تھرا جاتا ہے سہیل مکار نے کہا کہ یہ تو فرمائیے طلسم نور افشان کے بادشاہ کی جانب سے کوئی شریک طلسم کشا ہے یا نہین جمشید جادو نے جواب دیا افراسیاب بھی بخوبی باہر ہے اپنے سردار کو روانہ کیا تھا ہاتھ سے طلسم کشا کے واصل جہنم ہوا کوکب روشن ضمیر نے اپنے مشیر خاص ناخر بدست ابرق آسمان سیر کو شاہزادہ ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ہے ابرق آسمان سیر نے دربند ظلمات فتح کرا یا بدمست جادو میرے ملازم کو قتل کیا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر طرف طلسم کشا کے آتا تھا مین نے جا کر اسکو بھی گرفتار کیا تھا اب وہ سب ایک ہی مقام پر ہین ابرق آسمان سیر وزیر کوکب روشن ضمیر موجود ہے اس جنگ مین اُسنے قیامتین برپا کین جب تو مین نے شکست کھائی یہ حال پُر ملال سُنکر سہیل مکار ہنسا کہا اے شہریار لوح کو مع طلسم کشا مجھ سے لیجیے مین سالہا سال خدمت مین شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مالک طلسم نور افشان

کے رہا ہون اُسکے سردارون کو بخوبی جانتا ہون ایک ایک کو اچھی طرح پہچانتا ہون اب حضور تامل فرمائین غلام جان دےکر قلعہ جمشیدیہ مین جاتا ہی اگر سامری و جمشید مدد کرتے ہین تو طلسم کشا کو مع لوح لاتا ہی جبکہ طلسم کشا گرفتار ہوجاے یا لوح ہاتھ آجاوے پھر حضور کو اختیار ہی باقی سردارون کو جاکر قتل کرڈالیےگا یہ کہکر اس تتیانے اپنے پاس سے اسباب سحر نکالا اپنے کو سحر سے بصورت آفتاب جادو وزیر کوکب روشن ضمیر بنایا اور ایک نامہ جعلی مہر کوکب روشن ضمیر سے تیار کیا مضمون اسکا بروقت ناظرین پر ظاہر ہوگا اس صورت سے مرکب باد رفتار پر سوار ہوکر طرف قلعہ جمشیدیہ کے روانہ ہوا

دوکلمہ داستان شوکت بیان سہیل مکار کا بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بخدمت شاہزادہ عالیشان نورالدہر بن بدیع الزمان جانا اور لینا لوح طلسم کا و ذکر قتل جمشید جادو

ساقی نامہ

اے ساقی لالہ فام مے نوش
کیون بھول کا جام پیکے بھولا
کاوش جو خمار مے نے کی ہی
مرتا ہون دوا پلا دے ساقی
دے بنت عنب شتاب مجکو
باقی نہین ضبط و تاب ساقی
بند آنکھ کو کرکے جب مین جھومون
اک رند کی داستان سناؤن
اب دیکھیے میری خوش بیانی

مجھ رند کو کیون کیا فراموش
محفل کی تھی زیب و زین تجسے
ہشیاری مین طرفہ بیخودی ہی
اس درجہ ہون ہجر مے سے سرشار
دکھلا رخ آفتاب مجکو
اچھی سی پلادہ بادۂ تند
منہ شاہد مدعا کا چومون
مشتاق ہوئی جو طبع عالی
حضار سنین نئی کہانی ::

[illegible]
رندون کو بڑا تھا چین تجسے
اب دل کی لگی بجھا دے ساقی
ڈھونڈھ آیا کہان کہان مین ناچار
دل ہجر سے ہی کباب ساقی
کچھ دیر نہ جسمین ہو گُھنڈ
کیفیت بزم کو بڑھاؤن
ساقی نے شراب دی نرالی

شاہد عروس بیان کو براے نظارہ مشتاقان نرگس دار چشم براہ انتظار کے مشاطۂ نظم و نثر یون آراستہ کرتی ہی شعر خردمند و داناے فرخ نشان رقم کرتے ہین اس طرح داستان کہ یہان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران صف شکن و تہور شعاران تیغ زن اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ تخمو سرخ چشم انتظام مین مصروف ہین سرکارون کو حکم ہوا دریافت کرو جمشید بے ایمان کس جگہ پنہان ہوا مہتر شاپور شیر دل عیار ارجح [illegible] و شہزنگ بن عمرو شاطر نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے حاضر ہین عرض کی جواسیسان تیز رفتار گئے تھے خبر لیکر آئے مفصل معلوم ہوا کہ وہ بیحیا قریب گنبد جمشیدیہ جاکر اترا ہی فوج جمع کررہا ہی قصد ہے کہ لشکر کشی کرے فقط زخم سر مانع ہی صحت پاتے ہی آئیگا بڑا کروفر دکھائیگا شاہزادہ والا قدر نورالدہر بن بدیع الزمان نے

فرمایا سمجھا جائیگا ہمارے سردار غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار اگر زخمدار نہوتے ہم ایک شب کی بھی اسکو مہلت نہ دیتے جب تک کہ اُس بیحیا نامرد ابدی اور ازلی کو تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر نہ کھینچونگا آرام نہ کرونگا اگر سب صاحب مانع نہوتے تو مین یکہ و تنہا جاتا **شبرنگ آتش خوار** نے عرض کی کہ صرف حضور دو روز کی مہلت دین غلامان جانباز جس طرح بنے گا جا کر اُس سے لڑین گے حضور کو اکیلا نہ جانے دینگے اور حضور بھی ملحوظ رہے کہ اب اس جنگ کو طول ہوا شہنشاہ **افراسیاب** کو بھی سب طرح کی خبر پہونچی ہوگی اور **جمشید جادو** نے بھی عرضی لکھی ہوگی کیا عجب ہے کہ ہوش ربا سے بھی مدد آوے شاہزادہ **نورالدہر** نے مُسکرا کر فرمایا کہ اے **شبرنگ آتش خوار** والد نامدار طلسم ہوش ربا مین قید مین جسم سے شعلے نکل رہے ہین ہمسے برابر کوئی بدنصیب ہوگا عرصہ دراز سے قبلہ و کعبہ کا نشان نہین ملتا ہم کیسے نالائق فرزند ہین کہ آج تک کچھ نہین ہوسکتا اسد غازی والد نامدار کا بھانجہ ہے وہ جا کر تو جانبازی کرے قید کی مصیبت اُٹھائے اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے اگر خدا اپنا فضل شریک حال کرے کہ ہم بھی لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوش ربا پہونچین یا طلسم ہوش ربا کو لڑ بھڑ کر فتح کرین یا مارے جائین دولت کونین حاصل ہے مردان عالم مین نام ہو بخیر انجام ہو ملکہ **مخمور سرخ چشم** نے کہا اے شہریار طلسم ہوش ربا عجب مقام ہے وہان جانا دشوار ہے راہ مین ہزار طرح کی خرابی ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار نے جھک کر عرض کی کہ **آفتاب جادو** وزیر اعظم شہنشاہ **کوکب روشن ضمیر** مع نامہ شہنشاہی در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے شاہزادہ **نورالدہر بن بدیع الزمان** نے سردارون کو حکم دیا استقبال کر کے لاؤ **شبرنگ آتش خوار** وغیرہ گئے باعزاز و اکرام آفتاب جادو کو لائے سامنے آکر واسطے تسلیم شاہزادہ **ایرج** نوجوان و نورالدہر **بن بدیع الزمان** کے خم ہوا شاہزادہ نورالدہر نے دنگل زرین مرحمت فرمایا **آفتاب جادو** نے نامہ پیش کیا شاہزادہ **ایرج** نے فوراً حکم دیا سونے کا ممبر نصب ہوا میر منشی نے باواز بلند پڑھا مرقوم تھا کہ اے شاہزادگان والاقدر **آفتاب جادو** مع نیاز نامہ حاضر خدمت ہوتا ہے اگر فتح طلسم مین تامل ہو تو مین خود حاضر ہو کر آستان عالی پر جبہہ سائی کرون فتح طلسم کرا دون اور **ابرق آسمان سیر** کو بھی روانہ کر چکا ہون اب تک کچھ خبر دریافت نہین ہوئی آخر گھبرا کر یہ عرضی روانہ کی جسوقت تک آپ لڑائی سے **جمشید** پلید کی مہلت نہ پائینگے یہ وزیر خوش تدبیر بھی خدمت بندگان عالی مین حاضر رہیگا کچھ فقرات طرف سے **عمرو** کے بھی لکھے تھے **نورالدہر و ایرج** نے **آفتاب جادو** کی بڑی خاطر کی ایک بارگاہ اسکے واسطے الگ استادہ کرائی خادم خدمتگار اسباب عیش و نشاط مرحمت ہوا اور کہا بسم اللہ اُس بارگاہ مین جا کر آرام کرو **آفتاب جادو** نے دست بستہ عرض کی اے ذرہ نواز جب حضور دربار برخاست کرینگے مین بھی اپنی خوابگاہ مین جاؤنگا شاہزادہ **نورالدہر** نے جلسہ آراستہ کرایا آفتاب جادو و **ابرق آسمان سیر** سے کھل مل کے باتین کر رہا ہے شاہزادہ **ایرج** نے

آنکھین فرش کردین اس خیال سے کہ کوے محبوب سے آیا ہی پیام والد دلدار لایا ہی اپنے قریب جگہ دی چپکے چپکے پوچھ رہے ہین کہ ملکۂ عالم کا مزاج کیسا ہے یہ بیچیا باتین بنا رہا ہی کہان حضور مزاج بہت اچھا ہی آپ کا ذکر اکثر دربار مین آتا ہی شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے حکم دیا ساقیان پری رخسار جام بادۂ گلنار لے کر حاضر ہوے دور جام گردش مین آیا ہنگامۂ ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوا اک حور پیکر نے سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل گائی عاشق مزاجون کے سر پر آفت آئی

غزل

کیا اُٹھ گئے دنیا سے خریدار محبت
کھلتا نہین کیون بند ہی بازار محبت

خواہان نہین عزت کے خریدار محبت
توقیر ہے رسوائی بازار محبت
دل بیچنے چلا ہی سوے بازار محبت

دلال ہی ہمراہ خریدار محبت
بولی وہ ہوے فاش جو اسرار محبت
داخل کرین جرمانہ گنہگار محبت

پیدا ہین ہر اک عضو سے آثار محبت
آنکھین ہین مری روزن دیوار محبت
یاران عشق مجازی مین حقیقت یہ نظر ہی

بت پوجتے ہین کوے خریدار محبت
شوریدہ سر حسن ملیحان ہین ازل سے
ہم لوگ قدیمی ہین نمک خوار محبت

ستے زیادہ ایرج نوجوان بیقرار یاد مین ملکہ بران شمشیر زن کے آنسوؤن کا تار بندھا ہے تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری جلسہ برخاست ہوا نورالدہر اپنی بارگاہ مین آے ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہی انتظام کیا ہے جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر آن کر متمکن ہوئی سر اٹھا اٹھا کر چہار جانب دیکھتی جاتی تھی در بارگاہ پر شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار حاضر ہین صداے دور باش دے رہے ہین کیا مجال پرندہ پر مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہی اودھر سے گذرے مگر سہیل مکار جو بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر آیا ہی بارگاہ مین اپنی جا آن کر چپکا لیٹ رہا بیچیا کو نیند کب آتی ہی انتظار مین ہی کہ سناٹا ہو تو طلسم کشا کو گرفتار کرون مقام تو اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہی جب اس نے دیکھا کہ پہر رات باقی رہی اپنی بارگاہ سے نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ نورالدہر کے چلا اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا یہ حال ہی کہ بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر بیٹھی ہی قبہ بارگاہ مین منقار سے سوراخ کر لیا سر جھکا کر کبھی شاہزادہ کو دیکھا کبھی کوہ و دشت و بیابان کی طرف نگاہ ڈالی خیال ہی اگر کوئی آئیگا تو باہر سے آئیگا آفت ارضی کی کسکو خبر ہی وقت آخر شب ہوا ٹھنڈی ہوا جو چلی ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ بند ہو گئی یہ سو رہی فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یعنی سہیل مکار نے گوشۂ بارگاہ شاہزادۂ نورالدہر مین سر نکالا دیکھا شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین چار خدمتگار پاؤن دبا رہے ہین نفیر خواب شاہزادۂ والاقدر نورالدہر بن بدیع الزمان بلند ہی سہیل مکار نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہوے اب یہ بیچیا تڑپ کر نکلا یہ بھی آگاہ ہی کہ مخمور سرخ چشم بالاے بارگاہ بیٹھی ہی قلب خوف سے تھرا رہا ہی جانتا ہی کہ مخمور سرخ چشم بلاے روزگار ہی اس سے چھپنا دشوار ہی افتان و خیزان مثل صید خائف قریب چھپر کھٹ کے آیا دوشالہ چہرے سے ہٹایا دیکھا ایک شیر دلیر پڑا ہوا سو رہا ہی

لوح طلسمی مین یہ خیال مین گذرا اگر جاگ اٹھا تو جان کا بچنا دشوار ہی پہلے ہی لوح طلسمی لینا چاہیے مقراض جھولی سی نکال کر ڈور ابریشم کا کاٹا گویا رشتۂ حیات شاہزادے کا قلم کیا لوح لیکر اس بیحیا نے جھولی مین ڈالی اب یہ قصد کیا کہ تیغ نورالدہر کو بھی کون پھر خیال مین آیا کہ گرفتار کرکے کیا کرونگا ایک ہاتھ مارون کہ برباد کن ساحران عالم کے دو ٹکڑے ہون اس جلاد صاحب بیداد نے تیغہ کھینچا شاہزادہ والا تبار پر سحر تو کیا نہ تھا نورالدہر کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیاہ پوش بصد جوش و خروش تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے وار کیا چاہتا ہی نعرہ کیا باش او بیحیا ہرچند کہ لوح چھین چکا ہی مگر نام مردی بہ از مردا اگر سحر کرتا تو یہ بیکار ہو جاتے سہیل مکار بھاگا نعرے سے شاہزادے کے ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ کھلی دربارگاہ سے ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر و شبرنگ آتش خوار وغیرہ جھپٹے سہیل جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا کسی طرف سے نکلنے کا راستہ نہ پایا اسی نقب سحر مین پھاند پڑا ملکہ مخمور سرخ چشم جو تڑپ کر گری دیکھا شاہزادہ حیران کھڑا ہی کہا ای شہریار خیر تو ہی کہا ملکہ ایک جادوگر لوح لیکر اس غار مین جا پڑا پھر تلوار کھینچ کر آیا تھا مین نے نعرہ کیا تم سب جو دوڑے اوسنے اپنے کو اس غار مین گرا دیا ملکہ مخمور نے کہا ای شہریار یہ غار نہین نقب سحر ہی شبرنگ وغیرہ نے کہا نقب بارگاہ سے آفتاب جادو کی لگی ہی ای ملکہ عالم یہ وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر نہ تھا کیا عجب ہی سہیل مکار ناظم گنبد جمشید یہ ہووے وہ بڑا جعلساز دغاباز ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہان جائیگا تم سب صاحب تیار ہوکر ساتھ شاہزادے کے آؤ مین تو چلتی ہون مگر براے خدا اب لوح پاس نہین ہی اپنے آقا سے نامدار کو اکیلا نہ چھوڑنا یہ کہکر جھم سے نقب مین پھاند پڑی یہان شاہزادہ نورالدہر نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوے ایک جانب سے ایرج نوجوان و ملکہ شوخ چشم و ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر شبرنگ آتش خوار وغیرہ [illegible] ہاے سحر ہاتھ مین لیکر ہزبر آتشین پر سوار ہوکر چلے مگر سہیل مکار نقب سحر کو طے کرتا ہوا تین کوس پر صحرا مین جاکر نکلا چاہتا تھا پر پرواز پیدا کرکے اڑون کہ پشت سے نعرہ ہوا تھم ملکہ مخمور سرخ چشم او بیحیا کہان جاتا ہی مین نے پہچانا سہیل مکار نے جو پلٹ کر دیکھا ملکہ مخمور مثل شعلۂ جوالہ گاتی دوپٹہ کی بندھی ہوئی چہرہ غصہ سے سرخ اسباب سحر ہاتھ مین غصہ بات بات مین نقب سحر جو جلدی مین لگائی انگلیون سے ہاتھ کی خون کے قطرے ٹپک رہے ہین سہیل جادو بدحواس ہوگیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے گرتے گرتے چند دانے آتش کے مارے شعلہ ہاے آتش نے سہیل جادو کو گھیرا اوسنے گھبراکر لوح کو جھٹکا دیا شعلے پانی ہوکر گر گئے لوح کو جلدی رومال مین لپیٹ کر جھولی مین ڈالا ناگاہ مخمور پر گولہ مارا ملکہ مخمور سحر دفع کرنے لگی یہ پھر خوف سے تھراتا ہوا بھاگا ملکہ مخمور جب سحر دفع کرچکی یعنے گولہ کاٹا دیکھا سہیل جادو بھاگا جاتا ہی مثل برق جہندہ چمکی اور للکارا کہ او ملعون خیر اسی مین ہی کہ لوح پھینک دے مین تیرا پیچھا نہ کرونگی جہان جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا یہ کہکر ہاتھ [illegible] ابرق [illegible] سر سہیل مکار کا زخمی ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نیمچہ کھینچکر جا پڑی وہ سحر کرکے بھاگتا ہے

ملکہ مخمور سرخ چشم نے عاجز کر دیا ہی قریب ہی کہ ملکہ اسکو گرفتار کرے لوح چھین لے کہ طرف سے گنبد جمشیدیہ سے گرد عظیم اٹھی شعلے بھڑکنے لگے ہوئے طائر منڈلاتے ہوئے اژدہون کی پھنکار شیرون کے ڈکارنے کی آوازین آئین دیکھا کہ جمشید جادو مع تین لاکھ فوج کے اژدر سحر پہ سوار مع فوج ساحران غدار پیدا ہوا سہیل مکار نے آواز دی اے شہریار دوڑیے جلدی آئیے مجکو ہاتھ سے اس خونخوار کے بچائیے پس جمشید وہین سے جھپٹا نعرہ کیا او مخمور سرخ چشم اپنی جان کو غنیمت جان نکلجا تعرض نہ کرونگا شہنشاہ افراسیاب کا مجکو پاس ہی اگر قتل کر ڈالونگا وہ بادشاہ عالیجاہ دامنگیر ہوگا کہ میری معشوقہ کو کیون قتل کیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی او بیحیا مین افراسیاب خانہ خراب پر لاکھ لاکھ مرتبہ لعنت کرتی ہون تو اسکا پاس نکر جمشید جادو نے کل فوج کو حکم دیا چہار طرف سے گولے ترنج و نارنج کے اس ماہ اوج کمال پر پڑنے لگے مگر مخمور سرخ چشم اس بلوے مین کہ گھٹا فوج کفر کی چھائی ہوئی مثل آفتاب عالمتاب چمک چمک کے نکلتی ہی صدہا کو نگاہ سحر آگین ڈالکر مارا اگر کس کس کے وار کو روکے سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ سہیل مکار جمشید جادو کے پاس نہ پہونچنے پائے زخم اٹھاتی ہی مگر مثل برق تڑپ کر سہیل جادو پر جاتی ہے ایسے زخم کھائے کہ تمام چہرہ گلنار لختے خون کے جسم پر جمے ہوئے نیمچہ سحر ہاتھ مین کہنی سے خون ٹپک رہا ہی جمشید جادو نے آواز دی اے اس ظالم کو کمند ہائے سحر سے گرفتار کر لو چہار طرف سے کمندین لے کر ساحر بڑھے اب ملکہ مخمور سرخ چشم گھبرائی طرف آسمان کے دیکھکر پکار اٹھی اے سامع الدعوات داعی رفیع الدرجات اس بلا سے بچا لے دریائے مصیبت سے نجات دے نظم

اے کارکشائے بستہ کاران
امید ہمہ امیدواران
برخیز ترا بدل رسیدہ
زان پیش کہ گوئے او شنیدہ
ہائیم و ندامت و تحیر
سرگشتہ بہ وادی تفکر
در وا کہ بہ آبے نہ بردیم
لب تشنہ درین سراب مردیم
زین بیہدہ ندا و کس جوابی
نکشودہ درسے نہ ہیچ یا بے

مخمور سرخ چشم کی دعا تمام ہونے پائی تھی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار ایک جانب سے ملکہ شگوفہ رنگ رو متغیر انگشت تفکر بزیر دندان تحیر ملکہ مخمور کو جو کھڑے دیکھا بیتابانہ اپنے کو گرا دیا کہا ملکہ مخمور یہ کنیز آپہونچی ماشاءاللہ کیا کہنا ثابت قدمان کوئے محبت ایسے ہی ہوتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے جواب دیا اے شگوفہ مجکو قتل ہو جانے دے وہ غول مین ساحرون کے سہیل مکار لوح لیے جاتا ہی اسکو جاکر روک لے سحر کرکے روک لے شگوفہ طرف سہیل جادو کے جھپٹی کہ پہلے سے نعرہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کی صدا آئی نعرہ

پناہ لشکر اسلام نورالدہر کہ ہمیش
ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ

ایک جانب تلوار کھینچکر یہ بھی گرے لڑنے لگے دونون لشکر آپس مین مثل آب شور و شیرین و مثل ظلمت و نور رل مل گئے۔

ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے جو اتنی مہلت پائی صفون کو پامال کرتی ہوئی جاتی ہے سہیل جادو گھبرایا ہوا سر سے پا تک زخمدار بھاگا ہوا طرف جمشید جادو کے جاتا ہے ہزارہا جادوگر اسکو گھیرے ہوئے ہین جمشید جادو نے حکم دیا میرے قوت بازو کو بچاؤ ہاتھون ہاتھ میرے پاس لاؤ جادوگر لڑتے ہوئے سہیل مکار نابہنجار کو بچاتے ہوئے زور اپنے سحر کے دکھاتے ہوئے قریب تخت جمشید بدبخت پہونچے سہیل جادو نے آواز دی اے شہریار لوح لیجیے مخمور خونخوار میرے تعاقب مین آتی ہے جمشید جادو تخت سے کود پڑا ادھر سے سہیل جادو بڑھا ادھر سے جمشید چلا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دور سے دیکھا کہ لوح طلسمی پاس جمشید جادو کے پہونچا چاہتی ہے ساحران نامدار کو آواز دی یارو یہ وقت جانبازی اور سرفروشی ہے اگر لوح جمشید جادو پا گیا پھر کچھ نہ ہوسکے گا اسوقت شبرنگ آتش خوار و ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر مالک طلسم نور افشان و فیروز تاجدار وغیرہ اس زور و شور سے سحر کرنے لگے کہ زمین و آسمان مین زلزلہ پیدا تھا فلک شعبدہ باز اس سحر و ساحری کو دیکھکر اپنے نیرنگ افسون کو بھولا مگر باعث اقتدار طالعان نور الدہر و ایرج نوجوان تو یہ ہے کہ شاہزادہ والاشان ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان دریائے فوج ساحران مین غوطہ مارتے ہوتے ہین ساحرون پر بجلی کی طرح گر رہے ہین جب کسی ساحر کا سحر اپنے پر چل جاتا ہے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جاتا ناچار ہو کر رکھ جاتے ہین شبرنگ آتش خوار و فیروز تاجدار وغیرہ یہ بھی فکر کرتے ہین بڑھ بڑھ کے دونون شہزادون کو بچاتے ہین ہرچند قصد کرتے ہین کہ سہیل جادو تک پہونچین نہین ممکن ہوتا فوج جمشید جادو نے بھی جان لڑا دی صفین باندھے لڑ رہی ہین قیامت کے معرکے برپا ہو رہے ہین وہان سہیل جادو نے جمشید جادو کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ لوح دیدے ملکہ مخمور سرخ چشم برق بنکر آسمان مین ڈوبی کڑک کر جو گری سہیل مکار کا سر اڑ گیا یہ بچیا پھڑک کر زمین پر گرا لوح ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر مثل ستارہ سحری کے چمک رہی ہے جمشید سیہ بخت چاہتا ہے مین اٹھا لون ملکہ مخمور کا قصد ہے کہ اپنی جان دون یہ بچیا لوح نہ پائے مگر شاہزادہ والاشان نور الدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و صولت لڑتے ہوئے اس مقام پر پہونچے دیکھا لوح بیچ مین پڑی ہے گھمسان کی تلوار چل رہی ہے ہزارہا لاشہ پڑا لوٹ رہا ہے دشت ریگستان چمن لالہ زار بنگیا ہے نعرہ کرکے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب سے کودے لوح کو دیکھکر جسم مین طاقت آگئی سینہ سپرون کو ریلتے ہوئے جان پر کھیلتے ہوئے بڑھے ناظرین کو یہ بھی ملحوظ رہے کہ ملکہ شگوفہ جادو مثل پروانہ کے گرد شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے پھر رہی ہے جسنے شاہزادہ والا قدر نور الدہر پر سحر کیا جھپٹ کر اسی کو مارا سرتن سے اتارا ایک سمت فیروز جادو بھی آگیا ہے ادہر ملکہ مخمور سرخ چشم نے بھی گولا آہن کا اپنے خون مین تر کیا تو گولا آہن کا تھا یا گلاب کا پھول بنگیا کھینچکر لشکر جمشید سیہ بخت پر مارا اُس پھول کے ٹوٹنے سے اُس مقام

پر اندھیرا چھا گیا ہر ساحر سیہ رو کا قلب تھرا گیا اُس تاریکی مین شاہزادہ **نور الدہر بن بدیع الزمان** نے اپنے کو لوح پیکر ادیار ستمانہ لوح کو اٹھایا اب جو لٹکے تو لوح کو گلے مین ڈالے ہوے ایک سوار کو مار کر گھوڑا بھی لے لیا اُسپر سوار ہو کر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الزمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرہ بے ایمان **صاحبقران بن صاحبقران نبیرہ کوچک سلیمان نور الدہر بن بدیع الزمان عالیشان** نظم

بطفلی بہ جرأت ہنر داشتم ۔ لقا را بہ یک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم ۔ ظفر بر یلان عرب یافتم

جمشید جادو نے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو لوح پہنے ہوے دیکھا سر پیٹتا ہوا پیچھے ہٹا کہتا تھا یارو سامری و جمشید نے اپنے پرستارون پر یہ کیا آفت ڈالی نئی صورت تباہی کی نکالی تمہ یارو جی داری کرو گھیر کر مسلمانون کو مار لو تم زیادہ ہو وہ کم ہین مگر فرزندان حمزہ اپنے زمانہ کے رستم ہین اس ہنگامہ مین ملکہ محمود سرخ چشم بھی نتہا کی زخمی ہوئی ہے مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جو لوح پہنے دیکھا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا درد زخمون سے موقوف ہوا اشعار

زمین کو تزلزل فلک شعلہ بار	نقیبان لشکر صدا دیتے تھے	یہ تھا گرم ہنگامہ گیر و دار
دلیران جنگی یہ ہے وقت جنگ	کہ ہو تیز جرأت کے دم سب نہنگ	قدم بڑھ کے یارو نہ پیچھے ہٹے
کہ ہو کشت جرأت تمھاری ہری	گئی زخم کھا کھا کے [illegible] مین بھری	کرو جنگ مین اب وہ نام آوری
اب ان باغیون کو کرو پایمال	زمین خون سے ہو دو تر رنگ لالا	لڑائی مین [illegible]
		آئے دلیران نامی وہ پہلوانان

گرامی عرصہ زیست بہت تنگ ہے رستم دلو وقت نام و ننگ ہے دنیا مقام عبرت نہ جائے عشرت ہے زمانہ [illegible] کا کم ہو حسرتین بہت یہ بھی غم ہے بڑے بڑے اولوالعزم بہادران میدان رزم دنیاے فانی سے حسرتین لیکر گئے بر وقت نزع منفعل ہوے مال دنیا کا بد مآل ہے اسکے جمع کرنے کا ناحق خیال ہے مثل از حکیمے پرسید نیک بخت کیست و بدبخت چیست گفت اے برادر نیک بخت آنکہ خورد و کشت و بدبخت آنکہ مرد و ہشت مصرع نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت ۔ بادشاہون کا عدالت سے نام ہے بہادرون کا جوہر دکھانا کام ہے [illegible] ساتھ دو زخم کھا کر فارغ جہان مین سرخرو ہو کر عالم مین آبرو رہو صدائین نقیبون کی سن سن کے جو نامرد و بزدل تھے بھاگنے کی فکر کر رہے تھے جھوم جھوم کر پلٹ پڑے دم شمشیر سے گلے ملا دیے شاہزادہ **نور الدہر بن بدیع الزمان** نے شمشیر زنی کر کے طبقے زمین کے ہلا دیے لوح خفی مثل ستارہ سحری گلے مین چہرہ مثل آفتاب عالمتاب تیغہ برق مثال ہاتھ مین جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کر دیا نظم

اسکے را بہ پشت دیگے بر کمر	بہر جا کہ شمشیر او کار کرد	یکے را بہ بازو یکے راہ سر
در یدو بر ید و شکست و بہ بست	یلان را سر و سینہ و پا و دست	یکے را دو کرد و دو را چار کرد
		اس جوش و خروش مین نہنگ

بحر صاحبقرانی جنگ کر رہا ہی کیا عجب ہے از بان تیر و کلکۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو کمانون نے اپنے تئین اُسکے بازو پر قربان کیا ترکشون نے خوف سے منھ کھول دیا نیزے تھرا رہے ہین انگلیان سنان کی اٹھا کر بھاگنے کا راستہ بتا رہی ہین تلوارین جنگ سے آرسی سپر کو اپنی روسیاہی پر بیقراری خنجر خوف سے خم تیر بیدم گرز سرکشی چھوڑے دشمنون کے ہاتھ پانون پھولے جرات شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان دیکھکر دشمن بھی تعریفین کر رہے ہین شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ÷ رزم ادمی دید و می گفت آفرین صد آفرین ÷ المختصر شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج قلم کیا سامری پرستون پر علم مصیبت گرا نامردون نے کھیت چھوڑا بھاگنے کی فکر ہوئی استادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ تین شبانہ روز ایک طور پر یہ جنگ ہی فوج جمشید بیحساب لشکر اسلام بہت کم مگر یہ تھوڑے ایسے لڑے لاکھون کے جی چھوٹ گئے آخر بھاگنے لگے شاہزادہ عالیشان نورالدہر بن بدیع الزمان علم فوج قلم کرکے قریب جمشید جادو پہونچے اسنے بھی سحر سے دریاے خون بہا دیے ہین شاہزادۂ نورالدہر کو جو آتے دیکھا ترنج و نارنج گولے آہن کے گچھے پیکان گلگاش کے دانے سب نورالدہر پھینک مارے ایک برج آتشین شاہزادے پر گرنے لگا نورالدہر نے لوح کو چمکا دیا وہ برج آتشین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اُس کے لشکر پر گرا ہزارون ناری جلے نورالدہر برابر جمشید کے پہونچ گئے جمشید گھبرایا جانتا ہی سحر اس جوان پر تاثیر نہ کریگا تخت سے اپنے کو گرا دیا غلطاک مار کر کچھ سحر کیا بازوون پر اس صید خائف کے پر پیدا ہوے اُڑکر چلا قصد ہوا کہ نکلجاؤن اپنے کو خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے پہونچاؤن سردارون نے شاہزادہ نورالدہر کو آواز دی اے شہریار اگر یہ نکلجائیگا بڑا فساد برپا کریگا شاہزادۂ نورالدہر نے دیکھا حقیقت مین ابکی جست مین قندیل فلک ہو جائیگا پھر اُسکو عقاب تصور بھی نہ پائیگا بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش پر سے اُتاری تیر سہ پہلو نخچیر کمان مین پیوست کیا تاک کر جمشید جادو کو مارا قضا تو اُس بیحیا کی دامنگیر تھی وہ تیر سینہ پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا جمشید جادو الٹ گیا بجاے خون کے جسم سے شرارۂ آتش نکلا جہنمی جلتا ہوا زمین پر گرا تمام زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا آوازین مہیب آئین سنگباری برفباری ہونے لگی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم تمام ساحران طلسم جمشیدیہ گھبرا گئے صدہا مکانات جو اسکے سحر سے بنے تھے وہ گر گئے تین شبانہ روز لڑائی کو گذر بھی چکے تھے چہار طرف سے آواز الامان بلند ہوئی وزرا امرا ساکنان گنبد جمشیدی رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت مین حاضر ہوے مطیع الاسلام ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بفتح و فیروزی مع شاہزادۂ ایرج نوجوان بصد عظم و شان داخل گنبد جمشیدی ہوے دیکھا ایک قصر عالی ہے بیچ مین تخت جواہر نگار گرد ممبر و دنگل و کرسیان و شیشہ آلات سے قصر آراستہ ایک جانب ملکہ شگوفہ و ملکہ مخمور سرخ چشم ایکتا ابریق آسمان سحر

شیر خونیں تدبیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مالک طلسم نور افشان مع شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار سب زخمدار بیقرار جراحان چابکدست حاضر ہوے دو دن کامل مین زخمدوزی سے سب سردارون نے مہلت پائی تیسرے دن دربار شاہزادے کا گرم ہوا کوٹھے خزانے کے کھلے سلاح ہاے طلسمی ساز و یراق و مرکبان و صندوقچہ ہاے جواہر اعلیٰ یہ سب اسباب نکلکر سامنے گنبد جمشیدی کے انبار کیا گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے خلعت و انعام سے سرداران طلسمی کو سرفراز کرنا شروع کیا اس سامان مین شاہزادہ مصروف ہے شبرنگ آتش خوار کل امورات کا مہتمم ہی کہ شبرنگ بن عمرو نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت پر ایک مرد پیر سفید ریش حاضر ہی شاہزادہ نورالدہر نے کہا بلاؤ دیکھا تو سامنے سے ایک مرد پیر بزرگ باریش سفید عمامہ سفید سر پر قباے اطلس در بر پہنے آکر سلام کیا ایک کنٹھا ہاتھ پر رکھکر بطور نذر پیش کیا عرض کی کہ اے شگوفہ گلزار صاحبقرانی و اے نوباوۂ گلشن کامرانی فتح طلسم جمشید مبارک ہو یہان سے قریب قصر ہے اسی گنبد کے متعلق کہ اسکو قصر حکما کہتے ہین اُس قصر مین جناب حکمت مآب بقراط ثانی رہتے ہین اب تک ہم سب لوگ تقیہ مین تھے شکر ہی کہ آج مذہب یزدان پرستی شائع ہوا آفتاب عالمتاب ملت حق طالع ہوا پس جناب حکیم صاحب نے بعد دعاے ترقی عمر و دولت عرض کی ہی مین نہایت زیارت کا مشتاق ہون براے چند ساعت سرفراز فرمایئے ہر چند کہ حاضر ہونے مین میرے لیے شرف کونین ہی روح کو راحت دل کو چین ہی مگر چند امورات ضروری عرض کرنا ہین شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے فرمایا بسم اللہ بزرگون کی زیارت سے ترقی عمر و دولت ہی اُنکی ملاقات کرنا ہماری سعادت ہی شاہزادۂ نورالدہر اُٹھا ملکہ مخمور نے اشارہ کیا کچھ اسمین مکر نہو کنیز بھی ساتھ چلیگی شاہزادۂ نورالدہر نے مسکرا کر جواب دیا ملکہ ان بزرگ کے چہرے سے آثار زہد و عبادت ظاہر ہین عرض کی کہ مین ضرور چلون گی وہ جو مرد بزرگ آئے تھے اُنھون نے کہا اے شہریار خود حکیم صاحب نے فرمایا ہی کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو ضرور ساتھ لایئے گا اور دوسرے صاحب فرزند خاور سیاہ اُنکو بھی ساتھ لیجے نورالدہر بن بدیع الزمان نے شاہزادۂ ایرج نوجوان و ملکہ مخمور سرخ چشم و شبرنگ آتش خوار وغیرہ چالیس سردار و دونون عیارون کو ہمرہ لیا اُن مرد بزرگ کے ساتھ چلے کوس بھر راستہ طی کرکے قریب قصر عالی کے پہونچے دیکھا دروازے پر چند خدمت گزاران معقول صاحب عقل و شعور حاضر ہین شاہزادے کو دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوے پردۂ زنبوری کھنچا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اندر داخل ہوا دیکھا مکان نفیس ایک چوکی گرد اگرد کرسیان جواہر نگار اسباب عبادت بیشمار بخورات روشن قصر رشک گلشن اُس چوکی پر ایک مرد مقدس بزرگ چہرے سے آثار رعب و جلالت ظاہر جبین مبین پر گھٹا عبادت کا مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے مسکرا کر

فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی و ای خورشید فلک کامرانی تشریف لائیے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ؂ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ؂ نورالدہر بن بدیع الزمان سے یہ فرمایا اور شاہزادۂ ایرج نوجوان کو دیکھکر فرمایا ای نقد روح و روان تماسم عالیشان ای شاہزادہ ایرج نوجوان

شعر بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ؂
بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

رباعی
از آمدنت اگر خبر داشتمے
در رہگذرت گل و سمن کاشتمے
خاک قدمت ز دیدہ بر داشتمے
نگذاشتمے کہ پاے بر خاک نہی

دست راست مین کرسی جواہر نگار پر شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کو جگہ دی سمت دست چپ شاہزادۂ ایرج نوجوان کا مقام ہوا طرف شاہزادۂ نورالدہر کے وہ مرد بزرگ متوجہ ہوے فرمایا کہ آپکے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے دیدہ و دل روشن ہوے مجھے صرف ملکہ مخمور سرخ چشم سے ملاقات منظور تھی ملکہ مخمور سرخ چشم بلا تکلف سامنے آئین حکیم صاحب نے فرمایا کہ ای نیر آسمان حسن و جمال کچھ مجملاً کچھ مفصلاً طلسم ہوش ربا کا حال ارشاد فرمایئے میعاد شاہزادۂ عالی وقار اسد نامدار کسقدر باقی ہی افراسیاب خانہ خراب کس فکر مین ہی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھوں سے دریا اشکوں کا جاری ہوا عرض کی وہ حال آپنے پوچھا جسکے بیان سے قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی عرصۂ دراز گذرا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہے ساحران طلسم ہوش ربا کا صید ہی نہین معلوم زندان مصیبت مین اُس شیر صولت کا کیا حال ہی حکیم صاحبنے فرمایا ای نور نظر وہ صاحب اقبال ہی ایک دن افراسیاب جادو کی قید سے ضرور چھوٹیگا گھر افراسیاب کا لوٹیگا وہ رستم خصال افراسیاب کا قاتل ہی جو اُسکے قتل کی فکر مین ہی وہ سراسر جاہل ہی جیسا افراسیاب کتاب سامری نہین دیکھتا جو کچھ اُسمین تحریر ہی وہ نوشتۂ تقدیر ہے مگر ای ملکہ مخمور رہا ہونا اسد کا گنبد نور سے نہایت دشوار ہے مگر وہ بے نیاز مالک مختار ہی ہنر بر بیشۂ طراری نہنگ بحر عیاری صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے عرض کرنا بقراط ثانی آپکی قدمبوسی کا بہت مشتاق ہی نہین معلوم کیا باعث فراق ہی انشاء اللہ بحول و قوت الٰہی و بہ عنایت فیوض نامتناہی وقت معین پر حاضر ہونگا جو مناسب وقت ہوگا عرض کرونگا مگر یہ نیاز نامہ ملفوف ہی سوای خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے جو کھولے بیوقوف ہی شاہنشاہ اوج عیاری سے کہنا کہ اسکو ملاحظہ فرمایئے اسکے مضمون پر کاربند ہوجیے جن جن ساحرون کا نام اسمین لکھا ہی جبتک وہ آپکے مطیع و منقاد ہونگے دشمن پامال دوست دل شاد ہونگے اور عرض کرنا کہ آپ کو بڑے بڑے مقامات سخت کا سامنا ہی اُس روز پروردگار آپ کے سرداران نامی کی جان بچائے کہ جب افراسیاب حجرۂ ہفت بلا کھولنے کا قصد کرے مین نے جو علم ستارہ شناسی مین دیکھا صاف ثابت ہوا کہ مشعل جادو ضرور آئیگا اپنی روشنی دکھائیگا اُسکی شمع حیات کون بجھائیگا حجرۂ دوم جسکے مالک کا نام ملکہ تاریک صورت کش ہے اُسکے نام سے دل مشوش ہی اُس مقام تک جانا مشکل ہی

کد و کوشش لاحاصل ہے اے مخموران خفرات کو خدمت مین خواجہ کی باادب گزارش کرنا ہمارے لیئے دعاے خیر کرین ضرور سفارش کرنا ست سے امورات فرما کر وہ نامہ مخمور کو دیا شاگرد رشید انکے جو شاہزادے کو بلانے گئے تھے انکا پسر عبادت گذار نام ہے فرمایا کہ شاہزادے کے واسطے سلاح طلسمی لاؤ پسر عبادت گزار ایک کشتی مین سلاح طلسمی آراستہ کر کے سامنے حکیم صاحب کے لائے اپنے دست حق پرست سے حکیم صاحب نے خود یاقوت احمر بصد کروفر اس افسر کے سر پر رکھا زرہ الماس نگار دستانے موزے رانکے زیب جسم شاہزادہ والاقدر کیے چار آئینے کو دیکھکر ہر شخص کو حیرت ہے آئینہ سکندری کی کیا حقیقت ہے یہ تمام اشیاے نادرہ دیکر تیغہ برق مثال اپنے ہاتھ سے کمر مین شاہزادے کی لگایا کمان کیانی نے داہنی جانب مقام پایا ثابت ہوا ماہ تابان برج قوس مین آیا ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس بائین جانب ایک سلاح نیلم نگار خدمت مین شاہزادہ ایرج نوجوان کے حاضر کیا چالیس سرداران نامدار جو ساتھ شاہزادہ عالی وقار کے آئے تھے جناب حکمت مآب نے سب کو مخلع کیا اور فرمایا اے شاہزادہ والاقدر اپنے جد عالی تبار صاحبقران نامدار سے ہمارا آداب تسلیمات عرض کرنا اور کہنا حضور فراش لالہ دین اسلام ہین اب تمام ہمت خانہ کعبہ جائیگا بعد فراغ حج طلسم ہوش ربا مین بھی آئیگا یہ کہکر اٹھے ہوادار پر سوار ہوے سامنے شاہزادہ نورالدہر کے مع بندگان خاص و ملازمان با اختصاص سمت صحرا روانہ ہوگئے ناظرین اس مقام کو ملحوظ رکھین انشاء اللہ وقت پر جناب حکمت مآب کا ذکر آئیگا ہر ایک مشتاق انکی داستان سے لطف اٹھائیگا اب شاہزادہ عالیشان نورالدہر بن بدیع الزمان قلعہ جمشیدیہ مین آئے صلاح سے ملکہ مخمور سرخ چشم کی ملکہ شگوفہ کو نیسان کا حاکم کیا شبرنگ آتش خوار وغیرہ کو دربندون کے انتظام کا حکم دیا زندان طلسمی مین کہ اسی قلعہ جمشیدیہ مین واقع ہے ہزار ہا بندگان خدا قید تھے مشیران سلطنت نے جب اُسکا نشان بتایا نورالدہر خود در زندان پر تشریف لائے در زندان وا ہوا اپنے عاشق صادق ہزبر بیشہ کلتگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقوتیل دیو پر در کو پایا شاہزادہ نورالدہر نے جوش محبت مین گلے سے لگا لیا کئی سو زنیسان جلیل القدر تھے سب کو رہا کیا سب نے شرف پائے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کر کے مسلمان ہوئے بعد ایک ہفتہ کے ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادہ نورالدہر سے رخصت ہوئین آپسمین انکا رخصت ہونا خیال فراق مین بلک بلکے رونا دیکھنے والون کے کلیجے شق ہوتے ہین مخمور کا عرض کرنا کہ اے شہریار دہن اژدر مین جاتے ہین پھر پروردگار آپ سب صاحبون سے ملائے اے شہریار وہ زمانہ قریب ہے ہم رنگ رہائی طلسم کشا کی فکر کرینگے افراسیاب خانہ خراب قتل کی تدبیر مین ہے دیکھین فلک کیا کیا دکھائے نورالدہر و ایرج نوجوان و شاپور و شبرنگ نے اپنی اپنی عرضیان خدمت مین خواجہ عمرو نامدار کے روانہ کین چاہا اکثر تحفہ جات دین ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا اے شہریار تا طلسم عنقریب

سکو پہونچنا دشوار ہے راہ ہاے مشہور ترک کرینگے کوہستان قرخارستان کو طے کرینگے نقد جان کا بچنا مشکل ہے تحفہ جات کیونکر لیجائین ان اشیا کو لیجا کر بحفاظت رکھیے جب جامع المتفرقین اُسے آپ کو ملا دیگا ان تحفہ جات کو بھی پیش کیجئے گا ان کلمات حسرت آمیز پر ملکہ مخمور سرخ چشم کے سب کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا شور گریہ و زاری بلند ہوا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو گریان و نالان چھوڑکر آواز الفراق والوداع کہتی ہوئی جفاے ہجر سہتی ہوئی طاؤس زرین بال پر بیٹھکر سمت طلسم ہوش ربا روانہ ہوئی بعد اسکے جانے کے شاہزادہ نورالدہر نے اول ملکہ ماہ پرور سے عقد کیا ملکہ شگوفہ جادو کو دقت فتح طلسم ہوش ربا کا مژدہ دیا ساحر سب اسی مقام پر چھوڑے غیر ساحر جانان پیلتن و دلاوران صف شکن کو ہمراہ لیا مال طلسمی چھکڑون پر لدوایا طہماس بن عنقویل دیو پرور بعہدہ سپہ سالاری برائے انتظام لشکر آگے بڑھا کئی سو نقارے پر چوب پڑی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع ارجح نوجوان نقد روح روان قاسم ذیشان بصد شوکت و شان طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑو دوقت پر انکا بھی حال تحریر کیا جائے گا

ودکلمہ داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا کے بارگاہ مین سے ملکہ مہرخ کی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو افراسیاب جادو لیگیا پہونچنا اسکا کوہ مرداریدپر اور ملکہ شبنم گوہر پوش کا روکنا شہنشاہ افراسیاب جادو کو اور اسکا شریک جلسہ ہونا عیاریان عیار دوران کی بعد جستجوے بسیار رہائی خواجہ عمرو عیار نامدار کی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی ماہرو
پلا ساغر بادۂ جستجو
مرے ساقیا جلد آ ہوش مین
کرون ذکر حال عمرو جوش مین
ترے میکدے مین ہوا انقلاب
کہ ہے درپئے جنگ افراسیاب
ترے دور مین جام عشرت پیون
طلسمات جمشیدیہ سے چلون
دکھاتا ہے کیا دیکھین دور شراب
ارادہ ہے اب سوے افراسیاب
دکھا جلوۂ رد سے بنت العنب
رہائی عمرو کی ہے منظور اب
غضب کی ہین عیاریان ساقیا
بدہ ساغر بادۂ پر ضیا
نہ ہو درد دے وہ زلال لطیف
جسے دیکھکر ہونٹھ چاٹین ظریف
عبث جام صہبا پہ مغرور ہے
مری فکر سے طبع مخمور ہے
جھکا دے مرے ساقی مہربان
دکھاؤن تجھے شعبدہ سازیان

گلہاے مضامین کو گلدستہ تحریر و تقریر مین آراستہ کرکے غنچۂ محفل سامعین مین رنگ بود دکھاتے ہین داستان رنگین و سحر آگین ناظرین کو سناتے ہین **شعر مصنف** جو ہین کاتبان جلالت شعار رقم کرتے ہین با دل ہوشیار کہ سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب آیا اژدر بنکر خواجہ عمرو کو اٹھا لیگیا سردارون نے ہر چند سمجھا کیا مجھے ہوا چالاک وغیرہ نے سرداران کو روکا اور پانچون عیار فکر رہائی خواجہ عمرو نامدار مین چلے مگر افراسیاب

نے بصورت اصلی ہوکر عمرو کو پنجہ مین دبایا **عمرو** ہوشیار بھی ہوا اپنے کو پنجۂ بدعت مین اُس جلاد کے پایا ہنسکر کہا ای شہنشاہ آپ کو تکلیف ہوتی ہی غلامون کو اسقدر سر نہین چڑھاتے ہین آپ مجھ گنہگار کو اپنے ہاتھ مین لیے جاتے ہین مجکو چھوڑ دیجیے مین حضور کے ساتھ چلون **افراسیاب** نے کہا او ساربان زادے تو نے ایسے ایسے صدمے پہونچائے ہین کہ کلیجہ داغدار ہی تیرے تیر ظلم سے دل فگار ہی آج تجکو ضرور قتل کرونگا یا ایسی کرکسی بیابان طلسم خوفناک مین چھوڑ دونگا کہ تڑپ تڑپ کے جان دے **خواجہ عمرو** نے کہا حضور غصہ مین فرماتے ہین مگر اپنے خیر خواہ پر ضرور رحم آئیگا اب مین آج اقرار کرتا ہون حضور مجکو چھوڑ دین مین ملکہ **مہرخ** و مہیار وغیرہ کو سمجھا کر لے آؤن اور نہ مانین تو عیاری کرکے گرفتار کر دون اب مین بہت ناچار ہو چکا ہون فاقون سے مرتا ہون بی **مہرخ** تو بادشاہ بنکر بیٹھی ہین اپنے کو وحید عصر جانتی ہین شہرون سے جو روپیہ خراج کا آتا ہی وہ خزانے مین جمع ہوتا ہی ہمکو صرف تین روپیہ مہینہ دیتی ہین اُسمین بھی غیر حاضری کاٹ لیتی ہین دو دو دن حضور مجھپر بے آب و دانہ گذر جاتے ہین وہان کوہ عقیق پر اہل و عیال مرتے ہین نہ یہان کسی کو ہمارا خیال ہے نہ وہان حمزہ کو ہمارے عیال کا ملال ای شہنشاہ ہم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے بموجب **شعر** نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ؛ تجھے چاہ کے ہمتو خدا کی قسم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ؛ بس اب ای شہنشاہ توبہ کرتا ہون آپ کی خدمتگذاری مین بسر کرونگا آپ ایسا قدردان کہان پاؤنگا عیار پچیون کو دیکھتا ہون لاکھون روپے صرف کرتے ہین روز سرکار سے خلعت ملتے ہین اور پھر اُنسے کیا ہو سکتا ہی مین نے گھس گھس کے آپکے ہزارون جادوگر مارے اس خیال پر کہ سرکار سے ملکہ **مہرخ** کی خلعت ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اسکا عوض یہ ملتا ہی کہ ارشاد فرماتی ہین خواجہ نہ گھبراؤ بروقت رہائی **اسد غازی** سمجھا جائیگا ایک شہر کی سلطنت آپ کو دینگے خراج بھی آپ سے نہ لین گے آپ یقین مانیے گا قسم ہی خداوند لقا کی جھوٹ نہ جانیے گا جب رات فاقہ سے گذر جاتی ہی تب جنگل مین جاکر لگ رہتا ہون اُسوقت حضور مجکو اپنا بیگانہ نہین سوجھتا جو سامنے آگیا اُسکی خیر منائی کھلی کتھری کر لی خواہ آپ کا ملازم ہو یا بی **مہرخ** کا ناظم ہو انصاف سے فرمائیے مرتا کیا نہ کرتا اب ضعف و نقاہت غالب ہے دل آرام کا طالب ہے حضور کی خدمت مین ہاتھ دنیا سے اُٹھا کر رہونگا جو ٹکڑا سرکار سے ملیگا غنیمت جانکر بسر کرونگا یہ کہکر **عمرو بن امیہ** خوب بلک بلک کر رونے لگا **افراسیاب جادو** کو بھی یہ حال سُنکر افسوس ہوا کہا کہ اے **عمرو** یہ تو سچ کہتا ہی سلطنت کے امورات مین تجکو دخل نہین ہی **عمرو** نے کہا نہین حضور میرا ہی تھا ہی بے میرے حکم پتا نہین ہلتا بی **مہرخ** صاحبہ بڑی عقلمند ہین صبح کو اُٹھکر سلام کر لیتی ہین مرنے جینے کی باتین پوچھی جاتی ہین روپے پیسے مین ہمکو دخل نہین ہی بموجب مثل گھر کے مالک ہین مگر کسی شے کو ہاتھ نہ لگاؤ ادھر تو یہ حضور یون کہتی ہین گھر بار تمھارا کوٹھری کنجی کو ہاتھ نہ لگانا یہ مثل میرے مقدمہ مین صادق آتی ہے

ان باتون مین **افراسیاب** کو ایسا مزا ملا کہا اے **عمرو** مین کسی مقام پر ٹھہر کر تجھسے پوچھونگا آتے آتے **افراسیاب** سامنے کوہ مروارید کے پہونچا صبح کا وقت ہے ملکہ **شبنم گوہر پوش** حاکم کوہ مروارید سر چہلبانی پر جلوہ فرما گرد کنیزان زرین پوش اسباب عیش ونشاط درست ہوتا جاتا ہے کہ ملکہ **شبنم** کی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ کوئی شے بغچہ مین دبائے اڑتے ہوے آتے ہین ملکہ **شبنم** کھڑی ہوگئی کنیزون کو قاعدے سے پشت پر جایا مثل ہلال شب اول واسطے تسلیم کے خم ہوئی کہا اے شہنشاہ تشریف لائیے **افراسیاب** کی جو نگاہ جمال بیمثال ملکہ **شبنم گوہر پوش** پر پڑی بھولی بھولی صورت دونون عارض پھول سے جنکے سامنے خجالت سے گلہاے چمن پر اوس پڑی ہے آب صاف وشفاف گوہر سے منھ دھویا ہے اکثر قطرے جبین نور آگین سے گر رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہے شبنم سحری برگ گلہاے یاسمین سے قطرہ زن پیشانی پر شکن آنکھین نرگس شہلا ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار کا نقشہ خال عارض انور پر خال خال ہین اگر ہین تو باعث ترقی حسن وجمال ہین بھوین خمیدہ کشیدہ مردم دیدہ کے یہ اشارے ہین اس مثال مین بڑے کمال ہین قریب بدر کامل دو ہلال ہین گلا صراحی دار سی گلنار حسن سے معمور باعث عیش وسرور سینہ پر دو حباب دریاے نور یا دو قبۂ بلور **نظم**

حیرت ہے مجکو سرو مین کیونکر لگے ثمر
یا نیرین چرخ ہین یکجا بہم گر
بھٹنی بشکل ریزۂ نیلم نظر پڑی
یہ مردمک ہے دیدۂ عشاق کی جمی

طوبا بہشت سے اتر آیا ہے بار دو
انسان کی مجال نہین ہے جو نام لے
پھولون سے رس ہے یا مگس شہد سے رہی
پیدا ترنج پر گل سوسن مگر ہوے

احول کی یا نگاہ غلط بین ہین دو ثمر
دیکھے اگر فرشتہ کلیجہ کو تھام لے
ہمرنگ گوز حل ہے نہ لکھون مگر کبھی
سربستہ یا ہین لاکھ سے درج گہر ہوے

سر سے پا تک قیامت بوٹا سا قامت یا سرو باغ جنت دریاے زیور جواہر مین غوطہ زن پوشاک نفیس مزاج سلیس **افراسیاب** کی ملکہ **شبنم** کو دیکھکر رال ٹپک پڑی فوراً اتر آیا ملکہ کے بڑھ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا **عمرو** بن امیہ نامدار کو زمین پر رکھدیا کنیزین چیخ مار کر بھاگین ہے ہے شہنشاہ یہ بن مانس جل مانس کہان سے لائے ایک کہتی ہے بوا اس مثال سے طبیعت مطمئن ہے یہ نگوڑا مرچیا جن ہے ایک نے کہا ناحق کا غریو ہے مین پہچان گئی مشٹنڈا دیو ہے **افراسیاب** نے کہا اے ملکہ عالم یہ شخص بلاے روزگار ہے کشندہ ساحران غدار ہے **عمرو** اسکا نام ہے جادوگرون کا قتل کرنا اسکا کام ہے **افراسیاب** ملکہ سے شکایتین کرتا جاتا ہے مگر سراپا پر نگاہ پڑ رہی ہے صبح کا وقت ہے کوہ فلک شکوہ مثل گلدستہ کے آراستہ چمنہاے رنگارنگ پیراستہ غنچون کی چٹک پھولونکی مہک ہوا سے شاخہاے نخل کا جھومنا عارض گل کو بلبل کا چومنا **ابیات**

سجدۂ خالق مین ہے ہر شاخ نخل پر ثمر
نشۂ عشرت مین سنبل ہے کھلے بالون کھڑی

حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہے زبان
کرتی ہے تعریف سوسن باغ کی با صد زبان

آبشارون سے خجل ہین چشمہ ہائے سلسبیل
حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان
ہے تماشاگاہ حوران ارم ہر کنج مین
جوش گل سے ہر چمن ہے رشک گلزار جنان
نغمہ پیرایان گلشن ہین بہم مرغولہ سنج
دیتے ہین گلبانگ عشرت طائران خوش بیان
چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبان چمن
زمزمہ پرداز کوکو سے ہو رہی ہین قمریان
قہقہہ زن کبک ہے شمشاد کے سایہ تلے
کرتے پھرتے ہین تدروان چمن اٹکھیلیان
ہے نکلتا موج آب جو سے گہرا ساز کا
لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہین باغبان
نخل کے پتون سے آتی ہے چلاچل کی صدا
ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین رقاصیان
ہر طرف ہے بزم عیش اور نغمۂ چنگ و رباب
ہے کمند آہوے دل کو تار ساز مطربان
تھاپ سے طبلون کی ہے پیر فلک کے دل پہ چوٹ
پہونچی پائین کی گمک بھی تا بہ گوش عرشیان
شیشہ و ساغر بکف ہین ساقیان حورچشم
دور مین ہے دورۂ جام شراب ارغوان

افراسیاب جادو تخت پر متمکن ہے پہلو مین ملکہ **شبنم گوہر پوش** گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے دم عشق و محبت کا بھر رہا ہے خواجہ عمرو چپکے سر جھکائے سامنے بیٹھے ہین پکار کر کہا اے شہنشاہ مجکو بھی رہا کر دیجیے آپ تو میری خطا معاف کر چکے ہین مین بھی کچھ گاؤن ملکہ عالم کو غزلین اور ٹھمریان سناؤن حضور جیسے شہنشاہ ہین ویسا ہی معشوق بھی ملا ہے چشم بد دور کیا حسن ہے کیا جمال ہے کیا اچھا جوڑا ہے بیٹھے بھی عمدہ ہونگے حسن مان کا جلال باپ کا ملکہ شبنم گوہر پوش نے تیوری پر بل ڈال کے آواز دی نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہے کیا بکتا ہے شہنشاہ اسکو منع کیجیے مین اسکی صورت دیکھکر ہول کھاتی ہون خوف سے مری جاتی ہون افراسیاب جادو نے کہا ملکہ تم اس شخص سے آگاہ نہین ہو اسکا لقب ہے یکہ تاز میدان طراری و شہسوار اشہب عیاری سر برندہ جادوگران باج ستانندہ ریش کافران قاتل ملکہ دامہ برباد کن ملک عنطلی آباد ملکہ شبنم گوہر پوش اسنے ملک کے ملک برباد کیے جس دن سے طلسم ہوشربا مین آیا ہے ہزارہا ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ اب کسی قدر راہ پر آیا ہے سواے میرے کسی سے نہین دبا ہے ملکہ نے کہا ہوگا نگوڑا مجھے کیا کام سامری و جمشید ایسی صورت نہ دکھائین یہ کہکے کنیزون کو آواز دی ہماری سوسن ڈومنی کو لاؤ شہنشاہ کو گانا سنواؤ فوراً ایک کنیز چلی کنیز دوڑی ہوئی جاتی ہے ادھر سے ایک گنوار کی شکل بنا ہوا مہتر **برق فرنگی** آتا ہے کنیز کو دیکھکر پکارا بی بی کہان جاتی ہو یہان جنگل مین ایک بھیڑیا نکلا تھا ایک مسافر کو پھاڑ ڈالا ہم قوم کے پاسی ہین ٹھاکر صاحب نے ہمکو یہان حفاظت کے واسطے مقرر کیا ہے یہ سنکر وہ کنیز چونکہ نوجوان تھی گھبرا گئی کانپنے لگی کہا میان نوکری سے ناچار ہین سامنے گانون مین سوسن ڈومنی کے مکان مین جائینگے برق فرنگی نے پوچھا اُس سے کیا کام ہے کنیز نے کہا شاہنشاہ **افراسیاب جادو** مالک طلسم ہوشربا

آئے ہین ایک بن مانس کو کسی جزیرے سے لائے ہین ملکہ کو منظور ہے کہ شہنشاہ کو گانا سنوائین یہ سنتے ہی برق اسکے ساتھ ہوا کہا بی بی چلو ہم تم کو پہونچا دین چار پانچ قدم پر جاکر حلقہ کمند کا مارا حباب مار کر بیہوش کر دیا ٹانگ پکڑ کر کنارے لایا لباس و زیور اسکا اُتار لیا اسکی صورت آپ بنکر تیار ہوا مکان پر سوسن کے پہونچا مگر دل مین حیران کہ جسکو بیہوش کیا اُسکا نام نہ دریافت ہوا جیسے ہی دروازے پر سوسن کے پہونچا سوسن ابھی سو کر اُٹھی تھی صورت دیکھتے ہی پکاری شمشاد آج کہان آئین برق سمجھا کہ مین جسکی شکل ہون اُسکا نام شمشاد تھا کہا بی بی جلدی سے تیار ہو شہنشاہ افراسیاب آئے ہین ملکہ شبنم نے تمکو یاد کیا ہے یہ جلدی سے اُٹھی ایک کمرے مین جاکر لباس و زیور سے اپنے کو آراستہ کرنے لگی برق بھی تڑپکر اندر پہونچا گھل مل کے باتین کرنے لگا دروازہ کمرے کا بھیڑ دیا جلدی سے گلوری اپنے پاس سے نکالی کہا لو بی سوسن تمکو توفیق نہین ہوئی مگر ہم تنہا خور نہین ہین ہماری گلوری کھاؤ سرخ رو ہو جاؤ سوسن نے گلوری لیکر کھاتے ہی بیہوش ہوئی برق نے سوسن کو اُٹھاکر جلدی سے صندوق مین بند کیا آپ رنگت روغن عیاری کا لگاکر سوسن کی شکل بنکر باہر نکلا ماں اسکی شبو اسنے پوچھا بیٹا شمشاد کہان گئی برق نے کہا ہے اماں جان تمکو دن دہاڑے ایسا کم سوجھتا ہے ابھی تو تمہارے سامنے سے گئی ہے شمشاد کنیز بیٹھے کے برابر تمکو نہین سوجھی شبو نے کہا ہان بیٹا ابھی صبح کا وقت ہے افیون کا نشہ بھی ابھی نہین ہوا حقہ بھی نہین پیا چلو سوار ہو برق ڈولی مین سوار ہوکر روانہ ہوا عقب مین شبو سارنگی والے طبلیے یہ بھی چلے یہان خواجہ عمرو بیٹھے کہہ رہے تھے اے شہنشاہ میری خطا معاف ہوئی افراسیاب کہتا ہے کہ خواجہ عمرو ہمین یقین نہین آتا کہا حضور کو اختیار رہے ایک مرتبہ تو اور قبول کیجیے اگر جو خلاف ہو تو پھر کبھی میری بات کو نہ مانیے گا بالکل مجھکو جھوٹا جانئے گا یہ باتین تھین کہ سوسن آکے پہونچی ڈولی اُتری برق جو سامنے آیا ٹھمکتا ہوا افراسیاب کو جھککر سلام کیا افراسیاب جادو سوسن کی چال ڈھال شوخی طراری زبان تراق پڑاق دیکھکر بیچین ہوگیا متوجہ ہوکر باتین کرنے لگا پوچھا کیون اے سوسن اچھی رہین مسکراکر کہا حضور کو دعا دیا کرتے ہین افراسیاب نے جو آنکھ ملائی برق نے منھ چڑھاکے انگوٹھا دکھایا افراسیاب اس شوخی سے پھڑک گیا کہ شبو وغیرہ بھی پہونچین برق فرنگی کنکھیون سے دیکھ رہا ہے کہ استاد قید مین بیٹھے ہین افراسیاب اچھا اچھا کہتا جاتا ہے اتنے سوسن کی زبان درازی کو سن رہا ہے افراسیاب جادو نے کہا ہان سوسن کچھ گاؤ شبو نے اشارہ کیا ساتھ والیون نے ساز ملایا برق فرنگی نے گنگناکر یہ غزل شروع کی

غزل

عشق مین رسوا ہوا اپنی آہ و زاری ہوگئی   کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمہاری ہوگئی
بزم جانان مین جو آمد شہ ہماری ہوگئی   غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی
پہلے تھا بیزار جب سے اسکے تم خواہان ہوئے   مجکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھوں سے جو تھی رسم و راہ
بعد مدت پھر تری فرقت مین جاری ہوگئی
اُٹھکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہے
لاش اپنی کیون احبّا پر نہ بھاری ہوگئی
آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی
کاش یہ قاصد نہ لکھ دیتا کہ آتا ہے کوئی
ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہوگئی
مجھ سے ہے یہ بدگمان پوشیدہ رکھتا ہے اسے
دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہوگئی
آسرے نے بس جلا رکھا ہے وصل یار کے
سچ تو یہ ہے زندگی امیدواری ہوگئی
وصل مین دل ہے مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی
آنہین سکتا ہین بیخود ہوگئے پھر دل آپ مین
رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہوگئی
کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی
گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہمسے وضعداری ہوگئی

اس رنگ سے یہ غزل گائی ملکہ شبنم گوہر پوش کی طبیعت بھرائی افراسیاب بھی تعریفین کر رہا ہے مگر عمرو منہ پھلائے بیٹھا ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا کہ شہنشاہ یہ نگوڑا عمرو انسان ہے کہ حیوان افراسیاب نے کہا ملکہ کیون کہا آپ دیکھتے ہین سب تعریفین کر رہے ہین کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے اس گھوڑے کی سمجھ مین نہین آتا افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ عالم یہ علم موسیقی مین کامل و اکمل ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ بھلا یہ نگوڑا کیا گائیگا کچھ مسخراپن کرتا ہوگا یا بھانڈون کے ساتھ چھٹیان کہتا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ خواجہ عمرو ملکہ کو تمھاری گائیکی کا یقین نہین آتا خواجہ عمرو نے کہا ہان حضور بجا ہے مین کیا گاؤنگا بقول شاعر شعر شعر بھی حسب حال ہوتے ہین ؏ ہم غزل کیا کہین ہچکے روتے ہین ۔ حضور کو میری بات کا اعتبار نہین آتا نہین تو ملکہ کو دو چار شعر گا کے سُناتا مجھے کچھ حضور سے عرض بھی کرنا ہے افراسیاب جادو نے کہا خواجہ عمرو کہو عمرو نے کہا یا میرے پاس آئیے یا غلام کو قریب بلائیے بعضی بات ایسی ہوتی ہے کہ چلاکے کہی نہین جاتی اور یہ تو ظاہر ہے کہ مین حضور کا دشمن ہون افراسیاب جادو نے کہا کہ میرے قریب آؤ یہ کہکر افراسیاب نے سحر اُتار لیا تو عمرو کے ہاتھ پانون بیکار تھے اٹھنے کی طاقت ہوئی برق اپنا رنگ جما رہا ہے شبنم سے آنکھین ملائے ہوے گا رہا ہے یہ کیا معلوم کہ اوس پڑنے کو ہے خواجہ عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے پشت پر سے برق کو حلقے کمند کے مارے اور للکار کر آواز دی کہ او پاجی شہنشاہ ہماری خطا معاف کرے جلکے برق کمند مین پھنس کے گرا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا ہان ہان او سارہان زادے میری گائن کے ساتھ یہ کیا حرکت کرتا ہے خوجہ عمرو نے کہا ملکہ یہ برق فرنگی عیار ہے تمکو اور شہنشاہ کو مارنے آیا ہے شبنم تو جھلا کر اُٹھی عمرو نے مروڑ کر برق کی مشکین باندھین جلدی سے پانی کا چھینٹا منہ پر مارا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا اب تو سبنے دیکھا کہ ایک انگریز

سامنے کھڑا ہے شبو سر پیٹنے لگی ہے ہے میری بچی کو کیا کیا خواجہ **عمرو** نے ایک کوڑا **برق فرنگی** کو مار کر کہا سوسن کو کیا کیا **برق** نے تڑپ کر کہا استاد وہین گھر سے مین صندوق مین بند کر آیا ہون **شبو** تو پیٹ رہی ہے مگر ملکہ نے کنیزونکو بھیجا سوسن کو صندوق سے نکال کر لائین اتنے مین **شبنم گوہر پوش** نے کہا اے شہنشاہ **عمرو** بڑا خیر خواہ ہے خواجہ **عمرو** یہ بھی اس سے پوچھو میری لونڈی کیا ہوئی **عمرو** نے اور دو تین کوڑے **برق** کو مارے کہا بتلا **شمشاد** کہان ہے **برق** تڑپ گیا کہا استاد وہ بھی جنگل مین پڑی ہے **عمرو** نے اور دو طمانچے مارے کہا اے استاد کسکو کہتا ہے مین تیرا قاتل ہون بی **مہرخ** اور بہار کی ناک چوٹی کاٹکے لاؤنگا ہمپر دو دو فاقے گذرین سب قورمہ پلاؤ کھائین ہمکو ترسائین کنیزین جاکر **شمشاد** کو بھی لائین اتنے مین **شبنم گوہر پوش** نے خواجہ **عمرو** بن امیہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے **عمرو** تو نے مجھپر بڑا احسان کیا لاکر شہنشاہ **افراسیاب جادو** کے قدمون پر گرا دیا **عمرو** نے کہا کہ ملکہ مین تمھاری خدمت مین رہونگا **مہرخ** وغیرہ نے مجکو پیٹ کی بڑی مار دی میری کچھ قدر نہ کی اب آپ ذرا دو چیزین میری سنیے **افراسیاب** اب بھی کہے جاتا ہے ملکہ مجکو **عمرو** کی بات کا اعتبار نہین آتا ہے ملکہ **شبنم گوہر پوش** نے کہا اے شہنشاہ اب یہ آپکی بڑی ناانصافی ہے اگر دل سے یہ شرکت کرنا منظور ہوتا اپنے شاگرد کی گرفتاری مین مصروف رہوتا اور حضور نے مجکو اسکے گانے کا مشتاق کیا چند چیزین سننے کے بعد آپکو اختیار ہے اگر آپ کو اعتبار نہین ہے بعد برخاست جلسہ کے اپنے ساتھ باغ سیب مین لیجائیے گا خواہ قید کیجیے گا خواہ کسی صحراے خوفناک مین چھوڑ دا دیجیے گا کہ جہان سے آنا ممکن نہو **افراسیاب جادو** کے بھی خیال مین آیا کہ ہان سچ کہتی ہے طرف خواجہ **عمرو** کے متوجہ ہوکر کہا خواجہ اب جو تمنے فتور کیا تو پھر زندہ نہ چھوڑون گا خواجہ **عمرو** نے کہا اب مین کچھ نہ عرض کرون گا جو کچھ ہوگا ملاحظہ فرمائیے گا وہ خدمت کرونگا کہ بڑا لطف اٹھائیے گا ملکہ **شبنم گوہر پوش** نے کہا خواجہ بس باتین ہو چکین گانا سناؤ خواجہ **عمرو بن امیہ ضمری** دو زانو ہوکر سامنے بیٹھا سازندونکو اشارہ کیا ساز درست ہوے **عمرو** نے یہ غزل شروع کی

غزل

شب غم فرقت ہمین کیا کیا مزے دکھلاے تھا
دم رکے تھا سینے مین کمبخت جی گھبرائے تھا

یا تو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بہکاے تھا
تھے غلط پیغام سارے کون یانتک آئے تھا

بل بے عیاری عدو کے آگے وہ پیمان شکن
وعدۂ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرماے تھا

سنکے میری مرگ بولے مر گیا اچھا ہوا
کیا برا لگتا تھا جسدم سامنے آ جاے تھا

یار و دشمن راہ مین کل دیکھنا کیونکر لے
وہ ادھر کو جاے تھا اور یہ ادھر کو آے تھا

بات شب کو اس سے منع بیقراری پہ بڑھی
ہمتو سمجھے اور کچھ وہ اور کچھ سمجھاے تھا

کوئی دن تو اسپہ کیا تصویر کا عالم رہا
ہر کوئی حیرت کا نقشہ دیکھکر بنجاے تھا

سوے صحرا لیچلے اس کو سے میری لاش ہاے
تھا یہی ڈر ان دنون تلوا مرا کھجلاے تھا

ناز و شوخی دیکھنا وقت تظلم دمبدم
مجھ سے وہ عذر جفا کرنا تھا اور جھنجھلانا تھا
ہوگئی دو روز کی الفت میں کیا حالت الٰہی
مومن وحشی کو دیکھا اسطرف سے جاتے تھا

یہ اگلی زبان کی غزل جو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے گائی ہر اہل دل کی طبیعت بھر آئی مذاق ملک دہلی اشعار عاشقانہ مضامین بیتابانہ مومن ایسے شاعر کامل کے اشعار عشق و عاشقی کے اسرار ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ سب گانے والیوں پر اوس پڑ گئی عمرو کے پاؤں چھو چھو کر گرد پھرتی ہیں بعض بعض لڑکھڑا کر گرتی ہیں صاحبان مذاق تو قتل ہوگئے واقفان علم موسیقی دنگ تھے اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمیشہ سے سواد علم موسیقی دل کو لگی ہوئی تھی کہ ایسے کامل کی کنیز بن کر رہنا بہتر ہے کیا صاحب فضل و ہنر ہے افراسیاب سے کہا شہنشاہ یہ تعویذ بازو بنانیکے لائق ہے کل کاملوں پر فائق ہے افراسیاب جادو کا یہ حال ہے خاموش بیٹھا سن رہا ہے سر دھن رہا ہے کہا خواجہ عمرو قسم ہے سامری و جمشید کی وہ مرتبہ تمھارا کرونگا کہ شاہان ملک رشک کرینگے دامن مراد تمھارا گوہر ہائے بے بہا سے بھر دینگے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ عمرو برائے خدا خاموش نہو ایک چیز تو اور گاؤ عمرو نے کہا ملکہ سنئے نئے طور سے بجاؤنگا کہ دنیا کے سننے والے دنگ ہوں وہ کمال دکھاؤنگا افراسیاب کو بھی نشہ شراب پہلو میں شبنم ایسی ماہتاب بول اٹھا کہ اچھا خواجہ ہم بھی آج نے نوازی کے مشتاق ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ اس کمال میں طاق ہیں کشتی میں جوڑیاں نے کی رکھی تھیں عمرو نے بتعجیل ہاتھ پھیری کر کے اپنے پاس سے جوڑی نے کی نکالی دہن پر رکھکے دھربھیو کا یہ غزل شعلہ انگیز آتش ریز شروع کی

غزل

ناز آتش غمزہ آتش روے زیبا آتش است
بوالہوس بنشین کہ آن بدخو سراپا آتش است
تا نسوزد خویش را پروانہ نشنید زپاے
مرغ آتش خوارہ را آرے تمنا آتش است
گر سمندر طینت است و گر بود ماہی مزاج
در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است
کے تواند چشم موسیٰ تاب دیدار آورد
گر تجلی شعاع کوہ سینا آتش است
میزند بس شعلہ در دل آتش سودای عشق
بلبلان را در نظر تصویر گلہا آتش است
دل کباب از سوزش او دیدہ لبریز را
معجز عشق است یکجا آب و یکجا آتش است
شعلہ میخیزد ز خاک وادی ایمن ہنوز
بسکہ آن را در جگر از عشق موسیٰ آتش است
زد چنان مخفی محبت آتشے در دل مرا
کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است

اب تو محفل میں تانیں اڑنے لگیں سوز محبت سے کلیجے جلنے لگے استخوان سے ہر ایک کے شعلے نکلنے لگے اور شبنم گوہر پوش نے زیور اتار اتار کے دینا شروع کیا افراسیاب جادو سے کہتی جاتی ہے کہ شہنشاہ اس عیار کو مجکو دے دیجیے اور مجھ سے عہد لیجیے اپنے کوہ سے نیچے نہ اترنے دونگی حضور خاطر و دلدہی وہ چیز ہے کہ جانور بھی رام ہو جاتے ہیں

اور یہ تو معیبت کا مارا آرام پائیگا غلام حلقہ بگوش ہوجائیگا خواجہ **عمرو** نے جو سب کو محو دیکھا انبے مین بیہوشی بھر کر اُڑانا شروع کی گاتا بھی جاتا ہی بجاتا بھی جاتا ہی بجلنے کے حیلے مین شمع ہائے مومی اور کافوری پر پروانے بیہوشی کے پھینکتا جاتا ہے دو گھڑی کے عرصہ مین دود بیہوشی ساری محفل مین پھیلا **افراسیاب جادو** بھی چھینک مار کے بیہوش ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کا بھی منکا ڈھلگیا کنیزین گھبرا گھبرا کر اُٹھین دھما دھم گر کر بیہوش ہوئین **عمرو** حیران ہو کہ دود بیہوشی نے اسقدر جلد تاثیر کی اپنے مقام سے اُٹھا جو ساقی بچہ شراب پلا رہا تھا ظاہر مین تو بیہوش تھا جیسے ہی **عمرو** بڑھا ساقی بچے نے خواجہ **عمرو** کا ہاتھ اُچاٹ کر پکڑ لیا کہا کیون خواجہ **عمرو** شہنشاہ **افراسیاب** کو جگا دون **عمرو** کانپنے لگا مگر نگاہ ملا کے جو دیکھا اپنے فرزند ارجمند **چالاک** کو پایا گوشے سے کنیز کی شکل بنا ہوا جانسوز بن قران ایک طرف سے حبشن بنا ہوا ضرغام **شیر دل** درمیخانہ پر داروغہ بنے ہوئے **مہتر قران** آئے کہا استاد بیچارے **برق** کو کیون باندھا یہ شعبدہ کیون کیا ہم لوگ پہلے ہی پہونچگئے تھے **مہتر قران** نے کہا مین نے داروغہ کو پکڑ کے غار مین ڈالا اُسکی شکل بنکر شراب مین بیہوشی ملادی **چالاک** نے کہا مین نے ساقی کو پکڑا مین ہی تو شراب پلا رہا تھا جانسوز و ضرغام **شیر دل** نے کہا ہمنے گزک مین بیہوشی ملائی اب خواجہ **عمرو** نے اول بڑھکر **برق فرنگی** کو کھولا **چالاک** چلا تھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے خواجہ **عمرو** نے ہاتھ تھام لیا کہا یہ کیا کرتا ہی انشاء اللہ یہ مطیع الاسلام ہوگی خواجہ **عمرو** نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اب محفل کو لوٹنا شروع کیا مگر **مہتر قران** لبغدا پکڑ کر طرف شہنشاہ **افراسیاب جادو** کے چلے زینہ پر تخت کے قدم رکھا چاہا کہ جھپٹ کے لبغدا مارون کہ سر اُسکا گوہ کھاتا پھرے زمین کانپی **مہتر قران** زینے سے نیچے گر پڑا سمجھے کہ شاید پانون پھسل گیا تین مرتبہ زینہ پر چڑھے **عمرو** نے جو دیکھا آواز دی ای **قران** خبردار کیا کرتا ہی اس بیچیا کو سوائے طلسم کشا کے کوئی مار سکتا ہی **مہتر قران** نے کہا اُستاد آج اسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر رکھ چرخ دے کر مارا کہ اگر تختہ آہن پر پڑے ریزہ ریزہ ہوجائے مگر وہ پتھر جب اُس سنگدل کے قریب پہونچا ایک سنہرا پنجہ زمین سے پیدا ہوا اُس پنجہ نے **افراسیاب جادو** کی دستگیری کی یعنے پتھر کو طمانچہ مارا کہ پتھر پانون پر **مہتر قران** کے پڑا قریب تھا کہ ہڈی ٹوٹ جائے **قران** ایسے جری کے منہ سے آہ نکلی خواجہ **عمرو** و جانسوز و ضرغام **شیر دل** و **چالاک** بن **عمرو** و **برق فرنگی** کپڑے سب کے اُتار اُتار کے ڈھیر کر رہے ہین جب انبار زیادہ ہوتا ہی خواجہ اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین اور جادوگرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا سنگباری برف باری ہو رہی ہے مگر **مہتر قران** اسی فکر مین ہی کہ **افراسیاب جادو** کو مارون جب کئی پتھر مارے اور وہ پلٹ کر اپنے ہی پانون پر پڑے پانون **مہتر قران** کا غربال ہوا اب تو غصہ سے چہرہ لال ہوا توبڑے مین ہاتھ ڈال کر تکونی بارود کا ایک پتلہ نکالا دور سے **افراسیاب** پہ بارود پھینکی **افراسیاب** کے

دامن وغیرہ پر سب بارود پڑی اب مہتر قران نے ایک پگڑی نکالی اُسکا فتیلہ بنایا ایک سرا سینہ پر افراسیاب جادو کے پھینکا ایک سرا تھام کر مہتر قران پیچھے ہٹا عمرو کو آواز دی استاد ہٹ جاؤ اس ناری کو جلائے دیتا ہون خواجہ عمرو نے کہا اے مہتر قران کیا غضب کرتا ہے یہ کندۂ جہنم اس آگ سے نہ جلے گا آخر مین کف افسوس ملیگا مین سب تدبیرین کر چکا مگر مہتر قران نے نہ مانا پگڑی کے سرے مین آگ لگا دی عیار کود کود کر الگ ہوئے فتیلہ جلتا ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ آسمان سے آواز آئی باغی اونا عیار و کیا کرتے ہو اب جو سر اُٹھا کر دیکھا ماہیان زمردپوش بعد جوش و خروش ثانی افراسیاب جادو کی نعرۂ مہیب کرتی ہوئی آتی ہے عیار تو چھون پہاڑ سے کود کے بھاگے ماہیان زمردپوش نے دیکھا کہ افراسیاب کا دامن و گریبان جلا چاہتا ہے باران سحر برساتی ہوئی گری پنجہ کمر مین دے کر افراسیاب کو اُٹھا لیا الغرض بلند ہوئی پہاڑ پر دیکھا ہزارہا جادوگرون کے لاشے تڑپ رہے ہین سر پیٹتی ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوئی مگر ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ چار گھڑی رات باقی تھی عمرو اندھیرے مین بھاگا پانچون عیار بھی ساتھ ہین جدھر منھ اُٹھ گیا شب تیرہ و تار مین چلے جاتے ہین خوف کے مارے کسی مقام پر نہ ٹھہرے عیارون نے بھی ساتھ نہ چھوڑا اس خیال سے کہ راہ بھول جائینگے لشکر اسلام تک کیونکر پہونچین گے بعد عرصۂ دراز کے ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے کہ یکایک آثار سحر نمود ہوئے عابد شب زندہ دار ماہ تابان کے ہمراہ طاعت گذار یعنی ثابت و سیارگان عبادت رب اکبر مین سر بسجود ہوئے عیار طرار خنجر گذار آفتاب عالمتاب بانہائے عیاری سے آراستہ ہوا یعنے کمندہائے شعاع کو بازو پر لپیٹ کر میدان چرخ نیلی فام مین سرگرم رہروی ہوا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے چشمہ پر وضو کیا چھون عیارون نے نماز سحر ادا کی اب خواجہ عمرو نے چہار جانب سر اُٹھا کر دیکھا کوئی نشان اپنے مقام لشکر کا نہ پایا حیران ہو کر مہتر قران سے کہا رات کو بڑی دور نکل آئے نہین معلوم یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے صورتین بدل لینا مناسب ہے کہ طلسم ہوش ربا کا سنگریزہ بھی ہمکو پہچانتا ہے خواجہ عمرو کے کہنے سے سب نے صورتین تبدیل کین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ایک ساحر نوجوان کی شکل بنکر تیار ہوئے خود سر پر لباس فاخرہ زیب جسم جھولی بائین ہاتھ پر اور اسمین اسباب سحر یہ پانچون ملازم و رفیق معلوم ہوتے ہین خواجہ نے افسردن کی صورت بنائی ایک جانب کو چلے اب نیر اعظم بلند ہوتا جاتا ہے تابش و حرارت بڑھنے لگی پہر سوا پہر رہروی کی تھی کہ جھونکے ہوائے گرم کے چلنے لگے طپش و حرارت سے نیر اعظم کی نخل جلنے لگے جو ذرہ خاک کا اُڑ کر جسم پر پڑا شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی آبلہ پڑ گیا آب نایاب طائر اُس دشت کے عطش سے بیتاب چشمے جابجا مثل چشم کور کے خشک پڑے تھے پتے درختون کے مثل چہرۂ مدقوق زرد جھونکون سے ہوا کے شاخین گرد برد یک نگاہ جلتا تھا طائر وہم بھی خوف حدت سے باہر نہ نکلتا تھا پتھر چٹک رہے تھے جانوران درند شدت تشنگی سے پھڑک رہے تھے جنگل کا سناٹا گرمی کی شدت ہو چکی

حدت خواجہ عمرو اُس صحرائے ہول خیز وحشت انگیز مین ایک سمت مع ساتھ والون کے بھاگا چلا جاتا ہی پیاس کا خیال ہر ایک کی جان لیتا ہی جوش تشنگی مین ایک ایک کو تشنے دیتا ہی بناہ پانی شکل ہے ترقی پر طپش دل ہے **نظم**

کوسون کا وہ چٹیل ایک میدان	انسان نہ وان کوئی نہ حیوان ؛
دھرتی تھی قدم ہوا نہ وان پر	ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی مین ہر ایک لون کا جھونکا ؛	اک شعلۂ آتش سقر تھا

اگر زمین پر گرتا ہے تو دانہ بھن جاتا ہے دن بھر اُس صحرا مین خواجہ **عمرو بن** امیہ نامدار مع عیارون کے مارے مارے پھرے مگر کوئی مقام استراحت کا نظر آیا نہ تک ممکن ہوا جب تن تلیل لتی رہا دم لبون پر آیا دور سے ایک نخل سرسبز و شاداب نظر آیا چند طائر بھی اُسپر آشیان گزین ہین سامنے چشمہ آب صاف و شفاف دن بھر کی پیاس اُٹھائی ہی پانی کو دیکھکر جان آگئی اُسی چشمہ پر آکر گرے پانی پیا غش آنے لگا اُسی نخل کی بیخ پر سر رکھکر پڑ رہے پانی بھی بہ مشکل تمام ملا کھانا کیسا صبح کو **قران** نے کہا اُستاد ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اس دشت ہولناک مین قضا کھینچ کر لائی ہی اب تو بھوک سے دم نکلتا ہی کچھ زنبیل مین سے نکالکر دیجیے خواجہ **عمرو** نے کہا بیٹا کھانے کی کوئی چیز تو میری زنبیل مین رہتی ہی نہین **چالاک** نے کہا کلیچہ حضرت خضر کا آپکے پاس تھا آج تو وہ مرحمت فرمائیے خواجہ **عمرو** نے کہا بیٹا وہ تو لیگئے بھلا بزرگ لوگ اپنی شئے کسی کے پاس چھوڑتے ہین بڑے خسیس ہوتے ہین پروردگار کے راز دار ہین اُسکے گھر کے مختار ہین ایسا کرتے تو انتظام کاہیکو چلتا لاکھ لاکھ مہتر **برق فرنگی** اور **چالاک** نے کہا خواجہ **عمرو** نے کچھ سماعت نہ کی اُسی حال مین وہ شب بھی بسر ہوئی تڑپ تڑپ کے وہ رات کاٹی مگر صبح کو مہتر **قران** نے کہا کہ استاد آنکھون سے دیکھتے ہین یہ نخل اور چشمہ وہی معلوم ہوتا ہی جو روز اول ملا تھا خواجہ **عمرو** نے کہا مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہی اب زیادہ اپنی آوارگی کا ملال ہوتا ہی رہبر کامل مالک ہے آج انشاء اللہ اس صحرائے ہول خیز سے نکلجائینگے ایسی باتین حسرت آمیز کرکے ایک جانب روانہ ہوے کسی قدر دن چڑھا تھا وہی صحرائے ہول خیز وحشت انگیز نظر آیا اُسی طرح دن بھر مارے مارے پھرے شام کو پھر اُسی نخل اور چشمہ کے پاس پہونچے اب یقین کامل ہوا خواجہ **عمرو** نے کہا یارو الگ الگ ہو جاؤ صحرائے سحر مین لاکر تقدیر نے پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا شب تو تڑپ تڑپ کے بسر کی اب صبح کو الگ الگ روانہ ہوے مگر سمت کو چھوڑ دیا خواجہ **عمرو** ایک درۂ کوہ کے اندر گئے اُس درے سے باہر نکلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ ایک سواد شہر معلوم ہوا دیہات و قریات جابجا آراستہ کھیت پر کسان وغیرہ حراست مین زراعت مین مصروف ہین چشمہ ہاے آب صاف و شفاف جاری ہین کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے سرون پر رکھے ہوے اندر شہر کے جاتے ہین خواجہ **عمرو** بھی ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے رنگ روغن عیاری کا نکالا ایک تاجر جلیل کی صورت بنکر تیار ہوے کبرسن رنگت سرخ و سفید ریش تابان قباے اطلس زیب جسم کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین لعل و یاقوت کی انگوٹھیان ہاتھ مین مگر بسبب زیادتی سن کے جھریان پیشانی پر مگر وہ جھریان نہین ہین ایک سطر مکاری ہی کمر کا خم خم کمان ہے

کر تیر تدبیر ہو دہ مطلب پر لب معشوق ہوتا ہے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین آنکھ پر رکھکر ملاحظہ فرماتے ہوئے طرف شہر کے چلے تھوڑا سا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار و ضرغام شیر دل عیار و جانسوز بن قران صاحب شوکت و شان حیران و پریشان سامنے سے چلے آتے ہین خواجہ عمرو ٹھہر گئے کہا ارے کمبختو تمکو کہین مرنے کی جگہ نہ ملی پھر میرے پاس آئے مہتر قران نے کہا استاد چہار طرف مارے مارے پھرے جب ایک درہ کوہ مین داخل ہوے تو حضور کے پاس پہونچے اب جہان جائیے ہمکو ہمراہ رکھیے بموجب مصرع ع ہر چہ رود بر سرم انچہ پسندی رواست ؛ خواجہ عمرو نے برق و ضرغام و جانسوز سے کہا کہ اچھا صورتین گماشتون کی بناؤ اور مہتر قران نامدار سے کہا بیٹا تم مرد سپاہی ہو ایک جوان شمشیر زن کی قطع بنو اُن چارون عیارون نے جھٹ پٹ صورتین تبدیل کین کوئی گورا کوئی کالا کوئی سونلا شیر و شکر کی پگڑیان سرون پر قبائین معقول پہنے ہوے جوتے کامدار مہتر قران نامدار ایک دکھنی جوان بصورت بنکر تیار ہوے سیلا کئی ہزار روپیہ کا سر پر ڈاب کئی ہزار کی زیب کمر ولایتی ڈاب مین سپر پشت پر مثل قرص قمر بانکپن چہرے سے ظاہر آثار جرات و جلالت ناصیہ سے ہویدا ہوا ہمراس شان و شوکت سے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوئے چار گماشتے پشت پر مہتر قران نامدار تلوار کا سایہ کیے خواجہ بازارگان سب کے آگے آگے قلعہ مین آکر دیکھا شہر آباد پر رونق پاکیزہ عمارات پختہ کٹورا کھنک رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے شعر زہے صفاے عمارت کہ در تماشایش ؛ بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوارش ؛ صرافہ بزازہ جوہری بازار نہایت تکلف سے آراستہ جوہری بچے حسین سرخ و زرد وکیاسی پگڑیان سرون پر حسن مین رشک قمر جواہرات اعلی و بیش قیمت کا سامنے ڈھیر گماشتون کے آگے بہی کھاتے کھلے ہوے کانٹے چھوٹے چھوٹے ہاتھ مین بیع و شرے برتے ہوے سامنے انکی دکانون کے کنجڑون کی دکانین عجب تکلف سے لینگے عمدہ عمدہ چندریا اوڑھے ہوے انوٹ بچھوے ہاتھ پانون مین دکانین مولسری کے درختون کی چھاؤن مین شعر صدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن ؛ کہ اے ناریستان تو سیب ذقن ؛ دیگر نارپستانکی کیا لکھون تعریف ؛ یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا ؛ گردن پر کسبیان تماشبینون کے گلے کی تسبیحان طرار فرار وضعدار حسین مہ جبین خوش جمال چہرہ ماہ تابان ابرو ہلال آنکھین لیل و نہار کو آنکھین دکھائین بلکہ شعر مثال چشم او آید محالش ؛ مگر چشم دگر باشد مثالش ؛ دیگر بہر خندہ کز لب برانگیختے ؛ نمک بر دل خستگان ریختے ؛ دیگر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسا ؛ جامۂ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ساز ندے سامنے حاضر عاشق تن جمال بیمثال کے ناظر

نظم

ایک اک نازنین شوخ دیدہ تھی
پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بیچین ایسی گرما گرم ؛
برق و سیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ عمرو بن امیہ نامدار آتے آتے قریب ایک جوہری کی دکان کے پہونچے سیٹھ سوداگر صاحب کو دیکھکر

کھڑا ہو گیا تاجر جلیل جان کر سلام کیا کہا سوداگر صاحب تشریف لائیے دکان آپ ہی کی ہے جو خرید و فروخت منظور ہو سب کچھ ممکن ہے خواجہ عمرو فوراً دکان پر بیٹھ گئے چار دن گماشتے دست بستہ کھڑے ہیں مہتر قران بقچہ کاندھے پر رکھے ٹہل رہے ہیں خواجہ عمرو نے جیب سے ایک جوڑی گوہر بے بہا کی نکالی سامنے سیٹھ جی کے رکھدی فرمایا جوہری صاحب اسکی قیمت لگاؤ ہر چند کہ کوئی ضرورت فروخت نہیں ہے میری آنکھوں میں بصارت نہیں ہے مگر کاروان پیچھے رہگیا کل آجائیگا آج سرا میں ٹھہرنا ہوگا صرف و مصارف روزمرہ کو دس پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت پڑتی ہے تم جانتے ہو بھٹیاری سرا کی ذرا ذرا سی بات پر لڑتی ہے بازاری لوگوں سے کون زبان لڑائے ایسا کچھ اُنکو دیا جائے کہ ہمسے کلام بھی نہ کریں دم خدمتگزاری کا بھریں جوہری نے جوڑی کو اُٹھا کر بنگاہ خریداری دیکھا رنگ ڈھنگ میں نایاب پایا منھ میں پانی بھر آیا کہا سوداگر صاحب کچھ قیمت فرمائیے گانٹھ لگاؤں بیعانہ دوں آپ نے فرمایا جو گماشتہ ہے قیمت وغیرہ وہ جانتا ہے جو تمھارے نزدیک مناسب ہو قیمت لگاؤ اونے پونے خرید لو وہ جوڑی مہاجن کے ہاتھ میں ہے قیمت کی تکرار ہو رہی ہے کہ ایک طائر سرخ رنگ شاخ نخل سے اُڑا زقیں مارتا ہوا چلا مہتر قران نے چٹکی کے اشارے سے کہا اُستاد اس طائر کو دیکھکر میرے ہوش اُڑ گئے ہیں خدا خیر کرے عمرو بھی گھبرا کر اُٹھا کہا سیٹھ جی جوڑی موتی کی دیدو سرا سے جا کے گماشتے کو بھیجونگا جوہری جی میں کہتا ہے کہ ایسی شے عمدہ ہاتھ سے جاتی ہے اگر یہ جوڑی ملتی ہزار ہا روپیہ کا نفع ہوتا خواجہ عمرو نے بمشکل اس کے ہاتھ سے لی چاہتے ہیں کہ اُٹھیں دیکھا نقارے پر چوب پڑی سواری کسی بادشاہ جلیل کی آتی ہے سیٹھ بچو کا ہلڑ مہتر قران تو پیچھے ہٹے ایک کوچہ تنگ تھا سیلا وغیرہ سر سے اُتار کر یہ تو ایک جانب بھاگے مگر خواجہ عمرو جبتک اُٹھیں سواری کے آگے چوبدار تھا اُسنے خواجہ عمرو سے پکار کے کہا خواجہ باارکان ہماری مالک شاہزادی اس ملک کی ملکہ سہیل نارنجی پوش یاد فرماتی ہیں خواجہ عمرو اچھا کہکر اُٹھا چاہا نکلجا مگر چوبدار نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ عمرو نے پلٹ کے دیکھا برق و چالاک وغیرہ بھی ہلڑ میں چلدیے خواجہ عمرو چوبدار سے کہتے تھے کہ ہاتھ چھوڑ دو ہم تمھارے ساتھ چلتے ہیں خواجہ نے ابھی یہ کلام تمام نہیں کیا تھا اُس مجمع میں سے ایک نازنین کو دیکھا کہ تاج شہریاری بر سر لباس فاخرہ زیب جسم النور اُسنے پکار کے آواز دی مردے ہے خبردار اس سار با تمرد کو نہ چھوڑنا جسوقت میرے ملک میں آیا تھا اُسی وقت بیرون نے خبر پہونچائی تھی پانچ عیار اور بھی اسکے ساتھ تھے۔ اسکے حواس خمسہ وہ پانچوں بھی بڑے پاجی ہیں کدھر گئے خواجہ عمرو نے دیکھا وہ کٹنی ہوئی قریب آتی ہے مردہا ہاتھ نہیں چھوڑتا خواجہ عمرو نے کہا مردے ہے صاحب دیکھو وہ منع کرتی ہیں مردہا جیسے ہی پلٹا عمرو نے کوکھ پر خنجر مارا عمرو بھی سمجھ گیا کہ یہ پہچان گئی بلا میں پھنسے دیکھیے پروردگار کیا دکھائے خنجر مردے ہے کی کوکھ پر پڑا یہ لوہے کیکے زمین پر گرا عمرو نے جست کر کے گلیم اوڑھ لی چوبدار کے مرنے سے آواز آئی کشتی مرا نام من تا مدار جادو بود بازار میں ایک ہنگامہ برپا ہوا دکانیں بند ہونے لگیں سہیل نارنجی پوش دہان پر آن کے ٹھہری پکار کر کہا یہ ہمارا قلعہ ہے اس قلعہ کو قلعہ عجائب

کہتے ہین یہ نگوڑے مکار و غدار اپنے پانؤن سے اپنی گور مین آئے ہین اب کہان نکل سکین گے خواجہ عمرو ایک گوشے سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین ملکہ **سہیل نارنجی پوش** یہ کہتی ہوئی پلٹی کہ مین ابھی ان سب کو بلوائے لیتی ہون اس سرکشی کی سزا دیتی ہون تا بدار جاذد کا خون بالا بالا نجائے گا ساربان زادے نے کیا مجکو **افراسیاب** سمجھا ہے اپنی بارگاہ مین آئی خواجہ **عمرو** بن امیہ نامدار بھی اُسکے عقب مین مہتر برق **فرنگی** و **ضرغام شیردل** و جانسوز بن **قران** صاحب شوکت و شان یہ چارون صورتین بدل کر شہر مین پھرنے لگے جس دروازے سے آئے تھے تلاش کیا وہ پھاٹک ملا گھبرائے ہین کہ ہم کہان ٹھہرین کوئی بصورت فقیر بنا مہتر برق **فرنگی** ایک گھوڑی کی صورت بنکر تیار ہوا بصورتہائے مختلف شہر مین پھر رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا مگر مہتر **قران** جو ایک ٹوٹی قبر مین لیٹ رہے دروازہ شہر کا نہ ملنے سے انکو بھی زندگی سے یاس ہے بڑا ہراس ہے خواجہ **عمرو** بھی گلیم اُوڑھے دربارگاہ پر کھڑے ہین مگر خوف سے کانپ رہے ہین ملکہ **سہیل نارنجی پوش** بصد قہر و غضب بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہتی ہوئی نگوڑے عیارون کی شامت آئی ہے میرے قلعہ مین سے دیکھون کیونکر نکل کے جاتے ہین ابھی بلائی ہون جھولی مین ہاتھ ڈال کر سُرخ کاغذ نکالا مقراض سے چھ گھوڑے کتر کے زمین پر ڈال دیے چند دانے ماش کے مارے چھوون بصورت مرکب اصلی بنکر تیار ہوے ملکہ **سہیل نارنجی پوش** نے ایک ایک کی پیشانی پر ایک ایک عیار کا نام لکھا کہا جاؤ اپنے اپنے سوار کو جلد لاؤ جس مرکب کی پیشانی پر خواجہ **عمرو** بن امیہ نامدار کا نام تھا چونکہ گلیم اوڑھے **عمرو** دروازے پر کھڑا ہے وہ اُسی مقام پر آن کر ہانپنے لگا لینڈے ٹاپون سے زمین کھود رہا ہے یا گرد **عمرو** کے چرخ مارتا ہے کنیزون نے آکر کہا حضور پانچ مرکب تو روانہ ہوے ایک گھوڑا دروازے پر ٹاپ رہا ہے **سہیل نارنجی پوش** گھبرائی کہ یہ کیا معرکہ ہے مگر مہتر برق **فرنگی** بازار مین ایک دکان پر مہاجن کی ہلڑ کر رہا ہے یعنے بصورت گھوڑی ایک کھوپری ہاتھ مین لے لی ہے اُسمین کھلی بھری ہوئی لوگون پر پھینک رہا ہے لوگ جانتے ہین گوہ ہے بھاگتے پھرتے ہین کبھی پیشاب کر کے چلو مین لیتا ہے لوگون پر دوڑتا ہے آدمی پر آدمی گر رہے ہین بازار مین ہنگامہ ہے لوگون نے دیکھا ایک گھوڑا کوتل دوڑا ہوا چلا آتا ہے وہ گھوڑا گرد برق **فرنگی** کے پھرنے لگا برق بھی تڑپ کر بھاگا گھوڑے نے پہچانا چھوڑا پانؤن مین گھسکر اپنی پشت پر سوار کر لیا جیسے ہی مہتر برق **فرنگی** پشت مرکب پر آیا رنگ روغن چہرے کا دفع ہو گیا مہتر برق **فرنگی** نے اپنے کو بصورت اصلی پایا ہوش و حواس پراگندہ ہاتھ پانؤن مین رعشہ بازاریون مین ہلڑ ہوا میان انگریز بنگلے لنبی ٹوپی سر پر پتلون جاکٹ جسم پر آراستہ حلقے کمند کے بازوؤن پر توبڑہ کسوت عیاری کا پہلو مین لٹک رہا ہے جب مہتر برق **فرنگی** نے اپنا یہ حال دیکھا چاہا گھوڑے پر سے کود دون ممکن نہوا تو مہتر برق **فرنگی** نے بھی پٹڑی جمائی پودھے پر ہاتھ مارا ٹوپی اڑاتا ہوا شو بچو کہتا ہوا جاتا ہے ہزارون آدمی شہر کے

ہنستے ہوئے پشت و پہلو پر تھوڑی دوڑ برق چلا ہے کہ دیکھا جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو اسی طرح مرکبون پر سوار بصورت اصلی مجبور و ناچار چلے آتے ہین آپسمین اشارے ہوتے ہر ایک نے طرف آسمان کے اشارے کرکے کہا دیکھین بھائیو اب خدا کیا کرتا ہے اس قلعہ مین آکے پھنسے مگر حال مہتر قران کا سنیے یہ جاکر ایک ٹوٹی قبر مین اُتر گئے دیکھا کہ ایک مرکب آتا ہے مہتر قران نے خیال کیا اسی جانب آتا ہے کیا عجب ہے کہ میری تلاش مین ہو اے مہتر قران دروازہ بھی شہر کا نہ ملا تمھارے لیے بزرگون نے قید لگائی ہے کہ جس دن گرفتار ہوے موت کا سامنا ہے یا حیدر کرار کہکے ایک بغدا زمین پر مارا مہتر قران طبقے کے اندر آیا اب جو خیال کیا وہ گھوڑا اُسی مقام پر چرخ مار رہا ہے ٹاپون سے زمین کھودنے کا ارادہ کرتا ہے تب تو مہتر قران اندر ہی اندر نقب کھودتے ہوے چلے مہتر قران تو نقب کھودتے ہوے جاتے ہین ہر چند اندر زمین کے دل گھبراتا ہے نفس در قفس پیچیدہ مگر قہر درویش بہ جان درویش انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین نقب کھودتے ہوے جاتے ہین مگر خواجہ عمرو بن امیہ گلیم اوڑھے در بارگاہ ملکہ سہیل نارنجی پوش پر کھڑے ہین گھوڑا گرد انکے خاک اُڑا رہا ہے کہ یکایک ہلڑ ہوا دیکھا مہتر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام مرکبون پر سوار بیقرار اشکبار چلے آتے ہین الامان کہکے عمرو کنارے ہوا ملکہ سہیل نارنجی پوش کو چوبدار نے خبر دی چار مرکب چار عیارون کو لے کر آئے ہین ایک ابتک نہین پلٹا ایک دروازے پر خاک اُڑا رہا ہے سہیل نارنجی پوش غصہ مین بیرون بارگاہ آئی دیکھا چارون عیار گھوڑون پر سوار کھڑے ہین جو مرکب کہ خاک اُڑا رہا تھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے بہ نگاہ قہر اُسکی جانب دیکھا کہا کیون بھڑوے میرے ملازمون کے گرد پھرتا ہے جاکر اپنے باپ کو نہین تلاش کرتا مرکب نے بہ نگاہ حسرت طرف ملکہ سہیل نارنجی پوش کے دیکھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے ایک دانہ ماش کا اُٹھا کر مارا اور کہا روح سامری مین بھی تاثیر جاتی رہی دانہ پڑتے ہی مرکب جلکر خاک ہوا عیارون کی جانب متوجہ ہوئی کہا کیون نگوڑو میرے قلعہ مین آکر کچھ مزا اُٹھایا اب تمھارے سر کاٹ کر خدمت مین شاہنشاہ افراسیاب مالک طلسم ہوشربا کے روانہ کرونگی جادوگرون سے اشارہ کیا کہ انکو گھوڑون سے اُتارو مشکین بندھوا کر اندر لائی کہا دیکھو اُن دونون کو بھی بلواتی ہون مہتر برق نے کہا ملکہ عالم اعلیٰ اعلیٰ مراتب ہین چراغ حسن و جمال ہمیشہ روشن رہے دشمن مثل سبزہ پامال ہون دوست نہال ہون اور کسی کے دل کا حال تو ہم نہین جانتے ہم تو غلامی کو حاضر ہین آپنے ہمکو یہ مرتبہ دیا یاد مشہور تھے گھوڑے پر سوار کیا اس آبرو سے اپنے سامنے بلایا آخر ہماری کیا خطا ہے مین جو خدمت مین رہونگا دل و جان سے خدمت گزاری کرونگا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے کہا او انگریز کے بچے میرے سامنے زیادہ باتین نہ بنا اگر مین نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو نہین معلوم کیا فتنہ تمین برپا کرتے مہتر برق فرنگی نے کہا ہم تو حضور کا نام سنکر آئے تھے جیسا سُنا تھا اُس سے زیادہ پایا مہتر برق فرنگی تو اپنی کہے جاتا ہے مگر ملکہ سہیل نے کہا ایسے نعل

آتشین لاؤ مین اُن دونون عیارون کے بلانے کی تدبیر کرون کنیزین چلی ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا شعلے آگ کے برسے خوشبوے مشک و عنبر آئی ملکہ سہیل نارنجی پوش نے سر اُٹھایا دیکھا ایک بزرگ آسمان سے اُترتے چلے آتے ہین ریش سفید تا بہ ناف تاج زرین سر پر جامہ زیب جسم گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہی کبھی سرخ کبھی زرد کبھی کبود ہوجاتا ہی اُن بزرگ نے آواز دی منم پا بوس بزرگوار نائب خداوند لات ومنات ای سہیل نارنجی پوش تیرا نیر اقبال اوج پر ہے کیا کار نمایان کیا ان مکارون کو پکڑ لیا مگر ساربان زادہ بلاے روزگار ہی تجھکو تحفہ دیا کر قدرت نے ہمکو بھیجا الغرض عمرو بن امیہ نامدار کو گرفتار کرکے پاس ہماری بندی خاص الخاص ملکہ سہیل نارنجی پوش کے پہونچا دو عمرو اسکی پہچانو سہیل نارنجی پوش گھبرا کر تخت سے کھڑی ہوگئی نائب لات تخت پر اُترے جامہ کو دیکھکر سب اپنے جامہ سے باہر ہین کہ دمبدم رنگ بدل رہا ہی پہلو سے عمرو کو نکال کر سامنے پھینک دیا کہا ای سہیل یہ عمرو بن امیہ نامدار موجود ہے اب ملکہ سہیل نارنجی پوش نے دیکھا عمرو مشکین بندھا ہوا سامنے تخت کے پڑا ہوا ہی دربار مین یا خداوند لات ومنات کا ہاہا ہوا سب واسطے سجدے کے جھکے سہیل نارنجی پوش نے بھی قدمون کو بوسہ دیا نائب لات نے سر چھاتی سے لگایا کہا ای ملکہ سہیل نارنجی پوش دربار مین قدرت کے تیری بڑی تعریف ہی زبان قدرت پر بڑی توصیف ہی جلد ان پانچون کو قتل کر خبردار اس برق کے دام تزویر مین نہ پھنسنا برق تو حیران کہ خداوند یہ کیا معرکہ ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ لو بھائی قبلہ و کعبہ آگئے نائب لات نے کہا ای سہیل رات بھر لات ومنات وسامری وجمشید مین جوتی بیزار رہی ہی لات ومنات کہتے تھے کہ عیارون کو ہاتھ سے سہیل نارنجی پوش کے قتل کرائینگے سامری وجمشید کہتے تھے کہ سہیل کا ستارہ گردش مین آیا عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا ملک الموت جاے اُسکی روح قبض کرے تب لات ومنات نے ہمکو حکم دیا کہ لے پا بوس بزرگوار تم جاکر اُسکی عمر بڑھا دو دو دو سو برس کی عمر کل اُسکے ساتھ والون کو عطا کرو سامری وجمشید سر پٹکتے رہجائینگے کچھ بھی نہ کرسکین گے جلد شراب منگا ایسا نہو ملک الموت آجاے ملازم اسکے دوڑے مٹکے قرابے شراب کے لاکر دربار مین رکھے نائب لات نے ایک قرابے پر القاب لات ومنات پڑھا لوگ حیران تھے کہ یہ کون سی زبان ہی کہا اس قرابے کی شراب سب مین ملا دو ایک ایک جام سب ملکہ پیئین مگر خبردار ایک ہی سانس مین اگر نہ پیا ابھی دم نکل جائیگا اور یارو ملک الموت چل چکا ہی آیا ہی چاہتا ہے قرابہ کھینچکر اپنے ہاتھ سے بھرکر ملکہ سہیل نارنجی پوش کو دیا کہا ای بندی خاص الخاص جلد پیجا دیر نہ کر ملکہ سہیل نارنجی پوش نے خوشی خوشی جام ہاتھ مین لیا جیسے ہی ہونٹون سے لگایا ایک شعلہ چمکا شراب پر گرا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام کے ہزار ٹکڑے ہوے اُسی شعلہ مین سے آواز آئی ای ملکہ سہیل ہوشیار ہوجا بس سہیل نے پلٹ کر آواز دی باش او مکار مین نہ پہچانا یہ کہکر ہاتھ اُٹھایا چاہا سحر کرو خواجہ عمرو تخت سے کودے سرہنگ جادو اسکا وزیر سامنے کھڑا تھا اُس نے کلائی پر خواجہ عمرو کی ہاتھ کو ذرا جھٹکا دیا

عمرو منھ کے بھل زمین پر گرا گرتے گرتے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری یہ کہکر لیٹ کر خنجر مارا **سنگ جادو** کے پہلو کو توڑ کر خنجر باہر نکلا **سنگ** لڑکھڑا کر گرا **عمرو** نے جست کی کہ مین نکلجاؤن جادوگرون نے گھیرا خواجہ **عمرو** نے حقہ آتشبازی کا مارا کسی کا ہاتھ جلا کسی کا منھ پھنکا کوئی ہائے ہائے کہکے گرا اب بارگاہ مین **عمرو** بھاگا بھاگا پھرتا ہے دروازہ بارگاہ کا بھی آنکھون سے ناپدید ہوا گھبرا کر **عمرو** نے نیمچہ بھی کھینچا کسی پر حباب مارا وہ بیہوش ہوکر گرا کسی پر کمند ماری کسی کے خنجر کو کھرپا مارا کفچہ مین رکھکر کسی کو تیر مارا ملکہ **سہیل** دیکھتی ہے کہ **عمرو** مثل برق کے تڑپ رہا ہے زمین پر قدم نہین جمتا کئی سو جادوگرون کو مار کر ڈال دیا مگر مجبور ہے کہ دروازہ بارگاہ کا نہین ملتا جلوخانہ تک جاتا ہے جب ساحر لینا لینا کہکر دوڑتے ہین گھبرا کر پلٹ آتا ہے **سہیل نارنجی پوش** نے چند دانے ماش کے ہاتھ مین لیے **عمرو** نے ایک جادوگر کو خنجر مارا وہ گرا تھا کہ **سہیل نارنجی پوش** نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا آواز گیر کی دی زمین نے پاؤن خواجہ **عمرو** کے پکڑ لیے اب ملحوظ ہو کہ **مہتر برق فرنگی** و **جانسوز بن قران** و **ضرغام شیر دل** و **چالاک بن عمرو** یہ تو بندھے بیٹھے ہین **عمرو** کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے ملکہ **سہیل نارنجی پوش** نے نعرہ کیا ہان سب کے سر کاٹ لو جادوگر تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے اب خواجہ **عمرو** کو عالم یاس ملک الموت پاس بلک بلک کر آواز دی اے رب بے نیاز و اے خالق کارساز اس مشکل کو حل کر ادھر **مہتر برق** و **جانسوز** و **ضرغام** و **چالاک** وغیرہ تڑپ تڑپ کر پکار رہے ہین ای معبود لم یزل و اے عزیز بے بدل ہلاکت سے بچانے ظلم سے ان ساحران غدار کے نجات دے خواجہ کو اس حال مین دیکھکر **چالاک** نے سر دے مارا پکارا کہ اے رحیم و کریم اگر قبلہ و کعبہ قتل ہو جائینگے چراغ لشکر اسلام از طلسم ہوش ربا تا بہ کوہ عقیق گل ہو جائیگا ایک آن مین گلزار ابراہیم پر خزان آجائیگی **افراسیاب** کے ظلم سے فوج **مہرخ** امان نہ پائے گی

نظم

درخیل کواکبش سپاہی
او کرد بنا سراچۂ تن
بر منظر دیدہ طاق ابرو
این مشعل مہ کہ بر فروزد
بنمود دو روزن از مہ و خور
امواج دہ بحار جود است

او بافتہ عجوزۂ خاک
بکشاد در دو ز دیدہ روزن
او ساختہ این ہمہ عجائب
بے روغن و بے فتیلہ سوزد
در پنبۂ ابر آن یگانہ
بخشندۂ خلعت وجود است

او دادہ بہ آفتاب شاہی
زرین پنبۂ صبح چرخ افلاک
بستہ ز کمال قدرت از مو
او کردہ بنای این غرائب
در بیضۂ سر نگون اخضر
بنہفتہ ز زرالنیہ دانہ

رب بے نیاز ایسے مقام پر قتل ہوتے ہین کہ دفن و کفن بھی نہ ملیگا لاشہ کون اٹھائیگا قبر تک کون پہونچائیگا تہ دل سے جوان سبھون نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار **مہتر قران** نامدار جو نقب دیتے ہوے اندر سے زمین کے

آتے تھے زیر زمین اسی بارگاہ بین آکے پہونچے جان سے تو اپنی بیزار روح قالب سے نکلنے کو تیار آفت بین گرفتار انگلیون سے خون ٹپک رہا ہی یکایک کان بین آواز گیرودار کی آئی مہتر قران نامدار نے اوپر ہاتھ کر کے ایک لغدا مارا قلیل سا طبقہ ٹوٹا مہتر قران نے دیکھا خواجہ **عمرو** و مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک مشکین بندھے بیٹھے ہین خواجہ **عمرو** کے پانون زمین نے پکڑ لیے ساحر تلوارین کھینچے ہوے آمادۂ قتل ہین یہ لوگ گریہ وزاری کر رہے ہین اور ایک ساحرہ جو سب کی افسر معلوم ہوتی ہی تیغہ پکڑے ہوے طرف خواجہ کے جاتی ہی اندھیرا آنکھون کے نیچے آگیا قلب تھرا گیا گردن اٹھا ہوا لباس پھٹا ہوا زمین سے نکلتے ہی نعرہ کیا باش او تحجہ کیا کرتی ہی بین آن پہونچا نعرۂ مہتر **قران** ذیشان:

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
ہمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر زبانم:

ملکہ سہیل نارنجی پوش بیٹی گریہ بلا کسان سے آئی جاستی تھی کہ سحر کرے لغدا پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے **عمرو** کے پانون زمین نے چھوڑے برق و جانسوز و ضرغام و چالاک یہ سب قید سے رہا ہوے مکان گرنے لگے صدائے ہاہو بلند تمام ساحر دردمند بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل نارنجی پوش بود اب روشنی ہوئی ساحران شہر نے عیارونکو گھیرا عیار لڑتے بھڑتے بیچ شہر بین آگئے ہین مہتر **قران** کا لغدا چل رہا ہی خواجہ **عمرو** نے حباب مار مار کے صدہا نامردونکو مارا برق کرچ کھینچے تڑپ رہا ہی ساحران شہر کے تو یہ لوگ قبضہ بین نہین آتے حقہ ہاے آتشین مار کر ہزارون کو جلا دیا اب دروازہ شہر کا بھی معلوم ہو رہا ہی قریب ہے کہ لڑ بھڑ کر نکل آئین ساحر سحر بھول گئے ہین دیوارین شہر کی گر گئی ہین باغ بین گلہائے زنگار رنگ سے چنگاریان نکل رہی ہین شاخین مثال شمع کافوری جل رہی ہین ہر نخل شمشاد پر شعلہ کا گمان ہی ہر درخت آگ کا شجر معلوم ہوتا ہی کوہ و برزن بین ہنگامہ ہی کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش او ناعیارو میری دختر بلند اختر کو مارا منم **شعلہ خوار** جادو مہتر قران نے جو سر اٹھا کے دیکھا ایک ساحر غدار بلائے روزگار ہزبر آتشین پر سوار ہاتھ بین اسباب سحر دسون انگلیان مثل پنجشاخہ کے روشن آگ کا پتلہ بنا ہوا عیارون نے چاہا کہ کود پھاند کر نکل جائین چہار جانب مجمع ساحران مقابلے سے ان بیچارون کے حیران پریشان ذرا پلک جھپکنے نہ پائی کہ **شعلہ خوار** زمین پر اترا ہزبر آتشین سے کود کے ایک دولتر زمین پر مارا کہ سبھون کے پانون زمین نے تھام لیے اور شعلہ خوار جادو پھڑک کر جھپٹا ایک طرف لاشہ جو اپنی بیٹی کا تڑپتے دیکھا آگ لگ گئی گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی آواز دی ہاے اے نور نظر پارہ جگر ان ظالمون کو رحم نہ آیا عین شباب بین تجکو مارا یہ کہکر طرف عیارون کے پلٹا عمرو سے آنکھ ملا کر آواز دی او ساربان زادے تم سبھون کو تو ابھی پھونکتا ہون مگر مہرخ وغیرہ کی بھی شامت آئی ہی اگر اس خون کے معاوضہ بین جا کر کل کو نہ مارا تو نام اپنا شعلہ خوار جادو نہ پایا یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا چرخ دے رہا ہی عیارون نے دیکھا کہ وقت خاتمہ قریب آیا بیقرار ہو کر پکار اٹھے ای دافع البلیات و ای سامع الدعوات فریاد رس درماندگان و خلاق زمین و آسمان تو نے

بطن مادر مین جگہ دی تو ہی نے نو مہینے حفاظت کی چالیس روز قبل از تولد شیر پستان مرحمت فرمایا ایک کلمۂ کُن مین تمام عالم کو بنایا **نظم**

قصب بافِ عروسانِ بہاری	قیام آموزِ سروِ جویباری	بلندی بخشِ ہر ہمت بلندے
پستی افگنِ ہر خود پسندے	گناہ آمرزِ رندانِ قدح خوار	بطاعت گیرِ پیرانِ ریاکار
انیس خلوتِ شب زندہ داران	رفیقِ روز در محنت گزاران	ز ابرِ لطفِ او ابرِ بہاری
کند خار و سمن را آبداری	ز شکرکش پُر شکر کامِ شکرفان	ز قہرش زہرِ عیشِ تلخ حرفان

سب سے زیادہ مہتر **قِران** بیقرار ہین اپنے آقا کو پکار رہے ہین **نظم**

		مشکلم در پیش یا حاجت روا
کسے نیست جز ذاتِ تو مشکل کشا	یا علی درماندہ ام دستم بگیر	درگناہ خود گرفتارم اسیر
کن نظر بر بے نوائی یا شہا	تو امیری تو وزیری من گدا	یا علی سلطانِ عالم نامِ تو
آسمان پست است پیش بام تو	وصفِ ذاتت در کلام اللہ ہست	تو امامے تو ید اللہ کہ ہست

اے کریم کارساز واسطۂ ان بزرگان دین کا رحم کر اس بیحیا کے ظلم سے بچالے یا کہ جوان سبھون نے دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا اتفاقات قضا و قدر بحکم مالک بحر و بر ملکہ **مخمور سرخ چشم** جو طلسم جمشیدیہ سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سے رخصت ہو کر چلی تھی بخوف شاہنشاہ **افراسیاب** مثل ستارے کے آسمان مین ڈوبی ہوئی چلی آتی تھی شور و غریو کی آواز کان مین پہونچی دیکھا ایک شہر کو کہ دیوارین وغیرہ گر گئی ہین قصرہائے پختہ جابجا جل رہے ہین ہر در و دیوار سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین اپنے چھوٹون عیارون کو دیکھا کہ مجمع ساحران مین پا بہ گل ہین لاشے سیکڑون گرد پڑے ہین ایک ساحر غدار آتش کا پتلہ بنا ہوا ہاتھ مین گولے کو چرخ دے رہا ہے کلمات سخت بہ نسبت عیارون کے زبان پر جاری گولہ مارا چاہتا ہے ملکہ **مخمور سرخ چشم** کا کلیجہ جل گیا مگر **شعلہ خوار جادو** نے گولہ مارا کہ عیار جل جائین ملکہ **مخمور سرخ چشم** نے وہین سے سحر کیا کہ وہ گولہ اُلٹا پلٹا مجمع ساحران مین آکر پھٹا کئی ہزار ساحر جل کر گرے شعلہ خوار گھبرایا کہ یہ کیسی آگ لگی میرے سحر نے میرے ہی جادوگرون کو جلا یا چاہا کہ تیغہ کھینچ کر جھپٹے کہ آسمان سے نعرہ ہوا تھم ملکہ **مخمور سرخ چشم** مین نے پہچانا اُترنے اُترتے سحر کیا زمین پھٹنے لگی کئی سو بیحیا واصل جہنم ہوئے شعلہ خوار نے کہا باش او مخمور مین نے پہچانا یہ کہکر اُس نے ماش کے دانے مارے صدہا شعلون نے اُس ماہ آسمان خوبی کو گھیر لیا ملکہ **مخمور سرخ چشم** نے دونون ہاتھ جھٹکائے باران سحر برسا آتش سحر کو اُس بیحیا کی بجھایا اور پلٹ کر موتیون کا مالا توڑ کر پھینکا عمرو وغیرہ دیدہ موتی گرے ہاتھ پانون سحر سے چھوٹے اب یہ بھی کمندین پکڑ کر ساحرون سے لڑنے لگے مخمور نے قیامت برپا کی کئی ہزار ساحرون کو مار کر سامنے شعلہ خوار جادو کے پہونچی اُس کے ہیبت سے سحر کیے ملکہ نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا اسم سحر کا پڑھ کے للکارا سینۂ پر کینہ پر **شعلہ خوار جادو** کے مارا ہر چند چاہا کہ یون نہ

[illegible]

پیچ سکا سینے پر پڑا کر پشت کو توڑ کر نکل گیا شعلہ خوار چرخ کھا کر زمین پر گرا صدائین ہا ہو کی آئین زمین کانپی سنگباری برف باری ہوئی خواجہ عمرو نے اس اندھیرے مین لوٹنا شروع کیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ خوار جادو بود دیکھا ایک لاشہ شعلہ خوار و لاشۂ سہیل نارنجی پوش خود بخود بلند ہوے جھونکے ہوا کے اڑا کر طرف آسمان کے لیگئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی اے خواجہ عمرو دام طمع مین دیکھو شہر کے لوٹنے مین نہ مصروف ہو نکل چلو مین لشکر مین آکر ملونگی اب راستہ بھی فراموش نہوگا جلد نکل چلیے یہ لاشے دونون کے طرف باغ سیب کے گئے ہین افراسیاب کو خبر ہو جاویگی فوراً آئیگا قیامت برپا کریگا یہ کہکر مخمور سحر کر کے بلند ہوئی چھوٹون عیار نے بھی ٹھیک ٹھیک کر شہر سے نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے اب راستہ بھی معلوم ہوا دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ نشان لشکر اسلام معلوم ہونے لگا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران نامی و جادوگران گرامی جلوہ فرما ہین جیسے کہ خواجہ عمرو کو افراسیاب لیگیا ہے بارگاہ مین سناٹا پڑا ہے ملکہ مہرخ کہہ رہی ہین کہ صاحبو نہین معلوم خواجہ عمرو پر کیا گذری ایک سر ہزار سودا خدا اُسکی جان بچائے سامنے دشمنون کے سرخ رو رہے فلک روز سیہ نہ دکھائے یہ کہکر ملکہ مہرخ نے کہا کیون اے ملکہ بہار ہم تو فکر مین خواجہ عمرو کی بیتاب ہین بیخود و خواب ہین عہدۂ وزارت تمھارے سپرد ہے مناسب یہ ہے کہ سرکس و ناکس کا خیال رکھو کئی مہینے کا زمانہ گزرا کہ بی مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہرکارے بھیجو خبر منگاؤ رونق لشکر اسلام کی راز دار صاحب جاہ و وقار خدانخواستہ کہین افراسیاب جادو نے پکڑ نہ لیا ہو قید کر کے طلسم مین نہ بھیجا ہو ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا عاشق مزاجون کے لیے فکر بیکار ہے اُنپر بھوت عشق کا سوار ہے کوہ عقیق پر ہونگی مزے اُڑا رہے ہونگے آنکھون مین رنگ نشے کے جمے ہونگے نئی نئی چاہت دلمین جوش محبت حضور ربط و ضبط بہت مشکل ہے جو آتش عشق کو یون سینہ مین چھپائے وہ بڑا کامل ہے کلیجہ آتش عشق سے جلے منھ سے دھوان نہ نکلے قلب پر چھری چلے ہاے واے نہ کرے بی مخمور کے دل نے نہ مانا اپنے معشوق کو دیکھنے گئی ہین جلدی کیا ہے آئینگی کوئی قید ہے تو انھین کیا مرنے والا مرے جینے والا جیے اپنے مزے سے کام اپنے فعل کی مختار ہین انھین کون بدنام کریگا کئی مہینے گزرے دل نہین بھرتا اگر ہمارا خیال ہوتا شاہزادہ اسد بن کرب غازی کے قید ہونے کا ملال ہوتا ضبط کو کام فرماتین اس زمانے مین نہ جاتین ملکہ مہرخ نے ہنس کے فرمایا اے ملکہ بہار جادو ہم تمھارے ربط و ضبط کے قائل ہین ماشاء اللہ کیا ضبط ہے شاہزادہ سعد بن قباد کی محبت کو کیا چھپایا ہے نام سعد بن قباد سنکر ملکہ بہار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا حضور خدا انکے شہریار کو سلامت رکھے انکے غلامون سے ہمین محبت ہے مگر اپنے کو بدنام کرنے سے نفرت ہے ہر چند کہ آتش عشق کا چھپانا کلیجہ کو جلانا مردان عالم کا کام ہے عاشقان صادق کا نیک انجام ہے نظم

عشق سر دفتر دیوان قضا ست
عشق سر حلقۂ ارباب بلاست
عشق وا فتنہ گری پیش بود

عشق بس سانحہ اندیش بود
عشق همخوابۂ چشم بیخواب
عشق شوریدہ کند بلبل را
عشق را رحم نباشد فریاد
بستۂ ہمگرا از روے وفاق

عشق آشوب پسند است مدام
عشق ہم بزم دل خانہ خراب
عشق را ہست در شادی بند
عشق را نیست روش جز بیداد

عشق را ہست ہمین طرز مدام
عشق گلگونہ نمالد گل را
عشق را راحت کس نیست پسند
حسن و عشق اند ز روز میثاق

یہ اشعار آبدار پڑھ کر ملکہ بہار کے عارض رنگین پر اشک خونی بہنے قریب تھا کہ ہچکی لگ جائے ملکہ مہرخ نے فرمایا اے بہار ای گلعذار ای سرو باغ رعنائی ای غنچۂ چمن زیبائی حقیقت مین تمنے خوب ربط و ضبط کو کام فرمایا کیا کہنا بہار نے کہا حضور نہ ربط ہی نہ ضبط ہی کوچۂ عشق مین قدم رکھنا سراسر خبط ہی ہمین اپنے بخت واژگون طالع نگون سے امید نہین کہ پھر زیارت اوس شہریار کی نصیب ہو یہ ہمسے نہ ہو سکے گا کہ یہان ہنگامہ قتل اسد غازی برپا ہو ہم مزے اڑانے جائین یہ جنکا کام ہی انکو مبارک رہی ہان اگر خدا فضل کرے اور شاہزادہ اسد بن کرب غازی قید افراسیاب سے چھوٹین اور صاحبقران لڑتے بھڑتے یہان پہونچین اوسوقت مین ایک نظر سے خوش گذرے کل لشکر اسلام کی سلامتی کی خیر منانے ہین ہمارا عشق یہی ہی جہان رہین جان و مال کی انکے خیر ہو یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم طاؤس زرین بال پر سوار دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مثل برق جہندہ بارگاہ مین آکر اوترین پایۂ تخت کو بڑھکر بوسہ دیا سب سے صاحب سلامت ہوئی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا حضور بادشاہ بخیر ملکۂ عالم آئین کیون ملکہ مخمور خوب مزے اڑائے اتنی جلدی آنا کیا ضرور تھا معشوق کے پہلو مین دل مسرور رہتا یہان آنے سے کیا فائدہ ہر وقت جان جانے کا خیال آٹھو پہر جنگ و جدال خوب راگ و رنگ مین مصروف رہین ملکہ مخمور نے کہا بی بہار صاحبہ تمکو کچھ حال بھی معلوم ہی آتے ہی طعن و تشنیع شروع کر دی بہار نے کہا بوا خفا کاہے کو ہوتی ہو حقیقت مین اسد غازی کو چھوڑانے گئی تھین لوح طلسمی بھی مل گئی دربند بھی فتح ہوے اتبو ملکہ مخمور کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوا کہا بی بہار صاحبہ خدا چاہیگا تو شاہزادہ اسد بن کرب غازی بھی چھوٹین گے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی وہ بھی دن خدا دکھائیگا اور انشاء اللہ ہمین لوح طلسمی کا پتا لگا لینگے تم سمجھتی ہوگی ہم کوہ عقیق سے آتے ہین پروردگار نے ہمین ایسے وقت پہونچایا کہ تمام لشکر اسلام مصیبت مین تھا بادشاہ لشکر اسلام کی جان بچائی اس کلمہ پر تو ملکہ بہار کو غصہ آیا کہا بس لو بیٹھو چھوٹا منھ بڑی بات نہ بولو انکا خدا حافظ و نگہبان ہی پیدا کرنے والے کا انپر احسان ہی ذرا سی بات کہی لڑنے لگین معشوق کی جھانجھ جھجھیر اوتاری دونون مین جانون جانون جو ہوئی ملکہ مہرخ نے منع کیا دونون کو گلے سے لگایا کہا ملکہ مخمور بیان کرو کیا معرکہ گذرا ملکہ بہار ہمارے سر کی قسم حال تو سنو مخمور نے کہا حضور مین بیٹھک

کوہ عقیق پر گئی تھی کسی کی چوری نہین ہے، مین کسی کی لونڈی باندی نہین جب کوہ عقیق پر پہونچی ایک جادوگر یہان سے
گیا تھا اُسنے قیامت برپا کی تھی اول جاکر اُسکو مارا سر میدان للکارا اب اور بڑی مصیبت کیا عرض کرون کسی وقت
مفصل بیان کرونگی مجمل یہ ہے کہ طلسم جمشیدیہ مین پھنسی خدا سلامت رکھے اُس شیر بیشۂ جرأت ہزبر دشت ہمت
گل گلزار خلیل الرحمان شاہزادۂ نور الدہر کو اِس روز شور سے طلسم فتح کیا کہ زمین تھراتی تھی جمشید جادو کو گھسکا
مارا وہان سے مہلت پاکر آئی راہ مین خواجہ عمرو بن امیہ ایک قلعہ مین جاکر مبتلاے بلا ہوئے تھے وہان پہونچکر
شعلہ خوار جادو کو مارا قلعہ سے اُن سب کو نکالا یہ سب کچھ کیا اور پھر پہلو مین بیٹھی تھی راگ رنگ مین مصروف تھی
یہ خیر خواہ ایسی بیوقوف تھی ملکہ بہار نے مسکراکر کہا جوش محبت مین یہ سب کچھ ہوا نہایت دربار مین خوشی ہوئی ملکہ
مہرخ نے پوچھا اے ملکہ مخمور خواجہ عمرو کو تو افراسیاب جادو لیگیا تھا قلعہ مین کیونکر پہونچے ملکہ مخمور نے کہا
مین نے یہ خواجہ سے دریافت نہین کیا شعلہ خوار جادو کو جب مارا لاشہ اُسکا مع سہیل نارنجی پوش ہوا پر
اُڑکر چلا مین گھبراکر بہ تعجیل تمام نکل آئی خواجہ کو آواز دی کہ استاد جلد نکلیے ایسا نہو کہ بلا مین پھنسو بارے وہ بھی
نکلے یقین ہے تشریف لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے عرض کی خواجہ عمرو مع عیارون کے آتے ہین سرخ مو
وغیرہ واسطے استقبال کے نکلین خواجہ عمرو بارگاہ مین آئے سب سردار واسطے تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہرخ نے
تصدق وغیرہ اُتروایا پوچھا کہ خواجہ اُس ظالم کے پنجہ سے کیونکر رہائی پائی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور ملکہ
شبنم گوہر پوش کی آنکھ کھُلی حیران ہوئی کہ مجھے ادس کیونکر پڑی اپنے کوہ ہردار پر گانا سُن رہی تھی اِس بارگاہ
مین کیونکر آئی خواجہ عمرو نے پکار کے آواز دی اے ملکہ شبنم گوہر پوش قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا مین تجکو بارگاہ
فلک اشتباہ ملکہ مہرخ مین گرفتار کر لایا اگر قتل کر ڈالتا کسی کو خبر بھی نہوتی اول تو تمھارا احسان تھا کہ تمنے افراسیاب
جادو سے میری سفارش کی جان بچانے کی گذارش کی علاوہ اسکے تمسے ایک محبت بھی ہوئی سامری و جمشید پر
لعنت کرو ان سب شاہزادیون کا ساتھ دو کتاب سامری مین صاف صاف تحریر ہے کہ شاہزادۂ اسد بن کرب غازی
قاتل افراسیاب جادو ہے جہاد کرنا دین اسلام مین بڑا ثواب ہے ہرچند خواجہ عمرو نے سمجھایا مگر ملکہ شبنم
گوہر پوش کو ناگوار ہوا ہرچند کہ گانے پر خواجہ عمرو کے مائل ہوئی ہے تیغ علم موسیقی کی گھائل ہوئی ہے گرفتار
ہوئے اپنا آنا بہت شاق ہوا مگر یہ بھی خیال کیا کہ بڑے بڑے ساحران نامی دربار مین ملکہ مہرخ کے جمع ہین ملکہ بہار
و باغبان عالی وقار و معمار قدرت صاحب سطوت و صولت برق و رعد وغیرہ سوچی کہ انکار مین خرابی ہے
دوست بنکے کام کرو اپنے دل مین سوچکر جواب دیا کہ خواجہ مجھے عذر کیا ہے مین ہمیشہ اسی فکر مین تھی کہ آپ کی خدمت
مین پہونچون افراسیاب جادو سے لڑون یہ بھی آپ پر ظاہر ہو جائیگا بہت سے اسرار طلسم مجھے معلوم ہین بر وقت
رہائی طلسم کشا عرض کرونگی مقام لوح بتادونگی یقین دل و جان سے اطاعت طلسم کشا قبول کی یہ سعادت حصول کی

ملکہ مہرخ نے منگواکر خلعت دیا پہلو مین ملکہ سرخ مو کے کرسی ملی مگر خواجہ عمرو نے چپکے سے ملکہ بہار سے کہا کہ ملکہ مہرخ سے کہدینا کہ شبنم گوہرپوش دل سے مطیع نہین ہوئی چہرے سے سیاہی کفر کی دور نہین ہوئی بہار نے کہا نہین خواجہ یہ ساحرہ بڑی صاحب لیاقت ہے یہ ایسا نہ کریگی عمرو خاموش ہو رہا ملکہ شبنم گوہرپوش کے دل کو تو پیچ و تاب ہے کہ شب ہو تو ساربان زادے کو گرفتار کرکے خدمت مین ملکہ حیرت کی لیجاؤن اسکی عیاری کی ہزارون مگر بشکل کنیز شمیمہ نقب زن عیارہ جو دربار مین ملکہ مہرخ کے حاضر تھی دربار کی کیفیت دیکھکے بھاگی خدمت مین ملکہ حیرت کی آئی عرض کی ای ملکہ عالم شاہنشاہ عمرو کو لیگئے تھے ملکہ شبنم گوہرپوش کے مقام پر جاکر ٹھہرے تھے عیارون نے عیاری کی عمرو رہا ہوا ملکہ شبنم گوہرپوش کو زنبیل مین ڈالکر لے آیا راہ مین کسی وجہ سے قلعہ سہیل نارنجی پوش مین پہونچا سہیل نارنجی پوش کو مہتر قران نے مارا باپ اُسکا شعلہ خوار ملکہ مخمور سرخ چشم کے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا قلعہ ویران ہوگیا ابھی عمرو نے ملکہ شبنم گوہرپوش کو زنبیل سے نکالا عمرو نے سمجھایا وہ مطیع اسلام ہوئی عمرو سے کہہ رہی ہے تو بعد رہائی شاہزادہ اسد بن کریب غازی فتح طلسم ہوشربا کا پتا بتاؤنگی دربند فتح کراؤنگی انکو بڑا بھاری خلعت ملا ہے یہ سنکر حیرت جادو قہر و غضب مین کانپنے لگی کہا جو نمک حرام جاتا ہے لوح کا ضرور پتا لگاتا ہے بلاؤ تو ملکہ صرصر شمشیرزن کو یہ کلمہ منہہ سے نہ نکلا تھا کہ سامنے سے صبا رفتار کمند انداز بصد کرشمہ و ناز نمایان ہوئی ملکہ حیرت کو غصہ مین دیکھکر مثل آئینہ حیران ہوئی ملکہ حیرت نے کہا ای صبا رفتار مین تجھکو نہال کردونگی دامن آرزو گوہر بے بہا سے بھردونگی شبنم گوہرپوش ملکہ سمنکال جادو کی بھانجی ہے مسلمان ہوگئی جس طرح سے بنے گرفتار کرکے لا ارے کوڑون سے حرامزادی کی کھال اُڑا دونگی صبا رفتار نے کہا لونڈی گئی اور جا کے لائی صبا رفتار سرشام صورت اپنی ایک جادوگرنی کی بنا کے لشکر مین خواجہ عمرو کے داخل ہوئی مگر ملکہ شبنم گوہرپوش بصد جوش و خروش دربار مین ملکہ مہرخ کے داخل ہے غصہ مین خاموش بیٹھی ہے دل سے کہہ رہی ہے کہ ای شبنم تیری دست برد تو رات کو ہوگی مسلمانون پر اوس پڑیگی لیٹنے خواب مرگ مین تنہا ہونگے جسکو پاجاؤنگی سر کاٹ کر لیجاؤنگی نگوڑے عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ عمر بھر یاد کریگا میری بدعت سے فریاد کریگا پہر رات گئے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ملکہ شبنم گوہرپوش کے واسطے ایک بارگاہ استادہ کرادی کنیزین برائے خدمتگاری مرحمت ہوئین سب سردار اپنے اپنے خیمے مین گئے صبا رفتار ایک درخت کی آڑ پکڑے ہوے بارگاہ شبنم گوہرپوش کو تاک رہی ہے کرنا ہو تو جاکے تدبیر گرفتاری کرون یہان ملکہ شبنم گوہرپوش کو کب آرام ہے بعد جانے خیمے کے کنیزون کو اپنے پاس سے رخصت کردیا تنہا جاگ رہی ہے کہ رات زیادہ گذرے تو بارگاہ سے نکلون پہلے نگوڑے عمرو عیار کا سر کاٹ لون جو ہو سکے آج رات بھر قتل کرتی پھرونگی صبح ہوتے بارگاہ ملکہ حیرت جادو مین پہونچونگی جب اس نے یہ خیال کیا کہ پہر رات باقی رہی ہے اپنے چھپرکھٹ سے اُٹھی باہر بارگاہ کے آئی چہار طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگی خواجہ عمرو کے خیمے پر نگاہ ڈال رہی تھی

گوشے سے صبا رفتار نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو دیکھا جی مین کہتی ہو کہ کیا سبب ہو کہ اسوقت ملکہ شبنم اپنی بارگاہ سے نکلی مگر اے صبا رفتار یہی وقت عیاری ہی جھٹ پٹ رنگ روغن عیاری کا لگا کر مثل برق فرنگی کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑتی ہوئی سامنے ملکہ شبنم گوہر پوش کے آئی شبنم اسکو دیکھکر جی مین کہنے لگی کہ یہ عمرو کا قوت بازو ہو پہلے اسکو لینا چاہیے پکار کر آواز دی بھیا کہان سے آتے ہو صبا رفتار تو خود چاہتی ہے کہ یہ مجھکو بلائے تو مین اپنا کام کر دون پلٹ پڑی پکار کر کہا ملکہ عالم خیر تو ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا بھیا برق اسوقت بارگاہ مین دل گھبرایا چاندنی کی سیر دیکھنے باہر نکل آئی آؤ گھڑی بھر ہمارے پاس بیٹھو خیال مین ہے کہ شبنم چلے تو اسکو بارگاہ مین لے چلو اسکا سر کاٹ لو صبا رفتار نے کہا ملکہ حاضر ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش برق کو لے کر اندر آئی صبا رفتار نے آتے ہی کہا ملکہ کوئی گلابی شراب کی بھی ہو اسوقت بہت جی چاہتا ہے ملکہ شبنم نے کہا بھیا لو پیو یہ کہکر گلابی سامنے کی صبا رفتار نے جھٹ پٹ جام لبریز کرتے کرتے بیہوشی شامل کر کے ہاتھ پر رکھکر کہا ملکہ پہلے آپ پیجیے ملکہ شبنم نے بے تکلف ہاتھ بڑھا دیا جام لبون سے لگا کر پی گئی جام پلا کر صبا رفتار اٹھی ملکہ شبنم نے کہا بھیا برق کہان چلے صبا رفتار نے کہا اب طلائے پر جاؤنگا ملکہ شبنم اٹھی کہ ہاتھ کا دانہ مارون کہ یہ باہر نہ جا سکے اٹھتے اٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گری صبا رفتار نے فوراً زبان مین سوزن دیا حلقہ ہائے کمند سے مشکین باندھین سراپچہ چاک کر کے نکل گئی طرف لشکر ملکہ حیرت کے روانہ ہوئی ستارہ سحری چمک چکا ہو خواجہ عمرو کو رات بھر خیال رہا ہو کہ دیکھیے ملکہ شبنم گوہر پوش کیا کرتی ہو دو گھڑی رات رہے سے عمرو اسکی بارگاہ پر آیا اندر آکر دیکھا پیترا صبا رفتار کا معلوم ہوتا ہے سراپچہ چاک ہے بس خواجہ عمرو نے خیمے سے نکلتے ہی آواز دی ملکہ شبنم گوہر پوش کو صبا رفتار چرا لیگئی سردارون نے قصد کیا عمرو نے کہا پہلے مین جاتا ہون دیکھون تو معرکہ کیا ہے آپ لوگ خبر منگا لیجیے گا جیسا مناسب وقت ہوگا عمل مین لائیے گا یہ کہکر طرف لشکر کفار کے بھاگا یہان ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی شاہزادیان وزیرزادیان آتی جاتی ہین مصور صورت نگار و ملکہ یاقوت جادو و ملکہ شعلۂ آتش مزاج و ملکہ نمکین شیرین کلام و ملکہ صنوبر شمشاد قد وغیرہ جمع ہین ملکہ حیرت جادو کہ رہی ہو کہ مین نے برائے گرفتاری ملکہ شبنم گوہر پوش صبا رفتار کو روانہ کیا ہے صبح ہو گئی تو شبنم کو کہان پائیگی مصاحبین عرض کر رہی ہین حضور وہ لیکر آئیگی یہ سخن ناتمام تھا کہ صدائے زنگ کی بلند ہوئی دیکھا صبا رفتار کمند انداز ستارہ بدوش آ پہونچی ملکہ حیرت نے پوچھا صبا رفتار کسے لائی عرض کی حضور شبنم گوہر پوش کو لائی یہ سنتے ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا لا سامنے بٹھلا دے صبا رفتار نے بائین فرش بٹھا کر فتیلہ رفع بیہوشی دیا ملکہ شبنم نے آنکھ کھولی ملکہ حیرت جادو نے پکار کر آواز دی او قحبہ او خنفتل او کمبخت اپنے باوا عمرو پر عاشق ہوئی اسد غازی کو رہا کرنے جاتی تھین لوح طلسمی کا راز بتاتی تھین اب کہ تیرے حمایتی کہان

ملکہ شبنم شرم سے عرق عرق ہوگئی ایسے کلمات مہمل ابھی کانون سے کاہیکو سُنے تھے جواب دیا ملکہ خیر تو ہی یہین یہان کیونکر آئی عیارنہ بچی نے کہا مین برق نبکر تمھاری مشکین باندھلائی شبنم نے کہا حضور مین تو اسواسطے مطیع الاسلام ہوئی کہ عمرو کا سر کاٹ کر لاؤن یہ آپنے کیا غضب کیا میرا کام بنا بنایا بگاڑ دیا ملکہ حیرت جادو نے کہا او صاحبزادی بے مزا سنو مجکو کل کی چھوکری ناادان بناتی ہو وہان گئین تو انکی دوست یہان ہمارے ساتھ فقرہ بازی جعلسازی ارے دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون تونے اپنے مقام پر شاہنشاہ کو بیہوش کرایا تیری ہی باتون سے عمرو چھوٹا ورنہ ابکی شاہنشاہ اسکے فقرے مین نہ آتے اپنی چھپ تختی دکھاکے میرے بھولے شاہنشاہ کو بہکا لیا دشمن کو چھڑوا دیا ہمارے دشمنون مین بیٹھکر فتح طلسم کی تدبیر بتاتی ہین میرے سامنے آکر یہ باتین بناتی ہین جلد جلاد کو بلاؤ اس نمک حرام کو قتل کرین شبنم ہر چند کہتی ہے ملکہ ذرا ہوش مین آؤ چونچ سنبھالو بادشاہ کی جورو بنکر آپسے باہر نہو دوست کو دشمن بناتے بھی شرم نہین آتی ہے اس بات پر تو ملکہ حیرت جادو کو اور غصہ آیا فوراً جلاد کو بلایا کہا اس زبان دراز کو قتل کر جب جلاد نے ہاتھ پکڑکر کھینچا ریت کا چبوترہ بنایا گردن پر کوئلے کا خط دیا تیغہ چمکا کر پکارا **شعر** سلطنت سلطان کند فریاد ہر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب بارگاہ سلطانی ہے کسکی کشتی عمر طوفانی ہے ملکہ عالم حکم اول ارشاد سمجھ کے دیجیے اب تو ملکہ شبنم گوہر پوش کا عجب حال قلب پر ہجوم غم و ملال کم سنی کی موت کا سامنا اتنے بڑے دربار مین ہر کس دشمن جان تشنۂ خون نظر آیا رنگ زرد ہے ملکہ شبنم گوہر پوش متغیر ہوا پیشانی پر موت کا پسینہ آیا جسم مین رعشہ دل سے کہتی ہے اے شبنم تیرے مکر نے تجکو ہلاک کیا اب اسوقت ثابت ہوا کہ دین عمرو کا سچا ہے کجا ملکہ مہرخ و بہار کجا مقابلہ افراسیاب ناہنجار قوت و قدرت خدائے نادیدہ صاف ظاہر ہے اتنا بڑا بادشاہ چاہے اپنے ملازمون کو نہ قتل کر سکے جو جو اوصاف خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے اپنے پروردگار کے بیان کیے وہ سب حق ہین اے دل تردد منزل وہ معبود برحق ہے اے خدائے عمرو مین عہد واثق کرتی ہون اگر اس بلائے ناگہانی سے بچون خواجہ عمرو کی شریک ہوکر افراسیاب خانہ خراب سے لڑون شاہزادہ اسد غازی کی رہائی مین جان و دل سے کوشش کرون یہان ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا اے جلاد جسنے حکم اول دیا اس بدانجام نمکحرام کو جلد قتل کر جلاد نے شانہ ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہلایا کہا او گنہگار حکم اول تیرے قتل کا مل چکا جو کھانا ہو کھالے جو وصیت کرنا ہو کرلے اب جان کا بچنا دشوار ہے موت تیرے سر پر سوار ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے جواب دیا او بیحیا اپنے کام مین مصروف ہو نہ پانی کی ہوس نہ کھانے کی خواہش البتہ یہ بڑی کاہش ہے اے حاضرین وقت اگر کسی کا گذر لشکر اسلام مین ہو تو خواجہ عمرو سے ہمارا پیغام پہونچادے کہ اے شہنشاہ اوج عیاری آپکی کنیز ناچیز بیکس و بیبس ہوکر دربار کفار مین قتل ہوئی یہ ہوس دل مین رہگئی کہ وقت آخر آپ کی زیارت سے مشرف نہوئی مگر جہانتک ہو سکے اس کنیز کا لاشہ لیجائیے گا طریقے پر اہل اسلام کے دفن کیجیے گا

آپ کے سامنے ہین نے مکر سے کہا تھا مگر اب صدق دل سے اطاعت دین اسلام قبول کی شکر ہے وقت آخر سعادت دارین حصول کی فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا لونڈی کے جنازے کو کاندھا دیجیے گا یہ کہکر چیخ مار کر روئی نگاہ طرف آسمان کے اٹھائی بیقراری مین پکاری **نظم**

اے عمرو کے خدائے نادیدہ
ہے یہ تیری کنیز رنجیدہ
مجھ کو اس قید سے چھڑا جلدی
بدعت و جور سے بچا جلدی
پہونچی اپنی سزا کو ای معبود
سنتی ہوں ہر جگہ تو ہے موجود
شان قدرت کی اب دکھا یارب
اس بلا سے مجھے بچا یارب
دین اسلام ہے قبول مجھے
جانبری جلد ہو حصول مجھے
اے سمیع و علیم اے ستار
خالق بے نیاز اے غفار
وقت امداد دستگیری ہے
شاق لونڈی پہ یہ اسیری ہے
تیری قدرت تو آشکارا ہے
اب ترا ہی فقط سہارا ہے
سن چکی ہون کہ بے نیاز ہے تو
اپنے بندونکا چارہ ساز ہے تو
تیرے در کے گدا ہین شاہ و فقیر
پھیر دے اس کنیز کی تقدیر
مجھ گنہگار کی دعا ہو قبول
ہو رہائی اب اس بلا سے حصول

ملکہ شبنم گوہر پوش کے جو آنسو ٹپکے اہالیان دربار اور زیادہ ہنسے کہا اے ملکہ عالم خدائے نادیدہ سے دعا کرتی ہے دم، کی وحدت کا بھرتی ہے **حیرت جادو** نے حکم دیا او جلاد جلد سر کاٹ لے جلاد تیغہ پکڑ کر چلا جیسے ہی چاہا کہ ہاتھ مارے پیشانی پر ایک پتھر پڑا جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز دی وہ مارا اب سبنے دیکھا کہ **ملکہ شبنم گوہر پوش** تو صحیح و سالم بیٹھی ہے جلاد کی لاش پڑی ہے ملکہ **حیرت جادو** نے کہا دیکھو تو اے صبار رفتار یہ کسنے پتھر مارا صبار رفتار چہار طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنے لگی دیکھا **عمرو** خدمتگار بنا ہوا ستون کی آڑ پکڑے ہوے کھڑا ہے صبار رفتار نے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے آواز دی او ساربان زادے کہاں جائیگا **عمرو** نے پلٹ کر دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر مین پڑے سبک ہو کر کمند کے حلقون سے نکلا اور منھ سے نکل گیا منم شاہنشاہ اقلیم عیاری کسکی مجال ہے کہ ملکہ **شبنم گوہر پوش** کو قتل کرے مگر حلقون سے کمند کے نکلکر **عمرو** زمین پر گرا تھا کہ ایک جادوگر نے آواز گیری کی دی زمین نے پانون **عمرو** کے پکڑ لیے اس جادوگر نے چاہا **عمرو** کو تلوار سے مارے پہلو مین چوبدار سونے کا عصا لیے کھڑا تھا اسنے آواز دی او میان ساحر دیکھو ملکہ منع کرتی ہین اسنے منھ پھیرا چوبدار نے وہی عصا سر پر جادوگر کے مارا اور نعرہ کیا منم صاحب بغدۂ گران قاتل ساحران بہتر قران اس ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا **عمرو** کے پانون چھوٹے لوٹ مار کر قریب ملکہ **شبنم گوہر پوش** کے پہونچا زبان سے سوزن نکالا کہا ای ملکہ **شبنم گوہر پوش** ہوشیار ہو ملکہ شبنم نے اٹھتے اٹھتے ایک دو پتھر زمین پر مارا زمین کانپنے لگی جادوگر مرے تڑپ کے بیرون بارگاہ آئی دیکھا جھون عیار نیچے ہاتھ مین پکڑے موجود ہین حلقے کمند کے حباب بیہوشی حقہ ہاے آتشبازی مانگ لی سو جادوگرون کو قتل کیا مگر ملکہ **حیرت** جادو غصہ مین

دوڑی باہر بارگاہ کے آکر دیکھا ملکہ **شبنم گوہر پوش** سحر کر رہی ہے سنگریزے اٹھا اٹھا کر پھینکتی ہے عیار بھی لڑ رہے ہیں مثل برق کے نیچہ مارا اور غائب ہوئے خوف سے ساحروں کے زرغنہ نخلستان میں چھپ جاتے ہیں کبھی کسی غار میں پھاند پڑتے ہیں بڑی چستی و چالاکی سے لڑ رہے ہیں ملکہ **حیرت جادو** نے شبنم کو للکارا خبردار اے **شبنم** کہاں جاتی ہے منم ملکہ **حیرت جادو** خاتون شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ملکہ **شبنم گوہر پوش** نے ایک جادوگر کو مار کر جھولی اٹھائی ہے اسمیں سے ترنج نکال کر مارا **حیرت** نے برق چمکائی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا آگ گری ساحروں کو شعلہ آتش نے جلا دیا اب **حیرت** نے بڑھ کر ایک گولہ ملکہ **شبنم** پر مارا بال اپنے کھول دیے ملکہ **شبنم** کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا لڑکھڑا کر گری ملکہ **حیرت** نے آواز دی اسکا سر کاٹ لو اب مہارت نہ دو ساحر بلوہ کر کے چلے ملکہ **شبنم گوہر پوش** نے خیال کیا کہ سحر فراموش قلب پر حیرت کا جوش قریب ساحر نہ پہونچنے پائے تھے کہ لپٹیں پھولوں کی آئیں طائروں نے زمزمہ سرائی شروع کی آسمان سے نعرہ ہوا ای **شبنم گوہر پوش** نہ گھبرا نا منم ملکہ **بہار جادو** گرتے کرتے ملکہ **بہار** نے **حیرت جادو** پر گلدستہ سحر مارا کچھ پھول **شبنم** پر پھینکے **شبنم** بھی اٹھی گلدستہ ملکہ **بہار جادو** کا سر پر **حیرت** کے پھٹا پھول برسنے لگے گلہائے سرخ نے شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی جسکے جسم پر پھول پڑا جل گیا جس پر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ جھوما شعر عاشقانہ پڑھا تلوار کھینچکر اپنی گردن پر رکھ لی کسی نے قرولی اپنے پیٹ میں ماری آپس میں بھی تلوار چلی کئی سو جادوگر سحر بہار سے جہنم میں پہونچے بہار نے آتے ہی **شبنم** کو بھی رہا کیا **شبنم** پر اوس پڑ چکی تھی ہمہ تن اشک تھی یہ بھی لڑنے لگی بہار نے جو اتنی مہلت پائی پھر اٹھا کر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ملکہ **حیرت** کا مصاحب زریر جادو پانچ سو جادوگر اسکی پشت پر کھڑا ہوا مدد کر رہا تھا پھول جو برسے کچھ اس کے سر پر گرے جلدی سے اٹھا کر سونگھے پھول گیا اپنے کو بھول گیا جھوما گلچینی گلشن بہار کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگا باغی تھا جھونکا ہوائے عشق کا چلا پکار اٹھا ای سرو باغ محبوبی وائے غنچۂ نو دمیدہ حدیقۂ محبوبی آپکے گلشن عشق کا ہوا خواہ ہوں آرزوئے وصل میں تباہ ہوں یہ کہکر غزل عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف بہار کے دوڑا غزل دوست صادق جناب **میر محمد تقی** صاحب متخلص بہ جواد

مرتے ہیں تو محبت میں یہ انجام ہوا
میں بھی مجنوں کیطرح خلق میں بدنام ہوا
زندگی میں نہوا چین گھڑی بھر کو نصیب
درد دل میرے لیے باعث آرام ہوا
آپکے عشق کا حاصل یہ ہوا مجکو کہ
آئے مہمان جو ہمارا وہ گل اندام ہوا

آپ کہتے ہیں کہ ہیں مفت میں بدنام ہوا
مستعد قتل پہ میرے جو وہ گلفام ہوا
قبر میں سوئے تو حاصل ہمیں آرام ہوا
آپنے لی نہ خبر اپنے گرفتاروں کی
انگلیاں اٹھنے لگیں خلق میں بدنام ہوا
ایک ہو جاتے ہیں یوں جنکو محبت کہی ذوق

آپ سے دل کے لگانے کا یہ انجام ہوا
روح بالیدہ ہوئی خوش دل ناکام ہوا
غش کے عالم میں رہی بیخبری تا بہ سحر
مرگئے آخر کار انکا یہ انجام ہوا
بنگیا رشک چمن خانۂ وحشت اپنا
جام شیشے سے نہ شیشے سے جدا جام ہوا

دل جو خوش چشمک الفتمین جلا اشک چراغ
آکے دامن مین وہ عطر گل اندام ہوا
اب کیون چلے پھر آئے عیادت کے لیے
رات ادھر آئی تو روشن سر شام ہوا
رات بھر جلکے مکانونمین تجھے لائے جلتے
کوئی معشوق ہوا کوئی دل آرام ہوا

آنسو آنکھون کا مری روغن بادام ہوا
ایک عالم یہ نہین بزم مین سنہرے پایا
جو ہمارے لیے ہونا تھا سر شام ہوا
رات کے آتے ہی دل بجھ گیا مانند چراغ
گل چراغ انکے مزار انکا سر شام ہوا

انکی آنکھون سے جو گرمی مین پسینہ ٹپکا
بھر کے سو مرتبہ خالی صفت جام ہوا
درد الفت بھی حسینونکا ہوکیا کوئی چراغ
جو کہ ہونا تھا دم صبح سر شام ہوا
دلکو بہلا لیا سودائے محبت نے جواد

غزل دیگر تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر

جلد دے جام ساقیا نشہ کا اب اتار ہے
تیری نشیلی آنکھ کا آج تلک خمار ہے
پھولون کی ہر طرف مہک سبزے کی جابجا لہک
غنچون کی ایک ایک چٹک باغ مین کیا بہار ہے
زلف دوتائے نازنین کالی بلا سے کم نہین
جب ہوئی مار آستین سینے مین دل فگار ہے
تیر مژہ کا ذکر کیا جسکے پڑا نہ پھر بچا
ترچھی نگہ کی جب ذرا برچھی جگر کے پار ہے
دیکھکر اُس پری کی چال سبزہ روش ہون پائمال
قد ہے کہ تازہ ہے نہال پھول سا ہر عذار ہے
اُسکی وہ نازنین کمر جو کہ عدم کی دے خبر
نور کا سانچہ سر بسر کیا ہی حسین نگار ہے
باہین گلے مین ڈالدو حسرت دل نکال دو
اب نہ سوال ٹال دو ہجر یہ ناگوار ہے
شب کو گئے جو اے قمر کوچہ مین اُسکے بیخطر
ماہ نہ وہ پڑا نظر فلک پہ انتشار ہے

ملکہ بہار نے آواز دی کہ کیون میان کیا چاہتے ہو سب نے دانت نکال کر کہا میری جان جاتی ہے ملکہ بہار نے جواب دیا ہمپر مرتے ہو یا فاقون کی مصیبت کا دم بھرتے ہو کہا نہین حضور آپ پر جان جاتی ہے آتش عشق ہڈیونکو جلاتی ہے کہا اچھا تلوار کھینچو خفت نہ کھینچنا یہ کہتے ہی اُسنے تلوار کھینچی پانچ سو ساحرون نے اپنے اپنے گلے پر رکھی ملکہ بہار مسکرائین برق گری کہ خرمن ہوش و حواس کو اُنکے جلا دیا آہ کر کے پانچ سو نے اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالے چشم زدن مین اتنے ساحر بیدم ہو کر گرے کہ خون کے دریا بہے صدائے دار و گیر بلند ہوئی حیرت نے جو یہ پلٹ کر دیکھا نہایت دردمند ہوئی آواز دی کہ او بہار تو نے میرا کلیجہ داغدار کر دیا اتنی دیر مین میدان کو لاشون سے بھر دیا مگر آج تیری قضا دامن گیر ہے دیکھ میرے قتل کی یہ تدبیر ہے یہ کہکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم پڑھا بہار پر چھُری پھینک ماری بہار پیچھے ہٹی ہر چند چاہا بچون ممکن نہوا کارد آن کر شانہ پر پڑی شانہ نشانہ ہوا گل سا چہرہ کمھلا گیا اب حیرت چلی کہ بہار کو مارون یکایک زمین شق ہوئی ایک جوان کو دیکھا وحشت چہرے سے آشکار بھورے بھورے بال صاحب اقبال کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ کیا منم رعد جادو انتہ مخفی کیا ہے کہ مان بیٹے ساتھ رہتے ہین ملکہ برق مان رعد جادو کی آسمان پر چمکتی ہے اپنے فرزند کی آواز کی

مشتاق رہتی ہے رعد نے نعرہ کیا اسکی صدا کی تاثیر سے حیرت تھرائی برق چمک کے آسمان سے گری سر حیرت جادو کا زخمی ہوا مگر زخمی ہوتے ہی حیرت جادو نے اٹھا کر گُرز مارا رعد جادو زخمی ہوا دونوں پانون ہار کر غش مین ہوگیا برق تڑپ تڑپ کے لڑنے لگی یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ سُرخ چشم بصد قہر و حشم مع چار سو ساحران نامی وران یکتا گرامی پشت پر لشکر ظفر اثر علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھولے ہوے اپنے اپنے نام کے نعرے کرکے آپڑے ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ میرے واسطے کل اہل اسلام آگئے دونوں لشکر آپس مین گتھ گئے ہر ملازم ملکہ مہرخ کا یہی چاہتا ہے کہ ہم اپنی جان لڑائین مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بچائین مثل گل شگفتہ وجد کر رہی ہے کہ حقیقت مین ہمراہیان خواجہ عمرو بڑے قدر شناس ہین اپنے ملازم کے یہ پاس ہین ایک کے واسطے ہزارون نے جان دی سب سردارون نے جان لڑا کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بیچ مین لے لیا زخمی ہو گئی تھی ہوادار پر سوار کیا ملکہ مہرخ نے آواز دی ای غازیان دیندار و ای مجاہدان تہور شعار جو مراد تھی وہ حاصل ہوئی شبنم کو باغیون سے بچا لیا تسکین دل ہوئی اب نکل چلو سب سرداران نامدار سمٹ کر ایک مقام پر ہوے لڑتے ہوے سحر کرتے ہوے ملکہ شبنم گوہر پوش کو لیچلے ملکہ حیرت جادو ہر چند کد و کاوش کرتی ہے جنگ مین کوشش کرتی ہے مگر ممکن نہین ہوتا ہے یہ بھی بلاے روزگار ہے زوجۂ افراسیاب ناہنجار ہے ہزارون کو مارا بڑھ کر ملکہ مخمور و بہار جادو کو للکارا ملکہ بہار نے آواز دی اے حیرت کیون چیخی بیٹھتی ہے ہم اپنے سردار کو لینے آئے تھے تجھکو داغ دینے آئے تھے اپنے دھگڑے افراسیاب کو بلا اُس سے مدد طلب کر جا پلٹ جا کیون جان دیتی ہے اپنا خون ہاسکو اپنی گردن پر لیتی ہے ہماری شریک ہو جا تجکو بادشاہ بنائین طلسم ہوش ربا لٹ کر مٹائین غصہ مین حیرت جادو ملکہ بہار پر سحر کر رہی ہے کبھی ملکہ مخمور نے بڑھکر اسکا سحر رد کیا کبھی باغبان قدرت نے بڑھ کر روک لیا اسطرح لڑتے ہوے کنارے تک لشکر کے پہونچ چکے ہین وزیرزادیان ملکہ حیرت جادو سے عرض کر رہی ہین کہ حضور اب کد و کاوش بیکار ہے شبنم گوہر پوش کو وہ لوگ چھڑانے آئے تھے لیے جاتے ہین اب پلٹ آئیے میدان کارزار مین دیکھا جائیگا لوگ اسکو میدان کارزار مین قتل کرینگے ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ واپس ہو اور کئی سو ملازمان ملکہ مہرخ ملکہ شبنم گوہر پوش کے ہوادار کے گرد ہین شبنم بھی انتہا کی زخمداری مین بھی سحر کرتی جاتی ہے یہ تو عرض کر چکا ہون کہ صدق دل سے مطیع الاسلام ہو چکی ہے اب جو حملہ سردار آکر لڑے اور زیادہ ملکہ مہرخ وغیرہ سے محبت ہوئی روح کو راحت قلب کو تقویت ہوئی کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا کہ قفس آہنی ہاتھ مین منھ سے شعلہ ہائے آتشین نکلتے ہوے للکارتا ہوا کہ ای ملکہ شبنم غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوئی اپنی جان پر کھیلی منم سلح شور جادو فرستادۂ ملکہ سمنکال جادو تمہاری خالہ صاحبہ کو خبر معلوم ہوئی ہے حکم دیا ہے کہ مشکین باندھ کر لاؤ یہ کہکر اس زور و شور سے گرا آتش کے دانے پھینکتا ہوا کچھ شعلے بھڑکے گرد ہوادار کے جو ساحر تھے وہ آتش سحر سے جلنے لگے ہر ایک کی استخوان سے شعلے نکلنے لگے سلح شور جادو نے ہاتھ بڑھا کر شبنم کو ہوادار پر سے اُٹھا لیا قفس آہنی مین بہ تعجیل تمام بند کیا مثل شعلۂ جوالہ کے گرا اور مثل برق جہندہ کے تڑپ کر بلند ہوا ملکہ حیرت جادو

کو پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم تردد نفرمائیے گا مین انکو انکی خالہ صاحبہ کی خدمت مین لیے جاتا ہون وہ کان پکڑ کر دو طمانچے مارینگی راہ پر آجاینگی اتنا جلد غائب ہوا کہ اہل اسلام سحر نہ کر سکے اب جو پلٹ کر دیکھا وہ ساحر غائب ہوگیا حیرت سے اپنے لشکر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے پلٹ گئی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ باخاطر پریشان منتشر و بیقرار پلٹ کر بارگاہ مین آئین عیار بھی سب ساتھ ہین ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا ملکہ شبنم کو وہ ساحر سیہ فام لے گیا اسکی فکر واجب و لازم ہے خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھی بڑا خیال ہے برق و چالاک نے کہا استاد ابھی جاتے ہین ملکہ شبنم گوہر پوش کا پتہ لگاتے ہین ملکہ مخمور نے کہا خواجہ میرے آنے کے ساتھ ہی شبنم گوہر پوش کا بھی جھگڑا نکل آیا مجھے آپ سے ایک بڑا امر بزرگ عرض کرنا ہے اسکو گوش ہوش سے سماعت فرمائیے عمرو متوجہ ہوا کہ ملکہ بیان کر ملکہ مخمور نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ سے پردہ کیا ہے مینے ایک شب کو خواب پریشان دیکھا واسطے ملاقات شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے روانہ ہوئی لشکر سے پروردگار کا ایسے وقت پر پہونچی کہ ایک ساحر فرستادہ افراسیاب خانہ خراب لشکر اسلام کو تباہ کر رہا تھا جاتے ہی اسکو مارا اور دو جادوگرنیان کنیز سے آئی تھین وہ شاہزادہ نور الدہر و طہماس کو اٹھا کر لیگئین ایک پہاڑ پر جا کر انکو بھی قتل کیا وہ مقام علامت طلسم جمشید تھا نہین معلوم کہ اسمین کیا بھید تھا مختصر یہ ہے کہ مین طلسم جمشید مین قید ہوئی شاہزادہ نور الدہر نے لوح حاصل کی طلسم کو فتح کیا جمشید جادو کو جا کر گنبد جمشید پر مارا وہان کے قصر مین ایک حکیم بقراط ثانی جلوہ فرما تھے مجکو اور نور الدہر کو بھیجا نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے آپ کو سلام کہا ہے ہزارون دعائین دی ہین ایک پرچہ کاغذ کا دیا ہے اور فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو یہ کاغذ دینا بمقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی کام آویگا یہ سنکر خواجہ عمرو نے اسی وقت تخلیہ کیا کاغذ لے کر ملکہ مخمور سے پڑھا بعد حمد طرف سے بقراط ثانی کے مرقوم تھا کہ اے سرپرست مسلمانان و سردار عیاران رفیق و شفیق زلزلہ قاف ثانی سلیمان سرو باغ خنجر گذاری گل شگفتہ عیاری نامی و نامدار خواجہ عمرو ذی وقار پر واضح ہو کہ تدبیر رہائی طلسم کشایان مقدمہ اول یہ ہے کہ سمنکال جادو کو مطیع کرو دوسرے ملکہ ماران زرین کن و اسرار جادو کا بھی شریک ہونا واجب و لازم ہے راستہ گنبد نور کا سرحد باغ سیب سے پیدا ہوگا یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے کہ رہائی شہسوار عرصہ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی آپ ہی کی کوشش پر موقوف ہے مگر جو جو نام عرض کیے یہ ساحران مذکور جب تک شریک نہونگے رہائی خیر بیشہ صاحبقرانی کی ناممکن ہے اگر قضا نے مہلت دی تو بعد طواف خانہ کعبہ یہ نیازمند بقراط ثانی بھی بروقت حاضر خدمت ہوگا یہ مضمون پڑھکر خواجہ عمرو نے پوچھا ملکہ سمنکال جادو و ماران زرین کن و اسرار جادو یہ سب کہان ہین ملکہ بہار نے کہا سمنکال جادو تو یہان سے پانچ چار منزل پر ایک قصر ہے اسمین رہتی ہے ملکہ شبنم گوہر پوش کی خالہ ہے اسی نے اسکو پالا ہے مگر ماران زرین کن و اسرار جادو کے آج تک ہم نے نام بھی نہین سنے نہین معلوم

یہ کون ہین ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ طلسم نہایت وسیع ہی افراسیاب جادو اٹھارہ سو ملک کا مالک ہے کیا ہر ایک کو سب جانتے ہین مگر اتنا مین آگاہ ہون کہ ماران زمین کی اسرار جادو سرحد باغ سیب مین ہین اُس سرحد مین جاکے آنا نہایت دشوار ہی جسطرح پر دریاے خون روان و پل پر بیرادان تھا کہ بدون حکم افراسیاب جادو کوئی اُس پار نہ جاسکتا تھا ویسا ہی پانچ کوس کے گرد مین سرحد باغ سیب ہے جو اس سرحد مین پہونچا گویا تہ تیغ آسیب ہی نام سُنا ہی مگر بخوبی آگاہی نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا حساب تو کرو کہ میعاد اسد غازی مین کسقدر زمانہ باقی ہی مخمور و بہار نے کہا ایک ہفتہ سے زیادہ نہوگا بلکہ خبر پائی ہی کہ افراسیاب خانہ خراب نے حاکمان دربند کو نامے بھی تحریر کیے جو بڑے بڑے شاہان اولوالعزم ہین کہ چار چار لاکھ فوج سے ایک ایک مہینے کے راستہ سے سفر کرکے اپنے اپنے مقام سے چل چکے ہون تو عجب نہین مگر ابھی افراسیاب نے مشتہر نہین کیا امروز فردا مین یہ بھی ہوا چاہتا ہی خواجہ عمرو نے کہا خیر خدا مالک ہے مین ملکہ شبنم گوہرپوش کی فکر مین اب جاتا ہون مہتر چالاک و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل اس تخلیہ مین شریک ہین ان سب نے عرض کی کہ استاد ملکہ شبنم گوہرپوش کی فکر زیادہ واجب و لازم ہے یہان تو تخلیہ مین یہ صلاح ہو رہی ہی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ صرصر کو روانہ کیا ہے صرصر جا دیکھو تو مسلمان کس تدبیر مین ہین ملکہ صرصر شمشیر زن تو ادھر چلین

اب دو کلمہ داستان افراسیاب جادو بیان ہوتے ہین

کہ لوہ مردار دید سے اسکو ملکہ ماہیان زمرد پوش اٹھاکر پردہ ظلمات مین لائی افراسیاب جادو جب ہوشیار ہوا ملکہ ماہیان نے کہا اے افراسیاب یہ کیا شامت ہی تو ہر مرتبہ دام تزویر عمرو مین پھنستا ہی افراسیاب جادو نے کہا کیا کہون مجکو بڑا افسوس ملکہ شبنم گوہرپوش کا ہی کہ ساربان زادہ اُسکو گرفتار کرکے لیگیا ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری اب مین باغ سیب مین جاتا ہون کل کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکے باغ سیب مین آیا انیسین جلیسین خدمت مین حاضر ہوئین دور شراب شروع ہوا یکایک آسمان پر سے رونے پیٹنے کی آواز آئی افراسیاب جادو نے سر اُٹھاکر دیکھا لاشہ شعلہ خونخوار جادو و سہیل نارنجی پوش سامنے آکر گرا ہیرون نے فریاد کی افراسیاب جادو نے پوچھا ارے انکو کسنے مارا عرض کی حضور ایک کو مہتر قران نے ایک کو ملکہ مخمور سرخ چشم نے قتل کیا افراسیاب جادو نے کہا یہ لوگ ہان کیونکر پہونچے یہ کہکر کتاب اُٹھاکر دیکھی کل کیفیت معلوم ہوئی غصہ مین تھرایا ایک کوتھا کھولکر فولادی پتلا نکالا کہا جاکر صرصر کو تو بلا لا وہ صرصر بارگاہ سے ملکہ حیرت جادو کی نکلی ہی چاہتی ہی طرف بارگاہ مہرخ کے جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی جلد فرستادہ افراسیاب جادو زمین پر گرا صرصر شمشیر زن کی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے افراسیاب جادو کے پایا صرصر نے دیکھا کہ افراسیاب غصہ مین بیٹھا ہی صرصر واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر اس ساربان زادے نے نہایت مجکو پریشان کیا ہی کلیجہ خون ہوگیا کوہ دوارسیم

جاکر قلعہ سہیل نارنجی پوش مین پہونچا ملکہ سہیل نارنجی پوش و شعلہ خوار باپ اُسکا دونون مارے گئے مگر بڑا تعجب ہے کہ ملکہ مخمور کا نشان طلسم جمشیدیہ سے ملا تھا یہان ساحرون نے بیان کیا کہ شعلہ خوار کو مخمور نے مارا صرصر نے کہا حضور فرزندان حمزہ کا قدم جس مقام پر گیا وہ مقام ویران ہوا طلسم فتح ہو گیا ہو گا مخمور وہان سے پلٹتی ہوئی آتی ہو گی یہان عمرو وغیرہ سحر مین شعلہ خوار کے پھنسے مخمور نے دیکھا اُسی گرمی مین شعلہ خوار کو مارا اسکا تعجب کیا ہے آج کا حال تو حضور نے سنا ہی شبنم جا کر مطیع الاسلام ہوئین بموجب حکم ملکہ حیرت جادو مین گرفتار کر لائی نگوڑے عمرو نے ہنگامہ برپا کیا شبنم گوہر پوش کو چھڑا لیا عین گرمی جنگ مین سلخ شور جادو آیا شبنم گوہر پوش کو گرفتار کر کے لیگیا ملکہ حیرت جادو سے کہتا گیا قریب مین شبنم کو بخدمت ملکہ سمنکال جادو لیے جاتا ہون وہ انکی خالہ ہین سمجھا لینگی سرکشی کی سزا دینگی افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر سمنکال جادو کے مقدمے مین مجھے بڑی فکر ہے ایسا نہو اُسکو عیار گرفتار کر لین ورنہ وہ بھی عمرو کی شریک ہو جاے تو مقدمہ ربانی اسد بن کرب غازی مین راے معقول دیکھی مین چاہتا ہون اُنکو بلوالون سرحد باغ سیب مین اک باغ ہے دو وہ اس مین رہینگی سرحد باغ سیب سے اُسکا نکلنا مناسب نہین ہے مگر جسطرح سے ہو سکے جا کے مخمور کو گرفتار کر لا مجھے صرصر قسم ہے سامری و جمشید کی کہ جس روز سے مخمور سرخ چشم نکلی ہے نشہ اُتر گیا شراب و کباب کا مزا نہ رہا یہ کہکے آنکھون مین آنسو بھر لایا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا اے صرصر اسوقت مخمور کا ذکر آیا دل قابو مین نہین آتا ہے یہ کہکر اشعار زبان پر جاری کیے **غزل مصنف**

کیا کہین آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل
درد سے بھی نہین ہو سکتی ہے غمخواری دل
تیر مژگان نے انھین توڑ کے مارا اُسکو
پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہے
صف ماتم نہ بچھی ہے عزاداری دل
اے قمر شیر زبان سے بھی نہ خوف آے مجھے
اسد اللہ رسد گر بہ مددگاری دل

جھگڑا لاے خدا ہی اُس بت ظالم کو راہ پر
رکھی ہے باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر
کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہے یہ
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر
دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین
عاشق اثر ہے درد رسیدہ کی آہ مین
دکھلاے سبز چشم فسون گر وہ طفل اگر

چھائی ہوئی ہے بے اثری دود آہ پر
ہے زاہدون کو مژدہ عبادت کی جستہ شتاب
نازان ہو جو زن دنیا کی چاہ پر
پھر پیر دی یہ اُنکی قدم مارنے لگے
بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر
سمجھا کہ بغل مین ہے یہ سانپ مبتلا
رقصان ہون پتلیان ابھی تار نگاہ پر

جا بیٹھی جان سرمۂ چشم سیاہ پر
میری نظر ہے اُسکے کرم کی نگاہ پر
ہنگام دید سامنے اُس رشک ماہ کے
طاؤس دنگ آ رہے ہین کچھ کچھ تو راہ پر
اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سنا
افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر
داغ جگر پہ ڈالی نہ کس کس حسین نے آنکھ

درہم چڑھے ہوئے ہین یہ سبکی نگاہ پر
یہ مبتلائے گردش بحر جہان ہے دل
گویا کہ ہون سوار جہاز تباہ پر

یہ اشعار عاشقانہ پڑھ کر افراسیاب جادو نہایت مکدر ہوا صرصر نے کہا کہ شہنشاہ رنجیدہ نہون مین ابھی جا کر مخمور کو گرفتار کر کے لاتی ہون یہ کہکر بانداے عیاری سے آراستہ ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہان خواجہ نے جلسہ تخلیہ کا برخاست کیا ملکہ مہرخ سے کہا کہ مین فکر رہائی ملکہ شبنم مین جاتا ہون برق و چالاک پہلے سے روانہ ہوگئے خواجہ عمرو اپنے خیمے مین آئے ہین بانداے عیاری بدن پر آراستہ کر رہے ہین ملکہ مخمور جو اس جلسے سے اٹھی طرف اپنی بارگاہ کے جاتی تھی انیسین جلیسین گھیرے ہوئے صرصر بھی اسوقت بصورت مبدل آئی مخمور کی فکر مین پیچھے پیچھے چلی سمن رخ نامے کنیز ملکہ مخمور کے پیچھے رہ گئی تھی صرصر بھی ایک جادوگرنی کی صورت بنی ہوئی ہی سمن رخ کو اشارہ کیا بولا ایک بات تو سنو سمن رخ پلٹی جیسے ہی درخت کی آڑ مین آئی صرصر نے حباب مار کر بیہوش کیا رنگ روغن عیاری کا لگا بصورت سمن رخ ملکہ مخمور کے ساتھ ہوئی ملکہ مخمور اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی مگر بکدر اسد غازی کے مقدمہ مین پریشان اور بیاد نورالدہر مین حیران بے اختیار بول اٹھی

غم صیاد و فکر باغبان سے ہے
شعر
دد عملہ ہین ہمارا آشیان سے

یہ شعر پڑھ کر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی ذرّ اشک حسرت سلک مژہ مین پرونے لگی آہ آتشبار نے خرمن خرد پر بجلی گرائی حشر توڑا آفت ڈھائی دل سے کہتی ہی کہ اے مخمور یہ کیا غضب کیا کسکو دل دیا آخر عنان سررشتہ اختیار سے کھو بیٹھی کشتی دل کی دریاے الم مفارقت مین ڈبو بیٹھی دفعتہً یہ کیا سودا ہوا اسکی کمند زلف مین اسیر ہوئی اسکی تیر نگہ کی نخچیر ہوئی اسکی تیغ ابرو سے گھائل ہوئی کسپر دل و جان سے مائل ہوئی اب آتش فراق مین دل جل رہا ہے کیسا زمانہ ہجر کا کھل رہا ہی **بیت** نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ؛ حدیث دل بکہ گویم عجیب غمے دارم افسوس ہی کہ دل بھی آیا تو کسپر کہ جسکا تمامی اہل طلسم دشمن اور اسیر یہ رنج و محن دیکھیے خالق بے نیاز و کریم کارساز دادرس درماندگان و فریادرس مہجوران کب وہ دن لاتا ہی کہ اس بچھڑے ہوے کو مجھ غم رسیدہ سے ملاتا ہے دیکھون تقدیر کب تک ایڑیان رگڑواتی ہی آگے کیا نہین دکھاتی ہی اور اب تو جان پر بنی ہی دل مین یہی ٹھنی ہی کہ اس کشاکش جدائی سے تڑپ تڑپ کے جان دون یا کچھ ایکبار کھا کر سو رہون واے برما و گرفتاری ما کاش شکم مادر مین پیدا نہوتی تو کاہکو الم فراق سوزش قلبی سے جان کھوتی **بیت** چہ خوش بودے اگر مادر نہ زادے ؛ بجاے شیر ما را زہر دادے ؛ قسمت کا لکھا سب کچھ پورا ہوا شکایت فلک کجرفتار ناہنجار بیکار ہے اپنی جان بچنا دشوار ہی کیا کرون کہان جاؤن اس دل ناصبور کو کیونکر سمجھاؤن **بیت** بدل دے اور دل اس دل کے بدلے ؛ الٰہی تو تو رب العالمین ہے ؛ اب تو ضبط و شکیبائی کا یارا مطلق باقی نہین رہا آتش فرقت نے دل و جگر مین آگ لگادی بے اختیار طبیعت بھر آئی اسی حالت بیقراری و گریہ و زاری مین

یہ اشعار زبان پر لائی اشعار دوست صادق جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص باشک

تڑپ رہی ہے مری جانِ زار بن تیرے
کوئی گھڑی نہین دلکو قرار بن تیرے
جو ایسا جانتے تمسے نہ ہم جدا ہوتے
چڑھو آ بار در کے اکثر بخار بن تیرے
کوئی گھڑی نہین دلکو قرار بن تیرے
وہ سر جو رہتا تھا زانو پہ آپکے اکثر
کہا یکدم بھی نہوگا قرار بن تیرے
ہوئے ہو پہلو سے جبسے تم جدا دلبر
ٹپک ٹپک کے بہا ہے فگار بن تیرے
جو کچھ خیال محبت کا آگیا ہے کبھی

وائے ری تقدیر کوئی چارہ نہین دفعتہ کیا باد مخالف نے میرے چمن عیش و کامرانی مین ہی کر دل شگفتہ کو پژمردہ کردیا چار دن بھی اپنے اُس گل خوبی کو جی بھر کے نہ دیکھا کہ یہ روز سیہ پیش آیا جب وہ گھبراتی اس غزل کو بار بار پڑھتی غزل جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص باشک

چشم کو شوقِ اشکباری ہے
خاک یہ زندگی ہماری ہے
نہ بچین گے کبھی صبح تک ہم
اے صبا خاک یہ ہماری ہے
یہ سبک تونے کردیا ظالم
اب تو نالون سے خلق عاری ہے
چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے
کس کا سونا کسے ہے آتی نیند
آج کی رات ہمپہ بھاری ہے
جو نہین تھا کسی شمار مین آج
میرا مردہ بھی سبکو بھاری ہے
ہم کہین اور تم کہین صاحب
شب ہجران ہے اور زاری ہے
کرنہ برباد اُسکے کوچہ سے
اُسی عاشق کی دم شماری ہے
سُن تو اے اشک کب تلک رونا

صرصر جو بصورت سمن رخ حاضر ہے اسنے بڑھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین کہا کیون واری حضور اسوقت زیادہ متردد ہین ملکہ مخمور نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا اے سمن رخ کیا کہون دیکھیے اب انجام کیا ہوتا ہے دل بہت گھبراتا ہے ایک ہفتہ میعاد شاہزادہ کا اسد غازی مین باقی ہے کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی اگر خدانخواستہ وہ شیر بیشۂ شجاعت قتل ہوگیا ایک ہی دن مین افراسیاب خانہ خراب سب کو قتل کریگا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے شاہزادہ نورالدہر کے فراق مین دل بہت بیقرار ہے یہ کہتی اور یہ غزل پڑھتی غزل دوست صادق الوداد جناب محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رات فرقت کی تڑپنے مین بسر کرتے ہین — نالہ و آہ مین ہم شب کو سحر کرتے ہین
وصل پر اُنکو رضامند اگر کرتے ہین — شام ہوتے ہی فغان مرغ سحر کرتے ہین
پردے مین وصل کی درخواست اگر کرتے ہین — سر جھکا لیتے ہین وہ نیچی نظر کرتے ہین
اُنکے کوچہ مین کبھی ہم جو گذر کرتے ہین — نالے پہلے سے انہین جاکے خبر کرتے ہین
ہم ہین جھگڑا ہی محبت کا مٹائے دیتے — آج سر دے کے مُہم عشق کی سر کرتے ہین
آپ کی اتنی عنایت بھی ہمین بس ہوگی — کیون نہین آپ ادھر نیم نظر کرتے ہین
آپ ہی آپ چلے جاتے ہین محفل مین حبیب — مسکرا کے وہ نظر ہمپہ اگر کرتے ہین

بیخودی مین نہ رہا ضبط کا یارا جو جو آد
تھام کر دل سوے افلاک نظر کرتے ہین

محبت مین اُس شیر بیشۂ جرأت کی کیا کیا صدمات اُٹھائے فلک کج رفتار یہ مصیبت کسی فرد بشر کو نہ دکھائے قضا کار جانسوز بن قران پھرتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ مخمور آیا چونکہ ہر روز سنتا ہی کہ زمانہ میعاد شاہزادہ اسد بن کرب غازی گذر گیا ہی دل غم والم سے بھرا ہی خیال مین آیا کہ چلکر ملکہ مخمور سے پوچھین کہ ہمارا آقاے نامدار کیونکر رہا ہوگا یہ سوچ کر دروازے پر پہونچا ایک کنیز نے جاکر ملکہ مخمور سرخ چشم سے عرض کی مہتر ضرغام شیر دل آتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اشک گہر رشک آنکھون سے پاک کیے کلیجے پر ہاتھ رکھکر فرمایا بلالو صاحبو وا بے برحال ضرغام والا مقام و دیگر عیاران خوش انجام کہ ایک سر ہزار سودے تمام ساحران ہوش ربا غریبون کے دشمن جو بیچیا بانی جور و جفا آتا ہی پہلے یہی فکر ہوتی ہی کہ عیارون کو مٹائین گرفتار کرکے پاس افراسیاب خانہ خراب کے لیجائین نہین معلوم یہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کیونکر اپنی جان بچاتے ہین صرصر شمشیر زن جو بصورت سمن رُخ باتین سُن رہی ہی آمد ضرغام شیر دل سُنکر روباہ صفت سُن ہوگئی گھبرائی بولا ہکے اُٹھی کہا حضور کنیز پیشاب کرکے حاضر ہوتی ہی یہ کہکر لوٹا لیکر بھاگی بیت الخلا مین جا کر چھپی لیکن ضرغام شیر دل فراق اسد نامدار مین روتا ہوا سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا سلام کیا ملکہ مخمور نے فرمایا اے مہتر والا گہر اسوقت کدھر کا قصد ہی ضرغام نے بے اختیار آہ کا نعرہ مارا چشمہ چشم سے دریاے اشک موجزن ہوا اس طرح رویا جسطرح مادر مہربان غم مین اپنے فرزند نوجوان کے گریان ہو مخمور رنجور خود درد رسیدہ غم فراق شاہزادہ نور الدہر مین کبیدہ بیقراری داخشک بار ہی ضرغام پر قلب ناصبور ملکہ مخمور تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا کہا اے ضرغام رب انام انجام بخیر کرے دامن مدعا تمہارا گل مراد و آرزو سے بھرے اسقدر پریشان نہو تمہارے ہزار ہا بلکہ تمام ساحران طلسم ہوش ربا دشمن ہین اگر مبتلاے غم والم رہوگے بدعت افراسیاب سے ہو گئے آٹھ پہر وہان بھی بلکہ بارگاہ حیرت مین ہر وقت یہی ذکر ہے جسطرح ہو سکے اول عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرو تب سامان قتل طلسم کشا کرو نام طلسم کا منگر ضرغام نے سر زمین پر دے مارا کہا اے ملکہ دل تردد منزل کا حال کس سے کہین اب یہی قصد ہی زیر گنبد نور جاکر اپنی جان دین ضرور لوگ کہتے ہونگے ضرغام شیر دل خاص عیار طلسم کشا ہی لیکن بڑا بیحیا ہی کہ آقاے نامدار قید بلا مین مبتلا گرفتار دام حسرت انجام مصیبت و بلا کیسا رفیق قدیم مشیر ندیم ہی کہ اِس سے کچھ نہین ہو سکتا عیش و عشرت مین مصروف ہی بخدا اے ملکہ جبسے یہ سُنا کہ ہفتہ عشرہ میعاد اسد غازی مین باقی رہگیا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام اسوقت یہ سوچ کر تمہاری خدمت مین حاضر ہوا کہ براے خدا کوئی تو ایسی تدبیر بتاؤ کہ تا بہ گنبد نور پہونچین اپنے آقاے نامدار کو رہا کرین یا جان دین عنایت خدا سے مشہور ہے کہ ملکہ مخمور سرخ چشم مصاحب خاص افراسیاب ہین لیکن ہمپر نظر لطف و عنایت نہین معلوم ہوتی رسم و راہ طلسم سے آگاہ کرو ہمکو تا بہ گنبد نور پہونچاؤ بدنام نہون اگر اور کچھ نہ ہو سکے تو زیر قدم آقاے نامدار

اپنی لاش ہو ہر شخص یہ کہے کہ غلام وفادار نے آقاے نامدار کے واسطے جان دی سعادت کونین حاصل ہوئی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی کہا اے ضرغام شیر دل ہمنے آج تک کیا کوئی راز چھپایا ابتدا سے عاشق صادق ہین یا یہ موافق ہین تمنے تو سنا ہوگا کہ جب نور الدہر سے آدک مرتبہ ملکہ آئے افراسیاب آگاہ ہوا وہ ملعون ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری ہین بنظیر محبت مین انکی کوڑے کھائے سختیان سہین ظلم اٹھائے لیکن دامن صبر و ثبات استقلال سے نہ چھوٹا غرق دریاے محبت رہے آپ لوگون کے آکر شریک ہوے اے ضرغام والا مقام میری جان تک نام اسد نامدار پہ نثار ہی مین لوح کی راز دار ہون گنبد نور کا حال مجکو نہین معلوم انشاء اللہ سنا ہی کہ ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن راز دار گنبد نور ہین اگر وہ مطیع الاسلام ہون تو شاید گنبد نور تک رسائی ہو یہ تو تلاش کرو کہ یہ دونون کہان رہتی ہین مقام سکونت انکا دریافت ہو اسوقت مین خود تمھارے ساتھ چلون انکی گرفتاری کی فکر کرون یا لڑ بھڑ کر محبت مین اسد نامور کی جان دون اس بات کو خیال مین رکھو گوش ہوش سے سنو جسطرح بن پڑے اپنے کو پاس ملکہ صنعت سحر ساز کے پہونچاؤ وہ افراسیاب کی قوت بازو زینت پہلو ہی کیا تعجب ہے کہ ملکہ اسرار و ماران زمین کن کا مقام و مسکن جانتی ہو کسی حیلہ سے اُسکو چھو اُسوقت میرے پاس آکر مجھ سے کل کیفیت بیان کرو تب مین تدبیر پہونچنے گنبد نور کی تبلاؤن بلکہ تدبیر و تقریر کیسی جان و مال سے حاضر ہون کل سردارون کو لیکر بلوہ کرون خدا فضل کرے تو اسد نامدار کو قید افراسیاب خانہ خراب سے چھڑاؤن اے ضرغام یہ نہ خیال کرنا کہ ہم اسی طرح بیٹھے ہوے رہجائینگے روز قتل اسد غازی زیر گنبد نور مرنیکے گرد اُس شیر دل کے ہم سبکے لاشے ہونگے کہنے والے کہین گے کہ وہ سردار نامدار یہ غلامان وفادار ہم بے فکر نہین ہین مگر مجبور و ناچار راز گنبد نور سے ناواقف لیکن آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین جہان تک ہوسکے گا سلطنت افراسیاب کو مٹائینگے جان لڑائینگے لیکن عیاری مکاری تمھارا کام ہی جو کچھ کہ ہمنے کہا ہی دریافت کرکے آؤ پھر ہماری جانبازی دیکھو ضرغام شیر دل نے کہا اے ملکہ عالم مین ابھی جاتا ہون ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے مسکن کا پتا لگاتا ہون بلکہ خود حیرت جادو سے پوچھونگا اگر رسائی ہوئی اور تا بہ افراسیاب خانہ خراب پہونچا خود اُس بیحیا بانی مکر و دغا سے دریافت کرونگا حتے الامکان جستجو مین کوئی دقیقہ اُٹھا نرکھونگا یہ کہکر سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے بانہاے عیاری آراستہ کرنے لگا لیکن صرصر شمشیر زن بر فن بیت الخلا سے یہ سب باتین سُن رہی ہی خوف ضرغام شیر دل سے پسینہ پسینہ ہی جی مین کہتی ہی اے صرصر یہ نگوڑا مجکو دیکھ لیگا قیامت برپا کریگا جان بچنا دشوار ہوگی افراسیاب جادو و حیرت کو کیا خبر ہے کہ ہمپر کیا گذری کون یہان آکر بچائیگا یا سامری و جمشید یہ نگوڑا جا رجاے ایسا نہو کہ ملکہ کسی کام کو مجھی کو پکارین جواب نہ دون تو بھی خرابی ہی ہر طرح دل کو بیتابی ہی مگر ملکہ مخمور غافل از شعبدہ بازی فلک کجرفتار کہ رہی ہے کہ

اے مہتر عالی وقار جلد جاؤ جسطرح ہمنے کہا ہی جستجو مین مصروف ہو خبر فرحت اثر لیکر آؤ صاف صاف سمجھاؤ اے ضرغام ایک ایک لمحہ برابر ایک ایک سال کے گذرتا ہی اب دیر نہ کرو ضرغام شیر دل نے قصد کیا کہ کچھ دیر ٹھہرون مخمور کے خیمے مین آیا ہون ایک دو جام شراب پیون پھر یہان سے چلون ملکہ مخمور نے کہا کہ اے مہتر ضرغام کیسی شراب کیسے کباب **شعر** پیتا ہون خونِ دل نہین خواہش شراب کی ؛ دل بھُن رہا ہی کسکو ہوس ہی کباب کی ؛ اور دل مین ملکہ مخمور کے ہی کہ جلد مہتر ضرغام جائین تو مین اپنے دل کو غم سے خالی کرون تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان آنکھون کے سامنے ہی کچھ باتین کرین دفتر شکایت کھلین اس عرصہ مین ضرغام شیر دل بانہایت عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ مخمور سے کہا لو ملکہ تلاش مین ماران زمین و ملکہ اسرار جادو کی جاتا ہون خدا چاہتا ہی تو خبر فرحت اثر لیکر آتا ہون ضرغام شیر دل ملکہ سے رخصت ہوگیا صرصر شمشیر زن ایسی بولائی تھی کہ پاخانہ مین سجدۂ شکریۂ سامری و جمشید کیا نام نحس لات و منات ورد ہوا کرامت پر انکی ناز کرتی تھی اب اپنے کو درست کرکے پائینچے سنبھالتی لوٹا ہاتھ مین لیے ہوے سامنے ملکہ مخمور کے آئی ملکہ نے جو اپنے کو تنہا پایا فراق یار مین دل گھبرایا بیساختہ آہ کا نعرہ مارا اشک حسرت چشم پرُنم سے جاری ہوے پنجۂ وحشت نے گریبان جنون چاک کیا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا سر کو زمین پر پٹکا غش آگیا کنیزین دوڑین صرصر نے بڑھکر ملکہ کو سنبھالا عرق گلاب و بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی صرصر نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی مہتر کے جاتے ہی آپ کو کیا ہوگیا ہوش و حواس درست فرمائیے دلکو بہلائیے اگر آپ نے غم فراق مین تڑپ تڑپ کے جان دی شاہزادہ بھی خدانخواستہ آپکے صدمے مین مردہ ہوگا ملکہ نے ٹھنڈی سانسین بھر کر جواب دیا **شعر** دل مین ایک درد اُٹھا آنکھون مین آنسو بھر آے ۔ بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا ؛ **دیگر** شکل امید تو کب مجکو نظر آتی ہی ؛ صورتِ یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہی ؛ بی بی سچ کہتی ہو کس امید پر دل مضطر کو سمجھاؤن ہاے کیا کرون دو چار دن مین خدانخواستہ اسد نامور قتل ہونگے پھر بھلا ہمارے وارث زندہ رہینگے اپنی جان نہ دینگے مین پہلے ہی سے اپنے کو کیونکر نہ ہلاک کرون کن آنکھون سے وارث کا لاشہ خون مین ڈوبا دیکھون صرصر نے کہا حضور بجا فرماتی ہین شب فرقت مین سچ ہی نیند عاشق کی اُچٹ جاتی ہے **مصرع** غضب کی رات ہوتی ہی بڑی مشکل سے کٹتی ہی ؛ سچ تو یہ ہی کہ جدائی مین جان ہی پر بنتی ہی شب فرقت کیسی کھلتی ہے بقول شاعر **بیت** دل لگانا عذاب ہوتا ہی ؛ آدمی کیا خراب ہوتا ہی ؛ مگر حضور ایسا بھی نچاہیے انسان اپنے کو سنبھالے رکھے اسطرح ہوش و حواس نہ کھو بیٹھے خداوند کریم مسبب الاسباب ہی کوئی تو ایسا سبب کریگا کہ آپکا غنچہ آرزو کھلے گا ملکہ تو کھسیانی ہو رہی تھی صرصر کو کہ جو بصورت سمن رُخ سمجھا رہی تھی جھڑک دیا کہا کیونکر ضبط کرون تیرا سا جگر کہان سے لاؤن **شعر** تھمتے تھمتے تھمین گے آنسو ؛ رونا ہی یہ کچھ ہنسی نہین ہی ؛

اے سمن رخ تو کیا جانے جسپر گذرتی ہی اُسی کا دل کچھ خوب مزے اُٹھاتا ہے خواب خواب مین بھی نہین آتا ہی غزل

و دست صادق الوداد سید محمد تقی صاحب المتخلص بہ جواد

شام سے نالۂ مرغان سحر کرتے ہین
اسطرح ہجر مین ہم شب کو بسر کرتے ہین
بیخودی مین جو کبھی شکوہ زبان سے نکلا
ہائے جا جا کے رقیب انکو خبر کرتے ہین
ہر صنم مین نظر آتی ہی خدا کی قدرت
ہم کبھی دیر مین جا کر جو نظر کرتے ہین
فرط غیرت سے ہوے جاتے ہین خود غرق عرق
ہمسری کب ترے دندان سے گہر کرتے ہین
قصر سے ہمکو نہ مطلب ہے نہ شاہی سے غرض
کنج عزلت مین فقیرانہ بسر کرتے ہین
رات کو بھی نہین منزل پہ ہین دم لیتے جواد
صفت ریگ روان ہم جو سفر کرتے ہین

صرصر تو نہایت چست و چالاک ہے جلدی گرفتار کرون یہ بھی ناک سے ہاتھ باندھکر عرض کی ایک خبر مین نے سنی ہی حضور گوشہ مین چلین تو مین عرض کرون ملکہ مخمور تخلیہ مین آئی صرصر نے ادھر اُدھر کی باتین کرکے کہا حضور ایک جام شراب نوش فرمائیے غم کو دل سے بھلائیے یہ کہکر گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا ملکہ مخمور کو دیا ملکہ مخمور بے تکلف پی گئی پیتے ہی کلیجہ مین آگ بھڑکی کہا سمن رخ یہ شراب کیسی تھی دل و جگر پھنک گیا کہا حضور شراب نوشیدہ تھی ذرا اُٹھکر ٹہلیے نشہ کم ہو جائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا ملکہ مخمور اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی تاثیر کر گئی ارے کہکر لڑکھڑائی گرتے ہی بیہوش ہوئی صرصر نے چادر عیاری بچھائی دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون دو حلقون سے گردن و کمر ساتوین حلقے سے مضبوط کرکے زبان مین سوزن ملکہ مخمور کے دی پشتارہ دوش پر لگایا سراچہ چاک کیا مثل باد صرصر نکل گئی یہ تو رواروی کرتی ہوئی نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی جاتی ہی خیال ہی کہ عیار ضرور پیچھا کرینگے پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہی یہان کنیزون نے جب دیکھا کہ ملکہ کو تخلیہ مین عرصہ ہوا پردہ اُٹھا کر اندر آئین دیکھا نہ سمن رخ ہی نہ ملکہ مخمور ہی پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہے بس کنیزون نے غل مچایا خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر ملکہ مہرخ سے رخصت ہوے تھے کہ کنیزین دوڑین ہوئی ملکہ مخمور کی آئین کہا خواجہ غضب ہوا ملکہ مخمور کو کوئی چرا لے گیا عمرو بدحواس چلا ایک گوشہ مین دیکھا سمن رخ بیہوش پڑی ہی عمرو نے اُسکو اُٹھایا ہوشیار کیا وہ حیران اُس سے بہت پوچھا مگر وہ نہ بتا سکی عمرو نے کہا اس سے کیا پوچھتے ہو اُسی کی شکل بنکر کوئی عیار بھی لیگئی اول عمرو خیمہ مین آیا صرصر کے بستر کا نشان نہ پایا کہا وہی ظالم لیگئی مین تلاش مین ملکہ شبنم کو سبز پوش کے جانے کو تھا برق و چالاک جا چکے ہین شبنم کا خدا حافظ ہی تلاش ملکہ مخمور کرنا ضرور ہے یہ کہکر عمرو طرف صحرا کے چلا مگر صرصر مثل ہوا کے اڑی ہوئی جاتی ہی عیارون کا جو خوف ہے

کئی کوس خلاف راہ کے نکل آئی گھبرا رہی ہے اگر پتا کھڑکتا ہے نیمچہ کھینچکر ٹھہر جاتی ہے دل سے کہتی ہے مگوڑے کا لیے کا سامنا نہو وہ ہر وقت نگوڑا لغدا تانے پھرتا ہے سامری و جمشید اُس سے بچائین فکر یہ ہے کہ اگر کوئی ملازم شہنشاہ کا ملجائے اُس سے کہون مجھے تخت پر سوار کر کے باغ سیب مین پہونچا دے اگر عیار ایک بھی آ جائیگا مخمور کا شاہنشاہ تک پہونچنا مشکل ہوگا اور کیا عجب ہے کہ ساحر بھی تعاقب مین آئین اس خیال مین تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار کو دیکھا تاج شہریاری برسر قبۂ شاہنشاہی دربر موتیون کے ملے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پشت مرکب پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پشت پر بصد کر و فر شکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہے ادھر سے تو صرصر بڑھی اِس خیال مین کہ اس تاجدار سے کہونگی کہ دشمن کو افراسیاب جادو کے گرفتار کر کے لائی ہون باغیون کا ڈر ہے جان کا ضرر ہے قلب مین کانٹا کھٹکتا ہے آپ اپنی فوج ساتھ کر کے تا باغ سیب پہونچا دیجیے اُدھر اُس تاجدار کی نظر پڑی کہ ایک نازنین عیار وضع پشتارہ بردوش سامنے سے آتی ہے ناظرین پر واضح ہو کہ ساحر تاجدار کا سبز بخت جادو نام ہے افراسیاب کا خراج گزار ہے برائے شکار صحرا مین آیا ہے اِس نے جو صرصر کو آتے ہوئے دیکھا اپنے ساتھ والون سے پوچھا صاحبو تم پہچانتے ہو یہ نازنین کون ہے جو ملازم پہچانتے تھے اُنھون نے دست بستہ عرض کی حضور یہ عیارہ ہی افراسیاب کی نہایت طرار و فرار صف شکن ہے اسی کا نام صرصر شمشیر زن ہے کسی کو گرفتار کیے ہوئے لاتی ہے سبز بخت نے جو جمال بیمثال صرصر کو دیکھا بیقرار ہو گیا کلیجہ تھام لیا صرصر قریب آئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی ہاتھ اُٹھا کر دعا دی گہر ریزی صرصر کی زبان سے سُنکر سبز بخت اور زیادہ بیقرار ہوا بخندہ پیشانی پوچھا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہے یہ پشتارے مین کس کو باندھا ہے جسم نازک پر صدمہ پہونچا ہوگا صرصر نے کہا حضور ہمارا یہی کام ہے پیشۂ عیاری مین نام ہے مگر اسوقت ہمارا ایک مطلب ضروری درپیش ہے مین تنہا ہون دشمن شاہنشاہ کو گرفتار کیا ہے اس کے دوست نہ آ جائین اسکا پس و پیش ہے سبز بخت تو صرصر پر عاشق ہو چکا ہے کہا ملکہ کسی کی مجال ہے اگر تمکو کوئی نگاہ بد سے دیکھے آنکھ نکال لون ہم تمھارے ساتھ چلین گے تا باغ سیب پہونچا دینگے ہم بارگاہ استادہ کراتے ہین گھڑی بھر چل کے بیٹھو شراب پیو کباب کھاؤ تھکی ہوئی آئی ہو لمحہ بھر آرام کر لو پھر باطمینان خدمت شاہ مین چلو مگر دل مین یہ ہے کہ اسکو اپنی بارگاہ مین لیچلو دشمن شاہنشاہ کو تو ضرور پہونچا دینگے مگر اسکو لالچ دے کر مطلب دل حاصل کرینگے صرصر جو گھبرائی ہوئی تھی اُسکے مطلب دلی کو نہ سمجھی کہا کیا مضائقہ سبز بخت نے جھٹ پٹ بارگاہ استادہ کرائی چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی سب سامانِ عیش درست کر دیا اب سبز بخت نے کہا ملکہ چلو اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا پشتارہ بندھا ہوا ہے یہ سمجھا کوئی قیدی ہوگا صرصر کو لیکر بارگاہ مین آیا چند مصاحبان خاص بندگان باختصاص ساتھ آئے سبز بخت مسند پر بیٹھا

ملکہ صرصر سے کہا آؤ بیٹھو پشتارہ رکھدو صرصر نے پشتارہ زمین پر رکھدیا ادب سے سامنے مسند کے بیٹھی سبز بخت بہ نگاہ محبت ملکہ صرصر سے باتین کرنے لگا آغاز کلام کسی سلسلے سے ضرور ہی کہا ملکہ صرصر یہ گنہگار مرد ہے یا عورت ہی اسکی کیا کیفیت ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ اسکا نام ملکہ مخمور ہی اپنے حسن و جمال پر اس نازنین کو بڑا غرور ہی شاہنشاہ کی دشمن ہوئی واسطے ساحرون کی رہزن ہوئی شہنشاہ افراسیاب کا حکم ہوا مین نے لشکر مین جاکر اسکو گرفتار کیا یقین ہی کہ ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ میری جستجو مین آئین اسکو چھڑا لیجائین اسواسطے مین حضور سے طالب مدد ہون آپکے ذریعہ سے تا باغ سیب پہونچون سبز بخت نے کہا ملکہ صرصر اسکا پشتارہ کھولو ہوشیار کرو ہم اسکو سمجھا کر مطیع شہنشاہ کرین لطف سے بہلین صرصر نے کہا ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام ہی آپ نہ چلیے اسی صحرا مین شکار کھیلیے ہزار دو ہزار ساحر میرے ہمراہ کر دیجیے وہ پہونچا دینگے اسنے کہا ملکہ مین خود چلونگا پشتارہ تو کھولو صرصر نے چادر چہرے سے ملکہ مخمور کے ہٹائی چہرہ کھلتے ہی اک برق چمکی آنکھون کے نیچے سبز بخت جادو کے اندھیرا آگیا آفتاب جمال دیکھکر قلب تھرا گیا آنکھین ملکہ دیکھا پھول سے رخسار معشوق نہایت حسین طرحدار نظم

خورشید ہو جسطرح گہن مین
رخسار ہر اک چمک رہا تھا
یون تھا اسکے لباس تن مین
خورشید جبین دمک رہا تھا

اس جمال حور مثال پر جو سبز بخت کی نگاہ پڑی گل عارض سے آنکھ لڑی کلیجہ تھام لیا سامری کا نام لیا مخمور کی بھی آنکھ کھلی بیہوشی تو اتر چکی تھی گھبرا کر چہار طرف دیکھنے لگی زبان مین سوزن پایا اب سمجھی کہ مین اس بار کفر مدار مین قید ہو کر آئی صرصر پکڑ لائی شرم سے سر جھکا لیا سبز بخت کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لایا کہا ای صرصر مین اب اسوقت صاف صاف کہتا ہون پہلے تو تمکو دیکھکر مائل ہوا مگر اب اس قتال عالم کی تیغ ابرو سے گھائل ہوا دل پر قابو نہین اگر اسکے وصل مین عرصہ ہوگا مر جاؤنگا اے صرصر واسطہ سامری و جمشید کا میری جان بچا مخمور کو میری طرف سے سمجھا تجھکو بھی نہال کر دونگا دامن تمنا زر گوہر مراد سے بھر دونگا یہ سنکر صرصر گھبرائی کہا ای شہریار ذرا ہوش مین آئیے اپنے دل کو سمجھائیے ورنہ قیامت برپا ہوگی یہ **افراسیاب** جادو کی معشوق ہی وہ مدت سے اسپر مرتے ہین یہ انکی خدمت سے نکل آئی ہی مین انکے حکم سے گرفتار کر کے لیچلی ہون افراسیاب سے تو اسکو انکار ہی تمہارا عشق جتانا بیکار ہی صاحبقران کے پوتے پر یہ مرتی ہی اسی کی محبت کا دم بھرتی اب ایسی بات منہ سے نہ نکالنا شاہنشاہ سن پائینگے صورت سے بیزار ہو جائینگے سبز بخت نے کہا شہنشاہ کو اب اسمین کیا دخل ہی انکا کیا نقصان ہی وہ عاشق ہوے اسنے انکو نہ قبول کیا مجھپر تو آنکھ کھولتے ہی نگاہ محبت ڈالی دیکھ لینا ای صرصر میرے کہنے ہی کی دیر ہی دل و جان سے قبول کریگی صرصر نے کہا خوبصورت تو آپ ایسے ہی ہین آپ کہیے

راضی کیجیے مین زبان سے نہ کہونگی یہ آفت اپنے سر پر نہ لونگی آپ کو اگر یقین ہی کہ مجھپر مائل ہو چکی آپ جاکر سوال وجواب کیجیے آپ کو اختیار ہی مین اس باب مین دخل نہ دونگی بلکہ ابھی جاکے شاہنشاہ سے اطلاع کرتی ہون ورنہ میری ناک چوٹی کاٹی جائیگی یہ سُنکر **سبز بخت** کو غصہ آیا کہا بی **صرصر** سنو مین تمہارے شاہنشاہ کا غلام زرخرید نہین ہون خراج گذار البتہ ہون تمنے تو ایسا ڈرایا دھمکایا گویا کہ شہنشاہ مجکو کھا لین گے شہنشاہ کی بات کا ہم جواب دے لین گے مگر تم براہ مہربانی سمجھا کے راضی کر دو اُسکے عوض مین موتیون کا مالا لو صرصر نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ صاحب مجھے آزاد کر دیجیے میری قیدی کو مجھے دیجیے آپ شاہنشاہ سے جاکے پیغام سلام کیجیے **سبز بخت** راہ وا میری تو اسوقت جان جاتی ہی معشوقہ قبضہ مین ہی مین تمھین حوالے کر دون تم لیجاؤ شہنشاہ قتل کرین ہم یہان اسکے فراق مین رو رو کے مرین یہ مجھسے کبھی نہوگا صرصر نے کہا مین تو بے پشتارہ لیے نجاؤنگی بلا سے راہ مین **عمرو** یا **مہرخ** وغیرہ چھین لینگے شہنشاہ کے معشوقہ کی آبرو تو بچیگی یہ کہکر صرصر طرف **محمور** کے چلی کہ بیہوش کرکے پشتارہ باندھون جب تو **سبز بخت** نے صرصر کو ڈانٹا او شفتل اُدھر کہان جاتی ہی یہ کہکے قریب آیا صرصر کو کلمات سخت کہنے لگا صرصر نے کہا دیکھیے زبان سنبھالیے **سبز بخت** نے آواز دی کہ اس بیہودہ کی گردن مین ہاتھ دو ہماری بارگاہ سے نکالو **محمور** حیران حیران دیکھ رہی ہی دل سے کہتی ہی خداوندا یہ کیا معرکہ ہی کیا چپکے چپکے صلاحین ہو رہی ہین اب **محمور** نے دیکھا صرصر اور اُس تاجدار سے چپکے چپکے باتین ہو رہی تھین باتون مین جادوگر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوے لیچلے ہرچند صرصر چیخی پیٹی **سبز بخت** نے ایک فریاد نہ سُنی صرصر کو بیرون بارگاہ نکلوا دیا صرصر کو نکال کر **سبز بخت** روسیاہ آکر تخت پر بیٹھا ملکہ **محمور** فرش پر بیٹھی تھی **سبز بخت** نے رفیقونکو اشارہ کیا دو تین رفیق قریب ملکہ کے آئے کہا ای ملکہ عالم ہمارے شاہنشاہ نے آپ پر احسان کیا قید صرصر کی چھوڑایا اب احسان کا بدلا احسان ہی بس شاہنشاہ کی تجھپر جان جاتی ہی بادشاہ جلیل ہین ہما حز بردست ہین وہ مرتبہ تمھارا ہوگا کہ بڑے بڑے بادشاہ رشک کرینگے یہ کلمات مہملات سُنکر ملکہ **محمور** سُرخ چشم کا چہرہ سُرخ ہو گیا ہاتھ پانوٗن مین رعشہ ضبط کرکے جواب دیا اپنے بادشاہ سے کہو کہ کیون صرصر سے چھین لیا ہمنے تجھ سے درخواست کی تھی اور کہدو کہ خبردار شامتین نہ آئین اپنا منھ بنوائین دور ہو ہمارے سامنے سے اگر تم **افراسیاب** کے دوست ہو تو ہم اسکے دشمن ہین ہمکو قتل کرو عصمت کا نام نہ لینا ورنہ ابھی تڑپ تڑپ کے جان دونگی جاکر سمجھا دو کہ او بے حیا مجکو بے وارث نہ جاننا چاہیو سرداران نامی وعیاران گرامی مع فوج بیشمار میرے واسطے مرنے پر تیار ہونگے ہر ایک اپنی جان دیگا بہرام فلک سے میرے خون کا معاوضہ لیگا اُن رفیقون نے **سبز بخت** سے یہ سب کچھ بیان کیا کہا حضور وہ

اس نام پر جان دیتی ہی ہر چند سمجھایا مگر وہ نہین مانتی جب تو اس ملعون نے پکار کر کہا ای ملکہ مخمور اب میرے قبضہ سے نکلنا دشوار ہے یہ غلام آپ کا عاشق زار ہی جو حکم دو سب طرح پر حاضر ہون ملک و مال جاہ و جلال اور بیوجہ کا انکار کبھی نہ مانونگا ساحر زبردست ہون ایک موہنی ایسی پڑھونگا کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی یہ کہکر اس نے خدمتگارون سے کہا کچھ پھول پتے جنگل سے توڑ لاؤ ابھی گلدستہ سحر بناؤنگا اس سرکش کو سونگھا دونگا مجھسے زیادہ بیقرار ہو جائیگی ہماری منت سے نہین مانتی مہرخ و بہار میرا کیا کرینگی وہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیا ہی مین اُسکو کیا سمجھتا ہون مخمور کے تو ہوش پراگندہ ہین اور ساحرون نے اشیاے مذکور اس مغرور کے سامنے لاکر جمع کیے مخمور نے دیکھا یہ بیحیا سحر پڑھ پڑھکر گلدستہ بنا رہا ہی خود بھی سحر کی واقفکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ بیقرار ہی دل سے کہتی ہی ای مخمور غضب ہوا آج عصمت مین فرق پڑیگا سواے جان دینے کے کچھ نہ بنے گا افسوس صد افسوس دل کو اپنے معبود سے رجوع کیے ہوے اشک حسرت آنکھون مین بھرے ہوے سبز بخت پتے اُٹھا اُٹھا کے گلدستہ بنا رہا ہی مگر صرصر روتی ہوئی بارگاہ سے سبز بخت کے نکلی سر پیٹتی ہوئی جاتی ہی چونکہ خود بھی عورت ہی اور مقدمہ عصمت ہی صرصر کے دل پر چھری چل رہی ہی بھاگی ہوئی جاتی ہی ادھر خواجہ عمرو بھی تو چل چکے تھے ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑے تھے دیکھا صرصر خالی ہاتھ روتی ہوئی آتی ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی بہ تعجیل صورت صبا رفتار کی بنا تھوڑی سی خاک اُٹھا کر چہرے پر ملی جیسے ظاہر ہوا کہ دور سے آتی ہی اس صورت سے اپنے کو آراستہ کر کے آنکھین ملتا ہوا نخل کی آڑ سے نکلا پکار کر آواز دی ملکہ کہان جاتی ہو صرصر کا دل تو بھرا ہوا تھا صبا رفتار کو جو آتے دیکھا آواز دی اے صبا رفتار آج غضب ہوگیا مین نے مخمور کو چرایا تھا راہ مین سبز بخت ملا اُس نے پشتارہ ملکہ کا مجھسے چھین لیا مخمور پر عاشق ہوا اب سامان وصل مین مصروف ہی مجھکو گردن مین ہاتھ دیکر نکلوا دیا مین شاہنشاہ سے اطلاع کرنے جاتی ہون یہ جو عمرو نے سُنا ہوش اُڑ گئے پکار کے کہا ملکہ جاکے شہنشاہ سے کہو مین جاکر ملکہ حیرت کو لاتی ہون حرامزادے کو سرکشی کی سزا دلواتی ہون صرصر نے بے اختیار ہو کر کہا جلد جاکر ملکہ سے بیان کرو کہ وہ خود آئے اس ملعون کو سزا دے مخمور کی قید دے عمرو وہین سے گھبرایا یہ کہتا ہوا کہ ملکہ جاؤ اب زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہین مین مطلب اصلی سمجھ گئی صرصر کو بھی پریشانی مین خیال نہوا طرف باغ سیب کے چلی مگر عمرو بشکل صبا رفتار سامنے سبز بخت جادو کے پہونچا بہ تعجیل ایک نامہ مہر افراسیاب سے تیار کیا ہاتھ مین لے کر اُسی صورت سے سامنے سبز بخت کے آیا دیکھا مخمور سامنے سر جھکائے رو رہی ہی کلیجہ پھٹ گیا مگر ضبط کیا سبز بخت کو ہاتھ اُٹھا کر دعا دی پایۂ تخت کا بوسہ لیا نامہ سبز بخت کے ہاتھ مین دیا مہر شاہنشاہ دیکھکر لفافہ چاک کر کے جو پڑھا ایسا مضمون عشرت خیز لکھا تھا کہ موچھون پر تاؤ دینے لگا تاج کو کج کیا وزیرون نے پوچھا کیا مرقوم ہی ہنسکر کہا افراسیاب ہمارا بادشاہ ہی ہم اُس کے غلام قدیم ہین بی صرصر نے

غیر ممکن ہو وفادار ملے ہر معشوق
قدر داں ہوتا ہی قسمت سے میسر معشوق

اُسپہ ہم مرتے ہین مرتا ہی زمانہ جسپر
اپنے معشوق سے دیکھا نہین بہتر معشوق

کچھ نئی رسم نہین کرتا ہی بیداد وہ شوخ
ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوق

یہ غزل جو خواجہ عمرو نے سامنے سبز بخت باغی کے گائی دربار مین صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی مخمور کو اُسی ہنگام مین جام بھر کر اشارہ کیا کہ ایک جام سبز بخت کو پلا دو مخمور نے سر جھکا لیا عمرو نے اپنے ہاتھ سے بھر کر دیا مسکرا کر کہا کہ لو میاں جام پیو جو ہونا تھا ہو چکا سبز بخت خوشی مین آکر جام پی گیا کل اہالیان دربار شراب پی چکے ہین اب عمرو اس خیال مین ہی کہ دو چار شعر اور پڑھون یہ سب بیہوش ہو کر گرین لوٹ لون نکل جاؤن مخمور بھی اشارے کر رہی ہی کہ خواجہ جلدی کرو عمرو نے منہ پھیر کر کہدیا ہی کہ بھول گیا ہی مگر قضائے کار ملکہ صرصر شمشیر زن جا کر باغ سیب مین پہونچی افراسیاب جادو عیش و نشاط مین مصروف ہی دیکھا کہ صرصر روتی پیٹتی چلی آتی ہی افراسیاب نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا اے شہنشاہ غضب ہو گیا مین بموجب حکم سرکار لشکر مسلمانان مین گئی اپنی جان لڑائی ملکہ مخمور کو لے نکلی راہ مین مجکو تردد تھا کہ ایسا نہو عیار آکر شتارہ چھین لین میاں سبز بخت جادو شکار کھیل رہے تھے مین نے اُن سے کہا کہ مجکو تا بہ باغ سیب پہونچا دیجئے اُنھون نے بارگاہ استاد گرامی ملکہ مخمور کے جمال بیمثال کو دیکھکر مائل ہوئے پہلے مجھپر پھسلے تھے مجھسے کہا اسکو رضامند کرو مین آگاہ تھی کہ ہمارے حضور کی نگاہ اُسپر پڑتی ہی مین بگڑی کہ شتارہ یہان نہ چھوڑونگی غصہ مین میری گردن مین ہاتھ دیا بارگاہ سے نکلوایا اور یہ کہا کہ ابھی گلدستہ سحر سونگھا کر اُسکو راضی کر لونگا ای شہنشاہ وہ بھڑوا سبز بخت گلدستہ بنا رہا ہی خدا اُسکی آبرو بچائے یہ سُنکر افراسیاب جادو کو غصہ آگیا ابرو پر بل پڑگیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا نمک حرامون نے بہت پریشان کیا ہے اس بیحیا کی یہ لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر پر نگاہ محبت ڈالے بیحیا کو شرم نہ آئی ابھی دیکھو جا کر کیا قیامت برپا کرتا ہون آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا یہ کہکر مثل شعلۂ جوالہ کے چمک کر آسمان مین ڈوبا یہان دربار مین جو عمرو نے گاتے گاتے سبز بخت جادو سے اشارہ کیا کہ اب معشوقہ کا ہاتھ پکڑ کر تخلیہ مین لیجاؤ خوشی مین آن کر سبز بخت نشہ مین اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی دھم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے لینا لینا کہکے اُٹھے وہ بھی گرے بیہوش ہوئے فوج نے بھر بھر مشتر سے شراب خوب پی جوتی پیزار چل رہی ہی کوئی اوک رہا ہی کوئی ڈکار رہا ہی کوئی نشہ کی دھن مین گا رہا ہی کسی نے کپڑے اُتار کر پھینک دیے ننگا بھاگا جاتا ہی یہان بارگاہ مین عمرو نے نعرہ کیا نیمچہ پکڑ کر چلا کہ سبز بخت کو پھل تلوار کا چکھاؤن مخمور کھڑی ہی خواجہ مین تو نکلی جاؤن آپ فرماتے ہین ملکہ میرا ساتھ دو یہ کام کر دو اسکے کپڑے تو اُتار دو مخمور ہاتھ باندھتی ہی کہ استاد مجھ سے کچھ نہین ہو سکیگا فرماتے ہین مخمور مین ابھی اسکو بیدار کر دونگا مخمور کہتی ہی آپکو اختیار ہی سر حاضر ہی مجھسے کسی کے کپڑے نہین اُتارے جائینگے

یہ کلام ناتمام تھا کہ افراسیاب جادو آسمان پر چمکا اسنے اول اہالیان لشکر کو دیکھا کہ آپس مین جوتی پیزار ہو رہی ہے یہ سمجھا کہ سبز بخت نے سب کو شراب پلوائی ہی یہ سب خوشی کر رہے ہین وہان سے نعرہ کیا باش او نمک حرامون وہ بیحیا سبز بخت کہان ہی جسنے بغاوت پکڑ باندھی میری معشوقہ پر نگاہ ڈالی نعرۂ افراسیاب کی آواز کان مین عمرو کے پہونچی مخمور سے کہا بھاگ افراسیاب جادو آپہونچا مخمور نے گھبرا کر دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوکر بھاگی عمرو نے دیکھا کہ سبز بخت مارا نہین گیا اور افراسیاب جادو آگیا صبا رفتار تو بنے ہوے تھے ایک حباب دافع دار وے بیہوشی سبز بخت کے منھ پر مار دیا اُس نے آنکھ کھولی کہا شہنشاہ جلدی اُٹھیے افراسیاب آگیا اپنے قول سے پھرا معشوق کی اُسکو محبت آگئی نشہ نے سب کام خراب کیا مخمور کو اُسنے سحر سے چھپا لیا ہی مجکو بھی قتل کریگا اب اسوقت کچھ جرأت دکھاؤ مین اس خیمے مین چھپی جاتی ہون اُترتے اُترتے حرامزادے کو ایک گولہ مارو کہ اُس کا سر پھٹ جاے یہ کہکر عمرو تو دوسرے خیمے مین گھس گیا گلیم اوڑھ لی سبز بخت غصہ مین سنبھل کر اُٹھا گولہ ہاتھ مین لیا افراسیاب غصہ مین پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا نعرے کرتا ہوا او نمک حرام سبز بخت میری معشوقہ پر آنکھ ڈالی جیسے افراسیاب نے اندر خیمے کے سر ڈالا سبز بخت نے ایک گولہ مارا کہ کیون بھیا مردان عالم کو کلمات سخت و سست کہتا ہی مخمور تیری خالہ ہی ہم تو ضرور وصل حاصل کرینگے گولا افراسیاب کی پیشانی پر پڑا اگر طلسم نہوتا تو سر پھٹ جاتا افراسیاب نے چرخ کھایا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا نعرہ کیا او باغی تبا مخمور کہان ہی سبز بخت نے کہا تیرے پاس نہان ہی مین تجکو مار کر لون گا جب سبز بخت نے دیکھا کہ میرے سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب بڑھتا چلا آتا ہی تلوار پکڑ کر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا سر سبز بخت کا اڑ گیا مر کر گرا ایک لات ماری استخوان چور چور ہوے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من سبز بخت جادو بود مار کر اُسکو غصہ مین افراسیاب خیمے مین چہار جانب ڈھونڈھنے لگا کہین ملکہ مخمور کو نہ پایا ران پر ہاتھ مار کر دیکھا کہ مخمور کہان گئی نوشتہ پایا کہ مخمور نکل گئی فلان صحرا مین جاتی ہی غصہ مین جھپٹا باہر نکلکر چند سنگریزے اُٹھا کر اُچھالے وہ سب بیہوش پڑے تھے انپر پتھر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے آپ جستجوے مخمور مین چلا اب عمرو نے نکلکر سب مال لوٹنا شروع کیا سب مردون کو برہنہ کر دیا اور زنبیل [illegible] عقب مین افراسیاب کے راہی ہوا ملکہ مخمور جو غرق زمین ہوئی تھی کوسون پر جا کر نکلی مگر پسینہ پسینہ گھبرائی ہوئی افراسیاب کا عتاب کا تا سبز بخت کا ملال زیر نخل کھڑی ہوئی چہار جانب دیکھ رہی تھی دل سے کہتی ہی کہ اے مخمور راستہ لشکر اسلام کا کدھر ہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا ہم افراسیاب جادو او مخمور تیرے واسطے کیا کیا خاک چھانی ہی اب تو تیرے فراق مین عجب عالم ہی عاشق کا لبون پر دم ہی مخمور کے ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے اور افراسیاب جادو قریب آگیا مخمور نے جھولی سے اسباب سحر نکالا ترنج و نارنج ماش کے دانے افراسیاب پر پھینک مارے صدہا شعلہ ہاے آتش افراسیاب

خانہ خراب پر گرے ایک طرف سے تلوار گری شانہ پر خنجر پڑا مگر یہ بیحیا بیغیرت کب کٹتا ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا سب چیزین باطل ہوگئین مخمور سحر کر کے سامنے سے افراسیاب کے بھاگی افراسیاب جھپٹا چونکہ مدت سے عاشق ہی تصویر بدحواسی مخمور کی دیکھ کر کلیجہ پھٹا جاتا ہی وہ گل سا چہرہ کمھلایا ہوا پیشانی پر پسینہ جسم مین رعشہ ہونٹ تھراتے ہوے کبھی لڑکھڑاتا ڈوپٹہ ڈھلکا ہوا کرتی آب رواں کی مسکی ہوئی پائنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے گرد جو اُڑی ذری زلفین عنبرین پر جیسے شب تیرہ مین تارے فلک خوشی سے تارون کو تصدق اُتارے افراسیاب پکارتا ہی ای جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کیون مجھ سے بھاگتی ہی قسم ہے سامری جمشید کی کچھ سزا نہ دونگا کل طلسم کا بادشاہ کرونگا ای مخمور میری صحبت سے تو نکل گئی سرکشی کا مزا جاتا رہا جب مخمور نہین تو کیسا خمار افراسیاب منتین کرتا ہے مخمور حرب سحر کے کرتی جاتی ہی کبھی غصہ مین آواز دیتی ہی کہ او بیحیا کیا بکتا ہی اپنی خالہ حیرت کو سلطنت دے مجھسے محبت و الفت کا نام نہ لے مین تیری دشمن ہون دیکھ زمانہ قریب آچکا ہی انشاء اللہ اسد غازی کو قید سے چھڑا لینگے وہ شیر دل طلسم فتح کریگا ای افراسیاب جادو تیرا نمک کھایا ہی براہ خیر خواہی سمجھاتی ہون مسلمان ہو جا اسد غازی کو لا کر خدمت مین خواجہ عمرو کی پہونچا ورنہ کتے کی موت مارا جائیگا ہاتھ سے شہنشاہ عیاران عالم کے امان نہ پائیگا ان باتون کو سنکر افراسیاب جادو مثل بید کانپا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا مخمور نے چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن جان بچا کر ٹل جاؤن افراسیاب نے غصہ مین یا سامری کہکر ایک دوتہڑ زمین مین مارا زمین سنگلاخ ہو گئی مخمور زمین پر گری ہونٹ بند ہو گئے اسم سحر نہ پڑھ سکی افراسیاب قریب آیا ہاتھ پکڑ کر غصہ مین کھینچتا ہوا لیچلا کہتا جاتا ہی کہ ای مخمور آج اگر میرا کہنا نہ مانا سرتابی کی تو اس ظلم سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین ورنہ دیکھ سمجھاتا ہون توبہ کر وہ مرتبہ اعلی کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم ہوشربا رشک کرین مخمور کچھ جواب نہین دیتی سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے افراسیاب ہر مرتبہ قبضہ پر ہاتھ ڈال کے ڈراتا ہی کہ سر کاٹ لون سرکشی کی سزا دون مخمور گھبرا کر سر جھکا دیتی ہی اشارہ ہی کہ تجھے اختیار ہی میری جان کا حافظ پروردگار ہی اس حال پر ملال مین مخمور کو لیے ہوے افراسیاب سو قدم تک آیا اب قصد ہوا کہ کمرہ مین نیچہ دون باغ سیب مین لیچلون وہان تمام شاہزادیان وغیرہ موجود ہین سمجھائینگی ڈرائینگی دھمکائینگی ضرور اطاعت کریگی قتل کرنے کے خیال مین دل دھڑکتا ہی کہ ہائے ایسے محبوب جانی یار جادو وانی ماہ رخسار گلعذار شمشاد قد خورشید خد نازک اندام کبک رفتار شیرین گفتار ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون دست ظلم اُس کے خون سے بھرون ایسی ایسی باتین سوچ کر بڑھا ارادہ کیا سحر کر کے اُڑ دون اُسکو کسی مقام پر قید کرون کہ دیکھا سامنے سے بونڈا لگا گرد کا اڑا ملکہ صرصر شمشیر زن با نہایت عیاری سے آراستہ نیچہ کمرہ مین لگا ہوا پسینہ پسینہ جھپٹتی ہوئی آتی ہی افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صرصر مین نے بس

بیجیا نمکحرام کو مارا ساری فوج کو جلا دیا مخمور کو گرفتار کیا ہے حیرت جادو سے جاکر کہنا سبز بخت جادو کسی خطا پر ہاتھ سے شہنشاہ کے مارا گیا جہنم واصل ہوا اُس قلعہ پر کسی منتظم کو روانہ کرین رعایا تباہ و برباد نہو مخمور کو لیکر طرف باغ سیب کے جاتا ہون یا کسی مقام پر قید کردونگا کہ یہ پھڑک پھڑک کر مرے صرصر بہت خوب کہتی ہوئی قریب آئی مخمور کو سمجھانے لگی اے مخمور شہنشاہ کے قدمون پر گرو ایسے مالک پرورش کرنے والے کسے ملتے ہین علاوہ مالک چاہنے والے کے صاحب شان و شوکت شہنشاہ طلسم ہوش ربا سب ہفت اقلیم والے انکی قدمبوسی کی آرزو رکھتے ہین تمھاری عقل پر یہ کیا پتھر پڑے ہین اپنی نیکی بدی نہین سمجھتی ہو ناحق جان جائیگی ان باتون پر صرصر کی افراسیاب خوش ہوا آنکھ سے اشارہ بھی کیا کہ اسکو راضی کر تھوڑا سا بھی یہ عذر کرے تو ہین معاف کردون خوشی خوشی لے کر باغ سیب مین جاؤن صرصر ہاتھ باندھ رہی ہے اے مخمور میری بات کا جواب دو مثل تصویر کیون خاموش ہو مخمور کو سمجھانا صرصر کا بہت ناگوار ہے افراسیاب ہاتھ تھامے کھڑا ہے کلیجہ پر خنجر غم و الم چل رہا ہے مگر ناظرین پر واضح ہو کہ یہ صرصر شمشیرزن نہین ہے خواجہ عمرو بارگاہ سبز بخت بد سیر جو لوٹ کر چلے تھے دور سے جو دیکھا افراسیاب مخمور کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہے آکر باتین کرنے لگے قصد ہے کہ اسکو بیہوش کر دون ملکہ مخمور کو چھڑا لون سامنے افراسیاب کے کھڑے مخمور کو سمجھا رہے ہین افراسیاب کو بہلا رہے ہین مگر قضائے کار صرصر شمشیرزن تو افراسیاب سے اطلاع کرکے چل چکی ہے اسوقت آکر پہونچی جیسے ہی صرصر سامنے دکھلائی دی عمرو نے دیکھا کلیجہ ہل گیا وہان سے صرصر اصلی دیکھا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا شہنشاہ سے گھل مل کر باتین کر رہا ہے للکارا کہ اے شہنشاہ منم ملکہ صرصر شمشیرزن یہ نگوڑا مونڈی کاٹا ساربان زادہ میری شکل بنا کھڑا ہے آپ کو دھوکا دیا چاہتا ہے عمرو نے دامن پکڑ کر افراسیاب کا کہا دیکھیے میری شکل بنکر عمرو آتا ہے مخمور جو پکڑی گئی نگوڑے کو چین نہ پڑا افراسیاب جادو حیران ہوا کہ مین کیا کرون اب کسکو صرصر جانون یہ کنیز ہے وہ عمرو ہے وہ کہتی ہوئی آتی ہے یہ عیارون کا افسر ہے اب صرصر اصلی پچاس قدم پر ہے دوڑی ہوئی چلی آتی ہے غل مچاتی ہے عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ تو حیران ہو گئے ہین مین عمرو ہی ہاتھ کو ران پر رگڑکے دیکھیے آپ کا کمال آپ کی دستگیری کریگا صاف آئینہ ہوگا افراسیاب نے منھ پھیر کر ران پر ہاتھ رکھا عمرو نے بجستی حلقے کمند کے مارے پلک جھپکنے کی دیر تھی ارے کہکر افراسیاب پلٹا تڑاق سے حباب مارا افراسیاب زمین پر گرا صرصر دوڑی بھلا نگوڑے تونے غضب کیا شہنشاہ کو بیہوش کر لیا یہ کہکر خنجر کو پھن مین رکھکر مارا عمرو نے جست کرکے خالی دیا مخمور کی زبان سے سوزن نکالا مخمور نے کہا خوب سمجھا تو عمرو نے کہا تم جاؤ ہم چلے آئینگے صرصر نے جو دیکھا مخمور کی زبان سے سوزن نکل گیا ڈری کہ مجکو نہ پکڑ لے نخل کی آڑ مین چھپ گئی خواجہ عمرو نے جب دیکھا صرصر غائب ہوئی مخمور نے چاہا کہ عمرو کی کمر مین تیغہ دے عمرو نے کہا

مین اپنا گلا کاٹ لونگا جان دید ونگا مین تاج تو اُس کا لے لون دو چار کوڑی کا روزگار تو کرون بال بچون کی فکر ہے سویرے سویرے بھنی نہ ہوگی تو سارا دن خالی جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا مخمور تو چیخ مار کر بلند ہوئی عمرو نے کمند پھینک کر تاج لوا فراسیاب کا کھینچ لیا صرصر نے نخل کی آڑ مین دیکھا کہ مخمور چلی گئی اب نعرہ کر کے دوڑی کہتی ہوئی کہ خبردار ساربان زادے کیا کرتا ہے عمرو نے تاج اُٹھا کر کہا لو جانی یہ پہنو تیرے دم کے لیے ساری فکر ہے اے صرصر غصہ نہ کرو تو ہم ایک بات کہین صرصر نے کہا نگوڑے کیا کہتا ہے عمرو نے کہا مجھکو کئی برس ہو چکے کہ تمپر عاشق ہون اپنے قول کا صادق ہون جو تو نے مجھ سے نکاح کر لیا ہوتا تو کیسے عمدہ عمدہ لڑکے پیدا ہوے ہوتے طرارہ مکار غدار تمکو کمائی کھلاتے ضعیفی مین کام آتے آج تو گلے مین ہاتھ ڈالدے ایک بوسہ مین لون تو بھی مجکو پیار کرلے صرصر نے کہا نگوڑے اسی ہوس مین مریگا اور خنجر کھینچکر آپڑی عمرو سمجھا اب یہ افراسیاب کو ہوشیار کریگی کار عظیم درپیش ہے شبنم گوہر پوش کے قید ہونے کا بڑا پس و پیش ہے یہ سوچکر چوٹین بچاتا ہوا ایک جانب نکلگیا صرصر نے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا افراسیاب کانپتا ہوا غصہ مین اُٹھا پوچھا یہ ساربان زادہ کہان گیا صرصر نے کہا حضور مین چنچتی رہی آپ نے کچھ خیال بھی نہ کیا وہ ہوا کا خواص رکھتا ہے میرے روکے سے کیا رکتا لڑ بھڑ کر نکلگیا افراسیاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون مشکین باندھکر عمرو کو لاتا ہون صرصر نے کہا حضور آپ طرف باغ سیب کے تشریف لیجائین کنیز جاکر فکر کرتی ہے حضور کے سر انور پر تاج بھی تو نہین ہے دنیا عیب چین ہے سرکار کو سر برہنہ دیکھکر دشمن مضحکہ کرینگے دوست ٹھنڈی سانسین بھرینگے افراسیاب مجبور ہوا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا دوپٹہ کمر سے کھولکر سر پر لپیٹ لیا صرصر مثل باد صرصر کے تلاش عمرو مین گئی خواجہ عمرو لشکر مہرخ مین آئے مخمور بھی پہونچی سب کو خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی عمرو نے پوچھا چالاک و برق پلٹ کر نہین آئے ملکہ مہرخ نے کہا کچھ کیفیت نہین معلوم عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم بخدا مجکو شبنم گوہر پوش کا بڑا غم ہے مین اسکی رہائی کی فکر مین جاتا ہون آنی سی سنگنی بلی ہے شبنم کی خالہ کا سمنکال جادو نام ہے پرچہ مین حکیم بقراط ثانی کے فال مین یہی نام ارقام ہے کوئی صورت ابھی رہائی اسد غازی کی نہین ظاہر ہوتی حساب سے ایک ہفتہ باقی ہے دربار مین شور گریہ و بکا بلند ہوا ہر ایک نے کہا خواجہ دیکھین گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون کیا دکھاتا ہے جب ذکر اسد آتا ہے کلیجہ کانپ جاتا ہے عمرو نے کہا پروردگار مالک ہے نہ گھبراؤ مشکل لاحل کو وہی آسان کریگا دامن آرزو تمھارا مدعا سے بھریگا مگر لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکر سامنے ملکہ مہرخ کے عمرو نے قنطورۂ زر بفتی و جبہ تیلوہ سقرلاطی و گوپھن عیاری و حیلہ ہاے ناحق سے اپنے کو آراستہ کیا سب سے رخصت ہو کر تلاش مین قصر ملکہ سمنکال کے روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑ دو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گہر ریزی کلک جواہر سلک کی ذکر رہائی ہزبر بیشہ صاحبقرانی زینت آرائے سریر سلطنت جہانبانی قرۂ باصرۂ مکنت و حشمت غرۂ ناصیۂ جرأت و ہمت صاحب لوائے صفوف آرائے میدان صولت و جلالت گوہر دریائے سخاوت و کان جواہر مروت نظر کردہ بزرگان دین صاحب عز و تمکین پروردۂ مہد جانبازی شہسوار عرصۂ یکہ تازی تاجدار اقلیم سرفرازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی مین دریائے مضامین جلالت آئین مین برائے جستجوئے گوہر مراد مہلون غوطہ زن ہوتا ہے عیاریان خواجہ عمرو کی جانبازی مہتر قران نامور کی خراجگزاران افراسیاب کا زیر گنبد نور جمع ہونا برائے ملاحظہ قتل اسد غازی سامان میلہ و جشن از در شہر ناپرستان تا کوہ مروارید آمادۂ مرگ ہونا سرداران عمرو کا اور مشہور ہونا کہ خواجہ عمرو قتل ہوگئے فقرے سے خواجہ کے رہا ہونا

اسد نوجوان کا ساقی نامہ مصنف

ساقی مئے عیش و عشرت آمیز
پلوا کوئی ساغر گلابی
کر اتنی ذرا تو مہربانی
مجمع رندون کا جابجا ہے
میخانے مین تیرے اک ہے میلہ
سمجھا ہے تو سہل میفروشی
کچھ نظم کا رنگ اب جماؤن
جم جم یہ پیو مئے معطر
کس شادی و خرمی کی ہے دید
رکھنا نہ دقیقہ کوئی باقی
خارون سے چھٹیگا آج وہ گل
مشتاق و نزار ہے اُسی کی
فرقت مین ہمیشہ اُسکے سنبل
لا جلد پلا زلال گلریز
دے بادۂ عیش خم کی ہو خیر
دے مجکو شراب ارغوانی
گلرنگ وہ دے شراب دلخواہ
بلوہ کرتا ہے کیون جھمیلا
دو چار پلا دے بھر کے ساغر
میلے کا نیا سمان دکھاؤن
روشن تو کرو قمر یہ ہمپر
کیا آج کوئی سعید ہے عید
عمدہ سے جو عمدہ ہو وہ لا
سو جان سے فدا ہی جیسے بلبل
وہ مردم چشم گلبدن خان سے
پیچیتی ہے مثل مار کاکل
اب دل کو ہے تاک دختر رز کی
میلے کی کرون اِدھر اُدھر سیر
میخانے مین تیرے جمگھٹا ہے
ہو محتسبون کے دلکو بھی چاہ
میخوارون سے ساقیا خموشی
احسان ترا ہمارے سر پر
بولا ساقی یہ بھر کے ساغر
کس جشن کی ہے خوشی سراسر
مین نے کہا کچھ نہ پوچھ ساقی
چھلک جاؤن سرور مین وہ پلوا
نرگس بیمار ہو اسی کی
وہ رونق صحن بوستان ہو
ہو داغ بدل الم سے لالہ

لبریز ہے خون دل سے تھالا
سکتے مین کھڑا ہوا تھا شمشاد
گلریز یہان وہ بھی اب کرینگی
سبزے کو خوشی ہوئی یہ تازہ
ہر گل کی طرح مہک رہا ہے
وہ شیر اسد وہ فرد و یکت
وہ شان وہ شکوہ وہ شجاعت
مجکو بھی خوشی سے بیخودی ہے
جسمین کہ نیا نیا سمان ہے
اس جلسہ کا منتظم تھے
اک سمت ہی سوز ایک جا ساز
دنیا کی وہ رنگلیان عیان ہین

سربستہ جو غنچۂ چمن تھے
اب ہوگا غم و الم سے آزاد
مرغان چمن تھے نغمہ بھولے
مخمل کا بچھایا سبز جادہ
سب کو جو سرور لاتعد ہے
جرأت مین ہے کون اُسکا ہمتا
شیرون کا ہے زہرہ آب ڈر سے
لا جلد پلا دے ساغر مے
پی پی کے شراب اب مین جھومون
جو صورت مہر جلوہ گر ہے
لشکر مین عمرو کے رنج و غم ہے
یان غم ہے اُدھر کو شادیان ہین

اب ہوئینگے پھول وہ بھی کھلکے
سوسن کو چمن مین تھی خموشی
ہو وینگے شگفتہ اب خوشی سے
صحرا صحرا لہک رہا ہے
اب فکر رہائی اسد ہے
اسد رے ہمت و جلالت
عفریت نہ لاے تاب ڈر سے
میلہ اُسی جشن کا ہوا ہے
ہر سمت براے سیر گھومون
یون لکھتے ہین راویان جانباز
حیرت عشرت مین دمبدم ہے

غواصان قلزم زخار مضامین و شناوران دریاے بیکنار فصاحت آئین طراران میدان جانبازی و عیاران سرکش بازار سرفرازی شاطران خنجر گزار و جواسیسان اخبار عشرت آثار فکر و جستجوے حالات حیرت آیات طلسم کشا مین یون قطرہ زن ہین قطعہ سہ چیز آید مسلم نزد شاہان ÷ ہنر یا مال یا مرد سخندان ÷ من از مال و ہنر چیزے ندارم ÷ یکے فضل سخن دارم بیارم ÷ شعر بیایم بار دیگر من بگفتار ÷ درون سینہ دارم قصہ بسیار ÷ اس داستان شوکت بیان کو حقیر اذل کونین منشی احمد حسین خوشہ چین خرمن فضل و ہنر متخلص بہ قمر بطرز نو لفظاً لفظاً تصنیف بلکہ تالیف گزارش خدمت سامعین مین کرتا ہے اس داستان کی تصنیف مین خون دل کھایا ہے بڑے بڑے جلسون مین شاہزادگان والا مقام و رئیسان عظام کو یہ مضمون سنایا ہے خلعت تحسین و آفرین پا چکا ہون مال دنیا کے بھی مزے اُٹھا چکا ہون اب یہ مضمون فرحت آئین مشتہر ہوتا ہے صاحبان خاص و عام سے امید ہے روزمرہ کے لفظ لفظ مین بعید ہے حرف حرف ملاحظہ فرمائین جہان جہان غلط ہو اصلاح دین عیب کو چھپائین سبحان اللہ دلکو مصنف کے شاد کرین بدی کا خیال نہ کرین بنام نیکی یاد کرین اول ایک غزل عاشقانہ لکھنا ضرور ہے اس وقت اس مضامین فرحت آئین کو تحریر کرتا ہون طبیعت مسرور ہے غزل

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اُٹھے
یان تلک روئے کہ اُسکو بھی رُلا کے اُٹھے

کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے
دل سے کیونکر نہ دھوان سا تہ ہوا کے اُٹھے

آج اُس بزم مین طوفان اُٹھا کے اُٹھے
شعلہ ہاے تپ غم سینہ جلا کے اُٹھے

گر نہو دل مین خیالِ نگہِ خواب آلود
دل چرا بیٹھے وہ جب آنکھ چرا کے اُٹھے
ہو عذاب شب یلدا سے رہائی یارب
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے
سوزش دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی
پانون کیا کوچہ مین اُس ہوش ربا کے اُٹھے

درد کیا کیا اثرِ خفتہ جگا کے اُٹھے
گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
الفت مہ سے کہین مہر لقا کے اُٹھے
مین دکھاتا نہین تاثیر مگر ہاتھ مرے
وہ جو پہلو کے سینہ مین نہا کے اُٹھے
شعر مومن کے پڑھے بیٹھ کے اُسکے آگے

شمع کے جور کا محفل مین جو مذکور ہوا
لیک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے
اُف رے گرمیِ محبت کہ ترے سوختہ جان
ضعف کے ہاتھ سے کب بہر دعا کے اُٹھے
جی بھی مانند نشانِ کفِ پا بیٹھ گیا
خوب احوال دل زار سنا کے اُٹھے

واضح رائے بیضا ضیا ہو کہ خواجہ **عمرو** و مہتر برق و **چالاک** مامور براے تلاش ملکہ **شبنم گوہر پوش** بعد جوش و خروش اپنے مقام سے روانہ ہوئے اول مہتر بن مہتر **چالاک بن عمرو** بانہاے عیاری سے آراستہ فرّاٹا ہوا جاتا ہے دیکھا ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا جابجا نہرین سلسبیل آسا اُنمین آب صاف و شفاف جسکے سامنے آب گوہر بے آبرو بر سر و لب جو قمری مصروف کوکو طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی تعریف باغبان قضا و قدر کی کر رہے ہین کسی جانب طاوس رقصان کہین موے سنبل پریشان تدرو خوش رفتار خرام ناز معشوق کا مزا دکھاتا ہے عندلیب خوش نوا کا دل بھر آتا ہے ایک جانب ایک قصر عالی بلند و مرتفع چھت پردے سے آراستہ چند نازنینان مہ جبین دو مہ جبینان مہر تمکین اُس قصر مین اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین بارہ دری مین ایک مسند پُر تکلف پر ایک شاہزادی خوش سیر بصد زیب و فر متمکن ہے **چالاک** نے کنارے آکر اپنی صورت **صبا رفتار** کمند انداز کی بنائی یہی فطرت ہاتھ آئی کہ چلکر دریافت کیجیے کہ اس شاہزادی کا کیا نام ہے یہ کونسا مقام ہے دل سے باتین کرتا ہوا بصورت **صبا رفتار** سامنے قصر کے آیا سب کنیزین پکارتی ہوئی دوڑین ارے خیلہ **صبا رفتار** کہان جاتی ہے بڑی بیمروت ہے لمحہ بھر ٹھہرنا دشوار ہے تھوڑی دیر مین چلی جانا ہم جانتے ہین بڑی خوبصورت ہو جانے والون سے فرصت نہوتی ہوگی دھگڑ دن سے ہمارا نام لے دینا **چالاک** بھی ہنستا ہوا اُنکے منھ چڑھاتا ہوا کوئی ارے بیمروت کہکے لپٹ گئی کوئی دوپٹہ پکڑ کے کھینچنے لگی کسی نے اُگال منھ سے نکال کر پھینک مارا کسی نے کہا ارے مدت سے کہان تھی **چالاک** بھی سبہی جواب دیتا ہے کسی کے منھ پر ہاتھ رکھ دیا کسی کا بوسہ لے لیا اُن سب سے باتین کرتے کرتے **چالاک** نے پوچھا بی بی کیا کر رہی ہین اے اُچھال چھکا مین تیری بی بی کا نام ہی بھول گئی ایک نے کہا **صبا رفتار** دن بدن نھی ہوتی جاتی ہو ہماری بی بی ملکہ **آہو چشم** آج بڑے تردد مین ہین صاف کہین ہمین بھی غم ہے بوا **صبا رفتار** بڑا غضب ہوا ہمنے فقط سنا ہے کہ **عمرو** عیار نے بی بی **شبنم گوہر پوش** پر کچھ سحر کر دیا وہ مسلمان ہو گئین **حیرت** کے نوکر دو نکو قتل کیا اُنکی خالہ **سمنکال جادو** کو خبر ہوئی بوا تم جانو وہ تو اگلے وقت کی ہین اُنھون نے **سنگ شور جادو** کو بھیجکر پکڑوا بلوایا اُدھر ہی سے قفس مین بند کر کے لیگیا بوا مجھے وہ بھولی بھولی صورت دیکھکر بڑا رحم آیا

سمنکال جادو نے ہماری بی بی آہو چشم کو لکھ بھیجا ہے کہ اپنی گوئیان کو آکر سمجھاؤ ہماری بی بی جانیکی تیاری کر رہی ہین یہ سنکر چالاک کنیزون کے ساتھ ساتھ اندر قصر کے آیا ملکہ آہو چشم کو سلام کیا آہو چشم نے کہا صبا رفتار کہان سے آتی ہے چالاک نے کہا حضور طلسم ہوش ربا مین آگ لگی ہے گھر گھر تباہی ہے جہان دیکھو آفت برپا ہے عیارون نے ہنگامہ ڈالدیا ہے اسی فکر مین نکلی ہون آپسے بھی کچھ عرض کرنا ہے ذرا کنارے چلیے تو عرض کرون آہو چشم اٹھ کھڑی ہوئی گھبرا کر کہا بوا صبا رفتار خیر تو ہے کہا حضور خیر و شر کا حال ظاہر ہے قتل اسد غازی کی تاریخ قریب ہے آفتاب لب بام وہ بے نصیب ہے شاہان اولوالعزم جمع ہونگے مہرخ و بہار کہتی ہین ہم اسد کو چھڑا لینگے اپنی جان مٹائینگے کمبختون کو سودا ہوا ہے شاہنشاہ سے کیا لڑ سکینگی اٹھارہ سو ملک کا مالک جادوئے علوم سحر و شعبدے کا مالک ہمہ دان ہمہ گیر عرش تدبیر صاحب فوج کثیر آہو چشم کہتی ہے اے صبا رفتار سچ کہتی ہو بادشاہ کا مقابلہ کرنا کیا آسان ہے ان لوگون کی سرکشی سنکر دل پریشان ہے ہمین تو بوا بہار سے محبت ہے اب منھ سے نہین نکال سکتی کوئی سن پائے شہنشاہ سے کہدے وہ کہین کہ بہار سے لگاؤ ہے تو یہ بھی باغی ہے چالاک درست کہتا ہوا ملکہ آہو چشم کو تنہائی مین لایا عیارون کی عیاری کا ذکر کرنے لگا کہ عیارون نے بڑے بڑے ستم برپا کیے شہنشاہ کو کیا کیا دھوکے دیے آپ کی سکونت صحرا مین ہے مین سمجھائے دیتی ہون کسی غیر کو یہان آنے ندینا مگر سبی مکارونکے بچی رہنا آہو چشم نے کہا بوا صبا رفتار یہ تمھاری مہربانی ہے میرے یہان نگوڑے عیارون کا کیا کام ہین اپنے قصر سے نہین نکلتی یہ باتین کرتے کرتے چالاک نے خاصدان سے ایک گلوری نکالی آہو چشم کو کھلا کر بیہوش کر کے اسکو تو ایک صندوق مین بند کردیا آپ اُسکی شکل بنکر نکلا کنیزون کو آواز دی تخت تیار کرو قصر پر ملکہ سمنکال کے ہمکو لیجاؤ سحر کرینگی نواب سمنے قسم کھائی بروز قتل اسد غازی جب لشکر مہرخ سے مقابلہ ہوگا اُسی دن سحر ہونگے مہرخ و بہار کو قتل کرینگے کنیزون نے کہا واری آپ کو سحر کرنے کی کیا حاجت ہے ایسی کونسی ضرورت ہے یہ باتین کرتا ہوا چالاک تخت پر سوار ہوا پانچ کنیزین ساتھ لے لین تخت اُڑاتی ہوئی طرف قصر سمنکال جادو کے چلی اب مہتر برق فرنگی کا حال سُنیے یہ ایک جادوگر بنا ہوا اڑتا ہوا جاتا تھا قریب ایک باغ کے پہونچا دیکھا چوبدار وغیرہ در باغ پر استادہ ہین مگر برق نے پہچانا کہ سرمایہ برف انداز کے بہت سے ملازم زیر دیوار باغ ٹہل رہے ہین عقل سے دریافت کیا شاید سرمایہ برف انداز اس باغ مین آیا ہے آج بن پڑے تو انھین کو ٹھنڈا کرو یہ سوچ کر بشکل صرصر شمشیر زن در باغ پر آیا صرصر حسین تو انتہا کی ہے ملازمان سرمایہ نے پکارا بی صرصر کہان سے آتی ہو برق نے منھ بنا کر کہا تمھارے منھ مین آگ لگانے آئی ہون جہان نگوڑون کو دیکھا کھنکھارنے لگے نگوڑے آنکھون مین کھائے جاتے ہین جا کے اپنی بٹیا بہنیا کو تاکو نگوڑے گھر کی تو خبر لو دو چار قہقہہ مار کر ہنسے کہا بی صرصر تم تو ہوا سے لڑتی ہو تم سے بات بھی کرنا دشوار ہے آج کل زبان بہت کھلی ہے

صرصر نے کہا کسی کی دبیل نہین ہون سامری جمشید شہنشاہ کو سلامت رکھین کوئی ٹیڑھی نگاہ ڈالے تو آنکھین نکلوا لون ابھی جو شہنشاہ سے کہدون تو معلوم ہو کمیدان نے آکر صرصر کا ہاتھ تھام لیا کہا بی صرصر کیون خفا ہوتی ہو یہ پیادون کا فرقہ ہے تمکو خدا نے حسن ہی ایسا دیا ہے برق نے تیوری بدل کے سر جھکا لیا کہا کمیدان صاحب یہان کہان آنے کا اتفاق ہوا کیا وزیر صاحب بھی آئے ہین کمیدان نے چپکے سے کہا اس باغ مین ملکہ شجر جادو آشنا وزیر صاحب کی رہتی ہین کبھی کبھی جورو سے چھپ کر چلے آتے ہین مزے اُڑاتے ہین صرصر نے کہا میان کمیدان صاحب خوب بتایا مجھے ناحق ربڑ ہوتی مکان پر سے جاکر پلٹنا پڑتا اب جاتی ہون پیغام شہنشاہ کا دے کر چلی جاؤنگی یہ کہکر اندر باغ کے آیا دیکھا نہایت باغ پر بہار نخل قطار در قطار گلہاے رنگارنگ شگوفہاے بوقلمون سروِ شل قد معشوق اکڑ رہے ہین گلچین و باغبان جوش بہار دیکھکر لڑ رہے ہین ہر نخل سرسبز و شاداب چشمون کی آب و تاب دیکھکر آب گوہر بیتاب حباب چشم معشوق کا سمان دکھاتے ہین نخل جوش بہار سے پھولے نہین سماتے ہین حوض مین فوارے چھٹ رہے ہین خزانے مروارید بے بہا کے لٹ رہے ہین برق فرنگی بشکل صرصر ہواے باغ کھاتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا سرما بے برف انداز مسند پر پہلو مین ملکہ شجر جادو جام شراب چل رہے ہین حوصلے نکل رہے ہین برق واسطے تسلیم کے خم ہوا سرما نے پوچھا ملکہ صرصر کہان سے آتی ہو یہان کا ذکر ہمارے گھر مین نہ کرنا ناحق کا فساد ہوگا بوجہ تو ہمارا گھر سے نکلنا ہوتا نہین شہنشاہ نے حکم دیا کہ جاکر سمنکال جادو سے ملاقات کرو اسکو لاکر سر باغ سیب مین بسا دو شاہ کا کچھ اسمین مطلب ہوگا مین نے دیکھا دن زیادہ ہے یہان ٹھہر گیا برق نے تیوری بدل کر کہا واہ وا وزیر صاحب آپنے کیا مجکو احمق نادان بنایا ہے مین پیٹ کی ہلکی نہین ہون لگائی بجھائی سے مجکو نفرت ہے مین جہان کی بات دیکھتی ہون وہین ختم کرتی ہون سرما نے کہا ملکہ صرصر ہمنے آمیختن مین کہا خفا نہو ہم خوب جانتے ہین یہ تمھارا شیوہ نہین ہے صرصر نے کہا حضور آپنے ملکہ شبنم گوہر پوش اور ملکہ سمنکال کا نام لیا آج سب عیاران لشکر براے رہائی شبنم نکلے ہین محفل سمنکال مین اوس پڑیگی ذرا سمجھ بوجھکر وہان تشریف رکھیے گا سرما نے کہا صرصر تم بھی ہمارے کساتھ چلو آج شب بھر وہان رہنا ہوگا سمنکال مجکو آنے نہ دیگی بڑے لطف سے دعوت کرے گی بہت خلیق ہے انتہا کی لئیق ہے برق نے سر جھکا کر کہا آپ کی خوشی اُس محفل مین شب کو دھما چوکڑی ضرور ہوگی اگر مجکو آپ لیے چلتے ہین تو بی سمنکال سے کہکر انتظام شراب میرے سپرد کرائیے گا دھوکا نہ کھائیے گا سرما نے کہا وہان اپنا اختیار ہے مگر صرصر ضرور چلو تمھارے کہنے سے مجکو بھی خوف پیدا ہوا حقیقت مین عمرو وغیرہ ضرور آئینگے صرصر نے جواب دیا آئینگے تو ذلت بھی اُٹھائینگے سرما نے ہاتھ پکڑکر اپنے تخت پر بٹھایا شجر جادو کو بھی ساتھ لیا تخت اڑا کر

طرف قصر سمنکال کے روانہ ہوا ۔ دو کلمہ داستان ملکہ سمنکال کے سُنیے جب اُس نے اپنی بھانجی کے مسلمان ہونیکی خبر پائی بہت گھبرائی روئی پیٹی سلح شور جادو کو روانہ کیا یہ قفس مین بند کرکے لایا سامنے سمنکال کے پہونچایا سمنکال قید مین دیکھکر سر پیٹنے لگی ہے ہے بچی اسی دن کے لیے پالا تھا کہ تجکو اس حال سے دیکھون موئے عمرو نے کیا سحر کیا ہماری محبت کو فراموش کردیا مین نے اپنی ساری جوانی تمپر گنوائی پہلو مین تمکو لیکر سوتی تھی رات ساری جاگ کر بسر ہوتی تھی اب نام خدا جوان ہوئین ہماری جانبازی کو فراموش کیا اے بی بی واسطہ سامری کا توبہ کرو مین تمھین قفس سے نکالون زخمون مین ٹانکے دون تصدق اُتارون اپنے کو تمپر سے وارون شبنم کی باتین سوزن ہی کلام نہین کیا جاتا بمشکل جواب دیا خالہ اماں آپ حق جان دے دیتی ہین نہ مجھپر کسی نے سحر کیا جادو کیا مین نگوڑے عشق و عاشقی کا نام نہین جانتی مذہب مسلمانون کا پسند آیا افراسیاب کے نام سے نفرت ہوئی بی حیرت نے سر دربار بلا وجہ ذلیل کیا دم کلمے کہے جو کبھی کانون نے نہ سُنے تھے مین عذر کرتی تھی کہ عمرو کے گرفتار کرنے کو لشکر مسلمانان مین رہی تھی وہ مکار غدار بنانے لگین عمرو نے آکر مجکو بچایا اگر سرداران اسلام نہ آجاتے ہم قبر مین سوتے ہوتے وہ سب میرے محسن ہین میری جان بچائی چاہو قتل کردو چاہو بخشو مین مسلمانون کا ساتھ نہ چھوڑون گی یہ سُنکر سمنکال بہت جھنجھلائی سیکڑون کنیزین گرد جمع ہوگئین چاؤن چاؤن کر رہی ہین کوئی کہتی ہے بی بی خالہ اماں کو یون جواب دیتی ہو دو ہی دن مین دیدہ پھٹ گیا ایک کہتی ہے یہ تو عاشق مزاج نہ تھین اب تو آثار حضرت عشق کے چہرے پر پائے جاتے ہین ہونٹون پر پپڑیان ہوی زلف پریشان آئینہ رخسار آئینہ سان حیران ایک نے کہا حرامزادی چپ رہ اپنی خالہ کی لاڈلی ہین لاڈلی بیٹیان دلوارین پھاندتی ہین ہم جو کبھی سمجھاتے ہین تو بی سمنکال خفا ہوتی ہین کہ میری بچی پر طعن و تشنیع نہ کرو میری بچی گھٹ گھٹ کر دبلی ہو جاے گی یہ باتین سوچ رہی تھین سمنکال کو سناٹا ملکہ شبنم کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ آہو چشم منھ بولی بہن ملکہ شبنم کی تخت پر سوار تاج جواہر نگار سر پر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چند کنیزین ساتھ تخت آکر اترا آہو چشم نے سمنکال کو سلام کیا سمنکال گلے سے لگا کر رونے لگی کہا بیٹا آہو چشم تمھاری بہن وحشی ہوگئی چوکڑی بھولی ہمکو آنکھین دکھاتی ہے ساتھ والیون سے شرماتی ہے آہو چشم نے کہا خالہ اماں مین تو اسی واسطے دوڑی آئی ہے ہے میری بوا کو کیا ہوا ارے میری بھولی بہن کو کس نے بھڑکا دیا ستیاناس گئی مسلمانون مین کس واسطے گئی وہ تو سب بھوت پریت ہین آنکھون مین نگوڑونکے موہنی ہے جو اُنمین جا کر پھنسا سامری جمشید کو بھولگیا بی مہ رخ صاحب سرو قد غنچہ دہن پھول سے عارض صراحی سا گلو شیرین سخن خوش رفتار آئینہ رخسار افراسیاب کی منظور نظر یکایک بہن سے لڑین مسلمانون پر جا پڑین جاتے ہی عمرو کی شریک ہوگئین بی مہ رخ نکل گئین باغ سیب برباد ہوا خالہ اماں انصاف تو کرو

جب باغ مین بہار نہو وہ باغ ہی کلیجہ کا داغ ہی کانٹا اسکی محبت کا دل مین شہنشاہ کے کھٹکتا ہی اس سرو قد کی یاد مین مثل قمری کے پھڑکتا ہی سمجھایا کبھی قید بھی ہوئین ذلت اُٹھائی مگر راہ پر نہ آئین دیکھیے ہمشیرہ صاحب کیا کرتی ہین مگر خالہ اماں خفا نہو تو مین کچھ عرض کرون چھوٹی ہون بات بڑی کہونگی انصاف کی مقام پر خاموش نرہونگی خطا معاف آپ کی جانون جانون آٹھ پہر کی کانون کانون نے یہ آفت برپا کی آپکی صحبت سے بیزار ہوکر باغ مین رہین نوجوان مستانیان نوکر رکھی گئین جب کبھی مین نے جاکر دیکھا جھنڈ اسا سر کھلا ہوا ہی دونون وقت ملتے کہین موئی دوڑی دوڑی پھر رہی ہین وہ نگوڑیان چھل پائیان ساتھ ہین آنکھ مچولا چادر چھپولا ہو رہا ہی مین ہمیشہ کھٹکتی تھی کہ دیکھیے اس کا انجام کیا ہوتا ہی یہ کہکر پہلے خوب رویا پھر کان مین جھک کر کہا اب آپ زیادہ ظلم و بدعت نکیجیے میرے کہنے پر رہیے مین اپنے طور پر سمجھا لونگی صبح تک آپکے قدمون پر گروا دونگی سمنکال نے ہاتھ باندھے کہ بیٹا آہو چشم مین تیری لونڈی ہو جاؤنگی جو تیرے نزدیک بہتر ہو وہ کر چالاک نے کہا قفس تو الگ رکھوا دیجیے کنیزین وغیرہ وہان نہ جاوین سمنکال نے کہا کہ قفس صاحبزادی کا صحنچی مین رکھدو خبردار وہان کوئی نہ جاے آہو چشم ہماری چھوکری جو کہے وہی کرنا کنیزون نے قفس اُٹھاکر ایک صحنچی مین رکھدیا مودب سامنے سمنکال کے بیٹھا دل مین سوچ رہا ہی کہ کسی صورت سے تقریب شراب کی کرون یہ سب بیہوش ہون ملکہ شبنم کو رہا کرون اس خیال مین تھا کہ ہواے سرد ملی ابر سیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے ابر شق ہوا دیکھا سرماے برف انداز ایک پہلو مین اُسکی معشوقہ شیشہ جادو مع چند کنیزون کے گوشہ تخت پر ملکہ صرصر بانہاے عیاری سے آراستہ سرماے برف انداز سے گرمیان کر رہی ہی چالاک کے ہوش اُڑگئے کہ یہ تو غضب ہوا والدہ ماجدہ آن پہونچین اب ہوا بگڑی صرصر کے سامنے تیری ہوا نہ بندھیگی آتے ہی پہچان لیگی سمنکال سرما کو دیکھکر کھڑی ہو گئی سرما تخت اُترا صرصر بھی کودی سمنکال نے کہا وزیر صاحب آپ نے سنا ہمارا گھر برباد ہوتا ہی اپنی تباہی پر ہر وقت روتا ہی سرما نے کہا مین اسی واسطے حاضر ہوا ہون شہنشاہ نے مجکو بھیجا کہ شبنم کو بھی جاکر سمجھاؤ اور ملکہ سمنکال سے کہو کہ آکر سرحد باغ سیب مین بسو جبتک طلسم کشا قتل نہو جاے سرحد سے باہر قدم نہ نکالو سمنکال نے گھبرا کر کہا اس سے کیا فائدہ گھر بسا بسایا کیونکر چھوڑون صرصر نے کہا یہ مقدمات راز و نیاز ہین بر وقت سمجھا دینگے سمنکال نے کہا چھوکری کے بارے مین کیا ہوگا صرصر بول اُٹھی بی سمنکال کیون گھبراتی ہو ہم اسی واسطے آئے ہین بی سمنکال ابھی انتظام ہوا جاتا ہی بوڑھا چونڈا ہلاتی ہو ناحق کی باتین بناتی ہو صاحبزادی نے کسی کا گھر لوٹ لیا کسی کی دیوار پھاندی کسی سے نین مٹکا کر لیا بی حیرت نے کلمات سخت کہے صاحب شوکت صاحب لیاقت بگڑ گئین عمرو عمرو پکارنے لگین

جس کی جان اور آبرو پر بنے بتلاؤ بی **سمنکال** وہ کیا کرے بڑے بڑے رستم جان جانے کے وقت گھبرا جاتے
ہین دامن بیحیائی سے منھ چھپا لیتے ہین آپ نے بھی غضب کیا میان **سلح شور** کو بھیجدیا اُنھون نے بھی جرأت
دکھائی گرفتار کرکے قفس آہنی مین بند کرلیا اب بتلاؤ آدمی کو ناگوار ہو کہ نہو کوئی صاحبان لیاقت کو جوتیان
مار کر نہین سمجھاتا ہے بی **سمنکال** خفا ہونا پانی کا ہگا منھ پر آتا ہے **چالاک** بہ شکل آہو چشم **صرصر** کو دیکھکر منھ چھپائے
بیٹھا تھا اب جو سطح کی باتین سُنین کان کھڑے ہوے دل سے کہتا ہے یہ باتین تڑاق پڑاق ہمارے بھائی **برق**
کی معلوم ہوتی ہین ڈرتے ڈرتے منھ پھیر کر دیکھا بھوری بھوری آنکھین دیکھکر پہچانا اب تو **چالاک** اُٹھا کہا بی
صرصر میرا بھی سلام **برق** نے آنکھ ملائی ایک نے دوسرے کو پہچانا خوب آپس مین اشارے کنائے ہوے **برق**
نے کہا بھائی **چالاک** ابھی سب کو مارے لیتا ہون **چالاک** نے کہا مین رنگ جا چکا ہون **برق** نے پوچھا ملکہ شمیم
کہان ہین **چالاک** نے اشارہ کیا صحنچی مین قفس رکھوادیا ہے آج تو وزیر اعظم کی بھی گردن لو **چالاک** نے کہا اب کہان
جائینگے سرہا قریب آن کر ملکہ **سمنکال** کے بیٹھا **سمنکال** نے کہا سامان **عیش و عشرت** مہیا کرو سرمامے کہا بی
سمنکال انتظام شراب کباب بی **صرصر** کے سپرد کرد اسی واسطے مین ساتھ لیتا آیا ہون آج ضرور عیاران اسلام
عمرو وغیرہ ادھر کا قصد کرینگے انکے سامنے کیا مجال ہے کہ آسکین بخوبی ایک ایک کو پہچانتی ہین اُنکو گرفتار کرلینگی اور
ہمیشہ شراب پینے مین احتیاط کیا کرو رہائی **اسد غازی** قریب ہے **عمرو** آفتین برپا کریگا ہم لوگ فکر قتل مین مسلمان
فکر رہائی مین جسکی چل جاے **سمنکال** نے کہا اے وزیر اعظم بہت مناسب کیا **صرصر** یعنے **برق** نے بڑھکر کلید میخانہ
کی لی اب **چالاک** **برق** خوش ہین کہ سب کو مار کر محفل درہم و برہم کرینگے چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان کنیزین محفل
مین آراستہ کر رہی ہین **برق** نے گلابیان نکلوانے کا قصد کیا ہے **چالاک** کا اشارہ ہے کہ ہان بھائی جھٹ پٹ دارو
بیہوشی ملاؤ **برق** چلا ہے کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی حضور کے جشن کا ذکر سُنکر ایک کلاونت در دولت پر حاضر ہے اُمیدوار
باریابی ہے **سمنکال** تو خود چاہتی تھی کہ آج ایسا سامان مہیا ہو کہ وزیر اعظم دستور معظم **افراسیاب** خوش ہو کر کہے
کہ اسطرح کا جلسہ کبھی صحبت شہنشاہ **افراسیاب** مین بھی نہین ہوا حکم دیا بلالو **برق و چالاک** گھبرا کر دیکھنے لگے آپس مین
اشارے ہوے **چالاک** نے کہا بھائی **برق** شاید مبدو کعبہ آپہنچے غرض کہ یہی تماشا ہوا دیکھا ایک شخص نحیف و ضعیف آب روان کا کرتا زیب جسم مشروع
کا پائجامہ اگلی وضع کا سفید ڈاڑھی تا بناف پاؤن مین رعشہ طنبورہ کہنہ کاندھے پر منھ مین ایک دانت مگر چہوڑا مزیدار
سرخ چہرہ سر پر گلوری جو کھائی ہے پیک گر رہی ہے نصف ڈاڑھی رنگی ہوئی سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا ہو جھک کر
ملکہ **سمنکال** کو سلام کیا عرض کی اعلے لعلے مراتب ہین آفتاب سلطنت تابان رہے **صرصر** نے آگے بڑھکر کہا
میان گویے صاحب کہان سے آتے ہو بڑے میان گھبرا گئے بغلین جھانکنے لگے سر جھکا کر کہا حضور مین نے پہچانا
نہین آپ کون صاحب ہین **صرصر** نے کہا آپنے ہمکو نہین پہچانا صحبت مین شہنشاہ **افراسیاب** کی آپ اکثر گاتے تھے

اب آپکی آج یہان بڑی خاطر ہوگی اچھی طرح خدمتگزاری کیجائیگی بڑے میان نے سر جھکاکر کہا بی بی تمھاری خوشی نہو تو ہم چلے جائین تم لوگو کے بھیجک ہین انگ کھاتے ہین بڑے بڑے لوگون کی محفل مین جاتے ہین سامنے جمشید مسلمانون کو غارت کرین جسدن سے انکا قدم آیا فیض بالکل اٹھ گیا کسی کو دمڑی نہین دیتے جابجا ملک ویران پڑے ہین ہمارے قدردان مٹ گئے برق نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا بڑے میان صاحب بیٹھیے حقیقت ہین یہ عمرو ہین روح جسم سے نکل گئی دل سے کہا خواجہ اب پکڑے گئے یہ ظالم اب پکار کر کہدیگی ابھی خیر ہے نکل چلو دوسری طرف سے آہو چشم نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا میان کلانونت صاحب ہم آپکے قدردان ہین دل سے تمھاری خدمت کرینگے اب عمرو اور زیادہ گھبرایا کہ پکڑے گئے برق جو بصورت صرصر ہے کہا ذرا سر تو اٹھائیے ہمسے آنکھ ملائیے گھبرائیے نہین خدمت مین شہنشاہ کی آپ کو بڑی دھوم سے لے چلینگے عمرو نے اب جو سر اٹھایا اس پہلو پر برق کو دوسری جانب اپنے نور نظر چالاک کو دیکھا اب تو بڑے میان ٹھٹھا مار کر ہنسے کہا اب ہمنے بھی پہچانا تم دونون صاحب تو ہمارے کمال سے خوب آگاہ ہوائے زیادہ لطف ہوگا برق نے کہا بڑے میان شراب ہمارے قبضہ مین ہے عمرو سمجھ گیا کہ یہ دونون پہلے سے آئے ہین رنگ اپنا جما چکے ہونگے شراب مین بیہوشی بھی ملا چکے ہونگے دوزانو ہوکر سامنے سمنکال کے بیٹھے سمنکال سمجھی یہ بڈھا کیا گائیگا مسخراپن کریگا آواز بھی منھ سے نہ نکلیگی کہا اے صرصر اس بڈھے کو کچھ دلوا دو رخصت کرو برق نے ہاتھ بڑھاکر کہا ملکہ صاحب یہ لوگ یادگار ہین تانسین بیجو باورا و میان نان تورخان وغیرہ کی انھون نے آنکھین دیکھی ہین سماعت تو فرمائیے بہت محفوظ ہوجیے گا ہمنے انکو بہت سنا ہے سمنکال نے مجبوری کہا خوشی تمھاری اب تو خواجہ عمرو نے طنبور کو ملایا گنگناکر یہ غزل شروع کی **غزل**

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کس کے
نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے
وہ چلا جان چلی دونون یہان سے کھسکے
اسکو تھامون کہ اسے پانون پڑون کس کس کے
پانون تربت پہ مری دیکھو سنبھلکر رکھنا
چور ہے شیشۂ دل سنگ ستم سے پس کے
کس پریرو سے ستمگر سے ملا دل افسوس
کشتہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اس کے
نالۂ اشک نہو باعث دردِ سر مرگ
غیر کے سر پہ لگاتا ہے وہ صندل گھس کے
کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

س غزل سے صدائے واہ واہ بلند ہوئی عاشق دل جو تھے انھون نے کلیجے تھام لیے آنکھ ملاکر ملکہ سمنکال سے یہ غزل زیب النسا مخفی کی گائی **غزل**

رفتی بہ پیش دیدہ و من بنجیبہ ہنوز
دارم خیال روے ترا در نظر ہنوز
اے گریہ ہمتے کہ ز خونابہ جگر
دارم ہزار دجلہ بہ چشم تر ہنوز

خاکِ وجودِ من غمِ ہجران بباد داد	من در ہواے وصل تو ام دربدر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خرابی ہنر شدم	دارم ہواے صحبت اہل ہنر ہنوز

برق نے لاکر گلابیان چن دین مہوشی دل بھر کے ملائی چالاک اپنا کام کر رہے ہین ساقی نچے شراب پلا رہے ہین رنگ محفل دگرگون ہے میان سرما کے پہلو مین معشوق صدا الاؤ لاؤ کی بلند برق بھی جانبازی مین مصروف خواجہ کو ہاتھو نہین ہلانا پڑا برق کئی مرتبہ تڑپ کر صحنچی مین پہونچا ملکہ شبنم گوہر پوش سے کہا ملکہ نہ گھبرانا تمھارے واسطے تین عیار اس محفل مین موجود ہین ابھی سب کو قتل کرتے ہین تمکو چھڑا کر لیے چلتے ہین ملکہ شبنم دل مین اپنے بحال چہرہ خوشی سے لال ہوا ہے کہتی ہے اے شبنم ان لوگون کا کیونکر ساتھ ندے ہر وقت واسطے جانبازی کے موجود ہین صحنچی مین دیکھ رہی ہے برق کے کہنے پر پہچان گئی تھی کہ خواجہ طنبورا لیے گا رہے ہین برق بشکل صرصر تڑپتا پھرتا ہے چالاک گلوریان حاضر کر رہا ہے رات تھوڑی باقی تھی اب نشہ تیز ہونے لگا سرما کی آنکھون مین سرسون پھولی سر جھکانے لگا ملکہ سمنکال جادو سے کہا دیکھو خداوندون کے تخت آسمان سے اُتر رہے ہین اور تم تعظیم کے لیے نہین اُٹھتین بڑی بے ادب ہو سنگ سیاہ ہو جاؤ گی سمنکال جادو نے کہا کہ تم وزیر افراسیاب جادو ہو پہلے تمکو اُٹھنا مقدم ہے ادھر گھبرا کر سرما اُٹھا اُدھر ملکہ سمنکال جادو اٹھی ادھر کنیزین اُٹھنے لگین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے یہ سب گرے جو اپنے مقام سے اُٹھا گویا جہان سے اُٹھا دھما دھم گر گر کر بیہوش ہونے لگے عمرو نعرہ کر کے اُٹھا برق نے نیمچہ کھینچا چالاک خنجر پکڑ کر چلا اول برق نے جھپٹ کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو قفس سے نکالا زبان سے سوزن کھینچی شبنم اپنے کو آراستہ کرنے لگی جھولی سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی عمرو کپڑے اتارنے لگا زیور اُتارا اور قتل کیا لاشے جادوگرون کے برہنہ پھڑکنے لگے دریاے خون جاری ہوا عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ سمنکال کو قتل کر دون کسی کو برق نیمچہ مار دیتا ہے کسی کو چالاک خنجر لگاتا ہے اندھیرے مین عمرو لوٹنے مین مصروف ہے مرنے سے ساحرون کے اندھیرا ہو گیا صداہاے مہیب آ رہی ہین زمین کو تزلزل آسمان کو چکر سارا مکان پردۂ ظلمات ہے سیاہی شب یلدا کی مات ہے ظلمت آباد کہنا ٹھیک ہے اُسوقت وہ قصر مثل گور یہودان تاریک ہے یہ ہنگامہ دیکھکر شبنم گوہر پوش گھبرا رہی ہے ہر مرتبہ پکارتی ہے خواجہ خدا کے واسطے نکل چلو کوئی اور مصاحب نہ آجاے قلعہ بہت وسیع ہے اسکا مرتبہ رفیع ہے عمرو کب سنتا ہے ہزارون کو قتل کر ڈالا شبنم پکارتی ہے خواجہ ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہے کبھی گھبرا کر ہنستی ہے خالہ اماں کو گرفتار کر لو قتل کرنے کا قصد نہ کرنا سرما کو ٹھنڈا کر دو افراسیاب جادو کا بازو ٹوٹ جائیگا اسکی ذات سے بڑا انتظام ہے عمرو ہان ہان کہتا جاتا ہے مگر ہاتھ نہین رکتا قضا کار مطر جادو مصاحب خاص سمنکال کا واسطے شکار کے گیا ہوا تھا وہان سے پلٹا ہے یکایک قصر سمنکال کے دیکھا آگ برس رہی ہے ساحرون کے مرنیکی صدا بلند ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے گھبرا گیا کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا آسمان

پر جا کر دیکھا کہ تین عیار خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے قتل کرتے پھرتے ہیں سمنکال ایک جانب بیہوش وزیر اعظم کو انتظام فراموش وہیں سے نعرہ کیا خبردار او ناعیارو یہ کیا ستم برپا کیا ہے میں آپہونچا منم مطیر جادو شبنم نے آواز دی کہ خواجہ غضب ہوا جلد بھاگو یہ عیار کب رکتے ہیں جست کر کے چشم زدن میں قصر سے نکلے شبنم نے دو چار گولے مارے آگ برسا دی سیکڑوں اسکے سحر سے بھی مرے تڑپکے یہ بھی بیرون قلعہ آئی خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی باہر آکر ٹھہرے صبح ہو چکی تھی شبنم کا انتظار ہے مگر عمرو افسوس کر رہا ہے کہ کیا فلک نے گردش دکھائی ہائے پہلے میں نے سمنکال کو گرفتار کر لیا برق کہتا ہے استاد اسکی موت نہ تھی کمبخت بچ گئی کل آن کر مارینگے عمرو نے کہا بقراط ثانی نے جو پرچہ چھپا ہے لوح میں اسی کا نام لکھا ہے کہ سمنکال جادو کو مطیع کر لیا جاتا ہے فلک ہمارے ساتھ ہر سر گردش ہے بیکار ساری کوشش ہے کیا

کوئی آج سے ہی فلک مدعی کیا   جو پہونچی قیامت تو آہ و فغاں ہے   مرے ہاتھ میں دامن آسمان ہے
یہ دل گرد کلفت کا اک کاروان ہے   ہمیشہ مرے حال پر مہرباں ہے   کدورت بیان کیا کروں نہیں کہتے تو
عجب مخمصے میں ہوں جور فلک سے   جو روتا بھی ہوں نہیں غبار دل سے   تو آنسو کا سیلاب ریگ رواں ہے
    حوادث کے تیروں کا سینہ نشاں ہے

عمرو اس خیال میں گھبرا رہا ہے کہ ملکہ شبنم گوہر پوش بھاگی ہوئی آئی کہا خواجہ غضب ہوا مطیر جادو برس پڑا سمنکال و سرما کو ہوشیار کر دیا سب میرے تعاقب میں آتے ہیں جلدی بھاگو یہ کلمہ تمام نہونے پایا تھا کہ سامنے سے سمنکال بصد قہر و جلال کف منھ سے جاری گالیاں دیتی ہوئی چلی آتی ہے شبنم کو دیکھکر پکاری او چھوکری کہاں جاتی ہے تیرے دھگڑوں نے میرا گھر برباد کیا خوب تو نے مجھکو شاد کیا اب تو زندہ نکلکے جائیگی شبنم پلٹ پڑی خواجہ نے گلیم اوڑھ لی چالاک و برق تڑپ تڑپ کے زرعہاے نخلستان میں چھپے قلعہ کے اندر سے ہزارہا جادوگر دوڑ پڑا شبنم گوہر پوش کو گھیر لیا سرما بھی اپنی معشوقہ کے لیے روتا ہوا آپہونچا کہتا ہوا کہ ہاے جوان معشوقہ کو میری مارا آسمان جادو کے نخل حیات کو قلم کیا یا ساحری اس سن کا درخت بھی نہ کٹے ایسا صدمہ کوئی نہ دیکھے باغ حیات پر اسکے صرصر خزاں چل گئی شاخ زندگانی نہ پھولی نہ کھلی غنچہ آرزو سربستہ رہا گل امید نہ کھلا اب سرما نے بھی اس گرمی میں شبنم پر سحر کیے روئی کے گالے اڑاتے برف پڑنے لگی ایک جانب سمنکال جادو چاہتی ہے شبنم کو پکڑ لوں یا آتش سحر سے پھونک دوں خواجہ عمرو جب دیکھتے ہیں کہ شبنم کو ساحروں نے گھیرا شبنم بدحواس عالم یاس میں زخمی ہو رہی ہے اسوقت گلیم اتار کر ایک حقہ آتشبازی کا مار دیا سو دو سو جلگئے کبھی جادوگر بنکر آیا کسی کی کوکھ پر خنجر مارا چالاک بھی حباب بیہوشی مارتا پھرتا ہے مگر ساحروں کا بلوہ نہیں کم ہوتا اگر کسی کے سحر میں پھنس جاتے ہیں شبنم اس جادوگر کو قتل کر کے عیاروں کو چھڑاتی ہے مگر کس کس کو مارے اکیلی کیا کرے خواجہ عمرو تنہا کا

قلق ہے کہ افسوس شبنم گوہر پوش قتل ہوتی ہے گل رخسار پر زردی چھا گئی ہے آنکھون مین حلقے جسم مین رعشہ اہالیان شہر کے نزدیک اک تماشہ تین کوس تک شبنم گوہر پوش لڑتی ہوئی آئی ہاتھ سے جادوگرون کے مہلت نہ پائی زخمون مین چور چور ہوئی سمنکال جادو دستر یا برف انداز نے قیامت برپا کر دی بیقرار ہو کر دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا عمرو و برق و چالاک نے بھی دعا کی نظم

از آہوی چشم دلبران باز
در چاہ شقاوتم بدین روز
سازم رسن و برآیم از چاہ
بار الٰہ خودی خود جدا کن
غم نیست اگرچہ رہ تباہ است
سازد لگد قضا چو پستم

در کوکب اشک در سحرگاہ
آہ سحرم دہ از سر سوز
از شوری اشک چشم بے آب
توفیق رفیق راہ ما کن
چون دست اجل شود گلوگیر
از راہ کرم بگیر دستم

یارب سگ نفس زشت را ساز
بنمائے بجانب خودم راہ
کز تد الف کہ ہست در آہ
خواہم نگے کہ نایدش خواب
توفیق تو گر رفیق راہ است
موئے نکنی ز لطف تقصیر

شبنم بھی آنکھون سے اشک حسرت بہاری ہے کہ اے باغبان قضا و قدر مثل نسیم سحری گرمی آفتاب سحر سے ان بیچارون کے پامال ہون یہ کنیز غم و الم سراپا اشک ہو رہی ہے نظر دیکھیے ان ظالمون کے گر رہی ہے ہو اے لطف سے نخل آرزو کو سرسبز کر دے دامن مدعا گل مراد سے بھر دے دعا تمام ہوئی تھی کہ بقدرت سمیع و علیم و بعنایت رحیم و کریم ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار باغ نگارین سے طرف ہزار درے کے جاتی ہین صبح کا وقت نور کا تڑکا تارون کا جھلملانا طائران خوش الحان کا چہچہانا کبک کہی کا قہقہے مارنا عندلیب خوش نوا کا پھول پھول کر ہر شاخ پر چہکارنا سبزے کو صنعت باغبان قضا و قدر نوک بان چشم نرگس شہلا سے انتظاری عیان ملکہ بران نے جو یہ سمان دیکھا یادگل عارض ایرج نوجوان مین اشک حسرت آنکھون سے ٹپک پڑے ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہر گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

اے شعلۂ آتش جہان سوز
اے دلبر و دلربائے دلدار
اے ہمدم و ہمدم مسیحا
اے نقش و نگار مسکن حسن
تجھپر سے نثار جان خوبی
اے باعث قطع دست موسیٰ
اے مرہم زخم دلفگاران

اے طعنہ زن فسون نگاہان
اے کافر بیوفائے عیار
اے مہر عروج کج ادائی
اے تازہ بہار گلشن حسن
اے جادوے پرفن و فسون ساز
اے غیرت دلبر زلیخا
اے موجب آہ و زاری دل

اے جلوۂ برق خانمان سوز
اے موجد قتل بیگناہان
اے محرم و محرم تمنا
اے ماہ برج بیوفائی
اے نورس بوستان خوبی
بازی دہ عاشقان جانباز
اے دارو ے درد بیقراران
اے باعث بیقراری دل

اے حوصلہ سوزِ چارہ سازان
آتش زن آرزو گدازان
کبتک یہ ستم کے طور ظالم
کب تک یہ جفا و جور ظالم

عرصۂ دراز تک ان اشعار کو پڑھ کر روئی کبھی دل سے کہتی تھی اے بران یہ بیقراری اشکباری بالکل بیکار ہی جان دینا عشق مین مآل کار ہی اسی تردد و انتشار مین مبتلا ہی تھی کہ ایک جانب سے ہنگامۂ دار و گیر کی صدا کان مین آئی کبھی شعلے بھڑکے کبھی ٹکڑے ابر کے کڑکے گھبرا کر طاؤس پر سوار ہوئی کہ اے بران دیکھ یہ کیا معرکہ ہے کسی مقام پر ساحرون سے جنگ ہو رہی ہی بجلی بھی چمکتی ہی بہ تعجیل آنسو پونچھے طاؤس پر سوار ہو کر مثل ستارۂ سحری آسمان پر چمکی دیکھا کہ ایک مقام پر ہزارون جادوگر ایک مہ لقا کو گھیرے ہین اُس ماہ پیکر نے لڑتے لڑتے زخمی ہو کر زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین تمام جسم خون سے لال لختے خون کے لباس پر جمے ہوی یہ حال دیکھکر دل بھر آیا اُس نازنین کی تنہائی پر قلب تھرایا مائل بہ پستی ہوئی جب قریب پہونچی دیکھا کہ خواجہ عمر بھی لڑ رہے ہین حقہ ہاے آتشبازی مار کر گلیم اوڑھ لیتے ہین اتنے مین بران نے نعرہ کیا خواجہ نہ گھبرانا یہ کنیز آن پہونچی اُترتے اُترتے مٹھی بھر کے ماش کے دانے مارے کئی سو جادوگر آتش سحر سے جلکر خاک ہوے قریب ملکہ شبنم کے پہونچی شانہ تھام کے اُٹھایا چونکہ بران نے اسکو دیکھا نہ تھا تازہ مطیع الاسلام ہوئی ہی پوچھا اے شاہزادی تیرا کیا نام ہی عمر نے پہلو پر سے اپنے کو ظاہر کیا کہا اے نور نظر اسکے شریک ہوتے ہی آفت آئی کوہ مروارید کی شاہزادی ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نام ہی یہ سمنکال جو لڑ رہی ہی اسکی خالہ ہی گرفتار کرا منگایا تھا ہمنے آن کر رہا کیا اب ان سبھون نے گھیرا ہی ہنر بیشۂ جرأت جہانتک ہو سکے سمنکال کو قتل نہ کرنا زندہ گرفتار کر لو شبنم پر اوس نہ پڑنے دو یہ سنکر بران نے کہا خواجہ ہٹ جائیے خدا چاہتا ہی تو ابھی اسکو گرفتار کرتی ہون یہ کہکر ملکہ بران نے کاتی دوپٹہ کی باندھی نیمچہ نیام انتقام سی لیا ساحرون پر حملہ کرنا شروع کیا جب نیمچہ کو جنبش دی برق چمکی دو چار کے سر اُڑ گئے کسی پر گودہ مارا کبھی جوڑے سے اختر مروارید نکالا جب چمکا دیا ہر ساحر بلکہ مروارید کو دیکھکر گھبرایا صدف چشم مین تاریکی چھائی طبیعت گھبرائی اندھا ہو کر ٹٹولنے لگا بھاگ کر نکلی اون گنڈی تولنے لگا چونکہ قلعہ قریب ہی ہزار ہا ساحر برائے مدد سمنکال چلے آتے ہین لینا لینا کا غل مچاتے ہین جب برق شمشیر ملکہ بران غمشیر زن چمکتی ہی الامان کہکر ہٹتے ہین بغیرت تلوار سے سب کٹتے ہین مگر سمنکال بڑے زور شور سے ملکہ بران پر سحر کرتی ہی ہزار ہا تیر و ترنج و رائی کے دانے بران پر پڑتے ہین مگر بران نہنگانہ پلنگانہ اُن روباہون مین مصروف سحر خوانی ہی

نظم مصنف

ہوئی جنگ تازہ تہ چرخ پیر
زمین ہل گئی کانپا مہر منیر
بنا اک سیہ آسمان بلند
اُڑی کسقدر گرد پاے سمند
چھپا مہر تابان بزیر غبار
قیامت ہوئی ہر طرف آشکار
اُڑی گرد یہ دن کی شب ہو گئی
اندھیری بیابانین سب ہو گئی
بڑھی فوج قبضونکو سب چوم کے
وہ ڈھالونکی اُٹھی گھٹا جھوم کے
چمکنے لگی برق شمشیر کی
صدا آئی بیہم پر تیر کی

وہ حملے تھے بران کے گرم و تیز
زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز
زمین تر تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا
یہ اک جا پہ لاشونکا ستھراؤ تھا

آخر نہیب برق شمشیر ملکہ **بران شمشیر زن** سے ساحران غدار بھاگنے لگے تیر و کمان پھینک کر گوشون مین چھپے کمانون مین خم آیا تیر انداز سہم گئے تیر پر نہ کھولتے تھے ترکش مین تیر تھے یا طائران پر ند تھے ملکہ **بران** لڑتے بھڑتے سامنے **سمنکال** کے پہونچی للکارا کہ خبردار او **سمنکال** جھولی پھینکدے قدمون کو چوم نشہ غرور سے نہ جھوم **سمنکال** نے کئی گولے مارے **بران** نے روک کر اختر مروارید سامنے **سمنکال** کے کردیا ایک شعلہ چمکا **سمنکال** بیہوش ہوکر گری **بران** نے بان مین سوزن دیا رسن سحر سے مشکین باندھلین ہمراہیان **سمنکال** بھاگ کر قلعہ مین چھپے اب میدان کارزار مین تینون عیار ملکہ **بران شمشیر زن** و ملکہ **شبنم گوہر پوش** موجود ہین سب کافر بھاگ گئے خواجہ **عمرو** نے ملکہ **بران** سے کہا **سمنکال** کو ہوشیار کرو **بران** نے سحر اُتارا **سمنکال** نے آنکھ کھولی اپنے کو اس حال تباہ مین پایا **شبنم** خالہ کا یہ حال دیکھکر رونے لگی اُس زخمداری مین ہاتھ باندھکر آگے بڑھی کہا کیون خالہ امان ظہور شرف اسلام دیکھا آئینہ دل سے غبار رفع ہوا طاعت دین اسلام ملت بیضا کی قبول کیجیے سعادت کونین حصول کیجیے میری خاطر سے ملکہ **بران** نے آپ کو قتل نہ کیا **عمرو** بھی سمجھانے لگا **بران** نے بھی کہا اے **سمنکال** تو ساحرہ زبردست ہے کتاب سامری مین ضرور دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی سامری پرستون کی آبرو جا چکی **اسد** شیر دل **افراسیاب** کا قاتل ہے احکام مین حکمائے طلسم کے جو دخل دے وہ جاہل ہے اُسوقت **سمنکال** زخمدار بھی تھی غصہ بھی انتہا کا ہر چند ان سب نے کہا اس نے جواب بھی نہ دیا **عمرو** نے کہا ملکہ ہٹو مین ابھی انکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر نیمچہ کھینچکر بڑھا **شبنم گوہر پوش** رونے لگی ہاتھ سے خواجہ کے لپٹ گئی دست بستہ عرض کی خواجہ مان نے میری کمسنی مین انتقال کیا اُسنے مجکو بڑے ناز و نعم سے پالا اسوقت غصہ مین ہے نہین مانتی ہے چلکر قید کیجیے قتل کی سزا نہ دیجیے آخر دو چار دن مین مان جائیگی مین سمجھا لونگی **عمرو** رک گیا ملکہ **بران** نے قصد کیا کہ تخت سحر تیار کرے مگر حال **افراسیاب** جادو سماعت فرمائیے باغ سیب مین تخت جواہر نگار پر بیٹھا برائے شاہان طلسم ہوش ربا فرمان بمضمون طلب روز قتل **اسد** لکھوا رہا ہے اب ہر وقت یہی چرچے ہین کہ زمانہ قتل **اسد** قریب ہے جو اس جلسہ مین شریک نہو بڑا بے نصیب ہے کہ یکایک دیکھا سرمائے **برف انداز** زخمی چلا آتا ہے **افراسیاب** جادو نے گھبرا کر پوچھا اے وزیر اعظم مین نے تمکو واسطے لینے **سمنکال** کے بھیجا تھا یہ کیا ہوا سرما نے کہا شب کو عیارون نے آکر قیامت برپا کی **شبنم** کو رہا کر لیا ہم سب نے جاکر گھیرا عین وقت پر **بران** آگئی غلام اُنکے ہاتھ سے زخمی ہوکر چلا آیا نہین معلوم **سمنکال** پر کیا گذری یہ سُنکر **افراسیاب** نے کہا بڑا غضب ہوا ایسا نہو **عمرو** اسکو گرفتار

کرکے لیجائے اگر وہ مطیع الاسلام ہوجائیگی تو باعث خرابی ہی اس رازکو منھ سے نکال نہین سکتا یہ کہکر بقہر و غضب تمام سمت قلعۂ سمنکال چلا یہان خواجہ وغیرہ چاہتے ہین کہ سمنکال کو لے کر چلین کہ آسمان سی نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوشربا او دختر کوکب ما بدولت آن پہونچے تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی عمرو تو پرچھائین دیکھکر سمجہہ ٹپک کر ایک غار مین بھاند پڑا برق ایک جانب چالاک ایک سمت شبنم نے گولہ مارا ملکہ بران نے برق چمکائی بھلا افراسیاب انکے سحر کو کب مانتا ہی بران نے بہت سے ماش کے دانے پھینک مارے افراسیاب سحر دفع کرنے لگا بران نے دیکھا اس بھیا سے جان بچنا دشوار ہی اس سے لڑنا بھی بیکار ہی یہ کہکر دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوکر نکل گئی شبنم ایک جانب بھاگی نظرون سے افراسیاب کی مخفی ہوگئی اب جو افراسیاب نے دیکھا بران و شبنم کو نہ پایا قریب سمنکال کے آیا زبان سے اُسکی سوزن نکالا سمنکال دوڑکر قدمون سے لپٹ گئی کہا شہنشاہ عیارون نے میرا گھر لوٹ لیا لونڈی کو تباہ کردیا میری بھانجی کو مطیع کرکے لے گئے مجکو بڑا داغ دے گئے افراسیاب نے کہا اے سمنکال بعد ایک ہفتہ کے سردار روبال سے ہاتھ باندھ باندھ کے خدمت ما بدولت مین حاضر ہونگے جب اسد قتل ہو جائیگا مایوس ہوکر آخر کہان جاوینگے شرف خدمتگزاری پاوینگے شبنم کو مین گرفتار کرا منگاؤنگا تمھارے سپرد کردونگا مگر تمھارا رہنا اس قلعہ مین مناسب نہین ہی واسطے دو ہفتہ کے چلکر سرحد باغ سیب مین رہو خبردار اس سمت نہ آنا جہان تک ہوسکے اپنے کو چھپانا اس مین بھی اسرار ہی اُسکا ظاہر کرنا بیکار ہی سمنکال نے کہا جو مناسب وقت ہو افراسیاب سمنکال کو لیکر قلعہ مین آیا تختہاے سحر تیار کیے مال اسباب سمنکال کا اُس پر بار کیا کنیزون کو بھی اُسکے ساتھ لیا ایک تخت پر آپ بیٹھا تخت اُڑتا ہوا قریب باغ سیب کے آیا باغ سیب سے دو کوس ہٹ کے ایک باغ مین کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا سمنکال کو اُسمین اُتارا تاکید کی خبردار خبردار اسی تین کوس کے گرد سیر و شکار کرنا آگے جانے کا قصد نہو ورنہ ما بدولت کے خلاف ہوگا سمنکال اس مطلب کو نہ سمجھی مگر عرض کی ایسا ہی ہوگا شعر خلاف راے سلطان راے جستن بخون خویش باشد دست شستن افراسیاب سمنکال کو بخوبی سمجھا کر طرف باغ سیب کے گیا سمنکال اس باغ مین سکونت پذیر ہوئی مگر خواجہ عمرو جب افراسیاب جاچکا غار سے نکلے صورت بدل کر قلعہ سمنکال مین آئے لوگون سے سنا افراسیاب سمنکال کو مع کنیزون مع مال سرحد باغ سیب مین لیگیا عمرو منتشر و پریشان اپنے لشکر مین آیا ملکہ مہرخ سے کہا ایک سمنکال جادو کا پتہ ملا تھا اُسکو بھی افراسیاب جادو لیگیا قلعہ مین خبر سُنی کہ لیجا کر سرحد باغ سیب مین بسایا سرحد سے نکلنے کی اُسکو ممانعت ہی اے ملکہ عالم بقراط ثانی کے پرچہ مین نام نکلے تھے کہ کوشش رہائی اسد تا مدار مین یہ امر واجب و لازم ہی

کہ سمنکال جادو و اسرار جادو و ماران زرین کن کو مطیع کرنا ضرور ہوگا جبتک یہ تینون شریک نہونگی تدبیر طلسم کشائی رہائی کی ٹھیک نہوگی یارو اب مین کیا کرون کدھر جاؤن باتون سے عمرو کی دربار مین شور گریہ وزاری بلند ہوا مصیبت پر اسد غازی کی ہر خرد و کلان دردمند ہوا ملکہ مہرخ و بہار د باغبان قدرت و خورشید زرین سحر صاحب صولت نے عرض کی خواجہ باطمینان بیٹھو بروقت قتل اسد نامدار خون کے دریا بہائینگے ملازمان افراسیاب کو انشاء اللہ مثل نقش قدم مٹائینگے اور کوئی تدبیر ہمارے ذہن مین نہین ہے عمرو نے کہا اے سرداران عالی قدر اے جانبازان گرامی خدا تم سب کو صحیح و سالم رکھے مین چاہتا ہون کہ تم سبکی جانین بچاؤن اور اسد غازی کو قید سحر افراسیاب سے چھڑاؤن انتہا کا دردمند ہون احکام بزرگان دین کا پابند ہون بموجب حکم السعی منی و الاتمام من اللہ لو خدا حافظ و ناصر اسی فکر مین جاتے ہین مسبب الاسباب سامع الدعوات شاید کوئی سبب پیدا کرے مہتر برق فرنگی یہ سنکر سامنے آیا عرض کی استاد اس غلام جانباز کو ضرور ہمراہ لیجیے عمرو نے کہا تم سب کو برائے حفاظت لشکر اسلام چھوڑتا ہون یہان بھی تو دمبدم بلا نازل ہوتی ہے ہر روز ساحران زبردست کا سامنا ہے اے عیاران خنجر گزار جہان تک ہوسکے جستجو سے ہاتھ نہ اٹھانا شبنم گوہر پوش جو زخمدار آئی ہے عمرو نے اسکی زخمدوزی کا حکم دیا شبنم زار زار رو کے کہا اے شہنشاہ عیاران و اے پیشوائے خنجر گزاران عجب وقت مین یہ کنیز شریک ہوئی کہ آپ اس بیقراری مین سرداران نامی اشکباری مین عمرو نے کہا اے شبنم جسدن سے اس طلسم مین آئے ایک لمحہ آرام نہ پایا کیا کیا انقلاب فلک نے دکھایا اب وقت جانبازی ہے تم آرام سے ہمراہ مہرخ و بہار لشکر مین رہو کوئی تمہاری خدمتگزاری سے سرتابی نہ کریگا بعد شبنم کے سمجھانیکے عمرو نے تخلیہ کیا اس جلسہ مین ملکہ مخمور و ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر و شکیل جادو وغیرہ چالیس سرداران نامی شریک تھے عمرو نے بحسرت سب سے کہا ایک امر کا اور آپ سب صاحب خیال رکھیے گا اگر میری کسی خرابی کی خبر آئے کوئی کہے کہ عمرو گرفتار ہوگیا یا قتل ہوا صبر کرنا دل پہ جبر کرنا اپنی تدبیر سے غافل نہونا جھبلّا مین شامل نہونا ان کلمات حسرت آیات خواجہ عمرو پر ہر ایک کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اپنے اپنے دل مین سمجھ گئے کہ عمرو تنگ ہو کر جان دینے پر آمادہ ہوا مخمور و بہار نے خواجہ عمرو نامدار سے لپٹ کر کہا خواجہ تمہارے اسرار باطن سے ہم بخوبی آگاہ ہوے وائے ناکامی ہم کیسے تباہ ہوے اگر ایک دن آپ لشکر مین نہونگے افراسیاب سے ہمکو جان بچانا مشکل ہوگی بدون آپ کی زیارت کے کیونکر تسکین دل ہوگی عمرو نے ان دونون کو گلے سے لگایا ہر چند ضبط کیا نہو سکا چیخ مار کر رو دیا کہا اے مخمور و بہار میرا جسم خاکی تلاش مین جاتا ہے روح لشکر مین رہیگی بس اب خدا کو یاد کرو ہمارے واسطے نہ فریاد کرو سب کو روتا بیٹھا چھوڑ کر عمرو بانہائے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ایک کو گلے سے لگایا فکر رہائی

اسد غازی مین طرف صحرا کے روانہ ہوا دل مین ہزارون طرح کے تاؤ پیچ کبھی یہ خیال کہ دنیا ہیچ ہی اے عمرو عیار کیا کرن
ہرچند کہ انتہا کی بیقراری اشکباری شرمساری ہی مگر طمع ہر وقت غالب ہے طبیعت مال جمع کرنے کی طالب ہے راہ مین
چلے جاتے ہین جہان کسی مسافر کو دیکھا قزاق بنکر لوٹ لیا کسی مقام پر ایک معشوق نازنین کی شکل بنکر بیٹھ گئے
رونا شروع کیا راہ گیر نے پوچھا تم کون ہو کہا سامنے جو گانون مین زمیندار رہتا ہی اسکی دختر ہون کسی نے
اس سے کہدیا یہ خراب ہے باپ نے غصہ مین نکالدیا یہان آن کر بیٹھی ہون چاہتی ہون کنوین مین گر پڑون مرد مسافر
بھولی باتین سنکر بیقرار ہوا ہاتھ کلیجہ پر رکھا پوچھا کسی کے یہان رہوگی جواب دیا ہان صاحب جھاڑو بہاڑو
دینے کے لائق ہون مرد مسافر نے کہا تمھین اپنی آنکھون مین رکھینگے گھر کی بی بی بنائینگے بتلا کر جواب دیا
بیوی خالہ کو کہتے ہین چھوٹی خالہ کو بیوی کہا کرتے ہین مرد مسافر سمجھا بالکل نادان ہی بھولی بھالی بڑے اس سے
مزے ملینگے **شعر** اُسے طفلی مین بھی کہتے تھے ہم یون شادمان ہو کر کہ یہ اک آفت جان جہان ہوگا جوان ہو کر
اُس مسافر کو لگا کر کونے مین لیگئے وہ سمجھا مطلب حاصل ہوگا اپنے پاس سے اُسنے روٹی نکالی اسی کھانے مین اسکو
بیہوشی دی بہنگے مین پھانسی چھپی تھی گلے مین ڈال کر مارا اسطرح اِکے دُکے کی خیر منلتے ہوے جاتے ہین ایک
گانون کی طرف سے تاشا بجنے کی آواز آئی جاکر دیکھا ایک مینا لکی برات اُتری ہے آمون کے باغ مین ایک بڑی
سی دری بچھی ہے ایک طرف لکڑ سالگ رہی ہین نائی چلمین بھر کے دیتے جاتے ہین شراب چل رہی ہے ایک بہاتن بسُری
تانین اُڑا رہی ہی ٹھاکر لوگ ڈٹے بیٹھے ہین سپر تلوار سامنے انگوچھے سر پہ باندھے ہوے دُوہری مرزئی پہنے
تینون اوپر نین سکھ مارکین کی دھوتیان ہاتھ مین چاندی کی موٹی موٹی انگوٹھیان کمر مین کردھنیان
دُولہا بیچ مین ایک چادری مین پیال بھر کے بجائے مسند لگا دیا ہے دولھا کے گلے مین زرد جامہ بجز لنگا پاجامہ
دولھا پیشاب کو اُٹھا تو ڈھول تاشا بجنے لگتا ہے وہیاتن ناچنے والی بھی نشہ مین شراب کے آڑی ترچھی تانین لگا رہی
ہے بھیرویں کا وقت ہی مگر بہاگ گا رہی ہے یہ سامان جو خواجہ نے دیکھا منھ مین پانی بھر آیا دل سے کہا دو ہزار کا
ٹھکانا ہے اسی دم یہ سوچ کر رنگ روغن عیاری کا نکالا نوجوان گوئیے کی شکل بنکر تیار ہوئے گوری صورت
بھاری ٹوپی سر پر ایک کان مین بجلی ایک مین انگھوٹی مشروع کا گھٹنا بھاری جوتہ چھوٹی سی ستاری ہاتھ مین
گنگناتے ہوے بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی محفل مین آکر ہاتھ اُٹھا کر دعا دی ٹھاکر جی کی جے رہے اعلےٰ اعلےٰ مرتب
رہین کشت امید سرسبز ہو کنبے کی بڑھتی رہے شہر مین غلہ کی ارزانی ہو جلس عشرت کی فراوانی ہو دولہا کے باپ
نے پوچھا میان گوئیے کیا نام ہے کہا حضور ہمارے نانا پیر خان صاحب آپکے یہان کے قدیم آنے والے غلام کو
استاد بجرنگی کہتے ہین ہمیشہ دھانون کی فصل مین آتے ہین شادی کی خبر پائی ہے کہا بیٹا زمیندار صاحب کے
یہان جاؤ تمھارے بزرگون کی برت ہے ناناجی کا گولا اُتر گیا باپ جوانی مین مرا اب آپ لوگون کی آس ہے

ٹھاکر صاحب نے کہا بھیا ایک گجل گاؤ دو تین تانین اُڑاؤ چار پنسیری جو سوا سیر مٹھائی ملیگی جب گلہ کٹے کھریان پر بھی آداکرو سیر کھانڑ لیجیو واکرو گویے نے جھک کر سلام کیا ستار بجی ملائی رنڈی دیہاتن پاس آن بیٹھی قدم چھو کر کہا ہان اُستاد آج تو کوئی ٹپہ خیال سناؤ میان بجرنگی نے جواب دیا ٹمیا نٹی غزل سنو غزل

اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہے
نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہے
حنا کے رشک سے کیونکر نہ آئے جوش مین خون
کسی سبب سے ہو پر وہ بھی پایمال تو ہے
ذرا تھم اے دل مضطر کہ ذکر وصل کرون
شب قلق نہ سہی خواب ہے خیال تو ہے
کہان تلک گلہ ہائے تغافل قاتل
ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہے
جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا
اب آ گئے ہو نہو امید انفعال تو ہے
وہ اضطراب کہان ضعف سہی مگر اب بھی
ہو آؤن حضرت عیسیٰ تک اتنا حال تو ہے
شب فراق مین بھی زندگی یہ مرتا ہون
کہ گو خوشی نہین ملنے کی پر ملال تو ہے

اس غزل پر جب زمیندار جھومنے لگے دوانیان چونیان انٹی سے نکال کر پھینکین میان بجرنگی نے چادر اپھیلا دیا اب رنگ خواجہ کا جما ہوا ہے ارادہ ہے کہ شراب کا چرچا کرین بیہوشی ملائین قضائے کار ملکہ سمنکال جادو کہ اُسکو لا کر افراسیاب نے ایک باغ مین رہنے کا حکم دیا سیر و شکار کا نہایت شوق ہے صبح کے وقت تخت سحر پر سوار ہوئی اُڑتی ہوئی کوہ و دشت و بیابان مین جاتی ہے ایک بلند پہاڑ پر ٹھہری سبزہ زار کی کیفیت دیکھ رہی ہے صبح کا سہانا وقت دھوپ جابجا برنگ زعفرانی نخلستان پر ظاہر ہوتی جاتی ہے چشمہ ہائے آب روان کو دیکھکر طبیعت لہرتی ہے طائران دشت صفت باغبان قضا و قدر مین دم بھر رہے ہین شاخہائے نخل پر چہچہے کر رہے ہین سمنکال بر سر کوہ ٹہل رہی ہے کہ کان مین گانے کی آواز آئی گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی دل سے کہتی ہے یہ کون ظالم گا رہا ہے خفتگان خاک کو جگا رہا ہے چونکہ علم موسیقی مین اُسکو بھی اچھی طرح معلومات ہین خود بھی اس کمال مین استاد ہے تخت کو اُڑا کر طرف اسی آواز کے چلی جھک کے دیکھا ایک مقام پر گنوارون کا مجمع ہے ایک گویا نوجوان خوبصورت نیک سیرت کس لطف سے گا رہا ہے کہ طبیعت بھری آتی ہے سمنکال نے بلند تر تخت ٹھہرا لیا عرصہ تک سُنا کی آخر دل مین سوچی کہ اُسکو اُٹھا کر لے چلو اپنے باغ مین چلکر دل کھولکر سنو اُسکو تو تعویذ بازو بنانا خوب ہے معشوق خوبرو صورت مین محبوب ہے یہ سوچکر سحر کرکے گری پنجہ مین دے کر خواجہ کو اُٹھایا خواجہ چرخ ہوا سے بیہوش ہو گئے سمنکال اسی بیہوشی مین لیے ہوے اپنے باغ مین آئی آپ مسند پر بیٹھی خواجہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھولکر سامنے ملکہ سمنکال جادو کو دیکھا باغ باغ ہو گیا دل سے اپنے کہتا ہے سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہے بموجب شعر یار در خانہ و من گرد جہان میگردم

آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم ٭ یہ تو عمرو سمجھ گیا کہ گویا جان کر اُٹھالائی ہے خیر اس تک پہونچے یہ بڑی بات ہے اب انکا گھر یہان ہے اور میرا ہاتھ ہے دل مین یہ باتین کرکے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دین گھبرا کر کہا حضور یہ کیا مقام ہے آپکا غلام یہان کیونکر آیا یہ کہکر تھر تھر کانپنے لگے آنسو آنکھون مین بھر آئے سمنکال نے کہا میان گوے صاحب نہ گھبراؤ ہم تمکو لائے ہین کچھ گانا سناؤ انعام واکرام لو دانت نکالکر کہا حضور مین اپنے گھر مین پہونچ جاؤنگا بڑھیا مان راہ دیکھتی ہوگی نانی ڈھونڈھتی پھرتی ہوگی سمنکال نے کہا اپنا نام بتاؤ میان گوتیے کہان کے رہنے والے ہو عمرو نے کہا حضور استاد نجرنگی نام ہے جہان بھینسین بندھتی ہین تاڑ کا پیڑ ہے وہی رہنے کا مقام ہے سب کنیزین کھلکھلا کے ہنس پڑین سمنکال نے کہا میان اُستاد نجرنگی تم ان مستانیون کے ہنسنے پر نجاؤ ہمکو گانا سناؤ عمرو نے تانین بانا شروع کین سامنے سمنکال کے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اندھیری گور کی صورت غریبخانہ ہوا
ہمیشہ تنکے چُنے ہین وہ بلبل ہون
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جسپہ آشیانہ ہوا
عمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو

فراق چشم مین آنکھین ہوئین ہماری عر
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
شباب جنکے جھلاوہ گذر گیا افسوس
صدا جرس کی سُنی قافلہ روانہ ہوا

دکھاکے زلف جو کل شبکو وہ روانہ ہوا
اک آنسوؤنکے بہلنے کا بھی بہانہ ہوا
ہمیشہ آفت صرصر ہمین پہ آیا کی
کھلا نہ کچھ کدھر آیا کدھر روانہ ہوا

چند اشعار عمرو نے گاکر تمام اہالیان محفل کو ہنسایا رولایا مارا جلایا سمنکال۔ تو بیتاب ہوگئی موتیون کا مالا اتار کر دیا عمرو کو یہ خبر نہین ہے کہ مین سحر باغ سیب مین آگیا اور اصل یہ ہے کہ بدون حکم افراسیاب نکلنا مشکل ہے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سمنکال رجوع ہوچکی کہا یہی ہے استاد ہم تمکو جانے دینگے نوکر رکھینگے خواجہ عمرو کہ رہے ہین کہ آپ مالک ہین مین خوب آپکو راضی کرونگا یہ کہکر عمرو نے پیر پھیلائے کہا ملکہ ہم تو اب رخصت ہوتے ہین سمنکال نے کہا استاد کیون عمرو نے کہا اب جوانون کے نشہ پانی کا وقت ہے بھٹی پہ جائینگے ٹکے کا ٹھرا پی کر چوک کی سیر کرینگے سمنکال نے کہا اُستاد شراب یہان حاضر ہے کہا حضور اگر آپنے ایک دھادیا تو اُس سے کیا ہوگا سمنکال نے کہا کتنے موجود ہین کہا حضور میری عادت ہے جب اہالیان صحبت کو پلالونگا تب مین بھی ایک جام پیونگا سمنکال نے کہا لاؤ شراب کنیزین بھی بیقرار ہوگئی ہین عمرو کے گانے پر جلد لاکر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین خواجہ عمرو نے ایک گلابی اُٹھائی کہ غلام کو یہی کافی ہے سمنکال نے مسکراکر کہا جسقدر تمھارا جی چاہے پیو عمرو کو سمنکال کو دیکھکر حیرت ہوگئی ہے دل سے کہتا ہے جھٹ پٹ پلاکر بیہوش کردیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کی چلو اس خیال سے بتعجیل تمام جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے سمنکال کے پیشکش کیا سمنکال نے مسکراکر جام لیا عمرو نے آنکھین ملاکر اشعار پڑھنا شروع کیے ای ملکۂ عالم اشعار

ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو

آنکھون کو جانتے ہین پیالہ شراب کا
ساقی اخیر کردیا دور شراب کا

مستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہے مستونکی آجکل

پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے
ایکی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
دکھلا کے ٹکڑے کر دیے شیشا شراب کا

پتلہ وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
ای سحر حسن آج تو جل ہوتی جمیل پر
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا

سمنکال تعریفین کر رہی ہے جام شراب ہاتھ مین تمام اہالیان محفل کا یہ حال ہے کہ بےشراب پیے مست ہین خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار آبدار پڑھے آنکھون مین سیکڑون کی نشہ آ گیا عمرو سمنکال سے آنکھ ملاے کہہ رہا ہی ملکۂ عالم نوش فرمایے نوش فرمایے شراب گلرنگ کے مزے اٹھایے ابھی سمنکال نے جام کو ہونٹون سے لگایا اسکو تو افراسیاب بہت ہوشیار کر چکا ہی اپنے قصر مین عیارون کے دھوکے اٹھا چکی ہی بازو پر تپلی صورت سامری کی بندھی ہی وہ تڑپ کر شعلہ ساں جام شراب پر گری شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے اسی تپلی نے آواز دی ملکہ سمنکال جادو ہوشیار ہو جاؤ یہ عمرو عیار ہی بس سمنکال نے ایک دوہتڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے سمنکال نیمچہ پکڑ کر اٹھی کہا کیون او سارباں زادے تیرے خوف کے مارے یہان آ کر بسی یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا بھانجی کو میری مطیع الاسلام کر لیا گھر سارا لوٹا اب جان کا خواہان ہی تیری مجال کیا ہی کہ مجھپر دست انداز ہو تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھاؤنگی نگوڑے مکار جعلساز کو خاک مین ملاؤنگی یہ واضح رہی کہ عمرو اوسی گوتے کی صورت پر ہی جب سمنکال نے نیمچہ کھینچکر چاہا عمرو کو قتل کرے عمرو رونے لگا ہاتھ باندھ کر کہا ای ملکۂ عالم آپ صاحب انصاف ہین عدالت فرمایے ظالم و جاہل نہ بنجایے ایک دن خداوند لقا کا سامنا ہوگا وہ عدالت شعار بات بات کی تحقیقات کریگا مین جس جنگل مین زمیندار و نکی برات مین بیٹھا تھا یہی میرا پیشہ ہی گا بجا کر رئیسون کو ہنسا کر چار پیسے لیتا ہون بی مہرخ وغیرہ کیا ٹکا دیتی ہین جو مانگ جانچ کر لیجاتا ہون وہ بھی چھین لیتی ہین آپ مجھے کیون اٹھا لائین مین نے آپکے قتل کا قصد نہین کیا آپکے گھر نہین آیا قصر مین بھی آپکو بیہوش کیا مگر قتل نہین کیا آپکی بھانجی شریک ہو چکی ہی ہمکو آٹھ پہر یہی فکر رہتی ہی کہ آپکی خدمتگذاری کرین شبنم کے مطیع ہونے کا رنج شائین سمجھا بجھا کر پاس ملکہ مہرخ کے لیجائین ای سمنکال تو ساحرہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ذرا خیال کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر ضرور کتاب سامری مین پڑھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی اسد غازی قاتل افراسیاب ہی دیکھ لو اب تیرے طلسم پر کیسا انقلاب ہی مہرخ وغیرہ کا مجمع بڑھتا جاتا ہی اور طلسم گھٹ رہا ہی مذہب کے بارے مین دیدۂ دل کھول کر دیکھو چشم انصاف وا کرو سامری و جمشید بھی مثل تمہارے ساحر تھے آخر مر گئے معاذ اللہ پیدا کرنے والا احکم الحاکمین رب العالمین مسبب الاسباب سامع الدعوات اکیلا ہی زمین و آسمان کو ایک کلمۂ کن سے بنایا ہی ہر گل بوٹے سے رنگ صنعت قدرت آشکار کیسی خزان کیسی بہار یہ سرکشی قبر مین کام نہ آئیگی تاریکی قبر مین شمع اعمال روشن ہوگی دقت مشکل اپنی زبان

اپنی دشمن ہوگی راہ ضلالت کو چھوڑو نور اسلام سے تاریکی قلب کو روغن کر دین بالکل بے خطا ہون اسطرح کے کلمات عبرت آمیز حسرت خیز وحشت انگیز **عمرو** نے کہے کہ **سمنکال** کانپ گئی ہاتھ روک لیا کہا اے **عمرو** تونے اسوقت مجکو تہلکہ مین ڈال دیا اس خطا پر تو مین نادم ہوئی کہ مین خود تجکو اُٹھا لائی مگر مقدمہ مذہب مین بڑا انتشار ہے نہین سمجھ مین آتا کہ اصل مین کون پروردگار ہے **عمرو** نے کہا ملکۂ عالم میرے پانؤن پر سے سحر اُتار لیجیے رہائی دیجیے مین ابھی سمجھا دونگا جادۂ حق دکھا دونگا راہ بہشت عنبر سرشت بتا دونگا **سمنکال** نے کہا خواجہ مین تمسے ڈرتی ہون تم تو چھلاوا ہو ہوا کا پتلہ ہو دم دیکے بھاگ جاؤگے پھر ہاتھ نہ آؤگے تمنے پہلے **خداوند لقا** کا نام لیا پھر صفت اپنے پروردگار کی بیان کی اسکا کیا سبب **عمرو** نے کہا اے ملکۂ عالم وہ کلمۂ خوشامد کا تھا یہ کلمہ حق ہے سمیع و علیم رب برحق کارساز مطلق ہے شک کرنیوالے مشرک کہلاتے ہین جہنم مین پھینکے جاتے ہین ایک سوال کا جواب آج تک تمام عالم پنڈت نہ دے سکے یعنے دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند اسکے معنے صاف آشکار ہین خیالات محالات بیکار ہین جب دو بادشاہ سلطنت نہین کر سکتے پس ہونے دو سو خدا کیونکر ہوسکتے ہین کہنے والے بیہودہ بکتے ہین

نظم

صفتین اُسکی ہین بیان سے فزون
اُسکی قدرت کا کیا بیان ضعف [illegible]
وہی خالق ہے اور وہی معبود
جس جگہ دیکھیے وہ ہے موجود
اُس نے کیا کیا نہین کیا پیدا
ہر مکان کا مکین کیا پیدا
آسمان و نجوم و شمس و قمر
عرش و کرسی و جنت و کوثر
سب حجابات اور لوح و قلم
نور کے بحر اور باغ و ارم
قصر اک اک جہان مین نورانی
رفعت و شان جسکی لاثانی
خلد کی وہ تمام آرائش
جس مین دنیا سے بڑھکے آسائش
سلسبیل اور کوثر و طوبےٰ
ارم و خلد جنت الماوےٰ
خوشنما جابجا تمام شجر
کیسے خوش ذائقہ سب اُنکے ثمر
غنچہ و گل جدا جدا رنگین
جنکی خوشبو سے شاد قلب حزین
روشون پر وہ سبزۂ نوخیز
ہے زمرد سے رنگ جنکا تیز
بلبلین اور مرغ خوش الحان
حور و غلمان تمام اور رضوان
ملک و قدسیان و جن و بشر
وحشیان و طیور و دشت و در
ہفت طبقات ارض و دشت و جبال
بحر نہر غار و بر و کان و نہال
خاک و آب و ہوا و آتش بھی
جس سے ساری بنا ہے انسانکی
لفظ کُن مین یہ سب کیے پیدا
کارخانے عجب سے کیے پیدا

اے ملکہ **سمنکال** اگر دلائل نبوت اسلام عرض کرون سالہا سال مین ختم نہون بس دلیل کافی ہے کہ تمھارے خداوند کیسے تھے جو مرگئے پروردگار کی ذات کو ہمیشہ بقا ہے جو چیز دنیا مین پیدا ہے اسکو ایک دن ضرور فنا ہے بموجب کلام قدسی نظام رب انام کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال و الاکرام علاوہ ازین روز حشر جسدن وہ معبود حقیقی بدر تجلی صفت قہاری و جباری دکھائیگا آفتاب عالمتاب سوا نیزے پر آشکار ہوگا ہر خرد و کلان حدت سے

بیقرار و اشکبار ہوگا ایک سمت دفترہاے نامۂ اعمال کھلینگے میزان عدالتین اعمال نیک و بد کے تلینگے کس کو پیداکر نیوالے سے سوال و جواب کی تاب ہوگی اے سمنکال اُسوقت کیا جواب دوگی سوال ہوگا کہ شیاطین کو میرا سمجھ کیا اپنے خدا بنائے کفر و کافری سے اس بیحیائی پر بھی نہ شرمائے تمھارے لات و ہبل کہاں ہین اسوقت تمھاری شفاعت نہین کرتے اب دم خدائی کا نہین بھرتے اے سمنکال اس کفر و کافری کا انجام جہنم ہے وقفہ زیست کا بہت کم ہے وحدانیت اُسکی یاد کر وانے نفس امارہ پر بیداد کر عمرو نے یہ کلام حسرت انجام جو سامنے سمنکال کے کہے سمنکال کے رونگٹے کھڑے ہوگئے مثل بید کانپی رنگ چہرے کا متغیر ہوا منہہ پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا خواجہ تمھارے کلام فیض انجام نے بیقرار کردیا خانۂ دل کو صفت معبود سے بھر دیا کہا پر اے خدا مین کیا کرون افراسیاب سے کیونکر جدا ہون میرا بھیجا نہ چھوڑیگا قتل سے منہہ نہ موڑیگا عمرو نے کہا ناحق کا انتشار ہے افراسیاب کیا ناہنجار ہے مسبب الاسباب جو پروردگار ہے ظالم کے ہاتھ سے مظلوم کو بچاتا ہے ہر مشکل مین وہی کام آتا ہے دیکھو ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کا کیا کر لیا ہر مرتبہ انکے قتل پر آمادہ ہو کر بقہر و غضب تمام جاتا ہے وہ رحیم و کریم اُنکو بچاتا ہے سمنکال نے کہا مجکو دین اسلام کا اعتقاد ہوا مگر خوف افراسیاب دل پر غالب ہے آپ تو جائیے مین تدبیر کرکے آؤنگی اپنی جان بچانے کی فکر کرکے آپکے لشکر سے ملجاؤنگی عمرو نے کہا ملکہ اعتقاد کامل ہوا ہے پروردگار کو حاضر و ناظر نہ سمجھنا صفحۂ دل پر اس مصرع کو نقش کر ؏ دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ؛ جب تمھارا خدا سب سے بڑا ہے اہالیان دنیا سے ڈرنا کیا ہے اب سمنکال ہاتھ باندھے سامنے خواجہ کے کھڑی ہے کہ آپ جائیے مین کوئی کار نمایان کرکے آؤنگی اگر پنجہ قابو ہوگا تو سر افراسیاب لاؤنگی مگر افراسیاب جانہ خراب باغ سیب مین تخت پر بیٹھا ہے ذکر قتل اسد نامدار ہو رہا ہے یکایک خیال آیا کہ دیکھوں ساربان زادہ کہاں ہے اُسکے نام سے بام فلک لرزان ہے فوراً کتاب اُٹھائی اسمین دیکھا عمرو سمنکال سے کھڑا باتین کر رہا ہے سمنکال ہاتھ باندھے کھڑی ہے کہہ مین کل حاضر ہونگی اطاعت اسلام قبول کی بس افراسیاب غصہ مین کانپا وزیرون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے جواب دیا نمک حرامون نے سر اُٹھایا ہے مجکو نادان بنایا ہے سمنکال حرامزادی عمرو کو اپنے باغ مین لائی ہے نکل جانے کا ارادہ ہے مسلمانون سے ملنے پر آمادہ ہے یہ کہکر غصہ مین آواز دی کوئی حاضر ہے ارے جاکر عمرو و سمنکال کا سر لاے سرکشی کا مزا چکھاے پلنگ جادو موجود ہے اُسنے کہا ابھی غلام جاتا ہے چشم زدن مین دونون کو گرفتار کرکے لاتا ہے افراسیاب جادو نے کہا سمنکال زبردست ہے بادۂ سحر و ساحری سے مست ہے لڑ بھڑ کر نکل جائیگی تیرے ہاتھ نہ آئے گی مگر یہ شیشہ لیتا جا آب میدۂ سحر ہے پہلے اسکو پھینک مارنا بعدہ للکارنا واسطے چند ساعت کے سمنکال بیہوش ہو جائیگی فوراً گرفتار کر لانا پلنگ نے سلام کیا شیشہ آب لے کر فوراً وہ بے آبرو چلا سمنکال و عمرو باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا اباش او سمنکال ارے

نمک حرام تو نے دشمن کو اپنے گھر مین بلایا شہنشاہ کا خوف نہ آیا **سمنکال** نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا لو خواجہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہی **افراسیاب** نے کتاب سامری سے دریافت کیا اس بھیجا غلام کو ہمارے قتل کرنے کو بھیجا خواجہ ہنوز یہ کہکر **سمنکال** نے چاہا کہ سحر کرے اپنے کو بچائے مگر **پلنگ جادو** جوش غضب مین شیشۂ آب بلا پھینک چکا تھا وہ ٹوٹا ایک قطرہ سر پر **سمنکال** کے ایک سر پر **عمرو** کے گرا سنبھل نہ سکی پناہ یا حلال مشکل کہتی لہرا کر گری گرداب دریائے بلا مین پھنسی **پلنگ** کڑک کر گرا ایک پنجہ مین **عمرو** و **سمنکال** کو اٹھا لیا طرف **افراسیاب جادو** کے چلا بروے ہوا بجوش و خروش اُڑا ہوا جاتا ہی صبح کا وقت ہی راہ مین باغ ہی **ملکہ گلگون نازک چشم** کا چونکہ آجکل حکم **افراسیاب** کل ناظمون کو پہونچا ہی کہ بروز قتل طلسم کشا سامان لشکرکشی واجب و لازم ہے **ملکہ گلگون** نازک چشم سحر اپنا تیار کر رہی ہی چار سو کنیزین ایک ایک شعلہ جوالہ آتش کا پرکالہ سحر مین طاق شہرہ آفاق زمین سے تا آسمان دھنواں دھار کسی نے آگ روشن کی کسی نے پانی برسایا کوئی فولادی گولے اُچھال کر اُسکا زور دیکھ رہی ہی کوئی عقاب بنکر اُڑتی ہی کوئی ستارہ بنکر چمکی کوئی بشکل برق کڑکی باغ مین آتش کا ہنگامہ سحر گرم ہی اُسی راستہ سے **پلنگ جادو** گزرا گلگون نازک چشم نے سحر پڑھکر بڑے زور شور سے گولہ طرف آسمان کے پھینکا وہ گولہ سینہ پر **پلنگ جادو** کے پڑ گیا قضا دامنگیر اُسکی کیا تدبیر **سمنکال** کو ہوش آچکا تھا **پلنگ** کے مرتے ہی اسکے پنجہ سے چھوٹی ساحرہ زبردست ہی سحر کرکے ایک جانب بھاگی دل مین کہتی ہوئی قول **عمرو** تخت نشین ہوا پیدا کرنے والے نے جان بچائی اب **افراسیاب** کو کیا منہ دکھلا سکتے ہین نہ لشکر اسلام مین جا سکتے ہین دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی یہ کہتی ہوئی بھاگ کر ایک درہ کوہ مین مخفی ہوئی حیران و پریشان مضطر و بدحواس مگر نقش اسلام نگین خاطر پر جم چکا خدا واحد ہی یقین واثق ہوگیا مگر **خواجہ عمرو بن امیہ ضمری** پنجہ سے **پلنگ جادو** کے چھوٹ کر سامنے **ملکہ گلگون نازک چشم** کے گرے اُٹھتے اُٹھتے آواز دی بموجب مصرعۂ ہندی ع ہمیشہ دلبر سبحان مبارک باشد: ملکہ گھبرا کر دیکھنے لگی دیکھا ایک گھسیا پڑا تڑپ رہا ہی ایک سمت لاشہ **پلنگ جادو** کا تڑپ کر سرد ہو چکا ہی گھبرا کر ملکہ نے پوچھا ای شخص تو کون ہی **عمرو** رونے لگا کہا بیان کون آپ لوگون کا ہاتھ دیکھنے والا ملکہ نے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا کہا حضور پہر بچھوایا مجرے کی جمع مانگی تو مارنے کو دوڑے یہ کہکر چلے تھے کہ اب رات بھر نچھوڑونگا حضور میرا منھ چھوتے تھے گلے لگائے لیتے تھے میری پشت پر ہاتھ پھیرا مین چیخنے لگا بس خدا معلوم کیا کر دیا مجکو لیکر آسمان پر بلند ہو گئے کنیزین ہنسنے لگین کہا ای ملکۂ عالم کوئی حسن پرست ہوگا مگر یہ کیا حماقت کہ بدون رضامندی کیے ایسے امر کا ارادہ کرنا ملکہ نے کہا چپ رہو بیہودہ نہ بکو نگوڑا کوئی ظالم ہوگا میان گوتیے صاحب کچھ ہمارے سامنے گاؤ **عمرو** نے کہا حضور مین اب توبہ کر چکا ہم تو سمجھتے ہین اس جلسے مین چار پیسے کما کر کھائین اب

ثابت ہوا کہ کمال باعث زوال ہی کنیزون نے کہا ہماری ملکہ صاحب فیاض و سخی ہین ایک چیز سنکر صدہا روپے دیدیتی ہین وہ حرامزادہ کوئی جلاد صاحب بیداد ہوگا عمرو نے کہا حضور اب پہلے ملجائیگا تو گاؤنگا ملکہ نے کہا تمکو بہت کچھ ملیگا کنیزین بھی گرد آن کے جمع ہوگئین ملکہ نے چند اشرفیان سامنے عمرو کے پھینکدین عمرو نے دیکھا سارا جلسہ لباس فاخرہ سے آراستہ ہی عرض کی ذرا سازندون کو حکم ہوجائے مگر میرے گھر مجکو پہنچوا دیجیگا بڑھیا نانی دروازے پر کھڑی ہوگی رات کو مین ڈرتا ہون جو رات کو واسطے پیشاب کے اُٹھتا ہون تو نانی کو پکار لیتا ہون اور حضور اب تو مین بنیے کی دوکان سے سودا لیکر چلا آتا ہون کنیزین قہقہہ مار کر ہنس پڑین کہا حضور یہ تو بڑے بہادر ہین مگر نام تو پہلے بتا دو کہا حضور استاد خورد برد ہمارا نام ہے رات بھر کثرت کرتا ہون بڑی بڑی تانین لیتا ہون باپ ہمارے بڑے گویّے تھے میان تان توڑ خان کا پوتا ہون نانی نے مجکو تبلا نا بھی سکھلایا ہی ہماری نانی خالہ امان کے ساتھ مجرے مین جاتی ہین وہان سے روپیہ لاتی ہین ہمین خوب دودھ ملیدا کھلاتی ہین یہ میان جادوگر صاحب ہمکو گھر سے بلا لائے بی ہمسائی نے کہا تھا استاد خورد برد لونڈے بازون سے بچے رہنا سب ٹھٹھے مار کر ہنسین کہا استاد خورد برد اب گاؤ اپنے نام کی پیروی کرو کچھ کھاؤ کچھ بجاؤ کہا حضور خوب ریاضی کرینگے سامنے نرگس خواص بیٹھی تھی موٹی سی کڑیل جوان پھولے پھولے گال اُسکی طرف دیکھکر میان خورد برد بہت ہنسے کہا حضور یہ حکم دین تو مین گاؤن ملکہ نے کہا میان خورد برد اسکے کیا معنے ہمارا کہنا ناگوار ہی بی نرگس کا بڑا اختیار ہی کہا حضور میری جورو کی صورت انسے بہت ملتی ہی کوٹھے پر ہر وقت وہ کھڑی رہتی ہی جب جورو امان کہکر پکارتے ہین ہنستی ہوئی چلی آتی ہی مگر ابھی دودھ نہین پلاتی ہی اسی وجہ سے ہم دُبلے ہین نانی نے سمجھا دیا ہی کہ بیٹا روپیہ کما کے لاؤ تو تمھاری شادی کردین جب جورو دودھ پلائیگی موٹے ہوجاؤگے نہین عمر بھر دبلے رہوگے جفائین سہوگے ملکہ اور خواصین اسقدر ہنسین کہ پیٹ مین درد ہونے لگا ملکہ نے کہا بی نرگس اپنے خصم کے قریب آبیٹھو انکا حکم دو خواص ہنستی ہوئی قریب آبیٹھی آپ مسکرا کر کہا بی ذرا پیٹ پر ہاتھ رکھدو کہ کلیجہ ٹھنڈا ہو چلے نرگس نے پشت پر ہاتھ رکھا میان خورد برد نے دانت نکوس کر کہا ہمین ذرا سا دودھ پلا دو یہ کہکر چھاتیون کی جانب ہاتھ بڑھایا نرگس نے ہٹ نگوڑے کہکر ڈھکیل دیا گرے چوٹ لگی مگر ہنس دیے کنیزون نے کہا میان استاد خورد برد اب گاؤ رات کو تمھارے پہلو مین جورو کو سُلوا دینگے دودھ بھی پلوا دینگے اب تو خواجہ بن امیہ ضمری نے نَے اٹھائی بیقراری مین یہ غزل بجائی

غزل

گل اُس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
گر بعد فقر پھر سگِ دنیا ہوا فقیر
کمبخت پاک ہوکے پلیدون مین مل گیا

دکھلا کے کہکشان سے فلک چاک سینہ رات اُس ماہوش کے سینہ دریدون مین مل گیا
اِس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار صاف آئنہ کا دیدہ ندیدون مین مل گیا
حُبِ حسین ذوق وہ شے ہے کہ جس سے حر تھا گرچہ اشقیا مین شہیدون مین مل گیا

دیگر

دائم اسیر درد ز گردون دلِ من است در بزم غم پیالۂ پر خون دل من است
از جستجو نشان وصالت نیافتم وصلت مراست لیلی و مجنون دل من است
خون دلم گذشت ز جیحون و کم نشد از حد محیط و قطرہ افزون دل من است
نرگس شنید نالۂ زارم ز ہوش رفت فریاد رفت بادۂ گلگون دل من است
مخفی دلم ز نغمۂ شوقِ آشنا نشد ہنگامۂ شکیبت و فسون دل من است

وہ وہ غزلین **عمرو** نے گائین کہ ملکہ **گلگون نازک چشم** کی آنکھون سے آنسو جاری عاشق تنون کے دل کو بیقراری کوئی آہ کرتا ہے کوئی واہ کنیزین بلائین لیتی ہین انگوٹھی اُتار کر دیتی ہین خواجہ بھی کسی کی گود مین جا بیٹھے کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے احمق بیوقوف سمجھ کر وہ بھی ہنستی ہین بعضی آوازہ کستی ہین میان اُستاد خوردبرد تم تو ہر دل عزیز ہو پیاری چیز ہو **گلگون** نازک چشم نے کہا میان **اُستاد خوردبرد** ہماری نوکری کر لو اسی باغ مین شامل ہو کے رہو تمھاری شادی کر دینگے **عمرو** نے کہا اب ہم زیادہ نہ ٹھہرینگے ابھی ہمارے نشہ پانی کا وقت آگیا بھٹی پر جا بیٹھینگے وہان دو چار چیزین گائینگے ٹکے کا ٹھرا پی کر گھر کی راہ لینگے بنیے کے یہان سے سودا بھی خریدنا پڑتا ہے تو قرض کے سبب سے بنیا روز لڑتا ہے ملکہ نے کہا کمبخت **غریب** ہے اس کمال پر بدنصیب ہے کہا ارے ہم تجکو بہت کچھ دینگے روز بنیے کے یہان نجانا پڑیگا جنس غلہ بھروا دینگے تیرے گھر بھر کی خبر لینگے **عمرو** نے کہا واہ حضور ہمنے جے چیزین گائی ہین وے پیسے ہم لیکے ٹلینگے اور آدھا دارو کا منگا دیجیے ہم بھی پئین آپ بھی پیجیے ملکہ نے کہا لاؤ گلابیان گلابیان شراب الماس رنگ لاکر رکھے گئے ساقی بچے موجود ہوئے ملکہ نے کہا لو میان **اُستاد خردبرد** جسقدر چاہو پیو عرض کی حضور ساقی ہمین بنائیے ہم ساقی ہونگے کسی کو باقی نہ چھوڑینگے نشہ مین گانے کی کیفیت ہوگی پھر اور ہی صورت ہوگی ملکہ نے کہا اچھا تمھین اختیار ہے اب تو خواجہ نے شراب کو الٹ پلٹ کرنا شروع کیا نمک سرکاری ملایا جام بھر کر ملکہ **گلگون نازک چشم** کو دیا ملکہ خوش ہو کر پی گئی سب کنیزین مصاحبین چاہتی ہین کہ جلد شراب کا خاتمہ ہو گانا اس ظالم کا سنین **عمرو** ایک ایک کو شراب پلاتا جاتا ہے اشعار عاشقانہ پڑہتا جاتا ہے ملکہ **گلگون نازک چشم** وزیر زادی سے کہتی ہے کہ اس کمبخت کو روپیہ بہت سا دینگے کوئی راستہ مین چھین لیگا چوبدار ہمراہ کر کے ایک توڑا روانہ کیا جائے چوبدار جا کر اس کے مان باپ سے کہدے کہ یہ اب خدمت مین ملکہ کی رہے گا ایک دن شہنشاہ **افراسیاب** کو صحبت مین

بلائینگے اس کا گانا سنوائینگے کنیزون نے کہا حضور وہ حسن پرست ہین اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے فوراً لیجائینگے
محفل مین ہنسی دلگی ہو رہی ہے **عمرو** سکو شراب پلا رہا ہے رنگ اپنا جما رہا ہے کبھی گاتا ہے کبھی بھاؤ بتاتا ہے اب یکایک
بیہوشی نے سب پر تاثیر کی نرگس کی ٹکٹکی بندھ گئی شمشاد قد اکڑ کے اُٹھے تالیان بجا بجا کر گانے لگے خود بھی بھاؤ
بتانے لگے غنچہ دہن کی زبان بند سوسن کی زبان درازی موقوف ہوئی سنبل نے موے سر کھول دیے آپسمین
دست درازی ہونے لگی کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کسی نے پاجامہ اُتار کر پھینکدیا ہنستی ہوئی ننگی بھاگی کوئی
چمن مین جاکر بیہوش ہوئی کوئی جوش مین نشہ کے حوض مین پھاند پڑی غرق دریاے خجالت ہوئی اب محفل
کا یہ [illegible] ہے گھر کون کسی کی آنکھین غلہ سی نکلی ہوئی ہین کوئی اُچھلتی ہے کوئی کودتی ہے ایک نے کہا بوا تیری چار آنکھین ہین
اُس نے جواب دیا بوا نوج کتیا چہار چشم ہوئی جب پوچھا تو خیلا چار آنکھین کہان ہین دو آنکھین تو ظاہر ہین دو آنکھین کیا
میرے کلیجے مین نہان ہین اُس نے جھنجھلا کر دو انگلیان اُٹھائین کہا دیکھو دونون وہ ہین اور دو یہ ہین یہ کہکر
دو انگلیان اُسکی آنکھون مین گھسیڑ دین وہ ہاے ہاے کہکر گری کہا حرامزادی خدا کرے تیرے بھی دیدے
ختم ہون کوئی کہتی ہے ای بوا میرے ہاتھ پکڑ لے مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے ایک کہتی ہے میری آنکھون مین
اندھیرا آتا ہے اب جا بجا گر گر کر کنیزین بیہوش ہونے لگین آپسمین لڑ رہی ہین صحبت مین ہنگامہ بلوہ فساد کہین داد بیداد
گلگون نازک چشم غصہ مین جھنجھلا کر مسند سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ حرامزادیو میری محفل تمنے بازار بنادی **عمرو** نے جو
کہا ہان ملکہ لینا جیسے ہی **نازک چشم** اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ **عمرو بن امیہ ضمری**
نیمچہ پکڑ کر تمام کپڑے سب کے اُتارنے لگا لباس اُتار کر قتل بھی کرتا جاتا ہے لاشے پھڑک رہے ہین شور گیر و دار بلند ہے
شور غل مچا رہے ہین کچھ تدبیر نہین بنتی سنگباری برفباری ہو رہی ہے دس بیس کنیزون کو قتل کر کے اب **عمرو**
چاہا کہ **گلگون نازک چشم** کو قتل کرون وہان **افراسیاب** نے باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے وزیرون سے پوچھا ہمنے
یلناگ جادو کو براے گرفتاری **سمنکال** و **عمرو** عیار کے بھیجا تھا عرصہ ہوا پلٹ کے نہین آیا یہ کہکر کتاب
سامری اُٹھائی وہ مضمون دیکھا کہ زندگی پر حرف آیا منھ پیٹ لیا یہ کہکر اُٹھا یارو غضب ہوا **یلناگ جادو**
مارا گیا **عمرو** باغ مین **گلگون نازک چشم** کے خون کے دریا بہا رہا ہے اب اسکو قتل کیا چاہتا ہے مین خود جاتا ہون
ہرچند وزیرون نے کہا کہ ہم جائین **عمرو** کو باندھ کر لائین **افراسیاب جادو** نے کہا وقفہ بہت کم ہے سواے با دولت
کے کوئی نہ پہونچ سکیگا یہ کہکر غصہ مین بلند ہوا اگر کتاب مین دیکھا کہ **عمرو** نیمچہ کھینچکر قریب **گلگون نازک چشم**
پہونچ چکا یہین سے نعرہ کرتا ہوا چلا خبردار او ساربان زادے **گلگون نازک چشم** کو قتل نہ کرنا ورنہ بوٹیان کاٹ
کاٹ کر کھا جاؤنگا دنیا مین ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگا **عمرو** چاہتا تھا کہ **گلگون نازک چشم** کو قتل کرے کہ نعرہ
افراسیاب کی آواز کان مین آئی اور دیکھا کہ قریب سر کے آ چکا **عمرو** بھاگا **افراسیاب جادو** نے کہا لینا

عمرو اُچاک کے ایک صحنچی مین آیا **افراسیاب** نے پکارا **عمرو** صحنچی سے نکلکے بارہ دری مین گیا **افراسیاب** دوڑا قصر وہان متعدد تھے **عمرو** بھاگ کر ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے زنجیر بند کرلی کوٹھری مین ایک جانب دیکھا چاندنیان دریان بہت سی پڑی ہین اُن سب کو اُٹھا کر اپنے اوپر ڈال لیا آپ بھی مخفی ہوا اب **افراسیاب** چہار طرف دوڑا جب **عمرو** کو نپایا پلٹ کر ملکہ **گلگون نازک چشم** کو ہوشیار کیا **گلگون** نے اُٹھتے اُٹھتے کہا استاد خورد برد خوب گاتے ہو دل کو لبھاتے ہو پھر وہی اشعار آبدار عاشقانہ سنائیے ایسے مضامین سے دل روشن ہوتے ہین ایک سے ایک اشعار انکا بہتر ہی نیر اقبال اوج پر ہے **افراسیاب** نے ایک دوہتڑ مارا کہا کیسا **اُستاد خورد برد** آنکھ تو کھول قتل ہوگئی ہوتی اور نام **خورد برد** پر **افراسیاب** بہت ہنسا کہا **عمرو** روز نام نئے بناتا ہی جیسے صورت بدلتا ہی اب ملکہ **گلگون نازک چشم** گھبرا کر اُٹھی دیکھا صد ہا لاشے کنیزون کے پڑے تڑپ رہے ہین اب تو جو کنیز اُٹھی بیٹھی ہوئی اُٹھی کوئی کہتی ہے ہے میری بوا کیا ہوئی کوئی کہتی ہی کم سنی مین میری بچی ماری گئی **گلگون نازک چشم** نے کہا اے شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہی **افراسیاب** نے کہا **عمرو** تمھارے باغ مین پہونچا مین حیران ہون یہان کیونکر آیا مین نے واسطے گرفتاری **سمنکال** و **عمرو** عیار کے **پلنگ جادو** کو روانہ کیا آخر **پلنگ** کیا ہوا **گلگون** نے کہا شہنشاہ مین اور کچھ نہین جانتی مگر ایک جادوگر گوتے کو پنجہ مین دبائے ہوے جاتا تھا مین سحر تیار کر رہی تھی گولا سپر پڑ گیا وہ مر کر گرا ایک ساحرہ اور بھی تھی وہ فوراً نکل گئی گوتا باغ مین گرا مین نے اُسکو اُٹھایا اُس نے ایسی بھولی باتین کین کہ ہم سب ہنستے ہنستے بیقرار ہوئے آخر وہ خوب گایا شراب پلائی اب جو آنکھ کھلی حضور کو دیکھا **افراسیاب** نے کہا وہ **عمرو** عیار تھا تمنے غضب کیا میرے جادوگر کو مارا **سمنکال** پنجہ سے نکل گئی اُس حرامزادی نے اپنے عوض مین **عمرو** کو جگہ دی یہ بھی یقین ہی مطیع **عمرو** ہو چکی تھی کہ **پلنگ** نے جاکر دونون کو گرفتار کیا معلوم ہوتا ہے وہ یہان پر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا **عمرو** نے گوتا بنکر بیہوش کیا مین نے کتاب سامری مین دیکھا فوراً آکر تمکو بچایا لیکن اب اے **گلگون نازک چشم** **عمرو** بھاگ کر انھین مکانون مین چھپ رہا ہی مین نے ڈھونڈھا نہین دستیاب ہوا ان کنیزون کے لاشے اُٹھوا کر پھنکوا دو کل مکان اچھی طرح تلاش کرو شاید نکل گیا ہو مین جاکر اطراف مین تلاش کراتا ہون مگر افسوس یہ ہی کہ **عمرو** سرحد باغ سیب مین آگیا تم بھی جادوگرون کو واسطے تلاش کے بھیجو **گلگون نازک چشم** یہ حالات حیرت آیات سُنکر گھبرا گئی عرض کی اے شہنشاہ آخر **عمرو** سرحد باغ سیب مین کیونکر آیا **افراسیاب جادو** نے کہا حرامزادی **سمنکال جادو** اُٹھا کر اپنے باغ مین لائی نہین معلوم دوستی سے یا دشمنی سے جسوقت سے اسکی بھانجی مسلمان ہوئی اُسدن سے اُس کے ہوش پراگندہ ہین شاید **عمرو** نے اُسکو تسخیر کر لیا باتین اسکی سحر آمیز ہین سامری جمشید اُس ظالم کی ہاتھ سے بچائین اے **گلگون**

بہت ہوشیار رہنا غرض کہ اب حضور لونڈی سمجھ گئی کوئی غیر میرے باغ میں نہ آسکیگا ساحر بھی برائے تلاش عمرو وسمنکال روانہ کرتی ہون افراسیاب بخوبی سمجھا کر چلا گیا اب گلگون نازک چشم کا جو مقام عیش و راحت تھا غمکدہ ہوگیا یا تو سرو ہائے باغ غم سے آزاد تھے اکڑ رہے تھے قد معشوق کی شان دکھاتے تھے یا بشکل آہ معلوم ہونے لگے گل بشکل شعلہ ہائے آتش غنچوں سے چنگاریاں نکلتی ہیں شاخوں پر بار غم و الم بشکل کمان خم نخل پابہ گل باد صبا خاک اڑاتی ہے ہر گوشہ چمن سے رونے کی آواز آتی ہے کاخ قصر محل رنج و مصیبت سے لدے باغ سے ظاہر آثار حسرت گلگون نازک چشم لٹنے سے سٹ گئے اٹھوا کر اپنے مقام سے اٹھی کنیزوں کو ساتھ لے کر مکانوں میں پھرنے لگی ہر گوشہ میں ڈھونڈھتی رہی کسی کا نشان جو نہ پاتا تھا ساتھ والیوں سے کہتی تھی صاحبو شہنشاہ نے ناحق پریشان کیا یہ کہہ دیا کہ عمرو یہیں ہے اس فکر نے بشکل آئینہ حیران کیا اب اس نگوڑے کا دیدہ دلیر ہوا ہے کہ قتل بھی کیا اور ہمارے باغ میں بیٹھا بھی رہا ہمنے تو کبھی دیکھا نہ تھا نام ہی نگوڑے عمرو کا سنا تھا ورنہ کیا مجال تھی جو عیاری کرتا شہنشاہ اسقدر احمق ہیں کہ سو مرتبہ انپر عیاریاں کر چکا اور جس طرح طرح کی صورتیں بنا کر آتا ہے عیاریاں کر جاتا ہے اور اوروں پر شک کرتے ہیں ان سے زیادہ بیوقوف کون ہے مگر مکانات جو گلگون نے کھولے پٹوں کے کھڑکنے کی صدا بلند ہوئی عمرو اس اندھیری کوٹھری میں گھبرایا خوف ہوا کوئی اس مکان کو کھولکر آئیگا تو گرفتار کرلیجائیگا عمرو نے گھبرا کر اپنے تئیں زمین پر گرایا اوندھا لیٹا نقش زمین بنگیا سینہ میں کوئی شے چبھی عمرو نے ہاتھ سے ٹٹولا معلوم ہوا قفل لگا ہے عمرو نے فرش کو چاک کیا دیکھا زمین میں ایک دروازہ نصب ہے اسمیں بڑا سا قفل لگا ہے خواجہ عمرو سوچے اسمیں خزانہ رکھا ہوگا قفل کاٹیں خزانہ میں چلیں دو چار کوڑی کا روزگار کریں یہ سوچکر زنبیل پر ہاتھ ڈالا کنجیاں نکالیں ہزاروں کنجیاں آپکے پاس رہتی ہیں ایک کنجی قفل میں ٹھیک آئی اس سے قفل کھولا دروازہ وا کرکے خواجہ عمرو اندر آئے دیکھا نہایت اندھیرا ہے اپنا ہاتھ اپنے کو نہیں سوجھتا سیڑھیاں تھیں انکو طے کرتا ہوا اترتا پڑتا بعد عرصہ دراز انجام سیڑھیوں کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ لگا ہے اسمیں کنجی قفل آراستہ ہے اسکو بھی عمرو نے کھولا باہر نکلا دیکھا مختصر سا ایک صحرا ہے سبزہ زار جابجا چشمے جھیلیں مقام سرسبز و شاداب ہے سے دروازہ ایک باغ کا معلوم ہوتا ہے مثل آغوش عاشق وا عمرو گلیم اوڑھے ہوئے اس صحرا کو طے کرتا ہوا دم محبت باغبان قضا و قدر کا بھرتا در باغ پر پہونچا مگر حیران و پریشان دل سے کہتا ہے عمرو عجائبات سرحد باغ سیب میں آکر پھنسے احکم الحاکمین بچائیگا دیکھے یہاں سے کیونکر نکاسی ہوتی ہے چلو اس باغ کو بھی دیکھیں اسمیں کون رہتا ہے یہ سوچ کر عمرو اندر باغ کے آیا مگر واضح رہے کہ خوف سے یہاں کے عجائب غرائب کے گلیم سر پر دل مضطر صورت آئینہ حیران بشکل زلف پریشان دل میں [illegible] تعالیٰ مسدود نا ہموار ترتیب ہے ہم اس بلا میں مبتلا اسکی رہائی کی صورت حافظ حقیقی پیدا کریگا دہن

آرزو گلہاے مراد سے بھریگا اس خیال مین آنکھون سے اشک حسرت ٹپکتے ہین سوز فراق اسد غازی مین استخوان جل رہی ہین اپنی جان کا خیال غربت مین آن کر اکیلے پھنسنے اسکا ملال کبھی ملکہ مہرخ و بہار کو یاد کرتا ہے اپنے خدا سے فریاد کرتا ہے کہ پروردگار ان سب کو پنجہ ظلم **افراسیاب** سے بچانا صورت روز سیہ نہ دکھانا **عمرو** تو روتا ہوا گلیم اوڑھے ہوئے کبھی اس باغ مین جانیکا قصد کرتا ہے کبھی ڈرتا ہے مگر **افراسیاب جادو ملکہ گلگون نازک چشم** کو ہوشیار کر کے باغ سیب مین آیا مشیران سلطنت و وزیران ابت نے پوچھا اے شہنشاہ کیا معرکہ گزرا **افراسیاب جادو** نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا یارو عجب معرکے درپیش ہین ہزار طرح کے نابدولت کو پیش ہین اول تو اٹھارہ سو لاکھ ناظمون کو نامے لکھنا مناسب ہین کہ بروز قتل **اسد غازی** آکر شریک ہون اس سرکش کے قتل کو دیکھین ہر بات کے ہنگامے موقوف ہون جس دن سے **اسد غازی** نے طلسم ہوش ربا مین داخلہ کیا ہے ہر شخص کے یہی زبان پر ہے کہ یہ نوجوان فتاح طلسم ہوش ربا ہے طرف شہر ناپرسان کے آیا وہان بھی اس جوان نے جرأت دکھائی **حیرت** نے گرفتار کرا منگایا کتاب قدیم سے تصویر اسی جوان کی نکالی عورت کی عقل ناقص اُسی وقت قتل کر ڈالتی مگر صحراے حیرت مین قید کیا وہان **ملکہ مہ جبین الماس پوش** اُس پر عاشق ہوئی **صندل جادو** کو **اسد غازی** نے مارا اہالیان طلسم کو درد سر پیدا ہوا صاف صاف کتاب مین لکھا تھا کہ قاتل **صندل جادو** فاتح طلسم ہوش ربا ہے سامری نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے مگر یارو سامری جمشید نابدولت کی شوکت سے آگاہ نہ تھے ورنہ ایسے کلمات مہملات کبھی نہ لکھتے کسکی مجال ہے کہ طلسم ہوش ربا پر نگاہ ڈالے چند لونڈیان غلام باغی ہوے میرا کیا کر سکتے ہین سب لوگ بیہودہ بکتے ہین **سمنکال** حرامزادی شریک ہوگئی تو میرا کیا کر سکتی ہے ارے **ازرنگ جادو** بارہ ہزار فوج لے کر جلد جا **سمنکال** فلان فلان درہ کوہ مین مخفی ہے مجھکو یقین کامل ہے کہ **عمرو** سے ملگئی ہے ایسا نہو کہ اس حد سے **عمرو** نکال لیجاے اب ساربان زادے کو بھی تلاش کر کے قتل کرونگا سرحد باغ سیب سے نہ نکلنے دونگا اول مین سرحد طلسم ہوش ربا دریاے خون رواں دیو پریزادان تھا اُسکو دختر **کوکب** نے مٹایا خاک مین ملایا اب یہ سرحد باغ سیب ہے بدون میرے حکم کے کیا مجال جو نکلجائے مگر جو ساحر کہ دقیقہ کا ہین علم سحر مین ہوشیار ہین وہ البتہ لیجا سکتے ہین بس مجھے بڑا خوف **سمنکال جادو** کا ہے ایسا نہو **عمرو** کو نکال لیجاے **سمنکال** کے شریک ہونے مین بڑا فتور ہے اس نالائق کو اپنے سحر پر بڑا غرور ہے اے **ازرنگ جادو** جلد جاؤ فلان درہ کوہ مین یقین ہے کہ مخفی ہے جلد مشکین باندھکر لانا ہماری خدمت مین پہونچانا مارے کوڑون کے کھال اُڑا دونگا اب کسی کا پاس نہ کرونگا **ازرنگ جادو** بارہ ہزار ساحران غدار لیکر بہ اے تلاش **سمنکال** روانہ ہوا اُسکو راہ مین چھوڑ دیے گئے خواجہ **عمرو بن امیہ ضمیری** نامدار دقیقہ سرا

بسم اللہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ وسیع و دلکشا نخل باردار پھولونپر نئی طرح کی بہار جوانان چمن اکڑ رہے ہین نہرین موج مار رہی ہین طائران بے زبان صفت ایزد منان مین مصروف سبزۂ چمن کو اعتقاد وحدانیت معبود کی صفت نوک زبان خوابیدہ نہین بیدار ہی ہر نوک سبزہ سے ثابت ہی کہ اوصاف مین سبز بختان چمن کے زبان کھولا چاہتا ہی غنچہ چٹک کر بولا چاہتا ہی عندلیبان خوش نوا پھول پھول کر شاخہاے گل پر زمزمہ سرائی مین تر زبان نخل سرو پر قمری طوق اطاعت بگردن سبز بختان چمن کی مدح خوان چمنستان مین جابجا زیر نخل پھولون کے انبار ایک جانب کیلون کی قطار صاف ثابت ہی کہ خوبان سبز پوش قباے اخضری دربر سر سبزی و شادابی چمن پر جھوم رہی ہین

نظم

سجدۂ شکر مین ہے شاخ ثمردار ہر ایک
دیکھکر باغ جہان مین کرم عزوجل
قوت نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض
ڈال سے پات تلک پھول ہی لیکر تا پھل
واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کے بیچ
آبجو قطع لگے کرنے روش پر مخمل
بخشتی ہے گل نورستہ کی رنگ آمیزی
پوشش چھینٹ قلمکار بہر دشت و جبل
عکس گلبن یہ زمین پر ہی کہ جسکے آگے
کار نقاشی مانی ہی دوم وہ اول
تار بارش مین پروتے ہین گہر ہائے تگرگ
ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل
بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے
لوٹے ہی سبزے پہ از بسکہ ہوا ہی بیکل
شاخ مین گل کے نزاکت یہ بہم پہونچی ہے
شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل
جوش روئیدگی خاک سے کچھ دور نہین
شاخ مین گاؤ زمین کے بھی جو پھوٹے کونپل
حد ایام کے پیش از مدد نامیہ سے
بچۂ مرغ چمن تخم سے آتا ہی نکل
دست گلخوردہ و شاخ گل و گلزار بہم
یہان نشو و نما کرنے مین ہی ضرب مثل
چشم نرگس کی بصارت کی زبس ہی درپے
غنچۂ لالہ نے سرمہ سے بھری ہی مکحل
اسقدر محو تماشا ہی کہ نرگس کی طرح
چشم بیمار گلستان مین جھپکتی نہین پل
آبجو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہے
خط گلزار کے صفحہ پہ طلائی جدول
اڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہی خیابان مین نسیم
پانون رکھتی ہی صبا صحن مین گلشن کے سنبھل

اس باغ جنت نظیر کو خواجہ نگاہ حیرت سے دیکھکر حیران کہ سبحان اللہ کیا صنعت قضا و قدر ہی وسعت طلسم ہوش ربا اسقدر ہی کہ زمین کے اندر مکانات اسقدر رفیع و وسیع جابجا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ابھی تک خواجہ کلیم ادڑھے کنج باغ مین کھڑے ہین اس فکر مین ہین کہ کوئی کنیز اسطرف آئے اسکی صورت بنکر جاؤن

چونکہ صبح کا وقت ہر ایک مہ پارہ آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھی ہی کوئی حوض پر منھ دھو رہی ہی کوئی کسی کو بھی پکارتی ہے کہ ارے سنبل کس پیچ مین ہی رات بھر تو غائب ہی اب صبح کو بھی آئیگی یا نہین یا اندھیر مچائیگی ایک پکارتی ہے بُوا نرگس اُٹھو آنکھین کھولو نرگس نے انگڑائی لیکر کہا خدا کرے تیرے دیدے پٹم ہو جائین سونے نہین دیتی تڑکے سے اُدھم مچایا ہی شبنم کا جاکر منھ دُھلا شمشاد اکڑتی ہوگی اُسکو بلا کنیزون مین یہ ہنگامہ ہین خواجہ تماشا دیکھ رہے ہین ایک کنیز کو دیکھا پھولے پھولے گال بوٹا سا قد دوپٹہ ڈھلکا ہوا سوتے سوتے اُٹھی لُٹیا ہاتھ مین لیکر بولائی ہوئی کنج باغ مین آئی ایک نخل کے نیچے پاجامہ کھولکر بیٹھ گئی چھل چھل موتنے لگی عمرو نے منھ پھیر لیا جب وہ پیشاب کرکے اُٹھی پاجامہ باندھنے لگی خیال مین آیا اسکو تو بیہوش کرو اسکی صورت بنکے چلو مگر سوچے کہ اس کمسن نوجوان کے واسطے بیہوشی کا خراب کرنا سراسر حماقت ہے گلیم اوڑھے تھے سر کھول دیا اور آدھے آدھے ہاتھ کھول کر جیسے ہی سامنے اُسکے آئے اس نے دیکھا ایک سر اور دو ہاتھ میرے سامنے آتے ہین ہائے کہکر گر پڑی اور بیہوش ہوگئی عمرو نے لباس و زیور اُتار لیا اُٹھا کے کنیز کو زنبیل مین ڈال لیا اس خیال سے کہ کسی رئیس کے ہاتھ اسکو فروخت کرینگے گوشہ مین آکے رنگ روغن عیاری لگا کر اُسی نازنین کی صورت بنکر تیار ہوئے وہی خال وہی قد و قامت وہی کرشمہ بھولی بھولی صورت اگر اسکی ماں بھی دیکھے تو نہ پہچانے لیٹا ہاتھ مین لیکر خراماں خراماں چلے دو چار پھول توڑ کر انگیا مین رکھ لیے جب صحن مین آئے ہر صحنچی کے آگے ایک ایک پلنگڑی بچھی ہی کوئی خالی ہی کسی پر نازنین مہ جبین لوٹ رہی ہی کوئی اُٹھ کے بیٹھی ہے ڈلی کتر رہی ہی لُٹیا اُٹھا کے کلی کی گلوری کلے مین رکھ لی ہے بعضی گھبرا کے اُٹھی لوٹا ہاتھ مین لیا طرف بیت الخلا کے بھاگی اب حیران ہین میری صحنچی کونسی ہے نام میرا کیا ہے کہ ایک نے پکارا ارے گلرو جلدی سے فراغت کرکے چل ملکہ عالیان زمین کب کی بیٹھی ہوئی ہین عمرو نے گھبرا کر کہا بوا ابھی تڑکے تڑکے ہوش بھی درست نہین ہوے تو نے کانون کان کرکے اور پریشان کیا یہ تو خوب سمجھ گئے کہ مین گلرو خواص خاص کی صورت پر ہون پکار کر کہا خیلہ یہ تو بتا ارے میری صحنچی کونسی ہے ایک نے کہا ارے ادھر آ تیرے مرنے گئی بی یہ جگہ ہی جو کچھ رات کو کھاتی ہو وہ بھی بھول جاتی ہو مستانی اُبل پڑی ہی اپنے رہنے کی جگہ بھول گئی ہی ایک نے کہا بوا بی گلرو توشے خانہ کی مالک ہین ساری مندرسی نعمتین کو ملتی ہی انکی نانی ڈھونڈھو قمرن روز صبح کو دوپٹے پاجامہ لیکر گدڑی بازار مین جاتی ہی پُرانے کپڑے بیچ لاتی ہی دھگڑون کو جامدانی کے انگرکھے بناکر پہناتی ہی اپنی آج صحنچی بھول گئی آنکھون مین چربی چھائی ہی بی گلرو بھول گئین خواجہ بھی تڑاق پڑاق جواب دیتے ہوے کسی کا گال نوچ لیا کسی پر گلوری کا اُگال پھینکدیا ہائے ظالم کہکے کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھ دیا کسی کے مارنے کو پاؤن سے جوتی اُتاری کسی پر پیک تھوکدی لڑتے بھڑتے اپنی صحنچی مین آکر بیٹھے دروازہ بھیڑ لیا گٹھریان

اٹھا اٹھا کر زنبیل مین رکھین صحنچی کو اسباب سے صاف کر دیا بیٹھکر کنگھی چوٹی کی مسی ہونٹون پر ملی بن سنور کر باہر نکلے صحنچی مین قفل لگا دیا کہ کوئی یہ نہ دیکھے کہ صحنچی مین اب بوریا تک نہین باقی ہی کہ یکایک ہلڑ ہوا کہ ملکہ ماران زمین کن بیدار ہوئین چوبدار نے آواز لگائی ارے جلد آؤ ملکۂ عالم اٹھین آکر منھہ ہاتھہ دھلواؤ چوکی پر لیجاؤ عمرو سب کے ساتھ ہنستا ہوا مسخراپن کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آکر پہونچا دیکھا پردہ ہاے زربفتی کنیزون نے باندھے بارہ دری مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ چوگھڑے چنگیر دان عطردان پاندان گلدستے باسی اٹھاکر پھینکدیے تازے گلدانون مین رکھدیے کنیزان ماہرو پنجہ مژگان سے فرش پر جاروب کشی کر رہی ہین مسند ناز پر ایک ماہ پارہ بصد ناز و ادا جلوہ فرما ہے جبین مبین خورشید تابان عارض ماہ درخشان مکھڑا ستارۂ سحری کو آنکھین دکھانے والی صف مژگان تیر دلدوز پیراے قتل عاشقان مطلع ابرو قریب چشم خوشنما نہایت موزون کلیجہ فگار ہونے کے مضمون ظاہر ہین ہم خنجر بران ہین اس اشارے سے کبھی ماہر ہین قد سرو باغ دلجوئی سراپا مین غور کرنی نظم

قامتے در خوشی چو عمر دراز
ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
بر چو نارنج تو شتلخ درخت
سخت رستہ ز صحبت دل سخت
روے گلرنگ داد گل را رنگ
دہنش تنگ با شکر و تنگ
سر در آوردہ ابروانش بکار
چون مقامر بہ کعبتین قمار
ہر طرف کا بر و تبسم کردہ
آرزو بیش وہوش گم کردہ
چون بدنبال چشم کردہ نگاہ
بردہ صد سرو ندہ پا از راہ
طرہ را سر زدہ بخونخواری
چشمہاے ورم ز بیماری
نرگسش دور باش و غمزہ خدنگ
لعل در آشتی و عشوہ بجنگ
نیم دزدیدہ خندہ زیر لبش
کردہ تعلیم دزدی عجبش
سخن تلخ در لبش چو نبات
مرگ را داد چاشنی ز حیات
لعل او کردہ بر شکر سیری
شہد را داد چاشنی گیری
خال او گو ہزار پردہ درید
عالمے را بگنجدسے نہ خرید
گیسوے پیچ پیچ از سر ناز
داد بہ دست فتنہ رشتہ دراز
تنے از نازکی درونہ فریب
پاے تا سر ہمہ لطافت و زیب
رگ نمودہ برون ز لطف بدن
ہمچو رشتہ درون دُرِ عدن
خوش در اوست در تنگ صلبی
ہمچو مے در زجاجۂ حلبی

عمرو نے جو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھی کلیجہ پر ہاتھہ رکھ لیا سامنے آکر گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگا کام خدمت مین مصروف ہوا دل سے مشورہ کر رہا ہی کہ کیون خواجہ یہان سے کیونکر نکاسی ہوگی یا بن پڑے تو اسکو گرفتار کرون ای عمرو یہ وہی نام ہی جو پرچہ مین حکیم بقراط ثانی کے لکھا ہے خدا فضل کرے تو اسکو مطیع کرون سمنکال تو راہ پر آ گئی ہمسے چھوٹی دیکھیے اس سے کیونکر ملاقات ہوتی ہی عمرو یہ کھڑا سوچ رہا ہی اور جمال بیمثال ملکہ ماران زمین کن پر نگاہ ہی کبھی واہ ہی کبھی دل سے آہ ہی جب ملکہ ماران زمین کن

سنبل فروشی ہی گوہر آبدار درج دہن سے ظاہر ہوتے ہین دیکھنے والے رشتۂ نگاہ مین موتی پروتے ہین سینۂ نارپستان کا اُبھار عاشقون کے سنانین دل کے پار ہوتی ہین **شعر** نارپستان کی کیا لکھون تعریف: یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا: مگر عمرو نے خیال کرکے دیکھا نصف بارہ دری مین ایک پردہ کھنچا ہوا ہی اُسکے اندر سے ایک ضعیف عورت کے بولنے کی آواز آتی ہی عمرو نے ایک کنیز سے چپکے سے پوچھا لو اس پردے مین کیا پردہ ہے اُسنے عمرو کا ہاتھ مروڑ دیا کہا کیون ستاتی پھر تونے نشہ کی باتین کین اتنا دن آیا مگر تیرا نشہ نہین اُترا ملکۂ عالم کی نانی ملکہ اسرار جادو آرام کر رہی ہین نام اسرار جادو سُنکر عمرو بن امیہ ضمری بھول گیا مگر دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی دل مین تو یہ ہی کہ ابھی ان دونون کو مطیع کردون مگر یہان سے کیونکر نکلونگا ای پروردگار مین کس مقام پر ہون نہ مین زمین کی پہونچا ہون نہ عمرو یہ دلسے باتین کر رہا ہی کہ اندر سے آواز آئی ماران زبین کن سو کے اٹھی یا نہین یہ سنتے ہی ماران زبین کن حاضر حاضر کہکر اُٹھی طرف پردے کے چلی عمرو بھی ساتھ ساتھ چلا پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک ضعیفہ ساحرہ سانولی صورت جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم مگر لباس عمدہ زیب جسم کھانسکی عارضہ مگر طشت سونے کا سامنے رکھا ہی کھر کھر کھانس رہی ہی طشت بلغم سے معمور مگر چہرے سے جلالت پیدا دانفکاری سحر کی ہویدا عمرو پردے کے باہر سب کے پیچھے تھر تھر کانپ رہا ہی پردے سے جھانک جھانک کے دیکھتا ہی ملکہ ماران زبین کن سامنے پہونچی مثل ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوئی اسرار جادو نے قریب بلاکر گلے سے لگایا چٹر چٹر بلائین لین منھ جو کھولا دُھنوان نکلنے لگا کہا بیٹا تمھین تو آٹھ پہر کھیل کود سے کام ہے کچھ خیال ہی کہ کونسا زمانہ ہی زمانۂ قتل طلسم کشا قریب ہے جو اس ہنگامہ مین بچ جائے وہ بڑا خوش نصیب ہے سامری جمشید کے احکام مین فرق آیا چاہتا ہی دیکھین فلک کجرفتار کیا رنگ دکھاتا ہی اس زمانہ مین آٹھو پہر ہوشیار رہو اپنا کھیلنا عیش و فرحت موقوف کرو جب سے اُٹھی ہون دل کا عجیب عالم ہے قلب پر ہجوم غم ہی صاف مجکو معلوم ہوا کہ عمرو عیار باغی تمھارے باغ مین آیا ہی اسی جلسہ مین ہے میرے پیرون نے مجکو خبر دی میرا زمانہ ضعف پیری کا ہی تم نام خدا جوان ہو بزرگون کے تحفہ جات کی مالک ہو راہ گنبد نور کی سالک ہو بی بی تمنے ابھی اپنے مرتبہ کو نہین پہچانا بادشاہ طلسم ہوش رُبا کو ہماری اطاعت واجب و لازم ہی اگر ہم بادشاہ طلسم ہوش ربا سے بگڑ جائین کل ساکنان طلسم بار مصیبت اُٹھائین مگر سامری جمشید ایسا نہ کرین مذہب بڑی چیز ہے جسنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا بڑا بدتمیز ہے اب جا کر باغ مین تلاش کرو عمرو عیار کو اپنی کنیزون مین ڈھونڈھو خبردار خبردار بیٹی ہوشیار رہنا عمرو عیار بلائے روزگار ہی تمنے بی بی نہین سُنا ساحر مشمشش خداوند ساحران تھا دریائے قلزم مین عمرو نے اسکو

جاکر بارادم بھرمین بڑے بڑون کی آبرو مٹادی حقیقت مین یہ ساربان زادہ ننگ بحر عیاری ہنر بر دفست طراری ہی مجکو اطمینان ہو تو اگلی کتابین نکالون تمکو سکھاؤن پڑھاون وارث تحفہ جات سامری ہی سحر مین یکتا ہے عالم بچپن کی باتین چھوڑو عمرو کی فکر سے منھ نہ موڑو رات کو گھڑی بھر میرے پاس بٹھا کر پوتھیان بزرگون کی پڑھ لو یاران زرین کن سر جھکائے کھڑی تمام باتین سنتی ہی منھ پھیر کے ہنستی جاتی ہی ساتھ والیون سے کہا نانی جان کو سودا ہو گیا ہی اسرار جادو سے سب حقیقت کھلے پردے کے باہر آئی عمرو بشکل گلرو ساتھ ہی یاران زرین کن خرامان خرامان مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی کھل کھل ہنس رہی ہی عمرو نے آگے بڑھ کر قدمون کو بوسہ دیا سر سے پا تک بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین پوچھا خیر تو ہی نانی جان آپ کی کیا کہتی تھین ملکہ نے کہا اے گلرو آج تو نانی امان نے نئی نئی باتین کہین کہتی ہین کہ عمرو عیار تیرے باغ مین آگیا کنیزون مین تلاش کرو تمھارے نوکرون مین چھپا ہی سوتے سوتے اٹھی ہین رات کو شراب بہت پی گئی تھین اسیکا سرور باقی ہی اگلے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین ناحق کو بھی بڑبڑ بکے جاتی ہین روز تو یہ غصہ تھا بیٹا نہا ڈالو کپڑے بدلو زیور پہنو باغ سے کہین نجاؤ آنکھ مچولا نہ کھیلا کرو کتاب لاؤ سبق پڑھو چار حرف لکھو دونون وقت ملتے بارہ دری سے نہ نکلو آج ان باتون مین سے کوئی بات نہین پائی کچھ کہین یا نہ کہین عمرو نے کہا ملکۂ عالم عمرو کون شخص ہی بڑا کوئی چور ہی منھ زور ہی مین اپنا زیور اتار کے رکھوا آؤن آگ لگے گہنے مین جو جان جائے ایسا نہو گلا گھونٹ جائے میرا زیور لیلے جبسے نانی امان نے آپسے یہ باتین کہین مین ہول کھاتی ہون مری جاتی ہون حضور میرا تو سوائے آپکے کوئی نہین ہی مان مرچکی بڑھیا نانی کو دمہ کا عارضہ ہی رات کو بھی کھانسی اٹھتی تھی جب اٹھ کے پیٹھ سہلائی ٹھنڈائی جوش کرکے پلائی تب جان ٹھہری صبح و شام کی مہمان ہین دل مین بڑے بڑے ارمان ہین حضور کڑھائی چڑھوا دیجیے سب کے پہلے مین گولہ اٹھاؤنگی بڑی روٹی کی قسم کھاؤنگی حضور سامری و جمشید کے حکم سے لونڈی کو دھبا نہین لگیگا واری مین نے آج تک کسی کا تنکا نہین چھوا البراب واری اٹھیے باغ مین چلیے اچھی طرح تحقیقات کیجیے چور کو سزا دینا بہتر ہے اور واری آج صبح کو ایک معاملہ مین نے دیکھا تھا مین صاف صاف کہدون جب مین صبح کو پیشاب کو گئی زیر نخل نرگس پتونکا انبار ہی وہ خود بخود ہل رہے تھے مین آنکھ بند کرکے بھاگی بس اتنا معاملہ گذرا جو دیکھا وہ کہدیا واری آنکھین پھوٹین جو مینے کبھی کسی کی چیز اٹھائی یا جھوٹی قسم کھائی ہو جب مین آپکے گھر نوکری کرنے آئی نانی امان نے کہدیا تھا کہ بی بی محل مین نوکری کرنے چلی ہو جس کسی کی چیز کو دیکھنا زہر سنکھیا جاننا حضور مجکو بہت بہت نانی امان نے تانس دیا ہی کہتی تھین بٹیا چور کا کوئی

شریک نہین ہوتا اِن بھولی باتون پر ماران زمین کن ہنسی گلرو کے آنسو پونچھے کہا ارے دیوانی چور اُچکا کیسا وہ عمرو عیار ساحر کو پکڑ کر مار ڈالتا ہی کوئی صاحبقران ہین انکا عیار ہی بڑا مکار و غدار ہے ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ بہار جادو نافرمان سحر بیان و شاہزادہ شکیل بعدیل و رعد جادو برق خوشنحو صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن و صاحب شوکت و صولت وزیر اعظم باغبان قدرت مصاحب نازو ادا ملکہ سرخ موے کاکلشا و صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ کو اُس عیار نے اپنا شریک کرلیا ہے سنتے ہین کہ افراسیاب کا ناک مین دم کردیا ہی طلسم کے برباد ہونیکا شہنشاہ کو بڑا غم ہے مجکو تو نانی امان کا حکم نہین مین تو کبھی باغ سے باہر بھی نہین جاتی نانی امان رات کو یہی ڈھکوسلے بگھارا کرتی ہین جہان مین رات کو سبق پڑھنے بیٹھی یہی باتین شروع کردین لو بی بی رعد و برق عمرو کی شریک ہوگئین باغبان قدرت بھی جاکر ملگیا فلان ساحر مارا گیا میری بلا جانے جھوٹ ہی یا سچ ہی بیٹھے بیٹھے ایک یہ بھی اپچ ہی کہان میرا باغ کہان عمرو عیار بڑی نگہبان ہمارے باغ کی ملکہ گلگون نازک چشم ہین سو وہ بھی جب شریک ہو جائین خود راستہ ہمارے باغ کا بتائین تب آنے والا آسکتا ہی وہ خالہ زاد بہن ہین وہ کیا کسی کی شریک ہونگی اول تو یہ مقام سرحد باغ سیب ہے یہان کسی کا گذر ممکن نہین ہے اگر آئے تو بھٹک بھٹک کر یہین رہجاے بیٹھے بیٹھے یہ بھی ایک شعبدہ بنادیا گلرو بیٹھو اپنے کام مین مصروف ہو آج رات کو کوٹھے پر جلسہ کرینگے ڈومنیان بلوائینگے شب ماہ ہی گانا سنینگے یہ باتین سُنکر خواجہ عمرو کو تو اطمینان ہوا کہ اسکے دل مین کینہ بالکل نہین ہے رات کو شراب پلا کر اول اسکو بیہوش کرونگا اسکی شکل بنکر اُس ڈھنڈھو کو لونگا مگر یہ باتین ختم ہونے پائی تھین کہ پردے سے اسرار جادو نے پکارا بیٹا ماران زمین کن کہو عمرو کو تلاش کیا ماران نے کہا نانی امان ڈھونڈھ رہی ہون ہمارے باغ مین کہین نہین ہی سارا باغ چھان چکی آپکا حکم بجالائی اسرار جادو نے پکار کر کہا ہماری باتون کو خلاف سمجھتی ہی وہ لال جلد والی کتاب کسی کنیز کے ہاتھ بھیجدے مین دیکھکر نام بتادون کہ کسکی صورت مین ہے تمکو بھلا کھیل سے فرصت کہان ہمکو بہلاتی ہو اپنی کنیزون مین بیٹھکر مسخرا بناتی ہو ماران زمین کن نے ہنسکر الماری سے ایک کتاب نکالی عمرو گھبرایا کہ حرامزادی صورت بتائیگی اب جان بچنا دشوار ہی ٹالنا بیکار ہے پہلے چل کے اسی کو لو یہ سوچکر کہا لائیے کتاب مین دے آؤن ملکہ ماران نے کتاب ہاتھ مین عمرو کے دی عمرو حاضر حاضر کہکے پردے کے قریب آیا پردہ اُٹھایا اسرار جادو نے سر اُٹھا کر اول سراپا کو دیکھا پھر کتاب ہاتھ سے لی کھول کر پڑھنے لگی عمرو نے دیکھا یہی وقت ہی کتاب کھولتے ہی وہ ہنسی ہی سراپا کو بھی جالے بہ نگاہ غور دیکھ چکی ہے اب اسکو مار دے یہ سوچکر حلقے کمند کے مارے گردن اور کمر مین اسرار جادو کے

اچھی طرح بڑے عمرو نے جھٹکا مارا سر کٹ کے الگ گرا جسم چارپائی پر تڑپنے لگا عمرو حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا کمند نے خنجر کا کام کیا حیران دیکھ رہا ہے ہوش اُڑ گئے ایسا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا بیہوش ہونا کمند سے برق بنکر نکلجانا یہ سانحے نہ دیکھے تھے ایسا شعبدہ کبھی پیش نہ آیا تھا ہاتھ کانپنے کمند بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی قصد ہوا کہ بھاگون جان بچاکر نکلجاؤن اب باغ مین ٹھہرنا دشوار ہے کوشش بیکار ہے یہ عمرو سوچ رہا تھا کہ پہلو سے دیوار شق ہوئی نعرہ ہوا منم ملکہ اسرار جادو او ساربان زادے مجکو تو نے حیرت اور افراسیاب بنایا مصور و صورت نگار سمجھا عمرو نے پلٹ کر دیکھا اسرار جادو برابر آگئی ہے قصد کیا پلٹ کے خنجر ماردون اسرار جادو نے ایک دو تھپڑ زمین پر مارا شعلۂ آتش کا بھڑک کر عمرو پر گرا رنگ روغن اُڑ گیا زمین نے پانون تھام لیے عمرو بصورت اصلی ہوگیا وہ لاشہ جو پڑا تھا ماش کے آٹے کا پتلہ ٹھہرا اسرار جادو نے آواز دی لی صاحب زادی صاحب یہان آؤ ہماری باتون کو بادہوائی سمجھا سمجھو سودا تھا آگے دیکھو عمرو کو پکڑ لیا ماران زمین کن مع انیسون اور جلیسون کے دوڑی ہوئی آئی اب جو ماران زمین کن کی نگاہ پڑی ایک شخص عجیب الخلقت دنیا سے نرالی صورت قریب پلنگ کے کھڑا ہے تھر تھر کانپ رہا ہے سراپا اسکا یہ ہے ناریل سا سر کلچھے سے گال مروارید سے دانت زیرہ سی آنکھین رسی سے ہاتھ پانون چھ گز کا دھڑ تلے کا اوپر کا منہ لانبی گز کا کنیزین آہ اوہ کرکے بھاگین کہتی ہوئی ہے ہے واری یہ کیا بلا ہے یہ جل مانس ہے یا بن مانس یا مرچیا جن مٹھیا دیو کی بیتی ٹھپاک سے بعضی ہے ہے میری جان گئی کہکے گر پڑی کوئی بولی بوا شمشاد مجھے سنبھال لے نرگس گھور گھور کے دیکھنے لگی سوسن نے غل مچایا سنبل نے بال کھولدیے سر پیٹنے لگی ماران زمین کن تھر تھر کانپی ہوش و حواس اُڑ گئے اسرار جادو نے کہا بی بی ہمنے یہ جونڈا دھوپ مین نہین سفید کیا ہے ایک ہفتہ پیشتر تمکو خبر دی تھی کہ عمرو اس باغ مین آئیگا اب تو ہمکو سودائی نہ بناؤ گلگون نازک جسم تو بلاؤ قفس آہنی لاؤ اس نگوڑے موے موئی کاٹے مکار غدار کو بند کرو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کیا جائیگا اُسیوقت قفس آہنی آیا جب کنیزین آہنی عمرو کو بند کرنے لگین عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ملکہ اسرار جادو تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہین گزری جسدن سے طلسم ہوش ربا مین قدم رکھا ہزارہا ساحران غدار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر شعبدہ باز جعلساز ہم عیار ہم سردار آکے لڑے ان عہد ذلیل کے معرکے پڑے حرامزادونکو کتے کی موت مارا جہنم واصل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر تیرا انتظام میرے واسطے کسی نے نہین کیا جسوقت مین آپکے باغ مین داخل ہوا آپکو خبر ہوگئی میری تقدیر سوگئی مگر آج میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ مذہب سامری جمشید کا درست مسلمانون کی دلیل شکست ہے چاہتا ہون آپکا غلام بنکر رہون شرف خدمت حاصل کرون مین عیاری مین کامل تم سحر و ساحری مین عاقل بموجب مصرعہ خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ۱؎

آپ تخت نشین ہوں مجکو لشکر سپرد کیجیے اول مہرخ و بہار کو مٹاؤں پھر کوہ عقیق پر جا کر لشکر حمزہ میں آگ
لگاؤں اسکے بعد طلسم ہوشربا و طلسم نور افشاں و دیار باں گلریز و ہفت کوہ زلازل ان سب سے لڑلے
اگر سب کو مار کر آپکی عملداری نہ کرادوں تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھوں تصویر سامری و جمشید منگائیے اپنے
قدرت کے احکام تلقین فرمائیے چھپا کا گوبر بھی پیونگا مسلمانوں کا آج سے ذکر نہ کرونگا اسرار جادو
یہ باتیں سنکے قہقہہ مار کر ہنسی کہا خواجہ آفریں صد آفریں یہ فقرے تو تمہارے افراسیاب جادو
قبول کریگا یا مرشدزادے میاں منصور صاحب میرے سامنے ایسی باتیں نہ فرمائیے ذرا ہوش میں آئیے
قضا تمہاری قریب ہے سخت بدنصیب ہے خوب مجکو یقین ہے اگر افراسیاب نے قتل کیا طلسم ہوش ربا بربادی سے
بچ گیا لیکن تمنے بھی سامری نامے کو پڑھا ہو اسمیں صاف یہی لکھا ہو کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہیں ہو عمرو
قاتل ساحران ہو مکر و غدر اسکا عالم پر عیاں ہو مگر قضا تمہاری میرے ہاتھ سے تھی عمرو نے کہا اے ملکہ عالم اب
تو میں سامری و جمشید پر لعنت کرونگا تمہارے مذہب کو بُرا کہوں گا سامری نامہ میں تو صاف مرقوم ہو کہ عمرو
کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہیں ہے پھر آپ مجکو کیونکر قتل کرینگی یا سامری و جمشید جھوٹے تھے یہ کیسا واہیات
مذہب ہے صاف صاف مطلب ہے اے اسرار جادو تو ہر بات کو سیدھی کر جاتی ہو حقیقت میں میں کبھی تم لوگوں کے
شریک نہونگا لعنت کسکے جادوگر کو مارونگا ہمارا خدا مسبب الاسباب ہے رب الارباب ہے ہر بندہ اسکے فیض سے
کامیاب ہے وحید و یکتا عالم ہے دانا سمیع و علیم رحیم و کریم قہار و جبار ستار و غفار تم سب پر وہ مجکو غالب کریگا اگر
صاحب عقل و شعور ہے تو قدموں کو با دولت کے بوسہ دے اسلام اختیار کی نیت کر یہ سنتے [illegible]
تیرے وہ بھی ساحر تھے کتنے تھے زرنگ جادو جو افراسیاب نے مع بارہ ہزار ساحروں کے تلاش
بر ریشش او شاشیدم و سراغ بتا کر روانہ کیا ہو وہ اس صحرا میں آیا چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہو ساتھ والے اسکے
یہ مقام بھاگا گا پھرتا ہی مسافروں کو دھوکے میں مارا بیچارے غریبوں کو للکارا خون ناحق اپنی گردنوں پر
و سکنات میں شریک ہے اماں کیا جیسے ہی سمنکال جادو درہ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ زرنگ
فرمایا کہ مجکو مجمع عام میں پہچانا وہیں سے للکارا کہ خبردار او سمنکال میں آپہونچا رومال سے ہاتھ باندھ لے چلکر
منھ دکھاتا ہے [illegible] کے گر سمنکال نے جو پلٹ کر زرنگ جادو کو دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی
تمہارا مذہب ہو ناہنجار کیا بکتا ہے افراسیاب کیا مردود ہی میرا رب اکبر معبود ہے جو کہا وہ کہا
پروردگار مطلق ہے بارہ ہزار ساحروں نے سمنکال جادو کو گھیرا مگر یہ ساحرہ قدیم ہو بلکہ افراسیاب کی
مگر کچھ سوچ سمجھ کو کب مانتی ہو جب گولہ مارا دس کا سر پھٹ گیا کبھی ہاتھ ہلائے برق چمکائی ان بیچاؤں پر
بچ جاؤگے تو دن حیات جل کر خاک ہوا گئی سو بیچاؤں کا دم بھر میں قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی نیچے

لپٹ گئی پوچھا بوا گلگلون یہ خواجہ عمرو پنجرے مین بند بیٹھے ہین اسوقت نانی امان سے ایسی باتین کین کہ میرا دل ہل گیا پیدا کرنیوالے کا خوف سما رہا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے بوا میرا دل میرے قابو مین نہین صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت پہلو مین نہین ہے تمہارے باغ مین یہ عمرو کیونکر پہونچا اب اسرار جادو بھی مسند پر آکر بیٹھی گلگلون نے تمام کیفیت گذشتہ ظاہر کی کہا مجھکو شہنشاہ نے آکر بچایا ورنہ گویا اُسنے بیہوش کر چکا تھا ایسا کمبخت گاتا ہے کہ دل بیقرار ہو جاتا ہے اور جس کسی کو اس علم مین کچھ سودا ہے اسکے واسطے تو یہ جلاد ہے مگر جب شہنشاہ نے آکر مجھکو بیدار کیا بعد جانے شہنشاہ کے سارے باغ مین مین نے ڈھونڈھا لیکن پتا نہ ملا صبح کو مین نے دیکھا تھا کہ وہ کوٹھری کھلی ہوئی تھی مجھے کچھ خیال نہ ہوا انہین معلوم کسنے وہ مقام بتا دیا کہ یہان آپہونچا ماران زبین کن نے کہا بوا سویرے اُٹھتے ہی نانی امان نے مجھسے کہا کہ عمرو عیار تمہارے باغ مین آگیا مین سچ کہون مجھکو مطلق یقین نہوا مگر نانی امان کو تو پھر دھن لگ گئی آخر کو کتاب منگائی یہ ظالم خود لیکر دوڑا جاکر کمند ماری مگر نانی امان انتظام کر چکی تھین ہم ایسے لوگ ہوتے تو مار لیا ہوتا مگر بوا اسوقت مذہب مین اس شخص نے کلام کیا ہے کہ دل مین تاثیر پیدا ہوئی مین تو اسکے کلام پر شیدا ہوئی مگر بقول نانی امان کے کہ یہ دشمن ساحران عالم ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ اسکا قتل ہونا دشوار ہے انتہا کا مکار و غدار ہے تقریر مین طرار فرار ہے اتنا تو ضرور اسوقت معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا بہت خام ہے ساحر کا بد انجام ہے نانی امان مصاحب سامری کہلاتی ہین مگر عمرو کی کسی بات کا جواب دے سکین دنگ ہو گئین زبان ہے کہ قینچی چلتی ہے اس ظالم کے فقرہ ہاے گرم سے شمع انجمن جلتی ہے گلگلون نازک چشم نے کہا بوا سامری جمشید خیر کرے دیکھیے [illegible] کیا ہوتا ہے چہار طرف طلسم مین غدر ہے یہ تو میرا بھی قول ہے کہ طلسم کا بچنا دشوار ہے مین تو تھر تھر کانپی ہوش و حواس اڑ گئے [illegible] بی ہنسے کیا چپکے چپکے باتین کرتی ہو مین سمجھ ہے ایک ہفتہ پیشتر تمکو خبر دی تھی کہ عمرو اس باغ مین آئیگا اب تو ہمکو سودائی نہ بنا ہی رائے پر رہو جو ہم کرین وہ بلاؤ قفس آہنی لاؤ اس نگوڑے موئے موذی کاٹے مکار غدار کو بند کرو خدمت مین [illegible]ری جانب سے عرض کرنا جس جائیگا اُسیوقت قفس آہنی آیا جب کنیزین اُسمین عمرو کو بند کرنے لگین عمرو نے ہاتھ باندھ کو بھی ساتھ لیتی آؤ گی تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہین گذری جسدن سے طلسم ہوش ربا مین قدم رکھا ہے اگر عمرو کو قتل کیا غدارون سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر شعبدہ باز حیلہ ساز ہم سیار ہم سردار آکے لڑے اب وہ سب پیش معرکہ پڑے حرامزادون کو کتے کی موت مارا جہنم واصل کیا شہرت جہاد حاصل کیا مگر ترا انتظام میرے واسطے کسی نے نہین کیا دل کا اختیار ہے مین آپکے باغ مین داخل ہوا آپ کو خبر ہوئی میری تقدیر سوگئی مگر آج میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ اٹھا لیا اسی راہ سامری جمشید کا درست مسلمانون کی دلیل شکست ہے چاہتا ہون آپ کا غلام بنکر رہون شتر خدمتگاری کا جانور ہے کردون مین عیاری مین کامل تم سحر و ساحری مین عاقل ہو بموجب مصرعہ خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانا کان ناک کچھ

ایک نے کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہے چالاک بھی ہے گلگون نازک چشم نے کہا بیہودہ نہ بکو یہ تم سبھون کا دھگڑا ہے او حرامزادیو یہ عمرو عیار ہے وہ جو گویا بنا تھا بھولی بھولی باتین بنا کر بیہوش کر گیا تھا اُسکی صورت اصلی یہ ہے جاکر باغ مین ملکہ باران زرین کمن و اسرار جادو کے پہونچا اسرار جادو نے آخر گرفتار کیا یہ نگوڑا اُنکے بھی قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا تازہ تو مصاحب سامری ہین فن سحر و ساحری مین معمور صاحب عقل و شعور انے کو غائب کر کے اُسکو دھوکا دیا تب یہ ظالم گرفتار ہوا جلد تیاری کرو ابھی اسکو لے کر خدمت افراسیاب مین جائینگے قید اسکی باغ سیب مین پہونچائینگے چار سو جادوگرنیان اسباب سحر سے آراستہ ہوئین ملکہ گلگون نازک چشم تخت پر سوار ہوئین قفس سامنے رکھ لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی قید عمرو لیکر چلی اسکو راستے مین چھوڑو

دو کلمہ از داستان زرنگ جادو کہ افراسیاب نے برائے گرفتاری سمنکال روانہ کیا تھا سنیئے

ناظرین ملاحظہ فرماوین سابق مین ذکر کیا تھا کہ سمنکال جادو پلنگ جادو کے قبضہ سے چھوٹکر بخوف افراسیاب خانہ خراب ایک درۂ کوہ مین جا کر چھپی مگر حیران کہ کیا کرون کدھر جاؤن ہاے عمرو کا بھی ساتھ چھوٹا شریک لشکر مہرخ نہو سکی کس بلاے ناگہانی مین مبتلا ہوئی کہتی تھی او خداے نادیدہ مین نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا اس وقت مصیبت مین تجکو یاد کیا مجکو تا بلشکر مہرخ پہونچا دام آفت سے چھوڑا کیا کہکے تجکو پکارون اس راہ سے بالکل نابلد ہون نہین معلوم عمرو پر کیا گذری اب سواے لشکر مہرخ میرا کہان ٹھکانا ہے دن عمر کے تمام ہوئے گرفتار دام رنج و آلام ہوے اگر لشکر ملکہ مہرخ مین جاتی ملکہ بہار جادو سے ملتی غنچۂ آرزو کھلتا سمنکال درۂ کوہ مین بیقرار اشکبار زندگی سے اپنی بیزار گردش فلک دوار کی شکایت کر رہی ہے بعد عرصۂ دراز درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب چلی مگر زرنگ جادو کو جو افراسیاب نے مع بارہ ہزار ساحرون کے بتلاش سمنکال جادو پتہ نشان بتاکر روانہ کیا ہے وہ اس صحرا مین آیا چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہے ساتھ والے اسکے صحرا مین پھر رہے ہین کئی مسافرون کو دھوکے مین مارا بیچارے غریبون کو للکارا خون ناحق اپنی گردنون پر لیا اپنے لیے جہنم کا سامان کیا جیسے ہی سمنکال جادو درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ زرنگ جادو کی نگاہ پڑی پہچانا وہین سے للکارا کہ خبردار او سمنکال مین آ پہونچا رومال سے ہاتھ باندھ لے چلکر قدمون پر افراسیاب کے گر سمنکال نے جو پلٹ کر زرنگ جادو کو دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی جواب دیا او ناہنجار کیا بکتا ہے افراسیاب کیا مردود ہے میرا رب اکبر معبود ہے جو کہا وہ کہا چہار طرف سے بارہ ہزار ساحرون نے سمنکال جادو کو گھیرا مگر یہ ساحرہ قدیم ہے بلکہ افراسیاب کی ندیم ہے ایسے بلوے کو کب مانتی ہے جب گولہ مارا اوس کا سر پھٹ گیا کبھی ہاتھ ہلانے برق چمکائی ان بیچاؤن پر بجلی گرائی خرمن حیات جل کر خاک ہو گئی سو بیچاؤن کا دم بھر مین قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی پنجہ

کمر مین دے کر بلند ہوئی دونوں ٹانگیں پکڑ کر چیر ڈالا جادوگرون پر ساحر کو پھینک مارا اُس خون سے دریائے آتش پیدا کیا ساحر مثل ہیزم خشک کے جلنے لگے جسم سے شعلے نکلنے لگے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہوا **نظم**

سمنکال جادو لڑی اس طرح
قیامت کا میدان مین عالم ہوا
قیامت کا ساماں عیاں ہر طرف
وہ تھی بحر جرأت کی گویا نہنگ
لیا ایک گولہ بصد شد و مد
کنیز سیہ رو گنہگار ہے

تڑپتی ہے برق تفنگ جس طرح
زرنگ سیہ رو تنگ آ گیا
ہوا خون کا دریا رواں ہر طرف
کیا وار جب اُس نے تلوار کا
کہا رو کے خالق مری کر مدد
ترے لطف کی ہو نہین امیدوار

کیا سحر جس پر وہ بے دم ہوا
سحاب الم فوج پر چھا گیا
سمنکال پر جا پڑا جب زرنگ
سمنکال جادو نے رد کر دیا
تو ستار ہے اور غفار ہے
کر اب مجھکو منصور پروردگار

دل کو خالق بے نیاز سے رجوع کیے آخر تڑپا چھپٹ کے زرنگ نابکار ہزار اُٹھے لاکھ کلوا بھیرون نارسنگیہ کو پکارا کچھ نہ ہوا گولہ سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گزرا جنگل مین اندھیر اٹھ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگ جادو بود دریغا جان دادیم در مطلب خود نرسیدیم ساتھ والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سمنکال پر ہمارا پنجہ قابض نہین ہوا بجلی کو کیا روکین ایسے زبردست کو کیا ٹوکین فرار پر قرار کیا سمنکال مارتی ہوئی پیچھے چلی ہزارون کو قتل کیا مگر حیران پریشان کہ آخر لڑ بھڑ کر کہان جاؤن کدھر جا کر جان بچاؤن افراسیاب جادو کا دشمن کہان امان پائیگا پروردگار بچائیگا اس تردد مین لڑتی بھڑتی جاتی ہے قضا کار اسی طرف سے ملکہ گلگون نازک چشم قید خواجہ عمرو لیے ہوئے طرف باغ سیب کے جاتی تھی یکایک کان مین آواز ہا و ہو کی پہونچی زرنگ کے مرنے کی قیامت برپا ہوئی گھبرا کر پلٹ پڑی اسی صدا پر چلی ساتھ والیون سے کہتی ہے کہ یہ کیسا ہنگامہ ہے کسی مقام پر قیامت کی لڑائی ہو رہی ہے در پے جادوگرون کے مرنے کی آواز آتی ہے خیال کر کے دیکھو زمین تھراتی ہے کنیزون نے عرض کی وارثی اپنے کام کو چلیے لڑائی مین جانے سے کیا فائدہ مسلمان فوج شہنشاہ سے لڑ رہے ہونگے مہرخ و بہار سے معرکے پڑے ہونگے گلگون نے کہا یہ مقام سرحد باغ سیب ہے یہان کا ہر بوٹا پتا آسیب ہے مہرخ و بہار یہان نہین آسکتین اگر آئین تو نکلنا مشکل ہوگا آسمین ڈانڈے پر لڑائی ہوگی پس مصالحے کرانا ضرور ہے یہ کہکر پر پرواز پیدا کیے گلگون بلند ہوئی کنیزون نے اُس تخت کو گھیر لیا جسپر قفس عمرو کا رکھا عقب مین چلین یہان سمنکال مثل شیر غضبناک فوج زرنگ کو قتل کر رہی ہے تعاقب فراریون کا نہین چھوڑتی کہ گلگون نازک چشم آسمان پر چلی دیکھا کہ سمنکال جادو ساحرون کو قتل کر رہی ہے گلگون نے للکارا اے سمنکال یہ کیا ہنگامہ ہے یہ لوگ تیرے مقابلے کے قابل ہین لشکری پیادے چلے جاتے ہین

انھون نے تیرا کیا نقصان کیا تلوار ہاتھ سے پھینک دے ورنہ سزاے معقول دونگی چٹیا پکڑکر کھینچتی ہوئی سامنے افراسیاب کے لیجاؤنگی سمنکال نے للکارا او چھوکری کیون شامت آئی ہو یہ مین مطیع الاسلام ہو چکی افراسیاب دشمن ہو وہ گمراہ میرے واسطے رہزن ہو مگر کیا کرسکتا ہو ہمارا مالک پروردگار ہو یہ سنکر گلگون نے اہل فوج کو آواز دی کیون بھاگے جاتے ہو اگر افسر تمھارا نہین ہو ہم تو ہین یہ کہکر گلگون نے بھی سحر کرنا شروع کیا بھاگے ہوے پلٹ پڑے سمنکال سے الجھ گئے ہین سمنکال نے تخت پر قفس عمرو کا رکھا ہوا دیکھا دل بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی خواجہ یہ کنیز تازہ آپ کی محبت مین برباد ہوئی آتی ہو آپ کو رہا کرتی ہو آپ کیونکر گرفتار ہوے یون مجبور و ناچار ہوے عمرو نے آواز دی ای سمنکال فلک بر سر گردش ہو افراسیاب جادو کو ہمسے بڑی کاوش ہو مگر ای سمنکال اتنا خیال رکھنا اگر ہماری قضا قریب ہے تو مجبور و ناچار ہون ورنہ انشاء اللہ لشکر اسلام مین جس طرح بنے گا تجھکو لیجاؤنگا قتل نہونے دونگا اور اگر رہا ہو جاؤن تو حکم سے پروردگار کے کل فوج ساحران کو کھڑے کھڑے شکست دون سمنکال لڑنے لگی اور چاہتی ہو کہ خواجہ کو چھڑاؤن لڑتی بھڑتی تا بہ تخت پہونچون گلگون نازک چشم کے ساتھ چار سو جادوگرنیان تخت پر محاصرہ کیے ہین گوے ترنج و نارنج چل رہے ہین زمین کانپ رہی ہے مگر سمنکال ساحرہ زبردست ہو بادہ اطاعت عمرو سے مست ہو زخم کھاتی جاتی ہو مگر گھسی جاتی ہو گلگون تا بہ تخت نہین آنے دیتی سینہ سپر کیے سحر کر رہی ہو مگر سمنکال لڑتی بھڑتی ہو اہالیان فوج زرد رنگ تبدیل ہو چکے ہین گلگون کے للکارنے سے پھڑکتے ہین جدھر سمنکال رخ کرتی ہو کائی سی چھٹ جاتی ہے ساحر پر ساحر گرتا ہو بیچارون کی آنکھون مین نقشہ موت کا پھرتا ہے گلگون نازک چشم سے اور سمنکال سے مقابلہ پڑا گلگون نے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنایا یا سامری کہکر اُسکو اُڑایا آواز دی او سمنکال یہ طائر سحر سامری ہو اسمین افسونگری بھری ہو ہوش اُڑا دے گا طائر وہم و خیال اس افسون تک نہ پہنچیگا بس سمنکال نے دیکھا وہ طائر اُڑا گرد سر سمنکال چرخ مارنے لگا ہیہات ہیہات کہکر للکارنے لگا سمنکال پر جو سایہ طائر کا پڑا عقاب ہوش اُڑا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آنے لگا قلب تھرانے لگا خیال کیا اگر تین چرخ اور ماریگا تو پا بگل ہوگی پھر بڑی مشکل ہوگی سمنکال نے پیشانی پر نشتر مارا خون ہتیلی پر لے کر آواز دی ای طائر سامری تیرا بھوک ہے خون پینے کا تجھکو روگ ہے طائر کندے باندھکر ہتیلی پر سمنکال جادو کی گرا خون پینے لگا خون پیکر مثل کبوتر کے ہاتھ پر سمنکال کے گونجا منقار اُٹھا کر چہرۂ زیباے سمنکال کو دیکھنے لگا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ تسخیر ہوا سمنکال نے کہا اے طائر سامری خوراک پائی شکم سیر ہے اب کام کرنے مین کیا دیر ہے طائر کندے تولکر اُڑا سر پر گلگون نازک چشم کے آیا چکارا مارا ٹھہرا کر سر پر گلگون کے بیٹھ گیا گلگون نے ایک چیخ ماری کہا ہاے خود کردہ را درمان نیست خاموش ہو کر ٹھہر گئی زبان بند ہوئی سمنکال نے گولا اُٹھا کر مارا

سینہ کو توڑ کر نکلگیا گلگون نازک حشیم تھرا کر گری جہنم واصل ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من گلگون نازک حشیم بو یا ب کنیزین گھبرائین قفس عمرو ہاتھ مین لیا بیتاب و بیقرار ہو کر بھاگین اب سمنکال نے انکا تعاقب کیا منظور ہہ کہ قفس عمرو چھین لون اب کنیزین تو بھاگی جاتی ہین سمنکال سحر کرتی ہوئی دوڑی جاتی ہے اپنی جان مشتاق ہے کہ جس طرح بنے قفس عمرو چھین لون مگر دو کلمہ اسرار جادو و ماران زمین کن ملاحظہ ناظرین ہون کہ یہ نانی نواسی دونون بعد حوالہ کرنے قید عمرو کے آپسمین باتین کر رہی ہین ذکر قتل اسد غازی درپیش ہے اسرار جادو نے کہا اے صاحب افسون من اے ماران زمین کن قید عمرو تو مین نے روانہ کی مگر راز سحر خبر دیتا ہے کہ کچھ افتاد پڑے گی گلگون نازک حشیم ابھی کمسن ہے اپنے کمال پر مطمئن ہے اے نور نظر کسی کنیز کو روانہ کرو یا تم ہی اسباب سحر سے آراستہ ہو جا کر دیکھو کیا معرکہ گزرا اسوقت خودبخود دل گھبراتا ہے میرا کچھ اور ہی تدبیر بتاتا ہے ماران زمین کن نے کہا نانی اماں آج تمھین صبح سے انھین جھگڑون کا خیال ہے اب عمرو موا مونڈی کاٹا لنگوٹا گرفتار ہوا گلگون نازک حشیم لے کر گئی اب تردد بیجا ہے دم بھر مین وہ واپس آئیگی خبر معقول سنائیگی جب وقت قتل عمرو مشہور ہوگا آپ نے کہلا بھیجا ہم آپ چلینگے تماشائے قتل عمرو دیکھینگے اسرار جادو نے کہا اے نور نظر یہ وقت غفلت نہین ہے ساحران طلسم کی جان پر بنی ہے حقیقت مین عمر طلسم تمام ہو چکی افراسیاب نے غفلت مین سب کام خراب کیا تمھارے بزرگونکے بڑے مرتبے تھے بادشاہ ہوش ربا جب بعجز بلاتا تھا تب جاتے تھے سوچو تو روح طلسم ہوش ربا کی نگہبان ہو ایسا نہو کہ انجام مین پشیمان ہو مین شب قتل اسد پہلوے افراسیاب مین ہونگی رات بھر بیدار رہونگی اگر مجکو ذرا غفلت ہوا ایسی قباحت ہو کہ سنبھالنا دشوار ہو جاے طلسم کے انتظام مین فرق آے دیکھیے زمانہ کیا رنگ لاتا ہے فلک کیا گردش دکھاتا ہے عمرو نے مقدمۂ مذہب مین ایسے کلام کیے کہ اسوقت تک محویت ہے صاف تو یہ ہے کہ مثل آئینہ روشن ہے کبھی انجام کا خیال ہے کبھی بربادی طلسم ہوش ربا کا ملال ہے ماران زمین کن چونکہ ابھی نوجوان ہے ان باتون پر ہنستی ہے اسرار جادو کی باتون پر آوازے کستی ہے یکایک زمین تھرائی کچھ ٹکڑے ابر کے آسمان پر نمایان ہوے آثار رنج و ملال عیان ہوے منبر پر ایک گلدستہ رکھا تھا وہ خودبخود جلکر خاک ہوا اسرار جادو نے اپنا سر پیٹ لیا کہا لو غضب ہوا گلگون نازک حشیم قتل ہوگئی یہ گلدستہ اسکا گل حیات تھا دیکھا خودبخود پژمردہ ہوا ہاے اسکا غنچۂ آرزو نہ شگفتہ ہوا جھونکا باد خزان کا چلا عین بہار مین صرصر رنج و الم چلی شاخ تمناے گلگون نہ پھلی نہ پھولی اب تو ماران زمین کن کے بھی ہوش پراگندہ ہوے نام گلگون لے کر رونے لگی اسرار جادو تو بھید سے بخوبی واقف ہے اسباب سحر لیکر مثل شعلہ جوالہ کے اٹھی پر پرواز پیدا کرکے چلی آواز دی بیٹیا جلد آؤ دیر نہ لگاؤ ماران زمین کن طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی عقب مین گئی ہمجا دو گھنیان

ایک ایک فسون ساز شعبدہ باز یگانۂ آفاق سحر و ساحری مین طاق روتی پیٹتی چلین یہان سمنکال جادو گلگون نازک خشم کو قتل کرکے کنیزون سے لڑ رہی ہو قصد ہو قفس عمرو چھین لون یا جان دون عمرو قفس مین سے کہہ رہا ہو کہ اے سمنکال تو جان بچا کر نکلی پروردگار میرا حافظ ہو اگر حیات باقی ہو چھوٹ جاؤنگا مجکو اسرار جادو نے قید کرکے بھیجا ہو وہ بلاے روزگار ہو بڑی مکار و غدار ہو سمنکال جادو کہتی ہو خواجہ اگر تمکو نہ چھڑایا تو کیا کام کیا ملکہ اپنے کو بدنام کیا ماہرخ و بہار کو کیا منہ دکھاؤنگی آپکے قید کی خبر سناؤنگی یہ کہتی جاتی ہو انجام کے سحر کر رہی ہو دو سو کنیزون کو قتل کر چکی ہو چند باقی ہین کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال جادو غضب کیا گلگون کا خون بہایا ہمارا ابھی خوف نہ آیا سُن ملکہ اسرار جادو عمرو نے جو قفس سے اسرار جادو کو آتے دیکھا جی چھوٹ گیا یقین ہوا کہ اب رہائی غیر ممکن ہے ملک الموت کا سامنا ہو مگر سمنکال کہ اسکو دو پہر لڑتے گذر چکے ہین ہزارون ساحر مارے ہین دریاے خون مین نہائی ہوئی ہو لہو سے ساحرون کے گھبرائی ہوئی ہو اب اسرار جادو کو دیکھ کر رنگ زرد متغیر ہوا طائر ہوش و حواس اڑا حواس خمسہ مین خلل آیا اسرار جادو نے گرتے گرتے سحر کیا کارد نکال کر اسم سحر پڑھا کارد کو پھینکا ہر چند سمنکال نے رد کا شانہ نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا چاہتی ہو زخم شانے کا باندھون اسرار جادو نے یا سامرتی کہکر وہ تیز زمین پر مارا موے سر کھولے ہوے اُف اُف کرتی ہوئی بڑھی سمنکال جادو کو چرخ آنے لگا لڑکھڑا کر زمین پر گری پائین بند دل دردمند اسرار جادو نے زبان مین سوزن دیا گرفتار کرلیا قفس عمرو کنیزون سے طلب کیا آسمان پر برق چمکی ملکہ ماران زمین کن بھی مع چند کنیزون کے آکر پہونچی دیکھا تین کوس تک دریاے خون بہا ہی صحرا بھرا رہا ہو لاشہ پڑا تڑپ رہا ہو گھبراگئی پوچھا نانی امان یہ ساحر کسکے ہاتھ سے مارے گئے اسرار جادو نے کہا بیٹا آنکھین کھولو بہ نگاہ غور دیکھو جو ہم کہتے تھے وہ ہوا یا نہین ماران زمین کن نے کہا نانی امان آپ بڑی عاقل ہین حقیقت مین سحر مین کامل ہین اسرار جادو نے کہا سمنکال کو نگاہ ملاتے ملاتے عمرو نے مسلمان کیا صاف تو یہ ہے کہ میرے بھی آئینہ دل پر غبار آگیا مذہب کے مقدمہ مین بڑی فکر ہو ہر وقت دل کو دو منزل سے یہی ذکر ہو چلو اب خدمت مین افراسیاب کی چلتے ہین دیکھین وہ غافل عیش پسند کیا کرتا ہے تدبیر معقول تو یہ ہے کہ اسوقت ان دونون کو قتل کیا جاے طلسم ہوش ربا کو بربادی سے بچاے اگر اسکے خلاف کریگا روز سیاہ کا سامنا ہو وقت بہت قریب آگیا ہو بیٹا ماران زمین کن وہ تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی انکا بڑا مرتبہ ہو میرا اسی برس کا سن ہے کسکی کسکی آنکھین دیکھین شعرا کے جلسے مین شریک ہوئی جناب شیخ امام بخش ناسخ کیسا شاعر جلیل ہوا احاطہ زبان اُردو کا باندھ گیا اُسکے ہمچشم خواجہ حیدر علی آتش نے کیا زبان روزمرہ پائی تھی بی بی صاحبان مذاق کو روزمرہ بہت پسند ہے ایک غزل اُنکی قافیہ ہاے تجمل مین باداے معنی کھٹکا کھٹکا مگر کس لطف سے اُسکو نظم فرمایا ہو بی بی تم نوجوان ہو

اس غزل کو یاد کر کے تو غزل آتش

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا
کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
جسے کہ راہ ہوئی اسسے خوب ہی بھٹکا
طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا
پری سے چھپر کھٹ بنوائیے وہ نازنین جھلاے
کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
عجب زمین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے
یہی وہ راہ ہے جسمین ہے جا بجا کھٹکا
کہوں جو عرش برین بھی تو کہہ نہین سکتا
حجاب دور رہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا
عجیب بھول بھلیان ہے غفلت ہستی
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چسکا

بی بی دیکھو مطلع اس غزل کا موافق مطلب افراسیاب جادو کے ہے غفلت کا انجام خراب ہے یاران زمین گن کو سمجھاتی ہوئی قید سمنکال و خواجہ عمرو لیے ہوئے طرف باغ سیب کے چل نکلی یہان افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا انتظام مین مصروف ہے اپنے وزیر سرما برف انداز و ابرق کوہ شگاف سے کہتا ہے کہ کل ممالک مین نامے روانہ کرو روز قتل اسد غازی عین وقت پر آجائین قتل ہونا اسد غازی کا اپنی آنکھون سے دیکھین ہمارے خراجگزارون کو اطمینان خاطر ہو عین وقت پر ہر کہ و مہ حاضر ہو سرما سے یہ باتین کرتا جاتا ہے عیش و جشن کا سامان مہیا ہے نازنینان مہ جبین حاضر ہین ایک جانب ساقیان ماہر و گانے والیان خوش گلو سرما نے عرض کی کہ چند ساعت راگ رنگ موقوف رہے غلام نامے تیار کرین مہرین سب پر ہو جائین طائران تیز پر طلب ہون نامے جلد جلد پہونچائین افراسیاب نے کہا تم نامے لکھو یہ گائین سوسن خوش آواز زبان دراز آگئی ہے ایک غزل سن لین پھر امورات مالی و ملکی مین مصروف ہون سوسن کو اشارہ ہوا سوسن نے یہ غزل گائی

ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین
شکستہ حال کی آواز ہے سوال نہین
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
نہال عمر گوارہ ہے یہ ہلال نہین
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک [illegible]
یہ حسن مرحوم شاگرد میر ضیاء الدین ضیا
بہار حسن خداداد کو زوال نہین
یہ حسن نور خدا ہے اسے زوال نہین
فلک کو یاس ہے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین
گہن مین چاند ہے تارا سحر کا حال نہین
ریاض حسن کے میوہ مین یہ لطافت ہے
لگے تمھارے عناصر مین اعتدال نہین
سدا گلاب کے دو پھول ہین گال نہین
جواب دیکے نہ دل توڑ اور سائل کا
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
مہینہ زیست کا گھٹتا ہے ہر مہینے مین
عیان ہے سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین

غزل دیگر میر حسن صاحب المتخلص

اسی واسطے تجکو کم دیکھتے ہین
جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین
اگر زندگی ہے تو چلکے حسن اب
تجھے جس گھڑی ای صنم دیکھتے ہین
ابھی دل ترا یار ہم دیکھتے ہین
خدائی کا احوال ظاہر ہے ویسے
ان آنکھون سے انکے قدم دیکھتے ہین
جھگڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہین
عدم مین ہستی انھین کو ہوا ہے
کب اسکو کم از جام جم دیکھتے ہین

افراسیاب نشہ مین مست ہے غزلین ٹھمریان سن رہا ہے کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ اسرار جادو ماران زمین گن قفس خواجہ عمرو و ملکہ

سمنکال

سمنکال کو لیکر سامنے آئین ملازمان **زرنگ** فریاد کرتے ہوے آئے **افراسیاب** گھبرا گیا **عمرو** کو تو قفس مین دیکھکر خوش ہوا ملکۂ **اسرار جادو** نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ مقام افسوس ہی زمانہ قتل طلسم کشا کا اسقدر قریب ہی آپ کو ناچ رنگ سے فرصت نہین یہ وقت عیش و راحت کا نہین ہے ملکہ **سمنکال جادو** مسلمان ہوئین **زرنگ جادو** کو مارا ملکہ **گلگون** اسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی اگر کنیز نہ پہونچتی عمرو کو چھڑا لیجاتی **افراسیاب** نے گھبرا کر کہا ای ملکہ اسرار تم نے عمرو کو کیونکر پایا اسرار جادو نے عرض کی حضور نے جاکر **گلگون** کو بچایا تھا وہان سے بھاگ کر میرے باغ مین پہونچا آپکے اقبال سے مین نے اُسی وقت **بی ماران زمین کن** سے کہدیا انھون نے میری بات کو ہنسی مین اڑا دیا یہ ساربان زادہ میرے پاس پہونچا مجکو بیہوش کرنیکا قصد کیا آپکے اقبال سے میرا کیا کر سکتا ہے مین نے اسکی گردن لی قید اسکی بدست **گلگون** روانکی راہ مین بی سمنکال نے اسکو مارا اس کے مرتے ہی مجکو خبر ہوئی مین نے آتے ہی بی **سمنکال جادو** کو ایک سحر مین بیہوش کیا اب یہ دونون گنہگار حاضر ہین سرکار کو اختیار ہی مگر مناسب و انسب یہ ہے کہ فوراً قتل کیجیے دیر بہتر نہین ہی میعاد قتل **اسد** مین کی دن باقی ہین مین نے آکر آپ کو عیش و راحت مین مصروف پایا خالی ہمارے تدارک سے کیا ہوگا **عمرو** کو تو آج ہی شب کو قتل کیجیے اب بس ظالم کو مہلت نہ دیجیے ای شہریار اس بات کو ہماری لکھ رکھیے اگر **عمرو** زندہ ہی تو **اسد غازی** رہا ہو جائیگا اور اگر **عمرو** قتل ہوا پھر طلسم ہوش رُبا فتح ہونا دشوار ہی اب عیش و راحت کو ترک فرمایے امورات مالی و ملکی پر متوجہ ہو جائیے **افراسیاب** نے کہا ای خیر خواہ دولت جو تم کہوگی وہی ہوگا ابھی مشہور کرو سرحد باغ سیب مین مشتہر ہو جاے کہ صبح کو ساربان زادہ قتل ہوگا **اسرار جادو** نے دہل زن کو بلا کر اذن دیا وہ چلا **سر مار برف اندار و ابریق** نے چند اشتہار لکھے سرحد باغ سیب مین چسپان ہوے **افراسیاب** نے کہا ای ملکہ **اسرار جادو** آج شب کو تم بھی اسی مقام پر کیفیت باغ سیب ملاحظہ کرو صبح کو **عمرو** کو قتل کر کے جانا اے **اسرار جادو** تیرا سمجھنا درست ہی مگر لونڈیان غلام ما بدولت کا کیا کر سکتی ہین انکی بھی یہ لیاقت ہی کہ ما بدولت کے مقابلہ مین آئین جسدن قصد کرونگا مثل نقش قدم مٹا دونگا **اسرار جادو** نے عرض کیا اے شہنشاہ **شعر** خلاف رائے سلطان رائے جستن ٭ بخون خویش باشد دست شستن ٭ مجکو زیادہ گستاخی مناسب نہین ہی مگر دوسرے مقام پر **سعدی** صاحب ارشاد فرماتے ہین **بیت** دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ٭ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ آپنے کیون انکو حقیر جانا چشمہ بڑھکر دریا ہو گیا اب شناوری دشوار ہی بحر مواج و زخار ہی موجہاے بلاکی طغیانی ہی کشتی حیات طوفانی ہی تو کیا عجب ہے ابتک جو کچھ کیا خوب کیا اب جلد انکا خاتمہ کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے میرے نزدیک ایک **عمرو** مارا گیا یہان سے تا کوہ عقیق مسلمانون کا فیصلہ ہوا **عمرو عیار** سب کا سردار ہی یہ ذکر تھا کہ لیلائے شب نے زلف مشکین کو سنوارا مثل عروس شب اول بناؤ کرنے لگی ستارون کی پیشانی پر افشان چنی بدر کامل کی چاندنی کی لگائی

لباس نور آگین جسم پر آراستہ کرکے حجلۂ چرخ برین کا منور و روشن کیا بیت چون بشام آفتاب نورانی ؛ گشت در زیر خاک نہانی ؛ شعر ظلمت شب کہ مشک فام بود ؛ بہر آسائش تمام بود ؛ افراسیاب نے کہا جلسہ آراستہ ہو ایک جانب ملکہ اسرار جادو پہلو مین ملکہ ماران زمین کن کرسیہاے جواہر نگار پر متمکن ہوئین مگر افراسیاب جادو نے گلرنگ سے کہا کہ سمنکال و عمرو کو لیجا کر مقام احتیاط پر رکھو گلرنگ نے قفس عمرو کا اُٹھایا سر زنجیر سمنکال جادو کو تھاما اپنے کمرے مین لاکر قفس رکھا دروازے پر کرسی بچھا کر خود بیٹھی مگر افراسیاب نے آراستگی باغ کا حکم دیا اول میان روشن علیخان نے جھاڑ کنول آراستہ کیے ابیات

تیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس
جن سے شرمائے ساغر الماس
فلک انجمن کے تارے تھے
یا کلس عرش کے اُتارے تھے

ایک جانب آئینے قد آدم بے تکلف تمام آراستہ جو حسین صورت دیکھے غبار دل مٹے اپنے خوبصورت ہونیکا جوش ہو شان و شوکت سکندر فراموش ہو نظم

آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا
بے تکلف دل سکندر تھا
چوکھٹے سنگ کوہ طور کے تھے
جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے
روز دیوار گیریون پہ بہار
کہیے پستان شاہد دیوار

کنول کا دو شاخہ شکل دست دعا بارہ دری مین یہ کیفیت باغ سیب اپنی بہار پر گل بوٹے کیفیت دکھاتے تھے موتیا موگرا چمپا چنبیلی جوہی ہوتیے کے پھول آبرو گوہر بے بہا کی مٹاتے تھے بیلا البیلا جوہی کی نزاکت عارض محبوب کو خجلت بو وہ بھینی بھینی کہ دماغ جان کو معطر کرے چشمونکی صفائی دیکھکر آب گوہر پانی بھرے چمن ہائے طولانی ہر نخل لاثانی گلہاے خوشبودار سے مملو خرامان جابجا نازنینان خوشرو سفید پھول ہین کہ تارے چمک رہے ہین جھوکون سے ہوا کے غنچے چٹک رہے ہین بہار ایں باغ کی کنیز ہمیشہ دست بستہ حاضر گلچین و باغبان خود ایں گلشن فرح افزا کے منتظر نازنینان حسین و مہ جبین بہاری پائجامے آنچل پلو کے دوپٹے چہرے آفتاب عالمتاب ناز و غمزے مین نایاب گل سے چہرے دیکھکر عاشق بیتاب انکھڑیان نشہ مین اپنے حسن بیمثال پر مغرور اسرار جادو کے منھ سے نکلا اے شہنشاہ فیروز بخت ایسا باغ پر بہار کبھی نگاہ سے نہین گزرا ابیات

دلکشا ایسا ہے یہ باغ کہ سبحان اللہ
جسکو سعدی کی گلستان کا نہ پہونچے کوئی باب
باغ ایجاد کے چارون چمن اُسپر صدقے
آٹھ فردوس نہین ایک خیابان کا جواب
ہر طرف بو قلمونی کے عجائب نیرنگ
سرو شمشاد برائے گل و ریحان نایاب
غنچون کے دل مین امنگین ہین جوانی کیسی
پودے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب
جب نسیم آتی ہے کھلجاتا ہے غنچہ دل کا
جب نسیم آتی ہے ملجاتی ہے وہ عطر گلاب
روشون پر عجب انداز سے چلتی ہے صبا
روح کو چال کیے دیتی ہے جسکی بیتاب

رنگ لالہ سے ہم آغوش ہی نسرین بہار
نکہتِ سنبل تر کرتی ہی مشک افشانی
صحبتِ بادہ پرستان کا ہی نقشہ گل مین
بلبلین مست ہین مطلق نہین فریاد کا ہوش
باغبان کرتے ہین خاطر تو مدارا گلچین
ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے
چارسو جوش رہا حین کا گلون کی کثرت
جوے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری
جسکی موجون مین تماشاے درخشانی برق
جنبپہ لہراے طبیعت وہ روش لہرون کی
وہ صفاخیز وہ تابان وہ درخشان پانی
وہ چمک ہے وہ تڑپ نہر کی لب گردان ہین
برج اک نہر پہ خورشید درخشان کا شرف
چار بنگلے وہ فرح بخش ہین وہ روح افزا
بستر ناز پہ سبزے سے طراوت ہمخواب
گل وہ شاداب ہین جنسے کہ ٹپکتا ہی گلاب
شاخ ساقی ہی سبو غنچہ ہی گل جام شراب
بار ہو جاؤ گلون کا یہ گلون سے ہی خطاب
دشمنون سے بھی چلی آتی ہی بوے احباب
کشتِ امید رہی فیض سے جسکے شاداب
وسط گلزار مین اک نہر مصفا پر آب
چشمۂ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب
جسکے فوارون مین کیفیت باران سحاب
جسکا دم بھرنے لگے چشم تماشا وہ حباب
پانی پانی ہو جسے دیکھکے موتی کی بھی آب
لاے الماس کبھی جسکے تماشے کی نہ تاب
بارہ برجون مین نہین چرخ کی اک اسکا جواب
ایک اک حور ارم جن کی ہوا مین بیتاب

الغرض ملکہ ماران زمین کن دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ گل رنگین مزاج سر پر جواہر نگار تاج رکھے ہوے سیر باغ دیکھکر شگفتہ ہو رہی ہی صفت مین افراسیاب کی مسکراکر زبان کھولی گل کلام دہر برد افراسیاب یون پیش کیے کہ اے شہنشاہ گردون پناہ کیا باغ آپ کا پُر بہار ہی بارہ دری کیا قطع دار ہے حسینان عالم کا اسوقت باغ مین جمگھٹا ہی پرستان کی پریون کا میلہ ہو افراسیاب جادو کی بھی نگاہ سخت جمال جہان آراے ماران زمین کن پر پڑی جواب دیا کہ اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی آج تمھارے قدم رنجہ فرمانے سے محفل خلد منزل کا اور ہی عالم ہی غنچۂ خاطر بادولت کھلا ہی تمھارے قریب بیٹھنے سے لطف زندگی ملا ہی یہ کہکر ساقیان ماہ وش کو اشارہ ہوا جام آفتاب ہاتھ پر رکھکر بصد ناز و ادا پیش کیے اب تو دور جام بے دغدغہ گردش انجام گردش مین آیا ناچ ہو رہا ہی رنگ بندھا ہوا ہی زلف سنبل شب کمر سے گذر چکی ہی مگر نوگرفتار قفس محن مقید سلسلۂ غم آوارہ وطن ذی ہنر والاگہر خواجہ عمرو کمرے مین قید ہین گلرنگ جادو کے صید ہین ہنگامۂ عیش سُنکر طبیعت لہرائی ایک عیاری یاد آئی خیال آیا کہ خواجہ بیٹھے ہو گے صبح کو دم خنجر پہ گلا رکھو گے اس کمسنی مین موت کا مزا چکھو گے ابھی دنیا کا کیا دیکھا حسرت و ارمان دل مین بھرے ہین

مفلسی انگیز ذلیل و حقیر جان تو بچاؤ کچھ فکر کرو سمنکال جادو بیچاری زخمی ہو کر جو آئی ہی ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی بی گلرنگ جادو کرسی بچھائے دروازے پر بیٹھی ہین اگر کوئی ادھر آتا ہی تو منع کرتی ہین کہ ادھر نہ آؤ عمرو قید ہی اسطرف سی راستہ چلنے کی قید ہی یکایک کان مین گلرنگ کے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا عمرو بلک بلک کے رو رہا ہے بیقرار و مضطر لباس تمام آنسوؤن سے تر بتر گلرنگ نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی کیون روتے ہو کیا ملال ہی جان جانیکا خیال ہی پہلے نہ سمجھے اتنے بڑے بادشاہ سے بھڑ پڑے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی بڑے بڑے بادشاہون کو مار چکا ہی بادشاہ قدیم طلسم ہوش ربا نکتہ سنج نکتہ بین جلالت و عدالت آئین شہنشاہ لاچین اُسکی سلطنت کو افراسیاب نے مٹایا گرفتار کر لیا آج تک کسی کو نہین معلوم کہ کہان قید ہی نشانِ قید ملنا دشوار ہوا ہاتھ سے افراسیاب کے ذلیل و خوار ہوا شاہان بنگالہ و کانر و دیس اکثر قصد کیا کہ ہوش ربا پر قبضہ کرین لشکرکشی کرکے آئے یہان سے وہ وہ ساحر مقابلہ مین پہونچے کہ اُنکے جی چھوٹے شہنشاہ نیلم شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و دخان سیہ رو و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ اُنسے جا کر لڑے آخر ساحران کانر و دیس مقابلہ نہ کر سکے لوٹ دم بھاگے ملازمان شاہنشاہی نے خیمے بارگاہین و مال خزانہ لوٹ لیا اگر شہنشاہ ارادہ کرتے ہم لوگ جا کر خاص ان کانر و دیس مین جھنڈے گاڑتے مگر افراسیاب نے خیال نہ کیا فرمایا اُس ملک نحس پر قبضہ کر کے کیا کرونگا جادوگرنیان کریہہ منظر بد صورت بد سیر یہان کی شاہزادیان خوش رو خوش پوشاک فن سحر و ساحری مین چالاک کس تکلف سے طلسم کو آباد کیا یہ سامان یہ شوکت یہ شان کس کو نصیب ہے ای عمرو تجھ ایسا عقلمند ایسی حرکت کرے اتنے بڑے بادشاہ کے منھ چڑھے آغاز انجام نہ سوچا چند لونڈی غلام شریک ہوے آپ سمجھے سامان ریاست ٹھیک ہے ملکہ گلرنگ جادو نے جو اس طرح کہا عمرو اور زیادہ تڑپ تڑپ کر رو دیا کہا ای ملکہ گلرنگ مین اس طلسم کو اسقدر وسیع نہ سمجھا تھا اس جوش مین چلا آیا کہ ایک بادشاہ کو عیاری کر کے مار ڈالونگا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کرونگا بدیع الزمان کو چھڑا لیجاؤنگا طلسم مین پہونچتے ہی بی مہرخ شریک ہوگئین مجکو ترغیب دی شہنشاہ سے لڑوایا یہ نہ سمجھا کہ افراسیاب قتل نہین ہو سکتا وہ لوگ تو پرانے ملازم ہین جسوقت جائینگے ملجائینگے اپنی خطا بخشوائین گے مجھ بیچارے غریب کی مفت مین جان گئی ای ملکہ گلرنگ ذرا اندر آؤ مین تمھین سے کچھ اپنے دل کا حال کہون کہان تک خاموش رہون رات دو پہر گذر چکی جون جون رات گھٹتی ہی کلیجے پر چھری چل رہی ہے بموجب شعر غافل تجھے دیتا ہی یہ گھڑیال منادی گردون نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی ۞ میرے بیٹے ننھے ننھے بچے کئی جوروان یہ سب بھوکی پیاسی مرینگی اُنکی سرپرستی کون کریگا صاحبقران کے دفتر مین ہماری غیر حاضری لکھی ہوگی تنخواہ ملنے کی امید نہین بلکہ اسوقت زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہی طبیعت خود بخود گھبراتی ہی مین نے دو چار کوڑیان جمع کر رکھی تھین اہل و عیال والو کو سب طرح کی فکر ضرور ہی صاف کہون ابھی چار پیسے کا غدر ہی کچھ دو چار نیلے پیلے نگینے بھی ہین

آپ میرے قریب آئیے تو دکھاؤن حال دل بھی مفصل سنا لون نام جواہرات کا سنکر گلرنگ کے منھ مین پانی بھر آیا یہ سب جانتے ہین کہ عمرو مرد طماع ہے بڑے بڑے مال پائے ہین جلدی اُٹھکر اندر آئی عمرو کو دم دینے لگی خواجہ ہمسے کوئی بات نہ چھپاؤ ہم تمھاری سفارش کرینگے ہمارے کہنے پر رہو گے تو قید سے تمھین چھڑا دینگے ہین افراسیاب جادو کی کلید عقل ہون مجھے سب طرح کا اختیار ہے بی حیرت کی میرے سامنے کیا لیاقت ہے ہر بات کا شہنشاہ مشورہ مجھی سے لیتے ہین میرے حسن و جمال پر جان دیتے ہین میری بانکی ادا اٹھلا کے چلنا ذراہٹ پسند فرماتے ہین اکثر کہا کرتے ہین مین تجکو گھر مین ڈال لونگا مین منھ نہین لگاتی رات کو کبھی اُنکے پاس نہین جاتی الگ الگ رہتی ہون عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم شہنشاہ سے ہماری سفارش کر دو ہمیشہ غلامی کرینگے تابعدار بنے رہینگے گلرنگ نے کہا صاف صاف کہو ہمکو کیا دوگے ہم ابھی چھڑوا سکتے ہین بچا سکتے ہین شہنشاہ امیدوار رہتے ہین کبھی خراج و باج کے واسطے اکثر جو بادشاہ قید ہوتے ہین مجھی کمبخت کو بولنا پڑتا ہے وہ بیچارے سلامت رہین مجکو بہت مانتے ہین حیرت جادو سی بیسروسامان ہین تحفہ تحائف بھیجا کرتے ہین میرے نام سے ڈرتے ہین عمرو نے کہا بی گلرنگ تمکو اپنی صورت کی قدر نہین ہے اپنے کو بگاڑے رہتی ہو صبح کو اُٹھکر دو انگلیان مسی کی لگا لیا کرو بٹنا منھ پر ملا کرو چار دن مین رنگت کھل جائے انکھڑیان تمھاری غضب کی ہین اور یہ جو آپنے فرمایا مجھے کیا دوگے مجھ غریب کے پاس کیا ہے ایک تاج لقا کا مدت سے میرے پاس رکھا ہے ایک سال کا خراج ملک باختر کا اُسمین صرف ہوا ہے بی گلرنگ اگر دون تمسے تو سارا نہ لیسکوگی گھبرا جاؤگی گلرنگ ایسی بات کو کیا سمجھتی جواب دیا خواجہ مین چھپا رکھونگی چولھے کے نیچے ہنڈیا مین رکھکے گاڑ دونگی عمرو نے کہا ہان ملکہ جو ایسا مزاج مین ربط و ضبط ہے تو ضرور دونگا اب تمھارے ساتھ معاملہ کرونگا میرے ہاتھ کھولدیجیے تو تاج نکال کے دکھاؤن اب تم سے کیا پردہ ہے میرے پاس بڑا مال ہے جس ملک پر چڑھ کے حمزہ گئے مین نے وہان کے بادشاہ کا تاج لیا اُسکو محتاج کردیا گلرنگ نے پوچھا خواجہ کہان رکھے ہین عمرو نے کہا میرے پاس زنبیل ہے وہ میری تحویل ہے تم آدمی معقول ہو سب چیزین دکھاؤنگا گو بے ایمانی نہ کرنا ایک تاج لے لینا سونا چاندی بھی میرے پاس بہت ہے پاؤ بھر سونا سیر بھر چاندی سے زیادہ نہین دونگا تم سے عہد پختہ کرلونگا گلرنگ نے کہا خواجہ ہماری بات مین کبھی فرق نہوگا جو کہوگے وہی کرینگے جو چیز دوگے تمھاری خوشی سے لینگے یہ کہکر گلرنگ نے عمرو کے ہاتھ کھولے سحر اُتارا خواجہ کے ہاتھ پانون قابو مین آئے سنبھل کے بیٹھے کبھی مسکرائے کبھی ہنسے کبھی گنگنائے کہا ملکہ یہ غزل تو سن لو تم سمجھدار معلوم ہوتی ہو ذرا دلسے سنو اپنے حسب حال یہ اشعار ہین یہ کہکے چپکے چپکے بہاگ کی دھن مین یہ غزل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے

ملکہ گلرنگ کو سُنائی غزل

ہمدمی ہجر مین جز آہ رسا کس نے کی
آبیاری مرے اشکون کے سوا کس نے کی

مرض عشق مین بھٹکا نہ مرے پاس کوئی
کس نے دی مجکو غذا میری دوا کس نے کی

کب نکلسکتا ہے ظلمات مین پھنس کر کوئی
میری گردن تری زلفون سے رہا کس نے کی

غنچۂ دل کو ہی کیون یاس نسیم وصلت
سب چمن پھولے ہین پیدا یہ ہوا کس نے کی

جز ترے آنکھون مین انسان رہا کیون ای نور
خانۂ دل مین جگہ تیرے سوا کس نے کی

کھینچ لایا تھا دل اس کوچہ مین اور پانون ٹوٹے
ہی ستم کس نے سزا پائی خطا کس نے کی

عشق کامل تھا مجھے کی نہ مگر حسن نے قدر
تمھین منصف ہو وفا کس نے جفا کس نے کی

حیرت آئینہ کو ہی سو ہوے فتنے بیدار
ناز سے آنکھ دم صبح یہ وا کس نے کی

گل نے بھی بدلا ہی جامہ نہ وہ رنگ اور نہ وہ بو
باغ مین زیب بدن سرخ قبا کس نے کی

ابر برسا ہی ذرا مجھ سے نہ لیجے طوفان
مین تو واقف بھی نہین آہ و بکا کس نے کی

گلرنگ جادو یہ غزل سنکر بیقرار ہو گئی کہا خواجہ سب شعر بہت عمدہ ہین خوب گاتے ہو بس اب لاؤ مال دکھاؤ ہم افراسیاب سے تمھین مانگ لین گے اپنے ساتھ رکھین گے عمرو نے کہا ملکہ ہم بھی تمھارے پاس رہین گے رات کو پانون دبایا کرینگے گانا سنائین گے رنج و غم مین دل بہلائینگے لو اب مال دیکھو یہ کہکے زنبیل کی گھنڈیان کھولین کہا ملکہ ذرا دیکھو تو لو لینا دینا تو خیر جو تمھارا ہی وہ ہمارا ہی جو ہمارا ہی وہ تمھارا ہی گلرنگ نے سر جھکا کر دیکھا زنبیل مین ایک شہر آباد نظر آیا عمارتین عمدہ عمدہ ایک نمونہ بہشت سونے چاندی کے سنگ و خشت درخت پھولے پھلے دروازے مثل آغوش عاشق کھلے ہر رنگ کا تماشا مہ جبینون کا جمگھٹا حوروشون کا جلسا ابیات لائق ملاحظۂ ناظرین

بیچ مین باغ کے ہے جلوہ نما اک کوٹھی
زیب اور رنگ زمین تاج فلک عرش قباب

وجد معمارون کو ہو طرز عمارت ایسی
سجدہ کرنے لگین دیکھین جو درون کی محراب

پر تکلف کبھی دیکھے نہ سجاوٹ یہ کبھی
ایسے سامان نظر آے نہ ایسے اسباب

غازۂ صبح سفیدی در و دیوار کی ہے
فرش اسکا شرف چادر عکس مہتاب

دیکھکر حسن کو پردون کی چھتین حیرت مین
خوشنما ایسی چھتین جنسے ہی پردونکو حجاب

جھاڑ سب نور کے شاخ شجر طور کنول
آئینہ مہر درخشان کا رخ عالمتاب

نصب وہ چار طرف بوقلمون تصویرین
دیکھنے والے کو تصویر کرے استعجاب

ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہر ایک حوروش کی زبان پر بصد ناز و ادا یہ جاری ہی خداوند ہمارے بادشاہ خواجہ عمرو سلامت باکرامت رہین دوست انکے نہال دشمن پامال گلرنگ نے دیکھا ایک جانب دریاے قہار و زخار سمن بجرے مورپنکھیان بڑے بڑے جہاز دھنوئین کشتی بادی چھوٹے ہین سب طرح کے مال اسپر لدے ہین جابجا اسباب ناؤ

کا انبار روشنی بیشمار کہین قلعہ لٹ رہا ہے صداے فریاد و الغیاث کی بلند کوئی خوشنود کوئی دردمند کنارے دریا کے ہزار ہا مزدور ٹوکریان سرون پر اینٹ سونٹا ہاتھ مین کام لے رہا ہے ذرا مزدور کا چوتڑون پر دھڑاک سے سونٹا پڑا جہاز سے مال اُتر رہا ہے صندوق زر و جواہر سے معمور ایک گوشہ مین تاج بھی بہت سے رکھے ہین گلرنگ نے کہا خواجہ یہ کونسا شہر ہے تمھارے نام کا بازارون مین گرز و سکہ ہے ایک طرف تاج بہت سے رکھے ہین پانچ تاج لونگی جب تمکو رہا کرونگی خواجہ **عمرو** نے کہا دیکھو بد عہدی ہونے لگی یہ باتین میرے بہت خلاف ہین مگر خوشی تمھاری اُٹھا لو **گلرنگ جادو** ہاتھ بڑھا کر جھکی **عمرو** نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر دھکہ دیا **گلرنگ** زنبیل مین جا پڑی **گلرنگ** نے دیکھا گرتے ہی آفت برپا ہوئی کالی کالی وردیان کالی کالی صورتین پانچ چار آکر **گلرنگ** سے لپٹ گئے کپڑے اُتارنے لگے یہ چیخی پیٹی کون سنتا ہے کپڑے اُتار کر ایک غرقی باندھی ٹوکری مٹی کی سر پر رکھی سپاہی نے کہا چل آگے بڑھ ذرا جو رُکی ایک دھول ایک تھپیڑی **گلرنگ** کو سحر بالکل فراموش حیرت کا جوش انشاء اللہ دو مقام پر مختصر مختصر حال زنبیل کا حقیر نے لکھا ہے کسی مقام معقول پر مفصل تحریر ہوگا زنبیل مین خواجہ **عمرو** کی کیا کیا اشیا ہین بموجب روایت ملا ظہیر فاریابی یہ زنبیل عطیۂ حضرت آدم ہے یہ زنبیل اب خواجہ کی ہمدم ہے جب خواجہ نے **گلرنگ** کو زنبیل مین ڈال دیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا اُسکو اپنی صورت بنا کر قفس مین بند کیا ہاتھ پانون اسیطرح رسی سے باندھ دیے آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر **گلرنگ** کی صورت تیار ہوئے وہی صورت وہی لباس وہی زیور ذات پر آراستہ کیا ہنستے ہوے باہر نکلے دیکھا ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہے **افراسیاب** مست و مخمور تخت پر بیٹھا ہے ایک پہلو مین ملکہ **ماران زرین کن** **افراسیاب** بہ نگاہ محبت چہرۂ بے نظیر کو دیکھ رہا ہے مگر ملکہ **اسرار جادو** دم بدم یہی کہہ رہی ہے اے شہنشاہ اب رات کم باقی ہے یہ صبح قتل **عمرو** کی ہے سامری و جمشید ہماری آپ کی امداد کرین خیر و عافیت سے **عمرو** قتل ہو جاے مراد سامری پرستون کی پوری ہو مسلمانون کا حوصلہ پست ہوا شہنشاہ صفحۂ خاطر پر اس کلام فرحت انجام کو لکھ لیجیے **عمرو** کے قتل ہوتے ہی بی مہرخ و بہار وغیرہ فوراً خدمت مین حاضر ہونگی عذر تقصیرات کرینگی سرکار بمحبت ملینگے اول تو اس کنیز نے آپکی اب کمر باندھی ہے مین صبح کو لشکر گران لیکر بر سر مسلمانان جاؤنگی ایک سحر کرکے سب کو باندھ لاؤنگی مگر بشرطیکہ **عمرو** قتل ہو جاے **افراسیاب** کہتا ہے اے **اسرار جادو** تجکو سودا ہے خیالات محال تیرے دل مین ہین شکوک تیرے آب و گل مین ہین اب تھوڑی رات باقی ہے **عمرو** کو اپنے ہاتھ سے قتل کر لشکر کشی کا تجکو اختیار رہے اتنا تردد بیکار ہے یہ باتین خواجہ نے سب اپنے کانون سے سنین ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا کنیزون سے پلٹ کر کہا دروازے پر قیدخانہ کے حاضر رہو آج سامان دعوت **اسرار جادو** و **ماران زرین کن** کا مہیا ہے ہر ایک مصاحب سرکار کام کر رہا ہے ایسا نہو کہ صبح کو پرسش ہو مین میخانہ کا انتظام کر دون چونکہ **اسرار جادو** کے

ڈرا ہے فکر ہے کہ اسکے سامنے بھی نچاؤن الگ الگ اپنا کام کرون یہ کہکر در میخانہ پر تشریف لائے داروغہ سرشار جادو کرسی پر بیٹھا ہے گلابیان بھیج رہا ہے عمرو بصورت گلرنگ سامنے آیا سرشار جادو اٹھکھڑا ہوا کہا کیون ملکہ گلرنگ خیر تو ہے عمرو نے کہا واہ میان سرشار کیا خاک انتظام کیا شہنشاہ خفا ہو رہے ہین بادشاہون کے پینے کی شراب خاص عمدہ نوشیدہ الگ چاہیے تصرفی علیحدہ ہو مگر آپ سے کچھ نہو سکیگا آپ کنارہ کیجیے اب کشتی مے محفل مین ہم روانہ کرینگے بڑے جوش و خروش مین انتظام ہوگا اب ہم بھی موج مین ہین ہمارے تمھارے کیا جدائی ہے بدنامی ہو شہنشاہ ناحق غصہ کرتے ہین عجب مرد وا ہرجائی ہے آج بی ماران زبین کن پر زہر اگل رہے ہین انکی بانہی کی فکر ہے یہ افراسیاب سے ضرور ڈنک مار لیگا پیچ و تاب دکھائیگا آخر موذی کا سر کچلا جائیگا یہ سنکر داروغہ صاحب کرسی سے اٹھ کھڑے ہوے کہا ملکہ عالم آئیے آپ ہی سب صاحبون کے تصدق سے یہ عہدہ ہے یہ سنتے ہی عمرو میخانہ مین گھسا شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملا ملاکر بھیجنا شروع کیا ساقیون پر پکار پکار کر تاکید کر رہا ہے ارے جلد شراب پہونچاؤ سب کو پلاؤ آج ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہجاے شکایت کا کلمہ کسی کی زبانپر نہ آئے اب عمرو نے پتیلے شراب کے بیرون باغ سیب المایان افراسیاب کو بھجوائے سپاہی افسر دوڑے ملکہ گلرنگ کو دعا دینے لگے اے ملکہ گلرنگ ہمیشہ تمھارے باغ حسن مین بہار رہے گل مراد شگفتہ ہو شاخ آرزو پھولے پھلے دشمن خوار و زار رہین صرصر حوادث کی ہوا سے ایمن عمرو کہتا جاتا ہے کمیدان صاحب لیجیے آج ہمارا اہتمام ہے دل بھرکے پیجیے جو پیتے تھے وہ بھی دوڑ پڑے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہے باہر لشکر مین بھی میکشی کا ہنگامہ گرم ہوا بارگاہ مین افراسیاب کے کوئی شک شکوک کا محل باقی نہین عمرو قید ہوا اول مین چند جام پہونچ چکے ہین اسرار جادو بھی نصیحتین کرتے کرتے خاموش ہوئی ماران زبین کن نشہ مین چور افراسیاب محو رو سامنے طائفے ناچ رہے ہین ہر مرتبہ پلٹ کر جمال عابد کش زاہد فریب ماران زبین کن کو دیکھکر محو ہوتا ہے مزرع دل مین تخم محبت بوتا ہے نشہ مین بی ماران زبین کن کا چہرہ سرخ دونون زلفین دونون جانب ہل رہی ہین ہر حلقہ مین دل عاشقان گرفتار شب تاریک کے مضمون پیدا ہے بے اختیار افراسیاب صفت گیسوے مشکین مین یہ اشعار پڑھنے لگا

افشا ہو راز حسن کھلین عقدہاے زلف
شانے کی ہر زبان پہ ہو ماجرائے زلف
اے خوش خرام پیچ نزاکت کا ہے بڑا
موے کمر دوتا ہو اگر جھونک کھاے زلف
سودا ہے ہمکو سنبل باغ مراد کا
چلتی ہے اپنے گلشن دل مین ہواے زلف
شانے کی جا انھین دل صدچاک دیجیے
وہ پیچ دیجیے کہ بہت پیچ کھاے زلف
کھل جاے اپنی آنکھ معطر دماغ ہو
غش ہین جو وہ پری ہمین آکر سونگھاے زلف

دیگر

موسیٰ سے چل کے کیجیے طولِ کلام زلف — ہو جائے آج وادیِ ایمن میں شام زلف
کیوں آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر میں — کاٹا نہ تیغ ناز سے تمنے کلام زلف
گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ بھولیں گے — قرطاس صبح حشر پہ لکھیں گے نام زلف
ہوں محو زلف پیچ کی باتیں نہ کیجیے — ٹوٹے سبب نہ رشتۂ طولِ کلام زلف
زلفوں کو منھ پہ رکھکے وہ دلبستہ سو گئی — آب گہر میں گھولتے ہیں خشک فام زلف

ماران زرین کمن نے مسکرا کے منھ پھیر لیا کہا شہنشاہ مجھے یہ باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتی ہیں اب رنگ محفل دگرگون ہونا شروع ہوا اول بیرون در باغ سیب سے لگا لگا یہ شراب جو پہونچی جسنے پی بیہوش ہوا اب باغ سیب میں جابجا جادوگر و جادوگرنیاں نشہ کے جوش میں بدحواس پھرنے لگیں کوئی کنج باغ میں جا کر گری کوئی جوش میں آکر چشمہ میں پھاند پڑی کوئی آنکھوں کی اندھی کنوئیں میں جا رہی ناچنے والیوں کے بھی ہوش پراگندہ سازندے بدحواس خواجہ عمرو در میخانہ پر بیٹھے دیکھ رہے ہیں ہنستے ہیں خوش ہیں کہ نمک سرکاری کی تاثیر شروع ہوئی رنگ گیا افراسیاب پر عمرو کی نگاہ ہے سب سے زیادہ اسرار جادو کا خیال ہے دل سے کہتے ہیں کہ یہ بڑی ہوشیار ہے آج دربار کو درہم و برہم کر کے نکلو مگر جب یہ خیال آجاتا ہے دل تھراتا ہے کہ سرحد باغ سیب سے کیونکر نکاسی ہوگی بڑی خرابی ہوگی یہ سوچتے ہوئے پھر قید خانہ میں آکر سمنکال کو ہوشیار کیا گھبرا کر اسنے آنکھ کھول دیکھا قفس میں خواجہ بیہوش پڑے ہیں قریب میرے گلرنگ کھڑی تنبیہ و تہدید کر رہی ہے کہتی ہے کیوں سمنکال جادو اب کہو صبح کو کیا ہوگا ساربان زادے کے ساتھ دینے کا مزہ چکھا یہ بھی قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا تمہاری جان گئی اب کہو کیا ارادہ ہے اگر سامری و جمشید کو برحق جانو تو میں تمہاری سفارش کروں شہنشاہ ہوش ربا سے گزارش کروں سمنکال نے جواب دیا کہ او گلرنگ جادو جاؤ بیٹھو ہمارے مقدمہ میں دخل نہ دو سامری و جمشید پر لعنت ہے میں دل سے مطیع اسلام ہو چکی ہوں خضر بیابان ہدایت نے رہبری کی اب غول بیابان بدعت بنکر نہ مجکو بھٹکا۔ چھوکری جا نہ مجکو سمجھا میں عمرو کے ساتھ اپنی جان دونگی یقین ہے کہ ثابت قدم رہونگی جب عمرو نے سمنکال کو ثابت قدم کوے محبت میں پایا کہا اے سمنکال مبارک ہو میں نے رہائی پائی گلرنگ کو پکڑ لیا وہ زنبیل کی سیر کر رہی ہے دیکھو سب بیہوش ہو رہے ہیں مگر ہو سکتا ہے کہ تو مجکو باغ سیب سے نکلیگی میرے لشکر تک پہونچ سکے گی سمنکال مثل گل کے شگفتہ ہوئی جواب دیا خواجہ اس کنیز کو خیال رکھنا فراموش نہ کرنا سرحد کیسی تم تو باغ سیب میں ہو میری یہ لیاقت نہیں ہے کہ میں یہاں سے لیکر نکلسکوں جو شخص مثل افراسیاب ہو سحر میں انتخاب ہے وہ لیجا سکتا ہے میری یہ حقیقت نہیں ہے اے خواجہ حقیقت میں تمنے بڑا کار نمایاں کیا تمہاری عیاری پر دل کو تقویت اور روح کو راحت ہوئی مگر سب کے بیہوش کرنے سے نفع نہوا

نکلنا دشوار ہی کدو کاوش بیکار ہے عمرو نے کہا خیر ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا مالک ہے اگر نہ نکل سکونگا تو آج باغ سیب مین خون کے دریا بہادونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے روئی عطر بیہوشی کی کان سے نکالی سمنکال جادو کو سنگھائی اُسکو بھی اُٹھاکر نذر زنبیل کیا مگر کہدیا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھنا یہ ہماری دوست صادق محب واثق ہی مطیع الاسلام ہی ایک اور گنہگار نکالا اُسکو بشکل سمنکال جادو بنایا اُسی طرح مسلس کرکے ڈالدیا اتنے عرصہ مین بارہ دری مین سب بیہوش ہوئے افراسیاب کا بھی تخت پر منکا ڈھلک گیا مع اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن وغیرہ سب بیہوش اب اندر سے باہر تک سناٹا ہوگیا اسقدر عمرو کو ملال ہی جان جانے کا خیال ہی کہ اسوقت کسیکی لباس نہ اُتارا مال و اسباب بھی نہ اُٹھایا مگر اسرار جادو پر نیمچہ کھینچکر چلا کہ پہلے اسی کو مارون یہ بڑی ساحرہ زبردست ہی کیا کیا افراسیاب کو سمجھایا ہی میری جانب سے بہکایا ہی جہان تک ہوسکے آج اسکے امیرون وزیرون کو قتل کرو جب صبح ہوجائیگی کسی گوشہ مین چھپ رہین گے کوئی سامان نکلنے کا نکل آئیگا جامع المتفرقین اپنی قدرت سے مہرخ و بہار سے ملائیگا ہرچند کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر دل بیتاب ہر مرتبہ نیمچہ کھینچکے قریب اسرار جادو کے جاتا ہی گھبراکر پلٹ آتا ہی عمرو ایسا بیباک قتل مین ساحرون کے چست و چالاک مگر اسرار جادو پر ہاتھ نہین اُٹھتا دل بیٹھا جاتا ہے جب کئی مرتبہ یہی کیفیت ہوئی آئینہ دار عمرو کو حیرت ہوئی دلسے کہا بسم اللہ قتل بھی کرو ہرگز نہ ڈرو نعرہ کرکے چلا نعرہ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم — گزان استاد عیاران عالم
بہر کشور بلاے جان کفار — عمرو آن شاہ عیاران عیار
بباغ دین ز کلکش آبیاری — جہان سر سنگ در خنجر گذاری

جاتا تھا کہ نیمچہ مارے کہ میر فرش کی ٹھوکر لگی عمرو گرا گھبراکر کہا خدا خیر کرے یکایک زمین شق ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نورافشان جادو استاد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر گرد مین اَٹا ہوا پسینہ پسینہ رنگ رو متغیر متردد متفکر ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری و اے گل گلدستہ حدیقہ طراری ماشاءاللہ کیا کارنمایان کیا مگر آپ کی عقل سے بعید ہی اسرار جادو کو آپ قتل کرتے ہین اس بھید سے آپ بیخبر ہین حکیم بقراط ثانی کے پرچہ مین نسبت اسرار جادو و ماران زمین کن تحریر ہے کہ حضور مطیع کرینگے یہی تدبیر ہی قول بزرگان فراموش کیا ایک ہفتہ سے کم میعاد قتل اسد غازی مین باقی ہی اگر یہ قتل ہوجاتی پھر رہائی اسد نامدار تا روز قیامت نہوسکتی مسبب الاسباب نے سامان مہیا کیا مین نے بیٹھے بیٹھے اسوقت قصر نورافشان مین بطور ستارہ شناسی کے دیکھا کہ خواجہ عمرو ملکہ اسرار جادو و ماران زمین کن کو قتل کیا چاہتے ہین غرق زمین ہوکر آیا اپنے کو آپ تک پہونچایا ہر کس و ناکس کی مجال نہ تھی کہ اس مقام تک آتا شکر ہی کہ مین پہونچ گیا آپ کی تقریر دلپذیر اسرار جادو کے دل مین تاثیر کرچکی ہی فقط فہمائش کی دیر ہی اور کسیطرح خیر ہے عمرو نے سر جھکالیا کہا اے نورافشان بڑا کام کیا بخدا بچا

بالکل خیال نہ تھا ای شہنشاہ نورافشان ایک سر ہزار سودے نورافشان نے کہا آپ بہت بجا فرماتے ہین یہ کہکر نورافشان جادو نے اسی بیہوشی مین ملکہ اسرار جادو ملکہ ومارالیمین کو گود مین اُٹھا کر بارہ دری سی باہر نکالا دونون کو ہوشیار کیا ملکہ اسرار جادو نے آنکھ کھول کر شہنشاہ نورافشان کو دیکھا عمرو کو رہا پایا ہوش اُڑ گئے کہا ای نورافشان یہ کیا بھید ہے نورافشان نے کہا ای ملکہ اسرار جادو اقوال کا بتان طلسم سب کرسی نشین ہوے عمر طلسم تمام ہو چکی ہمنے تمسے زیادہ دنیا کو دیکھا نہ ہم سامری جمشید باطل پایا ای ملکہ اسرار جادو انجام کا خیال ضرور ہے عمر دو روزہ پر بیجا غرور ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم تہ خاک پنہان ہوے صاحبان نوبت و نشان کا کوئی نام نہین لیتا قبرون کا بھی نشان مٹ گیا اشعار

نہ سکندر ہی نہ دارا نہ فریدون باقی
صاحبِ جاہ و حشم قبر کے محتاج رہے
نہ ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
نہ وہ سیم رہے اور نہ وہ تاج رہے

ای ملکہ اسرار جادو دنیا مقام عبرت ہی نہ جانے عشرت سوچو لو ہم تم کیا ہین کمتر از حباب دریا ہین زیادہ کلام کا محل نہین ہی تم خوب سمجھتی ہو مذہب خداے نادیدہ کا برحق ہے وہ خالق مطلق ہی ای ملکہ اسرار جادو مین نے مصاحبت سامری و جمشید کی اُن شیطانون کی صحبت دیکھی سواے مکر و غدر کے کچھ نہ دیکھا خواجہ عمرو نے آکر ہمکو راہ پر لگایا اہل سلام کی بات کا جواب ممکن نہین ای ملکہ اسرار جادو افراسیاب کو غرور مٹائیگا طلسم ہوشربا ضرور فتح ہو جائیگا تم کتاب سامری کی رازدار ہو صاحب جاہ و وقار ہو بس بہتر یہی ہی کہ عمرو کا ساتھ دو موت قریب ہے کفر و کافری کو ترک کرو مین خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہون جو جو صلاح ہم تم سے کر جائین ای ملکہ اسرار جادو خبردار خبردار اسکے خلاف نہ کرنا اسکا خیال دل سے مٹادو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا ہے وقت تباہی طلسم آچکا ہی ای ملکہ اسرار تو جہاندیدہ اور آزمودہ کار ہے زیادہ تجکو ناحق صلاح ہے جب وقت بربادی آتا ہی دوست دشمن بنجاتا ہی جلالت روز و شب نابود اس طلسم کا کیا وجود ای ملکہ اسرار جادو تمکو نادان نہین جانتا ہون اچھی طرح پہچانتا ہون خدا نہ کرے فلک کجرفتار ہر سر آزار ہو کیسا ہی زردار ہو فلک مثل مار سیاہ ٹیڑھی چال چلتا ہے ہر دم زہر اُگلتا ہے عقرب نیش زن ہی ہر صاحب لیاقت کا دشمن ہے بموجب اشعار

مستعد آشنا یہ افعی ہی گزندِ خلق پر
خوان پر اُس رو سیہ کے مت سمجھو تار رزق کی نقل
ختم اُس پر ہو چکی بدخلقی و بدخصلتی
تنگیِ اوقات کرتا ہی نصیب حسن لطف

پیچ اسکی چال کا دیکھو شکل اژدہان
چھپے ہین تو وہ ہین خاکستر کے چنگاریان
پھر نہ آیا اسکے گھر اسکا ہوا جو میہمان
غنچہ و گل اس سبب بے رنگ و بو کا ہی مکان

ناتوان کو دے توانائی اگر اسکی مدد
خار ہو جاوین وہین زنجیر پاے رہروان

دیکھ نازک حوال عنقا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ
نام پیدا اگر کرے کوئی تو مٹتا ہے نشان

پا برہنہ در بدر سر دم پھرلے دھوپ مین
خار کے سر پر کرے دامان گل کا سائبان

ابر دریا بار کو برساے دشت یاس پر
خشک ہوگئے مزرعۂ امید ہر پیر و جوان

ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز
پوست کھینچے ہے ہما کا دیکے مشت استخوان

رشتہ کی خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر
بہر سود ناکسان اس سے کسان کا ہے زیان

لے **ملکہ اسرار جادو** اب یادہ دماغ خالی نہ کرو اسی طرح جاکر اپنے بستر پر آرام کرو مسلمانون کا ساتھ دو سرکشان مغرور کو قتل کرو اپنا نام کرو باغ اسلام کی سیر مبارک ہو خارستان کفر سے نکلو انشاء اللہ باغبان قضا و قدر گل مراد دامن بھر دیگا سرو حدیقۂ جرأت **اسد غازی** کو بار آور کریگا غنچۂ آرزو شگفتہ ہوگا گل سرکشی **افراسیاب جادو** پژمردہ ہوگا اس روش سے انتظام کرو کہ ملکہ بہار کی جاکر شریک ہو مثل سوسن زبان درازی بیکار سنبل پیچان سے پریشانی آشکار سرو شمشاد نے سرکشی کرکے کیا پھل پایا بے ثمر مشہور ہوئے ناحق اکڑ کر مغرور ہوئے ان کلمات عبرت آمیز **نور افشان جادو** سے ملکہ اسرار جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا اے برادر بجان برابر قسم ہے پیدا کرنے والے کی تمھارے کلام فصاحت انجام سے غبار کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور آنکھون مین نور ہوا صفائی حاصل ہوئی آئینۂ اسلام نے صورت فتح و ظفر دکھلائی مین بدل و جان حاضر ہون اے شہنشاہ **نور افشان** شب قتل اسد کو میرے لیے بڑی سختی ہوگی مگر اس بار کو سر پر اٹھایا ہے جان کا ناحق خوف و خطر بلکہ اب سمجھکر شریک ہونے مین ایمان کا ضرر ہے تمھارے چراغ کلام نے خانۂ تاریک دل منور و روشن کردیا بادۂ نور اسلام سے ساغر قلب کو بھر دیا صہباے مصفاے ایمان سے مست ہون تا حیات یہ نشہ نہ اتریگا مخمور شراب الست ہون یہ کہکر **ماران زرین کمن** کا ہاتھ ہاتھ مین خواجہ **عمرو** کے دیا کہا اے رہبر کامل اس جوان کا اور آپ کا شب قتل اسد ساتھ ہوگا آپ کا دامن اسکا ہاتھ ہوگا جادۂ نقب طلسمی کا راستہ پرخطر قدم با قدم جان کا ضرر مین جا نہ سکونگی شب بھر پاس **افراسیاب** کے اسی باغ سیب مین رہونگی آپ اسکی دانائی اور نادانی کا خیال نہ کیجیے گا خواجہ سمجھ بوجھ کے قدم دھرنا اپنی راے پر کام کرنا یہ کنیز حضور کی راہبر ہے خواجہ **عمرو** نے جواب دیا ملکہ خدا سرخرو کرے اگر حیات باقی ہے سب مصیبتین جھیلینگے ابھی بڑے بڑے کھیل کھیلینگے دیکھو صبح قریب ہے ایسا نہو **افراسیاب** ہوشیار ہو جاے ساری مشقت ضائع جائے میرے ہم شبیہ و ہمصورت **ملکہ سمنکال** کو صبح ہوتے ہی قتل کرا دینا عرصہ نہونے پائے نوبت نقارون کو حکم دینا ہنگامہ مین قتل کرانا اے ملکہ اسرار جادو اسقدر خوشی کرنا کہ **افراسیاب** بھی مبہوت ہو جائے بس بڑا کام یہ ہے کہ سمجھنے نہ پاے اب ہمارے تمھارے کہان وعدہ ہوتا ہے **اسرار جادو** نے کہا

ای شہنشاہ اوج عیاری وای نہنگ قلزم زخار طراری ہم بھی لشکرکشی کرکے زیر گنبد نور آمینگے بعد ہلاکت افراسیاب جادو مجکو لیکر باغ سیب مین آئیگا شب بھر سرا اُسکا ساتھ رہیگا ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان آپ ملکہ ماران زرین کن کو ساتھ لیکر جہان یہ لیجاے وہان جائیے گا اپنے حاضر و ناظر کو ساتھ رکھیے گا اسطرح کے آپسین عہد و پیمان ہوے ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زرین کن کے راز و نیاز خواجہ عمرو نے خوب سمجھ لیے عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا ای ملکہ عالم خدا معین و مددگار ہے ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زرین کن اُسی طرح جاکر اپنے اپنے مقام پر لیٹ رہین گویا سوتی ہین نورافشان جادو نے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا سحر کرکے غرق زمین ہوا خواجہ کو لیکر قصر نورافشان مین پہونچا ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون بیٹیان شہنشاہ نورافشان جادو کی حسن انکے عابد کش زاہد فریب بھولے بھولے چہرے آنکھین نرگس شہلا قد سرو باغ حسن و جمال ابرو رشک ہلال شہنشاہ اقلیم حسن و جمال سینہ پر ابھار بھینی بھینی کرتیان جسم مین پھرتیلین ہونٹھ برگ گل باغ رعنائی گلو صراحی دار چمن حسن پر بہار سامنے قصر نورافشانی کے مقام مزار عشاقان تعمیر ہے کئی شاہان جلیل و پہلوانان بیعدیل جمال بیمثال پر اُن دونون غزال صحراے دلربائی کے مائل ہوکر آوارہ دشت ادبار مصیبت عشق مین گرفتار ہوے آخر آتش سوزان عشق کی گرمی کی تاب نہ لاسکے بار کوہ مصیبت حضرت عشق سر پر نہ اُٹھا سکے فقیر بنکے سامنے قصر نورافشانی کے آئے تاب آفتاب جمال کی نہ لائے جسم پھکنے لگے استخوان دہکنے لگے دل و جگر جلا سودا بڑھا خون گھٹا کوئی گلا کاٹ کر مرگیا کسی نے زہر کھالیا کوئی مثل فرہاد پتھر سے سر ٹکراکر جان شیرین کا دشمن ہوا تڑپ تڑپ کے جان دی کوئی دشت نجد مین گیا چاہا جانشین قیس ہون ایک جگہ آسن مارکر بیٹھ رہون آنکھون کی یاد مین آہوان صحرا سے اُنس کرون فراق قد محبوب کے بونڈلون سے گرد کے ہمصحبت ہون دامن خار صحرا سے الجھین آبلۂ پا ہمارے جان پر پھوٹ پھوٹ کے روئین خاک بستر خشت بالش سر رہے چندے اس حال مین بسر کی آخر شبہاے تاریک فراق نے ستایا دریاے خواہش دیدار محبوب جوش مین آیا بعد چندے دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے ہوئے پھر کوی محبوب مین آے نظم

روز و شب ہنگامہ ہے باہم میان کوہ و دست ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوہ و دست
کسنے مجھ وحشی کے پھینکے انکے آگے استخوان اک سحر سے ہوگئے مجنون سگان کوہ و دست
کب ہے کعبہ کا شرف ایسا کہ رکھتے ہی قدم پانون اپنے چومتے ہین رتبہ دان کوہ و دست

یہ اشعار آبدار بھی اپنے حسب حال مصیبت مآل کوی محبوب مین بیٹھکر پڑھنا شروع کیے غزل

سوز دروں کی ای دل اُس کو خبر نہین ہے آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہے
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہے خشک دامن مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہے

شعروں میں کسکو باندھوں دیوان میں لاؤں کسکو
اک وہم سا ہے سب کو اُسکے کمر نہیں ہے

مرتے ہیں پر نہیں پاس نقد طاعت حق
کیونکر کٹے گی منزل زاد سفر نہیں ہے

زندہ سمجھ کے مجکو کرتا ہے وار پر وار
میں مر گیا ہوں کب کا اُسکو خبر نہیں ہے

اسکی گلی میں کیونکر پہونچے گی روح اپنی
روح الامین کا بھی اسجا گذر نہیں ہے

ابرو کی تیغ تولو مژگان کے تیر مارو
عاشق ہوں میں مجھے کچھ خوف و خطر نہیں ہے

اے شاہدان مضمون کیونکر بلاؤں تمکو
اب نذر کو تمھارے خون جگر نہیں ہے

جس درجہ چاہے چمکے مہتاب آسمان پر
جب تک کہ بام پر وہ رشک قمر نہیں ہے

کوچہ سے اپنے بستر اٹھواؤ تم نہ میرا
اب تک تمھارے دل میں کیا میرا گھر نہیں ہے

اُس حور کو بشر تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ
پر بیخبر و سے مجکو منظور شر نہیں ہے

وہ خامہ کیا کہ جس سے مضمون نو نہ نکلے
بیقدر شاخ ہے وہ جسمیں ثمر نہیں ہے

تن پر سے سر جو اترا بس سر کا درد اُترا
تن پر جو سر نہیں ہے اب درد سر نہیں ہے

اُس گل پہ مال اپنا سب نے کیا تصدق
غنچوں کی بھی گرہ میں دیکھا تو زر نہیں ہے

اہل ہنر کے آگے پڑھ اے قبول اشعار
کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہیں ہے

چند عرصہ تک اس ہاے واے میں رہے ایکدن خیال ہوا کہ آہ کی تاثیر دیکھیں تڑپ تڑپ کے نالے کریں شاید دل معشوق سنگین پسیجے آہ کی تاثیر تو پیدا کی مگر برق بنکر اپنے اوپر گری بموجب مصرع آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے پھنک کر رہ گئے پر ایک نے جو دیکھا وقت سحر اندھیر تھا عاشق صادق کی خاک کا ڈھیر تھا ملازمان نورفشان کو ثابت ہوا ان جوانان عاشق تن نے محبت میں ع **آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان** کے جانیں دین شب وصل کی صورتیں نہ دیکھیں ان ناشاد و نامراد کی قبریں بنانا مناسب ہے اسوجہ سے اُس مقام پر حسرت و یاس غالب ہے عود سوز و عنبر سوز روشن ہیں دُھنواں پیچ و تاب کھا کر اُٹھتا ہے پیچ و تاب دیکھکر صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ عاشقان زلف کے مزار ہیں اب بھی بعد مرنیکے کمند مصیبت میں گرفتار ہیں چادریں پھولوں کی بالاے قبر نازک مزاج پڑی تھیں بار پھولوں کا بھی روح پہ بار ہے کبھی کبھی یہ دونوں شاہزادیان زیور لباس سے آراستہ ہو کر بناز و کرشمہ سامنے سے مزار عاشقان کے گذرتی ہیں نگاہ یاس سے اسطرف دیکھ لیتی ہیں کہ عاشقوں کی روحیں قبر میں بیتاب ہو جاتی ہیں آوازیں عجیب و غریب آتی ہیں کسی نے تڑپکر صدا دی **شعر** روشن شد از جمال تو شبہاے تار ما ؛ صبح قیامت است چراغ مزار ما ؛ اگر گجرا پھولوں کا کسی نازنین کے ہاتھ سے لحد پر گر پڑا آواز آئی **شعر** آہستہ برگ گل بفشان بر مزار ما ؛ بس نازک است شیشۂ دل در کنار ما ؛

کسی سوختہ بخت کی روح مجروح نے آہ کی پتھر قبر کے جلنے لگے خاک سے بھی شعلے نکلنے لگے خواجہ **عمرو** نے جو اس مقام حیرت انجام کو دیکھا **نورافشان جادو** سے پوچھا کہ یہ قبریں کن سوختہ بختون کی ہین جن سے حسرت و یاس برس رہی ہے بقول شاعر **شعر** ابر رحمت اگر نہین ای برق ۔ بیکسی گور پر برستی ہے ۔ **نورافشان جادو** نے بیان کیا ای شہنشاہ عیاران یہ دونون کنیزین آپ کی **آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان** صاحبان عفت و عصمت یکتاے روزگار حسن مین اپنا مثل نہین رکھتین جابجا کے شہزادے انپر عاشق ہوکر آئے سودا سے زلف عنبرین مین انکے تباہ ہوے آخر انجام عشق یہ ہوا کہ اپنی جانین دین چونکہ شاہزادگان جلیل تھے قبرین انکی اسی مقام پر بنوائین مزار عاشقان اسکا نام رکھا ہے ہر سال عاشق تن جمع ہوتے ہین انکے ورثا آکر انکی نوجوانیان یاد کرکے روتے ہین ان دونون کی عفت و عصمت کی قسم کھانا چاہیے جب مین طالب انکی شادی کا ہوا انھون نے جواب صاف دیا ہم ابھی حصول علم و کمال مین مصروف ہین اگر ہماری شادی کیجیے گا تو تعلیم و تلقین ترک ہو جائیگی جس طرح چاہنے والون کو ان سے محبت ہے انکو میری صحبت سے رغبت ہے مجکو انکی ذات سے بڑا آرام ہے ملکون ملکون بسبب حسن کے انکا نام ہے جس روز سے مین نے آپ کا مذہب اختیار کیا انکا خضوع و خشوع مجھ سے بھی زیادہ ہے جس طرح خوبصورت ہین اسی طرح نیک سیرت ہین پاکدامن صاحبان علم و فن حسن و جمال مین یکتا صاحب مہر و وفا ہر چند یہ صاحبزادیان میرے صلب سے نہین ایک شاہ جلیل القدر کی دختر بلند اختر ہین اب مجکو روح سے بہتر ہین خواجہ **عمرو** نے یہ سنکر دونون شاہزادیون کو گلے سے لگایا پیشانیون پر بوسے دیے دونون گلعذارون نے غنچہ دہن وا کیے کہا خواجہ صاحب ہم روز بابا جان سے کہتے ہین کہ ہمکو مقابلہ **حیرت** مین جانیکی رخصت دیجیے ہم بھی جاکر **حیرت** سے لڑین ایسے معرکے پڑین کہ بی **حیرت** گھبرا جائین ہوش و حواس درست نہ ہین جواب دینا مشکل ہو مگر قبلہ و کعبہ نہین قبول کرتے فرماتے ہین کہ اے نور نظر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اہل اسلام کے کشت حیات پر سحاب غم والم چھا جائیگا اسوقت مدد کرینگے عنایت سے پروردگار کی بلاے مبرم کو رد کرینگے مگر آپ ہمین اپنے ساتھ لیجیے کوشش رہائی طلسم کشا مین شریک کیجیے خدمتگذاری بوجہ حسن بجا لائینگے خدا چاہے تو ملازمان **افراسیاب** [illegible] خواجہ **عمرو** نے کہا انشاء اللہ ہم تمھین اطلاع دینگے بلوا بھیجین گے تمھارے استاد ہمشیل و بے نظیر ہین ہمہ دان و ہمہ گیر ہین انکا کہنا مانو وقت کی منتظر رہو آجکل تردد و انتشار ہے **افراسیاب** آمادۂ حرب و پیکار ہے شہنشاہ **نورافشان** نے سامان عیش و نشاط سامنے خواجہ کے مہیا کیا چند ساعت ٹھہر کر خواجہ **عمرو** طرف اپنے لشکر کے بصورت مبدل روانہ ہوئے دو کلمہ داستان **افراسیاب** سنیے کہ یہ مبتلاے خواب خرگوش صبح کو مثل فتنہ کے بیدار ہوا دیکھا ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن ڈھگین کل سردار اپنے اپنے

مقام سے اُٹھے **افراسیاب** نے کہا اے اسرار جادو بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کراؤ سامان قتل **عمرو** بتعجیل مہیا ہو اس عرصہ مین کارگزاران شاہی حاضر آئے دست بستہ عرض کی شب کو سرکار نے برائے قتل **عمرو** اشتہار دیا تھا لکھوکھا آدمی واسطے تماشا دیکھنے کے حاضر ہین انتہا کا مجمع ہے اگرچہ جابجا یہی چرچے ہین کہ کئی مرتبہ **عمرو** کے قتل ہونے کا اشتہار ہوا وہ ظالم ہمیشہ بچا آج بھی ویسا ہی کچھ ہوگا اسرار جادو نے کہا سچ کہتے ہین اندھا جب پتیاے جب دو آنکھین پاے جلد جاکر میدان خونی کی تیاری کرو اہالیان مجمع کو تسکین دو کہو کہ بھائیو آج ثواب بے انتہا حاصل کرو قتل **عمرو** مین شریک ہو یہ بھی سُنا دو کہ ملکہ اسرار جادو کا قیدی ہے آپ لوگ آمادہ رہین فوراً آتے ہین ساربان زادے کی قید آپ سب صاحبون کو دکھاتے ہین اس باغی کو ابھی دار پر چڑھاتے ہین کارگزاران شاہی بیرون باغ پہونچے جلّادان خرس طینت میمون خصلت جمع ہونے لگے ہر طرف ہنگامے ہین کہ لو صاحبو سرکشی کا اختتام ہوا آج تو ساربان زادہ قتل ہوتا ہے اب بی مہرخ و بہار کہان جائینگی آخر دست بستہ خدمت شہنشاہ مین آئینگی مگر یارو یہ وہ شخص ہے کہ جو شہنشا سے برابر لڑا کئی سال معرکہ پڑا ایک نے کہا یہ تملو کاہے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قتل ہوگا بھلا وہ مرنا کیا جانے کتنی مرتبہ ہم لوگون نے بھی سُنا **عمرو** قتل ہوتا ہے یہان جب آئے تو خبر پائی کہ وہ لوٹ مار کے نکل گیا شہنشاہ کا لاکھون روپیہ کا نقصان ہوا ویسا ہی کچھ آج بھی ہوگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی آمد آمد **افراسیاب** کی ہوئی اولان اول سرما ابر برف انداز و ابر برق کوہ شگاف اہتمام سواری کرتے ہوے آکر ٹھہرے ایک جانب سے لکہ ہاے ابر سرخ و سیاہ اُٹھے شاہزادیان خوبصورت نیک سیرت نازنینان دربند طلسم کہ جو اکثر خدمت مین **افراسیاب** کی رہتی تھین اسباب سحر سے آراستہ لباس معقول زیب جسم آکر ٹھہرین بیچ مین دیکھا **افراسیاب** ایک تخت سحر پر سوار چار اژدر آتش فشان کسے ہوے منھ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتے ہوے **افراسیاب** بکبر و نخوت تخت نکہت پر سوار گرداگرد سردار و تاجدار ایک سمت طاؤس زرین بال پر **ملکہ ماران زرین کمر** و **ملکہ اسرار جادو** اہتمام کرتی ہوئی دم محبت شہنشاہ کا بھرتی ہوئی ایک راہ پر **عمرو** عیار و **ملکہ سمنکال جادو** مسلسل و مطوق بیہوش و مدہوش پڑے ہین جادوگرون نے جب بہت غل مچایا ہے صدائین نقارون کی بلند ہوئین تب ان دونون گنہگارون نے آنکھین کھولین حیران و پریشان چہار جانب دیکھ رہے تھے اب تو غریو بلند ہوا یارو **افراسیاب** کا نیر اقبال اوج پر ہے مالک فتح و ظفر ہے لو واسطے دو دن کے سلطنت و وزارت حکومت ہوچکی خاتمہ ہوا آج **عمرو** قتل ہوتا ہے اسی ہفتہ مین طلسم کشا بھی مارا جائیگا گنبد نور سے اُتارا جائیگا اب بی مہرخ و بہار کیا کرینگی کہان بھاگ کر چھپینگی کون انکا دستگیر ہے نوجوانون کے قتل پر آمادہ چرخ پیر ہے جابجا یہ ہنگامہ ہے کوئی کہتا ہے **عمرو** قتل ہوتا ہے بعض لوگ کہتے ہین مشہور تھا کہ **عمرو** کی

ساحرون کے ہاتھ سے قضا نہین ہے۔ یہ بصورت عمرو کوئی اور ہے یہ بھی ایک عیاری کا طور ہے بھائیون وہ بڑا فتنہ انگیز ہے عیاری مین بہت تیز ہے اسرار جادو کو قتل عمرو مین بڑا اصرار ہے سب دیکھ رہے ہین کہ انتہا کی بیقرار ہے بذات خود انتظام مین مصروف ہے دارا استاد کرائی نقارچیون نے آواز دی سترہ سو نقارے چاشنی دے کر درست کرو تیار رہو جسوقت یہ دونون بیدم ہون رہرو راہ جہنم ہون سترہ سو نقارون پر ایک مرتبہ چوب پڑے یارو مزا یہ ہے کہ زمین ہل جائے سب کو خلعت زرتار ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے ایک ایک کو بادشاہ طلسم ہوش ربا نہال کریگا منھ تمھارے موتیون سے بھریگا کہان تک زر و انعام لوگے بہت راضی ہوگے ہماری مشقت و خیر خواہی دیکھو یہ موا مونڈی کاٹا ہمارے باغ مین پہونچا العنایت سامری ہمنے گرفتار کیا راہ مین بی سمنگال نے چاہا قید چھین لین ہم فوراً پہونچے اس نمکحرام کو مقید کیا رات جاگ کر کاٹی سامری سامری کرکے صبح ہوئی آج یہ وہ شخص قتل ہوتا ہے جس کا تمام عالم مین شہرہ ہے بڑے بڑے ساحران نامی کو اسنے مٹایا کوئی اسکا دامن نہ چھو سکا آفتاب جاہ و جلال **افراسیاب** طالع ہوا نیر دولت و کامرانی ساطع ہوا اے اہالیان طلسم ہوش ربا مضمون حق بحقدار رسید ظاہر ہوتا ہے دوست خوش ہین دشمن مثل ابر بہار روتا ہے زمانہ سرکشی کا تمام ہوا لبریز عمرو کی زندگی کا جام ہوا نعرے لگاتی ہوئی ملازمان شہنشاہ کو ہنساتی ہوئی قریب دار کے آئی ایک لات عمرو کو ماری کہا کیون نگوڑے موئے مونڈی کاٹے حرامزادے فسادی جعلساز غدار و مکار چور اچکون کے سردار ارے جہان تیرا قدم جائے مان بیٹیون مین فساد ہو جس گھر پر سایہ تیرا پڑے وہ گھر برباد ہو اگر تیرا سایہ باغ مین پڑے پھولون سے رنگ و بو جدا ہو سرو اپنی راستی بھولے ہر چمن مین فساد کا گل پھولے بلبل و قمری مین جھگڑا ہو گلچین و باغبان آپسمین لڑین خزان بہار پر غالب آئے ہوا تاثیر آگ کی دکھائے ہر گل شگفتہ مرجھائے ہر شجر نخل ماتم ہو جائے مگر یہان تمھاری سرکشی نے کچھ تاثیر نہ دکھائی کیا جلد موت آئی یہ کہکر ملازمون سے اشارہ کیا ملازمون نے دونون کے بالون مین زنجیر باندھی زنجیر پکڑ کر کھینچی دس گز زمین سے اونچے ہوگئے مثل چورون کے الٹے ٹنگے ملکہ اسرار جادو دوڑی ہوئی قریب شہنشاہ **افراسیاب** کے آئی افراسیاب نے کمان کیانی اٹھائی ساٹھ ہزار کمانین کڑکین ملکہ اسرار جادو نے تیر چھوڑا ساٹھ ہزار عقاب تیر گوشۂ کمان سے اڑے سینہ پر گنہگارون کے پڑے مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرے جسم چھلنی ہوگئے اب اور ساحرون کے ڈھیلے تیر و تفنگ چلے لاشین بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین کانپ گئی صدائے مبارک باد بلند ہوئی لاشون کو حکم ہوا پانون مین رسی باندھکر سرحد باغ سیب مین کھینچتے ہوئے پھرو تمام ملکون مین مشتہر کرو کہ عمرو قتل ہوا افراسیاب پلٹ کر تخت حکومت پر بیٹھا نذرین گذرین خوشیان ہونے لگین ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران بین کن

کو خلعت فاخرہ سے شہنشاہ افراسیاب نے مخلع کیا ملکہ اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ جہان تک ہوسکے خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ و بہار کو نہ پہونچے جب طلسم کشا بھی قتل ہو جاویگا بیدست و پا ہو کر آپ سے عذر کرینگی اگر سفر خبر قتل عمرو سنپائینگی ار بھڑکر جان دینگی افراسیاب نے کہا صرف حیرت کو لکھ بھیجونگا یہ مضمون ضرور ہوگا کہ پڑھکر خط کو چاک کر ڈالو ساماں تیاری لشکر مین مصروف رہو اسرار جادو و ماران زمین کن افراسیاب سے یہ کہکر رخصت ہوئین کہ اب حضور معرفت نقارہ نواز طلسم کے جب تاریخ قتل اسد کا ڈھنڈورا پٹوائینگے ہم ثانی ہنواسی باغ سیب مین آئینگے جب یہ دونون جا چکین افراسیاب نے حیرت کو نامہ لکھا

نامۂ افراسیاب برائے حیرت جادو

اے نوگل باغ شادمانی	نو بادۂ گلشن جوانی	شاہنشہ ملک کامرانی
اے نزہت باغ زندگانی	اے تازگی دماغ عاشق	پرساز مئے ایاغ عاشق
اے تازہ شمیم گلشن عشق	اے نور چراغ روشن عشق	اے موجہ نکہت گل عشق
اے سوزش مستی دل عشق	اے تاب شکیب بیقراران	کا نور قلوب دلفگاران
اے شعلۂ ناز و فتنہ بازی	تاثیر فنون سحر سازی	اے نیر آسمان مکنت
اے گوہر درج حشمت	خورشید سپہر عشوہ و ناز	بیباک زمانہ شوخ و طناز
اے نور جمال ماہرویان	زیبائش تاج مشکبویان	سر حلقۂ زمرۂ حسینان
سرکردۂ بزم نازنینان	سرمایۂ عیش و کامرانی	بخشندۂ عمر جاودانی
آگاہ ہو بعد شوق دیدار	آتا ہے یہ نامہ فرحت آثار	احسان ہے سامری کا ہم پر
سب طرح ہے خیریت گیا شر	سرسبز ہوئی ہے کشت امید	اقبال کا اوج پر ہے خورشید
کھینچا دشمن کو بر سر دار	گلشن مین نہین ہے اپنے اب خار	یعنے کہ مٹی عمرو کی شوکت
قتل اسکو کیا نظلم و بدعت		

ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای حاکم ملک محبوبی اس نامۂ فرحت آثار کو پڑھکر چاک کر ڈالنا اس بات کو منھ سے نہ نکالنا قتل عمرو کی خبر تا صبح قتل اسد غازی مخفی رہے ورنہ مسلمان فساد برپا کرینگے نقارہ نواز طلسم کو اب حکم ہوگا مشتہر کرایا جائیگا کہ فلان تاریخ کو طلسم کشا قتل ہوگا شہر ناپرسان مین تشریف لانیکی تیاری کرو اب عرصہ مناسب نہین ہے افراسیاب نے یہ نامہ طائر جادو کو دیا وہ نامہ کو لیکر طرف ملکہ حیرت کے چلا دو کلمہ لشکر ملکہ مہرخ کے سنئے یہان کئی دن کا زمانہ گذرا کہ حیرت نے طبل جنگ نہین بجوایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین مع کل سرداران نامی و ساحران گرامی جلوہ فرما ہین مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار سامنے ملکہ مہرخ کی خشتہاے زرین

پر متمکن ہین مہرخ نے فرمایا ای عیاران نامی آپ لوگ بہت مطمئن ہین ایک ہفتہ کامل گذرا کہ شہنشاہ اوج عیاری خواجہ عمرو نہین معلوم کہان ہین آثار رنج و ملال عیان ہین براے خدا لشکر حیرت سے خبر تو لاؤ کہ ہمارے سرپرست پر کیا گذری خدانخواستہ کہین قید تو نہین ہوگئے انکو ہماری جدائی مین کیونکر آرام آیا یا کہین جاکر کسی معشوق سے دل لگایا وقت جان دینے کا قریب آگیا ہے قلب تھرا رہا ہے وہ تشریف لادین جلسۂ شورہ منعقد کرین انکے حکم سے لڑین مرین آخر کیا کرین یہ سنکر چالاک نے کہا حضور مین ابھی جاتا ہون اپنے قبلہ و کعبہ کی خبر مفصل لاتا ہون یہ کہکر طرف لشکر **حیرت** کے روانہ ہوا راہ مین آکر صورت تبدیل کی شکل کنیزان حیرت کے صورت بنائی خرامان خرامان داخل بارگاہ **حیرت** ہوا دیکھا دربار **حیرت** کا ساحران نامی سے معمور ہے **حیرت** تخت یاقوت نگار پر بکبر و نخوت تمام متمکن چہرہ مثل آفتاب روشن زلف گرہ گیر مین پیچ و تاب آنکھون سے عتاب ظاہر نازنین خدمت مین دست بستہ حاضر دریاے جواہر مین غوطہ زن لباس فاخرہ زیب بدن گرد شاہزادیان ایک ایک سحر مین طاق شہرہ آفاق مہتر **چالاک** اگالدان بغل مین لیکر پشت پر ملکہ **حیرت** جادو کے آیا رومال سے باادب مگس رانی کرنے لگا سراپا کو دیکھ رہا ہے کبھی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہے کبھی اگالدان سامنے کرکے جھک جاتا ہے یکایک آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر عقاب سحر پر سوار آکر پہونچا براے تسلیم خم ہوا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا حضور اسکو ملاحظہ فرمائین اس کے مضمون پر کاربند ہون دوست خوش دشمن دردمند ہون یہ کہکر نامہ دیکر ساحر تو چلا گیا ملکہ **حیرت** نے نامہ کھولا پڑھنا شروع کیا ایک ایک حرف سے بشاشت آشکار خوشی سے چہرہ گلنار ہے **چالاک** جو پشت پر کھڑا تھا یہ جھکا ہوا مگس رانی کرتا جاتا ہے حرف حرف پر نگاہ ہے **حیرت** نے پڑھکر نامہ چاک کرکے اگالدان مین ڈال دیا **چالاک** تھراتا ہوا باہر نکلا آنکھون مین اشک حسرت قلب پر گرد کدورت ہر چند ضبط کرتا ہے دریاے غم و الم جوش مین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پانون ثابت قدمی سے محروم ہین ٹھوکرین کھاتے ہین دریا بہائین یہ دل کہتا ہے ہاے قبلہ و کعبہ کہکر اورون کو بھی رلائین اس حال مین مہلے وہ اگلا کرایہ پر ہر چند دل مین جوش تھا مگر مثل تصویر خاموش بمشکل تمام افتان و خیزان بارگاہ **مہرخ** پہنچین باتین کین دو دو کر روئے **چالاک** متغیر متردد و متحیر آنکھین پتھرائی ہوئی جسم مین رعشہ ماتھے پر پسینے ہاتھ طرف شہر ناپرسان کے دلا خیر تو ہے غم و الم سے **چالاک** کا یہ حال تھا کہ بول نہ سکتا تھا گھبرا ایک ایک کا منہ تکتا تھا برق دوڑ کر لپٹا کہا نون کا اب ستارہ گردش مین ہے صدمۂ جانکاہ پہونچا براے خدا ظاہر کرو سقید ضبط کرنے مین روح نہ نکل جاے **چالاک** نے ہاے قبلہ یہ میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جو ردان گر اڑنے لگا تمام شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اٹھین **چالاک** کو سنبھالنے لگین ہوا سپاہی زادے بانکے ترچھے لڑنے بھڑنے تو ظاہر کرو **چالاک** نے سر پیٹکر **قران** کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے ایک کہتا ہے بھائی زہردار اسد نامدار تلوار چلیگی تم جان بخش کہلاتے تھے وہ سیار گلشن جنان ہوے ہمیں ملازمان افراسیاب بودے ہین ہمارے

افراسیاب نے باغ مین اُس سردار کو دار پر کھینچا بروقت انتقال ہم خدمتگزارون مین سے کوئی نہ پہونچا نہین معلوم لاش پر کیا گذری سنتا ہون سر اطہر کنگرے پر باغ سیب کے رکھا گیا لاشہ اُس بیحیا نے نظر کردہ پیغمبران کا جنگل مین پھنکوا دیا قران نے پوچھا اے فرزند کیونکر معلوم ہوا خاک اُسکے دہن مین کہ جس نے یہ خبر سنائی چالاک نے کہا از زمین افراسیاب نے **حیرت جادو** کو نامہ لکھا اور یہ تاکید تھی کہ خبردار راز ظاہر نہو کوئی عیار ماہر نہو مین کنیز بنا ہوا پشت پر کھڑا تھا مینے بھی پڑھ لیا یہ خبر وحشت اثر سُنکر سردارون نے قیامت برپا کی کسی نے سر چوب خیمہ پر مارا کوئی ہائے معین و مددگار کہکر روتے روتے بیہوش ہوگیا جب **چالاک** و ضرغام ہائے قبلہ و کعبہ کہکر نعرے مارتے ہین سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین ملکہ بہار نے پچھاڑ کھائی مخمور نے پیٹ پیٹ کر اپنے کو نیلا کر دیا ملکہ مہرخ آئینہ دار حیران ایک ایک کو سمجھاتی ہین کہ صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو اول ہمکو یقین نہین آتا اور اگر خدانخواستہ ایسا بھی ہوا تو مرضی پروردگار ہین کیا چارہ ہے اگر باغبان قضا و قدر کو اس باغ پر بہار کا برباد کرنا منظور ہوا خزان کی آمد ہے کیا اختیار ہے بندہ مجبور و ناچار ہے بلکہ اُسکا معاوضہ یہ ہے کہ ہوش و حواس درست کر و لڑ بھڑ کے اپنے معین و مددگار کے خون کا بدلہ لو کیا اکیلے جان دینگے خدا چاہیگا تو خون کے دریا بہا دینگے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر نور اسپ کورد کا کسیقدر ہنگامہ کم ہوا مہتر **قران** نے کہا یارو تخلیہ کرو غیر کو اس محفل غم و الم مین نہ آنے دو تو مین سب صاحبون سے کچھ راز دل ظاہر کرون فوراً تخلیہ ہوگیا پانچون عیار چالیس پچاس سردار اُس تخلیہ مین شریک ہین مہتر **قران** نے کہا یارو سب صاحب میرے حال عشرت مآل سے بخوبی ماہر ہین شاہان اولوالعزم وزیران باتدبیر پر کیفیتین ظاہر ہین کہ مین ملک حبش کا حکمران ہون مجھکو بشارت ہوئی بزرگان دین نے مجھ ایسے روسیاہ پر از مرحمت ڈالی نظر کردہ بزرگان مشہور ہوا روح کو راحت قلب کو سرور ہوا پھر حکم ہوا کہ خواجہ کی غلامی جاکر اختیار کرو سب طرح ہیچ نجیہ ہین لڑو مرو خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے اپنے سرداران نامی مین مندرج فرماتے تھے کھینچا دشمن کو بڑھاتے تھے مینے جادۂ بزرگان دین سے قدم نہ ہٹایا راہ عیاری سے منھ نہ موڑا خواجہ نے قتل شکو کیا نظلم و بد خطابی یا ذرہ کو آفتاب بنایا مہر پدر و مادری کو فراموش کیا ملک بہ ملک اُنکے ساتھ چاک کر ڈالنا اس بات کو منھ سے بیدرے یہ مراد ہے کہ وہ مجکو زندہ جانتے ہین قبلہ و کعبہ کہا کلاہ فخر کو آسمان پر پہنچایا بر پا کرینگے نقارہ نواز طلسم کو مارا ہے روح بیقرار ہے مگر اُنکے انتقال کا یقین نہین آتا اسمین کوئی مطلب معقول ہین تشریف لانیکی تیاری کرو اب زیادہ یہ شب دیجور ہے اُنکے جان بچنے کی سبیل ہے کوہ سراندیپ پر بموجب ہدایت کو لیکر طرف ملکہ **حیرت** کے چلا دو کلمہ لشکر ملکہ مہ ماہ فرائے سے موت نہ مانگوگے قبض روح کا ملک الموت کو بجوایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے کہا شدا رشاد مین اُس صادق الوعد کے فرق آئیگا فلک برق فرنگی و مہتر چالاک و جانسوز و ضرغام تشریف راست ہو مالک سریر سلطنت ہو اپنے اپنے دلون مین ہار تھکو

دیکھو دل کیا کہتا ہے بخدا اسوقت اس کلام سے روح کو راحت قلب مین قوت آگئی تصویر خداوند نعمت کی آنکھون مین پھر رہی ہے وہ شہنشاہ عیاران ہین اس رمز مین حصول مطالب دلی عیان ہین دیکھیے حال کھلیگا مناسب یہ ہے کہ اپنے اپنے طور پر فکر و کوشش رہائی اسد نامدار مین سرگرم رہو رونا پیٹنا موقوف کرو کلام نصیحت التیام مہتر قران سے سکو تسکین ہوئی چاہتے تھے کہ اُس نخلیہ سے باہر آئین مہتر قران نے گھبرا کر کہا کوئی میری گوشمالی کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ اوکالیے چپ رہ عمرو باغ سیب مین مارا گیا جسم سے اُسکا سر اُتارا گیا سب لوگ حیران چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا زمین پر ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہے مہتر قران نے اُسکو اُٹھایا لکھا تھا ای ملکہ مہرخ و بہار و ای عیاران نامدار ہماری فکر نہ کرو مرنے جینے کا ذکر نہ کرو اپنے اپنے ختیار کے موافق فکر رہائی اسد غازی کرو جانین لڑا دو ہم اب روے سیاہ تم سب کو نہ دکھائینگے
ومہ جبین کو لیکر آئینگے یا اب تم سب صاحبون سے عدم مین ملاقات ہوگی والسلام راقم خوا
نے چپکے چپکے وہ نوشتہ سب کو سُنایا مطمئن ہوکر ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ مین آئین یہی چرچ
کیا دکھاتا ہے یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا چرند و پرند ہرکارے دوڑے ہوے آ
آکر ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھاے صفت

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ | گلاسر خز
ہمہ کار عالم بہ کا

بیرون بارگاہ آئیے ا
مین تخت اُڑاتا ہے
سماعت فرمائے ملکہ مہر
و خورشید زر
شکل عجیب و غر
بیباک ظاہر
سامری و جمشید
آگاہ ہو
کی دختر ز
تھرائی ا
اندر

اٹھارہ سو ملک کے شاہ اور شاہزادیان اب فوجین لیکر چلینگی کوئی آج کوئی کل شہر ناپرسان مین آجائینگی اپنا
اپنا جاہ وحشم دکھائینگی یار فسوس ہے دل کی دل ہی مین رہی ابتک کوئی تدبیر نہ کی ای عیاران نامی خواجہ عمرو
نے حجاب سے منھ چھپایا اب کس سے صلاح ومشورہ کرین اب اپنے کو شہر ناپرسان مین پہونچائین جو جو سردار جس طور سے
آئے بقید نام ملکہ تاجدار نام دریافت کرکے ہمکو خبر پہونچائے خیر تقدیر مین ہماری یہ بدنامی لکھی تھی جو مرضی
کریم کارساز کی گنبد نور مین جانا اسد غازی کا چھڑانا امریست مشکل وکاریست دشوار مگر جسوقت اسد
و مہ جبین کو زیر گنبد نور دار پر چڑھانے لائیگا ہم سب مرنیوالے کمرین باندھکر جا پڑینگے زیردار لڑینگے
اپنے سردار کے سامنے مرجائینگے یہ بھی ظاہر ہے کہ فوج افراسیاب کی بیشمار ہوگی ہماری فوج کی کیا حقیقت
ہے کیا لیاقت ہے تاجدار کا پہونچنا دشوار ہوگا فوجون کے ریلے ہونگے خیر اپنی جان دینے پر قادر انکی محبت
حاضر ہین ملکہ بہار جادو نے کہا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت خواجہ کا نہونا بڑی خرابی
ہ ہمارے تاجدار ہین آجتک انھین کی صلاح پر کیا انھون نے ہر مقام پر ہمکو چھڑایا نتیجہ بدعت
ہمکو اس کاغذ کے پڑھنے سے تسکین نہوئی افراسیاب حاکم نیرنج وشعبدہ ہے یہ کاغذ
ین سے ملاقات نکرتے مـ ورہ خیر وشر ندیتے ملکہ مہرخ
ختیار ہے دیکھو ب سے کیا ظاہر ہوتا ہے
ہر آراستہ کرکے طرف
ینت نگار و ملکہ یاقوت
ی ر غا تجمل آراستہ کرکے
قت مین تمام بہیر و بنگاہ
ونہ ہے لپٹے بند ہوگئے ہین
ہ ملک لب اماجون نے سُنا
نحر کو آسمان دیکھو کف فسوس
ن کوئی مطمئن ہی ہر جاندار
دبیر بموجب لشکر
املک الموت تماہ مین
ے فرق آئیگا نکہینگے تم
اپنے اپنے دلون پر ہاتھ رکھکا

نا خدائے بحر کشتی مسلمانان کو آفت سے بچائے بیڑا پار لگائے سب نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گردون پناہ سب خبرین نمکخوارون کو معلوم ہین یہ بھی سن چکے کہ خواجہ عمرو کئی دن سے معدوم ہین انکے مقدمہ مین اقوال مختلف ہین وہ ذرہ بین جو پیدا کرنے والے سے منحرف ہین دونون طرح ہماری آبرو ہی غازی دنیا و عقبےٰ دونون جگہ سرخرو ہے ہم لوگ آٹھ پہر تیار ہین آپکے اشارہ کے امیدوار ہین نام قتل اسد غازی سنکر جا پڑینگے سینے سپر کردینگے شہر ناپرسان لاشون سے بھر دینگے ملکہ مہرخ نے کہا مرحبا صد مرحبا سپاہیون کا اسمین نام ہی مردان عالم کا لڑ بھڑ کر مر جانا کام ہی آپسمین عہد و پیمان واثق ہوا ایک کے ہاتھ مین ایک نے ہاتھ دیا نامرد بزدلون کو بھاگنے کی فکر ہوئی چپکے چپکے مال و اسباب سنبھالنے لگے افسر دن سے حیلہ و حوالہ کی باتین بھاگنے کی گھاتین کسی نے کہا کمیدان صاحب گھر سے خط آیا ہی بیٹی کے عقد کا زمانہ قریب ہے یہ معاملہ عجیب ہے نجائینگے تو برادری والے طعن کرینگے کہ نکھٹو باپ نہین آیا بیٹی کو رخصت نہ کر گیا مین حضور رات ہی کو جاؤنگا صبح کو گجر دم چلا آؤنگا آپ کو سوتے مین جگاؤنگا بعض نے کہا رسالدار صاحب گھوڑے کے پیٹ مین کرکری ہو گئی ہی دوا پوچھنے سلوتری کے مکان پر جاؤنگا گھوڑے کو بھی لیجانا ضرور ہے میان سلوتری کا مکان بہت دور ہی بعض نے چپکے چپکے ہتھیار سنبھالے کمر باندھی گٹھری کپڑون کی اٹھائی سلام علیک کرکے چلے افسر نے کہا میان سپاہی صاحب کہان دور جا کر جواب دیا حضور یہ اسباب گھر پر رکھکر چلا آؤنگا آخر وقت کا آکر پہرہ دونگا بعضے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوئے حقہ بیچ مین رکھ لیا دو گھٹی ہونے لگی ایک نے کہا بھائی تمنے سنا خواجہ عمرو قتل ہو گئے ایک نے کہا بھائی آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا ایک نے کہا میان تمکو کیا کام ہی ہم تم تو بھائی برھتی کے ساتھی ہین نام کٹواؤ آج ہی نکل چلو چاندنی رات ہی صبح ہوتے ہوتے اپنے گانوُن مین پہونچ جائینگے ہم تو بھائی کسان ہین کھیتی کر کھائینگے ہم بھائی جلوسی لوگ ہین سیکڑون جگہ نوکری کی جب لڑائی کا موقع آیا آبرو سے اپنے گھر چلے آئے اسی دن کے لیے پانچ کے نوکر ہین ادھر اُدھر سے لوٹ مار کے کھاتے ہین تنخواہ اپنی بچاتے ہین گھر چلکر چار بیگھے زمین کا پٹہ کرینگے محنتی ہین ایک گوئی بیل کی خرید لینگے وہ الگ کرایہ پر چلیگی جنس کی رقم بچیگی سوائی پراسامیونکو دینگے فصل پر من کا سوا من لینگے یہ آپسمین باتین کین دو دو کرکے نکلگئے سوداگر جا بجا دوکانین بند کر رہے ہین مال دوکانون سے نکال لیا غلامون کے ہاتھ طرف شہر ناپرسان کے روانہ کیا کان مین گماشتے کے کہدیا در شہر ناپرسان پر چلکے دوکانین لگاؤ مسلمانون کا اب ستارہ گردش مین ہے یہان مال رکھنا بہتر نہین ہی جاتے ہی دوکان کا ٹکٹ لے لینا ایک مہینہ کامل یہ میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جو مردان عالم کہ جان نثار ہین نمک حلال صاحب جاہ و جلال مالک کے خیرخواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لڑے بھڑے انکے الگ مجمع ہین اسباب جنگ کی تیاری مین مصروف ہین ایک کہتا ہے بھائی زیردار اسد نامدار یہ تلوار چلیگی خاک و خون مین غلطان ہونگے جب مردان عالم کی تلوار کھنچی ملازمان افراسیاب بودے ہین ہمارے

منھ پر کیا چڑھینگے دمبدم جوانون کے قدم آگے ہی بڑھینگے ایک قدم آگے رکھا آبرو پائی ایک قدم پیچھے ہٹا ذلت اٹھائی بزرگون کے نام نہ مٹانا سینون پر تلوارین کھانا ڈٹ کے لڑنا دشمنون کو ٹوکنا مجمع کو روکنا منھ پر تلوارین کھائینگے اپنے افسر اسد غازی کو چھڑائینگے اگر آگ کا دریا ہوگا کود پڑینگے آگ برسا دینگے بس بھائیو اپنے اپنے خیمہ مین چلکر بیٹھو سلاح جنگی درست کرو داہنے ہاتھ سے کھانا حرام ہو سپاہی کا نیک انجام ہو لشکر مہرخ مین عجب ہنگامہ کہین شور گریہ وزاری کہین فریاد و بیقراری کسی کو بھاگنے کی فکر کہین جان لڑانے کا ذکر یہ بھی خبرین ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو آکر سنائین کہ حضور جسوقت سے نقارہ بجا ہزارہا آدمی آپکے لشکر سے نکل گیا اب بھی بستر اٹھ رہے ہین پرہیکے پرے خالی ہو چکے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا جاکر لشکر مین پکار دو کہ ہم خوشی سے کہتے ہین جسکو اپنی جان عزیز ہو وہ لشکر سے چلا جاے اگر خدا ہماری فتح کرائیگا بلا تکلف آپ تشریف لائیے گا اگر حال شکست سن پائیے گا اپنے اپنے گھرون مین آرام فرمائیے گا جسکو مرنا ہو جان دینا ہو ہمارا ساتھ دے اب وقت زوال ہی ہمارے لشکر مین رنج وملال ہی ہمارا تکیہ خدا پر ہے آپ سب صاحبون کا اسیوقت نکل جانا بہتر ہے وقت پر منھ پھیرنے مین خرابی ہی ان کلمات پر ملکہ مہرخ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا سرداران مہرخ کے گریبان چاک چہرون پر خاک حال ابتر وبیقرار مضطر حیران وششدر مگر نگاہ سبکی عنایت خدا پر اب راقم کو حال جشن طلسم شہر ناپرسان کا لکھنا منظور ہے جس مقام سے رہائی اسد کا چھڑانا لکھا ساقی نامہ بھی تحریر ہوا مگر اس مقام سے کہ مضمون جشن و آمد سرداران افراسیاب بالتفریح لکھنا منظور ہی لہذا چند اشعار آبدار بطور یادگار مرقوم ہوتے ہین ناظرین اس داستان شوکت بیان کو ملاحظہ فرمائینگے یقین واثق ہی مضامین داستان اور روزمرہ کا لطف اٹھائینگے

نظم دلفریب

چاہیے نام اسی کا ای خامہ
زینت نام زیب سرنامہ
فلک اسکی نمونہ قدرت کا
یک قلمدان ہزار صنعت کا
رخ قرطاس کو صفائی دی
اور سیاہی کو روشنائی دی
دیا قمری کو مصرعۂ نالا
مصرعۂ قد سرو پر بالا
کی عطا نوخطون کو کلک ادا
کیا عاشق کو تختہ مشق جفا
ساقیا جلد اٹھ درنگ نہ کر
عرصہ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر
طاق سے تو اتار لے شیشہ
طاق پر رکھ کتاب اندیشہ
شیشۂ می کی یہ دراز زبان
اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان
ہین ہون مانند ساغر لبریز
جان بلب جان بلب کو کیا پرہیز
جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے
پانون توبہ کے لڑکھڑانے لگے
کردے یا تنگ مجھے نشہ مین چور
تاکہ مانند خوشۂ انگور
دکھے سارے پھپھولے توڑ دو نہین
نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑون مین
شب ہجران لبسر نہین ہوتی
نہین ہوتی سحر نہین ہوتی
بستر رنج و کنج تنہائی
رات کیا آئی اک بلا آئی
شام سی حال ہی یہ صبح ملک
نہین لگتی مری پلک سے پلک

کیون نہین ہوتے سحر کے طیور
کیا شفق نے کھلادیا سیندور
جان بیتاب جیسے بیکل برق
وہ بھی گرم فنارۂ کل برق
نبضین چھوٹی ہوئی غشی طاری
ایک فرقت ہزار بیماری

دیگر ساقی نامہ مصنف قمر

ساقیا رنج و غم کا ذکر نہ کر
لا پلادے شراب فکر نہ کر
نشۂ مے مین سیر کرتا ہے
ہر حالات طلسم ہونگے طے
اب وہ دے جام بادۂ پرجوش
رہین مستی مین بھی بجامے ہوش
ساقیا دے شراب عیش و سرور
ذکر عیاری عمرو ہو ضرور
فکر ہے جاکے دیکھون میلا
جسکے خاطر یہ رنج و غم جھیلا
وقت عیش و سرور ہے ساقی
اتنا ناحق غرور ہے ساقی
میکدے کی بھی تیرے خیر رہے
جام دے مجکو آج پے در پے
جلد لا ساقیا درنگ نکر
میکشون سے تو آج جنگ نکر
اے قمر دے عنان رخش قلم
نظم مضمون تازہ ہون بہم
بزم رندان مین آج جلسا ہے
دیکھین میلہ مین کیا تماشا ہے

دیگر اشعار حسب مقام مضمون ہٰذا

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی
درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
دیکھنا لیتی ہین کیا دلکی تمنائین قصاص
جوشش گریہ سے بھلا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلائینگے اُنھین یا وہ ہمین
کشش عشق ادھر خواہ اُدھر ہو تو سہی
دل کو کیا دخل لڑے یار جو مجھسے شب وصل
خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
زلف کی جھونک اُٹھائے گی یہ ہنگام خرام
قابل اسکے تری بل کھائے کمر ہو تو سہی
نہ سنیگا جو مری داور محشر نہ سُنے
عرصۂ حشر مین چھاوہ اثر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤ اُنکو
کہتی ہے خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین
دل مایوس کو امید سحر ہو تو سہی

اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے عجب مضمون ہاتھ آیا ہے کہ مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران و ملکہ مہرخ وغیرہ کو مطمئن کرکے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوے مہتر قران نے کہا بھائیو اُستاد تمھارے سر پر اسوقت موجود نہین ہین کسی بات مین کمی نہو مزاج مین [illegible] ملکہ مہرخ کو خبرین بھی پہونچین اور یہ بھی دیکھو کون کون سردار آتا ہے آج افراسیاب کیا رنگ لاتا ہے اب ہمین تمسے ملاقات ہو یا نہو اپنے اپنے کام مین چست و چالاک ہو جاؤ برق نے جواب دیا خلیفہ صاحب آج سے کل تک مین نے سُنا ہے کہ خراجگزار آئینگے جنگی فوجین ہمراہ لائینگے اب خلیفہ صاحب فرداً فرداً الگ ہو جاؤ اپنا اپنا رنگ عیاری کا جماؤ آپسمین صلاحین کرکے یا تو پانچون مثل حواس خمسہ ایک جگہ تھے پانچون

عیاری مین طاق ہین مثل گلِ خزان رسیدہ فرداً فرداً چلے مہتر برق فرنگی ایک ساحر مہیب کی شکل بنکر دروازے پر شہر ناپرسان کے آیا دیکھا انتہا کا اژدہام ہی دھکم دھکا ہو رہا ہے جانے والون کے کپڑے لتّے ہوتے ہین عیاریچیون کا انتظام ہی ایک ایک کو دیکھتی جاتی ہین کبھی غل مچاتی ہین ای نگہبانان درِ شہر ناپرسان و ای ساحران نمکخواران شہنشاہ دوران دیکھو خیال رکھو عیاران لشکر اسلام اندر شہر کے نہ آنے پائین انکا اُستاد مارا گیا ہی شہر مین آکر غدر ڈال دینگے جسکو پائین گے قتل کرینگے انتظام دشوار ہوگا عتاب شہنشاہ نامدار ہوگا مگر برق نے گوشہ سے دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن جب ذکر قتل عمرو کرتی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی دوپٹہ اسکے سر سے ڈہلکا جاتا ہے آئینۂ رخسار پر حیرانی زلفون کے الجھنے سے پریشانی ظاہر ہوتی ہی دل سے کہتا ہے ای برق ملکہ صرصر کو ملال ہے رنڈاپا چہرے سے برس رہا ہے خدانخواستہ یہ خبر غلط ہو مگر کیونکر اندر جاؤن ایسا نہو یہ ظالم پہچان لے گرفتار کرادے تو غضب ہو اسوقت مین کون چھڑائیگا سواے خدا کون مدد کو آئیگا اسی فکر مین کنارے کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جوان ساحر صورت مہیب تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین سب کو للکارتا ہوا چلا آتا ہے ہٹو ہٹو کی آواز دیتا ہوا انتہا کا زبردست ہی جب ڈنڈا مار دیا چار چار تلے اوپر گر گئے برق نے پہچانا کہ خلیفہ جاتے ہین انھین کے پیچھے نکل چلو یہ سوچکر یہ بھی عقب مین چلا ملکہ صرصر شمشیر زن نے چاہا اس ساحر کو روکے ہرچند کہ پہچانا نہین مگر قصد ہوا کہ روک کر پوچھون کہ کس کے ملازم ہو کس سمت کے عازم ہو مہتر قران نے کاندھے پر ہاتھ رکھکر ہٹو کہکر دھکا دیا ملکہ صرصر منھ کے بھل گری مہتر قران و برق جست کرکے نکل گئے داخل شہر ناپرسان ہوے ایک گوشہ مین آکر ٹھہرے مہتر قران نے برق سے اشارہ کیا مین زیر نخل ٹھہرا ہون تم بارگاہ حیرت کی خبر لاؤ دیکھو وہان کیا رنگ ہے برق نے قصد کیا تھا کہ تڑپ کر بڑھے دیکھا سامنے سے ایک جوگی جٹا مین خاکستری چھوٹی ہوئی لوہے کے کنڈل کانون مین کڑ بڑی ڈاڑھی بھبھوت بدن پر ملے ہوے خاک کا تلہ بنا ہوا اکتارہ ہاتھ مین دو چیلے پشت پر ایک کے ہاتھ مین خنجری دوسرا ہاتھ سے تال دیتا ہوا جو دونون کا گرو ہی اکتارا بجاکر بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے پہچانا کہ چالاک جانسوز و ضرغام شیر دل بھی اندر شہر کے آگئے آپس مین اشارے ہوے پانچون پانچ سمت گئے مگر برق فرنگی جادوگر بنا ہوا بارگاہ ملکہ حیرت پر آیا دیکھا چوبدار یساول حاجب دربان قطار باندھے کھڑے ہین ایک سمت کرگدن ہاے آتشین مرکبہاے پرند شیران جنگی ٹہل رہے ہین برق دیکھتا بھالتا سر جھکائے ہوئے دربارگاہ پر پہونچا دیکھا پردہ زربفتی کھنچا ہی ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سی مست ورگنہ سالاری کے دنگل پر بیٹھا ہی آنے جانے والون کو روکتا ہے برق فرنگی پہلے تو رُکا پھر حاضر حاضر کہکے بلاتکلف اندر پہونچا دیکھا ملکہ حیرت جادو بصد زیب و زینت تخت پر جلوہ فرما ہی گرداگرد سات سو شاہزادیان سونے چاندی کی کرسیون پر بیٹھی ہین افراسیاب کا تخت خالی ہی اُسپر غاشیہ پڑا ہی ملکہ صنعت سحر ساز

[illegible]

دوسرا ابر برف انداز و ابریق کوہ شگاف تینون وزیر باتدبیر بیچ بارگاہ مین کھڑے ٹہل رہے ہین دریائے آتشبار سحر مین غوطہ زن ہین ملکہ حیرت سے عرض پیرا ہین کہ حضور بارہ پہر کا وقفہ ہوا ابھی تک خراجگزارون کی آمد نہین شروع ہوئی ملکہ حیرت نے کہا آج سے کل تک سب پہونچ جاوینگے دیکھو دور سے ابر فیروزی اٹھا ہی جا کر خیمے بارگاہین آراستہ کرو جو سردار آئے موافق حقیقت کے اسکا سامان کرو دیکھیے شہر ناپرسان مین کیونکر تاجداران الوالعزم ٹھہر سکتے ہین **صنعت سحر ساز** نے کہا حضور ہمنے رعایا کے بھی مکان خالی کرا لیے ہین یہ کہکر **صنعت** آگے بڑھی **برق** بھی دیکھنے لگا دیکھا ابر فیروزی قریب آیا یکایک شق ہوا دیکھا تخت فیروزنگار پر ایک نازنین ماہ پیکر تاج شہریاری برسر چہرہ مثل ماہ انور بڑی بڑی انکھڑیان دلدوزی پر آمادہ تیر مژگان تختہ سیم پیشانی ابرو نیمچہ ہائے اصفہانی قد موزون مصرعہ دیوان حسن ملاحت خوبصورت نیک سیرت

ابیات

عجب شکل اسکی دل آویز تھی
حیا ساتھ اسکے بلا خیز تھی
قد ناز کا سرو و طوبی غلام
نسیم چمن پائمال خرام
جبین بدر تھی اور ابرو ہلال
بہ چشم تھی اور مردم غزال
نظر دام دلہائے برنا و پیر
مژہ تیر و بینی چو پیکان تیر
دہن درج یاقوت و دندان گہر
زبان پارۂ لعل و کان درر
صدف گوش تھے اور نہا گوش در
گلا سی گلو از سے حسن پر
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمال
وہ ساعد تھے دو شمع بزم جمال
نہ تھا سینہ تھا بحر حسن سراب
دو پستان اسی بحر کے دو حباب
وہ آئینۂ پشت کی آبرو
دکھائے رخ شاہد آرزو
نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر
کمر ہی نہ تھی تھی وہ تار نظر
وہ لوح شکم صبح امید تھی
نہ تھی ناف وہ قرص خورشید تھی
اب آگے تو لے خامہ گرداب ہے
بیان سے تو بچنا ہی آداب ہے
وہ پائے نگارین تھے جو موج گل
کف پائے رنگین تھے جون برگ گل
وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا
وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا

مسدس

کف الخضیب ہے کف نگار کا لقب
تلوونکو روے مہر نہ پہونچے بصد تعب
آنکھین جو فرش راہ کرون شوق کے سبب
تار نظر ہو خار نزاکت ہے یہ غضب
بوسہ کا وہم مین جو تصور بیان ہوا
تلوون مین صاف رنگ حنا کا عیان ہوا

قامت وہ حشر جس سے قیامت ہو پائمال
سرو بہشت لکھون تو ہو راستی کمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال
شاخین سخن مین نکلین جو طوبی سے دون مثال
فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو

قد قامت الصلوٰۃ نماز ہی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دلِ خلق کو ملے
آرام مثلِ برق کسی جا پہ وہ نہ لے

انسان کیا ملک کے جگر ہین قدم تلے
محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح چلے

چلنے مین ایسی چال کہ ہل چل جہان مین ہو
شورِ نشور جن و بشر کے گمان مین ہو

فیروزی جوڑا زیبِ جسم پشت پر دو لاکھ ساحران جنگ آزما ایک ایک سحر و ساحری مین یکتا طائران پرند پر سوار وہ تخت آ کر اُترا ملکہ **صنعت** بغلگیر ہوئی ہاتھ تھام لیا طرف بارگاہ ملکہ **حیرت** کے لیچلی پوچھا کہ ملکہ **فیروزہ** فیروزہ پوش آنے مین کیون عرصہ ہوا کیا باعث تھا فیروزہ نے کہا بوا **صنعت** ایسا تاکید کا نامہ پہونچا مین شکارگاہ مین تھی جلد ہی مین جریدہ چلی آئی وہی دو لاکھ فوج جو شکارگاہ مین ہمراہ تھی اُسکے سوا اور سامان نہ کر سکی یہ باتین کرتی ہوئی ملکہ **فیروزہ** بصد جوش و خروش اندر بارگاہ کے آئی ملکہ **حیرت جادو** کو نذر دی پہلو مین بیٹھنے کو کرسی ملی **سرما برف انداز و ابریق کوہ شگاف** کو حکم ہوا انکی فوج کو جا کر بہ آرام تمام اُترواؤ جگہ معقول انکے واسطے تجویز کرو خبردار کسی کو تکلیف نہونے پاے سرما و ابریق دونون بموجب حکم کے باہر آئے ملکہ **صنعت سحر ساز** نے دیکھا اور ایک ابر سیاہ اُٹھا زمین و آسمان دھنوان دھار ہوگیا دھوین کا آسمان تیار ہوگیا اُسمین شعلہاے آتشین چمکتے ہوے صاف معلوم ہوتا ہو کہ شب تاریک مین جگنو پھر رہے ہین شعلہاے سرکش زمین پر گر رہے ہین دھوئین کا زمین و آسمان بنگیا چاہ بابل کا نشان دیتا تھا عاشقان زلفِ سیاہ دود آہ جانتے تھے کوئی کہتا تھا یہ پہاڑ ہی یا سیہ بختون کی قسمت کا بگاڑ ہے وہ ابر بھی قریب بارگاہ کے آ کر یکایک شق ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ فام **دُخان سیہ رو** نام آتش خو آتش مزاج مردود بارگاہ کبریا جہنم کا کندۂ ذریط الساحران غدار ساتھ تخت سے سیہ بخت کودا ملکہ **صنعت سحر ساز** نے صاحب سلامت کر کے بارگاہ ملکہ **حیرت** مین پہونچایا **دُخان سیہ رو** نے نذر دی خلعت مرحمت ہوا ایک جانب دنگل پر آ کے یہ بھی بیٹھا کارگزارون کو حکم ہوا اہالیان لشکر کو جگہ معقول دو **برق فرنگی** نے دیکھا ان ساحرون کے اُترنے کی نوبت نہین آئی ہو کہ زیر آسمان یکایک طوفان نوح برپا ہوا ایک دریاے قہار پرسر ہوا جوش مارتا ہوا ظاہر ہوا نہنگان خون آشام ماہیان سمن اندام گھڑیال مگر خوش حال اُس دریا ہو قہار مین اُچھلتے موج مین کلیل کرتے ہوے ظاہر ہو کر غوطے مارتے ہین کبھی ڈوبتے ہین کبھی اُبھرتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہو کہ تمام دنیا ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی کیونکر کشتی حیات پار ہوگی سامان سلاح جنگ اُس دریاے آشکار ہر گرداب سپر بدور ہر موج شمشیر بر جوہر سطحۂ آب مقام کارزار ہر حباب چشم پر عتاب مچھلیان تیر دلدوز ہر لہر سنان جگر سوز باشندگان شہر ناپرسان کو خیال اب سب ڈوب جائینگے ہی دریاے

قیامت خیز سے کیونکر امان پائینگے لیکن جون جون دریا قریب آتا ہی مختصر ہوتا جاتا ہی قریب شہر ناپرسان اکر دریا معدوم ہوا اکرگدن سحر پر سوار ایک غدار معلوم ہوا مندیل زرتار سر پر قطرہ ہاے آب انگلیون سے ٹپکتے ہوے تمام لباس پانی مین تر مغرور بے آبرو ہوا پر پشت پر سات لاکھ ساحران غدار ببر ہاے آتشین پر سوار اژدرہاے آتشین پر اٹالہ بارگاہ زربفتی کالا ہوا سر پر بیچھا کے علم سیاہ کھلا ہوا ملکہ **صنعت** نے بمحبت آواز دی اے دوست صادق ای محب واثق ای آبروے ساحران نامی ای دُر صدف بحر خوش کلامی ای **مواج بن گرداب** آدم خوار تمہارے بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ **نیلم** کب تشریف لائینگے ملکہ عالم بہت مشتاق ہین یہ سنتے ہی **مواج** مسکرایا تخت سے کود پڑا پہلو مین اسکے نوجوان بیٹا صاحب شوکت و ہوش لطمہ صد گوش دریا نوش زوجہ اسکی حسین و خوبرو مواج جادو کی دختر نہایت پرفن ملکہ **بط غوطہ زن** مصاحب اسکے **حباب خونریز** و **مرغاب فتنہ انگیز** و **سرخاب کلنگ** سوار و **نہنگ آتشبار** **مواج بن گرداب** کو حلقہ مین لیے ہوے ملکہ **صنعت** کو مواج بن گرداب نے جواب دیا اے صاحب ناز و نیاز ای ملکہ **صنعت** سحر ساز فرمان شاہنشاہی ایسے وقت پر پہونچا کہ شہنشاہ **نیلم** کا ارادہ شکار کا تھا فوراً ما بدولت کو حکم کیا جلدی مین اٹالہ بارگاہ کا لدوایا صرف سات لاکھ ساحر لیکر شباشب آیا کسی مقام پر نہین ٹھہرا شہنشاہ بھی تشریف لاتے ہین بارگاہ استادہ کراؤن شہنشاہ کو بروقت تشریف آوری تکلیف ہو **مواج بن گرداب** یہ باتین کر رہا تھا کہ کئی ہزار نقارون پر چوب پڑی سب نے دیکھا شہنشاہ **نیلم** بصد جاہ و حشم تخت جواہر نگار پر سوار پشت پر بارہ لاکھ ساحران ناہنجار بدکردار میمون وار مرکب ہاے سحر پر سوار صداے یا سامری و جمشید زمین کو ہلاتی تھی فوج کی کثرت سے گاو زمین تھراتی تھی ایک جانب نازنینان خوش رو و سمن عذار قمر پیکر نازک اندام زہرہ جبین طاؤس سان زرین بال سے اترین شہنشاہ **نیلم** تخت سے اترا نقارے بجے دمامے گڑگڑائے **صنعت** مع کل فوج کے ہلاے سلام اُس ناکام کے خم ہوئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ **صنعت** کو قریب بلایا بہ شفقت و محبت ہاتھ پشت پر رکھا پوچھا مزاج اچھا ہا **صنعت** نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی دعاے دولت مین مصروف رہتی ہون شہنشاہ **نیلم** نے کہا تمنے تو اب ہمارے پاس آنا بالکل چھوڑا ما بدولت کی محبت سے منھ موڑا **صنعت** نے کہا اے شہنشاہ آپ کو طلسم ہوش ربا کا حال بھی معلوم ہی آٹھ پہر لڑائی جھگڑا ہی ہر وقت فساد برپا ہی لاکھون آدمی ملازمان شہنشاہی معرض تباہی مین آیا صدہا ملک قبضہ سے نکل گئے مسلمانون نے ایسے ایسے سردار قتل ہوے جنکا عدیل و نظیر ممکن نہین ہی مین نے اکثر اپنے سحر مین سب کو پھنسایا کوکب روشن ضمیر نے مدد بھیجکر بچایا عیار تو قیامت کے پرکالے ہین چن چن کے سردارون کو مارا میان **باغبان قدرت** بھی شریک مسلمان ہین طلسم ہوش ربا کی تباہی کے سامان ہین کس کس خیر خواہ شہنشاہ کا نام لون

شرم آتی ہولے شہنشاہ زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہو سرزمین ہوشربا مقام جنگ و جدل ہو عملداری مین خلل ہو شہنشاہ نیلم نے مسکراکر جواب دیا شہنشاہ ان سبکو قتل کیون نہین کر ڈالتے مابدولت سے فرمائین ای صنعت مجکو تو یہ دماغ کہان کہ بذات خود میدان کارزار مین جاؤن کھڑے ہوکر اپنے لونڈی غلامون سے لڑدون مگر اپنے وزیر خوش تدبیر دریا دل مواج بن گرداب اشارہ کر دونگا سب کو ڈبو دیگا ابھرنا مشکل ہوگا دہن اژدر لب ساحل ہوگا اسکے سحر کے حباب چھرے گولیان ہین موجۂ دریاے سحر شمشیر آبدار ایک پہر بھر مین باغیون کو مٹا دیگا صنعت نے شرماکر سر جھکالیا کہا بہت بجا ارشاد ہوا اب سلمان ایسے نہین ہین کہ جنپر کوئی یکایک غالب آئے بڑے بڑے سامان ہین اراکین سلطنت شاہنشاہ انکے شریک ہین سلطنت وزارت فوج و لشکر ملک مال جاہ و جلال سب کچھ انکے پاس موجود ہو شہنشاہ نیلم نے ہنسکر کہا تیرے دل پر سکۂ رعب مسلمانان جمگیا ہو نام سے مسلمان کے رنگ اڑتا ہو اس حیلہ مین مابدولت تشریف لائے ہین انتظام معقول کر دینگے جنگل لاشہاے مسلمانان سے بھر دینگے ای صنعت ہم وہ ہین کہ اپنے ولی نعمت شہنشاہ لاچین صاحب شوکت کو گرفتار کرادیا سلطنت کو انکی مثل نقش پا مٹا دیا یہ بیچارے کیا چیز ہین شہنشاہ افراسیاب کے منتظم بے تمیز ہین یہ کہتا ہوا مع چار سو سرداران زبردست اندر بارگاہ حیرت کے آیا براے تعظیم شہنشاہ نیلم حیرت تخت سے اٹھی چچا جان کہکے لپٹ گئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ حیرت کو گلے لگالیا مسکراکر کہا بی بی تخت پر بیٹھو ہمارے واسطے دنگل منگاؤ حیرت نے برابر پایۂ چہارم تخت کے دنگل جواہر نگار بچھوایا اسپر شہنشاہ نیلم جب بیٹھ چکا تب حیرت متمکن ہوئی سرداران شہنشاہ نیلم اپنے اپنے مقام پر بیٹھے بارگاہ ملکہ حیرت تاجداران اولوالعزم سے معمور ہوتی جاتی ہو شہنشاہ نیلم بیٹھکر لاف و گزاف کرنے لگا کبھی ملکہ حیرت کو سمجھاتا ہو نام مہرخ و بہار سنکر بہت جھلاتا ہو کہتا ہو بی بی حیرت جادو نمکحرامون کا میرے سامنے نام نہ لو مابدولت کو بہت ناگوار ہوتا ہو اب ہم شہنشاہ کا کہنا نہ مانینگے اپنے ہاتھو سے انتظام کرکے جائینگے مہتر برق فرنگی سامان فوج شہنشاہ نیلم دیکھکر گھبرا گیا دل سے کہتا ہو خداوندا ان ظالمون کے شر سے ملکہ مہرخ وغیرہ کو بچانا گھبرایا ہوا باہر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ دوڑے ہوے ہرکارے ہانپتے ہوے کانپتے ہوے برق نے پوچھا بھائیو خیر تو ہے انھون نے جواب دیا ای بھائی صفدر صف شکن شہنشاہ توسن کی آمد ہو اس کر و فر سے آیا ہو الامان چرخ اسکا جاہ و جلال دیکھکر تھرایا ہو برق نے کہا وہ بھیجا گیا ہو توسن نام ہو فقط تھان کا ٹرا ہو اسپر بھی سواری گانٹھینگے دانہ گھاس بند کر دینگے چونکہ ساحرہ بنا ہوا ہو ملازمان حیرت سے باتین کرتا ہوا باہر نکلا خبر آمد شہنشاہ توسن کی سنکر ملکہ حیرت جادو باہر نکل آئی خود شہنشاہ نیلم انتظار مین آکر ٹھہرا یہ مالک زندان خانہ طلسمی ہے اسکا سب پاس کرتے ہین صاف تو یہ ہو کہ ڈرتے ہین نیلم ملکہ حیرت سے کہ رہا ہو ہمارے بھائی صاحب تشریف لاتے ہین ملکہ عالم ہم دونون بھائیون نے ملکر تمھارے شوہر کو بادشاہ بنایا شہنشاہ کا آباد گھر مٹا یا

تحفہ جات چرا چرا کر نکالے راستے طلسم کے بتائے مگر شہنشاہ **لاچین** ایسا بادشاہ جلیل ساحر زبردست تھا کہ سلطنت بگڑ جانے پر سالہا سال لڑا ایسا ایسا معرکہ پڑا کہ ایک ایک دن مین دس دس لاکھو ساحرون کا کھیت ہوا صدہا شہر ایسے ویران ہوئے کہ جنکا آباد ہونا دشوار ہے نا بدولت کا بیان کرنا بیکار ہے اس عدالت و لیاقت سے شہنشاہ **لاچین** نے سلطنت کی ہر گلی کوچہ گلزار رہتا تھا مظلوم ظالم کے ظلم سے رنج و ملال نہ سہتا تھا مگر سامری جمشید کو یہ منظور ہوا شہنشاہ **افراسیاب** بادشاہ ہوئے اب انکو عیش و سرور سے کام ہے ای وزیر باتدبیر اسکا بد انجام ہے تم نے بھی زمانہ کے نشیب و فراز دیکھے آنکھون کے سامنے کیسے کیسے آباد گھر مٹ گئے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار گل کی رعنائی پہ اعتبار بقول شاعر نظم

دنیائے بے ثبات مین کسکو قیام ہے
ہان چار روز کے لیے یہ ازدحام ہے
اورنگ جم ہے اور نہ سکندر کا آئنہ
جمشید کس جگہ ہے کہان اُسکا جام ہے
عمر روان ہے توسن چالاک غافلو
توسن بھی اسطرح کا کہ جو بے لگام ہے

صنعت کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا اے شہنشاہ عجب عبرت آمیز حیرت خیز آپنے کلمات فرمائے آنکھون کے سامنے ناپائداری دنیا پھر گئی جاہ و حشم کی خواہش نگاہون سے گر گئی اب ہمارا غفلت و غرور پیشہ ہے آٹھ پہر تباہی ملک و مال کا اندیشہ ہے اس حیلہ سے آپ تشریف لائے ہین آپکے بھائی صاحب بھی آئے ہین دونون صاحب ملکے اس طلسم کو مٹا دیجیے سرکشون کو اپنے دست زبردست سے سزا دیجیے **نیلم** اچھا اچھا کہکے سر ہلا رہا ہے کبر و نخوت سے تاج کو سر پر کج کرتا ہے کہ دیکھا سامنے سے شتر سوار چوبدار سامان ماہی و مراتب ظاہر ہوا ملکہ **حیرت** نے کہا شہنشاہ **توسن** آئے یہ کہکر مع وزرا امرا مع شہنشاہ **نیلم** و **مواج بن گرداب** چند قدم آگے بڑھی بعد نکلنے سامان تزک کے سات سو علم سیاہ رنگ نشان کفر و ضلالت پیدا ہوئے علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوئے ایک جانب ٹھہرے یکایک صدا ہٹو بچو کی بلند ہوئی آگے قرق زنجیر کھینچتی ہوئی پلٹنین رسالے وردیان زرق برق کی سوار پیدل پہنے ہوئے رسالے کے آگے رسالدار پشت پر سوار مرکب دور کابے اوپچی بنے ہوئے مرکبون پر نقارے نقارچیون کی وردیان بنات سلطانی کی کار زردوزی سے درست ہر خورد و کلان اپنے اپنے کام پر چالاک و چست کمیدان اپنی پلٹن کے آگے تاشے بجتے ہوئے ایک جانب شہنا نواز بصد سوز و گداز بھیرون کی تانین اُڑاتے ہوئے ٹھمریان غزلین گاتے ہوئے

غزل

نہ آہ مجھ سے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین
وہ ننگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین
کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین
ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین
بتون سے ہوتے ہین ہم سجدہ کرکے طالب وصل
دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین
پکارتی ہے محبت جو بیٹھیے چپ بھی
یہ ڈھنگ جلد ترا افشائے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین دلسے جو ضعف مین نالے
شکایت رہِ دور و دراز کرتے ہین
نہ بند کر در مسجد کو مجھپر اے زاہد
مرے گناہ درِ توبہ باز کرتے ہین
وہ شوخ کہتا ہے مجھکو بنا کے بے پروا
نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین
کہین نظر نہ لگے آئنہ کی ڈرتا ہون
نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین
گلا نہ کیجیو اے دامنِ شبِ ہجران
کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین
وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا
کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین
پکارے قبر کو پامال کرکے عاشق کی
ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین
نہ بخت خوش نہ دل اے عشق بے اثر تجھسے
بگڑ بگڑ کے گلے کارساز کرتے ہین
بصد نیاز اُٹھاتا ہے خنجرِ قاتل
شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین
جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے
خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

تمام سامان شاہانہ گرد اگرد صدہا نقیب آوازین لگاتا ہوا مصرعہ بڑھے عمر و دولت قدم با قدم ؛ تخت جواہر نگار پر **توسن** جادو بصد نخوت و غرور کئی ہزار مصاحب فیق ساحر بے نظیر ندیم وزیر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے بڑے تکلف سے سواری شہنشاہ **توسن** کی پہونچی شہنشاہ **نیلم** بھائی صاحب کہکر بڑھا ہاتھ تھام کے تخت سے اُتارا کئی سو پنڈت برہمن اشلوک پڑھتے ساعت نیک بد بچارتے ہوے ہر ایک چوراہے پر پوریان تل اُبلے ہوے چنے دوڑ دوڑ کر رکھنے لگے **نیلم** ہاتھ تھام کر شہنشاہ **توسن** کو لیے ہوے طرف بارگاہ ملکہ **حیرت** کے بڑھا **حیرت** نے بھی آگے بڑھکر سلام کیا **صنعت** نے بڑھکر دعائین دین وزیر امیر پشت پر **حیرت** و **نیلم** برابر برابر اس کر و فر سے داخل بارگاہ **حیرت** جادو ہوا بیچ مین تخت **حیرت** ایک پہلو مین تخت شہنشاہ **نیلم** ایک جانب شہنشاہ **توسن** کے واسطے تخت آراستہ ہوا **حیرت** جادو تخت پر بیٹھی اب کئی سو تاجدارون کا مجمع ہے سرداران زبردست ساحران بدست کا کیا شمار ہے بارگاہ **حیرت** معمور ہے **برق** یہ سامان دیکھکر باہر نکلا دیکھا **چالاک** بن **عمرو** چوبدار کی صورت بنا ہوا عصا چاندی کا ہاتھ مین لباس معقول زیب جسم کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے **برق** ساحر بنا ہوا قریب آیا آپسمین آنکھین ملین اشارے ہوے مجمع سے الگ آ لے **برق** نے کہا کیون مرشدزادے تمنے یہ سامان دیکھا اب تو شہر ناپرسان مین بارہ کوس تک تل رکھنے کی جگہ نہین ہے اور ابھی سنتے ہین سردار تاجدار آنے کو باقی ہین **چالاک** نے کہا اے **برق** فرنگی نفس جسم مین روح گھبراتی ہے عجب طرح کی حیرت ہے فلک آمادۂ بدعت ہے اس مجمع مین ساحرون کے **مہرخ** و **بہار** زبردار **اسد** نامدار پہونچ سکینگی بارہ کوس پر روک لیجائینگی ہوا کا گذر دشوار ہے مگر قبلہ و کعبہ کو تلاش کرو اگر زندہ ہین تو اس مجمع مین ضرور ہونگے یہان تو فرداً فرداً

تاجدار چلے آتے ہین بارگاہ مین جاؤ ہو اب چلکر بیرون شہر ناپرسان انبوہ خلائق کا سامان دیکھنا چاہیے ابھی ایک ساحر ذکر کررہا تھا کہ مہینہ بھر پیشتر سے واسطے حاضری اس جلسہ کے بنام تاجداران جلیل اشتہار جاری ہوے تھے دوکاندار بھی طلب ہوے ہین در شہر سے تا بہ کوہ مرجان بڑے تکلف سے میلہ آراستہ ہوا ہی برای انتظام داروغہ کارگزار تھانہ دار چلے آتے ہین ہر طرف یہی دھوم ہی ملکہ عالم نے حکم دیا ہی اس جشن مین خبردار کسی کا نقصان نہونے پائے بڑے تکلف سے انتظام ہوجاے چور گرہ کٹ نہ آنے پائین جب سرحد مین قدم رکھین مقید ہوجائین انجام جلسہ تک قید مین رہین جفائین سہین ایک خبر یہ بھی سُنی ہی زیر کوہ مرجان برائے انتظام آمد مسلمانان فوجین جاکر اتری ہین خبردار مقرر رہی حکم ہوچکا ہی کہ جب مسلمانون مین کمربندی ہو فوراً خبر ہوجاے بڑھکر فوج شہنشاہی باغیون کو روکے آگے نہ بڑھنے دے سرحد کوہ مرجان سے آگے بڑھکر جنگ و جدل ہو ہمارے جشن مین نہ خلل ہو سب کد و کاوش بیکار ہی آپسمین صلاحین کرتے ہوے چلے راہ مین قران و جانسوز و ضرغام بھی ملے ایک نے ایک سے اشارے کنائے سے حالات آمد شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن ظاہر کیا قران نے اشارہ کیا اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرو یہان سے بازار مین چلو مین نے اسوقت دوسری بازار جوہری فروشان مین ایک تاجر جلیل ضعیف کو دیکھا مین قریب نہ جاسکا اُس مقام پر زیادہ ساحرون کا جماؤ تھا ایک طرف سے استانی آتی تھین گھبراکر ہٹ آیا بخوبی پہچان نہ سکا یقین ہی کہ شہنشاہ والا نژاد تھے جوہریون کی دوکان دوکان پھررہے تھے چالاک نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ قبلہ و کعبہ نے قتل کا شعبدہ کیا مگر اس حال کا ظاہر کرنا مناسب نہین ہے کوئی صورت ایسی کرو کہ ہمسے اُنسے ملاقات ہوجاے چالاک نے کہا بھائیو الگ رہو ایک ساتھ نہ چلو عیار پہچان پھررہی ہین آنکھ ملتے ہی پہچان جاتی ہین کئی مرتبہ سامنا ہوا جان بچاکر نکل آئے خدا اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہ کہکر پانچون پھر الگ ہوے کوئی بشکل تاجر کوئی بصورت چوبدار کوئی ہرکارے کی صورت بنا خبرین لیتا ہوا مگر مہتر قران نے رنگ روغن عیاری لگایا کوتوالی چبوترے کے سپاہی بنکر تیار ہوے نیلی تبی سر پر دھوتر کا انگرکھا گاڑھے کا گھٹنا چادرہ گاڑھے کا کمر سے بندھا ہوا سپر کہنہ پشت تلوار پرانے چمڑے کی نیام کی کوتھی گرگئی ہی پھیلا نکلا ہوا اس کیفیت سے سر جھکا کر طرف بازار کے دیکھتے بھالتے ایک بلندی پر آکر ٹھہرے دیکھا زیر گنبد نور فوجین بیشمار خیمون بارگاہون مین سردار گوش برآواز بیٹھے تھے کہ ذرا آمد آمد مسلمانان کی خبر سنین جا پڑین دمبدم مجمع فوج بڑھتا جاتا ہی اٹھارہ سو ملک کے خراجگزار تاجدار چلے آتے ہین جو تاجدار آیا لشکر کو اُتارا ایک وزیر چند مشیر ہمراہ لیے جاکر داخل بارگاہ حیرت ہوا اب مہتر قران یہ دیکھکر حیران ہوگیا ہے دل کانپ رہا ہی دل سے کہتا ہے افراسیاب کی کتنی بڑی سلطنت ہی افراسیاب کی عملداری کی بڑی وسعت ہی کیونکر غرور نہ کرے نخوت اُس کی بیجا نہین ہی زمین کانپ رہی ہی اور

پھر فوج آرہی ہو دیکھیے آمد فوج کا کب اختتام ہوتا ہو اب مہتر قران ٹہلتے ہوے ٹیکرے سے اُترے دیکھا دل بازار جوہر فروشان برابر کئی ہزار دوکان ایک ایک جوہری حسین و خوبصورت سرخ سبز و زرد کپاسی پگڑیان سرون پر لباس پر تکلف پہنے ہوے سامنے وہ جواہرا علے اور بیش قیمت ڈھیر ہے کہ جوہری فلک یک چشمہ آفتاب کو آنکھ پر رکھکر بصد حسرت دیکھ رہا ہو کسی جگہ گوہر بے بہا بحرین کے تاجران جلیل غوطہ خور انکے ہمراہ مین لیکر آئے ہین مول تول کر رہے ہین جوہر شناس جمع ہین دلال بیچ مین گھسے آتے ہین رنگ ڈھنگ سنگ مین دھبا لگاتے ہین خریدارون پر مشتری فلک کو رشک ہے ایک ایک موتی معشوقان خوش چشم کا اشک ہے ضیاے الماس جگر مین جگہ کرتی ہو اگر دیکھو پائین رشک سے ہیرا کھائین یاقوت احمر خوش رنگ عاشقون کا لخت جگر اشک خونی سے بہتر و بہتر نگینے موزون شہر نگینہ والونکے اُسکو دیکھکر جگر خون نیلم نایاب چرخ نیلی جسکو دیکھکر بیتاب زمرد ریحانی پر معشوقان سبزہ رنگ کی جان جاتی ہو سبز بختون کی طبیعت گھبراتی ہو ہر گوشے سے یہ صدا آتی ہو

شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ؛ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ؛

سبز سبز نگینے سبز بختان چمن پر طعن کرتے ہین سبزہ درختون کو انکی محبت کا دم بھرتے ہین عقیق یمنی شجری پھولون کے رنگ کو مٹاتا ہو یہ نگینہ جسکے ہاتھ مین ہوتا اثر دکھاتا ہو بلاے ارضی و سماوی سے بچاتا ہو ایک جانب صرافہ جوانان سیمتن زردار مالدار کوٹھی وال ہنڈیان سکرتی ہین حساب اصل و سود بہی کھاتون پر لکھے جاتے ہین مدت کے دیے ہوے قرضے چلے آتے ہین ایک نے کہا سیٹھ صاحب اصل کا روپیہ موجود ہو گماشتے نے جواب دیا کہ سود کی تکرار ہے سود ہو گورے گورے لڑکے پاس بیٹھے ہین شوخ و شنگ کندن سے رنگ سونے کے بالے وضع کے نرالے اُسمین مروارید بے بہا کانون پر چڑھے ہاتھ مین طلائی کڑے کردھنی کمر مین ناپ تول نظر مین سونے چاندی کی تھیلیان رکھی ہین روپیہ حاصل کرنے کی خوب لذتین چکھی ہین ایک جانب کا نین بزاز کی کان کرشمہ و ناز کی دکان پر رشتہ دارون کا جماؤ دلالون کا بگاڑ بناؤ گلبدن نایاب اطلس سرخ کو جس سے حجاب تنزیب نین سکھ جس سے دیکھکر دل کو چین آنکھون کو سکھ ایک ایک تھان نفیس لینے والے رئیس ہر طرح کا کپڑا موجود ہو ململ ڈھانکے کا جو ننگ خاندان ہین انکا عیب ڈھانکا ہر دکان پر گھونٹے کے تھان کے اکثر بیان ہین یہان ایک دوکان پر صدہا تھان ہین ریشمی کپڑون کے طاقے بیشمار پھولدار اطلس باغ پر بہار اگر چھینٹ سے برسات مین آنکھ لڑ جاے خریدار پکارے مجھپر چھینٹ نہ پڑ جاے ایک جانب گلفروش لیے ہوے ہار ہاتھون پر کمر کسے ہوے آواز دیتے ہین ہار جوہی بیلے کا دل بس جاے البیلے کا طرہ یہ ہے بازار خوب خریدار محبوب ایک جانب دوکانین بھٹیارون کی تخت بلند بالین دل پسند صورتین بھولی بھولی چہرے ماہ آسمان حسن و رعنائی قد موزون شمشاد حدیقۂ زیبائی زیور عمدہ نفیس پہلو گون مین جوان جوان جلیس جوڑے ترچھے ادائین بانکی گرگریان سنہری سرخ نیچے شان و شوکت سے ۱۰

اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین جوان نشہ باز معشوقون کے دمساز نشیلی آنکھین طرے چڑھ رہی ہین دم جو پڑے نشے تیز ہوئے اشعار پڑھنے لگے پکار اُٹھے شعر ؎ نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کے رندون مین ٭ پلیٹے دم ہی کا تو فرق ہے مردون و زندون مین ٭ دوسرے نے جھوم کے جواب دیا بھائی کیا فقرہ کہا جوانون کا تو یہ اعتقاد ہے کسی کامل کا ایک شعر یاد ہے شعر ؎ نہ آزاہد کے دم مین تو اگر کچھ و ڈھکن کا پکا ہے ٭ بہشت اک باغ ہے دوزخ کا بھی اک غرغی دھڑکا ہے ٭ بھائی دنیا مین چار پیغمبر آئے چارون آپسمین بھائی ہین دو کے معتقد زاہدان خانہ خراب و شیخ بدلیاقت و دو کے معتقد ہم لوگ جوانان بیباک چست و چالاک بھائیو سمجھ لو وہ کون ہین نماز روزہ بھنگ کوزہ سر جھکانا ہی مچانا انکو مبارک مطلع حضرت مصنف

قاضی پر آفت آئے بلا کوتوال پر ‏ اللہ کا کرم رہے رندونکے حال پر
تلوار لیکے ہاتھ مین اکڑ دکھلائی تمو ‏ عاشق ہوئے ہین ہمتو اسی چال ڈھال پر ‏ بھائیو ہم لوگ خدا کے پیارے ہین

نشہ باز بھولے بھالے مزاج نرالے رنگیلے طرحدار دم مارنیوالون مین تو یہ ہنگامے ہین بھنگیڑن معشوق مزاج عاشقونکے سر کا تاج جو روز کے پینے والے ہین وہ تخت پر آبیٹھے ساقی سے مانگئے اُس گلعذار نے مسکرا کر بات کی نہال ہوگئے غنچہ آرزو کھلکھلے گنڈا انکالکر پھینکا کہا جانی آج تو جو رکر دو بیرٹو کی بلوا دو ایک دم لگوا دو نشہ کا اُتار ہے فصل بارش کی بہار ہے سینے پر کیا اُبھار ہے دم لگا کر اور زیادہ اکڑے تعریفین سراپا کی ہونیلگین ہماری بھنگیڑن حسن مین بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر ہے ابروے خمدار ذبح کرتے ہین ان نشیلی آنکھون پر ہم مرتے ہین ای محبوب جانی یار جادوانی گھر بار جان و مال سب تجھپر نثار کرین خوب نشہ ہوا کیا دم پڑا کہو تو سر کاٹ کے قدمون پر رکھدین دوسرا گنڈا لوا اور چلم بھر و اُسنے مسکرا کر پیسے اُٹھا لیے پنجہ نگارین سے چرس جانے لگی دم مارنے والے بول اُٹھے کشمیر نہ پلانا سالبھا انکا ٹرا جانا زیر تخت ڈھاک کے بکل جل رہے ہین نوکر غرقی باندھے وہ ابھی اگلا چاہنے والا نشہ مین چور ہاتھ بڑھا کر چلم لی بکل کی آگ چھوٹی چھوٹی جانی میان کے سامنے حاضر کی میان نے کڑکڑا کے دم لگایا بالشت بھر لو اُٹھی طرف نوکر کے متوجہ ہوئے کہا اے بھائی پیتے تو بھی دم لگائے نشہ جلائے اس نے حقہ منھ پر رکھا یہ فقرہ ہنسکر کہا بھائیو چرس کتنی ہے کھانسی کرون کھرہ کرون اسپر بھی پینے والا نہ مرے تو مین کیا کرون اس بازار مین بڑے ہنگامے ہین ان معشوقان طناز سراپا ناز کے حالات حسن و خوبی رقم کرون کلام کو زیادہ طول ہو مشتاق ملول ہو نگر عجب جلسہ ہے ڈھولک بج رہی ہے شعر خوانی کا ہنگامہ مطلع اشعار خمسے رباعیات پڑھ رہے ہین بعضے چلکر کہتے ہین میان کیا خاموش ہو میان آتش صاحب کا واسوخت پڑھو شعر سے شعر لڑے ابکی چودھوین کو مشاعرہ ہوگا اُستاد مٹرو مدار بخش آئینگے حسو خان فیض آبادی سے تکرار پڑی ہے بڑی یاد کرکے آیا ہے بارہ بارہ پہر پڑھتا ہے ہمین چار دن کی یاد ہے شیخ گھسیٹا ہمارا استاد ہے اب اسوقت تمام میلہ جوش و خروش پر ہے اٹھارہ سو ملک کا آدمی جمع ہے راہ سے نکلنا دشوار ہے ایسا جلسہ خوشنما میلہ کبھی نگاہ سے نہین گذرا نظم مصنف

اس جلسہ کا منتظم قمر ہے
ہو آئینہ دار لوگ حیران
میلہ ہے یہ اک نئے فشن کا
رشک نسرین و یاسمن ہین
کھائے ہوئے پان کی گلوری
سوسن کو بھی جس سے شرم آئے
کس ناز سے ہر طرف خرامان
بانو ہاتھون مین ہین سنبھالے
بیٹھے ہین بچھائے اپنی دریان
کانٹے ہین نگہ سے کے تولتا ہے
مغلی کہین جاے بن رہی ہو
دم دیکھے نگاہ جن پہ ڈالین
دم مارا کسی نے دیکھے ٹھنڈا
بانکی ترچھی حسین و خوشرو
ہنس ہنس کے اُگال اک پہ پھینکا
ہنس ہنس کے کسی کا خون بہایا
بیڑا کوئی لیکے کھا رہا ہے
صورت ہین حسین اور جمیلہ
یارون سے اشارے بازی کرنا
چہرے جنکے ہین آفتابی
اک بیچ رہا ہو حلوا سوہن
کہتے ہین پکار کر یہ ہر بار
اک کہتا ہے لڈو سونٹھ کے ہین
کہتے ہین یہ شور غل مچا کر
ہو ڈولو نگی با ممنونکے کھٹ پٹ
جو صورت مہرہ جلوہ گر ہے
مضمون کے گہر دہن سے گلون
حسین کہ سمان ہے سب چمن کا
پہنے ہوئے سب لباس پر زر
ہر غنچہ دہن کے منھ پہ سرخی
وہ نرگس چشم سرمہ آلود
دل بانکی ادا پہ جنکے قربان
مجمع افیونیون کا اک جا
نظارہ کنان ہین جنکی پریان
گنا کوئی چھیلتا ہے بیٹھا
کشمیری کہین پہ چھن رہی ہو
چلمون پہ چرس کی پڑتے ہین دم
گاڑا نشہ کا اپنے جھنڈا
عیاش کمال تھیلی کھائی
دکھلایا کسی کو مرا کے ٹھینگا ؛
کرتی ہین کسی سے کہکے یہ چال
رنگ اپنا کوئی جما رہا ہو
جھبڑون مین دھرے ہین اُلٹے کیلے
لہنگا پھڑکا کے پانون دھرنا
آوازین ہین اسطرح لگاتے
اک جا پہ مٹھائی کا ہو جوبن
پیڑا برفی امرتیان ہین
کیا ذائقے دال موٹھ کے ہین
پانی کی یہ ہے سبیل پیاسو
جل ٹھنڈا یہ پی لو آکے جھٹ پٹ
میلہ کا رقم کرون وہ سامان
حاسد کا ہو رشک سے جگر خون
کیا کیا خوشرو و گلبدن ہین
ترچھی رکھے کلاہ سر پر
ہونٹھون پہ کوئی مسی لگائے
مژگان ناوک سے تیز افزود
اک سمت کو چانڈو پینے والے
جنکے اوصاف سب ہین زیبا
جسکی کوئی بیٹھا گھولتا ہے
ہے کوئی مزہ گزک کا چکھتا
اک سمت ہین ساقیون کی لین
مشعل سے نہین ہے جسکی لو کم
دوکانین تنبولنون کی اک سو
پہنے ہوئے زیور طلائی
چونا کسی یار کے لگایا ؛
بیڑا اب کھائے میرے لکھو لال
اک سمت مین کبڑنین شکیلہ
کہتی ہین ڈبل کے تین لیلے
بیٹھے ہین کسی جگہ کبابی
لے لونگ چڑے کباب کلیجے
شیرین سخنی سے وہ دُکاندار
لڈو عمدہ جلیبیان ہین ؛
سقے بھی کٹورون کو بجا کر
گرمی نین کلیجہ ٹھنڈا کر لو
کہتے ہین یہ گلفروش ہنسکر

گہنا پھولون کا ہے معطر
یہ بالیان بجلیان یہ کنگن
یہ جھمکا یہ بدھی اور یہ جوشن
کہتے ہین کبھی صدا لگا کے
کیا ہار کھلے ہین موتیا کے

عیاران طرار یہ تماشا دیکھتے ہوئے صورتین بدلے جان کا ڈر مگر ہر مقام پر جانا بھی ضرور ہے اپنے اُستاد کو ڈھونڈھتے ہین یہ منظور ہے ایک جانب جو آئے دیکھا عجب ہنگامہ ہے ایک جوان گھنٹی بجا کے پکار رہا ہے ایک پیسا ٹکٹ نقل کی اصل دکھا دین اب جو آگے بڑھا دیکھا **نظم مصنف**

ٹھیٹر کا کوئی جما ہے ہر رنگ
بجتا ہے کہین رباب و چنگ
ہر لاگ کہین پہ سر کٹے کی
حیران ہوا جسنے شکل دیکھی
ہر جا آپسمین تذکرا ہے یہ
انداز طلسم جا بجا ہے
کیا میلہ ہے واہ اور جلسہ
دیکھا کرے بس بغور جلسہ
جی چاہتا ہے کہ گھر بنائین
رات آج کی شب یہین گنوائین
یہ سب ہے قمر کے دم کا جلوا
یارب طالع کو اسکے چمکا
اک سمت ہین رنڈیونکی ڈیرے
عیاش کھڑے ہوئے ہین گھیرے
بابان کسی جا گمک رہا ہے
سارنگی کا سُر جمک رہا ہے
بجتی ہے کہین ستار کی گت
طنبورے کی ہے کہین پہ نوبت
خالی کوئی گنگنا رہی ہے
سر ساز سے اک ملا رہی ہے
گاتی ہے کوئی غزل قمر کی
اور کوئی ہے منتظر سحر کی

غزل مصنف قمر

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین
راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے
ای دام کشود دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل ہین نے کہے اُنسے
باتون ہین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچہ کی ترے کھینچی
فردوس اُٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین
قول اہل سخن کا ہے اُستاد اسے کہتے ہین

تماش بین جمع ہین مجرا ہو رہا ہے ناز نینان مہ جبین شوخ و شنگ طرار فرار ناز کرشمہ چتیون مین ڈوبی ہوئین مست ہین اُنکے بانکے چاہنے والے قریب بیٹھے ہین فرمائش ہو رہی ہے بی لذت بخش کوئی ٹھمری کوئی غزل گا کر نمکینی دکھاؤ ہم تو مدت تک مشتری کے خریدار رہے جس دن سے وہ خانہ نشین ہوئین لطف غزل کا اُٹھ گیا گانے کا مزہ جاتا رہا اُنکی فصاحت و بلاغت کی کیا تعریف کرین خود صاحب تصنیف موزون مزاج گانیون کی سرتاج نائکہ نے جھلا کر جواب دیا جناب رسالدار صاحب خطا معاف اس چھوکری کے شہرے ہین یہ بھی شعر نظم کرتی ہین تانے مین طاق شہرۂ آفاق ہان چھوکری جو کل غزل یاد کی ہے بہاگ کے دہن مین سنادے برق چمکادے رسالدار صاحب بڑی دور دراز سے آئے ہین ہمیشہ خط آیا کرتا تھا اشتیاق نامے آپکے رکھے ہین ہم تو انھین کی تحریر پر آئے جلسہ مین شہنشاہ قمر سیاہ کے بڑے مزے اُٹھائے یہان تو اک ہنگامہ ہے میلہ کا ہے کو جمیلہ ہے میان داروغہ ارباب نشاط نے کل سے

صرف ایک مرتبہ دو خوان کھانے کے پہونچانے یہان پچاس آدمی ساتھ ہین ٹٹو گھوڑے بیلیان اپنا صرف ہوا یہ سنکر رسالدار صاحب بھول گئے ساری شہسواری بھول گئے کمر سے نوٹ سو روپیہ کا نکالا پیش کیا کہا بی لذت بخش صاحب آپ تو ہماری مہمان ہین اس جلسہ مین تشریف لانے کے ہم پر احسان ہین نائکہ نوچی دونون خوش ہوئین سازندون نے کہا رسالدار صاحب سامری جمشید سلامت رکھین بی لذت بخش گاؤ ہم رسالدار صاحب کو مدت سے جانتے ہین بہت کچھ دینگے خوش کرکے یہان سے بھیجینگے روپیہ ملنے سے بی لذت بخش کو بھی مزا ملا غنچۂ آرزو کھلا چہرہ مثل گل کے سرخ ہوگیا مسکرا کر گنگنائین یہ غزل شروع کی غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہوگئی
کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہوگئی
بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی
پہلے تھا بیزار جب سے اسکے تم خواہان ہوے
مجکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی
گریۂ حسرت سے اور آنکھونسے جو تھی رسم و راہ
بعد مدت پھر وہی فرقت مین جاری ہوگئی
اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی
آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخرکار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی
کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی
وصل مین دل ہو مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو انکی شرمساری ہوگئی
تازدل کیا تمنے اُٹھائے غیر کے احسان ہم
ختم تیرے ناتوان پر بُردباری ہوگئی
گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہمسے وضعداری ہوگئی
دل پکڑ لیتا ہی دشمن جب تڑپتا ہو حلال
اُسکی بیتابی ہو کیا شوخی تمھاری ہوگئی

دیگر

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
میرے روٹھے کو منا لائیگی حسرت میری
نہ رکین غیر کے روکے سے بھی یارب اکدن
اِدھر آنے مین وہ بنجائین طبیعت میری
جان دے کر یہی کہتا ہون انھین کچھ نہ دیا
حوصلہ میرا ہے دل میرا ہے ہمت میری
ناتوانی کا گلہ مجھ سے ہو کیا تاب اے عشق
شکوۂ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری
آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجانے دو
خود ٹھہرتے ہو نہ منظور ہے رخصت میری
بار آیا ہے شب وعدہ کہ تصویر اُسکی
دیکھتا ہے کوئی بیٹھا ہوا صورت میری
ٹھوکر اک لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین ہم
آ لگی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری
بیخبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہے
دل سے کہتا ہون خبر لیجیے حضرت میری

رونے تقدیر کا رونا کوئی کس کے آگے
منہ لگائین تو سمجھ کر کے لگائین مجھکو
یار کو ڈھونڈھ نکالینگی یہ آنکھین ہی جا آل

وہ تو ہنستے بھی نہین سنکے مصیبت میری
کچھ نہ بن آئیگا بگڑے گی جو عادت میری
کچھ بتا دل کا لگائیگی تو حسرت میری

اس غزل پر تو اُس قاتل عالم نے کبھی مارا کبھی جلایا ایک ایک شعر کو سو سو طرح بتایا بتانے مین کبھی جنگل کبھی باغ دیوانہ بن کبھی نقشۂ محبوب کبھی صورت مطلوب کبھی سینہ پر ہاتھ رکھکے سسکیان بھرنا کبھی سامنے مشتاقون کے مچلنا کبھی دل عاشق پاے نگارین سے ملنا اب تو روپیہ اشرفی برسنے لگا بیل پڑنے لگی کہین ایک بنیا مہاجن بیچارہ آفت کا مارا اس جلسہ مین آ پھنسا رسالدار نے پانچ دیے اُس نے دس پھینکے رسالدار بیچارے دس کمانے مین پچاس اُٹھاتے ہین آج جلسے کے خرچ کے واسطے سو دو سو روپیہ قرض لیکر چلے تھے وہ دے چکے کچھ بازار مین صرف ہوا مہاجن نے جب ٹینٹ ٹٹولا یہ گھبرائے چاہا ذرا اب مین سے نکالکر بلوا دین نائکہ نے چٹکی لی مٹھی روپیون کی پہلو مین رکھدی اشارہ کیا ہمسے لیتے جاؤ بی لذت بخش کو دیتے جاؤ بنیے کو لٹنے دو ہمارا نفع اُسکا نقصان تمھارا ہمپر احسان رسالدار صاحب یا تو بدنگاہی کرنے کو تھے قدم تھم گئے اب تو بیل دینے پر جم گئے بنیا دم بھر مین لٹ گیا آخر چوتڑ جھاڑ کے بی میر بخش سلام کہہ کے اُٹھ بھاگا بعد اُسکے جانے کے ہنسی دلگی ہونے لگی اسیطرح دس آتے ہین پانچ جاتے ہین سازندے ساز کر کے تماش بینون کو لگا کے لاتے ہین جو اُنکا ترچھا ملا مسکرا کر ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور دکھن سے ایک بائی آئی ہے کیا خوب گاتی ہے چلکر دو چیزین سُنیے اس کوچہ مین جو آیا لٹا ہنستا ہوا آیا روتا ہوا گیا بعض تو خرچی چکا بیٹھے ہین ساتھ کے یار دن سے کہہ رہے ہین بھائی یاران ہم ہمیشہ یہی کھیل کھیلتے ہین ایک شب سے زیادہ دوسری شب رنڈی کے یہان نہین آتے تین سو کسبیون کے نام فرد پر لکھے ہین گھر پر روز خانگیون کی ڈولیان آتی ہین اوباش گرستون کو لگا لاتے ہین ہر خیمہ مین رنڈیون کی یہی ہنگامہ ہے کہین سوز کہین ساز کہین راز کہین نیاز عیاران لشکر اسلام ہر سمت جاتے ہین خواجہ عمرو کی تلاش ہے مقام سے جو کسبیون کے بڑھے ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ کلان استادہ ہے اُس مین نوجوان جمع ہین دف بج رہا ہے خیال میر شوکت حسین صاحب سحر کے باواز بلند گائے جاتے ہین

بجتا ہے رباب اور مرچنگ
گھڑتے والے ہین کچھ نرالے
دارے کا جما ہوا ہے اک رنگ
کچھ وارا بجا کے گا رہے ہین
کچھ بیٹھے ہین اُس مین کلغی والے
کچھ جھوم کے تان اڑا رہے ہین
گاتے ہین خیال یہ سحر کا
جلوہ جبین ہے سب قمر کا

خیال تلازمۂ بسنت شاعر بے نظیر عالی استعداد جناب میر شوکت حسین صاحب المتخلص بہ سحر جو کہ پہلا

بسنت آیا ہے شور سر سو ہے بلبلون کا ہر اک چمن مین
وہ پھولا ٹیسو لگی ہے آتش چنار جلتے ہین سارے بن مین
سمایا ہے رنگِ زعفرانی ہر ایک نسرین و نسترن مین
خدا کی قدرت کا ہے تماشا کہ زردی آئی ہے یاسمن مین
ہے بیلا البیلا پن دکھاتا کہ زرد پوشاک ہے بدن مین
چنبیلی کیا گل کھلا رہی ہے چٹک ہے غنچہ کی ہر سخن مین
نہین ہین پھولے سماتے غنچے خوشی کے مارے خود اپنے تن مین
بھرے ہین گلچین کی جھولیون مین وہ پھول بکھرے جو تھے چمن مین

قطعہ
دی ہے خبر بہار کی لاکر نسیم نے — مہکا دیا چمن کو گلون کی شمیم نے
صیاد کو ڈرایا ہے امید و بیم نے — شادی رچائی بلبلون کے دل دو نیم نے

شگفتگی کا بھرا ہے پانی ہر ایک کھالی کے بھی لگن مین

چوک دوسرا ملازمہ بسنت مصنفۂ سحر

مثال بر تان ہے چشم نرگس ابھی ہے البیلی بالے پن مین
کہ ٹکٹکی بھی لگی ہوئی ہے گلون پہ حسرت ہے انجمن مین
اشارے جنپا سے ہو رہے ہین کہ آئی تو بھی اب اس وطن مین
بسنتی پوشاک ہے جو پہنے بہار کیا آگئی چمن مین
نہین ہے جوہی کا کام یان کچھ سمائیگا موتیا نہ من مین
بہار گیندے کی آج کل ہے بسنت آیا ہے ہر چمن مین

قطعہ
اجڑا ہوا چمن یہ پھر آباد ہو گیا — استادہ پیشوائی کو شمشاد ہو گیا
شادان ہر ایک بلبل ناشاد ہو گیا — پژمردہ غم سے اب دل صیاد ہو گیا

خوشی سے سنبل کو وجد ہے اکڑ رہا ہے وہ بانکپن مین

چوک تیسرا مصنفۂ سحر

بسنت کا رنگ جم گیا ہے حلب مین تاتار مین ختن مین
ہر ایک دشت و جبال و بر مین ہر ایک دریا مین اور چمن مین
بسنتی سبزہ ہے یون روش پر عقیق یا زرد ہین یمن مین

یہ زعفرانی ہے فرش مخمل گلون کی خاطر ہر اک چمن مین
کہین پہ ہے شور فاختہ کا کہین پہ قمری ہے سرسخن مین
کھلا ہوا پھول یا کہ غنچہ کہین پہ بلبل کے ہے دہن مین

قطعہ
دیکھو ہزار رنگ پہ گلزار آج ہے — مرغان خوش نوا کا فلک پر مزاج ہے
اب تخت زعفرانی کی بھی احتیاج ہے — ہر گلبدن کے سر پہ بسنتی جو تاج ہے

نہین ہے کھوٹا کھرا ہے ہر گل ہر اک ثابت قدم چمن مین

چوک چوتھا مع تخلص استادان خیال

رسا نگر کا بھی زعفرانی لباس تو عمدہ ہے بدن مین
مداری کپڑے بسنتی پہنے ہوئے ہین داخل اس انجمن مین
اگر ہے ہیرا کا لال چہرہ پہ زرد پوشاک ہے بدن مین
وہ ٹھاٹھ عاشق علی کے دیکھو اکڑتے آتے ہین بانکپن مین
گئی خزان اور بہار آئی سحر ہمارے بھی اب چمن مین
اسی سے شہرہ ہے لکھنو کا یہین ہین چینا ہین حلب ختن مین

قطعہ
چرچا رہیگا چنگ و سرود و رباب کا — دھرپت کی تان راگ خیال حباب کا
دورہ وہ ہر طرف کو شراب و کباب کا — پیری مین آج اٹھیگا مزہ کچھ شباب کا

یہ رات گذریگی عیش مین سب لپیٹینگے پہلوی گلبدن مین

اس جلسہ کو دیکھکر جوان کمسن پیر عقیل فہیم اوصاف مین مصروف ہین کہ کسی کامل نے یہ رنگ جمایا ہے کیا کیا خیال ہین غزل کا بھی لطف ہے ٹھمری کا مزہ ہے مصنف نے کیا کام کیا ہے بڑا خون جگر کھایا ہے کس کس مضمون کے خیال نظم فرمائے ہین باغ پر بہار سامنے بنا کر دکھائے ہین کیا فصل بسنت کے مضامین دل نشین ہین پڑھنے والے بھی جوانان فصاحت آئین ہین جی چاہتا ہے صبح تک میان سحر کے خیال سنین یہان سے قدم نہ ہٹائین عیاران لشکر اسلام اس مقام پر بھی دیر تک ٹھہرے خواجہ عمرو کی چار جانب جستجو کی اس چمن مین بھی اپنے پھول کی بو نہ پائی آگے بڑھے ایک جانب تو بڑے جگھٹے دیکھے جوانان شیر دل کی آواز آرہی ہے یا ہو کے نعرون سے زمین تھرا رہی ہے کسی سے پوچھا اس مقام پر کیا جلسہ ہے ایک نے کہا بھائی اسی مقام پر تو سارا میلہ ہے اول صاحبان آبرو پیران حضرت خضر والیاس حق شناس نیک اساس دریا دل پاک از زشتی شہر نا پرسان کے سارے بہشتی حق نیوش مشک بدوش بجوش وخروش آکر جمع ہوئے ہین ایک جانب ظاہر کے میلے دل کے اجلے

جنکی ذات سے تمام وضیع وشریف سفید پوش ہوتے ہین کثافت لباس کو دھوتے ہین صاحبان شست وشو خوشنخو صاحب حسن وخوبی سارے شہر کے دھوبی آکر ڈٹے ہین دونون فرقون مین معرکے پڑگئے ہین کیا کیا عمدہ عمدہ کھنڈ گاتے ہین جو نہین سمجھتے ہین وہ اُنکو یا کھنڈ بتاتے ہین اگر ٹھہر کر سُنین صاحب فراست سرُ دھنین شنوایان دلچسپ مضامین عمدہ شاعران نامی نے اسطور مین نظم کیا ہے ان صاحبون کو یاد کرادیا ہے یہی سب جوان گاتے ہین ہر میلے مین آتے ہین عیارون کو اشتیاق ہوا اس جلسہ مین آکر پہونچے دیکھا بڑی بڑی انٹین بجای فرش رکھی ہین ایک جانب ستے کھاردے کی لنگیان دُہری مرزائی پگڑیان سرون پر زری کے جوتے ڈٹے ہوئے ہین دوسری جانب دھوبیون کا پرا جما ہوا ہے انگرکھے جامدانی کے اُجلے صاف شفاف پاجامے نین سکھ کے نگر میلے ایک پائنچہ چڑھا ہوا ایک اُترا ہوا تیوریون پر بل پڑا ہوا ہاتھون مین چاندی کے کڑے گلے مین نقرئی زنجیرین گلمیان کھائے ہوئے گنٹھے دار جوتی چڑھائے ہوئے دونون فرقے ڈٹے ہوئے ہین بڑے لطف سے یہ کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب سحر کے گارہے ہین کھنڈ

ڈھوبی سقونکے ہین مقابل
سر سے وہ منڈاسے ہین اُتارے

سب کھنڈ کے گانے پہ ہین تُل
گاتے ہین یہ کھنڈ ہاتھ پھیلا

اُجلے میلے ہین دھوبی سارے
دیتے ہین جواب دھوبی پھیلا

کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب متخلص سحر لکھنوی اول سوال سقون کا

ایک کامل اُنمین آگے بڑھا اپنے کان پہ ہاتھ رکھکر پکارا

ہان ہان او میرے میان

سنو بھائی دو چار سقون کے نارے
صبا نے کیے جو چمن مین اشارے
بلا
اب عاشق کے دل ہین بہت بیقرارے
تو غنچے چٹک کر یکایک پکارے

چلو بلبلو آئی ہے اب بہارے

جواب دھوبیونکا

ایک دھوبی بھی آگے بڑھا اور یہ نارا مارا نعرہ

ہان ہان او میرے پیارے

خوشی سے نہین گل جو پھولے سماتے
اکڑ کر ہین شمشاد جوبن دکھاتے
تو مرغان گلشن ہین اِتراتے آتے
خبر لاکے پیک چمن ہین سناتے

کہو باغبان سے کہ گلشن سنوارے

دوسرا سوال سقون کا

صنم آج گر وصل ہو تو مزا ہے
مے لالہ گون با دل پر صفا ہے
گھٹا چھائی ہے اور چمن پر فضا ہے
بھرے جام ساقی یہی کہہ رہا ہے
کہ پہلے شراب تو کچھ ہو چکا رے
اے او میرے میان
تو میرا ہے دلدار
مین تیرا بچپن کا یار
پیارے جلدی آؤ
عاشق کے گلے لگ جاؤ

جواب دھوبیون کا

فلک نے مرے حال پر رحم کھایا
مجھے سادہ پن یار جانی کا بھایا
کہ وہ ماہ رو میرے گھر آج آیا
کہ آتے ہی مجھکو گلے سے لگایا
سحر کا دماغ اب فلک پر رہا ہے
او میرے میان
تو میرا ہے پیارا
مین نے تجھپر جی اپنا وارا
دل تیرے نذر کیا
حسن تیرا مول لیا

سامعین مین چرچے ہو رہے ہین کہ آج تیسرا دن ہے سقے دھوبیون کی جان کو کلپ رہے ہین مرا کرنے پر آمادہ ہین کہتے ہین خوب گندی کرینگے انکی استری لینگے دھوبی پاٹہ کرینگے جب تو بیچ مین آئینگے ایک کہتا ہے بھائی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا اُدھر دھوبی بھی جوش مین کہتے ہین ہم بہشتیون کو سوندن مین ڈالینگے ڈول مشک چھوڑ کر بھاگین گے خاک پھانکتے ہین ابھی سے کنوین جھانکتے ہین اب آبرو پر بنیگی ہمارے انکے خوب چھنیگی پناہ پانی مشکل ہوگی ہائے آنکھے تکرار لب ساحل ہوگی عیاران لشکر اسلام نے ہر ایک مقام پر ٹھہر کر تلاش **عمرو** کی ابتک ملاقات نہوئی ایکطرف بازار مین دیکھا بڑا ہنگامہ ہے مہر مُرچڑھے جافون ہاتھو مین سر پر چڑھے لگے ہوے خون بہا کر پیسہ لیتے ہین بڑا کمال حاصل کیا ہے ایک پیسہ اُنکا خونبہا ہے ایک جانب گرز مار دو ضرب مین لگا پیسہ لیا ایک طرف شیدی جھنجھنے ہاتھو مین سلنگین لگا رہے ہین جہان اٹے گنڈا لیکر ٹلے ایک مقام پر مست شاہی فقیر بے پرواہی ڈنڈے بجا کے یہ بانی کہہ رہے ہین قطعہ **یعنی بانی**

صدقہ نانک شاہ کا بھنڈاری بھرپور
جگٹ جاٹ جیسے لالڑی بڑھتی ہر دم جاہی
آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی بکھم برسے نور
شاد ہو روح سامعی کہتے ستری شاہی

عجب رنگ پر میلہ ہے کُل شہرون کے دکاندار ہر مقام پر نئے طور کی بہار خریدار بیوپاری وہ اشیا نادرہ کہ مشتری فلک جان دیکے خریدے سکندر ایسا بادشاہ اگر اس میلے مین آئے مثل آئینہ حیران ہو جائے جمشید نے کبھی ایسا جلسہ آنکھ سے ندیکھا ہوگا جام جہان نما مین آغاز و انجام اُس نیکنام کو ثابت نہوتا کاسے ہائے چینی دکانون کے اُسکے جام سے بہتر جابجا جلسون مین نازنینان حور پیکر آٹھ پہر مین میلہ خوب جما ہے دکانین نہایت لطف سے آراستہ تاجرون کے

اسباب تکلف سے پیراستہ کوچہ ہاے بازار دلچسپ سے کوچۂ زلف محبوب کا نشان ملتا ہے غنچۂ آرزوی عاشقان اس بازار رشک گلزار کو دیکھکر کھلتا ہے دکانون مین تصویرین دلپذیر اگر مانی و بہزاد ہوتے آپ کھنچے یا تصویرکشی سے ہاتھ کھینچے اگر کسی عاشق مزاج کا اُس کوچہ مین گذر ہوتا تصویرونکو دیکھکر مثل تصویر ہو خاموش حیرت کا جوش

تعریف میلۂ بازار نظم دلچسپ مین یہ نظم بھرتی نہین ہے نہایت پاک و صاف ہے بے تکلف میلے کا نظم اوصاف ہے

کہان ایسی بازار آئینہ بند
دکانین ہین ایسی کہان دلپسند
جو بازار ہین یوسفستان حسن
دکانین نظر آتی ہین کان حسن
سجاوٹ دکانون کی ایسی پری
کہ سو جان سے ہونگے مشتری
کبھی ایسے سوداگر آئے نہ تھے
کبھی مال تاجر یہ لائے نہ تھے
گرانمایہ ہین جتنے اسباب ہین
سب اشیا و اجناس نایاب ہین
کبھی تھین نہ ایسی خریداریان
نہ ہر جنس کی گرم بازاریان
ہر اک شے جواہر کی تولون بکی
ہر اک چیز یوسف کے مولون بکی
کسی مال کا مایۂ جان ہے مول
کسی جنس کا نقد سامان ہے مول
کوئی چیز وہ جسکی قیمت ہے دل
سمجھتا ہے مفلس غنیمت ہے دل
کسی سمت بزازہ آراستہ
کسی سمت صرافہ پیراستہ
کہین جوہری ہین لگائے دکان
دکانین ہین انکی جواہر کی کان
دکانین کہین شیشہ آلات کی
جہان دنگ شوخی خیالات کی
نہ کیسے تھے یہ شیشۂ پر بہار
نہ کی تھی کبھی سیر مینا نگار
وہ جلوہ دکھاتی تھین مردنگیان
کہ کھوے نگہ اپنی نیرنگیان
ضیا بار ایسے مصفا کنول
بجھا ہو تو روشن ہو دلکا کنول
صفا خیز سب آئینے نور کے
دل آویز سب جھاڑ بلور کے
کہین جلوہ آرائے مینا سے سبز
فلک عکس سے جسکے ہو جائے سبز
کہین شیشۂ سبز پرتو فگن
بنائے جو میلے کا گل پیرہن
کہین ہین وہ بیمثل حلوا فروش
سمجھیے جنھین من و سلوا فروش
بیان کیجیے کیا مٹھائی کا لطف
دکھاتی ہے شیرین ادائی کا لطف
جلیبی مزے شیرۂ جان کے دے
اگر امرتی کھائے امرت نہ لے
بھرے خرمے کتنے نزاکت سرشت
پسند آئے حورونکو جو در بہشت
جو قند مکرر مین آیا مزہ
وہ شیرین لبون مین نہ پایا مزہ
لگائے ہوے ہین کہین مطبخی
دکانین طبقہائے نعمات کی
جنی ہین وہان نعمتین بیشمار
مطنجن مزعفر مربے اچار
کبابی جہان بھونتے ہین کباب
وہین آکے پیتے ہین میکش شراب
کبابون کی گرمی مین کیا گفتگو
کہ بے چین کر دیتی ہے جنکی بو
کہین پھول والون کا بازار ہے
وہان کی ہوا تک بھی گلبار ہے
نرالی ہے خوشبو نیا موتیا

عجائب ہے جوہی عجب موگرا
دکانین کہین دور تک عطر کی
کسی عطر مین سنبل تر کی بو
کوئی نکہت ایسی کہ لیجائے ہوش
جمائے ہوے مثل پان اپنا رنگ
جسے وہ گلوری بنا کر کھلائے
تماشائیون کا اسی جا ہجوم
وہ شوخ و پریرو وہین جلوہ گر
دھوئین اس جوان کی اڑاتی ہے جو وہ

چنبیلی کی کثرت ہے میلے کا جوش
بساتی ہے کپڑے مہک عطر کی
کسی بو پہ مائل نسیم چمن
کسی بو سے بیہوش کو آئے ہوش
یہ سرسبزی حسن کا حال ہے
وہ خود قتل کو اپنے بیڑا اٹھائے
حقیقت مین واں ہی سماں نور کا
ادھر کچھ جوان حسین کچھ ادھر

وہین پر زیادہ ہے میلے کا جوش
کسی عطر مین ہے گل تر کی بو
کسی بو پہ عاشق نسیم چمن
تنبولن بھی بیٹھی ہے اک شوخ و شنگ
زبان جسکی تعریف مین لال ہے
کسی سمت ساقن کے جوبن کی دھوم
کھنچا ہے وہان سائبان نور کا
جسے بھر کے حقہ پلاتی ہے وہ

عیاران جانباز ہر جلسہ مین جاتے ہین جلسہ دیکھنے کا کسکو ہوش ہے دنیا مصیبت کا جوش صاف یہ ہے کہ سارے میلے کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین چھان ڈالا ابھی تک تو کہین پتا نملا ناگاہ سلطان انجم سپاہ پر شکست کے سامان نظر آئے ستارے چرخ نیلی فام پر جھلملائے فوج شعاع نیر اعظم کی بصد شد و مد معرکہ میدان فلک پر آمد آمد ہوئی شہنشاہ ظلمت کو مقابلہ و مجادلہ کی کد ہوئی ہر چند چاہا جوانان سیارگان کو میدان رزم مین جاؤن شان و شوکت و جلالت دکھاؤن لیکن صاف ثابت ہوا کہ وقت تنگ ہے شہنشاہ زرین پوش طلسم روز آمادہ جنگ ہے آخر قلعہ مغرب مین جاکر محصور ہوا داخلہ فوج ضیا سے آفتاب عالمتاب سے ظلمت کدہ عالم پر نور ہوا

نظم مصنف

برآمد ہوا شاہ گیتی فروز
برآمد ہوا مہر با عز و شان

چمکنے لگے ذرہ ہائے زمین
ہوا رخشندہ کامل ہوا روئے روز

منور ہوا صاف چرخ برین
طیوران صحرا ہوے نغمہ خوان

عیاران اسلام بیقرار و ناکام شہر ناپرسان سے متردد و پریشان نکلے لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین آئے دیکھا لشکر مین خوب کمر بندی ہے اپنے اپنے افسرون کے ساتھ خیمون مین بارگاہون مین جمع ہین اشارون کے مشتاق ہین جرأت و شوکت مین طاق ہین عیار بارگاہ مہرخ مین آئے دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر کرسیون پر شاہ و شہریار زادیان بصد کر و فر دریا سلاح جنگ مین غوطہ مارے ہوے آمادہ جانبازی مصروف ذکر حالات اسد غازی عیار دعا و ثنائے شاہنشاہی بجالائے عرض کی اے غازیان صف شکن و اے تہور شعاران شمشیر زن کل صبح کو آپکی خدمت سے رخصت ہوے تھے آٹھ پہر شہر ناپرسان مین رہے جو کچھ کہ آنکھو سے دیکھا کیا عرض کرین از شہر ناپرسان تا کوہ نبود فوجون کے جمگھٹے ہین سرداران افراسیاب مع فوجہای جنگی آگئے ہین پیک نگاہ کا گزرنا دشوار ہے ہر ایک سجیلا آمادہ حرب و پیکار ہے ملکہ مہرخ نے کہا ہمین مرنا جان دینا ہے مرنیوالے کے نزدیک ایک در کمر و در برابر ہین اے عیاران خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی کہین ملے یا نہین

چالاک نے کہا ابھی تک زیارت نصیب نہین ہوئی بہت کوشش کی مہتر قران نے کہا وہ فکر سے غافل نہونگے خدا اُنکو زندہ رکھے جامع المتفرقین اُنسے ملائے زیارت سے مشرف ہون صرف آپ صاحبون کو خبر کرنے آئے تھے خدا حافظ پھر جاتے ہین اب صبح کو اگر حیات باقی ہی زندہ ملینگے ورنہ لاشے ہمارے زیردار اسد نامدار پڑے ہونگے ملکہ مہرخ نے کہا آج کی شب شب قیامت ہی چند سردار وسط سما پر جاکر ٹھہرینگے وقت کے منتظر رہینگے جب افراسیاب ہمارے آقائے نامدار کو گنبد نور سے نکالیگا جو بن پڑیگا وہ کرینگے زبان سے کچھ نہین کہتے جو منظور خداے کارساز کو ہی یار افسوس صد ہزار افسوس ایک شب بیچ مین باقی ہی کوئی تدبیر معقول نہوئی ہاے سعادت ابدی حصول نہوئی خواجہ عمرو کا ہمسے چھوٹنا بڑا ستم ہوا اگر وہ ہوتے مرنا بھی ایک تدبیر کے ساتھ ہوتا اب خدا سے یہی عرض ہی جان دینا ہمپر فرض ہی یہ ہنگامہ دیکھکر دل پر اُس پروردۂ مہد ناز و نعم ملکہ مہ جبین الماس پوش پر کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی ہوگی دھڑکون مین اُسکی جان جاویگی وہ عاشق صادق نہ بچیگی مردہ زیر گنبد نور آئیگا آخر مین افراسیاب پچھتائیگا ملکہ مہرخ نے کہا صاحبو وہ بچیا عیش پسند نشۂ سلطنت مین چور اپنے سحر و ساحری پر مغرور اُس موذی کو نہ کسی کے جینے کی خوشی نہ مرنے کا غم ہم لٹتے ہین سامان تباہی ظاہر ہی دل کے حال سے پروردگار رہا ہے کلیجہ چیر کر کسکو دکھائین زمین شق ہو سما جائین ہان نے اسکی کمسنی مین انتقال کیا خون جگر پلا کر پالا اُنکی تقدیر کے نوشتے کو نہ دیکھا کہ کاتب قدرت نے کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر یہ مضمون مصیبت خیز لکھا ہے کہ چودھوان برس بھاری ہوگا جب سے یہ سال شروع ہوا ہم بلائین لیا کرتے تھے شعر

چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تمپر ٭ گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہوکر ٭

صاحبو ہر سال صدقہ اُتارتی تھی اپنی جان اُنپر وارتی تھی اس سال مین تقدیر نے بھلادیا تصدق میری بچی پر سے نہ اترنے پایا جسدن سے صحراے حیرت کی سلطنت ملی دل مین مجھ بدنصیب کے دھڑکن پیدا ہوئی حرامزادی لکاتہ فاحشہ صندل جادو کو بچی کا نگہبان کیا مجھے دردسر پیدا ہوا کہا کرتی تھی کہ اُس فاحشہ کے اطوار دیکھکر لڑکی کو اُسکی نہ ہوا لگے ابھی کچی لکڑی ہے ہر طرف جھک سکتی ہی مین جب جا لگتی تھی کہ بی بی دو چار دن کو گھر چلو میرے کلبۂ احزان کو نور جمال سے منور کرو کھیل کود مین پڑی تھین کل آؤنگی کہکر ٹال دیتی تھین باغ کو شیشہ آلات سے آراستہ کرتی تھی دن رات انتظار مین گذر جاتا تھا جب آفتاب جمال نہ طالع ہوتا تھا بغیرت بنکر پھر جاتی تھی بلائین لیکر کلمات شکایت آمیز جو میری زبان سے نکلتے تھے صاحبو اُسکی سعادتمندی کا کیا ذکر کرون نانی امان کہکر لپٹ جاتی تھی جہان ذرا غصہ کیا رونے لگتی تھی جو تحفے ملکون سے آتے تھے چھپا کر رکھتی تھی مین کہتی تھی بی بی تمنے نہ نوش کیا جواب اُسکا یہ تھا کہ نانی امان تم بغیر ہمارے حلق سے نہ اُترا ہم تم ساتھ کھائین جب مین گئی بے کھانا کھلائے نہ آنے دیا اُس اپنی ماہ تابان کو کہان پاؤن چیتھڑے پاؤن مین باندھکر جنگل و صحرا مین نکل جاؤن اپنے غزال رمیدہ کو کس بن مین ڈھونڈھون اس بیان پر ملکہ مہرخ کی بارگاہ

ملک شتباہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا بہار کی ہچکی لگ گئی باغبان قدرت نے گریبان چاک کیا ملکہ مہرخ موے کاکل کشا بال نوچنے لگی تشکیل جادو بھانجی کا نام لیکر بہت رویا تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا مادر مہربان آپ کا رونا ہمسے نہین دیکھا جاتا ہم ابھی جاکر جان دیتے ہین یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے ملکہ مہرخ نے دامن تھام لیا کہا اے باعث قوت و توانائی قلب جگر اے نور نظر اب تمھارے جمال کو دیکھکر جیتے ہین ہمارے بعد جان دینا پہلے ہمکو دفن کر لینا پھر تمکو اختیار ہے ملکہ نے کہا بیٹا ہماری وصیت آخر گوش ہوش سے سنو جسوقت ہم سمجھین کا یہان خاتمہ ہو لینے لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مرجائین وصیت اول یہ ہے اگر ہو سکے تو لاش اُٹھانے کی تدبیر کرنا اگر ممکن ہو اے جان مادر اپنی خدمت مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کے پہونچانا ہم کشتگان حسرت و یاس کا حال بہ تفصیل سُنانا بقیہ عمر خدمت مین آقا کی بسر کرنا انکی غلامی کا دم بھرنا یقین کامل ہے اپنے لونڈی غلامون کے خون کا عوض لینے طلسم ہوش ربا مین ضرور آئینگے آقا کے ساتھ آنا لونڈیون کی قبرون کا نشان بتانا عرض کرنا کہ سورہ فاتحہ سے اپنے نمکخوارون کو یاد کیجیے یہ حرف سنکر تشکیل قدمون سے مان کے لپٹ کر چیخ مار کر رویا عرض کی مادر مہربان یہ آپنے کیا نصیحت کی کیسی ہدایت کی خدا اُس روز غلام کو نہ رکھے کہ حضور قتل ہون مین روے سیاہ لیکر خدمت مین صاحبقران کی جاؤن اس گلشن بیخزان کے بربادی کی خبر سُناؤن آپکے قدمون کے نیچے ہمارے واسطے بہشت عنبر سرشت ہے ہم تو قدمون کو نہ چھوڑینگے آپ سے پیشتر جان دینگے ملکہ مہرخ نے گلے لگا لیا کہا اے نور نظر تمھارے دیدار سے روح کو راحت آنکھونکو بصارت حاصل ہوتی ہے تسکین دل ہوتی ہے ہم تم سب ساتھ جان دینگے اپنی فوج کو مخفی مخفی تیار رکھو شام کے منتظر رہو انشاء اللہ چلکر قیامتین برپا کرینگے دریاے خون بہا دینگے وہ تلوار چلیگی کہ افراسیاب بھی تمام عمر یاد کریگا کیا ہم اکیلے مرینگے اُس کے خراج گزارونکے نام مٹا دینگے سب نمکحرام جمع ہوے ہین کیا مقابلہ کرینگے بودے ہین بھاگ جاوینگے پشت دکھائینگے یہ دو بیحیا نمکحرام شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن جادو بڑے غرور کرتے ہین اپنے ولینعمت کو گرفتار کرایا نمکحرامی کرکے عہدہ سلطنت کا پایا انشاء اللہ بہ حول و قوت الٰہی و بعنایت فیوض نامتناہی اس ملک کو اسلام آباد کرینگے جتنی تک مجبور ہین کہ جبتک طلسم کشا اندرون گنبد نور ہے ہر جانباز مجبور ہے گنبد نور سے باہر تو لاے پھر تماشا دیکھیے بارہ لاکھ گلا زنجیر دار یہین ہوگا جب بارہ لاکھ مرینگے تب طلسم کشا کو کفار قتل کرینگے اس مرنے مین ہفت اقلیم مین ہمارا نام ہوجا نمایان نمکخوار کا یہی کام ہے ایک دن مرنا ضرور ہے اس طرح کے جان دینے مین روح کو راحت قلب کو سرور ہے اِن کلمات جرات آیات ملکہ مہرخ سے سب سردار اُٹھ کھڑے ہوے ملکہ مہرخ سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے اگر تجھ ایسا بادشاہ ہمارے ہمراہ ہے ہمکو کیا پرواہ ہے دن بھر لشکر اسلام مین یہی کلام رہے مطبخ سرد پڑے ہین باب عیش و نشاط مسدود ایک ایک تن نفس جان دینے کو موجود جب دن قلیل رہا عیاران اسلام صورتین تبدیل کرکے الگ الگ شہر ناپرسان مین آئے میلہ جلسہ مین دم ترقی پر ہے چالاک برق نے اپنے کو بشکل ساحران جلیل عرصہ قلیل مین بارگاہ حیرت مین پہونچایا

دیکھا مجمع تاجداران سے بارگاہ حیرت مین تل رکھنے کی جگہ نہین ہے یکایک جلسہ مین ہنگامہ ہوا ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی علامت آمد شہنشاہ ظاہر ہے اٹھا سو تاجدار اپنے مقام سے اُٹھے بیرون بارگاہ آکر پری جمالے برق اور چالاک بھی نگران ہین یکایک آسمان پر لکہ ہاے ابر ہفت رنگ کمال رعنائی و زیبائی سے ظاہر ہوے سات رنگ کے ابر الگ الگ ایک جانب ابر گلنار صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یاقوت احمر کا پہاڑ ہے یا شفق پھولی یا خون برسیگا یا ظاہر ہے کہ بہرام فلک سُرخ پوش ہے قہر و غضب کا جوش ہے ایک سمت لکہ ابر زعفرانی پر بہار ہے یا شگفتہ چمن زعفران زار ہے ایک طرف ابر کبود رنگ نہایت شوخ و شنگ کہین لکہ ابر سیاہ بصورت اژدر مہیب کینہ خواہ ہر لکہ ابر علیحدہ علیحدہ صنعت سحر سے انکو آراستہ کیا ہے مصنوعات ممالک ہر ابر سے ظاہر ابر سُرخ کو بہ نگاہ غور دیکھو سکندر دارا کی لڑائی کے مرقع حسن تدبیر سے آراستہ کیے صاف کھلتا ہے کہ دونون بادشاہ براے مقابلہ جمے ہوے ہین فوجون کی دھوم لشکرونکا ہجوم بخوبی ظاہر ہوتا ہے کسی جانب مرقع مدائن تختگاہ نوشیروان بصد عظم و شان نمایان یعنی تخت سلطنت پر نوشیروان ملک العادل کسریٰ دربار سردارون سے مملو گرداگرد شاہان خوش رو چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویداران سلطنت بصد تمکنت کرور سوار کا افسر ایک سے ایک بہتر و برتر خودسر مغرور متکبر موجود ہین عیش و فرحت کا سامان رقاصان پریچہرہ حاضر چوبدار بیدار دل ناظر ساتھ ابرون مین ہفت اقلیم کا نمونہ زیبا بر مروارید تخت جواہر نگار افراسیاب تاج یاقوت نگار سر پر قباے نلکار زیب جسم خودسر موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے اُگے دو نورتن الماس کے دریاے جواہر مین غوطہ زن ابرون پر بل بارہ ہزار پریزادان حورنژاد طریقۂ سحر و فسون مین استاد عارض چاند کے ٹکڑے ابرو ہلال عید آنکھین نرگس شہلا لب لعلین پھول کی پنکھڑیان سراپا سے شوخی عیان قریب تخت افراسیاب ساز بجتے ابر سے موتی برستے ہوے بکبر و نخوت تمام یہ بدانجام اپنے خراجگزارون کے لشکر پر نگاہ ڈالتا ہوا جادو لشکرون کے دیکھکر پھولا ہوا مثل گدھے کے مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا تاج پر ہاتھ چلا جاتا ہے بگلا ہی کھاتا ہے اس زور و شور سے آمد افراسیاب جادو ہوئی بارہ کوس کے گرد مین کوئی ایسا نہ تھا کہ جو اپنے مقام سے براے تعظیم نہ اٹھا ہو شوالون مین گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہوتا تھا اسقدر زر و جواہر لٹایا ہے کہ ایک ایک گدا غنی ہوگیا اس شان و شوکت و جلالت و ہیبت سے افراسیاب کا تخت زمین پر آیا شہنشاہ قوس و شہنشاہ نیلم وغیرہ براے تسلیم جھکے افراسیاب نے بشفقت پشت پر انکی ہاتھ رکھا ایک ایک کا بمحبت مزاج پوچھا کل تاجدارون نے افراسیاب کو گھیر لیا داخل بارگاہ ہوے افراسیاب کا تخت اکیس زینے بلند بیچ مین بچھا ہے اُسپر متمکن ہوا اُٹھارہ سو تاجدار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے اس کر و فر سے دربار افراسیاب آراستہ ہوا اُسوقت چہرے پر افراسیاب جادو کے نگاہ نہین ٹھہرتی ایک جانب ستون کی آڑ پکڑے ہوے چوبدار کی شکل پر مہتر قران بہ نگاہ حیرت دربار افراسیاب کو دیکھ رہے ہین جادوگرنیان کیسی کیسی

حسین وجمیل جمع ہین پرے ان سب کے جمے ہین تن تن کے بن بن کے سینے اُبھار اُبھار کے جمال اپنے **افراسیاب** کو دکھا رہی ہین یہ باغ بیخزان سامنے پھولا پھلا آراستہ وپیراستہ ہے اُس مجمع مہ جبینان مین **مہتر قران** کی جو نگاہ پڑی ایک شعلۂ عذار کو دیکھا کہ نہایت حسین کمسن زعفرانی جوڑا زیب جسم زیور کم دو آویزے زمرد نگار اُسکا عکس جو عارض انور پر پڑتا تھا کھیتی حسن کی سرسبز وشاداب ہوتی تھی ناز وکرشمہ دست بستہ جلو مین آنکھین دیدۂ لیل ونہار کو آنکھ دکھائین چشم نرگس شہلا کو جھپکائین

اشعار

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین
سیکڑون آنکھ مین لوٹین ہین یہی پیاری آنکھین
چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین
باغ باغ اُنکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین
مار اُتارا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے
دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین

مسدس

قامت وہ ہے کہ جسپہ قیامت ہو پائمال
سرو بہشت لکھون تو ہے راستی کمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال
شاخین سخن مین نکلین جو طوبیٰ سے دون مثال
فتنہ کی خوبیِ قد وقامت سے موت ہو
قد قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دلِ خلق کو سلے
انسان کیا ملک کے جگر مین قدم تلے
آرام مثل برق کسی جا پہ وہ نہ لے
محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح چلے
چلنے مین ایسی چال کہ ہل چل جہان مین ہو
شور نشور جن وبشر کے گمان مین ہو

رفتار سے ہے لغزش مستانہ آشکار
آمد ہے باغ خاطر احباب کی بہار
تلوؤن سے پستے دل عاشق ہین بار بار
ٹھوکر لگا کے مردون کو کرتے ہین ہوشیار
چلنے مین پائیچے کو جو وہ تھام کر چلے
زندونکی موت کا وہ سرانجام کر چلے

مہتر قران اس زرق وبرق کو دیکھکر حیران کسی مقام پر وہ شوخ وشنگ مثل برق کے قرار نہین لیتی کسی کے چٹکی لی کسی کا منھ چڑھایا کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو دھکا مار دیا **مہتر قران** نگاہ حسرت دیکھ رہا ہے اُس جمال بے مثال کو دیکھکر بیقرار ہے **مہتر قران** تو اس فکر مین کہ کسی طرح اُس مہ جبین کو قبضہ مین کرون یا تنہا ملجائے تو گود مین اُٹھا کے بھاگون مگر **افراسیاب جادو** طرف شہنشاہ **نیلم و نوسن جادو** کے متوجہ ہوا **نیلم** نے دست بستہ

ہوکر پوچھا ای شہنشاہ طلسم ہوشربا کوہ نیلم پر پرچے اخبار کے پہونچے حالات زبانی طائران سحر کے سُنے کیفیت سُنکر ہوش اُڑ گئے چند عرصہ مین ایسا انقلاب ہوا تاجداران طلسم پر خداوند سامری و جمشید کا عتاب ہوا لاکھون آدمی مارا گیا بڑے بڑے معرکے مشہور ہین کہ باغی خوب خوب لڑے کسی قدر اپنی زبان فیض بنیان سے ارشاد فرمائیے کہ یہ کیا رنگ ہے ہر شخص اپنی جان سے تنگ ہے **افراسیاب** نے کہا ای برادر نہ انقلاب ہے نہ کوئی پیچ و تاب ہے چند لونڈیان غلام نمک حرام بد انجام باغی ہوکر **عمرو** کے شریک ہوے ساحر بھی اکثر مارے گئے چونکہ ما بدولت رحمدلی کو کام فرماتے ہین وہ لوگ بچ جاتے ہین جس روز دل چاہیگا چشم زدن مین مٹا دونگا راہ عدم دکھا دونگا ایک شاہزادی ملکہ **حیرت** صاحب کی ہمشیرہ بی **بہار جادو** بہن سے لڑین غصہ مین نکل گئین شریک **عمرو** ہوئین بس انکا سارا پاس ہے کہ **حیرت** صاحبہ کو ملال ہوگا **باغبان قدرت** بھی باغیون مین شامل ہوا ما بدولت کا کیا نقصان ہے کل **اسد** کو قتل کر کے اُن سب کو گرفتار کر لاؤنگا اول یقین کامل ہے کہ بعد قتل طلسم کشا رومال سے ہاتھ باندھکر سب آپ ہی چلے آئینگے خطائین معاف کرائینگے اگر نہ آئے تو ثابت ہوا کہ ستارہ انکا گردش مین ہے نیر اقبال کا زوال ہوا ما بدولت سے بچکر کہان جائینگے یہ سُنکر **نیلم** نے کہا ای شہنشاہ گردون پناہ ہم دونون بھائی کیسے خیرخواہ ہین طلسم ہوشربا کے پشت پناہ ہین پہلے بیضا ضیا پر بخوبی روشن ہے ہمسے زیادہ کون انکا دشمن ہے جلسہ قتل طلسم کشا مین ہم دونون بھائی حاضر ہوے ہین اگر خلاف مزاج شہنشاہی نہو کل بعد قتل طلسم کشا دونون غلامان خیرخواہ کو حکم محکم ملے کہ جاکر ایک پہر بھر مین سب کی مشکین باندھ لائین یا سر کاٹ لین دونون امر ممکن ہین یا اپنے وزیر اعظم **معراج گرداب آدم خوار** کو اشارہ کر دون اس جوش و خروش مین چلے کہ چشم زدن مین سب کو ڈبو دے غوطے کھا کھا کے مرین ایسے دریاے سحر مین ڈوبین کہ قیامت تک نہ اُبھرین وہ دریاے سحر کی طغیانی ہو کہ کشتی حیات مسلمانان طوفانی ہو بڑا گھمنڈ مسلمانون کو **کوکب** روشنضمیر پر ہے وہ کیا خود سر ہے ابھی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کرین کہئے تو کیہ وہ تنہا جا پڑین یقین تو ہے کہ آمد ہی سُنکر مصالحہ کا خواہان ہو طلسم نور افشان مین تلاطم عیان ہو چھوٹی بات کا بڑھانا کیا ضرور ہے تامل کرنا عقل کا قصور ہے **افراسیاب** ہنسا کہا اچھا بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ باتین ابھی ناتمام تھین کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا نمایان ہوا ابر سر بارگاہ برقین چمکین تڑپکر زمین پر گرین آنکھین اہالیان دربار کی جھپک گئین **قران** نے دیکھا ایک ماہ پارہ پندرہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتین شباب کے دن سراپا مین خوبی بوٹا سا قد نہال باغ محبوبی ایک ساحرہ سن رسیدہ عقل و فطرت پیشانی سے آشکار دونون تخت سے اُترین براے تسلیم **افراسیاب** و **حیرت** خم ہوئین ہر تاجدار سے سن رسیدہ بخلق و مروت ملی وہ مہ جبین سر جھکائے کھڑی رہی **افراسیاب** نے مسکرا کر اُس حور طلعت سے کہا ملکہ **ماران** آؤ ہم تمہارے مشتاق تھے تمہاری سرحد مین کہو خیر و عافیت ہے سر جھکا کر عرض کی اقبال شاہی شریک حال ہے اُس ضعیفہ سے پھر کے **افراسیاب** نے کہا اسرار جادو آؤ ایک طائفہ کو سُن لو دو گھنٹہ ٹھہرو پھر ہم تم باغ سیب مین چلینگے

شب وہین بسر کرین گے صبح کو آ کر طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرینگے ملکہ ماران زرین کن و ملکہ اسرار جادو کو افراسیاب خانہ خراب نے قریب تخت جگہ دی کرسی جواہر نگار مرحمت ہوئی ملکہ ماران زرین کن صف مین شاہزادیون کے متمکن ہوئی اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ گردون پناہ ہماری عرض خیر خواہی سرکار کو یاد ہے ہم نے خبر پائی کہ خبر قتل **عمرو** و ملکہ **مہرخ** و **بہار** کو پہونچ گئی یہ خبر چار دن مخفی ہو سکی **افراسیاب** نے جواب دیا تمھارے سامنے ملکہ **حیرت** کو نامہ لکھا تھا طائر سحر لیکر آیا اسی احتیاط سے کسی جادوگر کے ہاتھ نہ بھیجا کہ شاید کوئی عیار اسکو گرفتار کرکے نامہ پاجاے اب بدولت حیران ہین کہ کسنے اُنکو خبر پہونچائی ہرچند کہ ہم خوب جانتے ہین عیاران اسلام بلا کے ہین کوئی اُس دربار مین حاضر ہوگا ملکہ کے ملاحظہ کرنے مین نام پڑھ لیا مگر اسکا کیا خوف ہے مین نے **عمرو** کو قتل کیا جس کو دعوے ہو وہ ہمسے انتقام لے صاحبو اصل تو یہ ہے کہ اگر **عمرو** نہ قتل ہوتا اس شب کو آفتین برپا کرتا اب کل مسلمان قتل ہونگے ہین یقین ہے کل دست بستہ حاضر ہونگے لونڈیان اور غلام کیا مقابلہ کرینگے وہ ان سب کا پشت پناہ تھا مکارون کا بادشاہ تھا اصل تو یہ ہے کہ ملکہ اسرار جادو کی صلاح سے وہ قتل ہوا انھون نے بہت معقول صلاح دی قتل مین ساربان زادے کے جلدی کی ورنہ مین ہمیشہ قید کرتا تھا اُسکے شاگرد آ کر چھڑا لیجاتے تھے دربار مین **افراسیاب** خانہ خراب کے یہ باتین ہو رہی ہین ہر ایک بیجا آمادہ حرب و پیکار سامان عیش و عشرت مہیا ساقی بیچ جامہاے شراب ارغوانی پیے ہوے اپنے کو پوشاک نفیس سے آراستہ کیے ہوے سرداران بارگاہ کو پلا رہے ہین ناز و کرشمے دکھا رہے ہین مضمون **شب مصیبت** بارگاہ آفتاب عالمتاب با جگر کباب حیران و پریشان لرزان و ترسان با رنگ زرد گریبان دریدہ جفاے حرارت کشیدہ غم بربادی اہل اسلام سے کاشانہ مغرب مین جا کر روپوش ہوا شام مصیبت انجام نے صورت دکھائی لیلاے شب نے جوڑا گیسوے مشکین کا کھولا آثار ظلمت سواد مشرق سے عیان ہوکے ذرہ ہاے ریگ بیابان بھی شرم سے خاک مین پنہان ہوے ماہ تابان شال عزا بر دوش ثابت و سیارگان فلک کو غم و ہم کا جوش

نظم مصنف

یکایک عیان شام غربت ہوئی
مصیبت کی ظاہر علامت ہوئی
سیاہی وہ اُس رات کی ہولناک
گریبان مہتاب تھا چاک چاک
ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش
کسی کے نہ باقی رہے عقل و ہوش
اندھیرا ہر اک سمت تھا آشکار
دلون پر غم و رنج کا تھا غبار
کوئی جان دینے پہ آمادہ تھا
کوئی مثل تصویر استادہ تھا
کوئی اشکبار اور کوئی دردمند
مصیبت مین تھی وہ شب راحت پسند
یہ کہتے تھے لڑ بھڑ کے مر جائینگے
مرینگے مگر نام کر جائینگے
کہین سرخ مو بال کھولے ہوے
پریشان و مضطر غم و رنج سے
شکیل دلاور کو تھا رنج و غم
مشوش نہایت بہ درد و الم
ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل
بہار اس چمن مین ہے افسردہ دل
تلاطم مین سردار لشکر تمام
نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام

لشکر اسلام مین عجب ہنگامہ ہے برپا

دینے پر آمادہ جس لشکر مین شب بھر کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاریان ہوتی تھین آج شام سے دکانین بند دکاندار دردمند بازارین متاع رنج و مصیبت کی خریداری خریدارون کو بیقراری اشکباری رونق پر بازار نہین کسی کا کوئی خریدار نہین اشیاے عیش و عشرت کی گرانی جنس غم و رنج کی ارزانی کاروان اندوہ و الم کا داخلہ ہوا تاجران مسرت و شادمانی نے کوچ کیا اسباب شادی کی کمی مزاج مین دوکاندارونکے برہمی قافلہ راحت و آرام لُٹ گیا بھائی سے بھائی دوست سے دوست چھٹ گیا جھنڈے بازارونکے نشان رنج و مصیبت آشکار باآہ دل عاشق بیقرار پھریرے ہوا سے اڑتے ہین یا سینہ پٹنے کو بال کھولے ہین جابجا اندھیرا ہے فوج رنج و الم نے لشکر اسلام کو گھیرا ہے بارگاہ مین **ملکہ مہرخ** و ملکہ بہار جادو و **باغبان قدرت** و معمار قدرت و **ملکہ ہلال سحر افگن** و شاہزادہ **خورشید زرین سحر** وغیرہ سرنگون بیٹھے ہین ملکہ مہرخ نے کہا یارو یہین بیٹھے بیٹھے شب بسر کرو گے رو رو کے سحر کرو گے عیاران اسلام کہہ گئے تھے کہ اب اُس مجمع سے ہمارا یہان تک آنا دشوار ہے جو کچھ ہو سکیگا کر گذرینگے اب پلٹ کے نہ آئینگے یا زیر گنبد نور ہمارے لاشے ہونگے حقیقت مین وہ بیچارے واے برحال کیا کیا کام کرین خبر پہونچائین کہ عیاری مین مصروف ہون اب یارو تم لوگ بھی اپنی فکر کرو کہ بروقت اُترنے اسد نامدار کے گنبد نور سے قریب اپنے آقا کے پہونچ جاؤ ہو سکے تو طلسم کشا کو اپنے قبضے مین کرکے لڑو بہر نوع اپنی جان دو ان کلمات حسرت آیات کو سُنکر صاحب شوکت و لیاقت **باغبان قدرت** و حسین و خوبرو ملکہ بہار جادو و مہ جبین و رعنا **ملکہ سرخ مو کاکلکشا** صاحب جرأت و صف شکن **ملکہ ہلال سحر افگن** و ساحر بیعدیل شاہزادہ **شکیل** بارہ ساحران نامدار ذی وقار جان نثار سرفروش بادۂ جرأت سے مدہوش اس امر خاص پر آمادہ ہوے اور ملکہ مہرخ کو صلاح دی کہ آپ لشکر ظفر اثر کو تیار رکھین ہم بارہ سردار مثل ستارون کے آسمان مین ڈوبے رہینگے بطور مخفی بروقت سحر آمادۂ مرگ ہوکر لشکر **افراسیاب** پر گرینگے ممکن ہوگا اسد نامدار و مہ جبین **الماس پوش** کو اپنے قبضہ مین کرلینگے اگر انکو پاگئے اور وہ ہمارے قبضۂ قدرت مین آگئے نکلنے کی تدبیر کرینگے ورنہ لڑائی مین مصروف ہونگے آپ گوش برآواز رہین جب ہم مرنیوالون کے نعرون کی آواز سُنین لشکر ظفر اثر کو لیکر جہان تک ہوسکے اپنے کو تا بدروازۂ شہر ناپرسان پہونچائین بس اب زیادہ صلاح بیکار ہے جامع المتفرقین حافظ حقیقی مالک و مختار ہے ملکہ مہرخ نے اس صلاح کو قبول کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ **ملکہ مہرخ** بارگاہ مین مشتاق آواز **باغبان قدرت** وغیرہ ہین مگر **باغبان** گیارہ سرداران نامی کو لیکر بیرون بارگاہ آیا **باغبان** نے سحر کیا پرواز پیدا کرکے بشکل عقاب بنا پر مارتا ہوا برسر شہر ناپرسان اپنے کو بلندی پر مخفی کیا ملکہ بہار جادو نے طرہ اٹھاکر پھینکا اندھیرا چھا گیا اُس تاریکی مین وہ ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی چہرہ اُداس عالم یاس اُڑکر بلندی پر مقام مذکور کے پہونچی ملکہ **سرخ موے کاکلکشا** نے گیسوے مشکین کھولکر دستک دی یہ بھی اڑکر بلند ہوئی یہ بارہ ساحران روح روان لشکر برسر شہر ناپرسان نگاہ ڈالے رہے ہین سحر کے انتظار مین ہین مگر **مہتر قران** نامدار دربار **افراسیاب** مین جس نازنین کا اول ذکر کیا ہے اُسکے جمال پر فریفتہ ہوکر نظارہ بازی کر رہے ہین کبھی **افراسیاب** پر نگاہ ہے مگر اُس مہ جبین کی محبت مین حالت

بیچین

تباہ ہو یکایک **افراسیاب** طرف ملکہ **ماران زرین کن** کے متوجہ ہوا کہا ای ماہِ آسمانِ حسن و جمال ای بدرِ درخشانِ فلکِ جاہ و جلال اب تمکو ہم سامری جمشید کے سپرد کرتے ہین اپنے مقام پر جاؤ مصروف حفاظت ہو مگر اتنا خیال ہو کہ آجکی شب آرام کرنیکی نہین ہو اپنی سرحد کی گرد آوری و جب لازم ہو ہر ایک کی خبر لینا آجکی شب غیر کو اپنی خدمتین نہ آنے دینا بوقت سحر مع اپنے مصاحبان زیر گنبد نور آنا ہماری نصیحت بھول نجانا بادولت ملکہ اسرار کو ہمراہ لیکر باغ سیب مین جاتے ہین **حیرت** نے کہا ای شہنشاہ آپ تشریف لیجائین **ماران** ایکدو غزلین سُنکے جائینگی ابھی تو سرِ شام ہو سرحد پر ابھی کیا کام ہو **افراسیاب** نے کہا کیا مضائقہ ہو مگر ملکہ انکو جلدی رخصت کر دینا دو گھنٹے سے زیادہ دربار آج کی شب نہ رہے کل تاجداران جلیل نبی اپنی بارگاہون مین بعد برخاست دربار تشریف لیجائین اس حکم قضا شیم کو بادولت کے گوش ہوش سے سماعت فرمائین اپنی بارگاہو مین حفاظت گنبد نور مین مصروف رہین آرام نہ فرمائین ای ملکہ **حیرت** تم اپنے خیمہ مین سحر کامل بنا تیار رکھنا وزراء امراسب کا خیال رہے یہ شب شب قیامت ہو یہ سمجھا کر **افراسیاب جادو** تخت پر سوار ہوا اسرار جادو کو پہلو مین بٹھالیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا ماران زرین کن انتہا کی جمیلہ و حسین ہو **حیرت** جادو نے قریب اپنے تخت کے کرسی پر جگہ دی گائن کو اشارہ کیا حکم ہوا غزل شروع کرو ملکہ **ماران زرین کن** کو بھی رخصت کرین ہم جاکر اپنے کام مین مصروف ہون آج کی شب ہمکو بڑی مشقت ہو مگر صاحب اس شب کی مشقت تمام عمر کی راحت ہو ماران سے اپنے حالات کہے ملکہ **حیرت** زہر اُگل رہی ہو کہتی ہے اے **ماران زرین کن** آج سب سے زیادہ ہمکو پیچ و تاب ہے دیکھیے اژدر شب کو نگلتا ہو ہر چند کہ **عمرو** قتل ہوا مگر اُسکے شاگرد عقرب نیش زن ہین شب بھر اسکے ڈنک چلینگے صبح کو ہاتھ ملینگے **ماران** نے کہا حضور براہِ لطف سے ایک غزل سن لیجیے ہمکو جلد رخصت کیجیے گائن نے غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنے کو ہے
اپنے رونے پر ہنسی پھر مجکو یار آنے کو ہے
بعد مدت ای جنون تیری بہار آنے کو ہے
ہوش ہو جانے کو بوے زلف یار آنے کو ہے
مانگ لیتا بوسہ لب یار سے مین وصل مین
ورنہ خود ہونٹھون پہ جانِ بیقرار آنے کو ہے
دیکھنے کو تھا کدھر وہ بت ادا سے بزم مین
یہ ابھی کسکی قضا پروردگار آنے کو ہے

چند اشعار غزل کے سنکر **ماران** اٹھی **قران** وغیرہ نے دیکھا جلسہ برخاست ہوا سب تاجدار طرف اپنی اپنی بارگاہ کے چلے مگر **ماران** بہ تعجیل اٹھکر باہر نکلی کھڑے ہوکر ادھر اُدھر دیکھنے لگی **قران** نے جس نازنین کو تاکا تھا اُسی نے **ماران** کو سلام کیا اب اسوقت بارگاہ **حیرت** پر ہنگامہ ہو کل تاجدار نکل آئے ہین **قران** نے دور سے آتا دیکھا کہ **ماران** نے ہاتھ اُس نازنین کا پکڑ لیا کہا بوا چلو آج ہمارے باغ مین رہو اُس نے مسکرا کر کہا بہت خوب مین آپ ہی کے انتظار مین کھڑی تھی **ماران** نے ہاتھ تھام کے تخت پر بٹھا لیا تخت ہوا پر بلند ہوا **قران** دیکھکر رہگیا کہ چالاک جادوگر بنا ہوا آیا کہا

تو خلیفہ دربار برخاست ہوا اب سب ساحر اپنے اپنے انتظام کر رہے ہین جو کچھ کرنا ہو کرلو قران نے کہا ای فرزند یہ ساحرہ جواران نام آئی تھی ایک نازنین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر لیگئی ہے اُسکی چتون پر اُستاد کا دھوکا ہوتا تھا مگر اسقدر جلد تخت نکلگیا کہ کوئی زور نہ چل سکا چالاک نے کہا یہی تین پہر درمیان مین ہین صبح کو سب کچھ کھلجائیگا میزان امتحان مین سب کا کمان تل جائیگا دو دو کلام آپسمین ہوے ہین کہ صرصر اور صبا رفتار پھرتی ہوئی سامنے سے آئین دیکھتے ہی دونون نے قران وچالاک کو پہچانا آواز دی لینا یہ دونون عیاران لشکر اسلام ہین قران وچالاک انکے نام ہین چند جادوگر بڑھے کہ قران نے بہ تعجیل ایک ساحر کو بغدا مارا اُسکا سر پھٹا زمین پر گرا اندھیرا ہوا قران نے اُسی تاریکی مین صرصر اور صبار کو گود مین اُٹھالیا ویرانے کی جانب بھاگا کہا اُستانی اگر غل مچاؤگی گردن دبا دونگا پھڑک کر رہجاؤگی دونون کو سکتہ ہوگیا شیر کے قبضہ مین ہین جانتی ہین کہ آج کالیا جوش وخروش مین ہی مار ڈالنا اسکے نزدیک کیا بڑی بات ہی خاموش ہوکر رہگئین قران دونون کو لیکر ایک گوشے مین آیا درختون مین دونون کو باندھا برق بھی آگیا چالاک تو ساتھ تھا قران نے کہا بھائیو یہ دونون صاحب یہان آرام کرینگی اب جس سے بن پڑے جاکر کرو مین بھی جاتا ہون اُسی مقام پر چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت صرصر و برق بصورت صبا رفتار اب الگ الگ ہوے اول چالاک سیدھا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا دروازے پر آکے دیکھا کہ نگہبان حاضر ہین پوچھا ملکۂ عالم کیا کرتی ہین سب نے کہا تیاری مین سحر کے مصروف ہین اب تھوڑے عرصہ مین سحر تیار کرکے برآمد ہونگی چالاک بلاتکلف پردہ اُٹھا کے اندر آیا دیکھا حیرت بصد شان وشوکت ملکانہ تنہا چوکی پر سنگ مرمر سفید کے بیٹھی ہی ایک گلدستہ سحر کا بنایا ہے اپنے پہلو مین رکھ لیا ہی چالاک نے بشکل صرصر جھک کر سلام کیا بڑھکر بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین پوچھا اری یہ گلدستہ کیسا ہی حیرت نے کہا ای صرصر صبح کو بہت قتال سد مسلمان آکر اپنی جان دینگے اسوقت ہونٹھ ہلانا مشکل ہوگا اسواسطے یہ سحر تیار موجود یا سامری کہکر پھینک دینے کی دیر ہے دس پانچ ہزار کو یہ سحر جلادے گا چالاک نے پوچھا حضور سوا آپکے اگر اور کوئی اسکو اُٹھا کر یہی کہکر پھینکدے اور آپکے لشکر کا نام لے حیرت نے کہا ای صرصر عجب طرح کا نکتہ پوچھا یہ بات کہنے کے لائق نہین ہی یہ گلدستہ قیامت آئین ہی مگر تجھ سے کیا پردہ ہی حقیقت مین اگر تو اُٹھا کر پھینکدے عرصۂ دراز تک یہ پھول چنگاریان بنکر ہزارون کیسے لاکھون کو جلادین منظور یہ ہی کہ جسوقت لشکر باغیان سامنے آئے ایک ہی سحر مین گل حیات اُنکا پژمردہ ہوجاے گلشن مراد دشمنون کا خزان ہو بہار کا بھی بڑا امتحان ہو رنگ گلہاے سحر دیکھکر بھول جائین ہواے گرم کے جھونکے آئین یہ کلام حیرت انجام سنکر چالاک خوش ہوا بیٹھکر کہا واری شام سے جو اوس مین لونڈی پھری نشہ اُتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہی لونڈی کو شب بھر کاہش ہی چاہتی ہون یہ نگوڑے عیار آنے نہ پائین رات کو

سب گرفتار ہو جائین حضور مبارک ہو اب کل نمک حرامون کا خاتمہ ہوگا یہ خبر سنی ہی ملکہ بہار رومال سے ہاتھ باندھکر آنے مین انکار رکھتی ہین فرماتی ہین مین اپنے باپ کے ملک مین چلی جاؤنگی ہوشربا مین نہ رہونگی بوا حیرت کی کائین کائین کی جفا نہ سہونگی مگر اب حضور کو یہ مناسب ہے آپ بزرگ ہین وہ خورد ہین میرے پاس پیغام آیا تھا انکو مزاج سے افراسیاب کے بڑا ڈر ہے ایسا نہو کہ سزا دے جیسی دین مثل مخمور کے مجھکو بھی کوڑی مارینا مین لاکر انکو آپکے قدمون پر گرادون آپ بھی گلے سے لگا لیجیے گا سزا نہ دیجیے گا نام بہار کے ملنے کا سنکر مثل گل شگفتہ ہو گئی ہنسکر کہا صرصر تجھکو میرے سر کی قسم بہار میل کرنے کو کہتی ہے چالاک نے کہا حضور عمرو چکا صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا اب کسکے بھروسے پر لڑینگی حضور ہاتھ جوڑینگی ناک رگڑینگی جان بڑی چیز ہے سب کو عزیز ہے چالاک نے ایسی گھل مل کے باتین کین کہ حیرت خوش ہو گئی گلابی سامنے کھسکا دی کہا او صرصر پیو تم رات ہی کو جا کر بہار کو بلا لاؤ عرض کی بہت اچھا ابھی جاتی ہون اپنے ساتھ ہی لیکر آتی ہون یہ کہکر جام بھر کر کہا حضور بھی نوش کرین حیرت خوشی مین پی گئی پیتے ہی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک مدت سے حیرت پر مرتا ہے تنہائی مین خوب پیار کیا گود مین اٹھا کر باحتیاط پلنگ پر لٹا دیا دوشالہ اُڑھایا اب باطمینان تمام رنگ روغن عیاری کا نکالکر صورت حیرت جادو کی بنکر تیار ہوا تاج زرین سر پر زیب لعل رکھی اُسکا اتار کر اپنے زیب جسم کیا اُس گلدستہ کو جھولی مین رکھا وہ جھولی اپنے ہاتھ پر ڈالی مسکراتا ہوا باہر آیا ملکہ یاقوت جادو وزیرزادی در دولت پر حاضر ہے اُس سے کہا اب ہمکو رات بھر آرام کرنا مناسب نہین ہے گلدستہ سحر ہمنے تیار کر لیا مین نے قسم کھائی ہے کہ اب شب بھر سحر نہ کرون جب مسلمانون کا سامنا ہو تو آگ برسا دون مین تخت پر سوار ہوتی ہون تم اپنے سحر سے اُڑاکر قریب گنبد نور لیچلو وزیرزادی نے کہا بہت خوب واری آپ کو سحر کی کیا احتیاج ہے اب چالاک بصورت حیرت برعب و جلالت تخت پر سوار ہوا پہلو مین وزیرزادی کو بٹھالیا اُسنے سحر کیا تخت اڑتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا اس بات کو تو چالاک بخوبی جانتا ہے کہ اندر گنبد نور کے جانا دشوار ہے مگر جب افراسیاب اسد غازی کو نکلانے اسی تخت پر بٹھالونگا جو بن پڑیگا کرونگا چالاک تو بشکل حیرت چلا دل مین غرور ہے کہ مثل میرے کوئی عیاری نہ کرسکیگا برق فرنگی بصورت صبا رفتار بارگاہ مصور جادو پر آیا پوچھا مرشدزادے کیا کرتے ہین لوگون نے کہا جامے خانہ مین جلوہ فرما ہین تصویرین کھینچ رہے ہین برق تڑپ کر اندر خیمے کے گیا دیکھا مصور جادو نے ایک تختہ تصویرون کا کھینچا ہے اُسپر کچھ ہندسے بنا رہا ہے مصور نے سر اُٹھا کر پوچھا صبا رفتار اسوقت کہان آئین عرض کی حضور پھرتے پھرتے پاؤن ٹوٹ گئے موئے برق فرنگی سنگدل کے بھی ایک پتھر مارا پاؤن اُسکا ٹوٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا اب حضور ملاحظہ پر چلین یہ تصویرین کیسی ہین مصور نے

کہا وقت بیوقت کے واسطے بنا رکھی ہین جمشید کا نام لے کر مقراض سے انکے سر قلم کرونگا اتنے ہی سردارون کے سر کٹ کر گر پڑینگی سر مو فرق نہو گا برق نے پوچھا حضور اب تو یہ تصویرین ہر شخص کے ہاتھ سے کام کر سکتی ہین مصور نے کہا یہی نقشہ ہی بس برق نے مصور کو بیہوش کیا گلوری کھلا کر برہنہ کر کے ایک گوشے مین ڈال دیا اسی کی صورت بنکر تصویرین جھولی مین رکھین باہر نکلا کہا ملکہ صورت نگار ہماری زوجہ صاحب کو بلاؤ ہم قریب گنبد نور جا کر حفاظت کرینگے یہ خبر سنکر فوراً صورت نگار آئی کہا صاحب چلو اب بیٹھنے کا وقت نہین مگر تخت اڑانے مین سحر تمھین کرنا مین ایک ہی مرتبہ مسلمانون پر بلا نازل کرونگا جسکا دفعیہ مشکل ہو یہ کہکر تخت پر بیٹھا صورت نگار اپنی زوجہ کو پہلو مین بٹھا لیا چند وزیر زادیان گرد اگرد اس شان و شوکت سے بصورت مصور جادو برق خوش خوش تخت اڑاتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا مہتر قران نامدار ایک ساحر کی شکل بنکر ایک نامہ ہاتھ مین لیکر مہر افراسیاب بارگاہ ابریق کوہ شگاف پر آیا خدمتگار سے کہا وزیر اعظم سے عرض کرنا نامہ دار شہنشاہ کا آیا ہے ابریق نے خبر سنکر فوراً بلوا لیا قران نے دیکھا ابریق کے تخت پر ایک سنگ کلان اور گرد چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے ہین پہلے قران نے نامہ ہاتھ مین دیا ابریق نے پڑھا لکھا تھا اے وزیر اعظم شب کو بہت اچھی طرح حفاظت کرنا ہمنے اپنے معتبر کو روانہ کیا ہے ایک راز بھی کہہ دیا ہے تنہائی مین یہ دریافت کر لینا اس راز پر کاربند ہونا خبردار غفلت نہ کرنا یہ آخر مشقت ہے ابریق کوہ شگاف نے نامہ پڑھکر کہا شہنشاہ نے راز مین کیا ارشاد کیا ہے اور نام نامی اسم گرامی آپکا کیا ہے قران نے کہا برجو بار جادو میرا نام ہے کل ممالک کی خبرگیری ہمارا کام ہے سب کو بارگاہ سے رخصت کیجیے کل امورات ظاہر کرون حالات قتل اسد سے ماہر کرون ابریق نے فوراً تخلیہ کیا مصاحبون کو ہٹا دیا اول قران نے پوچھا میان وزیر یہ کیا تخت پر سنگ کلان و خرد کیسے رکھے ہین کیا علم سحر پر پتھر پڑے ہین ابریق نے کہا میان برد بار جادو صاف تو یہ ہے کہ بوقت سحر ہنگامہ قتل اسد نامور ہوگا فرخ و بہار وغیرہ ضرور لڑنے آئینگی اسوقت بیٹھکر سنگدلی دکھائینگی یہ سحر سخت پہلے سے تیار رہیگا اشارہ کرتے ہی اہالیان لشکر بت بنجائینگے پھر کامل پتھر برسیگا ایک ایک قطرہ آب کو ترسیگا جوان پتھرون کو جس فوج پر میرا نام لیکر پھینک ماریگا لینا لینا کہکے للکاریگا مطلب ہو جائیگا دشمن امان نہ پائیگا قران نے کہا مین سمجھ گیا یہ حضور نے بڑا کام کیا تھوڑی آگ منگائیے راز سحر شہنشاہ سے آپکو آگاہ کردون دہن آرزو آپ کا گل مراد سے بھر دون ابریق نے منقل آتش لا کر رکھی قران نے گرباکر جھولی سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ مین سلگائیے پھر کیفیت ملاحظہ فرمائیے ابریق نے لوبان ڈالا دھوان نکلا ابریق بیہوش ہوا قران نے اس سنگدل کو چٹائی مین لپیٹ کر کنارے ڈال دیا آپ اسکی شکل بنکر تخت پر سوار ہوے وہ پتھر اپنے پاس رکھ لیے ملازمون کو حکم دیا اڑا کر قریب گنبد نور کے لیچلو اسی طرح سرما برف انداز کو جا کر بعد بکرہم ضرغام شیر دل نے ٹھنڈا کیا جانسوز کو بشکل خدمتگار اپنے پاس بٹھا لیا ملازمون سے تخت بلند کرا کے چلے اب

مخفی نماند ناظرین ہو کہ مہتر چالاک بن عمرو بصورت ملکہ حیرت برق بشکل مصور بدستیر قران بطور ابریق کوہ شگاف ضرغام مطیع برسرمار نے جانسوز شکل خدمتگار تختون پر سحر کے سمت گنبد نور جاتے ہین بارہ سرداران چیدہ گریبان دریدہ آسمان پر اس امید پر اُڑ رہے ہین کہ بوقت سحر جانبازی کرینگے دو کلمہ خواجہ عمرو کے تحریر کیے جاتے ہین کہ بصورت نازنین ماہ پیکر ساحرۂ پرفن ملکہ ماران زرین کن کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین ماران نے کہا اے ماہ آسمان عیاری و اے نیر برج خنجر گزاری اب مین آپ کو اول اپنے باغ مین لیکر چلتی ہون وہان میرے باغ مین نقب ہے اُسمین تا بہ گنبد نور بانیان طلسم نے راستہ قرار دیا ہی بیچ مین جا بجا ساحران غدار ہین اُنکے مکان ہین فن فسون مین طاق شہرۂ آفاق خدا اُنسے بچائے تا بہ گنبد نور بخیر و عافیت لیجائے ملکہ اسرار جادو نانی امان شب کو ہمراہ افراسیاب باغ سیب مین رہینگی اگر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھ لی تو انکی زندگی پر حرف آئیگا وہ ظالم زندہ نہ چھوڑیگا مگر جو نوشتۂ تقدیر یہ باتین کرتی ہوئی اپنے ہی سرحد باغ سیب مین آکے پہنچی جس مقام پر خواجہ گرفتار ہوے تھے ماران خواجہ کو لیکر بارہ دری مین آئی تخت زرنگار بچھا تھا کہا خواجہ اُسکو اُٹھاؤ فرش ہٹاؤ اسی مقام پر نقب ہے اسی سے مطلب ہے عمرو نے تخت اُٹھایا تختۂ سنگ ہٹایا مہرۂ نقب نظر آیا باشارۂ ماران خواجہ بصورت اسرار جادو بنکر تیار ہوے ماران زرین کن لوٹ مار کر بصورت اژدر مہیب آراستہ ہوئی خواجہ بشکل اسرار جادو پشت پر سوار ہوے ماران نقب مین گری قلابۂ آتشین جلالت آئین منہہ سے چھوڑتی ہوئی چلی مگر لرزان ترسان مضطر و حیران قدم قدم پر خوف جان اندازاً تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ راہ مین دیکھا ایک حجرہ پختہ بنا ہوا شیشہ آلات سے آراستہ فرش عالی سے پیراستہ جھاڑ کنول لالٹین روشن ایک ساحر بدکفر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے یکہ و تنہا ٹہل رہا ہی آواز دی کون آتا ہی خواجہ نے آواز دی منم ملکہ اسرار جادو اے ہوشیار خوش خو آج شب قتل طلسم کشا ہی قیامت کا سامنا ہی خبردار رہو ہوشیار رہو آج شہنشاہ بھی باغ سیب مین بیدار ہین کل شاہان طلسم زیر گنبد نور حاضر ہین یہ سنکر ہوشیار قریب آیا ملکہ اسرار نقلی کو با ادب سلام کیا ماران زرین کن بھی بشکل اصلی بنی ہوشیار جادو بہ تعظیم و تکریم دونون کو حجرے مین لیکر آیا مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین عمرو نے بہ عجلت تمام جام شراب اُٹھایا گھاتی سے پڑیا دارو بیہوشی کی ڈال کر پہلے آپ منہہ سے لگایا کہا او ہوشیار تم بھی پیو اُسنے دست بستہ عرض کی اے ملکۂ عالم آج کی شب ہمکو شراب پینے کی ممانعت ہی یہ شب شب قیامت ہی اوراق سامری مین صاف تحریر ہی کہ اس راستے سے ساربان نمادہ ضرور آئیگا ایسا نہو شراب پیکر سو جاؤن عمرو نے کہا اے فرزند یہ وہ مقام تب ہے کہ ہوا بھی نہین آ سکتی بھلا گھوڑا عمرو اس مقام پر کیا آ سکتا ہی بڑے بڑے صاحبان عجائب و غرائب کو اس نقب کے ڈکر سے سکتا ہی تحریر سامری کا کیا اعتبار اُس نے کتاب مین جوش مین آکر لکھدیا کہ طلسم ہوش ربا فتح ہو جائیگا سراسر عقل کے خلاف افراسیاب نے لوح توڑ کے پھینکدی جب لوح نہو گی طلسم کاہے سے فتح ہوگا

لڑائی جھگڑا ہونے سے کیا ہوتا ہی اور عمرو اب دنیا مین کہان ہی لاشہ صحرا مین سر کنگرۂ باغ سیب پر نگربان یہ مثل ٹھیک۔ طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت، جب تم نہ ہوگے ہمین کیا ضرورت ہی شراب کباب ہٹاد ہمین تا بہ گنبد نور رجاتا ہی طلسم کشا دختر شہنشاہ کی صبح تک حفاظت مین ہینگے ہوشیار جادو منتین کرنے لگا ملکۂ عالم آپکے فرمانے کی بات ہی ہم اس سے زیادہ کیا حفاظت کرینگے آپ ہی کے تعلیم کردہ ہین مگر حضور مین نے ابھی اوراق دیکھے تھے صاف مرقوم ہی کہ اے ہوشیار خبردار رہنا عمرو آکر تمکو شراب پلائیگا ماران زمین کن ان باتون پر تھرتھر کانپ رہی ہی کہ خداوندا دیکھیے کیا ہوتا ہی افسوس ملکہ رخ و بہار سے نہ ملے حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے صاف صاف تو ہوشیار کہہ رہا ہی مگر عمرو وہ دلیر ہے کہ اپنی کیے جاتا ہی خیر عمرو نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر کہا لو بیٹا ہوشیار پیو مجھے ملال ہوگا جو اسوقت نہ پیوگے سامری نامہ مین جو لکھا ہی وہ ہی ہو رہا ہی مین عمرو ہون شراب پلاؤنگی اسمین زہر سنکھیا ہی بیٹا پیا اور مرے یہ کہکے ہوشیار کا کان پکڑ لیا کہا لونڈے چھوکرے عقل کے ناخن لے تجھ ایسے لونڈے مین نے بہت سے بنا کر چھوڑ دیے ہین بڑی باتین بناتا ہی بڑے ہوشیار ہو لیکن جب قتل کے در پے ہونگی دیکھین پھر دے سامری جمشید کیونکر بچاتے ہین تمکو بے ذبح کیے نہ جاؤنگی تمھارے قتل کا مسلمانون سے انعام پاؤن گی ہوشیار گڑگڑانے لگا کہا ملکہ میری کیا مجال لایے مین پینے کو حاضر ہون عمرو نے فوراً جام منھ سے لگا ہی دیا ہوشیار نے جام ہاتھ مین لیا یا سامری کہکے برابر دہن کے لایا قصد کیا کہ پیون شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا اتنا تو ہوشیار کے منھ سے نکلا کارے یہ کیا غضب ہوا باش او ظالم مین نے پہچانا ماران کے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہوشیار نے چاہا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھے عمرو مسند پر چاق و چوبند چست و چالاک عیاری مکاری مین بیباک جال الیاسی کاندھے پر تھا نعرہ کرکے ہوشیار پر مارا اس جال مین ہوشیار پھنسا ساری ہوشیاری بھولا عمرو نے کھینچکر داخل زنبیل کیا ماران زمین کن قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ کیا کار نمایان کیا موت کا سامنا تھا مگر خواجہ اب آگے قیامت کا مقام ہی ایک جادوگر اور ہی جسکا نخل بدعت نام ہے عمرو وہان کا تمام اسباب ٹھا اٹھا کر نذر زنبیل کرتا جاتا ہی کہا ملکہ نخل بدعت کے کیا معنے ماران نے کہا یہ دو فقرے گوش ہوش سے سن لیجیے پھر آگے چلیے افراسیاب جادو نانی امان کو اپنے ساتھ باغ مین لے گیا ہے عین بارہ دری کے سامنے ایک درخت نصب ہے اسکا نخل بدعت لقب ہے یعنے یہان سے آگے بڑھکر ایک جادوگر بدانجام نخل بدعت نام اس لقب کا نگہبان ہی شاہان ہوشربا نے اسکا مرتبہ بڑھایا ایسے ملعون نے وہ نخل باغ سیب مین اپنے ہاتھ سے بنایا ہی اگر اسپر کوئی افتاد پڑے اگر یہ بیہوش ہو کوئی اسکو بیہوشی پلائیگا وہ نخل خشک ہو جائیگا اگر کسی نے اسکو مار ڈالا وہ نخل جلنے لگتا ہی ہر شاخ و برگ سے شعلہ نکلنے لگتا ہی اگر اس نخل پر ایسی کوئی افتاد ہوئی پہلے تو افراسیاب نانی امان کو قتل کریگا جانتا ہی کہ اسرار نام ہی صاحب راز ہی خوش انجام ہی ہم کو تمکو بھی آگے

زندہ نہ چھوڑیگا چشم زدن مین آجائیگا علاوہ ازین آج رات بھر وہ ملعون کتاب سامری دیکھیگا اور نقب کے حالات پر نگاہ ڈالتا رہیگا عمرو نے کہا اے رشک چمن اے ماران زمین کن وہ مسبب الاسباب ہے جان دیکر یہان آئے ہین ان حالات کو ملکہ اسرار ہمسے کہہ چکی ہین مگر کیا کرین پارۂ جگر نور نظر اسد دلاور قتل ہوتا ہے اسکی مصیبت پر دل روتا ہے بسم اللہ شمشیر نہ کرو اب مجکو بیچلو آیندہ کیا ہوگا یہ سوچو بموجب مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ماران زمین کن مجبور ناچار مضطر بیخبر بشکل اژدر بنکر تیار ہوئی خواجہ بشکل اسرار جادو پشت پر ماران زمین کن کے سوار ہوا اسی طرح نقب مین چلی

دو کلمہ افراسیاب جادو و ملکہ اسرار خوشنوا ناظرین والا تمکین ان مضامین فرحت آئین کو بنظر مہربانی لفظاً لفظاً ملاحظہ فرماین عجب شرح وبسط سے یہ مضمون رہائی اسد تصنیف ہوا ہے اک داستان شوکت بیان اس حقیر پر تقصیر منشی احمد حسین قمر کو حفظ مراتب جانبین کا بڑا خیال رہتا ہے یہی امر بہت دشوار ہے ورنہ تحریر و تقریر سراسر بیکار ہے افراسیاب بادشاہ ہو تو ان باصفا شوکت و شان عمرو عیار مسلمان نظر کردہ ہفت پیغمبران ہے دونون کے مرتبے مین فرق نہ آئے اور طلسم کشا رہا ہو جائے ابتدا تحریر حقیر سے تا انجام ہر کس کے حفظ مراتب کا بہت خیال رہیگا ان جواہرات بے بہا کے نگینون کو بازار مین پھینکدیا اسکا عمر بھر ملال رہیگا ایک طرح کی خوشی بھی ہے کہ شاعران نامور قدر شناسان والا گہر کے ملاحظہ مین آئیگا یہ خاکسار خلعت تحسین و آفرین پائیگا نہال ہو جائیگا دعا کم مطبع اودھ اخبار قدردان ذی شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ کی عنایت بے بہا نے ایسا ممنون کیا کہ کچھ عذر نہو سکا یہ تحفۂ حقیر پیشکش ہے مگر اپنی کم علمی جہالت کج مج بیانی پر ہر وقت طبیعت مشوش ہے چند اشعار ساقی نامہ

کہاں ہے تو اے ساقی خوبرو
پلادے مجھے بادۂ مشکبو
دماغ قمر عرش اعلیٰ پہ ہے
منور معطر پلا جام مے
مجھے ٹوکنا اب اگر مست ہوں
شراب مضامین سے سرمست ہوں
مرے ساتھ رہ ساقی گلبدن
شگفتہ ہو دل وقت سیر چمن
مری نظم مین رنگ تاثیر ہو
مسلسل ہو دلچسپ تقریر ہو
خزانہ بیان کا اُلٹتا ہوں آج
ہو ہر لفظ ملک سخن کا خراج
بس اب بحر غم سے نکلتا ہوں مین
گہرہاے مضمون اُگلتا ہوں مین
چلاے توسن کلک جادو نگار
دکھا جلد باغ سخن کی بہار

چہرۂ عبارت آرای باغبانان حدیقۂ سخنوری و گلچینان گلشن فسونگری گلہاے مضامین رہائی اسد نامور کو گلدستۂ بیان مین زیب دیکر غنچۂ انجمن ناظرین مین یون پیش کرتے ہین خواجہ عمرو شب کو اژدر پر سوار بشکل ملکہ اسرار نقب پختہ کو طے کرتے ہوئے جاتے ہین مگر افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب ملکہ اسرار جادو کو ساتھ لیکر باغ سیب مین آیا بارہ دری مین باغ کی مسند جواہر نگار پر متمکن ہوا سامنے ملکہ اسرار جادو ہے لیکن اسرار جادو کا دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے کہ افراسیاب کے ہاتھ مین کتاب سامری ہے اگر یہ ملعون ماران زمین کن کو دیکھیگا کہ عمرو کو میری شکل پر ساتھ لیکر نقب پختہ کی راہ سے گنبد نور پر جاتی ہے فوراً آتش قہر و غضب سے جلا دیگا کشت حیات کو خاک مین ملا دے گا

خوب جانتی ہی کہ اُس ملعون نخل جادو پر جب عمرو غالب نہ آئیگا تا بہ قید اسد کیونکر جائیگا مگر اُس ملعون پر افتاد پڑے اور یہ یہان شاخ نخل جلے وہ نخل افراسیاب کے سامنے ہی اسی واسطے افراسیاب نے پردہ بارہ دری کے اُٹھادیے ہین اُس نخل سرسبز و شاداب پر ہر دم نگاہ ہی وہ نخل بھی اسی باغ کا ہوا خواہ ہی اب اسرار جادو حیران ہی کہ مین کیا حیلہ چھیڑون کہ کتاب دیکھنے نہ پاسے ورنہ غضب ہوجائیگا اسرار جادو نے یہ دل مین خیال کیا ہی کہ افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ اسرار جادو مین چاہتا ہون کہ دیکھون ملکہ یاران زرین کمن باغ مین ہین کہ نقب مین گرد آوری کر رہی ہی اسرار جادو نے کتاب پر تو ہاتھ رکھدیا اور کہا شہنشاہ گیتی ستان ای عادل باذل شہنشاہ بحر و بر فخر شاہان ہفت کشور جس عدالت و سخاوت سے آپ سلطنت کر رہے ہین نوشیروان آپکے گلشن عدالت کا خوشہ چین تھا بلکہ ایک چاکر کمترین تھا سخاوت مین حاتم ہی کیا لیاقت ہی اسقدر حضور نے زر ریزی اقلیم ہوشربا مین کی کہ کسی جا گدا کی آواز کان مین نہین آتی ایک ایک فقیر غنی ہی محتاج کا آپکے ملک مین نام نہین کشکول گدائی پر تاج شہنشاہی کا گمان ہی فلک سرکش آپکا ممنون احسان ہی ملکہ اسرار جادو نے اسطرح کی تعریفین کی کہ افراسیاب پھول گیا کتاب ہاتھ سے رکھدی کہا کیون ای ملکہ اسرار جادو نوشیروان بڑا بادشاہ عادل تھا یا بد دلت نے تو سنا ہی کہ ایک مرد جاہل تھا ملکہ اسرار نے کہا حضور عدل مین تو کامل تھا امورات مملکت سے غافل تھا جیسے حضور اپنی ذات سے شجاع و دلیر ہین بیشہ طلسم ہوشربا کے شیر ہین اگر آپ ہاتھ ہلائین آسمان کی طنابین زمین پر کھینچ دین اگر شمشیر زنی پر آجائین میدان کارزار مین خون کے دریا بہائین یہ لیاقت نوشیروان نے خواب مین نہ دیکھی تھی مرغ زرین بناکر تخت پر بٹھا دیا تھا اسی غفلت مین حشام بن علقمہ خیبری نے عین شکار مین شاہ کو گرفتار کیا تاج و تخت چھین لیا اُنکے وزیر اعظم خواجہ بزرجمہر سابق مین انتظام کر چکے تھے کہ امیر حمزہ کو پسر خواندہ کرادیا تھا حشام کو جاکر بچرب زبانی سمجھایا کہ ای حشام شاہ کو تمھارے آنے سے بڑی خوشی ہوئی شاہ چاہتے ہین تمکو مالک سریر سلطنت کرین نیک و بد کا ہفت اقلیم کے تمکو اختیار دین چلو شہر مین چلو شاہ کو رہا کرو شاہ نے امیر حمزہ مرد مسلمان کو اپنا پسر خواندہ کیا ہی وہ دعوی سلطنت کرتا ہی تم آپنی تکلیف اُٹھاؤ تا بہ خانہ کعبہ جاؤ اُس سرکش کا سر کاٹ لاؤ حشام مغرور کو اپنے زور بازو پر ناز تھا فوراً قبول کرلیا امیر حمزہ پر چڑھ گیا اُس شیر بیشہ عربستان سے مقابلہ پڑا عین معرکہ کارزار مین حمزہ عرب نے بیک ضرب شمشیر اُسکے دو پرکالے کیے فوج ہزیمت موج کو شکست دی تاج و تخت شاہی اپنے قبضہ مین کیا بڑا راسخ الاعتقادی شاہ کو عریضہ لکھا اس نمکخوار جان نثار نے اُس دشمن کو واصل جہنم کیا تاج و تخت کو باختیار رکھا ہی زہی فخر و شرف کہ اس کمترین عقیدت گزین کے گھر مین تاج و تخت شہنشاہی جلوہ افروز ہو کسی معتبر کو بھیجکر شہنشاہ گردون پناہ اس تحفہ موروثی کو طلب فرمائین یا نیازمند کو بلائین تخت شہنشاہی کو بفخر و افتخار سر نیاز پر رکھکر لاؤن کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچاؤن آیندہ انچہ رائے سوے از ہمہ اولے ای شہنشاہ طلسم ہوشربا نوشیروان اس عرضی کو دیکھکر پھول گیا غیر مذہب کو فرزند جانکر

اپنے ملک مین طلب کیا حمزۂ عرب آسمان عربستان صاحب شوکت و شان گرچہ حسین جمیل آفتاب عالمتاب آسمان جرأت خورشید درخشان فلک ہمت جو تاج و تخت لیکر حاضر ہوا شہر مدائن مین ہنگامہ تھا کہ قاتل حشام آیا دختر بلند اختر شہنشاہ گل رخسار ملکہ مہرنگار جمال حمزۂ عرب پر مائل ہوئین خنجر ابرو سے گھائل ہوئین حضور یہ باعث زوال دولت سلطنت کیانیہ ہوا کنیز نے تاریخ معتبر مین دیکھا کہ حمزۂ عرب نہایت صاحب غیرت شیر بیشۂ جرأت تھا آخر مین باغ مراد مین اُسنے بھی ملکہ موصوف کو دیکھا دلدادہ و فریفتہ ہوا مگر آتش عشق کو کانون سینہ مین مخفی کیا ہر چند گرمی عشق نے دل و جگر کو جلا دیا مگر اُس رابطۂ و ضابطہ نے اف نہ کی شہریار اقلیم ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ ہفت کشور سے غرور مین اپنے زور کے باغی ہوا تھا بارہ برس خراج نہ بھیجا تھا شاہ نے حمزۂ عرب کو حکم دیا کہ اگر اے فرزند تم لندھور بن سعدان کو جا کر زیر کرو ہماری خدمت مین حاضر لاؤ تمھاری اپنی دختر بلند اختر کے ساتھ شادی کرین شرف دامادی سے تم سرفراز ہو شاہان ہفت اقلیم کو تمھارے مرتبہ پر ناز ہو یہ شہسوار میدان یکہ تازی و سرفروش رزمگاہ جانبازی جفائین راہ کی جھیل کر جان پر کھیل کر ملک ہندوستان مین پہونچا بعد معرکۂ عظیم لندھور کو اپنا مطیع کیا کہ مفصل یہ حال نوشیروان نامہ مین تحریر ہے یہ تو مجمل تقریر ہے ای شہنشاہ حمزہ نے تو یہ خیر خواہی کی اپنی جان پر کھیلا لندھور کو مطیع کیا حساب کرکے بارہ برس کا خراج لیا مگر نوشیروان کا وزیر دیگر بختک نام بدانجام بدکار بدسرشت متعصب اُس نے شاہ کو صلاح دی کہ حمزہ مرد مسلمان ہے جب زیادہ زور پکڑیگا آپ کی سلطنت پر دست اندازی کریگا خاص بر سر ہندوستان اُس ملعون نے حمزہ کو زہر دلوایا وہ تو صاف باطن تھا زہر سے بچا صحت پائی بختک نے یہان یہ بات بنائی ای شاہ حمزہ ہندوستان مین مرگیا جوان دختر کا گھر مین بٹھانا بہتر نہین ایک بادشاہ موسوم بہ اولاد بن مرزبان خراسانی کو بحیلہ بلوایا اُسکی شادی کردی ملکہ مہرنگار صاحب عفت نے اپنے تو اُس سے بچایا عہد کیا کہ بعد چھ مہینے کے میری بارگاہ مین آنا اولاد بن مرزبان کوچ کرکے اِس شرط پر ملکہ کو لیچلا راہ مین حمزۂ عرب نے خبر پائی بجرأت جا کر اولاد بن مرزبان کو مارا ہر چند کہ عاشق تھا مگر ملکہ مذکور کو باحتیاط تمام خدمت مین شاہ کی روانہ کردیا یہ کہدیا کہ جب شاہ خوشی سے میرے ساتھ شادی کرینگے فخر حاصل ہوگا ایسی بے اعتدالیان شاہ نے حمزہ کے ساتھ کین آخر حمزہ نے لڑ بھڑ کر ملکہ مہرنگار کو قبضہ مین کرلیا بختک نے پھر تو فساد کال شروع کرادیا دن بدن حمزۂ کا عظم و شان بڑھا سلطنت نوشیروان پر زوال آنے لگا حق بھی طرف حمزہ کے شریک تھا ملک عراق و اصفہان کوہ ششدر ملک کشور ملک یونان استنبول خرسنہ روم کل ملک مغرب وغیرہ حمزہ کے قبضے مین آئے آخر مین شاہ بھاگ کر ملک ترکستان تک پہونچے خاقان اعظم سلسال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بہادر جنگجو شاہ کے شریک ہوکر خوب خوب لڑا آخر کی لڑائی مین خاقان اعظم نے فرار پر قرار کیا بختک کو خواجہ عمرو نے جلا کر مار ڈالا حریسہ پکا کر شاہ کو اور اُسکے بیٹے بختیارک کو کھلا دیا تب نوشیروان تھک کر ملک مدائن مین آیا حمزہ کو بعاجزی

لکھا اب مین کبھی عمر بھر آپ سے جنگ نکرونگا صرف ملک مدائن کو چھوڑ دیجیے ٹکڑا روٹی کا ملے دعا دیا کرونگا حمزہ نے عوض مین ایک ملک کے سات ملکون کی سند لکھکر بھیجدی اُسپر بھی کہنا نہوا شاہ کے فرزند ہرمز و فرامرز کو بختیارک لیکر نکلا حمزہ پر خروج کیا حمزہ نے انسے بھی مقابلے کیئے بڑے بڑے شاہ پہلوان رستم زمان گرشاسب جہان شاہزادون کے شریک ہوے کچھ حمزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوے کچھ مارے گئے بختیارک شاہزادون کو لیے ملک بملک پھرا یہانتک کہ تا بہ باختر پہونچا خداوند زمرد شاہ باختری کی خدائی کے بڑے روز و شور تھے ایک کرور چوراسی لاکھ فوج پہلوانان زبردست کا اوج موج حمزہ اُس ملک پر بھی لڑتا بھڑتا پہونچا خداوند سے بڑے بڑے معرکے پڑے وہی بختیارک بن بختک خداوند لقا کا ندیم ہوا خداوند لقا نے اُسکی صورت مضحک دیکھکر اپنی درگاہ کا شیطان قرار دیا اُس نے خدائی مین بھی فتور ڈالے ایسے رخنے نکالے کہ قدرت نے شکست کھائی ملک موروثی چھوٹا مثل نوشیروان شہر بشہر قریہ بقریہ دیہ بدیہ حمزہ کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ خداوند تھے ہر بادشاہ ہر ایک پہلوان برائے مدد آتا تھا مگر حمزہ و فرزندان حمزہ کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا وہی خداوند لقا عاجز و درماندہ ہو کر آپکے ثمرا جگرزار سلیمان عنبرین موے کوہی نامدار کے ملک مین بھاگ کر آئے ہین حمزہ مع اپنی فوج ظفر موج کے برسر مقابلہ ہین آپکے ساحر بھی برائے مدد خداوند جاتے ہین فرزندان عمرو کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہین اسی حمزہ کا بیٹا بدیع الزمان آپکے طلسم مین آکر قید ہوا اسد غازی نواسہ حمزہ کا اپنے ماموون کے چھڑانے کو آیا پانچون عیار ساتھ آئے آپکے سردار مہرخ و بہار وغیرہ شریک ہوے یہان کا حال تو سب سرکار پر روشن ہے دن بدن مسلمانونکو ترقی ہے شاید خداوند لقا نے مسلمانون کے واسطے تقدیر بہبودی کردی ہے یہ حال مجمل جو ملکہ اسرار جادو نے سامنے افراسیاب خانہ خراب کے شروع کیا اور آفتاب تقریر دلپذیر نے طلوع کیا دیدۂ دل افراسیاب کا منور ہو گیا بگوش ہوش مشتاق ہوا ہر مرتبہ کہتا تھا اے اسرار جادو حال عشق مہر نگار یا جنگ ملک باختر مفصل بیان کر کیا کیفیت دلچسپ ہے عجب لذت ملتی ہے جی چاہتا ہے عمر بھر سنون ملک و مال کے کاروبار ترک کردون اسرار جادو کبھی حال باختر مین اڑجاتی ہے حال عشق دختر لقا ملکہ گیتی افروز کا سناتی ہے کہ قاسم نبیرۂ حمزہ نور چکیدۂ خالق قدرت پر مائل ہوا کبھی عشق ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب ساتھ بدیع الزمان کے ذکر کرتی ہے کبھی حال زبرجد نگار مقام خدائی زبرجد شاہ و مشمش و دمامہ کہتی ہے کبھی حال فرعونیہ و ساحر مشمش و عیار رہائی عمرو معرض بیان مین لاتی ہے کیفیت دلپذیر عشق و جنگ کی معقول تقریر سُن سُن کر افراسیاب کبھی جھومتا ہے کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہے کبھی کہتا ہے اے اسرار یہ کتابین ہمکو منگا دو کتب خانہ شاہی سے لکھوا دو ایک جلد روز پڑھا کرون جسکے مجمل مین یہ کیفیت ہے مفصل کی کیا لذت ہوگی اب پھر اول کو مین بے ہنر منشی احمد حسین قمر خدمت شایقین مین عرض رسا ہے کہ اول مین اسرار نے افراسیاب کی توصیف کی توصیف کے بعد جب افراسیاب متوجہ ہوا کتاب دیکھنے سے غافل ہوا تب اسرار نے اس مقدمہ طولانی کو چھیڑ دیا مراد اس سے یہ ہے کہ اسرار ایسی باتین کر رہی ہے کہ افراسیاب کو

باتون مین محو کردن کتاب سامری نہ دیکھنے دون حال ماران نہ دیکھنے پائے ورنہ مدعاے دل حاصل نہوگا ماران عمرو صف شکن کو لیکر تا بہ گنبد نور نہ پہونچ سکیگی اسواسطے یہ طول کلام ہی اسواسطے اس تقریر دلپذیر کا یہ انجام ہی مگر شعبدہ سازی فلک کجرفتار سے اسرار جادو بھی غافل ہی یہ فلک ہر وقت برسر گردش ہی نیرنگ کہانے کی ہر وقت کوشش ہی نظم مصنف

فلک ہر گھڑی درپے جنگ ہے
عجب گلشن دہر کا رنگ ہے
کسی کو نہ دم بھر بھی راحت ہوئی
غم و رنج کھینچے مصیبت ہوئی
اگر ایک ساعت ملا دلکو چین
مہینون کیا بیٹھکر شور و شین
اگر شب کو شادی کا سامان ہوا
تو وقت سحر شغل افغان ہوا
فلک کی عجائب ہین نیرنگیان
بجز رنج و غم عیش ممکن کہان
کبھی ہے خزان اور کبھی ہے بہار
جو دیکھا تو لالہ بھی ہے داغدار
کوئی گل خوشی سے جو خندان ہوا
ستم بڑھ کے گلچین نے ابتر کیا
جما رنگ غم اور حال جفا
کیا توڑ کر پائمال جفا
اگر سرو نے سرکشی کی ذرا
وہین اسپہ بدعت کا آرہ چلا
چمن مین جہان گل کے انبار تھے
یکایک جو دیکھا خس و خار تھے
یہان تو باغ سیب مین اسرار جادو

نے دام قصص و حکایات مین افراسیاب کو پھنسایا کتاب کو نہ دیکھنے دیا مگر بہر عیاری بعد گرفتار کرنے ہوشیار جادو بھی بشکل اسرار جادو پشت ماران پر سوار ہے ماران بشکل اژدر بصد کر و فر مثل باد تند نقب پختہ کو طی کرتی ہوئی جاتی ہی گھبراتی ہی کہ اب رات کم رہگئی کیون خواجہ کہان تک تیز روی کرون بارہ کوس کی یہ نقب ہی پھر گنبد نور کی دیوار مین نقب پہونچی ہی صناعان چابکدست نے دیوار کو خالی کیا ہی بصنعت تمام نقب کو پہونچایا ہی یہ راستہ برابر ہی وہ راہ بلندی پر ہی اب نشیب ہے وہ مقام فراز ہی ہر چند مجکو اپنی رہروی پر ناز ہی دیکھیے مقام نخل بدعت سے کیونکر گذرون یا الٰہی جلد تا بہ گنبد نور پہونچون طلسم کشا قبضہ مین آجائے تب سحر منھ دکھاے یکایک دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک کمرہ نقب مین بنا ہی انتہا کی روشنی ہی ایک ساحر کریہ منظر خرس پیکر میمون صورت طینت مین بدعت باہر کمرے کے کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی جیسے ہی اسکی نگاہ اژدر پر پڑی پکارا کون آتا ہی ماران نے آواز دی ای نخل بدعت جادو راہ مین سے ہٹ اسوقت میرے آنے مین بھید ہے ملکہ اسرار جادو پشت پر سوار ہین ہم بشکل اژدر خونخوار ہین برلے حفاظت طلسم کشا بحکم افراسیاب جاتے ہین نخل نے کہا ملکہ جادو تمھین کون روک سکتا ہی نانی امان تمھاری مالک ہین ہمیشہ سے اس راہ نقب کی سالک ہین ایک ایک سنگریزہ یہان کا پہچانتا ہی یہ حقیر بھی بخوبی جانتا ہی آپ ہماری افسر ہین ہم سے سب طرح بہتر ہین مگر ہم طرف سے شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے نقب پر مامور ہین نشیب شب قیامت ہی قول سامری جمشید بھی ہے ستارہ شناسون کی تحریر کا بھید یہی ہی خیر سے اتنی رات کٹے دلمین دھڑکے ہین گردش سیارگان سے ڈرتے ہین ملکہ ماران جواب دیتی جاتی ہی اور آگے بڑھتی آتی ہی لیکن خواجہ عمرو نے جسوقت سے نخل بدعت کو دیکھا ہی باتون مین شاخ نکال رہا ہی جڑ کی بات کہتا ہی کلام سے اسکے ثابت ہوتا ہی کہ اسوقت

آنا **ماران** واسرار کا اسکو بار ہی بھولتا جاتا ہی چونکہ ذلیل وخوار ہی دلمین خواہش ہی کہ گل حیات طلسم کشا پامال ہو ملکہ بہار و **باغبان قدرت** کو ملال ہو جسوقت سے خواجہ نقب مین داخل ہوئے ہین چست وچالاک وہوشیار ہمہ تن چشم تیور پر قہر وخشم جال حضرت الیاس کا ندھے پر ایک کا ندھے پر گلیم عیاری حلقہ ہاے کمند آصفاے باصفا بازوؤن پر ہتوڑا حضرت داؤد کا کمر مین بجاے خنجر تیور کو اسکے دیکھ رہے ہین جیسے ہی **ماران** قریب آن کر پہونچی قصد کیا دب کر نکلجاؤن **نخل بدعت** نے **عمرو** پر اپنا سایہ ڈالا خواجہ کے چہرے سے رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا **نخل بدعت** نے ڈانٹا او **ماران** ساربان زادے کو ساتھ لیے جاتی ہی **عمرو** تو کود کر کنارے اتنی جلد آیا کہ جیسے برق چمکتی ہی گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا مگر **نخل بدعت** نے **ماران** پر گولہ مارا **ماران** کے گرد شعلۂ آتش آگئے یہ تڑپ کے نکلی بصورت اصلی ہوئی برق بنکر نخل پر گری کہ اس ملعون کو قلم کرون مگر **نخل بدعت** بلاے روزگار ہی قدیم ساحر ہی فنون سحر سازی سے بخوبی ماہر ہی اپنے کو بچا کر للکارا کہ او **ماران** تو نے غضب کیا ہم تو جانتے تھے کہ سامری نامہ مین صاف لکھا ہے کہ **عمرو** اس راہ سے ضرور آئیگا جب تو ہمنے اپنے اوپر سحر کر رکھا تھا کہ کسی صورت پر آئے ہمارے سایہ سے صورت تبدیل ہو جاے لڑتا جاتا ہی اور چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا ہی حیرت ہی کہ ساربان زادہ کہان گیا پشت اژدرے سے اترتے اترتے غائب ہو گیا **ماران** نے دو چار سحر ایسے کیے کہ **نخل** کو زخمی کیا قتل نہ کر سکی ایک مرتبہ جھوم کر یا سامری کہا دوہتڑ زمین پر مارا **ماران** لڑکر زمین پر گری زبان بند ہو گئی چہرہ اداس مردنی منھ پر چھاگئی یہ بیحیا تیغۂ سحر کھینچکر جھپٹا کہ سر کاٹ لون پھر **عمرو** کو ڈھونڈھون **ماران** تڑپی دل کو رجوع کیا اور کہا اے **خالق بے نیاز** جان بچلے مصیبت سے نجات دے **قطعہ**

لطف تیرا عام ہی کرم رحمت
تو ہی خالق تجھے ہی یہ مسات
رحم کر خاکِ ذلت سے اٹھا
سر پہ یہ اعمال لائے ہین غضب

دیگر

ہے کرم سے تیرے چشم مکرمت
کیا سیہ کاری نے منھ کا لا کیا
میری عقد جرم کی تخصیص کیا
رکھتے ہین چشم عنایت تجھسے سب

دیگر

مجرم عاجز ہون کر تو تقویت
بات کرنے کا نہین کچھ منھ رہا
ہو رہے ہم جو درنگی خطب
تجھ سوا کس سے کہین حال ب

نخل نے چاہا کہ سر **ماران** کا کاٹ لون خواجہ **عمرو** پہلو مین گلیم اوڑھے کھڑے ہین دل کو تاب نہ باقی رہی فوراً گلیم سر سے اتاری سامنے سے ٹوک کے نعرہ کیا **نعرۂ خواجہ عمرو**

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار وغدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

ترا شندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
درندہ جہان گرد طرار ہون

جہان گیر عالم کا عیار ہون | او بیچیا کیا کرتا ہے خبردار عورت پر کیا وار کرتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر ادھر دیکھ ہمسے آنکھ ملا ہمارے سامنے آ **نخل** غصہ مین پلٹا **عمرو** برابر تو پہونچ ہی چکا تھا ہتوڑا حضرت داود کا سر پہ مارا **نخل بدعت** کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مر کر گرا لاشہ تڑپا اندھیرا چھایا صدائے گیر و دار بلند ہوئی روح سامری دردمند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من **نخل بدعت** بود افسوس جان دادیم در دیم و مطلب خود نہ رسیدیم ہائے **نخل بدعت** کو قلم کیا نخل شباب سے پھل نہ پایا بہار عمر پر خزان آئی خزان نے صورت دکھائی اس ہنگامے مین **ماران** اُٹھی کھڑی ہوکر پیٹنے لگی سر زمین پر دے مارا کہا خواجہ غضب کیا اسکو کیون مار ڈالا **عمرو** نے کہا وہ تجکو قتل کرتا تھا اور مین کیا کرتا اُسنے کہا خواجہ بڑی قیامت ہوگی رُستی کے ہاتھ کا بنایا ہوا ایک نخل باغ سیب مین **افراسیاب** کی بارہ دری کے سامنے ہی وہ اب جلجائے گا **افراسیاب** دوڑا ہوا آئیگا جلدی گنبد نور پر چلو ہائے اب نانی کو میری مار ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا **عمرو** کے بھی ہوش اُڑ گئے کہا بی بی جلدی چلو **ماران** و **عمرو** دوڑتے ہوے زیر گنبد نور پہونچے دیکھا اندر دیوار کے اوپر گنبد نور کے جانے کا راستہ بنا ہی اب **عمرو** آگے **ماران** پیچھے **عمرو** صورت بدلتا ہوا یعنی رنگ روغن عیاری کا لگاتا جاتا ہے صورت **افراسیاب** بنانا منظور ہی گنبد نور مین بارہ جلاد اسد اور مہ **جبین** کے نگہبان ہین ہر وقت سر پر تلوار کھینچے موجود رہتے ہین حکم ہی **افراسیاب** کا اول تو یہان کوئی آہی نہین سکتا اگر سواے میرے کوئی آئے فوراً اسد و مہ **جبین** کو قتل کر ڈالنا **عمرو** تو صورت بنکر **افراسیاب** کی گنبد نور مین نکلا چاہتا ہی سو دو سو قدم کا راستہ باقی ہی مگر وہان رات قلیل ہی بلکہ ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہے **اسرار جادو** نے رات بھر **افراسیاب** کو دام کلام مین پھنسایا یکایک آسمان سے ایک شعلہ بھڑک کر اس نخل پر گرا جلنے لگا **افراسیاب** نے سر پیٹ لیا کہا او اسرار حرامزادی تو نے مجکو تاب نہ دیکھنے دی صاف ظاہر ہی کہ تو مسلمانون سے ملگئی ارے ہاے نگہبان نقب مارا گیا سواے تیری نواسی کے **عمرو** کو وہان کون لیجاتا اب معلوم ہوا کہ قتل **عمرو** مین بھی تو نے مجکو دھوکا دیا وہ کوئی اور تھا جسکو تو نے قتل کروایا یہ کہکر غصہ مین اُٹھا کہ مین جاکر گنبد نور پر دیکھون ابھی ابھی **نخل بدعت** مرا ہی جب تو شعلہ اس نخل پر گرا ہی **اسرار جادو** کے ہاتھ مین اسباب سحر تھا **افراسیاب** پر پھینک مارا کئی تلوارین کئی چھُریان کٹاریان **افراسیاب** پر گرین یہ بھلا کب مانتا ہی چوٹ جسم مین نگی موے بدن بھی میلا نہوا اُف لیکے اُٹھا وہ سحر سب باطل ہوگئے دامن سے **افراسیاب** کے گلا **اسرار جادو** کا بندھ گیا **افراسیاب** تو اُڑ کے طرف گنبد نور کے چلا **اسرار جادو** مثل چھپکلی کے لٹک رہی ہی مثل ماہی بے آب پھڑک رہی ہی مگر رہا نہین ہو سکتی وہان **عمرو** روزن دیوار توڑ کر منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا کہکر نکلا جلادون نے جو **افراسیاب** کو دیکھا جھک کے سلام کیا

عمرو نے بہ تعجیل جیب مین سے مشت زر نکال کر جلادون کو دیا کہا تم لوگون نے خوب حفاظت کی ایک ایک کو شہرونکا بادشاہ کردونگا یہ تو آپسمین تقسیم کر لو رات بھر جاگے ہو ایک ایک جام پیو یہ شراب قبر سامری کی ہے اپنی جیب مین سے گلابی نکالی ایک ایک پیالی بارھون کو پلائی پیتے ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرے **اسد و مہ جبین** کو عجب حال پر ملال مین دیکھا اسد غازی کے بال بڑھکر کمر سے گذر گئے ہین ناخن جو رشک ہلال تھے بدر کمال ہوے آنکھین مثل نرگس بیمار نحیف و زار مہ جبین کے چہرے پر ہوائیان دونون کے پانون ہاتھون مین ہتھکڑیان بیڑیان صورتین دونون کی دیکھ **عمرو** کا کلیجہ پھٹ گیا مگر بہ تعجیل جال مار کر دونونکو ادھر تو **عمرو** نے نذر زنبیل کیا جلادون کے سر کاٹے مٹھیون مین انکے اشرفیان تھین ہاتھ مڑوڑ کے چھین لین **عمرو** یہ فعل کرکے طرف یاران کے پلٹا کہا اے مجکو لیچل ادھر **افراسیاب** مثل شعلہ جوالہ بر گنبد نور کڑکا اسرار جادو دامن سے بندھی لٹک رہی ہے **چالاک** بشکل ملکہ **حیرت** جادو گلدستہ سحر ہاتھ مین کنیزین گرد تخت کو اڑاتی ہوئی قریب گنبد نور پہونچا ہے ایک طرف سے **برق** بصورت **مصور** گٹھا تصویرون کا لیے ہوے **قران** بصورت **ابریق** سحر کے پتھر ہاتھ مین **ضرغام** بشکل سرلے بر انداز روئی کے گالون پر قطرے پانی کے پڑے ہوے سرلے اصلی کے بنائے ہوے **جانسوز** بشکل خدمتگار پہلو مین گرد چند مصاحب ان سبھون کے تخت اڑتے ہوے ساحرون کے سحر سے قریب گنبد نور پہونچے ہین جیسے ہی **افراسیاب** مثل برق کڑکا بصورت شعلہ جوالہ بھڑکا **حیرت** کو دیکھکر آواز دی ای خاتون محل غضب ہوا **عمرو** یقین ہے گنبد نور مین پہونچا اسرار نمکحرام نے رات بھر مجکو کتاب نہ دیکھنے دی قصص و حکایات مین بہلائے رہی جلد گنبد نور کی خبر لیجے **چالاک** نے کہا شہنشاہ بہت خوب لائیے اسرار حرامزادی کو تو مجھے دیجیے **افراسیاب جادو** نے بائین ہاتھ سے اشارہ کیا اسرار کی گردن بندھی ہوئی تھی دامن اپنا جھٹکیا تخت پر **چالاک** گری یہ سب عیار تو تخت اڑا کر قریب **افراسیاب** کے آئے جب اسد و مہ جبین کو **عمرو** اپنی زنبیل مین رکھ چکا نقب مین پہونچکر سفید مہرہ بجا کر اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ عمرو

گزان استاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین ز کلکش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار

ای ساحران بیحیا مین نے اسد و مہ جبین کو اپنے قبضہ مین کیا ای ساحران مطیعان اسلام اگر آمادہ جانبازی ہو نکل جاؤ خدا کا فضل شریک حال ہوا اسد نامدار عالی وقار نبیرہ حمزہ شہسوار بخت میرے قبضہ مین آیا یہ جو خواجہ **عمرو** نے اندر سے نعرہ کیا **بہار** و **باغبان** وغیرہ جو آسمان پر اڑ رہی ہین انکے بھی کان مین یہ صدائے جانفزا روح فزا تما پہونچی ہاتھون مین شیلے سحر اس ارادہ پر تھے کہ **افراسیاب** پر سحر کرینگے ابھی ہی ہا نیچ کفار پر پھینک مارے کہ **چالاک** بصورت **حیرت** تخت زرین پر ہے اسرار جادو کو **افراسیاب** نے اپنے دامن سے جھٹکا کہا لے **حیرت** لینا مین گنبد نور مین جاؤن یہ کیسی آواز حیرت خیز آتی ہے زمین کیون تھراتی ہے **چالاک** نے بچالاکی اسرار جادو کو لیا برابر **افراسیاب** کے تو تخت پہونچ ہی چکا تھا آواز **عمرو** کے سفید مہرے کی سن رہا تھا دس حباب دس انگلیون سے

منھ پر افراسیاب کے مارڈے پہلو سے برق بصورت مصور و قران بصورت ابریق و ضرغام بصورت سرمار ان سب نے اشیائے بیہوشی افراسیاب پر مارے افراسیاب لوٹ گیا غلطین کھاتا ہوا اچھلا مگر بیہوش ہوتے ہوتے ہاتھ جو ہلا دیا تخت عیارون کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے مگر اسباب سحر سازان مذکور کے جو انکے پاس تھے یعنی چالاک نے گلدستہ حیرت پھینک مارا آواز دکرائی ساحری یہ جو شہر ناپرسان مین فوجین تیار ہین انکو جلا دو اور اپنے نام کا نعرہ بھی کیا منم مہتر بن چالاک بن عمرو نعرہ چالاک

				بعیاری من آنم چست چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک		نہ آید باد گرد تیز گامم		خلیفہ اولم چالاک نامم
قران نے نعرہ کیا نعرہ قران		سریع السیر چون ابر بہارم		جہان سرہنگ در خنجر گزارم
بمیدان اژدر آتش فشانم		منم مہتر قران شیر یانم		ضرغام و جانسوز نے بھی نعرہ

کیا برق بھی پکار اٹھا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گزار ٭ منم یکہ لیکن گران بر ہزار بہار و شعبان وغیرہ نے دیکھا کہ ان لوگون نے انتہا کی جرات پیدا کی کہ ساحران مذکور کی شکل پر ہوا پر تھے اسباب سحر تو اپنے اپنے پھینکے مگر افراسیاب کا ہاتھ جو ہلگیا تخت سب کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے زمین پر یہ سب گر پڑینگے اور اسرار بھی الٹتی پلٹتی جاتی ہے کڑک کڑک کے گرے عیارون کی کمرین پنجے دیے چالاک نے کہا ملکہ اسرار کو لینا یہ بھی ہماری طرفدار معلوم ہوتی ہے سحر افراسیاب مین مبتلا ہے ایک ساحر نے اسکو بھی پنجہ مین دبایا یہان قیامت برپا ہے ابریق سنگدل کے سحر کے پتھر شہر ناپرسان مین برس رہے ہین سحر حیرت سے شعلہ ہاے آتش گر رہے ہین گلدستے مین اسکے شعلہ جوالہ بھرے ہوے تھے ناریون کو جلانے لگے قران نے تصویر ہاے مصور کو پھینکا اسنے یہ نقشہ کیا مثل تصویر تصویر ہوکر بلا زمان افراسیاب گرنے لگے سرکشون کے سر پھٹنے لگے سحر سرمار نے برف برسائی گرم مزاجون کو ٹھنڈا کیا بچھاؤن پر سر منڈلانے ہی اولے پڑے ٹھنڈے جہنم مین پہونچے سردار تو عیارون کو مع اسرار پنجون مین دبا کر طرف اپنے لشکر کے چلے تب عمرو نقب مین اترا ماران نے سحر کرکے طبقہ زمین کا اڑا دیا عمرو کو ساتھ لیکر طرف لشکر ظفر اثر کے مثل باد صرصر بھاگی مگر خوف سے تھرا رہی ہے یہان شہر ناپرسان مین رات بھر شہنشاہ نیلم شہنشاہ توسن و مواج بن گرداب آدم خوار و لطمہ صدگوش دریا نوش و جیحون جادو و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و بدسرشت و بدخو دخان سیہ رو و ملکہ عقاب آسمان سیر و ملکہ شبرنگ سیاہ پوش و ساحر لاثانی و قواق کہربا پیشانی و طیران و سیلن گوشہ گیر و ملکہ شوخ و شنگ و ملکہ زعفران عجائب رنگ و قتال جادو و منقال جادو و وابیل جادو و ہابیل جادو و شریر جادو و ضریرہ جادو و منیر آسمان نشین و ملکہ شور انگیز جلالت آئین و قلماق اژدر پوش و سالار بینوش و ملکہ طنبور سحر ساز و ملکہ عندلیب نغمہ پرداز وغیرہ

رات بھر اپنی اپنی بارگاہون مین جاگی ہین دو گھڑی رات رہے سے جلادان خسیس طینت و میمون خصلت خرسہاے بادیہ ضلالت سیاہ رو بدخو تیرہ درون حاضر ہین آرہ کش تسمہ کش چشم کن سینہ شگاف پھر رہے ہین دار ین استاد پر سرکشی جلاد سب سے زیادہ منتظم صاحب جاہ و حشم شہنشاہ نیلم و ساحر پرفن شہنشاہ توسن سحر ہوتے ہی بارگاہون سے نکلے تھے کہ یکایک یہ قیامت برپا ہوئی چونکہ برائے انتظام کل شاہان و ساحران بدانجام اپنے خیمون سے باہر آچکے تھے دیکھا کہ شہنشاہ آسمان سے یون چلے آتے ہین نیچے سر اوپر پانؤن اور عیار دنکے نعرے ہوے برف و سنگہا و خنجر و تیر و تبر برسنے لگے لاکھون بیجیا واصل جہنم ہوے صداہاے گیرد ار تا بہ فلک پہونچی زمین تھرانے لگی چونکہ یہ سب ساحران زبردست ہین بادۂ سحر و ساحری سے مست ہین حیران و پریشان لاکھون لاشہ پھڑک رہا ہی لکہ ابر تیرہ و تار کڑک رہا ہی رعد کی گرج برق کی چشمک نی تیرون کی بوچھار ساحران زبردست نے تھبیں تمام بخیال انجام سپرین سحر کی فوراً تیار کین ان آفتہاے آسمانی سے اپنے کو بچانے تھے کبھی گھبراتے تھے کہ یہ کیا قیامت آشکار ہی عمل ہی کہ اب جان بچنا دشوار ہی کوئی کہتا ہی خداوند لقا کو غصہ آیا تقدیر برعکس کی مفت مین ہم غریبونکے جان پر بنی کسی طرف شور ہی یا لات اعلےٰ منات معلی توبہ کرتے ہین آپکے بندے مرتے ہین وقت دستگیری ہی کوئی سامری جمشید کو پکارتا ہی بعض گھبرا کر کہتے ہین ان سب پر لعنت کرو یہ سب خداوند بڑے ظالم ہین اپنے بندون کی تباہی کا افسوس نہین انکو پکارین کس سے فریاد کرین رات سے بازاری بدمعاش جمع تھے بڑے بڑے پہلوان ڈنڈپیل سن چکے تھے کہ بروقت قتل اسد ضرور لڑائی ہوگی مال لوٹینگے آجکے وعدے پر مہاجنون سے قرض لیا تھا ان صاحبون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا آپسمین کہا لو بھائیو غدر ہو گیا اسوقت نہ داد ہی نہ فریاد ہی مطلب حاصل کرو جسکا مال ملجائے لوٹ لو اپنا بیگانہ کیسا کسی نے کسی کی پگڑی اچھال دی صرافونکی دوکانون کی تھیلیان غائب ہونے لگین شہر ناپرسان لٹنے لگا دوکاندار رام رام کہکر بھاگے بعض واقفکاران شہر شوالون مین گھس پڑے بت سونے چاندی کے قبضون مین کیے برہمن تیمبری دھوتیان باندھے ہوے پوتھیان پھینک پھینک کر بھاگے جلاد لینے لگے کاٹنے لگے مگر افراسیاب نے یہین تک پہونچا تھا کہ پتلہ فولادی زمین سے نکلا شہنشاہ شہنشاہ کہتا ہوا افراسیاب کو لپٹ گیا گود مین لیکر چھینٹا پانی کا مارا افراسیاب نے آنکھ کھولی یہ قیامت برپا دیکھی ساحر جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین کہین پتھر برستے ہین ساحر جان بچانے کو ترستے ہین ایک سمت برفباری اہالیان فوج کی بیقراری افراسیاب نے اُٹھتے اُٹھتے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا دیکھا نہ جبرت ہی نہ سرما نہ ابریق نہ مصور مگر سحر انکے پتھر برسا رہے ہین برف گرا رہے ہین وہان بوقت سحر صرصر صبار فتار جو درختون سے بندھی تھین کاہ کشون نے آکر انکو کھولا یہ دونون بدحواس افتان و خیزان اس مجمع مین آکر پہونچین دیکھا دریاے خونریزان بہ رہا ہی افراسیاب منمنم کر رہا ہے بھاگ کر دربارگاہ حیرت پر آئین دیکھا دربارگاہ پر سناٹا ہی خوف سے نگہبان بھاگ گئے

یہ دونون پردہ اُٹھاکر اندر آئین دیکھا بی حیرت دوشالہ تانے سو رہی ہین خیال کرکے دیکھا دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھی ہی دونون پیٹنے لگین پٹی اُتاری منھ دھلاکر کہا بی جلد اُٹھیے سارا شہر قتل ہو رہا ہی صاف ثابت ہے کہ مسلمان آپڑے سحر ہو رہے ہین آپکی فوج والے رو رہے ہین لاکھون بھاگے لاکھون مرچکے شہنشاہ کو سنا زمین پر گرتے تھے پتلے نے رد کا شاہان اولوالعزم اپنے کو بچاتے ہین سرداران لشکر گھبراتے ہین حیرت آنکھین ملتی ہوئی کہتی ہوئی چلی آگ لگے اِس سلطنت کو کسی غریب کے گھر بیاہی جاتی ماش کی دال روٹی کھاتی آرام تو پاتی نگوڑے مسلمانونکو نہ دن سوجھے نہ رات نہین معلوم مجھکو کون بیہوش کرکے ڈال گیا مین کیا جانون صبح ہوتے ہی کیا اندھیر ہوا ناگاہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا ملکہ جلد چلیے شہنشاہ خفا ہوتے ہین آپکے سحر نے آگ لگا دی ہزارون جلگئے لاکھون جان بچاکر ٹلگئے یہ سنکر حیرت گھبراکر دوڑی اس عرصہ مین صرصر اور صبار رفتار خیمہ مصور مین پہنچین دیکھا مرشدزادے ننگے چٹائی مین لپٹے کھڑے ہین صبار رفتار نے کہا اُستانی صاحب دیکھیے یہ کیا سامان ہی صرصر نے کہا یہ نگوڑا ننگ خاندان ہی ہمیشہ جامے سے باہر رہتا ہی عیارون کی جفا سہتا ہے صرصر نے منھ پھیر کر چادر اُڑھایا منھ پر چھینٹا پانی کا مارا مرشدزادے نے گھبراکر آنکھ کھولی صرصر و صبار رفتار کو سامنے پایا سمجھا عیاران اسلام مجھے مارنے آئے ہین چاہا دوڑکر دو تھپڑ مارے صرصر نے کہا مرشدزادے ذرا ہوش مین آئیے شہنشاہ کے پاس چلیے دیکھیے آپکی تصویرون نے کیا نقشہ کیا ہی ہم صرصر و صبار رفتار ہین مصور گھبرایا جامے سے باہر تھا اب لباس پہنا گھبراکر پوچھا کہ اسد قتل ہو گیا عیارنیون نے کہا باہر تو چلیے زیادہ نہ مچلیے مصور جلدی لباس پہنکر بیرون بارگاہ نکلا دیکھا قیامت کا ہنگامہ ہی اس عرصے مین صرصر و صبار رفتار نے جاکر سرما و ابریق کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی دونون آنکھین ملتے ہوئے گھبرائے ہوے بدحواس کہتے ہوے کیون ملکہ خیر تو ہی صبار رفتار نے کہا چلو تم لوگ یہان بیہوش پڑے تھے سحر نے تمھارے قیامت برپا کردی ہی یہان افراسیاب کھڑا ہوا فوج والون کو بچا رہا ہی سحر دفع کرتا جاتا ہی آگ بجھانے کو پانی برساتا ہی برف پر برق چمکاتا ہی کہ سامنے سے ملکہ حیرت پیٹتی ہوئی پہونچی افراسیاب نے کہا کیون او حیرت ناک تیری کاٹ لون تیرے سحر نے لاکھون کو جلایا حیرت نے کہا شہنشاہ مین تو بیہوش پڑی تھی سحر تو مین نے پتلے مسلمانان بنایا تھا کہ صبح کو زیادہ مشقت نہو مسلمانونکو میرے فسون سے مہلت نہو سرما و ابریق و مصور بھی پہونچے افراسیاب نے کہا واہ مرشدزادے بڑے حرامزادے ہو اپنی تصویرونکو تو روکو مصور نے کہا زبان سنبھالیے بیہودہ باتین منھ سے نہ نکالیے نانا دادا سے کہکر سارا طلسم مٹوا دونگا افراسیاب نے کہا تمھارے نانا دادا بیچارے کیا تھے الٹی پلٹی نالایق تقدیر کرتے ہین ایک مسلمانون کا خدا ہے یہ ایسے نامرد ہین ایک سے پونے دو سو ڈرتے ہین آپ کو کچھ معلوم بھی ہی شاید طلسم کشا چھوٹ گیا پھر بحر کا مل افراسیاب مصور و حیرت و سرما و ابریق نے سنکر دوڑ

سحر سے آفتین برپا تھین اُنکو مٹا اب جہان تیرہ و تار روشن ہوا افراسیاب کو پھر یہ خیال گذرا کہ بابا یہ لاکھون جادو
مرگیا کچھ برف مین ٹھنڈے ہوے کچھ آگ کی تپش سے جہنم پہنچے شور گریہ و زاری بلند ہی کوئی کہتا ہی ہائے باپ مرگیا
کوئی کہتا ہی جوان بیٹا موا کوئی کہتا ہے بھائی تو نے شباب مین جان گنوائی کسیکی مان سر پیٹ رہی ہی کہین فہمیدے
لپٹے نوچیون کو لے گئے افراسیاب نے سرما وابریق سے کہا ان سب کو چپ کرو خاموش ہون لاشے جلد اٹھوا دو
تا بدولت جاکر گنبد نور مین تو دیکھین اگر حرامزادی یاران خواجہ عمرو کو لیکر راہ نقب سے پہونچی جلاد ہوے تو حکم ناطق
تھا کہ سواے میرے جو کوئی آئے اگر میری زوجہ بھی ہو اسد و مہ جبین کا سر کاٹ لینا دیکھون انکو بچاوُن سکیگا
سرما وابریق وغیرہ چوب وچقماق لیکے دوڑے اس بدعت مین ہزارون کے سر پھٹے لاشے اٹھوانے مین
مصروف ہوے جنگل تمام لاشون سے معمور ہوگیا افراسیاب بقہر و عتاب چرخ مار کر بالاے گنبد نور آیا
آکے دیکھا اسد و مہ جبین ندارد جلاد دبکے سر کٹے پڑے ہین گھبرا کر نقب مین جھانکا دیکھا بیچ مین سے
طبقہ ٹوٹا ہوا ہے لاشۂ نخل بدعت پڑا ہی نقب کی عمارتین برباد یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر قہر و
غضب مین کانپتا ہوا بیرون نقب آیا تمام حاکمان دربند متردد و متوحش ایک مقام پر کھڑے ہین سب سے
افسر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ و دخان سیہ رو آپسمین اشارے کناے کر رہے ہین نیلم
کہتا ہی شہنشاہ کی غفلت حد پر پہونچی سردارون کو یون بیزار کیا سب نامی نام آور اراکین طلسم راز دار جاکر
شریک مسلمانان ہوے قید اسد غازی کا انتظام نہو سکا ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ توسن کیسے منتظم ہین
کون کون صاحبین بھائی صاحب کے سپرد ہین اگر کہین چھوٹ جائین تو طلسم ہوشربا کی خاک اڑادین شہنشاہ
ہوش ربا کی زندگی دشوار ہو بھاگنے کا راستہ نملے ہر متنفس کو رنج و ملال پہونچے بھلا چھڑانا تو مشکل ہے
اتنا تو کوئی دریافت کردے کہ ہمارے بھائی صاحب کے زندان مین کون شخص قید ہے قیدی کا کیا نام ہی اسکے قید کرنے سے
کیا کام ہی نہ محافظ ہی نہ نگہبان اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر ہوکر ہفتہ مین خود ایک مرتبہ تشریف لیجاتے ہین اپنی آنکھو سے
قیدیون کو دیکھ آتے ہین مصور جادو تو ایک الو کے پٹھے ہین کہا اے بادشاہ عالیجاہ وہ کونسے قیدی ہین جو شہنشاہ
توسن کے سپرد ہین بادشاہ ملک ہین یا گرد ہین شہنشاہ توسن نے ہنسکر کہا مرشدزادے اعزاز و اکرام تو قیدی کا آپنے
سنا اسکا نام لینا کیونکر مناسب ہے اور آپ بخوبی آگاہ ہین اسوقت خیال مین نہین ہی آپ ہی بزرگون کی صلاح سے
وہ لوگ قید ہوے مگر عرض کرتا ہون مثل باغبان وغیرہ اگر ہم شہنشاہ سے باغی ہوجائین ایکدم مین طلسم کا
کام تمام کردین مگر شہنشاہ کے رازدار ہین اس سلطنت ہوش ربا کے ہم خود مالک و مختار ہین کل امورات ہماری
راے سے ہوتے ہین ایک قید مین طلسم کشا کی پہنسے دخل نہ دیا دیکھیے کیا انجام ہوا ملاحظہ کیجیے شہنشاہ گنبد نور
آتے ہین مردود کی خبر لاتے ہین یہان تو یہ باتین ہین توسن و نیلم کی باتون پر کل سردار ہنس رہے ہین افراسیاب

پر مضحکہ ہے کوئی کہتا ہے غافل ہے کوئی کہتا ہے بالکل جاہل ہے کوئی کہتا ہے انتظام نہ ہوسکا ایک کہتا ہے عمرو کو جو چھوڑ دیا گیا کچھ نہ ہوسکا ایک کہتا ہے کیا غضب کے عیار ہیں آسمان پر اگر بیٹھے تھے بیہوش کرکے شہنشاہ کو بھاگے کیا غضب کر گئے لاکھوں کی جان بخشی کیا قیامت کا ہنگامہ تھا چند کس صحیح بچ گئے یہ بھی حسن اتفاقات و مناسبات تھے صلح کو نہ سمجھ میں آتا تھا لڑائی سے کیا رات ہی رات تھیں بعضوں کہ افراسیاب غصہ میں تیوری پر بل منہ میں کف بھرا ہوا پیشانی پر شکن ڈالے قہر موجزن جیسے کسی قریب آکر پہونچا نیلم خوش فن نے بڑے مضحکہ سے مسکرا کر پوچھا کیوں شہنشاہ کیا طلسم کشا چھوٹ گیا عمرو کیونکر پہونچا اسکے سراغ لگا اسرار کو کون جانتا ہے عمرو کی کسنے رہبری کی کس سرکش نے خود سری کی افراسیاب نے جو سب کو مسکراتے دیکھا فرط غضب مین تاج کو کج کرکے مونچھوں پہ تاؤ پھیرا کہا اے حاکمان دربند طلسم ہوشربا اے ناظمان ممالک عجائب نما بدولت کسی صاحب کے بھروسے پر سلطنت نہیں کرتے ہیں اگر آف کردوں تمام کوہ و دشت کو جلادوں اگر دعوی خدائی کردوں مُردے کو زندہ زندہ کو مردہ کرکے دکھاؤں اگر علوم نیرنگ و شعبدہ پر آجاؤں فلک ہفت پیکر کے چھکے چھڑاؤں سب صاحب بخوبی واقف ہیں چند کس ناواقف ہیں اپنے بزرگوں سے سنا ہوگا جس روز ما بدولت دریائے نیل پر پہونچے لوح طلسم کی تلاش تھی آپ سب صاحب فرماتے تھے اے شہنشاہ دریائے نیل پر نہ جائیے لوح لینے کے سودے میں نہ پڑیے وہ مقام عجائب غرائب ہے دریا تلاطم پر مضطر ہے سراسر شور وہاں کنارا کیا اسکا ڈوبنے والا کبھی نہ ابھرا ایک ایک موج اسکی گرداب قیامت ایک ایک قطرہ محیط آفت نہنگان دریائے نیل مثل کلہ فیل مچھلیوں کی ماہیت سے کماہی کون آگاہ ہے اس منزل جوش و خروش میں کسکو رسم و راہ ہے جب آبی آنکھیں نکالتا ہے صاف ظاہر ہے کہ قہر و غضب میں گھور رہا ہے ہر وقت کف لاتا ہے ہر دم آدمی کو ڈراتا ہے مقام خوفناک پر ہول کنارے سے کنارا بہتر خوف تباہی جہاز عمر رواں ہے ہر ایک موج شمشیر براں ہے گرداب حلقہ ماتم گھاٹ اسکا تلوار کا گھاٹ ہے پاٹ اسکا چادر چرخ نیلی کا پاٹ ہے ہزار ہا اسمین جانور آدم خوار رہیں وہاں کی ہوا ناہموار مگر ما بدولت نے کچھ خیال نہ کیا بجوش و خروش پہونچا صاحب لوح قوی جسم فیل پیکر عمود قامت میں دیو کا ہمسر قہقہہ کا ملنا کیا ہنسی تھا سب صاحب فرمائیں اسکو کیونکر نکال کر لایا قتل کرکے یہاں کہنے کے چیر پھاڑ کر پھینک دیا اسوقت سب صاحب مضحکہ کرتے ہیں ما بدولت بہرام فلک سے نہیں ڈرتے ہیں اگر سرداران خواجہ عمرو و عیاران نامور بسیار زیرک ہوشیار ان بڑا کام کر گئے ملازمان نے عمرو کو راہ نقب تا بہ گنبد نور پہونچایا اسرار جادو نے شب بھر جو قصص و حکایات میں مصروف رکھا کتاب دیکھنے دی بڑی جستجو کی اب آپ سب صاحب دیکھیں سب باغیوں کو چشم زدن میں لاتے ہیں دیکھوں میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتے ہیں اسوقت آپ سب صاحبوں کے ہیچ تبسم نے خنجر بران کا کام کیا اس ہنسنے نے زخم جگر پر نمک چھڑکا ان کلمات قہر آیات افراسیاب سے بڑے بڑے ساحر جو موجود ہیں اور اپنے کو سامری زمان اور جمشید عہد جانتے ہیں ایسے دبے کے سحر کو کب بتاتے ہیں غصہ دیکھکر افراسیاب کا کانپنے تھرانے دیکھا حقیقت میں افراسیاب کی صورت بدل گئی چہرہ سرخ ابرو تن پر بل آگئیں تا بہ فرق چڑھ گئے آنکھیں جوش قہر و غضب سے ابل آئیں شعلہ جوالہ یا جہنم کا جلا ہوا کندہ معلوم ہوتا تھا جو کہتے کہتے صرف دو تین کی نظروں سے سب کی تاب نہ تھی

سب کے طائر ہوش اُڑ گئے حیرت نے پریشان ہوکر بال کھولدیے ڈوپٹہ منھ پر رکھکر رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوا ایسا غصہ مین کبھی شہنشاہ کو مین نے نہین دیکھا اکیلے گئے ہین مسلمانون مین صرف سترہ سو سردار ہین چھٹون عیار مکار وغدار ہین ایسا نہو کہ میرے وارث کو کسی دام مکر مین پھنسائین آپ لوگونکا مضحکہ کرنا بہت ناگوار ہوا آج یہ سحر تو آشکار ہوا دیکھتے دیکھتے غائب ہوے مین نہ ٹھہرونگی جاکر اپنے وارث کی خبر لونگی بُرے وقت مین جاکر شریک ہون مجھے اپنے راج سہاگ کا ڈر ہے اراکین طلسم ہوشربا کا بارگاہ عمرو مین گذر ہے میرا وارث تنہا ہے مگر امون نے ایکا کیا ہے یہ کہکر آگے آگے حیرت پشت پر اٹھارہ سو تاجدار گرد گردنکش ساحران یکتا ناظمان دربند طلسم ہوشربا ساحر بیشمار غول کے غول غٹ کے غٹ چلے آتے ہین طبقے زمین کے تھراتے ہین عیارون کو حیرت نے اشارہ کیا کہ اے کمبختو ذرا بڑھکر خبر لو جو کچھ وہان گذرے دمبدم کی کیفیت سناؤ یہ سنکر صرصر وصبا رفتار وشمیمہ نقب زن وشرارہ سنگ انداز وشاہین جنگل کشا دو تین بدلکر شکلہا ادھر ادھر کے بھاگین دو کلمے لشکر عمرو کے سنیے

ساقی نامہ

دن فصل بہار کے پھر آئے
سودا ہے یہ ہنسی خوشی کا
پھولا نخل مراد یارب
دل ہو مرا لموانوان ڈول کب سے
اس ولو مین آفتاب آجاے
اُترے جسدم وہ رشک محفل
پھر جائین نشے مین کالے گورے

اے روز الست کے شرابی
دے جام الٰہی سلامتی کا
لے میری دعا کے لینے والے
ملوا دے دختر عنب سے
نظرون ہی مین دیکھکر جو پی جاؤن
بھر جائے خوشی سے شیشۂ دل

ساقی ہے کدھر شراب لائے
لانا اک پھول کی گلابی
مرمر کے خزان کے دن گذارے
کر لال پری مرے حوالے
دلمین مزے وہ شباب آجاے
مرنے سے ملے نجات جی جاؤن
آنکھون مین پڑین جو لال ڈورے

یہان ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سریر شہنشاہ با توقیر صاحب قہر وخشم ملکہ مہرخ سحرچشم شب بھر مسلح مکمل آمادۂ مرگ مہیاے قضا زندگی سے بیزار مجبور وناچار حیران وپریشان متردد ومتوحش کبھی بارگاہ مین کبھی بیرون بارگاہ گردش سیارگان پر نگاہ جون جون رات گھٹتی ہے غم والم بڑھتا ہے اہالیان لشکر کمرین باندھے ہوے اپنے اپنے بستر پر پیدل ومکدر گوش برآواز کہ مالک ہمارا حکم دے اگر دریاے آتش ہو پھاند پڑین مرین لڑین ناگاہ گریبان سحر چاک ہوا ملکہ مہرخ سحرچشم گھبرا کے بیرون بارگاہ آئین کہا لو یارو سحر ہوگئی ہم سب کی صبح ہوئی کوئی عیار پلٹ کر نہ آیا کچھ حال شہزادہ پرسان نہ سنایا جان دینے کا بھی وقت آیا برائے خدا یارو بڑھکر دیکھو شہزادہ پرسان کا کیا رنگ ہے خدا نخواستہ طلسم کشا کو قتل تو نہین کیا اگر گنبد نور سے اُتارنے کا قصد ہوا ہو ہمکو جلد لاکر خبر دو اپنی جا کر جان دین افسوس صد افسوس کیا لاشہ جانباز افسر کا اکیلا رہیگا واجب تو یہ تھا کہ بیچ مین قافلہ سالار گردا ہالیان قافلہ دیکھنے والے دیکھین ملازم نمکخوار بعد مرنے کے بھی اپنے آقا کے ہمراہ ہین اصل مین ہوا خواہ ہین قریب تھا کہ لوگ خبر کے واسطے دوڑین آسمان پر برقین چمکین غبار نقرہ

بعد صولت خوش انداز خوش رو ملکہ بہار جادو و ملکہ سرخ موی کاکلکشا وغیرہ بارہ سردار عیارون کو اپنے پنجہ قوی مین تھامے ہوے ایک ساحرہ ضعیفہ کو باغبان قدرت اپنے دوش پر لادے اس رنگ سے آکر زمین پر اترے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر آواز دی یارو براے خدا کچھ خبر اچھی سناؤ دل کو مجھ سوختہ بخت کے تسکین دو اول باغبان قدرت نے اتنا جواب دیا ای ملکۂ عالم خیریت ہی بیان کرتے ہین خبیث ساحرہ کو مین لایا ہون اسکو افراسیاب باغ سیب سے گرفتار کر کے لایا تھا ہوشیار کرون تو مفصل حال یہ بیان کرے ہمنے عیارون کو روے ہوا سے گرتے دیکھا فوراً سنبھال لیا ملکہ بہار جادو نے اور باغبان قدرت نے ملکہ اسرار جادو کا سحر اُتارا یہ رازدار ملکہ اسرار بیہوش تھی جسوقت افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب سے چلا تھا ایسا سحر بیجا نے کیا تھا کہ تمام جسم مین آبلے پڑ گئے تھے آنکھون سے بالکل نہ سوجھتا تھا اب جو بہار رو باغبان نے پھول برسائے گل مراد حاصل ہوا چہرہ نور اسلام سے مثل ماہ کامل ہوا آنکھ کھولکر اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ملکہ مہرخ انتشار مین خبر فرحت اثر کے انتظار مین جملہ سرداران نامی سالاران گرامی کو اپنے گرد حلقہ زن پایا چہار جانب ہجوم سیارگان بیچ مین ملکہ مہرخ مثل ماہ تابان اسرار جادو اب سمجھی کہ مین بارگاہ گردون پناہ اہل اسلام مین پہونچی خوشی خوشی اُٹھکر بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ملکہ اسرار جادو نہایت بلیغ و فصیح ہر چند کہ سن زیادہ تھا مگر حسن ملیح شیرین کلام نیک انجام بعد سلام ہاتھ اُٹھاکر صفت ملکہ مہرخ مین بفصاحت یہ چند شعر پڑھے

نظم

شاہا ترے گدا کا ہے مشہور احتشام
شاہان سرفراز سب اسکے ہین پاے نام
ہو اسپ پر سوار کرے عزم جنگ اگر
میدان کارزار مین ادنےٰ ترا غلام
جولان کرے جدھر کو رہے اسطرف نہ خاک
اُڑ جاے خاک اُدھر کو جدھر کو پھرے لگام
پامال اسقدر ہو کہ معلوم بھی نہ ہون
افراسیاب کون ہی رستم ہی یان کدام
شمشیر اسکی خرمن اعدا کو ہو جو برق
آوے گر اسکے ہاتھ مین یک لحظہ بےنیام
ہلجاسے اور ٹک صف اعدا کی اور کو
بے سر ہین پھر تو مد نظر یک قلم تمام

آپکے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کو کس کے منھ مین زبان ہے جو بیان کر سکے ملتمس حضور کی یہ چند اشعار آبدار عرض کرنا واجب لازم ہی

اشعار

اے وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بجا ہے عام
نوشیروان پہ عدل کا گویا ہی اتہام
دیتا ہی تیرے عدل مین ای عادل زمان
زخم جگر کو سودۂ الماس التیام
کیا کیا ہی خوبیون سے کیا حق نے تجکو خلق
شاہان روزگار کے ای فخر و احترام
مذکور حلم کا مین کرون کیا بیان خلق
یا مین تری شجاعت و ہمت سے اب کلام
تیرا ہی بار حلم ہی ایسا جسے تا رہ
کشتی خاکدان کا جو پانی پہ ہی قیام

دعا دیکر سرداران بارگاہ اسلام سے بغلگیر ہوئی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای ملکہ اسرار براے پروردگار جلد کہو حال خیریت مآل طلسم کشا و خواجہ عمرو بیان کرو

اور قلب نا صبور کو گونہ تسکین ہوا اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ انجم سپاہ و پرورد گار عالم دبدبہ و اقبال کو ترقی عطا فرماے روز سیاہ دشمنان تیرہ بخت کو دکھاے خواجہ صحیح و سالم ہین کنیز حسنو صفت عکس ملکہ ماران زمین کن راہ نقب سے انکو ہمراہ لیکر برج گنبد نور گئی ہے مین بڑے کارگزاری باغ سیب مین پاس افراسیاب کے رہی بات پھر اس تیرہ بخت کو کچھ پتا بھی نہین دیکھنے دی ایک فساد بڑی کہ نخل بدعت کو شاید خواجہ یا ماران نے قتل کیا بس افراسیاب خانہ خراب آگاہ ہوگیا مجھپر بھی یہ بلا نازل ہوئی تھی خواجہ کو سمجھا دیا تھا کہ جہانتک ممکن ہو اندر نقب کے دو ساحر نگہبان ہین انکو زندہ گرفتار کرنا انکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا مگر نخل بدعت نہایت ہوشیار و مکار و غدار تھا عقل سے دریافت ہوتا ہے کہ اسنے ضرور خواجہ عمرو کو پہچانا ہوگا وہی اسکی موت کا بہانہ ہوا اب نہین معلوم پھر خواجہ عمرو پہ کیا گزری مگر آگے بڑھکر خبر دریافت کرنا واجب لازم ہے اگر طلسم کشا کو قبضہ مین کر لیا تو کیا سبب ہوا کہ ابھی تک تشریف نہین لاے خیرخواہان دولت کی کیون نہ طبیعت گھبراے یہ کیفیت بگوش ہوش عیاران نامی سن رہے تھے بہ تعجیل با نہاے عیاری سے آراستہ ہوکر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام و قران بیرون بارگاہ آے باغبان و بہار نے کہا اے عیاران طرار ہمارا بھی ساتھ چلنا ضرور ہے اسوقت مین تامل و تساہل ہر امر قتل کا قصور ہے سب سردار آمادہ ہوے کہ ہم سب جاتے ہین خبر لاتے ہین ایسا نہو نقب سے نکلتے نکلتے ملازمان افراسیاب گھیر لین از شہر تا پرستان تا کوہ بلور فوجین فروکش ہین خیرخواہان طلسم ہوشربا سرکش ہین ماہرخ کو بھی تاب آ گئی کہا صاحبو مین سب مین نامرد ہون کہ مرغ زرین بنی بیٹھی ہون شب بھر سر دھنا کی آتش رنج و مصیبت مین جلا کی سب سرداران جان نثار بیقرار ہین چلنے پر تیار ہین کہ صحرا سے گرد اڑی بگرد پیچان و خروشان غبار الم سب کے دلون پر تھے اسی جانب سب دیکھنے لگے بسان ابر رحمت یا آیہ فرحت و مگر دشتی ہوئی سبنے دیکھا آفتاب درخشان آسمان عیاری نیر تابان برج خنجر گزاری شعلہ در صحرا اڑے ہوے آتے ہین ایک جانب ملکہ ماران زمین کن مگر رنگ رو متغیر سب سردار بے اختیار آگے بڑھکر پکار اٹھے شعر اے پیک رسان خبر یار ما بگو ؛ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ؛ **دیگر** از کجا میرسی اے ہدہد فرخندہ قدم ؛ باد قربان سرت حلقہ مرغان حرم ؛ خواجہ براے خدا زبان معجز بیان سے خبر فرحت اثر سناؤ ایسا نہو ہم مشتاقون کی روحین پھڑک کر جسم خاکی سے نکل جائین خواجہ عمرو نے آواز دی اے سرداران نامی و جان نثاران گرامی رب اکبر صانع بیچون نے فضل اپنا شریک حال کیا دور دلکا غم و ملال کیا اسد غازی و ملکہ مہ جبین کو گنبد نور سے جا کر بخیر و خوبی لایا مالک بے نیاز نے یہ روز سعید دکھایا باغبان قدرت یہ مژدہ جان بخش سنکر مثل گل شگفتہ ہوا بہار جادو خوشخو چوسنین ساقی تھی پھر کر خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو گود مین اٹھا لیا ماران سے ایک یک بخوشی بغلگیر ہوا تھا اس عظم و شان سے خواجہ عمرو کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ مین آے ملکہ مہرخ بخوشی تخت پر سرداران ذیشان فرحان و شادان کرسیون پر

متمکن ہین جو تمھارے سامنے حاضر ہین سب باشتیاق خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جانب دیکھتے ہین مصرع چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است ؛ اب خواجہ کسی پہلو قرار ہین مگر خاموش ہین غیرت کا جوش ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ برائے خدا کچھ بیان کرو زنبیل سے اسد و مہ جبین کو نکالو ہم انھین مشتاق ہین چند روز سے تمہین بھی شائق ہین دید فرحت آثار سے دیدہ دل منور ہون یہ سنکر خواجہ نے منہ بنایا کہا صاحبو یہ تو بیشک ہوا کہ قید لوگون سے انکو اُتار لیا مگر وہ دونون میرے پاس نہین ہین یہین ہین دو چار دن مین تدبیر کر کے لے آؤنگا ہفتہ عشرہ مین تمسے ملاؤنگا ملکہ بہار نے گھبرا کر کہا خواجہ کیا راہ مین افراسیاب لے گیا اُسنے چھین لیا جلد فرمایئے اُسکا نام بتایئے ہم لوگ افراسیاب سے مقابلے کو موجود ہین اور کسی کی کیا حقیقت ہے عمرو نے کہا صاحب جہان اسد و مہ جبین ہین وہان لڑائی کا کام نہین ہے اس مقام پر فرشتون کے پر جلتے ہین ملکہ بہار نے کہا کیا کوئی افراسیاب سے بھی زیادہ ہے عمرو نے کہا سنو سب لوگو بڑی چیز ہے لین دین مین زور نہین چلتا مین مہاجن کا قرضدار تھا مقدمہ دائر ہوا اسد غازی ہین اسنے قرض لیا تھا صرف کیا وہ راہ مین چھپا کھڑا رہا جب مین نقب سے نکلا اُسنے قیدی مجھ سے چھین لیے مین کیا عذر کرتا یہ سنکر باغبان قدرت ہنسا کہا خواجہ ہم سب قرضہ ادا کرنے کو حاضر ہین عمرو نے کہا صاحب سنو صاحب یہ روپے کا کام زبانی سے نہین نکلتا جن صاحب سے جو کچھ ہو سکے مجھے کسی سے انکار نہین ہے موافق اپنی اپنی حقیقت کے سب صاحب دین اپنے افسر کو رہا کرین ورنہ وہ مہاجن بڑا ظالم ہے نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا یہ کہکر ایک بڑا سا چادرہ زنبیل سے نکالا عین بارگاہ مین بچھا دیا فرمایا ہان بسم اللہ سب صاحب کہین یہ تو مجھکو یقین ہے کہ آخر مجھکو تمسک لکھنا ہوگا رفتہ رفتہ ادا کرتا رہونگا مگر سود تو پہنچ جائے روپیہ بڑھنے نہ پائے وہ قرضہ اسقدر ہے کہ جسکا سود بھی پہونچنا دشوار ہے اسکا بانی حمزہ نامدار ہے اُنکی دختر بلند اختر زبیدہ شیر گیر میرا فرزند کرب والا ہے سو وہ شادی جسمین تمام شاہان عالم کا مجمع تھا محفل نہ تھی گویا مرقع تھا آقائے نامدار نے وعدہ سب کچھ کیا تھا مگر ابھی تک ایک حبہ بھی نہین ملا بعد چوتھی کے دینے کا وعدہ تھا پھر قرضہ کیونکر ادا ہوتا ایک ایک پیسہ ادا کرتے ہین سود بھرتے ہین اب یہان تم سب صاحبون کے بھروسے پر بیکر خرچ کیا مگر شکایت حکایت بیکار ہے جو جس سے ہو سکے وہ اسوقت مین کمی نہ کرے اُس چادر پر اشرفیونکے توڑے گرنے لگے خواجہ خوشی خوشی مال اُٹھاتے جاتے ہین باتین بناتے جاتے ہین یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ابھی خواجہ عمرو نے شاہزادہ اسد و ملکہ مہ جبین کو زنبیل سے نہین نکالا روپیہ پیسہ زیور سردار دیتے جاتے ہین وہ داخل زنبیل ہوتا ہے یہ بھی فرماتے ہین کہ مجھے کسی صاحب سے انکار نہین یہ مقدمہ فیض و حسنہ کا ہے جو کوئی ایک دیگا دس پائیگا یہ فیض ضائع نجائیگا علاوہ قرضدارون کے غربا و مساکین در دولت پر شب کو منہ چھپا کے آتے ہین انکو دیا جاتا ہے ہر شخص فیض پاتا ہے خانہ کعبہ مین ہزار ہا روپیہ روانہ کرتا ہون جناب خواجہ عبد المطلب والد نامدار صاحبقران مستحق کو نہین پہونچاتے ہین وہ غربا مجھکو عرضیان تحریر کرتے ہین دوبارہ بھیجتا ہون سب اہل دربار خوش و خرم ہین ہنسی قہقہے چہچہے ہو رہے ہین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہے تحصیل پر آمادہ ہین تمام اہالیان لشکر ظفر پیکر مشتاق دیدار فرحت آثار اسد غازی ہین مگر خواجہ یہی فرماتے ہین

کہ آج کوئی متنفس لشکر مین باقی نہ رہے کبھی خوش کرنے کو سردارون کے گنگنا کے یہ چند اشعار گاتے ہین اہالیان محفل کو لبھاتے ہین

اشعار

بوسہ لون چشم مست کا وقت خمار ہے / ساغر چڑھاؤن نشۂ مے کا اُتار ہے
پستان یار کا بھی قیامت اُبھار ہے / گویا نہالِ قد شجر میوہ دار ہے
دل اپنا بلبلِ چمنِ روے یار ہے / یہ باغ وہ ہے جس مین ہمیشہ بہار ہے
سرسبز خط سے کیا چمن روے یار ہے / ہے طرفہ ماجرا کہ خزان مین بہار ہے
چلتے ہین بعد مرگ بھی ٹھکرا کے قبر کو / ہم خاک مین ملے اُنھین اب تک غبار ہے
اے گریہ چشم تر کی حفاظت ضرور ہے / یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے
نیرنگ دہر سے نہین حیرت زدون کو ڈر / تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار ہے
نیرنگ عشق دل مین کھلاتا ہے گل نئے / اپنے چمن مین سیر طلسم بہار ہے

اسوقت محفل مین عجب فرحت و انبساط ہے جلسۂ عیش و نشاط ہے مگر انقلاب فلک کجرفتار گردون غدار مشہور ہے ایک دم مین رنگ تازہ دکھلاتا ہے ہنستے کو رُلاتا ہے شب کو چمن مین گل کھلا صبح کو جھونکے سے ہواے گرم کے مرجھایا اس دار ناپائدار مین کبر و نخوت بیجا ہے انسان ضعیف البنیان خاک کا پتلہ ہے جہان فانی کیا لائق سکونت ہے حقیقت مین مقام عبرت ہے جمشید نے جام بنایا انجام کیا ہوا اسکندر کا بھی حال پُر ملال آئینہ ہے مقام حیرت کہان صاحب آئینہ ہے دو دن کیواسطے تاج و تخت ہے شاہ و گدا کو درپیش منزل سخت ہے ہر دم کا شمار ہے رنج و راحت بالکل بیکار ہے صاحبان جاہ و حشم کہان ہین ملول و غمگین پردۂ خاک مین پنہان ہین یہ فلک شعبدہ پرداز آٹھ پہر گردش مین ہے جسکو عیش مین دیکھون اُسکو رنجدون یہی کوشش ہے گردش فلکی تخم مصیبت بوتی ہے گل ہنستے ہین شبنم اُنکے حال پر روتی ہے لالے نے رنگ یاقوتی پایا فوراً داغ کا دھبا لگا عندلیبان خوش نوا فصل بہار کے مشتاق رہتے ہین پھول کر شاخ گل پر بیٹھنا نہ نصیب ہوا چشم زدن مین مصیبت باد خزان سہتے ہین شب کو معشوق گلرخسار سے وصلت سحر کو صدمۂ فرقت ہر ساعت دنیا مین رنج و الم شادی و غم توام ہین دیکھین انجام کیا ہوگا خوب ثابت ہے جو ذیحیات ہے ضرور فنا ہوگا

اشعار

ہر شخص کو ایک دن ہے مرنا / بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا / مٹی مین ملین گی صورتین سب
مٹنے کو بنی ہین مورتین سب / جانے کے لیے ہے سبکا آنا / گذرا یونہین اسقدر زمانا
کیا زور امانتِ خدا ہین / کیا دخل مشیت خدا مین / اِک نقش برآب ہے یہ دنیا
ہشیار ہو خواب ہے یہ دنیا / فرصت نہین منھ سے بولنے کی / مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
پھر رک نہ سکا وہ جسکی آئی / بیٹا ہو باپ ہو کہ بھائی / بندہ بندہ خدا خدا ہے ۱۵

جو حکم وہ دے وہی بجا ہے
نابود اور لفظ بود ہے ایک
آغوش لحد مین اُسکی جا ہو
سبکے لیے اک یہی سبق ہے
اچھون کو قضا بھی چاہتی ہو
جھٹکارا پھر نہین کہین پر
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہے
دو روز کا ہے فقط پس و پیش
کس کس کو موت نے نہ لوٹا
کھد کھد کے گڑھے پٹے ہزارون
جو آیا سفر کریگا اک دن
آتے جاتے ہین سلسلے وار
آئے تو خدا کی مہربانی
برباد ہوے ہزار ہا گھر
کس جا پہ نہین گذر ہوا اسکا
جب وہ نہ رہے تو کوئی کیا ہے
ڈھارس کو نہین یہ ذکر چھوڑا
باقی ہر چیز کو فنا ہے
بد ہو یا نیک نحس یا سعد
سبکا عدم و وجود ہے ایک
ہو زیست اگر بصورت نوح
مرنا برحق ہے موت حق ہو
وعدہ جب ہو گیا برابر
آ پہونچیگی موت بس وہین پر
پہرا دیتے تھے انس اور جن
ہر چیز کے واسطے فنا ہو
یہ جو ہے سات دن کا ہفتہ
کیسا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا
تکیہ ہین بسترا ہے سب کا
جینا ہے جو مریگا اکدن
اس دم کا اعتبار کیا ہے
جائے تو وداع زندگانی
کس دل کو دیئے نہ داغ اسنے
داغا ہوا ہر جگر ہے اسکا
محبوب خدا نبی ہمارے
انکو بھی تو موت نے نہ چھوڑا
تلخی ہے صبر کی بہ از قند
پہلے کوئی جائیگا کوئی بعد
جو ان کی کنار مین رہا ہے
اک دن نکلیگی جسم سے روح
یہ بات گر سمجھنے کی ہے
گھر ہو کہ سفر ہو بحر یا بر
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
پہونچی یہ موت وان بھی لیکن
سبکے لیے یہ سفر ہو درپیش
سب جائینگے اسمین رفتہ رفتہ
رشتے ناتے کٹے ہزارون
ہر وارڈون مین گھر بنا ہو سب کا
آگے پیچھے یونہین لگاتار
اس سانس پہ اختیار کیا ہو
اس موت سے کونسا بچا گھر
گل لاکھون کیے چراغ اسنے
جگ بیتے یہ جہان بنا ہے
کیسے اللہ کے تھے پیارے
ایک اُسکی ذات کو بقا ہے
اللہ ہو صابرون سے خرسند

جب کوئی خوشی ہو تو مخوف کرے فلک کی گردش سے ڈرے کہ سامنا رنج و غم کا ہوتا ہو ہنسنے کے بعد آنسوون سے منھ دھوتا ہو وہ سامنا اسوقت اہل اسلام کو ہو کہ خواجہ عمرو بارگاہ مین جلوہ فرما ہین سردارون سے ہنس ہنس کر زر و جواہر لے رہے ہین دربار مین چہل پہل لشکر مین خوشی کا ہنگامہ اسد غازی و ملکہ مہ جبین ہنوز زنبیل مین نقد صاحبقرانی عمرو کی تحویل مین کہ یکایک ایک نعرۂ کوہ شگاف کی آواز آئی زمین تھرائی اہالیان لشکر نے دیکھا کہ عین دربارگاہ مہرخ پر افراسیاب بعد قہر و غضب مین سے پیدا ہوا پہلے پردہ اُٹھا کر اندر بارگاہ کے گیا سبکو عیش و راحت مین مصروف دیکھا للکارا او نمکحرامو واہی ساربان زادے تین روپیہ کے پیادے بڑا صدمہ ابدولت

دیا دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون نمکحرامی کا آج مزا چکھاتا ہون ملکہ مہرخ و بہار و باغبان **قدرت** و **معمار قدرت** وغیرہ نے چاہا اٹھکر بھاگین یا **افراسیاب** پر سحر کرین عیارون نے بھی قصد کیا کہ حلقہ ہائے کمند بازین یا گر کر نقش زمین بنین **عمرو** نے بھی نیمچہ ٹیکا کہ جست کرکے نکلجاؤن یا گلیم اوڑھ لون مگر **افراسیاب** نے اس جلدی مین سحر کیا کہ کوئی سردار ہاتھ مین حربہ سحر کا نہ اٹھا سکا پہلے تو ایک سناٹا سا ہی سب سردارون کی آنکھون مین اندھیرا آگیا منکے ڈھل گئے معلوم ہوتا تھا کہ مردے بیٹھے ہین کسی کے قالب مین جان نہین **عمرو** مع کل عیار **چالاک** **برق** وغیرہ زمین مین پڑے ہین ہچکی لگی ہے دم توڑ رہے ہین نہ ہاتھ پانون مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت **افراسیاب** خانہ خراب یہ حرکت کرکے بارگاہ سے بقہر و غضب تمام باہر آیا پردہ چھوڑ دیا اہالیان لشکر کا عجیب حال چہرون پر ہوائیان اپنے اپنے مقام پر خاموش دریائے حیرت و غیرت کا جوش **افراسیاب** بارگاہ کے کل سردارون کو بیکار کرکے باہر نکلا ہے کہ طرف سے شہر ناپرسان کے ملکہ **حیرت** جادو مع اٹھارہ سو تاجدار ساحران بدکردار کے جو تعاقب مین چلی تھی رواروی کرکے آپہونچی سب نے دور سے دیکھا کہ **افراسیاب** بارگاہ مسلمانان پر کھڑا ہے جیسے ہی سب کو آتے دیکھا نعرہ کوہ شگاف کرکے غرق زمین ہوا شہنشاہ **توسن** و شہنشاہ **نیلم** وغیرہ وہان سے آوازین دینے لگے کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ سب خیرخواہان دولت آ پہونچے آخر ہم کس دن کے واسطے ہین ذرا تامل فرمایئے ٹھہر جایئے دیکھے تو ہم کیا کرتے ہین **افراسیاب** نے جواب بھی نہ دیا ان سب کے سامنے غرق زمین ہوا **نیلم** وغیرہ نے دیکھا کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ بارگاہ مسلمانان تھرائی زمین سے چہار طرف بارگاہ کے دھوان نکلا وہ بارگاہ کہ جسکے اندر سترہ سو سرداران نامی و نامآور جان و روح لشکر ظفر اثر جمع ہین اسکے گرد کا طبقہ تھرایا اب بادشاہ **نیلم** و **توسن** جادو وغیرہ حیران ہین کہ یہ کیا شعبدہ ہے دھوان کیسا چہار طرف سے بارگاہ کے نکل رہا ہے ان باتون کو تمام نہ کرنے پائے تھے کہ اندر سے زمین کے نعرہ ہوا انم شہنشاہ طلسم ہوش ربا اب طبقے کا طبقہ زمین کا ابھرا **افراسیاب** بقہر و عتاب دونون ہاتھون سے کل طبقے کو مع بارگاہ لیے ہوئے ابھرا مگر حال یہ ہے کہ تاج سر پر کج آنکھین ابلی ہوئین معلوم ہوتا ہے حدقہ چشم سے نکلجائین گی بند قبا ٹوٹے ہوئے زرہ کی کڑیان شکست نعلین پارہ پارہ اس حال پر ملال سے یہ کوہ عظیم الشان اٹھائے ہوئے منھ سے کف جاری قدم کو لغزش مگر عظم و شان دکھانے کی کوشش قدم بڑھاتا ہوا آتا ہے ہر قدم پر تھراتا ہے **نیلم** و **توسن** وغیرہ و کل ناظمان دربند طلسم ہوش ربا کے ہوش پران ہین غول کے غول اس تماشے کو دیکھکر یا سامری جمشید کہتے تھے غل مچا رہے تھے **افراسیاب** پانچ قدم پر آکر وہ بار عظیم ہاتھون پر لیکر ٹھہرا للکار کر آواز دی اے سرداران شعبدہ باز و اے ساحران نیرنگ ساز تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ اس بار عظیم الشان کو ہاتھون پر اٹھائے تا بہ شہر ناپرسان پہونچائے سب نے فریاد کی کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ تو شاہنشاہ طلسم ہوشربا ہے اس طلسم کی سلطنت کے تو ہی لائق ہے سحر و قوت و طاقت مین سامری و جمشید پر فائق ہے ہم مین کسی کی یہ لیاقت نہین کہ اس بار کو سر پر اٹھائے یا تا بہ شہر ناپرسان لیجائے **افراسیاب** بصد پیچ و تاب

اُس بارکو لیے جھوم رہا ہے پھر غصہ مین آواز دی یا رودس ملکے سنبھالو تم لوگ مابدولت پر ضحکہ کرتے تھے قوت وطاقت و اغتیار مابدولت کا دیکھو چشم زدن مین آیا بارگاہ مین بیک چشم زدن کل کو بیہوش کردیا اسمین سترہ سو سردار ہین چھوٹون عیار ہین اب ان سب کو اسی طرح تا بہ شہر ناپرسان لیجاؤنگا آج ان سرکشون کو خاک مین ملاؤنگا کوئی سوال کا افراسیاب کے جواب نہین دیتا تھا ہر ساحر کے جسم مین تھرتھری تھی مگر ملکہ حیرت جادو نے جو اپنے وارث کو اس حال مین دیکھا کہ طبقے کا طبقہ ہاتھون پر اُٹھائے ہوئے کھڑا ہے انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین استخوان لرزنے کی صدا آتی ہے قریب ہے کنپٹیان شق ہو جائین سر پیٹنے لگی چلائی اے شاہنشاہ یہ کنیز آکر شریک ہوتی ہے افراسیاب نے اشارے سے منع کیا اے خاتون محل خبردار زیر طبقہ بارگاہ آنے کا ارادہ نہ کرنا ملکہ حیرت جادو نے آواز دی اے شہنشاہ مین کیونکر مانون میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہے ایسا نہو کہ آنکھین نکل پڑین یا دشمنون کے ہاتھ پانون بیکار ہو جائین واسطے سامری و جمشید کا کچھ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب اپنا کمال دکھا رہا ہے دلمین گھبرا رہا ہے قوت سلب ہوئی جاتی ہے پسلیونکے کڑکنے کی آواز آتی ہے افراسیاب بڑا صاحب اختیار ہے ان کلمات حیرت آیات کو سُنکر دلمین سوچا کہ حقیقت مین اس بارگران کو لیکر تا بہ شہر ناپرسان ہرگز نجا سکونگا ایسا نہو کہ کسی طرح کی ذلت ہو بڑے بڑے نامحرمان دربند موجود ہین یہ بڑے مردود ہین پھر مضحکہ کرینگے دم نیرنگ! زہی کا بھرینگے یہ سوچکر مثل ابر کے گرجا نعرہ کوہ شگاف کیا آواز دی اے غلامان سامری جلد حاضر ہو مابدولت کو بڑی ضرورت ہے نیلم وغیرہ نے دیکھا کہ یہ کلمہ افراسیاب کا ہنوز ناتمام تھا کہ زمین سے دھوان نکلا شعلے بھڑکے آواز آئی اے شہنشاہ حاضر غلامان ذلیل کل امورات مین سرکار کے کفیل ہین اب سبنے دیکھا کہ چار تیلے قوی تن قوی من زنگی نیچے معلوم ہوتے ہین زمین سے نکلے افراسیاب نے اشارہ کیا چارون نے چارون کونون پر اُس طبقے کے اپنے سر لگا دیے اُس بارگران کو اپنے سر پر لیا افراسیاب نے کہا اب مابدولت چھوڑتے ہین اُن جوانون نے آواز دی بحکم سامری سرکار الگ ہو جائین غلام بخوبی لیکر چلینگے مقام شرم و حجاب ہے سرکار اتنا بڑا بار اُٹھائین چار غلام اُٹھانے مین تامل کرین اب افراسیاب نے اُس بار عظیم کو اُنپر چھوڑا آپ جھومتا ہوا نکلا جب سر طبقہ سے باہر آیا حیرت لپٹ کر رونے لگی کل سردارون نے دوڑ کر ہاتھ چوم لیے قدمون کو بوسے دیے کہا اے شہنشاہ گردون بارگاہ تو ہی سلطنت طلسم ہوش ربا کے لائق ہے کل شاہان ہفت اقلیم پر سحر و قوت مین فائق ہے اُدھر تو جبارون نے افراسیاب جادو کو گھیر لیا حیرت دامن سے لپٹی ہوئی ہجوم عام بحساب مقام لشکر مسلمانان تا بہ شہر ناپرسان تل رکھنے کی جگہ نہین ہے آدمیون سے معمور زمین ہے پشت پردہ چارون غلامان سامری طبقہ بارگاہ مسلمانان لیے ہوئے آتے ہین اب یہ نقشہ نگاہ ناظرین مین ہے

دو کلمہ داستان مسرت بیان صاحب جرأت و تدبیر شہنشاہ آسمان جاہ کوکب روشنضمیر بیان ہوتے ہین

اس سب کو یہ شہنشاہ خیر خواہ مسلمانان شب بھر صفائی قلب سے مراقبت واقعہ دیکھا کیا خواجہ عمرو کا جانا

اسرار جادو کا افراسیاب کو بہلانا پھر آفت گذشتہ بہپا ہونا بلکہ اُسوقت کوکب نے قصد کیا تھا کہ جاؤن جسوقت خواجہ نے نقب مین نخل بدعت کو مارا تھا اور افراسیاب غصہ مین بیٹھا تھا مگر فوراً کوکب پر آئینہ مین آئینہ ہوا کہ خواجہ عمرو نے اسد و مہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اور نقب سے نکل گئے اُسوقت کوکب نے آئینہ کو ہاتھ سے رکھا غبار دل مٹایا ہنستا ہوا قصر مراتب سے نکلا اُسوقت خورشید روشن رائے نے پوچھا حضور خیر تو ہے کوکب روشن ضمیر نے ہنسکر کہا میان افراسیاب کی قلعی کھل گئی کیا عمرو کی صفت کرون ماشاء اللہ کس زور و شور سے ساتھ یاران زمین کن کے نقب کو طے کیا اسد و مہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اے خورشید روشن رائے طائران سحر کو روانہ کرو جلد خبر منگاؤ ہم جبتک امورات رفع ضرورت مین مصروف ہوتے ہین اور ملکہ بران شمشیر زن کو باغ نگارین مین خبر دو کہ نور نظر تردد دل مین نہ کرو خوشی کا سامان مہیا ہو خواجہ عمرو نامدار نے بصد کرو فر بحسن تدبیر قید سے اسد غازی کو رہا کر لیا یہان تک مین دیکھ چکا کہ خواجہ عمرو اپنے لشکر ظفر اثر مین بخیر و خوبی پہونچ گئے کوکب روشن ضمیر یہ کہکر ہاتھ منھ دھونے مین مصروف ہوا خدمتگاران کارگزار حاضر ہوے خورشید روشن رائے نے دو طائر بھیجے ایک سمت لشکر ظفر اثر خواجہ عمرو و دیگر بخدمت ملکہ بران اول ذکر ملکہ بران شمشیر زن واجب و لازم ہی انکو بھی شب بھر باغ مین تڑپتے گذری لشکر تیار خود آمادہ حرب و پیکار باغ مین ٹہل رہی ہے گرد تمام شاہزادیان صبح کو رنگ فق چہرے سے ظاہر قلق حکم کی اپنے باپ کے منتظر ہے کہ اب وقت قتل اسد آگیا ہمکو جاکر شریک ہونا مناسب ہے افراسیاب بربادی مسلمانان کا طالب ہے یکایک آسمان سے طائر آکر پہونچا نامہ اُسکے گلے مین بندھا ہوا ملکہ بران نے نامہ لیکر مضمون پڑھا ہنس پڑی مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا لو صاحبو خواجہ نے طلسم کشا کو چھڑا لیا افراسیاب خانہ خراب کو داغ دیا صدائے مبارکباد بلند ہوئی ملکہ بران نے کہا اب سب ملکر لشکر مین خواجہ عمرو کے چلینگے آج سریر جہانبانی پر جلوس ملکہ مہ جبین الماس پوش ہوگا بحر عیش و عشرت کا جوش ہوگا یہان تو یہ ذکر ملکہ بران شمشیر زن کو جلسہ عیش مین جانیکی فکر لباس فاخرہ نکلنے لگے سب سردار کپڑے بدلنے لگے مگر وہ طائر جو برائے تہنیت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گیا تھا جو حال مصیبت مآل تحریر کرچکا ہون اسکو دیکھکر چشم زدن مین پلٹا کوکب تخت پر آکر جلوہ فرما ہوا ہی جواہرات کی کشتیان نکلوانے کا حکم دیا ہی کہ وہ طائر آکر پہونچا کہا اے شہنشاہ غضب ہوگیا افراسیاب جادو کل سردارون کو مع طبقہ بارگاہ مسلمانان سحر سے بیکار کرکے لیے جاتا ہی غلام نے آنکھون سے دیکھا ہالیان لشکر عمرو مین شور گریہ و زاری بلند ہے اُس بارگاہ مین سب سردار کل عیار موجود تھے جب افراسیاب آیا جس طرح عرض کیا اُٹھا کرلے گیا یہ سنکر کوکب نے زانون پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہوگیا عمرو کی کل مشقت ضائع ہوئی عجب خبر وحشت اثر شائع ہوئی مگر مین ابھی جاتا ہون اے خورشید روشن رائے بران کو بھی فوراً لکھو کہ بی بی لشکر کشی کرو افراسیاب خانہ خراب کل سردارونکو مع شیخ و شاب

لیے جاتا ہم سب کو داغ قتل دیے جاتا ہی خورشید روشن راے نے فوراً ملکہ بران شمشیر زن کو خبر دی ملکہ بران نے بھی منھ پیٹ لیا یا تو خلعت لکل رہے تھے اُن سب کو پھینکا اسباب سحر اُٹھایا تیاری جنگ ہونے لگی کوکب روشنضمیر بیتاب و بیقرار حال مسلمانان پر اشکبار سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر مرکب باد رفتار پر سوار ہوا کہ ایک طائر کاندھے پر آکر بیٹھا چہکارا مار کر ایک کاغذ ہاتھ مین کوکب کے دیا کوکب نے اسکو کھول کر پڑھا طرف سے برہمن روئین تن کے مرقوم تھا کہ اے شاہنشاہ گیتی پناہ براے خدا کیسی ہی ضرورت ہو خبردار خبردار قصر جمشید سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خدانخواستہ دشمنان شاہنشاہ کے واسطے سامنا ذلت کا ہی گردش سیارگان سے صانع خورشید و ماہ بچائے فلک نیرنگیاں دکھاتا ہی صاحبان لیاقت ہی کو ستاتا ہی یہ مضمون پڑھکر کوکب کو پسینہ آگیا قریب تھا کہ غیرت سے غش آجائے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ اپنے کو ہلاک کرون خورشید روشن راے نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرا تصدق ہوا عرض کی خیر ہے چشم زدن مین کیا ہو گیا فلک نے کوئی نیرنگ کھایا شعبدہ نو کا سامنا ہوا کوکب نے کہا کہ مسلمانون پر تو یہ اُفتاد افراسیاب ستم ایجاد کی بیداد کل سردارونکو بقہر و عتاب وہ خانہ خراب لیے جاتا ہی اُستاد جی نے تحریر فرمایا ہی کہ قصر جمشید سے باہر قدم نہ رکھنا کیسی مشکل ہی عمرو کے کیا کیا مجھپر احسان ہین کہان کہان اس نے جان لڑائی جان و آبرو بچائی مین اُسکی مدد کو نجاؤن منھ چھپا کر بیٹھ رہون مصرع واے برما وگر خطار اگر خواجہ عمرو کو افراسیاب نے قتل کیا یا اُسکا ایک موے جسم بھی کم ہوا مین دنیا مین منھ دکھانے کے قابل رہونگا صاحبان جرأت کیا کہینگے ہر محفل مین یہی ذکر ہوگا کوکب روشنضمیر قابو پرست ہی خواجہ عمرو سے بھائی چارہ کیا وقت پر اُسکا ساتھ نہ دیا خورشید روشن راے نے کہا اے شاہنشاہ تقدیر الٰہی سے آپ مجبور ہین برہمن روئین تن نے بتاکید لکھا ہی دشمنون کو ذلت کا سامنا ہو مردان عالم کی جان جائے بخت بد روز سیہ نہ دکھائے خورشید نہایت خیرخواہ نے حسن تدبیر سے کوکب روشنضمیر کو روکا اور باتون مین الجھایا فوراً معرفت طائران سحر بران کو بھی آگاہ کیا صرف اتنا مضمون لکھدیا کہ برہمن کی تاکید ہے خبردار باغ نگارین سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خرابی ہوگی یہ خبر وحشت اثر سنکر بران نے بھی رونا شروع کیا دوہتڑ چلنے لگا ہر ایک کا یہی قول تھا یارو یہ کیسا غضب ہے مہرخ و بہار وغیرہ قتل ہون ہم براے امداد نجا سکین بران کہہ رہی ہی کہ صاحبو باپ کے حکم سے گردن تابی ناممکن ہی مگر یہ بھی داغ رہیگا کہ بعد خواجہ عمرو اگر سر ٹکرا کر جان نہ دی تو نام اپنا ملکہ بران شمشیر زن نہ رکھا لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مر جاؤنگی کسکو روے سیاہ دکھاؤنگی ابھی دو دن گذرے ہین صمصام بدانجام باغی ہو کر افراسیاب کا شریک ہوا قتل پر میرے آمادہ تھا شاہنشاہ اقلیم عیاری و تاجدار ممالک خنجر گزاری نے کس حسن تدبیر سے مجھکو بچایا صمصام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا آج انپر یہ آفت اور ہم شرکت نہ کرین دنیا کے لوگ کیا کہینگے ہر محفل مین طعن و تشنیع کرینگے ایسی زندگی سے موت بہتر ہی ہمارا دل کاہیکو ہی پتھر ہے نہ حیا نہ حجاب نہ خوف خدا نہ شرم اہالیان دنیا

ان باتون پر ملکہ بران شمشیر زن کے تمام شاہزادیان ناظمان دربت پریشان و دردمند آنکھین پرآب بلبین حجاب الفون کو پیچ و تاب عجب ہنگامۂ محشر انگیز برپا ہی بران نے کہا یہ پیٹنا رونا بیکار ہی براے خدا آپ لوگ اتنا احسان کرین کہ والد نامدار سے ذکر نہ کیجیے گا مین جاتی ہون جس طرح بنتا ہی ان ہمعون کو چھڑاتی ہون یا قضا لیے جاتی ہی عقل میری جادۂ عدم کھاتی ہی آبرو تو رہ جائیگی ملکہ شگوفہ نے دامن تھام لیا کہا ای گل رعنائے شہریاری و ای بلبل حدیقۂ تاجداری آپکے والد نامدار کسی مقام پر افراسیاب بدکردار سے رکے یا کسی فن مین رہگئے ملک مال کا پاس ہوا کسی جنگ مین ہراس ہوا ہمیشہ شیرانہ سینہ سپر کیے رہے آج قصر کے باہر قدم نہ رکھنا گردش ستارگان کا سبب ہی اسمین بھی کچھ مطلب ہی حضور جان کا خوف نہین آبرو کا پاس ہی ساعت سخت شومی بخت بری چیز ہی حضور آبرو اس بھر جہان مین سب کو عزیز ہی دشمنون مین ذلیل ہوکر جیا تو کیا زندہ ہی تو ناکام مرگیا تو بدنام موت زیست دونون خراب حضور کو کیا نادان ہین عمرو کے اہالیان نورافشان پر بڑے بڑے احسان ہین کیا وہ احسان فراموش ہین نام خدا صاحب عقل و ہوش ہین ملکہ بران شمشیر زن ان باتون کو سنکر بے اختیار زار زار رو رہی ہی اشک گہر رشک چہرۂ زیبا پر جاری حالت غشی کی طاری ہی ہچکی لگی ہوئی ہی بات منھ سے نہین نکلتی ہی مثل شمع دل ہی دل مین جلتی ہی مثل تصویر تصور خاموش کھڑی ہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوانمرد کو دیکھا تخت زرین پر سوار قوی تن قوی ہن سونی صورت صاحب شوکت و جلالت تاج زرین برسر خلعت فاخرہ دربر آسمان سے آکر اُترا سب حیران حیران دیکھنے لگے کہ یہ جوان تاجدار کون ہی وہ نوجوان تخت سے اُترکر قریب ملکہ بران کے آیا بران نے اُس پریشانی مین سلام بھی نہ کیا نگاہ حیرت سے دیکھنے لگی اُس نوجوان نے سر سینے سے بران کا لگاکر فرمایا ای نور نظر ای چراغ طلسم نورافشان ای نیر تابان کوکب عالیشان یہ کیا حال ہی مجکو نہین پہچانا مین ہون ملک احول مربع نشین شاگرد رشید شاہنشاہ نورافشان پیر بھائی تمھارے والد نامدار کا مین نے خبر سنی کہ افراسیاب جادو ہمارے بھائی کا دشمن ہوا ہی معرکۂ عظیم پڑا ہوا ہی براے جان نثاری حاضر ہوا بھائی صاحب کہان ہین میری جانبازیان اُنپر عیان ہین ملک احول نے یہ جو فرمایا تا نشان اپنا سمجھا یا بران شمشیر زن عم نامدار کہکر لپٹ گئی بے اختیار رونے لگی کہا ای عم نامدار غضب ہوگیا افراسیاب بدانجام کل سرداران اہل اسلام کو براے قتل سمت شہر ناپرسان لیے جاتا ہی والد نامدار پر ساعت سخت ہے مجھپر اُستاد برہمن کی تاکید ہی کہ جادۂ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ مقابلہ مین اُس بیحیا کے نجاؤ کہین مقام غیرت ہی جائے عبرت ہی ایسے سرداران جلیل خواجہ ایسا عقیل جسنے ہر مرتبہ ہماری جان و آبرو بچائی وہ یون بذلت قتل ہو ہاے افسوس ہمسے کچھ نہو سکے یہ سنکر احول مربع نشین نے کہا بیٹا پروردگار چاہتا ہی تو ابھی جاکے سرداران اسلام کو لاتا ہون افراسیاب ناکام بدانجام کے چونا لگاتا ہون تم تامل کرو کیون بیقرار ہوتی ہو بلک بلک کے روتی ہو افراسیاب خانہ خراب کی مجال ہی کہ جو میری زندگی مین قتل کر سکے اگر موت ہی دامنگیر ہی شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ہرچہ آید بر سر من

یا نصیب ہے اگر اس ہنگامہ مین مارے گئے نام ہوا نیک انجام ہوا اتنے بڑے بادشاہ گمراہ سے لڑتے ہر مقام پر ذکر ہوگا کہ احول مربع نشین مسلمانون پر نثار ہوا نام مردانگی کا روشن کر گیا اے نور نظر جسکا نام باقی ہے وہ زندہ ہے ایک دن مرنا ضرور ہے اسوقت تامل کرنا سراسر قصور ہے اشعار

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند
کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند
آن پیر لاشہ راکہ سپردند زیر خاک
خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل
گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند
خیرے کن اے فلان وغنیمت شمار عمر
زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

مگر اے بران خبردار تم میرے تعاقب مین نہ آنا ورنہ انتہا کا ملال ہوگا تمھارے والد نامدار کے بار احسان سے سر اُٹھ نہین سکتا ہمارے اُنکے عاشق و معشوق کا باہم راز و نیاز ہے افراسیاب جادو بڑا جعلساز ہے ہمارا وہ بے نیاز کارساز ہے یہ کہکر ملکہ احول مربع نشین نے ایک ناند سحر سے بنائی قدرے اُسمین پانی سیاہ رول ہاتھ مین مشل تخت اُس ناند مین یہ جوان رستم شوکت صاحب جلالت سوار ہوا کچھ اشارہ کیا وہ ناند چرخ مارتی ہوئی چلی چشم زدن مین آنکھون سے ملکہ بران شمشیر زن کے غائب ہوگئی بران اس حال پر ملال کو دیکھکر حیران و پریشان دعا مین مصروف ہوئی کہ اے خالق کونین میرے عم نامدار کو افراسیاب بدکردار پر مظفر کرنا جاکر افراسیاب کے سحر کو مٹائین سرداران اسلام کو چھڑائین فوراً ایک طائر سحر کو واسطے خبر گیری کے روانہ کیا مگر احول مربع نشین جلالت آئین ناند سحر غائب کیے ہوے اپنے کو نظر سے خلق مردم کے دیدہ چھپائے ہوے کوہ و دشت و بیابان کو طے کرتا ہوا دم سحر و افسون گری کا بھرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہان کا حال تحریر کر چکا ہون تحریر نقشہ بارگاہ خواجہ عمرو و فوج افراسیاب سامنے آنکھون کے معلوم ہوتا ہے ناظرین والا تبار پر بالتصریح مفہوم ہو کہ افراسیاب آگے آگے مجمع مین وہ اٹھارہ سو تاجدارون کے بہ کبر و نخوت موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا اپنے سحر پر نازان دمبدم کہتا چلا آتا ہے کیون اے شہنشاہ نیلم واے شاہنشاہ توسن آج اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے ابدولت کے سحر کی داد دیتے دعواے خدائی سے باز آتے خداوند بھی سر سجود جھکاتے ایسا بار کون اُٹھا سکتا ہے مین خداوند طلسم ہوش ربا ہون سحر و ساحری قوت و شجاعت مین بے مثل و یکتا ہون اگر دعواے خدائی کرون زیبندہ و سزاوار ہے شوکت و جلالت آشکار ہے سب تاجدارون نے دست بستہ عرض کی جو ارشاد فیض بنیاد ہے بجا ہے کسی کی کیا مجال کہ آپکے سامنے سحر و ساحری کا نام لے آپ کا دامن دولت تھامے حضور صاحب تاج و تخت ہین بے مثل و بے نظیر خوش رو خوش تدبیر زور و ہمت سخاوت و جلالت ریاست و امارت سب آپکے بندۂ درگاہ ہین آپ ہفت اقلیم کے شاہنشاہ ہین آپ کے اوصاف مین یہ اشعار صادق آتے ہین شاعران شیرین سخن فرماتے ہین نظم

گر طواف آستان مین ہو توقف ایکدم
نکہت گل پر پڑین موج صبا کی قمچیان
بیضۂ فولاد سے نکلے صداے عندلیب
گلشن عارض کو ہو گر شعبدے کا امتحان
رعب شوکت سے گلستان مین نہ باندھین بندہین
غنچۂ سربستہ کہہ سکتا نہین راز نہان
اسقدر بخشے جواہر دہ کہ جسکی شرم سے
پھینکدے دامن سے الماس کو اگر آسمان
قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے
صبح دم دیکھے اگر لطف بہار بوستان
حکم سے ہر سینۂ صد چاک ہوتا ہے رفو
زخم بھر دیتے ہین شانو نکے یہ گیسو تبان

ان اشعار آبدار کو سنکر افراسیاب بہ کبر و نخوت جھومنے لگا کہا بھائی شہنشاہ نیلم اس سے بڑھکے بادولت کی صفت ہے ہمکو تمسے کمال محبت ہے افراسیاب اس کبر و غرور مین تاجداران ہمراہی سے ہنس ہنس کے باتین کرتا ہوا چار کوس راستہ طے کر چکا ہے مگر احول مربع نشین سحر غائب کرکے چلا تھا اس مقام پر پہونچا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے ماند کو پتون مین نخل کے چھپایا جس بارگاہ کو پتلے اُٹھائے ہوے ہین سحر غائب کرکے احول قریب پٹ کے آیا پردہ اُٹھایا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا ستر سو سردار و جملہ عیار سحر سے افراسیاب کے صورت تصویر بنے ہوے بیٹھے ہین نہ ہاتھ پانون مین حس و حرکت نہ آنکھون مین بصارت آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون ملول و محزون احول کے دل پر چوٹ پڑی کلیجہ یہ سانحہ دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ضبط نہ کرسکا بیقرار ہوکے رو دیا خیال مین آیا کہ ان سب سردارون کا لیجانا تو آسان ہے مگر علم نیرنج و شعبدے کا بھی امتحان ہے افراسیاب خانہ خراب لعین یہ تو کہیگا کہ غلامان کو کب ایسے ایسے صاحبان لیاقت موجود ہین تاجداران ہوش ربا سب مردود ہین اب پتلے اسی طرح راہ طے کر رہے ہین احول اندر بارگاہ کے ان تدبیرون مین مصروف ہے دل سے کہتا ہے افراسیاب بڑا بیوقوف ہے دل ہے یہ باتین کرکے بہت سا ماش کا آٹا اُس دانائے روزگار نے جھولی سے نکالا پتلے ہمشبیہ سردارون کے بنائے مرّخ کو تخت سے اُٹھایا تخت پر مرّخ نقلی کو بٹھادیا اسی طرح ہر سردار کے مقام پر تصویرین بنا بنا کے بٹھادین اور فولادی پنجے بنائے ایک ایک سردار کی کمر مین پنجہ ڈال کر بیرون کو حکم دیا کہ فلان مقام پر درۂ کوہ ہے انھین لیجا کر جمع کرو فرداً فرداً پنجے فولادی نکال نکال کر لیجاتے ہین اُس درۂ کوہ مین جمع کرتے جاتے ہین یہ بھی واضح رہے کہ سب سرداران مرّخ ابھی سحر مین افراسیاب کے مبتلا ہین ورنہ خود اڑکر نکلجاتے جلدی مین احول کے سر سے سحر بھی نہین اُتار سکا اس خیال سے کہ شہر ناپرسان کے قریب پہونچ چکے تھے اتنے عرصہ مین احول نے ستر سو سردارون کو مع عیارون کے بارگاہ سے نکالا درۂ کوہ مین اُسکے بیرون نے پہونچایا جب کل کو نکال چکا اور دروازہ شہر ناپرسان کا دکھلائی دیا تب خود سحر غائب کرکے نکل گیا اپنی کارگزاری پر آپ نازان چہرے سے بشاشت عیان شادان و فرحان چلا اب ذکر اسکا وقت پر آئیگا افراسیاب اسی طرح نشۂ غرور مین جھومتا ہوا قبضۂ شمشیر کو چومتا ہوا گرد بیستا جاؤ سب کو اشتیاق ہے کہ دیکھو

صاحب جو آیا تو صرف اسد غازی قتل ہوتا اب جملہ سردار و عیار قتل ہو وینگے ایک بندہ نہ بچیگا آج سے لڑائی کا جھگڑا مٹ جائیگا مہرخ و بہار خوب لڑیں باغیوں نے خوب سر اٹھایا شاہنشاہ کو ستایا یہ سمجھے کہ یہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہے سحر و ساحری میں بھی یکتا ہے دیکھو کیا کار نمایاں کیا اٹھارہ سو ناظمان دربند پر اپنی شوکت سحر کو عیاں کیا تماشا دیکھنے والوں کا ہنگامہ شہر ناپرسان کے گلی کوچے معمور ہزار ہا آدمی کوٹھوں پر مشتاق قتل اسد نامور نگاہیں بارگاہ پر کسی کی زبان پر صدائے واہ کوئی آہ کرتا ہے اس باغ پر بہار کے قلم ہونے کا غم بہار کی گرفتاری کا الم کوئی نام باغبان کا لیتا ہے کوئی گلچین کا پتا دیتا ہے کوئی مثال شبنم گریاں کوئی مانند گل خندان پتلیوں نے اس بارگاہ فلک اشتباہ کو بیچ طبقہ زمین بیچ شہر ناپرسان میں نصب کیا چاروں پتلے نکلکر سامنے افراسیاب کے آئے آداب و تسلیم بجا لائے افراسیاب نے چاروں کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے غلامان سامری کیا کہنا تمھارے اوصاف شاہان طلسم باطن کو لکھکر آگاہ کرونگا اپنے ہمچشموں میں آبرو پاؤ گے افسر غلامان سامری مشہور ہو جاؤ گے وہ چاروں رخصت ہوئے اہالیان شہر محو حیرت ہوئے ملازمان افراسیاب نے بڑھکر پردہ بارگاہ ملکہ مہرخ اٹھایا دیکھا سب خاموش سکتے ڈھلے ہوئے آنکھیں پتھرائی ہوئیں سرنگون بیٹھے ہیں ملکہ حیرت نے جو بہار کو اس حال حیرت مآل سے دیکھا ہاتھ پھیلا پھیلا کے کوسنا شروع کیا کہا کیوں بوا بہار اب تمھارے حمایتی کہاں ہیں نگوڑا ساربان زادہ بھی تو بڑا ہے اٹھکر عیاری نہیں کرتا باغبان بھی نگوڑا چپکا بیٹھا ہے بھڑوا ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہے گویا منھ میں زبان نہیں بی مہرخ صاحبہ بڑی صاحب شوکت و جلالت ہیں مالک سریر سلطنت ہیں چاروں کو تخت پر بیٹھیں چوتڑوں کے دلدر جھڑ گئے تمام ہوش ہوا ہیں جھنڈے گڑ گئے یہ کہکر بہار کو کوستی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی کنیزوں نے روکا حیرت نے کہا میں نہ مانونگی بہار کو اپنے ہاتھ سے سزا دونگی چوٹی پکڑکر دو چار جوتیاں انکے سر پر مارونگی افراسیاب نے بھی ہاں ہاں کہا سرما و ابریق سے اشارہ کیا کہ کسی تدبیر سے بہار و مخمور کو الگ کر لو سمجھا کے قصور معاف کر دونگا دامن بہار گل مراد سے بھر دونگا مخمور کو منتظم جلسۂ عیش کرتا ہوں اگرچہ گذشت گذشت یہ دونوں منظور نظر ہیں دل سے انکی محبت نہیں نکلتی پھر سرفراز کرونگا سرما نے چاہا ملکہ حیرت کو بڑھکر روکے حیرت نے کہا اے وزیر اعظم میں اپنا سر پیٹ لونگی کنوئیں میں گر کے جان دونگی میرے قریب نہ آؤ میرے مقدمے میں کوئی صاحب دخل نہ دیں شہنشاہ اپنا چونچلا اٹھا رکھیں ابھی تک دل سے محبت نہیں گئی بی بہار و مخمور کا بڑا پیار ہے انکی اذیت ناگوار ہے مجھ سے کوئی نہ بولے میں اپنے ملک کی بادشاہ ہوں سزا جزا کا مجھکو اختیار ہے خوشی سے چہرہ سرخ دمکتی جھکتی اندر بارگاہ کے گھس آئی ملکہ بہار کے جھونٹے پکڑکے کھینچے بالوں کے ساتھ سر بھی دھڑ سے گر پڑا حیرت پیٹنے لگی ہے ہے شاہنشاہ نے کیسا سحر کیا میری بہن گل گئی یہ کہکر ہاتھ پکڑا ہاتھ بھی ہاتھ میں آگیا موم کا خواص ہوا سب اعضا الگ الگ ہو گئے حیرت غل مچانے لگی اے شاہنشاہ دوڑو میری بہن کے اعضا کو کیا ہو گیا سرکہ ملاکر سحر کیا تھا سب اعضا گل گئے اچار بن گیا تو کنیزیں ملکہ حیرت کے سنبھالنے کو دوڑیں اندر بارگاہ کے گھس آئیں یہ کہتی ہوئی مارو نگوڑی [illegible]

جب ہماری بی بی کی بہن ملکہ بہار گل گئین یہ بھی سب سڑ گئے ہونگے جس نے جسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گویا دستگیر ہوئی ہاتھ پکڑنے کی لاج نہ کی ہاتھون کا عجیب حال پایا اب تو کنیزون کا جسم تھرتھرایا ہنگامہ ہوا کہا اے شہنشاہ آپ خود اندر تشریف لائیے گنہگارون کا حال تو ملاحظہ فرمائیے اب تو کل سردار مع شاہنشاہ اندر بارگاہ کے آئے بچشم خود دیکھا سب ناخن کے آٹے کے پتلے تھے اس حال حیرت مآل کو دیکھکر افراسیاب جادو کو سناٹا آگیا توسن ونیلم نہایت مقرب ہین قریب کھڑے تھے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہے کیا مسلمان جو فروش گندم نما ہین ماش کے آٹے کا خرمن جمع ہوگیا مگر شاہنشاہ یہ کسی بدمعاش کا کام ہے بڑی دانائی کر گیا نہ خود ظاہر ہوا داغ دل پر دھر گیا نہیں معلوم جن تھا یا انس تھا ہمارا آپکا ہمجنس تھا غلطی آدمی کا یہ کام نہین ہے ایسی باتین کرکے پھر اُسی طرح مضحکہ کیا جیسا بروقت رہائی اسد غازی مسکرائے تھے کلمات طعن آمیز زبان پر لائے تھے افراسیاب جھلاتا ہوا بیرون بارگاہ آیا کتاب سامری دیکھی غصہ مین آیا آستینین چڑھائین تھر تھر کانپا قبضہ پر ہاتھ ڈالا دوڑ کر حیرت لپٹ گئی کہا شاہنشاہ کچھ حال تو ظاہر کیجیے کیا معرکہ ہے یہ کسنے شعبدہ کیا ہے کسکی موت آئی ہے افراسیاب نے کہا صاحب تمھارے کہنے سے طبقہ کو تیلونچ سپرد کرکے سردارون سے باتین کرتا آگے بڑھ آیا تھا میان احول آکر اپنا شعبدہ دکھا گئے سردارون کو لے گئے ابھی تک فلان درۂ کوہ پر نہین پہونچے سردارون کو درۂ کوہ مین رکھا ہے سحر میرا نہین اُتارا ہے اُسوقت تمنے پریشان ہوکر یہ جھگڑا ڈالا اگر بادولت کے دوش پر ہوتا ایک مگس آکر بیٹھتی مجکو دریافت ہو جاتا ٹانگین چیر کر پھینکدیتا اتنے عرصہ تک وہ بارگاہ مین رہا اپنا کام کر لیگیا خیر سمجھا جائیگا مصرع صید را چون اجل آید پے صیاد رود یہ سنکر تمام تاجدارون مین غریو واہ واہ کا بلند ہوا افراسیاب دردمند ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پرپرواز پیدا کرون داراب ظلمانی ملازم ماہیان زمردپوش کا برابر کھڑا تھا قدمون سے لپٹ گیا کہا شاہنشاہ آپ کا جانا مناسب نہین ہے اگر کوکب ہوتا البتہ ہم آپ کو جانے دیتے یہ کہکر پرپرواز پیدا کرکے بجوش و خروش روانہ ہوا افراسیاب غصہ مین ٹہل رہا ہے میدان خونی درہم و برہم کوئی کہین گیا کوئی گوشہ گیر ہوا کوئی حیرت سے دام غم والم مین اسیر تھا دارین سرنگون جلادون کا غم سے کلیجہ خون خراج گزار بھی روانہ ہونے لگے دوکانین تباہ اسباب جابجا پڑے رہگئے شیرین فروشون کی بھٹیان ٹوٹی پڑی ہین ہر طرف سناٹا لوگ آپس مین باتین کرتے چلے جاتے ہین قہقہے لگاتے ہین بعض کہتے ہین کہ یارو جو ہونا تھا ہوا اب ناحق کد و کاوش ہے افراسیاب کی بیکار کوشش ہے عمرو بڑا عاقل ہے فن عیاری مین کامل ہے کس تکلف سے بالاے گنبد نور پہونچا اسد مہ جبین کو لیگیا ایک دن اسیطرح لوح حاصل ہو جائیگی در بند تباہ ممالک ویران رعایا حیران و پریشان ہوگی جتنے ساحران عمدہ ہین عمرو کے شریک ہوے طلسم کشا بھی اب سامان سلطنت درست کریگا ابتک مہرخ و بہار کو یہ ملال تھا ہر دم اسکا خیال تھا کہ افسر سر پر نہین لوح کسکے لیے تلاش کرین وہ سب طلسم کے راز دار ساحران نامدار مین نشان

لوح کے دریافت کرکے طلسم کشا کو لیجائینگے دیکھنا اُسدن بھی شہنشاہ سر پیٹتے ہوے آئینگے بعض کہتے ہین بھائیو جو مسلمان ہوگیا اچھا رہا ہمکو خوف افراسیاب نے تباہ کیا بیکار کے گمان ہین کہ شہنشاہ زندہ نہ چھوڑینگے اورون کو کیا کیا ہم تم بھائی خوف مین خاموش رہے اب اجب لازم ہے دل اپنا اپنے فعل پر نادم ہے افراسیاب نے سرما سے کہا میلے کو جاؤ سردارون کو روکو پھر بھائی میر آگیا ہے سب کو لیکر آتا ہے آج ہما کل کو قتل کرونگا اب کیا مسلمانون کو زندہ چھوڑونگا سرما ہر چند روکتا ہے کوئی نہین مانتا وہ جو عیارون نے سرما دابرق و مصور وغیرہ کے سحر رفع کیے تھے اُسمین لاکھون جہنم واصل ہوے رہ گئے پر وزیر اعظم کو باقی ماندہ جواب دیتے ہین یا ہو وزیر اعظم اتنا ساتھ والے قتل ہو بیٹھے ہین اگر بڑا نفع ہوا اب کیا منظور ہے ٹھہرنا کیا ضرور ہے سرما سر جھکا لیتا ہے کبھی غصے مین جواب دیتا ہے یارو ابھی سب مسلمان گرفتار ہو کر آئینگے اسی میدان خونی مین مارے جائینگے وہ جواب دیتے ہین اب حضور قتل کرین آپ اور لوگ جلسے مین آئینگے ہم صورت بھی ندکھائینگے شہر ناپرسان کا تو یہ حال ہے ہرس و ناکس کے دل پہ ہجوم غم و ملال ہے مگر احول مربع نشین جلالت آئین قریب کوہ کے آیا ناند سے نکلا قصد ہوا اندر درۂ کوہ کے جاؤن مسلمانون پر سے سحر اتارون قریب درۂ کوہ کے نہ پہونچنے پایا تھا کہ آسمان پر سے نعرہ ہوا منم داراب ظلماتی احول نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام للکارتا ہوا اتنی جلدی اُترا کہ احول درۂ کوہ تک نہ پہونچ سکا داراب کو دیکھکر پلٹا اُس سنگدل نے اُترتے اُترتے احول پر گولہ مارا احول نے رول جو ہاتھ مین تھا گولے پر لگایا گولا اُلٹا پلٹ کر سر پر داراب کے بیٹھا شعلہ ہاے آتش نے ناری کو گھیر لیا ملک احول جھپٹا کہ جاکر اسکی مشکین باندھ لون یا سر کاٹ لون داراب شعلہ ہاے آتشین مین مثل ماہی بے آب تڑپا باران سحر برساتا ہوا اندر سے آگ کے نکلا مگر آبلے تمام جسم پر بھپاکے پڑ گئے آبلون سے وہ لنگور شکل خوشۂ انگور اُن آبلون مین جلن سارا بانکپن بھولا جسم پر تازہ گل پھولا اُس گرمی مین سیاہ رو بقہر و غضب تمام تیغہ کھینچکر احول پر جا پڑا اُس نے آگ بھڑکائی تھی یہ برس پڑا کئی ہاتھ تیغۂ سحر کے لگائے احول مرد سپاہی پھنکیت ہے سب چوٹین خالی دین مثل شیر غضبناک نعرہ کیا او بھیا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ نظم مصنف

ذرا ضرب مردانِ عالم تو دیکھ
سپاہی کو او بھیا یون نہ ٹوک
منم فارس عرصہ گاہ نبرد
منم صف شکن پہلوان شیر مرد
منم ناصر میر ذی حشم
منم قاتل کافر بدشیم
منم افتخار یل پیلتن
ہژبر دمان رستم صف شکن
بہ بین ضربت تیغ پرآب و تاب
من آنیم سرکوب افراسیاب
تغنا کے تو پنجہ مین اب آگیا
ترے دل پہ ابر الم چھا گیا
نہ جان اپنی او بھیا مفت دے
مسلمان ہو جا گیر اسلام لے
نہین تو ترا سر ہے اور میری تیغ
جہنم مین جائیگا تو بیدریغ

نعرۂ شیرانہ کرکے تیغۂ خارا شگاف نیام انتقام سے کھینچی اُسکا وار روک کر داہنا قدم آگے بڑھایا پینترے سے کمر کو تاب کر سر پاس خود سر کے ہاتھ مارا روینے سپر کو چہرے کی پناہ کیا معلوم ہوتا

تھا بخت سیاہ کا سامنا ہوا یا نیل کا ٹیکا ماتھے پر چڑھا آئینہ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دیکھا تیغہ قضا تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے خود سر کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مرتے ہی داراب ظلماتی کے اندھیرا ہوگیا آوازین مہیب آئین بیرون نے لاکھو تدبیرین کین کچھ بن نہ پڑا آواز آئی کشتی مرا نام من داراب ظلماتی بود ادھر تو لاشۂ داراب زمین پر گرا سر شق ہوا ایک طائر سیاہ رنگ مثل زاغ پیدا ہوا زفیلین مارتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا یہان احول اسکو قتل کرکے نعرہ مارا یا تیغہ پاک کرکے کمر سے لگایا چھینٹین خون کی جو زرہ پر پڑی تھین انکو دھونے لگا یہان افراسیاب سناٹے مین کھڑا دیکھ رہا ہے تاجدار سوار ہو ہو کے چلے جاتے ہین میلے والے سرکشی دکھاتے ہین افراسیاب نے غصہ مین کہا اے وزیر اعظم نہ روکو سب کو جانے دو پہر بھر مین سب اہالیان دربند کو بلوا لونگا جشن عام کرونگا یہ کلام ناتمام تھا کہ آسمان سے طائر سیاہ نمایان ہوا حیرت نے گھبرا کر کہا شہنشاہ دیکھیے یہ طائر کیسا آتا ہے صورت رنج والم کی دکھاتا ہے وہ طائر بتعجیل زفیل مار کر کاندھے پر افراسیاب کے آبیٹھا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا اے طائر صحرائی میرے پیر بھائی پر کیا گذری طائر نے ایک چیخ ماری پرون سے سر پیٹا زمین پر گرا طائر روح اسکا قفس جسم سے پرواز کر گیا خبر وحشت اثر نہ کہہ سکا افراسیاب نے کہا داراب پر کوئی افتاد پڑی بیشک کوئی خرابی ہوئی یہ کہکر کتاب سامری اٹھائی مضمون پڑھکر کچھ منھ سے نہ کہا پر پرواز پیدا کرکے چلا حیرت نے آواز دی شہنشاہ مین بھی ہمراہ چلون دشمن کا کام تمام کرون افراسیاب نے کہا خبردار جو میرے تعاقب مین آئیگا سزاے معقول پائیگا یہ کہکر غائب ہوا دنیاے ناپائدار کا عجب عالم ہے کبھی عیش کبھی غم ہے دنیا کیا کسی کی جاگیر ہے موت ہر وقت دامن گیر ہے بچشم خیال اگر دیکھا جاوے تو قضا خود ہر شخص کی نگہبان ہے جب محافظ حفاظت سے ہاتھ اٹھائے نگہبان ہی دشمن ہو جاے انسان ضعیف البنیان کیونکر بچے موت سے کسکو چارہ ہے اسکے خوف سے دل پارہ پارہ ہے ملک الموت کا قاطع لذات نام ہے مجمع کا متفرق کرنا اسکا کام ہے سہاگن عورتونکو بیوہ کیا بھائی سے بھائی جدا ہوا ضعیف باپ نوجوان فرزند کی لاش پر روتا ہے رونے پیٹنے سے کیا ہوتا ہے جس معشوق کو پہلو مین سلاتے ہین اسکو مکان تنگ و تاریک مین بند کرکے چلے آتے ہین **نظم**

ناسازیِ زمانہ کہیے کہان کہان تک — بیزار ہوگئی ہے جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا — خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہان تک

اب ان فقرات عبرت آمیز سے مصنف کی مراد ظاہر ہوگی کہ وہان افراسیاب کی آواز آئی زمین مثل گہوارہ کے کانپی طائر گھبرا کر اپنے اپنے آشیانون سے اڑے اژدرون نے مسکن چھوڑے تیون نے محبت شجر سے منھ موڑے پہاڑون سے پتھر گرنے لگے کل صحرا مین تلاطم شیران دشت کے ہوش و حواس گم اس زور شور سے افراسیاب جا پہنچا احول مربع نشین قدم نہ بڑھا سکا افراسیاب للکارا کیون احول میرا حال نہ معلوم تھا شعبدہ کرکے میرے گنہگارونکو

نکال لایا اگر جان کی خیر چاہتا ہے میرے قیدیون کو حوالے کر دیکھو اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر احول نے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہے مردان عالم مرنے سے کیا ڈرتے ہین جو کچھ کرتے ہین سمجھ کے کرتے ہین افراسیاب جادو نے سنگریزہ اُٹھا کر مارا احول پر پتھر برسنے لگے اُس فلک شکوہ نے پتھرون سے اپنے کو بچایا ایک پتھر ناند پر پڑا اُسکے ٹکڑے اُڑ گئے ایک پتھر سینہ پر افراسیاب کے پڑا ضرب اُسکی چوتڑون کے بعل زمین پر دھب سے گرا احول نے قہقہہ مارا کہا او نمک حرام بد انجام سنبھل مین آ پہونچا یہ کہکر جھپٹا جب تک افراسیاب جادو خاک سے اُٹھے ایک رول افراسیاب پر مارا سر پر افراسیاب کے پڑا کڑاکے کی آواز آئی افراسیاب کو تیورا آگیا مگر یہ تو ملعون وہ سخت جان ہے کہ اسکا مرنا دشوار ساحر غدار جبتک لوح طلسم کشا کو نہ لے مرنا اسکا مشکل ہے سحر و علوم نیرنگ مین بھی کامل ہے حکمایان اشراقین کا یادگار ساحر کامل اُٹھارہ سو ملک کا سردار رول کھا کر بقہر و غضب تمام اُٹھا تیغہ برق مثال کمر سے کھینچی اژدہا غار سے بل کر کے نکلا بڑی ذلت اُٹھائی سر مین چوٹ کھائی بموجب مثل خوب سرکوبی ہوئی اب سر کی کھا کر خیرہ سر سنبھلا سودائے غرور سر سے نہ نکلا افراسیاب خانہ خراب تیغہ سحر کھینچکر چلا نعرہ

کوہ شگاف کیا نعرۂ افراسیاب	مرا نام ہے شاہ افراسیاب	دلیرون کو ہے مجھسے شرم و حجاب
بلائے جہان سحر مین بیعدیل	مرے آگے قطرہ ہے اک رود نیل	زمانے کا مین اپنے جمشید ہون
اک مین چرخ افسون کا خورشید ہون	نہین کوئی عالم مین میرا نظیر	مری اوج سے پست ہے چرخ پیر
اگر سحر پڑھکر اشارہ کردن	فلک کو زمین پر ابھی کھینچ لون	بکبر و نخوت تمام کلمات غرور زبانپر

قریب احول کے پہونچا ہاتھ تیغہ کا مارا اُسوقت بھی احول نے خوب سحر کیے افراسیاب پر آگ برسائی مگر موت دامنگیر تھی تیغہ سحر افراسیاب پڑا اُس بہادر بے نظیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا زمین سے خاک اُڑی صاف ظاہر تھا کہ زمین احول کے غم مین خاک اُڑاتی ہے کوہ و دشت سے رونے کی صدا آتی ہے پتھر آپس مین سر ٹکرانے لگے سوز غم مین پتھر کے کلیجے سے چنگاریان نکلتی تھین گھاٹیان جلتی تھین نخل دشت شاخ سے سر پیٹنے لگے پتون نے کف افسوس ملے ہر شے کی حالت تباہ ہے شجر بشکل آہ ہنگامہ گیر و دار بلند طائران صحرا دردمند اس بہادر کا لاشہ زمین پر گر کر تڑپا ملحوظ خاطر سامعین رہے جو ساحر کے مرنے کی صدا آتی ہے کشتی مرا نام من فلان بود یہ آواز نہین آئی انجام اس آواز نہ آنے کا انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا ناظرین حظ اُٹھائینگے بہت پسند فرمائینگے گرز افراسیاب خانہ خراب جوش قہر و غضب مین تاج کو سنبھالتا ہوا تلاش مین مہرخ وغیرہ کی درہ کوہ مین آیا انتہا کا وہان اندھیرا پایا افراسیاب جادو گھبرانی نے گھیرا مشعل سحر کو روشن کر کے وہ تیرہ بخت دیکھنے لگا کسی سردار کو اُس درہ کوہ مین نہ پایا مثل غول صحرائی بڑی سختی اُٹھائی پہاڑ کے اندر دوڑتا پھرتا ہے کبھی ٹھوکر کھا کر گرتا ہے جب سردارون کو کسی مقام پر نہ پایا زمین مین ٹٹولنے لگا حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا گنہگار میرے کیا ہوئے آخر بد حواس ہو کر بیرون درہ کوہ آیا ران پر

ہاتھ رگڑ کے دیکھا معلوم ہوا بران شمشیر زن دختر کوکب نکال کے لیگئی اور حقیقت مین معرکہ یہ ہوا کہ جب افراسیاب جادو احول سے لڑائی مین مصروف ہوا اتنے عرصہ مین ملکہ بران شمشیر زن سحر تو جلدی مین نہ اتار سکی مگر سردارونکو تخت پر ڈال کر باغ نگارین مین لیگئی افراسیاب کو جو یہ معلوم ہوا قہر و غضب مین یہ کہتا ہوا چلا کہ آج دختر کوکب کا ستارہ گردش مین آیا میرے ہاتھ سے قضا تھی میرے گنہگارونکو لیگئی مجکو داغ دے گئی غصہ مین چلا یہان ملکہ بران شمشیر زن سردارون کو لیکر باغ نگارین مین پہونچی وسط باغ مین چبوترے پر لاکر اُتارا قصد ہوا سب کا سحر اُتارون مگر دیکھا سب کے منکے ڈھلے ہوے آنکھین بند بیہوش کلام کرنے سے معذور نہ عقل نہ شعور سب سے زیادہ عیارونکو بلا مین مبتلا دیکھا خواجہ عمرو کا لباس پارہ پارہ جسم پر آبلے اول ملکہ بران قریب خواجہ عمرو کے آکر بیٹھی سحر کرنا شروع کیا مگر سحر افراسیاب خانہ خراب کا بھی دفع ہونا دشوار ہے بران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون اختر پر ڈالا مروارید کو لعل بے بہا بنایا حوض مین سے پانی لیکر ایک کاسہ مین چند غوطے اختر مروارید کو دیے آبروے مروارید پانی مین شریک ہوئی اُس پانی سے منھ خواجہ عمرو کا دُھلایا کلمہ پڑھکر خواجہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے بران شمشیر زن کو دیکھا پوچھا اے نور نظر کیا مقام ہے ہم یہان کیونکر پہونچے بران نے کہا خواجہ خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا افراسیاب آپ سب صاحبون کو گرفتار کرکے لیچلا تھا عم نامدار احول مربع نشین ذی وقار نے آپ سب صاحبون پر جان اپنی نثار کی لونڈی آپ سب صاحبون کو اُٹھا کر اپنے باغ مین لائی مگر اُٹھکر کنارے ہو جیے افراسیاب آیا چاہتا ہے صرف عیارون کا سحر ملکہ بران شمشیر زن اُتارنے پائی تھی اب طرف سردارون کے متوجہ ہوئی کسی قدر اُتارا ہے کسی قدر باقی ہے کہ آسمان پر سے افراسیاب جادو کا نعرہ ہوا پکارتا ہوا کہ او چھوکری کیو قضا دامنگیر ہوئی ہے آج تیرے قتل کی تدبیر ہوئی ہے میرے گنہگارون پر دست انداز ہوئی تمھارے چچا جان کو تو مار ڈالا لاشہ اُسکا پڑا پھڑکتا ہے جا کے اُنکے دفن کفن کی تدبیر کر یہ کہتا ہوا کف منھ سے جاری زمین پہ آیا بران نے بڑھکر مقابلہ کیا سرداران بیہوش کو پشت پر لیا ملکہ مہرخ و بہار ہوشیار ہو چلی ہین دیکھ رہی ہین کہ بران و افراسیاب سحر چلانے لگا بران نے بجرأت تمام سینہ اپنا سپر کردیا ہے چاہتی ہے مین قتل ہو جاؤن مگر ان سبکو بچاؤن افراسیاب کے سحر الامان الامان زمین تھرائی آسمان سے آگ برسنے لگی باغ نگارین کیسا پر بہار تھا نرگس نے گھبرا کر آنکھین بند کرلین کہ بربادی باغ نہ دیکھون سنبل بصد پریشانی بالون کو کھولے مصروف دعا طفلان غنچہ کو بکلی کہ ایسے باغ پر بہار مین یکایک باد خزان چلی سرو کھڑا کانپ رہا ہے باغ سے نکل جانے کی فکر عذر لنگ سے پابگل قمری کا طوق گلوگیر عوض کوکو کے آہ و زاری کی تدبیر سوسن کی زبان دہن مین کانٹے پڑے خار پھولون سے اُلجھنے لگے بلبل کو شغل آہ و زاری طائر مصروف بیقراری رنگ باغ دگرگون بید مجنون کو جنون عشق پیچان کو پیچش اُلجھن مین خاطر مشوش بران باران سحر برساتی ہے باغ کو صرصر گرم سے بچاتی ہے مگر جھونکون سے ہوا کے آواز گریہ و زاری آتی ہے عندلیب خوش نوا بصد

رنج و الم یہ غزل گاتی ہیں **غزل**

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا
مٹانے کے لیے ہمکو بنایا
بشکل اشک ہوں ناقدر جو تقدیر
وہ گوہر ہوں کہ کھویا جسنے پایا
نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام
عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا
سر شاخ چشم کوئی آبلہ تھا
جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
وہ مشتاق شہادت ہی دم ذبح
گلے سے مجکو خنجر نے لگایا
نہ اٹھا گر کے آنسو کی طرح سے
عدم کا لطف ہنسنے نے دکھایا
ہوا سر یہ بھی شائد حسن اغیار
جو ایسا تیری آنکھوں میں سمایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا
گلہ بھی غنچہ ہوکر لب پر آیا
ہوئی جھوٹی قسم کھانی جو منظور
خوشا قسمت میں انکو یاد آیا
مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہی
کہ بیٹھا آپ اور مجکو اٹھایا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا لازم گر
ہمیں یارون نے مٹی میں ملایا

ملکہ مہرخ و بہار یہ حال پر ملال دیکھکر چاہتی ہیں اپنے مقام سے اٹھیں بران کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں مگر دست و پا بیکار زبان کو لکنت صاف دہن تنگ پر مہر خاموشی ہوشیاری پر غالب بیہوشی اٹھنے کا قصد کرتی ہیں دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہے ضعف کو قوت ناطاقتی کو طاقت آئینہ رخسار پر حیرت چہرے سے ظاہر نقاہت دو تین سحر ملکہ بران شمشیر زن نے افراسیاب کے ذبح کیے قہر و غضب کے تیر سینہ پر پیے بارہ سو کنیزیں افراسیاب پر سحر کررہی ہیں آنکھوں کے اشارے سے افراسیاب ہر ایک کے سحر کو ٹالتا غصہ سے آنکھیں نکالتا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ سامنے سے ہٹو گنہگارون کو قتل کرنے دو مگر سب چہار طرف سے گھیرے ہے کئی سو نے اپنی جان دی لاشے زمین پر تڑپ رہے ہیں گویا ستارے خاک پر پڑے ہیں افراسیاب نے بھبوت کے ایک دو مٹھ زمین پر مارا یا سامری کہکے نعرہ کیا ملکہ بران شمشیر زن مع اپنی بارہ سو کنیزون کے زمین پر گری زبانیں بند جھولیاں سحر کی جل گئیں افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا کہ ان سب کو قتل کرون ایک کو زندہ نہ چھوڑون کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہے میں آ پہونچا **نظم**

منم ماہ افلاک علم و ہنر
ہنر پرور ماں کوکب نامور
منم قاتل کافران جہان
یل صف شکن صاحب عز و شان
دلیر و عدو کش شہ بے نظیر
لقب یافتم خاص رد شمشیر
خبردار سازم کہ ہشیار باش
ازیں خواب خرگوش بیدار باش

افراسیاب نے دیکھا کوکب بہ سطوت و صولت تیغہ برق مثال ہاتھ میں سامنے افراسیاب کے آیا بران و مہرخ وغیرہ جو زمین پر تڑپ رہی تھیں انکو پشت پر لیا افراسیاب نے بڑھکر وار کیا کوکب نے تلوار کو تلوار پر روکا تھا شعلہ ہائے آتش دونوں کے سحر سے اڑنے لگے کبھی کوکب برج آتش میں چھپ گیا باران سحر برسکے نکلا کبھی افراسیاب برج خاکی میں مخفی ہوا دو چار سحر آپس میں چلے تھے کہ افراسیاب نے نعرہ کیا ارے کوئی ہے حاضر ہے ہر چند کہ افراسیاب سرحد غیر میں آیا ہے مگر طلسم ہوشربا حقیقت میں مقام ہوش ربا ہے غلط کہتے ہی تھے افراسیاب کے ایک پریزاد نہایت حسین شمشاد قد خورشید خد کشتی ہاتھ میں چشم زدن میں سامنے افراسیاب کے آئی

اُسمین ایک تاج مکلل بجواہر رکھا تھا فوراً افراسیاب کے سر پر رکھدیا اور خود غائب ہوئی اب تو چہرہ افراسیاب کا سُرخ ہوگیا چہرے پر جرأت کے آثار ہویدا شجاعت و شوکت ناصیہ سے پیدا تلوار پکڑ کے کوکب پر جا پڑا کوکب نے چاہا تلوار پر تلوار کو روکون عکس تاج کا پڑا آنکھین جھپک گئین تلوار سر پر کوکب کے پڑی سر زخمی ہوا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے کوکب کو سایہ مین تلوار کے لیا چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے کوکب جب اُف کرتا ہی ایک شعلہ بھڑک کر سامنے افراسیاب کے آتا ہی افراسیاب کچھ بڑھکر اُسے بجھاتا ہی پھر بڑھتا ہی مگر کوکب پر وقت تنگ تاج کے عکس نے کوکب کو پریشان کیا ہی یکایک ایک نخل بلند سے آواز آئی ای شہنشاہ کیا کہنا تجھپر سایہ سامری و جمشید کا رہی دشمن تیرا جفا و شکست سہے منم ملکہ حیرت جادو افراسیاب نے دیکھا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ حیرت آسمان سے اُتری شاخ نخل بلند پر ٹھہری ہی دوپٹہ سنبھالتی جاتی ہی ہاتھ مین اسباب سحر شاخ نخل سے کودی افراسیاب نے کہا ملکہ قریب نہ آنا کوکب سحر کرتا جاتا ہی مجھے زخمی کرکے نیم بسمل کیا ہی حیرت نے کہا ای شہنشاہ ع دو دل یک شود بشکند کوہ را یہ کہتی ہوئی قریب پہونچی دیا پلک افراسیاب کی جھپکی تھی کہ نعرہ کرکے حلقہ ہای کمند مارے آواز دی منم ہزبر دشت طراری نہنگ بحر عیاری طرار و خنجر گزار خواجہ عمرو نامدار چودہ حلقے کمند کے گردن مین افراسیاب کی پڑے ارے کہکر بیٹا عمرو نے حباب بیہوشی منھ پر مارا افراسیاب چرخ کھا کر زمین پر گرا عمرو نے آواز دی ای شہنشاہ لینا کوکب تلوار لیے ہوی جھپٹا یکایک زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش سحر کرتی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے نکلتے ہاتھ مین دانے ماش کے تھے کوکب پر پھینک مارے کئی خنجر ٹوٹے پیکان تیر کے مجسم پر کوکب کے پڑے کوکب انکے دفع کرنے مین مصروف ہوا ماہیان نے پنجہ مین افراسیاب کو دبایا دونون پاؤن مارکر غرق زمین ہوئی صاف مثل برق تڑپ کر نکلگئی ماہیان کے آنے سے عمرو گلیم اوڑھکر مخفی ہوا تھا گلیم اُتار کر اپنے کو ظاہر کیا کوکب دوڑکر خواجہ سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ عیاران عالم ای محترم و محتشم ماشاءاللہ کیا اسوقت کار نمایان کیا اسوقت افراسیاب نے خاتمہ کر دیا تھا سر پر اُسکے تاج طلسمی پریزاد رکھ گئی تھی ای خواجہ افراسیاب نہایت صاحب اقتدار ہی عکس سے تاج کے آنکھون مین اندھیرا آنے لگا بڑی قباحت تھی جان بچنے کی اور کون صورت تھی خوب آپ مین خواجہ سے شہنشاہ کوکب بغلگیر ہوے ہاتھون کے بوسے لیے سب سردار مع ملکہ بران بیہوش پڑے تھے خواجہ نے کہا ای شہنشاہ انپر سے سحر اُتار دیجیے ہوشیار کیجیے کوکب نے کہا خواجہ آتا تو مژدہ سنا دو کہ اسد و مہ جبین قبضہ مین آگئے عمرو نے کہا ای برادر بجان برابر یہ شب شب قیامت ہی یاران کے ساتھ نقب سے راستہ جا بجا مسدود منتظم موجود افراسیاب نے جو کام کیا ساتھ پختگی و مضبوطی کے یہ مجال نہ تھی کہ اس راہ پر خوف کو کوئی طے کرتا رب اکبر نے پہونچایا شکر ہی کہ شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و ملکہ مہ جبین کو چھڑا لایا کوکب روشن ضمیر کا خوشی سے چہرہ سُرخ ہوگیا پلٹ کے حکم دیا کہ قصر جمشید سے فلان صندوق مین شیشہ آب رمیدہ سحر موجود ہی اُسکو بہت جلد لاؤ

ملازمان باآبرو و خیرخواہان خوشرد فوراً شیشۂ آب نایاب کو لائے کوکب نے اُسی پانی سے منھ مہرخ وغیرہ کے دُھلائے چہرے سردارونکے مثل ماہتاب روشن ہوگئے گویا آب حیات تھا فوراً اُٹھ بیٹھے سب سردارون کے بعد کوکب نے اپنے گوہر بےبہا کا منھ دُھلایا یاران بھی اُٹھین ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل جادو و رعد و برق و ملکہ سرخ موے کاکلکشا و خورشید زرین سحر و باغبان قدرت و معمار قدرت وغیرہ اُٹھے آپسمین گلے ملنے لگے وہی باغ نگارین جو ابھی محل رنج والم تھا اب قدرت سے باغبان قضا وقدر کی پر بہار ہوا شاخین جھومین درختون نے سرکشی کی غنچے مسکرائے پھول رنگ لائے نرگس کی انکھڑیان نشیلی ہر شاخ نخل رنگیلی سنبل کی زلفین لہرائین سوسن نے ہولیان گائین بلبلونکے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے سوسن کی زبان درازی دیکھکر طائران خوش الحان کو تاب نہ آئی یہ اشعار زبان پر جاری کیے شعار بہاریہ مخمسہ

کچھ خبر دیتی ہے فریاد عنادل باغ مین
کوئی پھولیگا شگوفہ آج اے دل باغ مین
موت کا سامان ہے یہ رنگ محفل باغ مین
زعفرانی پہنے ہے جوڑا وہ قاتل باغ مین
ہنس رہے ہین گل برنگ زخم بسمل باغ مین

دیکھ الفت کے اثر چل تو بھی اے دل باغ مین
یہ تماشہ یاد رکھنے کے ہے قابل باغ مین
نام عاشق اُس سے ہونا تھا جو حاصل باغ مین
آکے فرماتا ہے وہ لیلی شمائل باغ مین
بید مجنون کے تلے ٹھہرا و محمل باغ مین

خوب گلگشتین ہوئین جام مے احمر پیے
تا زمان ہوش جو جو کچھ ارادے تھے کیے
اے صبا خود رفتگی بین روے گل کیا دیکھیے
چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے
ہم سے دیوانے ہین کب جانے کے قابل باغ مین

کچھ دنون ہے سربلندی پھر وہی افتادگی
اپنے اپنے وقت پر ہر شے کو ہوتا ہے یہی
نخل عریان منتشر ہے پھول کی ہر پنکھڑی
آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھی
شور محشر بن گئی آہ عنادل باغ مین

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ
جلوہ ہوتے ہی روش کے شمع کا گل تھا فروغ
خودنمائی پر جو آیا روے روشن کا فروغ
پرتو رخسار جانان سے بڑھا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈھونڈھتا ہے ماہ کامل باغ مین

اسقدر طوفان اُٹھا سب شناور ڈر گئے
باغبان صیاد گلچین غرق ہو ہو مر گئے
حوصلے دریا دلی کے قعر پر پاکر گئے
بحر اشک بلبل گریان سے جل تھل بھر گئے

خاک دیکھین شاہد گل لطف ساحل باغ مین
لاکھ پہلو نسے زیادہ ہین ہمارے دل کے داغ
دیکھتا ہو جب کبھی ہوتاہے وہ گل باغ باغ
میری باعث منت گلچین سی ہے اسکو فراغ
سیر گلشن سے شگفتہ ہوگیا وہ خوش دماغ
بوے گل ہے مثل دود شمع محفل باغ مین

سب سرداران نامی وساحران گرامی مثل گل شگفتہ و خندان شکریہ باغبان قضا و قدر بزبان آپسمین ایک ایاب بغلگیر کوکب سے خواجہ نے کہا اب ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جاتے ہین کوکب نے کہا ہم عقب مین آتے ہین دیدار رحت آثار طلسم کشا سے فیضیاب ہون دشمنون کے دل جلکر کباب ہون ملکہ مہرخ و بہار و جملہ سردار تخت سحر کے تیار ہوے خوشی خوشی سوار ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے کوکب بران و ملکہ اختر بن سہیلان و ملکہ مجلس جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز خوشرو وغیرہ قصر جمشیدی مین آئے بلور جہار دست و خورشید روشن راے کو کوکب نے حکم دیا کہ کشتیان جواہرات کی براے نذر طلسم کشا و پیشکش ملکہ مہ جبین و لقا آراستہ کرو براے لشکر وردیان عمدہ تقسیم ہون کہ جنکی آب و تاب سے فلک الاطلس شرماے ہر ملازم خوشی سے رہن مین نہ سماے ہمارا اور خواجہ عمرو کا چولی دامن کا ساتھ ہے دشمن کا گریبان ہے اور ہمارا ہاتھ ہے کارگزاران شہنشاہی تیاری مین مصروف ہوے

ساقی نامہ در جشن رہائی شہ مہ جبین

ہو غیرت باغ ہر بر و دشت
اب دور فلک سے دل ہوا شاد
بدمستی بادہ خوار کے دن
کیا رنگ چمن بہار پر ہے
شمشاد کھڑا ہے سخت حیران
ہو وجد فزا نواے بلبل
کیا چھیڑے ہاے ہاے قمری
کیا کیا ہی پکار رہا ہی دھوم ابر
سیر گل و لالہ زار دیکھین
شاید اسی طرح چین آئے
مسرور ذرا ہو جان غمگین
پامال کرے نہ یون غم عشق

کچھ لب سے مرے اسی لگا دی
ہے نام حمل کا مہر آباد
تزئین سمن کے ہین یہ ایام
عالم گل و لالہ زار پر ہے
اور دیکھے جلوہ ہاے شمشاد
قربان ترانہ ہاے بلبل
باندھے ہے ہوا نسیم کتنی
آتا ہے مدام جھوم جھوم ابر
بیٹھین لب آبجو پہ یک دم
جی ٹھہرے کچھ اضطراب جاے
ہو چارہ پذیر درد الفت
جینے دے عذاب ہمدم عشق

ساقی ہین یہ روز ہاے گلگشت
ساغر کئی متصل پلا دے
ہین جلوۂ نور بہار کے دن
گلگشت چمن کے ہین یہ ایام
آتا ہے نظر جو سروستان
پابند طرب ہے سرو آزاد
دلکش ہے غضب صداے قمری
ہے روح فزا نسیم کتنی
چل سوے چمن بہار دیکھین
پی جائین سبو سبو یہ یکدم
پائے دل بیقرار تسکین
اڑ جاے جہان سی گرد کلفت
اس رنج عذاب سے چھٹین ہم

اس حالِ خراب سے چھٹین ہم
خوناب کہانتلک پیے دل
ترپے ہو شراب کے لیے دل

نغمہ سنجان شاخسار ریاض خوش بیانی و زمزمہ پردازان حدیقۂ سخندانی گلچینان دوحۂ تحریر و تقریر ہمصفیران گلشن تسطیر دلپذیر غنچۂ انجمن مشتاقان بین یون چہچہے کرتے ہین شعر مرتب کن جشن این داستان ؛ چنین می نگارند باعز و شان ؛ شہنشاہ خنجر گزاران و سر برندۂ جادوگران باج ستانندۂ ریش کافران افسر عیاران صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار مع مہرخ و بہار وغیرہ آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ براے ملکہ مہ جبین تبکلف تمام تخت طاؤسی آراستہ ہو و براے ہژبر بیشۂ جرأت نہنگ بحر جلالت سر حلقۂ پہلوانان اعنی اسد غازی ذنگل جواہر نگار پیراستہ ہو کارگزاران لشکر ظفر اثر و جان نثاران نامور کمر ہمت باندھکر بصد کر و فر آمادہ ہوے بارگاہ گردون اشتباہ زربفتی وہ استادہ ہوئی کہ قبۂ پر نور جسکا خورشید درخشان سے ہمسری کرتا تھا طنابین زلف حور کی استادے الماس نگار ستون مرصع کار قناتین پردہ پوش صاحبان عفت پردۂ حجلہ نشینان عصمت حمام کے گرم کرنے پر صناعان چابکدست سرگرم ہوے نازنینان دریا دل جوانان آبرودار دوجا حاضر ہین ایک سمت اسد شیر دل ایک جانب ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لاکر داخل کیا حوض نایاب پر از آب صاف و شفاف جسکے سامنے گوہر بے آبرو مہر و ماہ فلک کو اسمین غوطے لگانے کی جستجو اسد نامدار غسل کرکے حمام خانہ مین آے صاف ثابت ہوتا تھا کہ وہ ماہ تابان برج آبی سے برآمد ہوا کنیزان ذیہوش ملکہ مہ جبین الماس پوش کی خدمتگذاری مین مصروف ہین ملکہ مہرخ و بہار و جملہ تاجداران عالی وقار شاہزادیان حور نژاد دولہا کے استقبال کو باادب تمام استادہ ہوئین سب کو قاعدے پیشوائی کے بخوبی یاد ہین سب گوش برآواز ہین ناشی شیرین زبان پرناز کنیزین بڑھ بڑھکے خبر دے رہی ہین ملکۂ عالم قصر حمام سے برآمد ہوا چاہتی ہین لباس زیب جسم فرما رہی ہین کوئی تاجدار ہانپتا ہوا بڑھکر آتا ہے اسد غازی کی تشریف آوری کی خبر سناتا ہے کہ لباس جسم اقدس پر آراستہ کر چکے ہین سلحخانے تشریف لیگئے ہین مسلح ہوکر برآمد ہونگے آنکھین مشتاقان دیدار کی نرگس وار کھلی ہین تخت طاؤسی آراستہ ذنگل جواہر نگار پایۂ چہارم تخت پر بصد کروفر بچھایا گیا یکایک صدا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلند ہوئی روح مریخ و جمشید دردمند ہوئی سب نے نگاہ اٹھاکر دیکھا ایک جانب ملکہ مہ جبین سیمبر غنچہ دہن گلبدن قد دلجو رشک سرو لب جو چہرہ ماہ تابان جبین انور خورشید درخشان ابروے خمدار کو کس سے مثال دون ہلال فلک کیونکر کہون یہ ابرو وہ ین یکتا ہلال انگشت نما خنجر ہین نہ تلوار ہین قدرت پروردگار ہین عارض بدر آسمان کمال ہے گل تر کہنا نقص مثال ہے لب جان بخش عیسی مریضان محبت غنچۂ دہن تنگ اسرار الفت دندان موتیون کی لڑیان جمال بیمثال حیرت افزا سانچہ مین ڈھلا ہوا سراپا ایک جانب سے اسد نامدار بصد شوکت و وقار سلاح ذات پر آراستہ رستم شوکت فریدون جلالت چہرہ پر نور آفتاب عالمتاب شہریاری پیشانی کوکب شمس جبہت افروز ہماندی

دہن کی صفت مین فکر جو کی ظاہر ہوا کہ ایک بات ہے لبوں سے پیدا اعجاز کرامات ہر شیر صولت رستم ہیبت صاحب عظم و شان روح روان حمزۂ صاحبقران کے لیے سرداران صف شکن تیغزن فنون جرات سے ماہر غیر ساحر سایہ مین تلوار کے شاہزادہ والا قدر کو لیے ہوے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے خلعت ہاے فاخرہ سرداران نامی کے زیب جسم بارہ ہزار کنیزان مرصع پوش ایک ایک حسن مین بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر ناز و کرشمہ و انداز سے ہمدم و ہمراز گرد ملکہ مہ جبین ایک پہلو پر تخت کے ملکہ مہرخ ایک جانب معشوق گلعذار ملکہ بہار ایک پایہ پر صاحب سطوت و صولت باغبان قدرت چوتھے پہلو پر ہمشکل و یکتا ملکہ سرخ موے کاکل کشا چالیس شیر چالیس وزیر حکما و ندیم غمخواران قدیم اپنے اپنے مقام پر سر خم خاموش بحر شادی و عیش کا جوش اس کروفر جاہ و حشم سے خواجہ عمرو مرغ زرین بنے ہوے خلعت فاخرہ سے مخلع زیرہ سی آنکھین چمکتی ہوئین پشت پر جانباز کیرنگی مہتر برق فرنگی عاقل و کامل مہتر ضرغام شیر دل آفتاب عالم افروز مہتر جانسوز صاحب نبدہ گران مہتر قران عیار بیباک مہتر چالاک بانہاے عیاری سے آراستہ قنطورہ ہاے زربفتی سے پیراستہ ملکہ مہ جبین کو تخت طاؤسی پر جلوہ فرما کرکے اولان اول خواجہ عمرو نے نذر دی ملکہ مہ جبین مسکرائین کہا نور نظر مین تو خدمتگزار ہون میری نذر پر تو ہاتھ رکھیے اب کل سردار نذر دینگے ہم لیتے جائینگے جمع رکھیں گے وقت پر حساب سمجھا دینگے خواجہ عمرو یہ کہکر دامن پھیلا کر کھڑے ہوے نذرین گذرنے لگین سب سے پیشتر ملکہ مہرخ یہ کہکر جھکین کہ واری شکر ہے جس روز سے تمھارے دشمن قید ہوے تمھاری نیابت مین عمدۂ سلطنت پر قائم رہی آج تسکین ہوئی حق بحقدار رسید ایک سو ایک تختی الماس کی پیش کی خواجہ دامن پھیلائے کھڑے ہین دامن مین نذرین لیتے جاتے ہین گلہاے نذر پنجۂ نگارین پر رکھکر ملکہ بہار نے سامنے اُس سرو حدیقۂ سلطنت کے پیش کیے ساحر بیدیل شاہزادہ شکیل نے تیغۂ برق مثال ہاتھ پر رکھکر واسطے نذر خم ہوا خواجہ عمرو نے فرمایا آج سپاہگری کا کام نہین ہے نقدی لائیے جواہرات نذر مین دیجیے شاہنشاہ گیتی ستان کے ہامون جان ہو تصدقات اُتارکے ہمکو دو خانہ کعبہ کو روانہ کرین تمام سردار شادان و فرحان نذرین دینے مین مصروف ہین سترہ سو نقارے پر چوب پڑی روشن چوکی بج رہی ہے غزلین مبارکباد کی شہنائی مین بجا رہے ہین نائین اُڑا رہے ہین اسد شیر دل ذنگل سپہ سالاری پر جلوہ فرما معشوق حور نژاد پر نگاہ محبت پڑ رہی ہے ملکہ مہ جبین تخت طاؤسی پر بشوکت و سطوت جلوہ فرما طائفون کی آمد کا ہنگامہ کئی ہزار طائفے در دولت پر حاضر ہین داروغۂ ارباب نشاط جوانان خوشرو منتظم کار گذاران سبکے ناظر ہین ہزار ہا خیمہ استادہ ہوا ہے سرداران نامی کی بارگاہین اپنے اپنے مقام پر بازارین دلچسپ دو رویہ دکانین عمدہ دکاندار طرحدار بازار کھلے ہوے بیع و شرا پر تلے ہوے ہر مقام پر سامان عیش و عشرت مہیا کل لشکر مین جشن کی دھوم تاجران جلیل القدر چلے آتے ہین دکانین لیکر اشیاے نفیس جما رہے ہین چند عرصہ اس سامان مین گذرا تھا کہ شاہنشاہ زرین پوش آفتاب عالمتاب سامان جشن بے نظیر دیکھ کر بنا بر تبدیل لباس

قصر مغرب مین داخل ہوا اور سلطان گردون پناہ اعنی خسرو انجم سپاہ مع شیران وزیران ثابت و سیارگان ہمراہ فرق جاہ زرنگار آراستہ کرکے برلے ملاحظہ تماشاے دلپذیر بصد توقیر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا کارگزاران شاہی چراغان روشنی مین مصروف ہوے اشعار جشن

ہر طرف فوج مین ہے آرائش
کہکشان سے ہوا ہوائی ساز
شب شادی کی دہوم کی کیا بات
سب مہیا ہین عیش کے اسباب
کر چمن زار و دشت و در کی سیر
خلعت فاخرہ سبھون کو دیے
شادمانی سے ہو نوا پرداز
رنگ صحبت کو دیکھ ناز کرے
وجد مین آلے تو مے پرستون کو
محو آرائش آج ہین محبوب
لالہ رنگ رخ بتو یاں کو
رنگ مجلس مین ڈال شیشے سے
چل گلابی کو ہاتھ مین لے لے

رہروون کی نہین ہے گنجائش
نہین رستون مین روشنی کے دیے
روز روشن تھی روشنی سے رات
لادہ جون آفتاب ساغر زر
ہین نہال آج آشنا و غیر
ہر طرف رقص مین ہین دلربان
ہے یہ منظور سب درست ہون ساز
چھیڑ ساز طرب نوا کے تئین
یاد دے تاک سرو مستون کو
شیشہ شیشہ شراب ہے درکار
مایۂ ناز خوبرویان کو
ہوکے سرمست ہو تماشائی
ایک دم جام متصل دے دے

شیشہ باز فلک سے آتشباز
انجم ہے چشم روشنی کے لیے
آؤ ساقی کہ جمع ہین احباب
آب گلرنگ سے لبالب کر
گل نمط دل شگفتہ سبکے کرے
ہے کو بان ہین سلسلہ موان
گل و لالہ سے چشم باز کرے
باندھ آواز سے ہوا کے تئین
آؤ ساقی کہ روشنی سے خوب
صحبت عیش کو چمکا ایکبار
اس پری کو نکال شیشے سے
حکم کش ہے سپہر مینائی

ٹھاٹھر بندی جابجا ہو رہی ہی روشنی سے چراغان کے زمین بہتر از چرخ برین بارگاہ مین جھاڑ نایاب انتخاب کنول انکے روغن گل سے معمور جنکی روشنی سے عندلیبان گلشن عیش کو سرور ستون مین تا بارگاہ پریرویان یا شعاع آفتاب تابان یا مانند سفیدی سحر جھل معشوقان صفا پرور کی چربی اسکے فتیلے نازنینان چوبیکر نے اپنے ناز و کرشمہ کے سانچے مین قبھالے الماس کی ہر ایک مردنگ آبروی گوہر بے بہا جسکو دیکھے دنگ ہے

نظم

نیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس
یا کلس عرش کے اتارے تھے

طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
جن سے شراب ساغر الماس
زور دیوار گیریون پہ بہار

نور ماہ ایک جا پہ تھا روشن
فلک انجمن کے تارے تھے
کیسے پستان شاہد دیوار

پردے بارگاہ زربفتی کے اٹھے ہوے ہین کہ آسمان سے لگا ابر مروارید ی ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ شہنشاہ کو کب روشن ضمیر کی ملکہ اختر بن سمیلان فیل زور شمشیر زن تخت سے اتری بارہ سو نازنینان مرصع پوش ہمراہ شوکت و شان لشکر دیکھتی ہوئی خوشی سے چہرہ گلنار گلشن حسن پر بہار داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی مہر جبین واسد کو نذر دی کرسی جواہر نگار ملی محفل عرش منزل مین وہ ماہ تابان جلوہ فرما ہوئی دوسرا

لٹکے یاقوت نگار بڑی دھوم سے اٹھا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے ہوا دریائے خون رواں جوش مار رہا ہے ملکہ بران گر پری زادیان حور پیکر و پری زادیان رشک شمس و قمر بارہ ہزار مصاحبان خاص ماہ رویان با اخلاص بارگاہ مین ہوئین نذر دی شرف خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئین قریب تخت زنگل زرین پر بیٹھین خواجہ عمرو نے پوچھا اے نور نظر شہنشاہ کی تشریف آوری مین کیا دیر ہے ابھی تک آنکھین لگی انتظار رہین ناچ نہین شروع ہوا ملکہ نے دست بستہ عرض کی سوار ہو چکے ہین تشریف لایا چاہتے ہین یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ابر نورانی بصد ہیبت و جلالت مثل آفتاب تابان ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے شہنشاہ برجیس زرین علم صاحب جاہ و حشم علمدار شہنشاہ کوکب فیل مست پر سوار ہے شعر ہے سواری کے فیل کی وہ دھوم ہے جیسے ابر بہار آوے جھوم ۔ علم زرنگار کی چھڑ بغل مین دبائے ہوئے پھریرا زرنشان پرچم گیسوئے جہان اس شوکت و شان سے شہنشاہ برجیس فیل سے اترا البتہ پر بارہ ہزار جوانان خوبرو خوش خو چھڑ کو ایک مقام پر گاڑ دیا خود منتظر آمد شہنشاہ مین صف باندھکر ٹھہرا ایک جانب سے شاہزادہ جمشید بن کوکب مرکب باد رفتار پر سوار بارہ سو شیر دل مصاحب کمسن کم سن سبزہ آغاز جرأت و شوکت مین سرفراز گھوڑے سے اترکر یہ بھی مشتاق آمد بدر عالی مقدار ٹہلنے لگا ابکی ابر عظیم اٹھا کئی ہزار طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے روے ہوا پر ٹھہری ابر شق ہوا سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب بصد توقیر گرد پہلوؤن مین چارون وزیر بلور چہار دست سپہ سالار نامور پایہ تخت پر شاہ کے ہاتھ رکھے ہوئے اس شد و مد سے آکر پہونچا تخت جواہر نگار سے اترا مع شہنشاہ برجیس زرین علم و جمشید والا حشم قریب قریب وزیران خوش تدبیر داخل بارگاہ ہوئے اسد نامدار برائے تعظیم کوکب روشن ضمیر زنگل سے اٹھے کوکب نے چاہا قدمون سے لپٹ جاؤن اسد نامدار نے سر سینے سے لگایا کوکب کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے جمال بیمثال سطوت و صولت و قد و قامت کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہے مثل آئینہ چہرے پر حیرانی چشمہ چشم سے اشکون کی طغیانی عمرو نے بڑھکر رومال سے اشک کوکب پاک کیے کہا بھائی آج روز عیش و فرحت ہے یہ بیقراری اشکباری کیسی سجدہ شکر بے نیاز کرو اسکی رحمت پر ناز کرو کیا عنایت ہوئی مجھ مور ضعیف مشت استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اسد شیر دل کو گنبد نور سے رہا کرکے لایا کوکب نے جواب دیا خواجہ خوشی کی تو انتہا نہین مگر اسوقت یہ خیال آیا کہ اس عرصہ دراز تک یہ ماہ اوج صاحبقرانی برج گنبد نور مین غروب رہا کیا کیا رنج و الم سہے یہ شاہ جلیل پروردہ مہد ناز و نعم یکایک یہ ہجوم غم و الم ایدن کی کسے امید تھی آج دیدہ دل زیارت آفتاب چرخ صاحبقرانی سے روشن ہوئے اسی کی حیرت ہے اسوقت دل پر ہجوم لشکر عبرت ہے کلام حسرت انجام کوکب پر کل سردارون کے آنسو بھر آئے ہر ایک نے اشک حسرت ٹپکائے کوکب نے دیکھا ایسا نہو محفل عیش کا رنگ دگرگون ہو پلٹ کر کشتی الماس کی دست زبردست پر رکھکر سامنے ملکہ مہ جبین الماس پوش کے خم ہوئے عمرو نے مسکرا کر کہا برادر تمھاری نذر کی کیا ضرورت ہے اگر قبول نہوگی تم رنجیدہ ہوگے تمھارا ملال ہمکو گوارا نہین ہے لاؤ بسم اللہ خوشی تمھاری گلے سے اتار کر کنٹھا یاقوت احمر کا شریک کردو کہ تمھارا نام ہو چلتے وقت پھیر لینا کوکب نے ہنسکر چندا نے یاقوت احمر کے جیب سے نکالے نذر مین

شریک کیے خواجہ نے یہ بھی مال نذر زنبیل کیا کوکب روشن ضمیر کو زنگل یاقوتی پہلوے اسد غازی مین ملا آج پہلے پہل کوکب نے اسد نامدار کو دیکھا جب اسد گنبد نور پر قید ہوچکے تھے تب خواجہ عمرو بعد عرصہ دراز طرف ملک کوکب کے گئے اور شراکت کوکب ہوئی آج نگاہ جو جمال بیمثال پر پڑی ہو حیران جمال و محو دیدار خلق سے اسد کا کلام کرنا اور فرمانا کہ اے شہنشاہ طلسم نور افشان ہم نہایت ممنون و مشکور ہین کہ محبت اہل اسلام مین کیا کیا کار نمایان ہوے گنبد نور مین زبانی جلادون کے ہمکو خبرین ملتی تھین جس زمانے مین جہانگیر نے آکر آفت برپا کی اور لوح حاصل کی سن سن کے دل گھبرا آتا تھا کلیجہ منھ کو آتا تھا کہ اگر یہ حقیر رہا ہوتا تو انکو لطف ملتا آخر ثابت ہوا کہ نور نظر نانا جان کے ہین وہ آکر زیر کر کے لیگئے اے شہنشاہ اس رہائی کو قید سے بدتر جانتا ہون جس خواہش مین مین آیا ہون اسکا ابھی تک نشان بھی نہین ملا ماموں جان انجم گرد و رستم شکوہ سر فتنہ ملک اختر پہلوانان تہمتن بدیع الزمان گرد شکر شکن نہین معلوم کس مقام پر قید ہین اے شہنشاہ ہم تو ابتک بالکل بیکار مجبور و ناچار چھوٹے نانا جان کو خدا سلامت رکھے اگر انکا قدم نہوتا کون ہمکو قید سے افراسیاب کی چھڑاتا بزرگ ہزار ہا منزل پر یہان تو دربار مین یہ باتین ہو رہی ہین مگر دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہین باغ ملکہ بران شمشیر زن سے ملکہ ماہیان زمرد پوش بجوش و خروش لیکر افراسیاب کو باغ سیب مین آئی ملکہ حیرت جادو و سرما برف انداز و ابریق کوہ شگاف و مصور جادو و صورت نگار وغیرہ بھی یہان پہونچے میلہ تو درہم و برہم ہوگیا سب بادشاہ اپنے اپنے ملک کو گئے ماہیان زمرد پوش نے افراسیاب جادو کو ہوشیار کیا افراسیاب جادو غصہ مین اٹھا کہا کہ نانی اماں تم مجھکو کیون لائین ہائے اسد غازی چھوٹ گیا مین اپنی جان دونگا حیرت رونے لگی بال کھولدیے کہا ہے ہے میرے شہنشاہ کو کیا صدمہ پہونچا ماہیان نے کہا اے حیرت خاموش رہو ایسا نہو میرا بچہ گلا کاٹ کے مرجاے اگر اسد غازی چھوٹ گیا تو ہمارا کیا نقصان ہوا نمکحرامون نے یہ فساد برپا کیا ماران رہین کن داسرار جادو اگر نہ شریک ہو جاتین عمر بھر اسد غازی نہ رہا ہوتا ان نمکحرامون کی فکر واجب و لازم ہے ملکہ حیرت جادو تم سامان لشکر کشی کرو جاکر مقابلہ مین اترو اسکی تدبیر کیجائیگی جب ماہیان نے اسطرح کہا تو افراسیاب بھی بول اٹھا کہ اسد غازی کے رہا کرنے سے کیا ہوتا ہے لوح میرے طلسم کی مفقود ہے بالکل بودہ ہے ماہیان زمرد پوش نے برائے تسکین افراسیاب خانہ خراب جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا ملکہ حیرت جادو مصور و صورت نگار وغیرہ کو ہمراہ لے کر اپنے لشکر مین چلی افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش نے شراب پلا کر مطمئن کیا اس اثنا مین ملکہ صرصر و صبا رفتار وغیرہ پانچون عیاریان افتان و خیزان حیران و پریشان متردد و متفکر و متوحش آکر پہونچین دیکھا افراسیاب نشہ شراب سے مست بیٹھا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہے صرصر نے بڑھکر سلام کیا افراسیاب نے کہا اے صرصر ملکہ حیرت مع لشکر مقابلہ مسلمانان مین گئی ہین تم بھی جاؤ خبردار ابھی طبل جنگی نہ بجوانے دینا مقابلہ کا قصد نہ کرین ما بدولت خود کد و کاوش کرینگے قتل مسلمانان مین کوشش کرینگے ہرچند کہ ناظمان دربند بھی آمادہ تھے مین مانع ہوا کہ سمجھ کے انتظام کیا جائیگا

پانچون عیار پچھیان بھی فوراً روانہ ہوئین یہان ملکہ حیرت جادو مع لشکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین لشکر اہل اسلام سے کوس بھر ہٹ کر بارگاہ حیرت جادو استاد رہتی ہی بموجب طریقۂ قدیم بارگاہ مین آئی تخت پر بیٹھی پانچون عیار پچھیان بھی آئین سب ملکہ حیرت جادو کو بہلا رہی ہین پیچ رہائی اسد مین انتہا کا اٹھایا ہی سب سے زیادہ مرشدزادہ مغرور بدخو سمجھا رہا ہی کہ اے ملکۂ عالم تصویرین کھینچکر دیکھیے تو مسلمانون کا کیا نقشہ کرتا ہون اگر ان سبکو دیوانہ کر کے نہ مارا تو اپنا نام نبیرۂ سامری نہ پایا اسمین حیرت نے ملکہ صرصر سے کہا جاکر خبر لشکر باغیان لاؤ آج تو سب نگوڑے غل گل کے بھولے بیٹھے ہونگے طلسم کشا کو چھیڑ لیا اپنے نزدیک بڑا کام کیا ہوا صرصر سامری نہ کرے کہ پھر شہنشاہ کو غصہ آجاے نگوڑون کو جان بچانا مشکل ہوگا جلد لیکر آنا فوراً ملکہ صرصر شمشیر زن براے خبر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئی یہان بارگاہ اہل سلام مین ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی صحبت جشن آراستہ وردیان نئی تقسیم ہوئی ہین باغ مسلمانان مین بہار ہی باغیون کو خار ہی

نظم

ہو مبارک یہ جشن خوش انجام
کچھ مزے سے بھی آشنائی کر

غزل میر تقی میر

کب تک آئینے کا یہ حسن قبول
دیکھین ہم سب جب ایسی رو بھی ہو
سرکشی گل کی خوش نہین آتی
ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو

ساقیا دے وہ مے جو باقی ہے
دور گردون بکام عیش مدام
پڑھ وہ غزل میر کی جو ہووے یاد
موسم ابر ہو سبو بھی ہو
منہ ہزار اسطرف کبھو بھی ہو
ہی غرض عشق صرف ہے لیکن
نار کرنے کو دیار د بھی ہو
دل تمنا گدا تو ہے ہر **میر**

شادی ایسی بھی اتفاقی ہی
اے مغنی غزل سرائی کر
انکو اس فن مین کہتے ہین استاد
گل ہو گلشن ہوا و تو بھی ہو
ہو جو تیرا سا رنگ گل گا ہے
شرط یہ ہی کہ جستجو بھی ہو
اسکو بلبل ہی دم کشی کا دماغ
ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو

تمام لشکر مین چراغان ہر خیمہ نازنینان پریوش مجرے کر رہی ہین بارگاہ اسد نامدار تو اسوقت نمونہ بہشت عنبر سرشت ہی تمام تاجداران تخت نشین شاہزادیان گلفام گل اندام فصاحت آئین اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین اسد غازی ایسا ماہ تابان گرد اگرد ہجوم سیارگان فلک سے چاند بہ نگاہ حسرت اس جلسہ کو تک رہا ہی ہوش ہی کہ اس محفل نور آگین مین شریک ہون بہ نگاہ آرزو اس جلسہ کی کیفیت دیکھون ایک ایک رقاصان سیمبر گل پیرہن غنچہ دہن ناز و کرشمہ مین استاد براے عاشقان جلاد ساز لیے ہوے کوئی نا ساز نہین تانین اڑ رہی ہین لولی فلک وجد مین ہی ساقیان سیمین ساق جام وصراحی ہاتھ مین جابجا حاضر ہین دور جام صہباے گلگون کا جوش ہی صداے ہوشاہوش و نوشانوش ہی خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر خلعت زرین زیب جسم انور جلوہ فرما ہین پانچون عیار منتظم کاروبار اسوقت صرصر شمشیر زن بصورت مبدل اُس بارگاہ فلک اشتباہ مین آکر پہونچی سامان جشن وعیش دیکھکر محو حیرت ہوئی اُلٹے پانؤن پھری سامنے ملکہ حیرت کے آئی مگر گھبرائی ہوئی کچھ مسکراتی ہوئی ملکہ حیرت نے پوچھا کیون صرصر خیر تو ہی اسوقت تو تم محو حیرت ہو

صرصر نے کہا واری کیا عرض کرون آج لشکر مسلمانان مین ایسی صحبت عیش راست ہو کہ کبھی کنیز کی نگاہ سے ایسا جلسہ فرحت فزا نہین گذرا بارہ کوس تک لشکر مین جابجا ناچ ہو رہا ہے روشنی ایسی کہ دیدہ دل روشن ہوتا ہو بارگاہ مین جاکر جو دیکھا بی مہ جبین صاحب تخت طاؤسی پر طلسم کشا صاحب دنگل جواہر نگار پر شاہان ذی وقار سے تمام بارگاہ مملو ہو ایک ایک نازنین پر جوبن ہو حقیقت مین اسوقت بارگاہ رشک گلشن ہو اب سوقت کوکب روشنضمیر نے عمرو سے فرمائش کی ہو نے نوازی کی خواہش کی ہو حضور اب بانسری عمرو کی بجے گی آج ساربان زادہ دل توڑ کے نئے طور سے نے بجائیگا واقفکاران علم موسیقی کو وجد ہو جائیگا مین تو آپکے خوف سے خبر لیکر چلی آئی روح اُسی جلسہ مین چھوڑ آئی آنکھونکے نیچے وہ سامان پھر رہا ہو لونڈی تو جاتی ہو آج کی شب وہین رہونگی خواجہ عمرو کی نے نوازی سنونگی صرصر نے جو اس سحر زبانی سے کیفیت جشن کی بیان کی حیرت بھی نہایت مشتاق ہوئی کہا کیون صرصر ہم اس جلسہ کو کیونکر دیکھین تو نے دل بیقرار کردیا خانۂ دل کو اشتیاق سے بھردیا صرصر نے کہا واری آج کیا مشکل ہو جلسہ عام ہے روک ٹوک کا وہان کیا کام ہے ہزار ہا طائفہ اُمنڈا ہو اس اژدحام مین کون کسکو پہچانتا ہو مصور نے کہا ملکہ ہمارا بھی دل لہرایا بیشک آج جلسہ بڑی کیفیت کا ہوگا ایک تدبیر ہم بتائین ہم آپ چند کس چلین صورتین بدل لین ہماری اہلیانہ کو نائکہ بناؤ ہمکو اُنکا آشنا قرار دو تم اور پانچون عیار بچیان نوچیان بنو بہلی مین سوار ہو کے چلو بڑی خاطرین ہونگی پلاؤ زردے بھی کھاؤ مفت مین جلسہ بھی دیکھو یہ رائے سبکو پسند آئی صرصر تو خود بیقرار ہو اُسنے بھی کہا بہت اچھا یہ خوب بات ہو اب صرصر نے رنگ روغن عیاری کا نکالا مصور سے کہا ڈاڑھی مونچھین مونڈ ڈالیے مصور راضی ہوا ڈاڑھی مونچھونکو رخصت کیا صورت انکی صرصر نے بدلی بھاری ٹوپی گوٹے پٹھے کا لباس بہت عمدہ مشروع کا پائجامہ ٹاٹ بافی جوتا صورت نگار اُسکی جورو کو نائکہ بنایا اپنی بھی مع چارون عیار بچیونکے صورت تبدیل کی مگر صرصر شعلہ جوالہ بنکر تیار ہوئی حیرت جادو خود حسین مہ جبین تھی اُسکے جوبنا گر زرغن لگایا حُسن پھٹ پڑا لباس جواہر نگار زیور مرصع کا پانچون عیار بچیان مصور و ملکہ صورت نگار و ملکہ حیرت ماہ رخسار دو کنیزین واسطے خدمت کے لیکر بہلی مین یہ سب سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئین کنارے پر لشکر اسلام کے داروغہ ارباب نشاط حاضر ہو جو طائفہ آتا ہو اُسکو باعزاز خیمہ مین جگہ دیتے ہین جیسے ہی یہ پہونچین داروغہ نے پوچھا صاحب کہان سے آنا ہوا میان مصور بول اُٹھے جناب داروغہ صاحب بی نور بائی دکن سے آئی ہین ابھی ریل سے اُتری ہین حال جشن طلسم کشا کا سُنکر تشریف لائی ہین داروغہ ارباب نشاط بھی نوجوان جمال بیمثال حیرت کا دیکھکر بیقرار ہو گیا سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا بائی صاحبہ آپنے بڑا احسان کیا سرکار طلسم کشا سے بہت کچھ ملیگا خدمت کو ہم حاضر ہین باتین کرتے کرتے ران پر ہاتھ رکھا حیرت نے سسکی لیکر ہاتھ ہٹادیا تیوری پر بل پڑگئے مصور کی جانب دیکھا مصور

بولی اُٹھا داروغہ صاحب آپ ہمسے باتین کیجیے یہ بہت کم سخن ہین ابھی سرفراز نہین ہوئین اب داروغہ کی نگاہ صرصر پہ پڑی کلیجہ تھام لیا قریب آکر پوچھا کیون بی تمھارا کیا نام ہی صرصر طرار فرار عیارہ بلاے روزگار اُس نے مُسکرا کر کہا نام اپنے گھر مین جاکر پوچھیے ذرا اپنی صورت تو دیکھیے آئینہ تو میسر نہوا ہوگا چینی مین موت کے تو دیکھا ہوگا آپ تو تصویر کھینچنے کے لائق ہین صورت مین لنگور پر فائق ہین داروغہ یہ بیباکی چالاکی تقریر دلپذیر سُنکر بیقرار ہوگیا اب جو بھلی بیچ مین سے پلٹن رسالونکے گذری روشنی تو ہر مقام پر بے تہاشا ہی جوانونکی جو نگاہ پڑی آوازی کسنے لگے کوئی پکار اُٹھا میان جانے والے جوانون سے تو ذرا آنکھین چار کر دو ایکنے کہا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایکنے کہا سینے پر کیا غضب کا اُبھار ہی سنان غم کلیجے کے پار ہی یہ جو آوازین چہار طرف سے آئین حیرت نے کہا صرصر تو نے بڑا غضب کیا پہلے یہ اعتراض ہمارے ذہن مین نہ آیا کسی کو جو دیکھیگا آوازہ کسیگا داروغہ نگوڑے نے ران پر ہاتھ رکھدیا دل مین یہ آیا کہ برق بنکر گردن خرمن ہستی بھڑوے گستاخ کی جلادون میان مصور ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ واسطہ سامری جمشید کا غصہ کو کام نہ فرمانا ورنہ غضب ہو جائیگا جان بچنا مشکل ہوگی تل چونٹیونکے سرداران مرغ دوڑ پڑینگے ابتو جو کیا وہ کیا زانو پر ہاتھ رکھنے مین کیا نقصان ہوا کچھ ہو تماشا تو دیکھینگے مگر حیرت کو بہت ناگوار ہے دل سے کہتی ہی مین نے یہ کیا کیا اب تو مین خود تماشا بنگئی بھلی کا ٹھہرنا مشکل ہی جوان تماش بین بھلی ہی لپٹے جاتے ہین کوئی اشارون سے پوچھتا ہی کیا خرچ ہی حیرت غصہ مین سرخ ہو جاتی ہی جواب نہین دیتی سر جھکا لیتی ہے کوئی میان مصور کے قریب آن کر کہتا ہی میان صاحب آداب عرض ہی یہ جو آپکے قریب ہین گوری بی یہ کیا مینہ لینگی مصور حیران کوئی صورت نگار سے کہتا ہی بی صاحبہ تسلیم ایک کہتا ہی ہم تو نائکہ سے ملاقات کرینگے خوب بالائی پر اُٹھے کہلائینگی صرصر پر تو ہجوم ہی یہ تڑاق تڑاق سب کو جواب دیتی ہی مگر اپنی حرکت ناشائستہ نادم دل سے کہتی ہی ای صرصر دیکھیے کیونکر آبرو بچتی ہی آغاز مین خیال انجام نہ کیا یہ کیا کام کیا اگر عیار پہچان لین تو گرفتار ہو جائین افراسیاب ناک کاٹ ڈالیگا نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا سب مجھی کو بیوقوف بنائینگے صلاح بتانے والے الگ ہو جائینگے بمشکل بھلی خیمہ تک پہونچی ہرکارے چپراسی جمع ہو گئے ہر ایک نام پوچھتا ہی مصور جلدی سے خیمہ کے اندر سب کو لیکے داخل ہوگیا پردے چھوڑ دیے حیرت نے ایک دو ہتڑ مارا کہا مرشد زادے آپنے غضب کیا کسبی بنا کے لائے بازاری پیشہ یہ قوم تو سب بیحجاب ہوتی ہی مردوے بھیر ٹوٹے پڑتے ہین اگر سُن پائیگا میرا خصم مجھکو کھا جائیگا آپ لوگون کا کیا جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہی مصور نے کہا نہ گھبرائیے کیا کسی کے ہاتھ لگانے سے کچھ نقصان ہوا جاتا ہے ہمارے مذہب مین ان باتون کا عیب نہین ہی جب پنچایت ہوتی ہی چودھری صاحب پکار کے کہدیتے ہین راہ گلی کا معاملہ معاف ہے نہ جرمانہ نہ شکرانہ ایک دو مرتبہ مین عورت گنہگار نہین ہوتی ہم افراسیاب کو جواب دے لینگے جس واسطے یہ جفا اُٹھائی ہے تو اپنی قوم کی صورت بنائی نبیرۂ سامری ہین کچھ شرم نہ آئی

ناحق بیقرار ہوتی ہو یہ باتین تعین کر داروغہ صاحب خوان کھانیکے لیکر آئے سر سے مزدورونکے اُتروائے حیرت کے پاس بیٹھکر کہا لو جان جہان خاصہ نوش کرو حیرت نے مصور کیجانب دیکھا مصور جلدی سے بیچ مین آگیا کہا داروغہ صاحب چھنگی سے بات نہ کرو یہ بہت کم سخن ہی بڑی کی طرف آؤ داروغہ صرصر کی طرف بڑھے صرصر نے کہا موے کلموہے تیری ہی شامت دامنگیر ہے جاکے رنڈیون کو کھانا پہونچا ایک ایک یہ گرا پڑتا ہی کچھ ہو بھی سکتا ہی کہ خالی منھ سے مزا لیتا ہی جوروا کی تو جاکے خبر لے وہ کوٹھے پر آتی ہونگی نئے یار کو بلاتی ہونگی یہ کہکے داروغہ صاحب کا منھ چڑھا دیا پٹے پکڑکے ایک طمانچہ مارا داروغہ صاحب ہنستے ہوے چپ ہے مگر مصور سے پوچھا آپکا کس نام سے ذکر کرین میان مصور نے کہا طائفہ تو نوربائی کے نام سے مشہور ہے میرا شیخ ہینگا نام بتا دیجئے گا اب ہمکو جلدی طلب فرمایئے صحبت مین بلوایئے داروغہ صاحب نے کہا ابھی جاکر بلواتا ہون صرصر نے داروغہ کا دامن تھامکر پوچھا ارے کلموہے یہ تو بتلا ناچ خواجہ عمرو کی ذی نوازی مین کیا دیر ہے داروغہ صاحب نے کہا اب سامان ہو رہا ہے ابھی تک طائفون کا ہنگامہ تھا کئی ہزار طائفہ ہی ملکہ مہرخ نے آن دروازہ خزانہ کا کھول دیا ہے روپیہ لٹ رہا ہے جو اس جلسہ مین آئیگا نہال ہوکر جائے گا علاوہ زر و جواہر کے جاگیرین پائیگا سب طائفے مشتاق خواجہ عمرو کے بیٹھے ہین بارہ بجے خواجہ شروع کرینگے یہ کہکر داروغہ رخصت ہوا یہان حیرت نے غصہ مین کھانا نہ کھایا مصور و صورت نگار نے پلاو زردے پر خوب ہاتھ مارے یہ تو بیفکرے ہین لیکن حیرت کو نہایت انتشار ہی مگر چلنے کا وہ اشتیاق ہی کہ سب کچھ گوارا ہوا بعد تھوڑے عرصہ کے داروغہ صاحب نے آن کر کہا میان شیخ ہینگا صاحب چلیے نوچیون کو اپنے ساتھ لیجیے سرکار سے طلب ہے صرصر نے داروغہ سے کہا اتنا احسان کرنا ہم لوگ خواجہ عمرو کی ذی نوازی کے بہت مشتاق ہین یہ بھی زمانے کا اتفاق ہین کہ ہم لوگون کا آنا ہوا بادشاہ دکن کے ملازم ہین کسی طرح سے رخصت نہ ملتی تھی حیلہ کرکے آئے ہین ہمارا مجرا دن کو ہو تو بہت بہتر ہے شب کو ہنگامے مین کیا ضرور ہے داروغہ نے کہا تمھارا ابھی مہینہ بیس دن رہنا ہوگا مجرائیون مین ملازم کرا دینگے بہت کچھ دلوائین گے مگر میان شیخ ہینگا صاحب ہمارا خیال رہے بی چھنگی کی انکھڑیان مارے ڈالتی ہین پلکونکے تیر چل رہے ہین حیرت سرخ ہوکے رہگئی داروغہ نے ہنسکر سینہ پر ہاتھ رکھدیا مصور حیران ہین کہانتک تسلی دون کس کس سے بچاؤن اب یہ سب داروغہ کے ساتھ چلے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے دیکھا عجب سامان ہین شوکت پر بارگاہ کی ماہ و مہر قربان ہین سرداران ذی وقار تاجداران نامدار عیاران خنجر گذار نازنینان پریپیکر اپنے اپنے مقام پر حیرت کی نگاہ پڑی گل رخسار ملکہ بہار پر کس شان و شوکت سے جلوہ فرما ہے زیور مین پھولونکے لدی ہوئی عروس شاخ گل بنی ہوئی بدھیان پھولونکی زیب جسم انور چمپا کا موتیے کا سہرا بصد حسن و ادا ناز و کرشمہ مثل کنیزان خدمتگذار دست بستہ حاضر ہین ایک جانب ملکہ مخمور نشیلی انکھڑیان آثار جلالت چہرہ زیبا سے عیان ساغر چشم بادہ حسن سے مملو کمان خانہ ابرو مین تیر مژگان برائے دلدوزی عاشقان لیس ہین ادا کی برچھیان نگہ کی کٹاریان چل رہی ہین ملکہ مہرخ بصد کر و فر چہرہ مثل گل شگفتہ تمام اہالیان دربار کیخدمت مین

مصروف ایک جانب بادشاہ با توقیر نوجوان جرأت بین ذی نظیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر حیرت جاہ و جلال دربار دیکھکر دنگ ہوگئی نظم لاعلم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار ۔ تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار
عجب بارگاہ معلے اساس ۔ ز قالین و جازم نیوفتے قیاس

تخت طاؤسی پر سلیمان حشم فریدون خدم بلقیس خیم ملکہ مہ جبین تاج شہریاری زیب سر انور لباس فاخرہ زیور جواہر نگار صاحب جاہ و جلال اوج پر نیر اقبال نظم

امارت عدالت کا اُنسے رواج ۔ حسین مہ جبین صاحب تخت و تاج
مہ آسمان حشم ذی وقار ۔ سمن بر سمن بو حسین گلعذار

رعب و جلال دیکھکر یہ سب اسطے تسلیم کے خم ہوئے گوشۂ بارگاہ مین بیٹھنے کو جگہ ملی اُس ہنگامۂ عیش مین کسی کی نگاہ نہ پڑتی برق و چالاک وغیرہ کاروبار ضروری مین مصروف خلعتہاے فاخرہ پہنے ہوئے کبھی بیرون بارگاہ جاتے ہین کبھی اسباب ضروری لیکر اندر آتے ہین حکم خواجہ عمرو بنام مہتر قران صادر ہوتا ہے یہ سامنے حاضر ہین حکم پاکر اشارہ کرتے ہین برق وغیرہ فوراً بجالاتے ہین اتنا بڑا جلسہ شور نہ غل یکیفیت تمام دور جام کل عین گرمی صحبت مین کوکب نے کہا برادر خواجہ عمرو الکریم اذا وعد وفی ۔ الاشتیاق اشد الموت خواجہ چپ بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بہار نے مجلس جادو سے اشارہ کیا مجلس جادو چالاک خواجہ سے بیباک گستاخ اپنی کرسی سے اُٹھی خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا نانا جان کا ہے آج خوشی کا دن ہے سب کی طبیعت مطمئن ہے عمرو نے ذرا تامل کیا مجلس نے اپنے کو زمین پر گرادیا فوراً ایڑیان زمین پر رگڑنے لگی خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آکر بیٹھے سازندون کو اشارہ ہوا ساز آسمین ساز کرنے لگے دم سرون کا بھرنے لگے تمام اہل محفل کی نگاہین طرف خواجہ عمرو کے ہین صرصر بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہے حیرت جادو شرمائی بیٹھی ہے خواجہ نے جوڑی ذی نکالی ناگنی تڑپتی ہوئی ہاتھ مین لی دہن پر رکھکر دھر دھونکی یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

کل بھی منھ پھیر کے فرمائیے گا
خیر بندے ہی کو بلوائیے گا
وصل مین کہتے ہین بیٹھے بیٹھے
دیکھنے سیر چلے آئیے گا
دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہے
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا
جیتے جی ہوچکے واعدشاہد
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا
روح قالب سے یہ کہکے نکلی
آج گھر جائیے کل آئیے گا
میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا
آپ سایہ مین لپٹ جائیے گا
سنکے حال شب فرقت بولے
آپ تو اُٹھ کے چلے جائیے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین
کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا
بات رہجاے مریض غم کی
دل کسی اور سے بہلائیے گا
میرے گھر کاہے کو آپ آئیے گا
ایسا جانباز کہان پائیے گا
کس طرح ہجر مین جاتی ہے جان
کیسے کچھ اور بھی فرمائیے گا
چھپ کے غیرونکو بلاتے ہین آپ
ہان بجا سچ ہے ضرور آئیے گا
روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
دو گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائیے گا
پیٹھ موڑے تو رہے گی نہ یا آنکھ

ایک کروٹ مین بدل جائیگا
اے خلیل افعی بیجان ہی یہ
زلف کو چھو کے خطا پائیگا

سب گانے پر عمرو کے گوش بر آواز ہین یاد ہین اپنی قید کی مصیبت کے اسد و مہ جبین کی آنکھون سے اشکون کے دریا بہ رہے ہین صرصر محو حیرت حیرت غرق دریاے عبرت مصور کا یہ نقشہ ہی کہ تصویر بنگیا ہی کوکب بیتاب بیقرار سب سے زیادہ بران ہجر دیدہ آفت فراق کشیدہ اشکبار اپنی وزیرزادی شگوفہ سے کہا ہین بے سبب نہین کہ سکتی تو خواجہ سے فرمائش کر کہ اشعار زیب النسا مخفی سابق مین جلد پنجم طلسم ہوش ربا مین دیکھے تھے مگر وہ ترجیع بند پورا تحریر نہین ہی نصف باقی ہی اگر یاد ہو براے خدا ارشاد فرمایئے جسمین سوگند و قسم ردیف ہی عجب کلام لطیف ہی عمرو اشارے کو بران کے سمجھا جانتا ہے عاشق زار فراق اب رہے ہین بیقرار ہی زبان حال سے یہ ترجیع بند شروع کی ترجیع بند مخفی لایق ملاحظہ ناظرین والا تمکین

بسر عربدۂ دوست قسم
دیگری نیست بہ از دوست قسم
بہ نمکہاے تکلم سوگند
بہ اداہاے تبسم سوگند
نکہ بر سر داغم بفشان
بوے گل بر سر داغم بفشان

بہ سر نرگس مخمور قسم
بدل عاشق رنجور قسم

بہ بر و گردن و غبغب سوگند
بہ سر و سنبل اشہب سوگند
کہ دل از دست شدہ بیمارم
مدہ اے دوست دگر آزارم

بہ حناے کف پاے تو قسم
باز گفتم بہ اداے تو قسم

بہ گل عارض رعنا سوگند
بہ خم زلف چلیپا سوگند
عاشقم عاشق گفتار توام
عاشق قامت رفتار توام

بدم تیغ سیہ تاب قسم
بصفاے دل مہتاب قسم

بصف خنجر مژگان سوگند
بدل خون شہیدان سوگند
بندہ ام بندۂ دیرینۂ تو
محو مہر و غضب و کینۂ تو

برخ عارض گلفام قسم
بہ بناگوش دل آرام قسم

بہ سر جعد معطر سوگند
نیست غیراز تو مرا غمازے
بجفا ہائے تو دلبر سوگند
تند خو سنگدلے شہبازی

ان اشعار محبت آثار نے محفل مین سناٹا ڈالدیا سمان بندھا تھا کسی مین طاقت کلام نہ تھی ہر ایک کو عمرو کے کمال کا خیال آنکھون سے آنسوؤن کا تار مزاج ناساز صرصر تو آج ذبح ہوگئی ہوائے محبت عمرو مین محو صبا رفتار سے کہتی جاتی ہے صبا رفتار تجکو میرے سر کی قسم یہ آواز کیسی گوش زد ہوئی تھی کمال دیکھ یہ بیشک وحید عصر ہے حیرت بھی کہ رہی ہے ہے صرصر عمرو سرگروہ کاملین ہے اب علم موسیقی مین اسکا مثل نہین ہے صرصر نے کہا داری عیاری مین بھڑوے کا کب نظیر ہے کیسا خوش تدبیر ہے آپسمین چپکے چپکے یہ باتین ہو رہی ہین کہ قضا کا مثل مشہور ہے ع دل را بدل رہی ست درین گنبد سپہر حقیر اس مضمون کو گوش زد ناظرین کر چکا ہے کہ چالاک حیرت پر جان دیتا ہے کام کرتے کرتے گھبرا برق نے پوچھا کیون مرشد زادے خیر تو ہے کہا بھائی برق کیا کہون اسوقت کچھ خود بخود اضطراب ہے دل بہت متزلز بیتاب ہے کئی دن کا زمانہ گزرا اپنے معشوق پریچہرہ کو نہین دیکھا بڑا تعجب ہے کہ اتنا بڑا جلسہ عیش آراستہ ہوا کہ اگر جمشید زندہ ہوتا اس باغ عیش کی گلچینی کرتا خدا کی عنایت سے ایسی کیفیت ہے راجہ اندر کے اکھاڑے کی کیا حقیقت ہے کیا کیا نازنینان حور وش جمع ہین بارگاہ مین اسوقت قیامت برپا ہے قبلہ و کعبہ نے ایسی دھن بجائی طبیعت بھر آئی مخفی کی اشعار ایسے پڑھے کلیجے پر چھری سی چلنے لگی یقین ہے کہ عیار یہان اس جلسہ مین ضرور آئی ہون یہ بھی خیال ضرور ہے غافل رہنا اسر قصور ہے برق نے کہا مرشد زادے بہت بات معقول کہی دیکھ بھال ضرور چاہیے ہے استاد آج رنگ مین ہین فرمادیا ہے سب باتون کا خیال رکھنا یہ کہکر برق و چالاک دونون کے دونون اندر آئے مصور نے ملکہ حیرت سے کہا ساقی بیچ سب طرف شراب پلا رہی ہین ادھر نہین آتے دور مین ہمین نہین پلاتے حیرت نے کہا ابھی مرشد زادی چپکے بیٹھے رہو حال نہ کھل جائے اسکو غنیمت جانو مگر مصور نے چالاک کو دیکھکر اشارہ کیا چالاک قریب آیا مصور نے کہا مہتر صاحب بی نور بانی کے ساتھ والون کو شراب نہین پہونچی ہم لوگون کی شراب جنم گھٹی ہے چالاک نے کہا ابھی حاضر کرتا ہون صرصر و صبا رفتار تو عیار پہچان ہین انھون نے چالاک کو دیکھکر منھ پھیر لیے چالاک نے جو بغور مصور سے آنکھ ملائی بہ نگاہ اول پہچانا کہ یہ تو مصور جادو ہے اب تو پلٹا صورت نگار کو بھی پہچانا پہلو مین صورت نگار کے بی حیرت سر جھکائے شرمائی ہوئی آنکھ نہین چار کرتین چالاک نے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر کہا خانی ذرا سر تو اٹھاؤ یار دو سے نگاہ ملاؤ شراب تمہارے واسطے لائین اپنے ہاتھ سے تمھین پلائین حیرت نے سر اٹھایا گھبرا کے کہا نہین نہین شراب نہین پیونگی چالاک سے نگاہ جو چار ہوئی سنان مژگان دل کے پار ہوئی شرگین آنکھون نے قتل کیا ابرو کی جنبش سے کلیجے پر خنجر چلگیا بخوبی پہچانا دل سے کہتا ہے یہ ظالم برباد کن صبر و طاقت ہے سامنے آنکھون کے ملکہ حیرت ہے مگر یہ بھی عیار ہے فرزند عمرو نامدار ہے گھل مل کے باتین کرنے لگا پاس بیٹھنا غنیمت ہوگیا حیرت شرمائی جاتی ہے

کہا

پیچھے ہٹتی ہو نہین نہین کیے جاتی ہو چالاک نے ہنستے ہنستے سینہ پر ہاتھ رکھا ناریستان کا مزا چکھا حیرت نے اُٹھا ہاتھ بالا ٹہلتے ہوئے مہتر قران بھی آئے چالاک نے کہا خلیفہ صاحب ذرا یہان تشریف لائیے آپنے گلوریان یہان نہین ہو جائین ارطِ لطیفہ کے میان شیخ ہینگا صاحب مالک ہین مہتر قران بھی سمجھا کچھ دال مین کالا ہی یہ جو آکر بیٹھے صبا رفتار پر نگاہ پڑی معشوقہ دلنواز صاحب کرشمہ و ناز حیران ہوکر وہین بیٹھ گئے ران پر ہاتھ رکھکر پوچھا بی بی تمھارا کیا نام ہے صبا رفتار نے سر جھکا کر کہا مجھے گلعذار کہتے ہین قران نے کہا تصدق اس نام کے مگر کسی بیوقوف نے نام رکھا تمھارے عارض رنگین سے گل کوکب مثال ہی یہ عارض بدر کامل ابرو رشک ہلال ہے نام خدا کیا سراپا ہی صانع ازل نے جسم انور کو نور کے سانچے مین ڈھالا ہی صبا رفتار نے کہا آپ کی عنایت بنہایت ہی اتنے مین مہتر برق فرنگی بھی آیا دیکھا ایک نازنین سے میان چالاک گھل مل کے باتین کر رہے ہین ایک خلیفہ صاحب چپکے چپکے کلام مین مصروف ہین انکے بیٹھتے ہی شمیمہ نقب زن پہچانا معشوقہ دلفریب کو دیکھکر دل ناشکیب ہوا تڑپ کر بیٹھ گیا کہا صاحب آپ لوگونکو شراب نہین پہونچی بھائی چالاک صاحب دو چار رکابیان اُٹھا لائیے آپ سب صاحبون کو پلائیے آپکے سبب صاحب مہمان ہین جشن مین سرفراز کیا ہے ہم سب پر احسان ہین صرصر منھ پھیرے بیٹھی ہی اسکو یہ گمان ہی کہ صورت ہر اک کی تبدیل ہی شناخت کی کیا دلیل ہی خوبصورت رنڈیان دیکھین یہ بھی گھوڑے جوان ہین لیٹے جاتے ہین مگر یہ صرصر اچھا نہ کیا دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام اسکا بد ہی یا سامری جمشید وقت مدد ہے یہان چالاک برق و مہتر قران نے اب بخوبی ایک ایک کو پہچانا آپسمین اشارون مین باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین مگر قران نے برق کو اشارہ کیا مین انکی نگہداشت کرونگا جاکر استاد سے اطلاع کرو دیکھو کیا حکم دیتے ہین برق یہ کہکر اُٹھا میان شیخ ہینگا صاحب مین آپکے لیے شراب و کباب لاتا ہون مصور شراب کے لیے بیقرار ہی تھا کہا ہان بہتر صاحب دو چار گلابیان لائیے برق اس حیلے سے اُٹھا یہان خواجہ کے گانے پر سامعین کا رقص بسمل کا حال ہے کسی کے ہوش درست نہین ہین اس وقت یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہین اشعار

ہی رخصت جان حال مین بتلا نہین سکتا
رہوار ہمت تیز ہے ٹھہرا نہین سکتا

وہ ضعف ہی ایجان کہ کہین جا نہین سکتا
مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا

کچھ خال سے بھی کم ہی کنار لحد تنگ
آرام کہان پانون تو پھیلا نہین سکتا

قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر ناداں
سنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہین سکتا

ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق
لطف چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا

پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ مرے دل کا
ڈھونڈھے بھی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا

سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد
دام رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے پھاہا کوئی تا زخم جگر آ نہین سکتا
تقصیر شب وصل ہی شکوہ بھی تمھارا شرم آتی ہی تا نوک زبان آ نہین سکتا
لاکھون گرہین ہین دلِ عاشق کیطرح سے شانہ خمِ شکنِ زلف کو سلجھا نہین سکتا
رکتے نہین سیاح عدم اشک کیصورت جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا
رکھتے نہین گوش شنوا عاشق جانباز دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہین سکتا
مشکل ہی نسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین کھوئے ہوے آرام بشر پا نہین سکتا

برق فرنگی خبر کہنے آیا تھا سر پکڑ کے بیٹھ گیا تڑپنے لگا جب خواجہ ٹھہرے تب برق کے ہوش درست ہوے جھک کر کان مین عرض کیا استاد جلد صلاح بتایئے مصور وصورت نگار وملکہ حیرت جادو وملکہ صرصر وصبا رفتار وشمیمہ نقب زن وشرارہ سنگ انداز وشاہین جنگل گشا مع دو کنیزون کے صورتین بدلکر آپکے دربار مین آئی ہین مصور صاحب قرمساق بنے ہوے سب کے سوار ہین شیخ ہینگا بھڑوے کا نام ہی اس انتظام مین کیا ارشاد ہوتا ہی عمرو گھبرا کر سوچنے لگا بعد دم بھر کے فرمایا اے برق نہین معلوم انکو کیا منظور تھا خدا نے ابتک محفوظ رکھا مگر اے فرزند ہمیں معقول یہ ہی آپ لوگ عشق و عاشقی کا کام نہ فرمایئے گا اسوقت آپ بہت گھبرائے ہوے آئے ہین معشوقہ کو دیکھا تڑپ گئے ساری عیاری بھولی اچھا کیفیت سے شراب پہونچاؤ بیہوشی بھی سلیقہ سے ملاؤ بیہوش کردو مین بھی آتا ہون برق تو ادھر چلا عمرو قریب ملکہ مہرخ کے آیا کان مین کہا حیرت وغیرہ صورت بدلکر دربار مین آگئین ہین مین نے برق کو بھیجا ہی سب کو جاکر بیہوش کردو اگر حیرت آگاہ ہوگئی تو قیامت برپا کریگی یہ سنکر ملکہ مہرخ کے ہوش اڑگئے کہا خواجہ اسکا جلد انتظام کرو عمرو پاس سے ملکہ مہرخ کے ہٹے خود بھی اسکی فکر مین چلے مگر مہتر برق فرنگی گلابیان لیکر چلا تھا سامنے راہ مین چالاک ملا کہا بھائی کیا حکم ہوا برق نے کہا استاد نے ارشاد فرمایا ہی کہ خبردار یہ نکلکر جانے نپائین چالاک نے کہا بھائی برق حیرت بھی قید ہوجائیگی یہ تو مجکو گوارا نہین ہے میری معشوقہ کی زبان مین سوزن دیا جاے میرے کلیجے مین سنان غم کی کھٹکیگی میرا دل چاہتا ہی مین جاکر اسکو آگاہ کردون وہ بیچاری نکلجاے برق نے کہا ایسا غضب نہ کرنا چالاک کا رنگ رو متغیر ہوا کہا بھائی بدعت کرنے کو اور کافر کیا کم ہین اس بیچاری کو نہ ستائینگے تو کیا نقصان ہوگا یہ باتین تھین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے دیکھا چالاک و برق کھسر پھسر کررہے ہین عمرو نے کہا اے برق کیون دیر کی برق نے سر جھکایا خواجہ سمجھے کہ چالاک سفارش حیرت کی کرتا ہوگا دو طمانچہ چالاک کو مارے کہا کیون نالائق عرصہ کرتا ہے عیار پیچیان ساتھ ہین ذرا سے اشارے کو سمجھ جائینگی خاص یہ سب فکر مین اسد کے آئی ہین وہ شیر سحر آگاہ نہین ابھی چھپ کر ایک گولہ مارے قیامت ہوجاے اگر ہم سبکو مار بھی ڈالینگے تو کیا ہوگا نام اسد سنکر چالاک بھی گھبرایا کہا حضور مین دشمن کا پاس نہ کرونگا ابھی جاکر سب کی گردن لیتا ہون عمرو الگ ہوا برق و چالاک گلابیان لیکر

آئے میان مصور واسطے شراب کے لئے ہوے بیٹھے گلابیان دیکھکر ہاتھ بڑھایا کہا مہتر حبیب کا لیے چالاک برق گلابیان دیکر ہٹ گئے گوشۂ بارگاہ مین آکر ٹھہرے مصور نے سب سے پہلے شراب پی جو رہ کو پلائی صرصر نے کہا مرشدزادے سحر بہت قریب ہے شراب موقوف رکھیے عیار نگوڑے دیکھ گئے ہین ایسا نہو کوئی فتور برپا ہو مصور نے کہا اس ہنگامہ مین کون کسی کو پہچانتا ہی عیار رنڈیان خوبصورت دیکھکر بیٹھ گئے تھے صرصر نے بھی مصور کے کہنے سے دھوکا کھایا جب ایک ایک جام سب پی چکے صرصر نے کہا لو صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ شراب مین بیہوشی تھی یہ کہکے قصد کیا کہ اٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری چشم زدن مین مصور و حیرت وغیرہ سب بیہوش ہوے سحر فراموش ہوکے کونے سے عیار نکلے چالاک تو قریب حیرت کے آیا زبان مین سوزن دینے کے حیلے سے پیار کرنے لگا برق اپنی معشوقہ سے لپٹا خواجہ نے سامنے آکر دو دو کوڑے سب کو مارے مصور و صورت نگار و حیرت وغیرہ کی زبان مین سوزن دیا عیارون نے سبھونکو کمند سے باندھا ابتو بلند ہوا ملکہ مہرخ و بہار و کوکب وغیرہ کھڑے ہوگئے کہا خواجہ خیر تو ہے کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا کہ خدا نے اپنا بڑا فضل کیا مصور و صورت نگار و حیرت سب ملکر یہین اسد غازی کی آئے تھے برق وغیرہ نے پہچانا گرفتار کرلیا اسد غازی نے کہا نانا مکر سے گرفتار کرنے کی سند نہین ہے ان سب کو رہا کر دیجیے خواجہ عمرو ہنسے کوکب نے کہا انکی دردمندی سماعت فرمائیے یہ جرأت و شوکت کے پابند ہین کوکب نے کہا اے ہنر بر جستۂ صاحبقرانی وای نہنگ بحر خوش بیانی یہ مقدمہ سحر ہین سب مکار و غدار اگر عیارون کا قدم درمیان مین نہوتا ابتک یہ لشکر مقابلہ مین افراسیاب کے رہ سکتا تھا خواجہ عمرو نے کیا کیا کارنمایان کیے آپ تو عرصہ دراز کے بعد چھوٹے جو جو ہنگامہ ہوے ہین وقائع نگارون نے لکھے ہین کبھی بوقت مہلت ملاحظہ فرمائیے گا تب خواجہ عمرو کی قدر ہوگی اسد نے کہا میرے پیر و مرشد میری ترقیان لیاقت کے باعث ہین کل لشکر اسلام انکی راے کا پابند ہی لواے شوکت انکا آسمان سے بلند ہی مگر ہمکو شاق ہوا کہ عیاری سے گرفتار کیا عمرو نے کہا اپنے مقام پر بیٹھے رہیے آپ ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دیجیے یہ طلسم ہوشربا ہی ہر ایک مقدمہ یہانکا ہوش ربا ہی ابتو اندر رہا ہر ہنگامہ ہوا کہ زوجہ افراسیاب گرفتار ہوئی جلدی ہم برہم تمام سردار باہر سے اندر آئے ایک ایک پوچھتا ہی کیونکر گرفتار کیا یکایک سب نے دیکھا کہ مصور کی مشکین بندھی ہوئی زبان مین سوزن پہلو مین پری صورت نگار عیار پیچان رسن مین آفتاب اقبال حیرت گہن مین یہ بھی سر جھکاے ہوے تیوری پر بل غصہ سے کانپتی ہوئی مصور چونکا گھبرا کے ہر طرف دیکھا بیہوشی جو دی گئی تھی اُسکے نشہ کی تاثیر باقی ہی کسیقدر ہوشیار ہوے مگر خیال شراب ساقی ہی لاؤ لاؤ کیے جاتے ہین زبان مین سوزن ہونے سے گھبراتے ہین کبھی صورت نگار کیطرف متوجہ ہوکے فرماتے ہین کیون صاحب مین نے کیا خطا کی جو مجھے ہتکڑیان بیڑیان پہنائی ہین مین تو تمکو کسی بات کو نہین روکتا صبح سے پہر رات گئے تک جہان چاہو جاؤ رات کو میرے پاس چلی آؤ بی بی تمھارے بغیر مجکو نیند نہین آتی کسی مقام پر ہاتھ رکھکر سو رہتا ہون کبھی کوئی لفظ خلاف

تمکو نہین کہتا ہون ان باتون پر مصور کی سب ہنسے مگر بہار نے حیرت ایسی مکار غدار کو جو مقید دیکھا بیقرار ہو کر اٹھی کہا ہوا برائے خدا طلسم کشا کی اطاعت کرو تاج و تخت لیا اب تو اقبال مندی طلسم کشا کی تم پر ظاہر ہوئی تمکو قدرت پروردگار دیکھا باغبان قضا و قدر نے کیا کیا گل کھلائے باغیونکو خار دیے آج باغ اسلام پر بہار ہے خزان کے دن گئے ہر دشمن مثل لالہ دل داغدار ہے تمہاری کیا شامت تھی کیسی نکرآئین یہ صلاح کسنے بتائی مصور تو بیغیرت ہے تمہارے حال پر حیرت ہے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہے کوئی یون آبرو کھوتا ہے تقدیر بگڑتی ہے تو کچھ زور نہین چلتا ہے ہر وقت آسمان رنگ بدلتا ہے اے ملکۂ عالم نظم

گر ہوے صاحب جوہر کو میسر عزت　　جو ہر فرد ہے بالفرض کو کیا بے قیمت
قاضی چرخ جو تو ہے تو یہ کیا گر ہے　　شل دہقان فلک کھتے ہون طالع نکبت
دور گردون نہ موافق ہو اور خفیف　　جر اثقال ہین تو جتنی اٹھائے محنت
آگے برگشتگی بخت کے چلنے کی نہین　　نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
گو فصاحت مین تو سحبان ہے وئی بے تقدیر　　حرف مطلب پہ زبان کو ہو تری سو لکنت
گو ریاضی مین ہین صناع اگر بخت ہین بد　　نقش باطل ہے تری شکل وہ جسین صنعت

ملکہ بہار نے اس فصاحت و بلاغت سے حیرت کو سمجھایا گویا منھ سے پھول جھڑتے تھے ہر کلام مسلسل موتیون کی لڑی معلوم ہوتا تھا عندلیب خوش نوا گلشن بیان مین نغمہ سنج ہے مگر حیرت جادو نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف بہار کے دیکھا اور گھبراتی ہوئی زبان سے جواب دیا بس زیادہ اپنا علم و شان نہ دکھا مجکو بیہودہ نہ سمجھا قدرت سامری کی ہین تمہاری اطاعت کرون دشمنون سے محبت کرون اب تو میان مصور کو بھی غصہ آیا ہوش درست ہوے پکار اٹھے منم نبیرۂ سامری ابھی نانا دادا سے فریاد کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا اپنے بھائی خداوند داؤد سے کہکر سب مسلمانون کو سنگ سیاہ کرا دونگا ابد دولت کے غصہ سے ڈرو بیہودہ کلام نہ کرو بس بہتر اسی مین ہے کہ زبان سے سوزن نکال لو ہمین اپنی بارگاہ مین جانے دو عمرو نے کہا میان رنج سہنگا قینچی نہ بگھارو آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو لیے بھیا جورو کو مائلہ بنایا آپ قرمساق بنکے آیا غیرت نہ آئی اب نانا دادا کو بلاؤ آج کچھ کرامت دکھاؤ ہم بھی دیکھین کیسے نبیرہ سامری ہو یہ کہکر عمرو نے آواز دی بس بہار بیٹھو تم دخل نہ دو ہان جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوے پردہ بارگاہ کا اٹھایا قصد ہوا ان سب کو قتل کرین ملکہ بہار زار زار رو رہی ہے عمرو کا غصہ دیکھکر بول نہین سکتی ملکہ مہجبین کو بھی انتشار ہے امار کو انکا قتل ہونا ناگوار حکم سے خواجہ جلادون نے چاہا انکے ہاتھ پکڑکر کھینچین گردن پر کوندے کے خط دین یکایک زمین تھرائی صدائے مہیب آئی قریب تھا کرہ گردش گردون کرے تمام عالم زیر و زبر ہو زمین غرق ہوئی افراسیاب غصہ مین بھرا ہوا زمین سے نکلا نکلتے نکلتے چند سنگریزے اٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے حیرت کی کمر مین پنجہ دیا سب کو سحر کر کے اٹھا لیا نعرہ کیا اے شیدائیو مسلمانان تم

سجھون کی قضا قریب ہے یہ سرکشی جابدولت پہ لشکرکشی طلسم کشا کے رہا ہونے پر گھمنڈ ملکزادہ بلائین نازل کرونگا کہ خود اپنے اپنے گلے کاٹکر مرجاؤگے میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے یہ کہتا ہوا اتنا جلد افراسیاب نکلگیا کہ کوئی زبان نہ لاسکا عرصہ دراز تک اندھیرا رہا خود کوکب نے سحر دفع کیا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ افراسیاب جاچکا دور سے نعرہ کی صدا آتی ہے کوکب نے چاہا پیچھا کرون عمرو نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہنشاہ جانے دو اپنی زد سے بچکے گیا ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت اب اور صلاحین کرنا ہے یہ خوب ثابت ہے کہ افراسیاب قتل نہین ہوسکتا بس اِس کدوکاوش سے کیا فائدہ کہنے سے خواجہ کے کوکب رُک گیا افراسیاب تو جاہی چکا تھا یہان کوکب وغیرہ سب رُکے دربار مین بیٹھے جلسہ تو درہم و برہم ہوگیا مگر افراسیاب حیرت وغیرہ کو لیے ہوے باغ سیب مین پہونچا سب کو ہوشیار کیا متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے تھے افراسیاب نے کہا مرشدزادے واہ کیا آپنے کمال کیا اگر مین وقت پر نہ پہونچتا ساربان زادہ سب کو قتل کرتا ہمنے اسواسطے بھیجا تھا کہ مقابلہ مین فرد کشی ہو مسلمان مطلق نہو جائین نہ کہ اس صورت سے دربار مسلمانان مین جانا عیاران اسلام سے آپ کو آگاہی نہ تھی اُڑتی ہوئی چڑیا کو وہ لوگ پہچانتے ہین دل کا حال جانتے ہین سب سے زیادہ صرصر پر غصہ کیا صرصر نے کہا حضور مین تابعدار حکم ہون سرتابی کرسکتی تھی فرمانے سے مرشدزادے کے مجبور ہوگئی مین نے تو عرض کیا تھا کہ مسلمان خلق مین بے نظیر ہین خود صاحب توقیر ہین ظاہر مین سوار ہوکر ہوادار پر چلیے مسلمان باعزاز و اکرام لیجائینگے مقام صدر پر بٹھائینگے ان سب کا قول ہے روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی افراسیاب نے کہا وہ درست تھا نہ یہ مناسب اب تم جاکر مقابلہ مین اُترو مین وہ فکر کرتا ہون کہ ایک زندہ نہ بچے یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو سمجھا کر طرف لشکر کے روانہ کیا آپ کتاب سامری لیکر بیٹھا بعد نکلجانے افراسیاب کے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اب زمانہ عیش و سرور کا نہین ہے فکر لوح واجب و لازم ہے یہ سنکے خواجہ کے کانمین کہا ہم تو رخصت ہوتے ہین مگر اس مقدمہ کو باغبان و مخمور سے رجوع کیجیے یہ کہکر کوکب و ملکہ بہار وغیرہ سرداران طلسم نورافشان بعد شوکت و شان طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوئے افراسیاب باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا سوچا کہ مقام لوح تک کون جاسکتا ہے کسکی مجال ہے یہ مادرت ہی کا کمال ہے کہ ایسے مقام پر لوح کو رکھا ہے کہ طائر وہم و خیال بھی نہین جاسکتا ایسے ایسے مہلات سوچ کر چونکہ عیش پسند ہے تخت پر سوار ہوکر طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہوا ادہر عمرو نے بعد برخاست جلسہ انجمن مشاورت کو منعقد کیا شمع راے کو روشن کرکے مصروف صلاح ہوے گلہاے کلام بے پردہ سے باغبان پیشکش کیے فرمایا اے باغبان عالیشان خدا نے تمہارے پھول کو کانٹون سے نکالا اب کیا دیر ہے لوح کی فکر بتاؤ باغبان نے چند باتین مخفی کانمین خواجہ عمرو کے کہین خواجہ عمرو نے اسد غازی کو شراب پلاکر بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق اس جلسہ مین حاضر ہے خواجہ نے ایک خرما جیب سے نکالکر کہا بیٹا برق یہ رطب تازہ خانہ کعبہ سے آئے تھے تو یہ تمہارا حصہ

برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا اُستاد مفصل فرمائیے کیا منظور ہے آخر غلام کا کیا قصور ہے عمرو نے کہا قصور کیسا ہم کوئی چیز تمھارے بغیر کھاتے ہین پہلے نور نظر کھائے تو بڈھا باپ بھی چکھے برق کہتا ہے اے اُستاد خدا کیواسطے صاف بتائیے عمرو نے زبردستی منھ مین ٹھونس دیا یہ سمجھکے کہ تبرک کی چیز ضرور کھلاؤنگا حلق سے اُترتے ہی برق نے کہا اُستاد مجھے روکیے میری جان گئی ہائے مجھے بیہوشی کھلادی عمرو نے سر کے نیچے ہاتھ دیا برق بیہوش ہوا برق کو عمرو نے اُٹھا کے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے ضرغام کو بلایا کان سے عطر کی روئی نکالی کہا دیکھو بیٹا عطر بکنے آیا ہے کتنے تولہ کا ہے اترانا نہین صاف صاف بتانا ضرغام نے حیران ہوکر سر جھکا لیا کہا کیون قبلہ وکعبہ کیا کسی طرح کی سزا دیجیے گا بیہوش کیجیے گا میرے پاس خود بیہوشی حاضر ہے سنکھیا بھی موجود ہے جو حکم ہو کھالون جان قدم اقدس پہ نثار کردون عمرو نے زور سے اُسکا کان پکڑا کہا کیون بے جوانا مرگ ہم تجھے زہر سنکھیا کھلائینگے اسی دن کے لیے پالا تھا ہمین زکام ہوگیا دماغ بند ہے ہم سوچے کہ یہ نوجوان ہین قیمت بوجہ حسن بتائینگے تمھارے لیے سنکھیا زہر بنگیا ان ناالائقونکی حرکتون سے کلیجہ چھن گیا یہ کہکر روئی بخوبروئی دماغ سے ضرغام کے لگادی ضرغام چھینک مارکر بیہوش ہوا عمرو نے اُٹھاکر اسکو بھی نذر زنبیل کیا باغبان نے کہا ہمتو آگے بڑھتے ہین آپ مخمور کے ہمراہ تشریف لائیے انشاء اللہ وقت پر ہم بھی ملجائینگے مقام ضرورت پر آنے کو پہونچائینگے یہ کہکر باغبان قدرت و ملکہ بہار جادو و رعد و برق و برق لامع خواجہ کے سامنے ایک جانب روانہ ہوے بعد انکے خواجہ عمرو و ملکہ مخمور ملکہ مہرخ سے رخصت ہونے لگے تمام سردار بیقرار ہوکر رونے لگے مہرخ نے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی کہ اے شہنشاہ اوج عیاری شعر

بسفر رفتنت مبارک باد ؛ بسلامت روی و باز آئی ؛

اس سفر سے پروردگار ہمارے مالک و حاکم کو خیریت سے لانا جمال جہان آرا ے طلسم کشا بخوشی وخرمی دکھانا کل سرداریون بلک کر رودئے جیسے نوجوانون کے جنازے پر شور گریہ وزاری بلند ہوتا ہے عمرو نے ایک ایک کو چھاتی سے لگایا کہا ملکہ حقیقت مین یہ سفر آخرت ہے شریک حال اُنکی عنایت ہے مین نہین واقف کہ یہ کمبخت جادوگر مجکو کہان لیے جاتے ہین خدا ان ساحرون کی بدعت سے بچاے پھر تم سبھون سے ملائے یہ فرماکر چالاک کو قریب بلایا گلے سے لگایا فرمایا کہ اے نور نظر حفاظت لشکر کا خیال رکھنا جامع المتفرقین پھر تمکو ہمسے ملائے چالاک نے عرض کی حضور کا اقبال شریک ہوگا غلام جانبازی اور سرفروشی کو حاضر ہے مگر کیا مجال مثل حضور کے حفاظت کرسکون جان لڑا دونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر قران نامدار درہ کوہ سے نکل آئے دوڑکر خواجہ سے لپٹ گئے کہا استاد غلام کو بھی ہمراہ لیجیے خیرخواہ کو تباہ نہ کیجیے عمرو نے کہا اے جان بخش سن میرے ساتھ چلنے سے یہان رہنا بہتر ہے ایسے مقام پر سارا لشکر ہے خدانخواستہ اگر لشکر پڑاؤ سے ہٹ جاے تباہی آے بے پڑاو چھوٹنا نشان شکست ہے مقدم یہی بندوبست ہے قران نے عرض کی آپ بڑا بھاری سر پر بار رکھتے ہین خدا اسکا انجام بخیر کرے خواجہ نے سب کو گریان و نالان چھوڑکر ملکہ مخمور کو ساتھ لیا مگر چالاک سے تنہا پھر کہدیا اے نور نظر

ہمارا جانا ثابت نہو ہماری صورت بناکر روزد کھانا عیار بچون سے اپنے کو بچانا اور اے قران باغبان و رعد وبرق وبرق لامع وبہار ومخمور یہ چند سردار لشکر سے نکلے ہین اُنکی صورت کے بھی سردار بنانا فراموش نکرنا یہ نہ ثابت ہو کہ یہ لوگ لشکر سے نکلگئے ہین بخوبی سب کو سمجھا بجھا کر قنطورۂ زر لفتی وپیادہ سقرلاتی وگوہین عیاری بصد طراری آراستہ کرکے مخمور سے کہا بسم اللہ مخمور نے کہا مین پنجہ مین آپ کو دبا لون پر پرواز پیدا کرکے نیچلون عمرو نے کہا آپ چلیے مین آپ کے ساتھ ہون جہان تلاش فرمائیے گا اُس جگہ پر غلام کو اپنے سایہ مین پائیے گا مخمور نے پر پرواز پیدا کیے اُڑکر چلی خواجہ نیچے ٹیک کرشل برق جہندہ سایۂ مخمور مین طرف صحرا کے روانہ ہوئے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان بہار آگین فصاحت آئین جانا خواجہ عمرو کا براے تلاش لوح طلسمی برہبری مخمور وباغبان وغیرہ راہ مین ملنا مرحلۂ غافل وہوشیار کا جرات خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اور پھر پہونچنا باغ باغبان قدرت مین ملاحظۂ نیرنگ سحر باغبان قدرت وہان سے پہونچنا بہ مقام گنبد بے نور مین اور رسائی خواجہ عمرو کی تا بہ باغ سیماب جادو وداستان دیگر متعلقہ مقامات ساقی نامہ

کھولیو ساقی منھ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
ہوش ہین آتش ہے تجکو
مست تغافل کب تک رہنا
جب تو سُن آواز کسی کی
صبر شکن ہے بانگ تظلم
مست شراب غم کی خبر لے
جوش خمارِ نشۂ دل ہے
بادہ سرشک اور چشم ہے پیالہ
بادۂ الفت زہرا ثر ہے
تڑپے ہے سینہ بات کیے سے
لب جو کھلے تو بند زبان ہو
فرش زمین ہر چشم بہم ہے
گردش بالین گردش گردون

پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیمار رشک پری کیون
ایسا کہان کا نشہ ہے تجکو
ربط لب و پیمانہ کہان تک
آہِ فلک انداز کسی کی
غور سے سُن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہاے وبالِ جان ہے جینا
ہاے وہ مستانہ ہر نالہ
یعنے تری اب آن بنی ہے
درد اُٹھے ہے سانس لیے سے
چشم کشائی کوہ کنی ہے
یہ بھی مگر اک نقش قدم ہے
جوش طپیدن حوصلہ فرسا

جام شراب احمر بھر دے
حال سے میرے بیخبری کیون
محو تعطل کب تک رہنا
ہاؤ ہو مستانہ کہان تک
شور فگن ہے بانگ تظلم
جلد کہین دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند گسل ہے
جنبش دم سے ریزۂ مینا
نشۂ غم مین حال دگر ہے
دل شکنی بھی جان شکنی ہے
ضعف سے کیونکر حال بیان ہو
جنبش مژگان تیشہ زنی ہے
بادِ صبا سے حال دگرگون
دل کی طپش سے زلزلہ برپا

حیرت و حسرت نالہ و زاری
منبع قلزم دیدۂ پرُخون
دل کی قلق سی دشت نوردی

مضطر باشہ باتین ساری
بسکہ سرشک خون سی بھرا ہی
نقش قدم ہے صحرا گردی

گریۂ خونی غیرت جیحون
عرصۂ دامن صحن بنا ہی

سیاحان منازل رنج و مصیبت و دشت نوردان خارستان صعوبت جستجو کنندگان مقام حسرت انجام لوح طلسمات و طالبان مطالب کالائے دکان مصیبت آیات راہ پرُخطر مالک صعوبت مین یون گام فرسا ہین شعر سخن ساز یکہ مینے ساز کردہ ؛ سخن را این چنین آغاز کردہ ؛ ماہ آسمان اوج عیاری آفتاب عالمتاب فلک خنجر گذاری صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور کے ہمراہ برائے جستجوئے مقام لوح طلسمی روانہ ہوئے فراق خواجہ مین اہالیان لشکر ملکہ مہرخ تیر دلدوز الم کا نشانہ ہوئے مگر ملکہ مخمور اُڑی ہوئی جاتی ہے جب جھک کر دیکھتی ہی خواجہ عمرو کو اپنے سائے مین پاتی ہی جی مین کہتی ہی ای مخمور خواجہ عمرو بڑے طرار ہین گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہین صحرائے خارستان و کوہستان خوفناک نہ انسان نہ حیوان مثل کف دست میدان دھوپ سے پتھر چٹکے ہوئے ہین نخل ہوائے گرم سے جلے ہوئے نہ شاخ نہ پتا بالکل بے دست و پا ٹونڈے گرد کے پیچ و تاب کھاتے بشکل دیو مہیب راحت سے دور مصیبت سے قریب دشت کا سناٹا چہار جانب ویرانہ بستی کا نام کہان مقام سکونت غولان کبھی عنایت باغبان قضا و قدر سے صحرائے سبزہ زار ملا برائے چند ساعت غنچۂ آرزو کھلا ایسا مقام فرح افزا اگر مل گیا تو غنیمت ہوا ملکہ مخمور ہوا سے اُتر آئی ایک نخل کے سائے مین دونون ملکر بیٹھے ملکہ مخمور نے کہا خواجہ چار پہر رہروی کرتے گذرے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کھجورین شیرینی جو ساتھ کر دی تھی اب نوش فرمائیے ہمین بھی عنایت کیجیے پھر راہ منزل مقصود ہون خواجہ ابھی مقام دور ہی تامل کرنا سراسر قصور ہی عمرو نے کہا ملکہ تم ایسی جلدی چلین تھیلہ کھجورون کا گر گیا یہان جنگل مین کھانا پینا کہان مگر وہ سامنے گانون معلوم ہوتا ہی لاؤ تمھارا کپڑا بیچ لائین کچھ خریدین تم بھی کھاؤ ہم بھی کھائین ملکہ مخمور نے ناچار ایک فرد کپڑے کی اُتار کر دی خواجہ عمرو نے لیلی گانون مین جا کر فرد تو زنبیل مین رکھ لی رنگ روغن عیاری کا لگا کر مرد چرٹے کی شکل بنے گانون مین آئے دو تین زخم ادھیے اوچھے سر پر لگائے خون بہتا ہوا پیسا دو کان تحصیل لیا دو پیسے کی جوار بھنائی صورت اصلی ہو کر پاس مخمور کے آئے سامنے وہ جوار ملکہ مخمور کے رکھ دی کہا بوبی کھاؤ رزاق مطلق کا شکر کرو اس صحرا مین یہی نعمت ملی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ کپڑا کیا کہا بھڑ بھونجے کو دیدیا اُسنے یہ جوار تو دی وزن مین ڈیڑھ سیر ملکہ مخمور نے گھبرا کر کہا خواجہ تین ہزار روپیہ کی یہ جوڑے بنوائی تھی اُس موے نے کپڑا لیکر صرف جوار ہی دی خواجہ عمرو نے کہا یہان گانون مین کون پوچھتا بھڑ بھونجا بڑا مرد آدمی تھا خانہ کعبہ کا رہنے والا ہے جب بزرگون کے نام بتائے تب اُس نے کپڑا لیا ورنہ چور چور کر کے مجکو لوگون نے پکڑ لیا تھا اُس بیچارے نے قید سے چھڑایا کوتوالی کو رشوت دی مین نے تمسک لکھ دیا خیر ادا کرینگے اب اسکا ذکر نہ کرو کھاؤ پیو چلو مخمور چپ ہو گئی جوار کھا کے شکر کیا پھر روانہ

ہوے

ہوے اسی طرح قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوے دم بدم ہر کال کا برتے ہوے ایک مقام پر آکر محمور سرخ چشم اُتری ہاتھ خواجہ کا تھام لیا سر اُٹھا کر دیکھا ایک دیوار آہن نہایت بلند و مرتفع کھنچی ہوئی ہے ملکہ محمور سرخ چشم نے کہا خواجہ اس دیوار کے اس پار باغ غافل و ہوشیار ہے عجب مقام جانگزا مصیبت خیز عبرت افزا ہے یہین سحر کرکے دیوار مین در بنا کی پہلے آپ کو جست کرکے داخل ہونا چاہیے پہلے ملاحظہ کر لیجیے مین بھی پہونچونگی عمرو نے کہا بسم اللہ در بناؤ صورت باغ حسرت و یاس دکھاؤ ملکہ محمور نے گنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا خواجہ عمرو کمر چست باندھکر کھڑے ہوے اس امید پر کہ جب دیوار مین در بنائیگی مین فوراً جست کرکے اپنے کو اس طرف پہونچاؤنگا ملکہ محمور سرخ چشم نے اسم سحر کا پڑھا دانہ یاقوت احمر بصد کر و فر دیوار پر مارا کڑاکا ہوا در اتنا بڑا بنا کہ ایک آدمی دیوار آہن کے اُس پار بہ سختی داخل ہو سکتا ہے در بنتے ہی عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا عجب مقام قیامت خیز ہیبت انگیز نظر آیا تیر الم دل پر گرتے سینے پر نیزے مصیبت کے پڑے شمشیر جفا نے زخمی کیا خنجر ملال گلے پر پھرا باغ کا یہ نقشہ ہے بجاے گل و ریحان شمشیر و سنان مثل درختون کے دہقان بدبخت نے بوئے ہین انکی سیر نے ہوش کھوئے ہین اصل بیان یہ ہے ایک چمن مین پیکان تیر ایک چمن مین سنان ہاے نیزہ ایک جانب تلوارین قبضے اُنکے نابود دنبالے مثل برق چمک رہے ہین سارا باغ اسی عجائب و غرائب سے مملو ہے چند نخل بھی جا بجا مگر کہتر اُنپر ہزار در ہزار جانور عوض زمزمہ سرائی کے صداے ہیہات و افسوس بلند کرتے ہین جیسے ہی در تیار ہوا عمرو نے بہ نگاہ حسرت دیکھا طائر مثل انسان کے غل مچانے لگے اے ساکنان باغ عبرت ہوشیار ہو جاؤ ملکہ محمور سرخ چشم نے ساربان زادے عیار کو قریب دیوار آہن پہونچایا سحر سے دیوار مین در بنایا عمرو یہ قیامت دیکھکر رُک گیا جست نہ کر سکا چشم زدن مین وہ در بند ہو گیا ملکہ محمور نے کہا خواجہ یہ کیا غضب کیا آپ نے اپنے کو اُس پار نہ پہونچایا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے محمور اشیاے سلاح جنگ سے تا زمین تل رکھنے کی جگہ نہین اگر مین جست کرتا نیزہ و تیر و دم شمشیر پر گرتا کیونکر جانبر ہوتا عمداً جان کھوتا اے محمور سرخ چشم آج مجکو ثابت ہوا تو نے دام مکر مجھ ایسے زیرک کے واسطے پھیلایا پردے مین دوستی کے دشمنی کرتی ہے کیونکر ایسے مقام پر جاؤن اگر سنان نیزہ پر گرا تمام جسم غربال ہوگا اگر تلوارون پر گرا انصاف سے بتا میرا کیا حال ہوگا کون جان بچنے کی صورت ہے تو بیشک تو طرفدار افراسیاب ہے مکر مین بے مثل و لاجواب ہے ملکہ محمور سرخ چشم نے کہا خواجہ عمرو قسم ہے سر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کی باغ سیماب تک جانیکا یہی راستہ ہے اور بڑے بڑے مقام خوفناک ملینگے خدا آپ کی جان بچائے تا بہ مقام لوح پہونچائے میری جان حاضر ہے نثار کرون مگر اس مقام پر بالکل لاچار ہون آنا جانا اور عرض کرتی ہون کہ ایک مرتبہ مین نے دروازہ پیدا کیا سد باب ہوا اب [illegible] در بنانے کی مجاز ہون اس مقام کی صاحب راز ہون دوبارہ دروازہ بنکر جو بند ہوگا اگر تمام عالم کے ساحر آکے سحر کرینگے دیوار مین در نہ بنے گا راہ مقام لوح سے نا امید رہیے گا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا آنسو آنکھون سے جاری ہوے ملکہ محمور سرخ چشم

سے بیتاب کریونی زبان پر یہ اشعار حسرت دیاس کے جاری ہوئے اشعار

ملک الموت ہے ہر ایک بشر
آئینے نے بھی اس زمانے مین
آب نیسان ہے ایک بدگوہر
ذکر انسان سے دیو مجنون ہو
شاہ فرہاد و بے ستون کشور
اسکو سُنو رستم زمان کا خطاب
طسرز حرف ملامت مادر
چمن آرا کو رسم پیرایش
داد خواہون کے شور سے دیکھو
تیغ کے سے نکالے ہین جوہر
جسکو دیکھو سو پائے بیداد
آدمی سے پری کو آئے حذر
نہ امیرون کو پاے بندی عدل
جو کرے قتل خورد سالہ پسر
ہین گدا پُر غرور شیر دیہ
اک بہانہ ہے بہر قطع شجر
کوئی اس دور مین جیے کیونکر
چونک پڑتا ہے فتنۂ محشر
آتش لعل سینۂ جانسوز
کیا ہوا گر نہین ہے سیمین بر
ہے پئے اشتیاق ویرانی
نہ رعایا مطیع فرمانبر
کمترین خانہ زاد طعنہ زن
بیگنہ جو کیا ہے خون پدر

ان اشعار عبرت آثار پر ملکہ مخمور سرخ چشم بھی بیتاب ہوئی صورت شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کی آنکھون مین پھر گئی خیال ہوا ای مخمور ان مقامات ہولناک سے زندہ پلٹنا دشوار ہے خیر جو مرضی پروردگار ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار فراق مین صاحبقران زمان کے خوب رویا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم سزا نہین کہ پھر زندگی مین آقائے نامدار سے قدمبوس ہون ای ملکہ مخمور جب یہ ظاہر ہوا کہ سواے اس رستے کے اور کوئی راہ نہین بسم اللہ آپ در بنائیے مین اپنے کو دم شمشیر پر گراتا ہون شاید حیات مستعار باقی ہے پہنچینگے ورنہ ملک عدم مین ملینگے ملکہ مخمور سرخ چشم دانہ لیکر آمادہ ہوئی کہا خواجہ براے خدا اب نہ رکنا ورنہ سر ٹپک ٹپک کے جان دینا ہوگا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے کہا ضرور جاؤنگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے نہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے گلیم عیاری کاندھے پر ڈالی حلقہاے کمند آصفاے باصفا بازو پر لپیٹے مشت خاک اٹھا کر گریبان مین ڈالی لباس کو کفن تصور کیا آمادۂ مرگ مہیاے قضا ہوا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم ذی شعور بسم اللہ اب دیر نہ کیجیے ملکہ مخمور نے ایکی مرتبہ دانہ کلان نکالا عرصۂ دراز تک سحر پڑھا جھپٹ کے دانہ مارا جیسے در تیار ہوا طائرون نے غل مچایا الو یارو پھر مخمور سرخ چشم نے سحر کرکے دیوار آہن مین در بنایا ہے عمرو آتا ہے دوڑو ظالم کو روکو یہ کہکر طائرون نے صدا دی کہ او عمرو اس بلغ مین نہ آنا مقام عبرت ہے اس آغاز کا بد انجام ہے یہان کے حاکمون کا غافل و ہوشیار نام ہے اس مقام سے کسی کو راحت نہ ملی بادشاہ طلسم ہوش ربا ان مقامات پر نہین آتا خبردار اپنی جان نہ کھونا آبرو سے ہاتھ نہ دھونا یہان کا ہر گل خار ہے ہر شاخ اصل مین کھنچی ہوئی تلوار ہے مفت مین کیون جان دیتا ہے اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہے ہر چند طائر چیخے بیٹھے صداے حیرت خیز سے انکے تو ہوش اڑے مگر کلیجے پر پتھر رکھا اور کہا ای کریم کارساز ای حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی تو بچانے والا ہے دل کو رجوع کرکے جست کی اس خیال سے کہ کسی شاخ نخل پر پانون جماؤنگا ملکہ مخمور نے بھی دیکھا خواجہ عمرو در سے نکلکر انتہا کا بلند ہو

جو نخل صنعی تھا اُس تک تو نہ پہونچا جس چمن مین تلوارین بوئی ہوئی ہین نیابے مثل برق کے چمکتے ہین وہ چمن انتہا کا وسیع تھا اُسی چمن پر لڑکھڑاتا ہوا گرا پانچ قدم کی بلندی باقی ہو قریب تھا کہ تلوارون پر گرے جسم پرزے پرزے ہو جائے خواجہ عمرو نے تہ دل سے دعا کی ای سامع الدعوات ای کریم کارساز اسے بے نیاز حفاظت کر بچا لے اس آفت ناگہانی سے نجات دے افسوس ایسے مقام پر جان گئی لاش کون اُٹھائے گا اس مقام پر آفت مین کون کام آئے گا دفن و کفن بھی نہ ملے گا اے خالق کونین رب المشرقین والمغربین مین تیری ہی مدد کا خواستگار ہون **نظم**

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا درین عاجزی چون نخوانم ترا عقوبت مکن عذر خواہ آمدیم
بدرگاہ نور و سیاہ آمدیم سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم وبیش را

خواجہ عمرو نے جو اس طرح بلک کر عرض کیا زمین کا طبقہ پھٹا بصد صولت وشوکت باغبان قدرت پیدا ہوا نعرہ کیا ای خواجہ عمرو نہ گھبرانا غلام آپہونچا نکلتے نکلتے خواجہ کو اپنے ہاتھ پر روکا طائرون نے غل مچایا ارے یارو باغبان قدرت آپہونچا باغبان قدرت خواجہ عمرو کو لیے ہوئے جست کر کے چمن سے تلوارون کے نکلا خالی زمین پر آکے قائم ہوا اتنے عرصے مین جتنے طائر تھے زمین پر گرے معلوم ہوا ساحر تھے گولے ترنج ونارنج باغبان قدرت پر چلنے لگے باغبان قدرت نے خواجہ عمرو کو نیچے سے یہ کہکر چھوڑا کہ حضور اپنے کو بچائین خواجہ عمرو کود کر لڑائی مین مصروف ہوئے حقۂ آتش بازی نکالکر مارا ہزارہا جادوگر گوشہ ہاے باغ سے نکلتا چلا آتا ہی باغبان قدرت پر باغیون نے آگ برسائی خواجہ عمرو حقہ ہاے آتشبازی مار کر گلیم اوڑھ لیتے ہین کبھی اُتار کر ظاہر ہوتے ہین باغبان کی تنہائی پر روتے ہین باغبان پر بلوۂ عظیم ہی جتنے طائر درختون پر تھے سب انسان بنے ہین اور صدہا ہر طرف سے چلے آتے ہین کسی نے آگ برسا دی کسی نے گولہ مارا کسی نے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارا باغبان بیچارہ کس کس کو جواب دے ہر زخم کاری کھائے اس ہنگامے مین عمرو دریاے سحر کو جھیل رہا ہی جب کسی ساحر کلان کو دیکھا کہ برائے قتل باغبان چلا خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری اُس مجمع ساحران مین بیترا بدلکر سامنے آیا اللکارا ساحر پلٹا خواجہ عمرو نے قزاقی سے حباب بیہوشی منھ پر مارا جادوگر لہرا کے گرا گرتے گرتے عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو منم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم زنگ از رخ تیغ بخنجر ببرم در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر کشیدو ساغر ببرم

جادوگر زمین پر گرا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوا ابھی جست کر کے کسی کے کانڈھے پھاند چکا ایک خنجر لگا سر اسکا زمین پر گرا خواجہ کود کے پھر مخفی ہوئے اسطرح سے ہر غول مین صفین کسی کا دھکیل کر بل کر کے کاٹا ہمہ تا الامین بمعین کے پاؤن اکھڑ گئے کبھی جنگلی بات وزغ دیا صدہا کے سنگو مجلس کے کبھی

ظاہر ہوے کسی ساحر کا سحر چل گیا زمین نے پانون تھام لیے ناک کے اُسی کو تیر مارا دو خطا کار مرا یہ آگے ہوے تھے بجیل گلیم اوڑھلی جادوگر حیران ہین کہ اس بد مانس پر زور زمین چلتا برق جندہ کا حال یہی بجلی کا روکنا تو کتنا محال ہے اکثر زخم بھی عمرو نے کھائے ساحرون کے تیر و تفنگ بھی چل رہے ہین تاریل عجمیل ہو رہین مگر باغبان قدرت مجمع ساحران مین گھسا ہو نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہی یکایک بارہ دری سے دو جادوگر تاج پہنے ہوے لباس عمدہ زیب جسم ایک نے نعرہ کیا منم غافل جادو دوسرے نے نعرہ کیا منم ہوشیار جادو غافل نے بڑھکر باغبان قدرت پر کارد سحر لگائی شانے کو توڑکر باغبان کے پار گذری ہوشیار جادو نے خبردار کیکے برق چمکائی سر باغبان زخمی ہوا باغبان نے گھٹنے ٹیک دیے ایک ساحر مہیب الشکل عجیب قطران جادو نام اُسکو غافل و ہوشیار نے آواز دی کہ باغبان قدرت کا سر کاٹ لے اس باغی کو جلد سزا دے وہ بیحیا سحر کرتا ہوا طرف باغبان کے چلا ہر چند کہ باغبان قدرت نے گھٹنے ٹیک دیے مگر سنبھلکر پتھر اُٹھا کر سنگدلون پر مارتا ہی کسی کا سر پھٹا کسی کا منھ ٹوٹا یون اپنے کو بچاتا ہی مگر قطران جادو بدخو نے جھپٹ کے باغبان قدرت پر ماش کے دانے مارے اس جنس کے سحر کو باغبان نے روکا مگر بیدم ہو گیا غش آنے لگا قطران تیغہ کھینچکر طرف باغبان قدرت کے بڑھا عمرو نے دیکھا باغبان قدرت قتل ہوتا ہی گلیم سر سے اُتار کے نعرہ کیا او بیحیا کیا کرتا ہی برابر آکے کمند ماری جھٹکا دیا وہ بیحیا منھ کے بل زمین پر آیا لپٹ کے خنجر مارا قطران کا شکم چاک قصہ پاک قطران کو شجر البغض باغبان سے یہ ثمر حاصل ہوا فوراً جہنم واصل ہوا ہوشیار جادو نے دور سے یہ دیکھا کہ عمرو نے بصد صولت و شوکت و جرأت قطران جادو کو مارا اب عمرو نے قصد کیا گلیم اوڑھلون ہوشیار نے وہین سے گھبرا کے آواز دی عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین نے پانون تھام لیا خواجہ عمرو نے حافظ حقیقی کا نام لیا کہا لو باغبان مین بھی بیکار ہوا سحر مین اس بیحیا کے پھنسا اب باغبان نے بلک کے دعا کی عمرو نے آمین کہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا بقدرت باغبان قضا و قدر پھولون کی لپٹین آئین ہوا کے جھونکے چلے دیکھا سب نے ملکہ بہار گلعذار گلدستہ ہاتھ مین آڑی ترچھی بدھیان گلے مین طرہ موتیے کا آراستہ و پیراستہ رنگین مزاج حسینان عالم کے سر کا تاج دیکھا ملکہ بہار جادو نے کہ باغبان پڑا زمین پر تڑپ رہا ہی خواجہ بیکار ساحران غدار دونون کو قتل کیا چاہتے ہین بہار نے نعرہ کرکے گلدستہ مارا پھول برسے ایک پھول عمرو عیار کے آگرا عمرو تو خوشی سے پھول گیا سرو قد مین طاقت نرگس چشم مین بصارت یہ رنگ دیکھتے ہی اُٹھکے گلیم اوڑھلی ساحر جھومنے لگے ملکہ بہار زمین پر آئی گلشن سحر کو رونق دی اسی طرح دو تین گلدستے اور بہار نے باغبان کی دستگیری کی تمام ساحر مست ہوے گلچینی گلشن حسن بہار کرنے لگے غافل و ہوشیار نے دیکھا کہ بہار نے آتے ہی رنگ اپنا جما لیا چمن جو شہر شہیر خزان آئی اپنے علمدار کے چمن گیرہ و

تیر کے گلشن بہار نے آتش قہر و غضب سے جلا دیے کئی ہزار ساحر گلے کاٹ کر مر گئے غافل و ہوشیار نے بڑھکر سحر کیے گل عارض بہار مرجھایا یعنی سحر زخمی ہوا قطرے خون کے روے انور پر قریب تھا کہ بہار لڑکھڑا کر گرے زمین شق ہوئی رعد جادو نعرے کرتا ہوا نکلا کانون پر ہاتھ رکھکر آواز دی منم رعد جادو کئی سو ساحر چیخ کھا کے گر پڑے سر پھٹ گئے برق چمک کر آسمان سے گری کئی ہزار کے سر اُڑا دیے رعد گرجنے لگا برق چمکی خون کی ندی بہا دی مگر غافل و ہوشیار رعد و برق پر سحر کر رہے ہین جب دونون ملعون ٹھہرتے ہین سحر پڑھتے ہین زمین ہلا دیتے ہین رعد و برق و باغبان قدرت پر تنہا کا بلوہ ہے ہزارون کو مارا مگر مجمع ساحران کم نہین ہوتا یکایک آسمان پر برق کلان چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ برق لامع غافل بڑھا ہوا چارون پر سحر کر رہا تھا برق لامع چمک کر غافل جادو پر گری اُس بیچارے کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من غافل جادو بود دیوارین باغ کی تھرائین مکان جلنے لگے ہوشیار جادو خبردار ہوا کہ بھائی مارا گیا بازو ٹوٹا بدحواس ہوکے طرف برق لامع کے چلا برق لامع چمک چمک کے گرنے لگی ہوشیار دیکھ رہا ہے کہ کسی مقام پر برق لامع جمے ذرا بھی تھمے تو مین سحر کرون بھائی کے غم مین رو رہا ہے برق لامع ایک صف کو کاٹ کر ایک نخل کے سائے کے نیچے رُکی تھی کہ ہوشیار جادو نے خبردار باش کہکے ایک ترنج سبز کھینچ مارا برق لامع نے اُنگلی کے اشارے سے اُس تیرہ بخت کے ترنج سبز کو کاٹا ترنج کٹا اُسمین سے کارد نکلکر شانے پر پڑی برق لامع بھی زخمی ہوئی اسکے قوت بازو کو مارا اسکا شانہ بھی نشانہ ہوا کون دستگیری کرے ہیہات کہکے پھر چمکی مگر جسم مین رعشہ پایا دیکھا کہ مخمور سرخ چشم بھی پہونچی شریک جنگ ہوئی ہوشیار سب کو جواب دے رہا ہے بھائی کے غم سے بدحواس چہرہ اُداس لیکن زبان کاٹ کر اپنی خون لیکر جسپر خون مارتا ہے قطرۂ خون چنگاری بنکر جسم پر پڑتا ہے آتش سوزان کی تاثیر پیدا کرتا ہے ساتھ والون کو صدا دے رہا ہے یارو یہ چند کس ہین بیکس و بے بس ہین بلوہ گرداب امان نہ پائین برادر غافل کے غم سے بیقرار ہون نام کو ہوشیار ہون اسقدر ساحرون کا جماؤ ہے تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہے ان سرداران مذکور نے لاشون کے انبار لگا دیے کشتون کے ڈھیر مگر سحر سے ہوشیار کے اندھیرا خواجہ عمرو کبھی ظاہر کبھی مخفی لڑائی سے منھ نہین موڑتے جس ساحر کو پا جاتے ہین تیر و تفنگ سے قتل کرتے ہین باغبان قدرت و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سرخ چشم و برق لامع و رعد و برق دریاے خون مین غرق جنگ مین مصروف ہین قریب ہے کہ بلوے مین گرفتار ہو جائین بیقرار ہوکر سب نے دعا کی اے ستار و غفار ان نابکارون کے ہاتھ سے بچالے خواجہ عمرو نے بھی تڑپ کر کہا اے

رحیم و کریم و ای سمیع و علیم و خبیر
خداوندا تو میدانی کہ بدکردم تو فعال
ایحکیم تو دارم تو کی ستار یا اللہ

شاہا تو کریمی و رحیمی و غفور
از دست مکر شیطانی مرا ہشیار یا اللہ
از دست بیقرارم فریاد رس الٰہی

دست ما گیر کہ درماندہ و بی بال و پریم
نہ طاعت و نہ سزا دارم نہ نیکی کردم
جز تو کسے ندارم فریاد رس الٰہی

سلطان بے وزیری خلاق بینظیری | چون دست من بگیری فریاد رس الٰہی

دعائے خواجہ قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا دیکھا ابر شق ہوا دل ابر سے چودھوین رات کا چاند جسکے سامنے خورشید عالمتاب مانند چرخ مارتا ہوا ظاہر ہوا ہوشیار بیحیا نہ ماہر ہوا کہ یہ کیا اسرار ہے عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ بران ماہ رخسار ہے کڑاکے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے ہوے زمین پر گری ساحرون کے جسم مین آگ لگ گئی نور ماہ نے ناریون کو جلایا سیہ بختون کا ستارہ گردش مین آیا نعرۂ بران بہ افسون گری ناموزدی وقار ۂ منم دختر کوکب نامدار ۂ زمین پر آتے آتے گلے سے موتیون کا مالا اُتار اُس گوہر صدف دریاے خوبی نے لشکر ہوشیار جادو پر کھینچ مارا موتی شکست ہوے کئی ہزار ساحر زبردست پست ہوے نیمچہ نیام انتقام سے کھینچا وہ دریادل ساحرون پر برس پڑی جوش قہر و غضب مین کفار پر جا پڑی ندی خون کی بہی اب رعد و برق وغیرہ کو بھی مہلت ہوئی جم کر لڑنے لگے برق لامع بھی کڑکی ملکہ بہار نے مہلت پائی سحر کے گل کھلائے ہزارہا ساحر دیوانے ہو کر سر پھوڑنے لگے کوئی تڑپا کوئی کڑکا کسی پر مخمور جا پڑی کہین برق لامع گری خرمن ہستی کافران جلا کے اُٹھی انکے سحر کی عملداری مٹی مگر ملکہ بران شمشیر زن صف شکن سحر و افسون مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر نیمچۂ سحر کھنچا ہوا غصّے سے کف منھ مین بھرا ہوا جوہر جرأت آشکار دونون ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار اشارون کی کٹار بان مژگان کے تیر سب چمن مین چل رہی ہین کوئی پامال کوئی غربال صفون کو درہم و برہم کر کے قریب ہوشیار پہونچی آواز دی او ہوشیار جادو ہمارے سحر سے غافل ہے علم فسونگری سے جاہل ہے آنکھ چار کر ہمپر وار کر ہوشیار جادو پلٹا ملکہ بران پر سحر کرنے لگا کئی گولے مارے بدمعاش نے ماش کے دانے پھینکے رائی کے دانون کا کیا شمار ملکہ بران سحر اس بیحیا کے دفع کرتی ہوئی بمردی و مردانگی لڑتی بھڑتی قریب ہوشیار پہونچی اُس بیحیا نے تلوار کا وار کیا ملکہ بران نے سپر سحر پر رد کیا اختر مروارید جوڑے سے نکالا خبردار خبردار کہکے ہوشیار پر کھینچ مارا سینۂ پر کینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا لڑکھڑا کر زمین پر گرا لاش جلنے لگا بعد سنگ باری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من ہوشیار جادو بود ساحرون کے جی چھوٹ گئے چاہا فرار پر قرار کرین باغبان و بہار نے آواز دی یہ بیحیا نکلنے نہ پائین اگر بھاگ جائینگے افراسیاب نابکار کو خبر یہان کی پہونچائینگے رعد و برق و برق لامع و مخمور نے چہار جانب سے گھیرا جادوگرون کو نکلنا مشکل کر دیا تا بہ شام سب ساحران بدانجام واصل جہنم ہوے سرداران مذکور فتح کر کے بارہ دری مین آئے خواجہ عمرو بھی ظاہر ہوے مگر سب صاحب زخمی ہین باغبان قدرت نے بارہ دری مین بیٹھنے کا سامان کیا خواجہ عمرو قصر عالی دیکھکے بیچین ہوے کہا مین دیکھون کیا کیا آراستگی ہے یہ دونون ساحران جلیل تھے افراسیاب کے بڑے کہین کچھ مکان مقفل دیکھا سوہن سے قفل کاٹا اندر جا کر جال مال اسباب جو پایا اُٹھا کر زنبیل کیا ہنستے ہوے باہر تشریف لائے [illegible]

اے باغبان قدرت یہان تو خزانے مین ایک حبہ نہین ہر کیسا یہ بیحیا خسیس تھا بالکل خبیث تھا سب مکانون مین ڈھونڈھا نقد تکا نہ نکلا ایک مکان مین دو مٹکے مٹی کے رکھے تھے جھنجھی کوڑیون سے بھرے تھے انکو نیچے حوض مین پھینک دیا جھنجھی کوڑیان کیا ہوتین باغبان نے کہا غافل و ہوشیار یہان کے بادشاہ تھے اس زمانے مین نہت تباہ تھے آپ مکانون مین کیون جاتے ہین ناحق تکلیف اٹھاتے ہین خواجہ عمرو اسی مقام پر بیٹھ گئے کہا اب کہین نہ جاؤنگا تمھارے پاس بیٹھا ہون باغبان قدرت نے سب کے زخمون مین ٹانکے دیے خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکالکر مرہم دیا سب کے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب سب سردار مع ملکہ بران نامدار و خواجہ عمرو عیار باطمینان بیٹھے باغبان قدرت نے کہا خواجہ حاکم طلسمات عالم نے بڑے مقام عجائب غرائب کو اپنی ہمت سے فتح کرلیا اے شہنشاہ اقلیم عیاری یہ امید نہ تھی کہ ان دونون بیحیاؤن پر ہم غالب آوینگے ان ایسے ساحران نامی پر فتح پاوینگے پہلے تو یہی تردد تھا کہ آپ کیونکر باغ مین ان باغیون کے پہونچینگے مگر ماشاء اللہ بجا اکیا کام کیا بڑا نام کیا ابھی آپ کو بڑی مصیبتین اٹھانی ہین فکر مین لوح کی چلتے ہین اس راہ پر خطر مین فرشتون کے پر جلتے ہین آپ نے جو کام کیا یہ عمدہ طلسم کشا تھا خواجہ عمرو نے سر جھکالیا کہا اے باغبان قدرت اسکی قوت و توانائی پر نازان ہون بندہ حقیر رب دوجہان ہون اب باغبان قدرت و ملکہ مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار و ملکہ بران شمشیر زن صلاح کرنے مین مصروف ہوے خواجہ سے کہا آپ آرام فرمائیے شب بھر ابھی باغ غافل و ہوشیار مین بسر کیجیے ناگاہ شہنشاہ فلک اول نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان حصن حصین مغرب مین جاکر روپوش ہوا اشعار در توصیف صبح لا اعلم

چو شاہنشہ روم لشکر کشید
سپہدار مغرب علم بر کشید
ز طاؤس زرین زبون گشت زاغ
گل سرخ بشگفت ازین سبز باغ
چو بر تخت مینا نشست آفتاب
سر نازنینان بر آمد ز خواب

بوقت سحر سرداران نامور خواب سے بیدار ہوے کمرین باندھکر رہروی پر آمادہ ہوے خواجہ عمرو سے باغبان قدرت نے کہا بسم اللہ پروردگار نے اس منزل پرہول سے بفتح و فیروزی نجات دی بسم اللہ تشریف لے چلیے ہر شخص الگ الگ رہروی مین مصروف ہو یہ تو بخوبی ظاہر ہو ہمارے ہاتھ سے کوئی باغی بچکر نکلنے نہین پایا شاید افراسیاب خانہ خراب کتاب سامری دیکھے ہمارے حال سے آگاہ ہو جاے یا تعاقب کرے تو سب کو ایک مقام پر نہ پاے کئی کوس پر ایک باغ ملیگا وہین چلکر ٹھہریے ہم بھی حاضر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے باناے عیاری جسم پر آراستہ کیے نشان پہ باغ کے چلے خواجہ عمرو کے بعد رعد و برق وغیرہ الگ الگ سب اسی جانب روانہ ہوے اول خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ غافل و ہوشیار سے جو نکلے صحرا دلچسپ نظر آیا ہر جانب گلہاے خودرو طائران خوش آواز چشمہاے صاف و شفاف ہوا معتدل تماشا دیکھتے ہوے جاتے ہین کسی قدر راہ طے کیا پھر دیکھا ایک چہار دیواری سنگ مرمر

سفید کی اُس پر کارگزاران چابکدست نے نبت کاری کی ہے گلشن بےخزان کا نمونہ دیکھنے مین حسن دونا ہے پھاٹک عظیم الشان مثل دیدۂ مشتاقان کھلا ہوا عمرو سوچا یقین ہے کہ باغبان قدرت نے اسی باغ کا وعدہ کیا ہو بسم اللہ کہکر اندر باغ کے قدم رکھا لپٹین پھولون کی آئین صبا نے عطر مجموعہ پیش کیا دماغ جان معطر و معنبر ہوا جوانان چمن خوش ادا ہر گل کا جوبن نرالا دایہ بہار کو طفلان غنچے کی پرورش کرنے کی تلاش زمین مشک آگین ہوا عطرپاش ابیات قمر

چمن تازہ مین ہے تازہ خیال
جھومتا ہے قلم برنگ نہال
کر رہا ہے عجیب گلریزی
کیا بھلی لگتی ہے سبک خیزی
حرف یون بن رہے ہین کاغذ پر
جیسے ٹپکے شجر سے پختہ ثمر
جا بجا یہ صبا پکار آئی
چمن نظم مین بہار آئی
رنگ دکھلا رہی ہے طبع قمر
گل تازہ کھلے ہین کاغذ پر
حرف ہین یا کہ پھول نورستہ
نقطے ہین غنچہ ہائے سربستہ
اُس چمن مین ہوا ہے آج گذر
جو کہ باغ ارم سے ہے بہتر
کی نظر جس طرف کو باغ مین جا
دیکھی ایک شان باغبان قضا
ہین شگفتہ وہ رنگ رنگ کے پھول
جس سے ہون شاد قلب ہائے ملول
ہے کسی جا پہ بیلا البیلا
کہین سنبل کے سر پہ ہے سیلا
کھل رہی ہے چنبیلی ایک طرف
کہین نسرین و نسترن کی صف
ہر کسی جا گل حنا کی بو
جس سے پامال ہو دل خوشرو
کہین نرگس اشارے کرتی ہے
شوق مین دید گل کے مرتی ہے
کسی جا پہ اکڑتا ہے شمشاد
رنج و اندوہ و غم سے ہے آزاد
کر رہی ہے نسیم اٹھکھیلی
پھرتی ہے ہر طرف کو البیلی
گل لالہ عقیق زرد کا تھا
عاشقون کو سبب وہ درد کا تھا
کیا کہون حسن سبزۂ رخسار
ہر طرف فرش مخمل زنگار
بولی سوسن جو ہین کھلی جوہی
اس چمن مین بسی ہے کیا بوہی
ہم بھی باشندگان گلشن ہین
سب پیاز گل چمن کے دامن مین
تاک انگور پر یہ طرفہ بہار
جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
خوشے جھونکے ہوا سے لیتے ہین
میکشون کو نوید دیتے ہین
سرو آراستہ ہے دوش بدوش
شکل مینائے سبز ہے مدہوش
پر ہین مشتاق سبز باغ بڑے
دیکھو لو ایک پانون سے ہین کھڑے
نہین کوئی درخت طالب آب
صورت نخل شمع خود سیراب
داغ لالے مین بسکہ پیدا ہے
حسن اور عشق سب ہویدا ہے
اک طرف کو ہے لطف ریحان پر
سبزۂ خط یار سے بہتر
کہین گلشن مین نخل داؤدی
کہین بلبل کی لحن داؤدی
کیا گل اشرفی کا کیجے بیان
ہے لٹاتا چمن مین اشرفیان
عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم
اس غزل کی بڑی ہوئی ہے دھوم

دیگر

باغ مین آمد بہار ہے آج
چشم نرگس کو انتظار ہے آج
پا بہ زنجیر موج ایسی کیون
باغ مین سرو جوئبار ہے آج

آئے گا کیا کوئی صنوبر قد
کسی گلرو کا انتظار ہے آج

قمریون کا مگر شکار ہے آج
اے قمر باغ کی صفت جو لکھی

چشم نرگس جو وا ہے گلشن مین
گلشن نظم پر بہار ہے آج

خواجہ عمرو نے جو اُس باغ مین گل و لالہ پر نگاہ کی بے اختیار غنچہ دہن نے واہ کی ہواے باغ دماغ مین بھری بند قبا کھولدیے خرامان خرامان روش پٹری کو طے کرتے بڑھے دیکھا گوشۂ باغ سے ایک باغبان بچی ماہ پارہ گلعذار سرو قد غنچہ دہن یاسمین پیکر خوش منظر جسم مین پھولونکا زیور اٹکھیلیون سے چال چلتی ہوئی ہاتھون مین سونے کا بیلچہ زربفت کا لہنگا گلنار دوپٹہ اُسپر دولائی آب رواں کی آستینون دار کرتی پہنے ہنسی خوبصورت نیک سیرت کبک رفتار شیرین گفتار مثل ماہ تابان سامنے سے نمایان ہوئی خواجہ عمرو کی نگاہ اُس عاشق کش کے جمال پر پڑی چھری سی نگاہ کی دل محبت منزل مین گڑ گئی اُس عالمتاب سپہر حسن کو دیکھکر پسینہ آیا کلیجہ تھرایا دل کو اضطراب جان بیتاب آنکھین مشتاق جمال خواہش کو آرزوے وصال بیساختہ آہ کی کلیجہ تھام لیا حافظ حقیقی کا نام لیا وہ شوخ چشم شرماکر ایک جانب چلی خواجہ عمرو دیوانہ وار مضطرب بیقرار سایہ سان اُسکے ساتھ ایک نخل کے سایے مین جاکر وہ شمشاد قد ٹھہری خواجہ بھی تڑپتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نگاہ حسرت سے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے وہ غنچہ دہن مسکراکر روش پٹری درست کرنے لگی زرد پتے اُٹھاکر کنارے رکھتی تھی کبھی روشون پر دست نازنین سے بیلچہ کاری بعشوہ و ناز کبھی خرامان مثل طاؤس طناز جب بصورت ہمزاد اُس پریزاد کے عقب مین عرصۂ دراز تک پھرے کبھی لڑکھڑاکر گرے اپنے کو عصاے آہ ٹیک کر تھاما مگر سنبھلنا دشوار دل بیقرار جب دل خانہ خراب نہ سنبھلا دریاے محبت نے جوش مارا موجہ غم کی طغیانی قریب تھا کشتی حیات طوفانی ہو سامنے جاکر دست بستہ کھڑے ہوے رعب حسن و جمال سے کچھ کہہ نہ سکے اُس آئینہ رخسار نے بصفائی قلب پوچھا کیون اے شخص کیا صورت ہے کیون دمبدم ترقی حسرت ہے مجھسے کیا چاہتا ہے کون مانع ہے خواجہ عمرو نے گڑگڑاکر کہا اے سرو چمن خوبی واے رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی تیرے گل عارض کا بلبل ہون اب تاب صبر و ضبط باقی نہین قریب ہے کہ طائر روح قفس جسم سے پرواز کرے

غزل زیب النسا مخفی

سخت دشوار است گفتن حرف ناگفته را
بیگلشن نشگفاند خاطر آشفته را
عمر صرف شمار روز عمر ای بیخبر
[illegible] مژگان خانقاه رفته را دیگو
وفا نہین دیکھے چھلکر [illegible]
تجھپر ستم اور جفا دکرنا

سوزن الماس باید گوهر ناسفته را
پنجه همت نگیرد دامن یاس و امید
چند چون طفلان نگهداری حباب بسفته را
کسی صورت تو دلکو شاد کرنا
بہا تک پھر کے آزاد کرنا
مسیحائی دکھا [illegible] مردن

میکند گر ناله بلبل در چمن عیبش مکن
چون زلیخا گریه چنگ آریم عمر رفته را
مخفیا اشک چشم ترک بیحاصل [illegible]
ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پڑی ہاتھ
جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا

اڑا دو خاک میری ٹھوکروں سے
اگر منظور ہے برباد کرنا
ادب سیکھے نہیں ہیں تو گرفتار
بتا کرتا عدو بیداد کرنا
مزا تھا بے بسی کی گالیوں میں
اسی بھولے سبق کو یاد کرنا
جنازہ اٹھ سکے میرا تو تم بھی
ادا رسم مبارکباد کرنا

اس ماہوش نے مسکرا کر جواب دیا اے شخص تو یہ ہم سے کیسی باتین کرتا ہی نہ جان نہ پہچان نہ دیکھا نہ بھالا مسافرانہ تو یہان آیا اپنا عشق جتاتا ہی ہر چند کہ طریقہ دنیا کا یہی ہے خلاق زمین و زمان نے مرد واسطے عورت کے مقرر فرمایا ہی عقد و مناکحت کی تاکید کی ہی مگر عقل سے بعید ہی غیر کفو سے اتفاق نہین ہوتا میرا پیشہ بخوبی ظاہر ہوا کہ مین باغبان بچی ہون تو قوم شریف سے معلوم ہوتا ہے پس ہمارے اہل برادری ماں باپ کیونکر قبول کرینگے لیکن تیری بیقراری نے ہوش اڑا دیے باغبان ازل سے خوف آتا ہی قلب تھراتا ہی ایسا نہو کہ گلشن حسن مین خزان آ جائے باد مخالف برباد کرے اگر اپنے کو قوم باغبان سے قرار دے کمال کو اس پیشے کے حاصل کر کیا عجب ہے کہ اہالیان برادری قبول کرین خواجہ عمرو گھبرا کر قدمون پر گر پڑا رونے لگا کہا مجھے نقش پا تیرا تاج شاہی سے بہتر ہے غلامی مین فخر سراسر ہے جس خدمت کو حکم ہوا آنکھون سے بجا لاؤن اگر چھری گلے پر پھیرے گردن نہ ہلاؤن اس نے کھرپی عمرو کے ہاتھوں مین دی کہا اے شخص کاروبار مین مصروف ہو جب اور باغبان آئین قوم پوچھین اپنے کو باغبان بتانا شرافت و نجابت کو چھپانا جب چند دن مین بخوبی سب اہالیان برادری تیرے حال سے ماہر ہونگے اسوقت ہمارے والدین سے شادی کی خواہش کرنا مگر درخت مین پیوند لگانا روش پٹری درست کرنا حاصل کرو چودھری بر وقت نسبت امتحان لینگے اگر امتحان مین خام رہے چودھری قبول نہ کرے گا آیندہ اے شخص تجھے اختیار ہی تیرے عجز و انکسار پر رحم آتا ہی خواجہ عمرو نے کہا اے گل گلشن مہر و وفا اے رنگ و بوے چمن حلم و حیا مین بہت جلد ان کمالات کو حاصل کرونگا وہ باغبان بچی تعلیم کر رہی ہی خواجہ عمرو کھرپی لیے ہاتھوں مین سایہ سان اسکے ساتھ پھر رہے ہین لباس پر گرد و غبار پڑا ہوا کبھی زمین کھودتے ہین شاخین تراش کر پیوند لگاتے ہین کبھی فرماتے ہین دیکھو صاحب یہ پیوند لائق ملاحظہ ہین وہ مسکرا کر جواب دیتی ہی اے شخص یہ علم دریا ہی خواجہ اس حال مین ہین مگر رعد جادو جو باغ غافل و ہوشیار سے چلا تھا وہ بھی اسی باغ مین شل بو کے داخل ہوا سیر گل و لالہ دیکھتا ہوا ایک نخل کے سائے مین وہ نہال حدیقہ افسونگری ٹھہرا کہ ایک گوشے سے معشوقہ سرو قد ماہ رخسار سیمین عذار گل پیرہن نازک بدن غنچہ دہن رشک گلشن خرامان مثل خورشید درخشان نمایان ہوئی رعد کی نگاہ اس ماہ جبین و نازنین پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی ہوش باختہ ہو پاؤن مین رعشہ رنگ متغیر ہیبت مضطر ہوا کلیجہ تھام لیا کہ حسن و جمال سے تھرایا لڑکھڑایا بے اختیار پکارا شعر مطلع نکالون کسطرح سینے سے اپنے تیر جانان کو نہ پیکان دل کو چھوڑے ہی نہ دل چھوڑے ہی پیکان کو مطلع ٹھہرا دیا جلوے نے ترے چشم صنم کو چکرا دیا غمزے نے

ترے طوف حرم کو ۔ غزل زیب النسا بیگم مخفی

ریخت بر خاک ذلت بسکہ آب روے ما
چین پیشانی نہ بیند گوشۂ ابروے ما
از براے خاطر آزاری فلک تا کے ترا
آخرش اے ماہ تو یکرہ نظر کن سوے ما
دیکھوں تو لگا شوخی سے دل دستہ ام ہو جائے
شریک حال دل بیقرار ہو جائے
ابھی اٹھاتے ہیں میرا جنازہ کیوں جنا
کسیکا تو دل بے اعتبار ہو جائے

آبروے خود نیابد رنگ آبروے ما
پنجۂ غم سالہا شد پنجۂ صبرم شتاب
اینقدر سرگشتہ در عالم بجست و جوے ما
دل ضعیف غم قوی تنہا درین عشرت سرا
مری طرف مرا پروردگار ہو جائے
نہاں تو دل میں ہوئی ہے کسیکی حسرت دید
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے
کمال عاشق کامل یہی ہے کرتے ہی آنکھ

گر بفرق ما نہد صد کوہ محنت روزگار
رستم وقت خود است این قوت بازوے ما
بہر بوے پیرہن چشم تمنا شد سفید
واے گر مخفی نبودے ہم سر زانوے ما
کبھی جگر کو بھی اے درد عشق ہو توفیق
جو آنکھ سے کہیں آشکار ہو جائے
بغل میں میری رہی یا اسی کے پہلو میں
جلا دو بت بیگانہ یار ہو جائے

رعد جادو نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے تاب نہ آئی غش کھا کے زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپا اس آفت جہان شہنشاہ خوبان نے جو اس شیر بیشۂ جرأت کو زمین پر تڑپتے دیکھا غربت پر اسکی رحم آیا فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھا بوے زلف معنبر دماغ میں پہونچائی عاشق زار کی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی آنکھ کھول دی گھبرا کر اٹھ بیٹھا حسرت و یاس سراپا کو دیکھنے لگا مگر آنکھوں سے آنسو جاری منھ سے کچھ نہیں بولتا اس آفت روزگار نے غنچۂ دہن وا کیا کلام رنگین منھ سے نکالا پوچھا کیوں اے جوان تجکو یکایک کیا ہوا کیوں غش کھا کے گرا رعد جادو اور زیادہ تڑپا بے اختیار ہو گیا کچھ کہہ نہ سکتا تھا آئینۂ رخسار پر نگاہ تھی مثل تصویر سکتا تھا دوپٹے سے اسنے اشک پاک کیے کلمات تسکین زبان معجز بیان سے کئے تب رعد نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ تیرا عاشق زار ہوں نرگس بیمار کا بیمار ہوں اے مسیحاے زمان مسیحائی فرمائیے اب زندگی دشوار ہے دل تردد منزل بیقرار ہے یہ سنکر وہ شہنشاہ حسن و ناز بصد غمزہ و انداز مسکرائی کہا اے تاجدار والا قدر اے افسر افسران اے پہلوان دوران یہ بھی تو سمجھا میں کون غریب باغبان بچی ہوں اے شخص تو شاہزادہ کامگار جلیل میں قوم کی باغبان بچی ذلیل بھلا یہ پیوند ممکن ہے میرے لیے لیاقت تیری حقارت اپنے دل کو سنبھال آبروریزی کے کلمات اپنی زبان سے نہ نکال اپنے دست حباب کی نظر سے گر جائیگا بہادر جری صاحبان سطوت و لیاقت تجکو کیا کہینگے یہی برادری میں بدنام تیرا مدار الجام رعد نے کہا تیرا نقش قدم تاج شاہان ہفت اقلیم سے بہتر یہ ذلت عزت سے اس نامردی میں شوکت ہے دل پر اختیار نہیں کسی کا تابعدار نہیں جو ذلیل سمجھے گا نسب کا یہ سنکر اس نازنین نے سر جھکا لیا کہا اے شخص یہ بڑی خوشی کی ہے علاوہ لیاقت کے نوجوان رعنا ہے چہرے سے جرأت ہویدا تیری نسبت میرے واسطے فخر و افتخار ہے مگر والدین کی بدنامی برادری والے حقہ پانی بند کر دینگے شادی بھی موقوف والدین کو داغ ہوگا عمر بھر ہمکو غم سے نہ فراغ ہوگا کیسا غضب ہے باغبان بچی کو کوئی نہ لیگا شاہزادی کہنے والے کہینگے ہم جواب حجاب سے نہ دینگے بس گھر کو اپنے سمجھا کر گھر کو لاتے ہے ہمکو بھی تیری یاد رہیگی شب ہجر ستائیگی یہ خوشامد منت تیری یاد آئیگی ایک البتہ صورت ہے پیشہ

باغبانی اختیار کر جو پوچھے اسکو جواب دے غریب الوطن حیران و پریشان ہون قوم کا باغبان ہون رعد نے کہا مجکو سب کچھ منظور ہی یہ پیشہ سلطنت سے بہتر ہی اُس باغبان بچی نے رعد کے ہاتھوں بیلچہ دیا کہا یہ اسباب جہالت دور کیجیے خود و زرہ اُتار کے ایک گوشے مین رکھدیجیے رعد باغ باغ ہوگیا مثل گل کے شگفتہ ہو سلطنت کونین ہاتھ آئی کہا اے جان جہان کیا تدبیر معقول بتائی فوراً خود و زرہ اُتار کے بیخ نخل پر رکھدیا بیلچہ ہاتھ مین لیا گلکاری مین بانکساری مصروف ہوا اسی باغبان بچی کے ساتھ پھرنے لگا مگر ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر صحرا کو طے کر کے مثل بہار اس باغ جنت نظیر مین تشریف لائین گلگشت مین مصروف ہوئین سامنے ایک باغبان بچی نہایت حسین بھولی بھولی صورت کمسن عمدہ لہنگا دوپٹہ زعفرانی خراماں خراماں سامنے آئی ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو سلام کیا ملکہ بران شمشیر زن نے مسکرا کر کہا بوا کیون کیا نام ہی اسنے شرما کے سر جھکا کے جواب دیا لونڈی کو گل پیرہن کہتے ہین اسی باغ ہمیشہ بہار مین ہم بھی رہتے ہین ملکہ بران شمشیر زن نے کہا بوا ہمین تم سے قلبی محبت ہوئی جی چاہتا ہو تم سے بہنا پا کرین دوپٹہ بدلین اُسنے دست بستہ عرض کی مین باغبان بچی آپ شہزادی میری مجال ہو کہ آپ سے دوپٹہ بدلوں لونڈی ہو کر آپ کو بہن کہوں ملکہ بران نے کہا ہماری یہی خوشی ہو تمکو منھ بولی بہن بنائین تخت پر اپنے برابر بٹھائین اُسنے کہا حضور یہ ناممکن ہی ہم برادری کو نہین چھوڑ سکتے اگر ہم سے محبت ہی تو ہمارے پیشے کو اختیار کیجیے یہ سونٹی کھرپی ہاتھ مین لیجیے ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ہمین بدل و جان منظور ہی یہ کہکر اپنا دوپٹہ اُسکو اُڑھا دیا اُسکا دوپٹہ آپ اوڑھا کھرپی ہاتھ مین لیکر اُسکے ساتھ پھرنے لگین اسی طرح ملکہ بہار جادو بھی آئین یہی سانحہ ملکہ بہار گلعذار پر بھی گذرا برق لامع و برق اسی طرح باغ مین آئین بلا مین پھنسین ملکہ مخمور سرخ چشم بھی آکر اس باغ مین الجھین ہوئین بعد سب کے باغبان قدرت اس باغ جنت نظیر مین آیا خواجہ عمرو ایسا عیار ایک باغبان بچی کے عشق مین مبتلا ایک پر رعد ایسا جوان شیدا ایک کی محبت مین ملکہ بران مبہوت بہار و مخمور و برق و برق لامع نے باغبان بچیون سے بہنا پا کیے دوپٹے بدلے ہین ساتھ ساتھ انکے اس رنگ سے پھر رہی ہین یہ حال دیکھکر عرصہ دراز تک ہنسا پھر مثل برق تڑپا باغ کو بنگاہ حسرت دیکھا ایک نخل سے لپٹ لپٹ کر رویا اشک حسرت پاک کر کے خواجہ عمرو کو آواز دی اے شہنشاہ عیاران میرے پاس تشریف لائیے کچھ عرض کرتا ہو کہا معشوقہ گل رخسار کے ساتھ ہین اس صنوبر قد سے کہو ہم بھی باغبان ہین ہم تو قوم کے باغبان ہین باغبان نے کہا مین اس سہی قد کے ساتھ آپ کی شادی کر دونگا اے رعد تم آؤ تمھاری بھی خانہ آبادی کر دونگا یہ سنکر عمرو و رعد وغیرہ قریب باغبان آئے مگر وہ باغبان بچیان حیران و پریشان چہرون پر ہوائیان لرزان ترسان ہاتھ باندھے ہوئے سامنے باغبان کے آئین کہا اے شہنشاہ عیش جشن سے ہٹنے اپنا کام کیا حضور کو کچھ پسند آیا کیا نام کیا دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر عمرو ایسا عیار صاحب تقریر و تدبیر ارسطو فطرت لقمان

حکمت مرد زیرک جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسا دانا دام مین پھنسا ہے مبہوت ہو رہا ہے اب ان سبکا یہی حال ہے اب قتل کرنا بہت آسان ہے، اگر جان بخشی کیجیے آپکا احسان ہی باغبان نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا تمہارا کیا کہنا تم لوگ ایسے ہی کامل ہو مگر دنیا مقام عبرت ہے ہر شے کے لیے فنا ہے باغبان قضا و قدر کو تماشا ہی گلگشن کی بے ثباتی عیان ہو آج بہار کل خزان ہے، مخمس

دور ایام اگر شرم و حجابے دارد
فلک از ابر بر خسار نقابے دارد
بخت سیراب نگاہان مئے خوابے دارد
آنکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد
باز با دل شدگان ناز و عتابے دارد

ہر بلا ہے سر عشاق پر آوردۂ زلف
ظلمت شب جسے کہتے ہین سو پروردۂ زلف
روز کس کس کی یہ تعیین آہ سیہ کردۂ زلف
ماہ و خورشید نمایش زپس پردۂ زلف
آفتابیست کہ در پیش سحابے دارد

گرچہ ہر بوسے پہ ہم کرتے ہین سو جان نثار
پہ ہمین زندگی تازہ ملی ہے ہر بار
جان لیجاوے اجل تو بھی ہی مرنا دشوار
آب حیوان اگر آنست کہ دارد لب یار
روشن ست اینکہ خضر نیز سرابے دارد

جستجو مین تری ہر سو ہی روان سیل سرشک
دیکھتی ہو ترے پاؤن کے نشان سیل سرشک
تو جہان جاے ہو پہنچے ہی وہان سیل سرشک
چشم من کرد بہر گوشہ روان سیل سرشک
تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد

زندگانی سے ہون بیزار جدائی مین اشد
شاد ہوتا ہون جب احوال نظر آتے ہین بد
ہون تو بے جرم پہ تقدیر سے خوش ہون بیحد
غمزۂ شوخ تو خونم بہ خطا مے ریزد
فرصتش باد کہ خوش فکر صوابے دارد

سینہ آتش کدہ ہے آہ سے جھڑتے ہین شرر
اس تپ و تاب مین آتا ہو دل افسردہ نظر
اب تلک اس خام کو ہے حسرت ما صد داغ جگر
چشم خونریز تو دارد ز دلم قصد دگر
ترک مست ست مگر میل کبابے دارد

اب ہلانے کا بھی باقی نہ رہا ضعف سے حال
کیا کہون سینے مین کیسا ہی بھرا شوق وصال
دل کی دل ہی مین رہی عرض تمنا ہی محال
جان بیمار مرا نیست ز روے تو سوال
اے خوش آن خستہ کہ از دوست جوابے دارد

ایک دشمن ہی بیتون کو خدا فضل کرے
سخت بدخواہ عزیزان ہی کہین جلد مرے

اُس سے کہتا ہو کہ خاموش ہو یا آہ بھرے
کہ کند سوے دل خستہ حافظ نظرے
چشم مستت کہ بہر گوشہ خرابی دارد

غزل

قدمون سے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہوے
مہندی تھے انکے پانون کی یا نقش پا ہوے
لوجی گئے جو آکے کہا تم نے مرگئین
اچھی گھڑی کے کوسنے ہم کو دعا ہوئے
شاکی ہے اک زمانہ کہ ملتے نہین کہین
تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوے
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا
رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوئے
مدت سے دیکھتا نہین غیرون کے ساتھ بھی
جو لے نکلتے تھے ادھر انکو وہ کیا ہوئے
کیا خاک مین ملائیگی ارمان یاس وصل
کم ہو گیا جو ایک کبھی دس سوا ہوئے
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا
اہل وفا تھے چند کہ وہ بیوفا ہوئے
افسوس دل لگاتے ہی لے لی قضا نے جان
تیری اداؤن کے بھی نہ حق سے ادا ہوئے
اپنا ہی جانتا ہو یقین کبر ہو کہ شیخ
بت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوئے
کچھ شعر اب سناؤ اس انداز کے جلال
انداز قافیہ ہو ردیف اس مین کیا ہوئے

ان اشعار کو پڑھکر باغبان عرصہ دراز تک رویا اور نخل چمن کو بہ نگاہ حسرت و یاس دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا کبھی حسرت سے کبھی کلمات عبرت زبان سے کہے آخر چٹکی خاک کی اُٹھاکر سر پر معشوقہ عمرو کے ڈالدی وہ آہ کرکے چیخی دہن سے شعلہ ہاے آتش نکلے قفس سر و چراغان جلنے لگی عمرو نیمچہ کھینچکر باغبان قدرت پر جا پڑا کہا او باغی یہ تونے گرما گرمی مجھکو دکھائی باغبان پیچھے ہٹ گیا عمرو کا نیمچہ زمین پر پڑا ہانپ کے بیہوش ہوا اب باغبان نے اُسی طرح پر معشوقان ماہ رخسار کو خاک ری دکھائی یعنی چٹکی خاک کی ہر ایک کے سر پر ڈالی جسوقت رعد جادو کی معشوقہ جلی رعد گرجا ہاے جان جہان کہکر چاہتا تھا کہ لپٹ جاؤن مین بھی انکے ساتھ ستی ہون گرگر کر بیہوش ہو گیا یہی حال سب شاہزادیون کا ہو گیا کہ جلنے سے اُن باغبان بچیون کے بیہوش ہو گئین بعد عرصہ دراز سب ہوشیار ہوے خواجہ عمرو نے کہا اے باغبان یہ کیا قیامت تھی کہ اجتک قلب پر صدمہ عظیم ہے باغبان نے کہا اے خواجہ اسد نامدار بیشک طلسم کشا ہین اقبال فیروزی مین بھی یکتا ہین یہ باغ آپکے غلام کا ہے مقام لوح کا یہی راستہ ہے یہان کی ہوا کی تاثیر دیکھیے کیا قلب کا آپکے حال تھا اگر سامری جمشید اس راستے سے قصد کرکے تو یونہین دیوانہ کرکے مار ڈالتا کیا مجال تھی جو آگے قدم بڑھاتے پہلا مرحلہ غافل و ہوشیار دوسری منزل کا منتظم آپکا تابعدار ملکہ گُران و بہار نے باغبان کی بڑی تعریف کی گُران نے کہا اے باغبان حقیقت مین آتے ہی ہوا لگی طبیعت نے اور کیفیت پیدا کی تھی باغبان نے کہا حضور یہ مقام ہمارے بڑے بزرگون نے بڑی مشقت سے بنائے تھے تلاش لوح مین ایسی سختیان ہین

جب تو افراسیاب کو اطمینان ہے، جاتا ہے کہ اس راہ پُر خطر سے گذرنا نا ممکن ہے، مگر اقبال مند کے لیے سب آسان ہے، اگر مین شریک نہوتا جن نازنینان مہ جبین نے آپکو مبہوت کیا تھا اُنھین مین سے ایک مجکو خبر ہو جاتی مین آ گرفتار کرتا بڑے بڑے اولوالعزم صاحبان افسون و نیرنگ اس مقام پر آ کے ناچار ہوے آپکے نیاز مند کے ہاتھ سے گرفتار ہوے یہ کہکر باغبان نے آتش کے دانے ہاتھون مین لیے نخلستان پر پھینکنا شروع کیے نخل جلنے لگے ہر پھول سے شعلے نکلنے لگے تمام باغ آتش بہار ہوگیا ہر غنچہ چنگاری ہر پھول انگارا ہر نخل شجر آہ اُس باغ پُر بہار کا حال تباہ طائران نغمہ سرا کا آہ آہ کرکے اُڑنا نالہ کرکے آگ مین گرنا عوض زمزمہ سرائی کے پرون سے سر پیٹتے تھے باغ سے نکلنا دشوار آگ کے قصر شعلون کی دیوار ہر کنج باغ سے شورش آشکار ہنگامۂ آتش زنی گرم تھا کہین زمین سے دھوان نکلا بعد عرصۂ دراز تمام چمن و نخل و گلشن و غنچہ و گل و در و دیوار و طاؤس و بلبل سب جلکر خاک ہوے ہو کا مقام معلوم ہوتا تھا باغبان اپنی گرم مزاجی پر روتا تھا کہا خواجہ آپکی محبت مین اس مرحلۂ پُر بہار کو غلام نے مٹایا آج اسم بامسمّٰی ہوا گلچین و باغبان ہمیشہ سے غنچہ و گل کے دشمن ہین صیادان دام بردوش عندلیب خوش نوا کے رہزن ہین آج شبکو اسی مقام ویران مین آرام فرمائیے صبح کو منزل مقصد کا راستہ لیجیے بہار کو بھی اس باغ کے جلنے کا نہایت ملال ہوا اب باغبان سب کو ساتھ لیکر ایک قصر کہنہ مین آیا کچھ فرش قلیل اپنے ہاتھ سے بچھایا سب صاحب بیٹھے مگر نگاہ حسرت اُس مقام ویران کو دیکھ رہے ہین چشم زدن مین یہ رنگ ہوا بقول جناب میر حسن صاحب مرحوم و مغفور

شعر

جہان رقص کرتے تھے طاؤس باغ
لگے بولنے اُن منڈیرون پہ زاغ

باغبان نے دستک دیکر آواز دی ایک غلام زنگی سامنے آیا باغبان نے کہا یہ سب صاحب آج تمہارے مہمان عزیز ہین کچھ سامان آب و خورش ممکن کرو غلام زنگی گیا تھوڑی دیر مین ایک خوان کسا ہوا سر پر رکھکر لایا باغبان نے اُسکو کھولا اُسمین سب طرح کا عمدہ کھانا چند گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی باغبان نے سب صاحبون کی خدمت مین حاضر کیا سب نے خاطر سے باغبان کی کھایا سب کے دل غم سے بھرے ہوے تھے ایسے مقام پر فضا کا برباد ہونا باغبان کا دمبدم روتا تڑپ تڑپ کے وہ شب بسر کی مسافر منازل آسمان سرحد مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ روز تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا سب صاحبون نے کمر ہمت چست باندھی اُس مقام ویران سے مضطر و پریشان آگے بڑھے صحرائے پُر فضا ملا غنچۂ آرزو کھلا دشت کی کیفیت ہوا کی برودت طائرون کی زمزمہ سرائی شاہدان گل خودرو کی زیبائی جا بجا گل ہزار رنگ کے بلبلون کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے زیر نخل جابجا پھولون کے انبار ہر مقام پر نئے طور کی بہار بقول سعدیؒ

روضۃ ماء نہرہا سلسال
دوحۃ سجع طیرہا موزون
آن پُر از لالہ ہای رنگارنگ
وین پُر از میوہ ہای گوناگون
باد در سایۂ درختانش
گسترانیدہ فرش بوقلمون

عمرو آگے عقب مین باغبان و ملکہ مخمور و رعد و برق لامع و ملکہ بہار و ملکہ بران صحرائے پُر فضا ملاحظہ کرتے ہوے چلے آتے ہین کنارے ایک نہر کے اگر برائے تفریح ٹھہرے دیکھا ہزارہا ساحر و غیر ساحر کوئی مرکب پر کوئی پیادہ کسی جانب سے تاجر چھکڑون پر اسباب

لدا ہوا گماشتے ہمراہ چلے جاتے ہین کسی جانب سے اہالیان قریہ آگے آگے زمیندار صاحب ٹٹو پر سوار سپر تلوار باندھے ڈھال ٹہکا درست سفر چسپت پشت پر ہزارہا گنوار دل گاڑھے کی دوہری کمر مین باندھے ہوے مرزائی اُمتار کے کمر مین لپیٹ لی ہے گلے مین مالا ایک دانہ اور راج کا ایک سونے کا اسی سطح مرزائی اُمتار ڈالی کہ دیکھنے والے مالا کیونکر دیکھین کاندھون پر لٹھ لقول سنبھالے گنوار کے لٹھ سخت منھ پھٹ تنے ہوے چلے جاتے ہین ایک جانب ہزارہا پاسی ننگے پیر جوتا پہننے سے بیر تیر کمان ہاتھ مین ایک جانب کالا نوارتھی ہزار در ہزار کانور کاندھون پر بم بم کی آوازین بلند ایک سے ایک پوچھتا ہے بھائی انشد ہزارہا برہمن ہاتھون پر تلک لگائے ہوے تمیری دھوتیان بغل مین دبائے پوتھیان ساعت بچارون کہتے ہوے چمرودھے جوتے تیل مین ڈوبے ہوے اُسپر گرد جمی ہوئی غول کے غول غٹ کے غٹ ڈھیر و نکتے ہوے کسی جانب ہزارہا چماریان گنگام کے لہنگے گاڑھے کی چدریان گاڑھے کی کرتیان نیلی رنگی ہوئی تول کی گوٹ پھنسی کرتی سینے پر چھاتیون کی لوٹ ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوے مستانیان گاتی ہوئی چلی جاتی ہین زمیندارون کی عورتین گنوارنیان لہنگے گلبدن کے جھوٹا لوٹا جوڑا جوڑا نینو کی دولائیان انوٹ بچھوے پانون مین جابجا درختون کی چھانون مین کنوین پر برہمن لوہے کا ڈول برنجی لٹیا. غزل گول بیٹھا ہوا آواز دے رہا ہے بھائی مسافر جل پیو ٹھنڈا لوہے کے کڑے سے ڈول بج رہا ہے بھجن گا رہے ہین مسافرونکو بلا رہے ہین کسی جانب دیہات کے جوان شوقین گلنار پگڑیان رنگین لباس خوش مزاج وضعدار طرحدار بڑے گلے مین دبے ہوے چالیس چالیس پچاس پچاس جوان ساتھ ہنستے ہوے ایک گلے مین ڈھول اس غزل کی تانین اُڑتی ہوئی خوشی خوشی گاتے ہوے چلے جاتے ہین

غزل

میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
تھا سازگار طالع ناساز دیکھنا
مت رکھیو گرد نازک عشاق پر قدم
کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا
ہر صنم بھی کم نہین سوز جہیم سے

اڑتے ہی رنگ رخ ترے نظرون سے تھا نہان
ای ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
بدکام کا آل برا ہے جزا کے روز
پامال ہو نہ جائے سرافراز دیکھنا
میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہے غیر کو
مومن غم آل کا آغاز دیکھنا

غیرون پہ کھل نہ جائے کہین راز دیکھنا
اس مرغ پرشکستہ کی پرواز دیکھنا
دیکھا پنا حال زار منجم ہوا رقیب
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
کشتہ ہون اسکی چشم فسونگر کا ای مسیح
بیطاقتی سرزنش ناز دیکھنا

خواجہ عمرو نے باغبان سے پوچھا ای کرم سہر کاہل عاقل جاہل مجکو لگا کے اب کہان لیے جاتا ہے یہ سب کہان جاتے ہین کیا کہین میلا ہے او ظالم اب بھی کوئی جھمیلا ہے مین خوب جانتا ہون جادوگرون کو اچھی طرح سے پہچانتا ہون تم سب ملازم افراسیاب ہو میرے پھنسانے کے لیے بیتاب ہو مین اکیلا تمھارے ساتھ ہون اگلے وقت کا بھولا آدمی سکھیا کھلا کے مار و سوتے مین گلا گھونٹ دو آخر کہان لیے جاتے ہو اتنا بخوبی جانتا ہون کہ ملازمان افراسیاب آپسمین ایک ہو مبادا حسب تدبیر بڑے نباہ ہو بلکہ قہران کی وجہ سے خائف و ترسان ہو خدا اسکو سلامت رکھے اگر میری جان لوگے یا ابھی سبکو ٹھوک ٹھوک کے ماریگی ایک ایک کو للکاریگی بھاگتے پھروگے اسکی وجہ سے میری جان بچی ہے

ورنہ تم سب صاحبون نے ملکر مارلیا ہوتا مگر اتنا سمجھ لو کہ مرنیکے بعد برہم راکس ہونگا تمہارے سب کے سرون پر آکر کھیلونگا گھر سب کے خاک سیاہ کردونگا اب صاف صاف بتاؤ باغبان نے گلے مین خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا اے محسن ساحران شہنشاہ خنجرگزاران لواے شوکت صاحبقران باج ستانندۂ ریش کافران ہماری جان آپ پر نثار ہے آپ کہان مجہول ونا جارہین تلاش لوح مین خدا آپکی جان بچاے منزل مقصد پر پہونچاے خدا ہمارے حال سے ماہر ہے حضور پر بھی ہماری جانبازی ظاہر ہے ملکہ مخمور و ملکہ بہار بھی رازدار ہین یہ منزلین بڑی دشوار ہین سواے اس راہ سخت و صعب کے اور کوئی راستہ نہین قلب کانپ رہی ہین کہ خدا خیر وعافیت سے ان منزلون کو طے کراے افراسیاب غافل رہے اصل کیفیت یہ ہے کہ یہ سب گنوارون کا میلہ جاتا ہے اس سرحد کو صحراے مصر کہتے ہین متعلقۂ یونان بڑے بڑے حکیمان ذیشعور گذرے ہین جنہون نے اپنے زور علم پر دعوی خدائی کیا علم سحر و شعبدے کو رواج دیا یہان سے بارہ کوس پر دریاے قہار وزخار ہے بعد سال بھر کے کنارے دریا کے میلہ ہوتا ہے ہزارہا دیر تعمیر ہین یہ سب میلے والے اُسی مقام پر جاتے ہین آج سے کل تک اجماع عالم انبوہ خلایق ہوگا بوقت سحر نیر اعظم بوجہ احسن برآمد ہوگا اُس دریاے بیکنار سے ایک گنبد زبرجدی بصد رعنائی ظاہر ہوکر پانی پر قرار پکڑتا ہے اسوقت لاکھون آدمی اسپار کنارے پر جمع ہوتے ہین صدائین یا سامری جمشید کی بلند ہوجہ پاٹ کا غریو چند ساعت وہ گنبد نایاب برسر آب دریا ٹھہرتا ہے قبے پر اُس گنبد کے ایک پتلی سونے کی مگر حسین و جمیل فہیم و عقیل خوش بیان حکما نے اپنے علم و حکمت سے قبے پر قائم کی ہے چند ساعت مین وہ پتلی حالات آیندہ و گذشتہ بیان کرکے ایک آواز دیتی ہے کہ زمین کو زلزلہ ہوجاے دریا کو جوش و خروش نمونہ طوفان نوح ظاہر ہوتا ہے اُسکے بیان پر کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے کسی کو عبرت کسی کو حیرت کوئی غرق دریاے عجائب کوئی غوطہ زن بحر فکر غرائب بعد چند ساعت وہ گنبد اُسی طرح دریا مین غائب ہوجاتا ہے بس میلہ درہم وبرہم کسی کو شادی کسی کو غم اُس گنبد کو گنبد نور کہتے ہین بیچ مین اُس گنبد کے حکما نے اپنی صنعت سے ایک دریچہ بنایا ہے وہی باغ سیماب کا راستہ ہے حضور کو وہی منزل گنبد عجائب درپیش ہے غلام کو سب سے زیادہ پیش پیش ہے خواجہ عمرو نے سر جھکالیا بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا کہا اے باغبان تم بھی تو ساتھ چلوگے اس راہ خوفناک مین ساتھ دوگے باغبان نے کہا خواجہ یہی تو دشوار ہے غلام اُس قلعے مین مجبور و ناچار ہے گویا یہ منزل عدم ہے دوست و عزیز ساتھ نہین دے سکتا یار وفادار کا کام نہین جسقدر معلوم تھا عرض کیا یہ بھی عرض کیے دیتا ہون اگر آپ رک گئے اور داخل گنبد نہوئے پھر سال بھر کامل انتظار دن گذریگا درمیان سال مین وہ گنبد کہان اس حوالی مین ٹھہرنا دشوار ہوگا کہین مقام قیام نہین ہرچند کہ جب خدا آپکو منزل مقصد پر پہونچائیگا یقین ہے کہ ہم بھی راہ دور و دراز طے کرکے حاضر ہون آیندہ جو منظور پروردگار خواجہ خاموش ہوگئے باتین کرتے ہوے اُس مقام سے اُٹھے ساتھ اُسی مجمع عام کے چلے مگر عمرو غرق دریاے تحیر غواص بحر تفکر سوچ رہا ہے کہ اے عمرو کیا ہوگا ایسے

مقام عبرت خیز ہر کیونکر جانا ہوگا دل سے یہ باتین کر رہے ہین اپنے جانے کے الم مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین بعد قطع منازل و طے مراحل بوقت شام یہ سب کام راہ کو طے کر کے قریب اُس تمار وزخار پہونچے عمرو نے دیکھا کنارے اُس دریاے زخار کے ریتی کا میدان وسیع ہزار ہا شوالہ بنا ہوا شوالون مین سونے چاندی کے بت تختہاے زرین پر آراستہ گھنٹے نواز ناقوس نواز ہزار در ہزار دوکانین بیشمار میلہ جا ہوا لگا ہے خیمے سراپردے استاد رئیس و امیر آکر لگا ہوئین داخل ہین سامان عیش و نشاط جابجا مہیا بازار کھلی ہوئی روشنی بیحساب خریدار نایاب ایک گوشے مین آکر باغبان وغیرہ ٹھہرے باغبان نے کہا خواجہ اگر خدا نے فضل کیا اور اس راہ پُرخطر کو آپ طے کر گئے باغ سیماب مین پہونچے کرور در کرور روپیہ کا اُس باغ مین جواہر ہے زبانی افراسیاب کی سنا ہوگا کہ ساٹھ طاؤس یاقوت احمر کے خزانے مین سیماب کے ہین اگر سیماب جادو مارا گیا یا گرمی تیغ شرربار طلسم کشا سے اُڑ گیا وہ سب طاؤس آپ کو ملینگے اب اسوقت قرض نکالیے عمرو نے کہا آپ ہی وہان جائیے جواہرات کی تلکھ مین نقد جان گنوائیے قرض تو میرے پاس نہین ہے مگر کہین سے کرایہ کا لاؤن باغبان نے کہا جیسا مناسب ہو عمرو نے کہا کرایہ دلوائیے باغبان نے کہا یہان تو ہمارے پاس حاضر نہین ہے لشکر مین چلکر دینگے عمرو نے کہا تمسک لکھیے باغبان نے کہا یہان قلم دوات کہان خواجہ عمرو نے کہا سب حاضر ہے دو دو ہزار کے رقعے سب کے سامنے پیش کیے سب نے مہرین کردین خواجہ نے رقعے زنبیل مین رکھے اُٹھکر ایک جانب گئے بعد تھوڑی دیر کے ہنستے ہوے آئے کہا چلو دیکھو روپیہ بھی کیا چیز ہے جنگل مین منگل ہے باغبان وغیرہ خواجہ کے ساتھ ہوے تھوڑے دور پر آکے دیکھا سامنے مین نخلستان کے ایک خیمہ استادہ سراپردے اُٹھا کر اندر آئے دیکھا وہ خیمہ مثل عروس شب اول آراستہ ہے بیچ مین ایک مسند فرش معقول گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کل سامان عیش و نشاط مہیا ہے سب نے خواجہ عمرو کے ہاتھ چومے بہار نے کہا خواجہ بخدا آپ کا عدیل و نظیر نہین کوئی ایسا دنیا مین صاحب تدبیر نہین خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھولا پا کر تم صاحبون نے خوشامد کر کے بنا لیا ہے مین کمبخت اگلے وقت کا آدمی خوشامد پر بھول جاتا ہون اب ملکہ بُران شمشیر زن کو مسند پر جگہ دی سب آکر بیٹھے پردہ خیمے کا اُٹھا دیا میلے کو ملاحظہ کر رہے ہین ہر سمت گانے کی آوازین آتی ہین کسبی میلے والے چلے آتے ہین وہ رات دن سے بہتر ہے شوالون کے دروازے کھلے ہوے پوجا پاٹ کا ہنگامہ ملکہ بُران نے ملکہ بہار سے اشارہ کیا کہ خواجہ سے کچھ گفتگو منظور نظر ہے بادشاہ اسلام ہو تمہارا کہنا ضرور مانینگے ملکہ بہار نے کہا ملکہ مخمور تم زیادہ گستاخ ہو خواجہ عمرو سے کہو آپسین کمسر عسیر جو ہوئی خواجہ نے کہا کیا ماجرا ہے کچھ ہمسے تو بیان کرو مخمور نے کہا حضور آفت مین تو مبتلا ہے ہر دم موت کا سامنا جو گھڑی ہے غنیمت ہے اسوقت سب صاحبون کی یہی خواہش ہے کچھ گانا ہے کسی طرح یہ رات بسر ہو خواجہ نے منہ بنا کر کہا صاحب مین کوئی گویا نہین ہون ہزارون طائفے میلے مین موجود ہین روپیہ دیجیے مین بلا لاؤن مخمور نے دو انگوٹھیان یاقوت احمر کی اُتار کر سامنے خواجہ پیش کین کہا حضور یہ انگوٹھیان آپکے لائق ہین خواجہ عمرو نے کہا بیٹا خوشی تمہاری اے مخمور تیرا ملال مجکو بہت ناگوار ہے چند

اشعار تمھارے ہی خوشی سے گاتا ہوں یہ فرماکر خواجہ گنگنائے اور یہ غزل عبرت آمیز شروع کی غزل نسیم

ہوئیں جب بند آنکھیں خوف پرسش کا یقین آیا
ہوئے بیدار جب ہم وقت خواب واپسین آیا
اُٹھے شعلے درون سینہ جو تعظیم میں میری
سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا
تڑپ کر رات کاٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم
نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا
وہ تھا محروم راحت میں وہ مقتول جفا تھا میں
گدا بنا ڈھونڈنے کو جو کوئی آیا نہیں آیا
سمجھا یا کوئی سمجھا بے زبان شاید زمانے میں
مگر ناصح سرزنش کرنے کو جب آیا نہیں آیا
وہان تم گھر میں بیٹھے ہم نے توبہ کی جبین سے
تمھیں عصمت کا دھیان آیا ہمیں بھی پاس
ملا اعلی سے اعلی پست پستی سے ہوا باہم
فلک پر روح جا پہونچی بدن زیر زمین آیا
نہ ڈالی آنکھ میں نے اسقدر تیر التصور تھا
فرشتہ موت کا تو سو طرح بنکر حسین آیا
کہاں تک شکر ہو او صید افگن تیر جسا نکا
کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا
ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستوں کا
ہمارا اپنی دکھانے کونسا خلوت نشین آیا
نہیں ہوجائے آبادی یہ ویرانہ ہے او غافل
ہوا کمزور راہی بس مکانون جب مکین آیا
خدا کی یاد تحفہ ہے جہان سے جانے والوں کو
وہی کچھ لے گیا دولت جسے کچھ پاس دین آیا
ادب او نالۂ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا
ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا
خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا
ہدف ہو کر گیا اُس کوچے میں جب شانہ بین آیا
غرض کیا تشنہ دیدار کو ہے اس سراہی ساقی
اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا
اذیت دوست ہو ہر چند لیکن دل بہلتا ہے
سبب کیا ہے ابھی تک ناصح مشفق نہین آیا
پھر آئی فصل گل اٹکھیلیاں کرتے ہیں دیوانے
تسلی پر ترا سودائے زلف عنبرین آیا
کلام معترض کی جا سخن میں ہم نہیں رکھتے
گیا محروم ہو کر جب کوئی یاں نکتہ چین آیا
نسیم اک اور بھی رنگین غزل اس طرح میں رکھیے
کہ اب تک جوش مضمون کا طبیعت میں ہمیں آیا

ملکہ بہاران کو چوٹ کھائی ہوئی ہیں خیال وصل سے کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے ناامیدی کی ہیبت سے ہجران دیدہ جاوید ضعف کو قوت زور دو فی ہیں لقاات ہر روز ہجر کی شب کا سامنا امید و بیم کا معاملہ اس مقدمہ خاص میں نہ مونس ہمدم نہ ہمراز لعل زرد و منزل سے ہر وقت تکرار کرتی ہیں او خانہ خراب یہ کیا کیا ہمیں آفت میں مبتلا کیا یہ اشعار عاشقانہ جو سنے دل بھر آیا آنکھوں سے دریا اشک کا جاری ہوا اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی دل بیتاب کی طپش بڑھی آہ نے سر کھینچا تلملا کر خاک پر چلا ملکہ مخمور و ملکہ بہار ایک بار ایک سے بیقرار باغبان قدرت بصورت شاخ تصویر کوتہ دو ملاقاتہ ہی کی حال میں گھڑی گھڑی غش کرتی

روز یعنی مہر گیتی افروز دریاے نیلگون سپہر بوقلمون سے شناوری کرکے تخت زبرجدی سپہر پر جلوہ فرما ہوا

اشعار در صفت صبح

سیاہی شب نیرنگ چون خدا از نظر عالم
غبار رنگ ظلمت محو شد از عرصۂ غبرا

سحر کز جانب مشرق برآمد رایت بیضا
فروغ برق زرین شاہ شام شد پیدا

فرو شد لشکر انجم درین سیماب گون دریا
جہانگرد از تجلی جمال خویش نورانی

خواجہ نے وضو کرکے نماز ادا کی بخضوع و خشوع ہاتھ اٹھا کے دعا کی ای ستار العیوب واے دافع البلیات کیا کیا تیری بندہ نوازیان کارسازیان بندون پر صرف ہوتی ہین ہاتھ پانون چشم و گوش عطا فرما کے کار دنیا مین کامل ہوے کیا کیا شرف حاصل ہوے

نظم

کیا پایۂ منت سلیمان
افسون شہنشہی سکھایا
نے عقل بسیط اسکا پرتو
عالم ترا عجز نے دکھایا
یان عقل ہے گم کہ بس تجھی کو
یعقوب کو مدتون رلایا
یان شعلے کو سرکشی کی کیا تاب
کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا

اک بات مین تخت پر بٹھایا
اب بھی نظر اس مجاز مین ہے
نے نور مجرد اسکا سایا
ہر جا پہ ہے تیرا جلوہ لیکن
پایا ہر شے مین پر نہ پایا
یوسف سے عزیز کو کئی سال
ابلیس کو خاک مین ملایا

کیون شکر کرین نہ آل داؤد
کیون مہر نگاہ مین سمایا
سبحانک یا الٰہ عالم
دیکھا تو کہین نظر نہ آیا
اللہ ری تیری بے نیازی
زندان عزیز مین پھنسایا
تجھکو ہی سزا ہے کبریائی

اے رہبر خضر و الیاس ہی قابل شکر و سپاس ہے بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہونچانا جادۂ گمراہی نہ دکھانا اسد غازی منصور و مظفر ہوے یہ مرحلہ سخت و صعب سر ہوا ملکہ مہران وغیرہ دیکھ رہی ہین کہ اس مکاری غداری پر کسقدر خواجہ کا قلب صاف ہے مقام انصاف ہے ادھر ہاتھ بلند کیے آنسو چشم حق بین سے بہنے لگے نماز سے فراغت کرکے خواجہ اٹھے با نہال عیاری نے چست و چالاک ہوے خیمے سے باہر نکلے سب سردار ساتھ ہین باغبان قدرت خواجہ کے پہلو پر سمجھاتا ہوا کہ خواجہ تامل نہ فرمایئے گا گنبد بے نور مین فوراً جایئے گا اب وقت بہت قریب ہے لائق ملاحظہ یہ معاملہ عجیب و غریب ہے کنارے دریا کے اسوقت ہنگامہ عظیم برپا ہے غریب و امیر و فقیر و وضیع و شریف شہری و بازاری سب طرح کے لوگ جمع ہین دریا پر سب کی نگاہ ہے سوا پہر دن نہ آنے پایا تھا کہ دریا مین تلاطم ہوا معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح کا ظہور ہونے کو ہے ہر گرداب چشم خونخوار موجہاے دریا تیغ آبدار لاکھون مچھلیان تہ مین نہنگ نکلے مگر گھبرائے ہوے گھڑیال گھڑی گھڑی ابھرتے تھے مردمان آبی فریاد کرنے بعد تلاطم امواج دریا ساکت ہوا وسط دریا مین چمک ہوئی اول ایک تیلی ظاہر ہوئی بعد تیلی کے شمسہ مثل آفتاب چمکتا ہوا ظاہر ہوا گنبد زبرجدی دریا سے ابھر آیا چشم زدن مین پانی پر قائم ہوا ضیاے گنبد زبرجدی پر نگاہ ٹھہرتی تھی ہر خرد و بزرگ ادنی اعلی پیر و جوان صداے یا سامری یا سامری دینے لگے پھول دریا مین پھینکتے ہی مین کوئی دو گھڑی گزرنے پائی کسی شمعی تیدکے دریا مین کچھ چھوڑا بڑا کار ثواب کیا گیت وہان دیا تیلی نے آواز دی

اے بندگان سامری و جمشید اے پرستاران ماہ و خورشید اے مطیعان لات و ہبل اے پیروان ملت و مذہب باطل آگاہ ہو گوش ہوش سے سنو یہ سال انقلاب ہے سامری پرستون کو اضطراب ہے اس ملک مین اور مذہب شائع ہوگا تمہارا ریاض مدتون کا ضائع ہوگا آب و ہوائے طلسم ہوشربا خلاف ہے مزاجون مین سامری پرستون کے خلاف ہے خرابی بربادی قریب ہے معاملہ عجیب و غریب ہے خواجہ دیکھ رہے ہین کہ بیچ مین گنبد کے ایک دریچہ ہے مثل چشم ماہی کھلا ہے پتلی کی جانب سب دل و جان سے متوجہ ہین اُسی سمت دیکھ رہے ہین پتلی پکار رہی ہے ایہا الحاضرین اے مشتاقین و ناظرین افراسیاب بادشاہ تمہارا مغرور ہوا پابند عیش و سرور ہوا رعایا کی فکر نہین عدالت کا ذکر نہین رعیت برباد حاکم مثل جلاد چور ٹھگون کا زور بدمعاشون کا زمانہ کوتوال کو رشوت کھانے کا بہانہ جب کسی غریب کے یہان چوری ہوئی کوتوال صاحب برائے تحقیقات آتے ہین جسکے یہان چوری ہوئی اُسی کے عزیزون کو دھمکاتے ہین کسی بیچارے غریب کو پکڑ لیا کہا یہ بدمعاش ہے کسی طرح چار پیسے لیجیے یہی تلاش ہے حاکم لوگ رشوت کھاتے ہین چور اُچکے مزے اُڑاتے ہین کچہریون مین ہر لونگ پڑے ہین نامنصفون کی ناانصافی کے جھنڈے گڑے ہین آشنا ناآشنا نام دوست مثل کیمیا زر قلب کا چلن ہر شخص ہوس ہمہ تن بھائی کا بھائی دشمن ہے باپ کا بیٹا رہزن ہے رنگ باغ عالم دگرگون بدعت و جور باغبان گلگون کا کلیجہ خون جانور بیچارے تہ چمن مین چھپتے ہین جبر بیمار زار سا بھٹکی لیے پھرتے ہین اے سامری پرستو آج کا میلا آخری ہے آنکھین کھولکر دیکھو ہم آج سے اس جلسے مین نہ آئینگے غرق دریاے فنا ہو جائینگے آج اس جلسے مین وہ شخص آیا ہے کہ جسکے نام سے ساحرون کو تپ چڑھتی ہے جسکے ہاتھ سے ملک سامری پرستان برباد و تباہ ہوے کیسے کیسے ساحران جلیل مارے گئے جو کچھ سامری و جمشید لکھ گئے ہین اُسکا اثر ظاہر ہوا اس جلسے مین سر برندۂ جادوگران و ریش تراشندۂ کافران آگیا نام و مقام سنو آنکھین کھولکر دیکھو سامنے لباس سبز پہنے کھڑا ہے کون پہچان سکتا ہے ساحر کشی اُسکا کام صاف صاف یہ ہے کہ عمرو عیار اُسکا نام ہے تمام اہالیان جلسہ اس کلام حسرت انجام پر گھبرا گئے چہار جانب دیکھنے لگے باغبان نے کہا لو خواجہ بسم اللہ اب اپنے کو جست کرکے کھڑکی مین پہونچائیے اب تامل نہ فرمائیے دیکھیے گنبد ہرا یا وقت اُسکے غرق ہونے کا قریب آیا مثل مشہور ہے خطرے کا چوکا گھڑے ڈھلکاے تو کیا ہوتا ہے اور پتلی نے بھی آپ کا نام صاف صاف لیا سارا میلا آپ کا جویا اگر دیکھ لینگے زندہ نہ چھوڑینگے ہم لوگ آپکے تابعدار مشہور ہین اس راہ مین ہم نہایت مجبور ہین جہان موقع ہوگا اپنے کو آپ کی خدمت مین پہونچائینگے جان نثار کرنے ضرور آئینگے خواجہ عمرو نے دیکھا حقیقت مین پتلی کے ساکت ہوتے ہی گنبد زبرجدی مین جنبش ہے غرق ہونے کی کوشش ہے بس عمرو نے مرنے پر کمر چست باندھی ہشو ہشو کہکر نعرہ کیا اے ساحران غدار و اے کافران نابنجار منم ننگ بحر عیاری دُر بے بہاے صدف قلزم طراری قاتل کافران سرکوب ساحران جہان فاتح ملک عنظلی آباد و برباد کن ملک زبرجد نگار و دافع

بدعت و نامہ و مشوش منہدم کن بنائے قصور ظالمان سرکش نامی و نامدار عمرو عیار رحمزہ ذی وقار سے ساحران تیرہ درون دیکھو لو پھوٹی آنکھوں سے کہ گنبد بے نور مین جاتا ہون اور طلسم کشا ساتھ ہے یہ بھی آگاہ ہو جاؤ انشاء اللہ جا کر لوح لیتا ہون افراسیاب ناہنجار کو شکست دیتا ہون اس آواز کو سنکر تمام ساحرون نے اس جانب دیکھا ایک شخص دبلا پتلا ناٹا سا کلاہ نمدے کی سر پر نمدہی کا کرتہ زیب جسم انور ایک جانگیا کھاروے کی پہنے ہوئے اسمین زر تار ٹکے ہوئے ناریل سا سر کلوے سے گال زیرہ سی آنکھیں مروارید سے دانت طباق سا پیٹ تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پانون چھ گز کا دھڑ نیچے کا تین گز کا اوپر کا منہ دلانو گز کا پیادہ ہے مگر شطرنج کا پیادہ ہے بادشاہ کو دو ٹکر مارتا ہے اس صورت زیبا طلعت جہان آرا کو دیکھکر تمام ساحران بدسیر گھبرا گئے پیشانیون پر ہیباؤن کے موت کا پسینے آگئے اپنے خداوندون کو پکارنے لگے یالات اعلیٰ منات معلی ہیتے ہیتے دُم خبیثہ سر گائیکا بچھڑا الو بک لوٹا جھوٹ ک جھوٹا ارگل خرل خیراڈ باے پونے دو شو خداوند مدد کو دوڑو یہ ساربان زادہ گنبد بے نور مین جاتا ہے روح کو تمہاری ستاتا ہے اس ظالم کو رد کو لوح کی تلاش ہے بڑا بد معاش ہے عقل کی کے بندون کی فکر ہے ہر گلی کوچے مین یہی ذکر ہے زمانہ انقلاب کا آیا کاہنون کا قول کرسی نشین ہوا یہ سب غل مچاتے رہگئے مگر یہ ہزبر بیشہ جرأت صاحب سطوت ولیاقت جانباز سرفروش بحر عیاری کا جوش کسی طرف متوجہ نہوا نام خدا لیکر نیمچہ ٹیکا جست کی جیسے طائر اڑتا ہوا جاتا ہے تاک کر اسی کھڑکی مین داخل ہوا عمرو تو گنبد بے نور مین گرا مگر باغبان قدرت وغیرہ کی جانب سب ساحر وغیر ساحر بلوہ کر کے چلے نام لیلے کے پکارتے تھے نعرے مارتے تھے یارو باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و دختر کوکب روشن ضمیر ملکہ بہاران شمشیر زن یہ سب موجود ہین رہبری کے لائے نہین معلوم باغ غافل و ہوشیار سے کیونکر گذرے ان سب کو مار لو زندہ نہ جانے پائین عمر بھر یاد کرین یہ کہتے ہوئے طرف باغبان وغیرہ کے چلے باغبان قدرت سب کو سمجھا چکا ہو کہ یہ مقام لڑنے کا نہین ہے نکل چلنا مناسب ہے فوراً سب نے سحر کیے زمین کے طبقے پھٹے چشم زدن مین سب کی نگاہون سے مخفی ہو گئے سب بیجا سر پیٹتے خاک اڑاتے طرف اپنے اپنے مسکن کے روانہ ہوئے تو دل تیر غم والم کے نشانہ ہوئے ہر ایک ذکر کرتا تھا کہ یارو کیا بلا کا عیار ہے بٹا طرار و فرار ہو کر کس دھوم سے داخل گنبد بے نور ہوا سب کا رنج و ملال مین دیکھا آئندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اب یہ ملعون ہر ہنگامہ روح سامری کو صدمہ پایا عیش برہم ہوا ہم سمجھتے تھے خلق کو خود نے افراسیاب نے یہ روز بد دکھایا کہ عمرو کو گنبد بے نور کا پتا لا ہم لوگ جانتے تھے مسلمان عمر بھر لڑینگے مقام و نشان لوح نہ پائینگے یہ سب اس طور سے شکایت سامری و جمشید و افراسیاب کرتے ہوئے جاتے ہین

اب حال خواجہ سنیے نظم

مخفی فغانی کہ آمد بجہان

درین زیرہ بہ دور آسمان

درین پردہ آواز نالم چو نی
باحوال جم یا باحوال کے
کوکب درخشان برج غربت

نیر تابان فلک ہمت آفتاب عالمتاب چرخ شجاعت ماہ شب افروز آسمان جرأت یعنے خواجہ عمرو جب گنبد بے نور مین داخل ہوے یہ معلوم ہوا کہ زمین کسی بلندی پر سے کود آ اندھیرا تھا کا بعد عرصۂ دراز پاکون زمین پر قائم ہوے نگاہ اُٹھا کے دیکھا نہ نشان دریاے قمار معلوم ہوتا ہے گنبد بھی معدوم ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز ریتی کا جنگل کہین نشان انسان وحیوان نہین درخت نہ بوٹے خشک نالے ریگستان وسیع و فراخ جہانتک نگاہ کام کرتی ہے وہی دشت ہولناک بے خس وخاشاک ہواے گرم کے جھونکے چل رہے ہین تمام دشت کرۂ آہنگران ہر شجر خوف ہواے گرم سے مثل بید لرزان اس مرز بوم شوم مین صداے بوم بھی نہین ہر ذرہ مثل شعلۂ جوالہ چکر کہا رہا ہے اگر جسم پر پڑ گیا قلب تھرایا سوزش جہنم کا ذکر آیا خواجہ عمرو کو پیاس نے بیقرار کیا جو آب مین چار جانب دوڑنے لگا آب اس دشت آتش بار مین نایاب چشمۂ آفتاب پر نگاہ پڑ گئی ہے اُس سے سیرابی غیر ممکن اس دھوپ مین ہر ایک سمت براے آب دوڑ دھوپ کرتا ہے پیاس کی شدت مین نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے طپش قلب تشنگی پر ہونٹھون پر جان مضطر گئی کوس کا میدان طے کیا مگر پانی دستیاب نہوا چاہتا ہے کوئی مقام سایہ کا ملے لمحہ بھر آرام لون اس سوزش حرارت سے جان بچاؤن سایہ غیر ممکن

نظم

دشت پر ہول ہر طرف سنسان
مسکن خوف و بیم ہو کا مکان
بونڈرے گرد باد کے ہر جا
کربلا نار دھوپ سے صحرا
تابش آفتاب زورون پر
ذرے اسپند دشت سب مجمر

خواجہ اس قدر اس دھوپ مین گھبرائے کہ پیاس سے لبون پر دم آیا سوزش وحرارت سے قلب تھرایا دن سارا اسی دوا دوش مین گذرا شام تیرہ روزگار کا اسی دشت ہولناک مین سامنا ہوا سمجھے تھے کہ آرام ملیگا ایک مقام پر عمرو ریتی مین بیٹھ گیا جھونکے ہواے گرم کے پہلے موقوف ہوے یہ سمجھا جاتا ہے شب کو اور زیادہ مصیبت کا سامنا ہوا اندھیرے سے دل گھبرایا کالی بلا سے پالا پڑا روشنی کا کہین نام نہین غولان بیابانی دور دیکھ پھرتے ہین آنکھین اُنکی مثل مشعل کے روشن براے مسافران رہزن کہین مارسیاہ گھبرا کے بانبی سے نکلا ہے اوس جلنے کی فکر کر رہا ہے اُس وادی جہنم مین اوس کہان مار سیاہ کے کلیجے مین چھری غم کی گڑی اُس پر بھی اوس پڑی کہین اژدہا آتش فشان ریتی مین لوٹتا ہے اپنی آگ مین آپ جلا جاتا ہے آسمان پر بھی اندھیرا چار طرف سحر غم والم نے گھیرا تڑپ تڑپ کے وہ رات عمرو نے بسر کی صبح کو دیکھا نیر اعظم کے نکلتے ہی ہواے گرم چلنے لگی خواجہ عمرو صاحب بھوک پیاس سے عجیب حال ہوا تنہا کا غصہ آیا خیال مین گذرا ہم تو ٹکڑے ٹکڑے بھوکے پیاسے مرے ہین برق و ظفر علم مفت خوری زنبیل مین کر رہے ہین ہم پر یہ مصیبت اُنپر راحت میوے کھاتے ہونگے مزے اڑاتے ہونگے خواجہ جو ہم سوچے تھے وہی ہوا لا زمان افراسیاب پڑے مین بدمستی کے دشمنی

کہہ گئے اس صحرائے آفت خیز مین پھنسا دیا اب افراسیاب سے جا کر کہینگے عمرو کو ہم نے مارا آگے گنبد بے نور کو عمر بھر عیاری کی ہم بیچارے بھولے آدمی مکر کو مکارون کے نہ سمجھے گنبد بے نور مین چلدیے کود پڑے وہ بیچاری پتلی خیر خواہ تھی اس نے نیک و بد سُنا دیا ہمارے قیاس مین نہ آیا خیر خدا اُن سبھون سے سمجھیگا ایک دن مکار جہنم مین جائینگے مجھ غریب کو مار کر کیا پائینگے ایسے ایسے خیال کرکے بیچ جنگل مین کھڑے ہین پانون مین آبلے پڑ گئے ہین زنبیل سے برق نے ضرغام کو نکالا جیسے ہی وہ زنبیل سے نکلے دشت ویران کو دیکھکے تھرا گئے ضرغام تو چپکا کھڑا ہو مگر برق تو بڑا تیز ہے پوچھا اُستاد یہ کیا مقام ہے کیا اسی دشت کا وادی جہنم نام ہے عمرو نے کہا میری پاپوش جانے گنبد بے نور مین کودا تھا اس ریگستان مین آکر نکلا باغبان وغیرہ پھنسا گئے جعلسازون نے دام تزویر بچھایا مجھ بیچارے بھولے غریب سے کہدیا صاحب یہی لوح ملنے کا راستہ ہے مین اُنکے دام مکر مین پھنس گیا بے سمجھے بوجھے پھاند پڑا آج تین دن گذرے کہ آب ودانے کا نام نہین گرمی سے یہان کی کلیجہ بھُن گیا ہے تو اب نوبت بجان وکارد باستخوان ہے آپ دونون صاحبون کو اسواسطے نکالا ہے کہ میرے پاس سے جائیے برق نے کہا اُستاد گھبرائیے ہم جانبازی کو حاضر ہین رزاق مطلق آب وطعام بھی پہونچائیگا رہبر کامل منزل مقصد کا چہرہ زیبا دکھائیگا غلام جستجو کرینگے آپکے تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر رہ نہ جائینگے اگر صحیح ہین باغبان وغیرہ نے ایسا ہی کیا تو انشاء اللہ اُن سے بدلہ لینگے اُنکو بھی کسی مصیبت مین پھنسائینگے اب گھبرانے سے کیا فائدہ آپنے بہت خوب کیا ہمکو نکال لیا صلاح کرکے کوشش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے باغبان قضا وقدر پھر نہال کریگا نخل تمنا پھولے پھلیگا خواجہ نے کہا بس بس زیادہ نہ باتین بناؤ میرے سامنے سے دفان ہو اب اُن پھنسانے والون کو ہم کہان پائینگے جو سزا دینگے آپ بڑے قانع ہین بے صبر ہونے سے مجکو مانع ہین مجکو زبان درازی زیادہ نہین پسند آتی ہے بھوک پیاس سے میری جان جاتی ہے بڑے شاگرد رشید ہو فرزند سعید ہو لاؤ کھانا کھلاؤ پانی پلاؤ برق نے کہا اُستاد ہمارے جدا ہونے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا یہ فعل سراسر لاطائل ہوگا حضور بقول شاعر **شعر** دو دل یک شود بشکند کوہ را ؛ پراگندگی آرد انبوہ را **مصرع** صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ؛ عمرو نے کہا بڑے صابر و جابر ہو میرے سامنے سے جاؤ پھر صبر و جبر کرو مین اپنی جان سے بیزار ہون بھوک پیاس سے بیقرار ہون جسپر تین دن گذرے ہون اُسکے دل سے پوچھے تمتو زنبیل مین تھے اُستاد کے شاگرد بنکر خوب مزے اُڑائے ہونگے آب سرد پیا ہوگا میوے تر و خشک کھائے ہونگے چبا چبا کے باتین کرتے ہو مجھے چرب زبانی سے نفرت ہے اپنے حال مصیبت مآل پر حیرت ہے ہائے مین نے اُن ملعونون کا کیون کہنا مانا اپنے کو کس مصیبت مین پھنسایا برق تو منت کر رہا ہے مگر ضرغام نہایت آتش خو شعلہ مزاج ہے کہا صاحب اچھا والد نامدار ہم جاتے ہین آپ کاہیکو خفا ہوتے ہین

پروردگار ہمکو اس کرۂ جہنم سے نکالیگا بعد مصیبت کے راحت ہوگی کھانے کی فکر پانی کی جستجو کرینگے رزاق مطلق رحم کریگا خواجہ عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے مارے کہا کیون بے نالائق جوانا مرگ ہم اپنی مصیبت مین ہین ہم سے زبان لڑاتا ہے اس گرمی مین شعلہ مزاجی دکھاتا ہے پال پوس کر جوان کر دیا جاؤ کماؤ کھاؤ کبھی کوئی ٹکڑا باپ کو بھی دینا نصیب ہوا میرے ٹکڑے کھا کھا کے پلے ہو ضرغام نے کہا ہر مہینے کی تنخواہ آپ لیلیتے ہین کبھی تنخواہ مین کوئی ٹکا دیتے ہین ہم اپنی لوٹ مار مین بسر کرتے ہین ناحق کا ہمپر غصہ ہے ہم کیا کرین کیون آپ مصیبت مین پھنسے کچھ ہمنے اس مصیبت مین پھنسایا ہے انکا غصہ آپ ہمپر اُتارتے ہین ناحق ہم کو مارتے ہین عمرو نے کہا ابے تنخواہ کیسی ملکہ مہرخ پر چڑھتی ہے اُنسے کیون نہین مانگتے جاؤ جا کے طلب کرو عملداری پر کمر باندھو عرضی لکھواؤ منصفی مین جاؤ وکیل کرو محکمۂ اول مین جاؤ اپیل کرو بقول شاعر شعر

نہ بلبل ڈگری گل بے دلیل است ؛ وکیل نالہ در فکر اپیل است ؛

ہم جانتے ہین تم سب کچھ کروگے ہمارے منھ پر کہ بیٹھے تنخواہ ہماری یہ نوکری کے لائق ہین کچھ عیاری بھی آپ کو آتی ہے عیاری کس جانور کا نام ہے عمر بھر کبھی تجکو نہ آئیگا ہمیشہ جوتیان کھائیگا ضرغام تو یہ سنکر کنارے ہوا کہا حضور بس گرتے ہوے مردے نہ اُکھیڑیے ہم ابھی جانتے ہین ایسا نہو کچھ ہمارے منھ سے نکل جائے جہنم کا سامنا ہے آپ کی پرورش تو ظاہر ہے کہین سے لوٹ مار کر لاتے ہین وہ بھی تو آپ چھین لیتے ہین ہم ایسے سعادتمند ہین کہ دیدیتے ہین عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے اور مارے ضرغام بلبلا گیا روتا ہوا پیچھے ہٹا وہی کوڑا لیکر برق پر چلے برق بھی تڑپ کر بھاگا کہا اُستاد دیکھیے جاتے ہین کوڑے کھانے کی طاقت نہین یہ کہکر دور کھڑا ہوا اور دکھ سے کہنے لگا اُستاد اب آپ کو منھ نہ دکھائینگے اس دشت ویران مین بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اگر کچھ کھانے کو تو ہمکو دیدیجیے عمرو نے کہا ابے نالائق مین آپ بھوکون مرتا ہون میرے پاس کیا رکھا ہے برق نے کہا حضرت خضر کا مشکیزہ اور کلیچہ آپکے پاس ہے وہ کیون نہین نکالتے آپ بھی کھائیے ہمین بھی کھلوائیے عمرو نے کہا وہ تو مجھسے چھین لینگے بزرگان دین کسی کا پاس کرتے ہین اور اگر ہوتا بھی تو مین نہ دیتا اُسمین حکم ہے جب آدمی چالیس روز بھوکا پیاسا رہے تب اُس کلیچے کو کھائے مشکیزے کا پانی پیے برق نے کہا اُستاد خدا سے ڈریے چالیس دن مین آدمی زندہ کاہیکو رہے گا عمرو نے کہا ہماری پاپوش جانے چاہے کوئی مرے چاہے کوئی جیے لیجیے آپ دونون کے حال پر رحم کرتا ہون ایک سوکھی روٹی خمیری پڑی ہوئی ہے تو آدھی آدھی بانٹ لو برق نے کہا اُستاد ہم دونون جوان ہین آدھی روٹی مین کیا ہوگا ڈاڑھ بھی تو گرم نہوگی عمرو نے آدھی آدھی دونون کے آگے پھینک دی کہا چاہو کھاؤ چاہو مرو یہ کہکر اُسی صحراے ریگستان مین خواجہ ایک جانب چلے ضرغام نے کہا اے برادر برق قبلہ و کعبہ نے تو چشم مروت پر ٹھیکری رکھلی نگاہ پھیری اب اپنے مسبب الاسباب

ہو یا دگر جستجو مین مصروف ہو مگر نہین معلوم یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہو ساتھ رہنا مناسب نہین نام ہمارے اور تمھارے مشہور ہین کل ساحران طلسم ہوشربا پہچانتے ہین اگر ایک گرفتار ہو دوسرا محفوظ رہے برق کو یہ رائے پسند آئی کہا ہان بھائی سچ کہتے ہو یہ صلاح کرکے دونون الگ الگ چلے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری نے غصے مین یہ کام کیا برق و ضرغام کو اپنے پاس سے نکال دیا اُسی صحرائے پرہول مین ایک مقام پر جاکے ٹھہرے سوزش و حرارت دمبدم صحرا کی بڑھتی جاتی ہے طبیعت تسکین نہین پاتی ہے اب سوچے کہ اے عمرو یہ تمنے کیا حرکت کی ایسے عیار خنجر گزار طرار فرار مکار غدار مصیبت جھیلنے والے جان پر کھیلنے والے اگر ساتھ رہتے قوت بازو و زینت پہلو خیرخواہ جان نثار ہر طرح کا مطلب نکلتا غصے کا کام خراب ہے ترقی پر اضطراب ہے لاحول پڑھکر رونے لگے پھر جو کچھ خیال آیا پکارتے ہوئے دوڑے بیٹا برق و ضرغام کہان گئے آؤ میرے پاس چلے آؤ ملول نہو وہ دور نکل جاچکے تھے اگر سُنا بھی تساہل کیا اب خواجہ زیادہ بدحواس ہوے اپنی حرکت پر نفرین کرتے ہین آخر مجبور و ناچار مضطر و بیقرار اپنی حرکت ناشایستہ پر منفعل ایک جانب روانہ ہوے تھوڑی دور راستہ طے کرکے اُسی صحرائے بے آب و گیاہ مین ایک مقام پر عمرو ٹھہرا تین شبانہ روز عمرو کو گذرے ابھی تک کوئی ساحر و غیر ساحر عمرو کو نہین ملا اس وجہ سے زیادہ انتشار ہے دل سے کہتا ہے کہ اے عمرو کاش کے کسی راہگیر سے ملاقات ہو اتنا تو دریافت کرون کہ یہ کیا مقام ہے اس بیابان آتش خوار کا کیا نام ہے اب تو جو بیتی پڑے جھیلنا چاہیے مگر برق و ضرغام کا جدا کرنا بڑی حماقت ہوئی وہ اگر ساتھ ہوتے خبر لاتے اُن کمبختون سے صلاح کرتے اب وہ بیچارے بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مر جائینگے ای عمرو عقل پر بھی زوال ہوا اب فرزند و شاگرد کے واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے اس غربت مین اُنپر کیا گذرے گی اس سوچ مین خواجہ کھڑے تھے کہ دور سے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گھبرایا ہوا چلا آتا ہے مگر بدحواس مثل صید خائف چوکنا ہر ایک جانب گھبرا کر دیکھتا ہوا صاف ظاہر ہے کہ پانی کی جستجو اُس بے آبرو کو ہے وہ ساحر قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے آواز دی ابے او ساحر کہان جاتا ہے ادھر آ ہمین کچھ تجھسے پوچھنا ہے وہ قریب آیا کہا بھائی صاحب آپ کیا شیرین زبان ہین ابے تبے کیسی کسی مرد آدمی کو یونہین پکارتے ہین عمرو نے کہا ہماری یہی زبان ہے تیرے باوا کا اجارہ ہے ہم سے باتین نہ بنا جلد بتلا یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے کون یہان کا حاکم ہے کون یہان ناظم ہے اُس نے کہا صاحب ذرا زبان سنبھالیے بیہودہ کلمے منھ سے نہ نکالیے اس سرزمین کو سرحد سیمابیہ کہتے ہین ہمارے حاکم کا سیماب جادو نام ہے شہنشاہ افراسیاب کا قوت بازو و ساحر خوش رو نیک خو لوح طلسم ہوش ربا کا حاکم اس ملک کا ناظم آپ کون صاحب ہین کیا کسی بڑے بادشاہ کے مصاحب ہین جو چبا چبا کر باتین کرتے ہین دم یکتائی کا بھرتے ہین

عمرو کو دل لگی سوجھی کہا کیون جی تم مجھکو دیکھ رہی ہو میرا چہرہ کیسا ہے قد و قامت کتنا بڑا ہے اسنے کہا صاحب آدمی معلوم ہوتے ہو عمرو نے کہا اوناری تو نے مجھکو نگاہ بھر کے دیکھا جلکے خاک کیون نہوا بد دولت کا نام قہر و غضب سامری ہو رگ رگ مین آگ بھری ہے مگر دیکھ اب تجھکو جلاتا ہون اوجہنمی تجھکو خاک مین ملاتا ہون یہ کہکر آنکھین نکالین سرخاب جادو گھبرا کر بھاگا عمرو پکارتا ہوا پیچھے دوڑا ابے او سرخاب ٹھہر جا ایک بات سن تجھکو آدھا جلاؤنگا نصف ٹھنڈا رہیگا سرخاب جادو پر پرواز جدا کرکے اڑ گیا نظرون سے مخفی ہوا عمرو نے پھر اپنے فعل پر نفرین کی دل سے کہتا ہے کہ اے عمرو تجھکو کیا ہو گیا ہے عقل پر بالکل پتھر پڑے عیاری مکاری سب بھول گئے اتنا بڑا نشان پایا مناسب تھا اس کو گرفتار کرتے اسکی صورت بن کے باغ سیماب مین جاتے افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا غضب ہوا مین بالکل بیوقوف ہو گیا عمرو دل سے باتین کرتا ہوا پلٹا مگر حال اس سرحد کا سماعت فرمایئے سرخاب جادو جو عمرو سے خائف ہو کر بھاگا باغ سیماب مین آیا واضح ہو کہ سیماب باغ سیماب کا حاکم ہے وسط باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت تکلف سے آراستہ اسپر سات گلدستے جسمین گلہاے عجائب و غرائب پتیان سرسبز نہایت نیرنگ سازی گلگون طرازی سے درست کرکے رکھے ہین ان گلدستون پر افراسیاب خانہ خراب نے ایک ابر سیمابی درست کیا ہے تاثیر اسکی یہ ہے کہ **افراسیاب** نے **سیماب جادو** سے کہدیا ہے کہ جب **عمرو** مع **اسد غازی** سرحد باغ سیماب مین پہونچے گا ابر کو جنبش ہوگی اور جب خاص اندر باغ کے وہ باغی داخل ہو جائیگا ابر سیمابی رنگ تازہ دکھائیگا یعنی چیخ ماریگا یہ علامت قرار پا چکی ہے **سیماب جادو** بارہ دری مین بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ باغیون نے بہت سر اٹھایا ہے طلسم کشا کو رہا کر لیا **سیماب** اپنے رفقا کو جواب دیتا ہے رہا ہونا **اسد** کا بیکار ہے لوح نہین دستیاب ہو سکتی کون مرحلہ **غافل و ہوشیار** فتح کرے گا **باغ باغبان** سے کیونکر گذریگا دیوانہ سڑی بنکر سر ٹکرائیگا بو سے پھولون کی مست ہو جائیگا اگر **باغبان قدرت** نے اپنے باغ کو خود مٹایا گنبد بے نور مین داخلہ مشکل ہے کون ایسا مرد کامل ہے اگر ایسا بھی ہوا صحراے سیاہ مین گرمی سے مر جائیگا تشنگی نہ بجھ سکیگا بعض کہتے ہین حضور **عمرو** بڑا عیار ہے نہایت مکار و غدار ہے شہنشاہ عیاران قاتل ساحران لقب ہے بڑا بدمذہب ہے ملکہ مخمور صاحب مسلمان ہو چکی ہین اس مقام کی رازدار ہین بڑی ہوشیار ہین ملکہ بہار جادو بھی ایک قدرت دکھا چکین سیر گلشن اسلام مین مصروف ہین انکی ذات پر بڑے بڑے کام موقوف ہین **باغبان قدرت** قوت بازوے افراسیاب بھی شریک ہوا بی بہار و باغبان کا ساتھ ٹھیک ہوا افراسیاب غافل ہے ان تینون کے قتل واجب لازم تھے سیماب نے کہا افراسیاب

بڑا ساحر نامی شہنشاہ گرامی ہے جسدن چاہے گا لڑائی فتح کریگا لاکھون سے میدان بھر دیگا اپنی اپنی عقل کے موافق ہر ایک کا کلام ہے سیماب نے کہا یار وہم تک نہین کوئی آسکتا اور مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا باغبان و مخمور و بہار کیا چیز ہین افراسیاب کو عزیز ہین مین گلشن بہار کا گلچین نہین ہون کہ ہین انکی صورت زیبا دیکھکر اشعار رنگین پڑھون میان باغبان کا پاس کرون بی مخمور کی نشیلی آنکھین دیکھکر مست ہو جاؤن محبت سے نگاہ ملاؤن اگر آنکھ غضب کی ڈالون بی مخمور کی آنکھین پتھرا جائین نرگس شہلاے باغ سے آنکھ ملانا بھول جائین یہ کلام حسرت انجام درپیش مصاحبان سیماب کو پس و پیش کہ سرخاب گھبرایا ہوا آیا پسینے پسینے کانپتا ہوا ہانپتا ہوا سامنے سیماب کے گر پڑا سیماب نے پوچھا خیر تو ہے سرخاب جادو کی زبان بند دل دردمند منھ سے بات نہین نکلتی حضور حضور کہتا ہے کبھی اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہے سیماب جادو نے اٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا برادر ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو بیان تو کر دیکھا کوئی بلاے تازہ نازل ہوئی سرخاب نے گھبراکر کہا پہلے تھوڑا پانی پلائیے غلام کی آبرو بچائیے آبدار نے لاکر جام آب دیا سرخاب نے جب پانی پیا ہوش و حواس درست ہوے کہا اے شہنشاہ آپ کا نام سیماب ہے غلام حضور کے واسطے بہت بیتاب ہے شعلہ آتش قہر سامری کا اس حوالی باغ مین آگیا مین تو بچا مگر حضور بے سبب مین اٹھ جائینگے ہم لوگ کیا کچھ پا لینگے مسلمان آپکا کشتہ بنائینگے حضور ہمارے نزدیک کیمیا ہو جائینگے یہ قہر سامری بڑا منحوس ہے جنگل مین بوٹیان میان ڈھونڈھتا پھرتا ہے کانٹون مین الجھکر نہین گرتا ہے جلدی تدبیر کیجیے سیماب جادو یہ حال حسرت آل سنکر تڑپ گیا کہا اے سرخاب مین اس پہیلی کو اچھی طرح نہین سمجھا ہوش مین آ با تفصیل سمجھا کہا حضور غلام راہ مین آتا تھا قہر سامری سے ملاقات ہوئی انھون نے فرمایا مین شعلہ آتش قہر سامری ہون تو نے مجھپر نگاہ ڈالی کیون نہ جل گیا حضور یہ گرمی سنکر مین بھاگا وہ پکارتا ہوا میرے پیچھے دوڑا حضور سحر نے آبرو بچائی پر پرواز پیدا کرکے اڑا بمشکل یہانتک پہونچا سیماب جادو ہنسا کہا اے سرخاب کیسا قہر سامری کسے جلائینگے کیسی افسونگری بالکل مہمل باتین کرتا ہے تجھکو کوئی جادوگر ملا تھا تیرا آشنا سا یا غیر آشنا سا تھا کہا حضور آدمی بھی عجیب الخلقت مہیب صورت مین نے کبھی اس وضع کا آدمی نہین دیکھا مصور خیال تصویر نہین کھینچ سکتا مانی و بہزاد ہوتے تو آہ کھینچتے ہاتھ بصد اکراہ کھینچتے سیماب یہ حال مصیبت آل سنکر متردد و متوحش ہوا بارہ دری سے باہر نکل آیا سیماب کے دل پر غم و الم چھایا طرف ابر سیاہی کے دیکھا ابر مین جنبش ہے کہا لو یارو غضب ہوا عمرو عیار مع اسد نامدار حوالی باغ سیماب مین آگیا اے سرخاب جلد جا جس شخص کو تو نے دیکھا تھا اسکو پکڑ لا خبردار تامل نہ کرنا وہ ساحر نہین ہے ہرگز نہ ڈرنا اگر اسکو گرفتار کرکے لاویگا نہال ہو جائیگا سرخاب جھپٹا ہوا ہوا مین اڑکر چلا جانب دشت غول بیابانی دوڑنے لگا دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ وہی ساحر پھر آیا یہ سوچتے ہوے کہین جاکر چھپے

مگر سرخاب بیقرار رہتا ہے انعام و اکرام کی خواہش عمرو کے ملنے کی کاہش ہر سمت جاتا ہے یکایک جنگل کو دوڑاتا ہے ہوائے گرم چل رہی ہے بونڈے گرد کے چار جانب سنسان اُس ویرانے میں دیکھا ایک سیٹھنی برہنی تھالی ہاتھ میں اُسمیں کچھ پھول گرم گرم موہن بھوگ ایک گلابی شراب کی گوری گوری صورت نشیلی آنکھڑیاں اٹھکیلی کی چال زیور سے زینت جسم دوڑی ہوئی جاتی ہے سرخاب چال ڈھال دیکھکر گرا کلیجے پر خنجر چل گیا پکارتا ہوا دوڑا کہ جانے والی ذرا ٹھہر جا اس دھوپ میں کہاں جاتی ہے خفاگری کی اُٹھاتی ہے اس نے پھر کر دیکھا ہنسکر کہا کیوں رے کیا تو کوئی قزاق ہے جو عورت کو اکیلا پاکر راہ میں گھیرتا ہے تجھے کیا بتائیں کہاں جاتے ہیں ہمارا سیٹھ بیمار ہے ٹھاکر کی پوجا کرنے جاتے ہیں سرخاب قریب آ گیا اب تو نگاہ دل پر کلیجے میں چھری مژگان کی گڑی بھولی بھولی باتیں محبت کی گھاتیں یاد ابروے خمدار خنجر خونخوار خود جلاد سرخاب نے کلیجہ تھام لیا بدحواس ہوکر سامری کا نام لیا نشۂ محبت سے لڑکھڑایا بمشکل اپنے کو سنبھالا گڑگڑانے لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا مجھے بھی جی دیا کیجیے ذرا دیر کو ٹھہر جائیے میں تمہارے سیٹھ کے لیے دوا بتاؤں تمہارا بھی علاج کروں مسکرا کر اُس نے جواب دیا کچھ دیوانہ ہوا ہے کیا تو کوئی بڑا بید ہے یا حکیم ہے ہم کاہیکو ٹھہریں کیا ہمارا جان پہچان قدیم ہے مہاجنوں میں بدنام ہو جائینگے ساکھ جاتی رہیگی ہمارے سیٹھ کی ہنڈوی بیٹھیگی سرخاب نے کہا میں بھی کھاتہ دیکھ لونگا درکٹی کا سود لگا دونگا دوا بتا دوں سن لو پھر چلی جاؤ سیٹھنی درۂ کوہ میں بیٹھ گئی کہا بتلا کیا کہتا ہے کونسی دوا بتلاتا ہے سرخاب نے کہا یہ بوتل میں کیا ہے اُس نے کہا ٹھاکر جی کے بھوگ لگانیکی شراب ہے کہا پرشاد ہمیں بھی دو اُس نے بوتل آگے بڑھا دی کہا لے یہ پرشاد ہے مگر تیری جان کو جلاد ہے اور بھر بڑے جو گھونٹ اُسمیں زہر ملا ہے سمجھ کے پینا کلیجہ کٹ جائیگا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا سرخاب بیقرار ہے اس دھمکانے ڈرانے کو کب مانتا ہے بوتل اُٹھا کر منھ سے لگالی پیتے ہی گھبرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آ گیا اُف اُف کہتا ہوا اُٹھا کبھی پوچھتا ہے اس شراب میں کیا ملا تھا اُس نے کہا جو میں نے کہا وہی تھا زہر قاتل سودۂ الماس کف مار سب کچھ اُسمیں ملا تھا نالائق تو کیوں پی گیا ہمیں نہیں پہچانتا وہی قہر سامری بات بات میں افسونگری قاتل ساحران سرگروہ کفران ماہ آسمان وقار خواجہ عمرو عیار سرخاب ہائے کہکے دوڑا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا عمرو نے بتعجیل سرخاب کو اپنی صورت بنایا آپ اسکی صورت بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگایا طرف باغ سیماب کے چلے

یہاں سیماب جادو نے ورق سامری میں دیکھا بیقرار ہوکر کہا اے عقاب جادو جلدی جا عمرو نے تیرے بھائی کو پکڑ لیا جلد جاکر عمرو کو مار عقاب چلا صحرا میں آکر ڈھونڈھنے لگا دور سے دیکھا سرخاب پشتارہ بدوش آتا ہے پکار کر پوچھا بھائی خیر تو ہے عمرو نے جواب دیا بھائی یہ ساربان زادے کو پکڑ لایا بڑا فعلیا ہے خوب تلوار چلی ساحر بھی ہے بڑے بڑے ظالم نے سحر کیے مگر میں آپکا تعلیم کردہ ہوں ہٹے زور و شور سے گرفتار کیا لو بھائی

اسکو قتل کر دو سر کاٹ کے سیماب جادو کے پاس لیچلو انعام و اکرام دے گا جاگیر لینگے تعلقدار بنکے بیٹھینگے عقاب خوشی خوشی قریب آیا عمرو نے سامنے اسکے سرخاب کو بشکل عمرو عیار بٹھا دیا کہا بھائی تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو دم جلتے ہو میرا خون بہت ہلکا ہے کسی کی فصد کھلتی ہے تو مجکو غش آجاتا ہے عقاب جادو تیغہ کھینچکر دوڑا سرخاب کے گلے مین گیند پھنسا ہوا ہے غین غین کرتا ہے اشارون سے یہ مطلب ہے کہ مین تیرا بھائی ہون خبردار قتل نہ کرنا عمرو نے کہا دیکھو بھائی یہ مکار کیا اشارے کرتا ہے جلد ہاتھ لگاؤ ایسا نہو کوئی اسکا مددگار آجاے پھر قتل کرنا دشوار ہو میری محنت بیکار ہو عقاب جادو نے ہاتھ تلوار کا مارا سرخاب جادو کا سر کٹ کے گرا آواز آئی کشتی مرا نام مین سرخاب جادو ہو عقاب نے کہا بھائی یہ کیا ہوا عمرو تو بشکل سرخاب انکے پہلو مین کھڑے تھے پیٹ کے خنجر مارا کہا دیکھو یہ ہوا ستم مہر سپہر عیاری عقاب کا بھی طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر اڑ گیا وہان سیماب نے اوراق سامری مین دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا او یارو عقاب نے سرخاب کو مارا عقاب کو عمرو نے قتل کیا کہا لینا جانے نہ پائے کئی ساحران غدار چلے یہان عمرو دونون کے کپڑے اتار رہا ہے کہ سامنے آکر ساحرون نے آواز دی کہ او مکار کیا کرتا ہے ہم آپہنچے عمرو نے پلٹ کر دیکھا ساحر قریب آ چکے ہین سحر کیا چاہتے ہین عمرو نے حقہ آتشبازی مارا کسیکا ہاتھ جلا کسیکا منھ پھکا کئی ناری فی النار جہنم ہوے دس پانچ انمین کم ہوے انکے غول مین سے عمرو جست کر کے بھاگا ساحرون نے پیچھا کیا جب وہ قریب آجاتے ہین عمرو نعرہ کر کے جا پڑتا ہے ساحرون سے بھاری لڑتا ہے کسی کو حلقہ کمند مارا کسی پر حباب بیہوشی لگایا ساحر کے منھ پر پڑا وہ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے خنجر مارا کسی کو تلوار سے کسی کو تیر سے کسی کو قتل فطرت و تدبیر سے نہنگانہ رستمانہ لڑتا ہوا صحرا مین جاتا ہے ساحر پیچھا نہین چھوڑتے مگر عمرو اس تیزی سے لڑ رہا ہے کہ ساحرون کو ہونٹھ ہلانا دشوار ہوا ساحر نے منھ کھولا چاہا سحر پڑھون عمرو نے پرناش کے دانے مارون خواجہ نے بتعجیل تمام تیر کیفے مین رکھکر مارا حلق مین پہنچا گدی کو توڑ کے پار گذرا ساحر گرا اندھیرا ہوا عمرو پھر بھاگا جب کئی ساحر مارے گئے دس بیس جو باقی رہے وہ بھاگے عمرو تو دور نکل گیا گلیم اوڑھکر غائب ہوا مگر وہ ساحر سر پیٹتے خاک اڑاتے سامنے سیماب جادو کے آئے کہا اے شہنشاہ کون گدھا کہتا ہے کہ عمرو ساحر نہین ہے علم افسونگری سے ماہر نہین ہے بہت بڑا جادوگر ہے صاحب فضل و ہنر ہے دم لینا مشکل کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا پھر سحر کر کے غائب ہو گیا اسکو ڈھونڈھین کہان تلاش کرین اب سیماب کے ہوش و حواس باختہ ہوے ابر سیاہی کی جنبش مین ترقی ہے زیادہ گلدستہ بھی شگفتہ ہین جیسے آمد بہار مین پھول کھلتے ہین طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہین صفت باغبان قضا و قدر مین بولا چاہتے ہین سبز پتیون پر زمردی کا عالم شاخین دست تمنا رنگ و بو مین بھی ترقی ہے قریب گلدستون کے ہواے سرد چل رہی ہے سیماب جادو نے کہا یارو وہ باغی سرحد باغ سیماب مین موجود ہے بدولت جاکر سامنے ابر سیاہی کے جلوہ فرما ہوتے ہین ابر پر نگاہ رہے در [illegible] باغ کا بند کر دو آمد و رفت

موقوف ہو کوئی پکارے خبردار در دروازہ باغ کا نہ کھولنا آج باغ میں انقلاب ہے دیکھو تو سنبل کو پیچ و تاب ہے نرگس کی آنکھیں پتھرائی ہیں سوسن خاموش دریائے حیرت کا جوش سب شجر نخل ماتم ہو رہے ہیں تیغ خنجر بران نہیں مثل آئینہ حیران جابجا خاک اڑ رہی ہے باغ سنسان معلوم ہوتا ہے قلب پر ہجوم غم و الم ہے خوف سے لبوں پر دم ہے دیکھیے خداوند تعالٰی کیا تقدیر کرتے ہیں یہ خداوند جاگتی جوت کا جبدن سے حوالی طلسم ہوشربا میں آیا ہر روز نیا انقلاب ہے ہزاروں دوست دشمن ہوئے راہبر رہزن ہوئے طلسم کشا کارہا ہوتا گنبد نور سے چھوٹنا مقام تعجب ہے ایسے مقام محفوظ پر جب ساربان زادہ پہونچ گیا تو یہاں آنا کیا مشکل ہے نہیں معلوم کون کون سی ہیں ہمراہ کتنے ساحر ہیں باغبان نگھرام مخمور دشمن جان بی بہار رازدار بھی سب ساتھ آئی ہونگی ساربان زادے کو ہمراہ لائی ہونگی انکی سحر و ساحری افسونگری چستی و چالاکی ساربان زادے کی بیباکی سب طرح کے سامان مسلمانوں کو مہیا ہو گئے ہمارے افراسیاب صاحب عیش و عشرت میں مصروف ہیں وزرا امرا انکے سب بیوقوف ہیں آجتک کوئی تدبیر نہ ہوئی ہمکو بھی اطلاع نہ کی دو کلمے لکھنا محال تھا کیا بڑا کمال تھا اپنے بادۂ غرور میں مست ہیں آٹھ پہر شہزادی کی طلب میں مصروف ہیں صدہا شاہزادیاں واسطے خدمتگذاری کے ہر مقام پر حاضر ہیں آٹھ پہر انکے جمال کی ناظر ہیں زمان سلطنت لاچین میں بڑے بڑے کام کیے سلطنت کو اپنے مالک کی شادیا کیا خوب نام کیا سلطنت لیتے ہی آپے باہر ہوئے اب غفلت کے انجام ظاہر ہوئے سرکوب آ پہونچا عمر طلسم تمام ہوئی افراسیاب وہ شخص ہے اب بھی اگر سنبھل جائے ہوش میں آئے تمام ساحران عالم ایک طرف ہوں یہ اکیلا تمام دنیا کو درہم و برہم کرے خیر اب ہم خود انتظام کرتے ہیں اس باغ میں وہ نیرنگ باز عیار شعبدہ ساز کیونکر آتا ہے جاؤ دروازہ بند کرو بندوبست کرو اب جبتک ہم نہ حکم دیں دروازہ نہ کھلے ملازموں نے دروازے کا انتظام کیا سیماب جادو اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے ابر کے کرسی پر بیٹھا گرداگرد ہزارہا ساحران مکار غدار حربہائے سحر لیے ہوئے آمادہ حرب و پیکار اب احوال خواجہ عمرو کا تحریر ہوتا ہے کہ ساحران فرستادہ سیماب جادو سے لڑ بھڑ کر ایک جانب نکل گئے ایک درۂ کوہ میں جا کر ٹھہرے اپنی حماقت پر نفرین کر رہا ہے کہ ای عمرو تمام عمر عیاری کی مگر خاک کچھ نہ آیا ناحق کو سر خاقب عقاب کو مار کر اپنی جان پر آفت لی اب رسائی باغ سیماب میں ناممکن اسی صحرا میں پھڑک کر مر نکلنا بھی اس سرحد سے دشوار ہے عمرو اس سوچ میں کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر اڑا ہوا اسی جانب چلا آتا ہے عمرو ساحر کو دیکھ کر گوشے میں آیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ساحر مہیب کی صورت بنا وہ ساحر جستجوئے آب میں اسی مقام پر آیا طرف چشمے کے چلا چاہتا تھا کہ پانی پیے عمرو نے آواز دی او بدخو بے آبرو ناہنجار بدکردار پانی سے لب تر نہ کرنا آبرو نہ کھونا اپنے کو چاہ ضلالت میں نہ ڈبونا اس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا بھائی صاحب آپ تو بڑے بدزبان ہیں زبان سنبھالیے اپنے ہوش میں آئیے کلمات بیہودہ نہ فرمایئے عمرو نے کہا زبان کے ساتھ اب جوتا سنبھالیگے تو نے کیا سمجھ کے پانی کی چاہ کی ارے تو کون ہے تیرا کیا نام ہے کہاں سے آتا ہے کہاں

جاتا ہو کیا کسی کا نامہ دار ہے یا چور اُچکا مکار ہے ہم خاص طرف سے سامری جمشید کے اس مقام پر مقرر ہین بندگان سامری کی جان بچاتے ہین بھائی اب صاف صاف مضمون تمکو بتاتے ہین اس چشمے مین اگر اژدہا پانی پیتا ہو یہ پانی نہین کف مار ہے ہر ایک موجہ اسکا تیغۂ آبدار ہے حباب اسکے بس کی گانٹھ ہین گرداب آب محیط بلا نام اسکا چشمۂ فنا خفا ہو اسواسطے ایسے کلمات ناشائستہ کہے کہ جسمین تمکو غصہ آئے پانی نہ پیو اب ہم تمکو پانی پلائینگے ٹھنڈک مین ہتھلینگے اُس ساحر نے خواجہ کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان یہ گالیان مصری کی ڈلیان ہین اگر یہ پانی پیتا ہڈیان تک پانی ہو کے بہ جاتین ای برادر اب میرا حال سنو مین قاصد ہون خداوند داود کا احمر جادو میرا نام ہے خداوند کو اپنی کرامت سے معلوم ہوا کہ ساربان زادہ حوالی باغ سیماب مین آگیا ہے پس نامہ ہمکو دیا کہ جاکر سیماب جادو کو دینا کہ آگاہ ہو جائے عمرو باغ مین نہ آنے پائے عمرو نے سنکر کہا بھائی تمنے بڑا کمال کیا اب ہم تمھارے حال سے ماہر ہوئے پانی پیو کھانا کھاؤ یہ کہکر ایک جانب دوڑے چھاگل مین پانی چھلکاتے ہوئے لائے دو ڈلیان برفی کی جیب سے نکالین کہا لو بھائی نوش بھی کرو پانی بھی پیو خالی پیٹ مین پانی پینا مناسب نہین ہے کلیجے مین پانی مثل تیر کے لگتا ہے آدمی دھوکا کھاتا ہے ساحر نے خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا برفی کھائی عمرو نے ہنسکر کہا لو بھائی تمھاری موت آئی اُس نے ہنسکر پانی بھی پیا کہا آپکے مزاج مین بڑی ظرافت ہے پانی پیتے ہی گھبرا کر اُٹھا کہا بھائی اس پانی مین کیا شریک تھا عمرو نے کہا سم قاتل تھا ہم تو پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ تمکو موت لیکر آئی ہے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے قتل نہ کیا کہ شاید جسکا نامہ دار ہے اُسکو ظاہر ہو جائے پٹی بیہوشی کی دماغ پر اُسکے چڑھا دی نامہ اُسکی جھولی سے لیا اُسکی شکل بنکر تیار ہو کر طرف باغ سیماب کے چلے

پہونچنا خواجہ عمرو کا باغ سیماب مین اور لڑنا اسد غازی کا اور جنگ مغلوبہ ہونا ساحرون سے

ساقی نامہ مصنف

اے ساقی گلرخ و گل اندام
ساغر وہ پلا کہ مست کر دے
ہون تنگ تری رکھائیون سی
منہ شیشۂ مے کا کھول ساقی
دیدے کہین کم ہو یا سوا ہے
جیسی مین چاہتا ہون ویسی
نوشین جان بخش روح پرور
خوشبو مین گلاب رنگ مین خون

دے پھول کا آج پھر کوئی جام
بے قلقل و شیشہ اپنا ہو قل
دم ناک مین ہو جمائیون سی
یونہین الکل سے جام بھر دے
پیمانے کی احتیاج کیا ہے
رنگین خوشبو کہن مزیدار
بیغش روشن صفا مقطر
آئینہ مثال پاک شفاف

ہان زور خمار پست کر دے
اب نشے کا ہے اُتار بالکل
بیتاب ہون کچھ تو بول ساقی
کانٹے مین نظر کے تول کر دے
ہر بار نہ پوچھ یہ کہ ساقی
شیرین سرخوش ہو تند گلنار
روح افزا و نیم رس شفق گون
قلب صوفی کی طرح سے صاف

دیدے کہ یہ روز وقت ہے سعد
مانگی ہے پھر آج سال بھر بعد
سن گر تجھے اعتبار آئے
لے اور بھی بادہ خوار آئے
مدہوش خبر بھی کچھ ہے گھر کی
زنجیر ہلا رہے ہین در کی
لڑتے ہین یہ چیخین مارتے ہین
چپکے چپکے پکارتے ہین
عادت انکی بھلا یہ تھی کب
شاید کہ پھنسا کوئی مہذب
زاہد پہ نہ آفت آگئی ہو
واعظ کی نہ شامت آگئی ہو
ملا کو بُلا نہ لائے ہون یہ
قاضی کو لگا نہ لائے ہون یہ
ہان خوب یہ بات یاد آئی
اگلون سے جو ہے سُنی سُنائی
ان مفتیون کا یہ مسئلہ ہے
مے مفت کی ہو اگر روا ہے
مے لیتے ہین قرض دوام لیکے
دینا انکو تو دام دے کے
آفت کے ہین بادہ خوار تیرے
ہین ظلم کے میگسار تیرے
باتین جو کرین تو دل لبھائین
چپکے بیٹھین تو قہر ڈھائین
گویا خاموش دونون آفت
بیہوشی و ہوش دونون آفت
غصہ انکا ستم بلا ہے
شعلے ہین مزاج آگ کا ہے
آنکھون مین زبان سر مین آتش
پتھر کی طرح جگر مین آتش

دیگر
ساقی دریا دلی عیان کر
کشتی مے ناب کی روان کر
بجلی کی چمک شراب بھی کھلائے
صافی صفت سحاب دکھلائے
ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق
قلقل کی صدا ہو خندہ برق
بادل کی گرج سنائین میخوار
واعظ پہ ہون چھینٹون کی بوچھار
ہو جوش پہ بحر ساغر مُل
کشتی شراب کا بندھے پُل
کیفیت سحرا باغ دکھلائے
نشہ مجھے سبز باغ دکھلائے
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو
مٹکے کو کدو سے ہمسری ہو
طوطی مرغ کباب بنجائے
طاؤس بط شراب بنجائے
صہبا مین قمر کی روشنی ہو
صافی شراب چاندنی ہو
مہتاب منیر جام بنجائے
پیمانہ مہ تمام بنجائے
ہو دور جو آب آتشین کا
ساغر بنے چاند چودھوین کا

شعر
جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان
وہ لکھتے ہین سطرح یہ داستان

نہنگ بحر عیاری نامور نامدار صاحب جاہ و وقار افسر سرہنگان باجگیر اقلیم مکاری کشندۂ ساحران جہان قوت بازوے صاحبقران نامی و نامدار خواجہ عمرو عیار بشکل نامہ دار خداوند داؤد طرف باغ سیماب کے روانہ ہوئے فنطورۂ اژدری پتابہ سقرلاطی سے آراستہ جست و خیز کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم کہ اب تو ایسے معزز و مکرم کی شکل بنکر جاتا ہون کہ سیماب تڑپ جائیگا بخواہش تمام اندر باغ کے بلائیگا انشاءاللہ باغ مین رنگ جمائین گے اسد غازی کو گلدستہ ہاے فتح تک پہونچائینگے آج ضرور فتح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی نہین معلوم کہ در باغ بند ہے پہلے آنے سے وہ واقف ہوچکا ہے انتظام کر رہا ہے حقیقت مین اُس ابر سیاہی کی یہ کیفیت ہے جسقدر خواجہ قریب باغ سے ہوتے جاتے ہین قدم بڑھاتے ہین جنبش ابر ترقی پر ہے سیماب بیقرار

دمضطر ہی ساحرون کا جادو اسکے قریب بڑھتا جاتا ہی کہتا ہے دیکھو یارو وہ ظالم اسی جانب آتا ہی کیا سوچا ہے بڑا حوصلہ کر
مگر قضا دامنگیر ہے بڑا عیار با تدبیر ہی یہ بیان کر رہا ہے سننے والے کانون پر ہاتھ رکھتے ہین حضور طائر وہم و خیال کے پر جلتے ہین اس
صحراے آتش خیز کے ذکر سے زبان پر شعلے نکلتے ہین کیونکر اس صحرا مین بسر کی کیونکر شب ہوئی کیونکر سحر کی صاحبو طلسم کشا
بڑا صاحب اقبال ہی روشن ہی کہ اوج پر اسکا نیر اجلال ہی ایسے شدید سحر رہا ہونا عرصہ دراز تک زندہ رہنا جفاے قید شدید
سہنا اسی شیر کا کام ہی بڑا صاحب جرأت و لیاقت ہی وقائع مین تحریر ہی مورخین کی صاف صاف تقریر ہی کہ آٹھ برس کے
سن مین اس نہنگ بحر جلالت نے خروج کیا اولان اول دربند ہوشنگیہ پر پہونچا اسی کمسنی مین اٹھارہ امیرزادے
ساتھ تھے ہوشنگ شاہ کو زیر کر لیا اس دربند پر قبضہ ہوا لقا کے صدہا گانون لوٹ لیے زیندار نام سے اس جوان
تھراتے تھے جس مقام پر یہ فروکش ہوتا تھا نذرانہ لیکر آتے تھے لشکر خداوند لقا بیحد و بے انتہا مثل مور و ملخ کے ساتھ
اس کمسنی مین خالوے قدرت خداوند سے لڑا بھرملا بڑا معرکہ پڑا جس فوج پر بدیع الزمان اور قاسم جانے تھے
اس سے یہ آنکھ ملاتے تھے دس ہزار انھون نے مارے دو ہزار اسنے بھی قتل کیے دس برس لشکر خداوند سے یہ
جوان لڑا فیطولات پر قید بھی ہوا وہان سے بھی رہائی پائی سند جرأت ہاتھ آئی اب ہوشربا مین قدم رکھا ہی دیکھیے
کیا ہوتا ہی باغ سیماب مین تو یہ ذکر ہی دروازہ بند ابر کو دمبدم جنبش **سیماب** اسباب سحر سے ہوشیار مگر خواجہ **عمرو**
بن امیہ ضمری نامدار بشکل قاصد خداوند داؤد راہ کو طے کرکے قریب باغ سیماب پہونچے دروازے پر آئے روزن
جھانک کر دیکھا باغ مین ہزارہا جادوگر پھر رہے ہین **عمرو** نے پکار کر آواز دی شہنشاہ **سیماب** سے خبر کرو کہ حکم جادو
شہر داؤد دیسے فرمان خداوند داؤد لیکر آیا ہی اندر طلب کرین فرمان پڑھکر جواب دین **عمرو** نے دیکھا ساحر سنتے ہوے
چلے جاتے ہین کوئی جواب بھی نہین دیتا جب **عمرو** بہت چیخا ایک ساحر نے بڑھکر کہا اے برادر اسوقت چلے جاؤ دروازہ
بند ہی شہنشاہ سیماب کا حکم نہین ہی **سیماب** خود ترپ رہے ہین یہان ساربان زادے کی آمد ہی اسواسطے بندوبست
کر رہے ہین اور وقت آنا کیون غل مچاتے ہو سر کھائے جاتے ہو خود بھی خداوند داؤد آئینگے تو دروازہ نہ
کھلے گا یہ کہکر وہ ساحر چلا گیا اب **عمرو** حیران ہوا کہ یہ بڑا غضب ہے ہماری آمد کا یہ انتظام ہین اپنی قدر نہین شہرہ مین
جابجا نام ہی شعر ذکر میرا مجھسے بہتر ہے کہ اس محفل مین ہی ورنہ تجھکو دیکھیے کینے کا کہ اس کے دل مین ہی **عمرو** ہر چند پکار رہا ہی ایک کو بلکا رہا ہی
کوئی قریب دروازے کے نہین آتا اب **عمرو** نے ڈرانا شروع کیا کہ یارو جاکر خداوند داؤد سے کہدون سب کو سنگ سیاہ کر دینگے شامت آجائیگی زمین
باغ سیماب جل جائیگی ایک نخل اژدہا بنکر سب کو کھا جائیگا ہر ایک شاخ مار سیاہ بنکر ڈسیگی پتے بچھو ہر سرو خرس بدخو شیر ژیان بنکے
پیدا ہونگے چیر پھاڑ کر سبکو پھینکدینگے لاکھ **عمرو** نے رنگ جمایا کسی باغی نے جواب نہ دیا اب **عمرو** حیران ہوا کہ مین کیا کرون
کیونکر اندر باغ کے جاؤن کہانتک غل مچاؤن کوئی بھی نہین سنتا جب عرصہ دراز گذرا **عمرو** نے دیکھا ایک باغبان بچہ
نوجوان سبزہ آغاز لال پگڑی سر پر دوہری مرزائی نین سکھ کی دھوتی زری کا جوتا گیندے کا ہار گلے مین چاندی کے موٹے

کرتے ہاتھ مین تھمن رہا ہے عمرو نے اُسکو تاکا پکارا کہ بھائی باغبان ہم خداوند داؤد کے پاس سے نامہ مع تحفہ جات لیکر آئے ہین ذرا دروازہ کھول دو اُسنے بھی یہی جواب دیا کہ میان کنجی قفل کی تو میرے پاس ہے مگر شہنشاہ کی ممانعت ہے باغ مین آنے کی کونسی صورت نہین ہے اسوقت چلے جاؤ کل آنا عمرو عیار بڑا قزاق ہے لٹیرا قاتل ساحران سردار مکاران اس سرحد مین آیا ہوا ہے دوسرے خارب عقاب کو مارا ایک سو ساحرون سے لڑا مہیج و مسلا نکل گیا اسواسطے دروازہ بند ہے کہ وہ باغ مین نہ گھس آئے سب کو لوٹ لے باغ کے ساحر مال اسباب چھپاتے پھرتے ہین بھائی میری بھی بھالی لٹیا چمن مین دفن کردی جو کچھ نقد ہے اپنی ٹینٹ مین رکھ لیا وقت بےوقت بھگدڑ پڑتے ٹکا پیسہ ہے رہے عمرو نے کہا بھائی دروازے کے قریب آؤ دروازہ نہ کھولو دو تین باتین کرکے چلے جاؤ باغبان بچہ قریب آیا عمرو نے کہا بھائی دروازہ کھولدو خداوند کا نامہ لیلو باغبان بچے نے کہا نہین صاحب ہماری نوکری جاتی رہیگی ہم دروازہ نہین کھولینگے یہ کہکر منھ پھیر کر چلا عمرو نے کہا بھائی جاؤ نہین نہ کھولو ایک بات اور سن لو وہ پھر پلٹا عمرو نے کہا ہم خداوند کے نامہ دار ہین اگر ہمین اندر آنے دوگے قدرت سے کہکر تمہین بادشاہ کرا دینگے ایک قصبہ دلوا دینگے عزت سے سلطنت کیا کرنا رنڈیان نوکر رکھنا سیکڑون خدمتگار مصاحب چوبدار رئیس و امیر و وزیر ہاتھ باندھے کھڑے رہینگے تاج جواہر کا تمہارے سر پر ہوگا تخت زبرجد ہی پر بیٹھو گے میان سیماب بھی تمہین سلام کرنے آئینگے ایسے ایسے بادشاہ تمہارے دربار مین بار نہ پائینگے مگر بھائی ہمکو وزیر کرنا روپیہ تحصیل کرینگے ہر وقت خزانے مین تمہارے دو چار کروڑ جمع رہینگے دیکھو بھائی روپیہ کو عزیز کرنا برادری والون سے نہ ملنا میان چودھری تمہارے جو حقہ پانی بند کرتے ہین دھڑ نیچے کی علت مین پکڑوا بلوانا اُسنے کہار کی جورو گھر مین بٹھائی ہے سب کا دھرم ناس کرتا ہے کہار کا حقہ پینے والون کا پاس کرتا ہے اب تو باغبان بچے نے ان باتون کو خوب گوش ہوش سے سنا جواب دیا بھائی تمہاری مہربانی وزیر کیا تمکو اپنا نائب بنائینگے چودھری حرامزادے کی ناک کٹوائینگے مگر دروازہ کھولنا مشکل ہے ہم شہنشاہ سیماب سے پوچھ آئین تم کھڑے رہو عمرو نے کہا ارے تو بڑا گدھا ہے ہماری بات تیری سمجھ مین نہین آتی دمبدم سیماب کا نام لیتا ہے پاجی کی کیا حقیقت ہے دو چنگاریان رکھدینگے اڑ جائیگا خیر ایک کام کر قفل کھولدو ہمین اندر نہ آنے دو جو مال خداوند نے بھیجا ہے وہ تو لیلو باغ مین لاکھون جادوگر ہین عمرو سے یہ خوف ہے ایسا نہو کہ راہ مین اس مال کو ہم سے چھین لے ہم تو اکیلے ہین اب باغبان بچہ قریب آیا کہا مال کیا ہے عمرو نے کہا کچھ اشرفیان کچھ جواہرات ہے اسکا لینا کیا بڑی بات ہے باغبان بچے نے کہا ہم دیکھین عمرو نے اشرفیان زرد زرد ہاتھ پر رکھکر دکھائین باغبان بچہ چمن زعفران زار کو دیکھکر ہنسا دل مین سوچا یہ لات و منات کی عنایت ہے مفت مین مال ملتا ہے اس عہدہ مین کون پوچھے گا بعد دو چار دن کے تحقیقات ہوگی پہچان بھی نہ سکیگا ایسا مال پاکے ہم نوکری کا ہیکو کرینگے گانون مین جا کر ٹھاکر بنجا کے وہان بیٹھ رہینگے یہ سوچکر کہا لاؤ جی مال اور نامہ بھی دیدو تم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ عمرو نے کہا

اچھا بھائی کھولو مال لیلو ہمپر سے بوجھ اُتر جائے مفلس کو کون پوچھے گا نقد جان تو بچ جائے گی باغبان نے جیب سے کنجی کھولی قفل کھولکر زمین پر رکھا زنجیر کھولا کے دروازے مین گھٹنا اڑا دیا درار سے ہاتھ باہر نکالا کہا لاؤ بھائی کہین تمھاری شکل آسان ہو سویرے سے اپنے گھر پہونچو جیسے ہی اُس نے ہاتھ نکالا چاندی کا کڑا ہاتھ مین تھا عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا عمرو نے خنجر نکالکر باغبان کا کھٹ سے ہاتھ کاٹ ڈالا باغبان نے ہائے کا نعرہ کیا چیختا ہوا بھاگا عمرو نے دھکا دیا دروازہ کھل گیا عمرو اندر آیا دیکھا باغبان بچے ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا روتا پیٹتا بھاگا جاتا ہے عمرو نے آواز دی لیے مال تو لیتا جا دوسرا کڑا مجھے دے دے تو جا کر کسی چمن مین بیہوش ہو کر گر پڑا عمرو جھپٹ کر ایک گوشے مین آیا اسد غازی کو زنبیل سے نکالا ناظرین پر واضح ہو کہ جلد اول مین رساس بن طہماس برائے مقابلہ لشکر مہرخ آیا تھا اُسکے پاس چادر جمشیدی تھی مہتر قران نے اُسکو قتل کیا تھا وہ چادر لیکر مہتر برق بھاگا تھا اُس چادر پر سحر تاثیر نہین کرتا عمرو نے وہ چادر زنبیل مین رکھ لی تھی اسوقت نکالی اسد غازی کو اُڑھائی سلاح جنگ بہ تجمل جسم پر اُس شیر بیشۂ جرأت کے آراستہ کیے کہا اے نور نظر بیٹے تمکو باغ سیماب مین لیکر آئے ہین لاکھون ساحرون سے مقابلہ ہے اب وقت جرأت ہو لڑ بھڑ کر اپنے کو گلدستہ اُس لوح تک پہونچاؤ اگر طلسم عالم نفض اپنا شریک کرے لوح طلسم ہوشربا دستیاب ہو مگر آج امتحان زور صاحبقرانی ہے دیلے آہن کا چھلنا جان پر کھیلنا ہے اسد جان نثاری حاضر ہون اسد غازی نے فرط محبت سے ہاتھونکو خواجہ کے بوسہ دیکر کہا حضور آپکے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا یہ کہکر اسد غازی آگے بڑھا ایک ہاتھ مین تیغہ بید ریغ ایک مین سپر فولادی فراخ دامن اس صولت سے یہ دلیر صف شکن بڑھا عمرو پشت پر مثل ہمزاد ہمراہ ہوا یہان سیماب جادو کرسی پر بیٹھا تھا یا تو ابر مین جنبش تھی یا ابر نے چرخ مارا ابر سیمابی پھٹ پڑا سیماب گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا لو یار عمرو عیار مع طلسم کشا ضرور بالضرور اندر باغ کے آگیا افراسیاب نے علامت بتا دی تھی وہ ظاہر ہوئی دیکھو ابر سیمابی کو اضطراب ہے مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہے ہنوز یہ کلام نا تمام تھا کہ پشت سے شیر کے نعرے کی آواز آئی زمین باغ کی تھرائی نخل کانپے طائر درختون سے بدحواس ہو کر بھاگے رنگ باغ دگرگون نوجوانان باغ کا کلیجہ خون نعرہ اسد

اسد شہسوار کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نامآور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران
با شیر اسے کفار بیحیا

ہوائے نابکاران پڑ دغا شیر بیشہ مین آگیا بدن شکار رکب پلٹتا ہو سیماب نے دیکھا چمنستان سے یون اسد غازی برآمد ہوا جیسے دہقان کے کھیت سے طلوع نیر اعظم چہرہ آفتاب عالمتاب عرق جلالت و داب بیشکار تہور و شرافت ناصیہ سے آشکار قد سرو باغ صولت آنکھیں رنگ چشمان غزال صحرائے ہیبت تیغ برق مثال دست زبردست مین شیرانہ ساحران غدار پر آ کر گرا سیماب نے آواز دی خبردار جانے نہ پائے ہان یارو مارلو طلسم کشا کو چہار جانب سے گھیر لو خواجہ عمرو پہلو پر اسد غازی کے مگر اس کیفیت سے کہ گلیم کاندھے پر

خنجر برہنہ ہاتھون مین جادوگرونکا جو بلوہ ہوا عمرو تو گلیم اوڑھکر مخفی ہوا مگر اسد شیر دل پر ساحرون نے بلوہ کیا چار جانب سے حربہ ہاے سحر پڑنے لگے بسبب چادر جمشیدی کے سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا اسد نے جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کسی پر اوجھڑ سپر کی لگائی خود سر کا سر پھٹ گیا ہاے کہکر زمین پر گرا کسیکی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھایا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا سر عرق زمین ہوا تا نگین تھا این روح بخش جہ ظرف سے راستہ پا نکل گئی جب عمرو دیکھتا ہے کہ اسد غازی پر زیادہ بلوہ ہے اپنے کو ظاہر کرکے لڑائی مین مصروف ہوتا ہے مگر دل سے دعا ہے کہ خداوندا اسقدر فوج کا کیونکر خاتمہ ہوگا تا بہ گلدستہ ہاے لوح رسائی نہایت دشوار ہے جیسا فوج کفاران حقیقت مین سیماب گردش جبوترے کے صفین باندھین ہین لوہے کی دیوارین معلوم ہوتی ہین دریاے فوج ساحران

نظم مصنف

کا جوش گیر و بزن کا خروش
ہوا گرم ہنگامۂ گیر و دار
کہ با شیداے کافران بیحیا
منم رہرو جادۂ صفدری
نظر کردۂ شاہ عالی جناب
عمرو بھی بمردی و قہر و عتاب
یم کمر کا دمبدم جوش تھا
کبھی جوش مین آکے مارا حباب
بقہر و غضب کافرون سے لڑا
لڑائی مین مصروف بخوف بیم

اسد شیر دل تھا جو مصروف جنگ
زمین باغ کی بنگئی لالہ زار
منم شیر صولت یل ذی وقار
کہ باطل کنم مذہب سامری
چو تیغ یلی برکشم از غلاف
لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
کبھی حقۂ نفط دن سے چلا
گرا دھم سے ساحر بصد اضطراب
قمر مہر خالق سے وہ شیر نر
وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم

ہر اک کافر روسیہ تھا بہ تنگ
دہ نعرے اسد کے بوقت وغا
منم صفدر و صف شکن نامدار
من آنیم سرکوب افراسیاب
تزلزل فتد از میان مصاف
کبھی حملہ درگاہ روپوش تھا
لگی آگ منھ ناریون کا جلا
کبھی نیمچہ کھینچکر جا پڑا
مہ اوج اقبال و فضل و ہنر
مگر سیماب نے خراب دیکھا کہ صدہا

ساحران نامی کو اسد غازی نے قتل کیا کس زور و شور سے یہ بیحیا سحر کر رہا ہے دم فسونگری کا بھر رہا ہے مگر اسد پر تاثیر نہین ہوتی سیماب گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہے سحر جواب دے رہا ہے اور اسد نے تاک تاک کر افسرون کو قتل کیا غصے مین تیغۂ سحر کھینچکر جا پڑا اسد شیر دل پہ تلوار کا وار کیا شعلے گرے مگر اسد کے جسم پر نہ پڑے اسد نے قدم مردی بڑھاکر تیغۂ سحر کو سپر فولادی پر گاٹھا نعرہ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا سیماب نے تڑپکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نہیب تیغ اسد سے تھرا گیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا تیغ برق مثال تڑپکر گری سپر کو کاٹ کر تاج سر کو کاٹا سر پہ پڑی اوچھا سا زخم آیا تھا سیماب نے اپنے کو یا سامری کہکر زمین پر گرا دیا سیماب تنہا تڑپکر نکل گیا اسد جھپٹا بیچ مین ہزارون ساحر آگئے لڑائی ہونے لگی سیماب جا پہنچکر اُٹھا اب نہایت تردد ہوا دل سے کہتا ہے اسد بدولت کے سحر نے تاثیر نہ کی ابن فتح سے دل نا امید ہوا اے سیماب

اسمین کچھ بھید ہی سیماب نہایت ساحر زبردست و چست و چالاک سحر و ساحری مین بیباک تمام باغ اشیای سحری سے مملو قریب ایک نخل کے آیا پیشانی پر نشتر مارا قطرہ اپنے خون کا ایک بیخ نخل پر مل دیا آواز دی ای سحر سامری یہ کیا شاخسانہ ہی ساحرون کی تباہی کا بہانہ ہی آج باغ مین نیا گل پھولا رنگ سحر کا طلسم کشا پر نہین جمتا غنچہ خاطر پژمردہ نہین کھلتا ہزارہا سرو قد قتل ہوگئے ثمر نخل سحر سے نہین حاصل ہوتا طلسم کشا باغ باغ جھونکے باد خزان کے باغ امید سامری پرستان پر چل رہے ہین ای سرسبز کن شاخ نخل امید مدد کیجیے آپکے بندون کے دم نکل رہے ہین بیخ نخل سے ایک برق چمکی آواز آئی اے سیماب بدون تدبیر اگر طلسم کشا سے مقابلہ کریگا کشتہ ہوکر خاک ہوگا ہاتھ سے طلسم کشا کے ہلاک ہوگا چادر جمشیدی طلسم کشا اوڑھے ہین جبتک وہ جسم سے جدا ہوگی سحر تاثیر نکریگا جمشید نے برسون خاک چھانی تانا تمہاری کی خوبردلی سے سوت کاتا لکڑیان بنائین روئی دھنکی تانا بانا چڑھایا یہ چادر تیار ہوئی تھان کے ٹرے تھے چادر مین تاثیر بھر گئی کیون کوئی بیر قریب جاے کیونکر کوئی شیطان ہونٹھ بلائے جلد تدبیر کر زیادہ نتقریر کر یہ سنکر سیماب گھبرایا غصے سے پسینہ آیا گوشہ باغ مین آکر دستک دی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اژدر دم کندہ جہنم تیغ و سپر ہاتھ مین لیے زنجیر آہنی کمر سے باندھے جھومتا ہوا سامنے سیماب کے آیا کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہی آج کیون غلام کو تکلیف دی کیا سرکار پر مصیبت پڑی سیماب نے کہا ای اہرمن طلسمی طلسم کشا باغ سیماب مین آگیا جرأت اُسکی جوش پر چادر جمشیدی دوش پر جلد جا شعبدہ طلسمی دکھا چادر چھین لے ورنہ آج باغ سیماب کا خاتمہ ہی لڑتا بھڑتا وہ جوان قریب چبوترے کے پہونچ چکا ہی اگر لوح پاگیا زندگی سامری پرستون کی دشوار وہ جوان عالی وقار رستمانہ جنگ مین مصروف ہی یہ سنکر وہ اہرمن بیلتن تیغہ تولتا ہوا سامنے اسد نامدار کے آیا آواز دی او طلسم کشا کیا ساحرون پر وار کر رہا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ ہمپر وار کر اسد غازی شیر دلیر ٹوکتے ہی جا پڑا اہرمن نے ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر کاٹا ہزارون ساحر نیزہ و شمشیر کے وار کر رہے ہین اسد کی ذرا جو پلک جھپکی اُس زنگی بد پرور نے ہاتھ بڑھا کر چادر دوش سے اسد کے کھینچ لی چادر زمین پر گری اسد نے چاہا جھککر اُٹھالین سیماب دیکھ رہا تھا ایک گولہ مارا وہ اہرمن ہاے ہاے کر منہ کے بھل زمین پر گرا جسم سے ناری کے آگ نکلی چادر جمشیدی جلنے لگی اہرمن نے ایک چیخ ماری او سیماب خانہ خراب میرے ساتھ دغا کی گلا دیا جی ہمارا جلانا کیا خالی جائیگا تھوڑی ہی دیر مین منہ کی کھائیگا کتے کی موت مارا جائیگا چشم زدن مین چادر جمشیدی اور وہ زنگی جلکر خاک کا ڈھیر ہوگئے اسد غازی غصے مین بڑھے تھے سیماب نے صرف آنکھ سے اشارہ کیا غضب کا اشارہ تھا اسد لڑکھڑا کر زمین پر گرا زمین نے پاؤن تھام لیے ہاتھ بھی بے حس و حرکت ہوئے چہار جانب سے ساحر اسد پر بلوہ کرکے چلے عمرو گلیم اوڑھے ایک گوشے سے یہ معرکہ حیرت افزا دیکھ رہا تھا اسد کے

کرتے ہی کلیجہ پھٹ گیا گلیم اتار کر نعرہ کیا حقۂ آتشبازی مار دیا حقۂ روغن نفط بھی پھینکا کئی سو ساحر واصل جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم و برہم ہوئے عمرو جست کرکے برابر اسد کے آیا شل پروانے کے گرد پھرنے لگا کبھی گلیم اوڑھی کبھی بیقرار ہوکر ظاہر ہوا شل برق جہندہ عرصہ دراز تک لڑا ایک ساحر نے چاہا اسد پر نیزہ مارے عمرو نے گلیم اتار کر اُس کے سر پر ہاتھ پیچھے کا مارا سیماب نے فوراً گھبرا کے آواز دی عمرو بھی برابر اسد کے لڑا سیماب جادو نے آوازہ دی ہو نامرد دونوں کے سر کاٹ لو خواجہ عمرو بیقرار ہوئے ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے یکایکی نظم دعائیہ

اے گشاینده خزانهٔ جود
نقش پیوند کارگاه وجود
کوکب آرای آسمان بلند
هم زمین ساز و هم زمین پیوند
بودنی را همیشه بود از تو
بود نابود را وجود از تو
آفرینش رقم کشیدهٔ تست
هر چه چیزیست آفریدهٔ تست
در بنای بفهم عالمیان
در نگنجد بوهم آدمیان
آدمی کیست خاک بی سر و پای
گو بداند خدای را چه خدای
سخن آنجا که از خدادانیست
لاف دانش دلیل نادانیست
مور کافتد میان دریابار
کی رسد از شناوری بکنار
عقل گو صد هزار رنگ آمیخت
از خجالت بپای پس آویخت
هر چه اندر جهان بداند کس
همه دانندگان تو دانی و بس

دیگر

خدایا بجاه خداوندیت
که بخشی مقام رضامندیت
طمع نیست از کشت بیحاصلم
بخشنودیت کار دارد دلم
بسی شرمسارم ز نفس فضول
ز طاعت نکرد ز عصیان ملول
که نیکی بدم هر دو نبود روا
چو عصیان بود طاعتم ناسزا
ندارم بجز عجز چیزی بکف
شد از کف مرا نقد فرصت تلف
ببخشید سوی جگر خوارگی
من و دست و دامان بیچارگی
بدرگاهت آورده ام عجز خویش
سر از شرم بی برگی افگنده پیش
نگیری چسان دست افتاده را
که خود از کرم هستیش داده
بپاک عمر در نعمت زیستم
گدای درت نیستم کیستم
اگر دست بنا ورد دیگرم
دگرنه بجرمان مران زین درم
در افتادگی از که خواهم مدد
مدد از که افتادگان را رسد
خروشان خراشم جگر در قفس
کسی نیست غیر از تو فریادرس
ز خاک قفس ارمغان بهار
فرستم صفیر دل سوگوار
بهر حاجتم از تو امیدوار
که هم فیض بخشی هم آمرزگار

عمرو نے جو بیقرار ہوکر دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا آسمان سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت منم صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور منم مسخر کن غرب و شرق یعنی رعد و برق منم سیف قاطع اعنی برق لامع منم گل حدیقۂ جاہ و وقار اعنی ملکہ بہار منم صف شکن ملکہ براں شمشیر زن یہ ساحران نامی جان نثاران گرامی کوئی زمین سے نکلا کوئی آسمان سے شل برق گرا سحر کرتے ہوئے قریب اسد و عمرو پہنچے پہلے عمرو سے

سحر اُتارا عمرو اُٹھتے ہی گلیم اوڑھکر مخفی ہوا اسد شیر دل نے تلوار کھینچکر نعرہ کیا سب سے پیشتر ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ مارا پھول کھلے ہوائے اپنا رنگ باندھا گل سحر شگفتہ ہوئے گل حیات گلعذاران مرجھائے طفلان غنچے کو اضطراب شاخون کو پیچ و تاب جوانان چمن اکڑنا بھولے شمشاد سیدھے نہو سکے نرگس شہلا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے سنبل نے بال نوچے سوسن گونگی بہری نہرون سے طوفان اُٹھا جوش ہوا کافرون کو ڈبوؤن لب نہر سے صدا آئی بھاگ جاؤ آبرو بچاؤ گل سمن و یاسمن پر تازہ بہار لالے کی نگاہ قہر آگین خونخوار طائرون نے غل مچائے باغیون کے ہوش اُڑائے غل ہوا آمد فصل بہار ہے جدھر دیکھو دیوانون کی قطار ہو گئی ہزار ساحر دیوار و در سے سر ٹکرانے لگے سرکشون کو غش آنے لگے مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا لٹکا کر مارا کئی سو کے سر پھٹے نشیلی آنکھون پر ہزارون کے گلے کٹے باغبان نے پھولون کا گیند مارا شرر ہائے آتش نکلے ناری جل بھن کے خاک ہوئے رعد نے چیخ ماری کئی سو گر کر دھڑاکے گرے جو مغرور تھے لٹکے سر پھٹے برق تڑپ کر گری کئی سو کو کاٹ کر نکل گئی برق لامع نے قیامت برپا کی زلف شبگون ہلا دی اندھیرے مین سیہ رو گھبرانے تھے درختون سے سر ٹکرانے تھے بران کا اختر مروارید چلا جس بدبخت پر اختر مروارید مارا ستارہ اُس منحوس کا گردش مین آیا کچھ تدبیر نہ بن پڑی بد اختر نے سر ٹپک کے جان دی سیماب نے دیکھا کہ ان ساحران نامی نے ہنگامہ برپا کیا زمین ہلا دی چشم زدن مین ہزارون مارے گئے باغ مین لاکھون کا کھیت ہوا دریائے خون جاری ہوا اسد کو ان سبھون نے بیچ مین لے لیا سحر سے ساحر دل کی بچاتے جاتے ہین اپنا سینہ سپر کرتے ہین خواجہ گلیم اوڑھے کنارے کھڑے دیکھ رہے ہین الامان کر رہے ہین خداوندا سب کو بچانا مگر سیماب جادو کسی کے سحر کو نہین مانتا سب کو جواب دے رہا ہے سردارون کو تو اپنے نہین بچا سکتا اُنپر ان سبھون نے قیامت برپا کر دی باغ لاشون سے بھر دیا ہزار ہا زنان فاحشہ ہوش ربا کو بیوہ کر دیا باغبان قدرت پر سیماب جادو غصے مین جا پڑا اسم سحر پڑھکر گولہ مارا باغبان نے اُس گولے کو کاٹا آسمین ت برق چمک کر باغبان پر گری ہر چند روکا نہ رک سکی سر زخمی ہوا اور دے زیبائے باغبان گلگون ہو گیا بہار نے بڑھکر مقابلہ کیا کئی گلدستے مارے اُس بیحیا نے آتش سحر سے جلا دیے آتش بہار پر بھی زوال آیا پھول سا چہرہ کمھلایا برق و رعد کو بھی زخمی کیا برق لامع خوب لڑی ندی خون کی بہا دی ہزارون کو جلا دیا صدہا کو خاک مین ملا دیا آخر سیماب نے کارد سحر پھینکی برق لامع کا شانہ نشانہ ہوا بران نے بڑھکر آواز دی او بیحیا خبردار یہ سرداران نامی رونق لشکر اسلام ہین طلسم ہوشربا کی زینت صاحبان جرأت و جلالت بے ادبی نہ کرنا انکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا عرصہ دراز تک سیماب ملکہ بران سے سحر چلا مگر یہ بیحیا بلائے روزگار ہو بانیان طلسم نے محافظ لوح قرار دیا ہے ہر طرح کے سحر کو دفع کر رہا ہے پہلو نشین سامری رگ و ریشہ مین افسونگری افراسیاب کا قوت بازو زینت پہلو بد سرشت بدخو آخر سر بران کا برق سحر سیماب سے زخمی ہوا اپنے ساحرون کو للکار رہا ہے ایک ایک کا نام لیکر پکار رہا ہے اے

اے مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید بیت روز جنگ سخت جنگ باید کرد کوشش نام و ننگ باید کرد ایک جانب نقیب کڑکیت صدائیں دے رہے ہیں اے نبردگان ساحری روز جوانمردی ہے باغیوں کا ہنگامہ ہے نام کرو دشمنان افراسیاب کو گھیر لو جانے نپائیں سرکشی سے باز آئیں سرکار شہنشاہ سے جاگیر پاؤ گے سرفروش کہلاؤ گے افراسیاب ایک ایک کو نہال کردیگا سپرین تمھاری زر سرخ و سفید سے بھردیگا ان صداؤں کو سنکر ملازمان سیماب آمادۂ سرفروشی لب پر مہر خموشی بہار جادو نے کنارے آکر زخم سر کو باندھا دور سے دیکھا بران پر بلوہ ہے چہار جانب سے ساحران ناہنجار نے گھیرا ہے گلدستہ لیکر پھر بڑھی آمادۂ مرگ مہیا ہے قضا ہوئی جو الفاظ رنگین غنچہ دہن سے نکلا کھلکر پھول ہوا گلدستے کو پانی کے چھینٹے دیکر شگفتہ کیا آواز دی اے نکہت و گل اندام جلد آؤ غنچۂ خاطر شگفتہ کرو کافرون پر بلا نازل ہو یہ کہکر گلدستہ مارا رنگ بہار دوبارہ جما غزل

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست
کر کر ہوئی ہے نرگس بیمار تندرست
گل جلوہ گر ہیں آمد فصل بہار ہے
کرتا ہے چرخ پیر ردائے کہن درست
کرتی ہے جمع باد صبا خاک منتشر
کرتا ہے ناز سے وہ بت سیمتن درست
کس شکل کھلکی شہرت نظارگی ہے آج
رہتا ہے اپنا گوشۂ بیت الحزن درست
بجتا ہے ایک عمر لعاب زبان تیغ
ہوا ود طرح زلف عروس سخن درست
شادی بہار کی ہے ہوا ہے چمن درست
رکھا دہان تنگ نے مطلب کو ناتمام
کرتا باغبان نشیب و فراز چمن درست
دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات
ہوتا ہے پھر نشان مزار کہن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے
کرتے ہیں غنچہائے چمن پیرہن درست
بیفائدہ ہیں چارہ گری مشفقین
زخمونکے منہ تو نہیں ہوتے ہیں دہن درست
پیغام رستخیز ہے آمد بہار کی
نکلا تمھارے منہ سے نکوئی سخن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہے روز و شب
ہونچا نہ ایک تا بگلو پیرہن درست
ہوتی ہیں جوش عشق میں جو جو شکایتیں
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
رنگ دوئی سے آئنہ دل ہے پاک و صاف
ہوتے نہیں ہیں عشق کے بیمار تندرست
بدلو ردیف اور کہی پھر گیا نسیم

اس سحر مین بھی بہار نے ہزارہا کو پامال کیا صدہا مثل برگ خزان دیدہ زرد رو زمین پر گرے ٹھوکرون مین فوج کی پامال ہوئے اب کی سیماب نے قہر و غضب مین ایک ترنج سبز جیب سے نکالا اپنے خون سے اسکو سرخ کیا اسم سحر کا پڑھکر ملعونان سب پر پھینک مارا ترنج سبز پھٹا معلوم ہوا صور اسرافیل پھنکا قریب تھا کہ [illegible] کان کے پردے شق ہوں ہر چند اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکیں لڑکھڑا کے زمین پر گرین لپا مین بند سحر فراموش بیہوشی کا ہوش ایک سمت سپہ نامدار بھی گرکر بیہوش ہوئے سیماب تیغ کھینچ کے چلا کہ جاکر سبکو قتل کرون عمرو کا کلیجہ منہ کو آگیا بیقرار ہوکر رو با خالق بے نیاز کو پکارا خداوندا ان سردارونکو بچانے بدعت سے اس جلاد کے نجات دے کہ آسمان سے نعرہ ہوا او سیماب خانہ خراب دست خود را نگہدار ما ہم رسیدیم منم صبا جبروشان سرکوب کافران ہمہ زندہ فوج ساحران غلام جدید صاحبقران شہنشاہ طلسم نو فشان از تیغ نظیر منم کوکب تیغ ضمیر عمرو نے دیکھا کہ [illegible]

کوکب آیا تیغہ برق نظیر دست زبردست مین کھنچا ہوا تاج زرجدی بسر زرہ یاقوتی زیب جسم انور جوان رعنا جرأت و شوکت
مین یکتا پہونچتے ہی سحر کیا بُران و باغبان و مخمور رعد و برق و برق لامع و بہار کو ہوش آیا اسد تیغہ ٹیک کر سنبھلا
کوکب نے دیکھا یہ سب نہایت زخمدار ہین کثرت جراحت سے بیتاب و بیقرار ہین کہا تم لوگ سحر کرکے نکلجاؤ مین سمجھ لونگا یہ تو سب
پر پرواز پیدا کرکے نکل گئے کوکب روشن ضمیر اسد نامدار کی پشت پر آیا عرض کی اے شیر بیشہ صاحبقرانی بسم اللہ بڑھیے
غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہے یہ کہکر کوکب نے چند سنگریزے زمین سے اٹھائے طرف آسمان کے پھینکے بت پرستون پر
پتھر برسنے لگے ہزارہا سنگدل واصل جہنم ہوے سیماب کو للکارا او بیحیا دیکھ یہ طلسم کشا ہے جستجوے لوح مین یہانتک آئے
صاحب جرأت و اقبال ماہ آسمان جاہ و جلال ہنر بردشت جرأت فریدون فر سکندر حشمت آگرا ہے قدمونکو بوسہ دیکر
اطاعت اسلام قبول کر دولت کونین حصول ہو انشاء اللہ عنقریب طلسم تمام ہوئی جابجا ڈنکا اسلام کا بجیگا کفر کا نام نہ باقی
رہیگا ستارہ سامری پرستان گردش مین آگیا جو اس ہما اقبال کے شریک ہوجائیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا
ہوکر جہنم واصل ہوگا شجر بغض و عداوت سے یہ ثمر حاصل ہوگا سیماب کوکب کو دیکھکر بیقرار تو ہوا مگر بموجب مصرع
تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است ؎ چکنا گھڑا تھا آب نصیحت نے تاثیر نکی جواب دیا اے کوکب تمنے غضب کیا
دین جد و آبا چھوڑا کیا باپ دادا بیوقوف تھے تمکو ان امورات کے نہ وقوف تھے تیرا قتل واجب و لازم ہے شہنشاہ
طلسم ہوشربا سے تونے دشمنی پیدا کی وہ بادشاہ عالیجاہ طلسم نور افشان مین آگ لگا دیگا سر کو بیان کرچکا جہانگیر
صاحبقران کو لایا ابھی چند دن کا ذکر ہے سوراخ مور و مار تلاش کرتے تھے چھپنے کو جگہ نہ ملتی تھی ایکی مرتبہ بے قتل کیے نہ چھوڑونگا
طلسم نور افشان کو مٹا دیگا بھاگنے راستہ نہ ملیگا جس ہوس مین ہو وہ نہ پوری ہوگی لوح طلسم ہوشربا نہ ملیگی آگ لگا دونگا پانی
بہا دونگا میرے سحر قہر خداوند سامری ہین رگ و ریشے مین شعبدہ بازی بھری ہے مین کیا دین جد و آبا سے پھرونگا جس خدا کو
دیکھا نہ بھالا اسکو سجدہ کرونگا یہ کلمات مہملات سنکر کوکب روشن ضمیر کی ابرو پر بل آیا قبضہ شمشیر برق مثال پر
ہاتھ ڈالا جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ بکتا ہے افراسیاب نے کد و کاوش کی طلسم نور افشان کے مٹانے مین بڑی کوشش
کی پر کچھ نہ کرسکے جہانگیر بن صاحبقران کو لاکر منھ کی کھائی وہ شیر دلیر ہمارے آقائے نامور کا نور نظر تھا شیر بیشہ
فتح و ظفر تھا آخر حق بہ حقدار رسید اپنے قبلہ و کعبہ سے ملے غنچہ آرزو کھلے باغیون کو داغ ہوا ہمین غم سے فراغ ہوا
اب انشاء اللہ وقت قتل افراسیاب قریب آیا ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہوکر مارا جائیگا غافل مغرور نشہ بادہ نخوت
مین چور تو اپنا زور بازو دکھلا اسکو نامردونکے نام سے نہ ڈرا سیماب یہ سنکر آگے بڑھا سحر کرنے لگا کوہ سے تیغ و ناچخ سب اسباب
جنگجوئی کا صرف کیا کوکب نے سب سحر رفع کردیے چمن ہائے جولانی لاشہائے ساحران سے بھر دیے سیماب سحر کرتا ہوا خود
آیا تیغہ سحر کمر سے نکالکر کوکب پر جھپٹ پڑا پیترے بدل بدل کے کئی ہاتھ لگائے کوکب نے خالی دیکر بصد شجاعت ہاتھ بڑھایا
کلائی بیحیا کی اس زور سے تھامی یقین ہوا شیر کا پنجہ کلائی پر پڑا استخوان ٹوٹکر انگلیان نکل جائینگی کوکب نے جھٹکا دیا

سیماب تڑپا کہ ہاتھ چھڑا اون نکل جاؤن سحر کردن مگر وہ دست زبردست پنجۂ اجل تھا کسی پیر نے بیچارے کی دستگیری نہ کی ہیہات ہیہات کی صدا آتی تھی کوکب نے بقہر و غضب تمام ایک طمانچہ مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ زمین پر گرا سیماب کشتہ ہوا طمانچہ مارنا اکسیر ہو گیا پیر مہوس غل مچانے لگے کوئی تدبیر نہ بن پڑتی تاریکی چھا گئی سارا باغ نمونۂ پردۂ ظلمات تھا شور رہا ہو بعد سنگباری برف باری کر کے پیر بھی ٹھنڈے ہوئے بعد عرصۂ دراز بصد سوز و گداز آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود اب باغ میں روشنی ہوئی تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری کوکب کے ہاتھ چوم لیے کہ برادر بجان برابر ایسے وقت پر تم آئے لڑائی کو ختم کیا سیماب ساحر زبردست تھا جادو جمشید میں نے اسد کو اُڑھا کر اُلٹوایا مگر اس بیحیا نے سحر اپنے جادو جمشید کو جلا دیا اتنا بڑا تحفہ خاک میں ملا دیا بُران وغیرہ سب مجبور ہو چکی تھیں کسی کا سحر اُس پر غالب نہ ہوا خدا نے بفضل اپنا شریک کیا بُران وغیرہ سب زخمدار ہو گئیں خدا سب کو بخیر و خوبی لشکر میں پہونچائے کوکب نے کہا خواجہ اب رنج و غم کا ذکر نہ کرو حمد الٰہی میں مصروف ہو دیکھو سیماب مرا ابر سیماب گون تھا وہ سامنے چبوترے پر گلدستے رکھے ہیں ہو اسد نامدار بسم اللہ کہکر قدم مردی بڑھائیے چبوترے پر جائیے یہی طلسم کشا کی شناخت ہے بسم اللہ کہکر گلدستون پر ہاتھ ڈالیے جس گلدستے میں لوح ہے بحکم قضا و قدر اُسی گلدستے پر آپکا ہاتھ پڑیگا لوح دستیاب ہو گی اور شہریار مقام عیش و فرحت ہی شعار مخفی

تا باد صبا را به گلستان گذری ہست
مرغان چمن را به گل نظری ہست
نومید نباید شدن از گردش ایام
ہر شام که آید ز پی آن سحری ہست
بنشین نفس بلبل شوریده که امروز
با نالۂ زار دل من ہم اثری ہست
گر شربت وصلت به لب تشنه نداوند
بیمار غم عشق ترا چشم تری ہست
چشم بره قافلۂ بوی وصالت
در کوی تو از باد صبا باخبری ہست
بیداد من این ہمه با ہر دل مخفی
اندیشۂ نا غیر تو ہم دادگری ہست

آج رب اکبر نے یہ روز سعید دکھایا سامنے گلدستۂ لوح کے پہونچایا اسد غازی اس مژدۂ فرح افزا سے مثل گل شگفتہ ہوا ہر چند کہ رخسار ہر گل زخم نخل جسم پہ کھلے ہیں بدھیان پڑی ہیں مگر یقین ہے کہ نخل مراد بار لائے گلشن پژمردۂ خاطر میں بہار آ گئے بلبل دل نغمہ سرا ہے غنچۂ آرزو کھلا ہے طرف گلدستون کے جاتے ہیں ظاہرا بخت رسا یاوری پر درخشان اقبال کا اختر خواجہ عمرو ایک نخل کے سایہ میں کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کوکب مثل نرگس نگران اسد تلوار ٹیک کر سنگ مرمر کے چبوترے پر آیا دس بیس قدم گلدستون سے مفاصلہ ہے رنگ گلدستون کا سرسبز و شاداب طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہیں آغوش تمنائے طلسم کشا کے مشتاق پھولوں کو جدائی دم بھر کی شاق شاخیں آگے بڑھا رہی ہیں پتیان لہرا رہی ہیں نقش پائے اسد شیر دل سے چبوترے کے پتھروں کو شرف حاصل کوکب کہہ رہا ہے اے سوار صبا صاحبقران واہ رے رنگ و بوئے گل حدیقۂ شوکت و شان قدم مردی بڑھائیے جلد گلدستون کے پاس جائیے عمرو بھی

پھولا ہوا دیکھ رہا ہی صدمہ زخمون کا بھول گیا ہی دہن زخم سے صدائے مبارکباد بلند ہی اعضا شگفتگی مین کوئی دمند ہی مگر قضائے کار اتفاقات روزگار و فلک نا ہنجار بدکردار شعبدہ باز نیرنگ ساز نے بیرحمی پر کمر باندھی اپنی عادت قدیم پر آمادہ ہوا لمحہ بھر کی بھی خوشی ناگوار ہوئی ساری مشقت بیکار ہوئی افراسیاب باغ سیب مین سر حکومت پر بیٹھا ہی سامان عیش و عشرت مہیا ہی سرا و ابرق بڑے بڑے شاہان طلسم بصد فر و شوکت ذکر رہائی اسد مین مصروف ہین افراسیاب کہتا ہے اگر اسد رہا ہوا تو کیا کر سکتا ہی واسطے لوح کے عمر بھر سر ٹکرائیگا نشان مقام نہ پائیگا کسکی لیاقت ہی جو مرحلہ ہوشیار و غافل کو طے کرے یا گنبد بے نور مین کودے اگر رستم بھی صحرائے سیماب مین پہونچے جل کر خاک ہو چشم زدن مین قصہ پاک ہو سیماب جو حاکم باغ سیماب ہے با بدولت کا قوت بازو زینت پہلو با بدولت کا تعلیم کردہ فرمانبردار اُس سے کون مقابلہ کر سکتا ہی اور علاوہ ازین باغ سیماب مین کیا رکھا ہی وہ بھی ایک راستہ ہی لوح میرے طلسم کی کہان ہی جب مین نے قہقہہ فیلسر کو مارا تمام لوح اُسکے پاس سے لی اُسیوقت توڑ کر پھینک دی سب کٹ گئے تھے ای شہنشاہ آپنے بڑا کام کیا آغاز مین انجام کا خیال ہوا سلطنت طلسم ہوشربا انکے واسطے زیبندہ و سزاوار ہی آپکے دم سے سحر و ساحری کو رونق سامری و جمشید کا نہ ہی بسے حق کہانتک اپنے بندون کو لقا ستائیگا آخر کبھی رحم بھی آئیگا خداوند لقا دیر گیر ہے مگر سخت گیر ہے اُسکا شیطان بڑا بے پیر ہے قدرت کی تقدیر اُس بیحیا کی تدبیر جب سے آئے ہوشربا مین غدر ڈالدیا دم بھر چین نہ ملا اب تو اے شہنشاہ سامان لشکر کشی کیجیے شاہان دربند کو حکم دیجیے مسلمانون کو پامال کرین اسد پہلوان یگانہ ہی لڑائی مین ضرور شریک ہوگا عین گرمی جنگ مین اُسی پر جا پڑین گے اب آپکے غلام بڑے زور شور سے لڑینگے مسلمانون کے ٹکڑے اُڑا دینگے مہرخ و بہار وغیرہ کی مشکین باندھ لائینگے ایک جنگ تو ایسی ہو کہ بادشاہ طلسم نور افشان کے بھی دانت کھٹے ہو جائین ملکہ حیران کے قتل کی تدبیر کیجیے آٹھ پہر یہی تقریر کیجیے یکایک بیٹھے بیٹھے افراسیاب خانہ خراب خود گھبرایا پیشانی پر عرق آیا کہا یارو بارہ دری کے باہر نکلو اسوقت طبیعت کا عجب عالم ہی قلب پر ہجوم غم و الم ہی ایک ہفتے سے جنگ نہین کی شاید طلسم پر کچھ افتاد پڑی کوئی حیرت کی خبر لائے شاید مہرخ و بہار نے اُسکو گھیرا کمبخت سخن نا شنو ہی ایسا نہو اُسنے طبل جنگی بجوا دیا ہو شاید عیارون کے دام تزویر مین پھنس گئی ہو چند سردار آمادہ ہوئے کہا حضور ہم ابھی جاکر خبر لاتے ہین اگر لڑائی ہو رہی ہوگی ہم شریک ہونگے ابھی ساحر روانہ نہوے تھے کہ صرصر آکر پہونچی افراسیاب نے کہا کیون صرصر مزاج حیرت کا کیسا ہے طبل جنگی تو نہین بجوایا پھر تو کسی بلکے تماشا نہین دیکھنے گئین صرصر نے کہا حضور طبل جنگی وغیرہ تو نہین بجا مگر آج مین لشکر مسلمانان مین گئی تھی عیارون مین صرف چالاک قران و جانسوز بن قران بن عمرو و برق و ضرغام کا بالکل نشان نہین ثابت ہوتا اور سردارون مین بہار و مخمور و باغبان و رعد و برق و برق لامع و نامدار نہین ہین چالاک نے مکر کیا ہی عمرو بنا پھرتا ہی لونڈی غلامون کو بشکل بہار و باغبان وغیرہ بنایا ہی پہچان لیا حضور دو ہفتے سے یہ سب نہین ہین یہ بھی آج ثابت ہوا کہ تلاش لوح مین یہ سب گئے ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا

کتاب لاؤ فوراً کتاب اٹھائی کتاب دیکھتے ہی افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا اسد غازی تو باغ سیماب میں کھڑا ہے لوح لیا چاہتا ہے یہ کہکر مثل برق چمکا و بصورت رعد گرجا پر پرواز پیدا کر کے آسمان میں دوڑا ساحروں نے چاہا ساتھ دیں افراسیاب مانع ہوا کہا یارو کسی کا کام نہیں ہے مقدمۂ لوح تو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہے یہ کہکر غائب ہوا یہاں اسد شیر دل قریب گلدستہ ہائے لوح پہونچ چکا ہے مگر گردش فلکی ہمراہ ہے پائے جستجو کوتاہ ہے فلک سرگردش بیکار کوشش بخت رسائی نارسائی زمانہ ناموافق کی کج ادائی طالع کی نحوست وقت بد کی بدعت آفتاب اقبال کو زوال ماہ شوکت و جلالت بصورت ہلال گل عیش پژمردہ غنچۂ خاطر ناشگفتہ گلشن عیش ہے رخصت بہار شکل آمد باد خزاں آشکار قریب گلدستوں کے اسد پہونچا ہاتھ بڑھاتا تھا کہ آسمان سے آواز مہیب آئی زمین باغ سیماب تھرائی افراسیاب کا آسمان سے نعرہ ہوا اے شریر و طلسم کشا خبردار گلدستے کو ہاتھ نہ لگانا اب قدم نہ بڑھانا افراسیاب نے بھی اسد کو قریب گلدستے کے پایا گھبرا گیا یہ بھی نہ دیکھا کہ سیماب کیا ہوا لاکھوں کا کشت و خون کیوں ہوا اسد پر مثل برق جہندہ گرا اسد کے پاس کوئی تحفہ تو موجود نہیں ہے کہ سحر افراسیاب سے محفوظ رہیں افراسیاب نے منہ سے اُن کی مثل تنکے کے اسد چبوترے سے نیچے گرے افراسیاب نے گرتے گرتے لوح کو گلدستے سے لیا تڑپ کر بلند ہوا کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے روح پر صدمہ ہوا دہن سے نعرہ کیا کہ او افراسیاب خبردار کہاں جاتا ہے ہائے لوح لیچلا یہ کہکر کوکب برابر افراسیاب کے پہونچا انگلی سے اُتار کر انگشتری کھینچ ماری پیشانی پر افراسیاب کے پڑی افراسیاب نے تین چرخ کھائے مگر اور زیادہ بلند ہو گیا افراسیاب اتنا اونچا ہوا مثل ستارے کے معلوم ہوتا ہے مگر کوکب نے تعاقب نہیں چھوڑا یہاں اسد غازی بعد بلند ہونے افراسیاب و کوکب کے باہوش ہوئے فرش خاک سے اٹھا عمرو بھی حیران کھڑا دیکھ رہا ہے قریب ہے کہ روح قالب سے نکل جائے مثل تصویر تصور کے عمرو خاموش بحر حیرت کا جوش آنکھیں عمرو کی بھر آئیں رنگ روے اسد متغیر عمرو بیخبر اسد حیران عمرو پریشان اسد کو غم عمرو کو الم اسد کو رنج عمرو کو تشویش رنج اسد دیوانہ وار عمرو اشکبار و بیقرار تردد میں اسد نامدار عمرو کو فکر و انتشار وہاں آسمان پر کوکب افراسیاب سے مقابلہ ہو رہا ہے کوکب جان توڑ توڑ کے افراسیاب پر سحر کر رہا ہے افراسیاب پر حیرت طاری ہے چاہتا ہے مقابلہ نہ کروں ایسا نہو کہ کسی بلا میں پھنس جاؤں لوح میرے ہاتھ ہے طلسم کشا سامنے موجود ہے ساربان زادہ بھی دیکھ رہا ہے جب کوکب سحر کرتا ہوا قریب افراسیاب پہونچا جوش جرأت میں چاہا پلٹ جاؤں لوح چھین لوں افراسیاب اسقدر بدحواس ہے سوائے دفع سحر کے کوکب پر اب تک کوئی سحر نہیں کیا یہی فکر ہے کہ نکل جاؤں جب کوکب نے قریب آ کر ہاتھ تلوار کا مارا لپٹنے کا قصد کیا افراسیاب کو اور کچھ بن نہ پڑا لوح طلسمی ہاتھ میں تھی چمکا دی کوکب کو غش آ گیا آہ کر کے اُلٹا پلٹتا چلا اگر افراسیاب قصد کرتا کوکب کو مار لیتا مگر سحر کر کے نکل گیا سوار زریں پوش پیدا ہوا اُس نے کوکب کو گود میں لیا طرف

طلسم نورافشان کے لے گیا اب عمرو و اسد اس باغ ویران مین حیران و پریشان کھڑے ہین جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہو عمرو نے نگاہ اُٹھائی اسد کو زخمدار بیقرار اپنے قریب پایا غصے مین کانپنے لگا ہوش نہ باقی رہا اسد کی طرف متوجہ ہوا کہا او بداقبال تیرے برابر کوئی بدنصیب نہوگا کس دریاے مصیبت و آفت کو جھیل کر جان پر کھیل کر یہانتک پہونچے عین وقت پر تیرے بخت واژگون طالع نگون نے نارسائی کی لوح نہ اُٹھا سکا ہاتھ پانون مین جان نہ تھی دو قدم آگے نہ جا سکا بس تیرے ستارے کی گردش سے خوب ثابت ہوا کہ تو طلسم کشا نہین ہے خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کی عقل نے لکی کی چھل مقدمہ مین انکی بھی نگاہ نہ پہونچی زبردستی کہدیا دیوانہ مجہول طلسم کشا ہے سب کوشش بیجا ہو رہا ہے تیری محبت مین مین اپنے آقا سے چھوٹا بدنصیب ہوا زندگی سے دور موت سے قریب ہوا اب مجھسے کچھ کام نہوسکیگا جہان جی چاہے جاؤ مین اپنے آقا کی خدمت مین جاؤنگا علاوہ اسکے طلسم فتح کرنے میرے بھروسے پر آئے تھے منھ اُٹھائے چل نکلے یہ نہ سمجھے کہ سفر دور و دراز ہے نجومی پنڈت رمال جمع ہوتے مقدمہ خاص مین حکم لگاتے شش جانورون کے گنبد نور مین قید ہوکر بیٹھ رہے مین اپنی جان آبرو سائی تا بہ گنبد نور پہونچا لاکھون روپیہ کا میرا نقصان ہوا مہاجن مجھے کھا جاینگے میرے بال بچے چھوٹے آپ سے کیا فائدہ اب چپکے خاموش کھڑے ہو بتاؤ دیوانے مین کیا کرون اسد زار زار مثل ابر نوبہار رو دیا جواب دیا کہ نانا جان میری کیا خطا ہے سحر پر میرا کیا زور تھا اگر پہلوان ہوتا مین لپٹ پڑتا عمرو نے کہا تمھارے نانا کو موت آئے خدا تم ایسے بدنصیب کی صورت نہ دکھائے اتنی دلیل تقریر بیکار ہے میرے سامنے سے جاؤ ورنہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا اپنے گلے پر خنجر پھیر لونگا اسیطرح طعن و تشنیع دیکر جو عمرو نے کہا اسد دریاے شرم و حجاب مین غرق ہوگیا کہا نانا جان بیشک مین بداقبال ہون بیشک آپ میرے واسطے تباہ ہوے حضور طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائین مین کوہ و دشت و بیابان مین سر ٹکرا کے جان دونگا اپنا خون اپنی گردن پر لونگا نانا جان سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجے گا والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر سے بعد تسلیم کے عرض کیجیے گا مادر مہربان غلام کو حق شیر بحل کیجیے اب ہم حضور کو زندہ نہ ملینگے قبلہ و کعبہ دین ستون اسلام گرب عالیمقام انکو پیغام پہونچا دیجیے گا کہ غلام آپکا طلسم ہوشربا مین بیکس و بے بس کے ہاتھ سے ساحران غدار کے سیار گلشن جنان ہوا فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمایئے گا اگر ہوسکے تو ساحران طلسم ہوشربا سے معاوضہ لیجیے گا یہ تو یقین کامل ہے کہ نانا جان ضرور آئینگے ساحران ہوشربا پر دست انداز ہونگے افراسیاب ضرور مارا جائیگا ہاتھ سے ہمارے عزیزون کے مہلت نہ پائیگا بھائی نورالدہر جانبازی کرینگے ایرج نوجوان بہ بلغ آئیگا سب مجھ نالائق بدنصیب کو آنکھ کی پتلی جانتے ہین ہر فرد بشر کو غم و الم ہوگا ضرور ہوشربا مین ہنگامہ عظیم برپا ہوگا سب صاحب لباس بیکس کو یاد کرینگے سورۂ حمد سے روح کو شاد کرینگے عمرو نے کہا پیغام کسی قاصد نامہ دار کے ہاتھ بھیجیے مین آپکے نانا جان کا غلام نہین ہون کہ گھر گھر پیغام سلام کہتا پھرون یہ کہکر عمرو بڑبڑاتا ہوا ایک طرف چلا اسد نے جو یہ بے اعتنائی خواجہ عمرو کی دیکھی زخمدار تھے ہی کانٹون کے جنگل مین گھس گیا دلمین مصمم سوچ لیا

کہ چلکر اپنے کو کسی غار وغیرہ مین گرا دون یا گلا کاٹ کے مر جاؤن اس بیکسی مین نام کر جاؤن اب کیا کسیکو روے سیاہ دکھائینگے
زندہ اپنے لشکر مین جائینگے حقیقت مین نانا جان نے بہت بجا ارشاد فرمایا مین بد اقبال و بدنصیب ہون دلے
برحال انکے کہ جانبازی کرکے تا بہ باغ سیماب پہونچے ہم بدنصیب محروم رہے گوہر مراد دستیاب نہوا اب سواے
جان دینے کے کیا چارہ ہے دل سے باتین کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا آمادۂ مرگ مہیاے قضا زخمدار
بیدست و پا آنکھون مین اشک حسرت جیب پر گرد کلفت تمام جسم زخم نیزہ و تیر و تبر سے فگار نہ کوئی مونس نہ غمگسار
نامرادی دامنگیر جان دینے کی تدبیر زبان صرف شکایت فلک کجرفتار حکایت بیوفائی گردون غدار دل مین حسرت
واران کا ہجوم نشان راہ نامعلوم ایک نخلستان کی آڑ پکڑ کے افتان و خیزان حیران و پریشان ایک جانب
چل نکلا عمرو زیر دیوار باغ سیماب بصورت آئنہ حیران شکل گیسو پریشان خاموش کھڑا ہے سوچتا ہے کہ اب
کیا کرون غضب ہوا لوح قبضے مین آکر نکل گئی کلیجے پر چھری چل گئی یہ عمرو کو یقین نہین ہے کہ اسد کہین چلا جائیگا
اسقدر متردد و متوحش ہے دل مین خیال ہے کہ اسد میرے پہلو مین کھڑا ہے اب جو سر اٹھایا اسد کو قریب نہ پایا
ہوش اڑ گئے چہار جانب دیکھنے لگا اسد کہتا ہوا دوڑا کبھی پکارتا ہے ای نور نظر اسوقت مین ہوش مین نہ تھا
جو کلمات مین نے کہے انکو معاف کرو ہمارا وقت ضعیفی ہے ہوش و حواس مین فرق آگیا نہین معلوم انتشار مین
کیا کہا ملول نہو میرے پاس آؤ ملکر صلاح کرین جستجوے گوہر مراد مین مصروف ہون ہر چند عمرو چیخا اسنے سنا
مگر جواب نہ دیا خیال مین آیا اب جواب دینا بیکار ہے عمر بھر نانا جان کو داغ رہے یہ کلمات ہمارے سننے کے لائق
تھے بس اب غل مچانے دو طرف صحراے ہولناک کے نکل چلو یہ سوچکر اسد نے اپنے کو ایک غار مین مخفی کیا
عمرو جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہے اسد دیکھتا ہے مگر فرط غیرت سے جواب نہ دے سکا سامنا بھی نہ کیا
عمرو دوڑ دھوپ کرکے ناچار ہوا اپنی بیوقوفی پر خوب چیخین مار کر رویا اپنی حسرت و مصیبت و بیوقوفی پر طعن
کر رہا ہے کہ اے عمرو دو حماقتین ایسی ہوئین کہ عمر بھر یاد رہینگی اول وہ کہ برق و ضرغام کو اپنے سے جدا کیا
نہین معلوم کہ وہ کمبخت مرے کہ زندہ رہے ناحق کا غصہ انپر اتارا آج تو رکن لشکر صاحبقرانی گرا دیا اسمین بیچارے
اسد کا کیا اختیار تھا افراسیاب آگیا لوح لے بھاگا ہاے ای عمرو یہ صاحب غیرت اپنی جان دیدیگا
ایسے کلمات سخت کہے کہ اسکے غلامون نے کبھی نہ سنے ہونگے کیونکر اسکو جائز رکھتا عرصہ دراز تک عمرو
اس صحرا مین اسد کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین نشان نہ پایا بدحواس عالم یاس ایک جانب چل نکلا اسد غازی
غار سے دیکھ رہے ہین جب عمرو نظرون سے مخفی ہوا اسد غار سے نکلا جان دینے پر آمادہ ہوکر ایکطرف چلا اپنی جستجو سے دل مین یہی ٹھان رکھے
یا تو کسی پہاڑ پر سے اپنے کو گرا دیجیے یا گلا کاٹ کے مر جائیے یا کسی کنوین مین گر پڑیے ہر طرح اپنی جان دیجیے کسی کو منھ نہ دکھلائیے اب یہ
مقام ملحوظ خاطر ناظرین ذیشان یقین رہے برق و ضرغام آوارہ ہوکر ایک جانب گئے افراسیاب لوح لیے جاتا ہے

کوکب زخمدار ہو کر قصر جمشیدی میں گیا اسد جان دینے پر آمادہ عمرو بدحواس عالم یاس میں ایک جانب روتے پیٹتے جاتے ہیں ان سب کا حال خیریت آل داستان رنگین فصاحت آئین وقت پر تحریر ہوگی

داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمان جرسم زنندہ زمرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کا طلسم جمشید کو فتح کرکے دونوں شاہزادے طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئے و ذکر لقا و لشکر اسلام

ساقی نامہ مصنف

ساقیا اب ناز بیجا کس لیے
چین ابروئے بے محابا کس لیے
تند خوئی باعث آزار ہے
زہر قاتل تلخی گفتار ہے
بے مزہ ہے شکر افشانی تری
بے نمک ہے سرکہ پیشانی تری
اتنی تنگ ظرفی اس قدر بدخو نہ ہو
دل ہوا کھٹا ترش ابرو نہ ہو
کام کیا اب ساغر سرشار سے
بادہ کش ہوں جام چشم یار سے
مجلس غم ہے مجھے بزم شراب
ہوگیا دل گرمیوں سے جی کباب
جلوۂ مے نے پلایا خون سب مجھے
آگئی یاد لب میگوں مجھے
چشم تر لبریز خون پیمانہ ہے
جوں صراحی گریہ مستانہ ہے
ماجرائے سخت مشکل کیا کہوں
کیا کروں تھمتا نہیں دل کیا کروں
ناز بیجا اور ہیں کم حوصلہ
کیا رکے ہر ولولہ سا ولولہ
پھر سرشک لالہ گوں غماز ہے
رنگ رو پھر مائل پرواز ہے
پھر ہیں کیا کیا ولولے تاثیر کے
پھر پھرے دن نالہ شبگیر کے
ساقیا امداد کا ہنگام ہے
دور دور گردش ایام ہے
بادۂ جرأت پلا دے ساقیا
جنگ کا ساماں دکھا دے ساقیا

چہرہ غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار محرران سحر بیان افسونگری و کاتبان اخبار نیرنگ جمشید و سامری تکلک شعبدہ اپنی سحر طرازی پر یوں ناز کرتا ہے حال جنگ جرأت و سحر آغاز کرتا ہے شعر مسخر کن ملک تحریر سحرۂ رقم کرتے ہیں وہ تکلک تقریر سحر خیز سابق میں تحریر کیا ہے کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان طلسم جمشید کو فتح کرکے بصد صولت و شوکت طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران کے روانہ ہوئے تھے قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوئے آتے ہیں مگر زمرد شاہ باختری نے بعد قتل ہونے عقرب نیش زن جادو کے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد روانہ کر افراسیاب نے تیمور سحر طراز کو مع بارہ ہزار ساحران غدار برائے مدد زمرد ناہنجار روانہ کیا یہ بھیا تخت پر سوار مع ہمراہیان بدکردار طرف کوہ عقیق کے جاتا ہے یہاں زلزلۂ قاف ثانی سلیمان برائے نور الدہر و ایرج نہایت پریشان ہوئے کہ ان شیروں کا عرصۂ دراز سے نشان نہیں معلوم جواہر سے ارشاد ہوا کہ اے جواہر ایرج نامدار ہاتھ سے ارکان کوہی کے زخمی ہوکر نکل گیا تھا آج تک کچھ احوال نہ معلوم ہوا نور الدہر

ین بدیع الزمان کو کوئی ساحرہ اُٹھا لیگئی تھی اُسکی خبر کے واسطے تمکو جانا واجب لازم ہی اُسی وقت جو اعمر
بانہماے عیاری سے آراستہ ہوکر مع چالیس عیاران نامی کے براے تلاش نورالدہر وایرج باے شاطری
مارتا ہوا چلا مگر نورالدہر وایرج قطع منازل وطے مراحل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایکروز ناگاہ صحراے سبزہ زا
نواح دلکشا مین گذر ہوا طہماس بن عنقویل دیوپرور نے بارگاہ زرنفتی استادکرائی بازار مین آراستہ ہوئین
لشکر اُترا دونون خبر یعنی ایرج و نورالدہر آکر داخل بارگاہ ہوے پردے بارگاہ کے اُٹھے نظارۂ کوہ و دریا مین
مصروف ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھہ فوج کا بڑے بڑے قد کے جوان زبردست
پہلوان دورکابے مرکبون پر سوار سامنے سے گذرے ایک جوان کوہی بعہدۂ افسری کرگدن مست پر سوار لاکھ
سوار و پیدل فوج کے دل کے دل زرہ پوش چار آئینہ بند آکر اُسی دشت پُرفضا مین اُترے جن مین بارگاہین استادہ ہوئین
اُس جوان کی نگاہ لشکر شاہزادگان پر پڑی شاطر تیزرو کو حکم ہوا دریافت کر دیہ لشکر کسکا ہی کون لوگ ہین کہان
سے آئے ہین کہان جاتے ہین یہان ایرج و نورالدہر نے شاپور روشن نگاہ سے فرمایا جلد خبر لاؤ اُسکا شاطر
دریافت کرکے پلٹا شاپور نے فوراً خبر دی حضور بدمست کوہی براے مدد لقا جاتا ہی اپنی زور و قوت پر اُسکو
بڑا غرہ ہی اُدھر شاطر نے بدمست سے عرض کی نورالدہر وایرج فرزندان صاحبقران طلسم جمشیدی فتح کرکے
پلٹے ہین مال طلسم مذکور لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین بدمست کوہی کا یہ حال سنکر نشہ اُتر گیا غصے مین
کم ظرف مثل جام شراب کے اُبلا شاطر سے کہا ابھی جاؤ فرزندان حمزہ سے کہو کہ اُس طلسم کا ہمارے بزرگون نے
اکثر قصد کیا مگر موقع فتح کرنے کا نہ ہاتھ آیا لیکن تم نے بڑی بے ادبی کی کہ طلسم جمشید کو فتح کیا اب بہتر یہ ہے کہ
مال طلسمی لیکر خدمت مابدولت مین حاضر ہو خداوند کو سجدہ کرو ہم براے عذرگذاری خداوند جاتے ہین
قدمون پہ خداوند کے گرادینگے میری عرض و معروض سے دریاے رحمت خداوندی جوش مین آئے گا
عمر بھر کا گناہ ایک نظر رحمت خداوند سے معاف ہوجائیگا اگر خلاف کیا تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا ابھی
تلوار کھینچکر لشکر مین گھس آؤنگا بڑی ذلت سے قتل کراؤنگا مال طلسم مذکور چھین لونگا عیار نے کہا حضور
ایک نامہ تحریر فرمائیے کسی پہلوان کو دیجیے وہ جاکر سمجھائیگا نمانینگے تو کان پکڑکر ساتھ لیتا آئیگا بدمست نشۂ
کبر و نخوت مین چور اپنے زور پر مغرور یہی مضمون مذکور اور بہت کچھ مزخرفات کلمات مہملات نامے مین درج
کرائے ملفوف کرکے آواز دی اے پہلوانان کوہی تم مین سے ایک جوان فرمان مابدولت کا لیکر بارگاہ مین فتاح
طلسم جمشید کے جائے با آشتی سمجھاکر مع مال طلسم دونون کو خدمت مین مابدولت کے لائے سر شمار کوہی سپہ سالار
لشکر جھوم کر اپنے دنگل پر سے اُٹھا کہا اے پہلوان دوران والے گرشاسپ جہان یہ میرا کام ہی ابھی مع مال
دونون کو لاتا ہون یہ کہکر نامہ سر سے باندھا گینڈے پر سوار ہوا چار ہزار کوہیون کو ساتھ لیکر طرف لشکر شاہزا

والاقدر کے چلا شاہزادہ نورالدہر کو شبرنگ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدمست نے ایلچی روانہ کیا ہے بڑے کروفر سے آتا ہے نورالدہر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے ایلچی راز دانے نیست لشکر مین خبر کردو منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہوجائے کہ بدمست کا ایلچی آتا ہے کسی بدعت پر اُسکی کوئی صاحب خیال نکرین فوراً حکم شہنشاہی تمام لشکر مین پہونچگیا مگر سرشار مغرور و متکبر بصد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جا بجا جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن اپنے اپنے مقام پر جلوہ افگن ہین ایسی خیمون کی طنابین اُس بیحیا نے پکڑکر کھینچ لین خیمے گرگئے بندگان خدا دب گئے ہاتھ منھ ٹوٹا مگر کوئی اُس بیحیا سے نہ اُلجھا مونچھون پر تاؤ پھیر کر بہی جواب یا اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان ایسون سے تو ہم اصطبل کا کام لیتے ہین مگر سواے صبر و جبر کے کوئی چارہ نہین بجائیو اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار مین سمجھ لینگے خدا چاہے گا تو کوہی پتھرون سے سر ٹکرا ٹکرا کے مرینگے نہیب شمشیر سے جوانون کے بُت بنجائینگے اسوقت سنگدلی دکھائی جو چاہے بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والاجاہ پہونچا درگہ سالار کو حکم ہوچکا تھا اُس نے پردہ اُٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سردارون کا دور بندھا ہوا ہے اپنے اپنے مقام پر ہر شیر جلوہ فرما ہے مقام صدر پر نورالدہر و ایرج دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوے پشت پر ہنر پیشہ کلمگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پیر و شل فیل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے سرشار کو بھی دربار دیکھکر دنگ ہوگیا مغرور نے صاحب سلامت بھی نہ کی نورالدہر نے اشارہ کیا ملازمان جان نثار نے ذکل آہنی بچھا دیا سرشار بیٹھا جوانون سے آنکھین لڑانے لگا پندار رعب و دبدبہ دکھانے لگا نورالدہر نے ہر ایک کو اشارے سے منع کیا ساقی بچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشہ انجام پی گیا دور جام پے در پے چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بلبلا کر پکار اُٹھا منم نامہ دار نورالدہر نے کہا یہ کسکا نامہ ہے اسنے جواب دیا پہلوان پُر زور زبردست شاہزادۂ بدمست کا نورالدہر نے کہا نامہ لائیے اُس بیحیا نے نامہ سر سے کھولکر نورالدہر کے ہاتھ مین دیا نورالدہر نے میر منشی سے فرمایا اس نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کرچکا ہون نورالدہر نے سنکر سر جھکایا مگر ایرج نوجوان نے قبضۂ تیغۂ دو دمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے مین کف منھ مین بھر آیا کہا بیحیا نے کیا لکھا ہے ان فغال کی بیحیا کو سزا دون نورالدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم ایسین بدنامی ہے ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے ہین مبادا انہین سمجھا جائیگا نورالدہر نے میر منشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا اے سرشار تہنے جواب نامہ جنگ لکھدیا مال طلسم کا دینا ہمکو منظور نہین یہ سنکر وہ بیحیا بگڑا کہا اے جوان کیا مین خالی پیغامبر ہون ابھی مال طلسمی منگوا لے مین مال طلسمی بھی لونگا اور نقد جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑکر تم دونون کو لیجاؤنگا نورالدہر نے کہا اے سرشار یہان بدمستی نکرو میدان جنگ مین ہمسری سمجھ لینا مگر یہ بیحیا کب سنتا ہے رستم و سفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے کہا چلو اُٹھو ما بدولت کی رکاب تھام لو طہماس تو نخوت نورالدہر خاموش ہے ہونٹھ کاٹ رہا ہے منھ غصے مین

بول سکتا مگر ایرج کو نہ تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہین او ملعون دور ہو اپنے حمایتی سے جاکر اطلاع کر اور نامہ ہاتھ سے نور الدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے سرشار کے پھینکدیا کہا جاکے اسکی بتی بناکے بدمست کی آستین جلاوے سرشار ابلا ہوا بیٹھا تھا بقہر و غضب تمام اپنے مقام سے اٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج پر وار کیا ایرج نے دخل پر بیٹھے بیٹھے تھپکی ماری تلوار اسکی پٹ پڑی گویا قسمت الٹ گئی نور الدہر ہان ہان کرتے ہین کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہوگا یہ ایلچی ہے ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سر چنبر گردن سے اڑ جاتا صرف دو انگلیان پڑین تڑاقے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھاکے زمین پر گرا ایڑیان رگڑنے لگا ایرج نے اٹھکر چاہا ٹھوکر مارون کہ سر مغرور خود سر کا پھٹ جاے رشتہ حیات کٹ جاے نور الدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے مین رک گیا سرشار بارگاہ مین آنکھین بند کیے پڑا ہے کبھی آنکھ کھولتا ہے ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کر لیتا ہے نور الدہر نے جو یہ دیکھا قریب آکر فرمایا اے سرشار خوف نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام کرنے لگا نور الدہر نے کہا اے سرشار جاؤ اس نے جھک کر پرزے نامے کے اٹھا لیے گھبرایا ہوا باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا ساتھ والون سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دو ایک نے پوچھا حضور عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو بتا دینگے تمکو سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہے بقول سعدی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن ۔ ساتھ والے خاموش سرشار نے گینڈے کو بگٹٹ بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ مین بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست نے پوچھا کیون برادر خیر تو ہے حال طلسمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہین جیسے ہی مین بارگاہ مسلمانان مین پہونچا کتنے سو جوان مجھکو لپٹ گئے اسپر بھی مین نے دس بیس کو مارا مگر ایک ہاتھ مین دس بیس لپٹے ہوئے تھے نامہ چھین لیا دیکھیے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال مین بڑی چوٹ لگی بمشکل یہانتک آیا یہ سنکر بدمست مثل رعد کے گرجا کہا ان دونون جوانون کی شامتین آئی ہین قضا انکی دامنگیر ہو گیا معقول تبسم مین برائے ملاقات قدرت جاتا تھا کوئی شے بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انھین دونون کے سر جاکر نذر دونگا طرۂ پیغمبری یاد دلاؤنگا یہ کہتا ہوا اٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار منع کرنے لگا حضور اسوقت تامل فرمائیے جو کچھ مجھپر گذری وہ گذری صلاح کر کے سمجھا جائیگا بدمست نے نقارہ لشکر مین فرمائی لاکھہ سوار پیدل تیار ہوے مجبور سرشار بھی عقب مین چلا مگر بدمست قہر و غضب اڑاتے ہوے گینڈے کو جلاتا ہے یہان بعد جانے سرشار کے نور الدہر نے دیکھا ایرج کا غصہ کم نہین ہوتا مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہے نور الدہر سمجھاتے ہین اے برادر غصہ نکرو اگر جد عالی تبار کو خبر پہونچے گی انکے مزاج کے خلاف ہوگا لقا پرستون کی کیا کیا بدعت اٹھاتے ہین اپنی بارگاہ مین طرح دیتے ہین ایرج کہتے ہین بھائی صاحب ہین آپکا سا مزاج کہان سے لاؤن آپکو کلمات سخت سننے کی عادت ہے مین ابھی بارگاہ بدمست مین جاتا ہون انشاء اللہ ملعون کو سزاے معقول دونگا سب سردار ایرج کو

والاقدر کے چلا شاہزادۂ نور الدہر کو شبرنگ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدمست نے ایلچی روانہ کیا ہے بڑے کروفر سے آتا ہے نور الدہر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے ایلچی رازداں نیست لشکر مین خبر کردو منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہوجائے کہ بدمست کا ایلچی آتا ہے کسی بدعت پر اُسکی کوئی صاحب خیال نکرین فوراً حکم شہنشاہی تمام لشکر مین پہونچگیا مگر سرشار مغرور و متکبر بصد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جابجا جوانان صف شکن پہلوانان تیغزن اپنے اپنے مقام پر جلوہ افگن ہین کئی خیمون کی طنابین اُس بیحیا نے پکڑکر کھینچ لین خیمے گرگئے بندگان خدا دب گئے ہاتھ منھ ٹوٹا مگر کوئی اُس بیحیا سے نہ اُلجھا موچھون پر تاؤ پھیرکر یہی جواب دیا اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان ایسون سے تو ہم اصطبل کا کام لیتے ہین مگر سوائے صبر و جبر کے کوئی چارہ نہین بھائیو اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار مین سمجھ لینگے خدا چاہے گا تو کوہی پتھرون سے سر ٹکرا ٹکرا کے مرینگے نہیب شمشیر سے جوانون کے چھٹ نجاینگے اسوقت سنگدلی دکھائی جو چاہے بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والاجاہ پہونچا درگہ سالار کو حکم ہوچکا تھا اُس نے پردہ اُٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سردارون کا دور بندھا ہوا ہے اپنے اپنے مقام پر ہر شیر جلوہ فرما ہے مقام صدر پر نور الدہر و ایرج دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوے پشت پر ہزبر بیشۂ کلمگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور مثل فیل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے سرشار کو بھی دربار دیکھکر دنگ ہوگیا مغرور نے صاحب سلامت بھی نکی نور الدہر نے اشارہ کیا ملازمان جانثار نے ذنگل آہنی بچھادیا سرشار بیٹھا جوانون سے آنکھین لڑانے لگا اپنا رعب و دبدبہ دکھانے لگا نور الدہر نے ہر ایک کو اشارے سے منع کیا ساقی بچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشۂ انجام پی گیا دور جام پے در پے ہے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا لبلا کر پکار اُٹھا منم نامہ دار نور الدہر نے کہا یہ کسکا نامہ ہے اسنے جواب دیا پہلوان پر زور زبردست شاہزادۂ بدمست کا نور الدہر نے کہا نامہ لائیے اُس بیحیا نے نامہ سر سے کھولکر نور الدہر کے ہاتھ مین دیا نور الدہر نے میر منشی سے فرمایا اس نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کرچکا ہون نور الدہر نے سنکر سر جھکا لیا مگر ایرج نوجوان نے قبضۂ تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے مین کف منھ مین بھر آیا کہا بیحیا نے کیا لکھا ہے ان مغال کی بیحیائی کو سزا دون نور الدہر نے اشارہ کیا برادر رہا ہے سرکی قسم ایسین بدنامی ہے ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے ہین مہا امین بھیجا جائیگا نور الدہر نے میر منشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا اے سرشار تمنے جواب نامہ جنگ لکھدیا مال طلسم کا دینا ہمکو منظور نہین سُنکر وہ بیحیا بگڑا کہا اے جوان کیا مین خالی پیغامبر ہون ابھی مال طلسمی منگوائے دیتا ہون مال طلسمی بھی لونگا اور نقد جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑکر تم دونون کو لیجاؤنگا نور الدہر نے کہا اے سرشار یہان بدمستی نکرو میدان جنگ مین ہمسے سمجھ لینا اگر یہ بیحیا البتہ رستم و سفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہے قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا ملو اُٹھو ما بدولت کی رکاب تھام لو طہماس تو بخوف نور الدہر خاموش ہے ہونٹھ کاٹ رہا ہے منھ مستی مین

بول سکتا مگر ایرج کو نہ تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہیں او ملعون دور ہو اپنے حامی سے جا کر اطلاع کر اور نامہ ہاتھ سے نور الدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے سرشار کے پھینکدیا کہا جاکے اسکی تبہی بنائے بدمست کی اُسیں چلادے سرشار ابلا ہوا بیٹھا تھا بقہر و غضب تمام اپنے مقام سے اٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج پر وار کیا ایرج نے ڈھال پر بیٹھے بیٹھے تھپکی ماری تلوار اسکی پٹ پڑی گویا قسمت الٹ گئی نور الدہر ہاں ہاں کرتے ہیں کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہوگا یہ ایلچی ہے ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سر چنبر گردن سے اڑ جاتا صرف دو انگلیاں پڑیں تڑاقے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھا کے زمین پر گرا ایڑیاں رگڑنے لگا ایرج نے اٹھکر چاہا ٹھوکر ماروں کہ سر مغرور خود سر کا پھٹ جاے رشتہ حیات کٹ جائے نور الدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے میں رک گیا سرشار بارگاہ میں آنکھیں بند کیے پڑا ہے کبھی آنکھ کھولتا ہے ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کر لیتا ہے نور الدہر نے جو یہ دیکھا قریب آکر فرمایا اے سرشار خوف نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام کرنے لگا نور الدہر نے کہا اے سرشار جا اُس نے جھک کر پرزے نامے کے اٹھا لیے گھبرایا ہوا باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا ساتھ والوں سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دو ایک نے پوچھا حضور عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو تبا دینگے تمکو سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہے بقول سعدی شعر نہ ہر جاے مرکب تواں تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن ۔ ساتھ والے خاموش سرشار نے گینڈے کو بگٹٹ بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ میں بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست نے پوچھا کیوں برادر خیر تو ہے مال طلسمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہیں جیسے ہی میں بارگاہ مسلمانان میں پہونچا کئی سو جوان مجھکو لپٹ گئے اسپر بھی میں نے دس بیس کو مارا مگر ایک ہاتھ میں دس بیس لپٹے ہوئے تھے نامہ چھین لیا دیکھیے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال میں بڑی چوٹ لگی بمشکل یہاں تک آیا یہ سنکر بدمست مثل رعد کے گرجا کہا ان دونوں جوانوں کی شامتیں آئی ہیں قضا انکی دامنگیر ہے کیا معقول تحفہ ہے میں برائے ملاقات قدرت جاتا تھا کوئی شے بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انہیں دونوں کے سر جا کر نذر دونگا طرۂ پیغمبری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار منع کرنے لگا حضور اسوقت تامل فرمائیے جو کچھ مجھپر گذری ہے وہ گذری صلاح کر کے سمجھا جائیگا بدمست نے تمام لشکر میں قرنا ہوئی لاکھ سوار پیدل تیار ہوئے مجبور سرشار بھی عقب میں چلا مگر بدمست قہر و غضب اڑاے ہوئے گینڈے کو جلتا ہے یہاں بعد جانے سرشار کے نور الدہر نے دیکھا ایرج کا غصہ کم نہیں ہوتا مونچھوں پر تاؤ پھیر رہا ہے نور الدہر سمجھاتے ہیں اے برادر غصہ نکرو اگر جد عالی تبار کو خبر پہونچے گی انکے مزاج کے خلاف ہوگا لقا پرستوں کی کیا کیا بدعت اٹھاتے ہیں اپنی بارگاہ میں طرح دیتے ہیں ایرج کہتے ہیں بھائی صاحب میں آپکا سا مزاج کہاں سے لاؤں آپکو کلمات سخت سننے کی عادت ہے میں ابھی بارگاہ بدمست میں جاتا ہوں انشاءاللہ ملعون کو سزائے معقول دونگا سب سردار ایرج کو

سمجھا رہے ہیں شیر کو بہلا رہے ہیں کہ نوبت نقارے کی کانوں میں آواز آئی صدائے ہاہو سے زمین تھرائی ایرج نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہے کہ شاپور و شبرنگ دوڑتے ہوئے آئے عرض کیا اے شہریار بدمست کوہی سوار ہوا مع فوج آ پہونچا سنتے ہی ایرج و نور الدہر دو شیر ببر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس نے قبضہ ساطور پر ہاتھ ڈالکر کہا اے شہریار آپ تکلیف نہ فرمائیں غلام جاکر ان بیحیاؤں کو سمجھا دیگا مگر یکایک غلغلہ ہوا شبرنگ نے کہا حضور کوہی لشکر میں گھس آئے تلوار چلنے لگی نور الدہر و ایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا کوہیوں نے ہنگامہ برپا کر دیا ہا الیان فوج نور الدہر و ایرج غفلت میں اپنے اپنے مقام پر تھے وہ بیحیا آ پڑے کئی ہزار جوان زخمی ہوئے کئی سو سیار گلشن جنان ہوئے نور الدہر تو بتعجیل پشت اسپ پریوش پر سوار ہوئے نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشتم و بقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر و ایرج نوجوان بصد شوکت و شان کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ ایرج بلکسمج آن آفتاب منیر کہ صاحبقران اقلیم و آفاق گیر ہے سے صدا بلند ہوئی منہم ہنر پیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن صفدر طہماس بن عنقوبل دیو پرور اب سرداران ایرج و نور الدہر بھی سنبھلے کوہیوں پر جا پڑے ببر کر تلوار چلی کیا عجب تھا کہ نوک مژگان سے بھی کار زار ہو دو لالہ زار درکار ملک الموت بیکار ایک کی روح قبض نہیں کرنے پایا دو ہزار مر کر گرے ملک الموت کو خواہش ہے اس جنگ میں ٹڈی کا ہے سو کہ برائے قبض روح گماشتے قرار دوں مگر ایرج نہنگانہ پلنگانہ لڑتا ہوا جاتا تھا بدمست سے جو آنکھ چار ہوئی بدمست نے للکار کیوں او فرزند حمزہ میرے ایلچی کے ساتھ برا مکر کیا ہزاروں ملک لپٹ گئے وہ بہ جبر نامہ چھین کے چاک کیا ایرج نے جواب دیا او بیحیا مردان عالم کا دستور نہیں کہ ایک پر دو دست انداز ہوں نہ کہ سو دو سو وہ چھوٹا دغا باز ہے بدمست نے طرف سرشار کے دیکھا کہ ہاں اے سرشار اس جوان کی زبان کو کھینچ لے ایرج نے جو سرشار کو دیکھا آواز دی کیوں بیحیا سوئے ہے اور کون شخص دست انداز ہوا تھا اب تو سامنے آ سرشار بدمست کے بھروسے پر نعرہ کر کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج کو انتہا کا غصہ تھا بڑھ کے پاکر بھر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینک پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا پہاڑ سا کو دست حق پرست پر بلند کیا اسی غصے میں طرف آسمان کے پھینکا اُترتے اُترتے ہاتھ تلوار کا مارا چو رنگ ہوا کیا شاپور نے آواز دی اے شہریار سبحان اللہ ماشاء اللہ دوست و دشمن کی زبان سے صدائے آفرین بلند ہوئی مگر بدمست کو بھی یہ رنگ دیکھ کر طرف ایرج نوجوان کے چلا للکارتا ہوا کہ او نبیرۂ حمزہ تو نے میرے قوت بازو کو مارا میرے لشکر میں اسکا نظیر نہ تھا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا اس بدمستی کی سزا پائیگا ایرج قریب بدمست کے پہونچا جلدی کر کے بدمست نے ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ لنگر دار جوان زبردست ایرج نے جلدی میں سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار بدمست کی جو بڑی گوشہ سپر کو کاٹ کے سر پر گیسی زخم کاری بسر میں ایرج کے آیا ایرج نے دستانہ ارا تیغہ جھنا کہ نکلا مگر چادر خون چہرہ بے نظیر پر آئی بیجا داری کر کے ایرج نے ہاتھ مارا اُسنے گینڈے کو ہٹا لیا ہاتھ ایرج کا خالی گیا تکان سے زیادہ صدمہ پہونچا بدمست نے چاہا سر کاٹ دوں نور الدہر ایک غول میں مصروف جنگ تھے دور سے جو یہ معاملہ جانگزا دیکھا کلیجہ ہاتھوں سے تھام لیا نعرہ کیا او کوہی

خبردار دست خود را نگہدار نعرہ کرتے ہوے برابر بدمست کے پہونچے بیچ مین گھوڑا اڑا دیا بدمست کا سامنا ہوا بدمست نے وہی تیغہ خون آلود برسر شاہزادہ نورالدہر لگایا نورالدہر نے تیغۂ خاراشگاف پر گانٹھا آواز دی او بدمست شعر

تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ دیگر دور مجنون گذشت نوبت ماست ٭ ہر کرا پنج روز نوبت اوست ٭

یہ کہنا خبردار نہ کیا او بدمست نشہ بادہ نخوت سے ہوشیار ہو خواب خرگوش سے بیدار ہو نعرہ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ لیا دل سے کہتا تھا کہ نام تو اسکا سہ بر ہے اگر ایک بھی بر ظاہر مین ہوتا تو اُڑ جاتا وار نہ روکتا مگر تیغۂ برق مثال تڑ سے بگر اسپر کے دو ٹکڑے ہوے خود دو بلغہ عرق چین کو کاٹکر سر پر گرا زخم کاری سر پر آیا اُسنے دستانہ ڈالا تیغہ سر سے اُسکے نکلا چادر خون سے بھیجا کے جاری ہوئی نورالدہر نے چاہا سر اُسکا کاٹ لون ہزارہا کوہی آپڑے ایکطرف سے طہماس بھی جنگ کرتا ہوا آیا وہان خوب تلوار چلی دریا خون بہ گیا ایک جانب سے نقدریح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نجم سحر باندھکر آیا جنگ مین مصروف ہوا اشعار

خروشے برآمد ز گیر و بگیر ٭ یکے خورد نیزہ یکے خورد تیر
دیگو ہزاروں زرہ پوش خنجر گزار ٭ نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے ٭ وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
ہوا سامنا تیر چلنے لگے ٭ نیاموں سے خنجر نکلنے لگے
ہوے کشتہ میدان مین ہنگام جنگ ٭ زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
کروں کیا بیان ماجراے ستیز ٭ کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
سر و حلق گردان جنگ آزما ٭ نثار دم خنجر و تیغ تھا
روان خون تھا مانند دریاے آب ٭ سر سرکشان تھے مثل حباب
یہ کیونکر کہوں مین کہ بیکار تھی ٭ قیامت وہان اک نمودار تھی
پیاپے تھی یون ضرب گرز گران ٭ کہ جسطرح سے پتک آہنگران
زد و کشت اُسدم ہوئی اسقدر ٭ کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر

کہ مردان دشت نبرد رستم و اسفندیار بھی یادگار شمشیر بہینہ کارزار ہو شعر بیاہ لیجاؤ عروس موت کو ٭ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ٭ ہر ایک جانب ہنگامہ گیر و دار بلند ہے لشکر کوہیان دردمند بڑے بڑے قد بھاگتے پھرتے ہین نہیب شمشیر مسلمانان سے منھ کے بل گرتے ہین بھاگ لشکر کوہی پڑاؤ پر آے ایرج و نورالدہر وہان بھی آپڑے پڑاؤ کوہیون کا لٹنے لگا بارگاہون پر کوہیون کی مسلمانون نے قبضہ کیا بدمست زخمدار بیقرار مثل صید خائف بھاگا بھاگا پھرتا ہے ہوا الیان رنج مثل موج پراگندہ غم والم کی طغیانی کشتی حیات کافران طوفانی دریا خون مین غوطے کھا رہی ہین کنارہ کے پہونچنا دشوار ہے جوش بحر تیغ آبدار مسلمان نہنگان شناور دریاے جرأت و ہمت جنگ مین مصروف بحر دریا لشکر کوہیان کو جھیل رہے ہین جان پر کھیل رہے ہین اہل اسلام نے لشکر بدمست کو گھیرا ہے ناظرین پر واضح ہو کہ ایرج و نورالدہر مین آپسمین ہمچشمی ہے اگر ایرج نے بجرات و شوکت بڑھکر کمیدان کو مارا نورالدہر نے بصد صولت و لیاقت رسالہا انکو للکار افواج غول پراگندہ بدحواس کوہیان بدمعاش کو میدان جنگ سے بھاگ جانیکی تلاش دریا نامردی کا جوش پراگندہ لشکر عقل و ہوش علمہاے لشکر سرنگون زمین پر یون پڑے ہین جیسے مردے کفن مین بھاگو بھاگو کی صدائین گھوڑے کوتل

پھرپے ہین ہتھیار کوہیون کے کھل کے گر پڑے گرز سرکوبی بھولے تیر گوشون مین چھپتے ہین کمانون مین مثل کمر سر خم تلوارین بیدم
نیزے مثل جسم مدقوق نحیف وزار سنانین بنا مین بالکل بیکار خنجرون مین نہ دم نہ خم اسکا کیا علاج تبر مثل قیر ایک نقطے کے محتاج
سپرون کو دوران سر دامن چاک پھول مرجھائے ہوے اپنی سیہ بختی پر غیرت سے گلتی ہی کوہیون کو دفتر فنا سے تنخواہ بیباقی
بٹتی ہی چہرے نامردون کے نلری نہ دفتر نہ دفتری قریب ہی کہ کوہی فرار پر قرار کرین مگر فضلے کار ملکہ ترنج جادو بدمست کی
آشنا ہی جب یہ چلا تھا اُس سے کہکر آیا تھا کہ مین واسطے مقابلہ مسلمانان کے جاتا ہون ملکہ ترنج نے منع کیا تھا کہ ای یار صادق و ای محب
واثق مسلمانون سے بگڑی الجھنا اچھا نہین جو تمھارا بھائی بند گیا وہان سے زندہ پلٹ کے نہ آیا لہذا وہان نہ جاؤ بدمست کو
اپنے زور کا نہایت غرور تھا اسلیے نمانا اور آیا جو کچھ گذرا وہ ناظرین پر واضح ہی ملکہ ترنج بعد جانے بدمست کے گھبرائی چارسو
جادوگرنیون کو ساتھ لیکر جوش محبت مین چلی اُسوقت آکر پہونچی آسمان سے دیکھا بدمست زخمدار کوہیون کی فوج
کا ستھراو مسلمانون نے قیامتین برپا کی ہین دریاے خون بہ رہا ہی بارگاہین خیمے سرنگون بازارین ویران محلے فوج
کے لٹے ہوے دوکانین برباد جھنڈے بازارون کے گرے ہوے منھ کوہیون کے لڑائی سے پھرے ہوے دو جوانان
صف شکن نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین ایک جانب ایک جوان مثال فیل مست ساطور بدست فوجون کو درہم و برہم کر رہا ہے
دم جرأت کا بھر رہا ہی پہلوان یگانہ رستم حضال عفریت مثال کوئی کوہی اُسکے منھ پر چڑھ نہین سکتا کسی پہلوان کا قدم
بڑھ نہین سکتا یہ معرکہ قیامت خیز جو آسمان سے ملکہ ترنج نے دیکھا اپنے دھگڑے کا سر زخمی پایا بدحواس ہو گئی ورکین سے
نعرہ کیا باشیدے مسلمانان منم ملکہ ترنج جادو یہ کہکر زمین پر آئی ایک سحر مین قیامت برپا کر دی کوئی گھوڑے سے
گرا کوئی زمین پر تڑپا چارسو جادوگرنیان اُسکی گوے ترنج و نارنج مارنے لگین شاپور و شبرنگ عیاران طرار
حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین ساحرون کو للکار رہے ہین کئی جادوگرنیان کمندون سے حباب ہاے بیہوشی سے
قتل ہوئین ہرچند شاپور نے کہا ای برادر شبرنگ جادوگرنیون سے سامنا ہی نکل چلو جان بچاکر ٹل چلو چھپکر آ کر عیاری
کرینگے شبرنگ و شاپور نے قصد کیا مگر جادوگرنیون کے سحر سے زمین ہلنے لگی قدم اُٹھانا بھی دشوار ہی زمین و آسمان
شعلہ بار ہی کہین پانی برس رہا ہی کہین نہر آب جاری کہین نخل ثمر اگر رہے گھوڑے مطلق العنان کوتل پھر رہے ہین جابجا منھ کے بھل
گر رہے ہین شبرنگ و شاپور نے ہرچند چاہا کہ جست و خیز کرکے نکلین مگر ترنج نام عیارون کے سن چکی تھی کہ فرزندان خواجہ عمرو
و شاگردان عمرو کے اسیر ہین دیکھا ڈبلے پتلے تانتیے تصویر عمرو کی دیکھ چکی ہی ترنج اسی طرف پلٹی ان دونون کو دیکھ
کسی پر کمند لگائی کسی پر خنجر مارا کبھی حقہ آتشبازی مارا دس پانچ کے منھ جھلس گئے کبھی جنگلی بان وا نما اُن شعلون سے دوچار
جلے ایک ساحرہ گلبدن نام وزیرزادی ملکہ ترنج کی مصاحب خاص ہمدم با اخلاص ساحرہ شعبدے باز شاپور پر جا پڑی
ماش کا دانہ مارا شاپور کے پانون زمین نے تھامے مگر ہاتھ سحر سے بری رہے گلبدن بڑھی کہ نیچے سے سر کاٹ لون
جیسے ہی وہ قریب آئی شاپور نے کمند ماری وہ منھ کے بل زمین پر گری شاپور نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک

نعرہ کیا منیم شاپور شیردل ترنج نے یہ معرکہ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا اپنی مصاحب خاص کو تڑپتے
پھڑکتے دیکھا یہ بھی دیکھا کہ ایک عیار اگر سحر سے کسی کا مقابلہ کرتا ہی دوسرے نے لپٹ کر خنجر مار دیا جادوگرنی
مری پھر دونون نے قیامت برپا کر دی الگ الگ لڑنے لگے ایک کی ایک مدد کرتا ہی یہ شعر زبان پر جاری ہی ہان
بھائی شاپور شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ؛ پراگندگی آرد انبوہ را ؛ یہ سب حرکتین ان عیارون کی ترنج
جادو نے دیکھین دور سے للکارا اے عیاران غضب کیا میری وزیرزادی کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے
عیارون نے پلٹ کر دیکھا چاہا جست و خیز کر کے نکل جائین مگر ملک الموت کے سامنے سے ٹلنا دشوار تھا ملکہ ترنج نے
ایک نارنج پھینک مارا دونون عیار لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے ملکہ ترنج نے جادوگرنیون کو اشارہ کیا کہ پہلے
ان نگوڑون کو گرفتار کروان مکارون نے بڑے داغ دیے نور الدہر و ایرج و طہماس وغیرہ سب ایک
مقام پر پابہ گل ہر چند کہ آسمان جرأت کے ماہ کامل ہین مگر ہاتھ دستگیری نہین کرتا ثابت قدمی نے جدائی کی
ہوش و حواس نے کج ادائی کی گھوڑون سے گر کے بیہوش ہوئے ہوش و حواس روپوش ہوئے بدمست
رنجیدہ کبیدہ زخمدار بیقرار سامنے اپنی معشوقہ کے آیا کہا جان جہان مین لٹ گیا اپنے رفقا سے چھٹ گیا
کیسے کیسے صف شکن مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ ترنج نے کہا اے بدمست ہمنے تمکو پہلے ہی ہوشیار کر دیا
تھا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اسم بامسمیٰ ہو بدمستی کے نشے کا یہی کام ہی ذلیل و رسوا ہونا آبرو کھونا یہ کہکر حکم دیا ان سب کو
گرفتار کر لاؤ طوق و زنجیر پہناؤ دربار ان سب کا سمجھو سوال جمشید پرستی کرو اگر قبول کرین اپنا رفیق بنالو ورنہ فوراً قتل کرو
بدمست نے بلا کر آہنگرون کو حکم دیا سرداران نامی پہلوانان گرامی کو مسلسل و مطوق کیا اسوقت چونکہ بدمست زخمدار تھا
سب کو قیدخانے مین بھیجا از سر نو بارگاہین استادہ کرائین ملکہ ترنج کا ہاتھ تھامے ہوئے بارگاہ مین آیا سب رفیق
و امیر و وزیر ہمراہ ملازمان شہزادہ ایرج و نور الدہر کچھ گرفتار ہوئے بعض بھاگ کر درہائے کوہ مین چھپے بدمست
کی زخم خوردگی کی ملکہ ترنج آکر تخت پر بیٹھی بدمست دنگل زرین پر تمام خزانہ طلسم جمشیدی قبضے مین بدمست
کے آیا صدہا چھکڑے انپر صندوق ہائے کلان مخمل کاشانی کے غلاف قفل ہائے رومی ترنج نے چاہا مال اتروا کر بالاخانہ
کرے بدمست نے کہا اے جان جہان اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوتا ہی گا نازنین شراب پین ہم تم لپٹ کر
سوئین ملکہ ترنج نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی بیہودہ باتین کرتا ہی دیکھو میرے ہاتھ پاؤن مین درد ہی رنگ چہرہ کا زرد
ہی اب یہ تبلاؤ کہ ان سردارون کے مقدمے مین کیا منظور ہی بدمست نے کہا مین ان سب سے سوال سامری پرستی کرونگا
پسران حمزہ نہ لات و منات کبھی قبول کرینگے سنا ہی اکثر قید ہوئے تلوارین گلون پر رکھی گئین مگر اپنی کہی سے نہ پھرے ملکہ ترنج نے
کہا سامنے تو بلوا دیکھو اب کیا کہتے ہین کچھ جواب سخت دیتے ہین یا خاموش رہتے ہین بدمست نے داروغہ زندان
خانے کو حکم دیا نور الدہر و ایرج و طہماس کو سامنے بدمست کے لاؤ ملکہ ترنج نے سحر اپنا اٹھا لیا قید آہن مین سب

گرفتار ہین داروغہ قید خانے مین گیا نور الدہر و ایرج و طہماس کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا ہر چند کہ تینون سردار انتہا کے زخمی ہین مگر شیران دشت نبرد جیسے ہی بارگاہ مین آئے پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس و درین ماوا بر کسی باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکے است و پیغمبر او برحق وہ بے نیاز کارساز خالق مطلق ہے بدمست بگڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ دیکھو تمنے غضب کیا مسلمانون کو بارگاہ مین ناحق بلایا ہمارے ہوتے دوسرے خداوندون کو بُرا کہتے ہین بڑے یہ لوگ سرکش ہین مگر تریخ کی نگاہ جو جمال بیمثال نور الدہر و ایرج پر پڑی چہرے آفتاب عالمتاب قد سرو باغ مراد آنکھون مین خیرہ کے نیچے جلوہ گر ہین جنونون مین رستمی مزاجون مین برہمی ایک جانب طہماس ایسا جوان قد و قامت مین دیو جرات مین آن بان مین یکتا پہلوان صاحب شوکت و شان تینون پر مائل ہوئی حیران جمال و محو دیدار کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا کچھ اعضا پھڑکنے لگے گھبرا کر بدمست سے کہا صاحب ذرا الگ بیٹھو اسوقت مجھسے نہ بولو یہ بیچارے غربت کے مارے ناحق مصیبت مین پھنسے ہین شاہزادے صاحبان لیاقت زنجیر پہنے کھڑے ہین انپر رحم لازم ہے ان لوگون سے نام جرات قائم ہے اگر یہ بُرے ہوتے خداوند لقا کاہے کو زندہ چھوڑتے کیا قدرت کو اختیار نہ تھا جب چاہتے مٹا دیتے سنگ سیاہ بناتے قہر و غضب قدرت دکھاتے کوئی بات تو انہین اچھی ہے کتابین اُٹھا کر دیکھو قدرت نے انکے دادا جان کی خاطر سے ملک موروثی باختر ایسا شہر ترک کیا خفا ہو کر چلے آئے مگر انکو نہ مٹایا اور یہ بھی کتاب خداوندی مین مرقوم ہے کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوند لقا ہے دن بھر خدا کو بُرا کہتا ہے رات کو ایک خیمے مین اُلٹا لٹکتا ہے توبہ توبہ کرتا ہے دم قدرت کی محبت کا بھرتا ہے قدرت دن بھر کے گناہ معاف فرماتے ہین میرا جی چاہتا ہے ان بندگان خاص خداوند کو قید سے رہا کر دون محفل عیش مین شریک ہون قدرت کو بُرا کہینگے آپ آفت سہینگے بدمست نے کہا اے ملکہ عالم یہ شیر زنجیرون مین گرفتار دست و پا انکے بیکار ہین رہا ہوتے ہی آفت برپا کرینگے ابھی خون کے دریا بہا دینگے انکو کون روک سکیگا مین نے جنگ ان ظالمون کی دیکھی جرات مین بے نظیر صاحبان توقیر سیکڑون ہی سکتے کی موت مارے گئے کوئی منہ چڑھ سکتا تھا کون آگے بڑھ سکتا تھا بدولت بھی زخمی ہوئے اگر ملکہ عالم تم نہ آجاتین لمحہ بھر مین لشکر کا خاتمہ تھا ان لوگون پر رحم کرنا بیجا ہے وہ جوان جسنے سرشار کو مارا خداوند لقا کا نواسا ہے مگر قدرت سے برگشتہ ہے متھولاد فولاد شکن کوہی ارکن کوہستان اسی جوان کے ہاتھ سے قتل ہوا اُسکی دختر بلند اختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو نکال لیگیا ہمائی غول ادنے بڑی کوشش کی کچھ نہوا آخر لڑ بھڑ کے اُس صنم غیرت نے جان دی مین ابھی انکو قتل کرونگا ملکہ عالم تمھارا کہنا نمانونگا یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ ابھی ان جوانون کو مع دونون عیارون کے قتل کرو ملکہ تریخ عاشق ہو چکی ہے چاہتی ہے انکو کسی حیلے سے بچاؤن معشوقان پریچہرہ کو پہلو مین بٹھاؤن صف شکن تیغزن صاحب صولت و جرات شمع افروز انجمن عشرت جیسے ہی جلاد سامنے آیا بدمست نے کہا نور الدہر و ایرج و طہماس و فیروز بخت شاپور کو قتل کر اب ہم سے حکم نہ پوچھنا جلاد تیغہ کھینچ کر اول سر نور الدہر پر آیا گردن پر کپڑے کا خط دیا طہماس

نے آواز دی او ہیجا یہ میرا آقاے نامدار ہے پہلے مجکو قتل کرین پھر آقاے نامدار کا ملال نہ دیکھون جان اپنی اسکے قدمون پر نثار کرون جلاد اُدھر بڑھا طہماس نے سر جھکا دیا اب تو ملکہ ترنج کو نہایت غصہ آیا اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیون او ہیجا بہاڑی ہمارے حکم مین رخنہ انداز ہوتا ہے تیری کیا حقیقت ہے کوئی تجکو جانتا پہچانتا تھا ہمنے خاک سے پاک کیا کوہستان مین تیرا نام ہوا پہلوانون کو ہمنے سحر کرکے زیر کرا دیا او احسان فراموش آج بھی اگر ہم نہ آتے تو کتے کی موت مارا جاتا او روباہ خصال ان شیرون کے ہاتھ سے امان پاتا بدمست نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہے او مکارہ ہمین اختیار ہے ہمارے دشمن ہین ہم خود قتل کرینگے اگر تو بولے گی ہمارے حکم مین خلل کریگی تجھے بھی قتل کرونگا کیا دھگڑون کو دیکھکے عاشق ہوئی جب سے یہ بارگاہ مین آئے اسی جانب دیکھ رہی ہے ملکہ ترنج ہنسی کہا نگوڑے قتل کرنے والے کو بھاڑ مین ڈالون اپنے ہوتے سوتون کو مار بیشک یہ جوان جری بہادر اسی لائق ہین سر پر مکان پہلو مین اُنھین انکو جگہ دے دو محبوب مطلوب تیرا پڑے قد کا پہلوان اپنی جان نثار کرونگی تجکو آتش رشک مین جلاؤنگی بدمست تیغ کھینچ کے جھپٹا کہا اے حرامزادی تجکو قتل کرتا ہون ملکہ ترنج پیچھے ہٹی ایک دانہ ماش کا مارا تیغ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے زمین پر گرا اُسی مقام پر پا بگل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا بدمست کا نشہ اُترا لگا غل مچانے اے ملکہ ترنج ٹھہر جا ری تجھسے بڑی محبت تھی مین تجھپر جان دیتا تھا تو مجھپر شیدا تھی یاد نہ کر تیری خدمتگزاری سے کبھی منھ نہین موڑا اگلی باتین سب بھول گئی ان گلعذارون کو دیکھکر ایسی بھول گئی ملکہ ترنج کب مانتی ہے آتش عشق نورالدہر وارج و طہماس شعلہ ور ہے گرمی محبت سے استخوان جل رہے ہین قلب ناصبور سے شعلے نکل رہے ہین وہی تیغ بدمست کا اُٹھا کر دوڑی ہر چند بدمست چیخا پیٹا اگلے پچھلے دفتر کھولے کچھ اثر نہوا ملکہ ترنج نے قریب آکر ہاتھ مارا بدمست کے دو ٹکڑے ہوے ہاتھ ہلا کر برق چمکائی جلاد کا سر اُڑ گیا اُسی غصے مین طرف کوہیون کے پلٹی کہا بتلاؤ نگوڑو تم کیا کہتے ہو یہی شرط ہے سب کو پھونکدون آتش قہر و غضب مین جلاؤن سب کوہی گھبرا گئے منتین کرنے لگے کہ ملکہ ترنج ہم تابعدار ہین میان بدمست صاحب کے مزاج مین بڑا غرور آگیا تھا آپنے خوب کیا وہ اسی لائق تھے آپکے بھروسے پر بڑے بڑے ظلم ملکہ ترنج نے کہا اسکا لاشہ پھینکدو خدمت مین ما بدولت کی حاضر رہو کوہیون نے ٹانگ پکڑ کر لاشہ بدمست کا مزبلے پر پھینکدیا ملکہ ترنج بن بناؤ کرکے مسی کاجل لگا کے تخت پر بیٹھی نورالدہر وارج و طہماس یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہے تھے ملکہ ترنج نے کہا ان تینون جوانون کی قید کاٹ دو آہنگرون نے فوراً قید سے رہا کیا ملکہ ترنج نے کہا اے شہزادو آؤ دنگل پر بیٹھو تمھارے واسطے اپنے پرائے آشنا کو مار ڈالا مگر ان عیارون کو نہ چھوڑونگی نورالدہر وارج و طہماس خاموش دنگلون پر بیٹھے سر جھکائے ہوے شبرنگ و شاپور نے فریاد کی ملکہ عالم ہم بھی تابعدار ہین جو ارشاد ہوگا فوراً بجا لائینگے ہم تو نمک صحبت ہین گائینگے بجائینگے آپکو خوب راضی کرینگے ملکہ ترنج نے کہا میرے بزرگون نے مجھسے کہدیا ہے کہ عمرو و فرزندان عمرو سے ڈرنا چاہیے بڑے مکار عیار ہوتے ہین ہر چند دونون نے کہا ملکہ ترنج نے ان دونون کو رہا نکیا حکم کیا قید خانے مین لیجاؤ داروغہ زندان خانہ دونون کو کشان کشان لے گیا ملکہ ترنج نے جلسہ آراستہ کیا ساقی نیچے حاضر ہوے اول طرف نورالدہر کے متوجہ ہوئی کہا

کیون جان جہان و آرام دل مشتاقان خاموش بیٹھے ہو منہ سے بولو مین تم تینون صاحبون سے باہر نہین ہون اور سب بجا کے مرد آج سے مجھپر حرام ہوے تمھارے لیے سحر سے خود درہ تیار کر دونگی کوئی دنیا مین تم سے مقابلہ نہ کر سکیگا ارج نے نورالدہر کے چٹکی لی کہا لو بھائی صاحب تم پر بہت مہربان ہے بھلا اب ہم تمسے کاہیکو بحثی کر سکینگے کیا مجال ہے کہ زنگل رستم کا نام لین نورالدہر نے غصے مین جواب دیا ارے ملکہ ترنج کیا بیہودہ بکتی ہے ملکہ ترنج مسکرا کر طرف طہماس کے متوجہ ہوئی کہا او جوان تو مجکو نگاہون مین کھانے جاتا ہے ذرا مجکو ہاتھہ نہ لگانا مین ابھی بچی ہون

ابیات

نادان کوئی لیتا ہے تلوار کا بوسہ
آتا ہے مجھے رشک سیہ بختی پہ اپنی
تو لیتے کبھی لب کبھی رخسار کا بوسہ

تا حشر نہ ہوش آئے تجھے نشہ ہے اسکے
جب زلف تری لیتی ہے رخسار کا بوسہ

لینا نہ کبھی ابروے خمدار کا بوسہ
لیلون مین اگر اُس بت میخوار کا بوسہ
ہوتی جو تری تحفہ کا بنا تا ہمین اللہ

نورالدہر نے کہا ای ملکہ عالم یہ تمھارے ہی لائق ہین جوان اور خوبصورت ہین ارج نے کہا اونی سی بات ہے ستر پوشون کا سا طور باندھتے ہین بڑے مشقتی جری بہادر ہین ملکہ ترنج نے کہا کیا مین نسے باہر ہون سائی جان شراب پی لیں بہت خوش ہولی یہ دونون شاہزادے بڑی تیری تعریف کرتے ہین طہماس نے اٹھا ہاتھہ مارا جام زمین پر جا کر گرا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ ترنج نے کہا ای جوان تو بڑا بدمزاج ہے عاشق و معشوق کا تنہائی مین ناز و نیاز بہتر ہے مین الگ اٹھہ چلون کچھ تنہائی مین کہے گا ابھی دن ہے رات ہونے دے ارج و نورالدہر نے قہقہہ مارا طہماس نے کہا شاہزادو ہنس ہنس کے میری جان لوگے اس کم بخت کی شامتین آئی ہین ملکہ ترنج نے کہا کیون بے لم قدے مین نے تیرے ساتھہ کیا برائی کی جو تو کہیگا مجھے بدل و جان منظور ہے بیوجہ غصہ کرنا تیری عقل کا قصور ہے میرے مزاج سے تو آگاہ ہے ذرا سی بات پر مین نے بدمست کو مارا بھیڑا اپنا کر کھونٹے مین باندھہ دونگی وہ دونون بیچارے سمجھاتے ہین آپ بھرے جاتے ہین انسانیت سے باہر بس چل اٹھہ دیر کر اسی مین تیری خیر ہے اب تو طہماس گالیان دینے لگا کہا کمبخت یہ دونون جوان دل لگی باز ہین یہ میان ارج صاحب جو بیٹھے ہین بڑے عاشق مزاج ہین ہم نکمے جا کر بیچارے غریب محتاج ہین خواجہ عمرو کے فرزند ہین ہم سردار ہیں میان زامی و نامدار اُن سے ضرور آشنائی کرو میرا قد و قامت دیکھنے ہی کا ہے یہ حسین خوب رو پہلوان بھکیت بکیت البتہ قابل دوستی ہین جب تمھارے پاس بیٹھینگے لوگ حیرت سے آتش حسرت پر جلینگے ملکہ ترنج نے کہا اچھا مین اُنکے خوش کرنے کو حاضر ہون لو پیارے یہ جام تمھین ہو اب میان ارج گھبرائے ملکہ ترنج نے جام شراب کا ارج کے منھہ سے لگا دیا کہا یہ پی نخرا نہ کر بڑا چپت ہے تیری چپتی دیکھونگی ارج نے منھہ پھیر لیا ترنج نے کہا پیلا جام اگر تو نہین پیتا تو مین پیے لیتی ہون یہ کہکے جام شراب خود پی گئی تشنائی ارج کے رجھانیکو یہ غزل گائی **غزل قبول**

سوز دروں کی اے دل اسکو خبر نہین ہے
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہے خشک دامن
شعرون مین کسکو باندھون دیوانہ ہین ادھر کسکو

آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہے
شل گھر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہے
اک وہم سا ہے سب کو اسکے کمر نہین ہے

اُسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی
روح الامین کا بھی اُسجا گذر نہین ہے
اے شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو
اب نذر کو تمھاری خون جگر نہین ہے
تن پر سے سر جو اُترا بس سر کا درد اُترا
تن پر جو سر نہین ہے بس درد سر نہین ہے
اہل ہنر کے آگے پڑھ اے قبول اشعار
کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہین ہے

یہ غزل گاکے نشہ کے جوش مین ایرج کو پٹنے لگی ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر سحر کرکے اپنے کو ملکہ ترنج نہ بچاتی تو سر اُڑجاتا ایرج و نورالدہر و طہماس اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کوہیون نے بلوہ کیا دو چار کو طہماس نے مارا چند کو نورالدہر نے کسی کو ایرج نے پس ملکہ ترنج جادو غصے مین اُٹھی دیکھا زمین پر دریاے خون بہ گیا غصے مین ایک دو تھپڑ مارا تینون سردار زمین پر گرے سحر مین تینون کو مبتلا کیا کہا اے جوانو میرا کہنا مانو بڑا مجکو قلق ہے انصاف کرو میرے حق تمھارے واسطے مین نے اپنے آشنا کو مار ڈالا کیسے نا انصاف ہو مجھے خود رہ رہکے افسوس آتا ہے اگر میرا کہنا نہ مانوگے تو وہی حال تمھارا بھی ہوگا ایرج و نورالدہر و طہماس گالیان دینے لگے کہ کمبخت کیا بیہودہ ارادہ کرتی ہے ہم لوگ اس فن کے نہین ہین ملکہ ترنج نے کہا بلاؤ جلادون کو ابھی ان کو قتل کروتی مین سلامت رہون ان ایسے ہزارون پیدا کر لونگی مجھے کیا پڑا ہے اپنے نصیب کو جھیکین مجھ ایسی چاہنے والی انکو نہ ملیگی سب طرح حاضر ہون گھوڑے ایسے ٹھنڈے ہین کسی طرح نہین گرماتے ان جوانون نے کچھ جواب نہ دیا جلاد خنجر کھینچکر قریب آئے ایرج و نورالدہر کو زندگی سے یاس ہوئی اپنے معبود حقیقی سے التجا کرنے لگے دعا مین مصروف ہوے ملکہ ترنج غصے مین کانپ رہی ہے کوہی گرد ہین کہ یکایک ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی اے ملکہ عالم جبرئیل قدرت خداوند باختری یعنی ملک یاقوت شاہ تشریف لاتے ہین شاید واسطے شکار کے صحرا مین تشریف لائے تھے آپکی خبر سنکے پلٹ پڑے ملکہ ترنج اُٹھی باہر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ ملک یاقوت شاہ ہوادار پر سوار تاج شہریاری برسر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے ملے گنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو چالیس جوانان خوشرو سپاہی چوبدار ہمراہ بچو کرتے ہوے چلے آتے ہین ملکہ ترنج نے آگے بڑھکے سلام کیا پاے ہوادار کے ہاتھ رکھا پوچھا اے جبرئیل قدرت یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا یاقوت شاہ نے کہا بدولت واسطے شکار کے آئے تھے زبانی ہرکارون کی معلوم ہوا کہ بندہ ہی خاص خداوند لقا نے مسلمانون کو گرفتار کیا ہے اور قدرت نے بھی فرمایا تھا کہ جب شکار مین جاؤگے شکار بندہ دستیاب ہوگا دشمنون کو اضطراب ہوگا مین مطلب اصلی کو نہ سمجھا اب جو ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی کرامت ارشاد خداوندی یاد آئی ملکہ ترنج با اعزاز و اکرام یاقوت شاہ کو لیکر بارگاہ مین آئی ساتھ والون سے کہتی ہے صاحبو دیکھو مین نے یہان مسلمانون کو گرفتار کیا قدرت کو وہان معلوم ہوگیا بالکل جوت کا خداوند ہے رات دن بات سے اُسکا تعلق بند ہے اسمین بھی کچھ مشیت ہے قدرت کی حجت ہے کہان سبکو نہین ملانے ہین دیکھا کہ عجب دعوا دکھاتے ہین جبرئیل تمھاری خوشی مین آئیگا ایک تب تمھارا خلل ہے حباب بحر عالم سے مٹ جائیگا اب تجکو بیضہ کا طرہ ہمسری سے گا

غنچۂ آرزو کھلیگا سب کو یہی عرض کرتے ہین آمنا و صدقنا ترنج نے یاقوت شاہ کو لاکر تخت پر متمکن کیا حکم ہو جلد ساقیان پری رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہون جبرئیل قدرت نے ملکہ ترنج کے چٹکی لی مسکرا کے کہا صاحب تمہارے بڑے مرتبے ہین خداوند ہمسے فرما چکے ہین اپنے پرانے آشنا بدمست کو قتل کیا قدرت کی تقدیر کا ظہور ہوا اب جانی تمہاری شادی ہمارے ساتھ ہوگی ہم تم مزے اڑائینگے اپنے پہلو مین تجھ ایسی حسینہ کو سلائینگے مگر یہ تو بتلاؤ کوئی خیمہ ایسا بھی ہے کہ جہان تخلیہ ہو راز و نیاز کے کلام ہون شکار سے تھکے ہوے آئے ہین آرام پائین نور قدرت تمہارے پیٹ مین اتارین یہ سنکر ملکہ ترنج پھول گئی سر جھکا لیا شرما گئی گھونگھٹ نکالکر کہا اے جبرئیل قدرت حکم خداوندی مین کون دخل دے سکتا ہے مگر کنیز کو خوف سے سکتا ہے چلیے تشریف لیچلیے چھپر کھٹ درست ہے مگر لونڈی کی طبیعت سست ہے یاقوت ہاتھ تھام کے ترنج کا اٹھا ساتھ والونسے کہا ملکہ ترنج سے تنہائی مین کچھ باتین کرینگے تم سب صاحب بارگاہ مین باطمینان بیٹھو چرچا شراب و کباب کا کرو ملکہ ترنج کو ساتھ لیکر بخدمت خداوند چلینگے سبکو یہی وکنیزان ملکہ ترنج نے ان سب کی شراب و کباب مین شرکت کی مگر ملکہ ترنج دلمین باغ باغ کہ اب قدرت کی بہو کہلاؤنگی یہ جبرئیل قدرت ہے تجھسے قلبی محبت ہے اے ترنج اپنے کو روکنا چاہیے جب تخلیہ مین آئی مسند پر یاقوت آکر بیٹھا ملکہ ترنج شرمائی ہوئی ہٹی جاتی ہین ناز معشوقانہ دکھاتی ہین یاقوت نے کہا جان جہان قریب آؤ تنہائی مین نہ شرماؤ ملکہ ترنج نے کہا اے جبرئیل قدرت دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگانا مین لوٹ جاؤنگی تمسے روٹھ جاؤنگی اور کسی بات کا ارادہ نہ کرنا دیکھو سینے پر تو میرے ہاتھ رکھو کلیجہ دھڑک رہا ہے دل خوف سے مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہے میرا دم نکل جائیگا تمہارے کیا ہاتھ آئیگا یاقوت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیون پیاری کیا ہمین ترساؤگی شربت وصل پلاؤگی تشنہ جام وصال ہین قلب ناصبور پر ہجوم غم و ملال ہین

اشعار

زخم تن ابروے خمدار سے کھایا ہمنے
خوب پانی تری تلوار سے پایا ہمنے
سبزۂ آغاز ہے بوسے ہمین تو دیتا ہے
تو درہمے نہ دینار سے پایا ہمنے
ایسا صدمہ کوئی اغیار سے ہمکو نہ ملا
جو مزا سایۂ دیوار سے پایا ہمنے

داغ اس چاند سے رخسار سے پایا ہمنے
کود ہم ہو گئے رونے مین کٹی عمر تمام
گل رخسار ترا خار سے پایا ہمنے
تیرے زخمی کو ترا سبزۂ خط یاد آیا
جسقدر رنج و الم یار سے پایا ہمنے
دل دانا کے لیے ہوتا ہے رہزن رہبر

تشنۂ بوسۂ چاہ ذقن اے یار رہے ہم
یہ مرض نرگس بیمار سے پایا ہمنے
داغ بڑھتے گئے لیکن نہ دوا معرود ملا
درد نو مرہم زنگار سے پایا ہمنے
لطف یہ سایۂ طوبی مین نہ تھا اے یار
صاف تسبیح کو زنار سے پایا ہمنے

کیون اے جان جہان ہم تو بیقراری مین حکم سے خداوند کے آئے تمکو ہم سے انکار ہے ملکہ ترنج نے کہا نہین اے جبرئیل قدرت آپ سے انکار کیا اب خداوند زادے تو چکیدہ خالص قدرت ہین مگر مین دل کو کیا کرون گھبراتا ہے کر تم کیا کروگے میرے کلیجے پر منجھو ہوگئے لیکن ناچار سنگ تہ دست ہے ولا ایک عہد مجھسے کرلو اور کسی عورت سے کبھی کلام نہ کرنا قدرت کے جاہ و جلال کی قسم کھاؤ تب مجھے ہاتھ لگاؤ نہین تو مین چیخونگی سارا خیمہ سر پر اٹھالونگی یاقوت شاہ نے کلائی تھام کر کھینچا کہا جانی

چاہے جتنی قسمیں لیلو نوشتہ لکھ دونگا قول و اقرار کا پابند رہونگا شعر قول کا ہو نہ یقین ہم سے نوشتہ لیلو و ضامن نسلکے عوض چاہے فرشتہ لیلو خداوند لقا کی قسم لقا کے باپ کی قسم تمکو راضی رکھونگا کبھی لونڈی باندی نہ کرونگا دس ہزار کنیزیں واسطے خدمتگزاری کے پانچ ہزار روپیہ صرف پاندان دو ہزار روپیہ برائے میوہ خوری اسمیں کا ہے کی چوری ہے اب تو بی ملکہ ترنج ہنس پڑیں ٹھٹھا مار کے ہنسیں کہا مردوے کیوں اتنی قسمیں کھاتا ہے باتیں بناتا ہے کس بھی دنیا کو دیکھا ہے اسوقت شیطان سر پر چڑھا ہے یہ وہی کھیل رہا ہے جب اپنا مطلب نکل جاویگا پھر بات بھی نہ پوچھوگے یہی حکم دوگے تنخواہ لو کھاؤ محل میں پڑی رہو یاقوت نے کہا بس اب زیادہ نہ بگھارو لو جام شراب کا پیو جلدی فیصلہ ہو جام بھر کے لبوں سے ملکہ ترنج کے لگا ہی دیا ملکہ ترنج نہیں نہیں کرکے پی گئی پیتے ہی گھبرا کے کہا ای جبرئیل قدرت میرے کلیجے میں آگ بھر گئی ہڈی ہڈی جلنے لگی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے یاقوت نے کہا اری شراب نوشیدہ گرمی کی ہو تو کیا بعید ہے ملکہ ترنج گھبرا کر اٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری یاقوت نے نعرہ کیا منم جواہر بن عمرو ساتھ والوں نے باہر کنیزوں کو بیہوش کیا جواہر نے ایک خنجر مارا ملکہ ترنج کا شکم چاک قصہ پاک ہوا صدائیں مہیب آئیں آندھی سیاہ اٹھی ابو الفتح وغیرہ ساتھ تھے انھوں نے بارگاہ کو مزبلہ قصابان بنا دیا کنیزان ملکہ ترنج کو قتل کیا ایرج و نور الدہر و طہماس و شبرنگ و شاپور قید سے چھوٹے لشکر جو بھاگ کر درہ ہاے کوہ میں چھپا تھا حالات عشرت آیات سنکر آیا نور الدہر نے جواہر کو گلے سے لگالیا پوچھا اے برادر تمھارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا جواہر نے کہا جب آپکو عرصہ دراز گذرا صاحبقران بیقرار ہوئے مجھے حکم ہوا جاکر شاہزادوں کو تلاش کرو راہ میں غلام نے حضور کی گرفتاری کی خبر پائی شکر ہے خدا نے وقت پر پہونچایا اب آپ بہ تعجیل تمام لشکر میں آئیے آپ کے جد عالی تبار آٹھ پہر یاد کرتے ہیں ہم آگے بڑھکر خبر پہونچاینگے آپ مع لشکر منزل بمنزل آئینگے نور الدہر و ایرج نے جواہر بن عمرو کو بڑا بھاری خلعت دیا چالیسوں عیاروں کو بھی مخلع کیا جواہر بن عمرو مع عیاروں کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا بعد کو ایرج و نور الدہر نے لشکر آراستہ کیا مال طلسمی لدوایا بشوکت تمام کیفیت بالا کلام بہ سمت لشکر ظفر اثر صاحبقران چلے دو کلمہ داستان صاحبقران و زمرد بے ایمان سنیے کہ زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ جہان نما میں داخل ہے سلیمان عنبرین موے کوہی عرض کرتا ہے یا خداوند میرے کلیجے پر صدہا داغ ہیں کیسے کیسے بھائی بھتیجے جری بہادر ممالک کوہستان سے آئے ہاتھ سے سرداران اسلام کے مارے گئے ملک جی ہمیشہ مانع ہوتے ہیں اب دولت کو نہیں لڑنے دیتے جسدن تلوار نیام سے کھینچونگا طبقے زمین ملا دونگا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران تمکو کیونکر لڑنے دیں اندھے کی ایک لاٹھی بڑا بھروسا طلسم ہوشربا کا وہ مدد و عدم مدد آپکی رائے پر موقوف ہے عرصہ سے کوئی ساحر نہیں آیا اگر تم زبان ساحر کے آنے سے بڑی چہل پہل ہو جاتی ہے آپ تامل فرمائیے یقین ہے کوئی نہ کوئی ساحر آتا ہوگا مسلمانوں کا

پیشدستی کا طالقصیر نہین ہے یہی بڑی خیر ہی نہین تو تھمنا قدم کا جمنا دشوار ہوتا سلیمان نے کہا ملک جی تمھارے دل مین مسلمانون کی طرف سے خوف سماگیا ہی بختیارک نے کہا حضور بچپن سے حال مسلمانان دیکھتا ہون کیسے کیسے پہلوان بڑے بڑے ساحر مسلمانون سے لڑے آخر مین جہنم واصل ہوئے یہ باتین ہو رہی تھین کہ طرف سے طلسم ہوشربا کے ابر تیرہ و تار اٹھا اسمین رعد کی گرج برق کی چمک تھی پکار اٹھا اے بندگان من چہ تقدیر کردم دیدی قدرت مرا بندۂ خاص الخاص نے کسی بندہ مقبول کو بھیجا ابر آکر شق ہوا دیکھا ایک جادوگر تاج سر پر ساٹھ ہزار ساحران تعداد پشت پر لیے کروفر آکے اترا بارگاہ لقا مین آیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے کہا اے بندۂ سرکش سر خود از سجدہ بردار لعنت بر تو نصیب کردم ساحر نے عرضی افراسیاب کی پیش کی بختیارک نے اسکو پڑھا طرف سے افراسیاب کے اسمین لکھا تھا یا خداوند تیمور سحر طراز ساحر سرفراز خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوتا ہے کل مسلمانون کو قتل کرکے آپ کو بالائے قیطول پہونچائیگا تیمور کو دنگل زرین بیٹھنے کو ملا بختیارک نے پوچھا کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو تیمور نے کلاہ زمین پر دے ماری کہا کیا عرض کرون ساربان زادے نے غضب کیا طلسم کشا کو گنبد نور سے جاکر رہا کرلیا بختیارک ناچنے لگا کہا مبارک باشد ایک دن ہمارے معبود خدا افراسیاب کو قتل کرینگے تیمور نے کہا ملک جی یہ ناممکن ہی لوح طلسم ہوشربا معدوم ہی جسدن افراسیاب بگڑیگا لونڈی غلامون کو قتل کرڈالیگا حضور غلام کے نام پر طبل جنگی بجوائین دیکھیے کل ہی کیا قیامتین برپا کرتا ہون بختیارک نے خوش ہوکے حکم دیا نقارۂ رزمی گڑگڑایا مگر نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ مکی و ابو طاہر خونریز جاسوسان لشکر اسلام ہر وقت برائے خبر لشکر لقا مین حاضر رہتے ہین خبرین لیکر بھاگے یہان بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر و دنگل آصفی پر بمنزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور کہ چارون ہرکارے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز رہے تیمور سحر طراز طرف سے افراسیاب کے آیا ہے اُس نے طبل جنگی بجوایا دوسرا مژدۂ فرح بخش غلامون نے پایا ہے کہ جس سے روح کو راحت قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہمارے استاد صاحب نے جانبازی کرکے اپنے کو گنبد نور مین پہونچایا اسد کو بڑے کروفر سے قید افراسیاب سے چھڑایا مگر اب طلسم ہوشربا مین ہنگامہ ہائے عظیم برپا ہین مشہور ہی کہ طلسم کشا لوح کی تلاش ہے افراسیاب مشہور کرتا ہی کہ میرے طلسم کی لوح نہین ہے مگر رازداران طلسم ملکہ مخمور و بہار و باغبان فکر حصول لوح مین مصروف ہو رہے ہین کیا تعجب ہے کہ انشاء اللہ طلسم ہوشربا بہت جلد فتح ہو مگر سنا ہی کہ ابھی تک بدیع الزمان کی قید کا پتا نہین ملا خواجہ عمرو نے اس حصے مین بڑی کوشش کی طلسم انتہا کا وسیع ہی آج یہ بھی سنا ہی کہ افراسیاب جلد بھی قیامتین برپا کریگا تاطمان دربند کو تحریر کیا ہی کہ شہزادہ ملک بادشاہ

تلوار اُسکی بے پناہ خدا ہمارے اُستاد کی جان و آبرو بچائے خیر و عافیت سے لاکر حضور سے ملائے صاحبقران نے فرمایا عمرو ایسا ہی طرار عیار ہے تم سبکا حقیقت مین سردار ہے ایسے مقام پر بیچارہ اسد کیا طلسم کشائی کریگا اگر لاکھون پہلوان ہوتے صفون کو پامال کرتا شیر کے کلے چیرتا ساحرون سے کیا کریگا خدا اُسکو مظفر و منصور کرے ایسا طلسم وسیع کبھی ہماری نگاہ سے بھی نہین گذرا سب مین بڑا طلسم نیراسب تھا ایک سال کامل مین اُسمین لڑا عمرو ایسا عیار تھا اہالیان طلسم ظاہر مسلمان تھے خواہش رکھتے تھے طلسم جلد فتح ہوجاے دختر بلند اختر حکیم اشراق رشک قمر حسن مین رشک ماہ منیر آفتاب عالمتاب آسمان غرو شان ملکہ رضیہ سلطان مجھپر مائل ہوچکی تھی **درویش** ذاکر و مذکر و ظفران زاہد و مہر نوش سبز پوش یہ سب کامل و اکمل عالم و فاضل عامل عاقل رازداران طلسم میرے شریک تھے مگر کسی کا کچھ زور نہ چلا ایسی ایسی بلاؤن مین پھنسا کر نوبت بجان و کار دبراستخوان پہونچا مین صاحب اسم اعظم تھا صاحب حرز ہیکل فوج کے دل کے دل یہ تمام سامان تھا مگر طلسم عجائب و غرائب مین مجبور تھا آٹھو پہر ملول و رنجور رہتا بڑی بڑی مشقتون سے طلسم فتح ہوا حقیقت مین طلسم ہوش ربا ہے دیکھئے عمرو و اسد کا خدا ہے ایسے کلمات حسرت انجام زبان سے فرماکر ارشاد ہوا ہمارے لشکر مین بھی بفضل یزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے قلابہ چینی و کبابہ چینی داروغہ نقار خانہ کو حکم پہونچا طبل جنگی پر چوب پڑی **قطعہ**

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید
ز ناہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ آن طبل اسکندر است
جہان را مگر روز آخر رسید
کہ آواز او گوش گردون کر است

صداے طبل جنگی اہالیان لشکر نے سُنی سب پر ظاہر ہوا ہر سردار اس حال سے ماہر ہوا کہ کل لشکر کفار سے مقابلہ ہے ایک ساحر زبردست ہوش ربا سے آیا ہے سردارون نے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈال دیا حسرت و یاس سے کہا افسوس صد ہزار افسوس کس ملک مین آئے شمشیر زنی کا نام بھول گئے یہان چھو پھکے کا کام ہے سحر و شعبدہ مین جلا نام ہے کس سے لڑینگے مجبور اساحرونکے سامنے سر جھکا دینگے وہ بدمعاش ایک مشت خاک اونپہ پھینک دیتے ہین ساری ہی جاری فراموش پراگندہ ہوش ہاتھ پاؤن بیکار سپاہی سردار مجبور و ناچار اُسکی قدرت سے لڑائی فتح ہوجاتی ہے ورنہ سحر سے ساحرون کے زمین تھراتی ہے لشکر اسلام مین چہار جانب ہنگامہ واضح راے عالی ہے کہ جواہر بن عمرو تبریج کو مار کر ایرج و نورالدہر سے رخصت ہوکر چل نکلا مگر ابھی لشکر ظفر اثر مین نہین پہونچا ایرج و نورالدہر بھی ابھی راہ مین ہین مگر جب لشکر صاحبقران مین طبل جنگی بجا سردارون مین بھی چرچا ہوا کہ دیکھیے کل ساحرون سے کیونکر جان بچتی ہے **شعبان** خنجر گذار روح روان عمرو نامدار بلباسہاے عیاری سے آراستہ ہوکر اُٹھا بیرون بارگاہ آیا مہتر زیرک خطائی نے پوچھا ارشد زادے کیا قصد ہے کہان جاتے ہو شعبان نے جواب دیا آپ سبھون نے سُنا ساحر زبردست طلسم ہوشربا سے بڑے مد لقا آیا بکبر و نخوت طبل جنگی بجوایا جملہ سرداران تہمتن

و جان نثاران صف شکن پریشان ہین انکا تردد بجا ہے سحر و ساحری مین کس کا زور چلتا ہے ارادہ ہے کہ جا کر اُس مردود کو مار دون آتش سحر کو نہ بھڑکنے دون یہ کہکے کہا مین بھی ہمراہ چلون شعبان نے کہا آپ سب صاحب حفاظت لشکر مین مصروف رہین پروردگار معین و مددگار رہے یہ کہکر پلٹا شعبان طرف لشکر لقا کے چلا یہان بارگاہ لقا مین تیمور سحر طراز جب طبل جنگی بجوا چکا لقا نے دربار برخاست کیا تیمور طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک نے کہا میان تیمور صاحب ذرا عیارون کا خیال رکھیے گا آپنے آتے ہی طبل جنگی بجوایا ہے دل مسلمانون کا دکھایا ہے خیر پیر و مرشد کے نور نظر شاگردان نامور ضرور آپکی فکر مین آئینگے ذرا غفلت ہوئی مشکین باندھکے لیجائینگے تیمور نے کہا ملک جی آپکی مہربانی کوئی عیار صاحب مجھپر عنایت نہ فرمائینگے عیاری کرنے نہ آئینگے بختیارک نے کہا ہمنے براہ خیر خواہی واقف کیا آگے اختیار ہے سمجھا دینا ہمارا کام ہے غرور کا انجام ہے تیمور نے کچھ جواب نہ دیا ہنستا ہوا چلا چند رفقا ساتھ مزیدار مرد تماش بین نشے باز ہین رنڈی کو ساتھ لائے ہین منزلون مین مزے اُڑاتے ہوے آئے ہین اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا چوبدارون سے کہا ملکہ گلنوش کو جلد بلاؤ ایک غزل سنکر آرام فرمائینگے صبحکو میدان کارزار مین جائینگے چوبدار چلا شعبان بشکل ساحر لشکر مین آیا ہے فکر تیمور مین پھر رہا ہے دور سے اُسنے دیکھا اُسی بارگاہ سے ایک چوبدار نکلا ہے بہ تعجیل کہین جاتا ہے شعبان جھپٹ کر چوبدار کے قریب آیا کہا مرد ہے صاحب آداب و تسلیمات قبول ہو چوبدار نے پلٹ کر ایک ساحر کو دیکھا جواب دیا بھیا اچھے رہے کیون کیا مطلب ہے شعبان نے کہا آپ کہان جاتے ہین چوبدار نے کہا بھائی ساحر صاحب دن بھر جابجا حکم پہونچاتے ہین رات کو بھی فرصت نہین ملتی اب میان تیمور صاحب کی رنڈی کو بلانے جاتے ہین شعبان باتین کرتا ہوا مرد ہے صاحب کے ساتھ ہو لیا باتون باتون مین نام و نشان پوچھا یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اپنے ساتھ لائے ہین پرانی آشنا ہے ایک مقام تنہائی پا کر شعبان نے چوبدار پر حلقے کمند کے ملکے بیہوش کر کے کنارے ڈالدیا لباس اُسکا اُتار لیا صورت تبدیل کی عصا ہاتھ مین لیکر بڑبڑاتے ہوے چلے راہ مین جو اکثر ساتھ والے ملے پوچھا میان مرد ہے صاحب خیر تو ہے کس پر غصہ کرتے ہو شعبان نے کہا بھائی اس زمانے کی نوکری کو آگ لگے کٹنا پا کر مارا ہے رنڈی کو بلانے جاتے ہین لوگون سے باتین کرتا ہوا خیمے مین گلنوش کے آیا دیکھا ایک کسبی خوبصورت لباس زیور سے آراستہ سازندے موجود انتظار مین بیٹھی ہے شعبان کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کہیے مرد ہے صاحب کیا حکم لائے شعبان نے کہا چلیے آپکو یاد فرمایا ہے سازندے بھی اُٹھے جب ڈیوڑھی لانگکر نکل گئی شعبان نے کہا بی گلنوش صاحب مجھے کچھ تنہائی مین کہنا ہے مین آپکو سمجھاتا ہون یہ مقام لشکر خداوندی ہے ذرا سی بے احتیاطی ہو جائیگی گدھی بنجاؤ گی دھوبی پکڑ لیجائیگا گھونٹے سے باندھ دیگا گدھے سواریان گانٹھنے لگینگے کہین چین نہ لیگا مثل مشہور ہے کہ دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا بیچاری کسبی تھرا گئی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا میان مرد ہے صاحب واسطہ سامری کا سب نشیب و فراز سمجھا دو بچانے کے علامات بتادو ہے جو مین گدھی بنگئی لپ تڑپ کے مرونگی ایسے خداوندی خدائی مین آگ لگے ہین ایسی نوکری سے بلا آئی مرنا ۲

نے کہا گھبراؤ نہین ہم سب ترکیبین بتلا دینگے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا پھر خیمے مین لے گھسا اور تنہائی مین پایا کہا بی گلنوش یہ گلوری کھا لو پیک نگل جاؤ ہمیشہ سرخ رو رہو گی ہم تمہاری حفاظت کا بیڑا اٹھاتے ہین گلنوش نے منھ کھولا شعبان نے گلوری منھ مین دی گلنوش جلدی جلدی چبا کر کھا گئی پیک حلق سے اترتے ہی بیہوش ہوئی شعبان نے لباس اتار لیا گلنوش کو ایک گوشے مین چھپا دیا اسی کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر آئے ڈولی مین پاؤن پھیلا کے بیٹھے سازندون کو ساتھ لیا کہارون سے کہا مہرا ذرا جلدی جلدی چلو یہان تیمور ٹہل رہا ہے کہ شعبان بشکل گلنوش اترے تیمور دیکھکر باغ باغ ہو گیا کہا کیون ملکہ گلنوش ہم تو مسلمانون سے لڑنے آئے ہین تمنے دن بھر ہمارا خیال نہ کیا اور ہماری یاد نہ آئی شعبان نے پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا لنگوڑے دیوانے سفر کے تھکے ماندے آئے نہ نہائے نہ دھوئے نہ کپڑے بدلے تمہارا سونٹے والا پہونچ گیا ہے مین آتی کیا کہا جائیگا صبحکو مسلمانون کے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری خونخوار صورت سے دل کانپتا ہے کر پھر وہ جلال کا سامنا ہے سامری جمشید میری جان بچائین تیمور نے کہا اے جان جہان مسلمان بیچارون کی کیا حقیقت ہے کل سبکو قتل کرونگا قدرت کو بلائے قیطول پہونچاؤنگا مشیر قدرت لقب پاؤنگا شعبان نے کہا یہ دن کبھی نصیب نہوگا تجھے تو دن بھر گذرا یہی سنتے سنتے کان پھٹ گئے کہ ہزارون ساحریان آئے عیارون نے مار لیا قدرت کے مزاج کا ٹھکانا نہین دم بھر مین تولہ دم بھر مین ماشہ جو چاہا تقدیر کر دی تیمور نے کہا میرے بارے مین تقدیر معقول فرما چکے ہین کہتے ہین تجکو درجہ پیغمبری دیدینگا صاحب کتاب کرونگا ملکہ گلنوش نے کہا کھوڑے اب تیری زندگی پہ حرف آیا رشتہ حیات قطع ہوا املا غلط انشا غلط تیمور نے ملکہ گلنوش سے کہا دو ایک چیزین گاؤ بیجا باتین نہ بناؤ شعبان سامنے بیٹھا ساز درست ہوئے شعبان نے

غزل مصنف کی شروع کی غزل مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقون کے دلمین رہتے ہین
عدم سے شوق سے آئے پہلے دنیا سے حسرت مین

گل لالہ مین مسکن ہو مہ کامل مین رہتے ہین
نہ اس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین

تیمور تڑپنے لگا کہا جان جہان اب آج شب کو یہین رہو سازندون سے اشارہ کیا باہر جاؤ ہم گلنوش سے کچھ باتین کرینگے سازندے باہر گئے تیمور لپٹنے لگا شعبان نے ایک طمانچہ مارا کہا لنگوڑے بھوت پریت بنگیا لپٹا جاتا ہے آ لے شراب سے نشے مین مردہ بنکر پڑ رہ مین اپنے خیمے مین جا کے آرام کرون تیمور نے گلابی کھینچی جام بھر کر سامنے کیا شعبان نے لیا منھ بنا کے تھوتھو کرنا شروع کیا کہا کیا ہے اسمین گوہ ملا ہے تو ہی پی تیمور اٹھا کر پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ملکہ گلنوش میرے کلیجے مین آگ جلتی ہے تمام جسم مین آگ پڑ گئی شعبان نے کہا اسمین سنکھیا ملی تھی گھبرا کر تیمور اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گرتے ہی بیہوش ہوا شعبان نے چاہا قتل کرون پھر خیال آیا اگر دو تو ہزارون جادوگر ہین مجکو نکلنا مشکل کر دینگے یہ سوچکر جلدی مین زبان مین سوزن دینا بھول گیا پشتارہ باندھا سراپردہ چاک کرکے بھاگا شعبان تیمور کو لیے جاتا ہے مگر صابر نقابپوش عیار فرامرز بن نوشیروان بختیارک نے اس سے کہا تھا کہ اے صابر تم اب شگفتہ ہو گئے

کیسے کیسے ساحر یہان آئے ہین کبھی نہین گرداتے زمانے مین نوشیروان کے ہمنے بڑی بڑی عیاریان کین عمرو کا مقابلہ کیا ہر بات مین
جواب دیتے تھے اب تمسے کچھ نہین ہوسکتا تیمور بڑا ساحر زبردست آیا ہی اگر تم کسی طرح حمزہ عرب کو پکڑلاؤ تو کل ہی اُسکے ہاتھ سے سرداران اسلام
کا خاتمہ کرادون صابر اُدھر سے روانہ ہوا جب کنارے پر لشکر کے پہونچا نخل کی آڑ پکڑے کھڑا تھا شعبان کو نکلتے دیکھا سمجھا کہ
میرے لشکر مین جاتا ہی ضرور تیمور کی فکر کریگا بتعجیل شعبان کی شکل بنکر لشکر اسلام مین داخل ہوا در بارگاہ شاہی پر آیا
فرامرز عاد مغربی کا پہرا تھا اُسنے شعبان کو آتے ہوے دیکھا کہا ای فرزند مہتر مہتران کہانسے آتے ہو صابر پرانا عیار ایک ایک کو پہچانتا
ہی کہا ای رستم سرزمین مغرب اسوقت مین نے خبر پائی ہی کہ عیاران لقا جستجوے صاحبقران مین آئے ہین ایسا نہو کہ دستبرد کرین
مین اندر جاکے حفاظت کرون فرامرز نے کہا بہت مناسب ہی صابر اندر آیا دیکھا کہ صاحبقران آرام کر رہے ہین چار خدمتگار پہرے پر بھی
ہین صابر نے خدمتگارون سے کہا جاؤ ہم حفاظت کرینگے خدمتگار نیند مین جھوم رہے تھے انکو غنیمت ہوا گوشۂ بارگاہ مین جاکر
سورہے صابر برابر چھپرکھٹ کے آیا کفچے مین داروے بیہوشی رکھکر دماغ سے صاحبقران کے لگایا صاحبقران چھینک مارکر
بیہوش ہوے صابر نے پشتارہ باندھا سراپردہ چاک کرکے نکلا یہان فرامرز نے دیکھا عرصہ ہوا شعبان باہر نہین آیا پردہ اُٹھاکر
جو دیکھا صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا دیکھا سراپردہ چاک فرامرز بدحواس باہر آیا مہتر برق خطائی کو آواز دی ای برق
بڑا غضب ہوا کوئی امیر با توقیر کو چرالے گیا شعبان بنکر آیا تھا نہین معلوم کون عیار پہونچا ابھی لیکر نکل گیا یہ کیا غضب
ہی خواجہ عمرو و چالاک بن عمرو و طلسم ہوشربا کو گئے جواہر بن عمرو برائے تلاش نورالدہر و ارژنگ نکل گیا کوئی بیچا بشکل شعبان
آیا ہمارے لیے صورت شعبان مین رمضان ہوا برق بیقرار ہوکر دوڑا رات کم رہگئی تھی فرامرز عاد مغربی بھی مع اپنی
فوج ظفر موج تلاش مین مکار عیار کے چل نکلا اب لشکر مین ہلڑ ہوا فیروزہ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر بادشاہ کو پہونچائی
گھبراکر باہر نکل آئے دیکھا سرداران تہمتن مثل جمہور و بہرام وغیرہ چلے جاتے ہین غلغلہ ہی کوئی عیار امیر کو چرالے گیا اہل اسلام کو
داغ دے گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا سردارون کو روکو تم شاگردان عمرو کو لیکر خود بہ سائیس سے ارشاد ہوا کہ
جلد مرکب خنگ سیہ قیطاس کو تیار کرو یہان تو یہ ہنگامہ ہی کل سردارون کو خبر ہوگئی لندھور و مالک ہتھیار لگائے ہوے
بارگاہون سے نکل آئے سنا کہ بادشاہ برآمد ہوے ہین خراماں خراماں اسی جانب چلے مگر عرض کرچکا ہون شعبان خنجر گزار
نورنگاہ عمرو بن امیہ نامدار تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُدھر سے صابر نمد پوش بصد جوش و خروش پشتارہ صاحبقران
بردوش لشکر اسلام سے نکل چکا ہی راہ صحرا کو طے کررہا ہی نہایت خوش و بشاش دل سے کہتا ہی آج لاکھون روپیہ
انعام مین خداوند لقا سے پاؤنگا یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ کان مین آواز زنگ کی آئی سمجھا میرے شاگرد
تعاقب مین چلے ہمنگاس نے آواز دی کون آتا ہی شعبان تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُسنے آواز صابر کی
پہچانی اپنا نام نہ بتلایا جواب دیا ای شخص تو کون ہی صابر نے خوشی مین کہا منم صابر عیار شہنشاہ ہفت کشور حمزہ
نامور کو گرفتار کرکے لایا ہون شعبان کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا تھا کہ ای شعبان سپاہی کے رونے واجب ہوے

پشتارہ تیمور کا زمین پر رکھا ہے نیمچہ کھینچکر ٹھہرا جب صابر قریب آیا ستارہ سحری چمک چکا ہے اُسنے دیکھا ایک پشتارہ تختہ سنگ مرمر پر رکھا ہے بیٹا عمرو کا راہ روکے کھڑا ہے صابر نے کہا او چھوکرے تو اسکو گرفتار کرکے لایا شعبان نے کہا تمھارے باپ تیمور سحر طراز کو باندھ لایا اب بہتر اسمین ہے کہ پشتارہ صاحبقران زمان کا رکھدے اپنے لشکر کا راستہ لے صابر نمد پوش نے پشتارہ زمین پر رکھا کہا او چھوکرے مین ہمیشہ برابر تیرے باپ سے لڑا ہون اپنی جان بچا تیمور کو چھوڑکر نکل جا ورنہ تیرا ابھی سر لیتا جاؤنگا شعبان چمک کر جا پڑا نیمچہ چلنے لگا صابر نمد پوش عیار قدیم نوشیروان کا ندیم شعبان سے برابر لڑ رہا ہے ان دونون مین تو تلوار چل رہی ہے وہان بختیارک کو رات بھر نیند نہین آئی دو گھڑی رات رہے سے رنجیدہ سنبھال کر اپنے خیمے سے نکلا دربار تیمور سحر طراز پر آیا دیکھا جابجا ساحر و غیر ساحر آنکھین ملتے ہوے اُٹھے ہین کوئی لوٹا لیکر طرف صحرا کے جاتا ہے کوئی حقہ بھر رہا ہے نشے باز لوگ اُٹھتے ہی گانجہ ملنے لگے کشتی بوتل شراب کی سامنے رکھی ہے رات کے بچے ہوے کابلی مٹر وہ سامنے مٹی کی سکوریان بھر رکھے ہین بعض چرس کی چلم جما رہے ہین ساتھ والون سے کہتے ہین بھائی ٹرے پر سالیمان کے دم لگاؤ ہماری ساقن پیاری کو دعا دو بختیارک یہ تماشے دیکھتا ہوا قریب بارگاہ تیمور آیا جادوگرون سے پوچھا تمھارے افسر صاحب اُٹھے خدمتگارون نے اشارون سے منع کیا میان شیطان چپ رہو رات سے بی جی صاحب آئی ہوئی ہین رات بھر جاگے ہونگے ابھی آنکھ لگی ہے بختیارک گالیان دینے لگا کہا ذرا پردہ تو اُٹھاؤ خواب مرگ مین نہ مبتلا ہون بی جی کون اُنھون نے کہا صاحب ہمارے مالک کی پرانی آشنا ہین بختیارک نے بڑھ کے پردہ اُٹھا دیا دیکھا بہروپ ناچ رہا ہے بختیارک نے کہا لو نہ بی جی صاحب نہ میان جی اسی کسی کی شکل بنکر کوئی عیار چلا آیا ہوگا خشگین باندھکر لیگیا اے کمبخت جلدی جاکر خبر لو شاید راہ مین ملجائے ابھی نہ قتل کیا ہوگا اب تو ساحر و غیر ساحر دوڑے بختیارک نے بڑھ کے ضیغم خون آشام سے کہا آپ جلد جائیے اے خالوے قدرت آپنے سُنا تیمور سحر طراز کو عیاران اسلام گرفتار کرکے لیگئے آپ جلد بڑھ کر خبر لیجیے ضیغم دور کابے مرکب پر سوار ہو مثل باد صرصر چلا عقب مین اسکے ہزارہا لقا پرست جھپٹے یہان شعبان و صابر نمد پوش لڑ رہے ہین دن نکل آیا ہے شعبان نے صابر نمد پوش کو زخمی کیا ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ پشتارے پر قبضہ کرون صابر نمد پوش جان دیے ہوے لڑ رہا ہے کہ طرف سے لشکر لقا کے گرد اُڑی ضیغم خون آشام بد انجام مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے ظاہر ہوا صابر نمد پوش نے داد دی اے خالوے قدرت جلد آئیے اس چھوکرے نے عمرو کے بہت پریشان کیا ہے مین حمزہ کو گرفتار کر لایا ہون ضیغم نے یہ سنکر گھوڑا دوڑایا شعبان نے صابر نمد پوش کے منھ پر تھوک دیا کیسی منھ پر دعوی عیاری کرتا ہے مگر گھبرا گیا سوا اتنے ل چہار جانب سے نیزے اُٹھا اُٹھا کے شعبان پر چلے شعبان نے نکالکر حقہ آتشبازی مارا دو چار کے ہاتھ منھ جلنا ہی مثل ہیمہ خشک جلے قریب تھا کہ نوک نیزہ پر نیزہ دار شعبان خنجر گزار کو اُٹھا لین اس عیار طرار کو ہلاک کرین

کہ دیکھا طرف سے لشکر اسلام کے رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی مع دو ہزار مغربیون کے پہونچا شعبان کو بلوچین کافردون کے دیکھا لشکر ضیغم خون آشام پر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی شعبان خنجر گزار نے جو اتنی مہلت پائی صاحب نمد پوش کو نیمچہ مارا شانہ اُس بیمیا کا نشانہ ہوا اپشتارے پر صاحبقران کے شعبان نے قبضہ کیا کمندین کاٹ دین منھ پر حباب دافع دارو سے بیہوشی مارا صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے شعبان خنجر گزار دریا سے خون مین نہایا ہوا عرض کر رہا ہے ای شہریار اُٹھیے اُدھر تیمور سحر طراز کی زبان مین شعبان خنجر گزار نے جلد مین سوزن نہ دیا تھا پسینہ جو آیا بیہوشی اُتر گئی سحر کر کے اپشتارے سے نکلا دیکھا تو ہنگامہ گیر و دار بلند ہے تلوار چل رہی ہے دریا خون کے جاری اُٹھتے اُٹھتے اُس بیمیا نے گولہ مارا اُسکی سوار منھ کے بھل زمین پر گرے گھوڑے بدلگامی کرنے لگے اُدھر نقارے پر چوب پڑی زمرشاہ باختری سوار ہوا اُسوقت آکر پہونچا ادھر مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار خبر سنکر مع بارہ ہزار تیراندازون کے پہونچا صاحبقران کو بہ تعجیل پشت اشقر پر سوار کیا امیر نے دیکھا فرامرز عاد مغربی عجب مصیبت مین مبتلا ہے اہالیان فوج بیقرار شعلہ ہای آتش گر رہے ہین امیر نے نعرہ کیا نعرۂ امیر ∴ امیر عرب ضیغم روزگار ہر کہ حد اوبستہ شمشیر چار ∴ یکے تیغ صمصام و قمقام نام ∴ یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام ∴ بن کافران از جہان پاک کردہ سر سرکشان جملہ در خاک کردہ ∴ تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر کفار پر جا پڑے جلدی مین خود ہو درز رہ داودی زیب جسم نہین کرنے پائے ادھر اہالیان فوج نے فرامرز کو اس تباہی مین دیکھا کہ بے بسی سے قتل ہو رہے ہین ملازمان لقا سنجانی باختری مشتری حصاری ہمیشہ نام سے اہل اسلام کے بھاگتے ہین ہوقت جو سحر مین مبتلا پایا قتل کرنا شروع کیا صاحبقران اسم اعظم پڑھنے لگے ہمراہیان فرامرز کو بچاتے پھرتے ہین یکایک طبل سکندری پر چوب پڑی شاہزادہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام مع سرداران نامی و تاجداران گرامی آکر پہونچے ایک جانب سے لندھور بن سعدان نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور خجر یزہ ہا دریا را اگر فتم تا بہ ہندستان ∴ اگر نام من می دانم منم لندھور بن سعدان ∴ دوسرے پہلو سے آواز آئی منم مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر ∴ منم مالک اژدر خصم گین ∴ سپہ دار در لشکر اہل دین ∴ تلوار کھینچکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی ملازمان لقا گھبرائے بختیارک نے ساحرون کو آواز دی ای نالائقو نامرد سحر کرو حمزۂ عرب سے اپنی جان بچاؤ وہ صاحب شوکت و حشم مالک اسم اعظم ہے سمت اسم اعظم پڑھ کے دم کرتے ہین سردارون کو بچاتے ہین اتنی مدد رفت مین کئی زخم کھائے سراطہر زخمی ہو گیا کفار نے بسبب ساحرون کے دباؤ ڈالا تیمور سحر طراز نے جدھر بڑھکر گولہ مارا دو دو سو جان بحق ہو گئے کسی پر ابر دنے پانی بہایا نام حیات دھو دیا کسی ناری نے آگ برسائی کہین برف گری کئی ہزار ٹھنڈے ہوئے ایک مقام پر صاحبقران گھرے اڑا رہے ہین ضیغم خون آشام نے روباہ صفت اُس شیر بیشہ حیات کی پشت پر جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر ہٹا تو پر جھکتے تلوار کی پلٹے تیغہ سر اقدس پر پڑا زخم کاری کھایا پلٹکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے گینڈے کا سر کٹ گیا منھ کے بھل زمین پر گرا تمام کفار ٹوٹ پڑے ضیغم کو اُٹھا لے گئے صاحبقران نے زخم سر باندھا لڑائی مین مصروف ہوئے مگر غش چلا آتا ہے جب

بڑھکر وار کرتے ہین زخم سر کھل جاتا ہی پھر کنارے آتے ہین زخم سر باندھکر پہلوانون پر جا پڑتے ہین **تیمور سحر طراز** سحر کرتا ہوا صفون کو درہم برہم کر رہا ہی بہیا ناری نے ہزارون کو جلا دیا ہر چند کہ **صاحبقران** زخم سر سے نہایت بیقرار ہین مگر **تیمور سحر طراز** کو جو اسطور سے لڑتے ہوے سحر کرتے ہوے دیکھا نعرہ کر کے جا پڑے اُسنے بڑھ کے گولہ مارا **صاحبقران** نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹ کے گرا کل ساحر پامال ہوے دلمین سمجھا یہ بھی کوئی بڑا ساحر ہی علم افسونگری سے ماہر ہی آتش کے دانے پھینکے وہ بھی **صاحبقران** پر سے صدقہ ہوکر گر پڑے **تیمور سحر طراز** نے کیسے کیسے سحر کیے زمین ہلا دی آگ برسائی مگر **صاحبقران** پر کچھ تاثیر نہوئی تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا امیر پر ہاتھ لگایا **صاحبقران** نے اسم اعظم پڑھکر تیغ عقرب پیر رد کا شعلہ ہاے آتش گرے وہ بھی بیکار ہوے امیر نے خنجر دار کھینکر ہاتھ مارا **تیمور سحر طراز** نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کی تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اُڑ گئے سر خود دسکر برق شمشیر گری کشت حیات کو جلا دیا ناری کو خاک مین ملا دیا مع مرکب چار ٹکڑے آندھی سیاہ اٹھی صدائے گیر و دار بلند ہوئی مگر **صاحبقران** نے اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ زخم کے ٹکان سے سر زیادہ کھل گیا غش آنے لگا گھبرا کر تیغہ نیام مین رکھا ہاتھ گردن مرکب مین حمائل کیے بیہوش ہو گئے مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا طرف صحرا کے لے بھاگا مگر بیزبان ہی تھان پر نہ جائیگا جدھر منھ اُٹھا چل نکلا یہان ہمراہیان **تیمور سحر طراز** مرنے سے اپنے مالک کے بدحواس ہوے لاشہ **تیمور سحر طراز** اٹھا کے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے بعد نکلجانے ساحرون کے اہل اسلام نے لشکر **لقا** پر قیامت برپا کی قریب ہی کہ **لقا** شکست کھا کے بھاگے صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی **شعر** از دامن دشت کوہ اورنگ نہ گردے برخاست توتیا رنگ ∴ **بختیارک** نے دیکھا آگے آگے دو سو علم نشان لشکر دو لاکھ سوار ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف زمرد شاہ باختری مرقوم آمد فوج کی دھوم ایک پہلوان کوہ پیکر کرگدن مست پر سوار مغرور متکبر زیر سایہ علم خرس پیکر پشت پر دو لاکھ کوہی بڑے بڑے قد کے جوان دو رکابے مرکبون پر نخوت چہرون سے آشکار **بختیارک** نے فوراً ہر کارون کو دوڑایا کہ دیکھو تو یہ کون جوان ہی کس ملک کا پہلوان ہی **خناس وسواس** گئے چشم زدن مین پلٹے عرض کی **ازرنگ** کوہی چچازاد بھائی **سلیمان عنبر مو** کا برائے مدد قدرت آیا ہی **بختیارک** نے کہا جلد خبر کرو کہ خداوند جنگ مغلوبہ مین مصروف ہین مسلمان آمادہ بے ادبی ہین آکر شریک ہو وسواس وغیرہ ہرکارے قریب **ازرنگ** کوہی پہونچے تمام کیفیت بیان کی **ازرنگ** کوہی جام شراب نخوت سے چور تھا مغرور یہ سنتے ہی قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا صدقے خداوند کے تقدیر کرینگے کیا اچھے وقت پر پہونچا ہون آج ہی مسلمانون کا خاتمہ کرتا ہون یہ لوگ بڑے سرکش ہین ہم خود گرم مزاج شعلہ آتش ہین دیو ہو تو اسکو بھگا دین شیر کے کلے چیرین اگر دریا دلی دکھائین نہنگان خونخوار کا خون بہائین سر گرداب چیر ڈالین دریا مین جوش و خروش ہون مردمان آبی روپوش ہون میدان رزم کو صحبت بزم جانتا ہون رستم و زال کو کب مانتا ہون لاف و گزاف کرتا ہوا گینڈے کو بڑھایا مثل اژدر بل کھا کے نعرہ کیا باشیدا اے مسلمانان منم پہلوان جہان رستم زمان پیل دمان **ازرنگ** کوہی الس سمجھن خیر ہے کہ ہٹ جاؤ یا خداوند لقا کو سجدہ کرو سپاہ گری سے ہاتھ اُٹھاؤ جان بچا کر بھاگ جاؤ تمھاری قضا دامنگیر ہے

تیغہ میرا بتق نظیر ہے بلبلاتا ہوا فوج ظفر موج اہل اسلام پر گرا تمام فوج اسکی تازہ دم اہل اسلام کو غم والم لڑتے لڑتے سارا دن گذرا چکا ہے تیمور سحر طراز نے دیوانہ کر دیا تھا تمام میدان لاشون سے بھر دیا تھا چند ساعت گذری کہ سحر وافسون سے مہلت پائی ہے اب جو یہ بیجا دو لاکھ کوہیون سے لشکر اسلام پر گرا افسر فوج صاحبقران نامدار زخمی ہوکر نکل چکے ہین قریب تھا کہ پانون اٹھ جائین شکست فاش کھائین اہل اسلام مصروف دعا ہوئے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل وعزیز بے بدل از پردۂ بیابان گردے برخاست سب نے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان بن صاحبقران و نورالدہر بن بدیع الزمان مع سرداران تہمتن وجان نثاران صف شکن اسوقت آکر پہونچے ہنگامۂ قیامت برپا دیکھا شاپور وشیر رنگ نے بڑھکر خبر دی کہ اے شہر یار لشکر اسلام پر عجیب آفت برپا ہے اول کوئی ساحر آیا تھا وہ تو واصل جہنم ہوا اُسکے مرنے سے کچھ غم نہ ہوا اب ازرنگ کوہی دو لاکھ فوج سے آیا ہے قد وقامت مین مثل دیو جرأت مین گیو آپ کے دادا جان نے بھی نعرے کی آواز نہین اکی لند حضور و مالک زخمی ہوچکے شیران دشت نبرد حیران وپریشان ہین سراسر شکست کے سامان ہین یہ سنکر دونون شیرون نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا آتے ہی نعرہ کیا لڑنے لگے پرے کوہیون کے درہم وبرہم کردے لقا نام سے ایرج ونورالدہر کے کانپتا ہے باختری بے لڑے بھڑے صورتین دلیران دشت نبرد کی دیکھکر آمادۂ فرار ہوے ان دونون نوجوانون کے ہاتھ سے شکستین کھائین ذلتین فاش اُٹھائین مگر ہمراہیان ازرنگ کوہی لڑائی مین مصروف ازرنگ کوہی نے دیکھا خداوند لقا تخت اپنا ہٹاکر دور جاکر ٹھہرے ہین وہین سے تقدیرین گھمارہے ہین بندون کو اپنے للکار رہے ہین ازرنگ کوہی نے آواز دی یا خداوند ہاتھی بڑھائیے مین مسلمانون کو ابھی شکست دیتا ہون بڑا اُوجھین لیتا ہون بختیارک نے آواز دی قدرت نہین سے تقدیر کر رہے ہین سب مسلمانون کا خون تمھاری تلوار کے سپرد کردیا ہے لڑے جاؤ مسلمانون کو سامنے سے ہٹاؤ قدرت کے بندۂ خاص طاعت گزار باخلاص ہو جب بارگاہ مسلمانان پر قبضہ کروگے تو قدرت چلے آئینگے تمکو دنگل پر صاحبقران کے بٹھائینگے سپہ سالار قدرت بنائینگے تمھارے ساتھ تک موروثی ہوجائینگے یہ سنکر ازرنگ کوہی اور زیادہ مغرور ہوا نشۂ بادۂ حماقت سے چور ہو چمک چمک کے لڑنے لگا ادھر سے نورالدہر بن بدیع الزمان ایک جانب ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے ہین ایک جانب شیر بیشۂ کلنگان طہماس بن عنقویل ودیو پرور مثل شیر نر جھومتا ہوا قبضۂ ساطور پر ہاتھ جس غول پر جاپڑا درہم وبرہم کردیا اب کوہی گھبرائے ملازمان لقا تو عرصۂ دراز سے دور کھڑے ہین یہ وہی لوگ ہین کہ پتا کھڑکا اور بندہ سرکا بیتک ساحر موجود رہے جنگ کیا کیے اب سامنا تلوار وتیر کا ہے دور سے لینا لینا کررہے ہین قریب کسی مسلمان کے نہین آتے مگر ملازمان ازرنگ کوہی جانبازی مین مصروف ہین خوب بھڑ کر تلوار چلی ہے فردلی کی نوبت آگئی ہے دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات طوفانی کھنڈا ڈھالون کی چھائی ہے سر قتل اعداون کے گر رہے ہین سرہاے کفاران مثل حباب دریاے خون مین

پیر رہے ہین شاہزادۂ ایرج و نورالدہر بن بدیع الزمان بحر زخار فوج مین شناور ہین حال کافرون کے ابتر ہین ادلان اول ایرج نوجوان نے بڑھکر علم لشکر ازرنگ کوہی سرنگون کیا سب سے آگے بڑھ کر علمدار کو مارا موچھون پر تاؤ پھیر کر ایرج نے نعرہ کیا کہ یون فوج کفار کو شکست دیتے ہین نورالدہر بن بدیع الزمان پر نگاہ ڈالی مسکرا کر کہا بھائی صاحب وہ علم فوج کفار سرنگون ہوا آپ تامل فرمایئے مین ازرنگ کوہی کو لیتا ہون نورالدہر بن بدیع الزمان کو ناگوار ہوا گھوڑے کو کوڑا کیا ازرنگ کوہی کو للکارا او نامرد ازلی کیا تین روپیہ کے سپاہیون کو قتل کرتا ہے ادھر آ مردون سے آنکھ ملا ازرنگ کوہی مغرور و متکبر ٹوکتے ہی جا پڑا آواز دی او بیرہ حمزہ مین آیا یہ کہہ کے گینڈا بڑھایا نورالدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پری وش پر کوڑا کیا دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے ازرنگ کوہی کو ٹوکا غصہ سے چہرہ لال ہوا نہایت ملال ہوا اپنے سردارون سے فرمایا کہ کشتی گیرزادہ اپنی جرأت پر ناز کرتا ہو ہر چند کہ کچھ ہو نہین سکتا علم فوج قلم ہونے سے لشکر کفار پر شکست فاش نامردون کو بھاگنے کی تلاش ہے اب مردے پر جاتے ہین شوکت دکھاتے ہین مین کب مانتا ہون ازرنگ ایسے پیلتن کوہی کو پشہ سے کم جانتا ہون تیغۂ دودمہ سکندری کو جلوہ دیا کرہ بن اسقر کی پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا اے مرکب اصیل بادرفتاری دکھا دے دم شمشیر پر ہاتھ رکھ کے فرمایا اے تیغۂ برق مثال طبقے زمین کے ہلا دے نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے ازرنگ کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا لگایا شاہزادۂ نورالدہر نے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پر گانٹھا وار اُسکا رد کر کے نعرۂ شیرانہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ خاراشگاف مثل برق چمک کر گرا سپر ازرنگ کوہی کی دو ٹکڑے ہوئی یا تو قبۂ سر پر چلی تھی تا بہ جگرگاہ پہونچی دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا دل سے کہا غضب ہوا کشتی گیرزادے نے ازرنگ کوہی کی تصویر کو مٹایا تختۂ مشق مردان عالم تھا گھوڑے کو کوڑا کیا اسوقت قریب پہونچے شمشیر بےنظیر نورالدہر کی جگرگاہ تک اُتر چکی تھی ایرج نوجوان نے برابر آ کر کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے جھوم کر نعرہ کیا منم ہزبر دشت جرأت نہنگ دریاے شوکت نورالدہر بن بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا سبحان اللہ مردہ کشی نہین جاتی شرم نہین آتی ایرج نے کہا مین نہ آ جاتا تو آپ کا کام تمام ہوتا اُسنے کمر سے خنجر نکالا تھا کوکھ پار دیتا آنتین ڈھیر ہو جاتین جان بخشی کی آپ لوگ احسان فراموش ہین نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا مردہ کیا خنجر مارتا ایرج نوجوان نے کہا بس سامنے سے ہٹ جاؤ زیادہ جرأت نہ دکھاؤ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا آپ کیا کر لیجیے جو کچھ حوصلہ ہو آپ نے ایرج نوجوان آتش غضب مزاج افسر لشکر کے سر کا تاج ان کلمات کی کب برداشت ہو کہا او کشتی گیرزادے لے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر بن بدیع الزمان سپر کو چہرہ کی پناہ نہ کرین دو ٹکڑے ہون نورالدہر نے سپر اُٹھا دی مگر تیغۂ ایرج نوجوان نے گوشۂ سپر کو کاٹا زخم سر پہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے

آیا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا چادر خون روے انور پر اب نورالدہر کو تاب نہ رہی کہا او کرپاس فروش بازاری آج دعوے جرأت سب نکلجایگا یہ کہکر ہاتھ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بھی تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کا مارا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال کب رکتا تھا سپر کو کاٹ کرتا دوا بروایرج خوشخو پہونچا ایرج نوجوان نے تبجیل دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا مگر چادر خون منھ پر میعاد عاد رشک دراز گردن سردار ایرج نوجوان نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا اے شاہزادہ نورالدہر بس ایسا نہو کہ ہمکو بھی غصہ آجاے یہ سنکر طہماس نے ساطور کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا آواز دی او عادی بچے شاہزادگانِ والاقدر کا نام بے ادبی سے لیتا ہی میعاد طرف طہماس کے پلٹا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر روکا میعاد کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے پہلی شکست یہی ہوئی طہماس نے ہاتھ تلوار کا ماردیا یہ حربہ تو قیامت کا ہی زخم کاری کھایا قریب تھا کہ میعاد مارا جاے سرداران ایرج نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان مین تلوار چلنے لگی دور سے بادشاہ جمجاہ نے دیکھا سرداران ایرج و نورالدہر زخمی ہورہے ہین کسی کا شانہ جھولا کسی کا سر زخمی ہوا نورالدہر جھوم کر زخمداری مین لڑنے پر آمادہ ہین بادشاہ ہان ہان کہکر بیچ مین آپڑے نورالدہر و ایرج کو الگ کیا سردارون کو آواز دی کہ آپ سب صاحب اسی کے منتظر تھے سب علیحدہ ہوے غصہ مین دونون جوان زخم باندھکر فوج کو میان پر جاپڑے اژرنگ کو بھی مارا جاچکا تھا سب کوہی لاشہ لیکر بھاگے لقا نے طبل بازگشت بجوا دیا بادشاہ جمجاہ سرداران تہمتن کو لے کر پلٹے جواہر بن عمرو بھی آکر پہونچا جب کنارے پر لشکر کے آئے گھبرا کر کہا جد عالی تبار کہان ہین شعبان خنجر گزار نے عرض کی صاحبقران زمان انتہا کے زخمی ہوے تھے خدانخواستہ گرفتار نہ ہوگئے ہون عیاران اسلام یہ کہکر دوڑے ہم ابھی خبر لاتے ہین لشکر لقا مین اپنے کو پہونچاتے مین چشم زدن مین گئے فوراً واپس آئے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان غلامون نے لاشون مین تلاش کیا لشکر لقا کو چھان ڈالا کہین نشان نہ ملا نامیان خیبری و تو میان خیبری و مہر سنگ ملی و ابو طاہر خونریز سامنے حاضر تھے عرض کی خوب غلامون کو ثابت ہے زخمداری مین آقاے نامدار کو گھوڑا نکال لے گیا بادشاہ نہایت پریشان خاطر ہوے سردارون کی زخم دوزی کرائی نورالدہر بن بدیع الزمان جو مال طلسم جمشیدیہ لیکر آئے ہین اسکو خزانے مین جمع کرایا جواہر بن عمرو نے عرض کی غلام براے تلاش صاحبقران جاتا ہی بادشاہ نے کہا اے برادر اے عیار نامور بہت جلد خبر لانا لشکر مین واپس آنا اب بجاے خواجہ عمرو کے تم ہو چند ساعت تمھارا نہونا شاق ہوتا ہے خبر لشکر کفار نہین ملتی جواہر بن عمرو نے کہا انشاء اللہ باقبال شہنشاہی غلام بہت جلد پلٹیگا میری کیا مجال ہی کہ عہدے کو قبلہ و کعبہ کے سنبھال سکون بادشاہ نے کہا اے جواہر بعد چالاک بن عمرو کے تمنے بڑے لطف سے افسری کا کام کیا ماشاء اللہ اس سفر مین بھی جاکر ساحرہ کو مارا خوب نام کیا جواہر بن عمرو

نے دعائے جان درازی دی باخلعت عیاری ذات پر آراستہ کرکے براے تلاش زلزلۂ قاف ثانی سلیمان روانہ ہوا ایمان لقا نے **افراسیاب** کو نامہ لکھا کہ **تیمور سحر طراز** کو ہمنے بہشت مین بھیجدیا جلد کسی ساحر کو روانہ کرو ورنہ تقدیر کرکے تیرے طلسم کو ہاتھ سے **عمرو** عیار کے درہم و برہم کراؤن گا نامہ اسطرف جاتا ہی **جواہر بن عمرو** براے تلاش **صاحبقران** روانہ ہوا ہی اُنکو راہ مین چھوڑو

داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کا زخمداری مین گھوڑا نکال لیگیا ہی ساقی نامہ تصنیف **قمر**

ساقی پھر ذہن ہو چلا کُند
گلرنگ نکال بادۂ تند
شیشہ کی سُن رہا ہون قلقل
رکھا ہی کدھر کو ساغر مُل
آنکھون مین ہے خمار ساقی
نشہ کا ہے اُتار ساقی
پھر آب آتشین پلا دے
اس دل کی آگ کو بجھا دے
دشمن مرے دوست سے ملا ہی
جنگل مین اور گل کھلا ہے
بدمست جو بزم پاک مین ہے
یہ بنت عنب کی تاک مین ہی
جن سا نشہ چڑھا ہوا ہے
حد سے اپنی بڑھا ہوا ہے
اک سر سے بھوت اتارنا ہی
اک دیو سیہ کو مارنا ہے
ہر صفحہ بنے گا رزم نامہ
چمکے گی دم مین سیف خامہ
اُس شیر جری کا اب بیان ہے
جو صاحب تیغ سر فشان ہی
نامی و گرامی و جری ہی
جرأت رگ و ریشہ مین بھری ہے
آن قاتل کافران بدخو
برباد کن یلان بدخو
اب ختم پہ جلد آگئی ہے
حسرت دل مین یہی بھری ہے
شائق ناظر بھی حظ اُٹھائین
اس ہیچمدان کو دین دعائین
اے مہر سخن عروج دکھلا
ہو طبع **قمر** کی جلوہ آرا

چہرۂ داستان مصنف **قمر** سیاحان دشت معانی و طے کنندگان جادۂ سخندانی شائقین کو رسم و راہ شہرۂ داستان شوکت بیان سے یون آگاہ کرتے ہین شعر **قمر** سخن سنج و دانائے شیرین بیان ؛ رقم کرتے ہین اسطرح داستان کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان **حمزۂ صاحبقران** امیر عالی شان میدان جنگ سے زخمی ہوکر بیہوش ہوئے **اشقر دیوزاد** مرکب امیر والا نژاد کولے نکلا مگر بے زبان تھا ان پر نہ جا سکا جدھر منھ اُٹھا ادھر چلا ہا ہُوے دلیران کی صدا کانین بھری ہوئی رات بھر چلا آیا وقت سحر ایک صحراے سبزہ زار مین قریب جھیل کے ٹھہرا پانی پر منھ ڈالا جسم کو جنبش دی **صاحبقران** وہان پشت اشقر سے زمین پر گرے اشقر نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹنے لگا حیران تھا کیونکر اُٹھاؤن جب **صاحبقران** ہوشیار نہوے ناچار چرتا ہوا صحرا مین پھرنے لگا جب اپنے آقا کی یاد آتی ہی پھر قریب آتا ہی مجبور پلٹ جاتا ہے مگر اس حوالی مین ایک قلعہ ہے نام اُسکا حصار ہوشنگیہ ہے **ہوشنگ دزد** جری بہادر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی بارہ ہزار قزاق ہمراہ رکھتا ہی جو کارواں اس حوالی مین آتا ہی جاکر لوٹ لیتا ہے

اکثر بادشاہون کے خزانے تاراج کیے بڑے بڑے پہلوان اس جوان کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہیں اسوقت برائے سیر صحرا مین آیا دس پانچ جوان ہتھیار بند ساتھ تھے کسی کی نگاہ **شقر دیوزاد** پر پڑی کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرنے مین مصروف ہے ساتھ والون نے **ہوشنگ** کو آگاہ کیا کہ حضور ایک مرکب صبا رفتار کوتل پھر رہا ہے **ہوشنگ** نے پلٹ کے دیکھا گھوڑے کو دیکھ کے عاشق ہوگیا ساتھ والون سے کہا یہ تو مرکب بے نظیر ہے اسکو گھیر کے گرفتار کرو ہمارے قلعہ مین لے چلو اُسکے ساتھ کے قزاق دوڑے شقر چونکہ چرنے مین مصروف تھا اُسنے ہاتھ ڈالدیا شقر نے سر اُٹھا کے دیکھا منھ کھولکر سر چبا گیا لاشہ اُسکا زمین پر گرا اب تو دس بارہ جوان کمندین رسیان لیکر دوڑے شقر نے کسی کو پشتک ماری کسی کو دولتی لگائی کہین لغلہلے سُم سے نیچے چل گئے کئی جوان کچل گئے چند جوانون کو مارکر شیہہ کھینچتا ہوا طرف اپنے آقا کے بھاگا قریب آکر گرد پھرنے لگا اب تو **ہوشنگ** دزد نے اپنے بازوؤن پر سے کمندین کھولین ہٹو ہٹو کہکر بڑھا جب قریب پہنچا دیکھا ایک جوان خوش رو رشک یوسف کنعان چہرے سے فر و شوکت نمایان انتہا کا زخمدار زیر نخل بیہوش پڑا ہے حیران جمال محو دیدار ہوکر ساتھ والون کو آواز دی یارو جسکی قضا تھی وہ اس حیلہ سے مارا گیا مرکب کا راکب بھی موجود ہے کسی نابدولت کے بیشہ مین شکار کیا اس جوان شیر دل کے لوٹنے کا قصد کیا مگر سبحان اللہ کیا خوب لڑا ہے مال اپنا نہین لینے دیا نقد جان دیکر مال کو بچایا اس مقدمہ مین کد و کوشش کرنا واجب و لازم ہے نہین معلوم مردہ ہے یا صحیح و سالم ہے چارپائی لاؤ اُٹھا کر لے چلین یہ کہکر مرکب کو چمکا کر قریب **صاحبقران** آکر سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس پائی دیکھا قبضہ شمشیر برق مثال دست زبردست سے نہین چھوٹا وجد کر رہا ہے یہ زخم ہولناک دیکھکر ہوش اُڑ گئے ہین کہتا ہے دیکھو یارو ایسے جوانان شیر دل بھی پردۂ دنیا پر ہین پرزے پرزے اُڑ گیا مگر مال نہین دیا مگر وہ کون صاحب تھے کہ ہمارے حوالی مین آکر جرأت دکھائی صاف تو یہ ہے کہ بڑے نامرد تھے قصد کیا اور مال نہ لے سکے ہمنے تو جسکو تاکا بے مال لیے پیچھا نہ چھوڑا کیسے کیسے بادشاہون کے خزانے لوٹے اکثر گھر بھی گئے سب صاحب آگاہ ہین بے مال لیے نہ پلٹے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوان انتہا کا بیکیت ہے مرکب ایسا عمدہ زیر ران دو چار مارے گئے زخمی کرکے نامرد بھاگ نکلے اپنے ساتھ والون کے لاشے لے گئے یہ زخم جھیل انتہا کا زخمی تھا بیہوش ہوکے گر پڑا اُس قلعہ سے چارپائی آئی چار پانچ جوانون نے ملکر اُٹھائی **شقر دیوزاد** دانت سب پر آنکھین نکالکر چلا **ہوشنگ** نے بڑھکر چمکارا الہی مرکب وفادار تیرے آقاے نامدار کو برائے علاج لیے جاتے ہین تیرے آقا کے دشمن نہین ہین **شقر** مثل انسان کے سب کچھ سمجھتا ہے سر جھکا کر چارپائی کے ساتھ ہولیا **ہوشنگ صاحبقران** کو لیکر اپنے قلعہ مین آیا قصر ہاے عالی تعمیر باغ جنت نظیر ایک بارہ دری مین لاکر اُتارا جراحان چابکدست حاضر تھے اول شراب سے زخم کو دھویا ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین مگر **ہوشنگ** کو عشق دلی ہے طبیعت گھبرا رہی ہے کہ یہ جوان بیدار ہو تو سب حال اسکا دریافت کرون حسب نسب پوچھون رومال ہاتھ مین مگس پرانی کر رہا ہے بعد عرصۂ دراز **صاحبقران** زمان کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر عالی مین چھپرکھٹ پر پایا مکان کو چھت پردے سے

آراستہ دیکھا پروردگار کا شکر کیا دوسری جانب ایک جوان رستم خصال تہمتن مثال بیٹھا ہوا خدمت مین مصروف ہے **ہوشنگ** کی بھی نگاہ پڑی کہ زخمی نے آنکھ کھولی اشارے سے حال پوچھا امیر نے فرمایا بہت اچھا ہون مگر اے محسن یہ کیا مقام ہے تمھارا کیا نام ہے تو نے اس عالم غربت مین جان بخشی کی پہلے **اشقر** کو پوچھا کہ ہمارا مرکب کہان ہے **ہوشنگ** نے کہا سپر شمشیر زرہ کمان کیانی چار آئینے وغیرہ سب موجود ہین مرکب آپ کا تھان پر بندھا ہے اس قلعہ کو شگونگیہ کہتے ہین یہان سب لٹیرے قزاق رہتے ہین یہ حقیر ان سب کا افسر ہے آپ کو صحرا مین بیہوش پایا بہ محبت اٹھا لایا مردان عالم کا ہمیشہ سے خدمت گزار ہون آپ کے نام و نسب سے آگاہ ہونیکا امیدوار ہون یہ بھی فرمائیے کہان لڑائی ہوئی کس سے تلوار چلی کیونکر زخمی ہوئے مگر واہ کیا کمال کیا خوب نامردون سے اپنے کو بچایا **صاحبقران** اٹھ بیٹھے فرمایا مین ایک بادشاہ کا نوکر تھا آپسمین کچھ فساد ہوا مین اپنے مالک کے ساتھ زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا **اسمٰعیل یکہ تاز** اس حقیر کا نام ہے سپاہگری کا پیشہ قدردانون کی ملازمت **ہوشنگ** نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمائیے خانہ بے تکلف ہے مین بھی مرد سپاہی ہون مردان شمشیر زن کا تابعدار ہون لات و منات کی عنایت سے صحت پاکر چندے کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائیے بدل و جان خدمت گزاری کرونگا **صاحبقران** نے فرمایا کہ تقاضاے آب و دانہ یہان لایا ہے یقین ہے عمر بھر تمھارے یہ احسان فراموش نہین ہین ایسے وقت بد مین تو نے دستگیری کی اور جان بچائی **ہوشنگ** خود عذر کرنے لگا ایسے کلمات نہ فرمائیے مین محجوب ہوتا ہون غرضکہ **ہوشنگ** مع قزاقون کے خدمت گزاری مین **صاحبقران** کی مصروف رہا بعد ایک ہفتہ کے امیر نے غسل صحت فرمایا **ہوشنگ** نے طائفے بلوائے سامان جشن مہیا کیا صحبت عیش با آراستہ ہوئی **صاحبقران** زمان غسل کرکے سلاح جنگ سے آراستہ ہوئے خود و زرہ چار آئینے موزے در لگے کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان کا برج قوس مین مسکن ہے ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پیما مثال اسکی یہ ہے کہ پہلوے ماہ مین ستارہ دنبالہ دار چہرے سے تہور و جلالت آشکارا آنکھین رشک غزال صحراے ہمت و سخاوت زلفین خلیلی تا بہ دوش شیرون کے تہور صف شکن صفدر بہادرون کے فخر صاحب جوہر شمشیر دو سر **ہوشنگ** دزد جمال بے مثال دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا جوش محبت مین گلے سے لپٹ گیا دل سے کہتا ہے کہ یہ جوان اگر میرے ساتھ رہے برابر کا حصہ دون اپنا قوت بازو سمجھون ہر وقت جمال ماہ تمثال سے میرا قصر برج اسد سے بہتر ہے ہر در و دیوار روشن و منور ہے الغرض امیر با توقیر کو مقام صدر پر بٹھایا گرد افسران فوج لشکر شکن ہوے شیرون سے بیشہ صحبت معمور ہر ایک جوان کی کمر مین تیغہ برق تاب سپر پشت پر [illegible] آفتاب **ہوشنگ** پروانہ جمال **صاحبقران** ہے آئینہ رخسار دیکھکر مثل آئینہ حیران ہے بوے زلف عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہے شمشیر زنی کا چرچا ہے **ہوشنگ** دزد نے اشارہ کیا ایک معشوقۂ پریوش سامنے آکر کھڑی ہوئی گت شروع کی سارنگی بجنے لگی کٹنے لگے ساز آپسمین ساز کیے ہوے نازنین خوش آواز گانے مین سوز و گداز اہالیان محفل متوجہ مگر وہ سرجبین کشتۂ تیغ ابروے **صاحبقران** اسیر دام گیسوے عنبر فشان ہر مرتبہ سامنے **صاحبقران**

کے آکر بیٹھ جاتی ہے مسکرا مسکرا کے بتاتی ہے پردے مین اپنا حال دل سناتی ہے یہ غزل عاشقانہ پرسوز و گداز گاتی ہے **غزل عاشقانہ**

رحم قاتل سے اسیر درد و غم یونہیں رہے
اسکی زلفون کا الٰہی پیچ و خم یونہین رہے
ایسی ہمت ہو کر رکھتا ہون تجھکو بھی شاد
تیغ قاتل ہاتھ مین یارب الم یونہیں رہے
محو الفت ہون ثواب و جرم کچھ کرتا نہین
ہاتھ جنبش مین ہو سرگردان قلم یونہیں رہے
گو نہ دیکھا زندگی مین دیکھ لونگا بعد مرگ
ہو فلک کے پاس سب قول و قسم یونہیں رہے
ہر رگ سے دل مین کھینچا عشق کامل نے اُسے
کیون نہ آنکھون سے نہان باغ ارم یونہیں رہے
تیغ کھینچی ناز سے لیکن نہین کرتے وہ قتل
عمر بھر ہم صورتِ نقش قدم یونہیں رہے
دیگے پھیر کر دل جو طلب ہمسے دو بارا کرتے
وصل کی شب بھی نکلنا نہ گوارا کرتے
ہم تو جب ہیں دل بیتاب کو کہتے نادان
تم نہ آئینہ مین کاش اپنا نظارا کرتے
حیف وہ سر جسے رکھ لیتے تھے تم زانو پر
جا کے مسجد مین جو ہم ذکر تمھارا کرتے
دیکھتا نت نئی آفت کوئی عاشق نہ جلال
قید غم سے چھٹ گئے اغیار ہم یونہیں رہے
شکوۂ بے التفاتی ہے عبث اُس شوخ سے
خوش فلک اسمین ہے تو مجھکو الم یونہیں رہے
مین جو پہونچا مضطرب زیر زمین ہے زلزلہ
ہاتھ مین دونون فرشتون کے قلم یونہیں رہے
تم کمرتے ہو بھلا کیون قتل کرنے کو مرے
وہ دہن گر فی الحقیقت ہے عدم یونہیں رہے
عارض و چشم اپنی دکھلا دو اگر دونون بہم
حشر تک خالی الٰہی دیر و حرم یونہیں رہے
یار نے صحرا نوردان محبت مین گنا
راستی عشق ہے جانباز خم یونہیں رہے
شعر ناموزون و موزون سے بھی ہین واقف نہین
رشک آتا ہے تمھین ایسا اُسے پیارا کرتے
بے نشان ہو گئے ہین تجھسے اپنے تمھارے شہر سے
کہ سمجھتا نہ اُسے ہم جو اشارا کرتے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین الفت مین تری
پانون پر غیر کے ہو ہم یہ گوارا کرتے
تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی مین
آنکھ ملتے ہی جو وہ مانا گتارا کرتے
گو نہ اس پھندے سے چھوٹونگا مگر وہ حسن
یہ غنیمت ہے جو مجھ سے وہ صنم یونہیں رہے
حسن غصہ مین ہے وہ اب روح کرتی ہے دعا
حشر تک لب ساکن ملک عدم یونہیں رہے
جبتک ہے دل وہ نہ لکھ بھیجے جواب خط شوق
ہے محال اپنا اگر سینہ مین دم یونہیں رہے
وعدۂ اقرار وصلت کرکے مارا ہجر مین
آئینہ سکندری اور جام جم یونہیں رہے
کوے جانان کی فضل سے حشر تک ہے شرمسار
گو مرض ہے پانون مین لیکن ستم یونہیں رہے
کوچۂ جانان مین چل سکتے نہین وہ ضعف سے
ای قبول اچھا ہے جو میرا جرم یونہیں رہے
تیرے ارمان کو یون عشق مین پیارا کرتے
تم مٹاتے ہین ہم نام تمھارا کرتے
میرے معشوق تھے یا بنگئے اب میرے رقیب
جی بھی تو پاس نہین ہے جسے مارا کرتے
بھولتے حضرت زاہد بھی یہ اللہ اللہ
ہم اُسی کو ترے دھوکے مین پکارا کرتے
ہو تشنگی دور وہ مالا مال محبت پہلو مین

صاحبقران کے بیٹھا ہے دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ہے اپنے سرداران نامی سے چپکے چپکے کہ رہا ہے آج تو مین مثل بادشاہ ہفت کشور ہون سکندر و دارا سے اقبال مین بہتر ہون ایسا جوان شیر صولت رستم ہیئت میرے گھر مین مہمان آیا ہے مجھے سرفراز کیا ہے مگر یارو یہ جوان اصلی حال اپنا چھپاتا ہے نام بھی اسکا کچھ اور ہے بھائیو جائے غور ہے تیغۂ برق تاب سپر رشک گردۂ آفتاب کمان کیانی فخر ہلال ترکش مین تیر دلدوز سنان نیزہ پر سپر کی کنیان شار چار آئینہ وہ اگر اسکندر و ارسطو ہوتے حیران ہو کر اپنی جان کھوتے ایک ایک شے نایاب جمال جہان آرا یوسف مصری کا نقشہ بس کیونکر کہون کہ بادشاہ جلیل نہین ہے

بلکہ فخر شاہان عراق و چین ہی مین اسکو رخصت نہین کرونگا خلق مین یکتا جب انس بڑھیگا صاف صاف کہدیگا اپنا بادشاہ بناؤن قزاقی ترک کردون ملک گیری پر قدم مارون ایسے جوان منچلے میری نگاہ سے نہین گذرے سب رفقا جواب دیتے ہین حضور حقیقت مین آپکا خیال بہت بجا ہی ہم لوگون کا یہی قول ہی اگر یہ جوان آپ کی شراکت کرے ابھی ملک بادشاہون سے چلکر چھین لین اگر رستم ہو تو اسکو شکست دین فوج افسر کے بھروسے پر لڑتی ہی یہ جوان یقین ہی تم سب سے سو قدم آگے بڑھکے لڑیگا شیر کے کلے چیر ڈالیگا صورت سے جرات آشکار ہی بیشک کوئی نامی و نامدار ہی بعد برخاست جلسہ بوقت سحر ہم پوچھ لینگے ایک ایک سے محبت و خلق کی باتین ہوتی ہین یہ ہمنے امتحان کیا نوشیروان کی لڑائیان ملک سنجان کے ذکر اس جوان کو اسطرح یاد ہین صاف معلوم ہوتا ہی نوشیروان کے زمانے سے تا بہ باختر و ملک فرعونیہ وغیرہ سب جگہ لڑائیون مین شریک رہا تو ہین سب کچھ بیان کیا جب یہ پوچھا گیا آپ شریک رہے ہا نوشیروان یا خداوند لقا کے ملازم تھے ٹال کر کچھ اور ذکر شروع کردیا صاف صاف ثابت نہوا اب ہم پوچھ لینگے جھوٹ بولنے کی بھی عادت نہین ہے سب کیفیت ظاہر ہوجائیگی انہین باتون مین وہ جلسۂ شب تمام ہوا یکایک رقاص آفتاب مع سازو سامان ضیا و شعاع محفل چرخ زبرجدی مین مصروف رقص و سرود ہوا اس محفل خلد منزل مین بھیروین اٹھدی ہی طائفون کو بھی خوب انعام ملا ہی سب کا غنچۂ آرزو کھلا ہی سرکردہ باغ باغ غم سے فراغ **ہوشنگ** کا قصد ہوا کہ **صاحبقران** زمان سے حال پوچھون قریب آیا دست بستہ ہوکر کہا آپکے نیاز مند کو بڑی حیرت ہی یہ امر لائق سماعت ہی آپنے اپنا نام نامی اسم گرامی **سہیل یکہ تاز** بتلایا ہی لفظ یکہ تاز پر ہمکو ناز ہوا مگر **سہیل** آپ ایسے آفتاب عالمتاب کا کسنے نام رکھا آپ رشک آفتاب و ماہتاب ہین حسن مین یوسف کے جواب ہین آپ صاف صاف فرمایئے کہ نام نامی اسم گرامی کیا ہی کیا افتاد پڑی کہ آپ ایسا رستم خصال زخمی ہوا مرکب باد رفتار اسطرف نکال لایا مرکب آپکا سیہ چشمی آنکھون مین جسکی تصویر پھرتی ہی فخر اسپ رخش رخشان کہ مرکب رستم نوجوان تھا مرکب آپکا بے نظیر جمال آپکا رشک مہر منیر **صاحبقران** نے سر جھکا لیا کہا تم خود بہادر لاجواب فخر نریمان و سہراب ہو جو تمسے کہا وہی مفصل ہی اگر تمہارے نزدیک ہمارا یہ نام نہین ہی شاید یہی ہوگا اصلیت بھی کھلجائیگی تمہاری طبیعت تسکین پائیگی کیا جلدی ہی ابھی تو ہم تمہارے مہمان ہین تمہارے ہمپر بڑے بڑے احسان ہین ہنوز کلام معجز نظام **صاحبقران** زمان ناتمام تھا **ہوشنگ** زرد اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ اٹھا کر طائفے کو منع کیا ناچ موقوف ہوا گھبرا کر کبھی جاتا ہے پھر اندر آتا ہی رنگ رو متغیر متردد متحیر کبھی اپنے سردارون سے سرگوشی کرتا ہی کبھی تیغ و سپر اٹھاتا ہے کبھی بھالا سنبھالا کبھی تیر و کمان پر ہاتھ ڈالا آخر سردارون کو ساتھ لیا ایک گوشہ مین جاکر بیٹھا کچھ صلاح کی پھر گھبرایا ہوا قریب **صاحبقران** زمان کے آیا کہا اسوقت میری گستاخی معاف فرمایئے شکر ہے خداوند لات و ہبل کا میری مراد دلی حاصل ہوئی آپنے صحت کامل پائی نشان اپنا ہمکو لکھوا دیجیے مین دو سو سوار ہمراہ کرتا ہون آپ اسوقت روانہ ہوجایئے اگر زندہ رہینگے ہم خود آپکے پاس آئینگے یا آپ خود سرفراز فرمائینگے بشرط حیات ملاقات ضرور ہوگی **صاحبقران** نے فرمایا کیون برادر خیر تو ہے ہمسے تو ظاہر کرو تمہارے رنج و راحت کے شریک ہین اسوقت تمکو بہت پریشان دیکھتا ہون **ہوشنگ** کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا آپ ایسے ہی شیر ہین مگر مہمان کا بچانا ضرور ہی کسی آفت مین غیر کو پھنسانا عقل کا قصور ہی

امیر نے فرمایا اے برادر ہم ہرگز کہین نجائینگے معلوم ہوتا ہے کسی زبردست سے لڑائی درپیش ہے صاف یہی پس و پیش ہے ہم سمجھ گئے اب نہ چھپاؤ **ہوشنگ** نے کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ یہان سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہے اُس قلعہ کو آہن حصار کہتے ہین بڑے بڑے بہادر اُس قلعہ مین رہتے ہین بادشاہ وہان کا رستم وقت **ہلال زرین علم** صاحب جاہ و حشم اُسکا خزانہ ملازم لیکر میری سرحد سے گذرے مین جاکر لڑا ہمراہیان خزانہ کو مارا مال تمام لوٹ لیا اب اسکو کسی نے خبر مفصل سنائی کہ **ہوشنگ** قزاق کا یہ کام ہے اُس نے **قنطور** آہن کلاہ اپنے پہلوان زبردست کو مع ساٹھ ہزار فوج کے روانہ کیا اُسنے آکر قلعہ کو گھیر لیا **سرہنگ** عیار نے ابھی یہ آکر مجکو خبر سنائی اب قلعہ سے نکلنا دشوار ہے یہ تو آپ کو ظاہر ہوا کہ مین قزاق ہون صرف بارہ ہزار جوان ملازم ہین اتنے بڑے بادشاہ سے کب لڑ سکتا ہون آپ سے آذوقہ اتنا قلعہ مین ہے کہ برس چھ مہینے بیٹھ کر لڑ دون آخر کیا کرون یہ صلاح ہوئی کہ پھاٹک کھول کر بارہ ہزار جوان فوج **قنطور** پر جا پڑین لڑ بھڑ کے نکل جائین کسی صحرا مین جاکر چھپ رہین قلعہ کو دور سے لین کبھی موقع پائینگے پھر قلعہ پر قبضہ کرینگے ورنہ قزاقون کا کوہ و دشت مقام ہی ہے لوٹ مار کا یہی انجام ہے **صاحبقران** زمانے نے سر **ہوشنگ** دزد کا سینہ سے لگایا فرمایا اے بہادر نہ گھبرا ابھی لشکر تیار کر اسی جا سے ہم مقابلہ کرینگے تا بہ **آہن حصار** لڑتے بھڑتے چلینگے آہن حصار کا تمکو بادشاہ کرینگے اگر ہم **قنطور** کے ہاتھ سے مارے جائین اُسوقت تمکو اختیار ہے خواہ لڑنا یا جان بچانا **ہوشنگ** نے کہا اے جوان مین تیرا مشکور و ممنون ہوا دس ہزار سوار سے اتنے بڑے بادشاہ کا مقابلہ کرنا ناممکن بس اب آپ اسمین کیا فرماتے ہین جلد قلعہ سے نکل جائین **صاحبقران** نے خود سپر انور پر رکھا زرہ پہنی گھوڑے پر کاٹھی ڈالی کہا بھائی تم ہمارے ساتھ آؤ تردد نہ کرو ارادہ دور دیکھو تو کیا ہوتا ہے ہرچند **ہوشنگ** نے کہا **صاحبقران** نے نہ مانا پشت اشقر پر سوار ہوے **ہوشنگ** مردانہ وار مع بارہ ہزار جوانان جرار ہمراہ ہوا ساتھ والون سے کہتا ہے مین اس جوان کو لڑنے نہ دونگا پہلوانون مین بدنام ہو جاؤنگا بہادر نفعیں یہی کہینگے مہمان کو اپنے آگے دیکر قتل کرا دیا مگر اُسکی صولت و شوکت مین فرق نہین سربازی کرنے کو موجود ہے غرض بیرون قلعہ آئے **ہوشنگ** نے بارگاہ استادہ کرائی خیمے استادہ ہوے چند ساعت دن باقی ہے کہ صحرا سے گرد اُٹھی **قنطور** آہن کلاہ مع ساٹھ ہزار فوج کے آکر پہونچا اسکو خبر ملی کہ **ہوشنگ** دزد واسطے مقابلہ کے آیا ہے مونچھون پر تاؤ پھر اکہا واہ قدرت خداوند **لقا** قزاقون کو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے مقابلہ مین آیا ہے لشکر لیکر اترا ہے قضا دامنگیر ہے ایسے کلمات لاف و گزاف کرتا ہوا ذنگل آہنی پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا نقارۂ رزمی بجے بموجب حکم طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے **ہوشنگ** کے موجود تھے خبر لیکر چلے یہان **صاحبقران** ذنگل پر جلوہ فرما ہے **ہوشنگ** دزد سرنگون نہایت پریشان ہے ہر بار **صاحبقران** سے کہتا ہے اے جوان تیرے اقبال سے یہی بڑی مہلت پائی **قنطور** آہن کلاہ آکر اُتر پڑا مجکو یقین تھا کہ یلغار کر کے آپڑیگا اب یہی رات بھر کی مہلت پائی مین مرد قزاق ہون ہزار کوس نکل جاؤنگا کیا مجکو پا سکتا ہے راتون کو آکر وہ شبخون مارونگا کہ ان سپاہیون کو بھی چھوڑ دونگا ہم سرکشی نہین لڑ سکتے ہم لوگون کا یہی کام ہے قلعہ آہن حصار کو جاکر تہ و بالا کر دونگا سلطنت مین خلل ڈالونگا امیر فرماتے ہین اے برادر نہ گھبرا دیا تو طبل جنگی بجوائے گا یا بہ یلغار آئیگا جواب پائیگا منہ کی کھائیگا **آہن حصار** کی بھی در بدر ہو جائیگی تم اس مقدمے کو ہمارے سپرد کرو جب ہم قتل ہو جائین پھر تمکو اختیار ہے ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے **ہوشنگ** کو دعا دے جان و دولت کی عرض کی کہ **قنطور** آہن کلاہ نے طبل جنگی بجوایا ہے کل صبح کو میدان کارزار مین مقابلہ کریگا حضور

نہایت مغرور ہے جام بادۂ نخوت سے چور ہے ہر **ہوشنگ** چاہتا تھا کچھ جواب دے کہ **صاحبقران** نے فرمایا ای برادر **ہوشنگ** اپنے لشکر مین بھی نوازش طبل کا حکم دو متردد نہ ہو ہم اس سے مقابلہ کرینگے **ہوشنگ** نے مجبور ناچار حکم دیا لشکر قزاقان مین بھی طبل جنگی بجا تیاری ہونے لگی **ہوشنگ** کو نہایت تردد تھا کہتا ہو **قنطور آہن کلاہ** نہایت زبردست ہو دیکھیے کیا ہوتا ہو اس جوان نے غیرت دلا کر سب کی جان لی یہ تو ہماری غیرت تقاضا نہ کریگی مفت مین ایک مرد سپاہی مارا جائے ہم کھڑے دیکھا کرین مقام غیرت ہو جان دینے مین سپاہی کی عزت ہو قزاق جواب دیتے ہین حضور جوان تو وہ منچلا ہو مگر ہم اسکا نکلنا گوارا نہ کرینگے خود لڑینگے ہم مرنے والے ہین کہنے سے اسی جوان کے قلعہ سے نکل آئے ورنہ ہمارا کام یہ ہے کہ دھوکے سے رات کو لڑین غفلت مین جا پڑین لڑ کر کے قافلہ لوٹ لیتے ہین اپنی تدبیر سے دشمن کو شکست دیتے ہین ادھر **قنطور آہن کلاہ** جب طبل جنگی بجوا چکا دربار برخاست کیا تخلیہ مین آ کر بیٹھا ہرکارون سے پوچھا **ہوشنگ وزد** کس بھروسے پر قلعہ سے باہر نکل آیا ہو کیا اپنے دلمین سمجھا ہو ہرکارون نے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ہم جو بارگاہ مین **ہوشنگ** کی گئے دو بائین اسکے ایک جوان فخر رستم و سام وزیریان مقام صدر پر بیٹھا تھا **ہوشنگ** حضور کے نام سے کانپتا تھا اس شیر دولت نے **ہوشنگ** کو مطمئن کیا کہا کہ میدان مین ہم مقابلہ کرینگے تم کیون گھبراتے ہو مگر وہ جوان رعنا حسن و جرأت مین یکتا ہو ہم نے اس حوالی مین اسکو کبھی نہین دیکھا **قنطور آہن کلاہ** نے پوچھا آخر اسکا نام کیا ہو وہ بھی کوئی بڑا بادی چور ہے یا کوئی شہزور ہے کہا نہین حضور اسکے چہرے سے آثار سروری و سالاری نمودار ہین اوج عزت و وقار ہے **قنطور آہن کلاہ** نے کہا تم لوگ کیا جری بہادر کو پہچانتے ہو صبح کو بدولت قلعہ مین چاشت کھائینگے جوان بڈھے سب کو دیکھ لینگے دونون لشکرون مین تیاریان مگر قزاق پریشان حال جانبین مین طلایہ پھر رہا ہے صدائے حاضر باش ناظر باش بلند پہر رات رہے سے نقیبون نے جوانان شیردل کو جگانا شروع کیا **نظم**

نقیبان سو بسو گشتہ خروشان
کہ فردا روز کار زار ست
کہ دنیا بے ثبات و بے قرارست
جوانان دل قوی دارید امشب
جوانو جوانمرد ہشیار ہو؛
سلاحون سے اپنے خبر دار ہو

علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب؛
رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار

یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا **ابیات**

شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سپاہ رو بہ فرار

شہنشاہ زرین علم بصد شوکت و حشم تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا **قنطور آہن کلاہ** بصد شوکت و جاہ کرگدن مست پر سوار ہو کر مع فوج وارد میدان کارزار ہوا ادھر **ہوشنگ** نے بارہ ہزار قزاق آراستہ کیے **صاحبقران** اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے **ہوشنگ وزد** سے صاحب سلامت ہوئی **اشقر** کو آگے بڑھایا **ہوشنگ وزد** کو مع فوج پشت پر لیا بصد کر و فر میدان جنگ مین آ کر پہونچے جانبین مین صفین جنگ کی درست ہوئین نقیبان بلند آواز نے صدا دی ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہے نام اپنے بزرگون کا روشن کرو نام رستم و اسفندیار صفحۂ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دو جاہ و جلال دنیا پر مغرور نہو معشوقان پریچہرہ کو دیکھکر مسرور نہو حسینان یوسف جمال کیا ہوے بعد مرنے کے چہرے چاند سے گرد و غبار مین اٹ گئے تنہائی مین

قبر کی کون کس کا ساتھ دیتا ہی منزل ملک عدم کا سامنا ہی زاد راہ کی فکر کرو نظم

چار دن دیکھ لے تو لطف گلستانِ جہان
پھر تو اینچی مرغانِ خوش آہنگ کہان
یاد کر جب سے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا
کیسے کیسے گل خندان ہوے آنکھون سے نہان
جنسے اک دم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین
ایسے بچھڑے کہ نہین صفحۂ ہستی پہ نشان
فلکِ تفرقہ پرداز کی کج بازی سے
وہ جدا ہوگئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان
سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین
رات دن پیش نظر ہین وہ لب و چشم و دہان
حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی
مسکراہٹ کے اب آثار نہین اُنسے عیان
مہ رخسار مکدر ہین تن آغشتہ بخاک
نہ وہ ہے ناوکِ مژگان نہ وہ ابرو کی کمان
نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز
نہ وہ ہنسنا نہ کسی کے لیے فریاد و فغان
کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے
ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان
نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا
نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہِ تابان
نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک
بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین
طاقتِ نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

صدائین نقیبون کی سنکر مردانِ عالم جھومنے لگے آنکھون مین نشے جرات کے آگئے دل مین ہو کہ لڑین بھڑین مرجائین نام کر جائین **قنطور آہن کلاہ** نے اس لڑائی کو مفت جانکر ساتھ والون کو روکا اپنا گینڈا بڑھا کر میدان کارزار مین آیا آواز دی ای قزاقان سرکش کچھ تمکو خوف نہ آیا مال سرکار کا لوٹ لیا بادشاہ عالی جاہ کہ جسکی نہیب شمشیر سے مردان عالم تھراتے ہین شیران دشت نبرد دامن صحرا سے منھ چھپاتے ہین **شہنشاہ** زمین **علم** محترم و محتشم بندۂ مقبول خداوند **لقا** زور مین پہلوان یکتا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے مگر اے **ہوشنگ** دزد تیری جان بخشی کرتا ہون رومال سے ہاتھ باندھ کے چلا آ خطا تیری شاہ سے معاف کرا دونگا **صاحبقران** نے مرکب صف سے بڑھایا **ہوشنگ دزد** گھوڑے سے کود کر رکابون سے لپٹ گیا کہا اے صف شکن **قنطور آہن کلاہ** بر سر رحم ہی مین جاکر اصلاح کرتا ہون مال **شہنشاہ** کا ابھی اپنے ذمہ کر لونگا کسی طور سے ادا کر دونگا **صاحبقران زمان** نے فرمایا ہم تم سے کہہ چکے بعد ہمارے تمھین اختیار ہے بس اجازت میدان دو تکرار نہ کرو **ہوشنگ دزد** نے سر جھکایا **صاحبقران** نے مرکب بڑھایا **قنطور آہن کلاہ** کی نگاہ پڑی ایک جوان خیر صولت حسین و جمیل صف سے قزاقون کی نکلا مرکب باد رفتار زیر ران کلائیان مارتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا تھوتھنی مثل غنچۂ گل زلف حور کاکل چالاک و چست اعضا سب درست عیوب سے پاک

نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
کہ شبدیز خامہ کا بالنگ ہے
ملا ہے عجب رنگ مشکین اسے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی

تڑپتا ہے میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہے
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے
ہر ایک نعل ہے نیچہ بے مثال
وہ کوہ گران ہے یہ پاسنگ ہے

قنطور آہن کلاہ حیرانِ جمال محو دیدار ہو کر سراپا کو **صاحبقران** زمان کے دیکھ رہا ہے بارادۂ لنگا در بڑھا **امیر** نے اُدھر ڈپسپر کی لگائی کہ پانچ قدم گینڈا **قنطور** کا دو قدم مرکب **صاحبقران** ایسے سور کا ہٹا **قنطور** نے چہرۂ زیبا کو بخوبی دیکھا شیر خشمناک فرخ جنگ مین بے باک مثل آئینہ حیران ہو کر سراپا کو دیکھا واضح رائے ناظرین ہو کہ **ہوشنگ دزد** بھی صف سے نکل آیا ہے محبت مین **صاحبقران** کی بیقرار چونکہ صاحب جرأت ولیاقت ہے اپنے مہمان کا قتل ہونا شاق ہے خود جان دینیکا مشتاق ہے **قنطور آہن کلاہ** نے پوچھا اے جوان تو بھی قزاق ہے فن جنگ مین بڑا مشتاق ہے یا بدولت کے مقابلہ مین آیا کچھ خوف کیا اپنے نام سے آگاہ کر قریب **قنطور آہن کلاہ** ایک عیار کھڑا تھا اُس نے کہا اے پہلوان جہان مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون **قنطور آہن کلاہ** نے سر جھکایا عیار دو سردار سے آپس مین سرگوشی ہوئی **قنطور** کلام عیار سنتا ہے کبھی سر دھنتا ہے کبھی حیران ہو کر جمال **صاحبقران** پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا کہا اے جوان تو ہی **صاحبقران** داماد **نوشیروان** ہے ان قزاقون سے کیونکر ملا جیسے شیر ببر کا اس بیشۂ ویران مین کیونکر گذر ہوا **صاحبقران** نے فرمایا **صاحبقران** کون مین تو **ہوشنگ دزد** کا نوکر ہون بدلے اپنے مالک کے جنگ کو حاضر ہون **قنطور آہن کلاہ** نے کہا اب نہ چھپائیے مفصل سبب آنیکا بتائیے ہر شخص آپکو جانتا ہے ایک ایک سنگریزہ پہچانتا ہے **صاحبقران زمان** نے فرمایا جو آپ کا گمان ہے شاید یہی ہو اب تو یہ میدان کارزار ہے ایسی باتون کا ذکر بیکار ہے **قنطور آہن کلاہ** نے کہا یا **صاحبقران زمان** مین مدت مدید سے آپکے مقابلہ کا مشتاق تھا میرا بادشاہ شہنشاہ **زرین علم** اکثر خواہان ہوا کہ برسر مسلمان لشکر کشی ہو مگر یہ امر ساعت پر موقوف ہے آپ خداوند **لقا** کے دشمن ہین **لقا** پرستون کے رہزن ہین آئیے یہ میدان کارزار ہے **ہوشنگ دزد** نے بھی سُنا پیچھے ہٹا اپنے قزاقون سے کہا لو صاحبو یہ جوان **امیر** عالیشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان **صاحبقران زمان** داماد **نوشیروان** ہے یہان **صاحبقران** اور **قنطور آہن کلاہ** سے نیزہ چلنے لگا **ہوشنگ** وہمراہیان **ہوشنگ دزد** بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین تعریف مین مصروف ہین کبھی کہتے ہین اے افسر آپ بڑے بشرہ شناس جرأت اساس ہین روز اول سے آپ فرماتے تھے یہ جوان کوئی بڑا صاحب شوکت و شان ہے یہ نہ جانتے تھے کہ **صاحبقران** ہے اب حضور کیا ہوگا **ہوشنگ دزد** کہتا ہے کہ مین **صاحبقران** کا ساتھ دونگا میرے واسطے آمادۂ حرب و پیکار رہے اتنا بڑا شہنشاہ عالی وقار ہے جسکا لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے **لندھور** ایسا بادشاہ اُسکی ملازمت سے ممتاز ہے میری کیا حقیقت ہے مجھ ایسے ہزارہا چاکران کمترین اُسکی خدمت مین حاضر رہتے ہین خداوند **لقا** کا ہم نبرد ہے

ایسے جوان کی ہیبت شمشیر سے رنگ آفتاب عالمتاب زرد ہے بیان تو یہ صفت و ثنا ہو رہی ہے صاحبقران اور **قنطور آہن کلاہ** سے نیزہ چل رہا ہے چند عرصہ مین صاحبقران نے **قنطور آہن کلاہ** کا نیزہ نکالا قنطور آہن کلاہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قہر و غضب مین تلوار کھینچی ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے بار کو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد کیا تلوار چھین لون قنطور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشاکش کے زور ہونے لگے گینڈا مرکب تاب نہ لاسکے پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان کودے آپسمین کشتی ہونے لگی **ہوشنگ فرزند** کھڑا دیکھ رہا ہے دونون لشکرون مین صدائے تحسین و آفرین بلند ہے **قنطور آہن کلاہ** تین پہر کامل **صاحبقران زمان** سے لڑا پہر دن رہے صاحبقران زمان نے **قنطور آہن کلاہ** کو زیر کیا فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے قنطور آہن کلاہ سوچا اب اگر کچھ خلاف کہونگا جان جائیگی طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا **صاحبقران زمان** نے چھوڑ دیا قنطور آہن کلاہ نے اہالیان فوج کو بھی آواز دی صاحبو مین نے **صاحبقران زمان** کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ میرے پاس سے چلا جائے سب افسران لشکر اشارے کو **قنطور آہن کلاہ** کے سمجھ گئے جواب دیا ہم حضور کے ساتھ ہین جسکی آپنے اطاعت کی ہم بھی اُسکے غلام حلقہ بگوش ہین اب صاحبقران زمان طرف **ہوشنگ دزد** کے پلٹے فرمایا اے **ہوشنگ فرزند** تم ہمارے محسن ہو مفصل حال کے مشتاق تھے اب حالات ظاہر ہو ہمارے حسب و نسب ماہر ہوے **ہوشنگ دزد** نے دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ جان میری ناخن پا پر سے حضور کے نثار ہے آج دولت کونین حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مع بارہ ہزار قزاق کے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق مسلمان ہوا مگر **قنطور آہن کلاہ** نے دست بستہ عرض کی کلاہ فخر غلام کی پایۂ عرش اعلی پر پہونچائیے آج لشکر مین غلام کے دعوت نوش فرمائیے **ہوشنگ** دزد بھی شریک جلسہ ہون کل جیسا ارشاد ہوگا بجا لائینگے تا حیات قدم اقدس کو نہ چھوڑینگے صاحبقران زمان نے فرمایا اے برادر بیان ایک ایک دم مجکو زیر دم شمشیر گذرتا ہے لقا سے مقابلہ ہوا تھا جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا چاہتا ہون کہ اسی وقت اپنے کو لشکر مین پہونچادون ایک لمحہ تامل نکردن اور اے برادر یہ بھی سب صاحبون کو معلوم ہو کہ کوئی **ہوشنگ** کو **ہوشنگ دزد** نہ کہے ہمنے **ہوشنگ** نوجوان خطاب دیا **قنطور آہن کلاہ** نے عرض کی بدل و جان قبول کرینگے مگر آج کی شب غلام کو خدمتگذاری سے محروم نہ فرمائیے **صاحبقران** خلق مجسم ہین سر جھکا لیا کہا جو تمہاری خوشی کل صبح کو کوچ کرینگے یہ فرما کر **قنطور آہن کلاہ** کے ساتھ ہوئے بارگاہ مین آئے **قنطور آہن کلاہ** نے باعزاز صاحبقران زمان کو لاکر مقام صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا پہلو مین **صاحبقران زمان** کے **ہوشنگ** نوجوان بھی بیٹھا ناچ شروع ہوا ایک نازنین پری پیکر باشارۂ قنطور سامنے **صاحبقران** کے آکر رقص کرنے لگی **غزل**

اُس لب پہ آئی مرے مرنے کی دعا ہو
مین سُنکے کہون کون کو نے واسطے کا بھلا ہو
جس منھ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو
شکوہ وہ کرے پھر تو ہمین اس سے گلا ہو
احسان ہے اُسکا ترے در پر جو گرا دے
ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو
سینہ مین فقط یار کا دم بھرتی ہے سانس
تار ایک ہے بس ایک ہی سی اسمین صدا ہو
خلوت مین جو آتے ہو کوئی اور نہو ساتھ
دل ہی مین رکاوٹ ہو نہ آنکھو نمین حیا ہو
آتی ہے پری بنکے مرے گھر شب فرقت
آفت ہو تو ٹالے کوئی رد ہو جو بلا ہو
دل مانگتے ہو منھ سے مگر کچھ نہین کہتے
انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو
مین ہالہ ہون تم چاند مگر دل مین جو ہو فرق
آغوش مین ہو وصل کی شب اور جدا ہو
کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی
اندیشہ ہے کچھ یار کو جاکر نہ بھرا ہو
رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ چھپکر
دنیا ہو فلک اور مری آہ رسا ہو
قاصد کو اُدھر بھیج کے آیا ہے جو کچھ یاد
کرتے ہین دعا یار کا گھر بھول گیا ہو
کیا جانے کہان تھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم
کہدینگے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو
جو خاک مری خاک پہ ڈالے رہے آباد
آندھی ہو بگولا ہو کہ صرصر ہو صبا ہو
بیباک ہی ہونا نگہ یار کا اچھا
ملتی ہے جلال آنکھ وہ کب جسمین حیا ہو

مین محفل عیش و نشاط مین قنطور آہن کلاہ نے اپنے سرداروں سے صلاح کی کہا بھائیو مین نے حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچائی اب چاہتا ہون کہ ہوشنگ دزنے دو حمزہ کو گرفتار کر دون خدمت مین اپنے بادشاہ کی بیجلون تمھارے نزدیک کیا مناسب ہے سب نے کہا حضور یہ مرد مسلمان ہے اسکا قتل کرنا خداوند لقا پر احسان ہے قدرت کو بڑے بڑے صدمے دیے ہین بیچارے خداوند ملک بملک بھاگتے پھرتے ہین اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین آئے ہین سلیمان عنبر موے کوہی نے دامن پناہ دیا ہے عرصہ دراز سے لڑرہا ہے اگر آپ اسکو خدمت مین خداوند کی لیجلیے گا طرۂ پیغمبری ملیگا ہم لوگ عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز ہونگے قدرت کو ہماری خیر خواہی پر ناز ہونگے ہوشنگ دزد بھی دل سے مطیع ہوا ہے ظاہر مین خاطر کیجیے بیہوشی پلاکے پکڑ لیجیے قنطور کو یہ راے پسند آئی فوراً شراب مین بیہوشی ملائی مین گرمی صحبت مین اُس مست بادۂ جرأت و شجاعت و سرشار ساغر صولت و شوکت کو جام شراب اُس بدمست مے مکر و نخوت پیر مغان خمخانہ تزویر و دولت نے پیشکش کیا اُس ساقی میکدۂ سخاوت کو کچھ انکار نہوا نوش فرمایا ہوشنگ دزد نے بھی پیا صاحبقران زمان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قنطور آہن کلاہ ملعون سے فرمایا کہ یہ شراب کیسی خراب تھی دیکھو بیچین کر دیا جام تہذیب کو غم و الم سے بھر دیا قنطور آہن کلاہ نے کہا پاجی حمزہ تو نے بڑے بڑے ملک تباہ کیے سیکڑون بیخطا قتل ہوے یہان تمھاری قضا لیکر آئی تھی صاحبقران زبان تو ٹھیک کر

چاہتے ہین اُٹھین بیہوشی نے اپنا کام کیا اُس آغاز بد کا یہ انجام ہوا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے **ہوشنگ نوجوان** گھبرا کے اُٹھا اُسکو بھی بدمستی کا جوش ہوا آخر یہ بھی گر کے بیہوش ہوا چار سو سرداران **ہوشنگ** اُٹھے انپر ملازمان **قنطور** آہن کلاہ جا پڑے ایک کو دخنی ملکہ گرفتار کیا فوج پر شبخون مارا قزاق تاب نہ لائے آخر بھاگ نکلے اُن بیچارون نے مال خزانہ سب لوٹ لیا خیمے بارگاہین قبضہ مین کین رات ہی کو **صاحبقران** و **ہوشنگ نوجوان** کو ایک ارابے پر لاد کر طرف آہن حصار کے روانہ ہوا جب نیر اعظم بصد درد و الم محبس مشرق سے زنجیرہاے شعاع مین جکڑا ہوا قلعۂ نیلی حصار پر پابند گشت ہوا روشن و منور ہر ایک کوہ و دشت ہوا تکان سے ارابے کی اول **ہوشنگ** کی آنکھ کھلی دیکھا اپنا گھر چھوٹا یہ کیا سلسلہ ہے کہ خانۂ زنجیر مین مسکن ہے طوق و زنجیر کے پابند ساتھ والون کو دردمند پایا قریب اپنے **امیر باتوقیر** کو مسلسل و مطوق دیکھ کر بہت گھبرایا آواز دی اے آقاے نامدار آنکھین کھولیے دیکھیے یہ کیا غضب ہوا امیر بیدار ہوے **ہوشنگ** کے پکارنے سے ہوشیار ہوے فرمایا اے برادر کیون گھبراتے ہو جو مشیت پروردگار ہو ظاہر ہوا کہ اُس نامرد نے حماقت کی دعوت مین عداوت کی ایسے ایسے شعبدے بہت پیش آئے ہین وہ مالک ہے اگر حیات باقی ہے رہا ہو جائینگے متردد نہو **مصرعہ** چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ؛ اے برادر بقول سودا زمانے کو ہر دم کامل و اکمل کے مٹانے کی کوشش ہے فلک کجرفتار گردون غدار کو ہر وقت گردش ہے **نظم سودا**

سوائے خاک نہ کھینچونگا منت دستار
کہ سرنوشت لکھی ہے مری بخط غبار

چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم
اگر نہ رو دے مرے روزگار پر شب تار

کرون ہون تیز مین دندان اشتہا ہر صبح
زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہے بہار

عجب نہین ہے کہ جاتی رہی ہو دنیا سے
زبس خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہے کنار

شراب خون جگر ہے مجھے گزک دل خویش
صداے نالۂ دل ہے مجھے ترانۂ یار

رہی نہ شیشۂ صحبت کی ہیچ کیفیت
نت اُٹھ کے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہے خمار

زمانہ دل کو مرے اور عہد یار کو اب
شکست سے نہین دیتا ہے ایک آن قرار

زبسکہ دل ہے مکدر مرا زمانے سے
بجاے اشک مین آنکھون سے پوچھتا ہون غبار

کہان تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ
کہ جسکے بخت کی سوگند کھاے ہے ادبار

اے **ہوشنگ نوجوان** وقت رنج و ملال ہے اسکا کیا خیال پروردگار کا شکر کرو وہ حافظ و نگہبان ہے اس قید و بند مین بھی اُسکا احسان ہے نامردون نے یہ مکر گرفتار کیا ہے مردی و جرأت مین فرق نہین آیا مگر **قنطور آہن کلاہ** جب قریب آہن حصار پہونچا پانچ کوس کا فاصلہ باقی رہا **قنطور آہن کلاہ** نے اپنے بادشاہ کو عرضی لکھی بعد القاب شاہانہ لکھا اے شہنشاہ باقبال صاحب جاہ و جلال آپکا نیر اقبال اوج پر

غلام پر قلعہ ہوشنگ پہ لشکر کشی کرکے گیا ہوشنگ قزاق بہ صد طمطراق حمزۂ عرب کو ساتھ لیکر مقابلے مین آیا
مین نے حمزہ کو بہ فن کشتی زیر کیا ہوشنگ ذرد کی بھی مشکین باندھ لین قلعہ مین آپ کا سکہ جاری کیا قید
صاحبقران سے کر حاضر ہوا ہون پانچ کوس قلعہ سے ہٹ کر اُترا ہون جس طرح حکم ہو قید دشمن خداوند
لقا کو لیکر قلعہ مین آؤن معاوضہ مین جرأت ولیاقت کے خلعت وجاگیر پاؤن عیار نے عرضی دی اُسنے
خدمت مین شہنشاہ زرین علم کے پیش کی شہنشاہ نے پڑھکر تاج کو کج کیا نخوت سے موچھون پر تاؤ پھیرا
کہا یارو قنطور آہن کلاہ نے وہ کام کیا جو بہرام فلک سے نہ ہو سکتا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران
کو گرفتار کرکے لاتا ہے جواب لکھو کہ کل بوقت سحر قید اُس سرکش کی لیکر داخل قلعہ ہو شہر تمام آئینہ بند کیا
جاے دوکاندار واہالیان شہر کو بھی خبر ہو اشتہار دیا جاے ڈھنڈھورا پٹے کہ کل دشمن خداوند لقا
کی قید شہر مین آیگی سب اپنے اپنے مقام پر خوشی کرین بوقت سحر آمد قید کا تماشا دیکھین قنطور آہن کلاہ
نے پہر رات رہے سے لشکر تیار کیا گنہگارون کو ارابے پر سوار کیا طرف شہر کے لیکر چلا یہان صبح سے بازار
مین ہنگامہ ہے تمام دوکانین تماشابینون سے معمور کمرون پر کسبیان بناؤ کرکے بیٹھی ہین ہر ایک کی زبان پر یہی کہہ
صاحبو کیا ہمارا بادشاہ صاحب اقبال ہے جسنے سلطنت نوشیروان کو مٹایا گنجاب ایسے سرکش کو مارا ملک
باختر پر لشکر کشی کرکے آیا ملک قرناکوک عقرب چشم زحل پیشانی بڑا پہلوان نامدار فخر رستم و اسفندیار اپنے
سامنے فیل مست کی حقیقت نجانتا تھا حمزہ سے آکر ہم نبرد ہوا اُسکی ہیبت شمشیر سے وہ بھی گردبرد ہوا آج قید ہوکر
آیا ہے یہ روز سعید خداوند لقا نے دکھایا ہے تمام امرا ورؤسا بنیے مہاجن مرد عورت ادنی اعلی خورد کلان پیر جوان
قید کا تماشا دیکھنے کے مشتاق ہین ناگاہ ہلڑ ہوا اہالیان شہر نے دیکھا ایک جوان زرنگ نور نگاہ پیر کنعان صاحب
شوکت وشان چہرہ ماہ تابان جلالت ولیاقت چہرۂ نورانی سے عیان قید آہن مین گرفتار ارابے پر سوار
پہلو مین ایک شیر نر رستم و اسفندیار سے بہتر مسلسل ومطوق عقب مین چار سو سردار نامی نامدار قنطور آہن کلاہ
آگے آگے اہتمام کرتا ہوا پشت پر ساٹھ ہزار سوار جوانان نیزہ دار اُن قیدیون کو گھیرے ہوئے چلے آتے ہین جس
کسی کی نگاہ جمال بے مثال صاحبقران زمان پر پڑی کوئی یہ کہکر ہنسا کہ یارو آج روز عید ہے زمانہ سعید
ہے یہ وہ شخص ہے جسکی ہیبت شمشیر سے بہرام فلک کانپتا ہے سلطنتین مٹادین چند خداوندون
کو قتل کیا نام لات ومنات مٹاتا ہے بجاے دیر مسجد بناتا ہے شکر خداوند لات ومنات ذلیل
وحقیر ہوا قنطور آہن کلاہ نے ذکر کیا اب اسکو قتل کرینگے جو اسکے قتل مین شریک ہوگا خداوند
لقا اسپر جنت واجب کرینگے دوسرا اہل دل اُسکے برابر کھڑا تھا اس نے اُسکے منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا
اے بھائی توبہ کرو گردش فلک سے ہر شخص ناچار ہے دنیا مقام عبرت ہے جاے عشرت نہ نظم سودا

ہین سخت تنگ زمانہ سے دلمین حیران ہون
کہ مہر سنگ دلان کیونکہ یان گئی ہو سما
گداز عشق ہوا اتنا کہ چند قطرۂ اشک
مثال شمع ہے ہر بند استخوان میرا
گذر ہوا طرف میکدہ مرا ایک دن
بتون کی چشم مین جون آئے شیشۂ صہبا
دے نگاہ جو کرتا ہون میکدہ کیطرف
گئے حواس مرے مجھ سے دیکھتا ہون کیا
کہ مست چاک گریبان و جام چشم پرآب
ہے آہ و نالہ مین نے گریہ در گلو مینا
یہ حال دیکھ کے دانا خرد سے پوچھا مین
جگہ طرب کی مین آیا ہون یا کہ جاے عزا
دیا جواب خرد نے مجھے کہ اے نادان
مقام رنج و مصیبت ہے صاف یہ دنیا

اے برادر خوف کرنا چاہیے ہمکو یا تمکو بھی فلک گردش نہ دکھلائے خوشی مبدل بہ مصیبت ہو جائے مگر ارابہ صاحبقران زمان کا بیچ چوک مین پہونچا کوٹھون پر ہنگامہ ہے کسبیان پکارتی ہین کہ کیا حسین ہے ایک کہتی ہے بوا ظالم کی آنکھین تو دیکھو دیدۂ غزال کو شرمائی ہین پلکین چھریان یا تیر جان ستان ابرو شمشیر اصفہان عارض رشک ماہ تابان ہونٹون سے مسیحائی عیان سفید دانت موتی کی لڑیان سینہ صفحۂ بلور شکم تختی نور بازون ستون قصر جرأت و ہمت اور ہاتھ دستگیر جود و سخاوت سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا ہے بوا یہ جوان تو نور کا پتلا ہے کوئی چاہتی ہے اپنے کو کوٹھے سے گرا دون کسی کا قصد ہے کہ جان و مال نثار کرون ایک کھیلی کھائی کہتی ہے اس جوان کو پاؤن تو کلیجہ مین چھپا لون قنطور آہن کلاہ کا سردار مغرور خرس پیکر صاحبقران زمان کے ارابے کے قریب ہے امیر نے فرمایا اے پہلوان دوران ذرا حکم دو چند ساعت کو ارابہ ٹھہر جائے ہم بھی تمھارے شہر کی کیفیت دیکھ لین اتفاق سے قید ہو کر گذر ہوا ہے باعث آبادی مقام ہے ملک زر ریز زمین حسن خیز نازنینان مہ جبین کا جماؤ ہے پریون کا اکھاڑا حورون کا جمگھٹا ہم بھی سب کو دیکھین آنکھین سینکین بہ قول شاعر مطلع غیر آنکھین سینکین اور اپنا دل مضطر جلے ۔ وائے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے ۔ مغرور نے کہا بادشاہ کا حکم آچکا ہے ارابہ نہ ٹھہریگا امیر نے فرمایا او بیحیا ہمنے تجھسے بعجز کہا تو نے جواب بہ نخوت دیا ہم چند ساعت یہان ضرور ٹھہرینگے مغرور نے کہا قیدی کا کیا اختیار مسلسل مطوق مجبور ناچار امیر نے فرمایا مجبور ناچار تو ہو گا کلام سخت کہیگا تو بے آبرو ہو گا یہ فرما کر دونون ہاتھ شیرانہ ارابے پر جمائے بقوت تمام لنگر مارا ارابہ چلتے چلتے رک گیا بیل دریل بگلے رسیون کے سٹرکے پڑ رہے ہین قدم نہین اٹھا سکتے تک تک کی صدائین بلند گاڑی بان دردمند غل شور برپا ہوا قیدی بگڑ گیا ارابہ نہین ہٹتا مغرور نے اشارہ کیا نیزہ دارون نے سنانہاے نیزہ جسم سے صاحبقران کے ملا دین جسم اطہر مین گیا تمام بدن فوارہ بن گیا فرماتے ہین او نامرد سنان نیزہ سے کیا ڈراتے ہو سر بھی کاٹ لو تو اپنی ہی کرین ثابت قدمان کوے جرأت ہین لاش بھی اسی مقام پر دفن ہو گی اب امیر چہار جانب سر اٹھا کر

عجیب و زینت شہر کو ملاحظہ فرما رہے ہین عمارتین قطعدار سجا ہوا بازار ہر سمت یہی پکار ہی کیا صاحب ہمت و لیاقت ہے تاجران عالم اسوقت جمع ہین خواجہ خورشید بازرگان جہان گشت ہین ہر ایک اقلیم مین جاتا ہی تلوارین سپرین نیزہ و تیر و کمان شاہان و پہلوان اسی تاجر سے خریدتے ہین اُسنے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے لنگر مارا اور مغرور خرس پیکر تیغہ کھینچکر چلا کہتا ہوا کہ ابھی اِس قیدی کا سر کاٹے لیتا ہون ابھی اس سرکشی کی سزا دیتا ہون خواجہ خورشید نے دامن مغرور خرس پیکر تھام لیا کہا اے پہلوان دوران اگر اسوقت اس شیر بیشۂ یکتائی کا سر کاٹ لوگے خوب سمجھ لو اسکے فرزندان ارجمند سرداران جرأت پسند قیامت برپا کرینگے قلعۂ آہن حصار مین آگ لگا دینگے اے رستم خصال مین ہر سال اُسکے لشکر مین جاتا ہون نفع کثیر پاتا ہون خداوند فرعون شاہ پہ جب سامان لشکر کشی ہوئے ہفت دربند فرعونیہ کے تمام عالم مین جاہ و جلال مشہور ہین مشیر خدائی ساحر شمشش تھا ایک ایک پہلوان بادشاہ سرکش تھا دربند اول سہیلیہ سہیل چرم پوش نوجوان خونخوار کئی مہینے آپکے لشکر سے لڑا آخر زیر ہوا دیگر دربند نقرہ کوہ بادشاہ سکندر شاہ نقرہ کوہی ایسا صاحب شعبدہ تھا کہ لشکر خداوند لقا سامنے سے لشکر اسلام کے غائب ہوگیا جرأت اسکا نام ہی کہ یہی شیر دلیر آمادہ ہوا کہ تلوار کھینچکر دریا مین کود پڑونگا اندر قلعہ کے جاکر خداوند لقا کو گرفتار کرونگا ہم لقا بلا سیاہ پوش سے لڑائیان اسکے ہاتھ سے سردارون کی صفائیان کیسے کیسے ساحر و پہلوان مارے زمین تھراتی تھی زبان دشمن سے تحسین و آفرین کی صدا آتی تھی جانشین انکا دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان اٹھارہ سو من کا گرز کاندھے پر رکھکر میدان مین آتا ہے جسکی ہیبت و سطوت سے چرخ چنبری تھراتا ہی اُس ایسے رشک رستم کو اس جوان دیوکش نے بارہ برس کے سن مین جاکر زیر کیا اسکا فرزند دلبند انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن ملک سنجان مین یکہ و تنہا پہونچا دختر گنجاب ملکۂ گوہر ناک معشوقۂ فرزند خداوند لقا پر عاشق ہوا چار باغ ملک حرمان سے اسقدر شبخون لشکر گنجاب پر مارے کہ کئی سو افسر نامی و نامور قتل کیے فوج کا کیا شمار آخر گنجاب کے مالک محضر مین کیے جنگ ہفت صف مین ساتون صفین توڑین کمربند گنجاب مین ہاتھ ڈال دیا تمام عالم نے دیکھا کہ دست حق پرست پر بلند کیا اے پہلوان ایسے شیر دلیر کو اس خطا پر قتل کرتا ہے اسکے فرزندان و برادر و پہلوانان عالی وقار سے نہین ڈرتا ہے مین جاکر یہ بلطف عرض کرتا ہون وہ لنگر اپنا اُٹھا لینگے مغرور خرس پیکر یہ حالات جلالت آیات سنکر تھرایا و رک گیا مگر خواجہ خورشید بازرگان قریب صاحبقران زمان کے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور بخندہ پیشانی فرمایا اے خواجہ خورشید اس شہر مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی خبر سنکر زیارت حضور کا مشتاق ہوا اسوقت سنان نیزہ سے جسم حضور کا فگار ہے جرأت آپکی مثل آفتاب عالمتاب روشن و آشکار ہے وہان دربار مین بادشاہ کے سردار جمع ہین چلکر وہان شیرانہ کلام کیجیے اے شہریار حفاظت جان بھی واجب و لازم ہے آپکی شمشیر زنی سے ستون قصر جرأت قائم ہے

صاحبقران نے فرمایا اے **خورشید** ایسے ایسے معرکے بہت گذرے نامردون نے مکر سے سالہا سال قید کیا جفائین اُٹھائین اس زخمداری کا کیا افسوس ہے یہ فرما کر میر نے دست حق پرست اُٹھائے ارابہ سبک ہوگیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ **صاحبقران زمان** کی قید کے آنے سے ایک دن بیشتر مشہور ہوا تھا کہ داماد **نوشیروان** سرکوب کفاران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان **حمزۂ صاحبقران** کو قید کرکے **قنطور آہن کلاہ** لاتا ہے وزراء و امراء و اہالیان شہر تماشا دیکھین یہ خبر محل مین شہنشاہ **زرین علم** کے ناظرون نے پہونچائی شاہ مذکور کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہو ایک دختر بلند اختر ماہ جبین حسین نیکو سرشت رشک حور بہشت شیرین کلام **ماہ عالم افروز** نام کنیزون نے آکر کہا حضور آپکے والد نامدار بڑے صاحب اقبال ہین کہ داماد **نوشیروان** قید ہوکر آتا ہے تمام شہر آئینہ بند ہے تمام اہالیان شہر واسطے تماشے کے جمع ہین آپ بھی چلکہ ملاحظہ فرمائیے مقام عیش و فرحت ہو ملکہ **ماہ عالم افروز** نے پوچھا کہ یہ تو اکثر سنا ہو وہ نوجوان بڑا زبردست ہی مگر لفظ **نوشیروان** سنکر یہ خیال آیا ہے کہ کونسی دختر بلند اختر شہنشاہ بلند اقبال کی اس جوان کو منسوب ہے ملکہ **پروین** وزیرزادی نے دست بستہ عرض کی حضور یہ قصہ طول و طویل ہے داماد ہونیکی یہ دلیل ہو دختر شہنشاہ ہفت کشور ملکہ **مہر نگار** سمن عذار سہی قد ماہ پیکر نازنینان جہان کی افسر شہرۂ حسن و جمال اُنکا ہفت اقلیم مین تھا یہ جوان قید ہوکر جو آیا ہے یہ بھی آفتاب عالمتاب عربستان شیر جوانمرد قاتل پہلوانان نامی ہلکہ دشمن شہنشاہ **حشام بن علقمہ خیبری** کہ جسکا نوے ارنج کا قد و قامت تھا جسکی ہیبت سے فیل مست صحرا سے نہ نکلتے شیر دم دبا کر بھاگتے تھے تاج و تخت **نوشیروان** چھین لیا تھا اس جوان نے اُس کوہ تمثال کو بہ یک ضرب شمشیر دو پرکالے کیا شاہ کا تاج و تخت لا کر دیا ملکہ **مہر نگار** ایسی گلعذار کو اس ماہ اوج اقبال سے منسوب کیا اس وجہ سے داماد **نوشیروان** مشہور ہوا آخر مین فساد برپا ہوے **نوشیروان** نے بڑی بڑی شکستین کھائین ذلتین اُٹھائین علاوہ ملکہ **مہر نگار** دوسری دختر **نوشیروان** فخر حسینان جہان ملکہ **مہر گہر** تاجدار تھی اس جوان کے عقد مین آئی پس حضور یہ شیر بیشۂ عربستان ملقب بہ **ثانی سلیمان** حسن و جمال مین یکتا ہو انتہاے رستمی یہ ہے کہ خداوند **لقا** سے لڑ رہا ہو شہر دن شہر دن بھگاتا پھرتا ہو نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ **قنطور آہن کلاہ** اس صاحب حشمت و جاہ کو قید کرکے لایا ہے ملکہ **ماہ عالم افروز** یہ قصۂ جانسوز سنکر دل و جان سے دیدار فرحت آثار امیر باتوقیر کی مشتاق ہوئی سر بازار چوک مین ایک قصر شاہی تعمیر ہے اسمین ملکہ مع **پروین** وزیرزادی و چند انیسان خلوص ہمدم با اخلاص جلوہ فرما ہے جسوقت یہ ہنگامہ ہوا یعنی **صاحبقران زمان** نے لنگر مارا بلڑ ہوا قتل کرو قتل کرو قیدی بگڑ گیا ملکہ **ماہ عالم افروز** سے **پروین** وزیرزادی نے کہا حضور دیکھئے قید مین وہ جوان بگڑ گیا ہے بلڑ ہو رہا ہے ایسا زبردست ہے ارابہ نہین بڑھتا ہے ملکہ **ماہ عالم افروز** بصد ناز و ادا مسند ناز سے اُٹھی قریب چلمن آئی جھک کر دیکھا جمال خورشید مثال **صاحبقران زمان** پر نگاہ پڑی دیکھا سر برہنہ سے غرور شوکت آشکار چہرے سے جلالت و شوکت نمودار رستم خشم یوسف جمال آسمان لیاقت کا ماہ کمال پلۂ اقدس سے ثابت قدمی پائی جاتی ہے دست و بازو قوی تیور پر برہمی

نظم

جلال

ہر بار کوندتی ہو وہ بجلی نگاہ مین
کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین
دل سے لبون پہ آنے کا بھی حوصلہ نہین
تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین
کھلتی نہین ہو آنکھ تری جلوہ گاہ مین
کچھ ٹھنڈی گرمیان سی جو تھین میری آہ مین
کتنا ہو نالہ یاس بٹھا دیگی راہ مین
لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سلوک
حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ مین
وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین
اللہ رے تیرگی کہ بہ رنگ شب فراق
یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

ملکہ ماہ عالم افروز نے بے اختیار آہ کی کبھی واہ کی زبان سے یہ نکلا **غزل**

آنکھون مین ہو کے دل مین قدم رنجہ کیجیے
تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہو راہ مین
چمکا ہو صبح تک مرے سینہ کا داغ بھی
چشمک چلی ہے رات کو کیا مہر و ماہ مین
کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہو قاتل مری قضا
اگر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ مین
آہون کے جوش نے تہ و بالا کیا ہے دل
آندھی اٹھی ہے میرے جہاز تباہ مین
یون آہوان دشت کی آنکھونین کھپ گئی
سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ مین
شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ
کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ مین
بے یار صبح و شام ہو آنکھون مین ایک سی
ہمکو نہین تمیز سفید و سیاہ مین
کیا اُسکے آگے بیٹھے ہین عاشق ڈرے ہوے
آواز تک نہین ہے غریبون کی آہ مین
جاگا کوئی تو صبح کو ہمپر کریگا حشر
فتنے بھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین
پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم اے فلک
بیٹھی نہ خاک اُٹھ گئی دیوار راہ مین
مین نالے کرتے کرتے قیامت مین رہ گیا
چٹکی وہ لی کسی نے دل دادخواہ مین
اب کیون نہ ڈرین گناہ کرین شوق سے جلال
لکھنے ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

دیگر

رکتا ہو دم نفاق عجب جسم و جان کے ہین
کیون اے فراق دوست یہ جھگڑے کہان کے ہین
چھپتے نہین گواہ یہ سوز نہان کے ہین
چند اشک گرم ہین کئی چھالے زبان کے ہین
اے آہ اُنسے پہلے سمجھ بوجھ یار ہین
آزار دیتے ہین جو شریک آسمان کے ہین
کسطرح نالے کرتے ہین مین بھول ہی گیا
احسان مجھ غریب پہ ضبط فغان کے ہین
فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین
مارے ہوئے تغافل جور بتان کے ہین
منزل مین لیکے بیٹھ گیا ہے ہجوم یاس
تھکتے نہ ہم تھکائے ہوے آسمان کے ہین
اپنا غم فراق نے دونون کو کر لیا
اب دل جگر ہمارے نہین میہمان کے ہین
عاشق تری گلی سے نہ جائینگے بے مٹے
نقش زمین ہین داغ دل آسمان کے ہین

نقش قدم پکارتے ہین راہ عشق مین
مٹ جاے جو ملے جسے نام و نشانکے ہین
حسرت ہے بسملون کو بھی دم توڑیے تو یون
انداز جان کنی وہ ترے نیمجان کے ہین
زیر مژہ ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے
رنگ آنسوون کے چال مین مجھ ناتوانکے ہین
دل دیکھنے کو لیتے تھے دل پھیر لیجیے
پہلو نئے نئے تمھین یاد امتحان کے ہین
رحمت کچھ آگے بڑھ کے انھین لیگی ای جلال
جو پیچھے پیچھے حشر مین پیر مغان کے ہین

یہ اشعار آبدار عشق خیز وحشت انگیز زبان پر جاری بدحواس جھکی ہوئی سراپا کو دیکھ رہی ہے مبہوت عشق مین دل مین جوش محبت آنکھون مین نشہ بادۂ عشق کی کیفیت پشیمانی سینہ آلود فوج رنج و مصیبت سامنے موجود دست حق پرست صاحبقران نے ارے سے اُٹھائے خون جسم سے بہتا ہوا نگاہ مین خشم آلود پلکون سے سرکشی آشکار تیر مژگان کلیجہ مین ملکہ ماہ عالم افروز کے گڑ گئے قلب و جگر مین ناسور پڑ گئے ہاے کہکر سینے پر ہاتھ مارا بے اختیاری کہا ہائے ستم غزل

ہمیشہ مستعد کارزار ہین پلکین
فراق یار مین یون اشکبار ہین پلکین
وہ آنکھ جس سے پھری اس سے پھر گئین یہ بھی
سنبھالین نیزے اگر نیزہ دار ہین پلکین
جگر کی پھانس ہے مژگان یار کی الفت
کہ جسکو دیکھکے خود بیقرار ہین پلکین
نہ لگ چلے سبب آہوے چشم یار سے دل
دراز دست تری گوشوار ہین پلکین
جلال شاعرون مین کیا کچھ نہین یہ کہکے
کبھی چھری کبھی نیزے کٹار ہین پلکین
یہان گذرتی ہے آنکھون مین رات وعدیکی
شریک گردش لیل و نہار ہین پلکین
یہ کاوش مژہ لیجائے گی کہین پس مرگ
جو دل مین چبھ کے نکلین وہ خار ہین پلکین
جھپک گئی تھین شب ہجر مین کہین ای دل
کہ تیر افگن ضیغم شکار ہین پلکین
رُلا رہی ہے لہو یاد حق جو آنکھون مین
زبان چشم سخنگوے یار ہین پلکین
سیہ گھٹائین برستی ہین جیسے بارش مین
گواہ لطف شب انتظار ہین پلکین
کھڑی ہو سینون کو تانے ہو صف عشاق
کہ اپنے کام مین زیر مزار ہین پلکین
غضب ہے شوخ نگاہی تمھاری آنکھون کی
ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہین پلکین
پہونچ سکین نہ گریبان صبح تک شب ہجر
جگر کے ٹکڑے ہین منصور دار ہین پلکین

ان اشعار نے اور زیادہ آگ بھڑکا دی کشاکش سے جان لب پر آئی اس کوچہ سے نا آشنا ضبط نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آہ دل پُر درد سے کھینچی مثل شمع سحری لہرائی زمین پر گر کے بیہوش ہوئی کنیزین گھبرائین پروین وزیرزادی ہی ہو داری یکہ دوڑی سر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصہ دراز ملکہ نے آنکھ کھولی پروین نے پوچھا حضور خیر تو ہے مزاج اقدس کیسا ہے فرط نزاکت سے غش آگیا اسطرح کبھی کسی قیدی کو کاہے کو دیکھا تھا بیچارہ مصیبت کا مارا ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق گران نگوڑے نیزہ دار گھیرے ہوے آہ رحم دل آخر نہ دیکھا گیا یہ انجام ہوا ملکہ ماہ عالم افروز نے پروین کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر اٹھکر دوڑی اس اشتیاق مین قریب چلمن کے آئی کہ ماہ اوج دلبری کو اور ایک نظر دیکھ لون دل ناصبور کو تسکین دون جو آکر دیکھا قید صاحبقران کی جا چکی تھی بازار

مین سناٹا گویا کوئی شہر کو لوٹ لے گیا دوکانین ویران بازار سنسان وہ صورت زیبا نظر نہ آئی زبان سے کچھ کہہ نہ سکی مگر مثل تصویر تصور خاموش ہو رہی ہر چند پروین نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا اشارہ کیا سواری لاؤ مکانپر آیا اسطرح خاموش با غمین اتری گل لالہ دیکھکر اور دلکو داغ ہوا بارہ دری مین آکر بیٹھی پروین حیران کہ کیسا ہمارا ستارہ گردش مین آیا یہ ماہ آسمان خوبی کلام نہین کرتی سر جھکائے ہوئے مثل تصویر خاموش بیٹھی ہے مگر حال صاحبقران سنیے کہ قنطور آہن کلاہ مغرور خرس پیکر قید کو صاحبقران کی لیے دربار شہنشاہ زرین علم کے پہونچے تمام فوج کے سپہ سالار سرکش دربار مین جمع ہین مغرور خرس پیکر سر زنجیر تھامے ہوے اندر دربار کے لایا صاحبقران کی جو نگاہ اس بارگاہ ضلالت پر پڑی موافق طریقہ اسلام کے سلام کیا قنطور آہن کلاہ قریب شاہنشاہ زرین علم کے ذنگل پر جا کے بیٹھا پہلے شاہنشاہ نے قنطور آہن کلاہ سے پوچھا تو نے قلعہ ہوشنگ پر امیر کو کیونکر پایا غرض کی چند عرصہ سے زخمی ہو کر آئے تھے ہوشنگ دزد نے علاج کیا بر وقت میرے پہونچنے کے موجود تھے جب مین نے طبل جنگی بجوایا میرے مقابلے مین نکلے مین نے دو پہر کی کشتی مین زیر کیا فوج ہوشنگ پر جا پڑا اسکی کیا حقیقت تھی کمر مین ہاتھ ڈال کے قاش زین سے اکھیڑ لیا شاہنشاہ زرین علم یہ حال سن چکا تھا کہ صاحبقران نے بطور اسلام سلام علیک کی شاہنشاہ زرین علم نے کہا کیون حمزہ دیکھ خداوند لقا نے تجھکو کیسا ذلیل کیا ابھی سرکشی باقی ہے صاحبقران نے فرمایا او نامرد ازلی و ابدی سرکشی کو ہماری کسنے مٹایا اگر تجھ ایسے نامرد کے سامنے قید ہو کر آیا تو کیا خوف ہے تیرے دربار مین کوئی ایسا ہے کہ ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکالدے اور پھر اسطرح پابند کرے شاہنشاہ نے کہا کہ میرے سردار نے تجھکو بمردی و مردانگی سر میدان زیر کیا نہین شرماتا یہ وہی مثل ہو کہ رسی جلگئی مگر بل نہین جلا صاحبقران کو نہایت غصہ آیا فرمایا اس نامرد سے دریافت کر میدان کارزار مین مین نے اسکی مشکین باندھین اس ملعون عہد شکن نے اقرار لعنت کی مسلمان ہوا اطاعت کا عہد و پیمان ہوا دعوت مین بہانے عداوت کی بیہوشی دیکر مجھکو اور ہوشنگ کو گرفتار کیا اب بتلا نامردی کا کسکی اظہار ہوا شاہنشاہ زرین علم نے قنطور سے کہا حمزہ کیا کہتا ہے تو نے اسے مکر سے گرفتار کیا صاف صاف بتلا کیا معرکہ گذرا قنطور کھسیا شرمایا بادشاہ سے کہا اے شاہنشاہ حمزہ جھوٹا ہے آپکے سامنے مکرتا ہے اسکے قول کا کیا اعتبار بقول سعدی مصرعہ باطل است آنچہ مدعی گوید بادشاہ سے یہ کہکر طرف صاحبقران کے متوجہ ہوا کہا کیون حمزہ کب میدان مین مجھکو زیر کیا مغرور خرس پیکر زنجیر تھامے کھڑا تھا آواز دی کہ او مغرور اس دشمن خداوند کا سر کاٹ لے یہ مغضوب بارگاہ خداوندی بڑا زبان دراز ہے اپنی جرأت پر اتراتا ہے پس مغرور نے سر زنجیر کو جھٹکا دیا کہا او حمزہ خاموش نہین رہتا یہ کہکر تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے ہاتھ اٹھا دیا سلسلہ جنبانی طرف سے کارساز مطلق معبود برحق کے ہوئی تلوار اس نامرد کی ہتکڑی پر پڑی وہی تلوار باعث دستگیری ہوئی یعنے

ہتکڑی کٹی پس امیر نے غصہ مین قید آہن پر ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر بلند کیا شعر خلیل اللہ بسم اللہ برگفت ؛ بہ نعرہ اولین این قید بشکست ؛ قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدیا ہتکڑی مغرور خرس پیکر پہ کھینچ ماری مغرور خودسر کا سر پھٹا چرخ کھاکر زمین پر گرا ضرب دست صاحبقران سے ملعون کو سرسام ہوگیا تڑپ کر داخل جہنم ہوا اسی کی تلوار صاحبقران نے اٹھائی **ہوشنگ دزد** مع چار سو سردارون کے قید آہن مین مبتلا تھا امیر نے نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

شعار مصنف

منم اختر برج عز و جلال
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
ہمہ شہر آباد از اسلام شد

منم آفتاب سپہر کمال
ہمین تاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

سمندون بہ پیشم فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد لقاف

بارگاہ شاہنشاہ زرین علم مین لڑنے لگے کئی زخم کھائے مگر **ہوشنگ** نوجوان کو بھی قید سے چھڑایا چار سو جوان چھوٹے مثل شیر خشمناک مصروف جنگ ہوئے **قنطور آہن کلاہ** نے آواز دی او حمزہ مین آپہونچا دیکھ پھر گرفتار کرتا ہون مگر ہمراہیان ذبح کو آواز دے رہا ہے ہان یارو بلوہ کرکے ان جوانون کو گرفتار کرلو **ہوشنگ دزد** کو بھی پکڑلو کفار نے بلوہ کیا **صاحبقران** ہرچند چاہتے ہین اپنے کو قریب **قنطور** پہونچادون مگر یہ بیحیا ہمراہیان **ہوشنگ** کے جا پڑا دو چار کو قتل بھی کیا مگر قریب **صاحبقران** کے بھی نہین آتا الگ الگ لڑ رہا ہے **شاہنشاہ زرین علم** نے بھی حکم دیا ہے ہزارہا کفار اندر بارگاہ کے آگئے مگر **صاحبقران** شیرانہ پلنگانہ رستمانہ لڑ رہے ہین کیا عجب ہے کہ زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو کمانین بازوے تہمتنی پر قربان تیغے ہوئے ترکشون مین طائر پرند دیدہ جوہر تیغۂ خونخوار اسرار نظر بند مگر حال سنیے یعنے وہ گرفتار دام عشق و محبت اسیر زندان الفت صاحب محنت و غم اندوز یعنے **ملکہ ماہ عالم افروز** اپنے باغ مین یاد گل رخسار محبوب خیال سرو قد مطلوب مشتاق دیدار فرحت آثار **صاحبقران** مضطر و دلریش و پریشان مثل تصویر تصور دل ہی دل مین پیچ و تاب کھاتی ہے زلف مسلسل امیر باتوقیر یاد آتی ہے پریشانی بڑھتی جاتی ہے رخصت عقل و ہوش دریاے محبت کا جوش عالم اضطرار آتش الفت شعلہ بار **پروین** وزیرزادی دم بدم پوچھتی ہے حضور کلام کیجیے خاموش نہ بیٹھیے کیا حضور سوچتی ہین کچھ ہمسے تو فرمائیے لونڈی سے نہ شرمائیے ملکہ نے سر اٹھاکر دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گویا رمز شعر مفہوم دہن بالکل معدوم کلام کرے تو دہن ثابت ہو جائے چپکے رہنے مین وہ لذت مل رہی ہے کہ زبان سے بیان نہین کرسکتی دل سے کہتی ہے اظہار عشق معیوب ہے خاموش رہنا خوب ہے کہ سامنے سے یکایک ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی عرض کی واری یہ نگوڑا مونڈی کاٹا قیدی دربار شاہنشاہی مین جاکر بگڑ گیا قید توڑ ڈالی دربار مین کس زور و شور سے لڑ رہا ہے سرکش کے ہاتھ ٹوٹین دیدے پھوٹین سیکڑون ملازم شاہنشاہ کے مار ڈالے مین نے محل کے کوٹھے سے دیکھا سیکڑون سر کٹے

ہوے پڑے ہین بس یہ زبان درازی اُس کنیز بے تمیز کی سنکر ملکہ جھلا کر بول اُٹھی او حرامزادی بدزبان کسی شریف جری بہادر صف شکن تیغ زن کو کلمات لاطائل کہنا کسنے سکھایا ہے خوف نہین آتا ہی ہمارے دربار مین یہ طریقہ نہین یہ کہکر آواز دی سُنبل پانچ کوڑے حرامزادی کو لگادے نرگس آنکھین نکال لے اُسکو تو کنیزون نے کھینچا شمشاد بڑھی کہ داری اسکو دار پر چڑھا دون نگوڑی کو سرکشی کی سزا دون ملکہ نے منھ پھیر لیا اُسکو تو جواب دیا مگر پروین سے کہا بوا چلو کوٹھے پر سے دیکھین بڑا غضب ہوا افسوس اس جوان نے اپنی جان کا پاس نہ کیا کیون پروین ماشاء اللہ بڑا صاحب طاقت ہی قید آہن کو توڑ ڈالا انہی بات ہے انکا خداے نا دیدہ اُنکو بچائے پروین یہ دعا کر کہ اس غربت مین خدا نخواستہ سر کٹ جائے مگر آبرو مین فرق نہ آئے اتنا تو دریافت کر کہ کس بات پر بگڑے کیون قید توڑی پروین نے اُس خواص کو بلایا بمحبت پوچھا تجھکو کچھ معلوم ہی اس گنہگار نے قید کیون توڑی کیا سبب ہوا زنجیر آہن جسکے ہاتھ مین ہتکڑیان ہون کس سلسلہ سے توڑی تقریر مسلسل ملکہ عالم کے سامنے بیان کر کنیز نے دست بستہ عرض کی حضور یہ نوجوان جب دربار مین پہونچا قنطور آہن کلاہ سے کچھ تکرار ہوئی قنطور نے بادشاہ سے کہا مین نے بہ جرأت زیر کیا یہ سرکش خلاف تھا بیہوش کر کے لایا یہ نمک پرورا ہے مغرور خرس پیکر نے بموجب حکم قنطور ہاتھ تلوار کا مارا قیدی کا بڑا خدا زبردست ہی ہتھکڑیان کٹین ہاتھ الجھن سے چھوٹے بس حضور اُسنے قید کو توڑ ڈالا خانہ بخیر مین غل ہوا لڑائی پڑی ہی اب تک اُس پر کوئی دست انداز نہو سکا زخم دار ہی مگر بلاے روزگار ہے ہوشنگ وزیر کو بھی چھوڑا لیا اب حضور بارگاہ مین تلوار چل رہی ہی یہ شیر خشمناک شمشیر زنی مین بیباک لڑائی مین چست و چالاک یقین ہے سبکو قتل کر کے شہر مین اپنا دخل کرے گا تعریف صاحبقران عالیشان سُنکر ملکہ مسکرائی سر جھکا لیا چپکے سے کہا بوا تیرے منھ مین گھی شکر اب ملکہ برسر بام آئی جھروکون سے آکر دیکھا قیامت برپا ہے مگر صاحبقران بصد شوکت و شان شیرانہ رنگ گوسفندان مین شمشیر زنی کر رہے ہین بس کیفیت سے لڑ رہے ہین کہ **شعر**

ترک خنجر دار گردن ہر دم از چرخ برین
نزرم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین

جب کوئی ہاتھ صاحبقران پر مارتا ہے ملکہ گھبرا جاتی ہے الامان کی آواز زبان سے نکلجاتی ہی جسطرح کوئی سپر سر پر لگاتا ہیون ہاتھ اُٹھا دیتی ہے کبھی کلیجہ پر ہاتھ کبھی منھ چھپا لیتی ہے کبھی ہاتھ اُٹھا کر دعائین دیتی ہی ای حمزہ کے خداے نا دیدہ اگر تو برحق ہے اپنے بندۂ خاص کو بچائے غربت مین مصیبت سے امان دے یہ دشمن سب اندھے ہو جائین یہ بیچارے غریب الوطن لڑ بھڑ کر نکلجائین اب ملکہ نے دیکھا دن بہت قلیل باقی ہے امیر لڑتے بھڑتے قریب قنطور آہن کلاہ پہونچے للکارا او قنطور تونے مجھکو دو پہر مین زیر کیا تھا اب مین آیا تلوار کا وار کر شیر دن سے آنکھ چار کر ہوشنگ نوجوان بھی لڑتا بھڑتا اُسی مقام پر پہونچا جب قنطور تلوار کھینچکر بڑھا ملکہ بہت گھبرائی کہا او پروین غضب ہوا وہ بنڈیلا اُس شیر کے مقابلے مین جاتا ہی دیکھ پروین مقام انصاف ہی قنطور کے ساتھ بڑے بڑے سردار یہ بیچارے غربت مین گرفتار نہ مونس نہ غمگسار انکا اعتقاد انکو بچائیگا خداے نا دیدہ اگر برحق ہی یہ زبان دراز منھ کی کھائیگا ۔ پروین

اسوقت قنطور کے ہاتھ سے اگر یہ شیر بچگیا مین خداے نادیدہ کی معتقد ہو جاؤنگی بیشک خداوند لقا پر لعنت کرونگی اے ہوا پروین تم خفا ہنو نا میرے اسوقت حواس درست نہین ہین اس شیر کی غربت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہے کچھ سنٹ اسکا ہو گیا سر مین خلل پیدا ہوا مین نے ایک کتاب مین لکھا دیکھا یہ جو لڑ رہے ہین انکے مولوی کی کہی ہوئی تھی اُسنے یہ مضمون تحریر کیا عجب تقریر دلپذیر تھی کہ ہونے دو سو خدا کیسے دو بادشاہ تو ایک ملک مین سلطنت کر نہین سکتے اتنے خدا کیونکر ہوے سراسر خلاف اعتقاد صاف یہ ہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے کیون پروین یہ بات عقل سے نزدیک ہے اُسدن سے میرے دل مین کھلبلی ہے لو اب امتحان بھی ہوا جاتا ہے یہی مذہب حق کے امتحان کی فال ہے ناحق دلکو ملال ہے اگر صاحبقران ہزار ہان غالب آئے انکا دین سچا ہے وحدہ لاشریک یکتا ہے پروین نے کہا واری ہمکو ہمیشہ لقا سے مطلب نہ خداے نادیدہ سے کام آپ ہماری خداوند ہین اس جوان کے واسطے دردمند ہین ہم بھی دعا کرتے ہین قنطور بھیڑوے کے ہاتھ ٹوٹین آنکھین پھوٹین کتے کی موت مارا جائے یہان تو یہ باتین مگر قنطور مغرور تیغہ کھینچے ہوئے کف منہ سے جاری قریب صاحبقران پہونچا تلوار کا وار کیا اُسوقت اُس مقام پر انتہا کا ہنگامہ ہے زور و شور سے تلوار چل رہی ہے وہ فنک نوجوان بصد شوکت و شان پشتیبانی مین صاحبقران کی جان لڑا رہا ہے جیسے ہی قنطور آہن کلاہ نے تیغہ کا وار کیا صاحبقران نے صفائی سے بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قنطور لپیٹ پڑا کشتی ہونے لگی اب ملکہ زیادہ بیقرار ہوئی کہا پروین یہ نگوڑا مستنڈا قصائی کا کتا بیچارے غریب کا ہاتھ مروڑے ڈالتا ہے پروین نے کہا حضور دیکھیے تو اُس روبہ خصال کو یہ شیر غضبناک کس زور شور سے رپیٹے لیے جاتا ہے ایک بات اور ملاحظہ کیجیے یہ زخمدار ہین مگر با حواس اُسکے چہرے سے حسرت و یاس ظاہر ہے دیکھیے بھڑوا ہانپتا کانپتا ہے دانت نکالے ہوئے گھبرا رہا ہے ملکہ نے جھک کے دیکھا قنطور نے ٹکر ماری ملکہ نے اپنا سر پکڑ لیا امیر کے ماتھے سے قطرے خون کے ٹپکے ملکہ نے کہا پروین اب اس بھڑوا دغا باز نے سرکشی دکھائی ٹکر کیون لگائی پروین نے کہا ملاحظہ تو کیجیے وہ تو اُسطرح شیرانہ ڈٹے ہوئے ہین وہ ملعون آنکھین بند کیے جھوم رہا ہے صاف روشن ہے کہ آنکھو نہین اندھیرا آگیا ہے یہان دربار مین ابر تیغ برس رہا ہے سر مثل اُولون کے گر رہے ہین مگر قزاق گرد صاحبقران پھر رہے ہین تیسرے پیچ پر صاحبقران ریل کے دوڑے اب قنطور پیچھے ہٹا جاتا ہے دونون مونڈھے پکڑ کے صاحبقران نے کہا ذرا دونون گھٹنے اُس بھڑوے کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کرے صاحبقران نے دست حق پرست اُس بدمست کی کمر مین ڈالا نعرۂ تکبیر بلند کیا شعر یکے نعرہ زد مبر منزل مصاف ؛ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ؛ اُس دیو خصال عفریت مثال کو سر سے بلند کیا ملکہ ماہ عالم افروز نے کہا اے وزیرزادی دیکھو کیا زور بازو ہے پہاڑ کو ہاتھ پر اُٹھا لیا اب تو یقین کامل ہوا خداے نادیدہ برحق ہے پروین نے کہا واری ابھی تو قنطور زندہ ہے امیر نے چرخ دیکر قنطور کو زمین پر مارا اُس ہنگامہ مین کہ پلک جھپکانا دشوار ہے چہار جانب سے نیزون کی بوچھار ہے مگر بموجب قاعدہ مذہب گھٹنا اُسکے اوپر

سینہ پر رکھ کے فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اُس سنگدل نے جواب سخت دیا یہ شیر پھرا سینہ سے
اُٹھا ایک پائوں **قنطور** کا زیر پا دوسرے کو دست زبردست سے تھام کر بعد کر و فر جھٹکا مارا **قنطور** کو مثل کرپاس کہنہ
چیر کر پھینکدیا ملکہ واسطے سجدہ کے جھک پڑی پکار اُٹھی اے خدائے نادیدہ تیرے صدقے کیوں ہوا پروین
اب تو لقا بھڑوے پر لعنت کرو پروین نے کہا واری مجھے بھی بیشک اعتقاد ہوا مگر **صاحبقران قنطور** کو مار کر طرف
ہوشنگ نوجوان کے پلٹے فرمایا ای برادر شاہنشاہ **زرین علم** بھگیا اب لڑتے بھڑتے باہر نکلو **ہوشنگ**
نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہیں آرزو ہی کہ مریں تو سر حضور کے قدم پر ہو آغاز سے انجام بہتر ہو
واضح ہو کہ سب سرداران ہوشنگ کام آئے مع **ہوشنگ** دس جوان باقی ہیں **صاحبقران** لڑتے ہوئے
تا بہ جلو خانہ پہونچے تھے کہ نیر اعظم نہیب شمشیر **صاحبقران** سے لرزان و ترسان چہرہ زرد حصار مغرب میں
جاکر محصور ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا تاریکی سے **صاحبقران**
گھبرائے جسم اطہر پر زخموں کی بھی کثرت ہی ضعف و نقاہت سے عجیب کیفیت ہے بمشکل لڑ بھڑ کر بیرون بارگاہ
آئے دیکھا **شہنشاہ زرین علم** تخت پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی **صاحبقران** نے پلٹ کر دیکھا **ہوشنگ** کا
بھی حال ابتر ہے منظور ہوا اسیطرح ان جوانوں کو بچاؤں بیرون قلعہ نکلجاؤں ایک سوار نے نیزہ مارا امیر نے
اپنے کو بچایا سوار کو مارا مرکب پر اُسکے سوار ہوئے فرمایا ای **ہوشنگ** عقب میں میرے چلے آؤ مگر فوج کے بلوے میں
گھوڑا اکڑکا کڑکا کے سوار آتے ہیں اب ملکہ کی نگاہوں سے **صاحبقران** چھپ گئے اتنی خبر ملی کہ لڑتے ہوئے بازار
شہر میں پہونچے ملکہ نے بدحواس ہو کر کہا ای پروین اب شکوا اُس ماہ آسمان جرأت کا بچنا محال ہی دیکھا تھا کہ زخموں
سے بھی غیر حال ہے ای پروین میں تو نقاب ڈالکر نکلتی ہوں صبر ناممکن ہی پروین نے کہا لونڈی حاضر ہے ملکہ نے
نقاب چہرے پر ڈالی بارہ کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا شب تیرہ و تار میں یہ نیر برج حسن و جمال بیقرار و اشکبار برج قصر سے
نکلی پیچھے ہاتھ میں نکلتے ہی سُنا ہر کوو برزن میں ہنگامہ ہی ہر گھر میں یہی ذکر ہے کہ **صاحبقران** نے قیامت برپا کی ہے
ہزاروں مارے گئے کسی گھر سے رونیکی صدا کہ میرا شوہر نگوڑے **حمزہ** کے ہاتھ سے قتل ہوا میں بیوہ ہوگئی
کوئی فرزند کا نام لیتا ہے صدائے نالہ آتی ہے ہائے کوکھ اُجڑ گئی ملکہ ایک گوشہ میں آکر ٹھہری **سمن بر** کنیز سے کہا
میری اچھی پوا جاکر خبر تو لا کہ اب کیا کیفیت ہی خدائے نادیدہ اُنکو بچائے **سمن بر** واسطے خبر دریافت کرنے کے چلی
یہاں **صاحبقران** لڑتے ہوئے تا بہ چوک پہونچے ہیں **شہنشاہ زرین علم** نے جو کلمات سخت سرداران فوج کو کہے
غیرت میں آکر نامرد ٹوٹ پڑے **ہوشنگ** مع ساتھ والونکے گرفتار ہوا وہ بیحیا سمجھے کہ ہمنے **صاحبقران** کو بھی پکڑ لیا
امیر بھی تھکے زخمدار ہیں ایک کوچہ تنگ کی جانب مرکب بڑھایا ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہیں پشت مرکب پر
سنبھلا نہیں جاتا رکابوں سے پاؤں نکلے جاتے ہیں مگر بقدرت پروردگار جب کوچے میں **صاحبقران** آئے

کوئی اس رزم وراہ سے آگاہ نہوا کسنے پہچانا نہ کیا صاحبقران اسی حال پُر ملال مین تلوار کھینچے ہوئے جاتے ہین مقام استقامت کی تلاش ہی تمام جسم زخم تیر و تبر سے پاش پاش ہے غش طاری عالم بیقراری شب تیرہ و تار چہار سمت اندھیرا گلی کوچون مین سناٹا دور سے ایک دیوار معلوم ہوئی قریب دیوار کے آئے گھوڑے سے اُترے دیوار سے پشت لگا کر بیٹھے چاہا شدۂ تحت الحنک سے زخم سر باندھون ہاتھ کانپا غش آگیا زیر دیوار گر پڑے گھوڑا استادہ ہی یہان سردارون نے شاہنشاہ زرین علم سے عرض کی حضور اسکو گرفتار کر لیا حکم ہوا اسکو قید خانہ مین لیجاؤ مسلسل و مطوق کرو صبح کو سمجھا جائیگا شاہنشاہ زرین علم بٹیا سمن برنے یہ سب حال پُر ملال دریافت کیا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ کے آئی عرض کی حضور سب گرفتار ہوگئے فلان قصر مین حکم سے آپکے والد نامدار کے قید ہوئے ملکہ رونیلگی کہا لو پروین غضب ہوا اب صبح کو سب قتل ہون گے رات ہی کو کچھ تدبیر کرو اگر خدانخواستہ یہ شیر قتل ہوا ہمسے صدمۂ ہجر نہ اٹھیگا کالی راتین ہجر کی کیونکر کاٹینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے پروین نے عرض کی باغ مین اپنے چلیے صلاح کر کے رات ہی کو قید خانے پر چلین گے حضور اس اندھیرے مین جان لڑا دینگے ملکہ اسیطرح بیدل طرف باغ دلکشا کے چلی مگر حال ابتر آنکھون سے اشک حسرت جاری وصل دلبر سے مایوس ہوش و حواس پراگندہ

اشعار

دل شکن حرف نادرست درست
طرز عبرت فزا درست درست
سخن لطف ہم جفا آمیز
رائے سالم بلا بلا انگیز
طعنہ حرف نصیحت آلودہ
طرز تلطف و حشمت آلودہ

کبھی دل سے کہتی ہے کہ

اشعار

مجھسا نادان عشق کیا جانے
شوق زلف سیہ بلا جانے
مجھسی نازک پہ شدتین کیسی
تپش دل کی حدتین کیسی
محشر آباد یاس و حرمان دل
خانہ زاد جنون پنہان دل
خار غم تیر سینہ کاوی مین
مژہ سرگرم خون ترا وی مین
نجم سیارہ دیدۂ بیخواب
شوق نظارہ سے نگہ بیتاب
جان مصیبت کش خمار مدام
خواب و خور صورت شراب حرام
گرم بازار گریۂ ہمہ جوش
دیدۂ نم دکان شیشہ فروش
زخم نو ہمنشین داغ کہن
دل تنگ ہجوم درد و محن
نفس گرم و شعلہ افشانی
سوز تقریر دوزخ ثانی
جھڑے پھولونکے بدلے منھ سے شرار
رشک گلزار آہ آتش بار
حوت ہم داغ ماہی بے آب
شعلۂ آہ سے فلک بیتاب
بیخودی مین نہ بات کا سر پاؤن
اڑ گئے ہوش رکھکے سر پر پاؤن
چاک دل کشت زعفران دیدہ
رخ گلگون گل خزان دیدہ

بیتاب و بیقرار دل کو تڑپن کلیجے مین پھڑکن آہین گرم منھ سے نکل رہی ہین ہڈیان سوزش عشق سے جل رہی ہین مست جام محبت چہرہ صاف پر گرد کلفت آنکھین مشتاق دیدار دلکو جستجوئے یار ہاتھ کہتے ہین گریبان چاک کرو پاؤن دوڑتے ہین کہ بیابان نجد مین چلو مجنون سوختہ بخت سے ملاقات ہوگی

وہ فن عشق کے استاد ہین انکو سبق کتاب مکتب عشق خوب یاد ہین اشعار

جان کو ورد یہ فسانہ ہے — جسم کیا ہے کہ قید خانہ ہے
ہوگئے آہ مبتلاے فراق — پڑ گئی سر پہ اب بلاے فراق

اس رنگ سے وہ گلعذار قریب در باغ پہونچی بقصد تھا کہ داخل باغ ہون بخت نارسانے رسائی کی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز کان مین آئی پروین نے کہا حضور وہ دیکھیے سامنے زیر دیوار باغ ایک گھوڑا کھڑا ہے مگر زین ڈھلکا ہوا ہی شاید اپنے سوار کو گرا کر آیا ہے ایک نے کہا باگین بھی کٹی ہین ایک نے کہا تھوتھنی خون سے لال ہی خون سے رنگین یال ہی ملکہ دوڑی دیکھا ایک جوان دریاے خون مین نہایا ہوا زیر دیوار باغ بیہوش پڑا ہے مگر قبضۂ شمشیر ہاتھ سے نہین چھوٹا کنیز نے کہا حضور سوار بھی پڑا ہے مگر کسی نے مار ڈالا ہی کوئی کنیز ڈر کے قریب نہین جاتی مگر کشش عشق ملکہ کو کھینچتی ہی جب ملکہ بڑھتی ہی کنیزین مانع ہوتی ہین کہ واری مرد کے قریب نہ جائیے ملکہ نے کہا اونا لائقو نفس کی صدا بلند ہے مردہ یا زندہ کیسکو کہا جائیگا پروین نے کہا واری روشنی منگاتے ہین مگر جانے سے اور دیکھنے سے مراد کیا ہے ملکہ نے کہا اے پروین کسی غریب کی خدمت کرین دل اسکا راضی ہو اسی وجہ سے اس مسافر کی جان بچے زندان رنج و مصیبت سے چھٹے شمع رخسار کو اشارہ ہوا جلد روشنی لا احوال روشن ہو یہ کون غریب ہے زیر سایہ دیوار باغ پناہ لی ہی رحم کا مقام ہی نہین معلوم کون گمنام ہے ان باتون کو سنکر شمع رخسار جل گئی بڑبڑاتی ہوئی چلی روشنی لائی اب جو نگاہ ملکہ کی پڑی جسکے تیغ ابروے خمدار سے خود زخمی ہوئی ہی اسی جوان کو زخمدار پایا بہ نگاہ اول ہی پہچان لیا کہا اے پروین خدا جھوٹھ نہ بلوائے یہ تو وہی داماد نوشیروان شوہر ملکہ مہر نگار ہے کسیقدر زخمدار ہی یہ کہکے فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزین ہان ہان کہکے دوڑین دیکھیے واری کپڑون مین خون بھر جائیگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خون زخمون کا اپنے دوپٹے سے پاک کرنیلگی اب تو مجبور کنیزین بھی قریب آئین بیقرار ہو کر کہا صاحبو اٹھا لیچلو ہاتھون ہاتھ صاحبقران کو لیکر باغ مین آئین مسند پر لاکر لٹایا طشت و آفتابہ منگایا زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا چونکہ فنون سپاہ گری کا ذوق ہے ٹانکے زخمون مین اپنے ہاتھ سے دیے مگر روتی جاتی ہی سب زخمون مین میر کے ٹانکے دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائین ناگاہ رستم زخمدار ماہ تابان شفاخانۂ شفق مغرب مین براے علاج داخل ہوا و سہراب زرین پوش بصد جوش و خروش پشت شہب فلک پر سوار ہو کر وعدہ گاہ عالم مین گرم عنان ہوا شعاع نورانی چہرۂ انور سے پر نور جہان ہوا اشعار صبح

صبح کہ قندیل زر آفتاب — شعلہ زد از گنبد نیلی قباب — مہرۂ مہر از دل صندوق چرخ
یافت ز انوار فلک انقلاب — جوہری چرخ جواہر فروش — کرد عیان دانۂ در خوش آب

چھپر کھٹ پر صاحبقران کو لٹایا آپ کرسی پر رومال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہی گلچینی گلشن جمال مین مصروف ہی کہ صاحبقران زمان نے آنکھ کھولی دیکھا سامنے کرسی پر ایک ماہ جبین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار

سمن بو خوش خو سنبل پیچان گیسو خنجر خونریز ابرو چشم جادو خال ہندو **شعر** بہر خندہ کز لب برانگیختے ٭ نمک بر دل خستگان ریختے ٭ **دیگر** زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسا ٭ جامہ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ایک جانب باغ بہشت آئین پر نگاہ پڑی نہایت سرسبز و شاداب گلہاے زنگارنگ سے معمور چمن ہاے طولانی ہر نخل لاثانی طائران خوش الحان مصروف ثناے باغبان کن فکان نہرین آب صاف و شفاف سے مملو نخل شمشاد لب جو نہر قمریان مصروف حق سرہ فاختہ کی صداے کو کو **صاحبقران** نے حیران حیران باغ اور جمال اُس حور پیکر کا دیکھکر دل سے کہا شکر پروردگار عالم **شعر** للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ٭ باز آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید ٭ چونکہ راہ مین پروردگار کی جہاد کیا اسکی رحیمی و کریمی سے یہ باغ بہشت عنبر سرشت واسطے رہنے کے ملا یہ حور بقصور سراپا نور رب غفور براے خدمتگزاری مرحمت فرمائی ملکہ نے جو صاحبقران کو عالم حیرت مین دیکھا شرماکے سر جھکا لیا پروین کو اشارہ کیا وہ قریب آئی کہا کیون شہریار مزاج کیسا ہے شربت انار مین حاضر ہے نوش فرمایئے اب امیر نے اپنے دست و پا کو دیکھا پٹیان مرہم کی زخمون پر اب سوچے کہ مین زندہ ہون فرمایا کیون صاحب یہ کیا مقام ہے اس ماہ پیکر حور سرشت کا کیا نام ہے پروین نے کہا اے شہریار آپ جنگ سے زخمی ہوکر بیہوش ہماری ملکہ عالم کے باغ کے گرے حضور کو رحم آیا اُٹھوا لائین علاج کیا قصد ہے کہ آپکو صحت حاصل ہو ایک بندۂ خدا کی جان بچے اسواسطے یہ اہتمام ہے **صاحبقران** اُٹھ بیٹھے کنیزون نے شربت انار وغیرہ پیش کیا امیر نے فرمایا جنکے ہم مہمان ہین وہ مرحمت فرمائین تو ہم پیئین اگر زخمی کو اُٹھا لائین تو مسیحائی فرمائی ملکہ نے شربت اپنے ہاتھ مین لیا کہا لو صاحب پیو صلاے خنشد بلا شد ہم غریب الوطن جانکر اُٹھا لائے زخم دوزی کی شہر یہ نخرہ ہے امیر نے ہاتھ تھام کر کہا اے شاہنشاہ خوبی واے رنگت بوے گل حدیقہ محبوبی بار احسان سے تمھارے سر خم ہے مگر اس شربت کے پینے مین عذر اہم ہے تمھارا مذہب کیا ہے پروین قہقہہ مار کر ہنسی ملکہ نے بھی دوپٹے سے منھ چھپا لیا امیر نے ہرچند پوچھا کچھ جواب نملا امیر نے جام شربت ہاتھ سے رکھدیا کہا صاحب جبتک اسکی شرح نہوگی تمھارے ہاتھ کا کھانا پینا حرام ہے خاص مقدمہ مذہب مین کلام ہے ملکہ نے مسکراکر جواب دیا صاحب کوئی ناز اُٹھاتا ہے کبھی لڑنا پڑیگا فرمایئے تو کیا کرنا چاہیے مہمان کا بہر نوع پاس لازم ہے **صاحبقران** نے کلمہ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہا دل سے وحدانیت کا اعتقاد کرو دوم اسکی یکتائی کا بھروسہ پیغمبر پروردگار کے بھیجے ہوئے برحق ہین لقا پرست و سامری پرست کافران مطلق ہین پیدا کرنیوالے سے محبت دشمنون پر لعنت یہی مذہب حق کا اعتقاد رہے ملکہ نے طرف پروین کے دیکھا مسکراکر کہا اس عبارت کا یاد ہونا دشوار ہے مگر مہمان کی دلشکنی مناسب نہین تتلاکے عرصہ دراز مین الفاظ کلمہ طیبہ ادا کیے پروین و وزیرزادی نے بھی مع کنیزون کے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوئی اب صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین **صاحبقران** کے بیٹھی دلنواز مغنیان سامنے آئی تسلیم کی بیٹھی ملکہ نے اشارہ کیا ساز درست ہوئے دلنواز نے بصد سوز و گداز یہ غزل شروع کی **غزل جلال**

کردے خبر اُس خانہ برانداز سے کوئی
روتا ہے کہین درد کی آواز سے کوئی

کہتی ہے شب وصل کہ تجھسا بھی نہوگا
غافل فلک تفرقہ پرداز سے کوئی
اللہ رے غمزے ترے اے موت شب ہجر
معشوق بھی آتا نہین اس ناز سے کوئی
کچھ تھے دم عیسیٰ جو ترے طرز سخن تھے
زندہ نہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی
جو دل مین ہے اُس سے نہوئی آنکھ بھی محرم
یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی
کچھ اپنی خبر رکھتے نہین بیخبر عشق
انجام سے واقف ہے نہ آغاز سے کوئی
کیا دہشت صیاد ہے مرغان چمن کو
روتا نہین شبنم صفت آواز سے کوئی
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے
ڈرتا نہین یون عشق مین غماز سے کوئی
دینا نہ جواب ارنی یا رسر طور
پہچان نہ جائے تجھے آواز سے کوئی
کاٹا ہے پرون کو مرے صیاد نے کیونکر
پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
بیجا ہے جو قاتل سے کرے خونکا دعویٰ
کشتہ کوئی شوخی سے ہوا ناز سے کوئی
رکھتے ہین جلالؔ ایک روش مضطر شوق
تھکتا نہین منزل مین تگ و تاز سے کوئی

ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہے دماغ تر خیال خیر وشر دور تھا عاشق ومعشوق مسرور ساری رات فرحت وانبساط مین گذری ہوئی سحر شمع ہائے مومی وکافوری لہرائین نازنینان ماہ رخسار کے چہرون پر اُداسیان چھائین باغ رنگ بہار سے مملو درختون پر طائران زمزمہ سرا فرش مین جابجا شکن پروانون کے جلنے سے محجوب شمع لگن باسی ہارون کا جابجا انبار پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آب شبنم سے چہرون کو دھویا فلک اس محفل عاشق ومعشوق کو دیکھکر شبنم کے اشکون سے رویا ملکہ ماہ عالم افروز کی آنکھڑیون مین جاگنے کا خمار متوالی رنگت رخسار

دوکلمہ داستان شاہنشاہ زرین علم کے بیان ہوتے ہین

یہ لڑائی کا تھکا ماندہ شبکو آکر خواب خرگوش مین مبتلا ہوا بوقت سحر لباس سرخ پہنا خونخوار بنا تخت پر آکر بیٹھا تمام اہالیان دربار جمع ہوئے مگر کل افسر حیران وپریشان کوئی عرض کرتا ہے میرا بازو ٹوٹ گیا برابر کا بھائی قتل ہوا ایک کہتا ہے آنکھون کا نور جاتا رہا جوان بیٹا مارا گیا شاہنشاہ زرین علم ایک ایک کو تسکین دیتا ہے کہ یارو نہ گھبراؤ یہ لوگ محبت خداوند لقا مین قتل ہوئے ہین بڑا شرف یہ ہوا دشمن اعلیٰ خداوند کا پکڑا گیا اُسکا سر نوک نیزہ پر رکھکر چلینگے نام اور سن سب کے لکھوا لو قدرت سے کہکر سبکو زندہ کرائینگے باغی کے قتل کے عوض مین ہم طرۂ پیغمبری پائینگے یہ مژدہ جان بخش سنکر سردارون کو تسکین ہوئی عرض کی حضور جلد قیدیان بلا کو طلب کرین سر سبکے لیکر خدمت مین خداوند کی چلین زرین علم نے فوراً حکم دیا حمزۂ عرب کو مع ہوشنگ دزد جلد لاؤ دربار مین حاضر کرو دفع حجت ضرور ہے شاید مجبور ہوکر خداوند لقا کو سجدہ کرے یہ بھی مشہور ہے کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوندی ہے قدرت کو دل سے انکی سرکشی پسند ہے داروغہ جیل خانے کا گیا قیدیون کو نکالا ہوشنگ نوجوان آگے دس جوان پشت پر

پریشان و مضطر طوق و زنجیر مین مسلسل اس طور سے دربار کفر مدار شاہنشاہ زرین علم مین آئے ہوشنگ نوجوان نے پکار کر مثل اہل اسلام سلام کیا دس جوانون کے نعرے سے بارگاہ تھرائی لوگون نے دیکھا کہ صاحبقران زمان ان قیدیون مین نہین ہین شہنشاہ زرین علم نے گھبرا کر داروغۂ زندان خانہ سے پوچھا حمزۂ عرب کیا ہوا داروغہ نے عرض کی دس جوان مجھکو ملے مسلسل کر کے مین نے قید کیا پچاس جوانون سے شب بھر پہرا دیا غلام خود جاگا کیا قید خانے سے تو کوئی قیدی نہین بھاگا بادشاہ نے ہوشنگ سے پوچھا تیرا آقا کہان ہے ہوشنگ نے کہا وہ شیر بیشۂ جرأت لڑتا بھڑتا نکل گیا ہوگا اُس درندے پر یہ روباہ خصال کیا ہاتھ ڈالتے مین زخمی ہوکر رہگیا اسوجہ سے گرفتار ہوا اب تو شاہنشاہ زرین علم گھبرایا نگہبانان در قلعہ کو بلایا اُنسے پوچھا شبکو بعد اختتام جنگ کوئی زخمدار لڑتا ہوا بیرون قلعہ نکل گیا اُنھون نے عرض کی جب لڑائی شروع ہوئی تھی ہمنے دروازے بند کر کے قفل ڈال دیا تھا شب بھر دروازہ نہین کھلا اسوقت تک وہی بندوبست ہے کون عالم مین ایسا زبردست ہے کہ ہماری آنکھون مین خاک ڈالکر چلا جاتا اب شاہنشاہ نے وزرا سے صلاح کی کیون یارو تمھارے نزدیک حمزہ پر کیا معرکہ گذرا سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہماری رائے مین یہ ہے کہ یا تو اس شہر مین اُسکا کوئی دوست تھا وہان جاکر مخفی ہوا یا کسی کوچے مین گرا ہرکارون کو حکم ہوا تلاش کرین نگران سبکو قتل کیجیے بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ اُسی وزیر نے دست بستہ عرض کی حضور ایسے سرکش کو اسطرح مخفی قتل کرنا مناسب وقت نہین ہے آج دنکو اشتہار دیجیے کل بوقت سحر بیرون قلعہ تمام اہالیان شہر جمع ہون مجمع عام مین قتل ہون دیکھنے والون کو عبرت دوستون کو عشرت بدخواہ ملول خیرخواہون کو فرحت حصول بادشاہ نے اس راے کو پسند کیا نمونۂ قدرت خدا ظاہر ہوا بموجب **مصرعہ** عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد؛ بادشاہ نے حکم دیا قیدیون کو لیجاؤ ڈھنڈورا پٹے اشتہار چسپان ہون منادی یہ بھی ندا کر دے کہ حمزۂ صاحبقران زخمی ہوکر غائب ہوگئے جو اپنے گھر مین جگہ دیگا مغضوب درگاہ خداوندی ہوگا اور جو اُسکو گرفتار کر کے لائیگا یا خبر مفصل بتائیگا خلعت و انعام و جاگیر پائیگا تمام شہر مین یہ معرکہ مشہور ہوا کہ ہوشنگ دزد کل بوقت سحر دار پر کھینچا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا مگر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان باغ مین ملکۂ ماہ عالم افروز کے جلوہ فرما ہین دن بھر یہی فرمایا کیے ملکہ بس اب مجھکو جانے دو مین دربار مین تمھارے باپکے جاؤنگا بیحیا نامرد کو سزا دون نہین معلوم میرے ہوشنگ نوجوان پر کیا گذری گرفتار ہوا یا علف شمشیر آبدار ہوا ملکہ انجام نہ سمجھی کہا حضور باہر نہ جائین خبر منگائے دیتی ہون ابھی تو حضور کے جسم پر زخم بے انتہا ہین اس مصیبت مین مبتلا ہین یہ کہکر شمشاد کو حکم دیا دریافت تو کر شہر مین کیا غلغلہ ہے ہوشنگ نام لیکر پوچھنا یہ شخص قید ہے یا کہین نکل گیا لفظاً لفظاً دریافت کر کے آنا شمشاد اکڑتی ہوئی مردانہ لباس پہنکر واسطے خبر کے نکلی اب وقت شب ہے ملکہ نے صحن باغ مین فرش بچھوایا چاندنی دیکھنے کا سامان کیا امیر مسند پر پہلو مین یہ ماہ پیکر انیسین جلیسین سامنے حاضر ہین قریب ہے کہ صحبت رقص و سرود شروع ہو آفتاب عیش

طلوع ہو کہ سامنے سے شمشاد تھر تھر کانپتی ہوئی بدحواسی مین ہانپتی ہوئی آکے منھ کے بل گری ملکہ نے کہا خیر تو ہی عرض کی واری کل شب کو **ہوشنگ** مع دس جوانون کے پکڑ لیا گیا سبھون نے جانا **صاحبقران** کو بھی گرفتار کر لیا صبح کو شاہ نے دربار مین بلایا حضور کو نپایا ہر کارے کو و برزن مین پھر رہے ہین ہمارے حضور کی بڑی تلاش ہی **ہوشنگ** کے واسطے قتل کا حکم ہوا ہی صبح کو بیچارہ مارا جائیگا مہجور آہن کلاہ بھائی قنطور گمراہ کا مع پچاس جوانون کے زندان خانہ کا نگہبان ہے دنگل پر بیٹھا جاگ رہا ہے حکم ہے ہر طرف سے کوئی راستہ بھی نہ چلے لونڈی اپنی آنکھون سے دیکھکر آئی سارے شہر مین ہنگامہ ہی اُس بیچارے کی جوانی پر لوگ روتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی **صاحبقران** نے قبضہ شمشیر ہاتھ ڈالا فرمایا اُس مردود کی کیا مجال ہی کہ جو میری زندگی مین میرے دوست کو قتل کرے خود سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی ملکہ گھبرائی دامن سے لپٹ گئی کہا کیون شہریار کیا قصد ہے امیر نے فرمایا اب جاکر مین دوست صادق محب واثق کو رہا کرونگا یا اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا ای شہریار مہجور آہن کلاہ بڑا زبردست ہی اپنے بھائی **قنطور** سے زیادہ مغرور صاحب کبر و نخوت آتش خو شعلہ مزاج وہ وہان نگہبان ہی پچاس افسر اُسکے ہمراہ ہین آپ خبردار کہ تنہا وہان نجائیے کنیز کی جان بچائیے اگر دشمنون پر کوئی افتاد پڑی مین بیدست و پا کیا کرونگی کنج باغ مین تڑپ تڑپ کے مرونگی میری کنیز گھوڑے پر سوار ہونا خوب جانتی ہین ایک کو نامہ لکھکر دیجیے طرف اپنے لشکر کے روانہ کیجیے فوج ظفر موج طلب فرمائیے جب فوج قریب آجائے یہان سے نکل جائیے فوج ساتھ لیکر مقابلہ کیجیے مین تنہا نجانے دونگی **صاحبقران** زمان نے کہا ملکہ تم اس مقدمے مین نہ دخل دو ورنہ ہماری تمھاری محبت نہ نبھے گی بڑے شرم کی بات ہی کہ ہمارا سردار قتل ہو جائے ہم محفل عیش و نشاط مین بیٹھے رہین مردان عالم کیا کہین گے صحبت صاحبان سپر و شمشیر مین بیٹھنے کے لائق نرہینگے یہ کہکر فوراً **صاحبقران** یکہ و تنہا اُٹھے غصے مین جو امیر نے یہ کلمات فرمائے ملکہ ڈر گئی رونے لگی جواب نہ دے سکی **صاحبقران** نے سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مارا تیغہ برق نظیر کمر سے لگایا ملکہ نے پلٹ کر پروین سے کہا کیون بوا یہ بڑے طوطا چشم ہین اسوقت تیور ہی اور ہین جام صہبائے بیوفائی کے دور ہین اے پروین آنکھون کو دیکھکر مین ڈر گئی دونون ابروے خمدار غصے مین ہل رہے ہین گویا دو تلوارین چل رہی ہین گیسوؤن کو غصے مین پیچ و تاب ہے کہ ناگنیان جھل رہی ہین جبین پر شکن موجہ دریائے قہر ہے عکس زلف عنبرین آئینہ رخسار پر مار سیاہ کی لہر ہے **غزل جلال**

دیکھین آئینے مین وہ اپنی ذرا چین جبین
کبھی اگر پیچ تو آئینہ ہو آئین جبین

مانگ ہے آرہ کش دل نہین سر پر اُنکے
تیغ کھینچے ہوئے ابرو بھی ہین پائین جبین

خوف اسکا ہے کہین صبح نکر دے شب وصل
خندہ زن ہو کے تمھاری گل نسرین جبین

چاند کو دبدبہ اُس رخ کا دبا لیتا ہے
رو کش عرش ہے اللہ ری تمکین جبین

چہرۂ یار کی تصویر جو ہے پیش نظر
مانگ کی مدح کبھی ہے کبھی تحسین جبین

خانہ زادون مین تری چشم کے ہین خشم و غضب
ہے اگر چین جبین بندۂ دیرینہ جبین

مشورہ کرتی ہی کیا جانے مرے قتل مین کیا
شکن ابروے پُرخم سے تری چین جبین
عش مین جھولتی ہے یار کی تلوار جلال
اُس ستمگار کے ابرو نہین پا ئین جبین

رعب وہیبت صاحبقران دیکھکر ملکہ ماہ عالم افروز با جگر پرسوز عقب مین صاحبقران کے پریشان حال تا لب ہجوم غم و ملال چلی آتی ہے آنکھون سے آنسو جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا آئینہ رخسار پر حیرانی زلف مشکبو سے روشن پریشانی کبھی جھپٹ کر صاحبقران کا دامن تھا ما عرض کی ای شہریار ہمسے صدمۂ فراق نہ اُٹھیگا ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے ہماری مشکل آسان کیجیے اگر آپکے دشمن کسی آفت مین پھنسے آپ نرغۂ وقت ہین شاید لڑ بھڑ کر نکل گئے یہ خبر مخفی نرہیگی باپ کو ضرور پہونچیگی یہی کنیزین جاکر سب حال کہین گی یہ شفقتین خاموش نرہینگی فرمائیے وہ ہمارے ساتھ کیا کریگا نہین معلوم کیا ذلت و رسوائی ہو ایک اور راز کی بات ہے وہ آپسے کیونکر چھپاؤن چند دن گذرے کہ مجھ سوختہ بخت کی تصویر کسی ناجنسنے یاقوت شاہ جبریل قدرت لقا کو پہونچائی اُس بیحیانے بہت پسند کی فرمان بنام والد نامدار آیا کہ اپنی دختر کو بطور ڈولے کے سوار کرکے روانہ کرو یہان بہت خوشیان ہوئین مجھکو خود بخود ملال تھا باپ نے چھ مہینے کا وعدہ کیا تھا وہ زمانہ گذر چکا ہے سامان جہیز تیار اقرار مدار ہو چکا ہے یہ لقا بیحیا سنیگا انصاف فرمائیے کہ میرے لیے کیا قیامت ہوگی صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای ملکۂ عالم مرد سپاہی واسطے ناموس کے سب کچھ کرتے ہین جان دینے پر آمادہ ہوتے ہین اب تم ہمارا ناموس ہو ممکن ہے کوئی خدانخواستہ تمپر دست انداز ہو حکم قضا و قدر مین کسکا اختیار ہے بندہ ہر وقت مجبور و ناچار ہے اگر شاید قضا ہمکو لیے جاتی ہے قتل ہو جائین کوہ عقیق گلزار سلیمانی مقام ہے تم فوراً اپنے کو وہان لشکر مین پہونچانا میرے سرداران نامدار و فرزندان عالیوقار تمکو باعزاز و اکرام لیجائینگے پردہ ہاے چشم مین جگہ دینگے اور یا بحول و قوت الٰہی جو میری نیت مین ہے یعنے جاکر مہجور آہن کلاہ کو قتل کیا ہوشنگ کو چھڑا لیا تو مین یہین باغ مین آتا ہون ملکہ نے بہ نگاہ یاس چہرۂ بے نظیر کو دیکھا اسقدر روئی کہ دامن و گریبان تر کر دیا شدت گریہ مین منھ سے نکل گیا **شعر** گئے تم اُدھر اور موئے ہم یقین ہے کوئی دم جیسے تو ہم واسطے ہے وہ دن اور وہ وقت اے شہریار خدا نہ دکھلائے کہ بدون آپ کے لشکر اسلام مین جاؤن آپکے محلات مُعلّات مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے کون صورت دیکھے گا کوئی سبز قدمی کوئی بھن پیری کہیگا صاحبقران نے آنسوؤن سے ملکہ ماہ عالم افروز کے پاک کیے فرمایا ہمارے لشکر مین یہ طریقہ نہین کیا مجال جو تمکو کوئی ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے انشاء اللہ ہم خود تمکو اپنے ساتھ لیچلینگے ملکہ رونے کے بدلے دعا کرو ہمارے دل کو صدمہ ہوتا ہے تمھارے خیال سے جنگ و جدل مین فرق آئیگا عین وقت پر دل گھبرائیگا ملکہ ناچار ہوئی صاحبقران یکہ و تنہا سیاہ دوشالہ اوڑھے ہوے تیغہ عقرب سلیمانی بغل مین رہبری کرتے ہوئے چلے شب تیرہ و تار مین ملکہ پٹ پر دروازے کے ہاتھ رکھے بحسرت

دیکھ رہی ہے صاحبقران آنکھون سے مخفی ہوے آہ کرکے بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے مُردنی چہرے پر ہاتھ پانون بحس و حرکت پروین نے ملکہ کو اُٹھایا کنیزین روتی ہوئی ساتھ کہتی ہوئی کہ ہاے اس ماہ فلک حسن کو تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا عیش و راحت مین ہم سب کی فرق آیا ملکہ پر گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصہ دراز آنکھ کھولی پوچھا کیون پروین صاحبقران آئے عرض کی واری ابھی تو پہونچے بھی نہون گے گھبراکر اُٹھ بیٹھی کہا صاحبو براے خدا ہمپر احسان کرو تم سب صاحب مجھکو اپنی لونڈی جانو ذرا جاکر خبر تو لاؤ اگر اُنکے دشمنون پر نوع دگر ہو تو مین بھی اپنی جادون دام ذلت مین نہ پھنسون غنچہ دہن بول اُٹھی واری مین جاتی ہون بہت اچھی خبر لاتی ہون ملکہ نے کہا غنچہ دہن تیرا منھ موتیون سے بھرونگی نہال کردونگی غنچہ دہن مردانے کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی ملکہ صحن باغ مین آکر کھڑی ہوئی موے مشکین پریشان کیے طرف آسمان کے ہاتھ اُٹھاے پکاری ای آسمان کے خداے نادیدہ میرے وارث کو مجھسے زندہ ملانا مجھ سوختہ بخت کو روے تاریک شب سیاہ نہ دکھانا دشمن سب اندھے ہوجائین وہ بے تکلف اپنے رفیق کو چھڑالائین ایک کنیز نے کہا واری مجھکو ایک ٹوٹکا یاد ہے دیوالی کی کلھیا مین چولھے کی راکھ بھرکر دیوار مین گاڑ دیجاے سب دشمنون کا منھ بند ہوجائیگا پیر دیدار کا کونڈا مانیے بی ترت پھرت کی پڑیا بی ٹپک کی سپیاری پیر ملٹو کو جوتیان یہ سب ٹوٹکے آزمائے ہوے ہین ملکہ نے کہا نذرین مانو مین نقد جان دینے کو حاضر ہون تم کو اختیار ہے میرا مالک پروردگار ہے مین اپنے وارث کو اُسی سے لونگی رتجگہ کرونگی یہان باغ مین یہ حال ہے ملکہ ماہ عالم افروز دعا مین مصروف ہے مگر صاحبقران گلی کوچے کو طے کرکے سامنے قید خانے کے پہونچے دو پہر سے شب گذر چکی ہے زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی ہے ہر کوچے مین سناٹا صاحبقران نے دور سے دیکھا مہجور آہن کلاہ سلاح جنگ سے آراستہ پچاس جوان گرد شتر انجواری کر رہے ہین اُس مکان کا دروازہ کھلا ہے جس مین ہوشنگ مع دس جوانون کے قید ہے مہجور مغرور شراب پیتا ہے دُرد قیدیون پر پھینکتا ہے زبان تشنیع کھول رہا ہے کہتا ہے او ہوشنگ اب صبح کو قتل کیا جائیگا اپنی سرکشی کی سزا کامل پائیگا ہوشنگ جوانمرد کہتا ہے او بیحیا اگر نامردون کے ہاتھ سے قضا آئی کیا خوف شکر ہے خدا کا کہ راہ ضلالت سے نکلا آب چشمۂ ہدایت سے سیراب ہوا میرا آقا زندہ نکل گیا میرے خون کا بدلہ لیگا تم ایسے نامردون کو کتے کی طرح قتل کریگا جب یہ ہوشنگ نے کہا مہجور بیحیا غصہ مین اُٹھا یہ کہتا ہوا ہم کو کتا بناتا ہے ابھی سر کاٹ لونگا یہ جو حال پُرملال صاحبقران نے دیکھا کہ مہجور قتل کرنے کو ہوشنگ کے جاتا ہے تاب نہ آئی قبضے پر تیغہ سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران عالیشان

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب کیے ذوالحجام
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد
یکے تیغ صمصام صمصام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرۂ صاحبقران سے زمین کانپی مہجور مغرور پلٹا دیکھا کہ صاحبقران تلوار کھینچے ہوے قریب آگئے پلٹ پڑا ہوشنگ نوجوان نے جو اپنے آقاے نامدار کو دیکھا روح کو راحت قلب مین قوت آگئی جسطرح بنا قید کو توڑ ڈالا آواز دی آقا غلام بھی آیا مہجور نے دیکھا ادھر سے صاحبقران شیرانہ اُدھر سے ہوشنگ نوجوان پلنگانہ جھپٹے چلے آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو آواز دی یارو لینا قیدی بگڑ گیا حمزہ کہان سے آیا جلد دونون کو قتل کرو پچاس جوان تلوارین پکڑ کے اُٹھے ہوشنگ پہلوان زبردست پیشۂ قزاقی جس سپاہی کے لپٹ گیا دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر کھینچ لیا کسیکو چیر کر پھینک دیا کسیکی تلوار اُٹھالی اپنے ساتھ والون کی قید کاٹی زخم کھائے مگر رفیقونکو چھڑا لیا صاحبقران زمان لڑتے ہوے برابر مہجور بے ایمان کے پہونچے للکارا کہ او بیحیا مردان عالم پر یہ بدعت اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی پر گانٹھا وار کو اسکے رد کیا خبردار کہکے برق شمشیر چمکائی سر پر اُس خود سر کے ضرب تیغ بیدریغ لگائی آئینۂ شمشیر مین اُس نامرد کو جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار مثل برق گری سپر کٹی یا تو قبہ سر پر چلی تھی یا تلوار آبدار نے زمین پر بوسہ دیا مہجور دو ٹکڑے ہوا دس پانچ جوان ہوشنگ نے مارے باقی بھاگنے لگے امیر نے فرمایا ای برادر ہوشنگ خبردار ان مین سے کوئی بچکے نجانے پائے ورنہ وقت شب ہے ہنگامۂ قیامت برپا ہوگا ابتو ہمراہیان ہوشنگ نے گھیر کر نامردون کو مارا بھاگ کر ایک جانے پایا رات بہت قلیل باقی ہے کہ صاحبقران نے قتل سے ان تیرہ بختون کے نجات پائی مظفر و منصور ہوے ہوشنگ دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا ساتھ والے گرد پھرنے لگے ہوشنگ نے پوچھا حضور کیونکر پہنچے اس شہر نامردان مین کہان سے امیر نے فرمایا اب ساتھ آؤ سب احوال معلوم ہو جائیگا مین نے تمھاری خبر قتل سنی شکر ہے کہ وقت پر پہونچا مطلب دل حاصل ہوا ان دس جوانون کو ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلے مگر دریاے خون مین نہائے ہوے یہان باغ مین ملکہ ماہ عالم فروز مصروف دعا کنیزین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین بیرون باغ اندھیرا دیکھکر پلٹ آتی ہین ملکہ ایک ایک سے پوچھتی ہے کیون صاحب کیا دیکھا ہاے افسوس وہ اکیلے وہان نامردون کے ریلے خدا اُنکو بچا کے لائے کہ سامنے سے ستمشاد دوڑتی ہوئی آئی کہا حاضر ہی کچھ لوگ آتے ہین مگر سبکے لال لال کپڑے ہین ڈر کے مارے آگے نہین گئی تلوارین بھی چمکتی ہوئی ہاتھ مین ہین ملکہ ڈیوڑھی افتان و خیزان در باغ سے باہر نکلی اب جو دیکھا آگے آگے صاحبقران عقب مین دس جوان امیر کی مٹھی سے خون ٹپکتا ہوا تیغہ کھنچا ہوا ملکہ نے بنگاہ اول صاحبقران کو پہچان لیا دوڑ کر لپٹ گئی دوپٹے سے خون زرہ کا پونچھنے لگی کہا کیون شہریار کوئی زخم تو نہین کھایا میری دعا نے آپکو یہان تک پہونچایا یہ پشت پر لوگ کون ہین امیر نے کہا ہمارا رفیق ہوشنگ نوجوان ہے عنایت سے پروردگار کی مہجور کا معشوقہ مرگ سے وصال ہوا نگہبانون کو بھی واصل جہنم کیا اب چلکر ایک قصر معقول ہمارے رفقا کے واسطے خالی کرادو اتنو ملکہ خوشی خوشی اندر باغ کے آئی پکاری ای بوا پروین لو تمھاری دعا کی تاثیر سے صاحبقران زمان اپنے رفیقون کو چھڑا لائے بڑا کمرہ خالی کر دو فرش و فروش سے آراستہ

ہوشربا اب کیا ابھی پہونچا وہ بھی تمھارے مہمان ہین تم سب صاحبون کے ہمپر احسان ہین پروین نے کہا واری خدا نے بڑا فضل شریک حال کیا قصر آراستہ ہین پردہ کرین ہم ہٹ جائین پھر مردانہ ہو ملکہ نے کہا پروین انکے رفیقون سے کیا پردہ ہم ہی وہ سب تمھارے تابعدار ہین یہ باتین تھین کہ صاحبقران مع ہوشنگ نوجوان اندر باغ کے تشریف لائے ملکہ نے اشارہ کیا صاحبقران نے قصر مین لاکر ہوشنگ کو مع دسون جوانون کے بٹھایا کنیزون کو حکم دیا طشت و آفتابہ آیا اپنے دست حق پرست سے سبکے زخم دھوئے ٹانکے دیے ہوشنگ کی نگاہ اُس اختر برج خوبی حسین و مہ جبین وزیرزادی ملکہ پروین پر پڑی شمع جمال کا پروانہ ہوا پروین نے بھی بہ نگاہ محبت اُسکو دیکھا اشارون سے صاحبقران کو بھی ثابت ہوا کہ ہوشنگ و پروین مین باہم اشارے ہوے مسکراکر فرمایا کہ بی پروین اندر آؤ یہ بادشاہ ملک ہوشنگ ہمارا رفیق شفیق جان بخش و محسن ہے پروین نے شرماکر سر جھکالیا کنیزین اور خوش رو نوجوان امیر نے خدمت مین اُن سردارون کی چھوڑین پروین کو پہلو مین ہوشنگ کے جگہ دی امیر بارہ دری مین تشریف لائے ملکہ سے احوال پروین بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئی کہا ای شہریار ہوشنگ و پروین کو بھی اسی جلسے مین طلب کیجیے صحبت مین جگہ دیجیے اب ایک مقام پر جلسہ قرار پایا ہوشنگ و پروین ہر ایک جوان کے پہلو مین ایک ایک مہ جبین مسند پر صاحبقران و ملکہ ماہ عالم افروز جلسہ عیش آراستہ جام مے ارغوانی گردش مین آیا یہان تو صحبت عیش و نشاط آراستہ مگر شاہنشاہ زرین علم بوقت سحر آمادہ قتل ہوشنگ تخت پر سوار ہو کر بارگاہ سے نکلا اُمرا رُفقا حاضر ہوے حکم ہوا گنہگارون کو لاؤ مہتر بادرفتار عیار شاہنشاہ کا دوڑا ہوا قیدخانے کے قریب پہونچا دیکھا دروازہ کھلا ہے پچاس لاشے پڑے ہوے نگہبان مردہ قیدی ندارد سناٹا پڑا ہی بادرفتار گھبرا گیا حیران کہ کس سے حال پوچھون کون ہے جس سے دریافت کرون مُردے کیا جواب دینگے آخر پلٹا سامنے شاہنشاہ کے روتا ہوا آیا عرض کی حضور عجب طرحکا سانحہ درپیش ہے کہ سمجھ مین نہین آتا نگہبان سب مرے پڑے ہین رات کو کوئی اُن سبکو قتل کرکے قیدیون کو لیگیا ایک بھی نہین بچا جس سے حال شب کا دریافت کرون اندر شہر کے یہ فتنہ کہ سرکاری قیدی قیدخانے سے نکل جائین نگہبان بیچارے مارے جائین شاہنشاہ زرین علم بہت گھبرایا خود ٹہلتا ہوا درِ زندان پر آیا دیکھا حقیقت مین جو بادرفتار نے کہا وہی صورت ہے سردارون نے کہا حضور مقام عبرت ہے کوئی مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا اتنا بڑا کام کر گیا بادرفتار نے کہا حضور یقین کامل ہے کہ ابھی کُل گنہگار شہر مین ہین در قلعہ پر خوب انتظام ہے بادشاہ نے کہا ای بادرفتار ہر گھر کی تلاشی لو کوتوال کو حکم دو جلد اسکی فکر کرے بادرفتار نے کہا غلام آج ہی اسکی فکر کرتا ہے تمام شہر کو چھان ڈالون گا حضور بارگاہ مین چلین بادشاہ رنجیدہ کبیدہ پشت دست کاٹتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا بادرفتار با نہلے عیاری سے آراستہ ہو کر برائے تلاش نکلا اُستادان سخن نے تحریر کیا ہے کہ تین دن کے عرصہ مین بادرفتار نے سارا شہر چھانا ایک ایک مکان کی خبر دریافت کی کہین پتا نہ ملا تیسرے دن قریب شام تھکا ماندہ سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شاہنشاہ کہین گنہگارون کا پتا نہین ملتا غلام ناچار ہے بادشاہ غصے مین تھرایا کہا او بیحیا مین تجھکو قتل کرونگا صرف آج کی شب کی مہلت ہے کل صبح کو تیرے

واسطے سحر قیامت ہی تیرا ہی قول ہے کہ در قلعہ پر بخوبی انتظام ہے پھر یہ بے ادبی کسکا کام ہی باد رفتار کے ہوش اُڑ گئے سمجھا کہ ہوا بگڑی ہی کا بنتا ٹھرا تا اُٹھا روتا ہوا باہر آیا شاگردون نے پوچھا اُستاد خیر تو ہے باد رفتار نے کہا بھائیو کیا کہون بموجب **مثل** دھوبی سے نہ جیتین گدھے کے کان اینٹھین وہ ہمارے بادشاہ کا حال ہی کوئی سرکش چونا لگا گیا غصے مین ہمپر فرماتے ہین کل صبح تجھکو قتل کرونگا مین سارا شہر چھان چکا کوئی گھر باقی نہین رہا اب مین کہان جاؤن صرف باغ مین دختر شاہ ماہ عالم افروز کے نہین جانیکا اتفاق ہوا شاگردون نے کہا اُستاد شاید ملکہ کے باغ مین وہ باغی ہو باد رفتار نے کہا ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو وہ صاحب عصمت وعفت ہے اپنے باغ مین مردانہ پھول نہین رکھتی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اُسکے نام پر مائل ہین اُسنے شادی نہین قبول کی اُسکو مسلمانون سے کیا کام شاگردون نے کہا ہم ملکہ عالم کو نہین کہہ سکتے ہین شاید کوئی کنیز یا پریزادی نوجوان نے ایسا کام کیا ہو دشمنون کو چھپا رکھا ہو اُستاد وہان بھی دیکھ کے چلے آئیے باد رفتار نے کہا ہماری قضا ہی آئی ہو تجھی حکم شاہنشاہ سے کیا چارہ تم سبھون کے کہنے سے جاتا ہون دیکھ آتا ہون یہ کہکر مہتر باد رفتار افتان وخیزان حیران وپریشان طرف باغ ملکہ ماہ عالم افروز کے چلا یہان جس روز سے **صاحبقران** تشریف لائے ہین دروازہ باغ کا بند رہتا ہی خوف ہی کہ کوئی دراندازی نہ کرے قریب پہر رات کے گذر چکی ہی کہ مہتر قریب دیوار باغ ملکہ پہونچا دیکھا دروازہ بند ہی اندر سے گانے کی آواز آتی ہے سمجھا کہ ملکہ کو ہمیشہ سے ناچ گانے کا شوق ہی صحبت عیش آراستہ ہوگی پھر کچھ سوچکر پشت باغ پر آکر کمند بالای چھت کرکے بر سر دیوار آیا دیکھا صحن باغ مین شامیانہ باسلک ہاے مروارید استادہ چوبین الماس نگار گلدستے چنے ہوئے مسند زرنگار پر **ملکہ ماہ عالم افروز** پہلو مین **بلرزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان** ایک سمت **ہوشنگ نوجوان** اُسکے پہلو مین **ملکہ پروین** مثل ماہ درخشان دس جوان شیر صولت اُنکے پہلو مین خواصان خاص انیسان با اخلاص دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہے فلک کج رفتار رشک سے جل رہا ہے **مہجور آہن کلاہ** کا حال **صاحبقران** سامنے ملکہ کے بیان کر رہے ہین اور فرماتے ہین ای ملکہ عالم ہمکو کئی دنکا زمانہ گذرا نہین معلوم لشکر کا کیا حال ہی ہر وقت یہی خیال ہے لقا ایسا دشمن موجود ہے ساحران غدار طرف سے **افراسیاب** ناہنجار کے چلے آتے ہین فسونگری کے کمال دکھاتے ہین بادشاہ جمجاہ **سعد بن قباد** متمکن ہونگے کل بوقت سحر بعنایت رب اکبر ود باین تمھارے باپ کے جاؤنگا اگر مسلمان ہوا تو خیر ہا ورنہ مکاری کی سزا دونگا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لونگا ملکہ دامن تھامے رو رہی ہے کہ اے شہریار برائے خدا یہ ارادہ نہ کیجئے ابھی تک کسیکو خبر نہین ہے طرف اپنے لشکر کے نکل چلیے اگر آپکو منظور ہوگا کہ تسخیر قلعہ **آہن حصار** کرون اپنے سردارون کو ساتھ لیکر آئیے گا میرے باپ کے پاس فوج بے انتہا ہی وہ خود بھی زور وطاقت وشجاعت مین یکتا ہی ان چند کس سے کیا ہوگا ایسا نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے میرے لئے بڑی خرابی ہوگی اگر یہی قصد کامل ہی تو مجھے پہلے ایک ہاتھ لگائیے جھگڑا چکائیے **صاحبقران** فرماتے ہین ملکہ اِن مقدمات مین دخل نہ دو کل صبح کو ہم ضرور جاوینگے **مہتر باد رفتار** نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا ارادہ ہوا نعرہ کرون تیغ کھینچکر جا پڑون پھر خیال آیا کہ یہ جوان قاتل **قنطور آہن کلاہ** ہی

بوستان خیال۔ جلد دوم	عہ/
" جلد سوم	للعہ/
" جلد چہارم	لعہ/
" جلد پنجم	سے/
" جلد ششم	عہ/
" جلد ہفتم	عہ/
" جلد ہشتم	ے/
" جلد نہم	عہ/
سوانحعمری عمرو عیار۔ نہایت دلچسپ قصہ ہے	عہ/

جادۂ تسخیر نیرنگ فسانۂ عجائب۔	عہ/
سنگاسن بتیسی	۴/
گل بکاولی۔	۳/
قصۂ گل و صنوبر۔	۲/
قصۂ اگر گل۔	۴/
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔	۰۶/
سیر مقبول۔	۱۲/
لطائف ہندی۔ نہایت دلچسپ لطیفے۔	۱۲/
فسانۂ معقول۔	لے/

دلچسپ ناول

مسٹر رینالڈ کے ناولون کے ترجمے

فسانۂ آلہ دین ولیلی	عہ۱۲/
فریب حسن	عہ۱۲/
فسانۂ سوزن عشق	عہ/
فسانۂ لارنس وروتھ	عہ/
فسانۂ حسرت وصل	۵/
مارگیرٹ	۶/
روز الیمبرٹ	للعہ/
ناول اسرار	عاسہ/
دیگز ولنسیڈا	عہ۱۲/
شام جوانی حصہ اول	عہ۵/
حصہ دوم	۹/
دھوکا یا طلسمی فانوس۔	عہ/

دیگر مصنفوں کے انگریزی ناولون کے ترجمے

تسخیر	عہ/
خون ناحق	۶/
شاہد طرار	۸/
طلسم خیالات	۱۱/
ثمرۂ نیکی	للعہ/
قصہ حاجی بابا اصفہانی	عہ/
کرشمۂ تقدیر	۰۷/
لال کپتان	۰۵/
نیرنگ فرنگ	۱۴/
شہید جفا	عہ/
سیتا	ہے/
ہنگامۂ عشق	۷/

ناول ترجمہ سید وجاہت حسین

خوبی قسمت	۱۱/
بوالہوس	۱۲/
جوش خون	۱۴/
چابک سوار معشوقہ	۱۲/
بادشاہ سلامت	۱۵/
خلق مجسم	۱۴/
حور عین کامل ہر دو حصہ	۱۴/

متفرق ناولون کے ترجمے

تلگدام	۹/
الو کی دم فاختہ	۵/
کلجگ کی کھونٹی	۵/

الف لیلہ دنیازاد و لطرز ناول	[illegible]
معشوقۂ فرنگ	۵ر
اسرار ہند	۵ر
منارۂ قیصری	۱۰ر
مجموعۂ افسانہ دلپذیر	عہ ر

بنگالی ناولون کے ترجمے

بنگالی دولہن	۱۰ر
پرتاب	۱۰ر
روہنی	۸ر
مار آستین	۸ر
مرنالنی	۸ر

اوریجنل ناول

حرمان خاتم	۴ر
خوش نصیب	۶ر
خواتین ثلاثہ مستورات کے واسطے نہایت ہی نصیحت آموز ناول ہے	عہ ر
جام زہر	۱۰ر
راز عشق	۹ر

طویلہ کی بلا بندر کے سر	۲ر
طلسم ثمر عرف گلاب کنور	۱۲ر
عیارون کا عیار	عہ ر
فریب نیرنگ	۴ر
مفید خاص و عام	۱۴ر
ناشاد	۷ر
نئی نویلی	۳ر
نئے بگڑے	۵ر
وقائع نادری	۵ر
ہم خرما و ہم ثواب	۵ر
شمس و قمر	۲ر
خواب کلکتہ حصۂ سوم و چہارم	۱۲ر
سبز باغ	۵ر
التمش	[illegible]
سندرشانغا کامل چہار حصہ	[illegible]
بزم اکبری ہر دو حصہ	[illegible]
مکاری کا پتلہ	۱۰ر
جفا و وفا	۱۰ر
دلچسپ حصہ اول	۴ر
بلاس کماری	۱۳ر

پھول وتی عرف سندرشانغا	[illegible]
دربار اودھ حصہ دوم	۹ر
حجاب عصمت پردہ کے متعلق نہایت دلچسپ بحث	۲ر
کرشن کانتا ہر دو حصہ	[illegible]
شوکت آرا بیگم حصۂ اول و دوم	
مجلد کاغذ گندہ	صر
〃 بلا جلد کاغذ معمولی سے	
〃 حصہ سوم مجلد کاغذ گندہ	صر
〃 〃 بلا جلد کاغذ رسمی سے	
ملا زاغلول	۸ر
خاتون اودھ	۱۰ر
منصور و دنیرہ	۶ر
دیر پرتاب	[illegible]
لال چین	۱۰ر
فرمان قضا	۸ر
عائشہ بیگم	۱۰ر
سیف کمال	۴ر
حامد محمود	۸ر

المشتہر
مینیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو حضرتگنج لکھنؤ

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ [illegible] مجلس انتظامی [illegible]

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ [illegible] کتابیں [illegible]
مجالس تعلیمات و نصاب [illegible] اپنے پاس [illegible] اور [illegible]

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ [illegible] کتابیں [illegible] اور [illegible]
اور اراکین دارالترجمہ [illegible] کتابیں [illegible]

۳۔ طلباء ایم۔ اے، ایل ایل بی [illegible] اپنے پاس [illegible] رکھ سکیں گے۔
کے طلبہ تین کتابیں [illegible] اور [illegible]
طلبہ پانچ کتابیں [illegible]

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس [illegible] جائیں گی۔ [illegible]
ایک آنہ یومیہ فی کتاب [illegible] لازم ہے۔

۵۔ بشرط موقع [illegible] کتاب کا [illegible] لازم ہے۔
[illegible] کتب خانہ میں کتاب [illegible]

۶۔ کتابیں گم [illegible] یا خراب ہو جائیں تو [illegible] ذمہ داری
عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا [illegible]
[illegible] جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور [illegible] کی کتابیں
جاری نہ کیا جائیں گی۔ فقط